بیُمن چمن آرائی کن و مکاں کار فرمائی ماشا کا
افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوشربا جس میں
جادو تقریر نو عروس کلام زیبا و نظر فروز نقوش مرصع و تحریر حیرت افزا ہے
جلد پنجم حصہ اول
طلسم ہوشربا
ترجمۂ داستان
امیر حمزہ صاحبقران
بار دوم
تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوی شیریں بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدۂ مجالس امیران درخشان سر آمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین قمر
بمطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیۂ طبع محلّٰی ہوئی
اعلان حق تالیف اس کتاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے۔

اطلاع - اگرچہ اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور انکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے مین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے دو صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اردو کی صریح کرتے مین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

اردو قصہ جات نثر

الف لیلہ باتصویر - مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہی اُسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم بجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطارام تخلص شایان مرحوم نے کیا ہی اس مرتبہ اسکا اختصار بعبارت دلچسپ مولوی حامد علی خان تخلص حامد نے کیا ہی لطف یہ کہ ہر رات کا ترجمہ علحدہ علحدہ ہی جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہی و تصاویر بھی اس سے انچے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشیدہ قابل دید ہین -

الضاً - حسب مراتب بالا -

الف لیلہ بغیر تصویر - مترجمہ منشی طوطارام شایان -

مجموعۂ افسانہ دلپذیر - جسمین بیس فسانہ دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی موسومہ ٹیلس فرام حروف نفیس ٹیلس مصنفہ شکسپیر صاحب نامی شاعر جناب مولوی محمد احسان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس عام فہم ترجمہ کیا جسمین نتائج سودمند مثل حکایات لقمان حکیم کے جلوہ نما ہین لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہی

فسانۂ عجائب جلی قلم - باتصویر عبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی سرور -

فسانۂ عجائب - متوسط قلم -

الضاً - باریک قلم بلا تصویر -

قصۂ سوہنی و مہنوال - ذخیرہ پند خردمندانہ -

قصۂ گل صنوبر - از منشی پیم چند -

سروش سخن - جواب فسانۂ عجائب از سید فخرالدین حسین مودودی -

الضاً - حسب مراتب بالا - غیر مطبع -

طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون -

قصۂ اگر گل -

قصۂ گوپی چند بھرتری -

سنگھاسن بتیسی نثر -

قصۂ گل بکاولی - از منشی نہال چند -

بیتال پچیسی - باتصویر قصہ مشہور -

نوزتن - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور -

لطائف ہندی - چٹکلے اور لطیفے مصنفہ للو جی لال

قصۂ سورج پور - حصہ اول از منشی چرنجی لال -

قصۂ ماہ و رمضان - از عبدالصمد خان -

فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب

قصۂ چہار گلزار - از منشی ہرگوپال صاحب -

اسرار الفاتحہ

یہ وہ نایاب تفسیر اس ہندوستان میں آنکھوں سے دیکھنے کو ملی ہے جسکی قدر علماے پشاور سے پوچھیے جسکا اعزاز علماے کابل و قندھار و ماوراء النہر سے دریافت کیجیے۔ درحقیقت یہ تفسیر ان مدارک کا التقاط ہے۔ جو علامہ بحر العلوم نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی غیر معروف تفسیر اسرار میں مکنون تھی اور اُن جواہر کا انتخاب ہے جو علماے کبار و اولیاے عظام کے فیوض غیبی و حکمتہاے لاریبی کو امام نسفی نے گنجینہ اسرار عبارت میں بیان کیا تھا کسی ذی علم نے آجتک اقرار نہ کیا کہ ہم اس پاک وحی قرآن کے جملہ علوم سے ماہر ہو چکے ہیں۔ بلکہ حسب بیان صاحب اتقان و دیگر ائمہ کے سب کا اعتراف ہے کہ اس بحر ناپیداکنار کے علوم و اسرار اسیقدر زیادہ نکلتے جاتے ہیں جسقدر آدمی کو تقوی و تجربہ بڑھتا جاتا ہے اور اُسیقدر وہ زیادہ اپنی جہالت کی قدر جانتا ہے جسقدر بحر ناپیداکنار کا جلوہ نظر آتا ہے۔ بے شک یہ عجیب تفسیر تصوف و حکمت کے ساتھ جامع ظاہر تفسیر ہے۔ مطبع کو ایک نسخہ بمشقت غیر متوقعہ تلاش سے ملا۔ یا یوں کہیے کہ جناب مولانا غیر محمد پشاوری نے عمدہ نایاب ہدیہ دیا۔ یہ صرف ایک ہی نسخہ ہو گا۔ اور سنا جاتا ہے کہ بعض کتب خانجات امرا میں دوسرا نسخہ بھی موجود ہے کیا خوب ہوتا کہ اہل ریاست بذات خود ان علوم نایاب کی اشاعت پر توجہ فرماتے خوب ہوتا کہ اہل دولت ایسے جواہر بے بہا کو خرید فرماتے تاکہ انکا نام نامی بھی تا قیامت صفحہ ہستی پر نیک یادگار قائم رہتا۔ اور آخرت کی بیشمار نعمت سے خود سرفراز ہوتے۔ الغرض یہ گوہر گرانمایہ تمام کوشش کے ساتھ کاتب جواہر رقم سے لکھوایا گیا اور پوری حفاظت سے بار اول پیمانہ ۲۰+۱۱ ۹ پر طبع ہوا۔ ۴۳۵ صفحہ یعنی [illegible]

سواطع الالہام یعنی بے نقط تفسیر قرآن

اس نادر تفسیر کا تذکرہ حلقہ طلبہ و مجمع علما میں عجب غرابت سے مشہور ہو رہا تھا۔ مگر قرون سے اسکی داستان سننے سے ہر شخص بہت مشتاق ہو گیا تھا۔ اگر کسی عالم کے پاس کسی سورہ کی تفسیر بے نقط ہوتی تھی تو اسکو ایک گوہر نایاب کی طرح رکھتے گویا ایک عجیب تبرک تھا کہ اسکو کبھی کبھی نکال کر زیارت کرتے۔ فی الواقع ایک اعلی اور صنعت اعلی ہے۔ شہنشاہ اکبر سے ہندوستان لے اسکے مؤلف علامہ ابو الفیض فیضی کو اگر تاج کرامت و اعزاز سے سرفراز کیا بہت بجا تھا۔ اور بقول مشہور (ولی را ولی می شناسد) ہر عالم و ادیب کا اسکے جوہر بے بہا پر فریفتہ ہونا لائق تھا۔ بحمد اللہ کہ مطبع اودھ اخبار کو اسکا نہایت خوشخط و صحیح نسخہ دستیاب ہوا اور نہایت اہتمام سے جواہر رقم کتابت اور نفیس کاغذ پر اسکو طبع کیا۔ پیمانہ ۲۲+۲۰ پر (۴۴۰) صفحات یعنی ربع جزو کلان میں۔ اور قیمت مقررہ اسکے مقابلہ میں گویا مفت

جواہر غیبی

یہ اسم باسمی کتاب مذاق تصوف میں نایاب مولفہ حضرت سید مظہر علی شاہ اکبر آبادی قدس سرہ ہے۔ عجیب رتبہ کی کتاب ہے جسمیں ابتدا سے انتہا تک کا طریق سلوک و نجات تحقیقات مذکور ہیں جنہوں نے اسکو دیکھا وہ دلدادہ و شیدا ہیں۔ اور جو محروم ہیں افسوس کرینگے۔

فہرست مضامین طلسم ہوشربا جلد پنجم حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس بخدمت ناظرین وشائقین

یہ حقیر پر تقصیر خاکپائے صاحبان علم وکمال وزرہ بیمقدار بیابان قدرشناسان فضیلت مآل
خوشہ چین خرمن ارباب سخن پرور شاعران وشاران وبانیان ارا کین قصرہائے نو
وا ہن مصائب خوان شہنشاہ مشرقین خاکسار احمد حسین متخلص بہ قمر بخدمت ناظرین
وشائقین وصاحبان فصاحت آئین شاہد رعنا طلسم ہوش ربا عرض رسا ہی کہ بموجب
ارشاد فیض بنیاد جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مالک مطبع
نامی اودھ اخبار جو جلد پنجم وششم وہفتم کے ترجمہ وتصنیف مین مصروف ہوا
تو جلوۂ عروس مضامین مشغلہ ملاحظہ اہل سخن پر موقوف ہوا روزمرہ واصطلاحات سے
اس کتاب نایاب کو بموجب اپنی حقیقت کے مملو کیا اُس زبان مین یہ جلدین تحریر ہونگی کہ جس
رنگ کو شاہزادگان عظام والا مقام نے پسند فرمایا ہی براہ ذرہ نوازی وشرفا پروری اکثر
سمجھدار ان کج مج زبان کی تعریف وتوصیف احمد فرماتے ہین نیازمند کا مرتبہ بڑھاتے ہین
علاوہ اسکے طریقۂ داستان سرائی کی صورت یہ ہی کہ نہ ایسا طول ہو کہ سامع وخوانندہ
ملول ہون نہ بالکل مختصر ہو کہ مطالب ضروری مین فرق آئے اچھی طرح نہ سمجھا جائے انشاء اللہ
داستانہائے رنگین وفصاحت آئین اہل کمال ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہی کہ لطف کلام اُٹھائینگے

دیگر آنکہ محرر جلد چہارم نے ایرج و قاسم کو طلسم آئینہ مین حیران و سرگردان چھوڑا ہی لڑائیان ہوئین مگر ایرج نوجوان کو لوح طلسمی نہ ملی کلی باغ آرزو کی نہ کھلی فکر لوح مین تھے کہ مرأت جادو نے طوفان جادو کو روانہ کیا طوفان جادو کا دریاے قہر و غضب جوش مین آیا کہ ایرج و قاسم و شاپور و سیارہ و ملکہ خنظل و جملہ سرداران ہمراہی کو گرفتار کیا مرأت کو نامہ لکھا کہ مین نے طلسم کشا وغیرہ کو پکڑ لیا اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی مرأت چونکہ حیران تھی کہ کئی مرتبہ اُنکو گرفتار کیا مگر مطلب دلی حاصل ہنوا جواب مین نامہ کے لکھا کہ ان سب کو بخدمت خداوند لقا لیجاؤ وہ تقدیر رو کے قتل کرینگے ان سب کے خون سے ہاتھ بھرینگے طوفان بجوش و خروش قیدیون کو لیکے چلا جسدن قریب لشکر لقا پہونچا مہتر شاپور نے رات کو جمعدار مردود کو حقہ پلا کے بیہوش کیا اُسکی صورت بنکے کشتی حیات طوفان جادو کو غرق دریاے فنا کیا یعنے ساحرون کو مار اہنگامہ سنکر اہالیان لشکر لقا ایرج و قاسم پر آپڑے یہ خبر امیر کو ہوئی مع سرداران کے آکر شریک جنگ ہوے ایک جانب سے ظل اسد مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سیر شاہنشاہ بانوقیر سعد بن قباد پہونچے دارا ے ہند لندھور بن سعدان کا بھی نعرہ ہوا مالک اژدر و بہرام گرد صفدر و قیرج بن بدیع الزمان و ہاشم تیغزن و خورشید بن ہاشم وغیرہ نعرے کرکے گرے دوسری جانب سے سلیمان عنبر بن گوے کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ کل فوج کوہستان لیکر آئے جنگ عظیم واقع ہوئی لیکن وقت شب تھا شہزادہ خاور سپاہ و ایرج نوجوان چونکہ اسی وقت قید سے چھوٹے تھے سلاح جنگ بھی جسم اور پر نتھے انتہا کے زخمی ہوے آخر کار کافر بدکیش نے فرار پر قرار کیا صاحبقران ایرج و قاسم وغیرہ کو لیکر بارگاہ مین آئے ملکہ خنظل قید مین علیل ہوگئی تھی اپنے ملک کو گئی ۔

واضح رہے کہ ایرج نوجوان و قاسم و شاپور بجیش و سرور لشکر ظفر قرین مین لیکن طلسم آئینہ ابھی تک فتح نہین ہوا قید ہو کر یہان آئے رہا ہوے انشاء اللہ انکا جانا پھر طرف طلسم آئینہ کے ناظرین والا تمکین پر آئینہ ہوگا اور اس طلسم کی قرار واقعی قلعی کھلجائیگی ۔

بیمن چمن آرای کون و مکان کارفرمای شان کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوشربا یعنی جادو
سحر پر نور در کلام زیبا و طرز انگیز مرصع و تحریر حیرت افزا ہے

جلد پنجم حصہ اول

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم دلشاد زبان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج صاحب خوان
پسندیدہ مجالس ایران درمیان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین قمر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب طلسم ہوش ربا جلد پنجم من تصنیف شاعر شیرین مقال ثنا بیمثال جناب علم و ہنر جناب منشی مرزا احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر نظم مولف

ای بلبل خامہ ہان چہک جا | ہو باغ سخن مین نغمہ پیرا | آغاز ہو حمد کبریائی
تعریف رقم کرون خدا کی | کیا پاک ہی ذات رب عالم | کیا کیا ہین صفات رب عالم
مالک ہی زمین و آسمان کا | بانی ہی بنائے دو جہان کا | کیا خاک کو اُسنے دی ہی تاثیر
مٹی ہی کہین یہ اکسیر | زہے صنعت باغبان قضا و قدر کیا کیا نیرنگیان دکھائین

اللہ و اکبر کہین زیبائی شاہد گل کی کہین نغمہ سرائی بلبل کی کہین قمری طوق اطاعت بگردن مصروف تسبیح حق سرو کہین فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف بہ کوکو ہر برگ و بار سے رنگ قدرت نمائی ہویدا ہی ملاحظہ چمنستان عالم سے بوے یکتائی پیدا ہی کارساز حقیقی خالق مطلق حلیم رحیم کریم سمیع علیم بصیر جل جلالہ و عم کمالہ

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا محبوب خالق ارض و سما باعث ایجاد عالم محترم و محتشم ماہ اوج رسالت آفتاب عالمتاب آسمان نبوت نظم مولف

لکہ ای کلک نعت رسول خدا | کہ صاحب ہی جو قاب قوسین کا | وہ بزم نبوت کا مصباح ہی

طلسمات عالم کا فتاح ہی
یہ روشن ہی ہر ایک پر سر بسر

کرون ذکر کیا اُسکے اعجاز کا
کیا ایک انگلی سے شق القمر
کہ ہی لوح فتح طلسم جہان

رہے جس سے حیرت مین ساحر سدا
یہ مُہر نبوت سے پایا نشان

منقبت جناب امیر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قصیدہ

ای ثنا خوانت پیمبر یا امیر المومنین
مہد مین چیرا ہی اژدر یا امیر المومنین
جبرے بحر فیض کو دیکھے ای دریا فیض
راز دانش یا پیمبر یا امیر المومنین

قدر دانت رب اکبر یا امیر المومنین
عدل مین حضرت کے تجکو ... تنہا ہوکر
قطرہ بنجائے سمندر یا امیر المومنین
مدح خوان ہی یہ قمر شاہا نگاہ مہر کر

بچپنے سے ہو غضنفر یا امیر المومنین
قصۂ بازو کبوتر یا امیر المومنین
کنہ ذات با صفات حق نہ ہی بند کسی
آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین

سبب تصنیف حیرت افزا جلد پنجم کتاب طلسم ہوشربا

بخدمت دقیقہ سنجان معانی پرور و سخنوران فیض گستر و قدر دانان متاع بازار معانی و خریداران جواہر زواہر کالاے ہوشربائے دکان سخندانی ناظرین اولو الابصار و نازک خیالان عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ حقیر سراپا تقصیر خاک پاے رہروان جادۂ منازل علم و کمال و کفش بردار سالکان مراحل قیل و قال اذل کونین منشی احمد حسین بندۂ احقر خالق جن و بشر متخلص بہ قمر عرض رسا ہی کہ ایک روز غریب خانے مین حاضر تھا کہ ہمارے دوست صادق محب واثق مورد فیوض لم یزلی جناب میر معصوم علی صاحب نے سرفرازنامہ فیض شمامہ جناب مستطاب معلی القاب قدر دان اہل فضل و ہنر سخن فہم والا گہر گوہر بے بہاے بحر زخار ریاست سرو خرامان بوستان امارت نیر اعظم برج سپہر جاہ و جلال و بدر درخشان آسمان دولت و اقبال مسند نشین بزم خلق و مروت زینت افزاے اریکۂ شوکت جوہر شناس فلک اساس والا رتبت عالی ہمت ادیب

صاحب تہذیب نافع الخلق جامع الخلق نظم

حفظ آداب مین آگے نہ کسیطرح چلے
فیض تعلیم سے قالب مین گئی روح ہلا
ادب آموز فلاطون ہین معنا خیال
حشر تک نشر اقلیم مین ہین سب مثل

دیکھ او طبع رسا خوب شغل خوب شغل
خلق و خلق کہ انجام تصور کر یاد
ہر کنایہ مین سطور کو ہی تعلیم عمل
ای خدا تا کہ رہین شمس و قمر کے جلوے

تھے جو حیران وہ انسان بنے خدمت
لیجے اُسکو سبق حضرت استاد ازل
گرنہ آمیزش تہ میرے یا این ترتیب
ای خدا تا کہ رہین ... دن رات مشغل

غوث دولت و اقبال ہیں سب ہمراہ | شوکت و شان و تجمل میں ہیں اجلا | خازن مخزن علم و شعور یعنے

جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع نامی اودھ اخبار دام اقبالہ کا لیکر تشریف لانے
نیازمند سرفراز ہوا مرحمت و عنایت پرنہایت نازاں ہوا فورًا دولت زیارت کیمیا خاصیت حاصل
کی ازراہ قدردانی ارشاد فرمایا کہ براہ مہربانی جلد پنجم و ششم و ہفتم کتاب طلسم ہوشربا
بعبارت لطیف و نفیس کہ پسند خاطر خاص و عام ہو تحریر فرمائیے کہ ناظرین بلند ہمت و شائقان
خوش آئین اس سے لطف اٹھائیں مگر تعجب کا مقام ہے کہ آپ ایسا کامل و اکمل داستان گو
وحید عصر شاعر و نثار ہر فن میں ذیوقار لکھنؤ میں موجود ہے افسوس ہمکو قبل خبر نہوئی اب زبانی اکثر
روساے ذیوقار و شاہزادگان والا تبار کے ظاہر ہوا آپ کے کمال سے بخوبی ماہر ہوا اسوجہ سے
اپنے دوست جناب میر صاحب موصوف مذکور کو ذریعہ کرکے آپ کو تکلیف دی اگر قبل اسکے آپ سے
شناسائی ہوتی یہ چوبار جلدیں طبع ہوئی ہیں آپ ہی سے انکا ترجمہ کراتے اور لکھواتے خیر اب
بعنایت باری بسم اللہ قلم اٹھائیے مقامات رہائی اسد و لاور و حالات طلسم باطن یہ داستانیں
منتخب ہیں ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں کہ تحریر کر سکے یا بیان کرے اور راہ تقریر ہجرہ ہفت بلا میں
بھی قدم رکھے کیا مجال اشعار سے تازہ کرنا اور جبڑا ان داستانوں میں اسرار ہیں اسکا کسکو
تیسر ہی ہر گز دسہ آپ کا مدح خوان ہے واضح ہو اس شہر میں سب داستان گو آپ کے پیرو ہیں
دفتر ہوشربا آپ ہی کی سحر بیانی سے مشہور عالم ہوا ورنہ کوئی اسکے نام سے بھی آگاہ نہ تھا اب
آپ کو انکار بیکار ہے ناظرین کو ہر سہ جلد کے طبع ہونے کا بہت بڑا اصرار ہے الاشتیاق شدید الموت
مشہور ہے بہر نہج ترجمہ کرنا آپ کو ضرور ہے ہر چند کہ یہ حقیر اس تحریر کی لیاقت نہ رکھتا تھا لیکن
بلحاظ اسکے الامر فوق الادب انکار نہ کر سکا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب ممدوح کے
تحریر و تالیف و ترجمہ ہر سہ جلد کا اقرار کیا

التماس بخدمت حضرات ناظرین و شائقین

اب خدمت ناظرین باتمکین و صاحبان بلاغت و فصاحت آئین میں یہ بے بضاعت سرگشتہ
وادی حیرت مرکب جہل و نادانی ناآشناے بحر رموز سخندانی عرض رسا ہے کہ اگر کہیں اس
ترجمہ میں غلطی پائیں ازراہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائیں ہر چند بخوف حرف گیران

وافشا کنندگان عیوب سخن سےنہایت لرزاں وترساں ہون لیکن انشاء اللہ تعالے
بحول قوۃ واعانت رب اکبر وبتائید خالق جن و بشر و بمدد ستار العیوب و غافر الذنوب ایسی ایسی
داستانہاے لطیف بعبارت ظریف شائقین ملاحظہ فرمائینگے امید واثق ہے کہ خط وافر اٹھائینگے نظم

گو مرے جنس سخن کی قدر دانی کیا کرے — نقد دل دیدے سخنداں نکتہ داں ہون تو سہی
ترجمہ اچھا نہین ہر چند مجھ نا فہم کا — اہل دانش جتنے ہین سب مدح خواں ہون تو سہی
داستانین مندرج ایسی ہون حسن و عشق کی — دل ضعیفون کے بھی سن سنکے جواں ہون تو سہی
ہون رقم برق و عمرو کی اسطرح عیاریاں — دنگ سب مکار و غدار جہاں ہون تو سہی
اس طرح لکھون کسی موقع پہ حال انقلاب — منفعل گردش سے اپنی آسماں ہون تو سہی
نعرۂ مردان میدان وہ لکھون ہیبت فزا — آب ڈرسے زہرۂ شیر زیاں ہون تو سہی
یون کرون تحریر رنگ آمد فصل بہار — بلبلین گلشن مین میری مدح خوان ہون تو سہی
داستانین سب وہ ہون دلچسپ و مضمون دلپسند — ناظرین بیحد و احصا شادماں ہون تو سہی
اے قمر رنگین عبارت وہ ہو جسکے رشک سے — روے اعدا زرد مثل زعفراں ہون تو سہی

آغاز داستان شوکت بیان ارادہ کرنا افراسیاب جادو کا بہ تحریک کلاب عقاب سوار قتل شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا اور پہونچنا اس خبر وحشت اثر کا شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آنا تحریر کوہ نشین کا اور جنگ کرنا کلاب عقاب سوار کا مہرخ وغیرہ سے اور قتل کرنا اُن سبکو

خواجہ عمرو عیار یکتاے روزگار کا ساقی نامہ

پلا ساقیا خون دل کی شراب — کھلا ساقیا مرغ دل کے کباب — کہاں ہے تو اے ساقی گلعذار
دکھاتی ہے جوبن عروس بہار — ترے میکدے کی سما خیر ہو — نشہ مین طلسمات کی سیر ہو
گلابی اٹھا ساقی بے نظیر — کہ پیر مغاں خود ہے روشن ضمیر — ترے دور مین کیون نہ مسرور ہون
سمجھ خانہ یہ مست و مخمور ہون — مرے ساقی مہرخ و بیعدیل — نہین کوئی عالم مین تجھسا شکیل
اٹھا ابر رحمت کہ ہے وقت صمد — کرین کیون نہ چشمک نئی برق عد — ہوئی کیا عنایات رب صمد

صریر قلم ہی کہ گونجا اسد
اسد شیر دل ہو بنیگے جب رہا
نہ مغرور ہو مثل افراسیاب
قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا
کہ عیاری برق کی فکر ہی
عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان
شہنشاہ اقلیم افسون گری

رہائی کا اک شیر کی ذکر ہی
کھلین گے اُدھر چہرہ ہاے بلا
امید وفا ہی تری ذات سے
کہ مشتاق ہین مہروش جابجا
اشارہ ہی یہ طبع بیباک کا
تماشۂ ریش جادوگران

بلاؤن سے بچنے کی بھی فکر ہی
پلا جام صہباے حیرت شتاب
بچانا مجھے ظلم آفات سے
تڑپتا ہی دل اور ہی ذکر ہی
بندھے رنگ عقل مین چالاک کا
زنامش بہ بزم عدو اب تری

اسیران دام حسرت انجام صعوبت و گرفتاران محبس اندوہ و محنت محبوسان خرابۂ درد انگیز و مقیدان قیدخانۂ آفت خیز پابندان سلسلۂ زنجیر دلبستگان پیمان پیچ و تاب تقریر حال حیرت اشتمال رہائی شمع دودمان صاحبقرانی رافع رایات کشور عالیجناب سرکوب افراسیاب صاحب چتر و افسر اسد دلاور سلک جواہر سلک سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین اور مشتاقان گوش آواز کو داستان نو سناتے ہین اول ظاہر کرنا اس مضمون کا ضرور ہی کہ جلد چہارم مین اس مقام تک تحریر ہوا ہی کہ کلاب عقاب سوار عین معرکہ کارزار مین بخدمت افراسیاب حاضر ہوا ہی اور افراسیاب کو مقابلہ مہرخ وغیرہ سے یہ صلاح دیکر پھیرے گیا کہ ای شہنشاہ اب آپ کس لیے لڑتے ہین بیکار ہر روز یہ معرکے پڑتے ہین جنگ سے ان تیرہ بختون کی تامل کیجیے چلکر شمع حیات طلسم کشا کو گل کیجیے سارا افساد دفع ہوجائے دل شہنشاہ کا اس صدمۂ جانکاہ سے آرام پائے پھر باغیون کو سزاے کامل ملے ہوا خواہان سرکار کا غنچۂ آرزو کھلے یہ بات افراسیاب کو بہت پسند آئی اور خوش ہو کر کہا واہ بھائی خوب تمنے تدبیر بتائی غرض افراسیاب طبل بازگشت بجوا کر بعد کروفر مع لشکر سرداران شقاوت اثر زیر گنبد نور آکر اُترا ہی اس ارادہ پر کہ صبح کو اسد کو قتل کرونگا اُسکے خون سے ہاتھ بھرونگا اور یہ خبر وحشت اثر ایک جادوگر نے ملکہ بہار شمشیر زن اور خواجہ عمرو کو سُنائی ہی اسد یہ حال رنج مآل سُنکر طبیعت عمرو کی گھبرائی ہی اور خواجہ عمرو بہار سے یہ کہکر اُٹھے کہ ای ملکہ یا تو صبح کو اسد کو چھڑاتا ہون یا جان دینے جاتا ہون یہ کہکر بتعجیل اپنے لشکر مین آئے عیاران نامور کو ساتھ لیکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوے ہین اور لقا بردۂ کاف سے آکر مصروف عیش ہی اور

زر ولۂ آفاق ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران عالی شان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی بفر
فریدونی و حشمت جمشیدی داخل بارگاہ سلیمانی ہین بیت جو ہین زبدۂ زمرۂ ساستان
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان ۔ شاہباز کلک کو صیدگاہ میدان صفحۂ قرطاس مین برائے
شکار طائر روح کلاب عقاب سوار یون بلند پرواز کرتے ہین اور شیران مضامین تعقب
غزالان سطور مین ناز کرتے ہین کہ جب کلاب عقاب سوار مکار سا فراسیاب ناہنجار کو قتل
اسد نامدار پر زیر گنبد نور بصد سرور آمادہ کرکے داخل بارگاہ ہوا اور تحریر ہو چکا ہی کہ اس خبر
وحشت اثر کو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سُنا سر دھنا اور مع عیاران لشکر برائے جستجوے
خبر اسد نامدار بیقرار ہو کر داخل شہر ناپرسان ہوے اور ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ افراسیاب
مین آئے دیکھا کہ افراسیاب تاج نخوت برسر تخت نکبت پر بصد کر و فر متمکن ہی پہلو مین ملکہ
حیرت زیور و لباس سے آراستہ خلعت ناز و ادا سے پیراستہ کرسی جواہر نگار پر مثل
طاؤس جلوہ نما زکلمات افراسیاب پر گوش بر آواز جلوہ فرما ہی صحبت عیش و نشاط بصد
انبساط گرم ہی ناگاہ ایک کلاب عقاب سوار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ یہ
خیر خواہ عرض کرتا ہی منادی کو حکم ہو کہ مشتہر کرے کہ صبح کو طلسم کشا قتل کیا جائیگا اور اپنی سرکشی
کی سزا پائیگا یہ گفتگو درپیش تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر سیہ فام بصورت
مہیب و شکل عجیب سامنے افراسیاب کے آیا دعا و ثناے شہنشاہی بجالایا افراسیاب
نے پوچھا اے نحریر کوہ نشین اسوقت آنے کا کیا سبب ہوا دست بستہ اُسنے عرض کی کہ
زیارت شہنشاہ کا مشتاق ہوا صرف ملازمت کو نہین آیا ہون ایک عرض بھی کرنے آیا
ہون غلام نے زبانی طائران طلسم کے مژدہ قتل طلسم کشا سُنا ہوش اُڑ گئے برائے خیرخواہی
واجب و لازم ہوا کہ سرکار سے اسرار اس طلسم کے عرض کرون مین حضور کے بزرگون کے
وقت سے صاحب کتاب ہون میرے پاس روزنامچہ مقیمان طلسم کا حاضری نگوار ہر وقت
اس کتاب ساختۂ منجمان طلسم کا ناظر ہی شاہان طلسم اسی کی پیروی کرتے آئے ہین یہ چند اور اق
خاص برائے انتظام بنائے ہین ملاحظہ فرمانا حضور کا ضرور ہی نہ عرض کرنا خیرخواہی سے
دور ہی یہ کہکر چند اوراق پریشان اُس بے ایمان نے ہاتھ مین افراسیاب کے دیے

افراسیاب نے یا سامری کہکر وہ اوراق بصد اشتیاق آنکھون سے لگائے اور بآواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ ای شاہان طلسم ہوش ربا جو کچھ اسمین تحریر ہے وہ گویا حقیقت مین طرف سے خداوند سامری و جمشید کے نوشتہ تقدیر ہے جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا زندگی پر حرف آئیگا بذلت و رسوائی مارا جائیگا طلسم درہم و برہم ہوگا ہجوم لشکر رنج و غم ہوگا خبردار خبردار اسکا خیال رکھنا خوان طعام ذلت کا فرازنہ چکھنا اگر طلسم کشا گرفتار قید ہوا اور ساحران ہوش ربا کا صید ہو جبتک میعاد قید معینہ نہ گذرے قتل نہ کرنا اسکی احتیاط ضرور ہے بغیر سمجھے کام کرنا سراسر قصور ہے مثل سخن شنیدن بیخ دولت یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے سر جھکایا اور براے تحقیق ایام میعاد قید اسد سرماے برف انداز کو بلایا اور فرمایا ای وزیر اعظم دستور معظم جس کتاب مین تاریخ قید اسد مندرج ہے جلد لاؤ اور ہرگز ہرگز دیر نہ لگاؤ وزیر بدتدبیر نے جا کر کتب خانہ طلسمی کھولا یکایک پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک وزیر صاحب تشریف لائے ہین کتاب میعاد قید طلسم کشا کی خواہش ہے اسمین سراسر کاوش ہے اسوقت ما قفاح طلسم ہوش ربا ہے اسکو کون نقل کر سکتا ہے یہ کلمات حیرت آیات سنکر سرماے برف انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہو گئے دانت سے دانت بجتا تھا مثل بید تھر تھرا رہا تھا حیران ہو کر دیکھا پہلوے قصر مین ایک ماہ شکل چنچل لباس نقرہ در بر تاج مرصع بر سر تخت یاقوت پر جلوہ فرما ہے حسین مہ جبین نازک اندام گلفام سرو قد خورشید خد ابرو چشم جادو بہ ہر خندہ کز لب بسکہ تھی بہ تمکنت قتل خستگان کی تھی

سراپا کا اسکے کرون کیا بیان　　حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری　　بھری چشم فتان مین جادوگری
دہن غنچہ گلشن حسن و ناز　　خبردار علم نشیب و فراز

جب سرماے برف انداز شکل آئینہ حیران دلصورت لف پریشان ہو کر نظارہ جمال بیمثال کرنے لگا اور مبہوت ہو کر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا اُس قاتل عالم نے مسکرا کر کہا کہ کیون ای وزیر صاحب خیر تو ہے کچھ فرمایئے اسقدر نہ گھبرایئے جو مجھکو کہنا تھا کہہ چکی وزیر شہنشاہ کو اختیار ہے کتاب حاضر ہے لیجایئے لیکن مناسب ہو تو شہنشاہ کو سمجھایئے کہ میعاد معینہ ابھی ناتمام ہے ہمکو قتل طلسم کشا مین کلام ہے یہ کہکر اُس آرام جان رقاص عاشقان نے بصد ناز و انداز ایک کتاب اُٹھا کر وزیر مذکور کو دی سرماے برف انداز نے افراسیاب

کی راہ لی اور بہ تعجیل تمام خدمت افراسیاب مین حاضر ہوا مگر رنگ رو متغیر لب پر آہ سرد چہرہ
زرد یہ حال دیکھکر افراسیاب نے پوچھا خیر تو ہی وزیر حال خیریت تال تیلی کا زبان پر لایا سارا
قصہ گفتگو کا کہہ سنایا افراسیاب ہنسا کہا ای وزیر اعظم ایسے ایسے عجائب اس طلسم ہوش ربا مین
بیشمار ہین یہ حرامزادیان کنیزان سامری شراب نخوت سے مست و سرشار ہین ما بدولت کا
عالم مین کون ہمسر دہی رنگ آفتاب روبرو میرے جاہ و جلال کے زرد ہی اگر سحر پڑھکر زبان
ہلا دون سرکشان دہر کو خاک مین ملا دون اگر تلوار کھینچون جلاد فلک لرزان ہو دنیا مین
قیامت کا سامان ہو سرہاے دشمنان مثل حباب بحر فنا مین بہتے پھرین لاشے دشمنون کے
زمین پہ دھڑ دھڑ گرین دریاے خون کی روانی ہو کشتی حیات عدو طوفانی ہو اگر جوشش قہر و
غضب دکھاؤن دریاے ہستی مسلمانان کو تلاطم مین لاؤن یہ باغی جو میرے گرد ہین اس
دامن دولت کی گرد ہین مرف مجکو ایام میعاد معینہ کا دیکھنا ضرور ہی اس فاحشہ کی باتین لیکن ما بدولت
سے کتنا سوا سر تمھارا قصور ہی یہ کہکر کتاب کو ہاتھ سے سرہانے کے لیکر کھولا اور انگلیون پر
شمار کرکے سر ہلایا اور طرف کلاب عقاب سوار کے متوجہ ہوا کہ ای برادر بجان برابر تمنے
حقیقت مین از راہ خیر خواہی کہا تمکو قتل اسد کی مشتاقی ہی مگر مجبور رہون کہ ابھی ایک مہینہ کامل
میعاد مین باقی ہی اب تم برائے چندے اپنے ملک کو جاؤ بر وقت اطلاع دینگے تمھارے
ہی ہاتھ سے یہ کام لینگے علاوہ اسکے بروز قتل طلسم کشا تمام شاہان ساکنان طلسم ہوش ربا
اس جلسہ مین آئینگے اپنی اپنی شان و شوکت دکھائینگے چونکہ کلاب عقاب سوار کے
دماغ اس ملعون کا کبر و نخوت سے بھرا ہی اور اپنی سحر و ساحری پر بہت مغرور ہی دست بستہ عرض رسا
ہوا کہ غلام لغیر کوئی کار نمایاں کیے ہوے یہان سے نجائیگا اس عرصہ گذرنے میعاد قتل طلسم کشا
مین مہرخ وغیرہ کو گرفتار کرکے لائیگا یہ کہکر فوراً لغیر سحر بجائی فوج اُسکی تیار ہوکر سامنے آئی افراسیاب
نے مجبوری خلعت رخصت دیا اور سمجھا کر کہا کہ ذرا عیارون سے ہوشیار رہنا صرف لشکر اسلام
مین چھ عیار ہین مگر قیامت کے تپلے آفت روزگار ہین جب اُنسے جان بچاؤگے تب
مہرخ وغیرہ پہ فتح پاؤگے اس بچیاے ہنسکر جواب دیا جو شہنشاہ نے فرمایا بجا فرمایا مگر
عیارون کی یہ مجال ہی کہ آپکے غلام کے سامنے آئین اور پھر زندہ واپس جائین ایک

اشارۂ سحر مین جلا دون خاک مین ملا دون یہ کہکر گردن سحر پر سوار ہوا تین لاکھ فوج ہمراہ لیکر
بمقابلۂ لشکر مہرخ چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو بشکل خدمتگار دربار مین موجود تھے یہ سب
کیفیت دیکھکے بارگاہ افراسیاب سے باہر نکلے اس فکر مین کہ ملعون تمام لشکر پر ہمارے جاتا
ہو دیکھیے کیا دکھاتا ہی مگلا ہی عمرو اگر بن پڑے اور خدا فضل شریکحال کرے تو اسکو تا بہ لشکر
نجانے دو یہ فن عیاری راہ مین رو کو دل سے باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ بازار شہر ناپرسان مین
پہنچا ہوا خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ہتو برق فرنگی ایک درویش کامل کی شکل بنا ہوا میرانی بغل
مین شجر فی لباس زیب جسم بابا دی یا مرشد کہتا ہوا چلا آتا ہی اور اہالیان شہر کا گرد جاوہ ہی اگر کسی
نے پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو کہان جاؤ گے تکیہ آپ کا کہان ہی جواب دیا بابا
تکیہ فقیر کا پروردگار ہی بیت فقیرون کا ماوا و مسکن کہان + جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر
ہو چکا + بابا دنیا سے ہاتھ کھینچا پاؤن پھیلا دیے داتا کے در کے گئے ہین عمرو خدمتگار بنا ہوا
برق کے قریب آیا ہاتھون کو لیکر بوسہ دیا اور باادب سلام کیا برق نے بھی استاد کو پہچانا
آپسمین اشارون سے باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین عمرو نے انھین اشارون مین
جانا کہ اب عقاب سوار کا برق کو سمجھایا اور کہا کہ اے فرزند اسی کی فکر مین جاتا ہون اگر وہ ہمارے
لشکر تک پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا یہ کہکر برق ایک جانب اور عمرو ایک طرف روانہ ہوے
اب وہ کلمہ داستان رنگین بیان لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ سحر چشم بیان ہوتے ہین کہ بیان کل
سرداران نامی و ساحران گرامی جب میدان کارزار مقابلۂ افراسیاب جادو سے بعد
پیچ و تاب واپس آئے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئین اور فرمایا کہ آج عجب معرکہ
تھا خدا نے ہاتھ سے افراسیاب ظالم کے بچایا اگر وہ خود میدان کارزار مین آتا کون ایسا تھا
زبردست تھا جو اسکے مقابلہ کو جاتا ملکہ بہار جادو رنگین بیان یون زبان سے گل فشان
ہوئین کہ حضور باغبان قضا و قدر صرصر حوادث خزان سے ہمیشہ بوستان لشکر اسلام کو
یونہین بچائیگا اور صانع گلشن عالم ہواے دعاے دلی سے اسی طرح غنچۂ خاطر کھلائیگا اسی
گفتگو سے مسرت آگین مین چند دیرینہ ہرکارے لشکر اسلام کے حاضر ہوے اور دست دعا
اٹھا کے یون ثنا سے شہنشاہی بجا لائے

قطعہ

اے ہرکارہ حقیقت حل جو اعدا

دو جگ بسان تن جان قل ہو اللہ الصمد	لم یلد پایے ولم یولد ہے جاد ستگیر	اگر کہیں پائیے وہ نہیں لہ کفوا احد

اے شہنشاہ گیتی ستان اس باغ پر بہار دربار کو رب اکبر ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے اور تا زمان
اس چمن بے خزان کا خار ذلت و رسوائی سے دل فگار رہے جناب ہوا سے مصیبت
و آلام کے صدمے سے اصل کیفیت یہ ہے کہ یہان سے افراسیاب طبل آسائش بجوا کے
شہر ناپرسان مین گیا ارادہ قتل اسد نامدار تھا ایک کتاب وہ ہے کتاب دیکھا گھبرایا الحمد
اس ارادۂ فاسدے سے باز آیا مگر اب گلاب عتاب سو ہنا ہنجار مع تین لاکھ لشکر ساحران
غدار برائے مقابلہ سرکار رزو لتمدار آتا ہے اسکی نہیب سحر سے پیر فلک تھرا تا ہے ملکہ نے فرمایا
خدائے ما بزرگ است بیت سرمی پیچم ز شمشیر حبیب * ہر چہ آید بر سر من یا نصیب * مگر
ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے پریشان ہو کر دست بستہ ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ حقیقت
مین یہ گلاب بیدین بدبخت آئین نہایت زبردست ساحر ہے حال سے اس زبون خصال
کے یہ کنیز بخوبی ماہر ہے فن سکاری مین طاق ہے سحر و نیرنگ بازی مین شہرہ آفاق ہے یہ ذکر
تھا کہ خواجہ عمرو اور مہتر برق فرنگی حیران و پریشان مثل بید لرزان داخل بارگاہ ہوے
تشریف آوری خواجہ سے سب سردار آگاہ ہوے ملکہ مہرخ نے پوچھا خواجہ خیر ہے اسوقت
آپ کا حال کیون غیر ہے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ وہ تیرہ روزگار تمھارے مقابلہ کو آیا ہے جسنے
کہ فلک شعبدہ باز کو مکر و افسون سکھایا ہے جس وقت یہ ملعون شہر ناپرسان سے روانہ ہو کر ادہر
چلا مین نے اور برق نے تعاقب کیا قصد تھا کہ عیاری کر کے راہ مین اسکو مارون اور تا بہ
لشکر اسلام نہ جانے دون لیکن اُسنے تخت سحر تیار کیا اور بیہودے ہوا اڑکر روانہ ہوا تمھارے
مقابلہ مین آپہونچا وہ دیکھو سامنے بارگاہ مین استادہ ہین ہاے تمھارے قتل پر سب ساحر
آمادہ ہین مگر مین فکر مین جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو سر لاتا ہون یہ کہکر بابناے عیاری سے آراستہ
ہو کر طرف لشکر گلاب عتاب سوار کے روانہ ہوے لشکر مین آکر کنارے بصورت ایک چوبدار
کے کھڑے اندر سے بارگاہ گلاب عتاب سوار کے آواز آئی کہ آب خاصہ لاؤ داروغہ
آبدارخانہ نے آبرو بعد جستجو صراحی و گلاس لیکر چلا تھا کہ دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ہر چند کہ
قلب تھرایا مگر صراحی جواہر نگار دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگاکر

ایک خدمتگار کی شکل بنے گلے دار پگڑی سر پہ جمی ہوئی چکن زیب جسم انور مشروع کا پائجامہ
پاپوش زردوزی ٹھمر ٹھمر ٹھمکتے ہوئے دوڑے داروغہ کے قریب آ کے کہا واہ صاحب
شہنشاہ کلاب پیاسے ہیں ہم سب کو تشنیع دینگے تم جا کر بیٹھو گلاس و صراحی ہمکو دو داروغہ سمجھا
کہ شاہ نے جوش غضب میں اسکو بھیجا ہی اسوقت سامنے جاتا بچا ہی اشیاے مذکور دیکر
چلا گیا خواجہ حاضر حاضر کہتے ہوئے اندر آئے دیکھا کہ وہ تیرہ بخت بر سر تخت مثل خوک
صحرائی جھوم رہا ہی قصد جنگ میں قبضہ شمشیر چوم رہا ہی سات سو دنگل و کرسیان گرد اگرد تخت
آراستہ ہیں اُسپر ساحران خدا یک ایک سامری عہد جمشید روزگار بہ کبر و نخوت تمام ذکر قتل
مہرخ و بہار وغیرہ کر رہے ہیں دم محبت افراسیاب کا بھر رہے ہیں ایک کہتا ہی مہرخ کو
قتل کرونگا دوسرا نیرنگ ساز کہتا ہی کہ بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگا مسلمانوں نے
بڑا سر اُٹھایا ہی قدرت سامری ہی کہ افراسیاب ایسے جلیل کو ستایا ہی اب بدلا نکالی لیں گے
سر میدان شکست دینگے عمرو یہ باتیں سنتا ہوا گلاس اور صراحی ہاتھ میں لیکر بات بات میں روبرو
کلاب پہونچکر گلاس پانی کا پیش کیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر لیا مگر زبان سے یا سامری کہا فوراً پانی
شرارہ بنکر اُڑ گیا کلاب عتاب سوار نے کہا تو کون ہی عمرو مثل برق جہندہ نعرہ کر کے پہلو میں
آیا تاج سر کلاب سے لیا لپٹ کر خنجر مارا کلاب عتاب سوار نے اپنے تئیں تخت سے گرا دیا
خنجر تخت پر پڑا کاٹ کر زمین کا بوسہ لیا چاہا جست کر کے نکل جائے جان بچا کر ٹل جائے
فریب جادو اسکا وزیر پہلو میں تخت کے دنگل پہ متمکن تھا اُسنے سحر کیا اور کلمہ پڑھ کر کہا عمرو مثل
نوشن کبوتر کے زمین پر گرا فریب جادو تیغہ کھینچکر جھپٹا کہ سر اس ناعیار کا کاٹ ڈالوں
اس بیباکی کی سزا دوں بقدرت پروردگار بھتو برق نامدار پہلے سے اس بارگاہ میں
اگرچہ بار بنے ہوئے پہلو میں فریب جادو کے کھڑے تھے ہاں ہاں کہکر عصا سر پر فریب
کے اس زور سے مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا دستور ہی کہ جب ساحر مارا جاتا ہی تو واسطے چند
ساعت کے اندھیرا ہو جاتا ہی مرنے سے فریب جادو کے عمرو کود کر بھاگا برق بھی اندھیرا
چاک کر کے نکلا کلاب جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا غصہ میں پیچ و تاب کھا کر اُٹھا کہ ابھی جا کر
ساربان نامد کو دربار سے لیکر آتا ہوں اور لا کر دار پہ چڑھاتا ہوں سب سردار قدموں

سے لپٹ گئے کہ حضور نہ جائیں جان نثار موجود ہیں اگر حکم ہو تو طبقے زمین کے آسمان پر اڑا دیں
کل لشکر مہرخ کو ابھی خاک میں ملا دیں سب کے کہنے سے کلاب نے تامل کیا مگر غصہ میں آکر
حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجے صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بحکم کلاب عقاب سوار ادھر طبل
نقارۂ جنگی پر چوب پڑی جاسوسان لشکر اسلام خبریں لیکر خدمت ملکہ مہرخ میں حاضر ہوئے
تمام حال عیاری خواجہ بیان کرکے عرض کی کہ کلاب عقاب سوار نے طبل رزمی بجوایا ہی
کل اسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو اور آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے باقی
خیر و عافیت ہی یہ حال خواجہ سنکر ملکہ نے فرمایا خدا انکی جان کا نگہبان ہی ہر وقت قیامت کا
سامان ہی بسم اللہ کہو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل
اور کاتب تقدیر نے ہماری قسمت میں تحریر کیا ہی وہی پیش آئیگی ناحق حیرانی ہی اسیوقت
سات سو نقارہ پر چوب پڑی صدائے طبل جنگی بلند ہوئی شعر نقارہ آواز آمد عجیب
کہ نصر من اللہ فتح قریب تمام اہلیان لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجا ہی کل لشکر کفار سے
مقابلہ ہی دیکھیے گردون دون انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کس کے سر پر رکھتا ہی اور
خاک مذلت کس کے سر پہ ڈالتا ہی دیکھیے کل تختۂ تابوت پر کون سوتا ہی اس معرکہ میں کون
سرخرو ہوتا ہی بھائی سے بھائی دوست سے دوست ملنے لگا جابجا ہوم خانے درست ہوئے
لڑائی پر مردان عالم چست ہوئے کہتے تھے کہ نمک شہنشاہی کھایا ہی خواجہ نے ہمکو اس مرتبہ
پہونچایا ہی افراسیاب کے ہم جوہر دکھلاتے ہیں شہروں سے افراسیاب کے خراج لاتے
ہیں جہاں ہمارے بادشاہ کا پسینہ گرےگا وہاں خون کا دریا بہائینگے مثل نہنگان دریا جر فوج
کفار میں ڈوب جائینگے وہ بیچارہ ہماری تلوار کی کیا تاب لائینگے پردے میں دامن صحرا کے منہ
چھپائینگے کمانداروں نے کیانی جان جان سے خانہ گرکے پھین سینک کر تیار کیا تیغ بلے سہیلو
کو زہر میں بجھا کر آبدار کیا تیغے چرخ چڑھنے لگے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ میں آئی دہشت سے
دلیران جنگی کے زمین تھرائی ادھر مردان عالم کا تو یہ حال ہی ہر دلیر آمادۂ حرب و پیکار ہی
مگر سپاہ کے لوگ لشکر میں ہوتے ہیں وہ جو نامرد و بزدل ہیں بھاگنے کی تدبیریں جان بچانیکی
تقریر بیٹھے بیٹھے جوش آیا دل گھبرایا سائیس کو آواز دی بجرد حاضر ہو سائیس سامنے آیا

سائیس بھی یک چشم ہی ہر وقت مائل خشم ہی پوچھا میان کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا ہمارا مرکب اور
پرتل کا شو بہر رات رہے سے تیار رہے سائیس گستاخ تھا عرض کی پہر رات رہے سے کیا
ضرورت ہی غلام کو کمال حیرت ہی فرمایا براے شکار صحراے پُر بہار مین جاینگے شیران دشت
کو شکار کرکے لاینگے سائیس ہنسا ایک آنکھ چمکا کر جواب دیا کہ حضور کل شکار کا دن نہین ہی بلکہ
روز معرکہ کارزار ہی ہرگز ارشاد ہی آمادہ حرب و پیکار ہی آپ ہی دشمن کا شکار کیجیے گا داد مردی
و مردانگی دیجیے گا یہ سنکر سردار صاحب کو غصہ آیا مونچھون پر تاؤ دیکر فرمایا ادبیا ہم تیری حرفونکی
جانتے ہین تجھکو بخوبی پہچانتے ہین ہم میدان کارزار مین مارے جائینگے تمہاری تمنا مین ہرگز آئین
تم جان بچاؤ تمام مال و اسباب جو کوڑی کوڑی کرکے جمع کیا ہی اُسکو لیکر بھاگ جاؤ غرض بیت
کند ہمجنس با ہمجنس بجوینہ مخنث با مخنث ہیز با ہیز * اس عرصہ مین پہر رات گذر چکی تھی
بادشاہ لشکر اسلام ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ہر سردار نامی و نام آور اپنے اپنے مقام پر
آیا ادوان اول ملکہ بہار جادو نے کنیزون کو آواز دی گلشن و گلستان و نسرین و نسترن
و غنچہ دہن و شمشاد و سرو آزاد و گلعذار و سرشار و سیمبر و نازک اندام و شیرین ادا و مہ لقا
وغیرہ پُر بہار باغ حسینون کا غنچہ مے چمنون کا پریون کا اکھاڑا ساحرزادون کا جمگھٹا سامنے آیا
ملکہ بہار نے فرمایا جلد حمام خانہ آراستہ ہو اسباب سحر و ساحری پیراستہ ہو فوراً ان گلرخون
نے ایک خیمہ مکلل بجواہر ستون الماس نگار بجھار منقش کی جلد استادہ کیا اور ایک چوکی سنگ
سفید کی وسط خیمہ مین بچھادی گرداگرد گلدستہ ہاے گل خودرو کہ جسمین ہر طرح کے پھول
تھے چن دیے یکایک ملکہ بہار روکش خیمہ رشک باغ ارم پر تشریف لائین چوکی مذکور پر جلوہ
ہوئین کنیزون نے سبوے نقرئی جسمین آب صاف و شفاف تھا حاضر کیا کہ جسکو دیکھکر
آبرو گوہر بے بہا کی آب آب ہو اور آب چشمہ حیوان کو شرم سے پیچ و تاب ہو اُس آب
نایاب سے ملکہ بہار نے غسل کیا ایک ساری آب رواں کی نفیس باندھی نصف ٹھٹی
موے مشکین سے قطرے پانی کے ٹپک رہے تھے صاف ظاہر ہوتا تھا ابر تیرہ و تار سے
مروارید بے بہا برس رہے تھے اپنے دست نگارین بخورشید نما سے زلف تابدار کو
نچوڑا ظاہر ہوا کہ ناگن نے زہر اُگلا چہرہ رشک ماہتاب اگر قطرات آب عارض زیبا پر

تعین تو صاف ثابت ہو کہ تارے مشاطۂ تقدیر نے تصدق اُتارے رُخ انور رشک قمر ترچھی نظر
مطلع وہ مژگان جب عدوے عاشق دلگیر ہوتی ہے چھری خنجر کٹاری سانگ برچھی تیر ہوتی
ہے ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر جوبن کا اُبھار اس آن بان کو دیکھکر گلعذار فرزند نگار
نے اٹھکر بلائین لین تری حسن و جمال کی ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین اور یہ اشعار آبدار زبان پر
جاری ہوئے اشعار

مرجا قتل ہمیں کر کے مکرنے والے
جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے
کھولکر بال پریشان گریہ کو تو
ہیں لب نازنیں گو زندہ ہی کرنے والے
منھ سے کہتے نہیں جان آج کے مرنے والے
یہی کرتا ہے اشارہ کوئی اٹھتا جوبن
او مرے سوگ کے پردے میں سنورنے والے
ڈھونڈھ لیتے ہیں بہانا کوئی مرنے والے
ہو اگر تیری کھلا میٹنے انداز قضا
یوں بھرتے ہیں محل پا کے ابھرنے والے

ملکہ بہار نے مسکرا کر جواب دیا
او گلعذار زیادہ چرب زبانی اچھی نہیں ہوتی یہ کہکر اشیاے سحر ہاتھ میں اُٹھائے گلدستہ ہاے
سحر تیار ہوے غنچے چٹکے گل کھلنے لگے اسی طرح اپنے اپنے خیموں میں سب شاہزادیان مصروف
تیاری سحر تھیں ملکہ ہلال سحر افگن ماہ رخسار و ملکہ یاقوت پوش و شاہزادہ رعد
جادو و ملکہ برق برق افگن و ملکہ برق لامع و ملکہ شمع رو ہوے کاکل کشا و ملکہ نافرمان
وغیرہ کی بارگاہوں سے صدائیں بلند بخورات جابجا روشن ادھر لشکر کفار میں کلاب
عقاب سوار نے بعد بجوانے طبل جنگی کے اور نکل جانے خواجہ عمرو اور برق فرنگی کے
ظاہر میں تو یہ کہا کہ صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قتل دشمنان سے منھ نہ موڑونگا باغی کو گرفتار
کرکے سامنے شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگا خلعت انعام و جاگیر پاؤنگا لیکن باطن میں ہوش
پریشان مثل زلف پریشان دل سے کہتا ہوں عیاروں سے کیونکر جان بچیگی یا سامری خیر سے
صبح ہوگی افسران فوج کو تو حکم دیا اپنے اپنے سحر آراستہ کر و حربہاے سحر سے پیراستہ رہو اور
خود حالت انتشار میں اُٹھا لرزان و ترسان ایک خیمہ میں آکر حصار سحر کیا در خیمہ پر ایک اژدر
آتش فشان بٹھا دیا اب باطمینان تمام بچہ ہاے خوک ذبح کر کے خون سے چوکا دیا اگر گل وغیرہ
روشن کیا کبھی اژدہا بنا کر تیار کیا کبھی روئی کے گالوں پر بعد خوبروئی پانی کا چھینٹا دیا
لکہ ہاے ابر بنکر تیار ہوے کبھی جھبلی سے ماش نکالا آٹا بد معاش نے لگا لا پتلہ بنایا سحر پڑھا
وہ پتلہ زنگی سیاہ رو بنکر سامنے آیا اس سے یہ باتیں کیں کہ ای خوک پیکر سالہا سال ہمنے تیرا

پوجا کیا بھینٹ سے خیرایٹ بھرا کل اپنا زور دکھانا دشمن کو میرے کھا جانا اور ہر سردار اپنے
اپنے اپنے مقام پر سحر تیار کرتے تھے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتے تھے کوئی کہتا تھا ای
کالی بھوانی کلکتہ والی دشمنون پر جائیو اپنا کام کر آئیو عدو میرے سامنے مبہوت رہے
جو میرا مطلب ہو وہی کرے سر چڑھکر کھیلنا دریاے سحر عدو کو جھیلنا اسی شور و شر مین چار
گھڑی رات باقی رہی جانبین کے نقیبون نے آوازین واسطے جگانے کے لگائین بہت
جوانو جوان مرد تیار رہو ہتیارون سے اپنے خبردار رہو یکایک غلغلہ ہوا مصرع سحر ہو گئی
لو سحر ہو گئی مخمسہ مصنف

رنج سے ٹوٹینگے سب کوکب تابان سحر — نغمہ سنجی کے عوض رو دینگے مرغان سحر
دیکھنا ہوئیگا فق روے درخشان سحر — جان دونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہوگا مرے ماتم مین گریبان سحر

مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین — روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین — چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
لو فلک پر وہ نمایان ہے سامان سحر

حق دکھائے نہ کسی کو بھی شب ہجر مہیب — وصل محبوب ہمیشہ ہو نہ فرقت ہو نصیب
رحم کر رحم کہ ہو مرگ کا ہنگام قریب — دیکھ اب طول شب ہجر سے جان لب پہ ہے حبیب
ای فلک جلد دکھا چہرۂ تابان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون — نذر سودا بخوشی مایۂ ادراک کرون
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کرون — دلولہ مین ہے ای جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

مین نے تو انکا کیا تھا نہ کوئی جرم وگناہ — بے سبب کیون یہ مرے قتل کے درپے ہوئے آہ
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا للہ — ای شب وصلت محبوب ذرا ہو تو گواہ
بیخطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

طاعت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح و مسا — اسمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا

جھوٹ کہتا نہیں مین قول ہی یہ راست مرا　　شور و غوغا ہے تجھے نہ کوئی ذکر خدا

کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

خون عاشق ہو سر دست لگانے جو حنا　　لے مسی تو نہ سوسن کے رہین ہوش بجا

عاشقون کو تو یقین اسکا ہی بیچون و چرا　　چھپنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا

شرمگین دیکھے ہون اختر تابان سحر

غافل اب دیکھ کہ مالک ہی ترا عز و جل　　لیکے جا ساتھ تو سوے ملک عدم نیک عمل

گذر گئی شام جوانی کی اب آئیگی اجل　　چونکہ پیری مین یہ ہرگز نہیں سونے کا محل

سر پہ ہی سایہ فگن نیر تابان سحر

تجھسے جسدن سے جدا ہو گیا وہ رشک قمر　　زندگی ہجر مین اے دوست ہوئی ہی بسر

شوق نظارہ ہی اسدرجہ اُسے مد نظر　　صبح کا ذکر شب ہجر مین کرتا ہون اگر

دل یہ پہلو سے صدا دیتا ہی قربان سحر کے

خوش بیان یار سا دنیا مین کوئی ہی کم　　اس جگہ بند مین سب چہچہہ پردازون ہم

راست کہتا ہون مین یہ بلبل بستان کی قسم　　اے قمر سنتے ہی تقریر دل آویز صنم

چہچہے بھول گئے مرغ خوش الحان سحر

جب ساحر فلک نے اپنے شکم سے بغیظ و غضب بیضۂ آفتاب بصد آب و تاب نکالا اور تار شعاع سے خوب مضبوط باندھکر جانب ساحران طلسم جہان کھینچ مارا کلاب عقاب سوار خیمہ حصار کردۂ سحر سے باہر آیا نفیر سحر بجی قرنا پھنکی اژدہائے آتش فشان سحر پر سوار ہوا لشکر کثرت اثر تیار ہوا سمت میدان کارزار چلا ادھر لشکر اسلام مین جا بجا صدائے تکبیر بلند ہوئی جس آواز سے روح سامری دردمند ہوئی جلو خانۂ شاہی مین ساحران نامدار بصد شوکت و وقار آکر جمع ہوے انتظار آمد شہنشاہی مین چشم براہ مردہون سے پوچھ رہے تھے کہ برآمد ہونے مین ملکہ مہرخ کے کیا عرصہ ہی لشکر ظفر اثر سمت میدان تو جا چکا ہی وہ عرض کرتے تھے کہ جامہ خانہ مین داخل ہی نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا تخت شاہنشاہی نمایان ہوا ملکہ مہرخ تخت زرین پر تاج شاہی

بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر سپر و شمشیر مثل ہلال و خورشید سامنے رکھی ہوئی ایک پہلو میں شہاب
سحر آراستہ گرد اگرد نازنینان ماہ طلعت بصد حشمت و شوکت نقیب خوش نصیب نعرے تہنیت
آواز لگاتا ہوا حسدا ے دور باش سناتا ہوا اشعر ترقی ہو اقبال کی دمبدم بڑھے عمر و دولت
قدم بقدم ۔ پہلے سب سے ملکہ بہار گلعذار کا سلام ہوا ملکہ مہرخ نے سینہ پہ ہاتھ رکھ
اشارہ کیا کہ جگہ تمہاری ہمارے دل میں ہے حقیقت میں مہر و وفا تمہارے آب و گل میں
ہے بعد ازان ملکہ نافرمان و شکیل و رعد و برق و مہرخ تمہوے کا کل کشا و ملکہ ہلال
سحر افگن وغیرہ نے بادب تمام سلام کیا سواری کوچہ سلامت سے نکلکر بصد کر و فر سمت
میدان کارزار روانہ ہوئی بیت سوے دشت شہ کی سواری چلی ۔ کہے تو کہ باد بہاری
چلی ۔ ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا کہ سب شاہزادیاں اپنے اپنے لشکر پر عہدہ سپہ سالاری
قائم ہیں اس کیفیت سے لشکر مہرخ میدان جنگاہ میں آکر ٹھہرا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی
لشکر کلاب تعقاب سوار بڑے زور و شور سے آتا ہے ہر ساحر روسیاہ اپنی اپنی شان و
شوکت دکھاتا ہے نشان ہاے سیاہ سر کلاب عقاب سوار تیرہ بخت پر کھلے ہوئے ہوا میں
پھریرے اڑ رہے ہیں اُن پر تصویریں سامری و جمشید کی بنی ہوئی ہیں صدا بجرنگ بجرنگ کی کہیں نعرہ
یا سامری جمشید کی بلند غرض میدان کارزار میں آکر ٹھہرے میدان آراستہ ہونے لگا ایک ساحر نے
جوش میں بڑھکر سحر کیا ابر آیا پانی برستا ہوا نکل گیا ایک نے ایسا سحر کیا کہ ہواے تند چلی خس و خاشاک
کو میدان کے ہٹا دیا ایک سنگدل نے پتھر برسائے جو نخل حائل نظر تھے بلند و مرتفع سر بسر
تھے انکو کاٹ کر گرا دیا ایک ساحر نے بیلچہ کاری کا سامان کیا نشیب و فراز عالم کو ہموار
کر دیا غاروں کو خس و خاشاک سے بھر دیا بعد آراستگی میدان صفوف آرائی ہونے لگی
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ طرفین سے درست ہوا نقیب ہاے بلند آواز کو
اشارہ ہوا گویوں کے لڑکے ماہ تمثال خورشید جمال بھولی بھولی صورتیں کلاہ زریں بر سر
لباس رنگین زیب جسم انور ایک ایک انگوٹھی کان میں بشکل ویکتا آن بان میں مثل لالہ
بھیروں کے سروں میں سرود بجائے اہالیان میدان کارزار وجد میں آئے تن تنا کر
آوازیں لگائیں ابیات | الغیرون سعدی یک بیک صید | گرد دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے

سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ دنیا سرا رنج و آفت کی ہی
مکانات عالی بناتے ہین کیون
جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہی
بٹھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
گھڑی دو گھڑی جو کہ ہمت کی ہی

یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہی
ہوے زر کے خاطر تو منعم خراب
عبث فکر انہین جاہ و حشمت کی ہی
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہی
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہی

ادھر کو ہی دارا فریدون کہان
پڑی فکر انہین مال و دولت کی ہی
لحد کوئی اپنی بناتا نہین
جگہ امتحان اور جرأت کی ہی
قمر مہر خالق مین کر عمر صرف

یہ اشعار عبرت آمیز لشکر رب ودا دست ہوتے سنتے سر جھکا کے

شکل ناپائداری دنیا آنکھون مین پھر گئی کلیجون پہ چھری چل گئی ہوا و ہوس دنیا بالکل دل سے
نکل گئی ارادہ مصمم کیا کہ لڑین اور مرجائین اس عالم ناپائدار مین کچھ نام کر جائین کہ یکایک
لشکر کلاب عقاب سوار سے فولاد مشت زن مرکب سحر بڑھا کر سامنے کلاب عقاب سوار
کے آیا اجازت خواہ ہوا کلاب عقاب سوار نے جواب دیا کہ تمکو سامری و جمشید کے سپرد
کیا جاؤ ساحران لشکر مہرخ کو للکارنا سرداران فوج کو چن چن کے مارنا اس بیحیا نے مرکب سحر
اڑایا بکبر و نخوت تمام میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو میرے سامنے آئے
کچھ نیرنگ بادی دکھائے شعر گران ہر کہ بار سر بتن است دہ حکیم علاجش بدست
من است ۰ اس صدا کو سنکر سمت دست راست ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا ملکہ عالم
کا نور نظر پارہ جگر جوان بیعمل شاہزادہ شکیل جادو نے فورا پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی
ای شاہنشاہ گردون بارگاہ اجازت میدان دیجیے حق مین میرے دعا کیجیے آرزو ہی یا
سر کو قدم اقدس پر نثار کرون یا اس بیحیا مغرور کو مشکین باندھکر سامنے حضور کے لاؤن انجام
مہر پروری رنگ ملکہ مہرخ متغیر ہو گیا فرمایا ای جان مادر تمہاری جدائی بہت شاق ہی یہ فولاد
مشت زن ملعون بہت سخت ساحر ہی عرض کی باقبال حضور کے مقابلہ کریگا غلام کیا لڑیگا
ملکہ نے مجبور ہو کے فرمایا بسم اللہ مالک حقیقی و رب تحقیقی حافظ و نگہبان ہی شکیل جادو
بصد آرزو سامنے فولاد مشت زن کے آیا فولاد نے گولا آہن سحر کا جھولی سے نکالا
شکیل پر بقہر و غضب تمام مارا شکیل نے ایک نشتر نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی زبان کا
خون لیا جب گولا قریب آیا بعد ازان ہاتھ پھیلا دے کہا کہ تیرا بھوگ حاضر ہی وہ گولہ گر گیا

موم کا ہو کر ہاتھ میں آیا شکیل جادو نے اُسی خون سے گولہ کو رنگین کیا آواز دی کہ او فولاد
بدبنیاد دے تیرا سیر تجھ ہی کو کھا جائیگا یہ کہکر وہی گولہ اُسی کو مارا اب وہ گولہ مثل شعلہ جوالہ جانب
سینہ فولاد مشت زن چلا ہر چند سحر سے اُسکو روکا مگر نہ رُکا سینہ پر گینہ پر بیٹھا مہرہ پشت
کر توڑ کر پار نکل گیا فولاد مشت زن زمین پر گر کے جلنے لگا آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہوئی
بیرون نے آواز سنائی افسوس مارا اُسکو جسکا نام فولاد مشت زن تھا لشکر اسلام سے
صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے بھی فرمایا کہ ماشاءاللہ خدا نظر بد سے بچائے
فلک کج رفتار روز سیہ دکھائے شکیل جادو واسطے تسلیم کے خم ہوا پھر دولہ شجاعت
مین نہیب دی ای فرقہ باطل پرستان جو تم مین سے اپنی زندگی سے بیزار ہو آکر مصروف
کارزار ہو لکھا ہی کہ سات ساحران زبردست طرف سے کالاب عقاب سوار کے نکلے
ہاتھ سے شکیل جادو کے واصل جہنم ہوئے جسوقت کہ ساتوں ساحر شکیل کے ہاتھ سے
مارے گئے کالاب عقاب سوار کو غصہ آیا اپنے کرگدن سحر کو جانب میدان کارزار بڑھایا
اور مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا قریب شکیل پہونچا پہونچتے پہونچتے ایک روئی کا گالا جھولی
سے نکالا چند قطرات آب اُسپر ڈالکر ایسا افسون پڑھا کہ وہ روئی کا گالا ایک لکہ ابر بنگیا
جون جون اونچا ہوتا تھا دیکھنے والے کہتے تھے یہ ابر ہی کہ خداے بندہ کا قہر ہی یا اژدر
زہر ہی خدا آبرو شکیل کی بچائے اگر یہ ابر برسے گا کشت سرسبز حیات ساحران لشکر مہرخ
کو جلا کر خاک کر یگا قسم ندن مین ایک ایک قطرہ اسکا ہلاک کریگا یکایک وہ ابر محیط عالم
ہوا ہر چند کہ شکیل نے بہت رد کرنے ابر مذکور ہی جستجو کی لیکن کچھ نہوا آبرو بچانا دشوار ہوا
اسقدر ابر برسا کہ زمین پر مثل دریا بہنے لگا پانی کی طغیانی ہوئی کشتی حیات شکیل طوفانی
ہوئی یعنی ایک نہنگ سیہ رنگ اُس دریا سے پیدا ہوا اور طرف شکیل کے جھپٹا
پیشناور دریائے جراُت و آشنائے قلزم جلالت تیغہ کھینچکر مرکب سے کود پڑا چاہا کہ
تیغہ سحر کا ہاتھ لگاؤن اُس نہنگ کے منہ سے ایک حباب نکلکر کلائی پر شکیل جادو کے
پڑا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دریا مین گری مثل کشتی سامنے سے بہتی ہوئی نکل گئی شکیل
نے ہر چند کوشش کی مگر وہ نہنگ اس گوہر بحر خوبی کو نگل گیا اور غوطہ مار کر اُسی دریا

تلاطم مین غائب ہوا کلاب عقاب سوار شکیل سے فرصت پاکر اور زیادہ جوش مین آیا مثل
رعد گرجا لشکر اسلام پر برس پڑا یعنے ابر و دریاے سحر کو کل لشکر مہرخ پر اشارہ کیا ابر آسمان
سے برسنے لگا دریا سے طوفان اٹھا ملکہ مہرخ اور ملکہ بہار وغیرہ نے دیکھا ہزارہا بندگان
خدا دریاے سحر مین ڈوبے سر مثل حباب تیرتے پھرتے ہین وہ تلاطم ہی کہ ہر ایک کا ہوش
گم ہی دریا تو اس جوش پر ہوا ابر مین یہ اثر ہی کہ جسپر قطرۂ آب گرتا ہی پانی ہوکر بہ جاتا ہی پناہ پانی
اہل لشکر مہرخ کو مشکل ہی ادھر دریا کا کنارہ نایاب ہی اُدھر سر پر بارش باران سحاب ہی
کیونکر جان بچائین آفت ہاے ارضی و سماوی نازل ہی کہان جائین ناخداے کشتی عالم
کے سوا کون بچائیگا اس طوفان موج خیز مین وہی کام آئیگا یہ ہنگامہ جو ملکہ مہرخ وغیرہ نے
ملاحظہ کیا اپنی اپنی سواری سحر سے سب سردار اُترے اور دریا اور ابر پر سحر کرنا شروع کیا
نہنگان خون آشام کو جلایا مچھلیون کو قتل کیا ملکہ مہرخ نے طرف رعد و برق کے اشارہ کیا
برق تڑپ کر ابر پر گری چمک کر ابر کے ٹکڑے اُڑ گئے پانی برسنا دم بھر مین موقوف
ہوگیا رعد نے قریب دریا کے جاکر ایک چیخ ایسی ماری کہ خوف سے دریا کا کلیجہ پھٹ گیا
ایک ہی آواز مین دریا سمٹ کر پیچھے ہٹ گیا گل گرداب چشم پُرآب بنگئے حباب نہنھے
آنکھون پر اُس قلزم زخار کے ورم آگیا تھا مچھلیون کا کلیجہ بھر ا رہا تھا ملکہ مہرخ و بہار نے
بھی کچھ ماش کے دانے پڑھ پڑھ کے دریا مین ڈالے جسکی ہیبت سے دریا غائب ہونے لگا
کلاب عقاب سوار قہر و غضب مین آیا مثل خوک صحرائی چلایا کل لشکر کو آواز دی لینا
یہ باغی نہ جانے پائین دشمنی کا شہنشاہ کی پھل پائین یہ کہکر سحر کرتا ہوا مع فوج شقاوت موج
لشکر ملکہ مہرخ پر جا پڑا ملکہ مہرخ تخت پر سوار ہوئین نقارون پر چوب پڑی علم ہاے عزیز
کے پھریرے کھل گئے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و بہ رنگ شب و روز آپسمین مل گئے
گولے اُچھلنے لگے ترنج چلنے لگے نخل ہاے صحرائی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک سمت آکر
ملکہ بہار نے گلدستہ سحر مارا پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا پایا تھا کر سو نگھا رنگ رو متغیر
ہو ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ظاہر ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھنے
طرف ملکہ بہار گلعذار کے دوڑے ابیات

نہ کسیکی زلف سے کام تھا نہ کسیکا گیسوئے خام تھا	مجھے تو فراغ مدام تھا مگر انکی تیغ مین آ کے لیے
پڑے پوچھتے ہو ہمین پہ کسیکے گھر ہی عاشقونکے تو ہین مگر	انھین لیتی داد ونکی تھے جگر جو تمہارے داغ اٹھا لیے

کسی کا گریبان چاک کسی کے منھ پر خاک آثار عشق چہرے سے ہویدا گل رخسار بہار کا شیدا
اُس بیقراری مین یہ پکارتا تھا کہ اے غنچۂ نودمیدہ باغ خوبی وای سرو رعنائے چمن خوبی ہم
اسیر طرۂ گیسو و فریب خنجر ابرو نگاہ مہر و وفا کے طالب ہین سب عاشقون پر محبت مین غالب
ہین براے باغبان قضا و قدر یک نظر سے خوش گذرے ملکہ بہار جادو مسکرا کر انکو جواب
دیتی تھین اگر ہمارے عاشق صادق ہو تلوار کھینچو اپنے گلے پر رکھو دیکھین کیونکر مرتے ہو
دل دادہ نگاہ سحر آگین یہ کلام رنگین سنکر تیغ و خنجر کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھتے تھے موت
کے مزے چکھتے تھے چہرے زرد مثل برگ خزان دیدہ زمین پر پڑے تھے ایک طرف
رعد و برق نے لشکر کو تباہ کیا تھا یعنی رعد نے کانون پر ہاتھ رکھکے آواز لگائی منہ رعد
جادو و برق جادو مادر رعد آسمان پر چمک رہی تھی بیٹے کی آواز سُنی فوراً تڑپکر گری
کئی سو کو کاٹ کر پھر بلند ہوئی ایک سمت ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا بصد ناز و ادا و طور
سے مصروف جنگ ہے کہ پنجۂ نگارین سے کاکل مشکین کو تھام کر جنبش دی معلوم ہوا کہ مار
سیاہ لہرایا آنکھون مین لشکر عدو کے اندھیرا چھایا اُس تاریکی مین طلانسان ملکہ سرخ مو لشکر
عدو کو پامال کر رہی ہین اسی طرح سب سرداران نامی اپنے اپنے سحر سے آفتین برپا
کر رہے ہین دم جرات کے بھر رہے ہین کلاب عقاب سوار نے جب یہ معرکہ قیامت خیز دیکھا
اپنے کرگدن سحر کو فوج سے ہٹایا ایک گوشہ مین آیا زیر سایۂ نخل ٹھہر کر جھولی مین ہاتھ ڈالا
ایک چراغدان مع چومک نکالا بجائے روغن اُس چومک مین اپنا خون ران کا کاٹ کر ڈالا
کچھ بال سر کے نوچے اُسکی بتیان بنائین پھر روئی جھولی سے نکالی بالون کو اُسمین لپیٹا آسا کی
لیکر ایک چیخ ماری چارون بتیان مثل شمع کافوری روشن ہوئین اب چراغدان کو ہاتھ مین لیکر
بلند کیا میدان مین ایک شعلہ چمکا جب اُسکی ضو پھیلی سرداران لشکر مہرخ کے چراغ عقل
گل ہوئے شب تاریک بخت نارسا نے یہ اندھیر مچایا دن دہاڑے روز سیہ دکھایا سحر
فراموش ہونے لگے خود بخود بدحواس ہوکر ہالیان لشکر مہرخ پیچھے ہٹے یا تو قصد تھا کہ لشکر کفار

کو مارین اور بڑھ بڑھکر للکارین یکایک تاثیر روشنی چراغ سے مثل شعلہ کے تھرائے گھوڑے سردارون کے پھڑکنے لگے ساحر مثل ماہی بے آب زمین پر گر کے پھڑکنے لگے ابیات

عجب گردش چرخ کجباز ہے	کہین سوز ہے اور کہین ساز ہے	کہین جاہ و دولت کا سامان ہے
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا	کسی جا ہے شادی تو ماتم کہین	کہین جھہ چشم پُر نم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ	سراسر کوئی ہو رہا ہے تباہ	کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادۂ کبر و نخوت سے مست	کوئی صاحب دولت و تاج ہے	کوئی دانے دانے کو محتاج ہے
شگفتہ ہوئے غنچۂ و گل کہین	تڑپتی تھی بیتاب بلبل کہین	ہوا فوج مہرخ مین یہ انقلاب
بڑھا لیکے لشکر وہ خانہ خراب	کلاب سیہ بخت تھا باغ باغ	لیے ہاتھ مین اپنے روشن چراغ
اسے فہم کامل تھی اور ہوش تھا	ادھر سحر سب کو فراموش تھا	قمر سرنگون ہون اسی غور مین
بچے جان اس چرخ کے دور مین		

جبکہ ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کل سرداران نامی سے جو یہ آفت دیکھی فوراً سپرین سحر کی بنا کر اپنے اپنے چہرون کے آگے قائم کین کہ عکس چراغ ہم پر نہ پڑ جائے چراغ سے کہین آنکھ نہ لڑ جائے مگر اس حال پُر ملال مین دفع سحر کرنا محال ہوا چشم زدن مین لشکر مہرخ کا یہ حال ہوا کہ پیر و جوان کی زبان سے صدائے الامان بلند ہے ہر ایک خرد و کلان اس آفت سے دردمند ہے ضو چراغ کی پھیلی ہے دود غلیظ سے تاریکی بڑھتی جاتی ہے ادھر لشکر کلاب عقاب سوار پامال کرتا ہوا چلا آتا ہے ایک طرف سے کلاب اپنی سرکشی دکھاتا ہے یعنی ایک بلند ٹیکرے پر کھڑا ہے ایک ہاتھ مین چراغ لیکر بلند کر کے دکھاتا ہے ایک ہاتھ سے گولہ سحر کا لگاتا ہے اُسوقت اس بدحواسی و پریشانی مین سرداران لشکر اسلام نے بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے چارہ ساز بیچارگان و اے دادرس بیکسان ارحم الراحمین رب العالمین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر نظم موافق مضمون مقام نظم

خداوندا شبم را روز گردان	چو روزم اندر جہان فیروز گردان	شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب رو سفیدم کن چو خورشید	توئی یاری دہ فریاد ہر کس	بفریاد من فریاد خواہ رس

بعنایت رب اکبر تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی سب نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک تخت ہوا پر اُڑتا ہوا آتا ہے اُس پر افراسیاب سوار تاج شہریاری بر سر زیور جواہر جسم پہ آراستہ

موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو بسبد آرزو آواز دیتا ہوا کہ ای قوت بازوے
مین کیا لکھا مہرخ وغیرہ یا تو جان بچانے کی تدبیرین کچھ سحر پڑھ رہی تھین یا افراسیاب کو
دیکھکر خوف کا یہ جوش ہوا کہ جو سحر یاد تھا وہ بھی فراموش ہو چاہا کہ جان بچا کر نکل جاین مگر شرم
و دلاوری مانع ہوئی ہر چند قلب تھرایا کلیجہ مُنھ کو آیا مگر میدان جنگاہ کو نہ چھوڑا جان دینے سے
مُنھ نہ موڑا یہان تخت افراسیاب قریب کلاب عقاب سوار آ کر اُترا کلاب نے جھک کر
سلام کیا افراسیاب نے سر سینے سے لگا لیا اور کہا کہ ای برادر مین باغ سیب سے کتب بازی
مین تمھاری جرأت اور شوکت دیکھ رہا تھا دل میرا تھا ابر و دریاے سحر بنایا ان باغیون نے
جوش مین آ کر اُسکو مٹایا شکیل کا گرفتار ہونا بھی مین نے دیکھا اُسکو گرفتار کرکے کیا کیا قتل کیون
نہ کر ڈالا اُسنے تمھارے سردار مارے ایسے سرکش کو کیون زندہ رکھا کلاب نے عرض کی
ای شہنشاہ وہ مسحور میرے خیمہ مین بیہوش پڑا ہی مین نے خیال کیا اب کے ساتھ اُسکو بھی
قتل کرونگا یہ چراغ بزرگون کے زمانہ سے ہی جب کوئی بُرا وقت آتا ہی تب روشن کیا جاتا ہی
بجاے روغن خون جسم کا اسمین جلتا ہی اسکے روشن کرنے مین شعلۂ آتش مُنھ سے نکلتا ہی مگر
ان نمک حرامون نے ایسی سرکشی دکھلائی کہ تاب نہ آئی افراسیاب نے کہا تیرا مثل کہان ہی
سحر سامری کا نمونہ عیان ہی مگر وہ دیکھو سامنے بہار و مخمور سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہین تم کچھ بھی
آگاہ ہو جبسے ان سے بہار اپنی بہن سے لڑکر نکل آئی میرے باغ مین سناٹا ہی مخمور کی جدائی
بادۂ رنج و غم کا خمار ہی گویا نشہ کا اُتار ہی ان دونون کو جلد گرفتار کرے کلاب نے پوچھا ای
شہنشاہ کہان افراسیاب نے کہا وہ جاتی ہین جیسے ہی کلاب نے پلٹ کر اُسطرف دیکھا
پہلو سے آواز آئی باش ای بچیا منم شہنشاہ اوج عیاری نعرہ کرد

عمر دم کہ کلہ از سر قیصر ببرم

رنگ از رخ بجنگ بہ اختر ببرم

در مجلس خسروان چو گردم ساقی

تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یہ نعرہ کرکے خنجر لپیٹ کے مارا اس پہلو پر پڑا اُس پہلو کو توڑ کر نکل گیا کلاب ہاے کہکر زمین پر
گرا آسمان پر ابر تیرہ و تاریک پیدا ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کہ مارا مجھو
کہ نام میرا کلاب عقاب سوار تھا عمرو نے گرتے گرتے تاج اُسکے سر سے لیا لباس بھی اُتارا
قصد عمرو کا تھا کہ اس چراغ کو لینگے اور اپنے خیمے مین روشن کرینگے کوئی ہمارے خیمہ مین

نہ آسکیگا اسباب ہمارا نہ اُٹھا سکیگا اندھا ہوجائیگا ٹٹولتا پھریگا مگر اُسکے مرتے ہی وہ چراغ جلکر
خاک ہوگیا خواجہ ٹیکرے سے کود کر بھاگے مہرخ اور بہار نے دیکھا کہ عین وقت پر خواجہ نے آگر
کلاب عقاب سوار کو مارا کیا کمال کیا یہ دیکھتے ہی دل قوی ہوا لشکر کلاب پر حملہ کیا گوپے
ترنج نارنج سحر کے چلنے لگے زمین سے شعلہ نکلنے لگے وہان شاہزادہ شکیل کہ خیمہ کلاب مین بیہوش
پڑا تھا سحر مین اس بیچارے کے مبتلا تھا اسکے مرنے سے خود بخود ہوش آیا غصہ مین اُٹھا نگہبان دوڑے
بچانا چاہا مگر شکیل نے چند سنگریزے اُٹھا کر مارے کئی سو کے سر پھٹ گئے گر کر زمین پر گرے سحر شکیل
سے جلکر خاک ہوئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے اسی طرح لڑتا ہوا بیرون خیمہ آیا دیکھا ہنگامہ
رزم گرم ہی فوج کلاب پر آفت برپا ہی سرداران مہرخ کے نعرے بلند ہین لشکر کلاب بھاگنے
پر آمادہ تھا مثل مشہور ہی لشکر بے میر فقیر بے پیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر بیکار ہین آخر ملازمان
کلاب تاب مقابلہ سرداران مہرخ نہ لائے المختصر تمام لاشہ کلاب اُٹھایا اور ایک کھٹے پر
ڈال لیا روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف باغ سیب کے روانہ ہوئے یہان اہل اسلام نے خیمے
و بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضے مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا ایک ایک ساحر کو اسقدر
انعام ملا کہ غنی ہوگیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے سرداران نامی مع ملکہ مہرخ سحر چشم
داخل بارگاہ ہوئے کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر کمرین کھول کھولکر اُترے سجدہ شکر
پروردگار بجالائے جہت رفع شکوک سامعین تحریر کیا جاتا ہی کہ جس تخت پر خواجہ عمرو سوار
ہوکے آئے تھے وہ تخت انکو ملک زبرجد نگار سے ہاتھ آیا ہی حکما نے واسطے زبرجد شاہ کے
بنایا تھا واضح ہو کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا و مامہ جادو بہت بڑی ساحرہ تھی اُسنے سامان
خدائی زبرجد شاہ درست کر دیے تھے ایک قصر معلق بنایا تھا اُسمین زبرجد شاہ رہتا تھا صبح کو
اس تخت پر سوار ہو کر بصد کر و فر تخت کو اُڑاتا ہوا دربار مین آتا تھا سبکو جاہ و جلال دکھاتا تھا
خواجہ نے بڑے زور و شور سے عیاری کرکے اپنے تئین قصر معلق پر پہونچایا تب یہ تخت
ہاتھ آیا جب زبرجد شاہ کو گرفتار کرکے داخل کر لیتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ ہین زیر قصر
معلق کیونکر جاوین اُسی حیرانی مین ملاحظہ فرماتے ہین کہ پایہ تخت مین ایک تختی نصب ہی اُسمین
مرقوم ہی کہ اگر کوئی شخص اسپر سوار ہو بلندی پر جانا منظور ہو تو اکثر اسمین کلین نصب ہین گر دانت

کل کے اوپر ہاتھ رکھے یہ تخت بلند ہوتا چلا جائیگا اگر یہ چاہے کوئی کہ مائل بپستی ہو تو اس طرح اس
کل کو دبانے نیچے اُتر آتا ہے غرضکہ سب طرح کی صورتین اسمین مرقوم تھین جیسے خواجہ نے اس تخت کو
پایا ہی بوقت ضرورت اُسپر سوار ہوتے ہین داستانین بالتصریح دفتر ایرج نامہ مین موجود ہین انشاء اللہ تعالیٰ
الرحیات مستعار باقی ہی تو بخاطر فیض عاطر جناب منشی نولکشور صاحب بملاحظہ ناظرین با تمکین
پیشکش ہونگی اور دوسرے اگر شاید ناظرین خیال فرمائین کہ سحر چراغ گلاب عقاب سوار سحر
خواجہ پر کیون نہ تاثیر کی سر پر خواجہ عمرو کے کلاہ حجاب الابصار تھی خاصیت اسمین یہ ہی کہ
سحر صاحب کلاہ پر تاثیر نہین کرتا سوائے ضرورت شاقہ کے صاحبقران نے قسم لیلی ہی کہ
بلا وجہ اسکو سر پہ نہ رکھنا اسوقت اُسکو پہنکر بصورت افراسیاب آئے تھے فی الجملہ یہ فتح
بعیاری خواجہ عمرو بفضل رب اکبر حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ سریر جہانبانی
پر آکر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئین دربار گرم ہوا محفل عیش کی تیاری ہوئی رقاصان پریچہرہ
آکر رقص کرنے لگے ساقیان حور رخسار جام بادہ گلنار لیکر میکشون کو مسرور کرنے لگے کہ دفعتاً
یکایک خواجہ عمرو بصد کر و فر مع مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیردل و مہتر قران
نامدار و چالاک بن عمرو داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تمام شاہزادیان واسطے تعظیم
و تکریم کے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھین خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر بیٹھے عیاران نامی اپنے
اپنے عہدون پر متمکن ہوے سردارون نے شکریہ خواجہ ادا کیا ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ
کشتی مین لگا کر سامنے پیشکش کیا خواجہ عمرو شگفتہ نہوے مُنھ پھُلائے بیٹھے رہے ملکہ مہرخ نے
دست بستہ عرض کی کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے سر جھکا کر کہا کہ ملکہ مین لٹ گیا ایک مہاجن نے
معتبر جانکر دو صندوقچہ دیے تھے واسطے فروخت کرنے کے وہ میری کمر سے لگے تھے اسوقت جلدی مین
عیاری کرنے آیا اس بیچارہ کا مال وہ دونون صندوقچے گر گئے اب اُس مہاجن سے بڑی تکرار ہوگی ملکہ
مہرخ کچھ سمجھکر ہنسین عرض کی ہم سب طرح پر حاضر ہین جسقدر حکم ہو پیشکش کرین خواجہ عمرو نے سر جھکا کر
فرمایا اُسکی تعداد غیر ممکن ہی آپ لوگ اپنے موافق مقدور کے جو کچھ دینگے اُسکو لیکر بچاؤنگا آئندہ جو
باقی رہیگا محنت و مزدوری کرکے ادا کرونگا اعتبار مین فرق نہ آنے دونگا غرض کل سردارون نے نذر کشتیہا
بصد توقیر منگا کر سامنے خواجہ کے حاضر کیا زر سُرخ و سفید کو دیکھکر چہرہ خواجہ کا مثل کندن کے دمکنے لگا

ہنسکر فرمایا مجھے کیا تم سب صاحبون سے انکار ہی یہ کہکر وہ سب در کثیر نذر ذیل کیا ملکہ مرخ نے بادب عرض کی آج خدا نے زندگی دوبارہ کی وقت عیش و سرور ہی اگر خلاف خاطر مبارک نہو سرفراز فرمایئے نے بجایئے بخدا علم موسیقی مین آپ شہرۂ آفاق ہین کان سب کے صداے الحان داودی کے مشتاق ہین خواجہ کا بھی اُسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم تھا نازنینان پریچہرہ شیرین ادا گلعذار لالہ رخسار صحبت مین حاضر تھین دور جام مے گلفام بے دغدغۂ گردش ایام چل رہا تھا بادہ کشان خمخانۂ عشرت کا حوصلہ نکل رہا تھا ایک سمت کنیزان ملکہ بہار بصد ناز و انداز مثل طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز تھین

ایک اک انمین شوخ دیدہ تھی　　پردہ ناموس کا دریدہ تھی

برق و سیماب کر بھی آوے خرم　　ایسی بے چین ایسی گرما گرم

خواجہ نے اس جلسہ کو دیکھکر دست دعا اٹھائے اور یہ دعا دی کہ ای بہار پیراے عالم بصد لطف و کرم اس باغ پر بہار کو باد خزان سے بچانا پھر کبھی ایسا روز سیہ نہ دکھانا یہ کہکر بصد خوشی جیب سے نے نکالی سازندون کی جانب متوجہ ہوے کہ تم سبھون کی آس ہی روح تانسین کا پاس ہی جلد ساز ملاؤ ہمارے قریب آؤ لیکن خیال رکھنا ہمسے الگ نہونا فورًا کاردانان علوم موسیقی نے ساز ملائے خواجہ نے نے کو پھونکا اول اس بند کو مصنف کے شروع کیا مخمس

غم مطرب پسر سے قصر دل آباد کرتے ہین　　دل نالان کے نالون سے طبیعت شاد کرتے ہین

ترانے مثل بلبل ہم نئے ایجاد کرتے ہین　　کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین

برنگ نے ہمارے استخوان فریاد کرتے ہین

صداے نے جو بلند ہوئی آواز تحریر سے سامعین کو غش آنے لگے دل بھر آئے قلب تھرائے آنکھون سے اشکون کا تار بندھا پھر خواجہ نے جوش مین آکر یہ غزل بجائی

غزل

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین　　اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین

ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ　　اسقدر تھین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین

داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی　　رنگ کہتا ہی وفا اس پھول کی بو مین نہین

کہتے ہین وہ اپنے انداز آئنہ مین دیکھکر　　آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین

ہے افسردہ تو ہین گو اے ہمدم سرد اشک گرم　　پھر بھی ہی جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین

تو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی دے دل کی تڑپ　　دل ہی عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین

بیٹھتے ہی پاس مجکو آپ سے باہر کیا
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیون کو دیکھکر
تم ٹپکتے دیدۂ حسرت کو کیونکر دیکھتے
دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے
وصل مین بھی ناگوار انکا نکلنا ہے جلال

غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین
تیر جیسے زخمون کی ادا وہ ہی جو ابرو مین نہین
آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو مین نہین
یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہین جو گیسو مین نہین
کیا کہین ہیجان دل کے اپنے قابو مین نہین

یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہے جلسہ جما ہوا ہے مگر اب دو کلمہ داستان **افراسیاب** کے بیان کیے جاتے ہین انشاء اللہ ناظرین اس داستان حیرت بیان مین لطف تازہ پائینگے مصنف کو بدعاے خیر یاد فرمائینگے **افراسیاب** جادو باغ سیب مین آیا ہے چونکہ قتل اسد غازی کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے ملکہ حیرت بھی مع وزرا امرا و مع شاہان طلسم اس مقام پر موجود تھی **افراسیاب** حیرت جادو سے کہ رہا ہے کلاب عقاب سوار مقابلہ مین باغیون کے گیا ہے کانٹا بنکے دل مین کھٹکیگا وہ ساہ افسون گری سے نہ بچیگا تمھاری ہمشیرہ صاحبہ بھی گرفتار ہو کے آتی ہونگی اب مجھسے اُسکی سفارش نکرنا خبردار کچھ گذارش نکرنا آتے ہی ایک ایک کو قتل کرونگا انکو نافرمانی کی سزا دونگا یہ سُنکر حیرت کا چہرہ لال ہوا غصہ سے عجب حال ہوا فرط غیظ و غضب سے ہونٹھ کانپنے مُنھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے جواب دیا کہ واہ شہنشاہ بموجب مثل دھوبی سے نجیتے گدھے کے کان اُمیٹھے مین نے خود کیسے کیسے رنج اُٹھائے ہین ان نمکحرامون سے کیا کیا مزے پائے ہین جو مین انکو قتل سے بچاؤنگی اسی اثنا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا حیرت نے گھبراکر پوچھا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے کون روتا پیٹتا ہے کنیزین واسطے خبر کے اُٹھی تھین یکایک دیکھا کہ ملازمان **کلاب** عقاب سوار نالان و زار لاشہ اپنے مالک کا لیے ہوئے سامنے **افراسیاب** کے حاضر ہوئے پکارے دہائی شاہنشاہ کی **افراسیاب** نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض کی سبھون نے حضور ہمارا مالک اس زور و شور سے لڑا کہ باغیون پر اس جلدی مین کبھی کوئی غالب نہ آیا ہوگا اول ابر و بادے سحر بنایا اُس سحر کو نمکحرامون نے باطل کیا اس وقت ہمارے نے چراغدان سحر نکالا کہ جو کئی سال مین پوجا پاٹ کرکے بدقت تمام بنایا تھا جلایا عوض روغن کے اپنا خون صرف کیا اُسکے خوف سے سرداران لشکر مہرخ کو سحر فراموش ہوا کُل لشکر نے بھاگنے

کا قصد کیا کیونکہ سحر کا ایک حرف کسی کو یاد نہ تھا ہمارے مالک ایک ٹیکرے پکڑے ہوئے چراغ
دکھا رہے تھے دشمنان تیرہ بخت کو جلا رہے تھے اب خطا معاف ہو تو حقیقت بھی عرض کریں
لیکن جان کی امان پائیں تو زبان پر لائیں افراسیاب نے کہا یہاں کیوں نہیں کرتے
اسمیں معافی خطا کیسی تمھاری ایسی تیسی سب تو نہ بول سکے لیکن دو چار سردار جو زیادہ گستاخ
تھے وہ دست بستہ آگے بڑھے عرض کی کہ ای شہنشاہ ہمارا مالک تو غالب آچکا تھا یکایک
حضور کا تخت نمایاں ہوا اسی ٹیکرے پر پاس کلاب عقاب سوار کے حضور اترے ہمنے دور
سے دیکھا کہ پہلے کچھ باتیں ہوئیں یکایک حضور نے غصہ میں آکر للکارا کلاب کی کوکھ پر خنجر مارا
وہ تڑپکر گرا آپ سحر کرکے غائب ہوگئے خداوند انصاف فرمایئے غلاموں سے نہ چھپایئے وہ تو قوت
بازو تھا زینت پہلو تھا کیا کسی زمانہ میں اس سے کچھ خلاف طبع واقع ہوا تھا جسکے عوض میں حضور نے
یہ انتقام لیا اگر ایسا ہی تھا بعد فتح جنگ سزا دی ہوتی یا قید کا حکم دیا ہوتا جرمانہ کیا ہوتا سلطنت
سے معزول کرتے شہنشاہ ایسا غصہ جان ہی سے مار ڈالا خوب نمکخواروں کو جانفشانی کا فرا ملا اب
ہم سب پر حال بغاوت مہرخ و بہار وغیرہ بھی ظاہر ہوا کہ جان و آبرو کے خوف سے نکل گئے ایک
غیر شخص غریب الوطن کے شریک ہوئے یہ باتیں سنکر افراسیاب مثل مار دم بریدہ کے غصہ سے
بل کھانے لگا قہر و غضب میں تھرانے لگا غیظ سے چہرہ سرخ ہوا کف منھ میں بھر آیا بقہر و غضب
تمام جواب دیا کہ او بیحیاؤ نامردو بے وقوفو اندھو یہ کیا واہیات بکتے ہو مابدولت تو سیب سے بیرون
باغ تک بھی نہیں تشریف لیگئے میں نے اسکو کیونکر مارا میرا چچا زاد بھائی تھا ہر چند نالائق تھا
مگر کروڑ ہا روپیہ خرچ کرکے سحر سکھایا علم شرنجات پڑھایا دیکھنے میں موٹا تازہ تھا لیکن مجھسے بہت چھوٹا
تھا اسپر میرا ہاتھ کیونکر اٹھتا اور سردار تو خاموش ہوگئے لیکن طرار جادو کہ سپہ سالار لشکر
کلاب تھا اسکو تاب نہ آئی قبضہ پر ہاتھ ڈالکے عرض کی کہ آپکے ارشاد کو کون جھوٹ کہے
صاف تو یہ ہے کہ تین لاکھ فوج نے ہماری دیکھا اپنی خرابی اپنی زبان سے کہینگے خداوند سامری
و جمشید سے آپکے ظلم کی فریاد کرینگے یہ سنکر افراسیاب نے بقہر آواز دی ان سبکو جو یہاں حاضر
ان زبان درازوں کی ناکیں کاٹ لو کہ مابدولت کو جھوٹا بناتے ہیں میرے بھائی کا مجکو قاتل بتاتے
ہیں غلامان افراسیاب اپنے اپنے مقام سے اٹھے تلواریں پکڑکے قرولیاں کمر سے نکالنے لگے

اُن سب کی ناکین کاٹ لین جب تو طرار جادو نے بھی اسباب سحر نکالا تیغۂ سحر برق مثال کھینچا
ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو اب نکٹے ہوگے یا جان دوگے مین اس سے لڑ بھڑ کر مرجاؤنگا
ناک نہ کٹواؤنگا یارو کیون حیران ہو جانبازی کرو کہ اس ناک کاٹنے والے کو بھی کان ہو پھر کبھی
کسی سپاہی شریف سے ایسے کلمات نامعقول نکرے آپ ہی حرامزادے نے ہمارے مالک کو
مارا ہی ہم تو جان بچاکر آئے ہین تو ہماری ناک کاٹنے کا حکم دیتا ہی یا خداوند سامری و جمشید تمپر روشن
ہی کہ ہم لشکر مہرخ سے کیسے لڑے دشمنون سے کیسے معرکہ پڑے یہ بیدادگر ہمپر ستم کرتا ہی زبردستی
ہماری آبروریزی کا درپے ہی ساتھ والون نے آواز دی ای افسر ہمارا تیرا ساتھ ہی تیرا دامن
دولت ہی اور ہمارا ہاتھ ہی جہان تیرا پسینہ گریگا وہان ہم سب لہو گرائینگے ہرگز ہرگز ناکین نہ کٹوائینگے
یہ کہکر حربۂ سحر ہاتھ مین لیے غلامان افراسیاب پر جا پڑے آگے سبکے طرار نامدار عقب مین
یہ فوج بیشمار غلامان افراسیاب سے ترنج و نارنج گچھے پیکان کے چلنے لگے مرنے والے نوبت
بُرے ہوتے ہین ایک چشم زدن مین پانچ ہزار غلامان افراسیاب مارے گئے سو یہی کام آئے
اب طرار نے چاہا کہ باغ سیب سے لڑ بھڑ کر نکل جاؤن بس افراسیاب نے یہ کیفیت دیکھکر طرف
آسمان کے اشارہ کیا ایک لکۂ ابر مختصر گھر کر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا برق چمکنے لگی رعد گرجنے
لگا جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہوکر زمین پر گرا افراسیاب کے سحر کی کون تاب لا سکتا تھا جب وہ سب
بیہوش ہوگئے ملازمون کو حکم دیا کہ ان سبکی مشکین باندھو طوق و زنجیر مین مسلسل کرو ہوشیار
کرکے انکو ہمارے سامنے لاؤ اب جو اُن سبکی آنکھ کھلی سحر فراموش تھا ضعف و نقاہت کا
جوش تھا اپنے کو قید پایا افراسیاب نے آواز دی کیون نمکحرامو اب کہو تمھارا کیا حال کردن
طرار سے پھر بھی ضبط نہو سکا جواب دیا کہ نمکحرام تو ہی شہنشاہ لاچین اپنے ولی نعمت کو جسنے تجکو
خاک سے پاک کیا اُسی کو بیگر گرفتار کرکے طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا اب شہنشاہ بن بیٹھا ہی ہمکو
نمکحرام کہتا ہی اب تیرے قبضے مین ہین قتل اور غیر قتل کا تجکو اختیار ہی یہ سنکر افراسیاب نے
اشارہ کیا کہ جلد بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کرو ان چب زبانون کو دارون پر
کھینچو کہ سرکشان طلسم کو عبرت ہو ظاہر ہماری شوکت ہو ملازم افراسیاب کشان کشان
بیرون باغ لائے دارین استادہ ہوئین جلادان مریخ خصلت تیغہاے برہنہ لیے ہوے سامنے

آئے کسی کو زیدار لائے کسی کے واسطے چبوترے ریت کے بنائے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر طرار کا کھینچا تیغۂ زہر آلود پکڑ کر سر پر آیا اُسوقت طرار کا یہ حال تھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس دل سے کہتا تھا کہ اے معرخ دعمرو کے خدا اگر ہم اس قتل سے نجات پائین سامری وجمشید پر لعنت کرین عمرو کے شریک ہو جائین وہ بیشک جوہر شناس ہے قدردان ہے اور یقین ہے کہ خدائے نادیدہ برحق ہے طرار تو دل سے یہ باتین کر رہا ہے کبھی آسمان کی طرف جاتا ہے کبھی شباب کی موت پر آنسو بہاتا ہے افراسیاب نے ایک حکم دیا ہے چاہتا ہے کہ حکم ثانی دے کہ بقدرت رب اکبر ملکہ صرصر سامنے نمایان ہوئی یہ معرکہ دیکھکر بہت پریشان گھبرائی ہوئی جھپٹ کے قریب افراسیاب کے آئی عرض کی اے شہنشاہ یہ معرکہ کیا ہے ان سبھون کی کیا خطا ہے افراسیاب نے کہا اے صرصر یہ سب مجکو قاتل کلاب عقاب سوار بتلاتے ہین کہتے ہین وہ لڑائی معرخ کی فتح کر چکا تھا آپنے آکر اسکو خنجر سے مارا بدولت ہرچند کہتے ہین یہ نہین مانتے ہین قسمین کھاتے ہین کہ آپنے مارا اور اے صرصر بدولت تو آج درباغ سیب سے باہر نہین نکلے علاوہ ازین مین اپنے بھائی کو کیون قتل کرتا بخطا کے خون سے ہاتھ بھرتا یہ سُنکر صرصر ہنسی عرض کی سرکار سچا ارشاد فرماتے ہین یہ بھی جھوٹی قسم نہین کھاتے ہین عمرو عیار ساربان زادہ بلائے بے درمان ہے آپکی شکل بنکر آیا ہوگا بھلا یہ بیچارے کیا پہچانتے حضور کتاب سامری ملاحظہ فرمائین کہ کلاب کیونکر مارا گیا ابھی ظاہر ہوجائیگا افراسیاب کو یہ سُنکر سناٹا آگیا سر جھکا لیا دلمین اپنی حماقت پر نادم اور منفعل ہوا اسیوقت کتاب سامری کھولکر جو دیکھا صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ عمرو نے بصورت افراسیاب عیاری کرکے کلاب عقاب سوار کو مارا یہ دیکھکر بہت شرمندہ ہوا سرما سے اشارہ کیا کہ تم ان سب کی سفارش کرو بدولت سے گذارش کرو سرما نے فوراً دست بستہ پکارکر عرض کی کہ اے سرکار انکی گستاخی غلام کی خاطر سے معاف فرمائین یہ اپنی سزا کو پہونچ چکے افراسیاب نے سر جھکا لیا الخاموشی نیم رضا کا مضمون ظاہر ہوا سرما نے بتعجیل تمام طرار کو مع دس ہزار ساحرون کے رہا کردیا افراسیاب نے سرما کو ایک شیشہ پُر از آب دمیدہ سحر دیا کہ ان سب پر چھڑک دو کہ سحر ان سب پر سے بدولت کا اُترجائے سرما نے یہی کیا طرار سے کہا شہنشاہ کے قدمون پر گرو خبردار پھر ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرنا اپنے ولی نعمت پر تہمت

نہ دھرنا طرار نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے کھڑا رہا سرما نے کہا کہ اے طرار جاؤ اس اپنی فوج
کو لیکر شریک لشکر ملکہ حیرت ہو طرار مع ان دس ہزار جادوگرون کے باغ سیب سے نکل کر
طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا شام کو اک دشت پر فضا مین آکر ٹھہرا رنج مین کھانا بھی کھایا
کمیدان و جمعدارون کو بلاکر اپنے خیمہ مین جمع کیا طرار سب کے سامنے روتا ہوا اپنے مقام
سے اٹھا آواز دی بھائیو تمنے ظلم و جبر افراسیاب کا دیکھا کہ ہمکو تمکو بلا وجہ ذلیل کیا اب کہو
کیا ارادہ ہے سب نے جواب دیا اب بجائے شہنشاہ کلاب عقاب سوار آپ ہمارے سرپرست
اور مالک ہین بموجب مصرع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست ٭ یہ سنکر طرار جادو نے
کہا کہ بھائیو اس بات کو گوش ہوش سے سنو جس وقت ہمکو اور تمکو زیر دار بٹھایا تھا مینے اس وقت
خدائے مہرخ اور عمرو سے رجوع کی تھی اور دل سے عہد کیا تھا کہ اگر اس بلا سے نجات پائینگے
مطیع اسلام ہوکر خدمت عمرو مین جائینگے فوراً اس مذہب کی برکت ظاہر ہوئی دیکھو خودبخود
افراسیاب ہمارے اور تمھارے قتل سے باز آیا ظہور قدرت خدائے عمرو ہوا علاوہ اسکے
خیال کرو عقل کو دخل دو اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارا ایک خدا ہے کوئی اسکا شریک نہین ہے
جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے یہان پونے دو سو خداوند مشہور ہین کیونکر ہو سکتا ہے دو بادشاہ سلطنت
باہم کر نہین سکتے کہ حکم مین خلل آئیگا ایک کی رائے کچھ ہوگی ایک کچھ کہیگا نہ کہ مقدمۂ خدائی
اب خیال کرو کہ پونے دو سو خداوند ہین کیونکر احکام ترتیب عالم جاری ہوتے ہین سچ تو یہ ہے
کہ عقل نہین قبول کرتی یہ سنکر سب نے عرض کی کہ اے سردار نامدار بہت درست ارشاد
فرمایا ہماری بھی عقل باریک بین مین آیا طرار نے کہا شکر ہے خدائے نادیدہ کا کہ مقدمۂ مذہب
درست ہوا اب بتاؤ کہ خدمت ملکہ مہرخ و عمرو مین کیونکر چلین بلا وجہ کیا ہماری قدر ہوگی کہو
ہمارے کون استقبال کو آئیگا سب نے عرض کی جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم سب مطیع اسلام
ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر آیا عرض کی کہ اے سردار عالی وقار ابھی مین نے سنا ہے کہ عقب
اس کوہ کے لشکر ابریق کوہ شگاف کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہوا ہے یہ مژدہ جانبخش
سنکر طرار نے کہا کہ چلو آج اس بیحیا پر شبخون مارین لوٹتے بھڑتے اپنے تئین خدمت عمرو مین
پہونچا مین بہادرون کے قدردان ہین ضرور عنایت فرمائینگے انکی غلامی یہان کی سرداری

سے بہتر ہے یہ مشورہ کرکے دو پہر رات گئے لشکر کو آراستہ کیا اور لشکر ابریق کوہ شگاف پر آکر گرا
سب کو سکھا دیا تھا کہ یارو تمام مژدہ یہ از مرد ہوتا ہے لشکر ابریق کوہ شگاف پر گرنا تو تمام سرداران
ملکہ مہرخ سحر چشم کے لینا اس طور سے ان بھیاؤن کو شکست دینا خدا سے نادیدہ انجام بخیر کرے
غرضکہ سب نے یہی کیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم رعد جادو کسی نے نام شکیل جادو فرزند مہرخ کا لیا
کسی نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ خورشید زرین سحر فرزند دلبند ملکہ سرخ موے کا کل کشا گر طرار نامدار
نے آواز دی کہ منم معمار قدرت صاحب شوکت فوج ابریق کی مع ابریق سب شراب پی پی
خواب خرگوش مین مبتلا تھے اس آفت ناگہانی کی خبر نہ تھی جو گھبرا کر اٹھا ہاتھ سے سرداران
طرار کے واصل جہنم ہوا ایک چشم زدن مین پانچ ہزار بھیاؤن کو مارا اب تو فوج ابریق مین
تلاطم ہے حواس ہر ایک کا گم ہے بعضے غافل پڑے سو رہے تھے گھبرا کر آنکھ کھلی خدمتگار سے پوچھا
یہ کیا ہنگامہ ہے اُسنے عرض کی ملازمان مہرخ شبخون آئے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے یہ سنکر
آواز دی او سائیس جلد مرکب ہمارا تیار کر سائیس نے ساز و یراق مرکب پر آراستہ کیا اگاڑی
کھولی جلدی مین پچھاڑی کھولنا بھول گیا میان ساحر صاحب خیمے کے باہر آئے دل مین ارادہ یہ
تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ جائین اپنی جان بچائین تعجیل مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کی
وہ آگے نہ بڑھا اچھلا کر کوڑا مارا گھوڑے نے جست جو کی میخ اکھڑ کر سر پر پڑی گھوڑے سے خود بھی زمین
پر گر پڑے پیچھے کسی نے گرز مارا اُدھر سے ہمزبیان طرار آکر پہونچے حرکرکے میان ساحر صاحب کے
ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے جب یہ قیامت برپا ہوئی خادم نے جاکر ابریق کو جگایا گھبرا کر اُٹھا پوچھا
کیا ہنگامہ ہے خادم نے عرض کیا چند سرداران ملکہ مہرخ شاید واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے
آپکے لشکر کو دیکھکر آگئے ہین ہزارون آپکے لشکر کے مارے گئے ابریق عالم نشہ شراب مین
جھومتا ہوا اُٹھا کہتا کچھ تھا مُنھ سے نکلتا کچھ تھا جھولی سحر کی لینا بھولا باہر نکل آیا نشہ مین لینا لینا
بکنے لگا ہر مرتبہ اسباب سحر جسم پر ہاتھ پھیر پھیر کے ڈھونڈھتا ہے کچھ ہاتھ نہین آتا ہے اس اثنا مین
اُدھر سے طرار لڑتا ہوا آتا تھا ابریق کو دیکھکر ہاتھ تیغ سحر کا مارا اُسنے سپر سحر کے لیے ہاتھ اُٹھایا
سپر کو بھی پشت پر پایا اتنے عرصہ مین تیغ سحر طرار اسکے سر پر پڑا تا دو ابرو پہونچا تھا کہ ابریق نے
یا سامری کہکر کچھ افسون پڑھا تیغہ تو سر سے نکل گیا ابریق غش کھا کر زمین پر گرا طرار نے

جا بجا سر کاٹ لون بہر نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کرون لشکریان ابریق نے ابریق پر اپنے تیغین گرا دیا بصد ہا نے اپنے کو قتل کرایا مگر ابریق کو بمشکل اُٹھا یا ہوا دار پر ڈالکر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ خرگاہین بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑا و پر گھر کر رہگئے تھے انکو صبح تک قتل کیا بوقت سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برائے نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سوا ابریق نیا یا اس خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہان ملکہ مہرخ نے ساری رات عیش و راحت مین بسر کی ہی کہ یکایک جوڑیان ہر کارون کی سامنے سے آئین

دعاے ترقی دولت واقبال زبان پر لائین اشعار

گل سرخ تابد چو روشن چراغ
کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بکام تو باد

ای شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہی کہ کلاب عقاب سوار جو مارا گیا تھا اُسکا سردار طرار جادو کسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابریق کوہ شگاف پر مارا لاکھون ساحر قتل کرکے آتا ہی اور ابریق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے مگر طریقہ طرار نامدار سے ظاہر ہی کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوئے شرماتا ہی جا بجا ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہوکر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور طرار نامدار کو استقبال کرکے باآبرو لائین اُسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا د ملکہ بلال و ملکہ نافرمان والاشان وغیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی پہونچے طرار جادو سے بغلگیر ہوے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمائیے گا تو کیا عجب ہی کہ خود تشریف لائین ہمکو بہر استقبال آپکے بھیجا ہی طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل کو بھیجا ہی کیونکہ ایسون کے نام پر جان نثار نہو غرضکہ ساتھ ان سردارون کے قطع راہ کرکے قریب بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا ملکہ مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سرداران ذیوقار کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ ای طرار جادو ہم عرصہ سے تمھارے مشتاق تھے دیر ہونے کا کیا سبب ہوا طرار یہ پرورش خداوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدمون سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے

سر اُسکا سینے سے لگالیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت وابروے تمام لا کے
داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادہ خورشید زرین سحر دنگل بیٹھنے کو لا اُسکے ساتھ والونکے
واسطے حکم ہوا کہ بارگاہین خیمہ سراپردہ استادہ کرکے ان سبکو بآرام تمام اُس بارگاہ مین داخل کرو
اُس پرورش خداوندانہ اور مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ
ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہماری دعوت قبول کرو جو
کچھ ماحضر میسر ہو تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح
فرداً فرداً وعدہ لیا طرار بفرحت تمام و بکیفیت مالاکلام مصروف دعوت ہاے سرداران نامی ہے
لیکن افراسیاب جادو باغ سیب مین ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہے کہ شور گریہ وزاری
در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ تو مبارک باشد کل دن بھر آفت مین طرار کی
گذرا ابھی منھ ہاتھ بھی دھونے نہین پائے کہ رونے کی صدا کان مین آئی سامری و جمشید خیر کرین
معلوم ہوتا ہے باغیون نے کسی کا گل امید توڑا کسیکی گلشن حیات کو پامال کیا اے دیکھو تو یہ
کیا معرکہ ہے کون روتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیون ہی کا خیال ہے بہار سے ناحق رنج
وملال ہے تمھارے طعن و تشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابرق
سرمین زخم کاری ہوا اوپر پڑے ہوئے آہ آہ کرتے ہین ساتھ والے زخمی اشکبار بیقرار گریبان دنالان
خاک بر سر کنان ابرق کو ڈھکان کو ہوا وار پر لیے ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے
پوچھا اے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ شب کو شکارگاہ مین آتے ہوئے تھے
کہ سرداران مہرخ فوج بیحساب لیکر شبخون آگرے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے دھو کر پڑے ایک
ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھون تھے کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑون
باغیون کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت مین زخمی ہوگئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہانتک آئے
حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے یہ تو اُن لوگون کا شیوہ نہین ہے شاید کسی جادو نے یہ کام کیا اُن
دشمنونکا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار و شمیمہ نقب زن عیاریان پُرفن سامنے آ مین
واسطے تسلیم کے خم ہوئین افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا
عرض کیا لونڈیون کو خوب معلوم ہے خاص یہی خبر لیکر لونڈیان حاضر ہوئی ہین سامری و جمشید

کی تکراموں پر مار پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاب عقاب سوار کو پچہ چشم نمائی کی
تھی اور بچہ بنظر پرورش فوراً اُنکی خطا معاف بھی ہوئی اُسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جا کر نام
سرداران مہرخ لیا دس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کر کے چلتا دھندا
کیا لشکر عمرو مین پہونچے مہرخ نے اُنکی بڑی خاطر مدارات کی ہے ہر سردار تکرام سے طرار کی دعوت
کا سامان مہیا کیا ہی طرار جادو ہر ایک کے یہان دعوت کھاتا پھرتا ہی چہچہے قہقہے ہو رہے ہین
افراسیاب نے اُن ساحرون سے کہا کہ کیون نا لائقو تم ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغا باز مکار
جلسا نا اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سو سو سے لڑکر آئے ہین خوب بادولت کا
ثابت ہوا ہی کہ پتا کھڑکا بندہ سرکا مسلمانون کو ہوا سمجھ لیا ہی یہ سنکر اُن سبھون نے سر جھکا لیے
افراسیاب نے ابریق کو ہوا دار سے اُتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی تب ابریق کو
ہوش آیا افراسیاب نے کہا اے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا مین مبتلا ہین تمکو شکار سوجھا
اور ایک ادنی غلام تکرام کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آپ تشریف لائے ہین نہ خیال انتظام نہ خوف
ننگ و نام تم صاحبون نے بہت پریشان کیا ہی اگر بادولت ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم ہوشربا کا
قائم رہنا محال تھا ابھی جاتا ہون بارگاہ مہرخ سے اُس تکرام کا سر کاٹ کے لاتا ہون کل کو
سزا دونگا آتش قہر مین پھونکونگا لونڈیان غلام بہت سر چڑھ گئے ہین یہ کہکر افراسیاب نے
تاج سر پر رکھا زیور جواہر زیب جسم کیا تیغ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ایک دستک دی سامنے سے
مرکب پرند شکین ساز و یراق سے آراستہ زمین پر آکر اُترا شوخیان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا
عجب مرکب باد رفتار تھا اشہب فلک نے بھی نہ دیکھا تھا ایک کاوے مین دورہٗ عالم تمام تھا
اشہب تیز گام طلسمی نام تھا شعر عجب مرکب باد رفتار تھا ؛ کہ طرار تھا اور خرار تھا ؛ قصد ہوا
افراسیاب کا کہ اُسپر سوار ہو ملکہ حیرت ہان ہان کہکر دامن سے لپٹ گئی شاہزادیان ملکہ یاسمن
یاسمن پیکر و ملکہ قمر اندام گلابی پوش و ملکہ حور پیکر سحر خیز و ملکہ شمیمہ ساہ لقا و ملکہ نازک اندام
جہان پیا و ملکہ شعلہ جوالہ زن و ملکہ آتش خوار طاؤس سوار و ناظمان دربندہاے طلسم مقہور
بن قہار و ماران اژدر سوار و اژدران فیل گوش و شاہباز تیز پرواز و خاقان تاجدار
و قیصر تاجدار وغیرہ اپنے اپنے مقام سے مثل بلاے ناگہانی کے اُٹھے حقیقت مین ہر ایک انمین

سامری عہد جمشید زمانہ ہی دست بستہ ہوکر ہر ایک نے قدمون کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ ای
شہنشاہ یہ تو کبھی نہو گا کہ سرکار والا تبار کو مجمع باغیان مین جانے دین عمرو ایسا مکار و غدار
وہان موجود ہی نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلائیگا علاوہ اسکے سب سردار چیدہ ہوے طلسم کے
وہان موجود ہین جنکو سرکار نے کل علوم سحر تعلیم کر دیے ہین دل انکے افسون عجائب و غرائب سے
بھر دیے ہین حضور اگر آپ ایسے کامل و اکمل اور صاحب اختیار ہوتے تو وہ طلسم کشا کو اب تک
چھڑا لیجاتے لوح طلسم کو بھی کوشش کرکے لاتے طلسم فتح ہو جاتا ہر حاکم در بند شکست کھاتا سامری
و جمشید آپکو سلامت رکھین کہ آپکے سحر کے آگے انکی کیا حقیقت ہے لونڈیون غلامون کی کیا لیاقت
ہی سرکار خیرخواہون کو صرف ایک دو دنکی مہلت دین ہمسے ان خودسرون کے سر لین ایسے
ایسے کلمات نصیحت آمیز جرات خیز کہکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا حیرت نے تعجیل تمام رقاصون
کو حکم دیا رقص شروع ہوگیا نازنینان مہ جبین الاپنے لگین کوئی غزل گاتی تھی کوئی دہن
تھام کر افراسیاب کا بھاؤ بتاتی تھی کسی نے چنگ مرصع اٹھایا دل توڑ کر بجایا کہ زہرہ فلک
کو وجد مین لائی کسی نے ٹھمری گائی ہرچند کہ ہنگامہ عیش و نشاط از حد گرم ہوا مگر افراسیاب
کا غصہ نہ اترتا ہر مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا قصد کرتا تھا سحر پڑھون لشکر مسلمانان پر
جا پڑون ہاتھ اٹھا کر ارباب نشاط کو منع کیا کہ اسوقت ہم اپنی سلطنت کی فکر مین ہین قتل مسلمانان
کے ذکر مین ہین ناچ راگ رنگ سب بیکار ہے افراسیاب اسی گفتگو مین تھا کہ آسمان پر ابر
چھایا مینہ برستا ہوا نظر آیا کبھی برسے ہوا دریا جوش مارتا معلوم ہوتا تھا کبھی خود بخود معدوم
ہوتا تھا یکایک وہ ابر شق ہوا بجلین ٹوٹ کر زمین پر گرین آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو
بغور دیکھا تو ایک بادشاہ جلیل تخت زرین پر سوار کہ دستہا ہاتھ چمکاتا ہوا عجائب و غرائب
سحر کے دکھاتا ہوا ظاہر ہوا تخت زمین پر اترا ساحر مذکور تخت سے کود کر سامنے افراسیاب
کے آیا جھک کے سلام کیا تو افراسیاب غصہ مین بیٹھا تھا بے اختیار ہنس پڑا بہ شفقت و
محبت پوچھا ای غواص دریا نشین اسوقت کس موج مین تھے کیونکر آئے کیا کبھی دریا اُلٹا
بھی بہتا ہی ہماری ملاقات سے کنارہ کیا اُسنے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا سرکار کی
دریادلی کا باعث ہے کہ اس ادنی کو اسقدر کوہ و دشت و دریا برائے انتظام سپرد ہوئے ہین کہ ایک لحظہ

فرصت نہین ہوئی مگر اب غلام سے مفصل سنا کہ گرداب بحر بیچ و الم نے سرکار فیض آثار کو گھیرا
اہالیان طلسم ہوشربا قلزم زخار مصیبت مین غوطہ زن ہین بحر افواج دشمن سرکار کی
طغیانی ہو گئی کشتی حیات دوستان طوفانی ہو گئی آشنایان دریاے تجربہ کاری و غواصان
لجہ بے انتظامی سرکار دولت مدار کے ساتھ ہین ایسی کوئی نہین تدبیر بتاتے کہ دشمنان تبہ
و گمراہان غدار خود بخود گلے کاٹ کر مر جائین غرق دریاے مصیبت ہون تڑپ تڑپ کر مرین اہل
دل سکین یہ کلمات حیرت آیات سنکر افراسیاب نے غواص دریانشین کو گلے لگا لیا پہلوے
تخت مین ذرا تنگ تھا اُسپر بٹھا لیا اور کہا اے خیر خواہ بلا اشتباہ مین کیا کسی سے باکی کا رکھتا ہون
یہ چند لونڈیان غلام بد انجام بگڑ گئے ہین میرا کیا کر سکتے ہین بیہودہ بکتے ہین مگر البتہ جس دن سے
کہ کوکب انکا شریک ہوا ہے غرور سبکا بڑھ گیا ہے دختر بلند اختر اُسکی نام کو بنت ہے اسم بامسمی
شمشیر زن ہے اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے رنج اٹھائے اُسی نے مہیاے خون ساحران خشک
کیا اُلپ پرستاران نور آ عمرو کو مین نے برج غضب مین قید کیا تھا اُسی ظالم نے اُسکو چھڑایا
کوکب تو مصروف عیش رہتا ہے تمام انتظام طلسم نور افشان اُسی چھوکری کے سپرد لیا ہے
مدد مسلمانان کو دمبدم وہی آتی ہے عجائب و غرائب دکھاتی ہے ابھی چند روز ہوے کہ مین نے
قید کر کے پردہ ظلمات مین بھیجا تھا اختر مروارید کہ تحفہ نایاب اُسکے پاس ہے چھین لیا تھا
قصد تھا کہ قتل نامہ روانہ کرون تیر قضا کا نشانہ کرون مگر برق فرنگی شاگرد عمرو بعد کد و فریب
ظلمات مین پہونچا اور اُس گیسو بریدہ کو رہا کیا صرف مین نے نام لیا تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرونگا
طلسم نور افشان مین لشکر گران تیار ہو گیا یہ قصد ہوا کہ اُٹھین مرین اسد کو رہا کرین اب جو
مشتہر ہوا کہ میعاد قتل اسد مین ایک مہینہ باقی ہے سنا ہے کہ راہ مین لشکر گران لیے ہوے اُترے
ہین مین نے کئی مرتبہ اُسکے قتل کا سامان کیا مگر ہر مرتبہ بچ گئی اگر یہ ان قتل ہو جائے کوکب
اس صدمہ سے گلا کاٹ کر فوراً جان دے پھر لونڈیان غلام نہ ٹھہر سکینگے یہ حالات سنکر غواص
جوش مین آیا عرض کی اے شہنشاہ آپ فکر کامل نہین کر سکتے ہین یہ بہران شمشیر زن طرف سے
اپنی مان کے وہ تو دارستامری ہے آپ کو بخوبی حال معلوم نہین ہے مان اُسکی ملکہ ناہید جام قلعہ
مرصع نگار ہے بڑی صاحب جاہ و وقار ہے فی الحال اپنے شوہر کوکب سے رنجیدہ ہو کر ان دنو

آفت کشیدہ ہی باعث ملال یہ ہوکر عرصہ دراز ہوا کہ کوکب ملکہ حنائے گلگون پوش شاہزادی
قلعۂ رنگین حصار پہ مائل ہوا اُس قتال عالم کی تیغ ابرو کا گھائل ہوا حقیقت مین حسن اُسکا پامال
کنندۂ جہان آفت جان عاشقان ہی عاشق ہو کر کوکب نے اُسکو پیغام بھیجا اُسکی مان نے جواب
لکھا آپ بادشاہ طلسم نور افشان ہین آپکے جاہ و حشم عالم پر عیان ہین ہم ایک ذرۂ بیمقدار تابعدار
حضور کے خراج گزار ہین بموجب مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ بس یہ شادی غیر ممکن ہی اور
اگر خاکسار نوازی منظور ہی تو عالی ہمتی سے کیا دور ہی برات لیکر سہرہ باندھکر اس سیہ خانے کو قدوم
میمنت لزوم سے روشن فرمائیے کنیز حاضر ہی بیاہ کے لیجائیے موافق مصرع شاہان چہ عجب گر
بنوازند گدا را ۔ اگر اسکے خلاف ہوگا ہمارے عزیز و اقارب طعن کرینگے زبان ملامت کھولینگے
مشہور ہوگا کہ خواہش ملک و مال مین بیٹی کا ڈولا دیدیا کوکب نے اس تحریر کو جوش عشق مین
قبول کیا یہ خبر وحشت اثر مفصلاً دشمن جان ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوئی شب کو جب کوکب
محل مین آئے گھبرائے ہوئے ملال چہرے سے پیدا آثار عشق چہرے سے ہویدا رنگ زرد لب پر آہ سرد
ملکہ ناہید نے پوچھا کیون شہنشاہ مزاج کیسا ہی کوکب نے کہا صاحب خیر ہی کچھ خراج شہرون
سے نہین آیا ہی مجھے تردد و انتشار ہی اسی وجہ سے دل بیقرار ہی ملکہ ناہید نے کہا آپ مجھسے
کیون چھپاتے ہین آثار حزن و ملال چہرہ سے پائے جاتے ہین مین نے سُنا کہ عشق حنا کا زنگ
قلب حضور پر چھا گیا ہی ناحق آپ کف افسوس ملتے ہین اس مقدمہ کو میرے سپرد کیجیے حنا کو مجھسے
لیجیے قسم ہی جب نام خداوند جمشید عالی تبار کی کہ مجکو اسکا ملال نہین ہی یہ مضمون سُنکر البتہ غصہ
آیا ہی دل بھر آیا ہی کہ ایک شخص کے مکان پر آپ سہرا باندھکر جائینگے اگر ایسا ہوگا تو ہم اپنے
عزیزون مین شرمائینگے آپ مطمئن ہون اگر کل ہی جا کر اسکے جھونٹے پکڑ کر نہ گھسیٹ لائی تو مجکو
نواسی جمشید کی نہ کہیے گا اب اسکی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپکو سمجھکر ناز معشوقانہ دکھاتی
ہی آپ ایسے شہنشاہ طلسم نور افشان کو اپنے گھر پہ سہرا بندھوا کر بلاتی ہی چوٹی کی خوبی مین کل
لاکر ضرور اسکو آپکے پہلو مین بٹھاؤنگی اپنے ہاتھ سے دولھن بناؤنگی یہ کلمات ملکہ ناہید کے
سُنکر کوکب روشن ضمیر کو غصہ آیا مگر ضبط کر کے جواب دیا کہ صاحب ان مقدمات مین تمکو کیا
دخل ہی وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی خراج گزار ہونے سے کیا آبرو جاتی رہتی ہی اگر

شہنشاہ زن و شوہر مین ایسی باتین ملال آگین ہو رہی تھین کہ اُسی وقت ملکہ ناہید بصد جوش و خروش قصر جمشیدی سے نکلکر تخت زرین پر سوار ہوئی اپنے ملازمان خاص بندگان با اختصاص کو ہمراہ لیکر قلعہ مرصع حصار مین چلی گئی کوکب نے جوش حنا مین کچھ خیال نکیا سامان شادی مین مصروف ہوا حنائے گلگون پوش کو سہرہ باندھکر بڑے عظم و شان سے بیاہ لایا اُسیدن سے زن و شوہر مین بگاڑ ہی مگر ملکہ ناہید مالک تحفہ جات جمشیدی ہی سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق ہی ایک ادنی تحفہ اُنھین اشیائے نادرہ سے اختر مروارید ہی کہ جو مان نے اپنی دختر بلند اختر بہمان تمغۂ شمشیر زن کو دیا ہی اور ایک شرف اور بھی واسطے ملکہ ناہید کے ہی کہ شاید سرکار بھی اُس سے آگاہ ہون یعنی حجرۂ پنجم بلاد حضور کے طلسم مین واقع ہی مالک اُسکا ملک اخضر گوہر پوش اُسکی دو صاحبزادیان ملکہ لعل تخندان و ملکہ یاقوت تخندان منظور نظر سامری و جمشید آج عالم مین اُنکے حُسن کا کوئی عدیل نہین ہی سحر مین بھی بے نظیر صورت مین رشک ماہ منیر ملکہ ناہید کی یہ دونون بھانجیان ہین جمشید بن کوکب کا پیام شادی ملکہ ناہید نے پاس ملک اخضر اپنے بہنوئی کو بھیجا تھا ملک اخضر شادی ساختہ ملکہ لعل تخندان کے قبول کرتا تھا کہ وہ چھوٹی بہن ہی ملکہ ناہید دختر کلان ملکہ یاقوت کی خواہان یقین کہ حکومت حجرۂ بلا پنجم بنام ملکہ یاقوت تخندان ہی اُسی کے خواب مین روز بلاناغہ سامری و جمشید آتے ہین علوم سحر و نیرنجات تعلیم فرماتے ہین بس ای شہنشاہ اس سمع خراشی سے یہ مراد ہی کہ قتل برہان ایک شمشیر بے نظیر پر موقوف ہی تا زمانیکہ وہ تلوار ہاتھ نہوگی برہان پہ کوئی ہاتھ اُٹھا نہین سکتا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا کہ ای خیر خواہ بادولت وہ تلوار کہان ہی کس مقام پہ نہان ہی غواص دریا نشین نے جواب دیا کہ ایسی چیزین معتبرین کے پاس ہوتی ہین اب گوش ہوش سے سماعت فرمائیے مین عرض کرتا ہون دامن آرزو کو گل مراد سے بھرتا ہون صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بادشاہ قلعہ جو ہر نگار پیر بھائی کوکب روشن ضمیر کا قیامت کا ساحر زبردست ہی بادۂ سحر عجائب سے مست ہی اُسکے پاس تیغ قتل ملکہ برہان تمغۂ شمشیر زن ہی طلسم جہان بین بڑا سحر ساز و پُر فن ہی کبھی کسی جنگ مین کوکب اُسکو نہین بلاتا ہی وہ ابھی تک وہین شب و روز مرے

اُڑ جاتا ہی نہایت مغرور خود سری کوکب کا وہ بڑا معتبر ہی اسی وجہ سے وہ پنجہ اُسکے سپرد ہی کوکب
کو یقین کامل ہی کہ یہ کسی سے ساز نکریگا اسے حتی الامکان پنجہ بہرام فلک کو بھی نہ دیگا افراسیاب
نے پوچھا کہ پھر وہ پنجہ کیونکر قبضہ مین آئے کہ مدعاے دلی بر آئے غواص نے غواص عقل
کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا عرض کی کہ ای شہنشاہ مبارک
ہو گوہر مراد ہاتھ آیا وہ یہ صورت ہی کہ ایک شہزادی ہی کہ نام اُسکا ملکہ لالہ زار رخ گشتی چشم پری
حقیقت مین سرو خرامان باغ خوبی و گل رعناے حدیقۂ محبوبی کبک رفتار شیرین گفتار
چشم جادو خال ہندو شعر خنجر ابروے قاتل قتل پر ہین مستعد زلفین بل کرتی ہین دونون
دل پھنسانے کے لیے سرکار والا کے خراج گذارون مین ہی قلعہ بہار خیز کی حاکم ہی اسپر
صمصام بادشاہ قلعۂ جوہر نگار دت سے مائل ہی خنجر ابرو کا اُس قتال عالم کے گھائل
ہی عرصہ ہوا اُسکو پیغام وصل دیا تھا اُس مغرور حسن و جمال نے صاف انکار کیا تھا اور
کہلا بھیجا تھا کہ مُنھ بنوا دُشل حلوا خوردن را روے باید بیت تمسے چودہ ہزار مرتے ہین
کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین ۔ وہ مایوس ہوا عالم اضطراب مین واسطے شکار کے صحرا مین آیا
مین نے خبر سُنی استقبال کرکے بوجہ دوستی اپنے قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن
وہ کسی شی پر متوجہ نہوا ایسا بدمزاج تھا کہ کھانا بھی نہ کھایا مین نے دلدہی کرکے سبب پوچھا
تب اُسنے رو رو کر مجھسے یہ حال بیان کیا مین نے کہا تھا بعنایت سامری و جمشید اس مقدمہ
خاص مین مین کوشش کرونگا وہ شکار کھیل کر رنجیدہ اپنے ملک کو گیا مجکو یہ خیال نہ رہا کہ اُسکی
تدبیر کرتا اب اسوقت فرمانے سے حضور کے خیال آیا ہی کہ اگر حضور بھی غلام کے ساتھ تشریف
لیچلین پہلے اُسکو مژدۂ وصل معشوق دین پھر اس مقدمۂ خاص مین اُسکا استمزاج لین کیا
عجب ہی کہ اس دام تزویر مین پھنسے ساری دانائی بھول جائے یہ تقریر دلپذیر افراسیاب
سُنکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا ای برادر جس معشوقہ کا تمنے نام لیا وہ مصاحبان ملکہ حیرت مین
سرفراز ہی ہمکو اُسکی راسخ الاعتقادی پر ناز ہی جو ہم کہینگے وہ وہی کریگی ہمین اُسپر سب طرح کا
اختیار ہی غواص نے کہا کہ بس اب حضور تیاری کرین اُسکی ملاقات کو تشریف لیچلین مگر اس
مقدمہ کی کسیکو خبر نہ کرین ورنہ غضب ہوگا ذرا بھی کوکب کو معلوم ہوگا پنجہ مذکور اُس سے آگر لیجائیگا

پھر سوائے افسوس کے کیا ہاتھ آئیگا افراسیاب نے فوراً صرف ایک تخت سحر تیار کیا غواص کو اپنے پاس بٹھالیا اور سحر غائب کرکے تاکہ راہ میں کوئی نہ دیکھے طرف قلعہ جواہر نگار کے روانہ ہوا

داستان حیرت بیان جانا افراسیاب کا مع غواص دریانشین کے پاس صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش حاکم قلعہ جوہر نگار کے برائے حصول نتیجہ قتل ملکہ بران شمشیرزن اور باغی ہوکر کوکب سے شریک ہونا صمصام بدانجام کا افراسیاب سے اور خود آنا آمادہ قتل بران ہوکر مقابلہ لشکر ملکہ مہرخ اور عیاریاں خواجہ عمرو کی اور قتل ہونا اُس مردود کا ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مہروش مہ لقا
کہ وقت سحر ہے صبوحی اٹھا
پلا بادۂ ارغوانی کا جام
ترے دور میں غدر ہے صبح و شام
ہوا صاف مستی میں یہ امتحان
کہ دشمن ہے ساقی کا پیر مغان
یہی میکدوں میں ہوئی قیل و قال
کہ ہے دختر رز تو کی چھنال
حقیقت میں طرار و بیباک ہے
عبث رند مشرب کو یہ تاک ہے
سبب کیا کہ ساقی کو کچھ غم ہے آج
ہر اک جام ہے چشم پرنم ہے آج
نہیں آج مستوں میں بالکل تپاک
اڑاتا ہے پیر مغان سر پہ خاک
بہت میکدہ اب تو بیرنگ ہے
ہر اک بادہ خوار آج دلتنگ ہے
قمر جیسے روشن ہوا سربسر
کہ افشا ہوئی کوئی غم کی خبر
خبر سنکے بے لطف ہیں بادہ نوش
تردد میں ہے شیشۂ مے بھی خموش
وہ اخبار حیرت ہیں عبرت پسند
کیا جسنے ہر ایک کو دردمند
نئی ہے نہ ساقی عجب طور ہے
حقیقت میں اب اور ہی دور ہے
زمانے کی آب و ہوا ہے خراب
ہر اک شے میں پاتا ہوں میں انقلاب
مرے دشمن جانستان ہیں حبیب
مرے ہوگئے ہائے کیسے نصیب
کہ دشمن ہے ساقی کا اک حیلہ ساز
بچالے اُسے خالق بے نیاز
نگارندۂ داستان عجیب
یہ لکھتے ہیں اب ماجرائے غریب
صاحبان شمشیر برق نظیر

سخنوری زرہ پوشان جلالت آثار مضامین جادوگری تیغۂ آبدار سخن کو نیام دہن سے کھینچکر میدان قرطاس میں یوں مصروف جنگ تحریر و تقریر ہیں کہ جب غواص دریا نشین افراسیاب کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ جوہر نگار کے چلا بعد قطع راہ اول افراسیاب کو لاکر ایک کوہ فلک شکوہ پر سبزہ زار نخلستان میں ٹھہرایا اور آپ ایک مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعۂ جوہر نگار کے چلا یہاں صمصام اپنے قلعہ میں تخت پر بیٹھا ہوا ہے گرداگرد ساحران غدار

امیران سلطنت و مشیران اُبہت اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غواصان قلزم اخبار عشرت خیز
و شناوران دریاے فرحت انگیز گوہر مصفاے خبر و جواہر آئندہ کو بصد جستجو اس طرح پیش صمصام
لاتے ہین یعنی ہرکارون نے عرض کی کہ آپکے دوست صادق محب واثق شناور دریاے محبت
و غریق لجۂ الفت یعنی غواص دریا نشین تشریف لاتے ہین صمصام ہر چند کہ مفارقت مین
اُس محبوب طرار یعنی ملکہ لالہ رخسار نرگسی چشم کی مثل چشم نرگس حیران اور مثل لالہ داغ مفارقت
بر دل مانند مرغ بسمل بیقرار رہتا ہی ناتوانی کا زور ہی لب گور ہی لیکن نام اپنے دوست کا سُنکر
بمشکل اُٹھا اور مع امرا و وزرا کے باہر آکر غواص کا استقبال کیا اور بہ تعظیم و تکریم لاکر مقام صدر
پر جگہ دی بیٹھتے ہی غواص نے صمصام کا رنگ رو متغیر دیکھکر پوچھا کیون برادر خیر تو ہی
مین تمکو بہت نحیف و ضعیف پاتا ہون صمصام نے ایک آہ سرد دل پُردرد سے کھینچکر
کہا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد نظم

حال دل آہ کہہ نہین سکتا	چپ بھی افسوس رہ نہین سکتا	ہجر جانان سے بیقراری ہی
چشم سے نہر اشک جاری ہی	یاد مین صبح و شام روتا ہون	عقل و ہوش و حواس کھوتا ہون
جان تن زار سے نکل جائے	تیغ موت اب گلے پہ چل جائے	ہوس زیست اب نہین بالکل
ہو چراغ حیات کاشکے گل	وصل دلبر کی تو امید نہین	جامۂ زندگی ہو قطع کہین

یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا غواص بیحیا دلمین بہت خوش ہوا مگر بظاہر خود بھی
ملول ہوکر دامن سے بصد محبت اشک حسرت پاک کیے اور کہا ہان ہان ای بھائی گھبراؤ ہوش
مین آؤ یہ کہکر چپکے سے کان مین کہا جلد تخلیہ کر دین مژدہ وصل دلبر لایا ہون خاص اسی
واسطے آیا ہون قریب تھا کہ صمصام کو شادی مرگ ہو جائے فوراً حکم تخلیہ دیا جب صمصام
اکیلا رہگیا اُسوقت غواص نے کہا ای برادر شہنشاہ افراسیاب کو مین تمھاری ملاقات
کو لایا ہون سامنے جو قلعہ ہے کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر چھوڑ آیا ہون واضح ہو کہ ملکہ لالہ رخسار
نرگسی چشم معشوقہ تمھاری ملکہ حیرت کی مصاحب خاص ہی اگر شہنشاہ کو راضی کر دوگے
فوراً شادی خانہ آبادی ممکن ہی بدون رضامندی افراسیاب دامن عصمت تک
اُسکے ہاتھ پہونچنا دشوار ہی اسکو تمسے ملنے مین ننگ و عار ہی صمصام نے کہا کہ مین اپنی

جان نثار کرنے کو شہنشاہ پر تیار ہون جو ارشاد کرین آنکھون سے بجالاؤن غواص نے کہا
مخفی میرے ساتھ چلو شہنشاہ افراسیاب کو استقبال کر کے لاؤ خبردار دیکھتے ہی قدمون پر گرنا
بے تامل گرد پھرنا اسی طرح غواص آمادہ کر کے صمصام کو بالاے کوہ لایا صمصام دور کر
افراسیاب کے قدمون کی طرف بوسہ دینے کو جھکا افراسیاب نے جلدی سے بشفقت گلے سے
لگا لیا غواص نے طرف سے افراسیاب کے کہا اے صمصام تمنے قدر دانی کو شہنشاہ کی
ملاحظہ کیا ایک ایک ملازم کو برحمت خسروانہ سرفراز کرتے ہین تنخواہ اس ذرہ نوازی پر ناز
کرتے ہین دیکھو ایک بادشاہ تمھارا کوکب بھی ہے نہ مردون کی قدر جانتا ہے نہ کسی شریف و لئیم
کو پہچانتا ہے دوسرے اور ستم اُسنے برپا کیا ہے کہ دین جدو آبا کو ترک کر کے ملحد ہو گیا ہے خداے نادیدہ
جسکو نہ دیکھا نہ بھالا اُسکی توصیفین تعریفین اور بونے دو سو خداوندون کی بُرائیان آٹھ پہر
اُسکی زبان پر ہین سامری پرستون سے دشمنی ایک ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اُس سے
بڑی دوستی ہے بھلا عمر وکمین کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل ہے وہ ایک مکار غدار جو ٹھا
ذلیل ہے اُسکے شریک ہو کر سامری پرستون کو قتل کیا ہے فقط ہمارے شہنشاہ نے اتنا سنا تھا کہ
تم لالہ زار نرگسی چشم پر مائل ہو رحم دل دیکھو کہ لالہ زار کو گھر کا اور تمھارے وصل پر راضی
کیا ہے مگر ایک شرط ضرور ہے اب تمکو بھی مناسب ہے کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور نیچہ قتل ملکہ بران
لا کر جلد نذر دو شہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دولہا بنائینگے بہاری سہرا سر پر باندھکر تخت
پر سوار کر کے لالہ زار کو بیاہ لائینگے اور تو کیا کہون نہال ہو جاؤ گے شہنشاہ کے داماد کہلاؤ گے
ملکہ حیرت تمھاری معشوقہ کی اسقدر آبرو بڑھاتی ہین کہ اپنی زبان سے اُسکو دختر فرماتی
ہین یہ مژدہ جان بخش سُنکر صمصام پھول گیا اپنے کو بھول گیا آخر بخوف خیال انجام گھبرایا عرض
پیرا ہوا کہ میرا جان و مال سرکار کے قدمون پر نثار ہے لیکن نیچہ حاضر کرنا دشوار ہے کوکب مجکو
زندہ نہ چھوڑیگا غواص یہ سُنکر ہنسنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہے کوکب کی یہ مجال
ہے کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کرین اپنا تنخواہ بنائین اُسکو اگر کوکب بہ نگاہ قہر دیکھے ہمارے
شہنشاہ آنکھین نکال لین وہ سزا دین کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر مین خیال نہ کرو فوراً
نیچہ لے آؤ شہنشاہ تمھاری شادی کر کے طلسم باطن مین کہ جہان کوئی جا نہین سکتا وہان

تمکو بھیجدینگے یہ مرتبہ پاؤگے کہ بادشاہ دربند طلسم ہوشربا کہلاؤگے غواص نے اس طرح سمجھایا
اور وصال لالہ زار کا لالچ دیا کہ صمصام راضی ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ
اب مجھکو آپ سے راز کا چھپانا مناسب نہیں ہے گذارش کرتا ہون گوش ہوش سے سماعت فرمایئے
جبکہ ملکہ بران شمشیر زن بطن سے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پیدا ہوئین اور سن انکا سات
برس کا ہوا اور سحر مین کچھ دخل ہونے لگا ملکہ ناہید اور کوکب ایک دم آنکھون سے
اوجھل نہ کرتے تھے اُسی جوش محبت مین یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان بران
کرنا واجب و لازم ہے طلسم وسیع ہے حکومت زیادہ ہے جب اسکو سامری و جمشید پروان چڑھائینگے
ہم دونون تو فنا ہونگے شوہر بزرگ سلطنت کرینگے تاج و تخت کی یہ مالک ہوگی مقابلے بھی اسکو ساحران
عالم سے درپیش ہونگے ہر طرح کے پس و پیش ہونگے کوئی دشمن سحر و ساحری سے قتل کرسکے
جسکا چارہ دشوار ہو پس کل کاہنان طلسم حکیم ندیم ستارہ شناس نجم کوکب جمع ہوئے
غرضکہ سب نے ملکر یہ نیچہ بنایا اور حکم لگایا کہ جبتک دشمن اس نیچہ سے نہ قتل کریگا ملکہ بران
کی دراصل جان نہ جائیگی اور یہ بنا نیچہ جو آپکے سامنے حاضر ہے بہت بڑا جان نثار غمخوار
جانکر وہ نیچہ میرے سپرد ہوا یہی اسمین قید ہے کہ سوائے میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے
جوہر ذاتی نہ دکھا سکیگا آئندہ جو ہو جائیگا کیفیت تمام و کمال عرض کرچکا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن
حقیقت مین کوکب کا دین جد و آبا ترک کرنا مجکو بھی بہت ناگوار ہوا غواص نے کہا
اچھا تمھین خود چلو آج اگر بران قتل ہو تمہارے ہاتھ سے کل سامان شادی تمہارا مہیا ہے
الغرض صمصام نے کہا حضور جائین غلام مع فوج و لشکر نیچہ قتل بران لیکر حاضر ہوتا ہے غواص
اور افراسیاب پختہ وعدہ کرکے طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوئے صمصام بدانجام
قلعہ مین آیا تمام افسران فوج کو اپنے پاس بلایا برائیان کوکب کی اولوالعزمی افراسیاب
کی ظاہر کرکے کہا کہ ہم تو بخدمت افراسیاب جاتے ہین جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ
چلے ورنہ خدمت کوکب ناقدردان مین جائے غضب کیا اُسنے دو سو خداوندون کو
چھوڑا ایک خدائے نادیدہ کا اعتقاد کیا نام سامری پر جان دینگے کیا ہمارے دادا
پردادا بیوقوف تھے کہ دین سامری و جمشید پر قائم رہے سب سردارون نے عرض کی کہ ہم

حضور کے ملازم ہین فی الحقیقت یہ کوکب نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگون کا چھوڑا
قتل کرنا اُسکا واجب ہی بس صمصام تخت پر سوار ہوا چار لاکھ فوج کو ساتھ لیا خزانہ چھوڑ دیا
بارکرایا وہ پنجہ ایک صندوق مین بند کر کے پاس اپنے رکھا نوبت و نقارہ بجاتا ہوا قلعہ
جوہر نگار سے باہر نکلا مگر بقدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہی کہ نام اُسکا سعید جادو ہی
نہایت خوشرو ہی صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال بد عاقبت
مآل دیکھکر بہت رویا دل سے کہا کہ یہ بیچارا افسوس شریک افراسیاب کا ہو گیا نمک حلالی کا
خیال نہ آیا مگر اے سعید جلد چلکر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے اطلاع کر کہ یہ نمک حرام تا بہ
ملک افراسیاب نہ جانے پائے یہ سوچکر اُسی وقت کنارہ کیا اور ایک عقاب کمر
تیز پرواز تیار کر کے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہان شہنشاہ کوکب مع مشیران سلطنت
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین پہلو مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ حنا بصد ناز و ادا متمکن ہی
اُسوقت بلور چہار دست سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہی کہ ملکہ بران دشت عجائب تک
پہونچ گئین چونکہ خبر قتل اسد مشہور تھی برائے جانبازی جاتی ہین نامہ اُنکے پاس شہنشاہ
اوج عیاری کا پہونچا کہ واسطے ایک مہینہ کے قتل طلسم کشا موقوف رہا مگر سوار افراسیاب
کا کلاب عقاب سوار بڑے نمرود شہ سے چڑھ گیا تھا خواجہ عمرو نے بصورت افراسیاب
اُسکو مارا شکر ہی اب لشکر ظفر اثر مین سامان عیش مہیا ہی بڑا فضل پروردگار ہوا کہ لشکر مہرخ
اُسکی بدعت سے بچا اور ملکہ بران کی یہ عرضی آئی ہی کہ کنیز کو کیا حکم ہوتا ہی پلٹ آؤن یا طرف
لشکر خواجہ عمرو کے جاؤن کوکب نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کرو کہ اے نور نظر لشکر خواجہ
عمرو سے ملحق ہو ایک طرف سے ہم جمشید تمھارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہین اور بحول
قوت الٰہی ہم بھی سامان جنگ مین مصروف ہین بلور چہار دست نے فوراً فرمان شاہی
لکھکر اسی مضمون کا خدمت ملکہ بران مین روانہ کیا کہ یکایک دیکھا چوبدار نے بڑھکر عرض کی
در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندۂ قلعہ جوہر نگار موسوم بہ سعید نامدار حاضر ہی امیدوار
باریابی ہی کوکب نے جو نام قلعۂ جوہر نگار سنا نہایت تردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اُسکو ہمارے سامنے
لاؤ خدا خیر کرے خیر خواہان دولت گئے اور سعید کو سامنے لائے سعید نے آتے کے ساتھ ہی

ہاتھ اٹھا کر دعا ے ترقی عمر و دولت و اقبال دی قطعہ

ترا دولت ہمیشہ یار بادا | گل اقبال تو دائم شگفتہ | الٰہی بخت تو بیدار بادا
بچشم دشمنت خار بادا

کوکب نے دیکھا کہ سعید جادو گھبرایا ہوا رنگ زرد متغیر لرزان و ترسان حیران و پریشان
آنکھون سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری منھ سے اچھی طرح کلام نہین نکلتا ہی اسطرح
گھبرایا ہوا ہی کوکب نے ذنگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب یہ بیٹھا تو پوچھا کہ کیون ای خیر خواہ دولت
یہ تمھارا کیا حال ہی سراسر تمھارے چہرے سے ظاہر حزن و ملال ہی سعید ضبط کر کے عرض پیرا
ہوا کہ خداوند نعمت کیا گذارش کرون وہ معاملہ حیرت خیز دیکھا کہ ہوش میرے بجا نہین ہین
عجب طرح کا انقلاب ہوا بادشاہ ہمارے صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خود بخود
شریک افراسیاب ہو گئے اتنا تو صرف غلام نے دیکھا تھا کہ غواص دریا نشین ملازم
افراسیاب آیا کچھ آپسمین سرگوشی ہوئی دونون ملکر بیرون قلعہ گئے وہان سے جو آئے
تو انکی دشمنی کا جوش تھا و پیمانہ کبر و نخوت سے مدہوش تھا سب سردارون سے کہا کہ
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے غضب کیا دین جدو آبا چھوڑا سامری پرستی سے منھ موڑا اور
افراسیاب کے دشمن ہوے ہین واسطے جمشید پرستون کے رہزن ہوے ہین بتکدے ڈھواتے
ہین اس مقام پر مسجدین بنواتے ہین ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے
ساتھ خدمت افراسیاب مین چلے ورنہ ہمسے کنارہ کرے سب سردارون نے قبول کیا
اُس نامرد کا ساتھ دیا اُسی وقت فوج تیار کر کے بیرون قلعہ گیا ہی بارہ کوس پر جا کر مقام کیا ہی
غلام کو خیال نمک سرکاری آیا خبر لیکر حاضر ہوا اُس کمزور قدیم کو اتنی جرأت نہوئی کہ اسکو
روک سکتا اور سحر سے اُسکو روک سکتا اس لائق نہ تھا سحر مین بھی اُس نالائق پر فائق نہ تھا
یہ خبر وحشت اثر سنکر کوکب مثل بید تھرا گیا اور خیال انجام سے گھبرا گیا سعید کو خلعت
فاخرہ مرحمت فرمایا اور خود تاج اُٹھا کر سر پر رکھا قبضے پر ہاتھ ڈالا دستک دی فوراً مرکب
پرند شکلین سامنے حاضر ہوا باد سیر براق مرصع کار تیز پر کوہ پیکر خوش گام نازک اندام
مرکب باد رفتار کو کوکب دیکھکر بقہر و غضب تمام تیغہ تھام کر اُٹھا قصد ہوا کہ سوار ہو خورشید
روشن رائے وزیر اعظم دستور معظم گھبرایا ہوا کانپتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا دوڑ کر قدم اقدس

کر بوسہ دیا عرض کی خداوند خیر تو ہی ملازمان جانباز کس دن کے لیے ہین کیا منظور ہی ارشاد تو ہو
ابھی جائین اُس باغی کا سر لائین قلعہ مثل برگ خزان دیدہ باد قہر و غضب سے اُڑا دین اور
اُس باغی بوستان نجیسزان شاہی کو خاک مین ملادین یہ سُنکر کوکب کی آنکھون سے اشک حسرت
بصد حیرت جاری ہوئے فرمایا کہ ای خورشید وہ بچا گیا ہی جسکے واسطے مین اسقدر گھبراتا خود اُسکے
مقابلہ کو جاتا مگر تمکو معلوم ہی کہ اسمین کیا راز ہی وہ ملعون کس عہدۂ جلیل سے سرفراز ہی پاس اُسکے
نیچہ قتل ملکہ بران رکھا گیا تھا اُسکو وفادار اور صاحب جوہر سمجھا تھا معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے
افراسیاب نے اُسکو بُلایا ہوگا لالچ ملک و مال کا دیکر سعید سے جس سردار غوّاص کا نام
لیا وہ از حد مکار و غدار ہی شاید یہ دام تزویر اُسی نے پھیلایا ہی اور اُس دانۂ دروزگار کو
جال مین پھنسایا ہی بدون میرے جائے اُسکو کون روک سکیگا وہ سحر مین مثل بد ہر کس و ناکس ٹوک
سکیگا اب تو خورشید نے بھی سر جھکا لیا حال پُر ملال نیچۂ قتل ملکہ بران مین پسینہ آگیا عرض
کی جو ارشاد ہوا بجا ہی غلامون کو اسمین دخل کیا ہی مگر تمکو اران شاہی موم کے نہین ہین کہ
اُسکی آتش سحر سے پگھل جائینگے ایسے وقت مین جان بچا کر نکل جائینگے حضور کا جانا مناسب
نہین ہی خورشید نے جو یہ کلمہ کہا سب سرداروں نے عرض کرنیکا موقع پایا ملو جہاندست
دست بستہ سامنے آیا اور عرض کی کہ ابھی غلام جاتا ہی اور اقبال شاہنشاہی سے اُس نمکحرام
کی مشکین باندھکر لاتا ہی ایک طرف سے آفتاب جادو و ماہتاب جادو دونون وزیر
آتش تدبیر بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ حضور ہم ہرگز آپ کو جانے دینگے جاتے ہی اُس خیرہ سر کا
ابھی سر کاٹ لینگے اس گفتگو سے قصر جمشیدی مین ہنگامہ ہوا ہر سردار غصہ مین اُٹھا ہر ایک کا
یہی ارادہ ہی کہ اگر شہنشاہ حکم فرمائین ہم ابھی جائین اُس نمکحرام کو جوہر جرات دکھائین نیچہ چھین لائین
مگر کوکب نہین مانتا فرماتا ہی کہ ای خیر خواہان دولت مین تمکو بھی پہچانتا ہون اچھی طرح جانتا ہون
بخدا جہان میرا پسینہ گریگا تم سب صاحب اپنا خون گراؤگے مجکو دشمن کے ہاتھ سے بچاؤگے
مگر یہ موقع ایسا ہی کہ آپ لوگ صبر کرین جیسے نیچہ کا خیال آتا ہی خنجر الم دلپر چل رہا ہی سنان الم
دل کے پار ہی تیر غم سے کلیجہ دوپارہ ہی میرا ہی جانا مناسب ہی آپ سب صاحب تامل فرمائین
میرے عقب مین کبھی نہ آئین یہ کہکر خانۂ زین کو مثل آفتاب روشن کیا کوکب سوار ہوا قصد کیا

مرکب کو اڑائے مثل باد صرصر نکل جائے کہ یکایک ایک طائر ہفت رنگ بید رنگ چہچہاتا
ہوا آسمان سے نمایان ہوا کاندھے پر کوکب کے آکر بیٹھا منقار سے نامۂ محبت شمامہ
گود مین کوکب کی ڈالدیا اور ہوا پر اڑ گیا کوکب نے نامہ کو اٹھایا مہر برہمن روئین تن
کو سرنامہ پر پایا لفافہ چاک کیا دیکھا کہ نوشتہ تقدیر ہی عجب مضمون جانگزا تحریر ہی بعد القاب
شاہی برہمن نے بصد شد و مد لکھا ہی کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ جو کاتب قدرت نے کلک
قدرت سے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آتا ہی اسوقت جو خیرخواہ نے نقشہ کہانت کو دیکھا
یہ فقرہ نکلا ہی کہ چند ساعتین حضور پر نہایت سخت ہین سرکار کے دشمن لاکھون بدبخت ہین
خبردار خبردار قصر جمشیدی سے قدم باہر نہ رکھیے گا ورنہ ذلت و رسوائی کا سامنا ہی گردش
سیارگان سے صناع ماہ و مہر بچائے خدا نہ کرے کہ ساعت نحس آجائے ایک روباہ شیر پر
غالب آجاتا ہی ستارہ بد اپنا اثر دکھاتا ہی آپ کا ضرور نام نامی و اسم گرامی شاہنشاہ رحیم شفیق
ہی زیادہ عرض کرنا گستاخی ہی زیادہ حد ادب کوکب مضمون کو پڑھکر مایوس ہوے گھوڑے
سے اترا یا حیران تھا کہ کیا کرون کسکو بھیجون وہ نہایت زبردست ہی کہ آسمان سے ابر سیہ
نمایان ہوا ملانان کوکب حیران ہوے کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تاریک عجب رنگ دکھاتا
ہی یکایک وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تاجدار بفر و شوکت و بہ رعب و جلالت
چار عقاب تیز پرواز تخت اٹھائے ہوئے اسپر سوار پشت پر لاکھ ساحران نامدار ہمراہ جیسے
روزگار نمایان ہو تخت سے زمین پر اترا وہ تاجدار تخت سے اتر کر واسطے تسلیم شہنشاہ کوکب
کے خم ہوا کوکب نے جواب سلام دیا دنگل زرین پر بیٹھنے کا حکم ہوا کوکب نے پوچھا اسوقت
شاہزادہ ہنر پر بلیتن بیان کیونکر آپکا اتفاق ہوا عرض کی اول تو غلام زیارت حضور کا مشتاق
تھا علاوہ اسکے طائران سحر جو واسطے خبر کے مقرر ہین انسے سنا کہ افراسیاب خانہ خراب
طلسم کشا کو قتل کرنا چاہتا ہی اور حضور نے قصد لشکر کشی کا کیا ہی پھر یہ جان نثار ایسے وقت
کیون نہ حاضر ہوتا اسوقت جمال بیمثال حضور کا دیکھکر نہایت ہی تردد ہوا ہی کہ آئینۂ رخسار
صاف گرد ملال ہی اس جان نثار پر آئینہ فرمایئے کہ کیا صورت ہی سب طرح خیریت تو ہی دربار
کو مثل تصویر بقصور پاتا ہون سب خاموش ہین ظاہرا رنج و ملال کے جوش ہین کیا خدانخواستہ

کوئی حادثہ نو پیش آیا ہی گردش فلک نے کیا انقلاب دکھایا ہی ہزبر چلیتن نے جو براہ خیر خواہی
اسطرح پوچھا کوکب کا دل بھر آیا بے اختیاری مین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا کہ
ای برادر وای جان نثار خوش سیر موجب شعر ہر دم ازین باغ برے میرسد تازہ تر از تازہ ترے

میرسد فلک کج رفتار گردون غدار ہر دم رہی آزار ہی نظم

دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور	بھول مت دیکھ دیکھ آرایش	ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور
کوئی بزم طرب کا بانی ہی	کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی	نہین دنیا مقام آسایش
کہین افضال حق تعالے ہی	ہی کہین شادی حنابندان	کہین چوتھی ہی اور چالا ہی
ہی یہ دنیاے دون کا سررشتہ	نوش اسکا ہی نیش آغشتہ	اور کہین شور مرگ فرزندان
		آسیاے چرخ ہر وقت چرخ مین

ہی کیسے کیسے دانلے روزگار پس گئے شجر باغ عالم سے کسی کو ثمر مراد حاصل نہوا ہر سرو قد جفا
کہین سہرے پاگل ہوا گل شگفتہ و خندان بلبل گریان و نالان ایسے کلمات عبرت خیز
ملال و رنج انگیز زبان سے فرمائے کہ سب اہالیان دربار کے آنکھون مین آنسو بھر آئے
اسوقت ہزبر چلیتن بیقرار ہوکر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ ای شاہنشاہ ان باتون
کے سننے کی قلب ناصبور مین طاقت نہین ہی مفصل ارشاد فرمائیے یہ جان نثار موافق اپنی
حقیقت کے فورا اسکی تدبیر کرے بتصدق فرق مبارک حضور سب کچھ ہوسکتا ہی خدا نے
سب طرح کا اختیار دیا ہی بالکل مجبور و ناچار نہین کیا ہی کوکب نے تو جوش رنج و ملال مین
کچھ جواب نہ دیا مگر خورشید وزیر اعظم نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک صمصام کا شہزادہ
ہزبر چلیتن سے تفصیلاً ظاہر کیا اور بچہ کی کیفیت سے بخوبی ماہر کیا یہ سنتے ہی ہزبر چلیتن
مثل شیر غضبناک کے ڈکارا اور غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کی اس روباہ صفت
کی کیا مجال ہی کہ میدان اطاعت شاہنشاہ سے قدم باہر رکھکر زندہ نکل جاے غلام ابھی
جاتا ہی مع بچہ اس بیحیا کو گرفتار کرکے لاتا ہی غلام اسی جانب سے ابھی آیا ہی خود مین نے
اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ خاص دشت لالہ زار بر بہار مین بارگاہین استادہ ہورہی ہین خود
اس مردود کو بھی انتظام کرتے دیکھا ہی مین سمجھا تھا کہ حکم شاہنشاہی براے لشکر کشی خراج گذار
نافذ ہوا ہی یہ بھی بموجب ارشاد فیض بنیاد تیاری لشکر مین مصروف ہی اگر اس حال سے واقف

ہوتا تو ابتک اُسکو گرفتار کر لیا ہوتا مین خوبی اُس ملعون کی لیاقت و حقیقت سحر سے واقف ہون
میرا ہم مکتب ہی ابھی طفل ابجد خوان مکتب افسون ہی یہ کہکر الصبا کہ فرا اُٹھا کوکب نے کہا مین
او رتدبیر کرتا ہون مگر اس شیر بیشہ جرأت نے ننانا تیغہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا اور عرض کیا کہ اگر
حضور روکینگے تو یہ غلام ابھی گلا کاٹ کر مرجائیگا جان نثارون مین نام کرجائیگا جسوقت سے
غلام نے حال بچہ کا سُنا ہی کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی یہ بیچارہ بخت شمع بزم سلطانی و چراغ دودمان خاقانی
یعنے ملکہ بران تشنشیرزن کے شعلۂ حیات گل کرنیکا قصد کرے بڑا اندھیر ہی اُسکی موت آئی ہی
تقدیر کا پھیر ہی ایسے ایسے کلمات غصے مین کہتا ہوا قدمون سے لپٹ کے خوب رویا اشکون سے
منھ دھویا آخر کوکب نے فرمایا بسم اللہ خدائے کریم کے سپرد کیا لیکن اسکا خیال رہے کہ
اگر کوئی خرابی واقع ہو ہر چند میرا ستارہ گردش مین ہی فوراً آؤنگا اپنے کوم تک پہونچاؤنگا ہزبر
بیلتن تخت فلک سیر پر سوار ہو مع فوج دریا موج عازم کارزار ہوا مثل شعلۂ جوالہ تخت اُڑا تا
ہوا شان و شوکت دکھاتا ہوا یہ جانباز و سرفروش بصد جوش و خروش برائے مقابلہ صمصام
تگرام جاتا ہی مگر حال اس بدمآل کا سنیئے یعنی صمصام تگرامی پیکر باندھکر دشت لالہ زار مین
کہ اسکے قلعہ جوہرنگار سے بارہ کوس پر ہی وہانتک آکے شام ہوگئی فوراً مرکب سے اُترا
حکم دیا بارگاہ استادہ ہو یار و ارادہ تو میرا یہ تھا کہ آج ہی اپنے تئین تا بلشکر دشمنان شہنشاہ
افراسیاب پہونچاؤن جاتے ہی سزا دون ملکہ بران کو قتل کرون کہ جلدی سامان شادی
ہو خانہ آبادی ہو سالہا سال گذرے فراق محبوب مین تڑپتے اب صبح امید نے چہرہ اپنا دکھایا
وقت وصل محبوب مطلوب قریب آیا تم سب صاحبون کو وہ عہدے ملینگے غنچہ آرزو کھلینگے
کہ ایک ایک نہال ہوگا افراسیاب بڑا قدر دان ہی نیک اساس قدرشناس صاحب
شرم و حیا بادشاہ طلسم ہوشربا ایسی ایسی باتین واہیات مزخرفات کہتا ہوا تخت پر بصد
نخوت بیٹھا سارا لشکر اُتر پڑا جو کہ صاحب دل ہین عاقل ہین اپنے فعل ناشایستہ پر خجل
ہین آپسمین کہتے ہین یارو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آج تو صمصام صاحب کا بڑا غرور بڑھ گیا
ہی نشہ شراب کبر و غرور چڑھ گیا ہی اپنے ہوش مین نہین ہین جس بادشاہ نے خاک سے پاک
کیا برسے حکومت قلعہ جوہرنگار اپنا ملک دیا زر بر حسن خیز آباد رعایا دل شاد ہی مالک

مقدمہ مین یہ فرماتے ہین اُسکی دختر کو قتل کرینگے یہ بیڑا پار ہوتا معلوم نہین ہوتا بیچ دریا مین
ڈوبے گا گرداب محیط بلا مین گرفتار ہونگے بہت شرمسار ہونگے افسوس ہی کہ ہم بھی انکے ساتھ ڈوبے
اب کچھ بن نہین پڑتا ایک شفیق کے واسطے افسوس ہی یہ انتظام ہین فوج مین تو یہ چرچا ہی بعضے
ہنستے ہین بعضے روتے ہین کچھ لوگ رنج و ملال مین کچھ خوش ہوتے ہین لیکن یہ بحیا لگاتار ہر بار
کے ناچ راگ رنگ مین مصروف ہو سامان عیش و نشاط مہیا ہی شراب پی رہا ہی کف منھ
مین بھر اہی نشہ مین بلبلا رہا ہی کہ یا سامری جمشید جلدی سحر ہو جا کر اپنی معشوقہ سے ہمکنار ہون گوہر
مراد حاصل ہو تسکین دل ہو کبھی یاد محبوب مین تڑپتا ہی کبھی گر گیا ہی لیکن جب ساقی قدرت نے مینائے
چرخ سے جام آفتاب مین صبوحی ضیا بصد صفا لبالب بھری اور کشتی گلگونۂ شفق مشرق مین
بصد زیب و زینت رکھا پیش رندان خمخانہ جہان دھری **نظم**

فوج انجم ہوئی گریزان سب　　شہ خاور سپہر گرد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار　　ہوا انجم سیاہ رو بفرار
علم آفتاب نکلا جب　　رونق تخت لاجورد ہوا
صمصام اپنے چھپر کھٹ سے

اُٹھا پوجے پاٹ کا سامان کیا لنگوٹی پہن کر دو لٹیون سے اشنان کیا دھوتی بھی اچھی طرح نہ بھیگی
ساری منگوا کر باندھی برنجی لٹیا ہاتھ مین سامری و جمشید کی سامنے تصویرین رکھین کچھ منتر جنتر
پڑھنے لگا لشکر اسکا کمر باندھ رہا ہی کہ یہ بحیا حکم دے چکا ہی ابھی پوجے سے فراغت نہین پائی
کہ تیرہ بختی کی بلا سر پر آئی یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی آواز شیر کے نعرے کی پیدا ہوئی اشتید
ای کفاران بحیا و ای نابکاران پُر دغا صمصام بجھم کہان جاتا ہی ستم شاہزادہ ہزبر بیلتن
صف شکن تیغ زن صاحب تدبیر ملازم شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر اب سب نے سر اُٹھا کر دیکھا
ایک جوان خوش رو باتاج شاہنشاہی شیر پر سوار پشت پر فوج جلالت آثار قریب لشکر اس نوجوان
نے پہونچکر آواز دی ای ضرغام صحرا نشین ہماری خوراک حاضر ہی آؤ ان روبہ صفتون کو
کھا جاؤ یہ کہکر دستک دی برق چمکی ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا صحرا سے
ہزارہا شیر منھ کھولے ہوئے دم علم کیے ہوئے ڈکارین مارتے ہوئے اس زور و شور سے لشکر
شیران صحرائی آیا کہ شیر فلک کا کلیجہ بھر آگیا یہ شیر سب آکر چیر چیر کے ہر ایک کو پھینکنے لگے
کسی شیر نے کسی کو پھر پھاڑا وہ زمین پر گرا شیر نے گلے پر منھ لگا کر خون پیا خون پیکر اچھالا کسی

ہوا زیادہ بیباک ہوا دو دو کو چار چار کو پامال کرنے لگا ایک حملے مین پچاس ہزار ساحران صمصام
رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوئے پہرے کے پہرے درہم و برہم ہوئے صدائے الامان
الامان بلند ہر ایک محزون و درد مند بے حواس عالم یاس ہر چند چاہتے ہین کہ بھاگ کر
نکل جائین شیرون سے جان بچائین ممکن نہین صمصام نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا یا بعجلت
تمام لباس پہنا جھولی کو سحر کی بائین ہاتھ پر ڈالا ایک سیہ کاغذ چھوٹا سا ہاتھ مین لیا مقراض
سے صدہا گینڈے کاٹے زمین پر پھینک دیے نشتر سے پیشانی کا خون لیا ان سب پر چھڑکا
آواز دی ای کرگدن خوک پیکر جلد آ بدعت بیران صحرا نشین سے بچا یہ کلمہ اس بد انجام کی
زبان سے تمام نہوا تھا وہ پرچے تمام اُڑ گئے بعد دم بھر کے دہ گروہ بڑے بڑے گینڈے مانند
فیل مست کے قوی تن قوی من چست و چالاک پیدا ہوے شیرون سے لڑنے لگے اب
ہزبر جلیتن نے دیکھا کہ یا تو میرے شیر لشکر صمصام کو تباہ کر رہے تھے چیر پھاڑ کر کھا جاتے تھے
مگر اب گینڈون کی جانب متوجہ ہوگئے اہالیان فوج نے مہلت پائی ہزبر جلیتن فوج دریا
موج لیکر دشمن کے لشکر پر جا پڑا اولے تیغ تاریخ چلنے لگے دریاے خون جاری ہوا جانبین کے
ہزارون مارے گئے ادھر شیر اور کرگدن آپسمین لڑ کر مرے دوپہر ڈھلتے ڈھلتے شیر اور کرگدن
سے میدان پاک اور صاف ہوا لیکن شیران میدان کارزار داد مردی و مردانگی دیتے
تھے جان دینے پر آمادہ تھے سپر سحر تک ہاتھ مین نہ لیتے تھے اول غفلت مین صمصام ناکام
کا لشکر شکست اثر سب قتل ہوا لاکھون کی نوبت پہونچی مگر جب صمصام نے سنبھل کر اشیاے
سحر ہاتھ مین لیے اکڑتا ہوا میدان مین آیا اور ہزبر دلاور نے جو سحر سے شیر پیدا کیے تھے انکو
کرگدن ہاے سحر سے مٹایا ہزبر دلاور نے اپنی فوج ظفر موج کو آواز دی ای مردان بکوشید
تا جامۂ زنان نپوشید مصیبت روز جنگ است جنگ باید کرد و کوشش نام و ننگ باید کرد
یارو ہم سب مرنے کو آئے ہین نام کرنے کو آئے ہین جہانتک ہو سکیگا انکو زندہ نہ چھوڑینگے
ساحرون کے قتل سے منہ نہ موڑینگے اب دونون لشکر آپسمین مل گئے حربہاے سحر چلنے لگے
شعلہ ہاے آتش سحر سے کل صحرا مثل شمع طوری جلنے لگے نظم

ہوا فوج صمصام پر حملہ ور	ہزبر دلاور بصد کر و فر
وہ تھا حاکم تیغ برق تاب	لیے کشت امید دشمن خراب

یہی دل میں اُس شیر کے ٹھنی جنگ
فلک شعلہ بار و زمین شعلہ خیز
ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
کہیں بارش آتش سحر تھی
گرج رعد کی اور چمک برق کی
دل دشت میں تھے پھپھولے پڑے

کرون بڑھکے صمصام خون سے جنگ
بھڑکنے سے آتش کے یہ ڈول تھا
لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
ہوا بحر خون اسقدر موج زن
برستے تھے سر صاف برسات تھی
ہنر بر علاورنے با شد و مد

ہوئی آتش سحر اس درجہ تیز
دھوان دھار سحر سے آپہ پھول تھا
کہیں خون کی ندی زمین پر بہی
بے سنگریزے عقیق مین
وہ سر تھے زمین پر کہ اوپے پڑے
کیے قتل چن چن کے اہل حسد

مگر صمصام بھی بلاے روزگار ہے جب اتنے بڑے کام پر ملعون نے کمر باندھی ہو ایسے بادشاہ
عالیجاہ سے بغاوت کی ہو سحر ہاے قیامت اثر کر رہا ہو اگر ہنر پرور نے تلوارین برسائین تو اس
سنگدل نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا پتھر پہاڑ سے جدا ہوے تلوارون کو توڑا ہنر پر پلٹین تب
اسوقت جھولی سے کاغذ نکالکر چھوٹے چھوٹے جانور اور سحر پڑھکر ہوا پر اڑا دیے اور
آواز دی کہ اے پرندو وقت بلند پروازی ہے یہ کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ صمصام نے دیکھا
ہزارہا طائران خوشرنگ ہوا پر اڑتے ہوے نظر آئے اہالیان فوج صمصام کے ہوش
اڑے جبتک صمصام رد سحر کرے وہ طائر سرون پر اسکے ملازمون کے بیٹھنے لگے جو
طائر جسکے سر پر بیٹھ گیا وہ پتھر کا پتلا تھا ہاتھ پاؤن بے حس و حرکت نہ آنکھون مین بصارت
نہ قلب مین قوت اسی طرح قریب پچاس ہزار کے تصویر سنگین بنکر رہگئے اور ملازمان
ہنر پرور کے بھی صدہا ساحر قتل کیے یہ دیکھکر صمصام نے فوراً ایسا سحر کیا کہ دو پر شانو پر
پیدا ہوے اڑا بعجلت ایک سمت غائب ہوا ایک چشم زدن مین پھر آیا آواز دی اے
مرغان کوہی بحق سامری جلد آؤ خدمت کو تمھاری حاضر ہو دیکھا آسمان پر تیرہ تھا ہوا کی سو
عقاب نایاب منقارین کھولے ہوے پنجہ مثل آہن کے ان طائران خوشرنگ پر آگرے
پنجہ سے اکر پکڑا چیر کر پھینکدیا دوسرا غضب یہ ہوا کہ خون اس طائر کا جسپر پڑا جلکر خاک
ہوا اور اگر یہی خون سر پر ان تصویرہاے سنگین کے گرا فوراً ہوش آگیا سحر باطل ہوا
جسم اصلی پھر پایا یہ رنگ جو ہنر پرور نامار نے دیکھا مجبور ہوکر ایک نعرہ کیا سحر پڑھا منھ
سے شعلہ نکلا طائران سحر اور عقاب دونون جلکر خاک ہوے ایسے لپٹے آپسمین بہت سے

سحر ہوے کبھی غالب اور کبھی مغلوب لڑتے لڑتے ہزبر چلیتن او صمصام ناکام کا سامنا ہوا
آپسمین دونون افسرون مین سحر ہونے لگے صمصام نے ہاتھ تلوار کا مارا ہزبر نے سپر سحر پر
روکا گئی سو شعلہ سپر سے نکلا ہمراہیان صمصام کو جلایا اور ہزبر چلیتن نے گولہ نکالکر مارا
صمصام کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار پھینک کر صمصام نے انگلی سے اشارا کیا
گولہ دو ٹکڑے ہوا صمصام نے اپنی جھولی سے ایک ترنج شیرین نکالا دل مین چاہتا ہی ترنج
پر چھو چھو کر رہا ہی دیکھا ہزبر نے اور اہالیان فوج نے کہ وہ ترنج نہین ہی بلکہ ایک ٹاپی ہی اسکو
کھولکر ہزبر پر کھینچ مارا غبار بلند ہوا گرد ہزبر کے حصار غبار کھنچ گیا ہزبر ادہر ہر چند چاہتا
ہی اسکو دفع کرون غبار الم دل پر چھا گیا معلوم ہوا کہ اس بہانے مجکو خاک مین ملایا زبان مین
بھی لکنت آئی سحر فراموش ہوا بیخودی کا جوش ہوا صمصام بد انجام نے نعرہ کیا فوج کو اسکی
گھیر لو اور قتل کرو ساحرین نے اس شیر دلاور کو لیا دام غبار مین پھنسایا بعد چند عرصہ کے تلوار
کھینچکر خود اپنے گلے پر پھیرے گا گردن پر لٹکائیگا جیسے مقابلہ کا مزا پائیگا اب ہزبر چلیتن نامی
قلعۂ خاکی مین بند دل دردمند تمام جسم غبار آلود ملک الموت سامنے موجود ایسا ہی ساحر
زبردست ہی کہ کچھ جھولی سے نکالکر پھینکتا جاتا ہی صمصام کو بھی خوف ہی قریب آنہین تا
دور سے یا سامری و جمشید کرتا ہی غبار سحر کی دیوار بنانا چاہتا ہی اور سر فوج ہزبر پر زیادہ دباو ڈال
رہا ہی مگر وہ سب مردان عالم جانباز سر فروش اپنے مالک کی محبت کا جوش کر کے اس غبار کے
مصروف جنگ ہین ہر چند قصد کرتے ہین خاک ہو جائین اپنے مالک تک جائین جب غبار
کے قریب جاتے ہین بینائی مین فرق آتا ہی گھبرا کر الٹ آتے ہین یہان تو ان دلاورون کا یہ
رنگ ہی ادھر ہزبر چلیتن اپنی جان سے تنگ ہی مگر اب حال شہنشاہ کوکب کا تحریر ہوتا
ہی کہ نہایت عدالت گستر رعیت پرور صاحب جاہ و جلال ہی اپنے شہزادون کا خیال اسے
سال کا نہ تھا اس لڑائی کو گذرا اگر کوئی ملازم کوکب کا شریک افراسیاب ہوا مگر اس بیچا
کا جسوقت سے یہ حال سنا ہی سر دھنتا ہی ہزبر جو ضد کر کے چلا آیا ہی کوکب پر بہت شاق ہی
ناظرین روشن رائے پر واضح ہو کہ پاس شہنشاہ کوکب کے ایک آئینہ ہی کہ اسکو مرات
الوقائع کہتے ہین خاصیت مین جام جہان نما ہی جب اسکو سامنے رکھکر معائنہ فرماتے ہین جب

امر کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہی وہ حالات آئینہ ہوجاتے ہین جس وقت سے ہزبر بلیتن
واسطے جنگ صمصام کے گیا ہی کوکب تنہائی مین اُس مرآت واقعہ کو ملاحظہ فرما رہا ہی
جو کہ یہان حالات گذرے وہ سب دیکھے یہانتک کہ ہزبر بلیتن کو حصار غبار مین مبتلا دیکھا
گھبرایا چونکہ برہمن روئین تن نے منع کیا ہی کہ قصر جمشیدی سے قدم نہ نکالنا اپنا جانا تو ممکن
نہ تھا ورنہ فوراً جاتا حصار غبار سحر کو مٹاتا آواز دی ای سیار تیز رو جلد حاضر ہو یکایک
چھت شق ہوئی ایک ساحر نوجوان چہرہ مثل ماہتابان پیشانی پر ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ
اقبال کا چمکتا ہی آتے ہی عرض کی حاضر کوکب نے جلد ایک صندوق کھولا اسمین
سے ایک شیشہ پُر از آب نایاب نکالا اور ہاتھ مین سیار تیز رو کے دیا فرمایا ای سیار تیز رو
جلد اپنے تئین صحرائے لالہ زار مین پہونچا ہزبر بلیتن صمصام ناکام سے مصروف
جنگ ہی اُسنے سحر غبار سامری کیا ہی وہ صاف باطن اُسمین پھنس گیا ہی غرق زمین ہوکر
اپنے تئین پہونچانا اس شیشہ سے پانی لیکر پہلے اُسکے مُنھ پر چھینٹا دینا ہوش مین آجائیگا اور
یہ شیشہ ہاتھ مین اُسکے دیکر کہنا کہ اس شیشہ کو اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینک دے شیشہ شکست
ہوکر اسکا آب نایاب جسپر پڑیگا اسکو پناہ پانی مشکل ہوگی حصار غبار سحر بھی باطل ہوگا جب چند ساعت
کے واسطے سب بیہوش ہوجائینگے اُتنے عرصے مین کہدینا کہ صمصام کو گرفتار کرلینا اسکے
تخت پر صندوق رکھا ہی اُسمین جو کچھ ہی وہ بھی اپنے قبضے مین کرنا یہ فرما کر سیار کو حکم دیا کہ جلد
جا خبردار کوئی لفظ فراموش نہ کرنا سیار تیز رو قصر جمشیدی سے باہر نکلا دونون پاؤن
زمین پر مارے غرق زمین ہوا اور زمین کو کاٹتا ہوا چلا یہان صمصام نے ہزبر کو
حصار غبار سحر مین پھنسایا ہی جانتا ہی کہ چند ساعت مین تلوار سے خود اپنا گلا مبہوت
ہوکر کاٹ ڈالیگا اس خیال سے طرف فوج ہزبر بلیتن کے پلٹا ہی اپنے دست نجس سے
گولے ترنج نارنج مار رہا ہی ہزبر نے اب بدحواس ہوکر قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی کہ تلوار کھینچون
کشاکش سحر نہین اُٹھ سکتی خود اپنا گلا کاٹ ڈالون کہ یکایک زمین شق ہوئی سیار تیز رو
مثل برق جہندہ زمین سے پیدا ہوا مُنھ پر ہزبر کے پانی کا چھینٹا دیا فوراً ہزبر کو ہوش
آیا اپنے شاہنشاہ کی پرورش دیکھکر چہرہ خوشی سے مثل گل سُرخ ہوا سیار نے شیشہ ہاتھ مین دیا

پیام کوکب لفظ بلفظ سُنایا خود غرق زمین ہو کر غائب ہوا ہزبر ہلیتن نے فوراً اپنے شیشے
سے تھوڑا پانی چلو میں لیا غبار سحر پر پھینک مارا غبار سحر برطرف ہوا ہزبر ہلیتن مثل
شیر غضبناک نعرہ کرتا ہوا جھپٹا اور شیشہ اُٹھا کر جانب آسمان کے پھینکا صمصام نے
جو نعرہ ہزبر ہلیتن کی صدا سُنی سنتے ہی پلٹ کے دیکھا جھومتا ہوا آتا ہے گھبرایا یہ غبار
سحر سے کیونکر نکلا جبتک کچھ فکر کرے یکایک لکۂ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیاں پڑنے
لگیں جس پر پانی کی بوندیاں پڑیں ہائے کہکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا صمصام نے
قصد کیا کہ میدان رزم سے نکل جاؤں یہ ابر کس غضب کا ہے اس سے بچنا دشوار ہے
کدو کاوش بیکار ہے چاہا تھا زمین پر پاؤں ماروں غرق زمین ہو کر نکل جاؤں جان بچاؤں
یکایک چند بوندیں پانی کی اُسپر گریں یہ معلوم ہوا کہ شعلہ ہائے آتش جسم سے نکلنے لگے استخوان
جلنے لگے ہائے کرکے زمین پر بیہوش ہوا ہزبر ہلیتن مثل قضائے ناگہانی اسکے قریب آیا گردن
پکڑکر دبائی زبان صمصام کی مُنہ سے ایک وجب باہر نکل آئی ہزبر نے سوزن دیا شکنجہ
باندھیں جست کرکے قریب تخت آیا صندوق نیمچے کا اپنے قبضے میں کیا تیغہ پکڑ کر فوج پر جا پڑا
وہ سب بیحیا یہ حال اُس بد اقبال کا دیکھکر بھاگے چشم زدن میں میدان صاف ہو گیا ہزبر
بفتح و فیروزی پلٹا خیمے خرگاہ صمصام کے اپنے قبضے میں کیے خزانے اُس ملعون کے فوج
نے لوٹ لیے اب صمصام بد انجام کو ہوش آیا اپنے تئیں گرفتار طوق و زنجیر سحر پایا اب
ہزبر بفتح و ظفر بصد کر و فر نوبت نقارہ بجاتا ہوا اپنی فوج باقی ماندہ کو لیکر طرف کوکب کے
چلا یہاں کوکب نے یہ سب معرکہ مرأت واقعہ میں دیکھا صورت فتح و ظفر نظر آئی سجدۂ شکر
پروردگار کیا قصر مرأت سے باہر آیا تمام حال خورشید روشن رائے وزیر اعظم سے بیان
کیا جشن مبارکبادی نذریں خوشی کی گذریں نمکین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش
آواز بصد ناز و انداز حاضر ہوئے ملکہ حنائے گلگون پوش نے حکم دیا کہ سب نازنینان حسین
و مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہوں آج ہمکو انتہائی خوشی ہے ہماری دختر نیک اختر کی خدا نے
جان بچائی ایسی خوشی سُنائی ملکہ بران شمشیرزن کو خدا سلامت رکھے وہ آفتاب عالمتاب
آسمان طلسم نور افشان ہے اُسکی صولت و شوکت سے بہرام فلک لرزان ہے کوکب نے فرمایا

کہا اے ملکہ بخدا جسوقت سے حال مجھے کا سُنا تھا خنجر غم دل پر چل رہا تھا اگر میرے قتل کا سامان ہوتا کبھی نہ اسقدر پریشان ہوتا مختصر جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش دو شانوش بلند ہوئی ایک رقاصہ نے یہ اشعار گائے نظم

لاتا ہی بار بار نوید وصال عید
ابرو ہے مہوشان کی طرح ابلہ دید کو
مینا ہے آسمان مین گو کہنہ سال عید
ذکر سرور شیخ کو لاتا ہی وجد مین
سینون مین اہل شوق کے ہی ایک کمال عید
آئینہ شوخی جبلہ نشینو کی محو ہے
آگے نذر دیتے ہین جاہ و جلال عید
شان و شکوہ تیری سواری جو دیکھکر
خود آب پاش ہو عرق انفعال مین
احباب شاد ہوکے بغلگیر ہون ہم

معشوقہ طرب کا مبارک معانقہ
کرتا ہی کچھ فلک پہ اشارہ ہلال عید
جو ہے ہر انجمن مین نشاط و طرب کے
صوفی کو حال آتے ہین سن سن کے حال عید
جلسا ہی بزم حسینان کو آشنا
مشاطہ عروس بدیع الجمال عید
ہر شادی شبانہ ہی نوروز کا جواب
کچھ منفعل وہ ہے مین جاہ و جلال عید
عیش و نشاط حاشیہ بوس بساط ہین
اعدا کے ہون گلے پہ تیغ ہلال عید

آتا ہی دور دور کے یک خیال عید
دیتا ہی مژدہ قاصد فرخندہ فال عید
کیا رنگ نو بدلتی ہی مستون کو دیکھکر
ہر بزم مین ہی غلغلہ قیل و قال عید
انداز خرام دیکھے ہوئے ہین ہر قدم
آئینہ دار حسن رخ بیمثال عید
خدام بارگاہ کو اک شہریار کی
ہر روز جشن رہتا ہی دن بھر شان عید
جاری اگر ہو حکم معلےٰ تو راہ مین
خدام بارگاہ مین جاہ و جلال عید
دربار مین کو کب سے وہ

جشن و عیش ہی کہ ہر خرد و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان خوشی سے اپنے جامے مین پھولے نہین سماتے ہین در خزانہ وا ہی زر سرخ و سفید تقسیم ہو رہا ہی فلک کج رفتار گردون غدار چشم زدن مین عیش و سرور کو مبدل بغم و رنج کرتا ہی محفل خوشی کو دم بھر مین درہم برہم کرتا ہی کہین شادی کہین ماتم کہین عیش کہین غم کہین سوز کہین ساز بموجب بند مسدس

ہی عجب حال جہان بے ثبات و بے مدار
تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار
آج جو تخت طلا ہی کل وہ مرقد کا کنار
قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین انکے مزار

ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانۂ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانۂ

جسوقت کہ ہزبر بلیتن نے صمصام کو گرفتار کر لیا تھا مجھ بھی قبضے مین کیا وہان افراسیاب خوشی خوشی بارگاہ حیرت مین آیا ہی خوشی مین حال صمصام ملکہ حیرت کو سنایا ہی اور

عالم خوشی مین کہتا ہی کہ ای خاتون محل مین آپ کے خداوند لقا نے تدبیر معقول کی صمصام
مع بیچہ تیغ بران آتا ہی مگر بڑی مشکل مین مین نے اُسکو راضی کیا ہی تمھاری مصاحب جو
ہی لالہ زار سحر تسی چشم اب تم اُسکو راضی کرو کہ جب وہ یہان آئے ایک لمحہ اُسکے سامنے
جائے پھر مین وعدہ شادی کا کر کے تمھاری خدمت مین بھیجدونگا جب بران قتل ہوجائیگا
خواہ شادی کرے یا نہ کرے اُسکو اختیار ہی مگر اسوقت دام تزویر ضرور بچھانا چاہیے اس مرغ
زیرک کو پھنسانا چاہیے حیرت نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر قصد ہوا کہ لالہ زار کو
بلاؤن یا خود جاؤن مگر افراسیاب نے کہا کہ ای شہنشاہ کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائیے
کہ آج صمصام کس منزل پر آتا ہی کیا کر رہا ہی بجائے خود فاندہ اُس حوالی کے تاجدارون
کو فرمان لکھکر روانہ کردون کہ جسکی سرحد مین صمصام پہونچے وہ واسطے اُسکے سامان دعوت
مہیا کرے اور باعزاز و اکرام منزل بمنزل یہانتک پہونچا دین پس افراسیاب اس صلاح
حیرت کی نہایت خوش ہوا کتاب اُٹھا کر دیکھنے لگا حیرت نے دیکھا کہ جون جون شہنشاہ
کتاب ملاحظہ کرنے مین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی ہاتھ رعشہ فرش پر پڑا ہی توجہ کادروہ
ہی غصے مین زانو پر ہاتھ مارا حیرت نے گھبرا کر پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی اتنا فقط افراسیاب
نے کہا کہ ملکہ غضب ہوا صمصام گرفتار ہو گیا ابھی جاتا ہون زمین کے طبقے ہلاتا ہون
یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالکر مثل فتنۂ خوابیدہ کے اُٹھا اور ایک سحر کر کے مثل شعلۂ آتش
سرکش بلند ہوا اشارہ تھا کہ آسمان مین ڈوب گیا یہان ہزبر بلیتن نے دشت لالہ زار
سے نکلنے کا قصد کیا ہی تھوڑا راستہ طی ہوا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او ہزبر کہان جاتا
ہی مین آ پہونچا ہزبر نے سر اُٹھا کر جانب آسمان دیکھا قیامت کا سامان نظر آیا کہ خود افراسیاب
نمایان ہوا کف منھ مین غصے سے چہرہ سرخ کچھ اشارہ کرتا ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر آیا اور
چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر ہزبر پر پتھر برسنے لگے ہزبر کہ ابھی اُسکے
اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست نہوئے تھے لشکر بھی بار سحر صمصام اُٹھا چکا تھا
گھبرا گیا سحر تو سنبھالین کرکے افراسیاب نے یکبارگی لہ مارا مگر قصد ہوا کہ نکل جاؤن بچہ تو میرے
قبضے مین آچکا ہی اُسکی ضرورت کیا ہی پلٹ کے جاتا صندوق اُٹھاؤن دیکھا چند بچے

سنہرے صندوق کو پڑے ہین ہرچند زور کیا مگر صندوق اپنے مقام سے نہ ہلا گھبرا کر تخت
سے کود پڑا افراسیاب نے آواز دی ہمارے خیر خواہ صمصام کی زبان سے جلد سوزن
نکالو قید سحر سے جلد رہا کرو یہ کہتے ہی ایک پتلہ فولاد کا زمین سے نکلا افراسیاب کو سلام کیا
عرض کی غلام حاضر ہی حکم شاہنشاہی بجا لاتا ہون یہ کہتا ہوا طرف صمصام کے چلا ہزبر نے
دیکھا کہ پتلہ طرف صمصام کے جاتا ہی گرے ترنج نارنج اُسکو مارے پشت و پہلو پر پتلے کے
پڑے کچھ تاثیر نہوئی پتلہ گرے کھاتا ہوا حربے سحر کے اُٹھاتا ہوا قریب صمصام پہونچا جاتے
ہی سوزن زبان سے نکال لیا قید سحر کو توڑ کر پھینک دیا پتلہ خود تو یہ کام کرکے غرق زمین
ہوکر غائب ہوا صمصام کو ہوش آیا قید سحر سے چھوٹا افراسیاب کو دیکھا کہ میرے دشمنوں کو
قتل کر رہا ہی ہزبر بھاگا بھاگا پھر رہا ہی افراسیاب کو دیکھکر صمصام دلیر ہوا ہزبر نے جاکر
ہاتھ شمشیر سحر کا مارا ہزبر نے سپر سحر پر روکا آواز دی او نامرد حیاتی کو دیکھکر بہت بلبلایا یہ کہکر
خبردار خبردار کرکے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اُسنے چاہا روکون مگر تلوار مثل برق گری سپر کے دو ٹکڑے
ہوئے جیسے ابر پر سے بجلی کڑکڑا کر گذرتی ہی خود کو بھی کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا ہاے کہکر
صمصام زمین پر گرا آواز دی ای شہنشاہ دہائی ہی بچائیے ہزبر نے چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھکر
سر کاٹ لون افراسیاب جست کرکے بیچ مین آیا اپنا سینہ سپر کردیا دوسری تلوار افراسیاب
پر پڑی مگر تاثیر نہوئی ہزبر بلیتن مثل ابر افراسیاب پر برس پڑا اب اسباب سحر صرف کیا
یعنی گرے ترنج نارنج گچھے پیکان کے دانے ماش کے مارے افراسیاب زخمی نہوا یہ حیرت ہی
کیونکہ سب حربے خالی گئے افراسیاب نے اپنا تیغہ سحر اُٹھایا سر پر ہزبر بلیتن کے لگایا وہ تیغہ
قضا تھا کیونکر رکتا ہزبر بلیتن ہاتھ سے افراسیاب کے سیار گلشن جنان ہوا افراسیاب
اسکو مار کر طرف فوج کے متوجہ ہوا صمصام کو آکر زمین سے اُٹھایا گلے سے لگایا زخم باندھا تخت
سوار کیا جس تخت پر صندوق بچہ نقل بران رکھا تھا اسی پر جست کرکے آپ بھی بیٹھا اور
صمصام بد انجام کو ہمراہ لیکر طرف لشکر حیرت کے چلا راہ مین لشکر صمصام جو درہ ہاے
کوہ مین آکر چھپا تھا اپنے مالک کو دیکھکر دہائی دیتا ہوا نکلا صمصام نے عرض کی ای شہنشاہ
ٹھہر جائیے دیکھیے تین لاکھ مین صرف پچاس ہزار بچے آپکی محبت مین سب مارے گئے

افراسیاب نے تخت روک لیا وہ سب رونے پیٹنے قریب آئے کل لشکر کو ساتھ لیلیا افراسیاب نے
تابحد طلسم ہوش ربا ساتھ آیا کہا ای صمصام اب کچھ مقام خوف نہین ہی ہر حد طلسم ہوشربا کی
ما بدولت سبکو خبر کرتے ہوئے جاتے ہین ایک تاجدار جلیل آپکا بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب ساتھ
لائیگا تمکو باحتیاط لشکر حیرت مین پہونچا دیگا بدولت نے تمھاری معشوقہ کو بھی ہمراہی کیا ہے
سامان وہان مہیا ہی اتنا تامل اسواسطے ہی کہ بذلت تمھارا لشکر روبروے لشکر مہرخ نہوشان
و شوکت تمام آئے وزرا امرا واسطے استقبال کے آئینگے ہم تمھارا مرتبہ بڑھائینگے یہ کہکر افراسیاب
مثل تیر شہاب نکل گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صمصام بدانجام نے دیکھا ایک تاجدار مع
ساٹھ ہزار فوج آکر پہونچا صمصام سے بغلگیر ہوا صمصام نے نام پوچھا کہا مجھکو مفتوح بیشہ نشین
کہتے ہین بحکم شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپ کے لینے کو آیا ہون کل سامان عیش و نشاط ساتھ ہی
صمصام خوشی خوشی عیش جیش کرتا ہوا ہمراہ مفتوح بیشہ نشین کے منزل بمنزل طرف لشکر
حیرت جادو کے روانہ ہوتا ہی یہان لشکر ہزبر پیلتن آفت سنگباری مین مبتلا تھا بعد جانے
افراسیاب کے وہ آفت سماوی برطرف ہوئی جب نکھوا سے گرم کے چلے سنگباری بہت باری
موقوف ہوئی کان مین آواز آئی مارا گیا وہ کہ نام میرا ہزبر پیلتن تھا یہ سانحہ مصیبت خیز ماتم انگیز
جو سرداران ہزبر نے دیکھا گریبان چاک کیے منہ پر خاک ملی لاش ہزبر پیلتن کا اٹھایا روتے
پیٹتے طرف قصر جمشیدی کے چلے یہان کوکب تہ شمشیر غافل از شعبدہ بازی فلک بزم عیش
آراستہ دیکھے باتین کر رہا تھا کہ ماشاءاللہ ہزبر پیلتن فوج صمصام سے کیا خوب لڑ بیٹھے
غضب کا معرکہ پڑا مگر شیر بیشہ جرات نے اس صمصام بد خصال کو گرفتار کر لیا انشاءاللہ
پہونچا چاہتا ہی ایسا سرفراز کرونگا کہ اسکو بھی ہماری عنایت پر ناز ہو مگر ای وزیر اعظم صمصام
کو بھی بچارہ ہمارے قدمون پر گرا تا فقط براہ چشم نمائی دو چار روز نظر بند رہیگا یقین ہی کہ پھر
ایسی خطا اس سے سرزد نہو مگر بچہ اسکے قبضے سے لینا ضرور ہی اب مجھکو اسکا اعتبار نہ رہا حفظ
جان کا جو حفاظت ملکہ بہار شمشیر زن کی لازم ہی اب یہ دل مین ارادہ ہی کہ اس بچہ کو خدمت
مین ملکہ مشتری ستارہ طلعت مالک چہرہ بالا طلسم نورافشان کے بھیجدین کہ وہ پاس ملکہ
جیحون سبز پوش زبان صد راز کے بھیجدیگی وہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی خورشید نے عرض کی

بہت معقول تجویز فرمائی کیونکہ ہم لوگ جانبازی نہ کرین کہ ایسے دشمن کو حضور فرماتے ہین کہ قتل
نہ کرونگا ہرچند کہ حضور نے ایسی خبر خوشی کی سنائی گویا زبان تازہ جسم مین آئی مگر دل خودبخود
گھبراتا ہی کوکب نے کہا ای وزیر اعظم سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی خودبخود دل پرہجوم غم و ملال ہی
شاید کچھ ہزبر بلیتن پر افتاد پڑی آنے مین یہان بڑی دیر ہوئی جلد مرات واقعہ لاو ابھی حال
اُس جوانمرد کا آئینہ ہوگا یہ ذکر تھا اور خورشید اپنے مقام سے اٹھا ہی کہ مرات واقعہ لاؤن اور
شہنشاہ کو دکھاؤن کہ یکایک شور گریہ و زاری دیر قصر جمشیدی بلند ہوا کوکب نے گھبرا کر کہا کہ
ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی یہ کلام تمام نہوا تھا کہ بہت سے سردار صبا بے خون مین نہائے ہوئے
لاشہ ہزبر بلیتن اٹھائے ہوئے سامنے کوکب روشن ضمیر کے لائے چلائے دہائی ہی سرکار کی کوکب
گھبرا کر تخت سے اٹھا سرداروں سے پوچھا بارے فتح کی شکست کیونکر ہوئی تم سب تو صمصام
کو گرفتار کر چلے تھے فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگ گئی تھی یہانتک تو خبر مجکو معلوم ہو چکی تھی کہ صحرا
لالہ زار سے بفتح و ظفر آپ لوگ چل چکے تھے اُن سب نے سر اپنے زمین پر دے مارے عرض کیا
ای شہنشاہ گردون بارگاہ ہزبر بلیتن جوان شیردل تھا حقیقت مین آپکے اقبال سے کس زور
شور سے لڑائی فتح کی صورت آراستہ کیا تھا کہ خود افراسیاب آیا اُس سے بھی یہ شیر ایسا لڑا
کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقہ غلامی ہزبر بلیتن اپنے کان مین ڈالتے مگر اُس ظالم سے
کیا زور چلے جسپر نیزہ تیر تیغ تا بیخ تاثیر نہ کرے اُس جری نے جانبازی سے منھ نہ پھیرا افراسیاب
پہ تلوار کھینچ کے جا پڑا جرات سے اُس نوجوان کی چرخ پیر لرزان ہوا آخر افراسیاب جبنی
کے ہاتھ سے راہی گلشن جنان ہوا یہ سنکر قصر جمشیدی مین شور گریہ و زاری بلند ہوا کوکب
روشن ضمیر انتہا کا دردمند ہوا آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون افسوس
موت سے کسی کا زور نہین چلتا وقت قضا کسی طرح نہین ٹلتا کیا کیا تدبیر کی مگر کچھ نہو سکا جو
مرضی پروردگار کی اگر موت بر ان کی قریب ہی تو ہمارا کیا اختیار ہی ہرطرح بندہ مجبور و ناچار
ہی وہ مالک و مختار ہی دیکھیے پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی کون ہنستا ہی اور کون روتا ہی
ای خورشید روشن رائے یہ تو دریافت کرو کہ وہ بیچارہ کہان گیا یہ زبان سے کوکب کی نکلا تھا
کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ ای شہنشاہ صمصام بدانجام کو افراسیاب اپنے ساتھ لے گیا

خراج گذاران افراسیاب راہ میں اگر اس سے بغلگیر ہوسے طرف لشکر حیرت کے رخصت ہوئے
یقین ہی کہ کام ہوچکا ہوگا یہ سنکر کوکب روشنضمیر نے فرمایا خواجہ عمرو کو اس امر کی اطلاع کرنا
ضروری ہی وہ انشاء اللہ جلد کچھ اسکی تدبیر کرینگے گرباردصافت نے یہ ہکہ عمرو کیا کیا کام کرے
مقابلہ ساحران غدار کا وہ سو سے ایک حرف نہیں جانتے گر جرأت عمرو پر ختم ہی مین عمرو کا
بندۂ احسان ہون لیکن اس مقدمہ مین نہایت حیران و پریشان ہون خورشید روشن رای نے
دست بستہ عرض کی ایک کام تو آپ جلد کیجیے ملکہ بران شمشیرزن ابھی راہ مین ہونگی نامہ بھیجکر
روک لیجیے وہان ملکہ مہرخ کے بجائین یہان چلی آئین اپنی جان بچائین جب یہان پہونچین
تو حکم فرمایئےکہ ای نور نظر چندے باغ نگارین مین سیر کرو گھر سے نکلنا مناسب نہیں ہی بعد اسکے
جیسا کہ عقل مین آئیگا سامان کیا جائیگا کوکب نے فرمایا ای وزیر اعظم تمنے براہ خیر خواہی تدبیر
معقول بتائی یہ ہماری بھی عقل مین آئی مگر شیوۂ جرأت سے بعید ہی تمام طلسم نور افشان طلسم ہوشربا
مین مشہور ہوجائیگا ہر خورد و کلان اطلاع پائیگا کہ صمصام نگر اہ کے خوف سے کوکب ایسا
لرزان و ترسان ہوا کہ ملکہ بران شمشیرزن کو باغ نگارین مین پنہان کیا اس ذلت سے مرجانا
بہتر ہی مگر خواجہ کو اطلاع دینا ضروری ہی کہ وہ انکی کنیز ہی یہ بھی خوب جانتا ہون کہ انکو بران
دل و جان سے عزیز ہی مجھسے زیادہ محبت کرتے ہین جب ہاتھ سے عشاق سبزہ رنگ کے گشتہ
ہوئی تھی انھین کا کام تھا کہ اس ایسے ساحر زبردست کو مارا اب بھی جو کچھ ہوگا انھین کی کاوش سے
پروردگار فضل کریگا سنتے ہی عمرو اپنی جان لڑادیگا یہ کہکر قلمدان طلب فرمایا قلم اٹھایا کوکب

روشنضمیر نے اس طور سے خط عمرو کو نامہ لکھا

نامہ لکھنا کوکب روشنضمیر کا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو مشتمل یہ تحریر امی صمصام
آنا نامے کا اور پہونچنا ملکہ بران شمشیرزن کا لشکر مہرخ مین اور داخلہ صمصام
کا لشکر حیرت مین اور برق کلجا کر ایک جادوگر کو مارنا اور خواب دیکھنا ملکہ مخمور
سرخ چشم کا نور الدہر کو اور روانہ ہونا واسطے دیکھنے نور الدہر کے طرف کوہ عقیق کے
اور آنا نامہ لقا کا پاس افراسیاب کے اور روانہ کرنا افراسیاب جادو کا
عقرب نیشزن جادو کو برائے مدد لقا نامہ

ای شہنشاہ اوج عیاری
تاجدار ممالک فطرت
ذہن کیا کر سکے بیان حضور
ہی بھری دل مین حسرت دیدار
دمبدم رنگ یہ بدلتا ہی
آفت تازہ سر پہ آئی ہی
وہ جو صمصام ہی خراج گذار
جا ملا دشمنون سے بدگوہر
اُسکے جوہر سے ہو جیسے ماہر
بہر بران وہی ہی تیغ قضا
دیکھیے رنج کیا دکھاتا ہی
نیمچہ جیسا سے لیجیے گا

وہ مہ آسمان طراری
رہبر جادۂ اولوالعزمی
عقل ودانش ہین چاکران حضور
فلک سفلہ پرور ہے بجنگ
خنجر ظلم دل پہ چلتا ہی
ہوگیا دوست جان کا دشمن
ہی عدو جان کا وہی غدار
نیمچہ اک جو تحفہ جات سے تھا
صاف کرتا ہون آپ پر ظاہر
جوہر خنجر ممات ہی وہ
سمت افراسیاب جاتا ہی
حال رنج وغم وملال تمام

مصدر فیض صاحب ہمت
طی کن منزل پیادہ روی
عرض پیرا ہی کوکب ویندار
کردیا اُنکی بدعتون نے تنگ
بخت بد کی یہ نارسائی ہی
خضر راہبر ہوا دشمن
قتل بران پہ چست کرکے کمر
پاس اُس نیمچے کو تھا رکھا
ای شہنشاہ ہی یہ جلد لگا
قاطع رشتۂ حیات ہی وہ
دسترس ہو تو قتل کیجیے گا
القصہ یاد السلام والاکرام

یہ لکھکر طیران سریع السیر جادو کو طلب فرمایا یہ نامہ سر بمہر کرکے دیا اور ارشاد فرمایا کہ جلد بخدمت خواجہ عمرو یہ نامہ پہچانا اور زبانی یہ بھی ہماری طرف سے ظاہر کرنا اور تمام کیفیت شاہزادہ ہنر بیلتن سے بھی ماہر کرنا کہ مین نے قصد اُسکے روکنے کا کیا تھا یہ شیر دل بصد صولت دھوم جاکر خوب لڑا صمصام کو گرفتار بھی کر لیا تھا مگر جو نوشتہ تقدیر ہوتا ہی اُس سے انسان ناچار ہی وہ پیدا کرنے والا مالک ومختار ہی اور ہنر بیلتن کی قضا آگئی تھی مین یہان غافل ہوا وہان افراسیاب نے آکر اُس شیر دل کو مارا اور صمصام کو رہا کرکے اپنے ساتھ لے گیا اب جو آپ مناسب وقت دیکھیے وہ کیجیے طیران سریع السیر جادو اک عقاب سحر پر سوار ہوکر بعجلت تمام وہ نیک انجام طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا لشکر ملکہ مہرخ مین تمام سردار اور عیار مصروف عیش ونشاط ہین طرح طرح کی دعوتین ہو رہی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین اور مہتر برق فرنگی ومہتر چالاک بن عمرو وجانسوز بن قران والاگوہر مہتر قران بصد علم وشان اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین اور حال خیریت مآل طرار نامدار کے

ناظرین کہ یکایک سامنے سے چرند و پرند جو اسیسان لشکر اسلام حاضر ہوئے عرض کی اسوقت
ایک جادوگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بصد جوش وخروش داخل ہوا
چاہتا ہی وزیر وامیر واسطے استقبال کے گئے ہین شاید کوئی خراج گزار **افراسیاب** کا ہوگا
غلامون نے صرف نام دریافت کیا یہ تحقیق ہوا کہ کس ملک سے آیا ہی کہان کا رہنے والا ہی
اتنا البتہ جان نثارون نے دیکھا کہ سر پر اُس خیرہ سر کے پٹیان مرہم کی چڑھی ہین کہین سے
جنگ کرکے آیا ہی اُسکے ساتھ والے بھی زخمدار بیقرار خستہ شکستہ دیکھے ملکہ مہرخ نے فرمایا
انشاءاللہ دریافت ہوجائیگا اگر ہمارے مقابلہ کو آیا ہی طبل جنگی بجوائیگا ہمارا تکیہ پروردگار پر ہی
خدا وہ دن دکھائے کہ اسد غازی رہا ہوکر اس لشکر مین تشریف لائین یہ ذکر تھا کہ طیران تگر
عقاب سم سے اترا واسطے تسلیم ملکہ مہرخ کے خم ہوا ہاتھ پر نامہ رکھکر خواجہ عمرو کو دیا عرض
کی بغور ملاحظہ فرمایئے عمرو نے فوراً نامہ کو کھولا مضمون جانگداز سے آگاہ ہوا رنگ رو متغیر
ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ای خواجہ خیر تو ہی عمرو نے
کہا ای ملکہ غضب ہوا تقدیر نے آفت تازہ دکھائی ایک بلاے آسمانی آئی خدا بچائے
اور تمام کیفیت خواجہ نے مضمون نامہ کی ملکہ مہرخ سحر چشم وغیرہ سے بیان کی یہ سنکر ہر سردار
کے ہوش وحواس باختہ ہوئے طیران سریع السیر جادو سامنے خواجہ کے کھڑا ہی
اور رو رو کے حال مصیبت ہزبر پیلتن کا جانبازی کرنا اور قتل ہونا بیان کر رہا ہی تمام
دربار مع ملکہ مہرخ و ملکہ بہار اس حال مصیبت خیز کو سنکے اشک حسرت بہا رہے ہین
ہر ایک کا یہی کلام ہی کہ افسوس ہزار افسوس ایسے وقت مین ہم لوگون کو خبر نہوئی ورنہ
جاکر جانبازی کرتے اور اس مرد میدان شجاعت کو ہاتھ سے افراسیاب جادو بدخو
کے جسطرح ہوسکتا بچاتے اور صمصام ناکام پر وہ آفت لاتے کہ ماہیان دریا اور مرغان
ہوا اُس بدانجام کے حال پر روتے ہمکو ایسے کہرام کے اوپر ذرا ترس نہ آتا مصرع خیر زندہ
ہی اگر یار تو صحبت باقی * دیکھا جائیگا وہ ملعون جب ہمارے مقابلے پر آئیگا اپنی سرکشی کی
انشاءاللہ سزا پائیگا مگر افسوس یہ ہی اس زمانہ مین ہم لوگون پر ایسا وقت تنگ ہی ہر سردار
اپنی جان سے بہ تنگ ہی زمانہ گذرنے میعاد قید اسد کا قریب آیا ہی اپنی اپنی فکر مین ہین گھر ہم

اسی ذکر مین ہین کہ پروردگار افراسیاب غدار کے ہاتھ سے اُس نامدار کو بچانے اور
وہ جامع المتفرقین بخیر و خوبی رہا کر کے ہمسے ملائے اچھا جو مرضی پروردگار اِس بلائے

ناگہانی کو کبھی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے ہماری تو یہ مثل ہے قطعہ
ہر بلائے کز آسمان آید
گرچہ بر دیگرے قضا باشد
بر زمین نارسیدہ میگوید
خانۂ انوری کجا باشد

یہ تقریر ملکہ مہرخ نے طیران سریع السیر کی سُنکر فرمایا صاحبو صبر کرو اپنے دل پر جبر کرو اب اس
مقدمہ مین تدبیر معقول بتاؤ مشیران خوش تدبیر نے دست بستہ عرض کی جواب مین اس نامہ کے
شہنشاہ کوکب کو تحریر فرمایئے کہ فی الحال واسطے چند روز کے ملکہ بران کیہان نہ آفرین اثنائے
راہ سے اپنے پاس بلالین طیران نے عرض کی کہ یہ صلاح قبل وزیرون نے شہنشاہ کو دی
تھی اُس شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت و لیاقت نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مین ایک
نمک حرام کے خوف سے بُربان شمشیرزن صف شکن کو چھپاؤن کبھی ایسا نہوگا عمرو نے کہا اسمین تمکو
کیا دخل ہے شہنشاہ کوکب روشنضمیر اس حقیر کے کہنے پر ضرور عمل فرماینگے بُربان کو باغ نگارین مین
چھپا دینگے یہ ذکر ابھی درپیش تھا عمرو نے قلم اُٹھایا مگر یہ بات درپیش تھی کہ یکایک آسمان پر ابر گلگون
نمایان ہوا اس زور و شور سے ابر اُٹھا ہے کہ تمام صحرا سُرخ ہو گیا ہے کوئی کہتا ہے آج آسمان سے خون برسیگا
کوئی کہتا ہے شفق پھولی ہے شام اودھر کی کیفیت بھولی ہے یا کوئی ساحر گلگون پوش آتا ہے حقیقت
مین قلب تھراتا ہے وہ ابر گلگون چرخ مارتا ہوا رعد کی گرج چشمک زنی برق کی دل ہلاتی تھی
طائران خوش رنگ کی زمزمہ سرائی عجیب کیفیت دکھاتی تھی دیکھا تو وہ ابر اسی جانب آ کے خاص
لشکر اسلام پر محیط ہو رہا ہے خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل
و رعد و برق جملہ سرداران نامی تیغ و تاریخ ہاتھ مین لیکر خائف و ترسان بیرون بارگاہ آئے
یقین کامل ہوا کہ افراسیاب نے کسی ساحر زبردست کو بھیجا ہے قصد ہوا کہ قبل از اُترنے
ساحر کے سحر سے رد کرین خواجہ عمرو گلیم کاندھے پر ڈالے کھڑے ہین اس ارادہ پر کہ ابر سے جو
ساحر نمایان ہو مین لشکر سے نکل جاؤن جا کر عیاری کی تدبیر کرون مہتر برق حباب ہائے
بیہوشی ہاتھ مین لیے ہوئے تڑپ رہا ہے کہ یہ جو کوئی ساحر ہو جلد اُترے اُترتے
حباب مارون قریب جا کے للکارون مہتر چالاک بن عمرو بہ تعجیل گوشے مین آیا

بہ عجلت تمام رنگ روغن نکالا ایک کنیز حسین مہ جبین خوشرو پری تمثال کی شکل بننے لگا
جانسوز بن قران نے ایک ساحر کی شکل بنائی ہی ضرغام شیر دل ایک جبہ ارزق پہنکر تیار ہو گیا
عصاے نقرئی ہاتھ مین گولے دار پگڑی سر پر جمی ہوئی چکن زیب جسم بلبل چشم کا پٹکا کمر مین
چستی و چالاکی تیور مین جہتر قران بغدا مقام کر ایک کوہ مین آکر ٹھہرے ہین ساحرون نے
جو اپنے سردارون کو دیکھا کہ آمادہ حرب و پیکار ہین لڑنے پر تیار ہین کمر بندی کرنے لگے تیغ
تابیغ ناوش کے واسطے ہاتھ مین لیے بعضون نے جھولیان اسباب سحر کی جلد جلد اٹھا کر زیب
دوش کین کسی ساحر نے نفیر سحر بجائی فوج ساحران تیار ہو کے آئی کہ یکایک وہ ابر گلنار شق
ہوا بجلی چمکی آنکھین سب کی جھپک گئین بعد چشم زدن دیکھا کہ تخت زرین پر ملکہ بحران شمشیر زن
بصد صولت و شوکت سوار ساحران نامدار کے ہاتھ مین علمہاے زرنگار پھریرے کھلے ہوئے
ہوا مین اڑتے ہوئے اون پر تعریف الٰہی و نعت پیغمبر برحق بخط جلی مرقوم ہین لاکھو ساحران نامی کی
آمکی دھوم ہلو مین ایک تخت مختصر اسپر ملکہ مجلس جادو گر کنیزان خوشرو بارہ سترہ برس کی لڑکیان
ہمسن شوخ و شنگ طائر ہن زرین بال پر سوار کرتے جسم مین کلاہ ہاے زرین سرون پر
چھوٹے چھوٹے خنجر زیب کمر جھولیان بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالے بیندھیان گندھی ہوئین نگین
تا ثرے سرخ عجب کیفیت دکھاتے تھے ابر سیاہ مین یاقوت احمر کے ٹکڑے نظر آتے تھے
خود ملکہ مجلس جادو جس تخت پر ہی ایک گھروندا آراستہ گویا ن مٹی کے کھلونے رکھے
ہوئے ایک گڑیا دلھن بنی بیٹھی ہی گھونگٹ نکالے ہوئے ڈومنیان بھی وہی مٹی کی جو بان کیسی
کمرین طبلہ بندھا ہی چھوٹے چھوٹے ہاتھون سے گڑیے باندھ رہی ہین سر ہلاتی جاتی ہین
ایک گڑیا سارنگی بجا رہی ہی ایک کچھ آگے بڑھی ہوئی گا رہی ہی بجاؤ بتا۔ ہی ای بیت
وہ طبلون کی آواز انکی صدا وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈو لاؤ ایک سمت ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی بصد ناز طاؤس سحر پر سوار پایۂ تخت ملکہ بحران شمشیر زن پر ہاتھ رکھے ہوئے
جب مسکراتی ہی گویا بجلی چمک جاتی ہی ایک طرف ملکہ عمران جادو اور ملکہ مجلس جادو
بعہدۂ سپہ سالاری لشکر و فوج کو جاتی ہوئی شوکت فوج کو بڑھاتی ہوئی ایک جانب ملکہ
شعلہ برق انداز حاکم قلعۂ آتشبار گری حسن بازار خوبی مہ شان کو سر د کر لی تھی

جدھر نگاہ اٹھاتی تھی برق چمک جاتی تھی ایک سمت ملکہ گلابی چشم نارنجی پوش بصد جوش و خروش
ایک طرف ملکہ چشمک زن جادو نگاہ طالب دیدار کی دشمن غرض اسی طرح چار سو
شاہزادیان ماہر خسار طرحدار بصد زیب و زینت گرد تخت ملکہ برّان شمشیر زن زیبا نگاتا
بطور چار دست مرکب باد رفتار پر سوار ایک ہاتھ مین تلوار ایک ہاتھ مین سپر صاحب
فتح و ظفر دونون ہاتھون کی مٹھیان بندھی ہوئین اگر وہ مٹھیان کھل جائین لشکر عدو پر آفت
لائین مٹھی کا بند رہنا ہی بہتر ورنہ مٹھی کھلنے مین خرابی سراسر ہی یہ بھی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے
اجازت لیکر شریک لشکر ملکہ برّان شمشیر زن ہوا ہی تمام فوج و لشکر کو ساتھ لیے ہوئے نمایان
ہوا تمام سرداران لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ برّان شمشیر زن کو دیکھکر خوشی سے باغ باغ
ہوگئے واسطے استقبال کے بڑھے اور بصد شوکت و حشمت ملکہ بران کو ہمراہ لیکر داخل بارگاہ
آسمان جاہ ہوئے پہلوے تخت ملکہ مہرخ مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ گر
ہوئین شاہزادیان بھی اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر بیٹھین خواجہ عمرو عیار گلیم کاندھے پر لیکر
کھڑے ہوئے تھے مسکراتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ بران واسطے تسلیم کے جھکین
خواجہ عمرو نے بہ محبت سر سینے سے لگالیا دعاے جان درازی دی مگر بران شمشیر زن نے دیکھا
کہ رنگ روے خواجہ عمرو متغیر ہی آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے ہین رومال سے پاک کر رہے
ہین ملکہ بران شمشیر زن نے بیقرار ہوکر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی کیون آئینۂ رخسار پر گرد ملال
ہی کیا اسوقت اسد اور کا کچھ خیال ہی خواجہ عمرو نے کہا نہین ای نور نظر اپنے آقاے
نامدار کے فراق مین مبتلا ہون آٹھ پہر تڑپتا ہون وہ آقا کہ جسکے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے
کبھی ایک لمحہ کی جدائی نہوئی تھی یا محبت مین اسد غازی سے سادا سال کی جدائی ہوئی
دیکھیے کس دن جامع المتفرقین صاحبقران سے ملائیگا کس دن وہ گلشن بہجزان ادبی دربا خرد
نظر آئیگا ملکہ بران خواجہ عمرو سے یہ باتین کرہی تھین دیکھا ایک گوشہ مین طیران خاموش کھڑا
ہی مثل برگ بید کانپ رہا ہی روے زیباے ملکہ بران کو دیکھکر روتا ہی ملکہ برّان نے
فرمایا ای طیران تم اسوقت یہان کہان آئے ہو اسقدر کیون گھبرائے ہو اُسنے چاہا کہ مثل
خواجہ کے حال مصیبت مآل کو چھپاؤن دست بستہ عرض کی فقط زیارت خواجہ کو حاضر ہوا

تھا اور سب طرح خیریت ہی ملکہ بہار نے فرمایا اسقدر بیقراری کا کیا باعث ہی قسم ہی تمکو ہمارے
سر عزیز کی صاف صاف بیان کرو اسوقت تو مین بھی اہالیان دربار کو پریشان پاتی ہون برآ ے
خدا جلد بتلاؤ مین ہول کھائی ہون طیران سریع السیر جادو سے آخر ضبط ہو سکا چیخ مار کر رونے لگا
خواجہ عمرو نے بھی رومال آنکھون پر رکھ لیا اور سب سردارون میں بھی شور گریہ وزاری بلند ہوا
ہر خورد و کلان دردمند ہوا عمرو نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر بخدا مین فرزندان صاحبقران سے
زیادہ تجھسے محبت کرتا ہون آخر پہر تمھارا ہی خیال ہی یہ بھی تم بخوبی جانتی ہو کہ تمھارا راز دار
بھی ہون پر روزگار رو رو دن دکھانے کہ اُس راز کا انجام بخیر ہو خوب تمکو یاد ہوگا کہ جب عشاق
سبز رنگ نے بعد شکست ہونے دریا کے اور ٹوٹنے پل پر بزاو ان کے تیجہ سحر قہر بار اور لاشہ
لیجا کر کوکب نے طلسم نور افشان مین رکھا مین آخر پہر بیقرار تھا مگر عنایت سے پروردگار کی
جا کر اُس بچہ کو مار ا ای نور نظر ویسا ہی معرکہ اب بھی درپیش ہوا ہی اسوجہ سے زیادہ پیش ہوا
ہی ابھی ابھی طیران سریع السیر جادو نامہ تمھارے والد نامدار کا لیکر آیا ہی اُس سے یہ واضح ہوا کہ
صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خود بخود باغی ہوا ہی اور تیغ تمھارے دشمنون کے
قتل کا جو اُس نمک حرام کے پاس تھا لیکر بخدمت حیرت آتا ہی شہنشاہ کو کوکب نے خبر پاکر اسکو دکھا
تھا تمھارے ملازم ہزبر پرتلیس نے اُسکو آڑے کا تھا لکھا ہی کہ اُسے گرفتار بھی کر لیا تھا اسکے گرفتار ہونے
پر شہنشاہ مصروف عیش ہوئے اس خیال سے کہ اب ہمارا خیرخواہ نمک حرام کو گرفتار کر چکا ہی لاتا ہوگا
یہان فلک کجرفتار نے کجروی دکھائی افراسیاب خود وہان جا پہونچا اُس بدوباہ صفت نے
ہزبر پرتلیس کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا صمصام کو چھڑا لیا اب وہ داخل لشکر حیرت ہوا چاہتا ہی
لہذا میری خوشی یہ ہی کہ تم ابھی جانب طلسم نور افشان چلی جاؤ عیش و راحت باغ نگارین مین
بسر کرو انشاء اللہ مثل عشاق سبز رنگ اس بچہ کو بھی نہ مارا اور تیغ اُس سے نہ لیا تو نام
اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا میری بھی قضا اُسکے ہاتھ سے ہی اب تو مین انتظام رہائی اسد کو بھی
بھولا بہاران نے بمحبت ہاتھ گلے مین خواجہ عمرو کے ڈال دیے عرض کی مین آپ کو مثل والد
نامدار کے جانتی ہون محبت قلبی سے آگاہ ہون آپکا فرمانا آنکھون سے بجا لاؤنگی مگر مقام غیرت
ہی کہ ایک نمک حرام ذلیل ہمارے گھر کا غلام اُسنے تو یہ کام کیا افراسیاب خانہ خراب کا شریک ہو

اور بر سر مقابلہ آتا ہی شجاعت اپنی دکھاتا ہی یہ کنیز آپکی جسدن سے حاضر ہوئی مقابلہ حیرت جادو
اور افراسیاب جادو سے بھی نہین ہٹی اسکے خوف سے چلی جاؤن باغی کے خوف سے اپنے
تئین باغ مین چھپاؤن یہ کبھی نہوگا بلکہ واضح رہے جب وہ بجا طبل جنگی بجوا کر میدان مین نکلیگا
کسی سردار کو نہ جانے دونگی خود مقابلہ کرونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی یہ باتین یہان
ہو رہی ہین کہ لشکر حیرت سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی عمرو نے کہا شیا برق
دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہی برق تڑپ کر چھپا صورت بدل کے لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ
ایک ساحر سیہ فام کو ملازمان حیرت استقبال کرکے لائے ہین وہ مغرور اکڑتا ہوا بل کرتا ہوا
چلا آتا ہی ملکہ حیرت بارگاہ مین آکر ٹھہری ہین حکم دیا ہی کہ شہنشاہ صمصام جنگ آشنائے
خونریز سہ پوش خیرخواہ دولت طلسم ہوش ربا کو جلد ہمارے سامنے باعزاز و اکرام تمام لاؤ
کہ ہم بہت مشتاق ہین یہ حکم سنکر وزیر و امیر دوڑے اور صمصام کو سامنے ملکہ حیرت کے لائے
پہلوان واسطے تسلیم کے خم ہوا پایۂ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا حیرت جادو نے سر اسکا بعنایت
اٹھایا بارگاہ مین لاکر داخل کیا آپ تخت پر جلوہ فرما ہوئین پایۂ چہارم تخت پر دنگل خاص جو واسطے
وزیر اعظم کے مقرر تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ ہوا صمصام اس عنایت پر اور بھی زیادہ پھول گیا
اپنی لیاقت کو بھول گیا ملکہ نے اشارہ کیا جلد سامان عیش و نشاط لاؤ ساقیان مہوشان کو سامنے بلاؤ دیر
نہ لگاؤ بموجب حکم ساقیان سیمین ساق غنچہ دہن گلابیان بادۂ ارغوانی کی لیکر حاضر دربار ہوئے جام صہبائے
لالہ فام بے اندیشہ دورۂ انجام سامنے صمصام جنگ آشنائے خونریز سہ پوش ناکام کے
گردش مین آیا رقاصان پریچہرہ بصد ناز و ادا رقص مین مشغول ہوئین اور یہ غزل شروع کی

شب وصلت عدو گر پر جل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

دیا بوسہ نہ کیون سلتے متاع حسن عارض کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت یہ مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے
بتا دو وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پایا اس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

شکایت کی تو بولے وہ بہت سے چاہنے والے	شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا
مری میت پہ گر میرے دل پامال کی حسرت	کف افسوس اگر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پہ ہاں تو نہیں کی پاسنے لیکن	وہ لا اگر اُنکے منھ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
پہونچ جاتے رواق شاہدین پہ اے قمر ہم بھی	یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

یہ غزل جو ایک نازنین پریچہرہ نے مخاطب ہوکر صمصام سے بصد ناز و ادا گائی مدت کا فراق دیدہ ہجران کشیدہ تھا طبیعت بھر آئی تصویر لالہ زار نرگسی چشم میں نظر پھر گئی زیبائی محفل مثل شبنم آنکھہ سے گر گئی دماغ بھی بادہ ناب سے گرم تھا بے اختیار رونے لگا اشکون سے منھ دھونے لگا مبہوت ہوکر سر سے اپنے خود اُتار رقاصہ کو دیا وہ مسکرائی یہ کیسا سپاہی ہی پہلو مین ایک ٹکڑا ابجیرہ بیکار ہاتھا کہا لو بی ہوا ے عیش چلنے لگی تم ایسی گاتی ہو کہ محفل مین بیخودی سے پگڑی اُچھلنے لگی اس فقرہ گرم پر تمام اہالیان بزم ہنسے اُسکو سر برہنہ دیکھکر لوگ پھبتیان کہنے لگے ایک بولا ننگ خاندان ہی ایک بولا نہین بھئی یہ محتاج و پریشان ہی سر کھولکر ملکہ حیرت سے فریاد کرتا ہی کسی نے کہا حال آیا چاہتا ہی دل کا رنگ دگرگون ہی کوئی بولا کسی لیلی وش کا مجنون ہی ملکہ حیرت نے رومال منھ پر رکھکر مسکرا دی حکم دیا کہ ایک کلاہ زرنگار لاؤ میان صمصام کے سر پر پہناؤ ملازمون نے حکم سے کلاہ پہنائی رقاصہ بھی اپنے خود کے واسطے بیچارہ صمصام کا مارا روتا ہی مسکرائی ہوئی خود لیکر سامنے آئی عرض کی یہ خود حاضر ہی لونڈی کیا کرے گی صمصام نے جھینپ کر جواب دیا کہ مین اپنی معشوقہ کے فراق مین روتا ہون کیا مین خود سے بے طول ہوتا ہون مین سمجھا تھا جسوقت دربار مین ملکہ عالم کے جاؤنگا معشوقہ میری ملکہ عالم کے ساتھ آئیگی میرے پہلو مین بیٹھے گی ہائے محروم ہی رہا اور لذت دید معشوق نہ حاصل ہوئی تھی بیقراری نہ زائل ہوئی اُسوقت ملکہ حیرت نے ہنسی کو ضبط کرکے فرمایا ای صمصام شہنشاہ افراسیاب تمھارے مقدمے مین ہمسے سب کچھ فرما چکے ہین ہمنے اُسکا سامان کیا ہی لیکن وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی کوئی زن بازاری نہین ہی کہ فوراً آکر تمھارے پہلو مین بیٹھ جائے یہان سے قریب دو کوس کے ایک باغ ہی اُس سرو خرامان گلشن حسن کو ہمنے وہان بلایا ہی برہمنون کو طلب کیا ہی اُسی باغ مین تمھاری گٹ بندھن ہوکر بھونری پھر جائیگی شہنشاہ کو دولہا

بناکر لیجائینگے تنجل ہاتھی پہ بھاری سہو بڑی تیاری کا سر پہ سوار کینگے جو ڑے بانٹے جائینگے ایک
خواص حسین مہ جبین طرار فرار ملکہ کے سر پہ رومال ہلا رہی تھی اُسنے مسکرا کر کہا میان صمصام
صاحب ذرا ریش مقدس مین خضاب لگاؤ معشوق کمسن کا سامنا ہوگا تم بھی نوجوان بنجاؤ
صمصام نے کہا خداوند بہت اچھا شب کو نائی کو بلاؤنگا وسمہ لگواؤنگا اُس طرارہ نے منھ
پھیر کر کہا بھڑوا جھڑوس دیوث خاک مین ملے سامری جمشید ایسا کرین کہ عوض وسمہ کے نائی
اسکے نورہ لگادے ڈاڑھی مونچھین بھوین گرجائین ہم پھبتی کہین قلندر بڈھا بندر بنا مین یہان
تو سب دربار مین اسکی باتون پر مضحکہ کر رہے ہین مگر قدمون سے حیرت جادو کے لپٹا ہوا کھڑا ہی
کہ حضور کی باتون مین بڑھیا مان کا خاص مزا پایا ہی جو حضور فرمائینگی آنکھون سے بجا لاؤنگا کیا
غلام کو سہرہ باندھنے مین انکار ہی حضور کی پرورش اور خداوندی تو مجھپر بخوبی ظاہر ہو چکی مگر
امیدوار ہون کہ مین حق خدمت بجالاؤن بی بران کا سر کاٹون لاکر قدمون پہ ڈالدون مگر
غلام لڑائی مین ہمشیرہ تلیتن کے ہاتھ سے نہایت زخمی ہوا ہی دو تین روز علاج کرکے طبل جنگی اپنے
نام پر بجواؤنگا عجائبات سحر دکھاؤنگا ملکہ حیرت نے فرمایا اچھا سامری جمشید کے سپرد کیا بارگاہ تو
تمھارے واسطے استادہ ہو چکی تھی اُسمین جاکر بیٹھو مصروف عیش ونشاط ہو لیکن ایک بات کا
خیال ضرور ہی کسی غیر کو بارگاہ مین نہ گھسنے دینا انتظام سحر سے کرلینا عیاران لشکر اسلام قیامت کے
پرکالے ہین ہمارے بجز بی دیکھے بھالے ہین اُنسے ذرا بچا رہو دم بھر مین آکر ساحر کو مار ڈالتے ہین
صمصام نے کہا کہ حضور عیارون کی ہیبت سامنے کیا مجال ہی کہ زبان ہلائین مجھ تک عیاری
کرے کرائین سامری وجمشید کرین کہ وہ مجھ تک آئیکا قصد خود اپنے خون سے اپنے ہاتھ بھرین
بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جاؤن یہ کہکر بل کرتا ہوا اُٹھا وہ طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق فرنگی
کھڑا ہوا بصورت خدمتگار یہ سب باتین سُن رہا تھا اسکی لاف وگذاف پہ بھر دھن رہا تھا دلمین
اپنے کہہ رہا تھا کہ اس حرامزادے پہ رات گذرنا دشوار کردونگا اب جو یہ چلا برق نے سمجھا کیا
سوچتا ہوا جاتا ہی کہ کیا تدبیر کرون یکایک دیکھا سامنے سے صرصر شمشیر زن آتی ہین گھبرا کے
پیچھے ہٹا صرصر نے نگاہ ملتے ہی پہچانا کہ بھبھورا جاتا ہی برق بھی سمجھ گیا کہ اُستانی نے پہچانا برق
ایک موٹے جادوگر کے پیچھے چھپ گیا صرصر حیران ہوئی کہ گورڑا بھبھورا چلا وہ تھا کہان چھپ گیا

نگاہ ہر سمت دوڑانے لگی دیکھا ایک جادوگر کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اُس جادوگر کو آواز دی کہ ای میان
جادوگر تمھارے پہلو مین جو خدمتگار کھڑا ہی یہ برق عیار ہی اسکو پکڑلو وہ جادوگر پلٹا برق نے
لپٹ کر پہلو مین اُسکے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی منم برق رفتار و خنجر گذار ہ منم یکہ
لیکن گران بر ہزار ہ مشہور ہی کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہی گیر و دار کی صدا بلند
ہوتی ہی آندھی سیاہ اُٹھتی ہی موافق حقیقت ساحر سنگ باری اور برف باری بھی ضرور ہی
جب قتل سے اُس جادوگر کے یہ سامان برپا ہوئے برق تڑپ کر نکل گیا پکارتا ہوا جلا اسقلی
سنے بجنے لگا یہ ہنگامہ سنکر صمصام پلیا دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی ملکہ حیرت
بھی شور و غوغا سنکر بارگاہ سے نکل آئی صرصر نے سلام کیا پوچھا ای صرصر یہ کیا ہنگامہ ہی
عرض کیا ابھی حضور نگوڑے برق نے میان صمصام کو مارا ہوتا ساتھ ساتھ آپ کے
خدمتگار بنا ہوا جاتا تھا لونڈی نے آکر بچایا اور نکوڑا وہ مکار بلاے روزگار اس جادوگر کو خنجر مار کر نکل گیا
یہ بھی خیر ہوئی اس غریب کی جان گئی میان صمصام صاحب کے سر سے بلا اسوقت ٹل گئی لیکن
انپر سے رات گذرنا ساتھ سلامتی کے سخت دشوار ہی اور حضور نے بھی غضب کیا کہ جس کام کے واسطے
یہان آئے ہین وہ بیان مفصل کہا اب اُس نگوڑے نے سب حال سُن لیا اب جاکر اپنے بڈھے اُستاد
سے کہیگا ساربان زادہ مین ہدوسہ کا پیادہ دوڑیگا علاوہ اُسکے میان چالاک و ضرغام و جانسوز
اور کالیا و ترقران انکی فکر مین آئینگے ضرور انکو راہ عدم دکھا ئینگے اگر پیشتر سے لونڈی کو اس مقدمے
کی خبر ہوتی عرض کر دیتی کہ صمصام کو بطور مخفی بلایئے بلکہ کسی تہ خانے مین چھپایئے مگر اب کیا ہوتا ہی
حیرت نے جواب دیا کہ ای صرصر در حقیقت تو نے سچ کہا مجکو بھی مطلق اس امر کا خیال نہ رہا صمصام
بدانجام یہ باتین سُنکر مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہر طرف نگران ہوا کلیجہ دھڑکنے لگا دل
جان کے خوف سے پھڑکنے لگا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام تم نہ گھبراؤ ہم عیاریوں کو تمھارے
دربارگاہ پر مقرر کرینگے مگر مناسب یہ ہی کہ گرد اپنی بارگاہ کے حصار سحر کرلو کسی غیر کو نہ آنے دو عرض کیا
بہت خوب یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا گرد بارگاہ کے اک حصار سحر آتش کردیا کہ شعلے آتش کے بھڑک کے
تا بہ آسمان پہونچے اور آتش کے آگے دروازہ دو پیشتر مین بند سحر بنا کر بٹھا دیے برق فرنگی دور سے یہ
سحر کو دیکھا کیا آخر کار پلٹا بارگاہ مہرخ مین آیا خواجہ عمرو نے پوچھا کیون بیٹا برق خیر تو ہی کہا استاد

غضب ہوا صمصام بدانجام آگیا حیرت جادو نے اُسکی بڑی خاطر کی شادی کے سامان میں خلعت
دیا جب وہ اپنی بارگاہ کو چلا میں نے خدمتگار بنکے تعاقب کیا فکر میں اُسکی قتل کے تھا کہ سامنے سے
اُستانی آگئیں بھوریا بھوریا کہتی ہوئی دوڑین مین ایک جادوگر کو مار کر تاریکی میں بھاگا اب لشکر مین
تلاطم ہوا صمصام اپنی بارگاہ مین گیا لیکن حیرت افزا نے حصار سحر کر لیا ہے اب اُس تک جانا بہت
مشکل ہے عمرو نے جب یہ سنا غصہ آیا آنکھیں سرخ ہوگئیں جوش وخروش مین آئے تاب نہ لائے کوڑا لیکر
اُٹھے اور دو کوڑے سڑاک سڑاک برق کے چوتڑون پر لگائے برق تڑپ گیا اور کہا ہان ہان
اُستاد مین نے کیا کیا اُستانی کی شوخی وشرارت کا غصہ آپ مجھپر اُتارتے ہین مجکو بلا وجہ مارتے ہین
عمرو نے کہا اے بیہودہ پاجی تجھے بھی عمر بھر عیاری نہ آئیگی ہے تجکو واسطے خبر کے بھیجا تھا یا کہا تھا کہ جادوگر
کو مارنا اور ناکام صمصام کو ہوشیار کر آنا اب وہ ملعون ہوشیار ہوگیا سب عیارون کے واسطے سد راہ
عیاری کیا برق نے کہا اُستاد آپ ناحق خفا ہوتے ہین آپ جاکر مسافرون کو لوٹیے یہ مقدمہ
ہمارے سپرد کیجیے ہم سمجھ لینگے عمرو نے کہا او نالائق کیا مین قزاق ہون مین تو صبح کو اُٹھکر ہر ایک سرغنہ
کے گھر پر جاتا ہون جو جو مین نے جسکے واسطے مقرر کیا ہے وہ دے آتا ہون تم ایسے پاجیون نے
ملعون وبدنام کیا ہے مین بیچارہ دُبلا پتلا کوئی بھوک مارے تو گر پڑون قزاقی کے لائق ہون اگر
پھر کبھی ایسی لفظ ناشایستہ میرے بارے مین زبان سے نکالیگا تو زبان کاٹ لونگا جادو ہو سامنے
سے برق تڑپکر بھاگا عمرو نے پکارا ابے کہان جاتا ہے خبردار اب عیاری کرنے نہ جانا جیسا
ہمکو مناسب ہوگا سمجھ لینگے اس تقریر پر اُستاد اور شاگرد کی ملکہ مہرخ اور بہار اور بُران وغیرہ
ہنسنے لگین وقت شب ہو چکا تھا دربار برخاست ہوا خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے مہتر قران
اور چالاک کو بُلایا برق بھی سامنے آیا کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہے عمرو نے کہا کیون نالائق پھر تو نے
ہماری بات مین دخل دیا مگر خیر اب مناسب یہ ہے کہ اس بھیا کی فکر کرو مین تدبیر مین جاتا ہون غرضکہ
پانچون عیار اور خواجہ عمرو الگ الگ تدبیر مین صمصام ناکام کے روانہ ہوتے ہین انکو تو راہ
مین چھوڑیے بر وقت انکا ذکر ہوگا لیکن حال ملکہ مخمور سرخ چشم کا تحریر کیا جاتا ہے کہ آج دربار سے
جا اُٹھی خود بخود دل کو پریشانی سی ہوئی مست مے محبت آشفتہ وادی مودت حریق آتش اشتیاق
وغریق بحر ذوق اسیر دام گیسو ذبیح خنجر ابرو گرفتار دام حسرت انجام الفت وپابند طلسم مسلسل فرقت

شیفتۂ جمال ماہ مثال گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم کنندۂ زمرد بے ایمان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان شعر نظیر حمزۂ صاحبقران گیتی ستان خنجم و بقہرؔ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر پر عرصہ دراز سے مائل ہی جلدہائے مطبوعہ مین تحریر ہو چکا ہی کہ اسی عشق مین اخترسنا سے بگڑ کر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے شریک ہوئی جیسے کئی مرتبہ ملکہ مذکورکا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جانا ہوا اور یہ عشق طشت ازبام افتادہ ہو چکا ہی بر کہ و مہ ماہرو صاحبقران پر بھی یہ حال بخوبی ظاہر ہو آج و مبادے اٹھی اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون نے عرض کیا حضور خاصہ حاضر ہی جواب دیا اسوقت دل نہین چاہتا کھانے سے دل بھرا ہی پانی نہین پیا ہی مگر سیراب ہون آج مثل ماہی بے آب بیتاب ہون دیکھیے فلک کج رفتار گردون غدار کیا دکھاتا ہی جنگ طلسم کو روز بروز طول ہوتا جاتا ہی اب یہ بچیا کم از صمصام ناکام ارادۂ قتل بر ان پر آمادہ ہو کے آیا ہی مقابلہ عظیم پڑیگا یہ ملعون ہو سے تک سرنگا دلکو یہ خیال تھا کہ اب اسد غازی چھوٹینگے و بندہائے طلسم کو توڑینگے زمرد شاہ باختری بھی اس ملک مین ضرور آئیگا اُسکے تعاقب مین زلزلہ گان ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع سواران تہمتن و فرزندان صف شکن تشریف لائینگے یہ دونون لشکر آپسمین مل جائینگے گردش فلک نے یہ سامان نہ دکھایا یہ روز سیہ پیش آیا

خیر جو خستہ تقدیر بموجب غزل
شب گذری یا رجاتا ہی ویسے ٹلے تو دن
تیر نگاہ ایک ادھر اور بھی سہی
تم سب جگر تو ہو مرے دلمیں بھی آ بسو
شرارت دن ہو اُسمین شرار بھی سہی
ساقی پھر اور جام مئے ناب تو پیون
تائید اشک دیدۂ تر اور بھی سہی
اکثر ان بتا فسا کی ہی دوسری زر
ہی دو سو رقیب اگر اور بھی سہی
جب بیچ اُٹھائے غیر کے تم بھی آدہ

دل ہجر مین لہو ہی جگر اور بھی سہی
گستاخی ایک وقت سحر اور بھی سہی
ہنسنے اگر کہا رگ گل تو خفا نہو
ای یار مختصر سا یہ گھر اور بھی سہی
اک اور گلی بوسۂ لب دیجے دو مجھے
مین جو رشتہ مین ہون مگر اور بھی سہی
اس جی روش سا ایک نہین ہی جہان
نزدیک تیر اگر ہی تو زنا اور بھی سہی
گھر سے کبھی لگے آ کے پر اب بھی نہین جچا
اپنے خار سا ہی گل تر اور بھی سہی

جان اپنی جائے ایک ضرر اور بھی سہی
مین سے غضب جانا بھی صف عاشق نہین ہو
نازک تمھاری اُس کمر اور بھی سہی
آخر تو لڑتے رہتے ہو ڈھونڈھو کسی ایک
تلخی قند بار دگر اور بھی سہی
ذو گناہ کو عرق شرم سے ہے
یون سیکڑون حسین ہین شرر اور بھی سہی
سایہ مرے جلانے کو کیا کم ہی انکے ساتھ
ای آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی
صبح شب فراق تو ہو گی نہ تا ابد

محشر تک انتظار سحر اور بھی سہی	یہ غزل پڑھکر پھر کروٹ بدل کے لیٹی مگر نیند نہین آئی ہی طبیعت گھبرائی ہی

کبھی اُٹھ بیٹھتی ہی صحن بارگاہ مین آکر تارے گنتی ہی ماہتابان کو دیکھکر عارض معشوق یاد آتا ہی دیدہ ستارہ کھلی اور چھری کی تاثیر دکھاتا ہی کبھی پھر آکر بیٹھی شمع انجمن پر نگاہ پڑی دیکھا ہزارہا پروانے آئے ہین گرد شمع کے پھر کر جل جاتے ہین دلمین کہتی ہی اے مجنون یہ محبت جانسوزی اس جلنے مین کیا لطف اُٹھاتے ہین مگر ثابت ہوا عاشق و معشوق دونون خراب ہر وقت بیتاب کشش عشق پروانہ اظہر ہو شمع بھی گھل گھل کر حال پر پروانے کے اشک حسرت بہاتی ہی صبح تک جلکر بجھاتی

ہی جو سنا تھا وہ دیکھا بند مسدس

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار	عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ نخل ہی جسمین نہ لگا پھل اکبار	عشق وہ باغ ہی جسمین نہ کبھی آئی بہار

عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتا دیکھا

دیگر غزل مصنف

تجھپہ آئیگی مصیبت دل زار ایک نہ ایک	رنج دیویگی شب فرقت یار ایک نہ ایک
داغ بیکار اٹھائین ترا اے رشک چمن	گل ہی جائیگا ہمین لالہ عذار ایک نہ ایک
بچ گیا چرخ سے جو تیرے میان اسکو	ہو شہر کے پیے ہر طرح فشار ایک نہ ایک
مدح گیسو جو کرونگا تو سیاہی کے لیے	نافہ لے آئیگا آہوے تتار ایک نہ ایک
کبھی سہرا ہی کبھی پھول ہین تربت پہ مری	کیفیت رہتی ہی بالین مزار ایک نہ ایک
یادہ کا ساتھ نہ پھولون نے چمن مین چھوڑا	آخر اُس گل کی گلی کا ہوا ہار ایک نہ ایک
اے قمر دشت نوردی مین قلق بھی ہی ضرور	پا پہ تلوون سے ترے ہوئیگا خار ایک نہ ایک

کبھی گھبرا کر کہتی کہ اے مجنون تعلقات احباب سے دامن کھینچو گریبان چاک کرو طرف دشت ویران کے چلین پیادہ روی کے مزے دیکھین خارہاے صحراے ہمکنار ہون آئینہ ہاے پا سے زنگہاے خار ہاے ہون یقین تو یہ کہ ہماری غربت پر آبلے بھی پھوٹ پھوٹ کر روئین ہم خود اپنے حق مین کانٹے بوئین دشت نجد بھی ضرور دیکھینگا حضرت مجنون کی قبر کی زیارت ہوگی یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے

محبت ہوگی وہ بھی ہماری رنجیدگی دیکھکر چوکڑی بھول جائیگے ہم آنکھوں سے محبوب کی گرے ہین وہ بھی
آنکھین دکھائینگے ہمارے غریب خانے مین تشریف لائینگے تصویر قد محبوب وہان بھی پیش ہوگی کیا گھورون کو اس حال سے
خبر نہوگی اس ولولۂ وحشت مین آنکھ اس شوریدۂ دشت محبت و آشفتۂ وادی مودت کی تڑپتے
تڑپتے بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند مگر دیدۂ دل نرگس وار خیال جمال یار مین کھلے ہوئے تھے بخت خوابیدہ
بیدار ہوا عین خواب مین دیکھا کہ میرا گذر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا ایک مقام پر ایک بارگاہ استادہ
ہے وہین اسمین پہونچی کہ سامنے سے گل گلزار صاحبقرانی روح روان خلق سبحانی شیر بیشۂ جرأت صاحب
سطوت و صولت چشم و چراغ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان خلعان خلعان
نمایان ہوئے آنکھین چار ہوئین عشق و محبت کلیجا نہین سے جوش ادھر ناز ادھر نیاز ادھر خواہش
ادھر کاہش یہ بیقرار ہوا اشکبار مجنون کی تشبیہ ان کو بانند زلف پریشانی اس جوش و خروش مین
جاہا کہ وہ مین مقام حکایت کرے ایام ہجر کی حکایت کرے کہ شاہزادہ منھ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم بیمروت
سے بات نہین کرتے فراق مین تمھارے ہم پر کیا کیا گذری تمنے ہماری خبر نہ لی تم صاحب اختیار ہم
مجبور و ناچار مقام افسوس ہے کیسی جان جانیگا کیا خیال پر بیمان دمبدم قلب پر ہجوم غم و ملال ہے کوئی
ساعت بدبختی کی خوار سے بحال جو ان آرا کے مائل ہوئے تیغ ابروئے کے گھائل ہوئے دل دیا فراق لیا
لیا شعر نہ مجھ مین ہے نہ بتا تا ہے یار دل میرا یہ کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا ہ اشعار

جگر کو چیر قاتل دیکھتا تھا دل
درد سے بھی نہین ہو سکتی ہے غمخواری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین تعزیہ
اسد اسد رسد گر بہ دگاری دل

جو پوچھا مین نے کہا دل دیکھتا تھا
تیر مژگان نے کھینچ تو تھے مارا اسکو
صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل

کیا کہون آپ سے کیسی ہے بیماری دل
پسلیون سے نہوئی آہ یہ سیر داری دل
ای قمر شہریار اب ہی خوف آتے ہے مجھے

نور الدہر بن بدیع الزمان ایسے کلمات بولتے ہوئے چلے حضور
اسی خواب مین بیقرار و بیتاب یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ای شہریار سنیے تو مین بیٹھا ہون شناور دریائے
عشق سے نا آشنا ہون آٹھ پہر ہوشربا مین لڑائی کا سامنا ہے افراسیاب آمادۂ ظلم و بدعت ہمارا
آقا اسد غازی مقید زندان مصیبت کس طرح فرصت پاؤن اپنے تئین کیونکر آپ تک پہونچاؤن
بموجب شعر نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے کہ سے زینکہ حالی برد خبرے ای شہریار
یہ کنیز بیکس و بے بس بموجب بیت نہ مونسے نہ شفیقے نہ ہمدمے دارم حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم

یہ کہتی ہوئی جو ملکہ جھپٹ کر چلی سبز فرش کی پاے ناز کی مین ٹھوکر لگی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا نہ وہ
مقام ہے نہ سامنے شاہزادہ عالی مقام ہے اشعار مصنف

ہوکے حیران ہر طرف دیکھا
کور ہو جائین یہ تو صبر آتا
خواب غفلت نے یہ کیا ہے ستم
آفت تازہ سر پہ آن پڑی
کون کچھ منہ سے کچھ نکلتا ہے

اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا
نہ کہین کا رکھا فلک نے آہ
کس بلا مین ہماری جان پھنسی
پڑگئی سر پہ اب بلاے فراق

آنکھ کھلتے ہی ہوگیا سکتا
ستیاناس ہوے آنکھوں کا
ہاے کیون سوگئی تھی مین بدم
زندگی اب محال ہے واسد
دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہے
ہوگئی آہ مبتلاے فراق

کبھی صبر کرتی تھی کبھی اشکوں سے منہ دھوتی تھی آہ و زاری گریہ و زاری ملکہ محمودہ سرخ چشم سنگ گلعذار عزیز زندگی کی
بیدار ہوئی بارگاہ ملکہ مین دوڑی ہوئی آئی دیکھا ملکہ محمودہ سرخ چشم فرش خاک پر بیٹھی ہوئی رو
رہی ہے چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن آنکھوں سے اشکوں کا دریا بہہ رہا ہے بال چہرے پر پریشان
گریبان کی دھجیان سینے پر پڑی ہین مغموم مہموم بیتاب یہ اشعار مخمس زبان پر جاری ہین مخمسہ

گرفتار رنج و بلا ہو گیا　　بڑا دوست دشمن مرا ہو گیا
یہ کیا ستم اے خدا ہو گیا　　وہ اہل وفا بیوفا ہو گیا
بھلا ہو کے وہ بت برا ہو گیا

مصیبت مین مین مبتلا ہو گیا　　غم و رنج کا سامنا ہو گیا
جدا مجھ سے وہ مہ لقا ہو گیا　　مقدر کی خوبی یہ کیا ہو گیا
غضب ہو گیا وہ خفا ہو گیا

ہوا بعد مدت وہ خلوت نشین　　بڑے لطف کی پہلے باتین ہوئین
خوشی مین ہوا دل ملول و حزین　　مکدر ہوا مجھ سے وہ نازنین
ابھی بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہو گیا

اکیلے مین مجھ سے جو صحبت ہوئی　　بجز رنج حاصل نہ راحت ہوئی
جہالت کے باعث ندامت ہوئی　　شب وصل روے پہ حجت ہوئی
خلاصہ پہ پردہ ہوا ہو گیا

رہونگا نہ اب رنج میں مبتلا　　بر آئیگا دل کا مرے مدعا
مقدر ہی ان روزوں سیدھا مرا　　ابھی سے زمانے کی اب خوف کیا

مددگار مشکل کشا ہو گیا

اکیلا جو گھر سے میں پایا اسے　　طریق عداوت سکھایا اسے
سبق یاد کلثا دلایا اسے　　رقیبوں نے ایسا پڑھایا اسے

وہ خوش ہو کے مجھ سے خفا ہو گیا

اجل میری فرقت میں حافظ ہوئی　　میں مر مر کے زندہ ہوا ہوں ابھی
مسیحا کی اُس بت نے تقلید کی　　جلایا کبھی مار ڈالا کبھی

مرا یار معجز نما ہو گیا

یہ حال پر ملال دیکھ کر گلعذار قریب آئی دونوں ہاتھوں سے چہرے کی چھیر چھیر کر بلائیں لیں تصدق ہوئی عمر و دولت حسن کی دعائیں دیں اپنے دوپٹے سے اشک چشم تر پاک کیے عرض کی واری خیر تو ہے اس وقت کس ملال میں حضور کو پاتی ہوں یہ ہو میں صدقے ہو جاؤں بہت گھبرائی ہوں کچھ فرمائیے حال نہ چھپائیے کنیزیں خیر خواہ کس دن کے واسطے ہوتی ہیں اپنے مالک کی مصیبت و رنج میں کام آتی ہیں اگر محبت کا امتحان منظور ہو ابھی جان دیدیں سر کاٹ کر قدم اقدس پر نثار کریں ملکہ محمودہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر کہا اے گلعذار کیا حال دل زار سناؤں اپنے قابو میں نہیں ہوں اس خانہ خراب نے ایسا بیتاب کیا صبر و طاقت نے جواب دیا آج شام سے دل پریشان تھا ابھی میں خفتہ بخت سو گئی تھی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی بخت سیاہ کا سامنا ہوا وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو نہ دکھائے ایسا سانحہ درپیش آئے خلاصہ یہ کہ عین خواب میں جانا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا چمن کوہ عجوب میں جا کر شکل گل شگفتہ خاطر ہوئی خراماں خراماں بارگاہ فلک اشتباہ شاہزادہ نور الدہر میں پہونچی اے گلعذار شاہزادے کو دیکھا اول تو بیقرار ہو کے میری جانب بڑھے میں نے چاہا دامن تھام کر کچھ شکایت کروں فلک نے تفرقہ پردازی حیلہ سازی دکھائی خود بخود اس شہریار کو غصہ آیا ابروئے خمدار پر بل پڑ گیا یہ کہتے ہوئے منہ پھیر کر چلے کہ ہم اب تم سے بات نہ کرینگے ہمنے تمہارے فراق میں بڑی مصیبتیں اٹھائیں اور افسوس تمنے خبر نہ لی ہاے نہیں معلوم کہ اس شاہزادہ والا قدر نے کیا

صدمے سے جو ایسے کلمات اُس شیر نے اپنی زبان سے فرمائے او گلعذار وہ صاحبقران کے بیشے کے شیر ہیں بڑے دلیر ہیں اگر دشمنوں کے گلے پر چھری بھی پھر جائے تو اُف نہ کریں برق قہر و غضب اگر چمکے تو آنکھیں نہ جھپکائیں بزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور حقیقت میں اپنے زمانے کا رستم ہے بلکہ اگر رستم بھی ہوتا تو اس نوجوان بہادر کے زور کے آگے ایک پیر زال تھا جب یہ جوان طہماس بن عنقویل دیو پرور بصد کر و فر ملک زرائل پہلوان سے لقائے آباءِ صاحبقران کے سواروں کو زخمی کیا اور صاحبقران بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے از زرائل تا آذر کوہ دو بیٹے صاحبقران کے یعنی شیر و بیب صاحبقران و فرخ شہوار قلندر اسی جوان کے ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوئے اُس شیر سے مقابلہ کرنے والے ہمیشہ پشیمان ہوئے مگر اس شیر بیشۂ شجاعت نے ماشاء اللہ قریب کوہ آذر مشہور ہے کہ اسی طہماس کا گیند دھڑ کا کر دیا یعنی بسر کوہ آذر جا کر اپنے دست حق پرست پر اُٹھا لیا چشم بد دور ماشاء بڑے جوان کو سنبھلنے نہ دیا بعضی بات ایسی ہے کہ چھوٹا مُنہ بڑی بات صاحبقران کے ہاتھ سے مسلمان ہو او انکی غلامی اختیار کی ہے ہوا گلعذار میرے سر کی قسم سچ کہو میری خاطر نہ کرو اب بڑا اندر صاحبقران میں ہے کہ شاہزادہ نور الدہر ہیں اور بعض کوتاہ بینان تنگ چشم نے میاں ایرج صاحب فرزند قاسم نوجوان کو انکا ہم چشم قرار دیا ہے کیا انصاف کیا ہے ایرج بیچارہ بازار کا بیٹھنے والا جواہر فروش کس شمار میں کس قطار میں خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ صاحبقران سے بگاڑ تھا گلی گلی پہلوانوں کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اس خیال میں کہ کہاں سے ایسے زبردست پہلوان کو لاؤں کہ صاحبقران سے لڑواؤں میاں ایرج شہر زنگوشیکی بازار میں بیٹھے تھے دوکان تجارت فرخ بازرگان آراستہ تھی اسی کے فرزند مشہور تھے خواجہ عمرو نے جا کر انکو لائے پہلوانی کے ہنر سکھائے خروج کرایا انکا صاحبقران نے آفتاب پرستان نام رکھا مدتوں عالم کفر میں رہے ملک گیری کی آخر میں صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہوئے یہ بات بنائی گئی کہ ایرج پروردے ہیں ایسے صاحب کو ایسے جری و بہادر کا ہم پلہ گردانا واہ واہ کیا منصفی ہے سچ تو یہ ہے کہ انصاف دنیا سے اُٹھ گیا ہے گلعذار نے عرض کیا واری یہ جب مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک وہ حقیقت میں کیا ہے بزرگی اور قدر دانی صاحبقران کی بیرے دل سے جاتی

رہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے فرمایا کہ اے گلعذار ایک بات مختصر سی اور سناؤن کہ میان ایرج صاحب
کا نام لینے کو تیرا دل نہ چاہے ملکہ گیتی افروز اپنی مان پر عالم کفر مین عاشق ہوئے گلی گلی پکارتے
پھرتے تھے کہ عاشق زار ملکہ گیتی افروز کا ہون اُسی جوش محبت مین ہزارون مسلمانون کو قتل
کیا قلعہ ذوالامان حصار پر چڑھ گئے سیکڑون حملے کیے مگر اُس بی بی کی آبرو کو خدا نے بچایا یہی شہزادہ
میان ایرج کی سرکوبی کو آیا تب قلعہ بچا ہاے نہین معلوم کیا صدمہ گذرا ہی کہ جو اُس شیر نے عالم
خواب مین ایسا کلمہ کہا ہی نہین معلوم مزاج اقدس کیسا ہی گلعذار نے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
خواب کا آپکو ناحق خیال ہی بیکار رنج و ملال ہی سنا ہی کہ خواب کی تعبیر اُلٹی ہوتی ہی وہ آرام و
چین سے ہونگے ہان البتہ آپکو یاد کرتے ہونگے ماشاءاللہ حُسن آپکا عابد کش زاہد فریب ہی آپ ہی کے
تصور مین فی الحقیقت آرام و چین ہوگا صاحب بہلاتے ہونگے میرے نزدیک سب طرح خیر ہی آپ
اپنے تئین ناحق ہلاک کرتی ہین یہ باتین تھین کہ یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت	عنادل لحن دلکش برکشیدند
نقاب غنچہ از رو در کشیدند	سمن از آب شبنم رو بشست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

صداے مرغ سحر سے رنگ روے ملکہ مخمور اور متغیر ہوا کہا اے گلعذار سحر ہو گئی ایک انتظار اور جان
ہو گا تھے ہر چند کہ بہت سمجھایا مگر دل خانہ خراب نہین مانتا مین جاتی ہون کوہ عقیق گلزار سلیمانی کو جاتی
ہون ایک نظر دیکھکر اگر حیات مستعار باقی ہی تو چشم زدن مین واپس آتی ہون شاید ایک شب
اُنکے اصرار سے گذرے ہر چند کہ وہ بہت کہینگے ابھی نہ جاؤ مین بیان کی کل کیفیت ظاہر کرکے
چلی آؤنگی تو اتنا کرنا اگر ملکہ مہرخ وغیرہ پوچھین تو کہدینا کہ واسطے ایک شب کے سحر تیار کرنے کوہ برقلون
پر گئی ہین صمصام سے مقابلہ منظور ہی گلعذار نے دیکھا کہ اگر منع کرونگی تو روح قالب سے اس
مشتاق جمال محبوب کے پھڑک کر نکل جائیگی اس خیال سے عرض کی بسم اللہ تشریف لیجائیے خادمہ
اس راز کو چھپائیگی بس فوراً ملکہ مخمور سرخ چشم کہ نشۂ بادۂ محبت شاہزادہ نورالدہر مین چور رہتی
ڈگمگاتی ہوئی اُٹھی اسباب سحر نکالا جھولی مین رکھا لباس فاخرہ جسم نور پر آراستہ کیا دریاے جواہر
مین غوطہ مارا تمام زیور یاقوت احمر کا پہنا سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا دیکھنے والون کی نظر مین وہ
سرمہ دنبالہ دار چشمان مست ملکہ مخمور سرخ چشم مین یون دکھائی دیتا تھا کہ آہوے شوخ چشم صحرا سے

ختن مین جلوہ نما ہی یا مست ہاتھی کے باندھین تلوار آبداری کی مطلع آتش سرمہ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو
نیلگون گنبد پہنایا مردم بیمار کو ٭ مطلع مصنف اسقدر گردش نہین لازم ہی چشم یار کو ٭ ہی سفر ہر جیب
ضرر کا مردم بیمار کو ٭ پیشانی پر افشان چنی بقول مصنف چنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا ٭ تیر آہ
افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین ٭ اور اگر کچھ ستارے افشان کے ابروے خمدار پر آ گئے تو صاف شہاب ثاقب
ہوا مصرع آب زر نجوم ہی برج ہلال پہ ٭ اشعار مصنف ابرون کو تری کیا اوج بے پیر کہین ٭
مہ نو یا کسی سفاک کی شمشیر کہین ٭ چھٹ کے ماتھے سے جو ابروے خمیدہ پہ گرے ٭ تیری افشان کو
بھی ہم جوہر شمشیر کہین ٭ سینے پر جوبن کا ابھار محرم سے نامحرم کرے آب رودان کی آستینون دار چست و چکن
سب لباس درست کر کے شعلہ جوالہ بنکے طاؤس واسطے سواری کے سحر کا بنایا گلعذار سراپا
مخمور پر خیال نظر بد نظر نہین کی ملکہ کو خطر گذرا ملکہ کا خیال ہی کہ تصدق اپنی نظر کا اتارا اور تاکید کی واری جلد
نہ جائیے گا جلد تشریف لائیے گا آج کل صمصام کا معرکہ درپیش ہی عمرو و مہرخ کو بہت پس و پیش ہی
حضور کے ہونے سے در اندازی جلج کے فتور برپا کرینگے خواجہ عمرو سے کہینگے کہ دیکھو بی مخمور جان
کے خوف سے کہین جا کر چھپ رہین کنیز جواب نہ دے سکینگی دل ہی مین تاؤ پیچ کھائینگی غرض وعدہ
جلد آنیکا کر کے مخمور بارگاہ سے نکلی طاؤس پشت پر کوتل زیر بغل ہو چکا نگاہ اٹھائی کہ ای مخمور کسطرف
سے جاؤن ایسا نہو افراسیاب کو خبر ہو جائے تو جانا کیسا جان بچانا مشکل ہو گا فکر کرتے کرتے
سوچی آبادی کا راستہ چھوڑ کر کوہستان وخارستان کا راستہ لو اسبات کو مصمم دلمین ٹھہرا کر طاؤس
زرین سحر پر سوار ہوئی طاؤس کو اشارہ کیا وہ مثل ستارہ سحری بلند ہوا اس جوش وخروش مین ملکہ
مخمور برائے ملاقات شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین ملکہ کو
بھی ابھی یہین چھوڑتے وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن یہان یہ داستان حیرت بیان تمام ہوتی کوئی
چند فقرات مین حال افراسیاب سناؤن پھر ناظرین کو نقشہ لشکر اسلام وفوج لقا کا دکھاؤن
افراسیاب خانہ خراب صمصام کو طرف لشکر حیرت کے روانہ کر کے باغ سیب مین آیا نازنینان
مہ جبین نے آکر گھیر لیا تخت پر آکر بیٹھا اسباب عیش مہیا ہوا دفعۃً آسمان پر ایک برق سی چمکی
ایک ساحر پیغام نامہ لیے ہوئے آسمان سے اترا افراسیاب کو سلام کر کے نامہ لقا ہاتھ مین
دیا ناظرین پر واضح ہو جلد ہاے مطبوعہ مین مذکور ہی کہ جب نمرود شاہ باختری کو نامہ دے کر لقا نے

افراسیاب کے منظور ہوتا ہی نامہ کو لکھکر ملازم اُسکے بالاے کوہ عقیق لیجاتے ہین وہان زیر نخل اک
نقارہ رکھا ہی نامہ اُس نقارہ پر رکھکر چوب لگاتے ہین ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوتا ہی وہ نامہ کو اُٹھا کے
غائب ہوجاتا ہی بعد چند اول کہ جسکا در بند جالندھ پہ نام ہی وہان کے حاکم کی گود مین لیجا کے وہ پنجہ
والدیتا ہی وہ حاکم اپنے کسی ملازم کے ہاتھ حاکم در بند دویم کے پاس بھیجدیتا ہی اسی طرح وہ نامہ تا در بند ششم
پہونچتا ہی وہ بادشاہ در بند ہفتم کے پاس روانہ کرتا ہی حاکم در بند ہفتم اس نامے کو باحتیاط اپنے ملازم
تیز رو کو دیکر پاس افراسیاب کے بھیجدیتا ہی نام ان در بندون کے انشاءاللہ تعالی بشرط حیات بر وقت
پہونچنے اسد غازی کے اپنے مقامات پر بیان کیے جائینگے مگر نام بادشاہ در بند ہفتم کا اس مقام پر
لکھنا ضرور ہی واضح ہو کہ بادشاہ در بند ہفتم کو شہنشاہ توسن کہتے ہین نہایت افراسیاب کا معتمد
ہی طرف سے افراسیاب کے سو ملک اسکے قبضے مین ہین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم ہوشربا
کا یہ وزیر اعظم تھا یہ بھیا شریک افراسیاب ہوا اور اپنے ولی نعمت کو گرفتار کرا دیا اور یہی وجہ
ہے کہ زندان طلسمی بھی اسی کے قبضے مین ہی پس ملازم شہنشاہ توسن نے نامہ زمرد شاہ باختری
کا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پہلے اسکو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر سینہ کا
مہر شگاف ایک مشیر ہیرہ پیر کو حکم دیا کہ نامہ کو خداوند کے باواز بلند پڑھو اُسنے بسر مہر آکے نامہ کھولا
پہلے لقا نے بہ کبر و نخوت اپنی تعریف لکھی تھی بعد اسکے مرقوم تھا کہ اے بندۂ خالق قدرت کو جو صد دراز
کہ ساز نزول اجلال و درود اقبال فرماے ہوے آجتک تو قدم بوسی کو قدرت کی نہ آیا ساحران مغرور
کو بھیجا قدرت کو کبر و نخوت انکا پسند نہ آیا ہاتھ سے عیاران لشکر اسلام کے قتل کروا ڈالا اور حمزہ
سپہ سالار قدرت ہی صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ سب جاہ و حشم اسکو قدرت ہی نے دیا ہی
ظاہر مین دن کو بُرا کہتا ہی لیکن رات کو اُٹھا ہو کر گفتگو ہمسے ہو سکتا ہی ہماری محبت کا دم بھرتا
ہی قدرت تو رحم دل ہین خطا اُسکی معاف کر دیتے ہین مگر اب اُسنے بہت سرکشی پیکر باندھی ہی قدرت
چاہتے ہین کہ تیرے یا تیرے کسی ساحر کے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائین مرتبہ تیرا بڑھائین اور اگر تامل
کریگا تو قسمت وارث کوہ زلازل کے چلے جائینگے جلکو عمرو کے ہاتھ سے قتل کرائینگے عمرو کو قدرت نے
جلاد ساحران بنایا ہی اُسکی موت کسی کے ہاتھ سے قدرت نے مقرر نہین کی جلد کسی کو روانہ کیجیے یہ پیغام سن
نامہ سنکر افراسیاب خوف سے کانپنے لگا رنگ متغیر ہو گیا کیا صاحبو سنتے ہو جو صاحب بیان ہے

جاتے ہین جہان دو چار مسلمانون کو گرفتار کیا غرور سا گیا قدرت نے قتل کی اُٹھا لا مجکو بڑا تردد ہی کہ مین کیا
کرون اگر مین خود مع خدم و حشم جاؤن تو دریا راہ مین خشک ہو جائین غلہ رسانی کا انتظام ملازم
نہ کر سکین گا و زمین بار ہماری فوج کا نہ اُٹھا سکے صحرائے عالم مین لشکر میرا نہ سما سکے اکیلا کیونکر جاؤن مناسب
وقت نہین ہی یہ کہکر افراسیاب خاموش ہوا تھا کہ ایک جادوگر مصاحبان افراسیاب سے تھا اُٹھا نہایت
پُرفن نام اُسکا عقرب نیشزن جادو سحر مین طاق یگانۂ آفاق عرض کی اے شہنشاہ بڑے وہ بیوقوف
ہین کہ دربار خداوندی مین غرور کرتے ہین آخر اُسکا بدلا یہ ہی کہ بے موت مرتے ہین مناسب ہی کہ وہان
جائین بانکساری قدرت کی خدمت کرین دم محبت کا بھرین جب قدرت خوش ہونگے عمر بڑھائینگے
اور اولاد عطا فرمائینگے ایسی جاگتی جوت کا خداوند اُنکے سامنے کبر و نخوت سراسر حماقت ہی غلام
کو حکم ہو کہ مع فوج جائے مسلمانون کو خاک مین ملائے قدرت کو ملک موروثی مین یعنی بالائے
قیطول پہونچادون افراسیاب نے کہا اے عقرب نیشزن قدرت نے یہی وعدہ فرمایا ہی کہ
جب قدرت بالائے قیطول پہونچینگے دریچۂ قدرت مین بیٹھکر تقدیرات رنگارنگ کرینگے دریائے
رحمت قدرت جوش ماریگا جتنے بندے اُنکی محبت مین کام آئے ہین سبکو زندہ کرینگے اور یہی وجہ ہی کہ جو
ساحر اور غیر ساحران تا آخر تا بکوہ عقیق ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے ہین اُن سبکے نام بقید علامت
قدرت نے کتابون مین درج کیے ہین سنتا ہون کہ بڑا امکان اُن کتابون سے بھرا ہی شیطان
درگاہ قدرت ملک بختیارک کہتا تھا کہ قدرت کو اُس بنانے مین بڑی مشقت ہوگی از سر نو
سب کے پتلے بنائینگے روحین پھونکینگے اگر تمنے جاکر یہ کار نمایان کیا گویا تمام عالم پر احسان کیا
عقرب نیشزن یہ سنکر مارے خوشی کے پھول گیا اُسی وقت نفیر سحر بجائی ساٹھ ہزار ساحران
غدار فوراً آراستہ ہو کر سامنے اُس بیحیا کے آئے اُسوقت سرکار افراسیاب سے عقرب کو
خلعت رخصتی ملا تخت پر سوار ہو کر فوج ہمراہ لیکر نوبت و نقارہ بجاتا ہوا اس شان و شوکت سے
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑتے ہین بر وقت ذکر اسکا کیا جائیگا

داستان جلالت نشان لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و کیفیت زمرد شاہ بے ایمان آنا فولاد فولاد شکن کا واسطے مدد لقا کے اور عاشق ہونا اُسکی دختر پر ایرج نوجوان نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کا اور جانا فولاد کا بارگاہ ایرج نوجوان مین

اور زخمی کرنا ایرج کو اور پکڑ لانا اپنی دختر کو اور ہونا جنگ مغلوبہ کا اور پہونچنا عقرب نیشزن جادو کا عین کارزار میں اور آنا مخمور سرخ چشم کا اور لیجانا شاہزادہ نور الدہر کو طرف صحرا کے اور سلسلہ طلسم جمشید یعنی قید ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا طلسم جمشید میں اور توڑنا طلسم کو شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا کہ جہان سے سبب رہائی اسد نوجوان ظاہر ہوتا ہے معرفت حکیم بقراط ثانی عجب داستان ہے ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر
نظر کر محبت سے مجھ رند پر
تڑپتا ہے دل چین آتا نہیں
تجھے اپنے پہلو میں پاتا نہیں
تجھے میرے صبر و وفا کی قسم
تجھے اپنے ظلم و جفا کی قسم
قسم تجکو اس چشم خونبار کی
قسم تجکو میرے دل زار کی
تجھے بس مری آرزو کی قسم
تجھے کج میرے لہو کی قسم
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم ہے تجھے اپنے ایمان کی
قسم تجکو میرے دل و جان کی
قسم تجکو میرے رخ زرد کی
قسم تجکو اپنے دل سرد کی
تجھے میرے داغ جگر کی قسم
تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم
قسم ہے تجھے میری فریاد کی
قسم تجکو اپنے دل شاد کی
قسم ہے تجھے حضرت عشق کی
قسم ہے تجھے لذت عشق کی
تجھے میرے سوکھے لبوں کی قسم
تجھے اپنی ہی شوخیوں کی قسم
تجھے اپنے مینائے گل کی قسم
تجھے اپنے پیارے گل کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
تجھے فرق پیر مغاں کی قسم
قسم ہے تجھے ساغر صاف کی
قسم ہے تجھے مے کے اوصاف کی
قسم ہے تجھے میرے آلام کی
قسم ہے تجھے اپنے آرام کی
سبو و صراحی کی تجکو قسم
مری اس تباہی کی تجکو قسم
قسم تجکو رندان میخوار کی
قسم تجکو صہبائے گلنار کی
قسم ہے تجھے اپنے میخانے کی
قسم ہے تجھے اپنے پیمانے کی
قسم ہے تجھے شیشہ و جام کی
قسم تجکو صہبائے گلفام کی
قسم ہے تجھے جام بلور کی
قسم تجکو مجھ رند مخمور کی
نہ کر دیر بر لا مری آرزو
پلادے وہ صہبا مجھے تا کہ جو
بڑی بھی ذرا رنگ و بو کی ہو
وہ مے ہو کہ زاہد نے بھی پی نہو
کرے نشہ ایسا وہ مے جلد تر
گرا دے مجھے بستر خواب پر
سرور ایسا ہو اس مے ناب میں
کروں میں سفر عالم خواب میں
یکایک ہو ایسی جگہ پر گذر
مجھے سوتے محبوب آئے نظر
وہیں رنج دیدہ شگفتہ ہو گل
کھلے غنچۂ دل مرا مثل گل

بڑھون اُسکی جانب بصد آرزو
کبھی مجھسے خوش ہو کبھی ہو خفا
جگادون ہر اک شخص کو خواب سے
چلا جاؤن ساقی مین تا سر گنج
بٹھا دین نہ سے گر کہین بخت بد
وہ لکھتے ہین یہ داستان عجیب

نہایت خوشی سے کرون گفتگو
کھلے آنکھ جب اشکباری کرون
کہون خواب مین اپنا احباب سے
کہین گر اُڑاؤن نہ مین ملاحین
قلم صاف کہدون کرون مین مدد

وہ معشوق سے بنکے بناز و ادا
بیاناتنگ تو مین آہ و زاری کرون
اُسی نشۂ مے مین پھر یک بیک
چلا جاؤن یوسف کی مین چاہ تہ
جو ہین کاتبان جلالت نصیب

شہسواران اشہب تیزگام عرصۂ جانبازی و مہمیز کنندگان سمند

بادرفتار میدان سرفرازی نوجوانان تہور شعار و شورشعاران جلالت آثار کمیت قلم کو میدان قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ منزلہ اُفات ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی مین ذنگل آصفی پر جلوہ فرما ہین اور ظل ہما سالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ با توقیر شاہزادہ سعد بن قباد والا نشاد وتخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہین اور اسوقت دربار مین بائیس ہزار پانچ سو کمین سردار سات سو نامدار بارہ سو جوانان فرنگی اٹھارہ سو جوانان ترکی و مغربی اپنے اپنے ذنگل پر بصد کروفر رونق بخش بارگاہ فلک اشتباہ ہین یہ امر بھی راے بیضا ضیاے ناظرین باتمکین و مشتاقان طلسم فصاحت آگین پر واضح ہو کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری طرف طلسم ہوشربا کے تشریف لیچلے تو چالاک اپنے فرزند نامدار کو اپنے مقام پر مقرر فرما گئے تھے جب چالاک بھی طرف ہوشربا کے گیا تو عیاران لشکر اسلام خودرو ہوئے ایک کا حکم ایک نہ مانتا تھا ہر ایک اپنے تئین ثانی عمرو جانتا تھا فرزندان عمرو یعنی جواہر بن عمرو و شعبان خنجرگذار و سیلہ و امیہ و مہتر سمک تلتانی و نسیم بن عمرو و قسیم بن عمرو وغیرہ سبکو خواہش ہی کہ بعد چالاک کے مقام ہمارے والد کا ہمکو ملے غنچہ آرزو کھلے ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی بجائے خواجہ عمرو کے یہی دونون بلاے روزگار مکار سر دفتر اطرار فن عیاری مین طاق شہرۂ آفاق یہ چاہتے ہین کہ ہمارے ماموں کا عہدہ ہمین دستیاب ہو شاگردان خواجہ کلباد عراقی و مہتر برق خطائی و سحر بلخی وغیرہ یہ سب بھی بجیل و بےنظیر صاحب تدبیر خواہش رکھتے ہین کہ اُستاد والا مقام کے جانشین ہون عہدۂ سرہنگی لشکر اسلام حاصل ہو تب البتہ تسکین دل ہو یہ تو سب اس خیال مین ہین امیر با توقیر کو یہ تردد ہی کہ اگر کوئی ضرورت ہوتی ہی تو فرداً فرداً کو حکم دینا پڑتا ہی ایک دن بزبان معجز بیان

ارشاد فرمایا منظور ہی کہ ایک عیار طرار کو جانشین عمرو قرار دین حضرت آشنا فرمایا تھا اسمین عیارون مین
کچھ رنجشیان ہونے لگین ہر کس کہتا ہی کہ مین لائق ہون دوسرے کا قول ہی مین فائق ہون جب یہ خبر
امیر کو معلوم ہوئی سوچے کہ اگر ایک فرزند عمرو کو جانشین عمرو کرون دوسرے فرزند کو اُسکے رنج ہو دونون شاگرد
بھی سب صاحب لیاقت ہین خیر اندیشہ بفطرت ہین آپسمین لڑ لڑکر مر جائینگے بس سوچ بچار ارشاد فرمایا کہ
سب عیاران لشکر اسلام کا ہمارے نزدیک مرتبہ برابر ہی کون انہین کمتر ہو سب صاحبون کو مناسب ہی کہ
اپنی اپنی عرضی دین اپنے اپنے حقوق سرکار پر ثابت کرین جو ذی حق ہوگا وہی جانشین مطلق ہوگا یہ فرمان
لشکر عیارون نے اپنی اپنی عرضیان لکھین مضامین طولانی ابو الفتح نے لکھا کہ مین وہ عیار ہون کہ
مین نے ناموسخان سے شرط بد کر مہتر قلیم گوش کے کان کاٹے بیرک خطائی نے لکھا جب مین عالم کفر
مین تھا مین نے اُستاد کو دھوکا دیا گرفتار کر لیا فرزندون نے عمرو کے بھی تعریف اپنی اپنی عرضیون مین
لکھی اسی طرح ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچون نے اپنے اپنے حالات لکھے گر فیض یاب نہ ہوئے
صاحبقران جسکی عرضی دیکھتے ہین عرضی نامنظور کرکے فرماتے ہین کہ یہ تو آپ لوگون نے اپنی اپنی
عرضیون مین شوکت و لیاقت کا ذکر لکھا ہی کوئی حق سرکار پر نہین ثابت کیا ہی عیاران لشکر اسلام حیران
تھے کہ حق کیا ثابت کرین آخر کیا لکھین جواہر بن عمرو وطن سے ملکہ سرو سیمین تن کے ہی کہ یہ شاہزادی
ہو ملک بیران کوہ کی صاحبقران وہان قید ہو کے جاتے ہین کفار پنجرے مین بند کر کے چوب عقابین
پر لٹکاتے ہین خواجہ عمرو اُس ملک مین جا کر بڑی بڑی عیاریان کرتے ہین آخرین ملکہ سرو سیمین تن
پر عاشق ہوتے ہین بعد کشش و کوشش بسیار صاحبقران کو خواجہ عمرو رہا کرتے ہین ملک
اسلام آباد ہوتا ہی ملکہ سرو سیمین تن کا داخل اسلام مین ہوا صاحبقران نے خواجہ عمرو کے ساتھ
شاہزادی کا عقد کیا اسی کے بطن سے سکندر غبار انگیز پیدا ہوا تھا کہ جو ایرج نامہ مین ہاتھ سے
آس بن الوس کے عین شباب مین مارا گیا بلکہ قتل ہونے سے اسی فرزند کے خواجہ عمرو اور صاحبقران
سے بگاڑ ہوتا ہی کیونکہ عمرو غصے مین کہ فرزند نوجوان کے آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالتا ہی امیر کے
خلاف ہوتا ہی عمرو مع لشکر عیاران فوج صاحبقران سے الگ ہو کر شب کو فوج سے مقابلہ کرتا ہی سالہا
سال فساد رہتے ہین اسی فساد مین خواجہ عمرو ایرج نوجوان و دار اب کشور کشا کہ یہ دونون اولاد
صاحبقران سے ہین گر اپنے مولود مسعود سے آگاہ نہ تھے اور عالم کفر مین تھے عمرو انکو فنون سپہ گری

تعلیم کرکے آپ انکا افسر اور انکو پہلوان پایہ تخت بناکے صاحبقران سے سالہا سال لڑواتا ہی کہ ان
داستانون کا حال مفصل دفتر آیرج نامے مین درج ہی مراد اس ذکر مجمل سے یہ ہی کہ خواجہ غم مین سکندر
کے زوجات سے ترک وصل کرتے ہین اور ملکہ سرو سیمین تن سکندر غبار انگیز کے غم مین بصد درد
گریہ وزاری رہتی ہی جب بزرگون کی جانب سے عمرو کو یہ خواب ہوتا ہی کہ ای خواجہ عمرو سرو سیمین تن
سے موصول ہو پروردگار فرزند نرینہ بعوض سکندر مرحمت فرمائیگا غم دائم فراموش ہو جائیگا تب خواجہ
حکم بزرگون کا بجا لاتے ہین تخلیے مین پاس سرو سیمین تن کے جاتے ہین بخوبی اُس مخدوم کو بجاے تم
اُسی شب کو مراد حاصل کرتے ہین بعد جواہر بن عمرو پیدا ہوتا ہی بڑا عیار زبردست ہوتا ہی خواجہ کو
بہت عزیز رکھتے ہین جب دربار امیر مین جانشین خواجہ ہوئیگا غلغلہ ہوگا اور مطلب دلی صاحبقران
کو کوئی عیار نہ پہونچا جواہر اپنی مان ملکہ سرو سیمین تن کی خدمت مین آیا تمام حال صاحبقران
کے ارشاد کا بیان کیا ملکہ سرو سیمین تن نے کہا ای نور نظر پارہ جگر مین مطلب کو صاحبقران کے
سمجھی تم دو فقرے عرضی مین لکھکر مسلک کرو مہر اپنے باپ کا ابھی جاکر لو وہ یہ مضمون ہی بعد القاب
صاحبقرانی تحریر ہو کہ مین وہ عیار ہون قدیم خدمتگزار ہون کہ مین نے اپنے نوجوان بھائی سکندر
غبار انگیز کو قدم اقدس شاہنشاہی پر نثار کیا مجھسے زیادہ کون ذی حق ہوگا بموجب ارشاد ملکہ سرو
سیمین تن جواہر بن عمرو نے اسی مضمون کی عرضی درست کرکے پیشگاہ صاحبقران زمان ملایا
صاحبقران نے باواز بلند فرمایا ای فرزندان عمرو وای شاگردان مہتر والا گہر آگاہ ہو جاؤ کہ جواہر بن عمرو
نے حق اپنا سرکار پر ثابت کیا یعنی سکندر سا بھائی عالم شباب مین مارا گیا پس تم مین کوئی ایسا
ہو کہ سرکار پر ایسا ہی حق اُسکا بھی ہو کل عیارون نے سر اپنے اپنے جھکائے اس مقدمے مین کچھ نہ
کہہ سکے صاحبقران نے فوراً جواہر بن عمرو کو خلعت جانشینی عمرو مرحمت فرمایا مقام پر خواجہ عمرو کے
بٹھایا حقیقت مین جواہر نے اس عہدے مین وہی برتاو کیا ہی کہ جسطرح خواجہ عمرو بخلق ومحبت
ہر کسی سے پیش آتے تھے سب جواہر کے جانشین ہونے سے خرم وخرسند ہین غرض دربار امیر
با توقیر مین مہتر وسرہنگ خشت ہاے زرین پر جدا جدا حاضر ہین سامان عیش ونشاط مہیا ہی ذکر
خواجہ عمرو اور اسکا ہو رہا ہی امیر فرماتے ہین نہین معلوم میرے برادر خواجہ عمرو پر طلسم ہوشربا
مین کیا گذری عرصہ سے کچھ خبر نہین معلوم ہوئی اتنا خوب دلکو یقین ہی کہ نہین معلوم عمرو پر کیا

ہجوم رنج والم ہی کہ ہمین فراموش کیا فراق اُس عاشق صادق کو بہت ناگوار ہی سب سردار تائید کلام
صاحبقران کر رہے ہین کہ ای شہریار حقیقت مین عمرو آپ کا عاشق صادق ہی لشکر مین کون ایسا ہی
جسپر عمرو نے احسان نہین کیا ہی ہر ایک کے واسطے جان لڑائی اب بخت بد نے ہمکو یہ کیفیت دکھائی کہ
ایسے شخص سے دور ہین خواجہ عمرو سے مہجور ہین ای پروردگار جلد خواجہ عمرو کو لا کر ہم سب سے ملا یہ ذکر تھا
کہ لشکر کفار سے صدا نوبت نقارے کی آئی زمین تھرائی صاحبقران نے فرمایا ای جواہر جلد خبر منگاؤ کہ
یہ کیا ہنگامہ ہی جواہر نے عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ نامیان
خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ کی و ابو طاہر خونریز چارون ہرکارے مثل اربع عناصر حاضر
ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ مصنف

خدایا مرے شاہ پر صبح دم — رہے سر بسر سر پہ ظل حشم
ترقی پہ یہ جاہ و اقبال ہو — عدو مثل سبزے کے پامال ہو

شہریار گیتی ستان کی عمر دراز ہو کہ اسوقت زمرد شاہ باختری اپنی
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ وسواس و خناس نے خوش آمدید آمدے خبر دی ہی کہ فولاد فولاد شکن بھائی
سلیمان عنبرین موے کوہی کا سات لاکھ فوج سے براے مدد لقا آتا ہی یہان سے تین کوس کے فاصلے
پر لشکر اُسکا ٹھہرا ہی لقا نے فرامرز تاجدار فرزند نوشیروان نامدار و ملک یاقوت شاہ اپنے جبرئیل
قدرت کو مع بختیارک کے براے استقبال فولاد فولاد شکن روانہ کیا ہی سنتے ہین نہایت زبردست
ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی حضور سلیمان عنبرین موے کوہی لقا سے کہتا تھا کہ یا خداوند اب ایک
پہلوان نامی آیا ہی دیکھیے کہ مسلمانون پر کیا گذرتی ہی صاحبقران نے فرمایا خداے ما بزرگ ست
مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تریست * مگر اب حال سنیے بختیارک کا جب اسکو
لقا سے حکم استقبال فولاد فولاد شکن کا ملا مع یاقوت شاہ و فرامرز تاجدار با فوج بیشمار اپنے خچر
پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلا وسواس ہرکارے سے پوچھتا ہوا چلا جاتا ہی کہ تمھاری نگاہ مین یہ
کیسا پہلوان ہی وسواس بلاد وسواس عرض کرتا جاتا ہی کہ ای شیطان درگاہ خداوندا اگر آپ
ہمسے پوچھتے ہین تو صاف یہ ہی کہ از باختر تا اینجا ایسا پہلوان زبردست غلام کی نگاہ سے نہین گذرا
طہماس بن عنقویل دیو پیرور سے بھی قد و قامت مین پانچ گز زیادہ ہی بہرام فلک بھی اُسکے خوف
سے لرزان ہی مریخ فلک کا اُسکی صورت مہیب دیکھکر کلیجہ بیٹھتا ہی چلنے سے اُسکے زمین تھراتی ہی

گاؤ زمین کانپ جاتی ہی دوسرا مقدمہ اور یہ بھی ہی غلام عرض کرے وہ یہ ہی کہ ناموس بھی اُسکے ہمراہ ہین
اُس خیال سے شاید سُن چکا ہی کہ ملکہ مہر نگار و ملکہ مہر گہر تاجدار دختران نوشیروان عالیوقار بمحبت
مین صاحبقران زمان کی نکل گئین اور شاہ سے کچھ ہو سکا یہی باعث زوال دولت و سلطنت کیانیان
ہوا گنجاب کی دختر ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی باغ چار ملک حیران مین
بدیع الزمان کو چھپا رکھا ایسی ایسی صورت مین گنجاب نے شکست کھائی ملک ہاتھ سے گیا جان کے
بخدمت لقا پہونچا بس اسی خیال سے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی بختیارک ہنستا ہوا چلا جاتا ہی
اور کہتا ہی اب مسلمانون کے مقابلے مین آئے ہین ساری شیخی کرکری ہو جائیگی بیٹی یا بہن اگر نوجوان
ہوگی کسی فرزند حمزہ کو دیکھ پائیگی پڑوکی آنچ سے نکل جائیگی دیکھینگے کیا کرتے ہین کیسے بہادر ہین راہ
مین اسطرح ذکر ہوتے ہوئے جاتے ہین وہان فولاد فولاد شکن قریب ایک کوہ کے ٹھہرا ہی چاہتا ہی
کہ اُترے اُسی جگہ پر قیام کرے کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران دای اسفندیار جہان
آپکی تشریف آوری کی خبر خداوند کو پہونچی جبرئیل قدرت کو واسطے استقبال کے بھیجا ہی قریب آ چلے ہین
یہ سنتے ہی فولاد فولاد شکن اور زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا معلوم ہوا رعد گرجا صدائے مہیب سے
پہاڑ تھرائے بھٹیون مین شیرون کو بخار چڑھ آئے اپنے ساتھ والون سے کہنے لگا کیونکر قدرت خاطر
نہ کرینگے کہ اُنکو اپنے ملک موروثی لینے کی خواہش ہی اب مجکو بھی کاہش ہی کہ اسی ہفتے مین سب
مسلمانون کو پامال کرون قدرت کو بالائے قیطول پہونچا کے خوشی خوشی جلد اپنے وطن کو پلٹ جاؤن
یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا مغرور متکبر خرامان خرامان چلا اُدھر تخت ملک یاقوت شاہ قریب صحرائے
سبزہ زار کے پہونچا ہی کہ یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آنے لگی زمین
تھرانے لگی طائر آشیانون سے گھبرا کر اُٹھے درندون نے اپنے مسکن چھوڑ دیے ناگاہ دامن گرد
شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شترسوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے انکے بعد سات سو علم نشان سات
لاکھ فوج کا نمایان ہوئے بعد گذر جانے اُنکے دیکھا کہ ایک دیو قالب انسان مین سمایا ہوا گینڈے
سوار پہلو مین ارابہ گرز کا گڑگڑاتا ہوا چالیس جوڑیان زنگاوی اُس ارابہ کو کھینچتی ہوئی لاتی ہین
گرانی سبب بارگران کے ہر مرتبہ بیلون کے گھٹنے زمین سے آشنا ہو جاتے ہین دیون کے سڑاکے پڑ رہے
ہین چرخ تک کی صدائین بلند ہیل گرجون ورد مند فولاد نتھا کا مغرور نشہ شراب مین چور ابرودن پر

بل پڑے ہوئے ہین یا دریاے رود نیل کی موجین ہین تنگ چشم تنگ پیشانی عوج بن عوق کا ثانی
سینہ پر کینہ قلعۂ ویران کا در سر بسر سرکش بد سیر کالی کالی صورت یا کالی جی کی مورت یا خال چہرۂ
شب چتون مین قہر و غضب دو ساقی بچے جام شراب کے دیتے ہین پی جاتا ہی ہاتھ مین اسکے بھینسے کی
کی ران ہی بجاے کباب کھاتا ہی باچھون سے خون بہتا ہی نقیب نے آواز دی شیطان درگاہ خداوندی
پیش نگاہ بہ نخوت آنکھون کو کھولا بختیارک نے سلام کیا فولاد نے اک مکھی سی اُڑا دی توجہ بھی نکی
بختیارک دل مین کہنے لگا آفات و منات اسکی بدعت سے بچائین جلد اسکو جہنم مین پہونچائین سلام
بھی لینا حرام زادے کو ناگوار ہی اسقدر بادۂ خودسری سے مست و سرشار ہی اُسوقت پکار کر آواز دی
ای رستم خصال جبرئیل قدرت کا تخت قریب آ پہونچا آپکے استقبال کو قدرت نے بھیجا ہی یہ سنکر فیل
گینڈے سے اُترا یاقوت شاہ کو دیکھکر سر پر ہاتھ رکھا پایۂ تخت یاقوت شاہ پر ہاتھ ڈالدیا یاقوت
شاہ بھی تخت سے اُترا کارگزارون نے اُسی وقت بارگاہ لا کر استادہ کر دی خیمے جابجا نصب ہونے
یاقوت شاہ اُسکو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا پہلو مین اپنے تخت کے بیٹھنے کو جگہ دی سرداران کے
تمام بارگاہ مین دنگلون پر قائم ہوئے تخت یاقوت شاہ اور ہر مرز تاجدار ایک طرف بختیارک
نے فولاد کو دیکھا کہ چپ بیٹھا ہی کسی سے کلام نہین کرتا بختیارک تو ایک حرامزادہ ہی پوچھا ای پہلوان
تیغزن وای فولاد فولاد شکن جبرئیل قدرت پوچھتے ہین کہ تمھارا مزاج کیسا ہی وہان خداوند تعالیٰ
ہین قبل تمھارے آنے کے تقدیر فرما چکے ہین کہ کل مسلمانون کا خون سپرد تیغۂ فولاد کیا ہی مگر مسلمان
بھی بلاے روزگار ہین قدرت کی تقدیر کو تدبیر سے پلٹ دیتے ہین ایسے کلمات سُنکے فولاد نے
آنکھین کھولین کہ یہ کون مجھسے باتین کر رہا ہی اب جو دیکھا تو ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن
تنگ پیشانی چہرے پر حرامزدگی کی نشانی ایک سوا ایک گلی کا جامہ پہنے چھاتی پر بند بندھے رفیدہ
سر پر بوڑھا بندر معلوم ہوتا ہی صورت بختیارک کی دیکھکر بہت ہنسا پوچھا صاحب آپ کا نام
کیا ہی بختیارک نے کہا نام نہ پوچھیے وہ شخص شیطان درگاہ خداوندی کا ہی یہی پتہ کافی ہی فولاد نے
کہا نام کے بتانے مین کیا نقصان ہی بختیارک نے کہا بزرگون کے نام ایسے ہین جو بیوقوف ہین
اُن نامون پر ہنستے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا نہین صاحب نام پر ہنسنا کیا بختیارک نے کہا
تو سنیے نام اُس شخص کا بختیارک بن بختک بن القش بن بادہ کش بن سگ سفید ہی

فولاد بے اختیار ہنس پڑا گریا سیاہ کر لاچکا کہا کہ ای ملک تبن سنگ سفید بھی آپکے بزرگون مین تھے
بختیارک نے کہا اولاد نہ زندہ رہتی تھی اسوجہ سے یہ نام رکھ دیا تھا فولاد نے کہا لعنت ہی آپکے
بزرگون پر سوائے سنگ سفید کے اور کوئی نام نہ ملتا تھا بختیارک نے کہا مین نے پہلے ہی
عرض کیا تھا کہ جو بیوقوف ہین وہ ہنستے ہین فولاد نے کہا تو مجھے بے وقوف بناتا ہی بورا مسخرہ ہی یکلخت
جانب یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے متوجہ ہوا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی کل ضرور حاضر
ہوتا یاقوت شاہ نے جواب دیا کہ قدرت تمھارے بہت مشتاق ہین جلد سوار ہو فولاد فولادشکن
نے عرض کیا امیدوار ہون کہ ایک قصر عالی یا کوئی باغ مرحمت ہو کہ غلام کے ناموس کے واسطے
جائے سکونت ہو یاقوت شاہ جواب نہ دینے پایا تھا کہ بختیارک پھر ہنسا پوچھا ای پہلوان زمان
وای گرساشپ جہان کیا جو دو حشیان بھی ساتھ ہین اسکا کیا سبب ہی نشہ جرأت مین مدہوش ہو
گیا خانہ بدوش ہو فولاد نے کہا ملک جی مین نے ایسے معاملات واہیات سنے ہین کہ جنکا زبان پر
لانا مناسب نہین ہی بختیارک نے کہا وہ معاملہ مجھسے سنیے اول ہمارے شاہزادہ فرامرز صاحب
فرزند لبند شاہ ہفت اقلیم سامنے حضور کے تخت نشین ہین پہلا سانحہ انہین کے گھر سے شروع ہوا
آفتاب عشق طلوع ہوا یعنی صاحبقران انکی ہمشیرہ ملکہ مہرنگار پر مائل ہوئے وہ بھی محبت مین
حمزہ کی سلطنت ہفت اقلیم چھوڑ انکے گھر جا بیٹھین دوسری صاحب ملکہ مہرگہر تاجدار جہان ہوئین
انکو بھی دیدار حمزہ کا اشتیاق ہوا پاس اُس عرب کے جا پہونچین اوروں کا ذکر تو کیا اورن خلف
زمرد شاہ باختری جو سب کے پیدا کرنے والے ہین نورچکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز جنکا شعلۂ
حُسن جان سوز و دلربا جہان افروز ایک صاحب نبیرہ حمزہ صاحبقران پر مائل ہوئین
نورچکیدۂ قدرت دوسری تیغ ابروے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی گھائل ہوئین آخر خبط نہ
رازعشق نہ چھپا کچھ باپ کی خدائی کا پاس نہ کیا فوراً نکل گئین قدرت نے بھی تامل فرمایا ایسے
سنگدلون کو سنگ سیاہ نہ بنایا ہمارے جبرئیل قدرت آپکی صاحبزادی مہرافروز شہسوار عرصہ
یکہ تازی اسد بن کرب غازی جو طلسم ہوشربا کے فتح کرنے کو تشریف لے گئے ہین اُسی پر دلبر
پر شیفتہ و فریفتہ ہوئین قدرت نے ایسی تقدیر برجستگی کہ تینون صاحبزادیان صاحب اولاد ہوئین
ایسے صف شکن تیغ زن فرزند ہوئے کہ جنکی جرأت کے تمام عالم مین شہرے ہین شاہزادہ خاور سیاہ

کے نور نظر پارۂ جگر قدرت کے نواسے حمزہ کے پوتے شاہزادہ ایرج نوجوان صاحب شوکت و مالک
چتر و علم و نشان اُنکی ہیبت شمشیر سے بڑے بڑے پہلوان تھراتے ہیں شیران دشت اُنکے خوف سے
دامن صحرا سے مُنھ چھپاتے ہیں نہنگان دریائی نے چادر آب کو چہرے پر لیا ہی مریخ فلک کانپتا ہی
قدرت کے بھی پیارے ہیں اگر قدرت پر دست انداز ہوئے اُنکی جرأت پر قدرت کو بھی ناز ہوئے
غارت نہیں کرتے دوسرے صاحبزادے بطن ملکہ گوہر ملک صاحب شاہزادہ بدیع الزمان سے
گل گلزار خلیل الرحمن نور الدہر والا شان پیدا ہوئے اُنکو تو اسقدر قدرت پر ناز ہی کہ قلعۂ
مشتری حصار پیکر زنجیر قدرت میں ہاتھ ڈالا یا تخت خدائی سے اُٹھا لیا سات کوس ہلک چرخ
دیتے ہوئے لیگئے یہ قدرت میں ہتھکڑیاں پاے قدرت میں بیڑیاں پہنائیں قدرت کے صبر و جبر
کو ملاحظہ فرمائیے کہ کچھ نہ کہا قید خانے میں سر جھکائے بیٹھے رہے پھر آخر قدرت ہی جب مزاج میں
آیا تقدیر کرکے رہا ہوئے پھر لڑنے لگے ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ
صاحبقران آپس میں ہم چشم ہیں صاحب قہر و خشم ہیں خداوند اُنکی ہیبت شمشیر سے بندگان قدرت
کو بچائیں جنہیں قدرت کی صاحبزادیوں کی خبر کی تاثیر یا لک سپر و شمشیر پس آپ نے بہت مناسب
کیا ہی کہ ایسے ایسے حالات سُنکر اپنے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی اب یہ فرمائیے کہ آپ کی کوئی
صاحبزادی یا ہمشیرہ شکیل و نوجوان تو نہیں ہی فولاد نے غصے میں آکر ایک دھول ملکی سی
لگائی ملک جی کی پگڑی سر سے زمین پر گر پڑی اور کہا او بیحیا خاموش یہ کیا بکتا ہی بختیارک نے
رفیدہ اُٹھا کر سر پر رکھا اور کہا دھول دھپے کا تو یہ غلام عادی ہی قدرت نے اُس شخص کو عہدۂ سلطنت
دیا ہی اسقدر گستاخ کیا ہی قدرت کے سامنے بھی ایسی باتیں کہتا ہوں جوتی بیزار کی بلا سہتا ہوں
اور یہ بھی واضح رہے کہ میرا حکم لگانا کبھی غلط نہیں ہوتا ہی جسکو دھول لگاتا ہی وہ آخر اپنے سر پہ
ہاتھ رکھکر روتا ہی حضور نے کچھ میری بات کا جواب نہ دیا کوئی صاحبزادی جوان ہمراہ ہیں یا نہیں
فولاد نے کہا ہاں ایک دختر بلند اختر ہی اُسکو اسی واسطے ساتھ رکھا ہی کہ حفاظت کروں اور وہ
خود صاحب شوکت ہی مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہی فن سپاہگری میں طاق ہی حسن میں شہرۂ
آفاق ہی کیا مجال اُسپر کوئی نگاہ بد ڈالے وہ خود شیر کی آنکھیں نکال لے اور علاوہ اسکے ہی ملک جی
جو مقدمات کہ آپ بیان کر گئے اگر میری کنیز پر بھی ایسا معرکہ گذرتا دریائے خون بہا دیتا گھسکر

طالب و مطلوب کے سرکار لاتالو شیروان بادشاہ ہفت کشور تھے بموجب مصرع امور مملکت خویش
خسروان دانند ۔ اور خداوند جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین ہمین کیا دخل ہی لیکن اب بھی اگر
قدرت ارشاد فرمائیں تو گیتی افروز اور مہر افروز وجہان افروز کو محلات حمزہ سے ابھی چوٹی پکڑ کر
گھسیٹ لاؤن اُنکے چاہنے والون کو خاک مین ملاؤن بلکہ بروقت ملازمت قدرت سے اسی بات کو
عرض کرونگا کہ مجھکو حکم ہو کہ دختران قدرت کو جا کر قتل کرون بائے آدن بختیارک نے جواب دیا کہ خدامیان
فولاد صاحب ہوش مین آؤ زیادہ نہ بلبلاؤ مسلمانون کا خداے نادیدہ بقول اُنکے حاضر و ناظر ہی
دلون کے حال سے ماہر ہی مسلمان کہتے ہین کہ ہمارے خدا کو غرور کسی کا پسند نہین آتا اپنے خدا کی
صفت مین کہتے ہین بیت مراد را رسد کبریا و منی * کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی * اور قدرت کو
بھی غرور کسی کا نہین پسند ہی آپ نے اسوقت غرور کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی علاوہ اسکے ایک اور بڑا
غضب ہی کہ شاہزادیان حسین وجمیل مرد انکے آپ ایسے اُلو کے پٹھے قد و قامت سا کھو کے
لٹھے بدصورت کالے دنیا سے نرالے ہین اور فرزندان حمزہ حسین و ماہوش طرحدار صف شکن
تیغ زن سرو قد خورشید خد صاحب فصاحت حُسن مین ملاحت گفتگو مین بے نظیر خوش مزاج
صاحب توقیر ہین ایسے جوانون کو جب شاہزادیان دیکھین تو کیون نہ فریفتہ ہو جائین فولاد
ان باتون پر بہت بگڑا خنجر پر ہاتھ ڈالا بختیارک گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ مین تو آپ کا غلام
بلکہ غلام کا غلام تلام کا احتلام ہون مجھ پر غصہ بیکار ہی نمک صحبت ہون روتے کو ہنساتا ہون
جو بات ہونے کو ہوتی ہی وہ سُناتا ہون یاقوت شاہ نے فولاد کو منع کیا کہ جانے دو اسکی
بات کا خیال نہ کرو یہ درگاہ قدرت کا شیطان ہی دیکھو بھئی ہمکو کیا کیا کہتا ہی ابھی تمھارے
سامنے کہہ چکا ہی اسکا یہی شیوہ ہی یہ کہکر ضیغم خون آشام کو حکم دیا کہ یہان سے قریب باغ ہی
سلیمان عنبرین موے کوہی کا پُر فضا خوش ہوا رفیع وسیع جلد اسکو جا کر خالی کراؤ آپ کے
ناموس کو بعزت و حرمت محافون سے اُترواؤ بیبیان محافون مین گھٹی جاتی ہونگی گھبراتی
ہونگی ضیغم یہ حکم سُنکر فوراً اُٹھا بعد تھوڑے عرصے کے واپس آیا عرض کی سب سامان تیار ہی
فولاد خود تیغہ باندھکر اُٹھا مع فوج اور مع محافون قریب باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے آیا
تنابین اپنے سامنے گڑوا ہین جا بجا سوار اور پیدلون کی چوکیان بٹھائین جبتک ناموس اتریں

تیغہ بکف خود گھوڑا اٹھلا کیا فوج کو گرد باغ کے اُتارا حکم دیا خبردار غیر عورت بھی نہ آنے پائے بختیارک یہ انتظام دیکھ دیکھکر مسکراتا ہی یاقوت شاہ سے کہتا ہی کہ اس شخص پر دیکھ لیجیے گا ضرور افتاد پڑے گی صاحبزادی جوان ہین کسی فرزند حمزہ سے ضرور اسکی آنکھ لڑیگی یاقوت شاہ کہتا ہی کہ اب چپ رہ فولاد بڑا بد مزاج ہی کہین تلوار اسکا ہاتھ نہ مار دے اسوقت بچہ تمکو بچایا نہین وہ ایک خنجر مارتا تمھارا بھنڈارا کھل جاتا بختیارک نے کہا بہتون نے مجکو مارا ہی ایسے ہیون کو نگاہ مین کھا جاتا ہون گمراہون کو سیدھا راستہ جہنم کا بتاتا ہون یہ بھی دو چار روز کے مہمان ہین بہت بلبلاتے ہین نادان ہین اس اثنا مین فولاد انتظام کرکے آیا برائے ملاقات تو یاقوت شاہ اسکو لیچلا بعد قطع راہ فولاد فولاد شکن لشکر سلیمان عنبرین موے کوہی کے گذرا دیکھا لشکر بے انتہا اترا ہوا ہی دیکھتا بھالتا تا بدرگاہ زمرد شاہ باختری پہونچا پردہ اُٹھا اندر آیا دیکھا لقا کو کہ چپاسی ارج کا قد و قامت سر مثل گنبد قصر کہنہ ہاتھ پاؤن بڑے بڑے گویا نخل کلان کے ٹھنٹے سیاہرو بدخو تیرہ درون آنکھین گرداب جیحون نشے مین بدمست وہ خود پرست بصد نخوت تخت نکبت پر بیٹھا ہی ہرچند کہ فولاد فولاد شکن خود کریہ منظر ہی مگر صورت نحس لقا دیکھکر ٹھر اگیا پسینہ آگیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے آواز دی ای بندۂ خاص من سر از سجدہ بردار کہ لعنت مدام بر تو نصیب کردم فولاد نے سر سجدے سے اُٹھایا قریب تخت لقا ذرا نکل بیٹھنے کو ملا ساقی بچے حاضر ہوے دور جام چلنے لگا جب فولاد کو نشہ ہوا تو بختیارک کی باتین یاد آئین لقا سے ہاتھ باندھکر پوچھا کیون خداوند تو چکید گان قدرت ہمراہ فرزندان حمزہ نکل گئین قدرت نے تامل فرمایا ابھی غلام کو حکم ہو کہ مین جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کرون صاحبزادیون کو محلے مین سوار کرکے لے آؤن دیکھون تو کون مجکو روکتا ہی آپ کے ہزبر صحراے جبات کو کون ٹوکتا ہی یہ سنکر لقا قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای بندۂ خاص الخاص وای طاعت گزار با اخلاص انتظام کارخانۂ قدرت ذات خاص قدرت ہی پر موقوف ہی دخل دینے والا سراسر بے وقوف ہی تم ان باتون مین دخل نہ دو ورنہ تمکو قدرت سنگ سیاہ کر دینگے فولاد یہ سنکر خاموش ہو اور سلیمان عنبرین موے کوہی نے بھی اشارہ کیا کہ ای فرزند چپ رہو کچھ نہ کہو مشیت قدرت مین ہمکو کیا دخل ہی فولاد نے سلیمان سے کہا ماموجان اب آپ قدرت سے میری سفارش کیجیے میرے نام پر طبل جنگی بجوا دیجیے سلیمان نے کہا کہ قدرت پہلے ہی فرما چکے ہین ایک ہفتہ جبرئیل قدرت

وخالوے قدرت وضیغم خون آشام وسرداران خداوند تمھاری دعوت کرینگے بعد گذرنے ہفتے کے جنگ کا سامان ہوگا ہم خوب جانتے ہین کہ تمھارے خوف سے لشکر حمزہ لرزان وترسان ہوگا کون تمھارے مقابلے مین آئیگا حال جرات وشوکت سبکا کھل جائیگا یہ کہکر سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ فولاد فولادشکن کا تھام لیا دربار سے اُٹھا کر اپنے عیش خانے مین لایا سامان دعوت کا حکم دیا انکو تو دعوت کھانے مین مصروف رکھیے

اب دو دیکھے لشکر صاحبقران جانا ایرج کا واسطے شکار کے اور عاشق ہونا او پر دختر فولاد فولادشکن موسوم بہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اور لے آنا اپنی بارگاہ مین ملکہ مذکور کو اسی شکارگاہ مین اور خبر ہونا فولاد کو اور جاکر زخمی کرنا ایرج نوجوان کو اور لے آنا اپنی دختر کو باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اور فرداً فرداً جانا فرزندان صاحبقران کا اور ذکر جنگ مغلوبہ بیان کیے جاتے ہین اشعار آبدار

کہان ہی تو ای عشق کاشانہ سوز	کہان ہی تو ای شمع پروانہ سوز	جلا دینے مین تو وہ بیباک ہی
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی	جو ای عشق دریا سے ہو تجکو لاگ	نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو	لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو	جفا تجسی دنیا مین کوئی نہین
بلا تجسی دنیا مین کوئی نہین	کسی کو کوئی شی دکھاتا ہی تو	اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو
سبجھے ہمنے ای عشق دیکھا وہ برق	کیا بجز آفت مین عاشق کو غرق	شاطلان عرائس سخنوری وجلہ

پروازان شاہدان مضامین گستری کلک جواہر سلک سے بدعت عشق خانہ خراب عاشقان ویرانی ننگ وناموس معشوقان یون تحریر فرماتے ہین کہ یہان صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما تھے کہ ہرکارے حاضر ہوئے اور بعد ادائے دعا وثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک در	داد عدلت در سراے آخرت معمور باد	ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر
تیغ تیز فرق دشمن ناصر و منصور باد	آفتاب دولت و اقبال شہنشاہ گیتی ستان کا ہمیشہ تابان و	

درخشان رہے فولاد فولادشکن بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا بڑے علم وشان سے داخل بارگاہ لقا ہوا ہی کبر وغرور اُسکا لائق گذارش نہین ہی نہایت بدزبان بدآئین ہی اُسنے قصد کیا تھا کہ طبل جنگی بجوائے سلیمان عنبرین موے کوہی مانع ہوا واسطے دعوت کے بدلے ہفتہ

اپنے قصر مین لے گیا ظاہرا معلوم ہوا کہ ایک ہفتے تک طبل جنگی نہ بجے گا صاحبقران زمان نے فرمایا
ای دارائے ہند اس عرصے مین وردیان وغیرہ واسطے اہالیان لشکر کے تیار کرو دربار بھی دفتاً فوقتاً
ہوگا اسوقت سب فرزندان نامی و پہلوانان گرامی بارگاہ مین موجود ہین سمت دست چپ نقد
روح روان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان وفلک نیلم نگار پر جلوہ فرما ہین قریب انکے
نیلم زنگی وفیلم زنگی وعنتر صبا دعوجان صبا باری وسام بن عوجان دریا باری ومیعاد
عادر شک درازگردن حاضر ہین سب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار بعد مدت مدید وعہد بعید
ایک ہفتے کی مہلت ملی ہی سنتے ہین کہ پہلوے کوہ عقیق مین شکار متعدد ہی واسطے شکار کے ایرج
اجازت لیجیے ایرج حسب فرمائش سرداران سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران
نے فرمایا یون ای فرزند کیا چاہتے ہو عرض کی حکم ہو تو اندر اس ہفتے کے غلام شکار کے لیے جائے ایرج نے
فرمایا کہ بابا یہ ملک پر آشوب ہی تمھارے نام کے سب دشمن ہین کوہی جا بجا رہزن ہین شکار کو
جانا بہتر نہین دست راست مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جلوہ فرما ہین پچ موڑ کر کہا
لندھور بن سعدان سے کہا کہ چھوٹے دادا جان حقیقت مین جد عالی تبار بجا فرماتے ہین کیونکر
بھائی ایرج کو واسطے شکار کے جانے دین صحرا مین سو طرح کی خرابیان ہین سو طرح کی آفتین ہین
اکثر شیر بھیڑیے نکل آتے ہین آزار پہونچاتے ہین شکار کو جانے والے گھبرا جاتے ہین چاہیے کہ
شکار کے واسطے دیکھ بھال کے جایئے اپنی حقیقت کو سمجھیے یہ کلمات طعن آمیز ایرج نوجوان کو
بہت ناگوار ہوئے بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ شیران بیشۂ جرأت شیر دشتی کو سگ صحرائی سمجھتے
ہین یہ کہکر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ غلام کو اجازت شکار ملے
تا غنچۂ آرزو کھلے انشاء اللہ بعد ایک شب کے صبح ضرور آستان بوسی کو حاضر ہونگا زیادہ
دیر نہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای فرزند ارجمند جسوقت سے تمنے نام شکار کا لیا ہی تو دہ دل
تیر الم پر اہی خطا کاران تیرہ بخت کا خیال آتا ہی شاید چھپ کر گوشۂ صحرا مین ٹھہرین اور تعاقب پاکر
کچھ فکر کرین لہذا اگر قصد مصمم ہی تو آج ہی دن کو چلے آنا شام کا خاصہ ہمارے ساتھ کھانا ایرج
نوجوان نے عرض کیا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا قاسم بھی کھڑے ہو گئے فرط محبت پر صاحبقران
کی خوش ہوئے ایرج سے فرمایا اجازت ملی تسلیم کرو تم روح روان لشکر اسلام ہو تمھاری رنجیدگی

کے سبب سے مین مانع نہین ہوتا میرے بھی قلب کا عجب حال ہی خود بخود ہجوم غم و ملال ہی ایرج نے
عرض کیا کہ آج تو غلام ضرور جائیگا شام تک ضرور واپس آئیگا آپ صاحبون کی باتین سنتے ہین
شیر بھیڑیے کا ہمکو ڈر ہی قاسم نے کہا ای نور نظر ایسی باتون کا تیر کون گمان کریگا شیر صحرائی تمھارے سامنے
سے بھاگ نکلیگا ایرج نے عرض کیا کہ حضور رتبہ بڑھاتے ہین آبرو دیتے ہین حضور نے کیا کیا کام کیے
کیسے کیسے نام کیے ملک شمالیہ باختر کتنا بڑا ملک ہی دربار سیف الملک مین جانا برق شمشیر چمکانا
آپ ہی کا دل تھا یہ مرتبہ کسکو حاصل تھا انشاء اللہ ذرا جنگ سلیمان عنبرین ہوے کو ہی سلطنت
ہو ذنگل زردین رستم کے بھی لینے کی تدبیر کیجائیگی اب نال نہوگا قاسم نے کہا بیٹا یہ تمھارا اقبال ہی کیا
کسی کی مجال ہی جو سے آنکھ ملائے یا ذنگل رستم کا نام کسی کی زبان پر آئے خون کے دریا بہ جائین
بڑے لوگ بھاگتے نظر آئین باپ بیٹون مین یہ چپکے چپکے باتین ہورہین جرات کی گھاتین ہو رہین
دست راستی اپنے مقام پر بہ سنا کیے نو رالدہر مونچھون پر تاؤ پھیرا کیے غرض ایرج نوجوان
صاحبقران سے اجازت لیکر بیرون بارگاہ سلیمانی آئے شاپور شیردل عیار کو بلا کر حکم دیا کہ
سامان شکار تیار ہو اسی وقت فوراً بلبے قراول میر شکار و زباش حاضر ہوئے جانوران شکاری
مثل باز بحری جرہ زمستی کہی کھیلا مگر جھگڑ ہیچ ہاتھون پر چڑھے ہوئے وہ باز بلند پرواز کہ
طائر خیال کو شکار کرین مرغ عنقا کو بصد جستجو لائین چیتون کی چار پائیان سگ تازی شیر

نظم

شکار جست و چالاک بیان　　جو شیر ہون کو وہ دشت مین گھیر لین
وہ کتون کی تھیں جوڑیان لاجواب　　یہ بزدل نہین وہ کہ منہ پھیر لین
دل شیر ہو جنکی دہشت سے آب

الغرض جب یہ سامان شکار
مہیا ہو چکا شاہزادہ پشت گلگون باشتر پر سوار ہو سمت صحرا عازم شکار ہوا صحرا مین آکر پہلے
قراولون کو حکم دیا کہ شکار کی جستجو کرو انھون نے فوراً جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوا جو بڑے
یہان سے باندا رعن نے باز چھوڑے باز بلند پرواز نے جا کر تیہو کو گھیرا پرون سے طمانچے
مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا ایرج نے گھوڑا بڑھایا تماشا دیکھتا ہوا چلا باز نے تیہو کو زمین پر
گرایا پنجہ فولادی اپنا اُسکے سینے پر رکھا چاہا سینہ اُسکا چیر ڈالے ایرج گھوڑے سے خوشی خوشی
کود پڑے چمکار کر باز کو ہاتھ پر لیا اُس جانور کا قرولی سے سینہ چاک کیا جگر نکال کر باز کو دیا اُسنے
پنجے مین دبا یا نوچ نوچ کر کھانے لگا اسی طرح جرہ وغیرہ چھوٹے اپنے اپنے شکار کرکے لوٹے

طائران ہوا سے ارا بے بھر لیے کسی قدر دن چڑھا تھا نیر اعظم بلند ہو چکا تھا ایرج نوجوان نے
ایک مقام پر گھوڑا روکا فرمانا صاحبقران کا یاد آیا شاپور شیر دل سے فرمایا ای برادر ہمارے
جد عالی تبار انتظار مین ہونگے ہم چاہتے ہین دوپہر سے قبل واپس ہوون مگر مقام تعجب ہی کہ اسوقت
تک کوئی آہو اس صحرا مین نہ دیکھا کہ اُسکے شکار سے لطف حاصل ہوتا شاپور نے عرض کیا کہ
قبل ارشاد غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہین خبر آیا چاہتی ہی ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ایک گنوار
سامنے سے دوڑا ہوا آیا عرض کی گسنیان یہان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانون کا نہایت
سرسبز و شاداب ہی وہان شکار نایاب ہی کئی سو آہو اُس کھیت مین چر رہے ہین جلد چلیئے شکار
کیجیے ایرج نوجوان نے گرہ بن اشقر کو بڑھایا سردار مرکب چمکا چمکا کر ہمراہ رکاب ہوے شکار
آہو کا ذکر سنکر دل بیتاب ہوے آکر دور سے دیکھا حقیقت مین گرد صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا
ایک سمت دھانون کا کھیت اُسمین پچیس تیس ہرن مثل طاؤسان خرامان بیچ مین ایک
آہوے کلان سنگوٹیان مثل محبوبان آنکھین بڑی بڑی شعر ہی اشارہ ہی اُن کالی کالی آنکھون کا
شکار شیر چھلیلین تو ہم غزال نہین وہ از پشت تا بہ دُم ایک لکیر سفید شاید اسمین بھی کچھ بھید اُسکو
کہکشان فلک کہیے یا جادۂ راہ عاشقان چشم محبوب نہایت حسین دم مرغوب بیچ مین مادہ ہاے
آہوان کے وہ خوش خوش مستی کر رہا ہی اپنے معشوقون سے دم محبت کا بھر رہا ہی ایرج نوجوان نے
فرمایا اور سب آہوون کے شکار کا سب صاحبون کو اختیار ہی لیکن یہ نر آہو بعد آمد ہم
شکار کرینگے یہ فرما کر چار جانب سے اُس کھیت کو گھیرا نیزون کے لٹو بغلون مین دبا کے
سنان ہاے نیزہ کو بڑھا دیا اب گھوڑون کو مہمیز کیا اُن آہوان صحرا نے جو صیادون کو کمین
مین دیکھا کنوتیان بدلین چوکڑیان بھرین جست و خیز کرکے بھاگے ایک دم مین ہوا ہو گئے
سردارون نے بھی اُنکے تعاقب مین گھوڑے ڈال دیے مگر وہ آہوے کلان ایرج نوجوان سے
آنکھ ملا کر جست جو کرتا ہی مرکب و راکب کو کترا کر یون نکل گیا کہ جیسے باد تند کا جھونکا اُسکے
کھر خود سے شاہزادے کے مس ہوے ایرج نوجوان کو نہایت غصہ آیا کہ اس آہوے وحشی
نے مجھی کو گنہگار بنایا اگر اور کسی سوار کی جانب سے چوکڑی بھرتا مین اُسکو متہم کرتا اب یہ
زندہ نہ بچے فوراً گھوڑے کو پھیرا گرہ بن اشقر وہ بھی ہوا ہو کے چلا نظم

بیان اسپ سبک رو کی کیا ہو تیز روی　　نہ پہونچے گرد کو جسکی ہوا کے گھوڑون کی ڈاک
خود اپنے سایہ سے کرتا ہی رم غزال کی طرح　　کمین نگاہ سے بھی چشم شوخ کی چالاک
غرض سمند کے کاوون کا ہی عجب انداز　　کہ جسکو دیکھکے ہی دنگ گردش افلاک

آگے آگے آہو جان بچائے ہوئے چوکڑیان بھرتا ہوا جاتا ہی مرکب بھی ایرج نوجوان کا تعاقب آہو کا نہین چھوڑتا ہی اکثر پیچھے آہو کا اور تھوتھنی مرکب کی مل جاتی ہی ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نیزہ اسکی پشت پر رکھدون اسی مقام پر شکار کرون لیکن وہ طرارہ بھر کے نکل جاتا ہی شاہزادے کو اور زیادہ غصہ آتا ہی اور سب بیلیے وغیرہ پیچھے رہ گئے مگر شاپور شیردل دور سے دیکھتا چلا آتا ہی کہ شاہزادے کا مرکب وہ جاتا ہی چشم زدن مین مرکب شاہزادے کا آنکھون سے شاپور کے مخفی ہوا صرف گرد کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر شہزادہ ایرج نوجوان بصد کروفر وشوکت وشان تین کوس تک تعاقب مین آہو کے آیا ایک جھیل پر آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا رکا تھا کہ شاہزادے نے قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی نکالا پلک جھپکتے جھپکتے پر کمان مین پیوست کیا ادھر سیسر کمان کا کڑکا تیر پہلو کو آہو کے توڑ کر باہر نکلا آہو تھپیا کر گرا ایرج نوجوان پسینے پسینے ہو گیا تھا مرکب بھی ہانپ رہا تھا ایرج نوجوان ٹہلنے لگا بند قبا کھلے ہوئے خود زرین کج اس شان سے زیر نخل ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا چلا آتا ہی مگر پیچھے پر تیر لگا ہوا ہی عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ تیر اوچھا پڑا سامنے سے کسی شکاری کے بھاگ نکلا ہی ناگاہ سامنے سے ایرج نوجوان کے گذرا شاہزادے نے اٹھا کر کمان تیر اسکو بھی لگایا آہو گر پڑا ایرج نوجوان نے اسکو بھی خوشی سے ذبح کیا تیر پٹھے سے نکالا دیکھا عجب پیکان آبدار ہی دل کو لبھاتا ہی مثل تیر مژگان محبوب دل کو برماتا ہی نگینے جواہر اعلی کے پیکان پر نصب ہین نام بھی کسی کا کندہ ہی رومال سے خون کو پاک کیا قصد کیا نام پڑھون ترکش سے نہین چھپایا تھا کہ آواز اسکی ہم مرکب کے صدا بلند ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش وخروش بڑھا جاتا تھا کنوتی پر مرکب کے گھوڑے کو اڑاتا ہوئے مگر چوکنا چار جانب دیکھتا ہوا جیسے کوئی کسی کی تلاش مین ہوتا ہی [illegible] نگاہ اٹھا کر اس جانب دیکھا تیر اپنا ہاتھ مین ہی

شہریار کے پایا آہو اپنا پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا غصے میں گھوڑے سے کود پڑا کہا او شخص
تو نے کچھ بادولت کا خوف نہ کیا ہمارے شکار پر ہاتھ ڈالدیا ایرج نوجوان نے مسکرا کے
جواب دیا آپ اسقدر غصہ کیوں کرتے ہیں تشریف لائیے اپنا آہو اٹھا لیجائیے نقابدار غصے
میں کانپنے لگا کہا کیا میں پارچہ گوشت کا محتاج ہوں صاحب تخت و تاج ہوں میرا مزہ کھو دیا
پہر بھرے میں اسکے تعاقب میں تھا اتفاق سے تیرا اُدھر جا پڑا تو نے کیوں شکار کر لیا ایرج نوجوان
نے جواب دیا کہ اب تو تیر! ما خطا ہوئی کچھ سزا دیجیے بس اب بہتر یہ ہی کہ اپنی راہ لیجیے
یہ کلمہ سنکر نقابدار مثل شعلہ جوالہ غصے سے کانپنے لگا خنجر بیمثال کمر سے کھینچا پینترہ بدل کے
ایرج نوجوان پر ہاتھ لگایا ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر فنون سپہ گری تھپکی دی جلوا
بسٹ پڑی ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور اجو فشردہ کیا خنجر ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا شہزادہ
ایرج نے دست حق پرست بڑھا کر کمر میں ڈالا ہاتھ شکر بیہودگی کی جسم کی نرمی ہاتھ کو بھلی لگی
مگر ایرج نوجوان کو غصہ از حد تھا کچھ خیال نہ کیا نعرہ تکبیر بلند کر کے اٹھایا کہ جو پڑا بند نقاب
ٹوٹ گیا معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا زمین پر روشنی ہوئی بادل پڑ گیا شعر
اٹھا اُسکے چہرے سے جس دم نقاب ٭ گرا چرخ سے جھک کھا آفتاب ٭ ایرج نے گھبرا کر سر جھکا کر
دیکھا دل میں خیال آیا کہ کیا یہ شجر نخل وادی ایمن ہے زمین مثل طور روشن ہے نگاہ جو چہرے پر پڑی
دیکھا ایک حور مثال پری تمثال خورشید جمال عارض انور رشک قمر چشم جادو خال ہندو [illegible]

خال خال خلق ہیں گر چند ہیں تو باعث ترقی حسن و جمال ہیں بیشمار

ابرو جسطرح سے کہ دستم
چشم مستانہ وار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہیں یہ دو رہزن
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
ہیں یہ دونوں ہلال چرخ برین
گورے گورے وہ عارض نازک
صاف منھ پر طمانچہ تھا مے

موے خوشرنگ پیچ کھاتے تھے
لال ڈورے کھنچے کھنچا نقشا
طاق ابرو کا مرتبہ ہے سوا
زخم جنکے کبھی نہوں ظاہر
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہیں
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
رنگ گل گر مقابلے کو آے

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے میں ہووے
قاتل خلق وہ کافر پُرفن
جنکی مشتاق ہووے خلق خدا
یہ بھی کہتے ہیں بعض نکتہ چیں
یا خط کہکشان یہ ابرو ہیں
یہ کمال جو اُنسے اڑ جائے
ہو یقین دو بھی اپنے منھ کی کھاے

پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال
یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر
لوح سیمین وہ سینۂ پُر نور
قبۂ نور جسکو سمجھے بشر
وسعت ہوے کہ ہو وسعت فزون
تار خط شعلۂ مہر کہا
ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور
شمع فانوس جیسے ہو روشن
قد تعریف مین ہی حیرانی
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

زرد ہو جائے جلوہ دیکھکے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار
صاف و شفاف مثل شیشۂ بلور
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
اور دست ہو جہ موشگافی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا
یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
لال مہندی سے دونون تھے کف
فلک قدرت کہون کہ سرو سہی

دہن تنگ حقۂ گوہر
پتلی پتلی رگون کا جس سے اُبھار
اُبھری اُبھری وہ چھاتیان سپر
تو لگاتے وہ اپنے سینے سے
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا
آئنے مین شکم کے بال آیا
پائجامے مین یون ہین جلوہ فگن
ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا

اس حسن دلفریب پر جو نگاہ ایرج نوجوان کی پڑی کمان خانۂ ابرو مین تیر دلدوز مژگان آمادہ خونریزی عاشقان سینے پر ایرج کے پڑے تا بہ سوفار غرق ہو گئے ایرج نوجوان کا جسم تھرانے لگا رعب حسن و جمال سے غش آنے لگا ہرچند چاہا ضبط کرون بیخود آرزو ہے اپنے قاتل کو نہ چھوڑون لیکن نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا یارائے ضبط نہ رہا اتنا صرف منھ سے نکلا بیت مراکشتی و تکبیر گفتی ٭ عجب سنگین دلی اللہ اکبر ٭ اس جوش و خروش سے صرف اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بخت سیہ کا سامنا ہوا تڑپکر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا یہ عاشق کش ہاتھ سے ایرج نوجوان کے چھوٹ کر زمین پر گری یا خداوند لقا مگر جبکہ نگاہ جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر دل سلاح جنگی سے آراستہ جوان نوخاستہ فر و شوکت چہرے سے ہویدا آثار جلالت ناصیہ سے پیدا چہرہ آفتاب عالمتاب دونون عارض پھول سے زلفون مین پیچ و تاب پریشانی ظاہر فن جرأت سے ماہر اس محبوب یکتا کے بھی منھ سے بے اختیار آہ نکل گئی قصد ہوا سر اٹھا کر زانو پر رکھون حیا مانع ہوئی نقیب غیرت نے آواز دور باش دی آنکھون نے چشمک کی ٹھہر گئی کبھی ہٹتی تھی کبھی قریب آتی تھی گھبرائی ہوئی تھی دلمین کہتی تھی کیونکر اسکو ہوش مین لاؤن اپنا حال دل سناؤن اسی خیال پر ملال مین مثل آئینہ حیران

خجل زلف پریشان عشق کی نیرنگیان آہ شرر افشان زبان پر طپش قلب سے کہتی ہی الامان الامان آخر ضبط نہو سکا اُسی فرش خاک پر بیٹھ گئی اچھی طرح نگاہ غور سے صورت دیکھی اور زیادہ تڑپی پھڑکی سر زمین سے اُٹھایا ہی اس ارادے پر کہ زانو پر رکھون اس بیمار چشم کی مسیحائی کرون کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اُڑا دیکھا دور سے ایک عیار طرار خنجر گذار جھپٹا ہوا اسی جانب آتا ہی حقیقت مین شاپور شیر دل تعاقب مین اپنے آقا کے جستجو کنان مثل باد صرصر پھر رہا ہی اُسوقت یہ نازنین گھبرا گئی نقاب چہرے پر آراستہ کی بتعجیل گھوڑے پر سوار ہوئی ایک جانب چلی مگر پھر پھر کے دیکھتی ہوئی گھوڑا اُڑا کے نکل گئی اس نوگرفتار کا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر شاپور شیر دل نے دور سے مرکب اپنے آقا کا دیکھا کہ کوتل چرا مین مصروف ہی کلیجہ غم سے پھٹ گیا دل سے کہنے لگا خداوندا یہ کیا ہوا میرے شہریار پر یہ کیا معرکہ گذرا مثل ہوا کے دوڑا ہوا آیا اب جو قریب پہونچا دیکھا ایرج نوجوان دھوپ مین ریتی پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہی ہائے آقا کہکر زمین پر گر پڑا اور پھر اُٹھکر چھاگل مین پانی لایا منھ پر چھینٹا دیا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی شاپور شیر دل نے گھبرا کر پوچھا اے شہریار خیر تو ہی ایرج نوجوان نے جواب دیا نظم

نہ پائی زخم کی لذت ہوس دلمین رہی دلکی ۔ پڑی میرے بدن پر بنکے بجلی تیغ قاتل کی
کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رگ رگ کر ۔ صراحی تھی سرو ہی بہر حلق خشک قاتل کی
چھری پھیری ہی ذوق قتل مین مانع ہی کیون ظالم ۔ غضب ہوگی مرے حق مین عدالت شاہ عادل کی
کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی ۔ کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانۂ دل کی
شب مرقد ہی شب فرقت مین دن روز قیامت کا ۔ ہر اک ساعت ہی آفت کی گھڑی ہر ایک مشکل کی

کمال شوق ہی دیدار یار تھوڑا ہی
عروج و وقفۂ جوش بہار تھوڑا ہی
شب وصال بہت کم ہی پوچھئے کیا ہو
مری نظر مین بھی دلکا وقار تھوڑا ہی

اجل زیادہ صبر و اختیار تھوڑا ہی
ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھون کو
کہ تیر سینے مین دم اوئی نگار تھوڑا ہی

ستم کو غنچہ کھلا دو پھر ڈھلے سوکھا
بت یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی
نگاہ کے سے جو دیکھا بچا ہی کشش سے

شاپور حیران ہوا کہ مین نے کیا پوچھا یہ کیا ارشاد ہوا مین کچھ نہ سمجھا دوبارہ پوچھا کیون اے شہریار کیا کسی دشمن سے مقابلہ ہوا دشمنون نے کیا کوئی زخم آگیا جب مین یہان آیا تھا حضور بیہوش پڑے ہوئے تھے ظاہر مین تو کوئی زخم نہین معلوم ہوتا ہی ایرج نوجوان ایسا بیہوت ہو کے

شاپور شیر دل کو کچھ جواب نہ دیا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی آپ ہی آپ پکار اُٹھا اشعار

کچھ تمنا مین جو نہین دل سے نکلنے کے لیے ۔ اشک حسرت وہ نہین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے
شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے ۔ دل مین آ بیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے
رہبر جلوہ گہ یار ہے جو تو ہوای شوق ۔ ابھی موجود ہون آنکھین مری چلنے کے لیے
شکوہ ہے برق تجلی سے کہ ادنی انصاف ۔ ہم ہون تمکو دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے
نازکی دیکھون ہٹا لیتی ہے کیونکر تمکو ۔ دے تو دو ہاتھ مین ہاتھ اُٹھکے سنبھلنے کے لیے
پاس آ بیٹھے تھے یا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور ۔ اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے
ہم ازل ہی مین پکارے جو ملا بخت سیاہ ۔ یہ بلا آئی ہے سر پہ سے نہ ٹلنے کے لیے
دل مین آتا ہے جگر سے تو جگر مین دل سے ۔ درد اُٹھتا ہے ذرا آج ٹہلنے کے لیے
کرچکی منتظری یار کی گو کام تمام ۔ جان باقی ہے کچھ آنکھون سے نکلنے کے لیے
دست دلبر مرے سینے سے جو ہین وصل مین دور ۔ دل تو موجود ہے دو ہاتھ اُچھلنے کے لیے
داغ کتنا ہے چراغ شب فرقت سے مرا ۔ ٹھنڈے ہونے کے لیے تو ہے مین جلنے کے لیے
کس فسون ساز سے جاتے ہو اڑانے آنکھین ۔ جیتے جادو ہین وہ سب ساتھ ہین چلنے کے لیے
دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہین ۔ کبھی اُٹھتا ہے تو ان تلوون سے ملنے کے لیے
اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہین ساتھ ۔ دھوپ مین کوچۂ محبوب مین جلنے کے لیے
ہین پڑے اُسکی دم نزع جو تم آنکھون ۔ موت سے بگڑی ہے جس دم کے نکلنے کے لیے
پیارے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہین ۔ اُس سے گردیدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے

شاپور بدحواس پریشان ہوکر قدمون سے لپٹ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آقا برائے خدا ہوش مین آیئے کچھ حال دل فرمایئے یہ کیا معرکہ ہے دشمنون کو جنون ہوا ہے ایک ایک کلمہ تو ولعن ہے غلام کو سننے کی طاقت نہین باقی ہے مین اپنے کو ہلاک کر ڈالونگا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا کون سا معرکہ پیدا ہے کہ جس سے غلام سے پردہ ہے مین قدیم تابعدار ہون عاشق زار ہون ایک ساتھ کے پیدا ہوئے کیا حضور کی کہین طبیعت مائل ہوئی اگر یہ راز ہو تو بھی غلام سے فرمایئے جیسا کچھ کہ فنون عیاری مین قبلہ و کعبہ نے تعلیم فرمایا ہے عیاری مین کسی صاحب نے یہ کمال نہین پایا ہے

اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہوگا تو مین ابھی اپنے کو مثل دعا پہونچاؤنگا اگر تحت ثری مین ہوگا
تو مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا مگر آپ کے معشوق کو آپ سے لا ملاؤنگا یا کوئی مقدمہ جانبازی
وسرفروشی ہو ابھی جرأت اپنی دکھائین قدمون پر تصدق ہو جائین جب اسطرح محبت و شفقت
شاپور شیر دل پیش آیا مژدۂ وصل محبوب بھی سنایا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی کہا ای یار
وفادار مونس و غمگسار کیا حال بتاؤن واسطے شکار کے آیا خود شکار ہوا تیر عشق کلیجے کے پار ہوا
ابھی ایک غارتگر دین و ایمان کا سامنا ہوا متاع صبر و قرار لوٹ لے گیا بخت رسا کی نارسائی ہوئی
سلطان عشق کی اقلیم دل پر چڑھائی ہوئی اگر جانتا کہ ایسا قاتل عالم ہے جب اُسنے تیغ کا ہاتھ لگایا
تھا مین نہ روکتا سر جھکا دیتا عرض کرتا مطلع ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا بہ
سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہے اپنی گردن کا کیا کہون خطاوار ہون مجبور و ناچار ہون ایک جلوۂ
نور عارض انور سے مثل حضرت موسی بیہوش ہوا وہ اس عرصے مین دل لیکر روپوش ہوا اگر وہ صورت
زیبا طلعت جان آرا نہ دیکھونگا سر ٹپک ٹپک کے مرجاؤنگا ای برادر جانے رحم ہے اُس محبوب بانی
یار جادو ادائی کا پتا لگا دنیا مین اُس تک پہونچاؤ شاپور شیر دل نے عرض کی مین جان و دل سے
حاضر ہون ضرور جستجو کرونگا چلیے بارگاہ مین تشریف لے چلیے آپکے والد نامدار جد عالیجاہ و سرداران
جان نثار بیقرار ہونگے حضور نے صاحبقران سے جلد واپس ہونے کا وعدہ کیا تھا دن اب
قلیل ہے اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہے ایرج نوجوان نے کہا ای بھائی اس مقام پر اُس ماہتاب
کو دیکھا ہے اس آرزو پر زندہ ہون کہ شاید وہ مسیحائے زمان پھر تشریف لائے اپنے بیمار کی عیادت
کرے یہان سے دو قدم جاؤنگا روح قالب سے پھڑک کر نکل جائیگی طبیعت اپنی بھی تسکین نپائیگی
یہان بیقراری کو قرار ہے معشوق خوبرو کا انتظار ہے یہ باتین ہوتی تھین کہ سامنے سے پہلے قراول کچھ سوار
کچھ پیدل سامنے سے نمایان ہوئے شاپور شیر دل نے آگے بڑھکے اُن لوگون سے کہا جلد جاؤ بارگاہ
جو شکارگاہ مین ساتھ آئی تھی اُسکو لاؤ اسی مقام پر استادہ کرو آج شاہزادۂ عالم اسی مقام پر قیام
فرمائینگے کارگزار گئے فوراً بارگاہ لائے مگر حیران تھے کہ اس صحرائے ہول خیز و وحشت انگیز مین کیون
شب کو اقامت کرتے ہین بعض نے بڑھ کے عرض بھی کیا ایرج نوجوان یاد محبوب مین مبہوت بیٹھا تھا
کچھ جواب نہ دیا مگر شاپور شیر دل نے بعجلت تمام بارگاہ فلک اشتباہ اُسی خارستان مین نصب

کرائی شاہزادہ فرش خاک سے نہ اُٹھتا تھا لیکن شاپور بہت بارگاہ مین لایا ایرج نوجوان نے شاپور شیردل کے گلے مین ہاتھ ڈالکر محبت کہا کہ بھائی جلد جاؤ جسطرح ہو سکے اُس محبوب جانی یار جادو دانی کو ہم تک لاؤ اگر ہماری زندگی منظور ہے تو عرصہ نہ کرو شاپور شیردل اس جوش و خروش کو دیکھکر گھبرایا دست بستہ عرض کیا ای شاہزادہ والا قدر بے پتہ بے نشان کہان جاؤن دو چار روز صبر فرمائیے انشاء اللہ غلام ضرور تدبیر کریگا نام دو چار روز کا سنکر ایرج نوجوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی گریبان پر ہاتھ ڈالا بیقراری مین چلایا مسدس

فراق مین یہ غم بیحساب ہے دل کو ‏— کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہے دلکو ‏— خیال یار مین کیا اضطراب ہے دل کو
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی تپش سے گھبراؤن ‏— خلاف وضع ہے گر کچھ زبان پر لاؤن
خیال یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن ‏— غضب مین جان ہے کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار کی کرتا ہون سیکڑون گھاتین ‏— نصیب ہوتی نہین لطف کی ملاقاتین
بنایا کرتا ہون بیٹھا سحر تلک باتین ‏— تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہجر کی راتین
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہے حال تباہ ‏— کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کی طرح شام و پگاہ ‏— پڑی ہے جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق مین مری کیسی اُلٹ گئی تقدیر ‏— اثر ہے نالے مین بالکل نہ آہ مین تاثیر

کسی طرح سے نہین رام ہوتا وہ بے پیر　　لبون پہ دم ہی خدایا کرون مین کیا تدبیر

نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی　　سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
جو اُس سے کہیے تو وہ گالیان سناتا ہی　　خموش رہیے تو مُنھ کو کلیجہ آتا ہی

نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

وصال یار میسر کہان امانت کو　　سدا فراق مین دیکھا طپان امانت کو
ستایا کرتا ہی درد نہان امانت کو　　ہمیشہ ہی یہی درد زبان امانت کو

نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

یہ اشعار مسدس پڑھکر ایرج نوجوان روتا ہوا اُٹھا اور کہا ای برادر مصیبت مین کون کسی کا
شریک ہوتا ہی ہم خود جاکر اپنے معشوق کو تلاش کرینگے کوہ و دشت مین دیوانہ وار پھرینگے
آخر رہبری حضرت عشق سے کوے محبوب کا راستہ ملیگا کبھی تو غنچہ پژمردہ خاطر کھلیگا بموجب
شعر کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من + کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من +
شاپور شیر دل یہ ولولہ ایرج نوجوان دیکھکر خود بھی رونے لگا قدمون پر سر رکھدیا عرض کی آقا
لاکھ جانین غلام کی ایک ناخن پاے حضور پر نثار ہین مین بھلا حضور کو یکہ و تنہا جانے دونگا
حضور تشریف رکھین مین تدبیر کرتا ہون غرض بمنت و سماجت ایرج کو بٹھایا اس عرصے مین
شام محنت انجام نے مُنھ دکھایا آفتاب عالمتاب غم مین اُس عاشق بیتاب کے بانگ زرد
چادر نورانی شب کو چہرے پر کھینچکر داخل سیاہ خانہ مغرب ہوا مصرعہ چو زرین علم شد ز عالم
نہان + شب قیرگون سر زد از قیروان + ملازمون نے بتعجیل تمام شمع ہاے مومی و کافوری روشن
کین مگر ایرج نوجوان کو بخت سیاہ کا سامنا تھا اور زیادہ اندھیرا آنکھون مین چھا گیا کہا بھائی شاپور
اس رنجور کے درد دل کا علاج کر دیتے اقرار کیا ہی براے جستجوے یار متوجہ ہو شاپور نے عرض کی

حضور اس پردۂ شب تاریک مین کہان جاؤن شب بھر کی مہلت دیجیے صبح کو انشاءاللہ نشان معشوق مطلوب غلام سے لیجیے ایک امر کا عرض کرنا واجب ولازم ہی کہ آپ صاحبقران زمان سے دن بھر کا وعدہ کرکے تشریف لائے تھے ایک عرضی عذر غیر حاضری مین لکھکر روانہ فرمائیے آپ سے صاحبقران و شاہزادۂ خاور سپاہ ورستم پیلتن نہایت محبت قلبی رکھتے ہین ایسا نہو کہ سب صاحب جوش الفت مین اسی مقام پر چلے آئین پھر آپ کو کچھ نہ بن پڑیگا ہمراہ اُنکے جانا ہوگا اور بیچارہ غلام خوب سمجھ چکا ہی کہ طاقت صبر آپ مین نہین ہی بیشک اگر وہان جانے باعث ہلاکت ہوگا ایرج نوجوان نے کہا بھائی تمکو اختیار ہی جو چاہے لکھکر خدمت صاحبقران مین بھیجو لیکن جسطرح ہوسکے میری معشوقہ سے مجکو ملادو شاپور نے ایک عرضی کچھ عذرات عدم حاضری کی لکھکر ایک سوار کو دی کہ جلد جاکر ہاتھ مین ہمارے افسر جدا ہر بن عمرو کے دیدہ و جانشین خواجہ عمرو مین موقع اور محل دیکھکر بخدمت صاحبقران پیش کرینگے سوار یہ سُنکے اور عرضی لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاپور شیر دل ایرج نوجوان کو سمجھانے لگا کہ اے آقائے نامدار نہایت مشکل ہی ہرچند کہ حضور نے تقریر مین تصویر حسن دلفریب ملکۂ عالم دکھائی ہی لیکن صاحبان عصمت وعفت شاہزادیان وزیرزادیان تاجربچیان بازار مین نہین بیٹھی ہین کہ اسوقت غلام دیکھے اور عقل سے پہچانے تدبیر کرکے فکر وصال کرے اور حضور کے دل کا رنج و ملال دور کرے مگر البتہ کسی محل مین کنیز بنکر جاؤنگا کہین اپنے تئین دلالہ بناؤنگا جب یون خانہ بخانہ پھرونگا تب وہ گوہر دریائے خوبی بصد جستجو ہاتھ آئیگا مگر یہ غلام ضرور عرض کرتا ہی کہ جان اپنی مٹاؤنگا اُس طائر عنقائے معدوم کو دام تدبیر مین پھنساؤنگا اور انشاءاللہ عنایت سے جامع المتفرقین کی ایک مسند پر آپ کو اور اُس شاہزادی کو بٹھاؤنگا بعنایت صناع ماہ و مہر برج خیمے مین قران السعدین ہوگا روح کو راحت دل کو حضور کے چین ہوگا یہ مژدۂ جان بخش جو شاپور شیر دل نے سُنایا تو ایرج نوجوان پژمردہ خاطر تھا با مثل گل شگفتہ ہو گیا بے اختیار فرمایا نظم

تو نے ایسی خبر سنائی ہی	اے مسیحا مین تیرے منھ کے نثار	ہی یہ تدبیر خوش بیے بیار
	تن بیجان مین جان آئی ہی	مگر اے بھائی یہ کالی رات کیونکر

کٹیگی دیو شب غم کا سامنا ہی یقین ہی کہ مجکو ہلاک کریگا قصہ پاک کریگا اشعار مصنف

سیاہی شب فرقت کوئی بدل نہ سکا	چراغ بھی مرے تاریک گھر مین جل نہ سکا
ملی کلام کی طاقت نہ خونفشانون کو	دہانِ زخم سے کوئی سخن نکل نہ سکا

دیگر بلا ہو مری شام فرقت نہین	کہ جسکی سحر تا قیامت نہین	تجھے ایسے بشر سے محبت نہین
پری ہو تو کیا آدمیت نہین	لحاظ و وفا پاس الفت نہین	ہو تمہین ذرا آدمیت نہین
کہا اُسنے جب سُن لو دلکی لگی	کہا پھر کبھی آج فرصت نہین	کسی کی عیادت کرین خاک ہم
نہین اپنے مرنے کی فرصت نہین	نکلتی نہین جان کیون ہجر مین	کوئی میرے دلکی یہ حسرت نہین
تڑپتے کبھی آکے دیکھو ہمین	اُن آنکھون سے جنمین مروت نہین	شاپور شیردل نے دیکھا جون

تسلی پر ہی آتش عشق شعلہ ور ہی اب نصیحت سے چپ دشوار ہی ایسے دیوانے کو سمجھانا بیکار ہی بقول شاعر شعر مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھانے مجھے ■ یہ خیال کرکے شاپور نے عرض کیا غلام ابھی جاتا ہی پتا لگاتا ہی مگر حضور اپنے دلکو سنبھالین خاصہ تیار ہی نوش کرین غلام کو خوف ہی افشاے راز کا یہ سو دو سو ملازم جو ساتھ ہین اگر سرکار کو بیقرار پائینگے فوراً جاکر امیر بادشاہ کو خبر پہونچائینگے وہ متردد و متوحش ہوکر دوڑے آئینگے ایرج نوجوان نے کہا ای یار وفادار و ای مونس و غمگسار جو تیری خوشی مین خاموش بیٹھا رہونگا کچھ مُنھ سے نکالونگا مگر کھانے سے معاف رکھو لذت طعام خوان پر الوان حضرت عشق سے سیر ہون پانی کی خواہش نہین کھانے کی کاہش نہین یہ کہکر جلدی سے آنسو پونچھ ڈالے اور کہا بسم اللہ جاؤ جستجو کرو شاپور شیردل نے اُسی وقت لباس عیاری جسم پر آراستہ کیا سمت کا پتا پوچھا کہ وہ قاتل عالم کس طرف سے آیا تھا ایرج نے کلام کمال کہ سُنایا شاپور نے تقریر ایرج نوجوان سے تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر کھینچلی اور اُسی شب تیرہ و تار مین جستجو کرتا ہوا چلا اسکا حال آئندہ تحریر کیا جائیگا اب دو کلمہ اُس تو گرفتار زندان محبت و آشفتہ وادی اُلفت یعنی حال اُس مہ جبین مہر تمکین کا بیان کیا جاتا ہی اول تحریر کیا گیا ہی کہ فولاد فولاد شکن کوہی جو براے مددلقا آیا ہی اور باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اپنے ناموس کو اُتارا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اسکی دختر ہمیشہ سے شکار کی عادی ہی حصول فنون سپہ گری کی پیروی ہی اس کیفیت سے باپ اسکا ماہر ہی اسکی جرأت اور مرد کے نام سے نفرت بخوبی ظاہر ہی اُسی دن باپ سے

پوچھکر مع چند کنیزان خوش سیر برائے شکار صحرا مین آئی خود شکار ہوئی یعنی واسطے آہو کے
جاکر ایرج نوجوان سے بگڑنا اور ایرج کا اُسکو اُٹھاکر فرط محبت سے بیہوش ہو جانا اور اُسکا
قصد کرنا کہ اپنے کشتۂ تیغ ابرو کا علاج کرون سر اُٹھا کر زانون پر دھرون مگر آمد شاپور شیر دل دیکھکر
محجوب و شرمسار نالان و بیقرار و اشکبار حیران و مضطر اپنی کنیزون مین آکر پہونچی سب نے پوچھا
والی شکار کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش دل مین محبت کا جوش تصویر خیالی ایرج
نوجوان آنکھون کے سامنے پھر رہی دل سے کہتی ہی ہائے نہین معلوم اُس جوان رعنا پر
اس صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین کیا گذری ہوگی نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار ہے
یکہ و تنہا خدا نخواستہ دشمنون کے کان بہرے خاک تیرے مُنہ مین اگر کسی درندے کا گذر ہوا ہوگا
اُسکے دشمنون کو کھا گیا ہوگا وہ عیار نہین معلوم کون تھا اور راہ جاتا تھا ہائے تو کیون گھبرا گئی بدحواس
ہوکر چلی آئی کاش ایک چھینٹا پانی کا دیکر ہوش مین لاتی یا گل عارض پر اشک حسرت ٹپکاتی دل مین
پیچ و تاب اپنے اوپر عتاب کبھی گھوڑے کو روک لیتی تھی اور چاہتی تھی کہ اسی طرف جاؤن دور سے
دیکھ تو آؤن ہوشیار ہوا یا بیہوش پڑا ہی اگر ہوشیار ہوا ہوگا مجکو بے پردہ دیکھ چکا ہی یقین تو ہی
کہ وہ بھی میرے عشق مین بیقرار ہوگا مگر وہ تو خود معشوق طرحدار ہی خود سیکڑون اُسپر مرتے
ہونگے خدا معلوم کہان کہان پیغام و سلام ہوگا ای سیمین عذار صنوبر قد ایسے ہرجائی کا
خیال بیکار ہی نہین معلوم کس خاندان کا وہ عالیوقار ہی اسی پریشانی مین تا بہ در باغ پہونچی
گھوڑے سے اُتری اندر باغ کے آئی مگر طپش دل سے تپی حیران و پریشان حزین و مضطر بارہ دری
مین آکر سلاح جسم سے دور کیے تلوار کہین سپر کہین پھینکی لباس مردانہ دور کیا پوشاک زنانی زیب جسم
کرکے مسند پر سر جھکا کر بیٹھی دن تو طویل تھا بشکل کٹا اب شام فراق کا سامنا ہوا جب صیاد آفتاب
نے صیدگاہ صحرائے سبزہ زار جہان سے دام تار شعاع کو بہزار آب و تاب کھینچکر لپیٹا اور
طائر دل ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو گرفتار پنجۂ شہباز عشق دیکھ دانۂ ضیا بصد صفا اس مزرع
عالم سے سراسر سمیٹا اور بوجہ کسل راہ راحت کا مائل ہوا محل مغرب مین جلد داخل ہوا
اور فراش پیر فلک نے ردائے ظلمت شکارگاہ میدان بیابان دنیا مین بتعجیل تمام پھیلائی بوقت
مانند ابر تیرہ و تاریک تاریکی چھائی بموجب مصرع وہ تاریکی کہ ڈر جائے شب دیجور بھی

محیط عالم جہان ہوئی یکایک وہ حریق آتش فراق غریق لجۂ اشتیاق ایسی تاریکی کو دیکھکر گھبرائی
چہار جانب اندھیرا تھا ضیاے مہر بے مہر نے دنیا سے منھ پھیرا تھا وہ شب مثل دل کافر تیرہ
و تاریک تھی ظلمت پردۂ ظلمات مثال اس شب کی ٹھیک تھی فلک پر ماہ تابان نہ تھا رال
کا گولا عیان تھا سیارون کو چہرے یا گولیان کہون یا خال چہرۂ زنگی سے مثال دون چہار سمت
سناٹا ہو کا عالم دل پر ہجوم غم و الم بخت سیاہ کا سامنا آنکھون کے نیچے یاد زلف جانان مین اندھیرا
دل بیتاب مثل ماہی بے آب روح کو شکل گیسوے یار پیچ و تاب کنیزون نے شمع ہاے مومی و
کافوری روشن کین مگر شعلہ انکا خوف تاریکی شب سے بلند ہوتا تھا چراغ کے پھول نہ گرتے تھے
گویا اشک چشم سرمہ آگین تھے ملکہ نے گھبرا کر کنیزون سے کہا کہ باہر جاؤ کیا مجکو قیدی بنایا ہی
کیون گھیرا ہی کنیزین بھیانک ہو کر باہر گئین آپس مین کہتی تھین آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہی ایک
کہتی تھی بوا کسی کے یاد گیسو مین سودا ہو گیا ہی مین پہلے ہی تاڑ گئی تھی کہ
کسی کے تیر مژگان سے زخمی ہو کر آئی ہین مثل صید خائف بدحواس ہین ہوش اڑے
ہوے مضطر و پریشان ہو منھ پیڑا سے تھے چشم نرگسی مین آنسو بھرے تھے پھر پھر کسی کو
دیکھتی تھین ملکہ آج کسی پر ضرور مائل ہوئی کسی قتال کے تیغۂ ابرو کی گھائل ہوئی دوسری کنیزت
بولی اری چپ رہ ملکہ سن لیگی تو ناک چوٹی کاٹی جائیگی تو بدزبانی کی سزا پائیگی ہماری ملکہ بیچاری
بھولی بھالی عشق و محبت کی باتون کو کیا جانے اسکو مرد کے نام سے نفرت ہی آٹھ پہر فنون
سپہ گری مین بصد شوکت ہی سوسن تجکو بدزبانی کی بہت عادت ہی یہ سنکے سوسن قہقہہ
مار کر ہنسی کہا گوڑی تو کیا جانے ہم کھیلے کھاے ہین عشق کے مزے اٹھاے ہین اگر ملکہ کسی پر
عاشق نہوئی ہون تو دوہی لکھتی ہون دیکھو دو چار روز مین یہ حال کھل جائیگا ہمارا کہنا
پیش آئیگا پردے سے جھانک کے او نرگس دیکھ وے مثنوی پڑھ رہی ہین لیلی مجنون کا قصہ
اٹھایا ہی شیرین فرہاد کی تلاش ہی کنیزین تو اسی طرح بڑبڑا کر اپنی اپنی صحنچی مین جا بیٹھین مگر ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے جو تنہائی پائی دل کو غم و الم سے خالی کرنے لگی ٹھنڈی سانسین بھرنے
لگی بے اختیار ہو کر پکاری نظم

جس دن سے ہوئی تری جدائی
ای باد صبا سوے دلآرام
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
آوارہ ہون تیری جستجو مین

سرگشتہ ہون تیری آرزو مین | گھر بار تمام مجھسے چھوٹا | اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا

کبھی گھبرا کر کہتی ہی ای فلک کج رفتار و گردون غدار یہ کیا کجروی ہی ستارون سے مجھپر آنکھین نکالتا ہی ماہ تابان بھی مجکو آنکھ دکھاتا ہی

ابیات

جی مین ہی جا مین نجد کے بن مین
قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین | اور کبھی دیکھکر سوے افلاک
کہتی ہی سر پہ اپنے ڈالکے خاک
ای فلک تونے کیا کیا مجھسے | میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہی | چار پائے پلنگ کے مجکو
چار پائے درندہ ہین ابتو
ہم ہین اور غم ترا ہی کیا کیجیے | کون ہی کس سے حال دل کہیے
غرض یہ اشعار آبدار پڑھکر

بستر خواب پر تڑپ اور پھڑک رہی تھی کہ غنچہ دہن وزیرزادی باغ مین پھرتے پھرتے قریب بارہ دری کے آئی ہچکیان لینے کی صدا سُنی دوڑکر اندر بارہ دری کے پہونچی دیکھا کہ ملکہ زار مثل ابر نو بہار رو رہی ہی جان اپنی کھو رہی ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی وزیرزادی کو جو آتے دیکھا دُلائی مُنھ سے لپیٹ کر اپنے تئین پلنگ پر گرا دیا غنچہ دہن مُنھ پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ای ہی واری یہ حضور کا کیا حال ہی آئینہ دل پر کیون گرد ملال ہی ای ملکہ کدھر خیال ہی لونڈی کو تو ذرا آگاہ کیجیے سر کے نیچے ملکہ کے ہاتھ دیکر بہ شفقت اُٹھایا قدمون سے لپٹ کر رونے لگی اور عرض کرنے لگی واری ستہ بولیے زبان کھولیے جب غنچہ دہن نے بہت اصرار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر جھکا کر کہا غنچہ دہن جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو ہمکو نہ ستاؤ ہمارے کلیجے مین درد ہی بدن ٹھنڈا پسیکا ہی بدن سن سناتا ہی غش چلا آتا ہی غنچہ دہن نے عرض کیا واری اس بہانے کو مین نہ مانونگی مجھسے مفصل فرمایئے دلکی کلیہ حقیقت بتایئے ملکہ نے کہا تو ناحق اُلجھتی ہی بیمار ہونے مین کسی کا اختیار ہی اور دل کی یہ حقیقت ہی تنہا بیٹھنے سے رغبت ہی صحبت سے ہم جنسون مین نفرت ہی تو یہ کیفیت ہی سُن چکین جاؤ ہرچند غنچہ دہن نے کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے راز دل نہ بتایا آخر غنچہ دہن ناچار ہو کر ایک صحنچی مین جا بیٹھی ملکہ پھر تڑپنے لگی اور یہ غزل قمری کی زبان پر لائی

غزل

حسرتمین ہین شب تاریک ہی تنہائی ہی
عاشق زلف پہ پھرتے یہ بلا آئی ہی | کوئی مونس ہی نہ ہمدم ہی یہ تنہائی ہی | شب فرقت کی بلا سر پہ مرے آئی ہی
ضبط کرتا ہون تو دل سینے مین گھبراتا ہی | جان دیتا ہون مین اُس شوخ کی ہرجائی پر | صورت نقش قدم ہوگیا آخر پامال

چھوٹ کر تیرے قدم تیغ سزا پائی ہی
وصل ہے گر نہیں انکار ہی اچھا نہ سہی
آجکل خوب ہی اغیار کی بن آئی ہی
اہل اسلام سمجھتے ہین مجھے کافر کیش
گل شگفتہ ہین گلستان مین بہار آئی ہی
تیر دلدوز ہین دل کے یہ قطرے تجھ بن
آیا سحر نے منہ اپنا دکھایا نظم
سحر ترکانہ قصد این حشم کرد

ہم اسیرون کو غرض کیا جو کھلے باغ مین گل
بوسہ دینے کی بھی کیا تو نے قسم کھائی ہی
بوسہ زلف دوتا مانگتا ہون نہین جسیم
دل لگانے کی بہت سی یہ سزا پائی ہی
لے اس گل نے وہ عیب فقیجہ ہی دل
ابر غم ہی کہ فلک پر یہ گھٹا چھائی ہی
دم صبح کہ فرزندان انجم
دم گرگے نمود وگلہ رم کرد

دل تیرہ مردہ کے نزدیک خزان آئی ہی
پاس میرے بگڑ کر جو گیا ہی وہ گل
پھینکے زمانے مین جو دیوانہ ہی سودائی ہی
چھوڑ دے بلبل نالان کو خدا را صیاد
بعد مدت مری امید بر آئی ہی
تڑپتے تڑپتے جب دم لبون پر
شد اندر چشم یعقوب فلک گم
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اٹھی

مگر رنگ چہرے کا فق دل مین قلق اول غنچہ دہن وزیرزادی نے آکر سلام کیا چہرہ متغیر پایا تو
بھی بہت حال دل کی جستجو کی بہت وساجت پوچھا مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا
کنیزان ماہ رخسار وانیس جلیسین مصاحبین ہمراز ودمساز بھی گرد اگرد حاضر ہین کوئی آفتابہ لیکر
دوڑی کسی نے سنگاردان لاکر حاضر کیا لیکن ملکہ مثل تصویر خاموش کسی سے کلام نہین کرتی اسبات

ہون تصور مین ترے صورت تصویر لگی
جسم بےحس ہی مرا پیکر بیجان کی طرح
ہم پہ پروانے جتانے کو دیا ہی کاندھا
میرا تابوت چلا تخت سلیمان کی طرح
دل ہی دلمین سوز محبت سے شمع سان جلتی ہی ہڈی ہڈی آتش

عشق سے جلتی ہی یکایک غلغلہ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہ آپ کے والد نامدار تشریف لاتے ہین
اسقدر فولاد فولاد شکن کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے محبت ہی کہ بے دیکھے اسکو چین نہین
پڑتا ہی صبح کو خواب سے بیدار ہو کر پہلے بیٹی کو دیکھنے آتا ہی بعد اسکے دربار اپنا مین جاتا ہی ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے جو اپنے باپ کی آمد سنی ناچار کلی کرکے ایک چھینٹا پانی کا منہ پر ڈال لیا
ہر چند کہ بخوف افشائے راز عشق بہت اپنے کو آراستہ کیا مگر رنگ سے کو کیا کرے رات بھر مین
چہرہ غم سے ستا گیا ہی یا تو چہرہ سرخ وسفید تھا یا ظاہر ہوتا ہی کہ خون باقی جسم مین نہین ملکہ نے
جلدی سے آب روان کے دوپٹے پر سفیدہ لائی اوڑھی چوتہ کی سینے پر ڈال لی یا تو دستور تھا کہ
پیشوائی کو باپ کی جاتی تھی آج بارہ دری سے اترنے نہ پائی تھی کہ فولاد فولاد شکن آپہونچی
واسطے سلام کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی فولاد فولاد شکن نے بمحبت سر سینے سے لگایا بارہ دری

کی طرف چلا ملکہ چاہتی ہی باپ میرے چہرے پر نظر نہ کرے کبھی کنیزون کے آگے کبھی پیچھے اسطور
سے چلی مگر فولاد فولاد شکن نے مسند پر بیٹھکر آواز دی بیٹا سیمین عذار صنوبر قد ہمارے سامنے
آؤ ہم مشتاق ہین شکل دکھلاؤ اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ناچار سامنے آئی سر جھکاکے بیٹھی
ناگاہ نگاہ جو فولاد فولاد شکن کی چہرۂ بے نظیر دختر پر پڑی عجب کیفیت دیکھی جیسے وقت سحر چاند
کا چہرہ فق ہوتا ہی یا رخ شمع مائل بزردی یا جیسے پھول گلاب کا حرارت آفتاب سے کملا جاتا ہی
فولاد فولاد شکن نے بے اختیار ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگا لیا اور گھبرا کر پوچھا ای نور نظر پارۂ جگر راحت
جان باعث تسکین دل وجان آج تمھارا مزاج کیسا ہی ملکہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی کہ سینہ تمام
فولاد فولاد شکن کا اُسکے آنسوون سے تر ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا فولاد فولاد شکن طرف غنچہ دہن
کے متوجہ ہو کر پریشان ہوا کہ اے وزیر زادی یہ کیا معرکہ ہی غنچہ دہن نے عرض کی حضور
لونڈی اسقدر آگاہ ہی کہ شب سے صاحبزادی کے سر مین درد ہی صندل مین نے رگڑ کر لگایا مگر یہ
درد سر نہ گیا حرارت بھی باطن مین ہو گی خاصہ بھی رات کو نوش نہین فرمایا کنیز رات بھر جاگی
ہی اب اسوقت اُٹھکر بیٹھی ہین تپ بدستور ہوتی ہی یا اُتر گئی فولاد فولاد شکن نے پوچھا آخر سبب کیا ہوا
غنچہ دہن نے عرض کیا کل شکار کرنے سے تغیر مزاج کا ظاہر ہوا ہی اس طرف کا صحرا نہایت
خوفناک ہی پر از خس وخاشاک ہی آہو وغیرہ پر گھوڑا ڈالا پسینہ بھی آیا ہوا گرم لگے پر ہوا
نے جسم نازک پر تاثیر کی ہی ظاہرا یہی باعث ناسازی مزاج معلوم ہوتا ہی فولاد فولاد شکن نے
یہ سُنکر کہا بیٹا سیمین عذار صنوبر قد تمنے اس زمانے مین ورزش وغیرہ کم کر دی ہی یہی باعث ہی
نقاہت کا ابھی اُٹھکے اکھاڑے پر جاؤ ڈنڑ پیلو مگدر ہلاؤ دو چار جشنون کو نورد لاؤ ابھی بخار اتر جائیگا
درد سر بھی جاتا رہیگا ملکہ ان باتون پر بھی سر جھکائے رہی کچھ جواب نہ دیا فولاد فولاد شکن جانتا ہی
کہ بیٹی صاحب شرم وحیا ہی پھر غنچہ دہن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای غنچہ دہن تو تو خود صاحب
سلیقہ ہی صحبت عیش وجشن آراستہ کر و سامان ناچ راگ رنگ مرتب ہو شعلہ رخسار ڈومنی
کو بلا بھیجو وہ بہت گرما گرم ہی خوب نقلین کرتی ہی روتے کو ہنساتی ہی ایسا گاتی ہی کہ مطرب فلک کو
شرماتی ہی غنچہ دہن نے عرض کیا بہت خوب اُسی وقت غنچہ دہن نے ایک جشن کو حکم دیا
کہ شعلہ رخسار مع اُسکی مادر لالہ عذار کو مع ساز وسامان جلد لاؤ جشن بموجب حکم گھوڑے پر

سوار ہوکے اسطرف روانہ ہوئی فولاد فولاد شکن نے کہا ای سوسن پکار کر حبشن سے کہدے آمون
کے باغ کے پہلو مین شعلہ رخسار کا خیمہ ہی جب قریب پہونچے گی طبلے سارنگی کی آواز سے گی پتا
خبردار فراموش نہ کرنا وہین جانا کنیز نے بڑھکر حبشن کو بخوبی پتا بھی سمجھا دیا فولاد فولاد شکن بعد تھوڑی
دیر کے یہ کہکر اُٹھا کہ لو نور نظر اب ہم دربار خداوندی مین جاتے ہین پانچ چھ روز دعوت کے اور
باقی ہین اس سے فراغت پاکے طبل جنگی بجوادونگا ایک ہی دن مین خاتمہ کردونگا زبانی شیطان
درگاہ خداوند لقا کے سُنا ہی کہ حمزہ تو بڈھا ہوگیا ہی مگر دو جوان آج کل صاحب شوکت و لیاقت
لشکر حمزہ مین ہین نور الدہر بن بدیع الزمان و نور نگاہ قاسم عالیشان شاہزادہ
ایرج نوجوان معلوم ہوا کہ دونون کی تلوار کی دھاک بیٹھ گئی اگر ان دونون کو مارا تو لشکر حمزہ
کا قصہ پاک ہی اور ایرج نوجوان کا نام اس وجہ سے زیادہ روشن ہوا ہی کوئی طلسم
تھا موسوم بطلسم آئینہ اُسکو اسنے جاکر بڑی صفائی سے توڑ فتح کرکے آیا اُس روز شاید جنگ
مغلوبہ تھی چند کوہی ذلیل حقیر لشکر صاحبقران سے لڑ رہے تھے اور کوئی جادوگر بھی طرف
سے شہنشاہ افراسیاب جادو کے آیا تھا ساحر نے سحر کیا تھا مسلمان تباہی مین تھے
اُسوقت یہ جوان بصد شوکت و شان مع ساحران طلسم کے آیا یہ بھی مشہور ہی کہ بادشاہ
طلسم آئینے کی دختر اسپر عاشق ہوگئی تھی اُسنے ساحر بھی کچھ ساتھ کر دیے تھے اور کوئی تیغ
طلسمی بھی پاس تھا اسوجہ سے وہ ساحر بھی مارا گیا شاید کوئی گُرُو ہی بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا
اُسدن سے ملک جی نے ایرج نوجوان کی جرأت کی بڑی دھوم مچائی ہی اور زیادہ باعث
ایرج نوجوان کی تعریف کا یہ ہی کہ قدرت کا نواسا ہی نام ایرج نوجوان کا جو فولاد فولاد شکن کی
زبان سے نکلا بے اختیار ملکہ کے قلب کو تازگی حاصل ہوئی آنکھون مین روشنی آگئی حقیقت
مین دلکو دل سے راہ ہوتی ہی نام معشوق کا طپش قلب عاشق کو کھوتا ہی بقول شاعر دل را
بدل رہیست درین گنبد سپہر از سوے کینہ کینہ و دواز سوے مہر مہر • ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے خوش ہوکر باپ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا میرے اچھے ابا یہ کیسی بات
ہی مفصل فرمائیے یہ قصہ ضرور مجکو سنائیے کہ ایرج نوجوان قدرت کا نواسا ہی اور طرف
سے مسلمانون کے لڑتا ہی کیا خداوند نے اُسکو نکال دیا جو مسلمان ہوگیا ہی فولاد فولاد شکن

نے تیور پر بل ڈال کے کہا بعض بات ایسی ہی کہ زبان سے کہنا مناسب نہین ہی مشیت قدرت
مین کسی کو کیا دخل ہی نہین معلوم کیا کھیل کھیلتے ہین ہم لوگ ناحق مصیبت جھیلتے ہین بی بی
طولانی یہ حال ہی دفتر بالا باختر مین وقایع نگار نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران زمان ملک
عجم پر بھتے کوچک باختر فتح کر چکے تھے کسی وجہ سے قاسم نوجوان انکا پوتا دربند جالندر پر قید
ہوا الحان جالندری نے قید قاسم کی بخدمت خداوند زمرد شاہ باختری روانہ کی ہفت
دربند طی کرکے قید قاسم کی شہر باختر مین آئی سنتے ہین قدرت نے بڑا احترام کیا ناجداران
جلیل کو واسطے استقبال کے بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے سپہ سالار کا پوتا قید ہو کے آیا ہی ظاہر مین
حمزہ ہمکو برا کہتا ہی دل سے مطیع ہی ہمارے آگے اُسکا مرتبہ رفیع ہی آخر قاسم نوجوان کو بارا ے
قبطول بلایا اُس سرکش نے جمال خداوندی دیکھا مگر سجدہ نہ کیا قدرت نے حکم قتل دیا قدرت نے
ان لوگون کو طاقت بھی ایسی دی ہی کہ اُسنے قید آہن کو توڑ ڈالا گنبد گیتی نما مین لڑا آخر پھر گرفتار
ہوا قفس آہن مین بند کیا گیا قدرت نے بغیظ و غضب فرمایا اسکو لیجا کر چاہ ماران مین پھینکدو
ای خداوند تیری قدرت کے صدقے کبھی بندون پر تیرا غضب ہی کبھی رحم شریک حال ہوتا
ہی چاہ ماران مین پھکوایا آپ ہی نجات دی کسی فرشتے کو حکم دیدیا اُسے پنجرہ اُٹھا کر بالا ے
کوہ دو شاخ پہونچایا قفس توڑ کر وہ نکلا نور چکیدہ خالص قدرت ملکہ گیتی افروز دختر خداوند
مدت سے اُسپر مائل تھین تصویر اُسکے پاس تھی اُنکے باغ شبستان مین یہ باغی پہونچا اُنھون نے
باعزاز تمام قاسم کو باغ مین رکھا باغ شبستان سے شب کو یہ جوان آتا تھا لشکر خداوند پر
شبخون مار کر نکل جاتا تھا وجہ یہ ہی کہ قدرت کے بندے غافل بہت ہو گئے تھے اُنکی سرکوبی کے
واسطے قدرت نے اُسکو مقرر کیا تھا جب تو لاکھون سے اُبھر کر نکل جاتا تھا ورنہ لاکھون سے
کوئی اکیلا سوا ے ما بدولت کے لڑسکتا ہی قدرت تو تقدیر کر چکے تھے آخر ملکہ گیتی افروز
ساتھ قاسم کے نکل گئین اُنکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوا ہی بس قدرت کا نواسا ہی
یہ ہم کیونکر کہین کہ وہ خدا ے نادیدہ کی پرستش کرتا ہوگا اس پردے مین کچھ اسرار ہی
ہمارا مشیت خداوند مین دخل دینا بیکار ہی یہ تقریر دلپذیر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
خوب متوجہ ہو کر سنی ہنستی جاتی ہین جہان کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا پوچھتی جاتی تھی فولاد فولادشکن

کہتا جاتا تھا کہ بی بی جسقدر مین نے سُنائے کہدیا مفصل تو شیطان درگاہ خداوندکو خوب یاد ہی
مسلمانون کی ایسی کہانی بیان کرتا ہی جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر سنا کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
عرض کیا ای بابا جان یہ کتابین کہان ہین جسمین مسلمانون کے حالات لکھے ہین فولاد شکن نے کہا
بیٹا مین کیا جانون مین مرد سپاہی کہان واہی تباہی پڑھنے کی فرصت کہان اتنی دیر کے واسطے
تمھارے پاس آیا کشتی لڑنا موقوف رہا ہان مقدمہ کتب مین بختیارک سے دریافت کرونگا
تمھارا کیا مطلب ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کی یہ دلچسپ ہی راتون کو پڑھوا ینگے
سب ملکر سنینگے ہزار باتین جھوٹ ہونگی ایک تو سچ ہوگی اوسکے علاوہ جھوٹ سچ کے ذکر جرأت تو
بہادر کو سننا ضرور ہی کئی برس کا عرصہ گذرا کہ جب حضور نے شاہنامہ پڑھوایا تھا آپ کی کنیز
کو سب لڑائیان رستم کی یاد ہین یہ بھی کتابین تلاش کرکے ضرور لیتے آئیے گا فولاد شکن
وعدہ کرکے اُٹھا اور بیرون باغ آکر گینڈے پر سوار ہوا برائے ملاقات سلیمان عنبرین مو کے ہی
چلا غنچہ دہن نے دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو باپ سے باتین کین چہرہ سُرخ ہوگیا ہی
کسی قدر تغیر رفع ہوگیا ہی غنچہ دہن نے کسی قدر جو ملکہ کو شگفتہ پایا دسترخوان بچھوایا کھانا منگوایا
قسمین دیکر منت وسماجت دو ایک نوالے کھلائے جب زیادہ کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
جواب دیا غنچہ دہن تیرے سر کی قسم ابکا لی چلی آتی ہی بس دسترخوان اُٹھاؤ زیادہ نہ پریشان کرو
بموجب ارشاد ملکہ دسترخوان اُٹھ گیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ہاتھ دھوئے گلوری نک
نہ کھائی مسند زرین پر خاموش آکر بیٹھی غنچہ دہن شعلہ رخسار و لالہ عذار کے انتظار مین
ہی کہ کاشکین جلد آئین کچھ گا ئین بجائین ملکہ کے سب ملال رفع ہون یکا یک حبشن نے آکر خبر دی
کہ لونڈی شعلہ رخسار و لالہ عذار بے خبر آئی سامنے پہلی منگائی تھی لباس وغیرہ تبدیل کر رہی
تھین حاضر ہوا چاہتی ہین غنچہ دہن نے چپکے سے کہا کہ حرامزادی اپنے ساتھ نہ لائی اُسنے عرض
کی حضور پہر بھر مین وہ لباس پہنتی ہین زیور پہننے کو تو عرصہ چاہیے اُسکے ٹھٹے سے آپ آگاہ نہین
ہین قوم کی ڈومنیان ہزارون روپیہ پیدا کرتی ہین بڑے بڑے سردار زادے بلاتے ہین انکو
فرصت کہان ملتی ہی یہان کے نام پر پڑ جاتی ہین حضور کے یہان سے تو تنخواہ مقرر ہی بیٹھے کوٹھے
چڑھتی ہی مستی انکی دن بدن بڑھتی ہی بی شعلہ رخسار کا تو آج کل بازار حُسن گرم ہی نہ حیا ہی نہ

شرم ہی مردانی صحبتون مین جاتی ہین ساتھ ساتھ پھر وہان سے نہین آتی ہین مین نے ابھی جاکر
جگایا مان بیٹی پڑی ہوئی سو رہی تھین اُنھین تو مین نے دیکھا ملی کری جا بجا سے سکی ہوئی آ
اُٹھی ہین سامان کر رہی ہین غنچہ دہن یہ سُنکے خاموش ہوئی خدمت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کے آئی عرض کی کنیزین حاضر ہوا چاہتی ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ٹھنڈی سانس بھر کے
کہا غنچہ دہن تجھے سودا ہوا ہی والد کے سامنے مین منع نہ کر سکی تو نا حق سنونگی میرا دل نہین چاہتا
ہی بموجب شعر کیا ہنسے کیا خاک کرے رو سکے ۔ جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ۔ غنچہ دہن
نے عرض کیا واری ابتک آپ نے مجھسے حال دل کا مفصل نہ کہا کیا سبب ہی جو جی ٹھکانے
نہین ہی ملکہ نے کہا ای غنچہ دہن یہ حال جیسے نہ پوچھو خیر تمھاری خوشی کا سون حرامزادیون کو
آنے دو تم سب مجھکو سُنتا یہان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اس گفتگو مین چھوڑیے لیکن دو کلمہ
مہترین مہتران عالم عیار کامل مہتر شاپور شیر دل خبر ہوتے ہین کہ یہ جب ایرج نوجوان کو تسکین
دے کے براے جستجوے مطلوب ایرج نوجوان روانہ ہوا تھا حیران و پریشان کہ ای شاپور مین
کہان جاؤن کیونکر اُس طائر عنقا کا پتا لگاؤن یہ بھی ضرور خیال ہی کہ اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا نشان
محبوب بھی نہ پاؤنگا تو وہ سوختۂ آتش دوری و افروختۂ شعلۂ مہجوری اپنے تئین ہلاک کریگا جب
والد نامدار تشریف لائینگے غصے مین فرمائینگے بیٹے حمزہ کے ساتھ کیا کیا کام کیے جان کہین ہمارا آقا عاشق
ہوا ایک دن بھی بیقرار رہنے نہ دیا فوراً تلاش کیا تجھسے اتنا نہو سکا کہ اپنے آقا کی معشوقہ کا پتا لگاتا
اپنی جان مٹاتا عمر بھر ایسے ایسے طعن و تشنیع سُننا پڑینگے بھائیون مین ذلیل رہینگے علاوہ ذلت
و رسوائی کے خدا نخواستہ اگر آقاے نامدار ہواے قدر شناس پر کوئی اُفتاد پڑی زندگی بیکار ہی
پھر لشکر والے سیہ دکھائینگے اُنکے فراق مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے وہ تو یہ پرورش فرمائین کہ
غلام کو اپنا بھائی بنائین اور اُنکی ایسی مشکل مین کام نہ آئین دل سے یہ باتین کرتا ہوا پھرتے پھرتے
سحر ہو گئی وہ شب تیرہ و تار یک بسر ہوئی آخر ناچار ایک مقام پر آیا جھیل سامنے تھی منھ ہاتھ دھو
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا خدا سے دعا کر رہا ہو کہ ای رہبر کامل پردۂ غیب سے کوئی سامان ایسا
مہیا کر نشان محبوب آقاے نامدار حاصل ہو اسی فکر مین مصروف دعا تھا کہ یکایک تیر دعا ہدف
مراد پر پہونچا ایک جانب سے گرد اُڑی دیکھا اک بہلی جوڑی رنگا و کی نہایت معقول جنگون پر بیلون

کے غول چاند نکلے چڑھے ہوئے جھولیں زربفت کی پشت پر گھوڑوں سے زیادہ روی میں تیز تر آرہے
ہوئے چلے آتے ہیں اور اُس جلو میں ایک نازنین پری تمثال جوان خوشرو اُسکی پشت پر
دوسری کہ سن اُسکا قریب چالیس برس کے ہوگا مگر گوری رنگت دونوں لباس عمدہ پہنے ہوئے
زیور معقول جسم پر آراستہ طبلہ سارنگی ایک سمت رکھے ہوئے جسکا سن زیادہ ہے وہ کہتی ہوئی
آتی ہو کہ اے بیبی شعلہ رخسار یہ تیرے ناز اور تساہل ایک دن ذلیل کرائینگے غضب ہوا دن
چڑھ گیا ملکہ خفا ہوتی ہونگی کئی دن کے بعد تو آج یاد فرمایا تو نے بناؤ سنگار میں اتنا عرصہ لگایا دیکھیے
آج کیا ہوتا ہے وہ جوان عورت ساتھ والیوں سے کہتی ہے ای جان کو سودا ہوا ہے آٹھ پہر یونہیں
بڑبڑایا کرتی ہیں کیا میں کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی لونڈی ہوں خفا ہونگی تو کیا ہوگا
نوکری نہ کر رکھیں مجھے پروا نہیں ہے میرے بہت قدر دان ہیں جب جاؤ دو دن آئے نہ پاؤ
فقط ای جان کے ڈر سے جاتی ہوں ورنہ میری پاپوش بھی نہ جاتی اگر کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
مجھسے کہینگی تو جواب دونگی کہ بی بی اپنی زبان سنبھالو کلمہ سخت و سست مجکو نہ کہو میں ایسی نوکری سے
باز آئی یہ جو باتیں جسکا سن زیادہ ہے اُسکے کان میں پڑیں اپنا منھ پیٹنے لگی کہ اری شعلہ رخسار
دیکھوں تیری آتشخوئی کیا رنگ دکھاتی ہے یہ ہماری پرانی سرکار ہے اسی در دولت سے ہمارا غرور
وقار ہوا ہے ان مردودوں کی چاہتیں دو دن کی ہیں جب جوبن ڈھلیگا باغ حسن میں خزان
آئیگی پستی دماغ سے اُتر جائیگی کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا یہ چونڈا بھی دھوپ میں سفید کیا ہے بڑے
بڑے چاہنے والوں کو دیکھ لیا ہے کبھی ہم بھی جوان تھے حسن کی بہار تھی گل رخسار کے سیکڑوں بلبل
تھے شمع جمال کے ہزاروں پروانے تھے کوئی اپنا گلا کاٹتا تھا کوئی سنکھیا کھاتا تھا کوئی اپنی چاہت
دکھاتا تھا کوئی صاحب کہتے تھے بی لالہ عذار تمہاری محبت میں ہمارا دل داغدار ہے ہم اسی
طرح ہمیشہ چاہینگے عمر بھر نباہینگے دوستانی بتلا تو اب اُنہیں سے کوئی بھی آتا ہے بلکہ دور سے
دیکھکر منھ پھیر لیتے ہیں بات کرو تو جواب نہیں دیتے ہیں یہ مردوے عاشق ہیں اپنی غرض
کے بندے ہیں جب اپنی غرض نکل گئی نشہ اُتر لیا ہوشیار ہوئے بس چل دیے اری جہانتک
ہوسکے ان لوگوں کو اشتیاق میں رکھے ہاتھ نہ لگانے دے تو کچھ لپٹ ہے ہزار بندگی ڈھلی پھر ہمیشہ
ذلیل رہیگی دیکھو تو ہماری نصیحت گوش ہوش سے سنو اس وقت میں جہانتک ہوسکے چار

پیسے پیدا کرلو یہ جوانی چلتی پھرتی چھاؤن ہی جو اسوقت پیدا کرلوگی بڑھاپے مین کام آئیگا پیسا اپنی
گانٹھ کا یار اپنے ساتھ کا مثل مشہور ہی ابھی ہماری باتین بُری معلوم ہوتی ہونگی مرجین لگتی
ہونگی مین دیوانون کی طرح بک رہی ہون نگوڑی ٹکر ٹکر منھ دیکھتی ہی بات کا جواب نہین دیتی
اتنا منھ سے نہین نکلتا کہ ای جان اب ایسا ہی کرونگی مردون کو لوٹونگی ہماری پاپوش سے ہماری
تو یہی مثل ہی بقول شخصے گذر گئی گذران کیا جھونپڑی کیا میدان میرا پھانا چاہنے والا تیرا باپ
بیچارہ اُسی طرح خدمت مین حاضر ہی پانی بھرتا ہی اپنا گھر بار چھوڑکے بال بچون سے منھ موڑ کے
میرے یہان پڑا رہتا ہی کیسے کیسے ظلم سہتا ہی اُسکی جورو جور کی صورت ہی میری خاطر سے اُسے
آنکھ بھر کے نہین دیکھتا ہی یہ باتین شاپور شیر دل نے سُنی دلمین خیال کیا کہ بیشک کہین گانے
والی ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ قوم کی ڈومنیان ہین گھر گھر جاتیان ہین ای شاپور کیا تعجب ہی کہ اسی ذریعہ
سے فضل الٰہی شامل حال ہو دور دل کا رنج وملال ہو مگر بہروپی مین کیا تدبیر کرون دونون
مین ایک کو کسطرح لون اس سوچ مین تھا کہ بقدرت پروردگار وہ بڑھیا اُسی نخل کے سایے مین
آکر ٹھہری شعلہ رخسار نے کہا ای جان ذرا پیشاب کرلون لالہ عذار نے کہا اری مستانی یہ
مثل ٹھیک ہی کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی دیکھو صاحبزادی ابھی ہنسنے پھر کر پھرایا ہی اسکا یہ ظہور ہی
گھر سے یا تو نکلنا دشوار تھا اب چلی ہین تو راہ مین ہگنا موتنا یاد آیا ہی شعلہ رخسار نے کہا ای جان
میرا پیشاب نکلا جاتا ہی تم تو ہر بات مین جھگڑتی ہو ہوا سے لڑتی ہو تمہاری کامین نے میرا
سر پھرا دیا انکے مارے بھنی موتنی بند ہوئی ہی یہ کہکر لٹیا ہاتھ مین لیکر پائنچے سنبھالکر بڑھیا سے کود پڑی
ایک زرخیز نخل کی جانب چلی لالہ عذار نے کہا ہی مین اپنا سر پیٹ لونگی اس چھوکری کے
واسطے جان دونگی یہ جنگل کا سناٹا ابھی کچھ ہو جائے تو مین کیا کرون بات نہین مانتی بڑی ضدن ہی
لالہ عذار بکا کی لیکن شعلہ رخسار جنگل مین گھس گئی شاپور نے اپنے دلمین کہا خدا نے اپنا
فضل کیا اب اسکو بیہوش کرو اور اسکی شکل بنو دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ سوچتا ہوا آگے
بڑھا شعلہ رخسار کی پشت پر آیا جیسے ہی وہ پیشاب کرکے اُٹھی ازار بند باندھنے لگی
شاپور شیر دل نے کمند ماری گرتے گرتے حباب بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوئی شاپور شیر دل
نے بتعجیل تمام لباس اور زیور اُسکا اُتار لیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈال دیا اور خس سے

مختفی کردیا اور رنگ روغن عیاری کا لگا کے جلد تر شعلہ رخسار کی شکل بنکر تیار ہوا اور ادھر جو ہوا
لالہ عذار بہلی سے بیٹھی ہوئی کود پڑی اور کہتی ہوئی چلی آرہی ہی مر گئی ہی کہیں سایہ سک ہو جائے
بھوت پریت نہ لپٹ جائے شاپور کی جو شکل شعلہ رخسار بن چکا تھا فورا آواز دی ای جان
تم بھی یہاں آؤ ایک تماشا دیکھو سانپ اور نیولا لڑ رہا ہی اے لو سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولا اکھڑا تا
ہوا بھاگا ہی ایک پتی کھا کر پلٹا سانپ کو مار ڈالا لالہ عذار ہنستی ہوئی قریب پہونچی ایک دوہتڑ مارا
کہا اری آگ لگے سانپ اور نیولے کو چل بہلی پر سوار ہو گی کہ نہیں شاپور نے ایک قہقہہ مارا اور
کہا ہم اس جنگل میں آج گاڑیں گے ہم جنات کے بادشاہ ہیں بہت روپیہ دینگے جانی تسے آشنائی کرینگے یہ کہکر
آپ ہی چٹکیاں بجا کر گنگنایا پھر چپ ہو گیا لالہ عذار پیٹنے لگی اری ساتھ والیو دوڑو میری بچی کو
کیا ہو گیا وہ سب بدحواس ہو کر دوڑیں آکے دیکھا شعلہ رخسار چپ کھڑی ہی یہاں بیٹھی ہی وہ کچھ
جواب نہیں دیتی ہی ساتھ والیوں نے کہا بی لالہ عذار تمکو تو سودا ہی خاصی بھلی چنگی ہیں ناحق
گھبرائی ہو فال بد منہ سے نکالتی ہو کیسا نگوڑا بھوت پریت لالہ عذار نے کہا تمنے نہیں سنا ابھی
کہتی تھی کہ میں جنات کا بادشاہ ہوں اس جنگل میں گاڑوں روپیہ بہت سا دینگے یہ سنکے وہ بھی سب
گھبرائیں قریب آکر پوچھنے لگیں کیوں بی بی کیسا مزاج ہی بادشاہ جنات کا کہاں ہی ہم گاڑنے
ہیں لاؤ روپیہ دو لاکھ لاکھ سب پوچھتی ہیں مگر وہ مثل تصویر خاموش ہی نہ منہ سے بولتی ہی نہ حرکت
کھیلتی ہی کوئی بلائیں لیتی ہی کوئی صدقے ہو کر جان دیتی ہی اور کہتی ہی ارے بی بی ابھی کیا تھا کیا
ہو گیا سچ ہی بزرگوں کا قول سچ ہی گھڑی میں گھڑیال ہی ایک دم میں بھونچال ہی ہی اب کسکے ساتھ گانینگے
شتاق تڑپ تڑپ کے مر جائینگے شاپور یوں چپ ہی گویا منہ میں زبان نہیں دلمیں کہتا ہی حرامزادیو
پچھتا کر بیٹا کرو ہم پڑھے ہوئے جن ہیں اپنی عیاری سے خوب مطلعن ہیں مر بھی جاؤ گی تو منہ سے
نہ بولینگے جہاں موقع ہوگا وہاں زبان کھولینگے آکر سبھوں نے گود میں اٹھا لیا بہلی پر لا کے بٹھایا
یہ صلاح ہوئی کہ ملکہ کے پاس لیچلو وہ پڑھی لکھی ہیں فال تعویذ بھی جانتی ہیں کہ جانتی ہو گی یہ سوچکر
گاڑی بان سے کہا ارے جھڑو سے بہلی جلد بڑھا دیر نہ کر تا بدر باغ جلدی پہونچا میری چودہ
برس کی کمائی برباد ہوئی ہی جب چمک کر میرے سامنے آئی تو بے اختیار زبان پر یہ شعر قمر
کا آتا تھا شعر چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تیر چھٹنے لگتا ہی مہ چار دہ پورا ہو کر ہالے

مین تو تصدق بھی اُتار چکی انکی سلامتی کی روز نذر و نیاز کرتی تھی آج کس ساعت نحس مین گھر سے
نکلی یہ آفت سامنے آئی ای خداوند لقا میری بچی کو صحت دے تیرا رتجگا کرونگی سلامتی گاؤنگی
شہر کی سب ڈومنیان بلاؤنگی لالہ عذار یہ کہتی ہوئی روتی پیٹتی بہلی پر چلی جاتی ہے کہ سامنے سے لشکر
فولاد و فولاد شکن معلوم ہوا دیوار باغ سلیمان عنبرین سے کوہی نظر آئی دیکھا کہ گرد باغ کے فوجین
اُتری ہوئی ہین کہین قواعد ہو رہی ہے کہین اکھاڑا گرم ہے کوئی کشتی مین مصروف ہے انکی بہلی
بیچ مین سے جو نکلی کیدان رسالدار گھنگھارے آوازہ کسنے لگے کوئی پکارا میان جانے والے
ذرا جوانون کی سمت بھی آنکھ اُٹھاؤ ایک پکارا ہائے کیا انکھڑیان ہین ایک بولا قیامت کی
چتون ہے ہائے تیر مژگان کلیجے پر پڑا اسے بھائی دوڑو مین تو زخمی ہو گیا یہ باتین جو لالہ عذار نے
سنین گالیان دینے لگی اسے بھڑوو میری بچی کو تم لوگون کی نظر کھا گئی جن کا سایہ ہو گیا بہت جوان
یہ سُنکے قریب بہلی کے آ گئے اور پوچھنے لگے کہ کیون بی لالہ عذار خیر تو ہے ہم تو تمھاری صاحبزادی کے
دعاگو ہین مفصل کہو کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لین لالہ عذار نے رو کر کہا کسکو بتاؤن
آفت آسمانی آئی ہے یون پانی کا سا تھا سب جوان تسکین دینے لگے بی لالہ عذار نہ گھبراؤ خداوند
لقا موجود ہین اُنسے جا کہین گے وہ بھوت پریت دیو جن کو ایک اشارے مین قید کر لینگے بلا ایسی
باتون کے واسطے تو خداوند زمرد شاہ باختری کافی ہوگا اُسی کا کوئی بھائی بھتیجا ہوگا لالہ عذار نے
کسی کی بات کا جواب نہ دیا در باغ پر اُتری محلدار بی لذت کرسی پر بیٹھی تھی لالہ عذار سے بہنایا
بھی ہے دودھ چاول ساتھ کھائے ہین دیکھتے ہی پکاری اخّاہ کہان تھی جب دس پیغام جائین تب
گھر سے نکلتی ہے بڑی مغرور ہو گئی ہے بھلا اب ہم سے کاہیکو آنکھ ملاؤگی یہان کیون آ گئی دھگڑون
سے فرصت کہان لالہ عذار دوڑ کر لپٹ گئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ بوا لذت مین لٹ گئی اپنی بھانجی
کا تو حال دیکھو کیا ہو گیا گھر سے اچھی خاصی چلی تھی راہ مین فقط پیشاب کو اُتری تھی نہین معلوم
وہان کونسی بلا نازل ہوئی میری بچی چپ ہو گئی ہے بی لذت محلدار نے تو لالہ عذار کو چھوڑا
جھپٹ کر قریب شعلہ رخسار کے آئی پوچھا کیون چھوکری کیسی ہے بات کیون نہین کرتی ہے شعلہ رخسار
نے کہا کہ ہم اب جائینگے ہماری شادی ہے اب تو بی لذت یہ سُنکے دہل گئین بہت سی کنیزین
یہ غل و شور سنکر باہر آ گئین پوچھنے لگین کہ کیا ہے کہا ہوا لذت نے کہا ارے شعلہ رخسار پر

جن چڑھ بیٹھا ہو عجب عجب باتین کرتی ہو کنیزین بعد بعد دوڑین باغ مین سامنے ملکہ کے آئین یہان
ملکہ سیمین عذار خاموش سر جھکائے یاد محبوب مین بیٹھی تھی یکایک کنیزین دوڑتی ہوئی آئین کہا
حضور شعلہ رخسار کو کچھ ہوگیا دروازے پر چپکی کھڑی ہو کسی سے بات نہین کرتی لذت گلعذار
نے جو بہت پوچھا کہا کہ ہم جائینگے ہماری شادی ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا جاؤ ہمارے
سامنے لاؤ بھوت پریت جن دیو کیا کسی رنج و ملال مین ہوگی ہم پوچھ لینگے کنیزین چلین یہان
دروازے پر عورتون کا ہجوم ہوگیا ہی چاؤن چاؤن کر رہی ہین جیسے بروقت بسیرے کے چڑیان بولتی
ہین ان کنیزون نے آکر سب کو ہٹایا پکار کے کہا بی لالہ عذار چلو تمہاری بیٹی کو ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد بلاتی ہین لالہ عذار نے ہاتھ پکڑ کر کہا بی بی چلو ملکہ یاد فرماتی ہین شعلہ رخسار چل نکلی گرد عورتون
کا ہجوم جدھر شعلہ رخسار نگاہ اٹھا دیتی ہی سیکڑون عورتین بعد بعد بھاگتی ہین کوئی چمن مین گری
کوئی پرکھتی ہوئی بھاگی ای ہو دیکھو مجکو کس نگاہ سے گھورا ہی شیر کے تیور ہین بیشک جن کا سایہ ہوا
مجکو یقین آگیا ہماری پڑوسن کے بھی سر پر ایک جن آتا تھا غضب کی باتین بتاتا تھا بری رنگین
بھری الائچیان جو مانگو دیتا تھا آخر چند دن مین مر گئی کسی ملا سیانے سے کچھ نہو سکا ویسی ہی آنکھ اسکی بھی
چہرہ سرخ ہی بس ہوا چند دن مین شعلہ رخسار کو یہ جن لیجائیگا ایک نے کہا چپ رہ خیلا دیوانی
ہواری ایسے پوچھ کہ خجل خجل پھرتے ہین نہ کسی دیو کو نہ کسی جن کو نہ بھوت پریت کو دیکھا یہ سب ڈھکوسلے
ہین شعلہ رخسار فیلمائی ہی یہ بھی ایک بات ان کے ڈرنے کے واسطے بنائی ہی کہ ہاے دلہ
ہو صدقے چلے اترین ہین خود ایسے فریب کر چکی ہون میرا میان بڑا بد مزاج تھا کہین نکلنے نہ دیتا تھا
اور زمانہ میرا جوانی کا تھا جو ٹھانے دل بھی چاہتا تھا چار گھڑی مین پھرین چار مردون کو دیکھین
اپنے تئین دکھائین جوانی کے مزے اٹھائین وہ نگوڑا آٹھ پہر دروازے مین قفل لگا کے جاتا تھا
ہوا کا بھی گذر نہ تھا بس مین نے ایک دن سر کھول کے کھیلنا شروع کیا دیوار و در مین ٹکرین مارین
وہ میانیان جٹھانیان ساس پیٹنے لگین کہ ہی ہی میری بہو پر کوئی چڑھ بیٹھا محلے والو دوڑو دہری
داد کو پہونچو ارے کسی ملا سیانے کو بلاؤ تمام گھر عورتون سے بھر گیا مین دو تین ٹکرین مار کر چپکی
ہو کے بیٹھ رہی سب نے پوچھنا شروع کیا میان کون صاحب ہو مین نے کہدیا شیخ سدو ہون یہ
تو میری معشوقہ ہی لیکن اسکے میان کو مار ڈالونگا کیونکہ ہمارے قالب پر بدو ظلم کرتا ہی اس عورت

مین ہمارے میان سور کھ بھی آگئے انھون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گئے مان انکی دوڑکر ان سے
لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بیٹا اب جورو پر ہاتھ نہ اٹھانا وہ حضرت شیخ سدو کا قالب ہی ہمارے بزرگو نکا
گھر نہ ناس کر چکے ہین بس پھر تو ساس صاحب نے بگاڑ دیا کڑاہی کی اس دن سے میان میرے ہکے بکے
غلام ہوگئے جہان ذرا شرارے مین نے کہا شیخ جی سے کہدونگی بس وہ ہاتھ جوڑنے لگتے تھے بس اہا
آسدن سے گھر مین دھاک بندھ گئی ویسا ہی اس شعلہ رخسار نے بھی تھوڑہ بنایا ہوگا مان پیٹو
ڈالنا منظور ہی کنیزون مین تو یہ باتین ہوتی تھین مگر شاپور شیر دل اگر سامنے ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد کے پہونچا چپکا کھڑا رہا سلام بھی نہ کیا مگر بحجبی بنگاہ غور دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا عجب
ہی کہ جسنے متاع صبر وقرار میرے آقا کا لوٹا ہی دل لے لیا ہی وہ یہی ہو تو کیا دور ہی مگر حقیقت
مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد شعلہ رخسار حسن وجمال مین بیمثال ہی آقائے نامدار کا تڑپنا بیجا
نہین ہی شعر جسپہ مٹتی ہو وہ یہی جانے ؎ جو کہ بے درد ہو وہ کیا جانے ○ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے جب دیکھا کہ شعلہ رخسار سامنے کھڑی ہی قبضہ پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ کیون شعلہ رخسار
یہ کیا مکر کی بڑھیا ان کو کیون رلاتی ہی بڑھاپے مین ان کو ستاتی ہی اور آج ہمارا ابھی ادب اور
قاعدہ بھولی سلام تک نہین کرتی ہم کیا تیرے سلام کے محتاج ہین عنایت لقاے خود صاحب
تخت وتاج ہین خیر اسی مین ہی کہ بیٹھ جا ورنہ ایک طمنچہ مارونگی کہ سر گرد کھاتا پھریگا تو نے مجکو بھی
اور کوئی بنایا ہی مین دم بھر مین جڑ سے لیے اسے کہ ہوشیار بنا دیتی ہون ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے جا اس طرح غصے سے کہا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا شاپور خوف سے تھر تھر کانپنے لگا جلدی
سے بیٹھ گیا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے لیکن چپ بیٹھا رہا اور بغور جو ملکہ کو دیکھتا ہی تو چہرے
پر آثار حضرت عشق کے ہویدا اور عظاہر حسن شل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہی بات بات مین
ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی مگر اسوقت آپے مین معلوم ہوتی ہی کہ بہل گئی ہی باتین کرتی ہی گر چہ کتنا ہی
ادھر دیکھتی ہی کبھی ادھر دیکھتی ہی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری شعلہ رخسار
تو بنظر غور دیکھ رہی ہی مگر ملکہ نے پھر کہا کیون شعلہ رخسار ہماری بات کا کچھ جواب نہ دیا کیا ہمین بھی
دیوانہ بنایا ہی باتین کرو اپنے دل کا حال بیان کرو جب شعلہ رخسار اس تاکید پر بھی نہ بولی تب
لالہ عذار نے کہا واری آپ الگ رہین بیمروائی باتین کرتی ہی جنگل مین پیشاب کو گئی تھی وہین سے

یہ خرابی ہوئی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا دیکھو ہم بتائے دیتے ہین چونکہ عشق مین خود بھی
دل مین اپنے کہتی تھی کہ ای سیمین عذار صنوبر قد مثل تیرے شاید یہ بھی کسی پہ عاشق ہوئی ہی میری
طرح کشتہ تیغ ابرو اسیر طرہ گیسو ہو گئی ہی معشوق تک رسائی غیر ممکن ہی اور تو کچھ بن نہین پڑتا چپ
ہو گئی ہی حضرت عشق کے تو نرالے کارخانے ہین بموجب نظم

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال
ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
کہین یہ خون کی حکایت ہی
گہ نشان اسکو داغ کا پایا
گہ پتنگا چراغ کا پایا
کہین طالب ہوا کہین مطلوب
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

اس آنکھ بہر مین کیا کیا مزے اٹھائے چاہ یوسف کی زلیخا کو کنوین
جھکائے نہین معلوم لیلی نے اپنی عمر کیونکر کاٹی شیرین کی جان شیرین پر غم فرہاد مین کیا گذری فرہاد سے
آخر ضبط نہو سکا تیشہ سر پر مار لیا شعر فرہاد چون تیشہ بر سنگ بزد تیشہ بہ گفت باندیشہ سنگ
آمد سخت آمد آخر سر پھوڑ کے مر گیا جب جان گئی تو یہ سعادت مندی حاصل ہوئی کہ فن
عشق مین کامل کہلائے عشق خانہ خراب کو آگ لگے محبت کرنے والا اجاڑ مین پڑے مگر ایسے
کیا لذت ہی کہ دل ہی دل مین شعلہ رخسار مزے اٹھاتی ہی زبان پہ نہین لاتی ہی یہ سوچکر کہا لالہ عذار
تم گھبراؤ شعلہ رخسار کو ہمین چھوڑ دو ہم انکا علاج کر دینگے ہاسپاتا طبیب حکیم جو مناسب ہوگا
بلا لینگے یا نہ بلائینگے اسکو صحیح و سالم تمھارے حوالے کر دینگے دو ایک دن یہان رہیگی اچھی ہو جائیگی
لالہ عذار نے کہا واری ایسا نہو کچھ حضور کو خلل ہو جائے تو آپ کے والد نامدار میری ناک چوٹی
کاٹینگے سب صاحب کہینگے آسیب زدہ کو ملکہ کے پاس کیون چھوڑا ابھی آپ کا بھی نام خدا لڑک
پنا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی ہان اتنا ہی کہ آپ پڑھی لکھی ہین آپکی چار آنکھین ہین ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے جواب دیا کہ تجھے ان باتون سے کیا مطلب ہی ہم اسے سمجھ گئے ہین دوا اسے صحت
کھلا دینگے جلد اچھی ہو جائیگی تشخیص عارضے کی ہو گئی ہی اب اچھا ہونا اسکا کیا مشکل ہی کل تجھے
پٹر پٹر باتین نکرے تو ہمکو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نہ کہنا شاپور شیر دل یہ باتین سنکر اپنے دل مین
حیران ہو رہا ہی کہ خداوند خیر کرنا دیکھیے کیا علاج کرتی ہی فال عالم ہو کہین ایک ہاتھ تلوار اسکا نہ
اس ظالم کا کوئی کیا کرے گا اپنا ایک ہاتھ مین خاتمہ ہو جائے گا آقا اپنے خیمے مین بیٹھے
یہان اس آفت مین پھنسے ہین غرض لالہ عذار کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے

کنیزون سے کہا جاؤ اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو ہمکو گھیر کے نہ بیٹھو میرا دل گھبراتا ہی شعلہ رخسار
کو کا نئین کرکے دیوانہ بنا دیا کس کس سے وہ بولے کس کس کی باتون کا جواب دے ہم ہی شعلہ رخسار
سے کوٹھے پر جاکے باتین کرینگے یہ کہکر شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر لیکر چلی مگر نیچہ ایک ہاتھ مین اٹھا لیا
شعلہ رخسار ہمراہ ہولی مگر دل اندر سے تھرا رہا ہی کہ کوٹھے پر جاکر مجکو مار ڈالیگی ایسا نہو کہ جان جائے مگر مجبور
و ناچار ملکہ کے ہمراہ کوٹھے پر آئی وہان دو کرسیان بچھی تھین ایک پر ملکہ بیٹھی ایک کرسی پر شعلہ رخسار کو
بٹھایا اور مسکرا کر کہا کہ اے شعلہ رخسار سچ بتاؤ یہ کیا معاملہ ہی ہم تاڑ گئے ہین مگر اصل یہ ہی کہ ملکہ جو کسی کا
عاشق اسکو بھی کبھی خوف سے رنگ منہ سے شاپور شیر دل اڑ گیا ہی مثل بید کانپ رہا ہی جانکے خوف سے
ہونٹھ خشک ہین ملکہ نے جو یہ کہا کہ ہم تاڑ گئے شاپور شیر دل سمجھا کہ اسنے پہچانا اور زیادہ گھبرایا ہاتھ باندھکے
عرض کیا کہ ملکہ کچھ بھی نہیں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا کیون چھپاتی ہی سچ کہ کس پر عاشق ہوئی
ہم خوب پہچانتے ہین حضرت عشق کے آثار تیرے چہرے سے ہویدا ہین اچھا خوف کیا ہی بتا دے
مین اسکے وصل کی تدبیر نکالی تیری مان سے نہ کہونگی تیرے معشوق تک پہونچا دونگی اری کمبخت
جلد زبان کھول کچھ منھ سے بول ہائے ارے کیا کہون مین بھی اسی آفت ناگہانی مین مبتلا ہون کئی پہر
مجھپر بھی تڑپتے تڑپتے گذرے ہین نہ کھانے کی خواہش ہی نہ پانی کی ہوس ہی جی چاہتا ہی چیخین مارکے
روؤن کسی صحراے ویران مین نکل جاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن دل داغدار سینہ فگار رہی
شب ہجر کا کٹنا دشوار ہی جب دم لبون پر آیا تو روے سیاہ سحر نے دکھایا والد نامدار آئے وہ کچھ بکا کیے
مین نہین سمجھی کہ کیا کہا کیے کبھی نور الدہر کا ذکر کیا کبھی شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران
قاتل کفاران کی شجاعت کا حال بیان کیا مجکو بھی معلوم ہی ایرج نوجوان کون صاحب ہین اتنا
تو سنا کہ صاحب جاہ و لشکر ہین بڑے بہادر ہین ہرچند کہ مین بخوبی واقف نہین ہون مگر اتنا تو ہوا کہ
والد نے نام نامی اُس شہریار کا جو لیا دل تڑپنے ٹھہرا اُس وقت سے جی چاہتا ہی کوئی اسی شخص
کا ذکر کیے جائے اُسی کی شوکت و جرأت کا حال سنائے یہ سنکر شاپور شیر دل کے دل کو تسکین ہوئی
دل مین کہنے لگا کہ کیا عجب ہی کہ یہ وہی شمع شب افروز انجمن محبوبی ہو کہ جسکے شعلہ خیال کا میرا آقا
پروانہ ہوا ہی یہ وہی گل ہو کہ جسکا میرا آقا بلبل ہوا ہی ایسی ایسی باتین سحر طراز غنچہ دہان کو وا کیا
کہا واہ اری کیا کہون عجب مصیبت مین ہون ہرچند کہ مین گھر گھر جاتی ہون سیکڑون مرتے ہین کبھی

خیال بھی نہ کیا مگر آج دوسرا دن ہو کہ صحرا سے میری ڈولی آتی تھی ایک جوان کو مرکب سہ چشمی پر سوار
خود زرین برسر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم انور عارض پھول سے دہن غنچہ چمن باغ دلکشائی
قد سرو خرامان حدیقۂ رعنائی بھولی بھولی صورت صاحب شوکت و جلالت کمان کیانی ہاتھ مین
دو ربائی بات بات مین ایک ہرن کے تعاقب مین تھا وہ ہرن بھاگا ہوا میری ڈولی کے سامنے سے
گزرا اُس قدر انداز کامل نے تیر مارا آہو زخمی ہوا وہ تیر دلدوز میرے بھی کلیجے کو توڑ کے پار نکل گیا
وہ گھوڑے سے کودا آہو کو ذبح کرنے لگا وہ چھری گویا میرے کلیجے پر پھر رہی تھی جب اُسنے اُسے
ذبح کر کے سر اُٹھایا مجھسے چار آنکھین ہو گئین مین ذبح ہو چکی تھی وہ بھی بسمل ہوا ہائے جان جہان
کہکر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا مثل مرغ نیم بسمل پھڑکنے لگا کبھی آنکھین کھولتا تھا کبھی بند کرتا تھا لیکن میرے
رعب حسن سے بول نہ سکتا تھا اِس حال پر اُسکے واری جاؤن مجکو بھی سکتہ تھا اُسوقت واری مجکو
رحم آگیا قصد کیا ڈولی سے اُتروں سر اُسکا اُٹھا کر زانو پر رکھوں لذت ہمکناری محبوب اُٹھاؤن اتر کے
ڈولی سے اُس سے لپٹ جاؤن مہرا سے کہہ رہی تھی کہ ذرا ٹھہر جا کہ ناگاہ بھلی اماجان کی سامنے سے نمایان
ہوئی آپ تو جانتی ہین ہر وقت کائین کائین کرتی ہین نہ نیک سے مطلب نہ بد سے غرض وہین سے
چیخنے لگین ارے مہرا ڈولی کیون روکی ہو جلد بڑھا میرے کھانا کھانے کا وقت جاتا ہو جلد گھر پہونچا اُنکی
بھیانک آواز سنکر کہار ڈرے بس واری ڈولی لیکر ہوا ہو گئے مین پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی مگر مجبور و
ناچار بیقرار و اشکبار گھر پہونچی لوگون سے مخفی مخفی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جوان صاحب
عز و شان نبیرۂ صاحبقران تھا پھر ای ملکہ عالم نہین معلوم اُس بدنصیب پر کیا گذری جیتا ہا یا مری کی
محبت مین مر گیا یہ سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے غصے سے کہا کہ بی شعلہ رخسار ذرا چرچ اپنی جنگ کو
کسی رئیس جلیل کے مرنے کا اس طرح ذکر نہ کرو آخر قوم کی دُشمنی ہو تا ہر چند کہ تمھارے معشوق ہین مجھے
کیا کام خدا کی قدرت کہ وہ بھی تمپر مرتے ہین بر اوہ جو تمپر مرتے ہونگے وہ نبیرۂ صاحبقران ہونگے
کوئی گنوار سوار ہو گا کسی ٹٹوے پر سوار ہو گا بھاڑ سا منہ کھول دیا جو جا بکنا شروع کیا تو کیا جانے
باباجان میرے اُنکی تعریف کرتے تھے وہ خدا و ند مردشاہ باختری کے نواسے ہین صاحبقران
کے پوتے کیا فقرہ گرما گرمی ہو وہ بھی شعلہ رخسار پر عاشق ہوئے ہین سچ کون تو نے جو یہ کہا کہ جیتے ہین یا دم
مر گئے یا جیتے ہین مجکو بہت ناگوار ہوا مین نے بڑا تیرا پاس کیا ورنہ اس زبان درازی پر تیری زبان

کاٹ لیتی ایسی سزا دیتی کہ تم عمر بھر یاد کرتیں یہ بات سنکر شاپور شیر دل باغ باغ ہوگیا کھلکھلا کے ہنسا یہ
تو خوب اسکے دلکو یقین ہوگیا کہ یہی میرے آقا کی معشوقہ ہی اب تو گستاخ ہوا تیوریوں کو بدلکے کہا کہ حضور
کا ہمکو خفا ہونا ہی ہم وہ آپس میں طالب و مطلوب ہیں وہ ہمارے محبوب ہیں ابھی میں نے
آپسے صاف صاف نہیں کہا انکا پیغام وصل بھی میرے پاس آچکا ایک کٹنی عورت آئی تھی مجھے سمجھاتی
تھی کہ میاں ایرج تپر مرتے ہیں چل کے اپنے بیمار کا علاج کرو رحم کرنا بہتر ہی اسقدر تغافل مناسب نہیں
ہی میں نے جواب صاف از راہ ناز دیدیا کہ ابھی مجھے فرصت نہیں ہی بی بی ہرچند کہ حال میرا بھی ابتر ہی
جان میری جاتی ہی مگر امی جان کا قول ہی کہ مردوے کو خوب دوڑائے رنڈی اپنی چاہت کو چھپائے
اسکے فقرے میں نہ آئے جب مردوے ہاتھ جوڑیں پاؤں پڑیں تب نگر راضی ہو ایک ہاتھ نہ لگانے دے
فرمائشیں کرے زر و جواہر جہانتک ہوسکے کھینچے اور ضبط کو یہ انجام ہوا ہی کہ اسی دن آنکھ کے گھوڑے
پر سوار ہوکے میرے خیمے کے دن رات میں سو سو پھیرے کرتے ہیں میں دریچے پر کھڑی رہتی ہوں
کبھی آنکھ دکھائی پردہ چھوڑ لیا کبھی غصے سے منھ کو موڑ لیا کبھی منھ چڑھایا انگوٹھا دکھایا کبھی ناز معشوقانہ
کیا کہدیا ہٹ جاؤ امی جان آتی ہیں بیچارہ ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہی گھڑی بھر میں دیکھا پھر موجود
دھوپ میں کھڑا جل رہا ہی ان باتوں کو سنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو غصہ آیا چہرہ سرخ ہوگیا تاب
صبر نہ باقی رہی پنجہ ہلالی کھینچا یہ معلوم ہوا کہ بجلی چھاڑ کرنا گن نکل آئی یا ابر سے بجلی چمکی آواز دی او
شعلہ رخسار تیری قضا آئی ہی ایسے بیہودہ کلام ہمارے سامنے یہ کہکر چاہا پنجہ مارے شاپور
شیر دل گھبرا کے قدموں پر گر پڑا ہاں ہاں حضور تامل فرمائیے کیا مجال میری کہ ایسے کلمات زبان
سے نکالوں اصل مطلب سے تو آگاہ ہو لیجیے پھر قتل کا اختیار ہی یہ گنہگار مجبور و ناچار ہی ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد کو اسوقت غصہ تھا پنجہ کھینچے منھ ہٹا یا کہا بتلا کیا کہتی ہی اب کوئی عذر تیرا ہرگز قبول نہوگا
اب شاپور شیر دل کو سوائے سچ کہنے کے کوئی چارہ نہوا عرض کیا غلام اسی شیر نیستان صاحبقرانی
کا عیار ہی میرا آقا حضور کے عشق میں بہت بیقرار ہی غلام کو تلاش کرتے ہوئے آٹھ پہر گزرے
بمشکل یہاں تک پہونچا اسوقت ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے شرما کر پنجہ ہٹایا شاپور شیر دل جھاڑ پونچھ
کے اٹھ بیٹھا رنگ روغن چہرے سے چھڑایا صورت اصلی دکھائی عرصہ دراز تک ملکہ شرم سے
چھوئی موئی سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی دل سے کہتی تھی حضرت عشق نے کشش دکھائی آئینہ فراق

مین صورت وصل نظر آئی مگر اس ظالم نے غضب کیا کس صورت سے یہان پہونچا حقیقت مین ای
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد یہ عجب مژدۂ روح افزا ہی بموجب شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید
در حیرتم کہ جان بکدامے کنم نثار یہ بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ یکایک شاہد تمنا
نے پردۂ حجاب فراق سے چہرۂ زیبا دکھایا مژدۂ وصل سنایا مگر بسبب شرم و حیا کے منھ سے بات
نہین نکلتی شادی سے پیراہن مین نہ سمائی آنکھون سے اشک مسلسل جاری ہوئے ہچکی لگ گئی
شاپور شیردل پھر دوڑ کر قدمون پر گرا کہ لاکھ جانین میری ایک ناخن پاے حضور پر تصدق ہون
مجکو غیر نہ سمجھیے گا مین خواجہ کا فرزند دلبند ہون شاہزادے کا غلام قدیم بلکہ ندیم ہون ایک ساتھ
پیدا ہوئے ہر وقت کا ساتھ ہی جملہ راز و نیاز کا محرم ہون اُس شہریار کا ہمدم ہون اُنکو بھی اسقدر
حجاب تھا کہ دو پہر تک اس غلام سے بھی آپکی محبت کا راز نہین کہا آخر جب مین نے قدمون پر سر
رکھا کہ حضور کا یہ حال پر ملال ہی کہ آب و دانہ تک ترک ہو گیا ہی چہرہ گل سا کملا گیا ہی ابھی اپنی
جان کو نثار کرونگا سر کاٹ کر قدمون پر رکھدونگا تب اُس صاحب ربط و ضبط نے کیفیت بتلائی
آپ کی تصویر دلپذیر تقریر مین دکھلائی شکر ہی کہ غلام قبل شعلہ رخسار یہانتک پہونچا اب حضور
بھی نگوار کو سرفراز فرمائین حال نہ چھپائین دیکھیے تو حضور کی صورت کیا ہو گئی ہی ایسا نہو کہ گھٹکر
دم نکل جائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھائی پھر مین کیا کرون مین تو اس کوچے سے نابلد ہون شاپور
شیردل نے کہا وقت شب ہی رات پردہ دار عاشقان ہی حضور غلام کے ساتھ چلین دو باتین کرکے
چلی آئین دم بھر کے واسطے تکلیف فرمائین آپکا احسان ہوگا انکی جان بچ جائیگی اور اگر غلام اسوقت
حضور کو ہمراہ لیکر نہ پہونچا طائر روح پھڑک کر قفس جسم سے نکل جائیگا آپ کے کیا ہاتھ آئیگا دیکھیے حضور
میرا کہنا مانیے ورنہ پچھتائیے گا پھر ایسا چاہنے والا صاحب شوکت نہ پائیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کوئی
در انداز دیکھ لے خدا نخواستہ باپ کو خبر ہو جائے تو قیامت آئے نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا مگر
دشمنون کو شاہزادے کے جا کر مار ڈالیگا بلاے روزگار ہے دعوی قتل مسلمانان کر چکا ہی صرف دعوت
مین چند دن باقی ہین مین تو تمھارے ساتھ کسی طرح نہ جاؤنگی کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مگر انکو
اتنا سمجھانا ضرور ہی کہ صاحب سنو اپنی جان ہی تو جہان ہی میرا باپ بڑا پہلوان ہی اگر وہ طبل جنگی بجوا دے
تمھارا نام بھی لیکر پکارے کچھ حیلہ کر کے ہرگز ہرگز اُس دیو خصال کے مقابلے مین نہ جانا بڑا خونخوار ہی

انسان کا قتل کرنا اسکے نزدیک کھیل ہی لاکھون جوان بڑے بڑے زبردست اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار اس ظالم کے ہاتھ سے حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے گئے تمام ملکون کے پہلوان اسکے نام سے تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو اسکی صورت مہیب دیکھکر غش آتے ہین بھیا مین کم باتین کرونگی مگر تم انکے رازدان اور خیر خواہ ہو بخوبی سمجھا تا میری بات کی اعانت کرنا کہ ملکہ عالم کہتی ہین شاپور شیر دل نے کہا حضور نے کیا خوب بات تجویز کی آپ جو اس طرح سمجھائینگی بیشک آپ کی بات سے مقابلہ نہ کرینگے اور انکے ہزار ہا نوکر ہین انکو بھید بتینگے صرف میرے کہنے کا اعتبار ہوگا جلد چلیے مین تھوڑی دیر مین حضور کو وہان پہونچا دونگا ہمراہ رکاب آؤنگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ انکی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر تیری خاطر سے اور انکی جان بچانے کے واسطے خیر چلتی ہون شاپور نے کہا بندہ نوازی سرفرازی یہ سنکے ملکہ گوشے مین آئی خوشی خوشی لباس تبدیل کیا مگر خوف وحجاب سے کلیجہ کانپ رہا ہی دل سے کہتی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام کا خیال ہی مگر کشش عشق کشان ہی کاہ وکہربا کا عالم ہی لبون پر دم ہی شاپور شیر دل نے عرض کی حضور چند ساعت کے واسطے تشریف لیچلیے ابھی واپس آیئے گا وہ بھی وہان جنگل مین تنہا ہین کسی اہل انداز کا گذر نہین ہی حضور اس معاملے کی ہوا کو بھی خبر نہین ہی شاپور نے آخر ایسا سمجھایا باتون مین دام تزویر بچھایا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دبے پاؤن کوٹھے سے اتری باغ مین دیکھا سناٹا ہی دیدۂ نرگس بھی خواب مین ہی سبزۂ خوابیدہ بھی ہوش مین نہین ہی سوسن کی زبان بند سنبل پیچ وتاب سے دردمند اسوقت باغ مین ہو کا عالم ہی ملکہ نے اشارہ کیا شاپور شیر دل نے ایک بادبان کشتی کو جھٹ پٹ تیار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سوار ہوئی شاپور شیر دل نے رکاب پر ہاتھ رکھا شب تیرہ وتاریک مین اس ماہ وش کو لیکر چلا ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقی رحم دل	تڑپتا ہون مین آ گلے سے تو مل	تو ہی ہی مرے زخم دل کی دوا
بغلگیر جلدی ہو بہر خدا	ترے ہجر مین چین آتا نہین	دل زار تسکین پاتا نہین
تڑپتا ہی پہلو مین سیماب سان	قرار اسکو آتا نہین اک زمان	جگر پر نہین داغ ہین لاتعد
محبت کی تیری ہی فرد سند	بھرے اشک آنکھو نمین ہین لالہ گون	کہ دو جام ہی ہین یہ لبریز خون
ہوا رنگ رخ دیکھلے زرد ہی	جگر مین ترے ہجر سے درد ہی	نہین اشک وخون جگر کے سوا
کوئی میری دنیا مین آب وغذا	مرے دل مین ہی آج یہ آرزو	کرون تجھسے ہنس ہنس کے مین گفتگو

کرے مجھسے تو بھی یہ شرم و حیا
کوئی دم جو تو ہو مرا ہم نشین
تساہل نہ کر اب تو بہر خدا
نہ دیکھے کوئی رند لیکن ذرا
اُسے آئیگا مجھپہ غصہ سوا
یہ میخانہ ہو جائیگا خون سے تر

محبت کی باتین یہ ناز و ادا
مددگار خالق ہو تیرا خدا
پلا جلد صہبائے عشرت فزا
کسی رند پر گرچہ ظاہر ہوا
ابھی ہوگا دشمن مری جان کا
نہین آج موقع ہی انکار کا

ذرا خوش ہو اسوقت قلب حزین
رہے تیرا آباد یہ میکدا
مئے مدعا اس طرح سے پلا
لگائیگا وہ زخم تیغ جفا
بڑی جنگ پھر ہوگی باہدگر
قمر ہی ترا عاشق باوفا

یہان سے اب دو کلمہ اُس عاشق مہجور معشوق سے دور اسیر دام زلف پیچان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد جانے شاپور شیر دل کے اب جو خیمہ اکیلا پایا دل غم سے خالی کرنے لگا کبھی دل مین ہوک اُٹھتی ہی کبھی قلب تھراتا ہی ضعف سے بات نکلنا مشکل نوبت بیتابی دل جان لبون پر آگئی وہ باقی رات اور سارا دن پہاڑ ہو گیا کہتا ہی کہ ای ایرج شہر شب فراق تو جو تون کٹی ہنالہ و آہ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ آفتاب اپنے مقام پہ جم گیا ہی کیا غروب نہوگا کیا یہ دن آخر روز حیات ہی دم نکل جائے تو کیا اچھی بات ہی اور یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری کئے نظم

جسم آپ ہی آپ جل رہا ہی
الجھن رہ رہکے ہو رہی ہی
چنگاریان اُٹھتی ہین بدن سے
نشتر کچھ دل مین گڑ گئے ہین
یکسان ہی دل و جگر کا عالم
دل رو رہا ہی آنکھ رو رہی ہی
ہر بال ہی اک وبال سر کا
رعشے کی سی کپکپی ہی تن مین
ہی جی مین کہ کپڑے پھاڑ ڈالون
مجنون کی لحد پہ گل چڑھاؤن

شعلہ دل سے نکل رہا ہی
دل ہاتھون سے کوئی مل رہا ہی
نکلا نہین یہ دھوان ہی سینے سے
اک تیغ جگر پہ چل رہی ہی
ہی ایک ادھر اُدھر کا عالم
درد دل زار لا دوا ہی
ابتر ہی دھمک سے حال سر کا
اُٹھتی ہی سن سنی جو ہر بار
جنگل کی طرف کا راستہ لون
عہدہ جو ملے مجاوری کا

دھڑکن رہ رہکے ہو رہی ہی
سینے مین کچھ اُچھل رہا ہی
کچھ حلق مین کانٹے پڑ گئے ہین
اب جسم سے جان نکل رہی ہی
ہر عضو مین ٹیس ہو رہی ہی
کچھ ہڈیون مین بخار سا ہی
رعشہ ہی تمام تن بدن مین
بیٹھا جاتا ہی یہ دل زار
فرہاد کی گور کو بساؤن
باعث ہو یہ نام آوری کا

جب حال بہت ابتر ہوا شام غم نے منھ دکھایا تاریکی اُس شام حسرت انجام کو دیکھکر سیاہی گیسوے

محبوب یاد آئی حواس منتشر قلب بیتاب خورد خواب سے نفرت روتا ہوا باہر نکل آیا کہتا تھا کہ افسوس یار قدیم نے ایسے وقت مین ہمکو چھوڑا یعنے بھائی شاپور نے ہماری محبت سے منھ موڑا کہین جا کر بیٹھ رہے مجھکو دیوانہ سمجھے کہتے ہونگے کہ اگر جاؤنگا آقا وہی وحشی پن کی باتین کرینگے ای ایرچ اب خود اپنا گریبان چاک کرکے نکلو دل عشق منزل کی خود رہبری کریگا محبوب تک پہونچا دیگا یہ خیال کرکے چاہا گریبان چاک کرے طرف صحرا کے چلے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا کہ شاپور شیر دل دوڑا ہوا آتا ہی گر پسینے پسینے ایرچ نوجوان یہ کہتا ہوا دوڑا کہ واہ بھائی خوب رفاقت صرف کی ہماری خبر بھی نلی یہ رات دن بہیر تڑپ تڑپ کے کٹا ہی پاس کوئی مونس ہی نہ آشنا ہی تم بھی تھے تو تمسے حال دل کہتے تھے جب سے تم گئے ہو صورت تصویر خاموش ہین دل مین اُسی طرح محبت کے جوش ہین شاپور نے کہا ای شہنشاہ مبارک ہو لیجیے آپکی معشوقہ کو لایا آپ کی کشش محبت نے تاثیر دکھائی ہی آپکی معشوقہ خود تڑپ کے آئی ہی غلام عجب طور سے وہان پہونچا اُسکا حال پھر عرض کرونگا خیمے مین چلیے لباس بدلیے فرش وغیرہ آراستہ کرین بزم عشرت پیراستہ کرین قریب تھا کہ ایرچ نوجوان شادی مرگ ہو جائے ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے فرط خوشی سے غش پہ غش آنے لگے بقول شاعر شعر دو گونہ رنج و عذابست جان مجنون را ٭ وصال صحبت لیلی و فرقت لیلےٰ ٭ جو تون اپنے تئین سنبھالا خیمے مین بہ تعجیل لباس تبدیل کیا مسند اپنے ہاتھ سے بچھائی شاپور شیر دل عرض کرتا ہی کہ آقا مجھے حکم دیجیے مین فرش کرون ایرچ کہتے ہین بھائی دل چاہتا ہی کہ آنکھین بچھاؤن یہ بتاؤ کہ ملکۂ عالم کہان ہین شاپور نے عرض کیا سامنے زیر نخل ٹھہرا کے آیا ہون کہ پہلے آپ کو اطلاع کر دون پھر یہان لاؤن یہ کہکر بھاگا ایرچ نوجوان قریب پردے کے خاموش مگر آمد معشوق سے کلیجہ اُچھل رہا ہی بند قبا خوشی سے ٹوٹے جاتے ہین کچھ خوشی کچھ ملال ہی اسوقت شاہزادے کا عجب حال ہی کہ ناگاہ شاپور نے پردہ اُٹھایا ایرچ نوجوان نے ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا کہ شرمائے ہوئے سر جھکائے ہوئے شرم سے قدم نہین اُٹھتا ہاتھ پاؤن مین رعشہ اس طرح غیر مقام پر کبھی جانے کا اتفاق کاہیکو ہوا ہی ایرچ نوجوان نے بے اختیار بڑھکر چاہا کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے اور منھ سے نکل گیا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ ملکہ سیمین عذار صنوبر قبا نے کچھ جواب نہ دیا شعر بہت حیرت مین آکے رہگئی وہ ٭ سر اپنا بس جھکا کر رہ گئی وہ ٭ شاہزادہ

ایرج نوجوان نے جب زیادہ اصرار کیا شرما کے گھوڑے سے اُتری جا کر مسند پر بیٹھی ایرج مثل چاکر
کمترین رعب حسن وجمال ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے چپ بیٹھا ہی سراپا کو دزدیدہ نگاہ بغور دیکھ
رہا ہی پہچانا کہ وہی قاتل ہی اسی کے پاس ہمارا دل ہی ملکہ بھی سر جھکائے خاموش ایرج نوجوان کو
حیرت کا جوش شاپور شیر دل نے دیکھا کہ یہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ آپس مین کلام سے بھی
محروم رہا چاہتے ہین زمانہ بہت قلیل ہی خاموش رہنے کی کیا سبیل ہی جلدی سے جام شراب لبریز
کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہ حضور مہمان کی خاطر کیجیے ایرج نے شراب کا جام جانب ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد بڑھایا ملکہ نے شرما کے کہا بھیا شاپور ہم تو تم سے وعدہ کرکے آئے ہین
زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہین وہ باتین تم انسے کہدو ہمکو جلد رخصت کرو یہ وقت شراب وکباب نہین
ہی فقط وہ جملہ سُنانا ہی شاپور شیر دل نے کہا حضور کا فرمانا پُر تاثیر ہی میری اُلجھی ہوئی تقریر ہی
ایک جام بھی نوش فرمائیے وہ باتین سمجھا کے چلی جائیے ملکہ نے کہا کہ شاپور تم بڑے متفنی ہو اپنے
ہی مطلب کی کہتے ہو ہم تمہاری خاطر سے یہانتک چلے آئے تمہارا کیا کہنا ایسی خدمتگذاری تم نے
کی تم تو آتش کا پرکالہ ہو بیا شعلہ رخسار خوب جلتے ہو یہ کہکر نیچہ ٹیک کے اُٹھنے لگی ایرج نوجوان نے
دامن تھام لیا اتنا بڑھا اور کچھ خیال جرأت نہ رہا ہاتھ باندھکر بے اختیار رونے لگا کہا یہ سر حاضر ہی
کاٹ لیجیے ہمارا جھگڑا چکا جائیے اب ہمسے صبر نہوگا دلپر جبر نہوگا آپ باہر نکلین روح میری قالب
سے تڑپ کر باہر نکلیگی اُسوقت شاید آپ کو بھی افسوس ہو ہمسے اب صدمۂ فراق نہ اُٹھیگا دل
قابو مین نہین ہی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ چکا آپکے نزدیک کیا مشکل ہی ہاتھ کو تکلیف
نہ دیجیے اشارۂ ابرو کافی ہی ہمارا کیا اختیار ہی رحم کرنا تمکو واجب ولازم ہی تڑپ کر اور رونے کے جو
ایرج نوجوان نے ایسے کلمے کہے یہی تو دل دادہ وفریفتہ ہی جمال ماہ تمثال شاہزادۂ ایرج نوجوان
کی شیفتہ ہی بس تاب صبر نہ باقی رہی رونے لگی سر جھکایا ایرج نوجوان نے دونون ہاتھ بڑھائے
اُسنے بھی جوش محبت مین بیہوش ہوکر آغوش تمنا کو وا کیا دونون کے ہاتھ گلے مین پڑ گئے شعر
وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ۔ کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے ۔ روتے روتے دونون کو
غش آگیا شاپور سنّاٹے مین ہو گئے کھڑا ہوا دل سے کہتا ہی اے عشق خانہ خراب الامان الامان
اگر اسوقت خالی آتا شاہزادے کو مردہ پاتا معشوق ملے پر یہ کیفیت ہی حقیقت مین دونون کا

عشق صادق ہی جلدی سے قرابہ کیوڑے کا اُٹھایا پہلے مُنہ پر ایرج نوجوان کے چھینٹا دیا ایرج
نے گھبرا کر آنکھ کھولی شاپور شیردل نے کہا ای شہریار ہوش مین آیئے دل کو سنبھالیے اب غم والم
کیا جامع المتفرقین نے بچھڑون کو ملایا یہ دن دکھایا ایرج جلد اُٹھ بیٹھا ملکہ کا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر
رکھ لیا بوے زلف معنبر ایرج جو دماغ ملکہ مین پہونچی اور اشک گرم عارض پر ٹپکے اُسنے کام نخلخے
کا کیا اسنے تاثیر خواب کی دکھائی ملکہ نے بھی آنکھ کھولی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ فخر سے عرش
اعلیٰ پر پہونچایا فوراً اُٹھ بیٹھی اور کہا آپ الگ رہیے مجکو ہاتھ نہ لگایئے مین اپنے بھیا شاپور سے
وعدہ کر کے آئی ہون زیادہ نہ ٹھہرونگی لاؤ تمھاری بھی خوشی کرون جام پی لون ایرج نوجوان نے
جام شراب دیا لبون سے لگا کر پی گئی مسکرا کر کہا کہ آپکی مراد یہ تھی کہ مین بھی انجام سوچون احسان آپکا
اُتارون یہ کہکر جام کو لبریز کیا کہا لیجیے نوش فرمایئے ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمارے
آپکے مذہب مین فرق ہی ذرا انصاف کرو پیدا کرنیوالے نے ڈرو لقا بیچارا سجدہ کرنے کے لائق نہین
مکار و غدار اپنی اپشت کی خبر نہین رکھتا بندگان خدا کو ملعون نے برگشتہ کیا ہی مثل ہمارے تمھارے
کھاتا پیتا ہی تمنے یہ بھی سنا ہو گا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری ہین ہمکو
قبلہ و کعبہ لڑکپن کرا کال لانے حرام زادے سے کچھ بھی نہو سکا برسون یہی گجار رکیا کہ قاسم نوجوان
واسطے زیارت کرنے کے نور چلیدۂ قدرت کو لیگئے ہین ایسے ایسے معاملات بکا کرتا ہی کیسا خداوند
ہی پروردگار وہ ہی جسنے زمین و آسمان کل اشیاے موجودہ کو بیک کلمۂ کن خلق فرمایا وحدہٗ
لاشریک ہی وہ لائق سجدہ کرنے کے ہی اُسکو وحدہٗ لاشریک جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو تو ہم
تمھارے ہاتھ سے شراب پئین پردۂ دوئی درمیان سے اُٹھ جائے قلب کو سرور آنکھون مین نور
بھو رنج و ملال دور ہو اس فصاحت و بلاغت پر ایرج نوجوان کی ملکہ کو عالم وجد تھا دل سے کہتی
تھی کہ باتین کرتے ہین یا مُنہ سے پھول جھڑتے ہین عشق دمبدم ترقی پر ہوتا جاتا ہی اُسوقت ملکہ نے
سر جھکا کر کہا کہ بھیا شاپور کی خاطر مد نظر ہی اور جو کچھ تمھارے کلام مین اثر ہی جو کچھ کہو وہ ہم کہدین اس
بحر طویل پڑھنے سے کیا فائدہ لو ذرا اسی بات کو کسقدر بڑھایا ہی میرا سر پھرنے لگا بناز و کرشمہ جو ملکہ نے
یہ کہا دل ایرج نوجوان کا مثل گل شگفتہ ہو گیا کلمۂ تلقین کیا ملکہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہو گئی مگر تقاضا
ہر بات مین چلا جاتا ہی کہ بھیا شاپور ہمارا مرکب تیار کرو اندھیری سات ہی پشت باغ تلب ہین

پہونچا دو شاپور شیر دل نے عرض کیا کہ حضور اور ایک جام نوش فرما لیجیے اور وہ جو ہمارے آپکے صلاح ہوئی ہی بھا تو دیجیے اسقدر جلدی نہ کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جام شراب مملو کر کے طرف ایرج نوجوان کے بڑھایا ایرج نوجوان نے بخوشی لیکر پیا پھر تو دور جام بے دغدغہ گردش ایام چلنے لگا شاپور شیر دل نے باشارہ ایرج نوجوان چنگ مرصعی اٹھایا بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا

غزل نہیں نٹھکے جانا گوارا تمھارا
جو غیرون نے گیسو سنوارا تمھارا
جبین سنور پہ ہی چاند کی
مری آنکھ پر کیا اجارا تمھارا
لگا جب پئے وصل رہے بگڑ کر
جو باہم ملے دل ہمارا تمھارا

کہ منظور ہی نظارا تمھارا
بگڑ کر وہ کہتے ہیں دامن کو چھوڑو
کہ جھکا ہوا ہی ستارا تمھارا
محبت میں انکو دل دیکے بولا
نہیں ہوتے راضی اجارا تمھارا
لب بام اُس ماہ انور کو دیکھا

پریشان ہیں جو مت زلف ہو نگا
نہیں بیٹھتے ہم اجارا تمھارا
مجھے منع رونے کو کرتے ہو ناحق
ہوا آج سے دل ہمارا تمھارا
خوشی ہو نہایت عجب عید ہوئے
قمر آج چمکا ستارا تمھارا

شاپور شیر دل نے جو یہ غزل حسب حال باثر پر مضمون گائی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ایرج نوجوان نے دامن سے اشک پاک کیے کہا محبوب جانی رونے کا کیا باعث ہی نشہ تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو بخوبی ہو چکا ہی خیال خیر و شر دل سے دور ہو گیا ہی مطلوب پہلو میں ایرج نوجوان نے دامن سے بمحبت اشک پاک کیے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا جواب دیا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی مجھے ہزار طرح کے خیال ہیں کیونکر نہ روؤں رونا تقدیر میں لکھا ہی حقیقت میں نوشتۂ تقدیر نہیں مٹتا اسوقت ایک بہت برا خیال آیا ہی آج صبح کا ذکر ہی کہ باپ میرا فولاد فولاد شکن میرے دیکھنے کو آیا میں جو خفکا سے آپ کو دیکھ گئی تھی کسی قدر چہرہ اداس تھا وہ سمجھے کہ خلاف آب و ہوا سے مزاج ناساز ہی کہا کہ اے نور نظر اور ایک ہفتہ تمکو تکلیف ہی بعد اسکے بفتح و فیروزی وطن چلینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران جو کل لشکر اسلام کا افسر ہی وہ تو میرے زمین گیر ہی مگر دو شخصوں کو البتہ قتل کرنا ہی ایک نور الدہر ن بدیع الزمان نبیرہ صاحبقران درمیان میں آپ کا نام لیا اور یہ بھی کہا کہ وہ خداوند کے لوا ہے ہیں انکو قتل تو نہ کرونگا مگر گرفتار کر کے خداوند کے قدمون پر گرا دونگا اُسوقت سے ایک دل کو ترددِ انتہا کا رہتا تھا اتفاق قضا و قدر سے یہانتک آنا بھی ہوا ہیں برا ے خدا یہ تو مصیبت بھری

جھیلینگے اپنی جان پر کھیلیں گے لیکن آپ تھوڑے دنون کے واسطے اپنے وطن قدیم کو چلے جائیے اس
عفریت خونخوار جلاد سفاک بیرحم بے حیا سرکش ستمگر کے ہاتھ سے اپنی جان بچائیے بیوجہ آپکے نام کا
دشمن ہی اور کل مسلمانون کے واسطے رہزن ہی ایرج نوجوان نے مسکرا کے کہا ای ملکۂ عالم تمھاری مہربانی
اب تو اُس بیحیا کا قتل کرنا واجب و لازم ہوا اول تو تجھے محبت ہوگئی اگر مسلمان ہوا تو ہمارا بزرگ ہی
دوسرے یہ کہ اگر ہمسے جنگ کا خواہان ہی بحول قوۃ الہی اگر سر میدان چیر کر نہ پھینک دیا تو نام اپنا لقب
روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نہ رکھا اور جو نام اُسنے نور الدہر بن بدیع الزمان
لیا اُس شیر دلیر کا تو مثل نہین ہی اول تو اب انکو مین نکلنے کا ہیکو دونگا مجکو واجب و لازم ہوا کہ خود
اُس سے مقابلہ کرونگا اور جانب خدا پرستی رغبت دلاونگا اگر نہ مانینگے تو وہ روز سیہ دیکھیں گے انشاء اللہ
عمر بھر یاد کرینگے اور خدا کی قدرت کہ ہمارے جد عالی تبار کہ پیر زمین گیر کہتا ہی ای ملکۂ عالم انکا لقب ہی
تسکار کنندۂ ہفت قلاع قاف دکشندۂ جنت سیمرغ بر دو زمصاف حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن
عبد مناف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کشندۂ دیو عفریت و قاتل ہمندون ہزار دست ہم سب اُنکے
زیر کردہ ہین ماشاء اللہ اس بڑھاپے مین جبدن میدان مین نکلتے ہین پہلوانان عالم کے جسم مین
تھرتھری ہوتی ہی بارہ کوس تک نعرے کی آواز جاتی ہی زمین تھراتی ہی شیران دشت کو اُنکے نام سے
تپ چڑھ آتی ہی ایام بچپن کا شباب آنکا بڑھاپا ہماری زبان کیا ہی جو صفت اُنکی زبان پر لائین سات
برس کے سن مین دو پہلوانان لشکر نوشیروان طاہر و مطاہر عادی برابر کہ بو قبیس بجائے قتل
ہمارے جد عالی تبار کے آئے تھے اُنکو مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینک دیا نو برس کے سن مین
حشام بن علقمہ خیبری کہ جسکا نوے گز کا قد و قامت تھا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے بارہ برس
کے سن مین دارائے ہند لندھور بن سعدان خسرو بلاد ہندوستان کو جا کر زیر و زبر کیا اپنا
جانشین بنایا اٹھارہ برس کی عمر مین پردۂ قاف تشریف لے گئے تمام سرکشان قاف کو اٹھارہ برس
کے سن مین تہ تیغ بیدریغ کیا شیاطین پرستون کا مذہب مٹایا جھنڈا دین اسلام ملت بیضا کا اُس
کفر آباد مین گاڑا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا پر آئے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور مالک
بحر و بر کرور سوار پیدل ہشیار ہمراہ رکاب رکھتا تھا اُسکو شکست دی دختر بلند اختر اُسکی ملکہ مہرنگار
اپنے قبضے مین کی ترکستان و فرنگستان وغیرہ فتح کرتے ہوئے بر سر بالا باختر تشریف لائے زمرد شاہ

باختری ملک باختر میں دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا تھا ہفت دوزخ بنائی گم گشتگان کوے ضلالت کو عجائب و غرائب دکھائے ہفت طبقات قیطول اس طرح کے بلند دو مرتفع بنائے تھے کہ جسپر کسند وہم وخیال نہ پہونچتی تھی زیر قیطول ایک کرور چراسی لاکھ سوار اور پیدل کی چھاونی تھی پیغمبران مرسل ونامرسل صاحبان کتاب وصاحبان صحیفہ بے حیانے مقرر کیے تھے اسقدر مغرور تھا کہ سال بھر کے بعد قیطول سے اُترکر اپنے بندون کو اپنا جمال دکھاتا تھا بہرام فلک اُسکی جلالت دیکھکر تھراتا تھا بڑے لطف سے بیٹھا ہوا خدائی کرتا تھا دم یکتائی کا بھرتا تھا ہمارے جد عالی تبار چالیس برس تک ملک باختر پر لڑا تا ہنجار سے لڑے وہ معرکے پڑے کہ اگر رستم و اسفندیار دیکھتے زہرے آب ہوتے آخر قیطول چھین لیے پھونک دیے بھگایا شہر باختر پر اپنا قبضہ کیا اُس دن سے لقا شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہی حالات مین ہمارے جد عالی تبار کے دفتر اول نوشیروان نامہ دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم موسوم بہ آیرج نامہ کہ نام پاس حقیر کے قرار پایا اگر ناظرین ومشتاقین ان دفترون کو ملاحظہ فرمائین تب مفصل حالات جلالت آیات صاحبقران وفرزندان عالیشان سے باتفصیل ماہر ہون ای ملکہ عالم یہ بے حیا یکتا ہی معلوم ہوا کہ موت اسکی دامنگیر ہو اور جو بڑے بڑے کوہی آئے اُنسے بھی تو حقیر ہی لڑا کئی پہلوان رہنے والے کوہستان کے ایسے ایسے زبردست آئے کہ جنکا نظیر ممکن نہین کچھ مسلمان ہوئے کچھ لقمہ بجوہر شمشیر آبدار مسلمانان ہوئے ملکہ یہ باتین سنکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا بھیا شاپور شیر دل سنتے ہو بہنے تو کس محبت سے اُسکی جرأت کا حال بیان کیا نام خدا او جواب دیا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ای شہریار اب ہمکو جانے دیجیے نہ روکیے اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح آٹھوین ساتوین ملاقات ہوجایا کرے گی ایرج نوجوان نے آنکھون مین آنسو بھرکے کہا ای معشوق عاشق خصال ودای بدر کامل آسمان حسن وجمال جانے کا نام نہ لو روح جسم سے نکل جائیگی آٹھ پہر مین وصدمات اُٹھائے ہین کہ مرکر بچا اب قلب مین قوت صبر نہین باقی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار رہجانا تو میرا کسی طرح بہتر نہین ہی صبحکو قیامت بہ پا ہوگی جسوقت بوقت سحر باپ میرا مجکو باغ مین نپائے گا زمین کے طبقے ہلائے گا مین نے تو آپکی محبت مین سر کو ہتیلی پر رکھا مگر اسمین آپ کے دشمنون کی بھی خرابی ہی اگر کسی نے خبر دیدی جہان بیٹھی ہونگی اگر لاکھو سوار پیدل گرد ہونگے تو وہ بلا تکلف آئیگا لاکھون مین اور گرد مین خوف نہ کریگا

میرا اور آپ کا دونون کا سر کاٹ کر لیجائیگا مین آپکی بات کو رد نہین کرتی آپکے دادا جان اور آپ بڑے
بہادر ہین صدمت دریاے جرأت کے بے بہادر ہین مگر وہ دیو انسان سے آدمی لڑتا ہی پہاڑ کو کون
ٹال سکتا ہی ایک ادنی سی جرأت اسکی یہ ہی کہ قلعہ فولاد حصار اپنے نام پر آباد کیا ہی اُس جوار مین
ایک صحراے پر ہول تھا مدت مدید و عہد بعید سے وہان آدم خوار رہتے تھے وہ راستہ آمد و شد سے
بند تھا اگر کوئی بھولے سے جا نکلا اُسکو آدم خوار پکڑ کر لیجاتے تھے چیر پھاڑ کر کھا لیتے تھے جب ہمارے باپ
نے قلعہ آباد کیا اور رعایا بسی اُن آدم خوارون کو نعمت ملی دیہات اور قریات پر آ کر گرنے لگے
سیکڑون ہزارون آدمیون کو پکڑ لیجاتے تھے بڑے بڑے ناظم ہمارے باپ کی طرف سے گئے یا
طعمۂ آدم خواران ہوئے یا بھاگ کے چلے آئے آخر تنگ ہو کر ہمارے باپ نے کہا ای افسران
فوج لشکر تیار کرو ہم دشت آدم خواران پر چڑھائی کرینگے بڑے بڑے کوہی موجود تھے سبنے سر جھکانے اور
کہا ہم نوکری سے باز آئے کیا کہون کہین آپکے خلاف ہو کہ وہ تنہا گینڈے پر سوار ہوئے تیغہ پکڑ کر اُس دشت
مین گئے سو آدم خوار مارے جو باقی رہے وہ بھاگے مگر مبہوت آدم خوار اُن سبکا افسر تھا وہ آگے ہمارے والد نے
اُچھلا گینڈے کا سر کھینچ لیا والد ہمارے پیدل ہوئے مبہوت سے کشتی لڑے مبہوت نے زندہ
والد کی زنجیر پھینکدی تمام جسم کو ناخنون سے زخمی کیا تین پہر کامل اُس زنجماری مین اُس سے لڑے
اسقدر گھونسے مارے کہ وہ مارے صدمے کے بیہوش ہو گیا کمر سے زنجیر کھولی اُسکی مشکین باندھین
کشان کشان لیکر شہر مین آئے اُس دن حضور فولاد حصار مین عجب علج کا ہنگامہ تھا لاکھون
آدمی تماشہ دیکھنے آئے تھے آخر اسکو قید کیا اُس آدم خوار کو ایسا آدمی بنایا ہی کہ لشکر کا سپہ سالار
ہی یہ جملہ اسواسطے بیان کیا گیا کہ مہربانی فرمائیے اُس ظالم کے مقابلہ کا نام نہ لیجیے ایرج نوجوان
نے کہا ای ملکۂ عالم مصرع خیر زندہ ہی اگر یار تو صحبت باقی ❊ انشاء اللہ اب وہ تشریف لاتے ہین
ضرور مقابلہ ہوگا تمکو تو مین بچانے دونگا یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجانے کا ذکر نہ کرو نام فراق سے کلیجہ
اُچھلتا ہی ملکۂ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش محبت سے گلے مین ہاتھ شاہزادے کے ڈالدیے
اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ہر چند شاہزادہ سمجھاتا ہی رقت ملکہ کی بڑھتی جاتی ہی ایرج نوجوان
کی بھی آنکھون سے اشک حسرت جاری خوف ہی کہین ملکہ کا دم نہ نکل جائے عارض پر عارض
رکھدیا آنسو دامن سے پاک کیے کہا برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو آخر اسقدر رونے کا کیا باعث

ہی ملکہ نے کہا ای شہریار آپ مجکو جانے کو منع کرتے ہین مجکو بہت بڑا خوف ہی کہ خدا معلوم وہ ظالم
کیا قیامت برپا کریگا میرا کب دل چاہتا ہی کہ آپ کو چھوڑ کر جاؤن مگر بہ طرح مجبور و ناچار ہون
جانے مین صرف میری جان کا ضرر ہی فراق مین آپکے تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی اور نہ جانے مین
میری اور آپکی دونون کی جان جائیگی ایرج نوجوان نے کہا ای ملکۂ عالم یہ خیال خام و تصور تمام
دل سے دور کرو جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اول تو خبر ہی نہ پہونچیگی اور اگر آگاہ ہو جائیگا تو کیا ڈر ہی
کیا ہمارے ہاتھ مین مہندی لگی ہی یہ چند باتین ابھی عاشق و معشوق مین ہونے پائی تھین مشہور ہی
کہ شب وصل باتون مین گذر جاتی ہی یکایک رخ شمع پر زردی آئی آثار سحر نمود ہوئے طائران صحرائی
زمزمہ سرائی کی آواز آئی اپنی اپنی منبارون مین حمد خدا کرنے لگے یکایک آفتاب عالمتاب برای
مبارکبادی شب وصال طالب و مطلوب کاشانۂ مطلع مشرق سے برآمد ہو کر پشت اشہب تیز گام
فلک پر سوار ہوا اور قطع راہ منازل مین سرگرم رفتار ہوا رخ پرنور مہر سے روشن جہان ہوا ردائے
سیاہ شب آنکھون سے نہان ہوا ابلائے تیرگی شب رخ خورشید سے بالکل دور ہوئی تاریکی شب
روشنی مہر سے بالکل کافور ہوئی ہر عاشق مہجور کی امید بر آئی صبح ہوئی صورت خورشید نظر آئی شعر
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند مرغان خوش الحان حمد و ثنائے
سبحان بجا لانے لگے جھونکے نسیم سحر کے مثل گلہائے گلشن غنچہ ہائے دل کھلانے لگے اشعار

صبح صادق زد دو یوسف زرین رسن	رد چو یونس بلب لعل ہای وطن	خنجر زرین مہر پہلوے شب را شگاف
رے افق شد نشان عقیق یمن	چشمۂ خورشید شد چشمۂ آب حیات	ساقی دوران از و داد بہر انجمن

وہ صدائے مرغ سحر کا بلند ہونا ستارہ ہائے سحری کا جھلملانا بارگاہ ایرج نوجوان مین عجب شان ہی
رخ شمع پر زردی پھیلنے لگن مین جلے ہوئے پڑے ہین فرش مین جا بجا شکن شاپور شیر دل کا
بھیرون گانا عاشق و معشوق کا دل لبھانا لباس دونون کے مسکے ہوئے ملکۂ عالم کے چہرے پر
بوسون کے نشان شعر وہ رخسارے نازک کہ ہو جائین لال * اگر ان پہ بوسون پہ گذرے خیال *
نہ کہ پہلوے عاشق مین شب بسر کرنا جوش محبت مین بوسے بازی ہوتا ہوئے شکین چہرے پہ کھلے ہوئے
باسی ہارون کو گلے سے توڑ کر پھینکا نمین بھینی بھینی خوشبو ملکہ یمین عذار صنوبر قد نے جو صدائے مرغ سحر
سنی مثل ماہ تابان رنگ چہرے کا فق ہو گیا گھبرا کر کہا کہ ای شہریار غضب ہو گیا آپکی باتون مین سحر ہوئی

عجب صورت سے یہ رات بسر ہوئی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی اسقدر کیوں گھبرائی ہو ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار جسکا مجکو خوف تھا اُسی کا سامنا ہوا آپنے میرا کہنا نہ مانا صبح
ہو گئی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اب میرا جانا ناممکن ہی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم ناحق کا تمکو خیال ہی
بس اب بیٹھو عیش کرو خیالات شر و فساد کو دل میں نہ جگہ دو ہمنے فولاد فولاد شکن کو ہوا بنایا ہی کیا آکے
سب کو کھا جائیگا ملکہ تمکو ہمارے سر کی قسم اب نام فولاد فولاد شکن کا ہمارے سامنے نہ لینا ورنہ میں
ابھی ایک نامہ لکھکر پاس فولاد فولاد شکن کے اس مضمون کا بھیجدونگا کہ او بیحیا تیری دختر ہمارے
پاس موجود ہی اگر کچھ دعوی جرات ہی تو آکر لیجا یہ سنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد تھر تھر کانپنے لگی شاپور
شیردل نے اشارہ کیا ملکہ برائے خدا اب ذکر فولاد فولاد شکن نہ کرو اُسکی جرات کا نام نہ لو یہ خاندان
کا خاندان آتش خو شعلہ مزاج مشہور ہی دادا انکے رستم پیلتن علمشاہ نوجوان ایسے جاہل اجہل تھے
کہ بات بات پر ہوا سے لڑتے تھے اب چند سے حلیم ہو گئے ہیں مگر مقام جرات پر آپ ہی آپ سے
اپنے باہر ہو جاتے ہیں اور باپ انکے شاہزادہ قادر سپاہ معاذ اللہ صاحبقران زمان تک انکی
بدمزاجی پر طرح دیتے ہیں اور یہ تو ابھی نوجوان آگ کے پتلے بنے ہوئے ہیں جرات میں بیطیر مر جانے
کو اپنا فخر سمجھتے ہیں پس ایسے مرنے والے سے ڈرنا چاہیے موافق اُسکی طبیعت کے کام کرنا چاہیے اگر
ایکی مرتبہ ذکر جرات فولاد فولاد شکن کروگی ایسا نہو تلوار پکڑ کے خود اُسکے لشکر میں آپ ہی گھس جائیں
روبرو اُسکے جا کر کہیں کہ بیٹی تیری ہمارے پاس موجود ہی اُنسے ان باتوں کا کچھ عجب نہیں ہی ملکہ یہ
سنکے رونے لگی اور کہا کہ ای شہریار آپ کو اختیار ہی اب ہم کچھ نہ کہیں گے شاپور نے واسطے بہلانے
شاہزادے اور ملکہ کے سامان شراب و کباب مہیا کیا ملکہ کے دل کو چین نہیں آتا وہ گل باغ محبوبی
خاموش ہی کسی جانب متوجہ نہیں ہوتی یہان کی تو یہ کیفیت ہی مگر اب دو کلمہ فولاد فولاد شکن کے تحریر
ہوتے ہیں اول صبحکو خواصیں جو سوکر اٹھیں دیکھا ملکہ ماہرو شعلہ رخسار کہیں نہیں گھبرا گئیں چار جانب
تلاش کرنے لگیں سارے باغ کو چھان ڈالا اُس گل حدیقۂ رعنائی کا کہیں پتا نہ پایا اب کنیزیں باغ
سے سب ایک مقام پر جمع ہیں اور متردد و متفکر ہیں اور آپسمیں کہ رہی ہیں کہ صاحبو یہ کیا غضب ہو
ہماری ملکہ کو کون لے گیا ہمکو شل بالا داغ دے گیا کہاں جائیں کہاں ڈھونڈھیں کیا کریں کچھ بن
نہیں پڑتا ایک کہتی ہی بوا اُنکے باپ سے جلدی خبر کرو کہ آپکی صاحبزادی کا پتا نہیں ملتا ایک نے

کہا وہ اگر ہماری تمھاری ناک چوٹی کاٹینگے ہمین سے پوچھین گے ہم اُنسے کیا بتائینگے یہ تقریر خواصون کی سنکر
غنچہ دہن وزیرزادی ملکہ کی تو خاموش ہی اسکو تو اک حیرت کا جوش ہی سب نے کہا بی وزیرزادی
صاحبہ آپ ہم سبھون کی افسر ہین ہم سب سے عقل و فطرت مین بہتر ہین آخر کیا کرین غنچہ دہن نے
کہا صاحبو مین کیا بتاؤن ہی ہی سر پیٹ کر کہان نکل جاؤن جان و آبرو کا ڈر ہی شعلۂ رخسار ہمارے
واسطے آگ لگا گئی شرن ہو کر ہمکو دیوانہ بنا گئی نہین معلوم ہماری مالک کو کہان لیگئی صاحبو مین
خاک بولون کیا زبان کھولون ہی ہی مین تو بالکل لٹ گئی اپنی شاہزادی حور خصال سے چھٹ گئی
جان کا کس حرامزادی کو ڈر ہی اُنکی یاد زلف مین حال دل ابتر ہی ہائے اُنکی بھولی صورت یاد آتی
ہی میری آبرو بڑھانے والی وہ دن سے بیچین تھین مین نے ہر چند پوچھا کون سی ایسی مخفی بات ہی
جو مجھ ایسی رازدار سے نہ کہی نہین معلوم ہین کیا بھید تھا کسی کی دام زلف مین پھنسین یا کسی مکار
نے یہ جال پھیلایا اُس بلبل نغمہ سنج باغ حسن کو ہمسے چھڑایا یہان آپسمین یہ باتین ہو رہی تھین بعض
ہنستی تھین بعض رو رہی تھین کہ یکایک بی لذت بحلدار تھر تھر کانپتی ہوئی بدحواس آئی کہا او ستیا[illegible]
یہ کیا ہلڑ مچایا ہی اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ موا جلاد فولاد فولاد شکن آتا ہی مین نے سلام کیا پہلے مجھسے
یہی پوچھا کہ سیمین عذار صنوبر قد اُٹھی یا سوتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی مین نے کچھ جواب نہین دیا
بھاگی یہان آئی ہون ہوشیار ہو جاؤ استقبال کو چلو مین تو باغ کی کھڑکی کھولکر بھاگی جاتی ہون یا جاکے
ہون کسی کنوین مین گر پڑتی ہون ہی کیونکر اپنی جان دون زمین سخت آسمان دور ای خداوند لقا خیر
کیجیو سب کی جان بچائیو مثل صبا کے ابھی ابھی ہماری ملکہ باغ مین آجائے دل شگفتہ ہو جائے لقا
کے نام پر غریبون کو شراب پلاؤنگی لات و منات کا پوجا کرونگی ہنوز یہ باتین تمام نہونے پائی تھین
سب خواصین لذت کی باتین سنکر مثل تصویر خاموش کھڑی تھین کہ فولاد فولاد شکن سامنے سے
نمایان ہوا نشۂ شراب مین مست پیر ڈالتا کہین پڑتا کہین لڑکھڑاتا ہوا آتا ہی سب خواصین واسطے
تسلیم کے جھکین فولاد فولاد شکن آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا میری نورعین کہان ہی سب نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر مثل بید لرزان بصورت آئینہ حیران بشکل گیسو پریشان زبانین بند
دل دردمند سب سے آگے بڑھی ہوئی بی لذت کھڑی ہین بھاگنے کا قصد تھا مگر اب تو پانون مین
زنجیر پڑ گئی گویا زمین مین گڑ گئی فولاد فولاد شکن نے کہا اری حرامزادیو کچھ جواب نہین دیتین کیا چھوکری

ابھی سو کر نہین اُٹھی سوتی ہو تو خبردار نہ جگاؤ دن بھر بدمزاج رہیگی جب اس تقریر کا بھی جواب نہین
ملا فولاد فولاد شکن نے سر پیلی لذت کے ایک گھونسا مارا اُسکا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر گری زمین
پسا ایڑیان رگڑنے لگی اور کسیکو تھپڑ کسیکو قبضہ تلوار کا کسیکو ٹھوکر لگائی جب دس پانچ کا اسی طرح خاتمہ
ہوا غنچہ دہن ہاتھ باندھکر آگے بڑھی عرض کی لونڈی کا بھی سر کاٹ لیجیے جلد سزا دیجیے فولاد نے
کہا اری غنچہ دہن آخر معرکہ کیا ہی سو کے نہین اُٹھی یا جاگتی ہی یا مر گئی آخر کیا افتاد ہوئی غنچہ دہن
نے کہا اصل حال یہ ہی کہ جسوقت ملکہ واسطے شکار کے گئی تھین خیر وہان سے واپس آئین عجیب
کیفیت تھی چہرہ زرد ہونٹھ خشک خاموش نہ کسی سے کلام نہ کھانے پینے پر توجہ آکر مُنھ لپیٹ کے
پڑ رہین خواصون پر غصہ فرمایا کہ تُمنے ہمکو قیدی بنایا ہی ہمارے پاس سے جاؤ تنہا ہمین رہنے دو
مین جوش محبت مین شب کو جا کر حاضر ہوئی دیکھا تو روتے روتے آنکھین سوج گئی تھین مین نے
حال پوچھا تصدق ہوئی نثار ہوئی یہی فرمایا کہ طبیعت میری علیل ہی میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا
غنچہ دہن میرے پاس سے جاؤ کنارے جا کر بیٹھو اسی پریشانی مین رات کٹی صبح کو حضور تشریف
لائے تو آپنے حکم دیا شعلہ رخسار اور لالہ عذار کو لاؤ گانا سُنو بعد حضور کے جانے کے بی شعلہ رخسار
گریا گری کرتی ہوئی آئین گر مثل دیوانون کے کہتی ہوئی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون بی لالہ عذار
بیٹھی تھین یہ ہی میری بچی کو کیا ہو گیا حضور ملکہ سر شام بی شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر گئین یہ کہکر کہ
ہم اسکا علاج کرینگے ملکہ عالم نے لالہ عذار شعلہ رخسار کی مان کو رخصت کر دیا ہم لوگون کو حکم دیا کہ
ہمارے پاس نہ آؤ ہم کوٹھے پر اکیلے بیٹھین گے اب جو لونڈیون نے صبح کو جا کر دیکھا نہ بی شعلہ رخسار
کو پایا نہ ہماری ملکہ کا پتا ملتا ہی سارا باغ چھان چکے آپکے خوف سے کھڑے کانپ رہے تھے یہی آپس مین
چرچے تھے کہ اب کیا کرین کہان جائین اصل کیفیت تو یہ تھی اب حضور کو اختیار ہی چاہے لونڈیون
کی جان بخشی ہو چاہے قتل کرین ہم بالکل راز دل سے ملکہ کے ناواقف ہین خداوند لقا تو ہمکو غارت
کرے ہم اگر کچھ جانتے ہون قریب تھا کہ یہ باتین سُنکر فولاد کا کلیجہ پھٹ جائے یون کانپتا تھا جیسے کسیکو
بخار چڑھتا ہی فولاد دیر تک اس غصے مین کھڑا ہوا ہی مگر حال سُنیے لالہ عذار مادر شعلہ رخسار کا کہ یہ
بموجب حکم ملکہ بیٹی کو چھوڑ کر چلی تو گئی تھی مگر رات بھر یاد مین مثل ماہی بے آب تڑپا کی اور بیقراری
مین صبح ہوئی بہلی پر سوار ہو کے چلی قضاے کار اُسی محل کے قریب پہونچی جہان شاپور شیر دل نے

شعلہ رخسار کو بیہوش کرکے ڈال دیا تھا اب اُسکی بیہوشی دور ہوئی اپنے کو ننگا صحرا مین پایا ایک
ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے چیخین مار کر رونے لگی لالہ عذار کے کان مین یہ آواز آئی گاڑی بان سے کہا
ہی ہی میری بچی کے رونے کی آواز آئی تھوارے جلد بہلی روک وہ جبتک روکے روکے لالہ عذار نے
اپنے تئین بہلی سے گرا دیا افتان خیزان دوڑی شعلہ رخسار نے جو ماں کو آتے دیکھا چلائی ای ای جان
ادھر آئیے ہی ہی ہم سے ایسی بیزار ہوئین کہ ہمکو ننگا کرکے جنگل مین ڈال دیا اب توبہ کرتی ہون کسی غیر کے
ساتھ نہ جاؤنگی مین تو ان لوگون سے کہا کرتی تھی کہ میری ماں جلادنی ہی خطا پر مار ڈالنے لگی آخر آپ نے
ایسا کلیجہ پتھر کا کیا کہ ہمکو صحرا مین ڈالدیا اگر کوئی شیر بھیڑیا آتا کھا جاتا تو اچھا ہوتا تمھاری امید برآتی یہ
سنکر لالہ عذار متحیر ہو کر دوڑ کے لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی ای جان مادر یہ کیا کہتی ہو تم یہان کیونکر آئین
مین تو تمکو دیوانے پن مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے پاس چھوڑ آئی تھی ایسی ایسی باتین جو آپ کہتی
ہوئین لالہ عذار بھی حیران شعلہ رخسار بھی پریشان طول بیجا کا اس راقم کو بڑا خیال ہی آمدم
بر سر مطلب لالہ عذار نے اپنی دولائی شعلہ رخسار کو اڑھائی ساری باندھنے کو دی اور کہا بیٹیا
بڑی حیرت کی بات ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا چلو باغ مین ملکۂ عالم کے چلکر دیکھین وہان کیا گل پھولا ہی
الغرض اُسوقت دونون باغ مین آکر پہونچین کہ فولاد فولاد شکن غنچہ دہن سے حال سنکر جو اول مین
لکھا گیا ہی خاموش کھڑا ہی کہ پُرخمہ آکہ بی لالہ عذار اور شعلہ رخسار باہر سے باغ کے آئی ہین دیکھین
یہ دونون کیا فرماتی ہین جیسے ہی فولاد کے قریب آئین فولاد نے کوڑا اُٹھایا اور کہا کہ سچ بتاؤ کمبختو کیا
معرکہ ہی میری بیٹی کا پتا نہین ملتا لالہ عذار خود پیٹنے لگی کہ حضور میری داد دیجیے مین اپنی بیٹی کو
خدمت ملکۂ عالم مین چھوڑ گئی تھی اسوقت صحرا مین ننگا برہنہ پڑا پایا جو میری بچی کو شیر بھیڑیا کھا جاتا
تو کسی طرف کی نہ رہی تھی لونڈیون سے ایسا غصہ مناسب نہین ہی سب نے اُسکو سڑن بنایا تھا وہ
بیچاری قسمین کھاتی ہی کہ نہ مین دیوانی ہوئی نہ سڑن ہوئی ایسی دل لگی نکرنا تھا کہ ننگا کرکے جنگل مین پھکوا دیا
کیا خوب ملکہ نے علاج کیا میری سڑن دیوانی کو میرے گھر بھجوا دیا ہوتا ذرا ملکہ کو تو سامنے بلائیے مین اُنسے
شکایت کرونگی جھاڑ کا کانٹا بنکے پیچھے پڑونگی اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگی وہ تو خداوند تعالےٰ نے بڑی
خیر کی کہ مین روتی پیٹتی اپنی بچی تک پہونچ گئی جب وہ خونخوار جنگل یاد آتا ہی تو میرا کلیجہ تھر تھر کانپنے
لگتا ہی اگر مین نہ جاتی تو میری بچی مجکو زندہ نہ ملتی ذرا ملکہ آئین تو سہی دیکھو مین کیسا آنکو آڑے

ہاتھون لیتی ہون فولاد نے یا تو گرز اُٹھایا تھا یہ تقریر حیرت افزا سنکر ہاتھ روک لیا کہا اری ملکہ کہان
ہی جسکو بلاؤن میری بیٹی خود غائب ہی کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین کیا کرون کہان اپنی دختر کو
ڈھونڈھون لالہ عذار نے عرض کیا واری میرے خیال مین تو یہ آیا ہی کہ اُسی جنگل مین چل کے
تلاش کیجے آپکا پھول بھی اُسی خارستان مین ملیگا جیسے مین جنگل مین جاکر شگفتہ ہوئی ویسے ہی آپ کا
بھی غنچۂ آرزو کھلے گا فولاد ساری جرأت بھولا کہا اچھا چلو فقط ان دونون کو ساتھ لے کر اُسی جنگل مین
مثل غول بیابانی چار طرف دوڑنے لگا کبھی نام لیکر ملکہ کا پکارتا تھا کہ اے سیمین عذار صنوبر قبا بی بی
کہان ہو مثل طائر عنقا میری نظرون سے کیون نہان ہو آکر کلیجے سے لپٹ جاؤ چاند سی صورت
دکھاؤ فولاد تو دیوانہ وار صحرا مین یہ کہتا مارا مارا پھرتا تھا اور دونون ڈومنیان بھی تلاش کرتی پھرتی
ہین مگر خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر بیدین صبح کو جو اُٹھا چلے پاس سلیمان کے آیا
کہا کیون پہلوان دوران وگرگ خاسب جہان میان فولاد فولاد شکن مُنھ ہی سے کہتے ہین
کئی دن ہو چکے تشریف لائے ہوئے طبل جنگی کیون نہین بجواتے وہ تو فرماتے تھے کہ اسی ہفتے کے
اندر قدرت کو بالائے قیطول پہونچا دینگے مسلمانون کو بھگا دینگے اب تامل کا کیا باعث ہی سلیمان نے
کہا ملک جی کل فولاد فولاد شکن شب کو خود کہتا تھا کہ ماموں جان طبل جنگی بجوایئے مین قدرت سے
شرمندہ ہوتا ہون مین نے روکا آج کی شب کا وعدہ کر لیا ہی مگر نہین معلوم کیا سبب ہی کہ آفتاب دن
چڑھے آیا اور فولاد ابھی تک یہان نہین پہونچا بختیارک نے کہا آج مین خود اُنکی ملاقات کو جاتا ہون
ابھی ساتھ لیکر دربار خداوندی مین آتا ہون سلیمان عنبرین موے کوہی نے کہا بہر حال مین دربار
لقا مین چلتا ہون اب وہین ملاقات ہوگی سلیمان گینڈے پر سوار ہو کے اُدھر چلا بختیارک
نے خچر اپنا طرف باغ سلیمان کے بڑھایا رہواروی کرتا ہوا آتا ہی چند غلام ساتھ ہین اُنسے کہتا ہوا
آتا ہی آج نالائقون کو لڑوا دونگا اتنے دنون کوئی آکر نہین ٹھہرا اب مین اُنکو جہنم مین پہونچاتا ہون
مسلمانون سے لڑواتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہی ہزارون خواصین ملکہ کی
دروازے پر کھڑی پیٹ رہی ہین بعض لقا سے فریاد کر رہی ہین یا خداوند ہماری ملکہ کو ہمسے ملا دے
فولاد فولاد شکن بامراد آئین ملکہ کو بصحت و عافیت صحرا سے پا جائین جس طرح لالہ عذار کی مراد
ملی ننگی ہو گئی بلا سے لباس گیا پاپوش سے اُسکی جان کی تو خیر ہو گئی زندہ تو ملی اسی طرح یا لقا ہماری

بھی مراد حاصل ہو ملکہ کو یہان کھیلتا پایئن ایک کہ رہی تھی کہ ہوا میرے ہوش و حواس باختہ ہین بہتو باتین
طلسمات کی سنی ہین بیت چمن مین دفن ہوا کوئے یار مین نکلا پر زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہو رہین
شعلہ رخسار ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے ساتھ کوٹھے پر گئی اور جنگل مین ننگی ملی دیکھیے تیرہ صدی
کے زمانے مین کیا کیا ہوگا بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا خچر سے کودا قریب کنیزون کے آیا پوچھا
خیر تو ہے میان فولاد فولاد شکن کہان ہین تم سب کیون اسقدر گریہ و زاری نالہ و بیقراری کر رہی ہو
کس ملکہ کے لیے دعا مانگتی ہو سب کنیزون مین غل ہوا میان شیطان آئے یہ
خداوند سے بہت گستاخ ہین انکے سامنے بیان کرو یہ قدرت سے کہکر مراد دلی دلوا دینگے بچھڑی ملکہ سے
ملا دینگے اگر کچھ بھوت پریت کا خلل ہوا ہے دیو جن خبیث لے گیا ہے تو یہ کل خبیثات کے باپ ہین
بڑے پریت آپ ہین انسے ضرور کہو مطلب حاصل ہوگا رنج و ملال زائل ہوگا یہ سنتے ہین شور
کر کے سب کی سب دوڑین قدمون سے بختیارک کے لپٹ گئین کہا میان شیطان صاحب دہائی
ہے ہماری ملکہ خود بخود غائب ہو گئین بختیارک نے کہا کون ملکہ ایک کنیز نے کہا کہ پہلوان صاحب
کی دختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد خود بخود باغ سے غائب ہو گئی ہین پہلوان صاحب جنگل مین برائے
تلاش تشریف لیگئے ہین بختیارک نے کہا ہین یہ کیا کہ غائب باغ مین ملکہ ہوئین فولاد جنگل مین
ڈھونڈھنے کو گئے اسنے عرض کیا کہ میان بختیارک تسے مین بیان بھی کرتے ڈرتی ہون ذرا
کوئی وسوسہ نہ دلوایئے گا میری امان سے مجکو نہ ڈرائیے گا شوہر سے نہ جدا کیجیے گا یہ سب جھگڑے
آپ ہی کی ذات سے ہوتے ہین یہ سنکے بختیارک گالیان دینے لگا کمبخت کہین تمھاری قضا تو نہین
آئی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا جلد مفصل بتاؤ مطلب تو سمجھ گیا ہون لیکن اشارہ کافی ہنو گا سوسن
نے کہا ملک جی مجھ سے حال سنیے اور تو جھگڑا اطول طویل ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ شعلہ رخسار کے
ساتھ ملکہ کوٹھے پر گئین وہان سے غائب ہوئین شعلہ رخسار جنگل مین ملی وہان ننگی پڑی تھی
اسوجہ سے فولاد بھی اسی جنگل مین تلاش کرنے گئے ہین بختیارک خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا
وہ مارا جو ہم نے کہا تھا وہی ہوا ایسے الو کے پٹھون کا ڈربا کھلا ہے جنگل مین مثل غول بیابانی کے گیا ہے
وہ بیہوش کسی محبوب خوش خرد کے پہلو مین بیٹھی ہوگی مزے اڑا رہی ہوگی یہ کہکر خچر پر سوار ہوا اور
پیچھے جنگل مین آیا دیکھا میان فولاد ہر طرف مثل لنگور کے اچکتے پھرتے ہین ایک طرف ڈھونڈیان

گویا جنگل کی بلائیں پکار رہی ہیں کہ ملکہ آؤ فولاد فولاد شکن نے جو بختیارک کو آتے دیکھا قریب آیا کہا ملک جی عجب طرح کا معرکہ ہوا باغ سے ملکہ اور شعلہ رخسار غائب ہوئیں شعلہ رخسار کو تو ہم نے اس جنگل سے پایا مگر ملکہ آرزو کہیں کانوں میں چھپ گیا ہے نہیں ملتا ہے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پانوں میں آبلے پڑ گئے ہیں بختیارک نے کہا آپ میرے ساتھ چلیے میں آپ سے مفصل بتلا دوں فولاد خوشی خوشی ساتھ ہوا لالہ عذار و شعلہ رخسار اپنے خیمے کی طرف گئیں فولاد جب آکر دربار میں بیٹھا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران یہاں ایسے معاملے بہت گذر چکے ہیں آپ اُس عورت کے کہنے سے ناحق دوڑے گئے عقل سے ظاہر ہوتا ہے کوئی عیار بشکل شعلہ رخسار بنکر آیا شعلہ رخسار کو وہاں ڈال دیا آپ یہاں پہونچا رات کو قابو پاکر ملکہ کو لے گیا جو میں نے حکم لگایا تھا آپ کو یاد ہوگا وہ کرسی نشین ہوا میں ملکہ کسی سے پہلے ہی ہوچکا ہوگا فولاد فولاد شکن کو اس تقریر بختیارک سے نہایت غصہ آیا ایک دھول باری رفیدہ ملک جی کا زمین پر گرا اور کہا او ملعون تو نے یہ کلمہ مہمل میرے سامنے کہا میری لونڈی بھی کبھی ایسا کام نہ کرے گی اُسکو تو خود مرد کے نام سے نفرت ہے کس مرد کی مجال ہے کہ اُسپر آنکھ ڈالے نہیں معلوم یہ کیا اسرار ہے چلو خداوند سے پوچھیں وہ صاف صاف اس راز کو بتا دینگے بختیارک نے جھاڑ پونچھ رفیدہ تو سر پر رکھ لیا اور حضور غصہ نہ فرمائیں اگر دل چاہتا ہے تو اور دو چار دھول لگائیں مگر بگوش ہوش سماعت فرمایئے مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است اے پہلوان دوران علامت اول تو یہ ہے کہ دو چار روز پیشتر سے ضرور بیقرار ہونگی ہاں یہ تو فرمایئے کہیں شیرون کے شکار کو تو جانے کا اتفاق نہیں ہوا فولاد نے کہا وہ ہمیشہ سے شکار دوست ہے ہرن کیسے شیر کا بھی شکار کھیلا پلنگ خونخوار کو تلوار سے مار اگر البتہ کل جو میں صبح کو آیا تو اُسکا عجب حال تھا دریافت کیا تو کنیزوں سے معلوم ہوا کہ جب سے شکار سے آئی ہیں طبیعت بہت بے لطف ہے بعد اُسکے سُنا کہ رات بھر منہ لپیٹے پڑی رہیں جب میں آیا اُسوقت حقیقت میں اُسکا حال ابتر تھا میں نے بیمار جانکر کہا کہ بیٹا ڈر نہیں دل کو مگدر بہلاؤ گانے کو بلا بھیجو یہ میرے ہی حکم سے ڈومنیاں آئی ہیں اُسنے کچھ فرمائش نہیں کی ملک جی یہ معرکہ گذرا بختیارک نے کہا ناک ناک بدتا ہوں جو میرے کہنے کے خلاف ہو جو اوپر گذرا وہ مجھسے سُن لیجیے اور میری ذہانت کی داد دیجیے یہ معاملہ گذرا ہوگا شکار گاہ

مین گئی ہونگی کوئی ٹیاپوتا حمزہ کا بھی براے شکار آیا ہوگا اُس سے آنکھین چار ہوئی ہونگی کچھ لوگ
اُسوقت وہان ہونگے اسوجہ سے ناچار ہوئی ہونگی یہ جوان حسین کمسن فرزندان حمزہ بھی دریاے
حسن وجمال کے گوہر بے بہا ہین صورت وشوکت وجلالت مین یکتا ہین چوٹ کھا کر عشق کی آئی ہونگی
اُدھر اُسنے عیار کو اپنے بیقرار ہو کر براے جستجو بھیجا ہوگا وہ اس صورت سے آکر لے گیا حضور کو داغ دے گیا
اگر اسمین فرق ہو سر کاٹ لیجیے ان باتون مین چند سرداران لشکر فولاد بھی آگئے ہین بختیارک سرد آہین
بھی کرتا جاتا تھا اور جلا جلا کے کہتا جاتا تھا اور ٹھنڈی سانسین بھرتا جاتا تھا کہ ہاے غضب آپ نے
کس ناز ونعم سے پالا ہوگا اُس ظالم بے درد نے خون کا دریا بہایا ہوگا اب مزے اُڑا رہے ہونگے عاشق
ومعشوق گلے مین ہاتھ ڈالے بیٹھے ہونگے فولاد فولاد شکن غیرت کے مارے غرق عرق شرم ہوگیا قریب
تھا کہ خنجر مارے لیکن ضبط کر کے کہا ملک جی آپ کی چہ میگوئیان درست ہین لیکن سب آپکا خیال خام ہے
ہرگز میری بیٹی ایسی نہین اور اگر تمکو اس امر مین یقین کامل ہے تو اب مین تمھاری جان اور اپنی جان
ایک کرونگا ورنہ مفصل بتاؤ کہ کس برج مین وہ آفتاب آسمان خوبی ہے کس دزد اندازنے یہ کام کیا ہے
تو ابھی جا کر دریاے خون بہاؤن دونون کے سر کاٹ لاؤن اگر اسمین فرق ہو تو مجکو فولاد فولاد شکن
نہ کہنا بختیارک نے یہ سُنکر تیوری پر بل ڈالکر کہا بس اب خاموش رہیے حقیقت مین اُس شخص نے
بُرا کیا آپکی جوان بیٹی کو نکال لے گیا لیکن اب اس مقدمے پر خاک ڈالیے معاف فرمایئے اگر سچ پوچھیے
تو اُسنے آپ پر احسان کیا کیونکہ آخر آپ کہین شادی کرتے اسمین ہزارہا روپیہ صرف ہوتا اہالیان
برادری کو بھی تکلیف ہوتی یہ بے رنگ پھٹکری لگائے ہوئے مطلب حاصل ہوا اور آپنے جو فرمایا کہ اگر
پتا ملے تو جا کر دونون کے سر کاٹ لاؤن یہ امر بھی دشوار ہے ہر مسلمان بلاے روزگار ہے اگر مین پتا لگا دون
آپ کو تکلیف دون آپ وہان جائین ایسا نہو دشمن مارے جائین پھر کر آنا دشوار ہوگا پس یہ جستجو
کرنا بیکار ہوگا چلیے ناچ راگ ورنگ مین مصروف ہو جیے غصے کو تھوک دیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا اُسکا
ذکر کیا ہے ایسے معاملے تو اکثر گذرتے ہین بموجب شعر بلبل برداشت آشیان را + گل گفت کہ خس
کم وجہان پاک + ان کلمات مہملات کو سُنکر فولاد شکن رعد گرگرایا غصے سے مانند بید تھرایا کف منھ
مین بھر آیا مثل مار دُم بریدہ پیچ وتاب مین آیا کہا ملک جی بس بس زبان سنبھالو ایسی واہیات باتین
منھ سے نکالو اگر بے قتل کیے اُن دونون نالائقون کو چھوڑ دون تو آج سے تلوار باندھنا ترک

کردون فقط آپ کا اتنا احسان ہوگا کہ مفصل مجکو تبلا دیجیے کہ وہان وہ دونون نالائق موجود ہین اُسوقت آپ پر حال ظاہر ہوگا قسم ہی جاہ و جلال خداوندی کی اب کہا نا جب کہاؤنگا جب اُس ور انداز کو سزاے معقول دے لونگا اب آپ نشان بتانے مین جستجو کیجیے زبان سے کچھ نہ فرمائیے ورنہ مین اپنے تیغ سے ہلاک کرڈالونگا آپ شیطان درگاہ خداوندی مین آپ کو کچھ نہین کہہ سکتا اگر اور کوئی ایسے کلمات مُنہ سے نکالتا تو سر اُسکا کھینچ کر پھینک دیتا بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن حقیقت مین آپ سے باہر ہی نشہ جرأت مین بیہوش ہی از خود فراموش ہی گھبرا گیا کہا مین ابھی فکر کرتا ہون خیر تک اپنے عیار کو بلا کر کہا جلد جا کر مہتر وسواس کو بلا لا خیر تک فوراً روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے مہتر وسواس کو اپنے ہمراہ لایا بختیارک نے کل کیفیت وسواس سے بیان کی اور کہا کہ اگر اس بات کا پتا لگاؤ گے تو اسقدر نقد و جنس پاؤ گے کہ نہال ہوجاؤ گے وسواس فوراً فتراک زرنفتی و پتاوہ سقر لاطی و گرین عیاری سے آراستہ ہوکر واسطے تلاش ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے روانہ ہوتا ہی ان سب کو اس جستجو مین چھوڑیے لیکن اب یہان سے دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم و صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش کہ نتیجہ قتل ملکہ بران شمشیر زن لیکر آیا ہوا ہی بیان کیے جاتے ہین

ساقی نامۂ مصنف	ساقی اک جام ہو عنایت	باقی رہے دور تا قیامت
دولتکدون مین ہو تیرا نام	پائے جو زلال درد آشام	جسمین ہو شراب دیرسالہ
اُس خم کی زکوة اک پیالہ	دھوئے دھائے دھرے مین ساغر	بھٹی سے نکال آتش تر
اس آگ سے جب گلاس دہکے	خم خانے کا تیرا پھول مہکے	لب سے وہ پری جو لب ملائے
دل مین نئی اک ترنگ آئے	ساقی نے شراب دی یہ سنکر	حاضر ہوئی فکر پھول چن کر
گلدستہ جو ذہن نے بنایا	بندش نے عجیب گل کھلایا	مہمیز کنندگان سمند تیز گام عیاری

ن و شہسواران میدان طراری توسن کلک کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین اور غزالا مضامین داستان صحرا سے فرحت افزاے خوش بیانی مین یون طرارے بھرتے ہین سابق مین تحریر ہوا ہی کہ صمصام نگرام شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے پھر گیا اور آکر افراسیاب کے شریک ہوا مع فوج و لشکر بارگاہ حیرت جادو مین آگیا ہی قیصری کہ طبل جنگی بجواے ملکہ بران سے مقابلہ کرے مگر چونکہ زخمی ہوکر آیا ہی اسوجہ سے تامل ہوا ہی یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع

مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل فکر قتل
صمصام بدانجام میں روانہ ہو چکے ہیں جب صمصام نمکحرام خدمت ملکہ حیرت میں حاضر ہوا
اور مقدمے میں اپنی معشوقہ لالہ رخسار نرگسی چشم سکجبنی عہد و پیمان لے چکا اور ملکہ نے بھی اقرار
کیا کہ بڑی دھوم سے شادی کرینگے خانہ آبادی کا سامان ہوگا عرصہ دراز تک بارگاہ حیرت میں
حاضر رہا اور یہ کہکر اُٹھا کہ کل غلام طبل جنگی بجوائے گا اور لطف بربادی خانہ کوکب روشن ضمیر
دکھلائے گا ملکہ نے کہا جاؤ سپرد خداوند سامری کیا مگر عیاروں سے ہوشیار رہنا عرض کیا چالیس
سرداران نامی غلام کے ساتھ ہیں کیا مجال ہے کہ میری بارگاہ میں کوئی آسکے یہ کہکر طرف اپنی بارگاہ
کے چلا ساحران غدار و سرداران نابکار خلعت ہائے فاخرہ پہنے ہوئے گرد اس بیحیا کے مرغ زرین
بنے ہوئے چلے آتے ہیں عقب میں خدمتگار یہ تو اپنی بارگاہ کی جانب اسطور سے جاتا ہے مگر واضح رہے
ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو ایک تدبیر کر کے ایک مقام پر ٹھہرے ہیں اور چالاک کو کچھ سمجھا کر روانہ کیا
چالاک صورت بدلے ہوئے دربارگاہ حیرت پر کھڑا ہے کہ صمصام طرف اپنی بارگاہ کے جاتا
ہے چالاک نے پیچھا کیا دیکھا ایک خدمتگار صمصام کا ظاہر مقرب معلوم ہوتا ہے کہ لباس معقول
پہنے ہوئے گورے دار پگڑی سر پر چنی چپکن زیب جسم مشروع کا پائجامہ یہ کہتا ہوا عقب صمصام کے جاتا
ہے کہ آج انعام و اکرام میں کئی ہزار روپیہ میری تحویل سے خرچ ہوا ہے اُسکا حساب لکھنا ہے یہ چالاک
نے سُنا تدبیر تو کر ہی چکا تھا ایک عورت کی شکل بنکر چہرے کو چادر سے چھپایا قریب اُس خدمتگار کے آیا
کہا میاں خدمتگار صاحب ذرا ادھر دیکھو وہ پلٹا دیکھا کہ ایک نازنین بڑی بڑی انکھڑیاں مگر حجاب سے
ہاتھ پاؤں میں رعشہ کرکے ایک کاغذ نکال کر ہاتھ میں اُس خدمتگار کے دیا کہا او صاحب جلدی
کوئی مجھ بدنصیب کو دیکھ نہ لے ماں باپ کی آبرو جائے ہماری عصمت میں فرق آئے مگر نوکری ایسی بری
چیز ہے کہ کچھ بن نہیں پڑتا خدمتگار نے یہ سنکے کاغذ ملفوف ہاتھ میں لیا پوچھا یہ کاغذ کیسا ہے اُسنے آنکھیں مٹکا
کے کہا میاں صمصام کی خاطر سے لکھا ہے جب مالک تمھارے بارگاہ میں بیٹھیں یہ کاغذ چپکے سے انکے
ہاتھ میں دینا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے ورنہ کسی بیگناہ کی جان جائیگی اتنا زبانی بھی کہدینا اسکو تنہائی
میں پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہجیے ورنہ معشوق سے ہاتھ دھو کر عمر بھر سر پہ ہاتھ دھر کر روؤگے
یہ کہکر وہ عورت تو مٹکتی چلی گئی خدمتگار نے کاغذ جیب میں رکھا جب صمصام بارگاہ میں آکر تخت

بیٹھا خدمتگار نے پوشیدہ نامہ ہاتھ مین دیا اور زبانی بھی وہی کلمہ کہدیا کہ حضور تخلیے مین چلکر اسکو پڑھین
یہان سر دربار نہ کھولین حضور دینے والا یہ کہ گیا ہی کہ اگر ظاہر ہوگا معشوقہ کی جان جائیگی فقط سے کہنے کو
کہانی رہجائیگی نام معشوق سنتے صمصام گھبرایا کاغذ ہاتھ مین لیکر تخلیے مین آیا اب جو دیکھا سر نامہ پر
مہر ملکہ لالہ رخسار نرگسی چشم کی پائی مگر معلوم ہوتا ہی جلدی مین مہر کی ہی کوئی حرف ظاہر کوئی مخفی بہ تعجیل نامہ
کھولا اول القاب یہ لکھا ای شوریدۂ دست محبت و ای آشفتۂ وادی مودت زاد عشقہ بعدہ یہ اشعار
نظم تحریر کیے تھے

جس روز سے روے ہجر دیکھا
شب ہجر کی اک سیہ بلا ہی
جان خواہش وصل پہ ہی مائل
سمجھائی ہون گو ہزار دل کو
ہر دم جو خیال موے سر ہی
واقف ہین تمھارے موے پیچان
ابرو کو نہین جو بھولتا دل
ہی مثل کمان قد خمیدہ
جب یاد ہی انکھڑیون کی آئی
کیا غم سے ہوا فراغ دل کو
اک آگ سی لگ رہی ہی تن مین
دل کو کئی مرتبہ جلایا
ای نبض شناس حال مجنون
قرطاس و قلم ہون خاک جلکر

کیا تمسے کہون مین حال اپنا
اک لمحہ نہین قرار آتا
ہر ایک نفس لبت ہی آگاہ
دل تیغ فراق سے ہی گھائل
ہی پیش نظر تری ہی تصویر
ابتر مرا حال سر بسر ہی
اور یاد جبین مین ای ستمگر
ہو تیغ الم سے شکل بسمل
آنکھون مین کھبے ہین تیر مژگان
ہی آنکھ اجل مجھے دکھاتی
ہر شعلۂ غم نے سر اٹھایا
شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین
پاس آتے نہین طبیب میرے
ای عیسی دور و جان مہجور

کیا تم کو لکھون ملال جو سہنا
دن آنکھون مین رات ہو گیا ہے
بستر ہی ہمیشہ نالہ و آہ
پہلو مین نہین قرار دل کو
دن رات یہی ہی اس سے تقریر
جیسا مرا حال ہی پریشان
برگشتہ ہی اختر مقدر
اندوہ ہی یہ ستم کشیدہ
ہین پار جگر کے غم کے پیکان
فرقت نے دیا ہی داغ دل کو
جلتی ہون مین شمع سان سراپا
اس آگ نے خاک مین ملایا
بیٹھے ہین دور دور ڈر سے
کر لکھون مین سوز قلب مضطر

ای شہنشاہ صمصام و ای عاشق ناکام یہ ہجران دیدہ آفت عشق
کشیدہ عجب مصیبت مین ہی جب اول مین تمھارا نامہ محبت شمامہ آیا ہم اسکو پڑھکر آمادہ ہوئے کہ
جواب حسب مراد تمھارے تحریر کرین ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی کہ ملکہ لالہ رخسار نرگسی چشم کے
پاس کسی کا نامہ آیا ہی مجکو بلوایا تمھارا نامہ مجھسے لے لیا اور پوچھا تیری کیا مرضی ہی مین ہوش

ہوئی کہ یہ سمجھ جائینگی الخاموشی نیم رضا حیرت جادو نے کہا ہم مطلب تیرا سمجھے ہم جواب بھی لکھیں گے اور شادی تیری ایسے صاحب لیاقت کے ساتھ کرینگے پھر مجکو نہیں معلوم کہ اُس نامے کو کیا کیا حکم کچھ لکھایا نہیں لکھا مجکو فقرے بازی میں رکھا اگر کل حالات لکھوں ایک دفتر ہو جائے اب اصل مراد یہ ہی کہ جبسے تم لشکر لیکر یہاں آئے کنیزون سے مجکو بھی خبر ہوئی آج جو دربار سے پلٹ کر آئی اپنی وزیرزادی سے کہا میاں صمصام میری مصاحب لالہ رُخسار نرگسی چشم کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین یہ امر غیر ممکن ہی مدت ہوئی بیٹا وزیر اعظم سرما اُسکا طلبگار ہی مین اُس سے نسبت پختہ کر چکی ہون اپنے وزیر کو عزیز جانون یا اُس غیر کے ساتھ شادی کر دون جب وہ بران کو قتل کر چلینگے کسی لونڈی کے ساتھ شادی کر دونگی ای عاشق زار ودای غمگسار یہ حال مضیبت سُنکر مین ملکہ حیرت کو فقرہ دے کر فلان باغ مین آئی ہون صرف چار کنیزین جو میری ہمراز ہین اور آٹھ پہر کی دمساز ہین اُنکو ساتھ لائی ہون بس لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے نامے کے تنہا اسوقت میرے پاس چلے آؤ جو مناسب وقت ہو صلاح کرکے ہم تم اُسکی تدبیر کرینگے اور تدبیر و تقریر کیا تمھارے ساتھ نکل چلینگے بموجب مثل دو دل راضی تو کیا کریگا نگوڑا قاضی کسی کی لونڈی نہین ہون مجھپر کسیکا زور نہین ہی اور اگر اسوقت تم میرے پاس نہ آئے تو پھر حیرت جادو کے دام تزویر مین پھنس جاؤنگی دم بھر پھر محل سے نہ نکل سکونگی صمصام اس مضمون کو پڑھکر بھرتھرا مثل بید کانپا ابرو پر بل پڑ گیا کئی مرتبہ سر ہلا کر کہا کیا خوب کیا خوب خدمتگار نے پوچھا حضور خیر تو ہی ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای برادر کیا کہوں راز کی بات ہی مگر تو میرا معتبر قدیم ہو خدمتگار نہین ہی بلکہ ندیم ہی کسی سے ذکر نہ کرنا مین نے اپنی دنیا و عقبی دونون خراب کین میان افراسیاب بڑے جعلساز ہین بڑے شعبدہ باز ہین ہائے مجکو میرے مالک اور آقا شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے لالچ وصل محبوب کا دے کر چھڑایا افسوس کچھ ہاتھ نہ آیا اب اس فکر مین ہین کہ ملکہ بُران کو میرے ہاتھ سے قتل کرائین آخر مین دھتا بتائین مگر ای خداوند سامری جمشید تمھارے صدقے ہو جاؤن کیا سبب نکالا ہی کہ معشوق وفادار ہاتھ آئے کیا عجب ہی کہ کوکب سے بھی صفائی ہو جائے ای خیر خواہ یہ نامہ میری معشوقہ کا آیا ہی تجنے کہان سے پایا ہی اُسنے کہا حضور ایک عورت کا نپتی ہوئی آئی میرے ہاتھ مین دیکر چلی گئی صمصام نے کہا تجنے بڑا کام کیا اب مین تجکو مصاحب اپنا بناؤنگا اچھا ایسا کرونگا اب ای نکلا وفا شعار مین پاس اپنی معشوقہ کے جاتا ہون اُسکو لیکر طرف اپنے مالک کے چلا جاؤنگا اور میان افراسیاب

کو دغا بتاؤنگا اور تمھارے نام بھی نامہ روانہ کرونگا تم کسی حیلے سے کل فوج کو لیکر چلے آنا یہ کہکر کہا بھائی
میرے خضاب جلدی سے لگادے دس پانچ موے سفید ظاہر ہین مثل کافور ہین شکل مشک ہو جائین
علاوہ اسکے ذرا سی مہندی ہاتھ پاؤن مین مل لون سرمہ کاجل لگاؤن عمدہ بناؤ کر کے اُسکے پاس جاؤن
خدمتگار نے جلدی جلدی صمصام کے وسمہ لگایا مہندی جلدی جلدی ہاتھ پاؤن مین ملدی صمصام
نے کلاہ وہ نکالی جسمین گوٹا بیٹھا ٹنکا تھا قبا زربفت کی نکالکر زیب جسم کی عطر سوہاگ جسم مین ملا کاجل
خوب گہرا گہرا آنکھون مین لگایا آئینہ لیکر اپنے روے نحس کو بغور دیکھا اپنا ہاتھ موچھون پر پھیرا جھولی
سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی اُسمین اسباب سحر رکھا خدمتگار نے عرض کیا حضور جھولی کیا ہوگی آپ
معشوقہ کی ملاقات کو جاتے ہین یا کسی سے لڑنا منظور ہی صمصام نے کہا شاید بی حیرت نے کسی ساحر
کو لگا رکھا ہو کہ لالہ زار کہین جانے نہ پائے اور وہ ساحر بر وقت سامنے آئے روکنے کا ارادہ کرے
اُسوقت کیا مین ڈھونڈھنے جاؤنگا جھولی اسواسطے رکھی ہی کہ ایک دانہ ماش کا مار کر اُسے جلادونگا اگر دو ہزار
ہونگے تو خاک مین ملادونگا معشوقہ کو لیکر فوراً نکل جاؤنگا یہان کھڑے پانی نہ پیونگا تم سامان تیاری لشکر
مین مصروف رہو یہ کہکر دونون پیر مارے عرق زمین ہوکر اسواسطے آیا کہ کوئی ملازم افراسیاب مجکو
جاتے وقت نہ دیکھے اب طرف صحرا کے تلاش مین اُس باغ کے جسکا پتا نامے مین لکھا ہی چلا رات کا
وقت صحرا مین سناٹا فرش ماہتاب نے بجا بفرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی صبح کا گمان کرکے اکثر جانور
آشیانون مین چہک اُٹھے تھے مین شعر رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ٭ زاغ پر تھا گمان بوتیمار ٭
صمصام تمام جوش محبت مین جھپٹا ہوا جاتا ہی جیا سطرف نگاہ اٹھا اٹھا کے دیکھ رہا ہی کوئی گردش
بھر راستہ طی کیا ہوگا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دل سے کہتا ہی اُس باغ کا کیونکر پتا لگے کیونکر
اُس سرو خرامان بوستان حسن کو پاؤن یا سامری جمشید جلد پہچون جسوقت سامنا ہوگا کیا کیا
حکایتین شکایتین ہونگی مین اُنکی بات کا کیا جواب دے سکونگا ہاے اُس جان جہان نے کیا کام
کیا اپنے کو واسطے میرے بدنام کیا معشوقہ گوشہ نشین کی یہ مہربانی اکیلے باغ مین مع چند کنیزون
کے آنا صرف تقاضاے محبت کے سوا اور کیا ہی مجکو اپنا غلام بے دام بنالیا صمصام دل سے
یہ باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک نازنین کو دیکھا بھولی بھولی صورت ڈوپٹہ آب رواں کا اوڑھے
ہوئے اطلس کا پاجامہ پائنچون مین گرہ دی ہوئی دوڑی ہوئی چلی آتی ہو وفا پتا کہہ کہتا ہی تو

ڈر جاتی ہی یا خداوند لقا لکر پھر قدم بڑھاتی ہی کچھ کہتی ہی کیا اُلٹا زمانہ ہی نامہ پہونچانے ہوئے پہر پہر گذرا
اُس نگوڑے ننگ عشق نے خبر تک بھی نہ لی بی لالہ زار نرگسی چشم ناحق جان دیے دیتی ہین شاید
میری موت قریب ہی جنگل سے کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے گا مجھ مردار کو کھا جائے گا واہ رفاقت کا کیا مزا
ملا ہی دوڑتے دوڑتے پھیپڑی پھول گئی نگوڑا صمصام ملتا تو دانتوں سے بوٹیاں کاٹتی یہ تقریر جو کسی
خواص کی صمصام نے سنی سمجھا ملکہ کی خواص ہی مجکو ڈھونڈھتی پھرتی ہی حقیقت میں مین نے بڑی
دیر لگائی پکارا اے بی بی یہ گنہگار یہان حاضر ہی دیکھتے ہی وہ عورت اُدھر لپٹی قریب آکر ایک دوہتڑ
مار کر کہا ارے تلوار تیرا ہی نام ہی صمصام ہنسنے لگا کہا بی کسی کا تلوار بھی نام ہوتا ہی اُسنے کہا میان
چبا چبا کے باتین نکرو مین کچھ جاہل نہین عنایت سے سامری کی کچھ تھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہون
ملکہ تلوار ہی تلوار کر رہی ہین اسنے خوش ہوکے کہا نہین بڑا صمصام جنگ آفتابے خونریز نمود پوش
کہا ہوگا اُسنے کہا نگوڑا بڑا اسکو جانتا ہی بوا ماما اصیل کو کہتے ہین ارے ہی کہا ہوگا میری جوتی جانے کہین
جلدی چلو اب دیر نکرو شام سے تڑپ رہی ہین اکیلی باغ مین صرف چار کنیزین وہ تینون تو نگوڑی
پردے کی بیویہین مین کمبخت بازار کی پھرنے والی شام سے دوڑتے دوڑتے پانون ٹوٹ گئے کبھی حکم
ہوتا ہی چھوٹی چاندنی اُٹھا لاؤ کبھی گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا بوا چھو چھو ایک گلابی بھی لیتی آنا بیچارہ تھکا ماندہ
آئیگا ایک جام پیے گا تمکو دعائین دیگا جب یہ سب سامان جمع کر دیا رونے لگی کہ یہ کاغذ بھی اُن تک پہونچا دو
مگر خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے مین بدنصیب وہان دوڑی گئی تمھارے خدمتگار کو نامہ دیا وہ بھی پلٹ کر
پہونچی تھی کہا پھر جا شاید نامہ اُن تک نہین پہونچا مین اسوقت چھل پائیون کی طرح جنگل مین دوڑی دوڑی
پھر رہی تھی اب چلوگے کہ یہین مر رہوگے صمصام نے کہا ملکہ چلو جلد مجکو اُس یار جادو ادائی محبوب
جانی تک پہونچا دو آج کے احسان کا جو زندہ ہون تو معاوضہ کرونگا چھو چھو ہنسنے لگی اور کہا اب
تمھاری زندگی کہان موت کا سامنا ہی کاغذ تمھاری زندگی کا پھاڑ ڈالا گیا ہی یا اُن سے جیتے ہو لو
صاحب یہ ہمکو کچھ دینگے ہماری بی بی کی روٹیون پر پڑے رہین گے ارے تو بڑا خوش نصیب ہی بی
لالہ زار نرگسی چشم نے صندوقچے کے صندوقچے سرکار سے ملکہ حیرت جادو کے اُڑائے ہین وہ
سب تمھارے واسطے ہین خود ملکہ ہمکو دینے والی کیا کم ہی بس تمھارا بڑا احسان یہ ہی کہ میری چھوکری کا
رنج وملال ندینا کوئی رنڈی لونڈا کر نامین نے گودیون مین پالا ہی بڑی ضدن ہی ذرا ذرا سی بات

دن بھر کھانا نہیں کھاتی صمصام نے کہا نہیں خدمتگذاری مین فرق نہو گا غرض ایسی باتین باہم کرتے
ہوئے دونون چلے آتے ہین بعد قطع راہ کے دروازہ باغ کا نمایان ہوا وہ عورت دوڑی کہ مین ملکہ کو
خبر کرون تم بعد ایک لمحہ کے آنا یہ کہکر وہ تو باغ مین جا کر غائب ہوئی صمصام بعد تھوڑی دیر کے جو
باغ مین آیا دیکھا کہ باغ کا یہ حال ہے کہ کچھ نخل گر پڑے ہین کچھ سرپیوند مین روش جا بجا سے شکست بعض
نخل مرجھائے ہوئے روش پٹری کوٹی کرتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا
اُسپر فرش مختصر سا بچھا ہوا مسند ناز پر ایک طاؤس طناز قریب تین کنیزین جو پاس کھڑی ہے وہ جھکی
ہوئی ملکہ سے کچھ کہ رہی ہے صمصام جھپٹ کر چبوترے پر آیا اب قریب سے اُس ماہ تابان کو دیکھا
نازنین خوشخو پریرو ابرو رشک ہلال چہرہ بدر آسمان کمال

نظم

گوہر بحر عالم آرائی
شہریار دیار حسن ہے وہ
دُر یکتائے بحر رعنائی
گل شاداب باغ حسن ہے وہ
گلشن حسن کا گل تر ہے
زلف پرپیچ کا یہ ہے عالم
مانگ عاشق کی جان ہے لیتی
پرشکن ہین وہ گیسوئے مشکین
مانگ پر کہکشان کا دھوکا ہے

گل شاخ نہال گلشن حسن
گلعذار بہار حسن ہے وہ
غنچہ شاخ نونہال چمن
آفتاب ایاغ حسن ہے وہ
گورا گورا ہے جسم پُر تنویر
ڈھا دیا قہر جب ہوئے برہم
بن خمیدہ ہین بال کاکل کے
ابروون کی طرح ہین پُر چین

کوکب حسن چرخ زیبائی
ہے گریبان حسن دامن چین
نونہال بہار یکتائی
آب و تاب جمال دُر عدن
بدر سیمائے مہر سیما ہے
سر سے پا تک ہے نور کی تصویر
قہر جوڑا ہے تو بلا چوٹی
جس طرح تار زلف سنبل کے
ہر بن مو سے نور پیدا ہے

قریب تھا کہ صمصام غش کھا کر گرے لیکن بمشکل ضبط کیا اپنے
تئین سنبھالا مگر آفت کیلئے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا وہ قاتل عالم اپنے مقام سے اُٹھی کہا صاحب آئیے
تشریف لائیے واہ وا واہ خوب راہ دکھائی اگر ایسی جستجو نہ کرتے تو آپ اپنی صورت کاہے کو دکھاتے
اب بھی ناحق آئے جب ہم دوسرے گھر جا لیتے آبرو گنوا لیتے تب آپ کو شاید افسوس ہوتا یا نہ
ہوتا صمصام یہ باتین سُنکر مثل گدھے کے پھول گیا اپنے تئین بھول گیا ہین ہین کرکے دانت نکالنے
ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ عالم مجکو یہ حال معلوم نہ تھا افراسیاب مجکو فقرہ دیکر لایا ابھی شام تک تو بی
حیرت نے اقرار کیا ہے کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے ملکہ نے ہنسکر

کہا کیا آپ مجھے نادان ہین دودھ پیتے ہین جو جسنے کہا وہ مان لیا صمصام نے کہا ای ملکہ مین نے
اسوجہ سے دھوکا کھایا کہ اول تمھارے انکار کا نامہ میرے پاس جا چکا تھا مین تمھارے وصل
سے مایوس تھا فراق مین رویا کرتا تھا آخر بیمار پڑ گیا اُس بیتابی مین جو افراسیاب نے مژدہ وصل
سُنایا یقین کامل ہوا کہ سچ فرماتے ہین یہ بھی تو مین بخوبی آگاہ تھا کہ آپ کو ملکہ حیرت جادو سے تو دل
ہی دوسرے اتنے بڑے کام کا مجھسے طالب ہوا خیر بہر نوع خداوند سامری نے اپنا فضل کیا مگر
کیون ملکہ عالم نے آخر ملکہ حیرت سے کیا حیلہ کیا یہان تک کیونکر نوبت پہنچی لالہ نزار نے کہا جسوقت
شام کو ملکہ حیرت نے اس بات کا چرچہ کیا کہ اب ہم صمصام کے ہاتھ سے دختر کوکب کو قتل کرا کر
تمام طلسم نور افشان کو درہم و برہم کرینگے اور میعاد طلسم کشا بھی ختم ہوا چاہتی ہی اب یہ سب فساد دفع
ہو جائینگے سب اہالیان طلسم ہوش ربا آرام پائینگے کبر و غرور دیکھو صمصام بد انجام کا کہ ہماری
مصاحب قدیم لالہ نزار نرگسی چشم کو طلب کرتا ہی نگوڑا عشق کا دم بھرتا ہی اب تو وعدہ کر لیا ہی اُسکو
مشتاق کر دیا ہی آئندہ سمجھا جائیگا بعد قتل کے ان ایسے کلمات ناشایستہ کی سزا پائے گا صاحب سامری
و جمشید بی بی چھو چھو کو سلامت رکھین مان بھی ایسی محبت نہ کرتی جیسا انکو خیال ہی میری خوشی سے شاد
ہین میرے رنج کا ملال ہی ای صاحب کیون نہو مین چھ مہینے کی تھی جب سے انھون نے گودیون
مین پالا ہی انانے صرف دودھ پلایا آٹھ پہر انھین کی گود مین رہتی تھی ایسی باتین سُنکر انکے دل کو کیونکر
چین ہوتا ذرا الجھی بیٹھی ہین روتی ہوئی میرے پاس آئین اور کہا ای بی بی غضب ہوا کاشکے مین مر گئی ہوتی
ایسی باتین نہ سنتی بی حیرت تمھارا ذکر کر رہی ہین مجکو تو یہ آرزو ہی کہ گل سے چہرے پر بھاری سہرا
دیکھون وہان بھڑوے سرما سے برف انداز ظلم با قوم کا رذیل اُسکے ساتھ بی حیرت تمھاری شادی
کرینگی صمصام جو اپنے ملک کا بادشاہ ہی اُسکے لیے شبو خواص تجویز ہوئی ہی جب اُس بیچارے صاحب
حسب و صاحب نسب سے اتنا بڑا کام لینگی پھر اُن کو قتل کرا دینگی نفرے دیکر شبو خواص کے ساتھ
شادی ہو گی صاحب اصل تو یہ ہی کہ مین کوٹھے کی بیٹھنے والی یہ سُنکے گھبرا گئی انگوٹھی الماس کی اُتاری
کہ چبالون جان دے دون بی بی چھو چھو تو بجائے مان کے ہین لپٹ گئین انگوٹھی چھین لی اور کہا
کیون بچی ہمنے رات کو رات دن کو دن نجانا تمھارے واسطے سارے کنبے کو چھوڑا مر دوا ہمارا
رات بھر تڑپا کرتا ہی ایک رات گھر جانا نصیب نہوا اَز میری ہنو کی کون دلدہی کرے گا اسلیے ساری

مصیبتین اُٹھائین کہ تم جان دو چلو مین تمکو لیچلون تمھارے عاشق صادق صمصام سے ملاؤن ان
قریب کرنے والون کے منھ مین لوکا لگاؤن صاحب مین تو ان باتون سے بالکل آگاہ نہ تھی مین نے کہا
چھو چھو بھلا وہان تک مین کیونکر چلون کبھی بازار مین نکلی ہون ڈیوڑھی تک جاتی ہون تو میرے
پانوُن کانپتے ہین انھون نے کہا نہین بی بی کیا مین تمکو لشکر صمصام تک لیجاؤنگی میرے گھر کے پچھواڑے
ایک باغ ہی کہ اُسکو محبوب باغ کہتے ہین مدت سے خالی پڑا ہی تم چلکر وہان بیٹھو مین مردودون کے کان
کاٹونگی تمھارے واسطے خاک چھانونگی ایک اشتیاق نامہ لکھو مجکو دو اپنے چاہنے والے سے کیا شرم ہی
وہ شاہزادہ خود مزاج کا گرم ہی ذرا سی سُن گن پائے گا آپ دوڑا آئے گا صاحب جو کچھ کیا چھو چھو نے
کیا مجکو یہان بٹھایا تمکو بھی بلا لائین ہمنے تو اپنے دل کی کہ سنائی اب تم اپنے دل کا حال بتاؤ تمھین کیا
منظور ہی میرے سر پر نہ مان ہین نہ باپ ہین اب جو کچھ ہین وہ آپ ہین مین اپنی جان دونگی مگر سسرا
کے گھر نہ جاؤنگی صمصام ان باتون کو سُنکر پھول گیا کہا ملکہ اب کیون جان دو گی جبتک مین نہ آیا
تھا مقام تردد تھا ابھی تخت پر سوار ہو میرے ساتھ چلو مین لشکر کا بھی بندوبست کر آیا ہون نیچہ قتل
ملکہ بہار ان یہ دیکھو میرے پاس ہی اب کیا دسواس ہی میری تو یہ راے ہی کہ تمکو ساتھ لیکر دربراہ
خدمت مین کوکب کے چلون وہ میرا بادشاہ قدیم ہی اُسکے قدمون پر گر پڑون وہ رحم دل ہی فوراً خطا
معاف کر دے گا دو باتون مین مقدمہ صاف کر دے گا یہ سُنکر چھو چھو تڑپ کر سامنے آئی کہا ہی بچی تو
بھی بیوقوف ہی لونڈیان بھی احمق صمصام بھی گدہا ہی مجھے کیسے بیوقوفون سے پالا پڑا ہی نابہ کوکب
اپنی چھوکری کو نہ جانے دونگی ایک تو وہ بد نظرہ ہی دوسرے تمنے کیا خوب اُسکے ساتھ سلوک کیا ہی
اُسکی بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو کر آئے ہو اُسکے سردار ہزبر پیلتن کو مارا اور شاید اُسنے خطا بھی معاف
کر دی تو اس ماہ رخسار کو چھوڑے گا فورا جورو بنا کر گھر مین ڈال لے گا مین دیکھا کرتی ہون جب کبھی وہ
افراسیاب گھر مین آتا ہی میری بچی کو آنکھون مین کھائے جاتا ہی کئی مرتبہ مجھسے پیغام کر چکا ہی کہ اپنی
صاحبزادی کو ہم سے راضی کرا دو ایک ملک تمکو انعام مین دینگے بیٹا خوبصورت کے سب طالب
ہوتے ہین مثل افراسیاب کے کوکب بھی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو جائے گا مگر جد
کوہ ہفت زلازل جہانکا بادشاہ تزلزل بن زلزال جادو ہی نہایت صاحب آبرو ہی ہرچند کہ
اقلیم اُسکی کوکب اور افراسیاب کے ملک سے قلیل ہی مگر ساحر اولو العزم بادشاہ جلیل ہی

افراسیاب بادشاہ ہوشربا کو کب بالک طلسم نور افشان جہاندار شاہ بیابان گلریز سب
اسکا ادب کرتے ہین سُنا ہی سامری و جمشید کے ایسے تحفے اُسکے پاس رکھ گئے ہین کہ سب اُس سے
خائف و ترسان رہتے ہین وہان میری حجابی کا بیٹا رسالدار اُنکی فوج مین بڑا بہادر اور جرار ہی
میان بیوی چلے جاؤ تمھاری بھی وہان کا بادشاہ قدر کریگا کوکب وہ افراسیاب وہان سے
نہ لا سکینگے اگر قصد کرینگے تو ذلیل ہونگے صمصام نے کہا بی چھچھو جو تمھاری خوشی مین تو تمھارا
غلام ہون ملکہ عالم کا عاشق ناکام ہون ان باتون مین ملکہ نے چھچھو سے اشارہ کیا چھچھو نے
اپنا منھ پیٹ لیا کہ بھی دیکھیے تیرا کہان گذارا ہوگا اس بھولے بھالے شوہر کی جان لیگی کیونکر عمر کاٹیگی
ملکہ سر جھکا کر رونے لگی صمصام نے کہا بی چھچھو خیر تو ہی چھچھو نے کہا کیا بتاؤن یہان تو یہ آفت
درپیش ہی جان بچنے کا پیس و پیش ہی صاحبزادی کو عیش سوجھا ہی فرماتی ہین ایک جام شراب پلاؤ
صحبت مین ملکہ حیرت کی آٹھ پہر ہی چرچا ہی وہ صاحب افراسیاب کی جورو ہین جو طلسم ہوشربا
کا مالک ہی انکو یہ باتین نہین چاہین اگر نشے پانی کا وقت آئے صبر کرین وقت کو ٹالین پرائے ملک
مین جاکے رہنا ہوگا ہر طرح کی جفائین سہنا ہوگا صمصام نے کہا بی چھچھو تم ناحق خفا ہوتی ہو مین
ابھی جا کر شراب لاؤن ملکہ کو پلاؤن چھچھو نے کہا نہین بیٹا تمھارے جانیکی کیا احتیاج ہی مین آٹھ
پہر انکے آرام کی فکر مین مبتلا رہتی ہون مثل دل کے ایک گلابی بغل مین دبائے لائی ہون جانتی تھی
یہ ضدن ہی دم بھر مین اودھم مچائیگی شراب کے واسطے بیقرار ہو جائیگی صمصام نے کہا لائیے نکالیے
غصہ نہ کیجیے چھچھو نے بغل سے گلابی نکالکر سامنے رکھی کہا میان بیوی کو اختیار ہی یہ تو مین خوب
جانتی تھی کہ میان بیوی ایک ہو جائینگے ہم غیر کے غیر رہجائینگے لالہ زار نرگسی چشم نے اشارہ کیا انکو کہنے
ابھی دو یہ کیسے کہا بی چھچھو گلاس بھی لائین یا نہین چھچھو نے کہا کہ بی بی سب کچھ حاضر ہی جھولی سے
گلاس بھی نکالکر رکھدیا صمصام خوشی سے پھول گیا سمجھا کہ اب پھول کا سامنا ہی بیشک یہ وصل
کی طالب ہی طالع نارسا نے رسائی کی معشوقہ عاشق خصال ہاتھ آئی جلدی ہاتھ بڑھا کے گلاس
مئے گلگون سے لبریز کیا جوش محبت مین پکار اُٹھا شعر بیار بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان
نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ملکہ نے اشارہ کیا پہلے صاحب تم پیو صمصام نے کہا ذرا منھ تو
لگا دو جھوٹی شراب کا طالب ہون ملکہ نے بناز و کرشمہ گلاس ہاتھ سے صمصام کے لے لیا مسکرا کر

ہونٹھوں سے لگایا شاید کوئی قطرہ منھ میں گیا یا نہیں منھ بنا کر گلاس رکھدیا اور کہا واہ بی چھو چھو کہاں سے
گلابی اٹھالائین میری الماری نہ کھولی یہ تو زہر قاتل ہی چھو چھو نے گلاس اٹھا کر کہا بیٹا صمصام
تم پیوانکے یونہیں نخرے تلے رہتے ہین بی حیرت کی بڑی مصاحب ہین اُسی بباندی کی طالب
ہین جو بی حیرت پیتی ہین نہیں معلوم یہ گلابی مین کیونکر ائی شہر سے نکل جانے کی تدبیر ہی بیان فرما
ذرا سی بات مین یہ تقریر ہی یہ کہکر گلاس اُٹھا کر صمصام کے مُنھ سے لگادیا صمصام خوشی مین
آکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری اُف اُف کرنے لگا کہا بی چھو چھو اس شراب مین کیا ملا
تھا شعلۂ آتش تھا کہ جسنے دل و جگر کو جلادیا چھو چھو نے چادر اسر سے پھینکا آواز دی منم مہترین مہتر

چالاک بن عمرو نعرہ چالاک
نہ آید باد گرد تیز گامم

بعیاری منم چست و چالاک
خلیفہ اول چالاک نامم

بچشم دشمن اندازم کف خاک
اوچو بصورت لالہ زار نرگسی چشم

تھی اُسنے نیمچہ سنبھالا یا تو نیمچہ نگارین تھا یا نیمچۂ جلاد معلوم ہوا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

کہ ان اُستاد عیاران عیار
جہان سرہنگ در خنجر گذاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار

ببلغ دین ز کرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران ہمہ

تیسری نے نعرہ کیا منم جانسوز بن قران چوتھی نے آواز دی منم ضرغام شیردل صمصام ہاتھ
مین اُٹھا مگر بیہوشی کام کرچکی تھی ڈگمگا کر گرا بیہوش ہو گیا چالاک تو بڑھا کہ نیمچہ اُسکی کمر سے یون سر
صمصام تن سے جدا کرون عمرو نے ہاتھ پکڑلیا اور کہا تالائق یہ کیا کرتا ہی کئی ہزار روپیہ کا یہ لباس
سب خون مین تر بتر ہو جائے گا قیمت گھٹ جائیگی پھر یہ پوشاک کسکے پسند آئیگی یہ تینون عیار تو
الگ کھڑے ہین عمرو اُسکا زیور اُتارنے لگا پہلے موتیون کے مالے اُسکے گلے سے اُتارے موتی ہاتھ پر
رکھکے پرکھنے لگے ہر چند چالاک چیختا ہی کہ حضور نیمچہ تو کمر سے نکال لیجیے یہی بڑی چیز ہو کوکب کو
بہت عزیز ہی عمرو نے کچھ بھی بطمع جواہر و غیرہ نہ سُنا جواب بھی نہ دیا خواجہ تو جواہر جسم سے صمصام
ناکام کے اُتارنے جاتے ہین مگر قضائے کار ملکہ حیرت جادو نے بروقت برخاست حضور
کو بلا کر یہکہا تھا کہ صمصام سے ہوشیار رہنا صرصر کنارے پر لشکر صمصام کے ٹھہری ہوئی تھی
کہ دور سے دیکھا ایک خدمتگار چست و چالاک آیا سرداران لشکر صمصام کو جگانے لگا نہیں معلوم
اُسنے چپکے سے کیا کہا کہ وہ سب اُٹھتے ہی اسباب سحر آراستہ کرنے لگے دس بیس ایک مقام پر جمع

ہوئے کسی نے اپنا مرکب کھولا کسی نے ہزبر آتشین بنایا صرصر یہ معاملہ دیکھکر گھبرائی دوڑی ہوئی قریب اُن سرداروں کے آئی کہا کیوں صاحبو یہ کیا ارادہ ہی خدمتگار نے کہا آپ سے کیا بتائیں سپاہی کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے صرصر نے کہا صاحبو مجکو طور بے طور معلوم ہوتا ہی سچ بتلاؤ تمھارے آقا کہاں ہیں ایک سردار بول اُٹھا صرصر صاحب وہ ایک کام کو گئے ہیں صرصر نے پوچھا کوئی بلانے کو تو نہیں آیا تھا کوئی عیار نہ لگا رے گیا ہو دم بھر مین سر پر ہاتھ رکھکے رو دوگے مالک کو اپنے مردہ پاؤگے مجھسے مفصل بیان کرو واسطہ سامری کا حال نہ چھپاؤ جب تو خدمتگار گھبرایا کہا ہاں ملکہ صرصر ایک عورت نامسلکہ رشک آئی تھی اُس نامے کے دیکھتے ہی زیور و لباس سے آراستہ ہو کر نہیں معلوم کہاں تشریف لیگئے ہیں ہم سے فرما گئے تھے کہ تیار رہنا صرصر نے یہ سنکر منھ پیٹ لیا کہا او غضب ہوا عیار لگا کے لے گیا مار بھی ڈالا ہوگا ایک سردار نے کہا اگر دشمن اُنکے مارے جاتے تو اشیائے سحر اُنکے تباہ ہوتے مٹ جاتے صرصر نے کہا دیکھو تلاش مین جاتی ہوں یہ کہکر جا رہا تھا کہ چلے دیکھا صبا رفتار آتی ہی صرصر نے پکار کر کہا کہ اری جلد جا کر ملکہ حیرت کو جگا دے میری جانب سے عرض کرنا کہ میاں صمصام کو کوئی عیار فقرہ دے کر لشکر سے لے گیا مین جنگل کی طرف جاتی ہوں حضور تلاش کرتی ہوئی آئین شاید کہین زندہ پا جائین یہ کہکر صرصر بھاگی صبا رفتار نے جا کر ملکہ حیرت جادو کو جگایا سارا حال سنایا حیرت بدحواس ہو گئی فوراً طاؤس سحر پر سوار ہو کر برسے ہوا چلی چار جانب دیکھتی جاتی تھی مگر افراسیاب جادو عیش و عشرت کا بہت پابند ملکہ حیرت سے چھپ کر اکثر پاس معشوقوں کے جاتا ہی آج کوہ نیرنگ پر پاس ملکہ نیرنگ جادو کے گیا اُسنے سامان عیش و جیش مہیا کیا پہر رات رہے تک افراسیاب منھ کالا کر کے طرف باغ سیب کے چلا اس خیال سے کہ شاید صبح کو ملکہ حیرت جادو باغ سیب مین آئے اور مجکو نہ پائے فساد برپا کرے گی یہ سوچتا ہوا برروے ہوا اُڑتا ہوا چلا آتا ہی سحر قریب ہی ستارہ سحری چمک چکا ہی افراسیاب جلدی مین چلا آتا ہی کہ عمرو کے نعرے کی آواز کان مین آئی گھبرا کر سر جھکا کے دیکھا وہ معرکہ نظر آیا کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز روپوش بیہوش ایک باغ ویران کے چبوترے پر پڑا ہی عمرو اُسکا زیور اُتار رہا ہی تین عیار نیچے کھینچے کھڑے ہین عمرو اُنکو منع کر رہا ہی کہ خبردار قریب نہ آنا صمصام پر ہاتھ تلوار کا نہ لگانا ورنہ مارے کوڑون کے کھال

گرا دو لگا افراسیاب نے وہین سے غصے مین نعرہ کیا باش او ساربان زادے کیا کرتا ہی ہم افراسیاب
جادو چالاک و جانسوز و ضرغام تھرا گئے نیچے ہاتھ سے چھوٹ پڑے مگر عمرو نے سر اٹھا کر
دیکھا کہ افراسیاب قریب آچکا ہی سحر کیا چاہتا ہی بس عمرو نے بہ تعجیل تمام کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک سبز
ترنج نکالا اور آواز دی کہ اے افراسیاب آج مین بھی سحر کرتا ہون ملکہ وماسہ جادو ساحر شمش
اس ترنج کے پیرہن بھلا اسکو تو روک یہ کہکر کھینچ مارا افراسیاب اپنے سامنے کسی کو موجود کب
جانتا ہی جب ترنج قریب پہونچا یا سامری کہکر ایک چٹکی ماری ترنج کے ہزار ٹکڑے ہوئے اسمین
سے قطرے پانی کے اُڑے منھ پر افراسیاب کے پڑے عمرو نے سارا ترنج بیہوشی کا بنایا تھا ایک
ہی قطرہ کافی ہوا افراسیاب دھم سے لڑکھڑا کر گرا عمرو نعرہ کرکے چلا تینون عیار تو مارے خوف کے
بھاگے دیوارین کود کود کر نکل گئے عمرو سمجھا کہ افراسیاب تو مر نہین سکتا جب وہ دن خدا دکھائیگا
کہ اسد غازی لوح طلسم پائیگا تب یہ پیچیا مارا جائیگا اور حقیقت مین جس مقام پر افراسیاب جاکر
بیہوش ہوتا ہی زمین تھراتی ہی یا ہو کی آواز آتی ہی پتلے فولادی زمین سے پیدا ہوتے ہین کبھی شیر
آجاتے ہین ہر نوع اُسکے بیر اسکو قتل سے بچاتے ہین بعض پتلے اگر ہوشیار بھی کر دیتے ہین ان خیالات
سے عمرو نے افراسیاب کی طرف سے منھ پھیرا چاہا صمصام کو قتل کرے مگر صرصر شمشیرزن جو جنگل مین
دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اسکے کان مین نعرہ افراسیاب کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا افراسیاب
ایک باغ مین نعرہ کرکے گرا اس نشان سے صرصر باغ کے اندر گھس آئی دیکھا سامنے شہنشاہ
افراسیاب اوندھے بیہوش پڑے ہین ایک سمت صمصام ناکام مثل مردے کے بے حس و حرکت
خواجہ عمرو خنجر برہنہ ہاتھ مین صمصام کا سر کاٹنے چلا ہی صرصر یہ دیکھکر بیقرار ہوگئی وہین سے نعرہ
کیا او ساربان زادے خبردار ہاتھ کو اپنے روک کہ مین آپہونچی عمرو نے پلٹ کر اپنی محبوبہ مطلوبہ کو دیکھا
تلفین چہرے پر آراستہ چست و چالاک عاشق کشی مین بیباک آنکھین رشک چشم غزالان عارض
بدر آسمان حسن و جمال قد سرو باغ دلربائی گل حدیقۂ رعنائی ترچھی نگاہ تیغ ابرو بے پناہ خوبصورت
نیک سیرت

ابیات

اجل کا مکان گوشۂ چشم مین | جبین مطلع صبح ایجاد حسن
قیامت نہان گوشۂ چشم مین | بھوین دست و بازوے جلاد حسن

پائنچون مین گرہ دیے ہوئے لنگاتی
باندھے ہوئے سینے پر ابھار حباب دریائے نور کے یا دو گنبد بلور کے بموجب ابیات

وہ تھا ظہور نور کا سراپا
ہر چین تھی موجہ لطافت
دنبالہ کب انھین سرمے کا تھا
شہباز نے وا کیے تھے بازو

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

عمرو نے پکار کے آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان

اسوقت الگ بیٹھنا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگا اسوقت مجھے اور ہی فکر ہی آج مین تمھاری ایک بھی نہ سونگا ابھی مین اور رنگ مین ہون صرصر یہ سُنکے لگی گالیان دینے بھوڑے تو اپنے تئین بچا کیا ہی آئینہ تو کبھی میسر نہوا ہوگا چھینی مین پیشاب کر کے تو نے اپنی صورت دیکھی ہوگی لنگور معلوم ہوتا ہی مین ایسی صورت پر نہ تھوکون لوٹا پاخانہ کا بھی نہ اٹھواؤن اور تو کیا نصیب ہوگا منھ دیکھو ڑے پیٹے نے سوندھا کر لیا یہ کہکے سر سے گھونگھٹ کھول ڈالا گوپھن مین پتھر دیا چرخ دے کر مارا اگر عمرو جست نہ کرے تو سر اُڑ جائے بعد اُسکے تنچہ پکڑکے عمرو پر جا پڑی عمرو پھر چند بار ہان کرتا ہی بیوی یہ کیا بیوی یہ کیا اپنے شوہر پر یہ غصہ یہ ساری مشقت تمھارے ہی واسطے کرتا ہون گھر چل کے ڈھینا کوئی دیکھے گا تو ہنسے گا بد زبان مشہور ہو جائیگی گرستن مین بیٹھنے نہ پائیگی ہان تنغن کی گالیان کھائیگی عمرو دبی کے جاتا ہی لیکن صرصر تنچہ پکڑکے برس پڑی چوٹ کے ہاتھ کی صفائیان بندھی ہوئی گھائیان سرتا پا کمر پر ہاتھ مارا ابھی پالٹ کبھی جھنڈا ابیا کی سے زُر بچا ہی عمرو کبھی خالی دیتا ہی کبھی تنچہ اٹھا کر ڈراتا ہی کہ دیکھو میرا بھی ہاتھ چلا چاہتا ہی عمرو ظاہر مین تو ایسی ایسی باتین کرتا ہی لیکن دل بیقرار کہ ای عمرو ساری مشقت ضائع ہوئی اب یہ صمصام کو نہ قتل کرنے دیگی اس فکر مین ہی کہ اگر مین بٹ سے ہو صرصر کو بھی بیہوش کرون حباب بیہوشی کھانچون مین دبے ہوئے ہین چاہتا ہی ذرا بھی مجھے تو حباب مارون مگر صرصر تو اندھی ہی تمام ہوش رہا مین اسکی ہوا بندھی ہوئی ہی ایک برق جہندہ ہی کوندری ہی مانند سبزہ دل عمرو کو روندتی ہی صرصر کی نظر مین تو عمرو کی تیاری ہو رہی روکتا جاتا تھا اب جو پلٹ کر دیکھا زمین شق ہوئی ایک بے بناو دُر دو گوش مرصع پوش پچکاری ہاتھ مین پیدا ہوئی غل مچاتی ہوئی کہ ہو شہنشاہ زمین پر ہو نمک چھڑتے ہین یہ کس نے بے ادبی کی کہکر اُس پری زاد نے پچکاری عمرو پر افراسیاب کے ماری فورا افراسیاب نے گردن ڈال دی اب عمرو بھاگا صرصر نے چاہا دو کون عمرو ٹھیک سے نیچے کو دیوار باغ فرمایا گرتے گرتے زمین پر گلیم اوڑھ کر غائب

ہوا پر پڑا اور تو افراسیاب کو ہوشیار کرکے غرق زمین ہوئی افراسیاب اٹھا صرصر کو دیکھا نیچہ پکڑ کے
دوڑی دوڑی پھر رہی ہی افراسیاب سمجھا کہ عمرو نے صورت تبدیل کی صرصر بولی مجکو دھوکا دیا چاہتا
ہی اٹھتے بیٹھتے شاباش او ساربان شادوے اب تا بادولت کے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا کیونکر
جان بچائیگا او مکار غدار غضب کیا تھا میرے دوست صادق کو مارا ہوتا جبتک صرصر کی زبان
سے کچھ نکلے افراسیاب نے یا سامری کہکے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا صرصر مثل لوٹن کبوتر کے
زمین پر گری ساری ہوا بی صرصر کی بگڑ گئی جوڑوں میں چوٹ آئی پکاری ای شہنشاہ میں ہوں
واہ سبحان اللہ کیا خوب بیت سعدی نکوئی با بدان کردن چنانست کہ بد کردن بجای نیک مردان
دشمن کا کچھ نہ کرسکے وہ تو نکل گیا مجھ پر دو رکن ناتے ہیں اگر میں نہ پہونچتی تو میاں صمصام جہنم واصل
ہوگئے ہوتے افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا کہ میں تیری مکاریاں خوب جانتا ہوں دم بھر میں سو
صورتیں تبدیل کرتا ہی چاہتا تھا افراسیاب کہ صرصر کو ایک ہاتھ تلوار کا لگائے کہ آسمان پر برق چمکی
حیرت جادو نمایاں ہوئی حیرت نے دیکھا عجب طرح کا معاملہ ہی ایک طرف صمصام بیہوش پڑا ہی
صرصر کے پاؤں زمین پر گڑے ہیں شہنشاہ تلوار کھینچے ہوئے کہتے ہوئے کہ او عمرو آج زندہ نہ چھوڑونگا صرصر
پکارتی ہی حضور ٹھہرے دیکھیے پچھتایئے گا تلوار نہ لگایئے گا گھبرائی تڑپ کر زمین پر گری ہاتھ شہنشاہ
جادوان افراسیاب بے ایمان کا تھامنے کا قصد کیا افراسیاب سمجھا کہ برق فرنگی حیرت بنکے
آیا گھبرایا تو ہوا تھا ہی ایک سنگریزہ زمین سے اٹھا کر مارا کہ او بہروپیئے میں نے تجکو بھی پہچانا آج
دونوں کی قضا آئی ہی سنگریزہ حیرت کے سینے پر پڑا اگر ساحرہ زبردست نہوتی تو پسلیاں ٹوٹ
جاتیں حیرت نے فورا رد سحر کیا کہ سنگریزہ زمین پر گرا حیرت نے کہا ای شہنشاہ ہوشیار ہو جیسے
کیسی بدحواسی ہی میں ملکہ حیرت جادو اپنی ملکہ کو پہچانیئے جب حیرت نے سحر کو رد کیا تب
افراسیاب کو یقین ہوا کہ میری زوجہ ہی برق فرنگی نہیں ہی اگر عیار ہوتا تو رد سحر نہ کرتا اسوقت
افراسیاب نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا ملکہ عجب مصیبت میں ہوں اسکو تو پہچانو کہ صرصر ہی
یا عمرو ہی ملکہ حیرت جادو نے نہر سے پانی لیکر صرصر کے منہ پر چھینٹا دیا اگر رنگ و روغن ہوتا
تو تبدیل ہوجاتا یہ تو صورت اصلی ہی جیسی شکل تھی وہی صورت رہی حیرت جادو نے شہنشاہ
کا سحر اتارا صرصر ملکہ حیرت کے قدموں سے لپٹ کر رونے لگی کہا جب میں آئی تھی شہنشاہ

بیہوش پڑے تھے عمرو صمصام کو ذبح کیا چاہتا تھا مین نے آکر بچایا اُسکا یہ انعام پایا دیکھیے کیسی
چوٹ لگی جس جس مقام پر صدمہ پہونچا اُسکا بیان شرم سے نہین کر سکتی حیرت جادو نے پیار سے
گلے لگالیا اور کہا سامری اس ساربان زادے کو غارت کرے ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہے کہ
عقل دنگ ہے تو بڑی عیارہ ہے مگر اُسکے ہاتھ سے تنگ ہے اب افراسیاب و حیرت و صرصر
قریب صمصام آئے دیکھا کہ زمین پر صمصام بیہوش پڑا ہے مگر بڑے ٹھاٹھ سے دولہا بنے ہوئے
مہندی ہاتھ پاؤن مین لگی ہوئی گہرا گہرا کاجل آنکھون مین وسمہ ریش مین عطر سہاگ کی باس
سے بسا ہوا ہے صرصر قہقہہ مار کر ہنسی کہا ذرا انکو ہوشیار کرکے حال پوچھیے یہ تو آج خوب بنے ہین شاید
قہوے پر شادی کے یہان آئے ہین مگر عمرو نگوڑے کی چالاکی دیکھیے کہ مجھے اُٹھا جاتا تھا اُسی خوف
و بیم مین چاندنی اور بوتل شراب کی اُٹھائی اور نذر زمین کرکے نکل گیا یہ کہکر صمصام کے مُنہ پر چھینٹا
مارا صمصام نے گھبرا کر آنکھ کھولی پہلے نگاہ ملکہ حیرت پر پڑی چونکہ نشہ بیہوشی کا باقی ہے مبہوت
ہو رہا ہے لالہ زار نرگسی چشم کا تصور کرکے ملکہ حیرت سے کہا آؤ کلیجے مین ہاتھ ڈالدو کھڑی کیون ہو
میرے سو جانے سے خفا ہو گئین دراصل شراب بُری چیز ہے انھین نے کہکر ملائی ملکہ حیرت نے
مسکرا کر مُنہ پھیر لیا افراسیاب نے کہا ای بہادر اُٹھو کیا بیہودہ بکتے ہو صمصام طرف افراسیاب
کے متوجہ ہوا کہنے لگا بس آپکے وعدے کو بھی دیکھ لیا ہمکو دم دیکے ہمارے ملک سے بلایا کب سے
باغی کرایا ہر ان کو قتل کیا کہا پھنسے ہو کہ شبو خراس حرامزادی جو بی حیرت کی لونڈی ہے مجھ ایسے
جلیل کی اُسکے ساتھ شادی کردو مین کبھی اُس پر غور کرونگا بھی نہین میری معشوقہ میرے پاس خود چلی آئی
دیکھو وہ کھڑی کا ہنس رہی ہے اور مین آپ سے کچھ پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون مین اپنے ملک کا بادشاہ
ہون وہ گورے مارونگا کہ زمین کے طبقے آسمان پر مثل غبار اُڑ جاوینگے یہ کہکر اکھڑاتا ہوا اُٹھا اور
جھولی سے گُرز نکالنے لگا افراسیاب نے ہان ہان کہکے ہاتھ تھام لیا صرصر سمجھی کہ ابھی نشہ بیہوشی
کا اسکو ہے حوض سے پانی لیکر جلد مُنہ دُھلایا اب اتنی دیر کے بعد صمصام کو بخوبی ہوش آیا عقل
تصویر کے خاموش دل مین محبوب مطلوب کی محبت کا جوش چونکنا ہو کر چار جانب دیکھنے لگا
افراسیاب نے کہا ای صمصام خیر تو ہے یہان کہان آئے کون لایا کیسے تم اُس باغ ویران
کا راستہ بتایا شبو لونڈی کیسی معشوقہ یہان کہان اب وہ صمصام رونے لگا کہ حضور مین تو

ابھی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا شراب پی رہا تھا یکایک یہ کیا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر صبح دمید
شب گذشت ماہ نشین بخانہ رفت ⁂ روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت ⁂ وہ خواب تھا یا بیداری
تھی اُس معشوقہ وفادار کو کیونکر پاؤن سامان وصل مہیا تھا پھر فراق کا سامنا ہی آپ یہان کیونکر آئے
آپ کو جشن کی کسنے خبر دی آتے ہی صحبت عیش برہم کردی افراسیاب نے کہا اے صمصام عیاران
لشکر اسلام تمکو دھوکا دیکر یہان لائے عمرو تمھاری معشوقہ کی صورت بنا تھا تمکو شراب پلا کر بیہوش کیا تھا
قتل کیا چاہتا تھا کہ اتفاق سے میرا ادھر گذر ہوا صرصر بھی پہونچی ملکہ عالم بھی آگئین تمکو بچایا ورنہ
اُسنے مار ڈالا ہوتا اب تو صمصام نے شرما کر سر جھکایا کہا حضور نے جان بخشی کی حضور اس جان نثار
کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائینگے دیکھیے گا کیسا انتقام مسلمانون سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین اور برا ان
کا تو وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکی جدائی پر رودین اور عمرو کو ذرا رحم نہ آوے اور عیارون
کی تو بوٹیان کاٹ کاٹ کر کباب لگاؤنگا ایک ایک تکہ کل اپنی فوج کو کھلاؤنگا افراسیاب نے کہا
تمکو اختیار ہے جو مناسب جاننا وہ کرنا مگر اب عیارون سے بچے رہنا یہ کہکر افراسیاب نے سحر سے
دو تخت تیار کیے افراسیاب اور حیرت جادو اور صرصر شمشیر زن ایک تخت پر اور ایک پر
صمصام سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران افراسیاب چار جانب سے دوڑے
افراسیاب تخت پر ملکہ حیرت جادو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے اور صمصام کو ایک جگہ
زرین بیٹھنے کو ملا اُسکے سردار بھی سب آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے صمصام حجاب سے سر نہین اُٹھاتا
غصے مین کانپ رہا ہے افراسیاب نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب اول افراسیاب
اور ملکہ حیرت کو دیا بعدہ ساقی جام مے لیکر صمصام کے سامنے آیا کہا مین نہ پیونگا جو شخص ایسی
ذلت اُٹھائے وہ شراب و کباب کا شغل کرے مقام حیف ہے شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش
شراب کی ⁂ دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی ⁂ اے شہنشاہ غلام کی کیفیت رنج و ملال سے
[illegible] جگر خون ہی بیقرار ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

کبھی چمن میں رہا میں کبھی شرر ہو رہا ⁂ الیلے ہم نہ ہے ایک غمگسار رہا ⁂ ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا
شب فراق مین ہمکو تب ملال آئی ⁂ اس ایک صبح کا دو نو نکو انتظار رہا ⁂ جو اضطراب سدا ہارا تو اضطرار رہا
گناہ بخشنے سے پھر گناہگار رہا ⁂ بچشم داشت بھی منہ پھیر کر نگاہ دم ⁂ نگاہ لطف نکرتے وہ قتل ہی کرتے
قلق رہا کہ نہ قاتل سے مین دوچار رہا

دور تھکیان نہ گئیں نشہ محبت کی
تمھارے مستو نہیں ایک بھی ہشیار رہا
سرور دل میں ہا آنکھوں مین خمار رہا
سلوک خوب کیا اُسنے دیکے دل دم ہوگیا
اس انجمن مین گذر ہوش کا ہوا نہ کبھی
کبھی چمن سے عاشق تو مزار رہا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر رونے لگا **افراسیاب** نے کہا ای خیرخواہ ما بدولت اگر تمکو لالہ زار نرگسی چشم کی جدائی کا ملال ہی تو مین ابھی بھوبنری بھجوادون مگر چاہتا ہون تمھاری شادی مین عالم عالم دنیا دنیا جمع ہو اس دھوم سے شادی کرون کہ شاہان اولوالعزم رشک کرین تمکو ام تمھاری شوکت دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرین اور اگر تمکو ذلت کا خیال ہی تو یہ بالکل بیکار ہی یہ شرف ہاتھ سے عیارون کے سب کو حاصل ہوا ہی ہمارے مرشدزادے **مصور جادو** تشریف رکھتے ہین اکثر عیارون نے انکو گرفتار کرلیا قدرت کی ہو ملکہ **صورت نگار** کا کیا نقشہ کیا برہنہ کرکے اکثر چھوڑدیا یہ ذلت نہین ہی ایک تین روپیہ کا پیادہ کوئی حرکت ناشایستہ کرے اُسکا ملال کیا کوئی اپنا ہمسر ہوتا تو اُسکو جاکر ابھی ذلیل کرتے سوم رتبہ گرفتار ہو کرکے ہین سوم رتبہ گرفتار کرلیا مشکین باندھین سزائین دین وہ بے حیا خوش ہوتے ہین **عمرو** کا تو یہ قول ہی کہ مین گرفتار ہوا اور حریف کو مار اپس اسبونکی بات کا خیال رکھنا دانائی سے بعید ہی اگر تم کہو تو ابھی سب کو پکڑوا بلواؤن **صمصام** نے عرض کیا حضور کی پرورش کی انتہا نہین ہی اسوقت کے حضور کے فرمانے سے یہ غلام سمجھ گیا کہ شادی تو ضرور ہوگی اور عیار جب ایسے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کرچکے ہون تو میری کیا حقیقت ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا کبھی اس غلام پر ایسا سانحہ نہین گذرا اب دفعیہ اس رنج و ملال کا یہی ہی کہ حضور جلد طبل جنگی میرے نام پر بجوائین صبح کو ملکہ پر ان کو تہ تیغ کرون خاک و خون مین تڑپتا دیکھون علاوہ قتل **برّان** کے کل مسلمانون کو قتل کرونگا کوہ عقیق گذار سلیمانی پر بھی جاؤنگا **حمزہ** کی بھی مشکین باندھکر لاؤنگا اور عیارون کا تو نام ہی وہ دنیا سے مٹادونگا لوگ چرچے کرینگے کہ فرقہ عیاران اور مکاران کبھی پیدا دنیا مین تھا اور یہ چارون پانچون جو عیاری کرنے آئے تھے انکے کباب لگاکر کھاؤنگا **افراسیاب** نے جواب دیا جو چاہنا وہ کرنا تمکو اختیار ہی مگر سردربار اسطرح کے ذکر نہ کرو عیارون کا مبہم نام نہ لو وہ ہر وقت موجود رہتے ہین کیا عجب ہی کہ بھور یا پاکالیا یا تامنیا اسی جلسے مین کھڑے ہون باتین سن رہے ہون **صمصام** نے کہا ای شہنشاہ ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حضور بھی عیارون سے ڈرتے ہین پہلے انہین کی فکر کرون ابھی جاکر انکو مٹادون **افراسیاب** نے کہا خیر مین ڈرتا ہون یا نہین ڈرتا ہون

جو مناسب جانتا ہون وہ کرتا ہون تمکو کیا غرض ہی تم جس واسطے آئے ہو اُس فکر مین مصروف رہوان
جھگڑون مین نہ پڑو یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی نام پر صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش کے بجے
بموجب حکم افراسیاب چارسَو نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین لرزگئی آسمان کا کلیجہ کانپ گیا
مریخ فلک تھرایا شیران صحرا کو صداے ہولخیز طبل جنگی سے غش آیا افراسیاب صمصام سے یہ
کہکر اُٹھا کہ ما بدولت پردۂ ظلمات مین جاتے ہین تم باطمینان مصروف جنگ ہونا کسی رنج و ملال کو
دل مین جگہ نہ دینا ملکہ صرصر شمشیرزن و ملکہ صبا رفتار کمند انداز و عیار بچیون کو بلا کر حکم دیا کہ خبردار
خبردار آج صمصام کی دربارگاہ پر حاضر رہنا اگر عیارون کا گذر ہو جائیگا تو تمکو سزاے کامل دیجائیگی
پانچون عیار بچیون نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہی عیاران اسلام کی کہ صمصام کے خیمے کے
قریب آسکین یا گوہر مدعا پا سکین مگر ایک تاکید صمصام صاحب سے بھی کر دیجیے کہ اپنی بارگاہ مین
تشریف رکھین اسوقت سے سحر تک کسی کو اپنے پاس نہ آنے دین خاصہ وغیرہ ہماری صلاح سے نوش
کرین شراب وکباب کا شغل معطل رہے کنیزین گرد بارگاہ کے رات بھر پھرا کرینگی کیا مجال ہی بندہ پر
مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہی کہ طرف سے انکی بارگاہ کے گذرے افراسیاب جادو نے
کہا ای صمصام تیغ زن صف شکن جو کچھ صرصر نے کہا ہی اُسکو بگوش ہوش سن لو اسی طرح جاکر انتظام
کرو آج رات تو قیامت برپا ہوگی شب بھر عیار تمھارے قتل کی فکر مین رہینگے ذرا بھی غافل ہو جاؤ گے
دیکھو پچھتاؤ گے صمصام چونکہ چوٹیان عیارونکے ہاتھ سے کھا چکا ہی صدمۂ عظیم اُٹھا چکا ہی بہت خوب
بہت خوب کہہ رہا ہی افراسیاب بخوبی بھاکر تخت زرین پر سوار ہوا بشوکت وشان طرف پردۂ ظلمات
کے روانہ ہوا صمصام کو عیار بچیون نے لا کر بارگاہ مین پہونچایا آپ واسطے حفاظت کے دربارگاہ پر
بیٹھین اور چند ساحران غدار کو قریب اپنے بٹھالیا اس طرح حفاظت مین صمصام کے مصروف ہوئین
جواسیسان لشکر اسلام یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوئے **ساقی نامہ مصنف**

ادھر ہو تو ای ساقی جنگ جو ۔ نہ ہو مجھسے میکش کا ناحق عدو ۔ نہ ہو مستعد تو مرے قتل پر
تکلف نہ کر تو تو زیب کمر ۔ ارادہ نکر مجھسے پیکار کا ۔ ذرا دل مین کر خوف قہار کا
خطا مین نے کیا کی ہی تیری بتا ۔ روا رکھو نہ مجھ بیخطا پر جفا ۔ بس اب دور غصے کو کر رام ہو
تو اس میکدے مین نہ بدنام ہو ۔ پلا جام صہباے تسکین دل ۔ کہ یہ رند ہی اب بہت مضمحل

مرے ساقی مہروش مہ لقا مرا خون ناحق بہائے گا تو	بس اب رحم کر مجھ پہ بہر خدا یہ روشن ہوا تو کرے گا جفا	نہ کیا مے سے مجکو چھکائے گا تو قمر کی بھی جان کا ہی حافظ خدا

یہان دربار ملکہ مہرخ سحر چشم کا آراستہ ہی تمام ساحران نامی و افسونگران گرامی دربار مین جمع ہین سریر جہانبانی پر ملکہ مہرخ سحر چشم بعہدۂ وزارت ملکہ بہار جادو طرف دست راست کے دست چپ پر بعہدۂ وزارت ملکہ شرخ مو سے کاکل کشا ایک جانب ملکہ ہلال سحر افگن ایک جانب شاہزادۂ خورشید زرین سحر پہ چارون وزیر خوش تدبیر سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق اور دیگر سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ بران شمشیرزن دختر نیک اختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر حسن مین بے تمثیل سحر مین بے نظیر خیال نکوہای صمصام من سرنگون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے آکر حال اپنی عیاری کا بیان کیا ہی اور فرمایا ای نور نظر پارۂ جگر اُس ملعون کو مار لیا ہوتا مگر نہایت سخت جان ہی انشاء اللہ تعالے اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا نکوہای کی سزا پائیگا اور چہ عیار اسوقت داخل بارگاہ آسمان جاہ ہین کہ سامنے چرند اور پرند ہر کارے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق اُفتان و خیزان حیران و پریشان چہرہ متغیر مضطر و شسدر

اگر دعا و ثنائے بادشاہی اس طرح بجا لائے **نظم مصنف**

بڑھے دمبدم دولت و عز و جاہ الٰہی یہ جبتک ہین برق و سحاب	کہان ہی ہمارے سعادت نشان ہین جبتک فروزان مہ و آفتاب	خدایا رہے شاد و خرم یہ شاہ پھرے گرد سر صورت آسمان فزون دمبدم شہ کا اقبال ہو
عدو مثل سبزے کے پامال ہو	شہریار کی عمر و دولت کو پروردگار روز افزون کرے اقبال ترقی پذیر ہو	

دشمن سرکار دولتمدار ذلیل و حقیر ہو اس باغ بیخزان مین ہمیشہ بہار رہے باغی اس بوستان جنت نشان کا صدا خار حوادث روزگار سے سینہ فگار رہے اوج پر آفتاب عالمتاب اقبال ہو کوکب دشمن تیرہ بخت کو زوال ہو اسوقت صمصام بدانجام نے بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی اُس نکوہام کا ارادہ ہی کہ ملکہ بران شمشیرزن سے معرکہ آرا ہے نبرد ہو افراسیاب خانہ خراب نے اسکی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کیے ہین پانچون عیار بیچیان وزنکبت اثر پر اُس روسیاہ کے مثل اعمال بدماضر اور بہت سے ساحران غدار بھی ناظر ہین اس قدر بیجا کو غرور ہوا ہی کہ زمین پر اچھی طرح پاؤن نہین رکھتا بچون کے بل چلتا ہی مثل آب چاہ جانستان نخوت سے اُبلتا ہو گرا ی

شہنشاہ اوج عیاری اپنے ذلیل ہونے کا اُسکو شاغم ہو شل گیسو دہ سیہ رو برہم ہوا افراسیاب نے تسکین
بہت دی ہی اور منع کیا کہ کسی دام تزویر مین جاکر پھنس جاؤگے ورنہ آپ سب صاحبون کے گرفتار
کرنے کو آتا تھا اور جو جو کلمات سخت نسبت حضور کے کہے ہین لائق گذارش نہین ہین اور افراسیاب
طرف پردۂ ظلمات کے گیا خواجہ عمرو نے فرمایا بی بی بران تم نے سُنا اب ہماری رائے کی پابند ہو
تا ہمارا دل زار خرسند ہو وہ رائے یہ ہی کہ صبحکو تم میدان کارزار مین نجانا بارگاہ مین مصروف عیش
ونشاط رہنا انشاء اللہ عین معرکۂ کارزار مین اگر اس بحیا سے انتقام نلیا تو نام اپنا خواجہ عمرو نرکھا مگر
تمھارا میدان کارزار مین آنا اور ایک ذلیل کے مقابلے مین جانا میری رائے کے سراسر
خلاف ہی ملکہ بران شمشیرزن نے بسبب سعادتمندی سر جھکا لیا عرض کی انچہ رائے معلی از ہمہ اولی
ہماری کیا مجال کہ آپکے ارشاد فیض بنیاد سے سرتابی کرین مگر جو میری رائے مین ہی اُسکو سماعت فرمائیے
آیندہ جیسا حکم ہوگا بجالاؤنگی وہ یہ ہی کہ آپ نے اکثر زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ہی کہ زاد لقات
ثانی سلیمان کا یہ طریقہ ہی کہ میدان کارزار مین جو جسکو پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی وہ اُسکے مقابلے مین
جاتا ہی انتہا یہ کہ ایکدن آپ نے ذکر کیا تھا کہ قباد شہریار نوزنگاہ ملکہ مہرنگار بارہ برس کے تھے فیروز
نژاد مغربی بیٹا سکندر بن ہیکلان مغربی کا بڑے زور و شور سے برائے مدد نوشیروان آیا
بختک نے اُسکو سمجھایا اُس بیحیا نے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا کہ مین قباد شہریار سے مقابلہ کرونگا
صاحبقران زمان کو کچھ چارہ نہوا ہر چند کہ شب بھر بیقرار رہے تمام سردار بھی اشکبار رہے
علی الصبح کو قباد شہریار نے جاکر فیروز نژاد ایسے دیو خصال سے مقابلہ کیا آخر اُسکو عنایت سے پروردگار
کی بعد کر و فر واصل جہنم کیا بس حضور تصور فرمائین جب صمصام بحیا آپکی کنیز کا نام لیکر میدان مین
للکارے گا یقین تو ہی کہ حضور کو سب سے زیادہ خلاف ہوگا اگر آپ کو یہ منظور تھا تو نامہ لکھکر مجکو آنے سے
راہ مین روکا ہوتا یہان آنے نہ دیا ہوتا اب سب پر بخوبی ظاہر ہی ہر ایک اس حال سے بخوبی ماہر ہی
کہ مین اس مقام پر موجود ہون کیسے کلمات سخت و سُست یہ نمکحرام کہیگا بھلا میرا قلب تیغ زبان صمصام
کا زخم سہیگا یہ تقریر دلپذیر ملکہ بران شمشیرزن کی سُنکر خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا دل مین خیال کیا کہ سچ کہتی
ہی مگر مصلحۃً جواب دیا کہ بیٹا وہ مقام اور ہی یہان ساحران مکار کا دور ہی سحر کرنے والے بھاگ کر غرق
زمین ہو جاتے ہین پھر کر حریف کے پشت پر آتے ہین کبھی دام سحر کبھی کمند سحر مار کر گرفتار کر لیجاتے ہین

اُسپر بیہان تعریفین ہوتی ہین کہ اچھا ساحر تھا کس نطف سے حریف کو کاٹ لے گیا اور ہمارے آقائے نامدار کے لشکر مین غازیان دیند ار و نبابدان متورشعار پہلوانان عالیوقار اگر ایک قدم پیچھے ہٹائین زمرۂ پہلوانان سے باہر نکل جائین اور حمزہ تو وہ شیردل ہے کہ پردۂ قاف مین دیو عفریت ایسے زبردست کو سوتے مین نمارا جگا کر لا کا مارا وہ وہ سخت قواعد قرار دیے ہین کہ سوائے فرزندان حمزہ کے غیر انکی پابندی نہین کر سکتے ہین بس بی بی تم بیان کے قواعد پر عمل کرو صرف ایک دن بارگاہ مین رہو ابھی لڑائی مین اگر خدا چاہیگا اس بہیاے فیصلہ ہو جائیگا کسی نہ کسی عیار کے فریب مین ضرور آنے کا ملکہ بُران نے کہا اے عم نامدار صاحبقران عالیوقار کا لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے مردان عالم کو انکی جرأت پر ناز ہے انسے مثال دون کیا مجال ہے مگر میرا باپ بھی شہنشاہ کوکب روشنضمیر مردان عالم سے ہے نامی و نام آور ہے آپ نے اکثر ملاحظہ کیا ہوگا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ طلسم ہوشربا پر جا پڑتا ہے کس کس جرأت سے لڑتا ہے حقیقت مین افراسیاب بلائے روزگار ہے ان چارون اقلیمون مین کوئی افراسیاب کا ہمنبرد نہین ہے اگر مین نے اُسکے پکارنے پر مقابلہ نہ کیا والد نامدار پھر میری صورت نہ دیکھینگے اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا تو باطن مین نگاہ سے گر جاؤنگی اب اگر حضور زیادہ تاکید فرمائینگے یہ کنیز اپنے تئین ہلاک کریگی عمرو کو یہ سنکر سناٹا آگیا قلب بھر آگیا ضبط کرکے فرمایا اے نور نظر مرحبا جزاک اللہ مردان عالم ایسے ہی جری ہوتے ہین خیر جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرنا ملکہ بہار وغیرہ نے کہا خواجہ سلامت آپ کیون تردد فرماتے ہین ہم سب واسطے جانبازی کے موجود ہین انشاء اللہ سحر تو ہونے دیجیے اس نکحرام کو اگر ننگے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ کہا برق لامع نے بڑھکر جواب دیا یون کڑک کر اُس ملعون کے سر پر گرون کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دون دو ٹکڑے برابر ہون گے رعد نے کہا وہ چیخ مارون کہ حرامزادے کے کان کے پردے پھٹ جائین برق مادر رعد نے بیقرار ہوکر جواب دیا میرے بھی وار سے نہ بچیگا ہم مان بیٹے ملکے مار لینگے آپ بسم اللہ طبل جنگی بجنے کو حکم دین اسی وقت بموجب حکم ملکہ مہرخ سحر چشم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی

اشعار

بزد طبل را آن چنان طبل زن
کہ در دید میت زہیبت کفن
دہل زد دہل زن بہ تحسین او
ببین دین او دین او دین او

صدائے طبل جنگ بیدرنگ اس رنگ سے بلند ہوئی کہ روح سامری و جمشید دردمند ہوئی ملکہ مہرخ نے چاہا کہ اب دربار برخاست کرین کہ طیران سریع السیر جادو نے جو نامہ لیکر شہنشاہ کوکب کا آیا تھا

یہ سب معرکے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور حالات عیاری خواجہ عمرو سے خبر خواہ قدیم ہی بہت بیقرار تھا لیکن
باتون سے خواجہ عمرو کی بہت تسکین حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھا خواجہ عمرو کے سامنے دست بستہ
حاضر ہوا عرض کی ای آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خدا آپ کو سلامت
رکھے سب تردد غلام کے دفع ہوگئے مگر جواب نامہ شہنشاہ چند فقرات مین تحریر فرمائیے تامین جاکے
شہنشاہ کو بھی مطمئن کرون قصر جمشیدی ماتم سرا ہو رہا ہوگا ہر ایک نگوار رو رہا ہوگا خواجہ عمرو نے فورًا
قلم و قرطاس طلب فرمایا اور جواب باصواب نامہ کوکب روشنضمیر تحریر کیا

نامہ از طرف خواجہ عمرو بخدمت کوکب روشنضمیر

ای شہنشاہ خسروان جہان	تاجدار طلسم نورافشان	کوکب سعد چرخ جود و کرم
نیر اعظم سپہر حشم	بعد آداب مارجبہ و عیان	آیا پاس اپنے آپ کا فرمان
آپکے مضمون سے ہم ہوے آگاہ	رنج از حد ہوا ہے ای ذیجاہ	کیا ہی صمصام کند ذہن و ذلیل
مین نے مارے ہین ساحران جلیل	مگر گرا سکو لائی ہی تقدیر	ہی کمند اجل مین خود وہ اسیر
خون سے اُنکے ہاتھ بھرتا ہون	جادوطمون کو قتل کرتا ہون	جو نہ رد و نہ آپ کیجے گا
سر صمصام مجھسے لیجئے گا	یہ چند اشعار آبدار خواجہ عمرو نے تحریر فرمائے اور نامے کو	

ملفوف کیا اور طیران سریع السیر جادو کو دیا اور زبانی بھی یہ کہدیا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے بعد
سلام محبت التیام کہنا کہ ای برادر والا قدر سے ملکہ بُران کے مطمئن رہنا جبتک یہ نیازمند آپکا زندہ ہی
کوئی بُران سے آنکھ ملا سکتا ہی اگر میری اجل قریب ہی تو مجبور ہون دعائے خیر سے یاد فرمانا مگر اس
معرکے مین براے خدا تم نہ آنا اگر کسی طرح کی خبر وحشت اثر آپ کو پہونچے تو اسکا بھی اعتبار نہ فرمائیے گا
کسی کے کہنے سننے مین نہ آجائیے گا یہ کہکر طیران کو خلعت رخصت مرحمت ہوا طیران آداب و تسلیم
بجا لا کے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہو کے طرف طلسم نورافشان کے روانہ ہوا ایدھر ملکہ مہرخ نے
بعد جانے طیران سریع السیر جادو کے دربار برخاست کیا خواجہ عمرو بُران کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ
بُران کے چلے جب دربارگاہ بُران پر آئے عمرو نے سرداران بُران سے کہا تم لوگ اسی مقام پر
ٹھہر جاؤ جب ہم طلب کرین تو آنا ہمکو ملکہ سے کچھ تخلیے مین امورات جنگ مین باتین کرنا منظور ہین سب
سردار دردولت پر ٹھہرے خواجہ ملکہ بُران کو لیکر اندر بارگاہ کے تشریف لائے بعد تھوڑے عرصے کے

خواجہ نے آواز دی ملکہ مجلس جادو و عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز و زیبا دوی و ملکہ شعلہ تنخو
و ملکہ رنگین خوشخو و ملکہ اورنگ تمن بو و ملکہ نارنج گلگون پوش وغیرہ اندر بارگاہ کے آئین بیٹھنے
دیکھا کہ خواجہ عمرو مسند پر اور ملکہ بران پہلو مین خاموش بیٹھے ہین عمرو نے بکاول کو حکم دیا اُسنے آکر
دسترخوان بچھایا خاصہ حاضر کیا خواجہ عمرو نے سب شہزادیون کو دسترخوان پر طلب کیا سلفچی آفتابہ
سامنے آیا ہر ایک نے ہاتھ دھوئے ہمراہ خواجہ و ملکہ بران کھانا کھانا شروع کیا مگر ملکہ مجلس نے
دیکھا ملکہ بُران خاموش ہین جوڑے مین اختر مروارید چاپ رہا ہے کلام بہت کم کرتی ہین اگر کوئی شہزادی
ملکہ بران سے کلام کرتی ہے تو طرف سے ملکہ بران کے خواجہ عمرو جواب دیتے ہین فرماتے ہین صاحبو والا
برحال ملکہ بران جسکو اس بیچ دام کا سامنا ہو وہ کیا کلام کرے اب سب صاحب یہ مجھپر احسان کرین
کہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے حفاظت مین ملکہ بران کی بیرون بارگاہ جاکر مصروف ہون ملکہ مجھسے
فرما چکی ہین اب آرام فرمائینگی آپ لوگ کچھ ملکہ سے کلام نیک و بد نہ کیجیے گا نہ کچھ پوچھیے گا اسمین بھی اک
راز ہے موقع کہنے کا نہین ہے بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند * ملکہ مجلس جادو نے ہرچند
خواجہ سے پوچھا کہ نانا جان مادر مہربان کا مزاج کیسا ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا کسی قدر طبیعت سست
ہے اسوقت انکو تنہائی پسند ہے تفتیش حال مین دخل نہ دو میرا کہنا مانو جاؤ دوسری بارگاہ مین آرام کرو جب
مجلس کو خواجہ نے جھڑک دیا پھر کسی کو دریافت کرنے احوال کا حوصلہ نہ ہوا خواجہ نے ہاتھ تھام کر بران
کا فرمایا جاؤ بی بی آرام کرو ملکہ بُران نے دوشالہ مُنہ پر کھینچا پھر کروٹ پر آرام فرمایا خواجہ عمرو باہر آئے
گرد بارگاہ ساحرون کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا اور خود باشائے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر صمصام
بدانجام کے روانہ ہوئے برق فرنگی نے سُنا کہ اُستاد جانب لشکر صمصام گئے ہین یہ بھی تڑپ کر چلا
لشکر اسلام مین تمام ساحر مصروف سحر خوانی گرد قدمہ بران مین ہر ایک کو پریشانی وہ شب ہولناک بلا زمانہ
کوکب کو خوف ہلاک ہر ایک کو تردد ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے خدا اس اختر تابندہ برج آسمان شہنشاہی
کوکب روشن ضمیر کو گردش چرخ کجرفتار سے بچائے خورشید حسن و جمال طالع رہے بدعت ظلمت شام
صمصام بدانجام سے غروب نہ ہوجائے ہر فرد بشر اس فکر مین بیقرار ہے ہر ایک سردار کو انتشار ہے ابیات

غم شب کی دہشت کرون کیا رقم
ستارون پہ خال سیہ کا گمان

کہ تھے شب کے دل پر ہجوم الم
وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور و شر

وہ تاریک شب دل کا فران
تردد مین بیتاب خواجہ عمرو

اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا
شب فرقت عاشقان سے سوا
صدائین وہ باہو کی ہر سو بلند
کوئی بیقرار اور کوئی دردمند
کہین خیمے سے اٹھ رہا تھا دھوان
فسون سازیون کا ہر اک جانستان
کہین شیر کے گونجنے کی صدا
کہین لوٹتا تھا پڑا اژدہا
کسی کو تردد کہین بے شمار
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار
کوئی شیر دل صرف ذکر ستیز
کسی بزدلے کو تھی فکر گریز

اہالیان طلایا حاضر باش و ناظر باش کی صدائین بلند کر رہے ہین قرابینک رہی ہی مگر بارگاہ بران کو اسطرح بیچ مین لیا ہی جیسے سینے مین دل یا انگشتری مین نگینہ ہوتا ہی خود ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی دربارگاہ پر کرسی بچھائے بیٹھی ہی تاکید کر رہی ہی کہ خبردار کوئی غافل نہو ہوشیار رہو اگر پتا کھڑکا پنجہ ٹیک کر اٹھ کھڑی ہوئی فوراً سحر شعلہ باش کا دانہ مارا کیا مجال کہ طائر وہم و خیال قریب آنے پائے یا کوئی نگاہ کج سے جانب بارگاہ ملکہ بران دیکھے

نظم مصنف

ادھر فوج صمصام مین اک غریو
ہر اک ساحر بدسیر مثل دیو
کہین گھنٹے بجتے تھے باصد خوشی
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہین جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہین
کہین سحر سے ہل رہی تھی زمین
کہین شور با سامری کا بلند
جلاتا تھا مرچین کوئی خود پسند
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
اندھیرا دھوان دھار تھا چار سو
کوئی بچہ خوک کو ذبح کر
نہاتا تھا اُس خون سے بیخطر
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین
بھوانی کا ہوتا تھا جب کہین
کسی خیمہ مجلس مین غل یہ ہی
دوہائی ہی کلوائی کالی کی جی
صمصام محو آرام اپنی بارگاہ مین

بلکہ تنہا بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی مگر پریشان خاطر ہر مرتبہ عیار چیون کو پکارتا ہی ملکہ صرصر شمشیرزن و ادی صبا رفتار کمند انداز بیدار رہو بخوبی ہوشیار رہو صرصر آواز دیتی ہی کنیزین حاضر ہین آپکی حفاظت مین کب قاصر ہین ابھی بھڑوا بھوریا آیا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا مین نے للکارا بھاگ گیا یہ کہکر صرصر اور صبا رفتار ٹہلنے لگین ایک ساحر ملازم **صمصام** موسوم بہ **کلنگ جادو** نہایت بدذات گرد بارگاہ کے پھر رہا ہی لیکن نشے باز ہی از حد جعلساز ہی جو جادوگر سامنے سے نکلتا ہی اُسکو پکارتا ہی بھائی کہان جاتے ہو ہمارا نشہ اُتر گیا ہی تمھارے پاس کوئی گانجے کی کلی ہی یہان نشے کا اُتار ہی نہایت بیکلی ہی جی آیا چاہتی ہی اب طبیعت بہت گھبراتی ہی جو ساحر اسکی ایسی باتین سنتا تھا مسکرا کر جواب دیتا تھا نہین بھائی ہمارے پاس نہین ہی دوکان بھی بند ہوگئی یہ مایوس ہوکر پھرتا تھا ناگاہ ایک ساحر کو دیکھا ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہوا گانجا مل رہا ہی **کلنگ** نظر سب کی بچا کر اُسکے قریب آیا کہا بھائی جلد جما دو دم بھی

ایک دم یارین سامنے ہمارا خیمہ ہی دروازے پر میان کے ہمارا پہرا ہی روز صبح کو آیا کرو دم لگا جایا کرو
سب لشکر کے کہار اور مہتر ہمارے پاس رہتے ہین سو سو چلم روز اڑتی ہو اُس ساحر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ
دم لگا لو لالچ کا ہیکو دیتے ہو ہم تو میان سر بازار ساجہان کے بیچنے والے ہین اسوقت بمجبوری ایک
کنڈے کا گانجا بھی لے لیا ہی جوانون کو سب مباح ہی بموجب مثل جنے نہ پی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹی
بھلی یہ کہکر جھٹ پٹ چلم چائی کنڈا جھاڑ کر آگ رکھی اور کہا لو بھائی تمہین بہو کل صبح سے تمہارے پاس
یارون کا بھی جلسہ رہے گا بھائی ہم سے تو درگاہی غلام حسین کے پُل زرا بھنگیرن سے آشنائی ہو گئی
ان بھرجے رہتے ہین ہم گنیڑو کی پلاتی ہی آج کچھ نشے مین کھٹ پٹ ہو گئی نہین تو اسوقت اُسکے ساتھ سوتے
ہوتے وہ ساحر تو باتین کرتا رہا لیکن میان **کلنگ جادو** نے چلم اُٹھا کر اڑا کر دم مارا اُڈیڑھ بالشت
لو بلند ہوئی آنکھین غلہ سی نکل آئین چوتڑونکے بل زمین پر بیٹھ گیا اور کہا بھئی جوان عجب سرور ہوا بڑا نشہ
ہو گیا اس جوان نے کہا اسمین دس بیس بیج دھتورے کے تھے اب تم بھی **کلنگ جادو** نے گھبرا کے
آنکھ اٹھا تو بولا بھائی جوان پانی پلاؤ دم نکلتا ہی اُس جوان نے کہا واہ بے بچے ایک دم مین یہ حال ہوا کنوین
سر پی گیا پیتا معلوم ہوتا ہی اس مجوزہ جوانون کو وہان بلاتا ہی کلنگ ضبط کر رہا تھا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آچکا تھا دم سے لڑکھڑا کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا جوان نے آواز دی یہ مہتر برق فرنگی تھا
سوچا اگر قتل کرونگا صداے گیر ودار بلند ہوگی ٹانگ پکڑی اٹھا کر قریب ایک غار کے لایا اسکو تو
وہین ڈالدیا آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بصورت **کلنگ جادو** بنکر تیار ہوا اور دوڑا
ہوا قریب خیمے کے آیا کالے ماش کے دانے ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے صرصر وصبا رفتار نے
کہا کون کہا حضور ابھی تو آپ کے پاس بیٹھا تھا سرکار نے کالے ماش کے دانے منگائے تھے لینے گیا تھا
بنیے کی دوکان کھلوا کر لایا صرصر بھی حقیقت مین ابھی بیٹھا اٹھا شاید صمصام نے بضرورت سحر ماش
اس سے منگائے ہونگے کہا جاؤ یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ صمصام کے آیا
دیکھا صمصام بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی برق نے جھک کر سلام کیا صمصام نے کہا خیر تو ہی گھبرائے
ہوئے کیون ہو کہا حضور ابھی سنا ہی کہ کوکب روشن ضمیر صبح کو آئیگا آپ سے ضرور شکایت کریگا
ایک ساحر ملازم ملکہ مہرخ کا مجھسے کہتا تھا کوکب کا قول ہی مین اپنے بھائی صمصام کے قدمون
کو دونگا اپنے قوت بازو کو ہوش ربا مین نہ رہنے دونگا میرے طلسم نور افشان مین سناٹا پڑ گیا ہی مجھے خطا

ہوئی کہ مین نے اُسکی خبر لی اُسکی معشوقہ کو بھی راضی کر کے لاؤنگا قصر جمشیدی مین بڑے دھوم سے شادی کرونگا
یہ فقرے جو برق نے چرب زبانی کے صمصام میان نخوت سے پھول گئے کہا بھائی کیا یہ خبر مفصل پائی ہی
سچ کہو ہمارے سر کی قسم برق نے کہا کتاب سامری اُٹھا کر کہہ دون مین کبھی جھوٹ بولتا ہون سالی ہم
سے کہنے بھی پہنچی ہی مین نے مکرر جادوگرون سے یہ حال سُنا ہی اب اسمین شک لانا بیجا ہی صمصام نے منہ
مچلا کر کہا مین تو اب نہ جاؤنگا برق نے کہا ایک بات اور کان مین حضور کے کہونگا صمصام نے سر جھکایا
برق نے کہا حضور مبارک ہو کوکب کہتا ہی مین بر ان کی شادی صمصام کے ساتھ کرونگا اپنی معشوقہ
کو بھیجا ہے بخشے یا قتل کرے صمصام یہ سُنکے لگا مونچھون پر تاؤ دینے پھر کہا ہان بھائی کلنگ بیشک
اگر وہ ایسا کرینگے تو مین اُنکا غلام ہون فورًا افراسیاب سے بگڑ جاؤنگا مین افراسیاب کے باپ کا
غلام ہون اپنے مزاج کا مجکو اختیار ہی میان افراسیاب کی کوشش بیکار ہی اسمین کلنگ ادہر اُدھر
دیکھنے لگا صمصام نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کہا حضور اُدس مین جو پھرے نشہ اُتر گیا ایک جام شراب
اس خبر فرحت اثر کے انعام مین دلوائیے خوب جی بھر کے پلوائیے کل سے ہمارے اور آپ کے بیتکلفی
کاہے کو ہوگی آنکھ بھی یاران قدیم سے نہ ملائیے گا کوکب کے داماد کہلائیے گا صمصام نے کہا مین ایسا
نہین ہون تم شراب پیو گلابی موجود ہی کلنگ نقلی نے بڑھکر گلابی اُٹھائی یا سامری تیرے صدقے کہکر
جام بھرا چاہا منھ سے لگائے جھککر ہاتھ روک لیا کہا حضور توبہ کرتا ہون خطا ہوئی معاف فرمائیے گا مالک
کے سامنے یہ بے ادبی مجکو مناسب نہین ہی اور مالک بھی کون کہ داماد کوکب روشنضمیر خوش تقدیر صاحب
اقبال کا لیجیے ذرا منھ لگا دیجیے یہ شراب اپنا اُلش کیجیے اس خوشامد کی باتون سے صمصام نے ہاتھ بڑھایا
جام لیکر لبون سے لگایا غٹ غٹ نصف جام پی گیا کلنگ نے کہا واہ حضور غلام کا چلو بھر مین کیا ہوگا
ناگاہ صمصام کے ہاتھ سے جام چھوٹ پڑا اُف اُف کہکے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا چوکی پر سے گرا
گرتے ہی بیہوش ہو گیا برق خنجر کھینچ کے دوڑا کہ سر اُسکا کاٹون نیمچہ اُٹھاؤن کہ ناگاہ پایہ چوکی کا شق ہوا
ایک پتلی بالشت بھر کی نکلی سر پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی او جلاد کیا کرتا ہی صمصام کے گلے پہ خنجر ملاتا ہی
ارے یار دوڑو دوڑو اس زور سے اُسنے آواز دی کہ صرصر نے سنی جھپٹ کر دوڑی اُس پتلی کے نکلنے پر
بھی برق نے چاہا خنجر مارے ہی دون وہ پتلی برق کے پٹے کو چلی یہ کہتی ہوئی کہ ٹھہر دوے ہڈیان توڑ ڈالونگی
برق نے دیکھا یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد بڑھ گیا چار ہاتھ کی ہو گئی اب تو ایک جوان سیہ فام معلوم ہوتی ہے

برق نے جست کی کود کر الگ ہوا صرصر اور صبا رفتار بھی اندر بارگاہ کے آگئین دیکھا ایک جوان
سیہ فام سر بیٹھ رہا ہی برق فرنگی قریب سراچے کے پہونچ چکا ہی جبتک یہ دونون قریب جائین برق
سراچہ چاک کرکے باہر نکلا صرصر اور صبا رفتار نے آواز دی کہ یار دلینا برق فرنگی بھاگا جاتا ہی برق
یہ کہتا ہوا بھاگا ارے جادوگرو دوڑو صمصام کو عیار مارے ڈالتے ہین جادوگر طرف بارگاہ کے چلے
برق بھاگ کر نکل گیا اُدھر غل پانے مین چوکی کے غائب ہوئی صرصر نے صمصام کو ہوشیار کیا اتنا تو
صمصام بھی خیمے مین آگئے تھے صمصام گھبرایا ہوا اُٹھا صرصر نے کہا ای شہریار کیا غضب ہوا آپ تو
اپنا سحر تیار کر رہے تھے شراب وکباب کی نوبت کیونکر آئی سامری وجمشید نے اپنی قدرت نمائی کی جو
آپ ہاتھ سے اُس بھوریے کی بچ گئے ورنہ اُسنے اپنا کام کیا تھا صمصام نے جواب دیا کہ واہ واہ بی
ملکہ صرصر تمنے آپ کو پہرے پر اسی واسطے مقرر کیا تھا خوب حفاظت کی اُلٹے مجکو الزام دیتی ہو اگر مین
ایسا ساحر زبردست نہوتا اور پیشتر سے انتظام نہ رکھتا تو جان بچنا دشوار تھی آپ کا پہرا دینا بیکار تھا
صرصر نے کہا آپ نے اپنے ملازم قدیم کو نہ پہچانا آپ ہی اُس سے مالش منگواتین ہمکو بدمعاش بناتین
واہ کیا کہنا خوب آپ نے خلعت شکایت سے سرفراز کیا اچھا ہمارا اعزاز کیا کینہ وروں کے کان ان باتون
کے آشنا نہین ہین ہماری دانائی اور نادانی کا حال ملکہ حیرت اور شہنشاہ افراسیاب سے دریافت
فرمائیے تب آپ کو کیفیت ہماری جانبازی کی معلوم ہوگی یہ نگوڑا بھوریا تو کیا ہی ان سب کا اُستاد وہ
نامنیا موا عمرو جسنے ملکہ ومامہ جادو کو مارا ساحر شمشیر کو دریاے قلزم مین گھسکر للکارا عنقلی آباد مین
سترہ لاکھ جادوگر رہتے تھے مالک اُنکا مالک بن فردوشت بلاے روزگار سفاک غدار فتنہ عاقل
عالم کا فاضل ایک سال مین عمرو نے کل ساحران شہر کا خاتمہ کردیا صحراے عنقلی آباد لاشہاے
ساحران سے بھر دیا جس ملک مین سترہ لاکھ جادوگر تھا اب اُسمین جادوگر کا نام باقی نہ رہا جو ایسا عیار طرار
جفت کا پرکالہ ہو وہ میرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی اپنے خدا سے اپنی موت میرے خون سے مانگتا ہی
اگر میرا قدم اس طلسم ہوشربا مین نہوتا تو وہ نگوڑا اس اقلیم مین بھی غدر مچا دیتا مگر میرے ہاتھ سے جوتیان
کھاتا ہی ہزار جگہ مین نے اُسکی مشکین باندھی ہین آخر ترس کھاکر تین سو چپکا پیادہ بیچارہ آفت کا مارا جانکر
چھوڑ دیتی ہون جسدن غصہ آجائیگا مارے کوڑوں کے لعل گرادونگی ساری عیاری بھلا دونگی
صمصام و امیری نظر بندی صرصر کی اور احوال عیار بیباے عمرو شکارگاہ حیرت سے واقف صرصر

سکے دیکھ رہی ہو کہ ناگاہ ایک جادوگر دبلا سا بڈھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ایک لٹھیا ہاتھ مین اُٹھین سرِ دربار ان
صمصام ہین جو خیمے مین آ گئے ہین اُنھین ملا ہوا کھڑا تھا یہ باتین صرصر کی سُنکر آگے بڑھا کہا بی صرصر
اوہ واہ کیا کہنا عمرو تم سے کیونکر نہ ڈرے جو رو سے سبھی ڈرتے ہین مگر غیبت مین ایسے کلمات مہملات کہنا مناسب
نہین ہین وہ تمھین گھوڑرون کا دانہ دوا تے دلواتے ہلاک کر ڈالیگا جبھی تک یہ چاہ پیار ہی جسدن تک
تمھارا جوبن و حسن ہی اُسکی سیکڑون بیبیان ہین جو خاک کاٹ کر بسر کرتی ہین دیکھو ملکہ صرصر عمرو کیسا خوبصورت
جوان ہی اسپر تم اُسپر مرتی ہو اور تم بھی تو مال کھلاتی ہو مرتیان اور دودھ لیکر اُسکے پاس جاتی ہو
اور اُسکی خاطر مدارات کرتی ہو اور سب کے سامنے اُسکی محبت کا اظہار کرتی ہو صمصام نے کہا بی ملکہ صرصر
ذرا سینے زیادہ عیاری نہ بگھارئیے یہ صاحب آپکے واقف کار کیا فرماتے ہین صرصر یہ سنکے غصے مین
بیٹھی اور کہا او بوڑھے جعلساز مین کب عمرو کے خیمے مین جاتی ہون کب اُسکو زہر کھلاتی ہون بڈھے
جادوگر نے کہا کہ آپ مجھپر کیون خفا ہوتی ہین آپ دونون کی محبت و عشق کا ذکر دفترون مین موجود ہی یہ
سُنکے صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو خود خواجہ عمرو کھڑے ہین مسکرا کر باتین بنا رہے ہین صرصر کے ہوش
اُڑ گئے اتنا منھ سے نکلا اے یہ ساربان زادہ سر بارگاہ کھڑا ہی لینا جانے نہ دینا عمرو نے کہا واہ جان
جہان و جگر ٹکڑے کو گرفتار کراتی ہو دم بھر مین بیوفا ہو جاتی ہو ہے جو تیری یہی خوشی ہی تو جاتے ہین عمرو نے
پہلے ہی تدبیر کر رکھی تھی ایک ایسے ہی پٹے سے جادوگر کو تاک کر اُسکے پہلو مین کھڑے تھے خنجر دامن کے نیچے چھپائے
ہوئے تھے لپٹ کر لوگون مین اُسی جادوگر کے خنجر مارا اور دوسرے پہلو کو توڑ کر نکلگیا وہ جادوگر مرکر زمین پر گرا
اندھیرا ہو گیا آواز آئی کُشتی مرا نام من جوہر جادو بود سب لینا لینا کرتے تھے اُسی تاریکی مین جست و خیز
کرکے نکل گیا مگر یہ کہتا ہوا اے جان جہان پھر بھی تم سے سمجھونگا غیرون کے سامنے اپنے چاہنے والے کو
ایسی باتین کہتی ہو یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر صمصام کے تو ہوش اُڑ گئے صرصر نے شرماکر سر جھکا لیا
تمام ساحران بزم صمصام کے مضحکہ کرنے لگے کہ واہ بی صرصر عمرو یہ کیا کہ گیا صرصر نے کہا وہ نگوڑا مکار
غدار جعلساز فیلیا ہی نہین بکا کرتا ہی اُسکے کہنے کا کیا اعتبار ہی اور تو سب خاموش ہو گئے مگر صمصام
نے کہا بی صرصر تمھاری حفاظت کا کیا اعتبار کرین عمرو تمھارے روبرو جادوگر کو مار کے نکل گیا اور تم سے
کچھ نہو سکا صرصر جھلا کر بارگاہ صمصام سے باہر نکلی یہ کہتی ہوئی کہ اب اپنی حفاظت کر لیجے گا میرے بھروسے
پر نہ رہیے گا مین بھلا ہوا کو کیا روکون وہ شہنشاہ کے سامنے عیاری کرتا ہی تم بچارے کیا ہو کیفیت صبح

جب مبارز صمصام زور آزمائے فلک نے بادشاہ افراسیاب ۔ صد کرّ و فر تیغۂ دو دمۂ ضیائے سحر کو نیام مشرق سے نکالا اور گروہ سپر زرین آفتاب عالمتاب کو بصد آب و تاب اپنے پنجۂ قوی میں پر زرین سنبھالا اور ملکہ بہار شمشیر زن ظلمت پر حملہ آور ہوا ہنگام مقابلہ ایک ضرب میں طلسم جہان سے نیست و نابود کیا تمام لشکر تاریکی شب فرار ہوا یعنی صبح ہوئی آفتاب نمودار ہوا عابدان معبود نے وظیفۂ نماز سحری سے فرصت پائی ہر ساحر غدار نے سجدۂ تصویرات سامری و جمشید سے جبین اٹھائی ۔ نظم

علی الصباح کہ سلطان صبح آئینہ فام ✦ زدود آئینۂ آسمان ز زنگ ظلام ✦ بدست خسرو خاور فتاد شاہ حبش ✦ ز شاہ روم ہزیمت گرفت لشکر شام ✦

اُسوقت شمعہائے مومی و کافوری لہرائیں طائران نغمہ سرا کی کانوں میں آوازیں آئیں صمصام ناکام بقہر و غضب تمام تہیۂ قتل ملکہ حیرت بصد شوکت و شان زیب کمر شقاوت اثر کیے ہوئے بیرون بارگاہ آیا سرداران لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا اور آپ جانب بارگاہ ملکہ حیرت جادو چلا یہاں ملکہ حیرت جادو خواب ناز سے بیدار ہوئی ہی وزیرزادیاں شاہزادیاں حاضر ہو کر واسطے تسلیم کے خم ہوئیں اپنے اپنے مقام پر بیٹھیں یکایک سامنے سے صرصر نمایاں ہوئی آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری تصدق ہوئی دعائے ترقی حسن و جمال بجالائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر پوچھا خیر تو ہی شب کو بارگاہ صمصام میں ہنگامہ تھا صرصر نے عرض کی عیاروں نے میاں صمصام کو دیوانہ کر دیا رات کو بھورینہ نے عیاری کی میاں صمصام کو مار لیا ہوتا مگر حضور وہ نہایت ساحر زبردست ہی جام بادۂ نخوت سے مست ہی اپنی نگہبانی کی تدبیر کر چکا تھا بچ گیا غصہ مجھپر اُتارا ایک جادوگر کو مار کر عیار وقت صبح نکل گیا صمصام بدحواس ہو رہا ہی دیکھیے میدان کارزار میں کیا ہوتا ہی حضور الگ سے چلکر تماشائے جنگ ملاحظہ کریں مگر میری رائے یہ ہی کہ حضور خلل نہ دیں حیرت نے کہا پہلوے بارگاہ میں ٹیکرا ہی تخت بچھانے کا اُسی جگہ حکم دیا ہی اگر بہار ان کو اُسنے مارا تو مہرخ و بہار وغیرہ جان دینے کا قصد کرینگی مجکو واجب ہوگا کہ صمصام کو بچاؤں اور اگر کوئی اور صورت ہوئی تو میں سیر دیکھکر پلٹ آؤنگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کیا کہ صمصام در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ بلا کر پردہ بارگاہ کا اُٹھا صمصام سامنے آیا چوبدار نے مجرا کرایا ملکہ نے دنگل کی جانب اشارہ کیا صمصام دنگل پر بیٹھا ملکہ حیرت کچھ پوچھنے نپائیں خود ہی صمصام نے عرض کیا حضور نے سب کا حال سُنا ملکہ حیرت نے کہا ہاں ایسے واقعات تو اکثر

گذرتے رہتے ہین مرنیوالے مرتے رہتے ہین خداوند سامری نے عیارون کو خون ساحران معاف کردیا
ہی خداوند لقا نے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہی بھلا پھر کون اُسکو مار سکتا ہی صمصام نے عرض کی کہ لشکر غلام کا
میدان کارزار مین جاپہنچا ہی مین واسطے تسلیم کے حاضر ہوا تھا سرفراز ہوچکا اب رخصت ہوتا ہون مگر امیدوار
ہون کہ جان نثار کی سرفروشی کو آپ بھی ملاحظہ فرمائین کہ زیادہ تقویت ہوگی ملکہ نے جواب دیا کہ تمکو سامری
جمشید کے سپرد کیا ملاحظہ کرنا کیسا مین آکر شریک جنگ ہوتی ہون صمصام نے عرض کیا نہین حضور
دور ہی سے جرات وجانبازی اس نیازمند کی دیکھیے مین سب کے سحر کے جواب دونگا کسی سے نہ
رکونگا حیرت تو جاکر اُسی ٹیکرے پر ٹھہری تخت بچھا اُسپر جلوہ فرما ہوئی گرد دنگل سبز وکرسیان
آراستہ ہوئین اُسپر شاہان ودربند طلسم اور شاہزادیان اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئین ہرچند کہ حیرت جادو
نے حکم دیا تھا کہ ہمارا لشکر تیار نہو اُسپر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ٹیکرے کے نیچے صف باندھکر
ٹھہرے ہوے ہین ملکہ حیرت نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ صمصام تین لاکھ ساحران غدار لیکر میدان
کارزار مین ٹھہرا ہی آمد لشکر مسلمانان کا انتظار کر رہا ہی اُدھر لشکر اسلام مین سویرے سے ملکہ
مہرخ سحر چشم تخت زرین پر سوار ہوکر برآمد ہوئین اول ملکہ بہار جادو نے آکر سلام کیا بعد اُسکے
ملکہ نافرمان جادو وملکہ سرخ موے کاکل کشا وہلال سحر افگن ورعد وبرق وملکہ برق لامع
وشکیل جادو وخورشید زرین سحر وملکہ گلزار چشم وغیرہ نے آکر سلام کیا چار طرف سے تخت کو
گھیر لیا ملکہ مہرخ سحر چشم کا لشکر جادو خانہ سے چند قدم آگے بڑھا ہی کہ دیکھا آمد آمد لشکر ملکہ بران
شمشیر زن کی ہوئی ایک ہنس پر ملکہ بران شمشیر زن سوار ایک سمت تمام سرداران لشکر شاہ
شہریار زادیان طاؤس ہاے زرین بال پر بصد شوکت باقی تمام لشکر پشت پر علمہاے زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوے ملکہ مہرخ نے آمد بران دیکھکر تخت بڑھایا ملکہ بران نے فقط ملکہ مہرخ کو
سلام کیا اور کسی کی جانب متوجہ نہوئین ملکہ بہار وغیرہ کو اسکا ملال ہوا آپسمین ایک نے دوسری
سے کہا کہ صاحبزادی کو بڑا غرور ہوگیا ہی ایک نے کہا آج اور ہی خیال ہی اُنکے قلب پر ہجوم غم وملال ہی
پرسش اور غیر پرسش کی شکایت کیا خدا اُنکی جان بچاے گلا شکوہ کر لینگے غرض اس کروفر سے
لشکر اسلام جانب میدان کارزار بصد شوکت وحشمت چلا یہان صمصام میدان کارزار مین
مع لشکر آچکا ہی اپنے لشکر سے بعہدہ سپہ سالاری آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی دیکھ رہا ہی کہ لکہ ہاے مہرخ

وسبز و زرد ظاہر ہوئے زیرابر قلب فوج میں تخت ملکہ مرصع کا مثل دل کے اور پہلوے تخت سے
لپٹیں پھولوں کی آرہی ہیں ملکہ بہار جادو طاؤس زرین بال پر سوار بدھیاں پھولوں کی گلے میں
آڑی ترچھی پڑی ہیں چھپکا موتیوں کا سر پر آراستہ صاف ثابت ہوتا ہے شب تیرہ و تار میں عقد ثریا
کا ظہور ہے زلف شب دیجور چہرہ نور اعلیٰ نور قامت سرو باغ خوبی دہن تنگ غنچہ گلشن محبوبی پشت پر
ساٹھ ہزار کنیزان دُر در گوش مرصع پوش دف و دائرہ ہاتھ میں سحربات بات میں پچکاریاں لیے ہوئے
مست مے حسن و جمال اٹھکھیلیوں کی چال کبک خوش رفتار اگر سامنے آئے رفتار دیکھکر ٹھوکریں
کھائے اس شوکت و شان سے آمد ملکہ بہار جادو ہوئی کہ صحراے خارستان پُر بہار ہوگیا درختوں میں
جو پتے زرد تھے اُنپر زمرد کا دھوکا تھا جس راہ سے سواری ملکہ بہار کی نکلتی تھی شاخیں نخل کی ہاتھ
بڑھاتی تھیں کہ دم بھر یہ گل رعنا ہمارے سایہ میں ٹھہرے ہمکو بھی شرف حاصل ہو درخت چاہتا ہے کہ میں
بھی ساتھ ساتھ سواری کے نہال ہوں بیت سرو در باغ بیکپاے ستادست مگر ❊ بر رکاب تو دود گر
بودش پاے دگر ❊ اور جملہ سرداران آن بان سے شوکت و شان سے اپنے اپنے لشکر کو ساتھ لیے ہوئے
پرے جمے ہوئے سواری مثل باد بہاری کے آتی ہے ایک سمت سے لشکر ملکہ بران بڑے زور و شور سے نمایاں
ہوا ہے مگر صرصر شمشیر زن ایک نخل کی آڑ کرے ہوئے خاص چہرۂ ملکہ بران پر نگاہ ڈالی ہے بخوبی دیکھ
بھال کر خدمت ملکہ حیرت جادو میں دوڑی ہوئی آئی گر پسینے پسینے ملکہ حیرت سے عرض کیا میں کچھ عرض
کیا چاہتی ہوں حیرت نے کہا صرصر کہہ تو کیا ہانپتی ہوئی آئی کیا دیکھا کیا سُنا صرصر نے کہا داری اس
وقت میں نے بہ نگاہ غور ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا کیا عرض کروں منہ سے نہیں نکلتا ہے چہرہ اُتہا
متغیر ہے رخ آفتاب مثال پر زردی سراسر ہے ایک شب میں یہ کیفیت ہوگئی کیسی صورت ہو گئی دوسرے
یہ احتمال ہے بڑا کنیز کو اس امر کا خیال ہے اسقدر آج بران شرمائی ہوئی ہے کہ سر نہیں اُٹھاتی اپنے ساتھ
والوں سے آنکھ نہیں ملاتی مجھکو تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمرو نے کچھ عیاری کر کے بران کو میدان میں
بھیجا ہے ملکہ حیرت جادو نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہے تغیر کا تو یہ جواب ہے کہ اپنی جان کے ڈر سے بیتاب ہے دم
بھر کے رنج و ملال میں جسم کا خون خشک ہوتا ہے جان کے واسطے آدمی سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہے دیکھ جب سے
یہ لڑائی شروع ہوئی میرا کیا حال ہوگیا ہماری ہی صورت تھی دست و پا کی یہی کیفیت تھی ہواے بر حال
بران بخوف جان دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ عمرو کو ایسی عیاری کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود عیار ہے آنکھ

عیاری کی فکر ہو تیرے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ عمرو نے بران کو بدل لیا ہی تو ہی رات کو خیالی تھی کہ بران سے عمرو نے اتنا کہا تھا کہ چلی جاؤ میدان کارزار مین نہ آؤ بران اپنا گلا کاٹے ڈالتی تھی اور نہ کہ بران یہ قبول کرتی کہ میرے بدلے میدان مین اور کوئی جائے یہ صرصر تمھاری عقل کی حماقت ہی صرصر یہ سنکے خاموش ہو گئی مگر دونون لشکر بعد گرد و فراس زور و شور سے میدان مین آئے کہ طبقے زمین کے تھرائے دونون دریائے لشکر موج مارتے ہوے میدان رزم مین پہونچے شورش بحر زخار سپاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات سبکا گرداب فنا مین مبتلا ہوا جابجا باجے بج رہے ہین صفوف میدان قتال و جدال مین آراستہ ہونے لگین میسرہ میمنہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ جانبین سے درست ہوئین دونون سمت ساحران غدار کاروبار میدان کارزار مین مصروف ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا آسمان سے تیر برسنے لگے جو جوکہ نخل حائل نظر تھے کاٹ کر گرا دیے دوسرے نے سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو ہوا اڑا کر لیگئی ایک دریا دل نے بڑھکر روئی کے گالے ہاتھ پر رکھکر اڑائے لگا ابر سپید ہوا برستا ہوا نکل گیا اسلحہ میدان چشم زدن مین آراستہ ہوا نقیبان بلند آواز نے آکر آوازین لگائین کہان ہی وہ مامہ جادو کہان ہی ساحر مشمش بدخو سامری و جمشید کیا ہوے ایک چشم زدن مین بڑے بڑے سرکش فنا ہوے دنیا مقام عبرت ہی شل طائر فنا صدم عشرت ہی

شعر۔ اجل لگائے ہوے گھات ہر کسی پر ہی ❊ بہوش باش کہ عالم روا روی پر ہی ❊ نظم

ہاں ذرا کر نظر بدیدۂ غور
دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
نہیں دنیا مقام آسایش
کوئی بزم طرب کا بانی ہی
کہیں ماتم ہی نوحہ خوانی ہی
کہیں چوتھی ہی اور چالا ہی
کہیں افضال حق تعالیٰ ہی
ہی کہیں شادی حنا بندان
اور کہیں شور مرگ فرزندان
ہی یہ دنیائے دون کا سررشتہ
نوش اسکا ہی نیش آغشتہ

بیت۔ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ❊ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ❊ بڑے بڑے نامی و گرامی قبر تاریک و تنگ مین سوتے ہین انکے حالات نیک و بد نہین معلوم ہوتے ہین تخت شاہی بوریائے فقر بعد مرگ کسی کے ساتھ نجائیگا الا نام مردان عالم صفحہ میدان جہان مین ہمیشہ باقی رہیگا اے مردان شیر دل اے رستمان تہور شعار اے دلیران میدان کارزار عرصہ زیست کا بہت تنگ ہی یہ وقت نام و ننگ ہی ایسے کلمات عبرت خیز و اشعار حیرت انگیز زبان پر جاری کیے سرداران ملکہ بران شمشیر زن کے دل غم سے بھر گئے ہوے ہین آنکھون سے سب کے اشک حسرت جاری ہین نمونہ پامالی عالم آنکھون کے نیچے پھر گیا ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جائیے لڑ بھڑ کر مر جائیے

لشکر دشمن کو جرات دکھائیے زندگی چند نفس ہی وہ اثر روح کو یہ جسم خالی مثل قفس ہی مکرر او الان اول صمصام نکوہ ام نے ارگدن سحر اپنا صف لشکر سے نکالا سامنے تخت حیرت جادو کے آیا ارگدن سے کود پڑا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام کیا جلدی ہی ہمارے سب سحر آمادہ حرب ہین سالہا سال سے ان لوگون سے لڑ رہے ہین معرکے پڑ رہے ہین تم تو ہمارے مہمان ہو تامل کرو اول طریقۂ جنگ دیکھو صمصام نے عرض کیا کہ غلام ہی کی لگی بجھی ہی اب تاب صبر و ضبط باقی نہین ہی غلام بیقرار ہی بس آج ہی خاتمہ کرتا ہون ملکہ حیرت نے اشارہ کیا ایک جادوگنی نے لاکر جام شراب صمصام کو دیا کہا ای سامری وقت جمشید عہد یہ جام شراب جرأت ہی اسکو پیو صمصام نے اُسکے ہاتھ سے ہنسکر لے لیا ملکہ حیرت جادو نے کہا جا خداوند لقا کے سپرد کیا صمصام بدانجام مثل غول صحرائی ارگدن کو اُڑاتا ہوا نیرنگ سحر دکھاتا ہوا میدان کارزار مین آیا دن ضیغم راے ناظرین ہو کہ خنجر بار جادو صمصام بیجا کا رفیق قدیم ہی صلاح کار ندیم ہی ساحر بھی زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی انتہا کا مکار و غدار ہی صمصام کو اسپر بڑا اعتبار ہی اسکو بعہدۂ سپہ سالاری لشکر مین چھوڑ آیا ہی سمجھا دیا ہی کہ جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اُسوقت تم میرے قریب رہنا جن اشیاے سحر کی ضرورت ہو تمھین ہم تک پہونچانا دیکھو رہ نہ جانا خنجر بار جادو نے اس سے کہدیا ہی کہ اس خیرخواہ کو ہر وقت اپنی پشت پر پائیے گا لڑائی مین نہ گھبرائیے گا الغرض صمصام میدان کارزار مین پہونچا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور مین تو بی ملکہ بہران صاحبہ سے جنگ کا طالب ہون ملکہ بہران شمشیر زن نے یہ سنتے ہی تخت سے اُترنے کا ارادہ کیا تھا ملکہ مہرخ سحرچشم نے جو یہ دیکھا پکار کر آواز دی صاحبو غضب ہوا آپ صاحبون مین سے کوئی صاحب جلد جائین اس بیجا کو جواب دین مقابلہ کرین ملکہ مہرخ کے منھ سے یہ پورا کلمہ نہ نکلا تھا کہ شکیل جادو فرزند ارجمند ملکہ مہرخ سحرچشم کا پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے استادہ تھا فورًا پایۂ تخت کو بوسہ دیکر سامنے آیا عرض کی ای مادر مہربان اجازت میدان ملکہ نے بہ تعجیل فرمایا بسم اللہ شکیل نے فورًا مرکب اُڑا دیا وہان ملکہ بہار سے تاجدار وغیرہ نے ملکہ بہران کو روکا اور کہا حضور تامل فرمائین وہ دیکھیے شکیل جادو مقابلے مین صمصام کے جا پہونچا ایک سے دو نہین مقابلہ کرنے مین ملکہ خاموش ہو کر ٹھہر گئین یہان صرصر نے ملکہ حیرت جادو سے کہا واری یہ معاملہ بھی حضور نے ملاحظہ فرمایا اُسنے نام بہران شمشیر زن کا لیکر پکارا عوض مین اُسکے شکیل جادو مقابلے پر آیا اب تو لونڈا کا

قول کرسی نشین ہوا ملکہ بُران شمشیر زن شعلۂ جوالہ ہو وہ اس امر کو کب جائز رکھتی ہر گز شکیل جادو کو مقام
صمصام میں نہ جانے دیتی ملکہ حیرت جادو نے کہا آج تجھے صبح سے یہی خیال ہو تیرے دماغ میں
خلل ہو گیا ہی آج قانون اور قاعدے کا کیا ذکر ہی سب کو ملکہ بُران کے جان بچانیکی فکر ہی صرصر خاموش
ہو گئی یہاں شکیل جادو قریب صمصام پہونچا تھا کہ اُس ملعون نے اپنے گُرگدن سحر کے سر پر ایک سونٹا
یا سامری کہکے مارا گُرگدن کے مُنھ سے ایک شعلۂ کلان نکلا شکیل کے سر پر آکر جھکا قریب تھا کہ خرمن
ہستی شکیل جادو کو جلائے شکیل نے کچھ پڑھ کے دستک دی شعلہ سر سے ہٹا مگر سر پر مرکب کے گرا
مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا ہر عضو تن سے شعلہ نکلنے لگا شکیل جادو کود پڑا کچھ پڑھکر ہاتھ ہلایا برق
چمکی صمصام کے گُرگدن کا سر اُڑ گیا بقہر و غضب صمصام زمین پر آیا کارد سحر جیبی سے نکال کے
پھینک ماری ہر چند شکیل نے روکا نہ رکی شانے کو توڑ کر پار نکل گئی شکیل غش کھا کر زمین پر گرا صمصام
نے چاہا سر کاٹ لوں خورشید زرین سحر کو تاب نہ آئی چمک کر صمصام پر جا پڑا اُلماز بان شکیل جادو
باشارہ ملکہ مہرخ سحر چشم شکیل کو اُٹھا لائے خورشید زرین سحر سے مقابلہ ہونے لگا دونوں کے سحر سے
شعلے بھڑکے آگ برسی زمین تپنے لگی عرصہ دراز تک اسی طرح آپس میں سحر ہوتے رہے واضح رہے کہ
صمصام کے پہلو میں دو تیغے حمائل ہیں ایک خاص قتل بُران کا اور دوسرا واسطے ہر ساحر کے آخر
غصے میں آکر صمصام نے تیغہ کمر سے کھینچا خورشید پر مارا ہر چند کہ خورشید نے سپر سحر کو سر پہ روکا مگر سپر
کٹی خود کو کاٹ کر تیغہ تا ابرو پہونچا خورشید نے رد سحر کر کے تیغہ تو سر سے نکالا مگر صدمۂ زخم سے غش کھا کر
زمین پر گرا صمصام نے قصد کیا قتل کروں ملکہ بہار جادو کو تاب نہ آئی وہیں سے نعرہ کیا کہ او
خار صحرائے مذلت ہاتھ نہ اُٹھانا اپنی بغاوت نہ دکھانا سن ملکہ بہار جادو یوں تڑپ کر میدان میں آئی کہ
برق جہندہ شرمائی نور جمال ملکہ بہار جادو سے آنکھوں میں صمصام کے چکا چوند آئی جبتک یہ بچیا
سنبھلے ملکہ بہار گلعذار نے گلدستہ سحر مارا بلند ہو کر گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوا سرد آئی
غنچے چٹک کر گل ہونے لگے درختوں میں جو زرد زرد پتے تھے سر سبز و شاداب ہوئے عندلیبان شیوا
نوا گل عارض ملکہ بہار جادو دیکھکر بیتاب ہو ئین زمزمہ سرائی کرنے لگیں دم محبت کا بھرنے لگیں آوازیں
دینے لگیں شعرائے جنون رکھیدہ بیابان میں سواری تیار ہو اندنوں چلنے کو ہوا بہاری تیار ہو ایک بلبل
خوش نغمہ نے پھول پر بیٹھ کے یہ اشعار آبدار مصنف پڑھنا شروع کیے غزل

ہی شوق ماہرو کو ہمارے ستار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
صیاد اب تو چھوڑ دے بلبل کو قید سے
کھاتا ہے پیچ و تاب بگولا غبار کا
دل کی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر
تار شعاع مہر نمونہ ہی تار کا
زاہد سنا حساب نہ روز شمار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور کے نہیں جاتی کبھی کدورتین
ادنیٰ نمونہ ہی یہ مرے اضطرار کا
ساقی پلا دے جام مئے خوشگوار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
برگشتہ قسمتوں کی نہیں خاک کو بھی چین
اس آئینہ مین زنگ ہی میرے غبار کا

سب نے دیکھا کہ چار جانب سے ابر تنک اُٹھے موسم بہار کی کیفیت نمایان ہوئی بوندیان ہلکی ہلکی پڑنے لگین گویا عطر بہار کا زمین پر چھڑکاؤ ہوا ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور تھا کیفیت موسم بہار مین نوجوانان چمن کو سرور تھا صبا نشۂ بادۂ خوشگوار مسرت سے لڑکھڑاتی تھی ہر مینا شجر سے سرنگرانی تھی دیدۂ نرگس شوق جمال بہار مین وا کثرت گلہائے رنگارنگ سے دامن صحرا پُربہار ہوا عطر بار محبت بہار مین دل لالہ داغدار سوسن صد زبان اُس گلشن بیخزان کی ثناخوان صمصام جنگ آزما نے خونریز زرہ پوش اس جوش بہار کو دیکھکر حیران و پریشان چاہتا ہی کہ پھول اُٹھا کر سونگھے بازو پر سنہرہ پتلا بندھا تھا وہ بڑھکر پکارا کھا اے شہنشاہ ہوشیار رہنا پھول نہ سونگھنا یہ تمھارے واسطے خار ذلت ہی دیکھو پچھتاؤگے دھوکا اُٹھاؤگے دام موج بوے گل مین پھنس جاؤگے صیاد دریئے دل آزاری ہی سونگھنے مین موجب ذلت و خواری ہی یہ جو پتلے نے پکار کر کہا صمصام نے پھول ہاتھ سے پھینکے ہوش آیا قلب ٹھرایا جلد جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا کچھ اسماے سحر پڑھکر اُچھالا زمین پر ایک دو ہتڑ مارا ترنج آسمان پر جاکے غائب ہوا یکایک ایک ہواے گرم چلی دھوپ نے وہ تیزی دکھائی ہر شخص کی گرمی سے جان لبون پر آئی وہ دشت کرۂ آتش معلوم ہوتا تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب آیا ہی چشموں کا پانی کھولنے لگا مچھلیان بیتاب تھین سیخ موج پر کباب تھین خشکی لب ساحل پر موجین بیقرار و مضطر خیمۂ حباب جلنے لگا ہر گرداب تنور شعلہ فشان بن گیا پھول کمھلانے لگے طفل غنچے کو حرارت سے غش آنے لگے نخل چمن سے کف افسوس ملنے لگے پھل تلوارون کے مثل شمع کافوری جلنے لگے بلبلون نے نغمہ سرائی موقوف کی سکوت کا جوش مثل تصویر خاموش ابھی موسم بہار تھا چشم زدن مین باغ سحر بہار پر خزان آئی سرسبز و شاداب درختون پر زردی چھائی باغبان بدعت فلک کو اس باغ بہار کو مٹاتے شرم نہ آئی ہمیشہ سے یہی گردش بلبل و ہزار ہی کبھی خزان اور کبھی بہار ہی ملکہ بہار جادو نے جو اس تابش اور حرارت

کو دیکھا جو گل سا کملا گیا چاہا دوسرا سحر کرے صمصام نے نعرہ کیا ای بہار ہوشیار ہو مین تیرے سحر کو
مٹا چکا اب کب زندہ چھوڑتا ہون یہ کہکر ایک گرز طرف آسمان کے پھینکا ملکہ بہار جادو پر آگ
بہنے لگی ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ آفت دیکھی سمجھین شاید ملکہ بہار جادو سحر صمصام مین مبتلا ہوئین
فوراً آپ اکیلے تخت بڑھایا کہ مین جا کر باران سحر برساؤن ملکہ بہار گلعذار کو بچاؤن ملکہ مہرخ سحر چشم
کے تخت بڑھاتے ہی ہمراہ رکاب ملکہ مہرخ بہت سے ساحر بڑھے یہ سمجھتے ہوئے کہ اپنے
مالک کو تنہا نہ جانے دینگے صمصام نگہرام کو گھیر کے مارینگے **ابیات مصنف**

یہ دیکھا جو صمصام نے شور و شر | ہوئی جنگ مغلوبہ مد نظر | دیا فوج کو حکم باصد غضب
کرو حملہ دشمن کے لشکر پہ اب | نہ دیکھو ذرا ابھی بد و نیک کو | کرو قتل میدان مین ایک ایک کو
یہ سنتے ہی لشکر بصد کر و فر | سوئے فوج مہرخ ہوا حملہ ور | ادھر سے بھی فوراً سپاہ گران
بڑھی سحر پیکار با عز و شان | دو دریائے لشکر ہوئے موجزن | چھپا گرد سے روئے چرخ کہن
ملے صورت ابر باہم دگر | ہوئی بارش سحر پھر سر بسر | دکھانے لگا کوئی نیرنگیان
کسی نے کسی کو کیا بے نشان | کوئی خون منہ سے اگلنے لگا | کوئی صورت شمع جلنے لگا
کسی نے کسی پر کیا یہ فسون | لگا تنکے چننے ہوا یہ جنون | کوئی بندلا تھا کوئی منچلا
کوئی زخمی ناوک سحر تھا | کسی نے کسی کا کیا سر جدا | ہوا قید ہستی سے کوئی رہا
لگا یا کسی نے کسی پر تبر | گرا ہو کے زخمی کوئی خاک پر | کوئی سحر آتش مین مسحور تھا
کوئی سحر پہ اپنے مغرور تھا | ہزارون تڑپتے سر خاک پر | پدر کو نہ بیٹے کی تھی کچھ خبر
وہ غوغا پس مرگ جادوگران | وہ پیرون کی نقل مین آہ و فغان | وہ چلنا ترنج اور نارنج کا
وہ ہونا فزون صدمہ و رنج کا | کوئی کہہ رہا تھا کہ یا سامری | کرو آکے اسدم مری یاوری
کوئی کہہ رہا تھا کہ آؤ لقا | مجھے دشمنون سے بچاؤ لقا | کوئی سحر پیکار ہستادہ تھا
کوئی بھاگ جانے پہ آمادہ تھا | ہوا ایسا میدان مین کشت و خون | مفصل بیان ای قمر کیا کرون

یہ دونون لشکر مثل آب و شور شیرین و مانند نور و ظلمت آپس مین مل گئے ہنگامہ سحر برپا ہوا اگر بہار
گلعذار نے اپنے تئین ایک چشم زدنین سحر آتش سے رہا کیا اسقدر باران سحر برسایا کہ کئی ہزار
ملازمان صمصام جوش مین آب تاباب سحر کے ڈوب گئے راہ سے تری کے نار سقر مین ہو پہنچے

ملکہ ہما سے تاجدار افسر لشکر بحران نامدار مع فوج ظفر موج لشکر صمصام جنگ آزمائے خونریز
زرہ پوش پر جا پڑین ایک جانب سے ملکہ مجلس جادو ایک جانب سے ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی ملکہ برّان نے بھی اپنا سمند سب کے عقب مین بڑھایا کسی نے ترنج کسی نے نارنج
کسی نے گچھا پیکان کا کسی نے گولا آہن کا سحر پڑھکر پھینکا تب ملکہ برّان شمشیر زن نے بھی سیلے
آخر مین کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر لشکر صمصام پر پھینکے ملکہ حیرت جادو نے اُدھر اپنے
افسران فوج کو حکم دیا ہی کہ صمصام کی جا کر مدد کرو لشکر مہرخ کو گھیر لو مین بھی آتی ہون یہ کہکر اشیاے سحر
ذات پر آراستہ کرنے لگی اُسوقت تک صرصر شمشیر زن قریب ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہی چونکہ بلندی
پر ہی صرصر لڑائی کو نظر غور سے دیکھ رہی ہی جب ملکہ برہان شمشیر زن کو اس طرح لڑتے دیکھا ملکہ حیرت
سے کہا اب حضور نے ملاحظہ کیا مجکو تو بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ ملکہ برّان شمشیر زن نہین ہی ساربان زادے
نے کسی اور کو برہان بنا کر بھیجا ہی برہان کی لڑائی کا یہی طور ہی آپکے لشکر سے ایسا کب لڑی ہی اگر شہنشاہ
افراسیاب پیچھا پڑی ہی آج تو مردے کی شکل ہی کسی ایسے ویسے پر اُسکا سحر کام کرتا ہی ملکہ حیرت نے
جواب دیا مجکو بھی پڑی ہی بخوف جان یہ حال ہی اُسکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اُسکے سردار اُسکو سرِ سجھے
نہین دیتے منھ پر کسی ساحر زبردست کے چڑھے نہین دیتے صرصر تو چپ ہوئی ملکہ حیرت جادو
طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے جا پڑی جاتے ہی ایک گولا اُٹھایا سحر پڑھکر فوج ملکہ مہرخ سحر چشم
پر مارا اُسکی سو کے سر پھٹ گئے پلٹ کر ملکہ بہار جادو نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت آئی یہ کیسا دنا ہوا کہ
دل ساحرون کا کانپ گیا بغور جو دیکھا تو حیرت جادو کے سحر نے حملہ ڈالدیا ہی جس غول پر گرگئی ہی اُس گولہ
کر کے ہٹتی ہی بس بہار جادو نے بڑھکر آواز دی دیکھو ہا ہٹ جا کہ شامت نہ آجائے یہ تو ہم جانتے ہین
کہ تو بادشاہ کی جورو ہی خصم نے تیرے سب کچھ سکھا دیا ہی یہان بھی کوئی موم کا نہین ہی ملکہ حیرت نے
جواب دیا ہی بہار تیری قضا میرے ہی ہاتھ سے ہی اتنا فقط پاس ہی کہ برادری والے کہینگے بہن
کو بہن نے مار ڈالا اور خیال اسکا بھی آجاتا ہی کہ ہم نے اور تو نے ایک پیٹ مین پاؤن پھیلائے ہین
ایک مان کا دودھ پیا ہی کیا دنیا کا خون سفید ہوا ہی کہ چھوٹی ہو کر بڑون کے منھ چڑھتی ہی چل ہٹ سامنے
سے آج مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ملکہ حیرت نے ایک نارنج اُٹھا کر مارا کہ دس بارہ کنیزان
بہار کے سر پھٹ گئے ٹکڑا اُڑگئیں سیارگان جنان ہو مین غصے سے رنگ زرد ہے ملکہ بہار متنبہ ہوا

چہرہ مثل گلاب کے پھول کے سُرخ ہوگیا فوراً گلدستہ اُٹھاکر مارا اور کہا ای ہمشیرہ صاحبہ بچنا الامر فوق الادب
جب تک ملکہ حیرت جادو سنبھلے گلدستہ قریب سر ملکہ حیرت جادو کش ہوا ہوا سے
سرد چلی ملکہ حیرت جھوم گئی ایک پھول سر پر طاؤس کے پڑا مثل طاؤس آتشبازی کے جلنے لگا ملکہ حیرت
طاؤس سے کود کر جھولی سے شیشہ آب دمیدہ سحر نکالکر اپنے منھ پر چھینٹا دیا سحر بہار کا دفع ہوگیا مگر
سَو دو سَو جادوگر ملکہ حیرت جادو کے گریبان پھاڑ کر دیوانے ہوئے ملکہ بہار نے ابرو سے اشارہ
کیا اشعار عشق آمیز پڑھکر اپنے گلے کاٹ ڈالے ملکہ حیرت نے غصے مین چاہا کہ ملکہ بہار گلعذار پر
جا پڑے بیچ مین ہلال سحر انگن لشکر لیکر آگئی خوب اُس مقام پر سحر ہوئے ملکہ حیرت سب کو جواب
دیتی جاتی تھی ہر طرف شور قیامت برپا ہی سحر ہر ایک کا چل رہا ہی ہر نخل آتش سحر سے جل رہا ہی لیکن
صمصام بد انجام غرق دریاے سحر جوش مین گھرا ہوا اُڑ رہا ہی جس غول پر جا پڑا کسی پر گرز کسی پر
تیغ مار دیا اتنا بڑا زبردست ہی کہ اگر کوئی جادوگر سنبھلا اُٹھا بیٹھا صمصام گھرام پر جا پڑا اور صمصام
جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس بیچارے کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالدیا تیغہ چھینکر
پھینکا کمر مین ہاتھ ڈالکر یا سامری کہکے زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا ہزار ہا ساحران
نامی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے بہت مارے گئے مثل فیل مست پامال کرتا ہوا جاتا ہی خنجر باز جادو
اسکا رفیق قدیم ہی داد مردی و مردانگی کی دے رہا ہی ہر غول مین بڑھکر اُٹھتا ہی جب صمصام آواز
دیتا ہی ای رفیق من وای صف شکن ای خنجر باز جادو اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ بیچارا حاضر کہکے غول
سے نکلتا ہی قریب صمصام آجاتا ہی جو شی صمصام مانگتا ہی یہ دے دیتا ہی مثل ماش کے دانے
ترنج یا نارنج وغیرہ ہر شی اسباب سحر سے اپنے پاس موجود رکھتا ہی صمصام آفرین کہکے پھر لڑنے
لگتا ہی ملکہ مجلس جادو واسطے ملکہ بُران شمشیر زن کے سینہ سپر ہوے مین ملکہ بُران کو جلنے
نہین دیتی ہی ہر بلا کو اپنے سر پر لیتی ہی اب جو دو لشکرون مین قیامت کے سحر ہونے لگے تو حیرت
جادو بھی شریک ہی کئی لاکھ جادوگرون کا کھیت جانبین مین ہو چکا ہی صمصام نے آگ برسائی
ہی کیسے رو کے نہین رُکتا ہی جسے ٹوکا اُسپر جا پڑا کسی سے بیچارا کی خون ٹپک رہا ہی لخلخے خون کے تلوار
پر جمے ہین چہرہ سیہ کار کا غصے سے سُرخ ہی دیو خصال مریخ مثال فوج ملکہ مہرخ سحر چشم کو پامال کر رہا
ہی کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا اس جوش و خروش مین بیچارا اڑ رہا ہی جاتا

ہی ملکہ بران تیغ شیرزن پر جا پڑون دختر کوکب سے دل کھولکر لڑون ہر سردار سینے کو سپر کرتا ہی دم محبت کا ملکہ بہان کی بھرتا ہی صمصام بدانجام فوج کو آواز دے رہا ہی ہان یارو جانبازی کرو ایک ایک کو خلعت وجاگیر سے سرفراز کرونگا تمھاری جرأت پر ناز کرونگا افراسیاب ایسا قدرشناس ملا ہی جوہر شناس نیک اساس خود صاحب شمشیر و سپر و آفتاب اقبال اُنکا اوج پر ہی طلسم نور افشان کے تباہ کرنے کی کوشش مین ہی کوکب روشنضمیر کا ستارہ گردش مین ہی ایسے کلمات مہملات جو اسکی زبان سے نکلے اور نمک خواران ملکہ بران نے سنے ایک ایک کو غیظ آیا دریاے جرأت نے جوش مارا بہرام سرفروش ملکہ بہان تیغ شیرزن مین سے ہی صاحب لیاقت شیر بیشہ جرأت تیغ کھینچکر صمصام پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا شعر زبان درکش و تیغ کش از غلاف ٭ کہ جائے سخن نیست در دشتِ مصاف ٭ یہ میدان کارزار ہی بیہودہ بکنا بیکار ہی افراسیاب عیار بیقدر نے ان باپ دادا نے تیرے خوان نعمت شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے پرورش پائی او نمک حرام بدانجام تو نے یہ کیا خوب خیر خواہی دکھائی ایسے کلمات کہتے ہوئے شرم نہ آئی یہ جو نعرہ شیرانہ بہرام سرفروش نے کیا صمصام غصے مین جا پڑا بہرام نے گولہ مارا یہ مردود تو بلاے روزگار ہی اپنی چھنگلیا نذر آتش کر گولے پر خون مارا کہا اپنا بھوگ لے دشمن کو شکست دے وہ گولہ اُلٹا پلٹا مثل شعلۂ جوالہ کے گویا توپ کے منھ سے نکلا بہرام نے ہر چند روکنا چاہا مگر وہ گولہ نہ رکا سر پر اُس خیر خواہ کے ایسا پڑا کہ وہ قبول جان بحق تسلیم ہوا یہ معاملہ جو ملکہ مجلس جادو نے دیکھا کہ ایسا سردار نامی مارا گیا پنجہ گلی لے کر صمصام پر برس پڑی کئی ہاتھ مارے پنجے سے ہر مرتبہ شعلے نکلتے تھے صمصام تو اپنے تئین بچاتا تھا جادوگر صمصام کے قریب جو تھے کئی سو جلے بیدم ہوئے رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوئے صمصام نے ایک ماش کا دانہ سحر پڑھکے پنجہ گلی پر مجلس کے مارا پنجہ مجلس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ملکہ مجلس نے جھولی مین ہاتھ ڈالا چاہا دوسرا پنجہ نکالون صمصام نے بتعجیل تمام تیغہ سحر باسامری یا جمشید کہکے سر پر ملکہ مجلس کے مارا مجلس نے سپر سحر کی پناہ لی مگر سپر اسی جلدی کٹی گویا وصل کی شب تھی سپر کو کاٹ کر تیغہ سر پر بیٹھا سر اسکا زخمی ہوا ملکہ مجلس دریاے خون مین نہا گئی غش آنے لگا دل ضعف سے تھرانے لگا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش نے چاہا مجلس جادو کا سر کاٹ لون ہماے تاجدار ابھی مین جا پڑی اللکانہ ااو نمکحرام کیا کرتا ہی یہ کہکر کچھ ماش کے دانے مارے

اُس مقام پر اندھیرا ہوگیا اُسی تاریکی مین ملکہ مجلس جادو کو ہٹا لیا صمصام نے اندھیرے کو
مشعل سحر جلا کر دفع کیا اُستادان سخنور نے بیان کیا ہو کہ بعد زخمی ہونے مجلس کے اس زور و شور سے
تلوار چلی کہ گاو زمین کانپتی تھی وہ قیامت کے سحر ہوئے کہ اندھیرا چھا گیا کبھی آگ برسی کبھی لکہ ابر
سیاہ چھا گیا کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑکتے تھے رعد کی گرج برق کی چمک کمانون کی کڑک عقاب طیر
اُڑتے پھرتے تھے سر زمین پر کٹ کٹ کر گرتے تھے کسی کا سینہ تیرون سے غربال ہوا کوئی زیر سم
اسپان پائمال ہوا تمام دشت خون سے لال ہوا صمصام بد انجام نے اُسوقت ایک روئی کا
گالا جھولی سے نکالا سحر پڑھکر اُسپر کچھ پانی ڈالا وہ ابر ہوکر بلند ہوا ایسا اندھیرا چھایا صاف ظاہر ہوتا
تھا کہ شب تیرہ و تار ہی شب فراق عاشق سے مثال دون یا خال چہرۂ زنگی کہون تاریکی پردۂ ظلمات
سامنے اُس اندھیرے کے مات اُس اندھیرے مین صمصام نے جست کی تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ
بُحران نقلی یا اصلی ایک نخل کے سایے مین ماش کے دانے ترنج نارنج پھینک رہی ہی کہ صمصام
اُسی مقام پر پہونچا نعرہ کیا او دختر کوکب کہان جاتی ہی بس بحران نے جو سر اُٹھا کر صمصام کو دیکھا
قصد ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر صمصام کب جانے دیتا ہی ایک دو ہتڑ زمین پہ مارا بحران لڑکھڑا کے
تھم گئی گویا زمین پر مثل نقش کف پا جم گئی ایسی سحر صمصام مین پھنسی کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکی
صمصام نے پنجہ قتل ملکہ بحران کر کے کھینچا مثل برق کے تڑپ کر ابر نیام سے نکلا اتنے عرصے مین
سرداران مہرخ و ملکہ بحران نے شعلہ چمکا کر اُس تاریکی کو دفع کیا ہی اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا صمصام
کو قریب ملکہ بحران پایا بدحواس دوڑے وہان صمصام بالکل قریب تھا بحران نے جوڑے سے
اختر مردار ید نکالا سینے پر صمصام کے پھینک مارا وہ مثل موم ہوکر زمین پر گر پڑا اپنا فعل قدیم نہ کیا
اودھر صمصام کا پنجہ چل گیا ملکہ بحران شمشیر زن نے تھرا کر سپر سحر کو اُٹھایا پنجہ تڑپ کے گرا سپر کٹی اُسپر
بھی بحران نے چاہا کہ سپر کو پھینک کر بھاگون لیکن قدم نہ اُٹھا جنبو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ مع سر قلم
ہوکے زمین پر گرا غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری شروع ہونے لگی لاش
ملکہ بحران کا زمین پر گرکے تڑپنا معلوم ہوا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہی صمصام نے نعرہ کیا
وہ مارا مین نے چراغ طلسم زر افشان گل کر دیا شمع انجمن کوکب کو بجھایا اُس وقت ملازمان
کوکب و ملکہ مہرخ نے ایسا شور گریہ و زاری بلند کیا اور گوے ترنج نارنج طرف صمصام کے پھینکے

کہ ہنگامہ قیامت بپا ہو گیا اور کسی نے دشمنی کو مرنے پر ملکہ بُران شمشیر زن کے کیا صدا آئی
دستور ہی کہ جو جادوگر قتل ہوتا ہی پیرا سکا نے نام کی آواز دیتے ہیں کہ مارا فلان جادوگر کو اس
ہنگامے میں کس کے ہوش درست تھے کہ اس آواز کو سنتا کہ بیرون نے کیا کہا ہر جادوگر
بدحواس ہو گیا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی بیت گر پسر نود سالہ بمیرد عجب نیست وین ماتم
سخت ست کہ گویند جوان مردہ ای آفتاب عالمتاب آسمان کوکب روشن ضمیر اسوقت تو
غروب ہوا طلسم نور افشان میں اندھیرا ہو گیا جب اُس شہنشاہ عالیجاہ کو خبر ہو گی تیرے
غم میں دیوانہ ہو جائیگا خدا اس عمر کا قتل نہ کرائے کسی ماں باپ کے دل کو یہ صدمہ نہ پہونچے
کیونکر وہ بیچارہ صبر کرے گا کیا کلیجے دلپر جبر کرے گا غرض یہ روتے ہوئے گریبان چاک چہرہ زخمی
خاک صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر جا پڑے اُسکی فوج بھی جانبازی میں
مصروف ہوئی اُدھر ملکہ حیرت جادو نے اپنی فوج کو للکار دیا کہ ارے صمصام ایسے خیرخواہ کو
دشمنوں سے بچاؤ پھر خود دبشرا سوقت جان دینے پر آمادہ ہو صمصام ناکام کے قتل کرنے کی فکر ہی
ہر غول میں یہی ذکر ہی کہ یارو ملکہ بُران شمشیر زن تو قتل ہو گئی اس ناکام صمصام بدانجام کو بھی زندہ
چھوڑو ہرگز نہ اسکے قتل سے منہ موڑو لشکر حیرت جادو کا بڑھا جنگ عظیم واقع ہوئی اسوقت
اس قدر سحر و ساحری کا ہنگامہ برپا تھا کہ قدم رکھنا ہر شخص کو دشوار تھا کشمکش فوج سے تل بھر میدان
میں جگہ خالی نہ تھی ہر چند صمصام سحر کا سب کے جواب دیتا جاتا ہی مگر بدحواس عالم یاس قتل
کرکے بُران کو پچھتاتا ہی کہ اب میری جان ان سب سے کیونکر بچے گی دل میں خیال کرتا ہی کدھر
جاؤں کیونکر اپنی جان بچاؤں اسی تردد و انتشار میں تھا کہ پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی اے شہنشاہ
اے شہنشاہ واہ واہ آپکا کیا کہنا فدوی جانباز خنجر بار جادو حاضر ہی مگر اس مقام پر سر ہتھیلی پر رکھکر
آیا ہوں یہ گولے وغیرہ جلد لیجئے صمصام نے جو پلٹ کے دیکھا اپنے دوست صادق محب صادق
خنجر بار جادو کو دیکھا کہ نخل سے لپٹا کھڑا ہی تمام لباس پارہ پارہ پشت و پہلو پر زخم ہیں خون کے
فوارے جسم سے نکل رہے ہیں آتش سحر سے آبلے منہ پر پڑے ہیں صمصام نے کہا اے دوست
جانی واہ کیا کہنا لا اسباب سحر دے خنجر بار جادو نے کچھ گولے کچھ ترنج ناریخ جلدی صمصام کو
دیے اور گھبرا کر کہا اے شہنشاہ آج آپکو سامری و جمشید بچائیں دشمن سب مارے جائیں

جس نیچے سے ملکہ بُرّان کو قتل کیا ہی جلدی مجھے دے دیجیے خون تو پاک کر دون پھر زیب کر لیجیے
صمصام نے اُس پریشانی مین نیچہ خنجر بار جادو کو دے دیا اور آپ کسی ساحر پر پلٹ کے
گولہ مارا بعد قتل کرنے اُس ساحر کے پھر پلٹا اور کہا ای برادر خنجر بار جادو نیچہ لاؤ کچھ آواز نہ آئی
چار جانب پریشان ہو کر دیکھنے لگا خنجر بار جادو کا نشان بھی نہ پایا نیچے کو خون سے پاک کرتا ہوگا
یا کسی غول پر جادوگرون کے جا پڑا ہوگا یہ تو سمجھا اس خیال مین ہی لیکن ناظرین والا مقام پر ظاہر
ہو کہ راقم کو ارسطو فطرت لقمان حکمت ننگ بحر عیاری مہر سپہر دشت طرازی خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری نامدار نے یہ کار نمایان کیا تھا کہ ملکہ بُرّان شمشیر زن کو خیمے مین تنہا لیجا کر بیہوش کر کے زنبیل مین
رکھ لیا تھا اور ایک جادوگرنی رہنے والی ملک عنقلی آباد کی موسوم بہ گلنار جادو مدت مدید عہد
بعید سے زنبیل مین عمرو کی قید ہی اسکو نکالکر شکل ملکہ بُرّان بنا دیا تھا اور بخوبی سمجھا دیا تھا کہ تجھکو ملکہ
بران شمشیر زن دختر کوکب روشن ضمیر کا مرتبہ اور صورت سامری و جمشید نے عطا فرمائی ہی آج
روز تخت پر سوار ہوا کر لاکھون ملازم تیرے ساتھ رہینگے سب تجھکو ملکہ بران شمشیر زن کہینگے اور
معرکہ جنگ و جدال ہی جسپر ہو سکے سحر کرنا قتل مین دشمن کے مصروف رہنا ہر چند کہ تیرے سردار ایسے
زبردست ہین کہ جنکے سحر سے سامری و جمشید بھی پست ہین وہ سب تجھپر اپنا سینہ سپر کرینگے تجھکو نہ لڑنے
دینگے مگر بادشاہ لشکر کو سرپرستی اپنے ملازمون کی ضرور ہی یہ سب باتین سمجھا کر خوب اسکو پکا کر دیا تھا پس
وہی گلنار جادو بصورت ملکہ بُران شمشیر زن میدان رزم مین آئی تھی حرکات روزمرہ مین
اسی وجہ سے فرق تھا صرصر شمشیر زن نے اسی وجہ سے ملکہ حیرت جادو سے ذکر کیا تھا ملکہ
حیرت کو خیال ہوا اب خواجہ عمرو نے لڑائی مین دیکھا کہ صمصام جنگ آزما سے خونچہ تعدو پوش
کا خنجر بار جادو بڑا رفیق ہی بدل و جان شفیق ہی اُسکی شکل بنکر عین گرمی جنگ مین نیچہ ہاتھ سے
صمصام بدانجام کے لیا جیسا کہ راقم نے قبل اسکے تحریر کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نیچہ لیکر
بھاگا ایک درہ کوہ مین آ کر ملکہ بُران شمشیر زن کو زنبیل سے نکالا بُران شمشیر زن نے گھبرا کر پوچھا ای
عمر نامدار یہ کونسا مقام ہی یہ آوازین ہا ہو کی کیسی بلند ہین جادوگرون کے مرنے کی کیسی صدا آتی
ہی کیون اس وقت زمین تھرا رہی ہی خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا لفظاً لفظاً سامنے بُران
شمشیر زن کے بیان کیا اور کہا بیٹا صمصام بدانجام تجکو اس طرح قتل بھی کر چکا مین خنجر بار جادو

سنکر یہ نتیجہ لایا ملکہ برہان شمشیرزن یہ سنکے خوشی سے باغ باغ ہو گئی مثل گل کے شگفتہ ہوئی گلے مین
خواجہ عمرو کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا آپ نے میری جان بخشی کی اگر آپکا قدم درمیان نہوتا تو بری
شکل تھی مین تو اپنے نزدیک مردون مین داخل تھی آپ کے تصدق مین روح تازہ پائی زنبیل
کی کیفیت دیکھ آئی حضور جب مین داخل زنبیل ہوئی شب تو نہین معلوم کس طرح سے گذری صبح کو
جو خواب سے بیدار ہوئی دیکھا گرد کنیزان زرین پوش بہ ادائے خدمتگزاری حاضر ہین ایک قصر
رفیع وسیع نہایت آراستہ فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ مین نے تخت جواہر نگار پر اپنے کو پایا
میری آنکھ کھلتے ہی کنیزون مین بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی ایک نے آواز دی ملکۂ عالم بیدار
ہوئین آفتابہ جواہر نگار طشت مرصع کار لا کے حاضر کیا مین نے پوچھا صاحبو تم کون ہو یہ کون مقام
ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے یہان کا کون بادشاہ فلک احتشام ہے سب نے عرض کی حضور ہم سب
آپکی لونڈیان ہین بادشاہ یہان کا خواجہ عمرو ایسا جلیل ہے ای ملکہ عالم یہ شہنشاہ اوج عیاری کی زنبیل
ہے آپ ہاتھ منھ دھوئین خاصہ نوش کرین جس چیز کی خواہش ہو ارشاد فرمائین فورًا خدمت مین لائین
ہم کو شہنشاہ اوج عیاری دہر بدشت طراری کی تاکید ہے یہ کلمہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے نور نظر
پارۂ جگر کا زنبیل مین داخلہ ہے خبردار ہوشیار کسی طرح اسکو تکلیف نہونے پائے ورنہ سزائے معقول دونگا
مارے کوڑون کے کھال کھینچ لونگا خدا نہ کرے ہمارے پیر و مرشد کو غصہ آئے اُنکے قہر و جلال کی
کون تاب لائے بس حضور بلا تکلف جو خواہش دل ہو ارشاد فرمائیے جب زنبیل سے تشریف لیجائیے
گا ہماری خدمتگزاری کے اوصاف روبروے خواجہ عمرو زبان پر لائیے گا ای عم نامدار مین نے
ہاتھ منھ دھویا خاصہ عمدہ تناول کیا اُن سب نے کہا حضور واسطے سیر کے بیرون قصر تشریف
لیچلیے مین ہوادار پر سوار ہو کے باہر آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا صدہا قلعہ بنا ہوا ہے ملک آباد رعایا دلشاد
صاحب لیاقت سب مرد و زن شرفا نجبا کا مسکن ایک سمت ہزارہا مزدور ساحر و غیر ساحر سر پر
ٹوکریان رکھے ایک پشتہ تیار کر رہے ہین میٹ اُن سب کا افسر کالا سونٹا اُسکے ہاتھ مین غضب بات
بات مین مزدور ذرا رکا اُسکے چوتڑ پر دھڑاک سے سونٹا پڑا مزدور بلبلا گیا مگر کیا مجال جو منھ سے
اُف کر سکے بہت سے جادوگر مین نے پہچانے طلسم ہوشربا کے بھی اُسمین شریک تھے ٹوکریان
ڈھو رہے تھے اپنے نصیبون کو رو رہے تھے اُدھر سے مین پھری قریب دریا کے پہونچی ایک

بجرا طاوس چہرہ ماہجبین لیکر حاضر ہوا اُسپر مسند مخمل کرسیان قاعدے سے آراستہ قصد کیا کہ بجرے پر سوار ہون جاکر زرا شغلیون یا مچھلی کے شکار مین مصروف ہون یکایک کنیزین دوڑی ہوئی آئین یہ کہتی ہوئی کہ ملکہ بُرّان شمشیر زن کو شاہ عمرو یاد فرماتے ہین میری آنکھ پھر بند ہو گئی اب جو ہوشیار ہوئی آپ کو دیکھا نہین معلوم اُس مقام دلچسپ سے کیونکر آئی برائے خدا مجکو وہین بھیجدیجیے خواجہ عمرو نے کہا ای نور نظر یہ وقت سیر و شکار کا نہین ہی تمھاری ہم شبیہ کا لاشہ میدان کارزار مین پڑا ہی سحر صمصام کا چل رہا ہی صدہا نخل جل رہا ہی دھوان زمین سے نکل رہا ہی ایسا نہو ملکہ مجلس جادو وغیرہ اپنی اپنی جانین دیدین خود اس رنج و ملال مین اپنے گلے کاٹ ڈالین بس چلو شریک جنگ ہو اور ہان یہ نیچہ ہاتھ مین لیلو ملکہ بُرّان شمشیر زن نے کہا اب اس نیچے کو آپ اپنے ہی پاس رکھیے ایسا نہو کسی دشمن کے ہاتھ آجائے آپکی محنت برباد ہو خواجہ عمرو نے یہ سنکر نیچہ مذکور نذر زنبیل کیا ملکہ بُرّان شمشیر زن نے دستک دی ایک ہنس مثل مرکب بادرفتار ساز و یراق سے آراستہ سامنے ملکہ بُرّان شمشیر زن کے آیا ملکہ بران اُس ہنس پر سوار ہوئین آمادۂ حرب و پیکار ہوئین ہنس اُڑتا ہوا جانب میدان کارزار چلا ایک طرف سے خواجہ عمرو بھی گلیم دوش کر روانہ ہوئے یہان میدان کارزار مین ہنگامہ گیرودار بلند ہی ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار و مجلس وغیرہ بڑی بڑی جانبازیان دکھا رہی ہین صمصام جنگ آزما سے خونریز زرہ پوش بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی ایک طرف سے ملکہ حیرت جادو نے گولون کی بوچھار کر دی ہی اہل اسلام کے پیر اسوجہ سے اُکھڑ چکے ہین کہ لاشہ ملکہ بُرّان شمشیر زن دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہی زبانین کثرت غم و الم سے بند ہوئی جاتی ہین اسباب سحر ہاتھون سے گرے ہین کہتے کچھ ہین منھ سے نکلتا کچھ ہی آتش صدمۂ مرگ ملکہ بُرّان شمشیر زن سے کلیجہ سب کا جل رہا ہی اپنے پٹا و تنگ سے آئے ہین ملازمان ملکہ حیرت جادو و صمصام جنگ آزما سے خونریز زرہ پوش بڑھے آتے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و ملکہ مجلس جادو و ملکہ اختر مروارید وغیرہ نے دست دعا بلند کیے ہین اور اس طرح دعا مین مصروف ہین کہ ای بنانے والے طلسم عالم کے

بدعت حیرت و صمصام کو اے ہمکو بچالے اشعار
تو کوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
دعاے کند من کنم مستجاب
چو عاجز باشند داکم ثنا
درین عاجزی چون بخوانم ترا

ای خالق بے نیاز رب کارساز مالک حقیقی معبود تحقیقی اسوقت سوا ے تیرے کس سے
عرض کرین سوا ے تیرے کون ہے یہ مددگاری ہر ایک بندہ تیرا اسوقت مجبور و ناچار ہی
چہار سمت سے ہم پر باران تیر سحر کی بوچھار ہی تو ستار و غفار ہی دعا ان سب کی پوری ہونے
پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان سے برق
چمک کر زمین پر گری آواز آئی باشید ای کفاران بحیا و ای ساحران بیہودہ ظاہر کرد اندر
و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ ملکہ بُران شمشیر زن ستم دختر کوکب صف شکن منم ملکہ بران شمشیر زن
یہ نعرہ کرکے وہین سے ایک چھرا ہوائی کے دوا ژن کا سحر پڑھ کے مارا ہر چند ساحرون نے
آنکھ چرائی رد سحر پڑھے مگر کچھ نہ ہوا کئی ہزار ساحر جل کے خاک ہوئے بیحیاؤن کے قصے پاک
ہوئے مگر صمصام جنگ آشنا ے خونریز زرہ پوش کی نظر جو جمال آفتاب مثال ملکہ بران
پر پڑی ہوش اُڑ گئے کہا ای صمصام یہ کیا سحر کہ ہوا مردہ زندہ ہوا اسوقت غریو لشکر کفار اور
لشکر اسلام کا کیا تحریر کرون وہ ماہ تابان چہار طرف سے انگشت نما ملکہ مجلس جادو باتو صدمۂ
زخم سے پڑی تھی گرد کنیزین مگس رانی کر رہی تھین مگر ملکہ بران شمشیر زن کو جو نعرہ کرکے گرتے
ہوئے دیکھا فورًا اٹھ کھڑی ہوئی پٹی مرہم جمشیدی کی سر پر چڑھائی مادر مہربان مادر مہربان کہتی ہوئی
دوڑی ہر ایک ساحر ملازمان ملکہ بُران شمشیر زن جو سور چون مین دبے ہوئے پڑے تھے
مثل فیل مست جھومتے ہوئے اُٹھے اور خوش ہو کر لڑنے مین مصروف ہو گئے ملکہ حیرت جادو
بھی حیران سمت ملکہ بُران شمشیر زن نگران اور اپنی وزیر زادیون سے کہتی ہی کہ صاحبو یہ کیا معاملہ
ہی کیا میری نگاہ مین فرق آگیا حقیقت مین یہ ملکہ بُران شمشیر زن لڑ رہی ہی سب عرض کرتے
ہین کہ حضور ہماری عقلون مین خود فتور ہی کہ یہ کیا ہو گیا مسلمانون کے مقدمات کچھ ذہن مین
نہین آتے ایک بات سے دل کو تسکین ہی ملکہ بُران شمشیر زن کے زندہ ہونے کا یقین ہی
میان بختیارک صاحب شیطان جو حضور کے یہان دعوت مین آئے تھے انھون نے
ایسے فقرے سنائے تھے کہ ہم نے مسلمانون کو مرتے نہین دیکھا اگر مر جاتے ہین تو فورًا اُنکی صورت
زندگی کی نکل آتی ہی وہ کیفیت حضور آج آنکھون سے دیکھی کہ مردہ زندون کو قتل کر رہا ہی
ملکہ حیرت جادو نے کہا بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ اُسکا منھ سے نکالنا مناسب نہین صبر

نے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور یہ ملکہ برّان شمشیر زن نہیں معلوم ہوتی لیکن مین نے نہ مانا اب اُسکا
قول کرسی نشین ہوا اور مردہ تو اب بھی زمین پر پڑا ہی بڑی حیرت تو یہی ہی ایک برّان زندہ
ایک مردہ ایک ہی میدان مین دونون صورتین ظاہر ہین اس بھید سے سامری و جمشید ہی
ماہر ہین لیکن اگر صمصام جنگ آزمای خونریز زرہ پوش کے ہاتھ سے بچ گئی ہو تو اس چھوکری
کی قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کہکر غصے مین جا بڑی سحر کرنے لگی اُدھر صمصام بد انجام کا تو حیرت
سے خون خشک ہو گیا ہی سحر تو کر رہا ہی مگر رنگ رو متغیر ہی قضا سے کار خنجر بار جادو اڑتا ہوا سامنے
صمصام نگجرام کے پہونچا صمصام نے آواز دی ای برادر خنجر بار جادو نیمچہ جلدی لاؤ
اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ شاید میرا ہاتھ اوچھا پڑا ملکہ برّان اُس وقت اڑ گئی ہی خنجر بار جادو اڑتا ہوا
قریب صمصام بد انجام آیا جس نیمچے سے اڑ رہا تھا کہا نیمچہ یہی حاضر ہی صمصام نے کہا اس وقت
دل لگی نہ کر دو نیمچہ قتل ملکہ برّان شمشیر زن مجکو دو میری جان پر بنی ہی ساری سحر و ساحری بھول
گئی ہی سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی ہی اپنے بندون کے دشمن ہین مسلمان گالیان
دیتے ہین اُنپر مہربان ہین دیکھو ابھی مردہ ملکہ برّان شمشیر زن کو جلا دیا یہ خداوندلقا کی اُلٹی
تقدیر ہی یہ بیہودہ اُنھین کی تدبیر ہی مگر اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی بموجب مثل
زدہ را میتوان زد خنجر بار جادو نے جواب دیا بہت بجا ارشاد ہوا ہاتھ آپ کا جلدی مین اوچھا
پڑا ہوگا ابکی تجھکر ہاتھ لگا ئیے گا مگر نیمچہ قتل ملکہ برّان آپ مجھسے کیا طلب فرماتے ہین حضور
نے نیمچہ طلب فرمایا جو میرے قبضے مین تھا وہ نیمچہ حاضر کیا صمصام ناکام نے کہا کچھ سڑی تو
نہین ہو گیا ہی میرے ساتھ مسخرا پن کرتا ہی خنجر بار جادو نے کہا ہان ہان ای شہریار دراز زبان
کو روکیے ہم مرد سپاہی ہین ہمکو کلمۂ سخت کی برداشت نہین ہی مین نے اسوقت آپکے کمک کا
پاس کیا ورنہ زبان تیغ سے جواب دیتا جو سڑی دیوانہ ہوتا ہی وہ اورون کو مثل اپنے سمجھتا ہی
آپکے ساتھ بڑے زخم اُٹھائے گرمی جنگ مین اسباب سحر آپکو پہونچائے اُسکا انعام
مل گیا جائیے دشمنون سے لڑیے دیکھیے ابھی ملکہ برّان شمشیر زن نے آپکے لشکر کے دو ہزار
ساحر قتل کر ڈالے دیکھیے وہ ملکہ بہار گلعذار کا گلدستہ چلا وہ ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا دیکھیے
وہ غول ساحرون کا تاثیر سحر بہار سے دیوانہ وار آپے سے باہر ہوا اپنے گلون پر تلوار

رکھتے ہین خود اپنے گلے کا کاٹا چاہتے ہین دیکھیے وہ ملکہ مہرخ سحر چشم کے گرے سے صد ہا کے
سر کچھٹ گئے جلد باران سحر برسا ہے جو بیچارے مسحور ہین انکو ہوش مین لائیے ان باتون کو سنکر
اژدہا بھولا گھبرا گیا پھر خنجر بار جادو سے باشتی پیش آیا کہا بھائی خنجر بار جادو کلمہ سخت جو میرے منھ سے
نکل گیا ہو اُسے معاف کرو اور معدے مین نیچے کے انکار کرکے میرے گلے پر تلوار نہ پھیرو اے بھائی جو
تمھارے دل مین خیال ہی وہ بالکل امر محال ہی تم اسواسطے نیچہ قتل ملکہ برّان شمشیرزن نہین دیتے
ہو کہ مین اپنے ہاتھ سے ملکہ برّان کو قتل کرون اس طلسم ہوش ربا مین نام روشن ہو تم حقیقت
مین اپنے وقت کے احمق ہو مگر یہ شرف میری ذات پر موقوف ہی دوسرا اگر اس محال کا قصد کرے
تو سراسر بیوقوف ہی تمھارے ہاتھ سے وہ نیچہ جوہر ذاتی نہ دکھلائے گا کند ہو جائے گا سوائے ذلت
و ندامت کیا ہاتھ آئے گا ملکہ برّان شمشیرزن تمکو بذلت آتش قہر و غضب سے پھونک دیگی سرکشی
کا بدلہ لیگی یہ تقریر نامعقول صمصام مجہول کی سُنکر خنجر بار جادو غصے سے کانپنے لگا اور ضبط کرکے
کہا کہ حضور آپ اپنے ہوش مین ہین یا خواب خرگوش مین ہین کیسا نیچہ کیسی تلوار خیرخواہ کا نام
کیا کم مشہور ہی اسوقت آپ کو ناحق کا غرور ہی مین نے نیچہ کب آپ سے لیا آپ نے مجکو کب دیا
صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے کہا کیون بے مکرا جاتا ہی بادشاہون سے زبان
لڑاتا ہی جب مین ملکہ برّان کو قتل کرچکا تھا تو نے یہ کہکر نیچہ مانگا کہ لائیے مین خون پاک کردون مین نے
دیدیا کہ میرا خیرخواہ ہی مین نہ جانتا تھا کہ سیہ رو میری جان کا عدو ہو گا معلوم ہوا تیری قضا دامنگیر
ہی جلد نیچہ دے ناحق مجکو پس و پیش ہی ایک ہاتھ مارونگا کہ سر تیرا گوہ کھاتا پھریگا یہ کہکر تلوار کھینچکر
طرف خنجر بار جادو کے چلا خنجر بار جادو نے پیچھے ہٹ کر گرز مارا صمصام نے سحر پڑھکر اس گرز
کو روک لیا اور اسکو آواز دی کہ دیکھو اب بھی خیر ہی نیچہ دیدے اپنی جان کو غنیمت جان ہوس منصب
و جاگیر مین اپنے تئین ضائع نکر میرے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوکے نہ مر خنجر بار جادو نے جواب دیا
کہ او نمکحرام افسوس تیری رفاقت مین مین بھی نمکحرام ہوا آخر یہ انجام ہوا ہزار حیف کہ مثل سعید
نوجوان جاکر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے ملتا غنچہ آرزو کھلتا تمام طلسم نور افشان مین مثل آفتاب
عالمتاب نام روشن ہوتا اسکا دوست تیرا دشمن ہوتا جیسا کیا ویسا پایا جو نوشتہ تقدیر تھا وہ پیش آیا
خود کردہ را درمان نیست خنجر بار جادو تو ایسے ایسے کلمات جرئت آیات کہکر رو رہا ہی اشکون سے

منہ دھو رہا ہو اور یہ اشعار مصیبت خیز حسب حال پُر ملال زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

او آسمان مجھ کے ذرا کچھ ملال دے
کیونکر کسی کے دلمین کوئی دل کو ملال دے
نہ کوئی رہبر و ہمدم ہے مدد و غم
جلاد کی کرین قلق ہاتھ ڈال دے

ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
اسکی جفاؤن ہین مجھی فاقمین مری ہو
کاشانہ ہمارے فلک جگر سے نکال دے

جتنی محبت آپنے ہی ہمکو انھین نہین
باز مقرر ہوا وہ جواب سوال دے
آبتک امید قتل پہ جی مین ہی جانتک

صمصام سے کہا او بیجیا اس حکایت و شکایت سے کیا حاصل

او جاہل اجہل مطلب کی بات زبان پر لا دل مین نہ شرما مجھے دیدے مین جاکر ملکہ بُرّان شمشیر زن
کو قتل کرون اُسنے زندہ ہو کر قیامت برپا کر دی ہی کیا تو نے مجھ اُسکو دیدیا کہ تسکین ہو گئی ہی اب تو شیر
اڑ رہی ہی لڑائی بنکر گڑ ہی ہی اگر تو نے نیچہ بُرّان شمشیر زن کو دیدیا ہو تو مجھے صاف صاف کہدے
مین اُٹھ کر نکل جاؤن اور تدبیر کر کے آؤن تو کیون مثل تصویر خاموش ہی صاحب فہم و عقل و ہوش ہی
خنجر بار جادو نے کہا مین کیا تیری بات واہیات کا جواب دون اپنی حماقت سے انتشار مین ہون
یہ کہکر تیغہ سحر کھینچکر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر جھپٹا چاہا کہ ایک ہاتھ مین دو
ٹکڑے کرون صمصام نے پیچھے ہٹ کر دہن سے فولادی گرز جو ہاتھ مین تھا یا سامری کہکر
کھینچ مارا خنجر بار جادو ہر چند پیچھے ہٹا دستک دی کچھ منتر جنتر پڑھے مگر وہ گرز گویا قضا کا تھا
سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے آواز آئی مارا مجھکو نام میرا خنجر بار جادو تھا تیرا اُسکے غل مچانے
سے لیکن کچھ تدبیر نہو سکی پٹیے چھٹے غل ہوئے تاریکی دفع ہوئی سرداران فوج صمصام نے دیکھا
کہ لاشہ خنجر بار جادو کا پڑا ہوا تڑپ رہا ہی اور صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سر اُسکا
کاٹ رہا ہی اور غصے مین کہتا ہی جو تکرار ای کرے گا اُسکا یہی حال کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک
دونگا سرداروں نے آپس مین کہا او رغضب دیکھیے میان صمصام نے خنجر بار جادو کو ذرا
سی خطا پر مار ڈالا اس ہنگامے مین وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا ہوگا ایسے جلاد صاحب بیداد سے
دور ناچاہیے انکی رفاقت سے حذر کرنا چاہیے بموجب مثل و حبلی پر نہ در نہ چلے گدہی کے کان اُسمیں
دوسرے نے کہا بھائی صاف ظاہر ہی جسکا عمر بھر نمک کھایا اُس سے یہ دن پھر گیا اب اس بیچاے
ہمکو کیا امید ہی اگر کہین اسنے بہ لڑائی فتح کی بات بات پر ایک ایک کو قتل کریگا قضائے
کار آفت روزگار ان سب سرداروں مین ایک افسر کلان ہی نہایت صاحب شوکت و شان ہی

جوان خوش رو دوسوم یہ خوشحال جادو وہ اٹھتا ہوا ایک پردے سے نکلا اپنے ساتھ والے چالیس
افسران نامی کو دیکھا کہ ایک شخص کے سامنے مین کھڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہین کوئی انگشت
حیرت بدندان کوئی بصورت آئینہ حیران کوئی مثل زلف پریشان رنگ رو متغیر چہرہ ہاے سحر ہاتھون مین
لیے آپسمین کچھ صلاح کر رہے ہین خوشحال جادو سب کے قریب آیا کہا ای بھائیو یہ وقت جنگ
وجدال ہو لڑائی سے ہاتھ کیون روکا ہے دیکھو بلوہ ہو رہا ہو اُن سب کے دل غم سے بھرے ہوے
تھے اُبل پڑے کہا ای افسر تو ہی ہمارا سرپرست ہو ہم سبھون سے سحر و ساحری مین بھی زبردست
ہو کچھ آپ پر جوہر صمصام تنگ حرام کے بھی کھلے اپنے ولی نعمت سے یون پھرا اس وقت
خنجر بار جادو کو بھی بچایا مار ڈالا یہ وہ وقت ہو کہ باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہین پہچانتا اپنی اپنی
جان و آبرو کی پڑی ہو اگر وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا تو کیا غضب ہو گیا صرف شکایت کافی تھی
ہمارے سامنے گرز فولاد کا مارا اُسکا سر پھٹ گیا دیکھیے وہ لاشہ پڑا تڑپ رہا ہو ایسے ظالم سے کیا
امید رکھین اُسکا ساتھ دیکر نتیجا بد عاقبت کا مزا چکھین خوشحال جادو نے کہا بجا ہے مین تم سب کا افسر
نہین بلکہ تابعدار ہون افسر کہا ای یاران فوج آبرو دیتے ہین ہم تو پیشتر سے بیدل ہو رہے ہین
کیا کوکب روشن ضمیر سے منحرف ہونے پر ہم راضی تھے مجبور ہو کر ساتھ آئے اب جو کہو وہ کرین
کیا اس بیچارے پایہ کی کار رکھتے ہین سب نے کہا ہماری راے یہ ہو کہ اپنے مالک قدیم کے
شریک ہو کوکب مرد سپاہی ہو مرد کا جوہر شناس قدردان صاحب لیاقت یہ حرامزدہ بے مروت
یہان یہ سب آپسمین باتین کر رہے تھے کہ دیکھا ملکہ بران شمشیر زن اس زور و شور سے لڑتی
ہوئی آتی ہو کہ زمین تھراتی ہو خوشحال نے بڑھکر سلام کیا آداب بندگی ای ملکۂ عالم الامان ہم آپکے
نمک خوار ہین صمصام تنگ حرام سے بیزار ہین غلامون کی خطا معاف فرمایے اپنے سایۂ
دامن دولت مین ہم غلامون کو لیجیے ملکہ بران شمشیر زن نے ارشاد فرمایا تم بیچارون کی کیا خطا
جو ہوا سو ہوا مطیع اسلام ہو بسم اللہ دشمن سے انتقام لو شہنشاہ سے مین تمہاری شفاعت کرونگی
یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن مصروف جنگ ہوئین اُدھر خوشحال نے نعرہ کیا کہ ای بھائیو وای
نمکخواران شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جسکو نمک کا پاس ہو وہ ہمارا شریک ہو ہم سے رفاقت
صمصام تنگ حرام سے منھ موڑا اُس ظالم ناخلف کا ساتھ چھوڑا یہ صداے خوشحال سنکر بارہ ہزار

ساحر ذی لیاقت شریک خوشحال جادو ہوئے ہمراہ رکاب اپنے افسر کے ہوئے اور ضرب ہائے
سحر ایک فوج صمصام و لشکر ملکہ حیرت جادو پر جا پڑے پہلے ہی حملے میں ہزار جادوگر مارے
آگے آگے سب کے خوشحال نیک نہاد عقب میں چالیس سرداران خوش رو ایک سمت بارہ ہزار
جوانان جنگ جو سحر ساز لڑائی میں جانبازی کرنے پر آمادہ صمصام کے ساتھ دینے کا حجاب خیال
نام و ننگ زیر ران مرکبہائے ابلق و سرنگ پر بصد کر و فر مصروف کارزار صمصام نے
نے پلٹ کر جو یہ ہنگامہ دیکھا آواز دی ای خوشحال جادو کیوں اپنی فوج کو قتل کرتا ہی کیا اندھا ہو گیا ہی
اپنا بیگانہ نہیں پہچانتا ہی دوست کو دشمن جانتا ہی خوشحال نے جواب دیا او نمک حرام تو خود نابینا ہی اپنے
ولی نعمت سے دیدہ و دانستہ پھرا ہی او غول صحرائی اسقدر غرور ہی ہوش میں آ اب دختر شہنشاہ کوکب
کے قدموں پر گر خطا معاف کرا ورنہ تیرے واسطے آتش جہنم تیز ہی ہم میں ہر ایک تجھسے آمادہ ستیز ہی
ہم تیرے دشمن ہیں تجھ ایسے راہ کے لیے رہزن ہیں صمصام ناکام کے یہ تقریر سنکے ہوش اڑ گئے
مثل بید تھرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا چاہا کہ نکل جاؤں جان بچا کر ٹل جاؤں مگر سحر بران سے
آگ برس رہی تھی برق گر رہی تھی کسی طرف پہاڑ شدت برف سے سفید ہو گئے ہیں طائران صحرا
پر پھیلائے پڑے ہیں ایک جانب دریا آگ کا شعلہ زن ہی زمین سے دھواں نکل رہا ہی صدہا
نخل جل رہا ہی ایک طرف سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ نے قیامت
برپا کی ہی زمین کانپ رہی ہی صمصام مثل غول بیابانی جدھر بھاگ کر جاتا ہی کسی نہ کسی سردار رخ
کو لڑتے ہوتے پاتا ہی وہاں سے بھاگ کر فوج ملکہ حیرت میں آیا ملکہ حیرت جادو ایک مقام پر
کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی ناگاہ دیکھا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش مثل صید خائف
بھاگا ہوا آتا ہی ملکہ حیرت نے آواز دی ای صمصام نہ گھبرا میرے قریب آ آج طبقے زمین کے
ہلا دونگی مسلمانوں کو خاک میں ملا دونگی صمصام نے اس گھبراہٹ میں جواب دیا ای ملکہ عالم
خدا آپ کو سلامت رکھے غلام کو بچائیے میری مدد کو آئیے سب سردار میرے مجھسے پھر گئے دختر
کوکب کے شریک ہو گئے ساری میری فوج کا خاتمہ کر دیا وہ دیکھیے میدان لاشوں سے بھر دیا
کسی طرح رکتے نہیں چلے آتے ہیں اسوجہ سے غلام بھاگ کر آیا ہی ملکہ حیرت نے کہا انصف بارپوش
میں کیا کسی کی پرواہ رکھتی ہوں میں سن چکی ہوں کہ تم نے نیچ کھویا ہی اپنی آبرو کو ڈبویا ہی عمرو خنجر باز

ہنکر تم سے بچہ لیگیا ہوگا تم کو دغ دے گیا ہوگا صمصام نے کہا ای ملکہ عالم مین نے تو خنجر بار
اپنے رفیق کو اسی جرم پر مار ڈالا شاید اسی وجہ سے سب سردار مجھسے پھر گئے ملکہ حیرت جادو نے
کہا تم نے بہت برا کیا ہم سے یہ حال نہ کہا عیارون کے اس سے بڑھکر شعبدے ہین یہ ہمارا
ہی کلیجہ ہی کہ انکا بار عیاری اُٹھاتے ہین یہ تم نے خیال کیا جسکو تم نے مارا وہ بُران نہ تھی
عمرو نے کسی لونڈی کو ملکہ بُران بناکر بھیجدیا تھا یہ حال صرصر نے پہلے ہی مجھسے کہا تھا ہمکو یقین نہوا
خیر نہ گھبراو آج بُران کو مارتی ہون ابھی جاکر للکارتی ہون تم فوج مریخ سے لڑو یہ کہکر ملکہ حیرت جلوہ
ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑی چلہ سحر کا نکالکر مارا بُران کے شانے پر پڑا اوچھا سا زخم آیا پلٹ کر ملکہ
بُران نے دیکھا کہ حیرت کا سحر تھا اُسوقت کارد سحر جھولی سے نکالکر جانب ملکہ حیرت پھینک ماری
حیرت نے نشتر سے انگلی کا خون نکالا زمین پر قطرہ ڈالا کہا ای کارد سامری اپنا جوگ لے کارد
فوراً اُس قطرے پر گری اور غرق زمین ہوگئی ایسے ایسے دو چار سحر ملکہ بُران اور ملکہ حیرت مین
ہوئے کہ طبقۂ زمین کے تھرا گئے دیکھنے والون کو خوف سے غش آ گئے ملکہ حیرت نے گرما کر غصے مین
نیچہ کمر سے کھینچا ملکہ بُران پر جا پڑی کلو ابھیرون کا نام لیکر وار کیا ملکہ بُران شمشیر زن نے سپر سحر پر
روکا سپر کو نیچے نے کاٹا مگر تلوار ملکہ حیرت کی اُلجھ گئی ملکہ بُران نے قہقہہ مارا کہ او حیرت ابھی
چنے سحر سیکھ اپنے دھگڑے کو بلا ملکہ حیرت نے جھلا کر جھٹکا مارا نیچہ ٹوٹ گیا ملکہ بُران نے
جب ملکہ حیرت کو خالی ہاتھ پایا قریب آکر پنجہ مارا ملکہ حیرت سپر سحر اُٹھانے پائی تھی کہ پنجہ سر
حیرت کے پڑا کسی قدر زخم آیا ملکہ حیرت نے پیچھے ہٹ کر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرائی پہلو سے ایک
پریزاد پیدا ہوئی اُسنے ایک نیچہ برق مثال ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو کے دیا اور ہاتھ سر پر حیرت
کے پھیر فوراً زخم اچھا ہوا خون ٹپکنا موقوف ہوگیا ایک چشم زدن مین یہ سب کام ہوا اب ملکہ
حیرت جادو نے ملکہ بُران کو آواز دی او دختر کوکب اب کیونکر بچے گی قضا تیری دامنگیر ہی
مثل صمصام کے مجکو نہ سمجھنا یہ نیچہ خونریز طلسمی ہی اسنے ہزارون کا گلا کاٹا ہی خون دشمنون کا
چاٹا ہی دیکھ لے اب تک شکم اسکا خالی ہی کبھی اسکا پیٹ نہین بھرتا باشمہ اسکی جادۂ راہ عدم ہی
بہ نگاہ غور دیکھ کیا خم و خم ہی معشوق پہلو نشین گوشہ گیر شمشیر بے نظیر **قطعہ مصنف**

برش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی	پھر گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار	واہ رے کاٹ کہ چو رنگ عناصر کیا	

ایک ایک چھنٹے کے برابر سے ہوئے چار | یہ کلمات کہہ کر مثل شعلۂ جوالہ ملکہ برّان شمشیرزن پہ جا پڑی جھنجھلا

دشوار کر دیا ہاتھ اٹھا کر پنجہ مارا ملکہ برّان شمشیرزن نے سپر کو اٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر
پڑا زخم کاری آیا سحر کر کے بجنبش سر سے پنجہ کو نکالا خون بلبلا کر چہرے پر آیا برّان اُف کر کے پیچھے ہٹی بھلا
حیرت اب کب مہلت دیتی ہے سامنے سے پنجے کے برّان کو روکا پھر چاہتی تھی کہ ہاتھ ماروں سر برّان کا
اُتر جائے برّان سر سے پیچھے ہٹی خالی دیتی تھی اس وقت وہاں سے غلو ہوا چلی اس سے ہوا سے کہ ہزاروں لاشے گر گئے کوئی
جل گیا کسی پر برق گری کوئی تڑپا ایڑیاں رگڑتا تھا کسی کے بدن پر سیکڑوں آبلے پڑے گرمی آتش سحر سے
جلنے لگا گھبرا کر حوض میں کود پڑا آخر پانی میں گر کر ٹھنڈا ہوا ہر چند ملکہ برّان شمشیرزن دس قدم تک
پیچھے ہٹی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ برّان کو مہلت نہ دی یکایک پہلوے ایک نخل کے آواز آئی
او ننگ و بدنام شہنشاہ طلسم ہوشربا او کیا اکتا رنڈی یہ وقت پہونچی فکر نہ کو سامری و جمشید کا چہرا بھی
اب نہ جلنے پائے اسنے بڑے بڑے داغ دیے ہیں بڑے بڑے نامی گرامی ساحر مارے
ملکہ حیرت جادو نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز بعد کرشمہ و ناز ایک گرز ہاتھ میں لیے
پکار رہی ہو ملکہ عالم جلد پنجہ مارے میں گرز مارتی ہوں دیکھے نکل جاتی ہو ملکہ حیرت نے اچھا کر منہ
پھیرا یکایک بجلی چمکی آواز آئی باش او قحبہ کہاں جاتی ہو منم کوکب درخشاں آسمان عیاری آفتاب
عالمتاب چرخ خنجر گزاری دو دمۂ بید رنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب [illegible] وار اتالیق
کفار عمرو بن امیہ نامدار یہ نعرہ کر کے چودہ حلقے کمند کے مارے گردن میں ملکہ حیرت جادو کے
پڑے اور کمر پلٹی عمرو نے جھٹکا مارا گرتے گرتے کمائیوں سے حباب کو رہا کیا تھا مگر حیرت
کے حباب پڑے ٹکڑا کر زمین پر گری ملکہ برّان شمشیرزن نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نے آواز
دی بیٹا لینا ملکہ برّان جھپٹی ہی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولاد کا ہاں ہاں کہتا ہوا نکلا عمرو
کمند چھوڑ کر بھاگا پتلے نے ملکہ حیرت کی کمر میں پنجہ ڈالا مثل برق جہندہ تڑپ کر اڑ گیا چشم زد میں
غائب ہوا اب ملکہ برّان زخم سر باندھ کر پلٹی فوج ملکہ حیرت جادو پر سحر کرنے لگی مگر ہنگامہ جو ہوا
تھا کہ حیرت جادو نے دختر کوکب کو مارا صمصام خوشی خوشی دوڑ کے اس غول میں آیا
اس وقت پہونچا کہ حیرت جادو کو پتلہ لیجا چکا تھا ملکہ برّان شمشیرزن مصروف جنگ تھی بہار
نے مصور جادو کو زخمی کیا تھا مصور صورت نگار کا ہاتھ پکڑ کر بھاگا صمصام نے خنجر مہر کر

دیکھا چاہا کہ پیچھے سے شمشیر بدست ملکہ بُران شمشیرزن اونمک حرام کہان جاتا ہی صمصام کو کچھ نہ بن پڑا تیغ نکالکر ملکہ بُران شمشیرزن پر مارا ملکہ بُران نے اشارہ کیا تیغ پلٹ کر پانون پر صمصام کے پڑا ایڑی کو توڑکر دور گرا صمصام لنگڑاتا ہوا ہٹا ملکہ بُران مثل شیر غضبناک پنجہ کھینچکر قریب پہونچی تھین کہ صمصام نے پیچھے ہٹ کر ایک گرز فولادی مارا پنجہ ملکہ بُران شمشیرزن کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور اُسی گولے سے ایک برق چمک کر سر پر ملکہ بُران شمشیرزن کے گری جس مقام پر ہاتھ سے حیرت کے زخم آیا تھا اُس زخم کو اس برق نے اور زیادہ کھول دیا قطرات خون روے زیبا پر اس طرح آئے کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہوگیا بس یہ زخم ہاتھ سے صمصام کے کھاکر اُس شمشیرزن کو غصہ آیا ابروے خمدار ہلنے لگے ظاہر ہوتا تھا کہ تیغہ اصفہانی نیام انتقام سے نکلا چاہتے ہین کا گلبن عارض انور پہ کھلا نظر آتا ہی مثل مار سیاہ لہرانے لگی زلف

گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دریا ہی کہ ہک
ناگنی پیچ مین آسکے نہ لگے پانی

زلفین پیچ مین کچھ پڑی ہی چہرہ پانی نکھرین دل
کھیل جاتا ہی کہ لاجوڑے سے اُسکی پلنگ

جسدم وہ قہر کہ تیغے مین بہ جسکی لہر
جسطرح ایک کھلے نے پہ پیچین کہ بالک
اُس قہر و غضب مین اُس مہر

سپہر خود جلال ماہ درخشان آسمان اقبال نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اختر مرواریدنکالا آواز دی کہ او بیحیا خبردار ہوجا کہ ستارہ تیرا گردش مین آیا تیرا اقبال تیرا مائل بپستی ہوا نمک حرامی کا مزا ملا چاہتا ہی اب کہان جاتا ہی یہ کہکر اختر مروارید کھینچ مارا ہر چند صمصام بدانجام نے چاہا کہ بچون مگر موت کب ٹلتی ہی سینۂ پُرکینہ پر پڑا پشت کو توڑکر پار گذر ا گھوڑا کر زمین پر گرا جا بجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے صداے ہاہو بلند ہوئی تاریکی چھاگئی برق چمکی برف باری ہوئی بیرون کے رونے کی آواز آئی ایک ساعت کامل یہی ہنگامہ نمونۂ حشر بپا رہا آواز آئی مارا گیا کہ نام میرا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش تھا افسوس حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا یہ معرکہ جو ملازمان ملکہ حیرت نے دیکھا ملکہ حیرت جادو کو تو پتلہ فولادی اُٹھالے گیا ہی مثل مشہور ہو لشکر بے میر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر یہ چار چیزین بغیر چار چیزون کے بیکار ہین میدان کارزار مین پانون نہ تھم سکے شکست فاش کھائی آخر فرار برقرار کیا اور دامن صحرا کو مثل دامن مادر جاکر پناہ لی ہزارون ساحرون نے میدان کارزار سے عدم کی راہ لی فوج اسلام نے بارگاہین خیمے صمصام و ملکہ حیرت جادو کے لوٹ لیے جو مل گیا اُسکو غنیمت جانا خواجہ عمرو و قریب خزانے

ملکہ حیرت جادو کے آگے شکل چوبدار ٹھہرے فوج والے لوٹ رہے تھے اُنکو منع کیا کہ یہ کیا کرتے ہو اسکا حساب دینا پڑیگا تنخواہ مین کٹ جائیگا اسوقت چلے جاؤ جمع ہو کر تمھین کو بٹ جائیگا ایک نے کہا یہ چوبدار کون ہی ہم لڑائی مین جان پر کھیلین یہ مال لوٹنے کو منع کرتا ہی گویا یہ چوبدار بڑا خیر خواہ ہی یہ سنکر چوبدار نے فرمان ملکہ مہرخ کا جیب سے نکالا اُسپر مہر ملکہ مہرخ سحر چشم کی دوسطرین فقط بخط جلی مرقوم تھین کہ اس چوبدار کو خزانے کا اختیار ہی جو کوئی ہاتھ لگائیگا اُس سے جرمانہ لیا جائیگا یہ فرمان دیکھکر ساحر ٹھہر گئے یہ کہتے ہوئے وہان سے چلے کہ ہمارے مالک کا حکم ہی ماننا پرضرور ہی اس بیچارے چوبدار کا کیا قصور ہی جب سب وہان سے چلے گئے سناٹا ہوا خواجہ عمرو نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا یہ کہکر مارا ای جال جنجال ہو کر گرنا ایک حبہ نہ بچے سب جال مین آجائے غرض جال کو کھینچا سب خزانہ مع بالشت بالشت بھر مٹی کے آگیا اس خیال سے مٹی کھینچ لی تھی کہ اس زمین پر سونا چاندی رکھا گیا ہی اس خاک کو نیاریون کے ہاتھ بیچ لینگے اُدھر سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار وغیرہ تشریف لائی تھین کہ ساحرون نے فریاد کی کہ کیون ملکہ عالم کا فوج کا مال لوٹنے کی بھی اجازت نہین ہی ملکہ نے فرمایا ای غازیان و دلیران ای ساحران تہور شعار ایسا کبھی خیال نہ کرنا شکر ہی خدا کا کہ لڑائی فتح ہوئی مال موذی نصیب غازی مشہور ہی لوٹو ہم الگ انعام دینگے خلعت سے سرفراز کرینگے اُنھون نے عرض کیا کہ خزانے پر کھڑا ہوا چوبدار منع کرتا ہی آپ کا مہری فرمان پاس ہی اس وجہ سے ناچار ہو گئے ورنہ ہم لوگ ملازمان خواجہ عمرو مین حضور کے لشکر کے افسر ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے ہین شیر صحرائی کو جو رنگ کرتے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا سچ کہو میرا مہری فرمان ہی عرض کی حضور آنکھون سے دیکھا مضمون پڑھا ملکہ نے کہا جاؤ اُس چوبدار کو پکڑ لاؤ کوئی جعلساز فقرے باز مکار و غدار ہو گا اُسکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی اب تو ساحر دوڑے خزانے کے پاس جا کر دیکھا فقط تین گز ہوئی پڑی ہین ایک خرمہرہ بھی وہان نہین ہی بلکہ زمین مین گڑھا پڑا ہی یہ دیکھکر پریشان پلٹے خدمت مین ملکہ مہرخ سحر چشم کی آئے عرض کی حضور وہان تو خاک اُڑ رہی ہی نہ خزانہ ہی نہ چوبدار ہی ملکہ مہرخ نے مسکرا کے فرمایا آپ لوگون نے مال لوٹ لیا اچھا کیا کون آپ لوگون سے پوچھتا ہی وہ لوگ قسم کھانے لگے کہ سامنے سے خواجہ عمرو تشریف لائے کہتے ہوئے کہ یہ کیا بیہودہ ذکر ہی چلیے ابھی سرداران زخمی کو اُٹھاؤ لشکر

پروردگار کا بچا لاؤ مال کیسا خزانہ کیسا ہوگا اور ساحرون سے پلٹ کے کہا بھائیو تم قسمین کیون
کھاتے ہو خزانہ زمین نگل گئی ہوگی اور ہم لوگ آج بڑے نقصان مین رہے ایک مہاجن نے دو صندوقچے
جواہرات کے دیے تھے کہ اسکو فروخت کرا دیجیے ہم سمجھے تھے کہ کوئی ٹکا روپیہ مل جائیگا جس وقت
صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سے بچہ لیکر بھاگے وہ دونون صندوقچے کرے گرگئے
اسوقت جان بچاتے یا مال اٹھاتے ای بھائی ناچار سنگ صبر دل پر رکھ لیا اب ان مہاجنون
کو تمسک لکھ دینگے زندگی بھر ادا کرتے رہینگے خدا نے تم سبھون کی جان بچائی اتنی بڑی فتح ہاتھ
آئی آج کچھ کچھ اپنی تنخواہ مین سے صرف کرو جمع کرکے ہمکو دیدو ہم ہنڈوی کرکے خانہ کعبہ مین مستحقون
و مسجدین ان باتون پر خواجہ عمرو کی ملکہ بہار گلعذار سکر امین ملکہ مہرخ سحر چشم نے اشارے مین
کہا بس اب چوبدار کی جستجو نہ کیجیے یقین ہوا کہ وہ ہمارے پیر و مرشد تھے اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو بخوشی
و خرمی سب سردارون نے سوار کیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے زر سرخ و سفید لٹاتے ہوئے
طرف بارگاہ کے چلے ملکہ بران شمشیرزن اسی عالم زخمداری مین خوشی خوشی ساتھ ملکہ مہرخ کے
چلی آتی ہین کہ ایک پتلہ سہرا آڑی پٹی باندھے ہوئے نیچہ ہاتھ مین سپر پشت پر بعد گرد زمین
پر اُٹھا نامہ ہاتھ مین ملکہ بران شمشیرزن کے دیا ملکہ بران شمشیرزن نے کھول کر پڑھا کوکب
روشن ضمیر نے لکھا تھا ای نور نظر پارۂ جگر زبانی طائران سحر کے ہمکو معلوم ہوا کہ خدا نے اپنا فضل
شریک حال کیا صمصام بہ انجام داخل جہنم ہوا فتح بدولت خواجہ عمرو حاصل ہوئی تسکین
دل ہوئی یہ معلوم ہوا کہ تم زخمی ہو اپنے باغ نگارین مین چلی آؤ آ کے علاج کرو اور خواجہ کو ہمارا
سلام محبت پہونچانا اور کہنا کہ آپکی صفت احاطہ تقریر اور تحریر سے باہر کیا شکریہ ادا کرین زبان
قاصر ہی مختصر یہ کہ آپ نے بران کو حیات تازہ عطا فرمائی گویا دوبارہ روح جسم مین آئی ماشاء اللہ
کس دھوم سے عیاری کرکے بچہ لیا اپنی کنیز کو بچایا حیرت جادو کو کمندیار کے خوب میدان رزم
سے بھگایا ارسطو آپ کی کتاب علم فطرت کا سبق خوان ہی اور لقمان آپکے مدرسہ حکمت کا اک
طفل دبستان ہی علم عیاری نے آپ کے دم سے رواج پایا خنجرگزاران عالم سے آپنے خراج پایا
ملکہ بران شمشیرزن نے وہ نامہ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا خواجہ نے پڑھکر تبسم فرمایا کہ یہ کیا بات
ہی جسکو اسقدر طول دیکر تحریر فرمایا ای اسکی موت قریب آگئی عیاری بن پڑی مگر ای نور نظر اس

جنگ مین دوشبانہ روز برابر گذرے ہین آب و دانہ سب کا ترک رہا تم نے تو انتہا کا صدمہ
اُٹھایا لہذا آج کی شب یہان بارگاہ مین راحت پذیر ہو انشاءاللہ بوقت سحر اگر موقع ہوگا تو ہم بھی برائے
ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تمھارے ہمراہ چلینگے بمقدمہ رہائی اسد غازی صلاح کرنا ہی بات
اس مقدمے مین کچھ بن نہین پڑتا یہ کہکر بے اختیار عمرو رونے لگے تمام سردارون کی آنکھون سے
اشک حسرت جاری ہوئے ملکہ بہار گلعذار کو ہچکی لگ گئی ملکہ مہرخ سحر چشم نے رومال آنکھون پر
رکھ لیا ہر کہ و مہ یاد مین اپنے آقائے نامدار مولائے قدرشناس کے زار زار مثل ابر نوبہار رونے
خواجہ عمرو نے ضبط کرکے کہا کہ بھائیو صبر کرو اس رونے کے بدلے دعا مین مصروف ہو ملکہ بران
شمشیرزن نے عرض کی اے عمرو نامدار کوئی سبب قوی ہی جو قبلہ و کعبہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہی کہ چلی آؤ مجھکو
نزد کیے اجازت دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ ملکہ بران شمشیرزن فوراً تخت پر سوار ہوئین
سرداران جان نثار خدمتگزاران ذیوقار نے چار جانب سے اُس شمع انجمن عصمت و عفت کو
یون گھیر لیا کہ جیسے گرد چراغ ہجوم پروانون کا ہوتا ہی پس بشوکت و حشمت سواری مثل باد بہاری کے
جانب طلسم نورافشان روان ہوئی اب ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و دیگر سرداران نامدار بصد
شوکت و وقار بفتح و فیروزی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوگئے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ملکہ مہرخ
سحر چشم نے ملاحظہ کیا کوئی سردار ایسا نہین ہی کہ زخمداری سے محفوظ ہو جس روز سے طلسم ہوشربا
مین لڑائی شروع ہوئی اکثر معرکہ ہائے عظیم پڑے مگر سرداران اسلام کو کبھی ایسا سانحہ درپیش نہوا
تھا ایسا کبھی رن نہ پڑا تھا وقائع نگار نے پرچہ ملکہ مہرخ سحر چشم کو دیا ہی اسمین صاف لکھا ہی کہ
آٹھ لاکھ ساحر جانبین کے قتل ہوئے دو لاکھ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے اور چھ لاکھ ملازمان
افراسیاب و صمصام واصل جہنم ہوئے یقین ہی کہ اُس صحرا کے درند و گزند طعمہ جوئی نہ کرینگے
سبزہ اُس زمین پر نہ جمے گا گر لالہ بادل داغدار و دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہیگا
روئیدہ ہونگے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پرچے کو پڑھکر زانو کے نیچے رکھا خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ
مہرخ سحر چشم ہمارے مہمان تازہ کہان ہین جنکے ہم پر احسان ہین ملکہ مہرخ نے کہا اے خواجہ
مین اس فقرے کو نہین سمجھی خواجہ عمرو نے کہا کہ خوشحال جادو جو عین گرمی جنگ مین شریک
ہوا تھا فتح صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کو خوب قتل کیا علاوہ اُسکے چالیس

سرداران نامدار بارہ ہزار ساحران ذوی‌الاقتدار شہنشاہ کو کب روشن‌ضمیر کے نمک خواران سب
صاحبون کا حال دریافت کرنا واجب و لازم ہی شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ خوشخوا اپنے مقام سے اٹھا
خواجہ عمرو سے عرض پیرا ہوا کہ خوشحال جادو بڑے خاندان عالی سے ہی جسوقت لڑائی
فتح ہوئی کنارے پر لشکر کے زخمدار بیقرار اُفتر پڑا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا رور ہا ہی کہ مین کیا
روسیاہ بادشاہ لشکر اسلام کو دکھاؤن ہر صاحب لیاقت مجھپر طعن کرے گا کہ یہ نمک حرام
کا سردار ہی بس یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے فرمایا کہ جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو اُس خیرخواہ
دولت کو استقبال کرکے لائے اور ہماری جانب سے کہنا کہ ای بہادر اگر عرصہ کروگے تو ہم خود
لینے کو تمھارے آوینگے اسی وقت تمام سردار سوائے ملکہ مہرخ سحر چشم برائے استقبال خوشحال
روانہ ہوئے یہان کنارے پر یہ بیچارہ ملول و حزین ایک خیمے مین داخل تھا اور کہہ رہا تھا کہ
بھائیو زخمون سے نا کون کی فکر کرو تو طرف صحرا کے نکل چلین اب وطن مین بھی نہ جائینگے امید
ہی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم قدرشناس ہین شاید عنایت فرمائین گو ہم لائق اسکے نہین ہین انصاف یہ ہی
کہ ہم نے اُنکے ساتھ کیا کیا ہنوز یہ کلام پورا نہوا تھا کہ ملکہ نافرمان و سُرخ موئے کاکل کشاد
خورشید زرین سحر و شاہزادہ شکیل بے عدیل وغیرہا آکے پہونچے خوشحال گھبرا کے کھڑا ہوگیا
متحیر ہوکر پوچھا سب صاحبون نے یہان قدم رنجہ بے وجہ کیون فرمایا ملکہ سُرخ موئے کاکل کشا
نے کہا ای سرداران نامی ہوا ای ساحران گرامی ملکہ مہرخ سحر چشم نے واسطے تمھارے استقبال کے
ہمکو بھیجا ہی دربار دُربار مین طلب فرمایا ہی خوشحال جادو نے سر جھکا لیا دل مین باغ باغ ہوگیا
خوشی سے پھول گیا مگر جواب دیا کہ ملکہ عالم کی عنایت بے غایت کہ اس ذرۂ بے مقدار کا نام
روشن کرنا منظور ہوا ورنہ یہ خطاکار کیا خدمت بجالایا جسکا یہ صلہ حاصل ہوا ملکہ نافرمان نے کہا
ای خوشحال جادو تم سے وہ کار نمایان سرزد ہوا کہ جسکے بیان سے زبان قاصر ہو تمھاری خیرخواہی
ملکہ مہرخ سحر چشم پر بخوبی ظاہر ہی عین وقت پر تمنے لشکر اسلام کی مدد کی اتنی بڑی بلا دور کی جہان مین
کسقدر کذب کی شکر ہی کہ وہ نمک حرام واصل جہنم ہوا جسنے اپنے ولی نعمت کے قتل کا ارادہ کیا تھا
بس اب چلو ملکہ عالم بہت مشتاق ہین خوشحال کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا سرداروں سے بغلگیر
ہوا غرض سب صاحب باعزاز تمام اس خورش انجام کو مع ہمراہیان خوشحال داخل بارگاہ آسمان جاہ

ہوئے خوشحال جادو نے بڑھکر پایۂ تخت ملکہ مہرخ سحر چشم کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا اگر کیا بندہ نوازی فرمائی دولت کونین ہاتھ آئی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را اگاہ ہے ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ سے خوشحال جادو کو و دیگر سرداران ہمراہی کو مخلع کیا فوج خوشحال کو انعام بیکران عنایت ہوا ایک بارگاہ کلان استادہ کرادی حکم ہوا کہ اپنے لشکر کو لے کر بعیش و عشرت فروکش ہو اب نہ مشوش ہو زخم دوزی کی اپنی مع ہمراہیون کے تدبیر کرو جس شی کی ضرورت ہو خزانہ شہنشاہی سے منگوا لینا حجاب کو کام نہ فرمانا خوشحال جادو دعائین دیتا ہوا جاکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ساتھ والون سے کہا دیکھا یا سو خیر خواہی مین کیا شرف حاصل ہوا اہل اسلام فلک اساس قدر شناس بہادر دوست ہین انسے سب طرح کی امید ہو یہان ملکہ مہرخ سحر چشم نے سب سردارون کی زخم دوزی کا سامان کیا خواجہ عمر و ایک کرسی پر جلوہ فرما ہین خوشی مین آکے بالحان داؤدی یہ اشعار آبدار شکریہ خالق بے نیاز رب کارساز مین زبان پر جاری کیے نظم

تو وہ خورشید ہے گردون یکتائی و وحدت کا	دو عالم ایک مطلع ہے ترے دیوان قدرت کا
عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا	مجھے منظور ہے احسان لینا تیری رحمت کا
ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہین ساقی	رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا
کرونگا روز پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو	گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا
تو وہ ہے گلبند گلشن ایجاد ای صانع	ریاض دہر گلدستہ ہے تیرے باغ صنعت کا
کرے گا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی	ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہے شفاعت کا
ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین	ہر اک شمشاد پر عالم ہے انگشت شہادت کا
ملی نعمت سعادت کی ترے در کی گدائی سے	ہما بھی اک مگس ران ہے مرے خوان قناعت کا
تجلی کو صورت آباد جہان مین جلوہ گر دیکھا	خلل انداز وحدت کب ہوا آئینہ کثرت کا
وہ مجرم ہون کرون گا غسل جب آب خجالت سے	تری رحمت بدلوا دیگی جامہ گرد ذلت کا
نہین جائے پناہ اسد م کہین جز گوشۂ رحمت	ہوا اعلام جاری جسگھڑی تیری عدالت کا
سیہ کاری سے اب تاریک سارا خانۂ دل ہے	چراغ داغ روشن اسمین کر اپنی محبت کا
تصور پردہ پوشی کا تری کرتا ہے بے پردہ	خیال آتا ہے جب رسوائی روز ندامت کا

ہماری حاجتون سے ہمکو بڑھ بڑھکر دیا ہر دم | ادا اے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا

ان اشعار حمد الٰہی کو سنکر تمام سرداران نامی و صاحبان گرامی وجد کر رہے ہین دم یکتائی پروردگار کا بھر رہے ہین بہ عنایت پروردگار بلا حجت و تکرار مصروف عیش و نشاط ہین مگر اب ذکر سنیے افراسیاب خانہ خراب کا کہ پردۂ ظلمات سے واپس ہو کر باغ عیب مین آیا کنیزان ماہرو و نازنینان خوشرو پہلو مین اس بدخو کے آ کر بیٹھین کارگزاران سلطنت و مشیران اُسیت سے پوچھا کہ کچھ احوال دریافت ہوا کہ صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش نے لڑائی مین کیا کیا انھون نے عرض کی حضور نے تو آج تیسرے روز نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا ہی اتنی خبر ملی تھی کہ دو شبانہ روز تلوار چلی ہنگامہ سحر و ساحری گرم رہا یہ بھی سُنا تھا کہ صمصام نے اُسی تیغ سے ملکہ بران شمشیرزن کو مارا عین گرمی جنگ مین للکارا کل شب تک تو یہی مشہور تھا کہ شہنشاہ کے خیرخواہ غالب آگئے ہین مسلمان بہت گھبرائے ہین آج کی کیفیت نہین معلوم یقین ہی کہ ملکہ حیرت جادو نے سب کو گرفتار کر لیا ہوگا شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان نے یہ سنکر قصد کیا کہ طائران سحر کو روانہ خبر بدانہ کرون یا کتاب سامری دیکھون کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک پتلہ فولادی ملکہ حیرت جادو کو پنجے مین دبائے ہوئے لیکر حاضر ہوا سامنے افراسیاب خانہ خراب کے ملکہ حیرت جادو کو رکھدیا اور عرض کی اے شہنشاہ سامری و جمشید نے بڑی خیر کی مسلمان ملکہ عالم کو مارے ڈالتے تھے بیچ میدان کارزار مین بیہوش پڑی تھین اور حلقہاے کمند گلو سے تا زانو پڑے تھے غلام وقت پر پہونچا ملکہ عالم کو اُٹھا لایا یہ کہکر پتلہ زوخا ہوا افراسیاب نے ملکہ حیرت جادو کو عجب خرابی مین پایا سر پر زخم کاری دوپٹہ سر پر بندا ہوا کرتی آب رواں کی ٹکڑے ٹکڑے سر اُٹھا کر ملکہ حیرت جادو کا زانو پر رکھ لیا پانی کا چھینٹا دیا حلقہ کمند گلے سے کھولے غصے مین تاج زمین پر دے مارا سر پیٹنے لگا یکایک ملکہ حیرت جادو نے آنکھین کھولین سر اپنا زانو پر افراسیاب کے پایا اُٹھکر ایک دوہتڑ افراسیاب کی پشت پر مارا کہا حضور نے دشمنون مین تنہا چھوڑ دیا بالکل میری خبر نہ لی اگر مسلمان مجکو قتل کر ڈالتے تو آپ خوش ہوتے افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم مفصل حال بیان کرو غصے کو کام نہ فرماؤ مین نے سُنا صمصام نے ملکہ بران شمشیرزن کو قتل کیا خوب کوکب کو داغ دیا ملکہ حیرت جادو

ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ شور گریہ و زاری در باغ سیب پر بلند ہوا دیکھا کہ چند ملازمان صمصام
لاشہ اسکا چارپائی پر ڈالے ہوئے فریاد و الغیاث کرتے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے
افراسیاب نے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہے ملازمان صمصام نے سر پیٹ کر عرض کیا صمصام مارا گیا
اس زور و شور سے لڑا تھا کہ خون کا دریا بہا دیا ملکہ بران کو توک کر مارا مگر مسلمانون کا خدا بڑا زبردست
معلوم ہوتا ہے اسی وقت ملکہ بران شمشیر زن کو زندہ کیا جو مر گئی تھی اُسنے اسکے زندے کو مردہ کیا
ساتھ والے بھی ہزارون مسلمانون کے شریک ہو گئے ایسی لڑائی بگڑی کہ غلامون نے بمشکل لاشہ اس
کشتہ یاس کا اُٹھایا آخر یہان تک پہونچایا اب ہم لوگ کہان جائین اپنے قدردان صمصام کو
کہان پائین افراسیاب نے غصے مین آکر ملکہ حیرت جادو سے پوچھا کہ اے ملکہ عالم پھر بیان
کرو یہ پہیلی مین نہین سمجھا ملکہ حیرت نے کہا صاحب حقیقت مین میرے سامنے ملکہ بران کو قتل کیا
تھا ملکہ مجلس وغیرہ جان دینے پر آمادہ تھین پھر یہ دیکھا کہ نعرہ بران شمشیر زن ہوا مجھسے لڑائی ہوئی
مین نے زخمی کیا خواجہ عمرو نے مجکو بصورت صنعت سحر ساز بیہوش کیا اُسوقت تک صمصام زندہ
تھا مین بھی اچھی طرح نہین سمجھی کہ یہ کیا معرکہ تھا اب زیادہ تقریر سے میرا سر نہ پھراے کتاب سامری
مین ملاحظہ فرمایئے افراسیاب نے کتاب سامری کو اُٹھایا ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب
کتاب پڑھتے ہی غصے مین تھر تھر کانپنے لگا گویا بخار جاڑے کا چڑھ آیا ملکہ حیرت جادو نے پوچھا
شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے جواب دیا اے ملکہ حیرت جادو اس ساربان زادے نے تو
ناک مین دم کیا ہے مگر واہ رے عیار بلائے روزگار تمکو کیا معلوم ہے کہ ملکہ بران کہان تھی ساربان
زادے کی زنبیل مین نہان تھی ایک ساحرہ نہین معلوم کہان کی رہنے والی کو بصورت ملکہ بران
بنا کر میدان کارزار مین بھیجا یا تھا نہ تمکو سوجھا اور صمصام تو بالکل الو کا پٹھا تھا وہ کیا جانتا کیونکر
پہچانتا بس اس فریب مین صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش مارا گیا افسوس یہ ہے
کہ مین ناحق بدنام ہوا ایک حقیر کی خوشامد کرنی پڑی صمصام ایسے لاکھون غلام میرے پڑے ہین
مگر اے حیرت عمرو کی قضا بھی آگئی آج ضرور مار ڈالونگا لو ابھی جاتا ہون کان پکڑ لاتا ہون دیکھون
تو بی ملکہ مہرخ و بہار کیونکر روکتی ہین کس طرح بد دولت کو لُوٹتی ہین یہ کہکر افراسیاب اُٹھنے لگا
بڑے بڑے جادوگر قہار جادو و مقہور آتش خوار نہنگ بلا کرو ادر فیلان سوار بیران مارگیر

یاران سیاہ زرد وغیرہ ہان ہان کرتے ہوے اُٹھے عرض کی ای شہریار غلامان جانباز حاضر ہیں
کیا ہم سب اس کام مین قاصر ہین جو ارشاد ہو ابھی بجا لائین جا کے ملکہ مہرخ وغیرہ کو تباہ کرین
ایک باغی سرکار دولتمدار کو پردۂ دنیا پر باقی نہ رکھین حکم ہو زندہ گرفتار کرکے لائین اگر اجازت
ہو پھونک دین جلادین خاک مین ملادین اور ساربان زادے کی کیا حقیقت ہی ابھی چشم زدن
مین لاتے ہین جب مہرخ و بہار کے قتل پر غلام آمادہ ہین کیا عیار اُنسے لیاقت مین زیادہ ہین
افراسیاب خانہ خراب نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا یارو تم عمرو کو نگاہ حقارت سے
دیکھتے ہو تم اُسکے مرتبے کو نہین جانتے ہو خداوند لقا کا پیارا بندہ ہی اُسکو عہدۂ ملک الموت کا خداوند
لقا نے دیا ہو نام لقا کا سُنکر ملکہ حیرت جادو کو غصہ آیا کہا شہنشاہ اُس منحوس دیوث کا نام نہ لیجیے
جس دن سے ہماری اقلیم مین آیا تباہ و برباد کر دیا دوست دشمن ہوگئے راہبر رہزن ہوگئے
افراسیاب نے کہا ملکہ چپ رہو یہی باعث بربادی طلسم ہی خداوند لقا کو سب طرح کی خبر ہو تی
ہو اب اِسوقت اُنکو تمھارا یہ کلمۂ ناشایستہ دریافت ہوا ہوگا سُنتا ہون ہر وقت مقدمات طلسم ہوشربا
مین گوش بر آواز رہتے ہین سب چیزین اُنکے قبضہ مین ہین ہوا نے ابھی اُنکے کان تک آواز
پہونچائی ہوگی توبہ کرو کان پکڑو خبردار کبھی ایسے کلمے واہیات اُنکی شان مین نہ کہنا جو مزاج مین آتا
ہو وہ کرتے ہین کسی کو مشیت خداوندی مین کیا دخل ہو اصل تو یہ ہو کہ خود خطا وار ہون مقدمات
سلطنت سے مجبور رہتا ہون کئی سال اُنکو ہماری عملداری مین آئے ہوے گذرے ایک دن
بھی برائے قدم بوسی نہ جاسکا اسی وجہ سے قدرت کو غصہ ہو ملکہ حیرت جادو نے یہ سُنکر سر جھکالیا
مگر سفاک نیلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا عرض کیا آپ دوسرا جام شراب نوش
فرمائین غلام جاتا ہی عمرو کو ابھی گرفتار کرکے لاتا ہی ہر چند افراسیاب نے منع کیا اسنے نہ مانا رخصت
ہوکے چلا یہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کسی کا ضروری کو بیرون بارگاہ آئے ہین ہمراہ برق فرنگی و
چالاک بن عمرو یہ دونون ساتھ ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برق و چالاک مین کو تو الی چبوترے
پر ٹھہرتا ہون تم ذرا تا بہ لشکر ملکہ حیرت جادو جاؤ خبر تو لاؤ یقین ہی کوئی ساحر زبردست اور آیا
ہوگا مفصل خبر دریافت کرنا اور ای نور نظر مین نے دربار مین ذکر نہین کیا سردار گھبرا جائینگے زمانہ
قتل اسد غازی بہت قریب ہی ابھی تک کوئی صورت نہین نکلی کدھر جاؤن کیا تدبیر کرون باے

اُس شیر کو کیونکر چھوڑا اُڑن برق نے کہا استاد جان اپنی دیکھئے انشاء اللہ تعالے اُس شیر بیشۂ
جرأت کو کسی طرح قتل ہونے دینگے عمرو نے کہا افراسیاب بڑا زبردست ہی بہت مشکل ہی کوئی
شخص تا بہ گنبد نور پہونچے اور اسد شیر دل کو رہا کرے جب کوکب روشن ضمیر ایسا عذر کرے
کہ مین بمقدمۂ رہائی اسد شیر دل مجبور و ناچار ہون پھر مین سواے خدا کے کسکا بھروسا کرون
تم مین اور کسیکی کیا لیاقت ہی اگر دعوی کرے تو حماقت ہی یہ سنکر دونون عیار خدمت خواجہ عمرو سے جدا ہوے
عمرو وزیر چبوترہ کو تو والی آیا تھا ابھی ٹھہرنے نہ پایا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سفاک نیلی پوش جادو
مصاحب شہنشاہ افراسیاب او ساربان زادے خبردار کہان جاتا ہی مین آپہونچا خواجہ عمرو
نے سر اُٹھایا دیکھا تو قریب پہونچ چکا ہی عمرو نے قصد کیا جست کرکے نکل جاؤن اِس ظالم سفاک سے
جان بچاؤن مگر اُسنے ایک گرز مارا کئی جادوگر جو قریب عمرو کے تھے سر اُنکے پھٹ گئے تڑپ کے
گرے خواجہ عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے فوراً سفاک نیلی پوش کوک کر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر
لے اُڑا لشکر مین غلغلہ مچا کوئی جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہی جب تک دوڑین وہ بلند ہو کر
غائب ہوا چالاک و برق کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچے تھے ہنگامہ سُنکر لپٹے آنکے دیکھا کئی
جادوگر مرے پڑے ہین کچھ سر پیٹ رہے ہین بڑے بڑے سردار خیمون سے نکل آئے ہین تیغ
تاریخ وغیرہ ہاتھون مین لیے قصد کر رہے ہین کہ تعاقب مین جائین جس طرح بنے عمرو کو چھڑائین برق
و چالاک نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین جب تک ہم واپس نہ آئین کوئی صاحب یہانسے
قدم نہ بڑھائین ابھی ایک معرکہ عبرت خیز حیرت انگیز گذر چکا ہی خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا
افراسیاب خانہ خراب دشمن سب کا ہو رہا ہی آج باغ سیب ماتم سرا ہوگا صمصام مارا گیا ملکہ
حیرت جادو کو ذلت ہوئی معلوم ہوتا ہی اُسنے کسی کو بھیجا ہی وہ الدنا مدار کو سرباز ارقابو پاکر لیگیا
مگر کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے کیا چین پائیگا آپ لوگون کے جانے سے کوئی نہ کوئی آفت برپا
ہو جائیگی پھر ہمارے بنائے کوئی تدبیر نہ بن آئیگی یہ سنکر بہت سردارون نے سر جھکا لیے کہا فرشتہ زادو
ہمارے ہوش درست نہین ہین خواجہ کا ایک لمحہ لشکر مین نہونا باعث انتشار ہی اگر ہم سب قید ہو جاتے
اور خواجہ چھوٹے رہین امید قوی ہوگی کہ اب ہمارے سر پرست آتے ہونگے رہا کرکے لے جائینگے
ہاتھ سے دشمن کے بچا لینگے اُنکی گرفتاری بڑا غضب ہی سمجھو ن کے دلون پہ اندوہ و تعب ہوگئے

چالاک نے سب کو سمجھا کر ٹھہرایا ایک جانب چالاک گیا برق تڑپ کر ایک طرف چلا یہان
سے حال بیان کیا جاتا ہو سفاک نیلی پوش کا کہ بہ صورت خواجہ کو بغل مین دبائے ہوے اڑتا ہوا
جاتا ہی پیچھے پھر پھر کر دیکھتا ہو اکہ مرغ سحر چشم و بہار وغیرہ تعاقب کرینگی یہ ساربان زادہ سارے
لشکر کی جان ہی ہر کہ ومہ پر اسکا احسان ہی کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا اتنا بلند جاتا ہی کہ مرغ نظر
وہان تک نہ پہونچے دس بارہ کوس راستہ طے کر چکا ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا چار سمت
اُس کوہ کے گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلمون چشمہ ہائے صاف و شیرین جاری باغبان ازل
کی قدرت کی چار سمت گلکاری طائران نغمہ سرا چہچہہ زن گل خودرو سے دامن کوہ رشک گلشن
جا بجا کبک خوش رفتار خرامان کہین طاؤس رقصان بر سر کوہ ہزارہا نخلہائے میوہ دار بار اثمار
سے شاخین جھوم رہی ہین باد صنعت باغبان قضا و قدر مین زمین ادب چوم رہی ہین مگر اُس
پہاڑ پر سناٹا ہی یقین ہوا کبھی اس مقام پر انسان کا گذر نہوا ہوگا قریب سے کوہ کے چاہا بلند ہو کے
نکل جاؤن یکا یک کان مین آواز آئی یا سامری یا جمشید سر اٹھا کر جو دیکھا بر سر کوہ ایک مہنت
بھبوت چہرے پر ملے آنکھین سرخ مثل جام شراب گلگون جٹائین خاکستری مثل موج دریا سے
جیحون صورت مہیب شکل عجیب ایک کردھنی زنجیر کی مثل مار سیاہ کمر مین لپٹی ہوئی ایک لنگوٹی
جس سے موئے زہار نکلے ہوئے بغل کے بال بڑے بڑے اُن موئے سیاہ سے قطرے پسینے
کے ٹپک رہے ہین یا مار ان سیاہ زہر اُگل رہے ہین دھونی آگے لگی ہوئی لکڑی کُندون کا انبار
ایک سمت ہوت ٹھاکر جی کی رکھی ہوئی اُسکی بلندی پر ایک گھڑا پانی کا اُسمین قلیل سا سوراخ دہن
کم نہ زیادہ فراخ سر پر ٹھاکر جی کے ایک ایک قطرہ پانی کا گر رہا ہی ایک سمت چمن گیندے کے
زرد زرد پھول اُنپر عجیب رنگ کی بہار وہ چمن زعفران زار جسکے دیکھنے سے ہنسی آئے دل
باغ باغ ہو جائے ایک جانب لمبی چلم گانجا پینے کی اوندھی رکھی ہوئی ہی ہاتھ مین پوتھی کبھی بھجن
سامری کے گاتا ہی کبھی یا جمشید کہکر کھڑا ہو جاتا ہی جب نعرہ مارتا ہی پہاڑ تھرّاتا ہی کبھی دوڑ کر گانجے کی
چلم اُٹھاتا ہی ہتیلی پر گانجا ملکر چلم مین جماتا ہی اس زور سے دم لگاتا ہو کہ ہاتھ بھر لو بلند ہو جاتی ہی
سفاک نے دور سے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا مبہوت ہو گیا دل سے کہتا ہی یہ بندگان
خاص سامری و جمشید مین یہ گوشۂ تنہائی پسند آیا ہی سامری و جمشید نے اپنی قدرت سے

ایسے مقام خوفناک پر کیا سامان عیش مہیا فرمایا ہی ای سفاک نیلی پوش اس مقام پر ضرور سامری
و جمشید کا گذر ہوتا ہوگا عجب مقام مسرت افزا ہی ہم بڑے خوش نصیب ہین اکثر قریب اس
پہاڑ کے گذرے مگر مہنت صاحب کو کبھی نہ دیکھا آج جو اس سلیمان کو گرفتار کیا پردے آنکھون
سے اُٹھ گئے ایسے مقبول لوگ نظر آئے انکی خدمتگذاری واجب و لازم ہی انھین ایسے بندگان
خاص کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہین یہ سوچ کر ایک گوشے مین اُٹھا خواجہ عمرو کو مسحور
کر کے ایک تختۂ سنگ پر ڈالدیا خداوندون کے نام لیتا ہوا سامنے مہنت صاحب کے آیا
دور سے پالاگن کی سجدے کے لیے جھکا مہنت نے بقہر و غضب آواز دی او بے ادب کہان
آتا ہی یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی نہین معلوم ہمین کیا بعید ہی اگر ہمارے قریب آئیگا آتش
قہر سے ہونے دو سو خداوندون کے جل جائیگا سفاک نے گڑگڑا کے دانت نکالدیے اور کہا
گسنیان واسطے درشن کے آیا ہون خداوند سامری کا بندۂ خاص یعنی افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوش ربا کا نمک خوار ہون ایک نگاہ لطف کا امیدوار ہون مہنت نے غصے سے جواب دیا
ارے تو نے ہمکو کیونکر دیکھا شاید تجھسے کوئی کار نیک ہوا کیا کسی بلچہ کو تو نے قتل کیا ہی کس وجہ سے
تیری آنکھون سے پردہ حجاب کا اُٹھ گیا ہی ہم کئی سو برس سے یہان رہتے ہین طائران ہوا تک
کی ہم پر نگاہ نہین پڑی ہم قصر پردۂ حجاب قدرت سامری کے رہنے والے ہین سامان قدرت
سامری کے تراشے ہین یہ سنکر سفاک خوشی سے پھول گیا دین پر سجدے کرنے لگا کہا ای معبود
بارگاہ سامری آپ پر سب کچھ روشن ہی بیشک مین نے آج اس شخص کو گرفتار کیا ہی کہ جسنے روح
سامری و جمشید کو صدمۂ عظیم دیا ہی ہزارون ساحر مارے جسکے ٹکڑے کھو ڈالے قاتل دماسہ
و شمشش عیار سرکش مکار و غدار قاتل کفار قدرت کا گنہگار مغضوب بارگاہ سامری عمرو بن
امیہ ضمری ابھی اسکو گرفتار کیا ہی اُسکو بخدمت افراسیاب لیے جاتا تھا کہ آپ کے جمال باکمال
کو دیکھا واسطے زیارت کے حاضر ہوا مہنت قہقہہ مار کر ہنسا پکار کے آواز دی واہ بے سامری
کیا کیا قدرت دکھاتا ہی کبھی ہمکو ظاہر کرتا ہی کبھی چھپاتا ہی یہ کہکر دیر تک مہنت ہنسا کیا جب ہنسنے
سے فراغت پائی ابرو ون پر بل پڑا غصے مین سونٹا اُٹھایا کہا کیون او احمق نابینا جسکے گرفتار
کرنے سے تجکو یہ مرتبہ ملا اگر اسکو قتل کرتا تو کیا شرف پاتا بچہ جی سمجھاتا دیکھو اس پوتھی مین بھی

اُس ساربان زادے کی بُرائیان لکھی ہین جلد اس ساربان زادے کو میرے سامنے لاہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین تجکو دربار مین سامری و جمشید کے پہونچا دین یہ سنتے ہی سفاک نیلی پوش باغ باغ ہوگیا دست بستہ عرض کی ای مقبول بارگاہ سامری ایسا نہو شہنشاہ افراسیاب کے خلاف ہو ہمنت نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی کہا اسی وجہ سے سلطنت مین افراسیاب کی خلل پڑا ہی اپنے نوکرون کے ہاتھ سے جوتیان کھاتا ہی شکست پر شکست اُٹھاتا ہی بموجب شعر سعدی دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ❊ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ❊ ادنا دان دشمن کو حقیر سمجھنا جب قبضے مین آگیا مہلت دینا اپنے سر پر بلا لینا ہی عقلمندون کا یہ کام نہین ہی سفاک نے کہا سامری و جمشید نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ جہان عمرو کا خون گرے گا وہ زمین آباد نہوگی رنجا یا دل شاد نہوگی اور یہ بھی لکھا ہی کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی یہ سُنکر ہمنت غصے مین ایسا چیخا کہ پہاڑ تھرا گیا اور سونٹا زمین سے اُٹھایا ایک چوتڑون پر سفاک کے مار کہا او بیحیا مضمون کتاب تو صادق آیا کسی ساحر کے ہاتھ سے حقیقت مین قضا نہین ہی قدرت خود اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے ہمکو کیا سمجھا ہی ہم سامری کے باپ ہین افراسیاب کے مطیع آپ ہین دیکھ پوتے دو سو خداوند فرشتگان عذاب کو ساتھ ساتھ لیکر آپہونچے جلدی پلٹ سجدے مین سر جھکا ورنہ جلکر خاک ہو جائیگا نرک کنڈ مین پھینکدیا جائیگا ہمیشہ آگ مین جلتا رہیگا جہنم کے آگ کی جفا سہے گا یہ جو ہمنت نے بقہر و غضب کہا اور چوتڑون پر سونٹا بھی پڑا یا خداوند کہکر پلٹا کہ دیکھون سامری و جمشید کیونکر آتے ہین کج مجکو اپنا جلوہ دکھاتے ہین سفاک کا پلٹنا تھا ذرا منھ پھیرا کہ پہلو سے نعرہ ہوا او بیحیا منم صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان شیر بیشۂ عیاری دہزبر دشت طراری افسر سرہنگان مہتر قران نعرہ مہتر قران

طراری افسر سرہنگان مہتر قران　　سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری　　بہ میدان اژدر آتش فشانم　　منم مہتر قران شیر ژیانم

یہ کہکر بغدہ مارا اُنکے بغدے کا دستور ہی اگر سیدھا پڑا تو آنکھون سے گذر گیا اور اگر الٹا پڑا تو ساحر ہزار ٹکڑے ہوئے اُسوقت جلدی مین اُلٹے سیدھے کا کسکو خیال تھا اپنے اُستاد کے گرفتار ہونے کا ملال تھا اس زور سے سر پر سفاک بیباک کے پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ہائے کہکر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے واصل جہنم ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی ہائے

مجکو کہ سفاک جادو نام تھا حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا اودھر خواجہ عمرو جو سایے مین نخل کے
مسحور پڑے تھے آنکھین کھلی تھین ہاتھ پانون بیکار تھے زندگی سے بیزار تھے بالکل مجبور و ناچار
تھے نعرہ قران کی آواز سنتے ہی ہاتھ پانون مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت آئی آواز سنکر
دوڑے آکے دیکھا لاشہ سفاک کا سرد ہوا ہی ضرب سے بغدون کی گرد برد ہوا ہی مہتر قران
نے سلام کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا تیرا مرتبہ سب عیارون سے بہتر ہی تو حقیقت مین
جان بخش عمرو ہی بیٹا یہان کیونکر پہونچے مہتر قران نے کہا استاد مجکو تو آپ کے گرفتار ہونے
کی خبر بھی نہ تھی آپ کو بارگاہ مین چھوڑ کر آیا تھا بہ عیش و راحت یہان فکر مین افراسیاب خانہ
خراب کی اسکے بیٹھا تھا حسرت پر اسد غازی کے دل ٹکڑے ہوتا ہی مصیبت پر اس شیر
بیشہ جرأت کے ہر خرد و کلان روتا ہی دل مین یہ تھا کہ اگر وہ ملعون اودھر سے گذرے اور
ہمارے دام مکر مین پھنسے تو ایک ہی بغدہ مارون کہ ملعون کا سر پھٹ جائے خواجہ عمرو نے
کہا کہ بیٹا ایسا غضب نہ کرنا اسکے سامنے جرأت کا دم نہ بھرنا وہ طلسم بندی ہر کاہن و رمال
و پنڈت ستارہ شناسان بلند مین و کاملان خوش آئین نے تحریر کیا ہی کہ تا وقتیکہ طلسم کشا لوح
نہ حاصل کرے گا حجرہ ہفت بلا وا نے قفل نہون در بند طلسم نہ ٹوٹین اسوقت تک افراسیاب
خانہ خراب قتل نہین ہو سکتا مہتر قران نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو نے لباس سفاک کا اُتار لیا
لاشہ اس ناہنجار کا برہنہ چھوڑ دیا کوہ سے کود کہ مہتر قران ایک جانب گئے خواجہ عمرو داخل
لشکر اسلام ہوئے یہان آکر دیکھا ہنگامہ برپا ہی ہر خرد و کلان غم مین خواجہ کے بیتاب مہرخ
سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار امنڈ آئین کہ لشکر لیکر فوج کفار پر جا پڑین کوئی کہتا ہی کہ خواجہ عمرو کو
کہان تلاش کرین برق و چالاک دوڑتے پھرتے ہین آنکھون سے اشک حسرت گر رہے ہین
عمرو کو دیکھکر سب دوڑے خوشی خوشی ساتھ لیکر بصد کر و فر بارگاہ آسمان جاہ مین آئے خواجہ
کرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا خواجہ اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی
پائی خواجہ عمرو نے مہتر قران کا حال بیان کیا اور کہا ملکہ عالم خدا نے بڑی خیر کی مہتر قران
کا ارادہ تھا کہ اگر افراسیاب آئے تو اس خانہ خراب پر حملہ کرون وہ اسد شیر دل کے واسطے
بہت بیقرار ہی زمانہ قتل اسد بہت قریب ہی افسوس ہی کہ ابتک کوئی صورت نہ پیدا ہوئی

دیکھیے فلک کیا دکھلاتا ہی اس کلام حسرت انجام خواجہ عمرو سے شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر سردار درد مند ہوا یہ اشعار حسرت آمیز و عبرت خیز زبان پر خواجہ عمرو کے جاری ہوئے

اشعار

نہاں کرینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
گئے ہزارون ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
اُٹھے وہ دن گیا اُسنے کھود کر پھینکے
آ سیل اشک ہی اک موج زن زمین کے تلے
قلق کو بات کا تیری فراہمین بھولا

کہ مجتمع ہین سب اہل وطن زمین کے تلے
عدم ہی کوچ کی جا اور یہ ہی منزل گاہ
پڑا ہی خاک مین اب کوہکن زمین کے تلے
سر غرور اُٹھاؤ نہ سرکشو اتنا
رہیگا حشر تلک ہم سخن زمین کے تلے

کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے
مسافرون کے لیے ہی وطن زمین کے تلے
یہ کسکے کشتۂ غم بعد مرگ روتے ہین
ملیگا خاک مین سب بانکپن زمین کے تلے

ان اشعار آبدار کو سنکر اور زیادہ سب بیقرار ہوے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا خواجہ کیون دل دکھاتے ہو ہم سب آپ کے ساتھ جان دینگے روز قتل اسد غازی سر ہتیلی پر رکھکر جا پڑینگے انشاء اللہ ایسا کشت و خون ہوگا کہ افراسیاب خانہ خراب بھی عمر بھر یاد کرے گا ہر ایک رہنے والا طلسم ہوش ربا کا فریاد آیے گا اور خواجہ اصل یہ ہو کہ ہم سب مجبور و ناچار ہین گنبد نور تک نہین جا سکتے سحر مین افراسیاب کے نہین زبان ہلا سکتے اور شباب مہ جبین کا ہر وقت یاد آتا ہی قلب تھراتا ہی کہ اُس پابند سلسلۂ محبت و آشفتۂ وادی مودت پر اُس قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی مگر خواجہ وہ عاشق صادق ہی یار موافق ہی مین نے سُنا ہو کہ اکثر افراسیاب قید خانے مین گیا اور اپنی دختر بلند اختر ملکہ مہ جبین الماس پوش سے کہا کہ تو عشق و محبت اسد غازی سے ہاتھ اُٹھاؤ بہ کرین تجکو رہا کردون وہی سلطنت حکومت عطا کردون اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ ناپیدا کنار مذاق اسیر طرۂ گیسو ذبح خنجر ابرو ملکہ مہ جبین خوبرو نے یہی جواب دیا کہ میرا اُس شیردل کا ساتھ ہی اُس شہریار کا دامن ہی میرا ہاتھ ہی اُنکے ساتھ ہی تڑپ تڑپ کے مرجاؤن یہی لطف زندگی ہی افراسیاب ان کلمات محبت آیات پر بہت جھلاتا ہی مجبور ہو کے قید خانے سے چلا آتا ہی مگر اب سُنا ہی کہ حال اُسکا بہت ابتر ہی جان لبون پر ہی دیکھیے جامع المتفرقین احکم الحاکمین زندگی مین ہماری اُسکو ہم سے ملاتا ہی یا نہین عمرو نے رو کر کہا ای ملکہ اگر خدا نخواستہ اسد غازی قتل ہوگیا مین لشکر حمزہ مین مُنھ دکھلانے کے قابل نہ رہا یہ ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر امیر بانو قیر کا نور نظر ہی صاحبقران کا نواسا ہی سب سے

اسکو بناز و نعم پرورش کیا ہی بیٹے اور پوتے صاحبقران کے بہت ہین مگر نواسا اور کوئی نہین
ہی نہین معلوم ملکہ زبیدۂ شیر گیر کا کیا حال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا دوسری خرابی یہ درپیش
ہی اسکا بڑا ایس و پیش ہی کہ نور نگاہ صاحبقران شاہزادہ انجم گردہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر
پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن اسی طلسم مین قید ہو کر آیا ہی بخت سیاہ نے عجب روز
سیاہ دکھایا ہی آج تک اُس شیر کا پتا نہین ملا کہ افراسیاب خانہ خراب نے کہان قید کیا وہ عنقا
صاحبقرانی کس قفس مین بند ہوا ایسے ہو سکتا ہی کہ یہ شیر دستیاب ہون اور مین بدنصیب جاکر
اپنے آقاے نامدار مولاے قدر شناس کو روے سیاہ دکھاؤن مناسب تو یہ ہی کہ گلا کاٹ کر مرجاؤن
ان باتون پر خواجہ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا وہ بارگاہ فلک اشتباہ اُسوقت صاف ماتم سرا
تھا کسی کے ہوش درست نہ تھے یہان تو اسوقت بارگاہ ملکہ مہرخ سحر چشم مین ذکر اسد غازی
و حال پُر ملال بدیع الزمان پر ماتم برپا ہی دو گھڑی داستان افراسیاب خانہ خراب کے تحریر
ہوتے ہین کہ باغ سیب مین سریر حکومت پر مغرور بیٹھا ہی سفاک نیلی پوش کو براے گرفتاری
خواجہ عمرو بھیج چکا ہی ملکہ حیرت جادو نے سامان عیش و جشن مہیا کیا ہی ساقیان پری چہرہ
جام مے ارغوانی بصد دلربائی بکرشمہ و رعنائی سامنے افراسیاب کے لائین ایک ایک حسین

نظم

مہ جبین عابد کش زاہد فریب — دیدا نبوہ پریزاد چند — بہر پابندی آزاد چند
ہر یکے را فن دل بردن یاد — ہمہ در صید دلہا استاد — ہر یک از گرمی انداز و ادا
کرد سامان قیامت برپا — ماہ چون بر رخ پُر نور کشاد — مہر تابان بہ تہ ابر افتاد
عکس رخسار چو افتاد در آب — شمع گردید فروزان تہ آب — عکس بر رو چو فتاد از حیرت
آب چون آئنہ شد بے حرکت — زلف را پیشہ بود دل شکنی — غمزہ را کیش بود رہزنی
ہمہ از حیلہ گری چشم سیاہ — ہمہ را برق درخشندہ نگاہ — ہمہ چون خیل پری جلوہ کنان
ہمہ غارتگر ہوش انسان — ہر یکے از ہنر سحر و فسون — روے آتش بفرات و جیحون

افراسیاب نشۂ شراب مین بدمست بیٹھا تھا پہلو مین ملکہ حیرت جادو ایسی نازنین خوشرو
کہ جسکا اس اقلیم مین مثل نہین ہی خورشید جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال بیت یہی اشارہ ہی
ان کالی کالی آنکھون کا شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین * شاہزادیان قریب ملکہ حیرت

بصد صولت بناز و ادا گرداگرد اُس ماہ اوج حُسن و جمال کے یون نمایان ہین گویا ہجوم سیارگان
قریب ماہ تابان یکایک ملکہ حیرت جادو نے کہا ای شہنشاہ عرصہ دراز ہوا سفاک نیلی پوش
براے گرفتاری خواجہ عمرو گیا تھا افراسیاب نے کہا وہ بلاے روزگار ہی علاوہ سحر و ساحری
کے بڑا مکار ہی وہ ضرور ساربان زادے کو لیکر آئیگا وہ دھوکا نہ کھائیگا ہنوز یہ کلام ناتمام تھا
کہ سامنے میز پر گلدستہ ساختۂ سحر سفاک رکھا تھا اُسمین آگ لگ گئی مثل شمع کافوری جلنے لگا
افراسیاب نے کہا غضب ہوا میرے رفیق خیر خواہ کو کسی نے مارا ملکہ حیرت جادو نے
کہا مین تو جانتی تھی کہ اُس موے مونڈی کاٹے کا لانا بہت دشوار ہی ایک ایک شاگرد عمرو کا
بلاے روزگار ہی نہین معلوم کس حیلے سے اُسکو قتل کیا خیر سمجھا جائیگا افراسیاب نے کہا کہ
ملکہ حیرت جادو آج قیامت برپا کرونگا عمرو کو تو زندہ نہ چھوڑونگا اس وقت ایسا سردار مارا گیا
کہ بادولت کو صدمہ عظیم پہونچا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار ٹیک کے اُٹھا زمین تھرائی رنگ
باغ دگرگون ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی موقوف کی حیران حیران چہرے کو افراسیاب
کے دیکھتے ہین پرون کو کھولتے ہین اور سہجاتے ہین غصے کو افراسیاب کے دیکھکر پرواز سے
قاصر ہین قصد کرتے ہین کہ شہنشاہ کو منع کرین مگر بول نہین سکتے اڑنیکا ارادہ ہی پر کھول نہین سکتے
ہر نخل کو سخت مشکل ہی سرو پا بگل ہی روے گل متغیر چشم نرگس متحیر ہی سوسن کی زبان بند طفل غنچہ
بول نہین سکتا مثل طفل شیرخوار زبان کھول نہین سکتا ہر ایک نہر جوش مین ہی مگر بیکار تدبیر ہی
موجون سے پا بہ زنجیر ہی چشمون نے حبابون سے آنکھین نکالین مگر مثل دیدہ کور بے حرکت ہین
بینائی نہین زمین کو جنبش ہوئی بوٹے اُٹھے افراسیاب کے ساتھ چلنے کی کوشش ہوئی
اس زور و شور سے افراسیاب خانہ خراب اُٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا ہر چند
سرداروں نے منع کیا نہ مانا تیغۂ سحر ہاتھ مین لیکر بارہ دری سے کودا اتنا تو سب نے دیکھا کہ
افراسیاب زمین پر آیا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور غائب ہوگیا محفل عیش و نشاط درہم برہم
ہوئی محفل شراب و کباب مجلس ماتم ہوئی یہان تو باغ مین یہ رنگ ہی وہان بارگاہ ملکہ مہرخ
مین قید اسد غازی کا چرچا ہی ہر ایک سردار رو رہا ہی خواجہ عمرو نے سب کو سمجھایا مہرخ
وغیرہ کو گلے لگایا کہا صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو وہ مالک بے نیاز ہی خالق کارسازی کوئی

سبب پیدا کریگا اتنا خوب یقین ہی جب تک طلسم ہوشربا نہین فتح ہوتا اسد غازی کو کوئی
نہین قتل کرسکتا ای ملکہ مہرخ جب دربار مین صاحبقران کے یہ ذکر ہوا تھا کہ برائے رہائی
شہزادہ بدیع الزمان کون جائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کہ علم رمل مین طاق ہین مثل اپنے
والد نامدار کے شہرہ آفاق ہین اُنھون نے حکم لگایا کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہی
یہ ضرور جاکر فتح کریگا اس حکم پر اسد غازی کا آنا ہوا ورنہ برادران بدیع الزمان صف
تیغ زن فنون سپاہ گری مین یگانہ جرات وشوکت مین یکتائے زمانہ موجود تھے ایک ایک
کو اشتیاق تھا کہ اپنے بھائی کو رہا کرنے جائین علاوہ بھائیون کے شاہزادہ بدیع الزمان کا
نور نظر نامی ونامور یعنی گل گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدۂ مومنان ومسلمانان برہم زنندۂ
زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم وبقہر ہشہ
ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر نہایت صاحب جرأت ولیاقت ہی بہت سے طلسم
فتح کیے ہین وہ جان دینے پر آمادہ تھے کہ اپنے باپ کی رہائی کو مین جاؤن مگر حکم سے خواجہ زادون
کے سب ناچار ہوئے ورنہ اسد غازی کا آنا کون منظور کرتا تھا ہر ایک اُسکی محبت کا دم
بھرتا تھا کیونکر کہون کہ بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ شیر بیشۂ وغا قتل ہوجائیگا ان باتون سے
عمرو کی سردارون کو کسی قدر تسکین ہوئی ہی اپنے اپنے مقام پر آکے بیٹھے ہین خواجہ کرسی پر سر
جھکائے ہوئے یاد اسد نوجوان مین صورت آئینہ حیران وبشکل زلف پریشان اندوہگین جلوہ گر
ہین کہ ملکہ بہار جادو نے کہا آج کئی روز سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہی اس لڑائی مین
بھی نہ تھین نہین معلوم کہ کہان گئین ملکہ مخمور کی وزیرزادی ملکہ مدہوش جادو کو بلاؤ اُس سے
دریافت کرو خواجہ عمرو کو بھی یہ سنکر ملکہ مخمور کا خیال آیا مدہوش وزیرزادی کو طلب کیا اُس
سے پوچھا کہ ملکہ مخمور کہان ہین مدہوش نے اول حیلہ وحوالہ کیا مگر خواجہ عمرو نے غصے سے آنکھ
ڈالی کہا مجھسے کیون چھپاتی ہو یہان کوئی اُسکا دشمن بیٹھا ہی تب مدہوش نے کہا خواجہ کئی روز کا
زمانہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم نے خواب پریشان دیکھا روتی ہوئی اُٹھین کسی طرح اُنکے دل کو
قرار نہ آتا تھا کنیز ہمیشہ سے اُنکی رازدار ہی اُنکے شمع رخسار کا پروانہ ہی جب مین نے بمحبت پوچھا
تو رو کر فرمایا کہ مین نے شاہزادہ نور الدہر کو عالم خواب مین دیکھا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپتا ہی

ای مہوش مجکو آرام نہ آئے گا دل بیتاب پسلیون کو توڑ کے نکل جائیگا طائر روح قفس جسم مین
گھبراتا ہی صدمۂ فراق سے غش چلا آتا ہی سوائے شربت دیدار کوئی علاج نہین ہی دل بہت
اندوہگین ہی مین طرف کوہ عقیق کے جاتی ہون فقط ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی مگر ای مہوش جہانتک
ہو سکے اس راز کو چھپانا پس حضور وہ نور الدہر کو دیکھنے گئی ہین خواجہ عمرو نے کہا اور بیاد
تردد تھا ایسا نہو کہ اُسپر بھی کوئی اُفتاد پڑے خدا اُسکو خیر و عافیت سے یہان پہونچائے وہ
کسی بلا مین نہ پھنس جائے مگر ملکہ بہار گلعذار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آتش عشق کا
کانون سینے مین چھپانا بہت دشوار ہی صاحبان ربط و ضبط جان دیتے ہین اپنا خون اپنی گردن پہ
لیتے ہین کم ظرف اُبلنے ہین ہجر کے بل چلتے ہین مین کچھ بُرا مخمور کو نہین کہتی ہون آمد سخن مین
یہ فقرہ زبان سے نکل گیا کئی روز سے مجھسے بھی کہتی تھین کہ بُرا چلو واسطے دو چار روز کے لشکر
اسلام مین رہنا آئین مین نے انکار کیا اُنکے قلب نے نہ مانا گئی تو ہین ایسا نہو کہ افراسیاب کو
خبر ہو جائے تو خرابی ہو ان باتون مین سب صاحب مصروف ہین کہ یکایک لشکر مین غُل ہوا
ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ارے خیر تو ہی چند کنیزین دوڑین ابھی وہ باہر نہ جانے پائی تھین کہ
دیکھا دربارگاہ سے ایک اژدر مہیب بصورت عجیب و غریب شکل کوہ مُنہ سے قلابۂ آتشین
چھوڑتا ہوا دربارگاہ سے پیدا ہوا اتنا جلد آیا جیسے برق چمک کر آسمان سے زمین پر گرتی ہی آگ
کے شعلون سے آنکھین سب کی جھپک گئین جو جس مقام پر تھا ہل نہ سکا تصویر گلی کا عالم ہر ایک
بیدم جسم بے حس و حرکت نہ آنکھون مین بینائی نہ ہاتھ پاؤن مین قوت عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا
نیچے ٹیک کر چاہا جست کر کے نکل جاؤن جان بچا کر نکل جاؤن جیسے خواجہ عمرو نے جست کی
اژدر نے مُنہ بڑھا کر عمرو کو اپنے دہن مین لیا لیتے ہی پلٹا چشم زدن مین بارگاہ سے نکل گیا جب
اژدہا عمرو کو لیکر چلا اب سب کے حواس درست ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل
و رعد و برق و خورشید زرین سحر و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سُرخ موے کاکل کشا گوہے
و ترنج و نارنج و تیغے پیکان کے لیکر پیچھے اژدر کے دوڑے دیکھا بیچ مین سے لشکر کے جاتا ہی خواجہ
عمرو کو مُنہ مین دبائے ہوئے جس طرف دُم مار دیتا ہی خیمے بارگاہین گر پڑتی ہین صدہا ساحر اُسمین
دب گئے اب سردارون نے اپنے سحر اژدہے پر بصد کر و فر کرنا شروع کیے یعنے ملکہ

مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا کہ اگر کوہ آہن پر پڑتا پرزے پرزے اُڑا دیتا مگر اژدر کی پشت پر پڑا گولہ آہن کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اژدر کو خبر بھی نہوئی ملکہ بہار جادو نے دوڑ کر گلدستہ مارا پھول شرارہ بنکر جسیم اژدر پر پڑے اژدر پر تاثیر بھی نہوئی اسی طرح کیسے کیسے سحر سرداروں نے کیے کچھ نہوا اژدہا منھ پھیر پھیر کر بنگاہ قہر دیکھتا ہی جسپر نگاہ زہر آلود پڑتی ہی ہاتھ پانوں میں رعشہ آجاتا ہی قلب بھر آتا ہی لشکر کے کنارے تک تو اژدر خرامان خرامان آیا سرداروں نے پیچھا نہ چھوڑا کنارے پر لشکر کے اژدر ٹھہرا پھر پھری لی زمین پر اُٹھا کر دُم ماری دونوں بازوؤں پر پرواز پیدا ہوے اُڑ کر طرف آسمان کے روانہ ہوا سرداروں نے ہرچند تعاقب کیا اژدر کے قریب نہ پہونچ سکے تھک تھک کے زمین پر گر پڑے اژدہا آنکھوں سے ناپدید ہوا نہیں معلوم کہاں گیا شور قیامت برپا ہوا چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و مہتر قران عیار دوڑے ہوئے آئے دیکھا صدہا خیمے گرے پڑے ہیں کئی ہزار آدمی جان بحق تسلیم ہوئے کسی کا سر پھٹ گیا ہی کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی تڑپ رہا ہی سردار سر پیٹ رہے ہیں پوچھا صاحبو خیر تو ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ایک اژدہا آیا کیا غضب کی بات ہی ہم سبھوں کے سامنے عین بارگاہ سے خواجہ عمرو کو لے گیا ہم لوگوں نے ہرچند سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی آسمان پر جاکر غائب ہوگیا ملکہ بہار نے کہا صاحبو یہ خود افراسیاب خانہ خراب تھا اور کسی ساحر کا یہ کلیجہ نہیں ہی کہ ہم لوگوں پر یوں بے تکلف گھس پڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تو اُنکو بھی پھونک دیتے مگر وہ بے حیا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی اُس پر بچہ کب قابض ہو سکتا ہی اگر جائیں تو کس طرف جائیں کہاں اُس ظالم کا پتا پائیں اگر باغ سیب میں گیا کون وہاں جائے باغی بھی تو آسیب اُسے کیا کریں کچھ نہیں بن پڑتا بڑے بڑے ساحران نامی اُسکے ہاتھ سے خواجہ عمرو کے واصل جہنم ہوے جھلایا ہوا ہی بڑے غصے میں خواجہ کو لے گیا ہی ایسا نہو کہ قتل کرڈالے اے چالاک و برق اگر خواجہ کے دشمن قتل ہوگئے ایک لحظہ طلسم ہوش ربا میں ٹھہرنا مشکل ہی افراسیاب سحر میں بڑا کامل ہی چالاک نے کہا آپ لوگ نہ گھبرائیں ہم پانچوں عیار حاضر ہیں جاکر تلاش کرتے ہیں اگر پتا پاینگے یا تو وہیں کٹ مر جاینگے یا مناسب ہوگا تو آپ کو خبر پہونچا دینگے مگر آپ سب صاحب کلام حسرت آمیز و وحشت انگیز زبان پر نہ لائیں ورنہ سب اہالیان لشکر

گھبرا جائینگے گوشون مین چھپ کے اپنی جانین بچائینگے ملکہ زبان پر یہ جاری نہ فرمایئے سرداران لشکر کو سمجھایئے کہ کیا مجال ہے ہمارے اُستاد کو قتل کرے خواجہ عمرو تو اُس اولوالعزم کے عیار ہین کہ جو تمام عالم مین نامی و نامدار ہین انکا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے اُنکی جرات و شوکت پر مردان عالم کو ناز ہے یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان اگر خدا نخواستہ خواجہ عمرو کو کوئی قتل کرڈالے تو اُنکے آقا اگر زمین کے طبقے آسمان پر اُڑا دین اُس قوم کی قوم کو مٹا دین الغرض عیارون نے سمجھا کر ملکہ مہرخ و ملکہ بہار گلعذار وغیرہ کو بارگاہ آسمان جاہ مین پہونچایا پانچون عیار نامدار یعنی مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر بعدکو تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے ہین انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمے داستان حیرت بیان کو عقیق گلزار سلیمانی و فولاد فولاد شکن کے بیان ہوتے ہین کہ اسکی دختر کو ایرج نوجوان نکال لے گئے ہین عیاری کرنا دسواس عیار کا اور پتا پاکر جانا فولاد فولاد شکن کا برسر ایرج نوجوان و ذکر جنگ مغلوبہ عجب داستان رنگین و جلالت آئین ہے خمسہ

دیکھیے اب گلعذارون کی فضا دو چار دن	اس چمن مین نخل دل رکھیے ہرا دو چار دن
زندگانی کا اُڑا لیجے مزا دو چار دن	مغتنم ہے باغ عالم کی ہوا دو چار دن
صورت گل ہے بہار نشو و نما دو چار دن	
غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر	بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوے خمدار پر
آمد آمد ہے خزان کی حسن کے گلزار پر	سبزۂ خط کا نمو ہے چاند سے رخسار پر
اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن	
یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہوتا تھا جدا	یا چھپایا منھ کو ایسا تو نے ای جان جہان
غیر سے وان صحبتین ہین ہم تڑپتے ہین یہان	اُس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن	
آج تو تمکو غرور حسن ہے حد سے ہوا	گفتگو مین طاق ہے اصلا نہین شرم و حیا

واسطہ خالق کا دیکر کی جو مین نے التجا — مدعاے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا

بیٹھکر مسجد مین کریاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جب دوستی — آنسوون سے تر کئی روز آستین قاتل نے کی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی — مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت ہی

وارہے اُس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین مجھے بھائے نہ تم — پرشب مہتاب مین بن میرے گھبرائے نہ تم
آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم — یہ بڑا اندھیر ہی اک رات بھی آئے نہ تم

چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

لیچلون گا آج اپنے گھر تجھے مین کھینچ کے — اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہرگز مجھے
مین نہ مانون گا کبھی فقرے کسی نادان کو دے — واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے

ایک دن کے ہو گئے ادیو فا دو چار دن

ایک دن ہونا ہی ہر اعلی و ادنے کو فنا — یہ مسافر خانہ ہی اے غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا — روز آتی ہی لب گور غریبان سے صدا

شادی و غم ہی پئے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہین ہزارون گالیان — دور سے تیرا کوئی کب کھول سکتا ہی زبان
خاک اڑے گی باغ مین جب آئیگی فصل خزان — نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان

باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہی یہ کیا — ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو بہر خدا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہی بلا — وہ پری کہتا ہی دیوانہ بنا کر زلف کا

فصد لو اپنی کرو جا کر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈالینگے دیدے کھولکے مجھپر پیچ و تاب — اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ نیچی نظرین اے دل خانہ خراب — پھر کہان یہ اُنکی چتون چند روزہ ہی حجاب

اور کرلین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہو جاتا ہی دل گلگشت مین وقت سحر
بادہ کش تو اک طرف مجکو یقین ہی اسقدر
موج باد صبح مین مے کا رکھتی ہے اثر
زاہدون کی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر
گر یہی یونہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ مین تسبیح رکھیے زاہدون کی طرح سے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلائیے
بیچ سب سے بیچیے سر پر عمامہ باندھ کے
دام پیدا کیجیے ہی ہو چکی مفلس ہوئے
بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہی امانت تم کو اکثر باغ مین
میکشون کے جمگھٹے رہتے ہین دن بھر باغ مین
سرو ہو مینائے مے ہر پھول ساغر باغ مین
بادۂ گلگون پیین ہر روز چل کر باغ مین
موسم گل کے یہی ہین ای صبا دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہی تو ای ساقی بےخبر
برستا ہی میخانے مین آب تیغ
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
کہ چلنے کو تلوار ہی دشت مین
تامل نہ کر کیون تو دل تنگ ہی
کہ دشت مضامین کرون قلم مین
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی
الف ہین کہ ہین نیزۂ جانستان
جو کاٹے رگ جان میان تیز
سپہ ہی ہر اک نقطۂ دلپذیر
عدو کو نظر آئے گرز گران

پڑا میکدے مین ہی اب شور و شر
کھنچے تیغ موج مئے خوشگوار
قمر پر ہی رحمت کا چھایا سحاب
زبان کی صفائی دکھا ای قمر
ارے ایک حملے مین سر جنگ ہی
کبھی نیزۂ جان ستان ہی قلم
دوات و قلم مثل طبل و علم
یہ قرطاس کا ہی ضیا بار نور
دوائر ہین یا خنجر خونچکان
کمان کیانی ہی نون بے نظیر
تبر کاف ہی جنگ مین بے نظیر
جو نہ ہو کرو ان کھینچ کر مد آہ

عطا کر مجھے جام مے بیدریغ
بنے میکدہ خون سے لالہ زار
کمیت قلم آج ہی گشت مین
کہ پیر مغان کو ہی منظور شر
وہ تیغ قلم ہی مری سرشگاف
کبھی فوج تحریر کا ہی علم
لڑائی کی تحریر مین کہ ہوئی
صفین فوج کی ہین کہ ہین اسطور
کشش شین کی ہی کہ شمشیر تیز
الف صاف آیا نظر مثل تیر
اگر میم کا منقلب ہو نشان
ہو اک دم مین سر روز بھی

چونکہ حقیر پر تقصیر کو اس داستان شوکت بیان مین ذکر جنگ عشق منظور ہی اسی طلانے مین

ساقی نامہ تحریر کیا ایک غزل عاشقانہ بھی سماعت فرمائین ناظرین لطف اُٹھائین غزل

تڑپ بسمل کو تیرے پاس ای سفاک ہونا تھا ۔ تڑپ کر رہ نجانا تھا ذرا چالاک ہونا تھا
انھین خود اپنے گرم اشکو نسے جلکر خاک ہونا تھا ۔ مری ناکام پلکون کو خس و خاشاک ہونا تھا
گریبان کو جنون مین تا بہ دامن چاک ہونا تھا ۔ جواب جادۂ صحراے وحشتناک ہونا تھا
جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے ۔ لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا
گلا کچھ وصل مین دست تمنا سے ہی کچھ تم سے ۔ کر اسکو گدگدانا تھا تمھین بیباک ہونا تھا
اگر بانکی ادا کو تیری بننا تھا قضا میری ۔ تو پھر دشمن نہوتی دوست ای سفاک ہونا تھا
خدا کے سامنے بیٹھے بتون نے کین نہ چار آنکھین ۔ وہین خبر ملگئے آخر جہان بیباک ہونا تھا
نگہ جب تاب لائی تھی نہ عریان دیکھ سکنے کی ۔ مری آنکھون کے پردون کو تری پوشاک ہونا تھا
نہین معلوم ہم بھی یسے کس کو یاد آئے ہین ۔ خبر لانا تھا دل کو ہچکیون کو ڈاک ہونا تھا
نہ آیا تجکو میرے آنسوون مین پیرنا ای دل ۔ لہو ہو ہو کے بہنا تھا اگر پیراک ہونا تھا
نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر مین ۔ کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا
نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی ۔ قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہونا تھا
رقیب آئے ہین اُنکے ساتھ کثرت ہی عذابونکی ۔ یہین گذرا وہ مُردے پر جو زیر خاک ہونا تھا
جو آنکھین پوچھتین اُسکی تو دل میرا بتا دیتا ۔ وہان شرما کے جُھکنا تھا یہان بیباک ہونا تھا
نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پر ۔ مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہونا تھا
نگاہ شوق کی حسرت جگر اُسکا تو شق کرتی ۔ ترے پردے کو چلمن کی طرح صد چاک ہونا تھا
خدا کی شان کہتا ہی بتون کی ناک کا تنکا ۔ مری تقدیر مین سب زیورون کی ناک ہونا تھا
بتون مین جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہو جاتا ۔ برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہونا تھا
تڑپ دلکی دکھانا تھا جلال ان شوخ چشمون کو ۔ وہین کی بجلی نے سستی جہان چالاک ہونا تھا

ناظرین پر واضح ہو اول مین تحریر ہوا ہی کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دختر فولاد فولاد شکن پاس ایرج نوجوان کے ہی کہ یہ صحرا مین شکار کھیلنے گئے تھے وہین خود شکار ہوے اُسکے عشق مین بیقرار ہوے شاپور خیر دل شکل شعلہ رخسار عیاری کرکے لایا اب اُسی صحراے سبزہ زار مین

ساتھ اُس نازنین مہ جبین کے اپنے خیمے مین مصروف عیش ہین صرف سُو دو سو سوار ساتھ ہین
فقط شاپور شیر دل خیمے مین انکے ساتھ ہی ہین عید رات شب برات ہی اور بختیارک نے
فولاد فولاد شکن کو گرمایا ہو وسواس عیار کو واسطے پتا لگانے کے بھیجا ہی یہ مفصل تحریر ہو چکا ہی
اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ فولاد فولاد شکن در باغ سلیمان عنبرین موے کوہی پر شب سے
بے آب و دانہ غصے مین بیٹھا ہی بختیارک مرچین لگا رہا ہی کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسب
جہان اب طرح دو صبر کرو اگر وسواس خبر لایا کہ تمھاری دختر بلند اختر قبضے مین کسی فرزند حمزہ
کے ہی تو پھر کیا کروگے آخر خاموش ہو رہو گے غصہ تھوک ڈالو چلکر خاصہ نوش کرو فولاد کہتا ہی
ملک جی آپ اس مقدمے مین خلل نہ دین وسواس عیار آئے مجکو نشان بتائے قسم ہی جاہ و
جلال خداوندی کی یا تو اپنی جان دونگا یا اُس گستاخ کا سر کاٹ لونگا اگر اسکے خلاف ہو مجکو فولاد نہ کہنا
یہان تو یہ ذکر ہی مگر حال وسواس عیار کا سنیے کہ فولاد فولاد شکن نے کئی لاکھ روپیہ کی اسکو
طمع دی ہی کہ جاکر پتا لگاؤ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کون لے گیا مگر آنکھون سے دیکھ آنا وسواس
طرف لشکر اسلام کے روان ہوا فقیر بنکے داخل لشکر ظفر اثر صاحبقران زمان ہوا دیکھا لشکر آباد
رعایا دل شاد ہر سمت کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین جابجا لشکر سرداران نامی
و پہلوانان گرامی کے فرودگش ہین بارگاہ سلیمانی وسط لشکر مین استادہ ہی دست راست کیجانب بارگاہ
داراے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان برپا ہی سمت دست چپ خیمہ زنگاری مالک اشتر
صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر جوانان عرب جابجا فرودگش ہین کہین کشتی ہو رہی ہی کولاکہ
لیزم و پٹا ہلا رہا ہی خیمے استادہ ہین عرب جابجا ٹہل رہے ہین خود ہاے آہن سرون پر دھرے ہین زیب
جسم ہاتھون پر عبادت کے گھٹے مثل ستارۂ سحری چمک رہے ہین قواعد جابجا ہو رہی ہی اُدھر لشکر
لندھور مین جوانان ہندی وضیع و شریف بانکے ترچھے لٹے بٹرے کلون پر زخمون کے
نشان ایک باغ بیخزان معلوم ہوتا ہی پلٹنین رسالے کس تکلف سے آراستہ ہین صبح کا وقت
ہی وردی بج رہی ہی جوانان تماشا بین رنڈیون کے خیمون سے نکلے ہین جھیل پر جاکر غوطہ مارا
نماز کا وقت جاتا تھا جلدی آکر نماز چند فقرات مین ادا کی چونکہ نشے باز ہین ڈیڑھ ہتی بغل مین دبائے
دکان پر جنگیرن کی پہونچے چونی اٹھنی پھینکی دم مارا ادھر سے کمیدان آئے اُدھر سے رسالدار پہنچے

ایک کھنکھارا ایک نے مونچھوں پر تاؤ پھیرا کمیدان نے کہا میاں کیا مونچھوں پر تاؤ پھیر اکر خفا ہوا آؤ دو دو ہاتھ لڑ لو تلوارین کھینچ گئین ایک کے وار پر دوسرا تعریف کرتا ہی کہ بھئی واہ جوان کیا سا کھے کا ہاتھ مارا ہی بھئی سپر تو پھینکو مردان عالم کہین گھونگھٹ مین رہتے ہین غصہ مین دونون نے سپرین پھینک دین اب دونون کے سینے سپر ہوئے دم بھر مین خون مین تر ہوئے کوتوال کو خبر ہوئی دوڑے تری بجنگی دھوتو دھوتو دھوتو کی آواز آئی دونون جوان ایک طرف ہو گئے تلوارین پکڑ کے آگے بڑھے کہ کوتوال صاحب آپ کو کیا کام ہی ہم بھائی بھائی ایک بیڑے کے دوالی بند ہین حضور ایسی کیا آفت آئی جو آپ دوڑے آئے کوتوالی چبوترے کے پیادے پیچھے ہٹ کے کھڑے ہوئے آپس مین کہتے تھے کہ بھیا خان میان سے ڈرنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ مرزا جی کیا کم ہین خانہ جنگیان لوچکے ہین جب زیادہ ہنگامہ ہوا رسالدار کی طرف سے رسالہ تیار ہوا کمیدان کی طرف سے پلٹن آپس مین کہتے ہوئے کہ ہمارے افسرون پہ نگاہ ڈالے گا تو خون کا دریا بہا دینگے یہ شور سنکر خود لندھور بن سعدان کئی لاکھ روپیہ کا سیلہ سر پر باندھے ہوئے رفقا ساتھ آکر ہنگامے کو برطرف کیا دونون جوانان زخمی کو گلے سے لگایا کہا بھائیو آپس مین لڑتے ہو انشاء اللہ لقاپرستون سے لڑنا غصے مین دونون جوانون نے جواب دیا کئی دن سے طبل جنگی نہین بجے تلوارین ہماری خون چاٹنے کی عادی ہین جہان دو دن جنگ نہوئی یہ معشوقان خونریز بہت بےچین ہو جاتی ہین جب خون چاٹ لیتی ہین تو آرام پاتی ہین غرض لندھور بہلا کر دونون جوانون کو لے گئے ٹانکے لگائے شفاخانے مین دوست و احباب دیکھنے کو چلے آتے ہین یہ ہنگامے اٹھ پہر لشکر ہندوستان مین برپا ہین وسواس جا بجا خبر لیتا پھرتا ہی پہلے سب سے قریب بارگاہ خسرو خاور سپاہ کے آیا فقیر کی صورت بنکر عرصہ دراز تک ٹھہرا کچھ پتا نہ پایا نور الدہر و علمشاہ و تورج بن بدیع الزمان و شاہزادہ ہاشم تیغزن و لندھور بن سعدان و مالک و بہرام و جمہور جہان سوز و طرطوس و بہادر شاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب و فرامرز عاد مغربی و منددیل اصفہانی و شہریار عراقی و شہنشاہ عراقی و عبد الجبار حلبی و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و سیف ذو الیدین وغیرہ کے خیمے وسواس عیار نے چھان ڈالے کبھی عورت بنکر کبھی بصورت فقیرنی ہر ایک طرح سے دریافت کیا کہین نشان نہ پایا آخر واپس آیا یہان فولاد

اُسی طرح دربار پر بیٹھا ہی گرد سرداروں کا جادو ہی کسی سے کلام نہین کرتا کہ وسواس سامنے
سے آیا عرض کی حضور مین نے سارا لشکر چھان ڈالا کہین ملکہ عالم کا نشان نہ ملا فولاد فولاد شکن
نے کہا کیون ملک جی تم تو کہتے تھے کہ پسران حمزہ کا کام ہی دیکھو تمھارا عیار کیا کہتا ہی بختیارک
نے کہا سوا سے پسران حمزہ کے کسی کا ایسا کلیجہ نہین ہی اب مجھے بھی ضد ہی کہ بے پتا نشان لگائے
آپ کی خدمت سے کہین نہ جاؤنگا فولاد فولاد شکن نے کہا کہ جلد تدبیر کیجیے نشان بتائیے پتا لگاؤ
ورنہ ایک ہاتھ آپ کو مارونگا کہ بھنڈارا کھل جائیگا اور اپنی بھی جان دونگا تمنے جھوٹ باتین
کہکر مجکو بڑے قلق دیے ہین مرنے والے سے ڈرا کرو بختیارک نے کہا دیکھیے ابھی لیجیے ان
باتون سے نہین ڈرتا بموجب مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ٭ یہ کہکر
طرف وسواس عیار کے متوجہ ہوا کہا ای وسواس تم تو عیار ہو دیکھو ہم ابھی پتا لگاتے ہین
تم کو نشان بتاتے ہین لشکر حمزہ مین ابھی جاؤ یہ دریافت کرو کہ کوئی فرزندان حمزہ مین سے
شکار وغیرہ کو تو نہین گیا ہی وسواس نے کہا مین نے پہلے ہی پوچھا تھا دریافت ہوچکا کہ نقد
روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گیا ہی آجتک
پلٹ کے نہین آیا بختیارک نے کہا کہ ای وسواس بس ہم تو بخوبی سمجھ گئے بتعجیل اپنے کو
شکارگاہ مین پہونچاؤ ایرج نوجوان کی خبر لاؤ یہ سنتے ہی وسواس طرف صحرا کے روانہ ہوا
کوئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار مین ایک خیمہ برپا ہی ایک
طرف کوئی دو سو سوار زیر نخلستان فروکش ہین بس اُسنے اُسی وقت رنگ روغن عیاری کا نکالا
اور ایک دھوبن کی صورت بنکر تیار ہوا لہنگا بہت معقول اطلس کا نیچے ڈوپٹہ اوپر ڈالا ای انوٹ
چھوے ہاتھ پاؤن مین کچھ کپڑے اُجلے کچھ میلے بطور لادی کے کاندھے پر ڈال کر اٹھلاتا ہوا ناز و
کرشمہ دکھاتا ہوا چلا یہان بالکل صبح ہوچکی ہی کچھ سوار سوتے ہین بعض آنکھین ملتے ہوے اُٹھے
ہین سائیس اپنے گھوڑون کو مل رہے ہین یہ اُنھین سوارون کے بیچ مین سے نکلا ایک
سوار کی نگاہ پڑی کھنکھار آواز دی بری چھن ہمارے بھی کپڑے لیتی جاؤ یہ مٹک کر آگے بڑھا جواب دیا
ہمیشہ کلیجے رہوگے نگوڑا دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ایسے ایسے آوازون کے جواب دیتا ہوا
قریب خیمے کے پہونچ گیا صبح کا وقت ہی پہرے کا سپاہی سمجھا یہ دھوبن روز آئی ہی وہی ہوگی ہوجہ بچے

دیکھ کہا بس وسواس پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا شب بھر عاشق و معشوق جاگے ہین بیخبر لیٹے ہوئے
سو رہے ہین ایک طرف شاپور شیر دل عیار شاہزادے کا گوشے مین پڑا ہوا سو رہا ہی اور ملکہ
کے چہرۂ بے نظیر پر سے دوپٹہ ہٹا ہوا ہی فولاد فولاد شکن وسواس کو تقریر مین تصویر اپنی بیٹی کی
دکھا چکا ہی بس یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ماہ کامل ہی بس اُلٹا پلٹا سوار پیادون سے ہنسی کرتا ہوا
گلستان کی آتش بگڑی لادی وغیرہ کنارے پھینکی بصورت اصلی ہو کر بھاگا فولاد بیٹھا ہوا بختیارک
سے گجبحثی کر رہا ہی فلک تفرقہ پرداز درمیان مین عاشق و معشوق کے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی شعر
یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین ٭ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ٭ بہار اے عاشق و معشوق ہر وقت
درپئے آزار ہے کسی کو صحرا نورد کیا کسی کو مبتلائے رنج و درد کیا کسی سے خاک چھنوائی کسیکو راہ عدم
بتائی یہ ظالم اسی فکر مین ہی یہی تفرقہ ان دونون شیدائے یکدیگر کے ہوا چاہتا ہی فولاد فولاد شکن نے
دیکھا وسواس خوشی خوشی سامنے آیا بختیارک نے پوچھا کہو ہماری راہبری کچھ کام آئی منصور
خبر پائی وسواس نے کہا ملک جی تمہارا پایان پاؤن چومنا چاہیے غیب کی خبر دیتے ہو فی الحقیقت
ایرج نوجوان کے ساتھ پہلوان جہان کی دختر پڑی ہوئی سو رہی ہی آنکھون سے غلام دیکھ آیا ہی
اسی وجہ سے شاہزادہ ایرج نوجوان صحرا سے لشکر مین آیا نہین معلوم ملکۂ عالم کو کیونکر پایا رات بھر
جاگے ہین دونون عاشق و معشوق لپٹے ہوئے سو رہے ہین بختیارک تو ایک ہی حرامزادہ ہی
یہ سنتے ہی اُٹھکر ناچنے لگا اور کہا میان پہلوان صاحب آداب تسلیم بڑے عمدہ جوان کے پہلو مین
پہونچین جو خداوند زمرد شاہ باختری کا نواسا ہی اب غصہ ناحق کا ہی کیا اچھا داماد آپ کو طالع سے
دختر خداوند کے صلب شاہزادۂ خاور سپاہ کا وہ پوتا صاحبقران کا ایسا صاحب حسب نسب
کون ہی ایسا پیوند کسکو ملتا ہی فولاد فولاد شکن غصے مین تھر تھر کانپا مسلح تو بیٹھا ہی تھا قبضے پر ہاتھ ڈالا
جھپٹ کر گینڈے پر سوار ہوا اور پہلوانون نے چاہا کہ ساتھ دین فولاد نے پلٹ کر غصے مین
آواز دی کہ خبردار اگر میرے ساتھ کسی نے آنے کا قصد کیا مین اُسکا دشمن ہون ڈر کر سب
ٹھہر گئے وسواس سے مقام تو اُسنے پوچھ لیا قہر و غصے مین کیہ و تنہا چلا بختیارک نے دیکھا
کس زور و شور مین جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جھونکا ہوائے تند کا سامنے سے نکل گیا بختیارک
تو یہان بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہی وہان یہ عاشق و معشوق غافل پڑے سو رہے ہین چند سپاہی

پہرے پر بیٹھے ہین ایک نے دیکھا سامنے سے بونڈ لا گرد کا اُٹھا دیکھا کہ ایک کرگدن پر سوار مثل آندھی کے آتا ہی گینڈا برابر فیل مست کے سوار مثل دیو کوہ بالاے کوہ کے ہی جبتک وہ سپاہی اُٹھے اور ساتھ والون کو جگائے یہ بدست گینڈے سے کودا سپاہی نے کہا کہان جاتا ہی فولاد فولاد شکن نے ایک سپر کی ادھر ماری کہ اُس سپاہی کا سر پھٹ گیا دوسرے نے جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیچارا ایسی تلوارون کو کب مانتا ہی دیو کو پشہ جانتا ہی تلوار اُس مرد مومن کی چھین اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا جب دو لاشے زمین پر گرے اور سپاہی گھبرا کر اُٹھے جبتک وہ لوگ ہتھیار سنبھالین یہ ملعون بعدو اُٹھا کر اندر آیا یہان اسوقت تک سوتے ہین فتنۂ خوابیدہ بیدار ہو چکا بس فولاد نے جو پلو مین ایرج نوجوان کے اپنی دختر کو دیکھا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او گیسو بریدہ شوخ دیدہ کچھ بابا دولت کا تجکو خوف نہ آیا ملکہ کی آنکھ کھلی ملک الموت کو سر پہ دیکھا قریب تھا کہ روح قالب سے نکل جائے مگر فولاد نے قریب چھپرکھٹ کے آکر ہاتھ تھاما ایک جھٹکا دیا وہ نازنین پروردہ مہد ناز و نعم مثل چھپکلی کے زمین پر گری مگر گرتے گرتے جوش محبت مین آواز دی ای شہریار بہاے خدا اُٹھیے اجل سر پہ کھڑی ہی موت کا سامنا ہی یہ جلاد خونخوار آ گیا ایرج نوجوان نے گھبرا کر آنکھ کھولی ملکۂ سیمین عذار صنوبر قد کو پٹتے ہوئے پایا ایک دیو کو دیکھا تیغۂ برہنہ کھینچے ہوئے کھڑا ہی اُس شیر دل نے اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہی کہ ناموس پر ہمارے ہاتھ ڈالتا ہی ایرج نوجوان سیدھا ہونے پایا تھا کہ فولاد نے بڑھکر ہاتھ مارا شاہزادہ سر برہنہ سر پر خود نہ کلاہ بجوت اُس ملعون نے ہاتھ لگایا زخم کاری سر پر آیا یقین تھا کہ دو ٹکڑے ہون دونون ہاتھ تو داستانہ کا ٹیکے عادی تھے دم شمشیر پہ مار دیے تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر کلائیان جھول پڑین اسپر بھی یہ شیر صولت چھپرکھٹ سے کودا قصد ہوا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤن اس ملعون سے لپٹ جاؤن مگر چادر خون کی چہرے پر آ چکی کلائیون پر صدمۂ کامل پہونچ چکا لیکن دل مین یہی ہی کہ دانتون سے بوٹیان کاٹ لون محبوب جانی یار جادو ادائی کو بچاؤن فولاد نے پھر ہاتھ مارا شانہ نشانہ ہوا اب قلب اس عالیجاہ کا تاب نہ لا سکا چکر آیا زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہی کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی مین غلام ہون یہ شاہزادہ سراسر بیگناہ ہی نہتے پر ہاتھ تلوار کے مارتا ہی اُسنے پلٹ کر ایک طمانچہ ملکہ کو مارا اگر بو ماپتا تو سر چنبر گردن سے اُڑجاتا مگر دو اُنگلیان پڑین مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری اُس ظالم

مین شاپور شیر دل کی آنکھ کھلی دیکھا عجب قیامت برپا ہی شاہزادہ زمین پر دریائے خون مین غوطے
مار رہا ہی گھبرا گیا کہ کیا قیامت ہوئی جب ملکہ کو بھی زمین پر تڑپتے دیکھا فولاد نے غصے مین نعرہ بھی
کیا کہ منم فولاد فولاد شکن اب شاپور سمجھا کہ ملکہ کا باپ آگیا اسنے غل مچایا کہ ای یارو دوڑو فولاد نے
بڑھکر چاہا کہ اس بیل پر اور ایک ہاتھ مارون شاپور نے جھپٹ کر تیغہ مارا فولاد نے ایک دوہتڑ
سپر کی ماردی یہ بیچارہ بھی منہ کے بل زمین پر گرا اور ایرج نوجوان اپنے خون مین غوطے مارکر
بیہوش ہوگیا فولاد پھر آگے بڑھا اب تو پانچ سات سپاہی اندر گھس آئے یہ حال مصیبت مآل
دیکھکر بدحواس ہوگئے مگر فولاد پر ہر چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ گرگ باران دیدہ گرم و
سرد عالم چشیدہ ایسے لوگون کی حقیقت کیا سمجھتا ہی ان سب پر پلٹ پڑا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہو گئے
کسی کو قبضہ کسی کو ادھ جھڑ سپر کی کسی کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُکھیڑ کے مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہو گئے
اب دیکھا اسنے کہ باہر سے سپاہیون کے آنے کے تانتا بندھ گیا دس پانچ کو مار کے ملکہ کو اٹھایا
ایک ہاتھ مین ملکہ ایک مین تیغہ خون آلودہ یہ مردود اُڑتا ہوا قریب اپنے گینڈے کے پہونچا رکاب
مین پاؤن دیکر پشت گردن پر آیا ملکہ کو آگے گود مین ڈال لیا یہ نازک اندام گلفام تڑپتے تڑپتے
بیہوش ہوگئی ہی اب وہ جو سو دو سو سوار باہر پڑے تھے وہ بھی ہتھیار سنبھالکر دوڑے مگر حیران ہین
کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ دیو خونخوار جلاد صاحب بیداد کون ہی کہان سے آیا کہ شاپور شیر دل گرتا پڑتا
بیرون خیمہ آیا پکار کر آواز دی کہ ای یارو تمھارے آقا کو قتل کیے جاتا ہی ملکۂ عالم کو لیے جاتا ہی
خبردار جانے نہ پائے یہ جو اُن بیچارون نے سُنا کہ ہمارے آقا کو مار ڈالا اور علامت سے بھی
ظاہر ہی کہ تیغہ خون آلودہ اُسکے ہاتھ مین خون کی چھینٹین تمام بدن پر پڑی ہوئی ہین کف منہ سے
جاری صورت مہیب نعرے کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا طرف صحرا کے قصد کیا ہی چاہتا ہی
کہ نکل جاؤن دو سو سوارون نے چار سمت سے گھیر لیا مگر انتشار مین کوئی سوار ہوا کوئی پیدل
دوڑ پڑا کسی نے تلوار اُٹھائی کسی کے ہاتھ مین صرف سونٹا آگیا کسی نے فقط سپر اُٹھائی ہی کہ
قتل ایرج کی آواز آئی ہی ہوش و حواس پراگندہ یکایک اس آفت کا برپا ہونا مگر جان دینے
آمادہ ہوکر لینا لینا کہکر گھبرا کر اپنے حربے کرنے لگے فولاد فولاد شکن نے جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر کٹکر
زمین پر گرا لینڈے کو کاوے پر ڈالا اُسکے جڑ یہ کوئی بیکار ہوکر زمین پر گرا کسیکا ہاتھ ٹوٹ گیا

کوئی شل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی فولاد فولاد شکن کو نکل جانا منظور ہو دس بیس کو مار کر اب جو گینڈے کو
ایڑ مدلگائی بیچ مین سے سب کے پامال کرتا ہوا نکلا ہر چند ان بیچارون نے چاہا تعاقب کرین مگر اسکی
گرد کو بھی نہ پایا یہان تو یہ کیفیت ہی کہ بیچارے جنگل مین غل مچاتے ہوے دوڑتے پھرتے ہین کہ یارو
ہمارے آقا کو قتل کرکے نکل گیا شاپور نے جو یہ دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہی سمجھا کہ آقا میر سیر گلشن جنان
ہوا ہائے یہ کیا سامان ہوا گریبان چاک کیا خون شہزادے کا لیکر مُنھ پر ملا روتا پیٹتا خاک اُڑاتا طرف
لشکر اسلام کے چلا کہ اُنکے والد نامدار وجد عالی تبار کو جاکے اطلاع کرون شاپور شیر دل تو ادھر
جاتا ہی مگر فولاد فولاد شکن ملکہ کو لیے ہوے اس جلدی مین سامنے باغ کے پہونچا کہ بختیارک
حیران ہو گیا اُسکے ساتھ کے سرداران باغ پر جمع ہوگئے ہین پوچھ رہے ہین کہ ملک جی آقا ہمارا
یکہ و تنہا کہان گیا بختیارک کہتا ہی کہ معلوم ہو جائیگا تمھارے آقا پاس ملک الموت کے گئے ہین
اب جلد لاشہ اُنکا نارکی بنا مرگھٹ پر جلانا یا تو یہ باتین ہین وہ سب بگڑ رہے تھے کہ او شیطان تو
صاف نہین بتاتا کیا خبر وحشت اثر سناتا ہی اُن سبھون نے دیکھا کہ فولاد دریا سے خون مین نہایا ہوا
آتے ہی گینڈے سے کودا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کھینچتا ہوا اندر باغ کے لیچلا سب سردار
پیچھے یہ کہتے دوڑے ای شہریار یہ کیا ہوا اسنے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ یارو میری عزت مین فرق آگیا مگر
دشمن کو گھس کر اُسکے خیمے مین مین نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اس نالایق کو پکڑ لایا ہون اب دیکھو کیسی سزا
دیتا ہون اس کشاکش مین ملکہ جو ہوشیار ہوئی اب اپنے کو پنجے مین ملک الموت کے پایا کہ فولاد
فولاد شکن کلائی پکڑے ہوے کھینچتا ہوا باغ مین لایا ایک نخل سے اُس سرو قد کو باندھا اب باغ مین
سات آٹھ سو اسکے سردار کیدان رسالدار ہزار ون اہالیان فوج آگئے ہین غصہ فولاد فولاد شکن
کا دیکھکر کانپ رہے ہین مگر فولاد جب ملکہ کو نخل سے باندھ چکا کوڑا لیکر سامنے آیا کہا کیون او بد نصیب
کچھ میرا خیال نہ کیا آبرو کو مٹایا مسلمان کے ساتھ بھاگی یہ ساعت یاد نہ تھی مین تو ایسی احتیاط کرتا تھا
سفر و حضر مین تجکو ساتھ رکھا اسی افتاد کے خوف سے وطن مین نہ چھوڑا مگر یہ رسم خداوند لقا نے نکالی
ہو اپنے بندون پر مصیبت ڈالی ہی قدرت کی دختر کو مسلمان لے گئے کچھ نہ کہا اُنکا حوصلہ بڑھ گیا
ہر ایک کی دختر پر ہاتھ ڈالنے لگے کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا ملکہ نے اُسوقت فریاد کی ای باپ
شیخ ننگ و ناموس میرا سالم ہی صرف کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہون فولاد کو اور غصہ آیا مثل بید کانپا

ہر چند اُس گلعذار رشک بہار نے فریاد کی یہ خار بیابان کفر و ضلالت کب مانتا ہی جھپٹ کر کوڑا مار اوہ
جسم نازک وہ گل سا چہرہ کہ جو جھونکے سے ہواے تند کے مرجھاتا تھا بدھیان پھولون کی جسم نازک
بار تھین کوڑا جو پڑا خون کی چھینٹین گلے کا ہار تھین رنگ دگرگون ہوا حال ابتر خون کے فوارے
جسم نازک سے چھوٹے اس بدعت پر اُس بیحیا کی رنگ باغ دگرگون ہوا لالے کا اس غم سے جگر
خون ہو گیا سنبل کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی شمشاد رنج و ملال سے پا بہ گل قمری اس صدمہ جانگزا
سے مثل مرغ بسمل ہر نخل نخل ماتم ہر گل بوٹہ مبتلاے رنج و الم پتے کف افسوس ملتے ہین رنگ سے
پھولونکے شعلے نکلتے ہین عندلیبان چمن نغمہ سرائی بھولین نرگس کی آنکھین روتے روتے سوج گئین
نہرون کو جوش ملال موجون کے کلیجے پر خنجر بے آب چل رہے ہین حباب بدحواسی مین اُبل رہے ہین
لب ساحل سے صداے افسوس بلند مچھلیان اس ماہیت سے ماہر ہو کر دردمند باد صبا کو
چل نکلنے کی خواہش خار کو خار الم سے کاہش جھونکون سے ہوا کے رونے کی آواز آتی ہی زمین چمن
اس بدعت پر تھراتی ہی گلاب جوش غم سے عرق عرق ہی گل نسرین کا فرط رنج و ملال سے کلیجہ شق ہی
طفلان غنچہ چٹک کر غل مچاتے ہین نخل شاخون سے اُس ستمگر کے بچانے کو ہاتھ بڑھاتے ہین
باغ مین ہنگامۂ قیامت خیز بدعت انگیز برپا ہی یہ بیحیا ایک کوڑا مار چکا ہی ہر مرتبہ غصے مین کلمات
سخت کہکر بڑھتا ہی بختیارک کمر سے لپٹ لپٹ جاتا ہی تمام سردار گرد مین عرض کرتے ہین بس
اے رستم زمان اسکے واسطے اتنی سزا کافی ہی ابھی کوڑے مین تڑپ کر مر جائیگی ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے کوڑا کھا کر زبان کھولی کہ او بیحیا خنجر سے مجکو جلد قتل کر میرے خون سے ہاتھ بھر تو نے میرے
وارثون کو غفلت مین قتل کیا اگر وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہوشیار ہوتا تو حال اس بیداد کا کھل جاتا تجھ ایسے
دیو خصال اُس شیر دلیر کے ہاتھ سے صدہا واصل جہنم ہوے افسوس دل کی حسرت دل مین
رہی مین اپنے وارث کو دل کھول کر رونے نہ پائی عجب مین بدنصیب اور سبز قدم تھی کہ جاتے ہی اس
گھر کو برباد کیا فلک نے مجکو لوٹ لیا ان کلمات حسرت آیات پر اور زیادہ جھلاتا ہی سب سے کہتا ہی
مجکو چھوڑ دو مین اس زبان دراز کی زبان قلم کرون اچھی طرح سزا دون مگر سردار سب فولاد سے
لپٹے ہوے وہ کشتۂ حسرت و یاس اپنے معشوق سے دور بدعت سے اس ظالم کی رنجور بیتابی مین

یہ اشعار مصیبت آمیز زبان پر جاری تھے اشعار مصنف	کہتی تھی پکار رو کے ناکام

ای زور ہمارے ہاتھ کو تھام
ای شوق کراب تو دستگیری
دل ضعف نے توڑا ہی ہمارا
بیچین سکیے ہی بیقراری
یہ جسم پہ چوٹ اُٹھائے ہین ہم

غزل موافق مقام مضمون ہذا

وصل کا ہونا ہی سائل دل ناشاد عبث
تیغ کھینچے ہی مرے سر پہ تو جلاد عبث
ہاں دیر ہوتے تو کچھ لطف رہائی ہوتا
دیکھتا باغ مین ہی جانب شمشاد عبث
ہنسکے وہ کہتے ہین کیا فائدہ اس سے ہوگا
وصل مین ای دل ناشاد ہی تو شاد عبث
مجکو وہ شیرین شمائل نہ ملے گا نہ سہی

طاقت بیتاب ہو گئی ہی
عاجز ہی شباب مثل پیری
آرام قرار کو نہین ہی
غم کرتا ہی آ کے غمگساری
فرقت مین کسی کی مبتلا ہین
بوسے وہ رہتا ہی تو مائل فریاد عبث
دیکھنا ہنسکے وہ کہدیگا پری زاد عبث
کلمۂ اُف کبھی آئیگا لب پر میرے
اب رہا کرتا ہی تیرا مجھے صیاد عبث
ای دل زار جنون ہوگا کہے دیتا ہون
تو کیا کرتا ہی یہ نالہ و فریاد عبث
ایک کو بھی نہین دیوانہ بناتے دیکھا
پھوڑتا سر کو ہی تو صورت فرہاد عبث

تسکین خراب ہو گئی ہی
ای طاقت رفتہ آ خدا را
راحت دل زار کو نہین ہی
اک کوڑے کا زخم کھائے ہین ہم
مجبور ہین قیدی بلا ہین
وہ نہین مین ہون جو کردو مجھے آزاد عبث
جنبش ابروِ خمدار سے کر قتل مجھے
ظلم کرتا ہی تو ای بانی بیداد عبث
یاد آجائیگا پھر قامت موزون ای دل
ہر گھڑی عشق کا کرتا ہی سبق یاد عبث
صبح ہوتے ہی رخ ہجر نظر آئے گا
مجھسے بے پر کی اُڑاتے ہین پریزاد عبث
اُلجھی طرف آسمان کے وہ گرفتار

رنج و مصیبت سخت اُٹھا کے عرض کرتی تھی کہ ای معبود بے نیاز مسبب الاسباب رب ارباب اس ظالم کی بدعت سے اس کنیز کو بچانا اپنی کارسازی سے اُس شہریار کو زندہ دکھانا اپنے بخت واژگون طالع نگون سے یہ امید نہین ہی مگر تو جامع المتفرقین رب العالمین ہی جسم خاکی مین روح کو پھونکتا ہی بطن مادر مین کس آرام سے جگہ دی چالیس روز قبل از ولادت پستان مادر مین دودھ مرحمت فرمایا کس شفقت سے پرورش کیا اس بیکسی اور بے بسی مین بھی تو ہی معین و مددگار ستار و غفار ہی ماں باپ سے زیادہ ستر درجہ مہربان ہی ہر وقت بندون پر تیرا احسان ہی ہاے اسکو بھیجون میرے وارثون کو خبر کرے میری آہ دلدوز اثر دکھاے اُس شہریار کے جد و پدر کو یہ حال معلوم ہو جاے ناظرین خوش آئین یہ دل خستہ ہو کہ ملکہ تو دعا مین مصروف ہی تمام جسم کوڑے کی ضرب سے پاش پاش موت کی تلاش فولاد و فولاد شکن کو سب سردار لیٹے ہوے ہین قریب ایک سیمین عذار صنوبر قد کے نہین جانے دیتے مگر حال شنا پوید شیر دل کا سنیے کہ خون زخمہاے ابریخ نوجوان کا چہرے پر ملے ہوے طرف لشکر کے چلا تھا یہان ستارۂ سحری

چمک چکا ہی لشکر اسلام مین خانیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالی وقار نماز سے فراغ حاصل
کر کے سلاح سے آراستہ ہوے واسطے مجرے کے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے بادشاہ مجاہد سعد بن
قباد بارگاہ مین آ کے سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوے یکایک صاحبقران زمان تشریف لائے وتکل
آصفی پر بادشاہ کو سلام کر کے بیٹھے چند سردار آئے ہین مگر بادشاہ مجاہد نے دیکھا امیر باوقار مثل تصویر
خاموش چہرے پر غم والم کا جوش ظاہر ہوتا ہی پوچھا کہ ای جد عالی تبار آج آئینہ رخسار پر گرد ملال معلوم
ہوتی ہی مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا ای شہریار کیا عرض کرون خود بخود تصدیع انتشار
دل غل مار ہی ہے آپ بیقرار ہی سبب نہین کھلتا خدا خیر کرے شب کو کچھ خواب ہاے پریشان دیکھے کچھ
یاد نہین کہ کیا دیکھا اتنا خیال ہی کہ زمین پر دریاے خون جاری نظر آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی بادشاہ نے
کہا تعبیر اسکی ظاہر ہو کہ کئی دن ہوے ایک پہلوان براے مدد لقا فولاد فولادشکن نام آیا ہی اُسکو
بڑا جرأت کا دعوی ہی یقین ہی اُسی سے مقابلہ ہوگا پروردگار مالک ہی انشاء اللہ فتح وظفر عطا کرے گا
صاحبقران یہ باتین کر رہے ہین کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران تشریف لائے
تسلیم کر کے طرف دست راست کے بیٹھے ابتو فرداً فرداً سردار آنے لگے مالک اژدر و بہرام گرد
بن خاقان چین بصد تمکین داخل ہوے امیر باتوقیر نے مالک سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج کیا سبب
ہی علمشاہ نوجوان و شاہزادۂ ملک قاسم کو آنے مین دیر ہوئی مالک نے عرض کی غلام خبر پا چکا
ہی اپنے خیمون سے برآمد ہوے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین مگر ای شہریار اطلاع حضور کو کرنا
ضرور ہی کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گئے ہین ابھی تک واپس نہین آئے
صاحبقران نے سر اٹھا کر فرمایا جواہر بن عمرو کو بلاؤ خدمتگار باہر گئے جواہر بن عمرو کو بلا کر لائے
جواہر نے آ کر قدمبوسی کی ہاتھ اٹھا کے دعاے جان درازی دی امیر نے زبان معجز بیان سے
فرمایا کہ ای جواہر تم اب مقام پر خواجہ عمرو کے بعہدۂ جانشینی قائم ہو ہر بات کا خیال رکھا کرو آج
کئی روز سے ایرج نوجوان شکارگاہ مین گئے تم کو بھی کچھ دریافت ہوا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہی تمھاری
عقلمندی سے عجب ہی کہ خبر نہ منگاؤ اشیا مین تامل ہونا بڑی خرابی کی بات ہی جواہر نے کہا ابھی غلام
جاتا ہی خود اپنی آنکھ سے اُس شیر کو دیکھ آتا ہی اگر نہ پے گا تو فوراً ساتھ لاؤنگا یا خبر مفصل سناؤنگا
امیر نے بیقرار ہو کر فرمایا نہین معلوم کیا باعث ہی مین نے ایرج نوجوان کا زبان سے نام لیا

میرے کلیجے پر غم و الم کا خنجر چل گیا تم صرف خبر دریافت کرو کہ ایرج کس مقام پر ہے میں خود جاؤنگا
نور نظر کا حال دریافت کرونگا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا لشکر میں ہونا صد ہا خرابیان و پیش بینی
وہ سب کی فکر رکھتا تھا نہیں معلوم طلسم ہوش ربا میں میرے عیار وفادار پر کیا گذری ابتک عرصہ دراز
سے کچھ حال بھی نہیں دریافت ہوا وہ اگر موجود ہوتے ضرور ایرج نوجوان کی لحظہ لحظہ کی خبر لیتے
جواہر بن عمرو یہ سنکر باہر نکلا قصد ہی کہ واسطے خبر کے جاؤن مگر شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان
خونریز خاور سپاہ اپنی بارگاہ افراسیابی سے برآمد ہوئے ہین کہ جاکر دربار شاہی مین حاضر ہون اتنے
مین قیماس خان خاوری و الماس خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و عمرو گورز ادختنی
و شاہزادہ فرخ بخت و توسن بن ترک وغیرہ گئے قاسم کے ہمراہ ہوئے مرکب قاسم خاور سپاہ
کا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سائیس کوتل لیے ہوئے چلا آتا ہی قیماس خان خاوری نے پلٹ کر دیکھا
کہ قاسم کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہین دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار خیر تو ہے قاسم نے کہا
ماموجان اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو چلا آتا ہی سبب نہین معلوم مگر اسوقت خدانخواست
کوئی صدمہ عظیم میرے نور نظر ایرج نامور کو پہونچا کہ دل بھرا آتا ہی قیماس خان نے جواب دیا کہ اے
شہریار وہ آپ کے بیٹے کے شیر ہین صف شکن ہین دلیر ہین اُنسے کون آنکھ ملا سکتا ہی قاسم نے کہا
اے ماموجان خدا نہ کرے وقت اُفتادہ نہ آئے چرخ کجرفتار گردش نہ دکھلائے بڑے بڑے رستم
ایک پیرزال کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے ہین تقدیر سے سب مجبور و ناچار ہوئے ہین اور وہ تو ابھی
کا سخن ناشنیدہ آتشو شعلہ مزاج یہ کہکر بے اختیار ایک چیخ ماری قیماس خان دوڑ کر لپٹ گئے
کہ اے شہریار آپ ناحق بھی ایسے شگون بد زبان سے نکالتے ہین وہ صحت و عافیت سے ہین ابھی
جاکر اُنکو ساتھ لاتا ہون قیماس خان نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہون دیکھا کہ جواہر بن
عمرو چھپتا ہوا آتا ہی قاسم کو دیکھکر سلام کیا قاسم نے کہا اے جواہر دربار مین جدعالی تبار آگئے سب
سردار جمع ہو چکے تم خلاف وقت کہان جاتے ہو جواہر نے کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہی صاحبقران
واسطے آپ کے فرزند ایرج نوجوان کے اسقدر بیقرار ہین کہ غلام پر غصہ فرمایا کہتے ہین مین نے
خواب پریشان دیکھا ہی مین واسطے اپنے نور نظر کے خود جاؤنگا مین صرف مقام دریافت کرنے
جاتا ہون بس قاسم اور زیادہ پریشان ہوئے اب اُفتاد کا یقین کامل ہوا کہ دادا جان خود مین لیے

ہین آنکا خواب پریشان دیکھنا خالی از علت نہوگا ای جواہر مین بھی چلتا ہون سیارہ بن عمرو عیار
قاسم کا حاضر ہوا سنئے دست بستہ عرض کی حضور مین ابھی خبر لایا یہ کہ لشکر شل باد صرصر کے ایکبار
نکل گیا قاسم نے کہا ای جواہر ایک لمحہ بھر اب انتظار کرنا سیارہ کا ضرور ہی یہ کہتے ہوے آسی
عالم اضطرار مین کنارہ لشکر پر آئے نگاہ حسرت سے طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین کہ آواز آئی
ہاے آقاے نامدار ای مولاے قدر شناس ہاے ای شہریار اب کون غلام کی قدر دانی کریگا
غلام کو اپنے ساتھ نہ لیا یہ رفیق خاک اُڑانے کو رہگیا قاسم نے کہا ہاے یارو دیکھو یہ کون غل مچاتا ہے
آواز تو کان سے آشنا ہی یہ کلمہ تمام نہوا تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا شاپور اپنے فرزند کے عیار کو اس
حال زار سے دیکھا کہ منھ پر خاک و خون ملا ہوا گریبان پھٹا ہوا افتان و خیزان آتا ہی جیسے ہی قاسم
نے دیکھا بیتاب ہو کر پکار اٹھا بیت ای پیک راستان خبر یار ما بگو ۔ احوال گل بہ بلبل بستان
سرا بگو یہ خون کسکا چہرے پر ملا ہی قالب خاکی مین روح تڑپ رہی ہی بیان کر شاپور منھ کے
بھل زمین پر گرا کہا حضور کس زبان سے کہون شکارگاہ مین شاہزادہ شکار ہوا تیر غم ہمارے دل کے
پار ہوا فولاد فولاد شکن کی دختر شاہزادے پر مائل ہو کر آئی کئی دن سے اُنکے خیمے مین تھی کسی دم انداز
نے فولاد فولاد شکن کو خبر پہونچائی فولاد مُنھ کا بت گراہی نامردانہ و ابدی گھات کا وقت تاک کر
آیا شاہزادہ سوتا تھا عالم خواب مین آکر تلوارین مارین بیٹی کو اپنی لیکر چلا گیا وہان کون تھا جو اس
دیو خونخوار کو روکتا شکارگاہ مین بیلیے قراول میر شکار چند پیدل سوار وہ بھی پڑے سو رہے تھے
ایسے وقت پر آیا کہ یہ ظلم کر کے صحیح و سالم نکل گیا بس یہ سننا تھا کہ قاسم نے اپنے کو ہاے فرزند جوان
کہکے فرش خاک پر گرا دیا بے اختیار پکار اٹھا ای نور نظر اشعار

رفتی و مرا خبر نہ کردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی
چون زلف دلم بپیچ و تاب است
در آتش غم جگر کباب است
دیگر ای راحت جان و دل ہمارے
تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے
تیرے لیے بیقرار ہون مین
سر پیٹ کے اشکبار ہون مین
ای شیر کہان تجھے مین پاؤن
کس دشت مین ڈھونڈھنے کو جاؤن
چلتا ہی جگر پہ غم کا خنجر
ای لال لہو مین تو ہوا تر
گلشن کو مرے اجل نے لوٹا
مجھسے مرا نونہال چھوٹا
ای نور نظر بید سکجائی
افسوس مٹی تری جوانی

سرداروں نے گود مین اٹھایا کہا ای شہریار ایسے کلمات زبان پر نہ لائیے ہملوگون کا دل پھٹا

زخمی ہوے ہین کیا کبھی اُنھون نے زخم نہین کھاے کونسی ایسی نئی بات ہی جلد چلیے چلکے زخمدوزی
کرین انشاءاللہ دیر شیر بیشہ حضور اُس روباہ خصال کو ٹوک کر مارے گا چلکر پہلے خبر تو لیجیے غرض
ایسے کلمات کہکر قاسم کو زمین سے اُٹھایا کہ دوسرے گوشۂ صحرا سے آواز رونے کی آئی دیکھا سیارہ
بن عمرو آپہونچا مگر بدحواس عالم یاس قاسم نے پوچھا ای عم نامدار کیا خبر لاے سیارہ بن عمرو نے کہا
ای شہریار مین تا بہ خیمہ ایرج تو نہین پہونچا جبتک کہ طرف باغ سلیمان کے نکل گیا دروازے پر باغ
کے اہالیان فوج فولاد جمع ہین اُنسے پوچھا تو دریافت ہوا کہ فولاد بنی دختر معشوقۂ ایرج کو پکڑ کے لایا ہی
باغ مین نخل سے باندھا ہی اور کوڑے مار رہا ہی حضور صدمے نحیف و ضعیف اُس ماہ پارہ کی
میرے کان مین بھی آئی نام آپکے فرزند کا لیکر رو رہی ہی اور نام پروردگار عالم زبانپر جاری
ہی اور یہ کلمہ حیرت افزا مین نے اپنے کان سے سُنا کہ ارے لوگو میرے وارث کے والد نامدار کو
خبر کرو تمنا اُنکو سنا دو کہ آپکی بہو پر یہ بدعت ہو رہی ہی لونڈی کو اپنے فرزند کی آکر بچائیے یہ حال
پُرملال سُنکر قاسم کے آنسو خشک ہو گئے دریاے جرات نے جوش مارا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا
فرمایا یہ بےحیا نامرد اپنے دل مین کیا سمجھا ہی شیر کو عالم خواب مین زخمی کرکے بہت بلبلاتا ہی عورت پر غصہ
اُتارتا ہی بخدا اللہ میری بہو ہی مین پہلے وہین جاؤنگا اپنی جان دونگا یا اُس ظالم کے ہاتھ سے اپنے
کلیجے کے ٹکڑے کو بچاؤنگا یہ کہا پشت مرکب پر سوار ہو کر قیماس خان و حسن خان وغیرہ سے کہا
آپ لوگ جاکر اُس کشتۂ حسرت و یاس کی خبر لین براے خدا میرے ساتھ آنے کا قصد نہ کرین
یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب صبا رفتار طرارہ بھر کر چلا قیماس خان وغیرہ بیچارے خبر ایرج چلے
جانتے تھے کہ قاسم نہایت آشفتہ ہی ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کرے اور اُدھر کی خبر لینا واجب و
لازم ہی روتے خاک اُڑاتے طرف خیمۂ ایرج کے چلے قاسم یکہ و تنہا آنکھین بند قلب مین پھڑکن
جگر کو تڑپن وہ مرکب جسپر کبھی چابک نہ چھوا تھا اُسپر کوڑے پہ کوڑا پڑ رہا ہی وہ مثل باد صرصر
اس تیزی سے جاتا ہی اگر نخل سامنے آیا پھاند گیا کنوان گڑھا سب اُسکے روبرو برابر ہی مگر فضاے کا
حال لشکر اسلام ساعت فرمائیے اب لشکر اسلام مین یہ خبر اُڑی کہ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد
شکن نے صحرا مین مار ڈالا قاسم نوجوان اپنی بہو کو چھڑانے گئے ہین سرداران قاسم لاشہ
ایرج کی فکر مین ہین جواہر بن عمرو جسکو صاحبقران زمان نے بھیجا تھا قاسم کا جانا اپنی آنکھ

قتل ہونا ایرج کا کانون سے سنا روتا ہوا بھاگا کہ صاحبقران زمان کو خبر کردن سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا اُسنے تو قاسم کو بچپن سے گود مین پالا ہی مزاج سے بخوبی ماہر ہی آتشخوئی کا حال اچھی طرح ظاہر ہی سوچا اگر قاسم نوجوان کو روکونگا یہ میرے فرشتون کا بھی کہنا نہ مانین گے مین جا کر انکے والد نامدار علمشاہ ذی وقار کو خبر کردن یہ سوچکر طرف بارگاہ رستم کے چلے مگر رستم پیلتن و پیلکش کشندۂ فیل ہندی و دویل ہندی علمشاہ نوجوان بارگاہ آسمان جاہ سے نکلے انکے سرداران صف شکن پہلوانان تیغزن آلاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی و کپی ارنسال و کپی زلزال و نہنگ بچہ دریائی و سافظ شاہ دربندی وغیرہ در دولت پر حاضر تھے طنبور گرگڑا رہا ہی پلٹنین گورون کی جمی ہوئی کھڑی ہین جیسے ہی رستم برآمد ہوے انگریزی باجا بجا انگریزون نے ٹوپی اُتار کر سلام کیا استر مالا کبود فرنگی کسا ہوا سامنے کھڑا ہی عیار رستم کا مہتر سمک یلطاقی قفلورۂ زرلفتی مینادہ سقرلاتی بانات عیاری سے آراستہ ہو کر سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا رستم نے گھبرا کر کہا اے سمک سمت بارگاہ قاسم یہ کیسا ہنگامہ ہی لوگ کہان دوڑے ہوے جاتے ہین مجھے قاسم کی آتش خوئی سے ہر وقت تردد رہتا ہی شاید کسی سے فساد ہوا بڑھ کر خبر تو لا سمک نے قصد کیا کہ بڑھون دو قدم نہ گیا تھا کہ دیکھا سیارہ بن عمرو سر برہنہ بھاگا ہوا آتا ہی رستم نے پوچھا سیارہ خیر تو ہی تیرے آنے سے ثابت ہوتا ہی کیا قاسم سے کسی سے تلوار چلی سیارہ قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رویا عرض کی ای شہریار آپ کے باغ پر بہار پر خزان آئی ہی شہزادہ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے زخمی کیا یا میرے منھ مین خاک دشمنون کو اُسکے مار ڈالا لیکن اُنکی معشوقہ کو گرفتار کر کے باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین سزا دینے کو لے گیا ہی قاسم یکہ و تنہا اُس باغی بے لڑنے کو گئے ہین کسی سردار کو ساتھ نہین لیا علمشاہ نوجوان نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ رو متغیر حال ابتر کہا یار و غضب ہوا فولاد کی جرأت سے بڑے شہرے ہین فوج بے انتہا ساتھ لایا ہی اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہی اُس سے انجوہ پر اکیلا گیا ہی یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے تیغ کپتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی لشکر اندوہ و اعوانے گھیرا ہی تعاقب مین قاسم نوجوان کے روانہ ہوے مگر جوا بن عمرو و غل مچاتا ہوا لشکر مین یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ یار و برائے خدا قاسم کی جلد خبر لو یکہ و تنہا

طرف باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے گیا اب تو لشکر میں ہلڑ ہو گیا جسنے سنا وہ چلا شاہزادہ دارا
کشور کشا برادر علمشاہ نوجوان بقہر و غضب چلے اک سمت سے ہاشم شمشیرزن فرزند حمزہ صف شکن
خورشید بن ہاشم و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ شیر افگن بن حمزہ یہ سب شاہزادے
باتو طرف بارگاہ سلیمانی کے جانے لگے جسنے یہ معرکہ جانگزا سنا اسی طرف پلٹ پڑا یہ تو سب فرداً
فرداً جاتے ہیں مگر لشکر میں یکایک نقارے بجنے لگے قرنا بگل باجے بجے صاحبقران زمان نے
بارگاہ میں فرمایا ای لندھور بن سعدان دیکھو تو لشکر میں کیا قیامت برپا ہوئی کیا دن دہاڑے
فوج لقا آپڑی لندھور گھبرا کر باہر آئے دیکھا چار طرف ہنگامہ ہی ہر سردار فرداً فرداً گھوڑے کو
ڈالے ہوئے طرف صحرا کے جاتا ہی ہر ایک سے لندھور پوچھتے ہیں کوئی اصلی کیفیت نہیں
بتلاتا تلوار اٹھائی اور بھاگا لندھور حیران کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہے کہ دیکھا جواہر بن عمرو سامنے
آیا اسنے لندھور سے رو رو کر مفصل حال کہا لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کے
عاشق ہیں دوست صادق محب واثق ہیں چھاتی پر ایک گھونسا مارا خیال میں آیا کہ جب تک امیر
باتوقیر سے خبر کرنے جاؤگے اتنے عرصے میں اگر وہاں کوئی فرزند حمزہ خدانخواستہ قتل ہو گیا تو روسیاہ
کیسے دکھاؤگے روانہ ہونا جلد چاہیے بتعجیل اپنے لشکر میں آئے فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوئے
اہالیان فوج اور سرداروں کو آواز دی یارو جلدی تیار ہو میں بڑھتا ہوں یہ کہکر فیل میمونہ مبارک کو
کجک مارا ہاتھی دوڑتا ہوا چلا مرکب سے زیادہ تیز قدم گرز خردیم دی پرچہ کوہ اٹھارہ سو من کا
کاندھے پر دھرا دوڑی میں جاتے ہیں یہاں سرداران لندھور بن سعدان عادل شیردل
و فاضل شیردل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک و کمنی اور دونوں بیٹے
لندھور کے ارشیون پرویز اور فرہاد خان یک ضربی بتعجیل تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہو کے
عقب میں لندھور بن سعدان کے چلے نو لاکھ ہندیوں کا لشکر بصد کر و فر بجاہ و حشم چلا یہاں بارگاہ
میں صاحبقران زمان حیران ہیں کہ لندھور بن سعدان گئے کیوں نہ پلٹے اس تردد میں تھے
کہ جواہر بن عمرو بے پردہ اندر آیا گریہ و زار اشکبار صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای مہتر جواہر
کیا ہوا جواہر بن عمرو نے ایک پچھاڑ کھائی سر زمین پر دے مارا کہا ای شہریار غضب ہوا
فولاد فولاد شکن ایرج نوجوان کو زخمی کر گیا اور اپنی دختر کو لیکر باغ میں باندھا ہی قاسم نوجوان

اکیلا گیا اُسکے تعاقب میں رستم پیلتن تملشاہ نوجوان بھی اسی طرح فرداً فرداً سب سردار گئے مگر قاسم نوجوان پہونچ گیا ہوگا ای شہریار خدا کے واسطے جلد چلیے سرداروں کو بھیجیے قاسم کی خبر لیجیے بس آہ کا نعرہ کرکے صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ان نوجوانوں کے جوش و خروش نے ہم کو مارا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے تیغ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو اُڑایا اب بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ہر سردار اُٹھا بارگاہ سے نکلا اور روانہ ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے فرمایا سبحان اللہ ہم ہی نامرد ہیں کہ سب سردار جاکر جان دیں اور ہم مرغ زرین بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہیں غصے میں فرمایا کہ مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار کر دو یہ کہکر تیغ تمقام کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بادشاہ کا اُٹھنا ہر خرد و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان سات سو تاجداران اولوالعزم اپنے اپنے ڈنگہائے زرین سے اُٹھے باہر جبتک نکلیں دیکھا بادشاہ سوار ہو چلے نقارہ سلیمانی و نقارخانہ سکندری ہاتھیوں پر لدچکا اب تو چار جانب سے کل سردار یعنی کرتیس سیر گردن و نعمان بن منذر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف ذوالیدین و مندویل اصفہانی و شہریار عراقی و عبدالجبار حلبی و عبدالقہار حلبی و دارو غہ بارگاہ سلیمان قبۂ دین ستون اسلام کرب پُرحرب نظر کردۂ بزرگان دین جلالت آئین ویل عادیان پور شدادیان کہتان کرب بن کوہ کرب انکے ساتھ ذوالخمار عادی و ارجد عادی و دریابار عادی وغیرہ مع بارہ ہزار قزاق ایک کے بعد ایک عقب میں شہنشاہ گیتی ستان کے چلا پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان مغربی اٹھارہ سو رُمیان ترکی سوار ہوکے آمادۂ حرب و پیکار ہوکے چلے مگر اول ذکر شاہزادہ خاور سپاہ قاسم نوجوان کا تحریر ہوتا ہی کہ غم فرزند نوجوان میں مبتلا آنکھوں کے نیچے اندھیرا راستہ سوجھتا نہیں دل تڑپ رہا ہی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے طرف باغ کے جاتے ہیں بقدرت پروردگار پشت پر دیوار باغ کے پہونچے فولاد فولاد شکن کے نعرہ کوہ شگاف کی صدا اُٹھی اور ایک آواز نحیف و ضعیف آئی ہی کہ ای خالق یکتا ای رب دوسرا میرے وارث کو بچانا میرے بزرگوں کی صورت مجکو دکھانا اب قاسم نوجوان نے گھبرا کر آنکھیں کھولیں دیکھا کہ میں دیوار کے اس پار ہوں اندر باغ کے ہنگامہ ہی یقین ہی کہ

یہ صدائے درد آمیز اس کشتۂ حسرت و یاس کہ معشوقہ کی ہے وہی بلک بلک کے رو رہی ہے آنکھوں
سے آنسو ٹپکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا گھوڑے کو چند قدم پیچھے ہٹا کے کوڑا مارا مثل طاؤس مرکب
باد رفتار دیوار کو اُڑ گیا ایک چمن میں آگرا اب قاسم نوجوان نے دیکھا کہ ایک مہ جبین دریائے
خون مین نہائی ہوئی درخت سے بندھی ہے اور ایک دیو خصال کوہ پیکر کوڑا ہاتھ مین لیے جھُنجھلا کر
گرد سر دارہین وہ لپٹ جاتے ہین بس قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بیتاب ہو گئے اسکو
پیدل دیکھکر آپ بھی پشت مرکب سے کود پڑے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار لال پوش خاوری	منم قاتل کافران پلید
بہ سطوت بہ شوکت بہ ہیبت وحید	ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین	ہمہ باختر شد بزیر نگین	آواز دی او نامرد عورت پر

کیا غصہ کرتا ہے مردان عالم سے آنکھین چار کر ہم پر آکر وار کر بختیارک نے جو قاسم نوجوان
کو بقہر و غضب آتے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا حضور دیکھیے مین انکو ہر چند منع کرتا ہون میرا کہنا
نہین مانتے آپ کی بہو کو کوڑا مارا ہم کہتے تھے کہ وہ شیر آتے ہونگے قاسم سے تو یہ کہا پھر طرف
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے متوجہ ہوا کہا بی بی اب نہ رو تمھارے خسر صاحب آ پہونچے
تمکو لیجائینگے بختیارک کے کہنے سے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر اُٹھایا قاسم کو دیکھا ہر چند
کہ بندھی ہوئی ہے مگر ضبط کر کے آواز دی حضور کیون لونڈی کے بچانے کو آئے مین سبز قدمی اپنے
وارث کو کھا گئی میرا منھ دیکھنے کے لائق نہین ہے برائے خدا اس جلاد سے اپنی جان بچایئے
واسطہ اپنے دین و مذہب کا نکل جایئے مگر حضور کو گواہ کرتی ہون کہ مین لقا پر لعنت کر چکی ہون
اتنا احسان فرمایئے گا میرا جنازہ اُٹھوایئے گا کفن دفن مین مردہ لونڈی کا نہ چھوڑیئے گا مثل
خدا پرستون کے کنیز کا لاشہ اُٹھے کاندھا دیجیے گا اپنے نور نظر کی روح کا پاس کیجیے گا قاسم نوجوان نے
نعرہ کر کے آواز دی کہ بی بی تم تو اب ایرج نوجوان کی نشانی ہو وہ اتنی سی عمر لیکر دنیا مین آئے تھے
ساہی ملک عدم ہوئے ہمکو داغ دے گئے تم کو دیکھکر دل کو تسکین دینگے کیا مجال کسی کی جو اب
تم پر ہاتھ اُٹھائے یا نگاہ ٹیڑھی کر کے دیکھے فولاد فولاد شکن یہ کلمات سنکر مثل ابر کے گرجا بختیارک
کو تو گالیان دینے لگا کہ کیون او منافق دورنگی مسلمان کی تعریفین کرتا ہے بختیارک نے کہا وہ تو

میرے آقا مین مسلمان ہون اب دیکھو تمھارے واسطے بے چلی مچ لیکر آئے ہین بیگناہ تم نے انکی بہو کو مارا ہی دیکھو دم بھر مین سر تمھارا گوہ کھانا پھرے گا اس عرصے مین قاسم نوجوان قریب اپہونچے طرف نخل کے چلے جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہو منظور یہ ہوا کہ پہلے اسکو رہا کرکے قبضے مین کرون پھر اس بچیاسے لڑون فولاد فولاد شکن کب جانے دیتا ہی للکارا اسنے تیغ کھینچا ساتھ والون کو اشارہ کیا فوج کا بلوہ ہوا قاسم نوجوان نے نہنگانہ دریائے فوج مین غوطہ مارا تلوار چلنے لگی مگر قاسم مثل شیر غضبناک شمشیر زنی کر رہا ہی جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے کسی کا سر اڑا دیا کسی کی کمر گاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے

اشعار

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر
یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
فرید و برید و شکست و ببست
یلان را سر و سینہ و پا و دست

مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا ہی تلوار مثل برق کے چمک رہی ہی سپر بائین ہاتھ مین جرات بات بات مین جسنے ٹوکا اسپر جا پڑے ٹوک ٹوک کر سرداران زبردست سے لڑے کئی سو کا فر مارے صف کو درہم و برہم کرکے ہرچند کہ کئی زخم کھائے تیر جسم پر بہت پڑے ہین تمام جسم چھننا ہوا فوارہ بنا ہوا چہرہ گلنار قریب نخل کے پہونچا چاہتے تھے کہ فولاد فولاد شکن نعرہ کرکے قریب آیا اور اس نامرد نے پشت پر سے ہاتھ مارا قاسم چمک تلوار کی دیکھکر پلٹے پورا وار سر پر پڑا خود کو کاٹ کر تلوار فولاد کی نادوا برو پہونچی ایک بچیا نے پہلو سے نیزہ مارا نشانہ نشانہ ہوا قاسم نوجوان لڑکھڑا کے گرے تیغ ہاتھ سے چھوٹ گیا فولاد فولاد شکن جھپٹا کہ سر کاٹ لون کہ انکے والد نامدار علمشاہ نوجوان جسطرح قاسم پشت باغ پر پہونچے تھے اسی طرح قریب دیوار آئے قاسم نوجوان کے نعرے کی آواز سنی دیوار پر لپک کے گرز مارا دیوار تھرا کر گری اب دور سے دیکھا کہ صد ہا لاشے پڑے ہین اور قاسم زخمہائے کاری کھا کر قریب اس نخل کے گرا ہی جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہی ہوش اڑ گئے وہین سے نعرہ کیا کہ او بچیا کیا کرتا ہی کوئی زخمی کا سر کاٹتا ہی نعرہ علمشاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

بیٹے کو زخمی دیکھکر مرکب سے کود پڑے اسی جلدی مین قاسم کے قریب آئے کہ فولاد بد نہاد نہ پہونچ سکا تیغ کیتیان نیام انتقام سے لیا گرد قاسم کے پھر کے

اڑنے لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے قاسم نوجوان نے آنکھ کھولکر جو قریب اپنے دیکھا صدائے
ضعیف ونحیف منھ سے نکلی آواز دی قبلہ وکعبہ مجھے آپ کیون بچاتے ہین اپنی بہو کو بچائیے ڈھلکر کے
نکل جائیے ایسا نہو کہ کوئی اس سوختہ بخت کو قتل کر ڈالے آپ کے غلام ایرج کی نشانی ہے علمشاد
نوجوان نے آواز دی ای جان پدر کن آنکھون سے تمھارے حال زار کو دیکھون کن کانون سے
خبر وحشت اثر ایرج کو سنون کاشکے نابینا وگونگ پیدا ہوتا مگر ای نور نظر مطمئن رہو جبتک
مین زندہ ہون کیا مجال کوئی میری بہو پر ہاتھ ڈالے بعد میرے خدا کو اختیار ہے مصرع بعد از من
کن فیکون شدہ شدہ باشد + بندہ مجبور وناچار ہے وہ مالک ومختار ہے آبرو اُسکے ہاتھ ہے اُسی نے
جرات وشوکت عطا کی ہے تقدیر مین ہماری یہ رنج وملال لکھے تھے کہ تم کو اس حال سے دریاے
خون مین غوطہ مارتے دیکھین انشاء اللہ آج وہ تلوار چلے کہ ترک فلک بھی گھبرا جائے ہر مرتبہ
چاہتے تھے کہ فولاد بدنہاد پر جا پڑین وہ لاکھون یہ اکیلے قاسم کو بھی بچاتے تھے کبھی جھپٹ کے
چاہتے تھے کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو رہا کردین اپنے مرکب پر لادین پھر ساکھے سے لڑین
مگر فولاد بدنہاد نے بڑھکر ہاتھ مارا سر شہزادے کا زخمی ہوا دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے
بایان ہاتھ سینے پر قاسم کے رکھدیا داہنے ہاتھ سے تلوارین مار رہے ہین کفار کو اس حال
پر ملال مین بھی للکار رہے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا انکے بھائی کا یعنی ہاشم تیغزن نعرہ ہاشم
منم شیردل صفدر وصف شکن + یل نامور ہاشم تیغ زن دوسری طرف سے نعرہ ہوا اتم
رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی نعرہ فرامرز عاد + جہان پہلوانم یل نامدار
پسر خواندہ شاہ اشقر سوار + میدان مردی چو رستم نژاد + شہنشاہ مغرب فرامرز عاد
ایک طرف سے نعرہ داراب کشور کشا کا ہوا نعرہ دارا + یل نامور شیر دشت وغا
شہنشاہ داراب کشور کشا + ایک طرف سے نعرہ ہوا شاہزادہ جمہور کا نعرہ جمہور
نامم شدہ در سالکے اتان تہمتن + جمہور جان سوز شہنشاہ تبرزن + ایک طرف سے نعرہ ہوا
مالک اژدر کا نعرہ مالک اژدرم مالک اژدر خشم وکین + سپہدار در لشکر اہل دین
بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت وتاج + ایک طرف سے نعرہ ہوا امنم
گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان ومسلمانان بہم زنندہ زمرد بے ایمان صاحبقران

بن صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر	ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کشاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان جم اندم | پناہ لشکر اسلام نورالدہر کہ ایش	عدو در رزمگاہش صید ہر اہل کمان خواہد

ایک سمت سے بہرام گرد بن خاقان چین کا نعرہ ہوا نعرۂ بہرام — منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از ہیبت من بلرزد زمین + مگر واضح ہو کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت باغ سے
فرداً فرداً آتے آتے ہی جا بجا گھر گئے مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان شیرانہ شمشیر زنی
کرکے قریب علمشاہ و قاسم کے پہونچ گئے ایک طرف نورالدہر ایک جانب انکا سردار نیز
بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو یہ دونوں
جوان بصد شوکت و شان گرد علمشاہ و قاسم کے پھر رہے ہیں زخم کھاتے ہیں مگر انکو بچاتے ہیں
فولاد فولاد شکن گینڈے پر سوار ہوا ہی دو سو من کا تیغہ ہاتھ میں سرداروں کو زخمی کرتا پھرتا ہی
فوج اس بیحیا کی بیحساب چار طرف سے مصروف جنگ ہی مگر دل سے کہتا ہی کہ ای فولاد قول
بختیارک کا کرسی نشین ہوا وہ کہتا تھا کہ ان مسلمانوں کا مثل چیونٹیوں کے تانتا بندھ جاتا ہی
حقیقت میں یہی رنگ ہی ہر شیر دل آمادۂ جنگ ہی حقیقت میں بلاے روزگار ہیں مرنے پر تیار
ہیں اور ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سب سردار عقب باغ سے پہونچے ہیں ایک ایک انمیں ایک
ایک سردار لڑ رہا ہی قیامت کا معرکہ پڑ رہا ہی اور بختیارک نے جب یہ ہنگامہ دیکھا در باغ پر آیا
سات لاکھ کو جو ملازمان فولاد کمر بندی کر چکے ہیں بختیارک نے یہ انتظام کیا کہ ان سب سے
کہا یارو فرزندان حمزۂ عرب بصد جوش و غضب اور چند سردار اندر باغ کے پشت پر سے پہونچ
گئے ہیں اگر تم یہاں پر سے جاؤ گے مدد اسلام کی نہ پہونچنے پائیگی تو وہ سب اندر والے قتل ہو جائینگے
تیغ بیدریغ فولاد سے پناہ نہ پائینگے یہاں تو اس بیحیا نے فوج کو یوں جمایا جیسے دیواریں لوہے
کی جمعی ہیں اور آپ خچرے پر سوار ہو کر بھاگا جا کر لقا کو خبر دی کہ یا خداوند آج قیامت کی لڑائی
مچی ہی آپ بھی جلدی سوار ہو جیے مع فوج چلکر شریک ہونا مناسب ہی لقا فوراً تخت پر سوار ہوا
اب تو لشکر بیشمار تیار ہوا فوج دریا موج کو لقا لیکر چلا قریب باغ کے پہونچا تھا کہ ایک طرف سے
لشکر اسلام کے گرد اڑی اہالیان فوج لقا نے دیکھا کہ داراے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان
فیل میمونہ مبارک پر سوار گرز کاندھے پر بیچ میں نو لاکھ ہندیوں کے سامنے نمایاں ہوئے

بختیارک نے فوج والون کو آواز دی کہ خبردار یہ فوج آگے بڑھنے نپائے جلدان ہندیون کو
یہین روک لو چارطرف سے سنجانی و باختری و مشتری و حصاری فوج لندھور پر آپڑے
ہندیون سے تلوار چلنے لگی لندھور بن سعدان کو رک جانے کا بڑا قلق ہی نعرہ کرکے فوج لقا
سے لڑنے لگا نعرہ لندھور

فلک شد بارگہ انجم خیمہ رشید تاج من
منم صاحب جمع دو جانشین مہ در گردان
بفرمانم بود صد ہزار و ملک ہندستان
منم ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان

لندھور لڑتا بھڑتا ہوا چاہتا ہی
کہ باغ کی طرف نکل جاؤن مگر فوج لقا مثل مور و ملخ کے ہی نکلنا دشوار ہو گیا مگر ہندیون نے لاش
پر لاش گرادی کہ یکایک لندھور نے دیکھا زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
بکف تیغ عقرب یکے ذوالجام
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جیسے لندھور سے اور امیر با توقیر سے آنکھ چار ہوئی لندھور نے دیکھا کہ صاحبقران کا عجیب
حال ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی غصے سے چہرہ لال ہی آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے گرد و غبار مین اٹے ہوے لندھور کو صاحبقران نے آواز دی ای جانشین
من میرے فرزندون پر کیا گذری کیا آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی لندھور نے کہا ای آقا
خدا نکرے کہ آپ ملول ہون غلامان شہنشاہی کو کبھی رنج و غم نہ حصول ہون وہ سب شاہزادے
اندر باغ کے مصروف جنگ ہین مجھے راہ مین اس لقا کے لشکر نے روک لیا غلام مجبور ہو کے
لڑنے لگا قالب خاکی یہان روح وہان ہی وہ آفتاب عالمتاب شہریاری آنکھون سے نہان ہی
حضور اس لڑائی کو روکین غلام لڑتا بھڑتا وہین جاتا ہی جسطرح بنتا ہی اپنے کو ان شیرون تک پہونچاتا
ہی صاحبقران زمان عقرب سلیمانی کھینچکر لشکر لقا پر گرے لڑنے لگے طرف سے لشکر اسلام کے گرد
عظیم بلند ہوئی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ با توقیر مع تمام
لشکر اسلام و مع تاجداران نامدار و غازیان تہور شعار پیدا ہوئے بادشاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا
کہ صاحبقران زمان و لندھور بن سعدان لشکر لقا سے لڑ رہے ہین فرزندان صاحبقران
مین سے کوئی شیر دل اس مقام پر نہین ہی بادشاہ نے غصے مین مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
چراغ شبستان صاحبقران

بس بادشاہ جمجاہ مع تاجداران جلیل مثل عزرائیل فوج کفار پر گرے چشم زدن مین لاش پہ لاش
سر پر سر دھڑ پہ دھڑ گرا دیے باختری سامنے مسلمانون کے بھاگنے لگے سعد بن قباد جب ہاتھ تلوار
کا اُٹھاتے ہین سات سَو تاجدارون کی تلوار مثل برق کے چمک کر بلند ہوتی ہو جب بادشاہ کا
ہاتھ پڑتا ہو کل تاجدارون کی تلوار برابر سر دشمن پر چلتی ہو شمع حیات کفر جلتی ہو سات سو
سرا ئے خون کے ایک مرتبہ بلند ہوتے ہین سات سو کافر ایک مرتبہ واصل جہنم ہوتے
ہین سات سو مرکب کوتل ایک مرتبہ ہنہنا کر بھاگتے ہین چار پانچ حملون مین بادشاہ نے
قیامت برپا کر دی لندھور نے جو ذرا مہلت پائی لڑتا ہوا قریب باغ کے پہونچا دیکھا دیوار باغ
پر صفین مثل سد سکندر جمی ہین علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہین اندر سے باغ کے نعرۂ فرزندان
صاحبقران کی آواز آتی ہو صدا سے شیران دشت نبرد کے زمین تھراتی ہو بس لندھور بن
سعدان نے آ کر سامنے اُن کافرون کے نعرہ کیا او نامردو سامنے سے ہٹ جاؤ در باغ کا راستہ دو
ورنہ خون کے دریا بہا دونگا پہلو سے نعرۂ صاحبقران کی بھی آواز آئی اور صدا دی کہ اے
جانشین من اے [illegible] کو جلد ابھر کر باغ مین پہونچاؤ مین بھی آ پہونچا لندھور نے جو اپنے پشت پناہ کو
آتے ہوئے دیکھا فیل میمونہ مبارک کو بڑھایا کوہیون نے دیکھا کہ تین پہاڑ جنبش مین ہین ایک
فیل بے عدیل دوسرے قد و قامت لندھور اسی ارج کا اس قد و قامت پر چہرہ مثل آفتاب
جہانتاب لندھور کا نام نامی اسی وجہ سے لندھور رکھا ہو لند یعنی مرد تو مندھور یعنی نیر اعظم
یعنی آفتاب تیسرا مثل کوہ گران کے اٹھارہ سو من کا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو
کاندھے پر اُس جوان خورشید کے دیکھکر ہوش و حواس کوہیون کے باختہ ہو گئے اور پہلو مین
لندھور کے دست راست پر نوذر فرہاد خان یک ضربی گرگدن مست پر سوار چوبدست
آہنی کو گردش دیتا ہوا جھولیں ہاتھ ڈالے ہوئے لڑ رہا ہو دوسری جانب شاہزادہ ارشیون برق
مثال بصورت لندھور فیل مست پر سوار تیغ برق مثال ہاتھ مین عقب مین نو لاکھ ہندی کھاتی
جنگ رستانہ کرتے ہوئے دم جرأت کا بھرتے ہوئے یون فوج کوہستان پر گرے جیسے شیر نر
رمۂ گوسفندان مین آ جاتا ہو شکار کرنے لگے بس لندھور ہاتھی بڑھاتا ہوا قریب پھاٹک کے پہونچا

کوہیون نے پھاٹک بند کر لیا لندھور نے پیچھے فیل کو ہٹا کر زبان ہندی مین بری چھو دھت کہکر اشارہ کیا فیل نے جھپٹ کر ایک ٹکر ماری پھاٹک گرا لندھور اندر گھسا ایک طرف سے صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے پہونچے ایک جانب سے بادشاہ حجاج مع فوج آگئے عقب سے لشکر لقا پہونچا اب تو دیوارین باغ کی پامال ہو گئین میدان وسیع مردان عالم کو ملا اب بخوبی لشکر اسلام اور لشکر کفار آپسمین مل گئے ایک طرف سے سرداران لقا و پہلوانان فولاد شکن فوجین مثل مور و ملخ آپسمین مثل آب شور و شیرین و نور و ظلمت بصد شوکت و ہیبت مل گئین

برق شمشیر چمکنے لگی نظم مصنف

وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
زمین چھپ گئی زیر افلاک پر
رسالون مین ایک ایک تھا مثل گیو
جو اکدم مین الٹین زمین بلخ
وہ قوت وہ طاقت میان جدال
کہ رستم بھی تھا زال پیش نظر
شجاع و قوی و جری و دلیر
گل زخم کھا کر ہوے باغ باغ
چمکتے تھے نیزون کے پھل جا بجا
کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کسی کے لگا نیزۂ جانستان
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بناف
کسی کا کہین نصف چہرہ کٹا
طمانچے کی ضرب اک اٹھا کر گرا

تزلزل زمین کو ہوا سربسر
وہ باجون کا غل دشت مین جا بجا
جوانان لشکر کا ہو کیا شمار
شجاعت مین رستم تو ہیبت مین پیل
جلال انکو آئے وہ جنگ اگر
سپر انکی یا پارہ ہاے جبال
نہ آیا کبھی انکی جرأت مین فرق
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
ہوے طائر تیر اڑ کر ہوا
کسی کے پٹا سینے پر آکے تبر
کوئی گرز کھا کر ہوا نیم جان
کسی کا کلائی سے ہاتھ اڑ گیا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
رہے پھر نہ اوسدم کسیکے حواس

پڑی چوب نقارہ رزم پر
چلی یون سپاہ گران کی بہیر
کواکب سے بھی تھے زیادہ سوار
پیادے بھی تھے مثل مور و ملخ
تو شق دشمنون کا ہو ڈر سے جگر
وہ تھی انکی زور آوری سربسر
سراپا تھے دریاے آہن مین غرق
گلستان ہمت کے روشن چراغ
بگیر و بزن کی صدا سربسر
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیر
تبر سے کسی کا ہوا سر شگاف
کسی کا لڑائی مین رخ مڑ گیا
کوئی ہاتھ پا لٹ کا کھا کر گرا
ہوا دو طرف لشکرون مین ہراس

طرفدار اسے بند لندھور بن سعدان بصد شوکت بہزاران جرأت اُس مقام پہ لڑتا ہوا آیا جہان نخل مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد معشوقۂ ایرج نوجوان بندھی ہی ایک سمت قاسم

زخموں میں چور چور ہو کر گرے ہیں زمین پر بیہوش پڑے ہیں علمشاہ نوجوان نے زخمی ہو کے
زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہیں ایک ہاتھ قاسم نوجوان کے سینے پر بجست ایک ہاتھ سے کافر کو
ہٹا رہے ہیں زخم کھا رہے ہیں اُس مقام پر کل فرزندان صاحبقران گھوڑوں سے کود کود کر
جم گئے ہیں چاہتے ہیں علمشاہ وقاسم کو کسی طرح اٹھائیں مگر اس گھمسان کی تلوار چل رہی ہے کہ
قدم بڑھانا دشوار ہے فولاد فولاد شکن مثل فیل مست دودستوں کا تیغہ کھینچے ہوے جس پر جا پڑتا
ہو اُسکے وار کا روکنا مشکل ہوتا ہے ہر چند کہ اس بیچارے نے بھی زخم اوچھے اوچھے کھائے ہیں
لیکن ایسے ایسے زخموں کو کب مانتا ہے لڑائی کو کھیل جانتا ہے بس لندھور بن سعدان فرزندان
صاحبقران کا یہ حال دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے گرز کو گردش دیتے ہوے قریب علمشاہ
آکر پہونچے علمشاہ کی آنکھ شدت زخمداری سے کبھی بند ہو جاتی ہے کبھی گھبرا کر آنکھ کھول دیتے
ہیں لندھور نے جو نعرہ کیا کہ اے رستم زمان علمشاہ نوجوان نوزنگاہ صاحبقران بابا ہوشیار ہو
یہ خدمتگار آ پہونچا علمشاہ نوجوان نے صداے لندھور سنکر آنکھ کھولی فرمایا اے عم نامدار آپکی
جرات وشوکت پر نثار ماشاء اللہ کیا کہنا مگر ہم مرد ہیں اگر قتل ہوے تو کیا لاشہ پڑا رہا تو کیا پروا
سب طرح اُسکا فضل شریک حال ہے دیکھیے قاسم بیہوش پڑا ہے اسکا بچنا محال ہے بموجب مضمون
مصرع ع ہر چہ رود بر سرم انچہ پسندی رواست * مگر انسان جو کچھ کرتا ہے براے ننگ ناموس
عورت کا مقدمہ بہت نازک ہے اول بڑھکر معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کو چھڑا لیجیے اپنی بہو کے پاس جائیے اُس کشتۂ حسرت ویاس کی یہ نشانی ہے حقیقت میں مبتلاے
بلاے آسمانی ہے اسکے سہارے ہماری زندگی ہوگی اُسکے حال زار پر ترحم فرمائیے ہماری
طرف نہ آئیے ہم تو آپ سے رخصت ہوتے ہیں بعد اختتام جنگ اگر موقع پائیے گا ہماری
اور قاسم اور ایرج کی لاش ساتھ اٹھائیے گا وصیت آخر یہ ہے کہ تینوں قبریں ایک ہی مقام
پر بنائیے گا تا آیندہ زندہ دیکھیں کہ یہ زمین گیر نے ساتھ اپنے شیروں کے جان دی اس
غم جانکاہ کی فلک کو برداشت نہوئی مگر وہ سخت جان ہوں کہ روح جسم سے نہیں نکلتی حسرتیں
لیکر بردہٗ دنیا سے جاتے ہیں اس کلام حسرت انجام سے علمشاہ کے لندھور کا کلیجہ پھٹ گیا
گرز کو چرخ دینا شروع کیا سیکڑوں کے سر پیچے خود بھی زخم کھائے مگر قدم اُس جگہ سے نہ ہٹے

کس سانگے سے لندھور نے اُس مقام پر جنگ کی کیا عجب تھا کہ زبان تیر اور کلۂ عمود دیے
صدائے احسنت و آفرین بلند ہو علم سروقد برائے تعظیم لندھور اُٹھے ترکش مُنھ کھولکر رہ گئے
شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ٭ رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین ٭
لندھور بن سعدان نے جان دیکر اپنے کو قریب اُس نخل کے پہونچایا لمندین کا ٹین ملکہ کو گود مین
لیا اُس صاحب عصمت و عفت نے آنکھین کھولکر آواز دی ای شخص تو کون ہی میرے جسم مین
ہاتھ لگاتا ہی مین نے اپنے کو ناموس حضرت خلیل الرحمان مین داخل کیا ہی علاوہ اسکے جسم میرا گوڑ کی
ضرب سے پاش پاش ہی کنیز کو موت کی تلاش ہی ای شخص خوف خدا کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر
لندھور نے اس بیان پر ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور کہا بی بی تمھارا خدمتگزار ہون امیر
کا تو قیر کا پُرانا سردار ہون لندھور بن سعدان میرا نام ہی دوڑ کر تم تک آیا ہون ذرا آنکھین
کھولکر دیکھو کس کس نے تمھارے واسطے جان دی قاسم نوجوان کا لاشہ پڑا ہی علمشاہ پڑا ہو اور دریائے
خون مین غوطہ مار رہا ہی مین نے چاہا اُن زخمیان تیغ جفا کو پہلے اُٹھاؤن ایرج کے جد نامدار علمشاہ
عالی وقار نے ایسی مصیبت کے وقت کہ روح قالب سے نکلا چاہتی ہی یہ جواب دیا کہ پہلے ہماری
بہو کو رہا کرو بی بی مین آ پہونچا میری نور نظر ہو مجکو نامحرم سمجھو مین نے شاہزادہ ایرج اور اُنکے والدین
قاسم شیر دل کو گودیون مین پالا ہی پُرانا خیر خواہ ہون کل حالات صاحبقران زمان سے آگاہ ہون
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد آنکھین کھولکر دیکھا لندھور بن سعدان کو دیکھا کہ جسم تمام فوارہ خون کا
بنا ہوا ہی بدن تیرون سے مثل غربال کے چھنا ہوا ہی پوچھا کہ ای جد عالی تبار میرے وارث کی
بھی کسی نے خبر لی اُس کشتۂ حسرت و یاس پر کیا گذری بارے مین اپنے وارث کو روتے
بھی نپائی یہ کہکر دونون کلائیان کہ الماس کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے گلے مین لندھور کے
ڈالدین بیہوش ہو گئی منکا ڈھل گیا معلوم ہوتا تھا کہ دشمنون کا دم نکل گیا اب لندھور نے آگے
بڑھکر اپنے بیٹے فرہاد خان و ارشیون پریزاد کو آواز دی کہ جلد گینڈون پر سے کود پڑو دیکھا کہ
خوف نہ کرو ہاتھی لاکر بٹھا دو خبردار عرصہ نہو وہ شیر لڑتے ہوئے قریب آئے پیدل ہو ہاتھی
کو بٹھایا پہلے ملکہ کو ہودے مین ڈالا اب جھک کر لندھور نے قاسم و علمشاہ کو اُٹھایا اسی ہاتھی
پر اُنکو بھی مثل مردے کے ڈالدیا دونون بیٹون سے کہا دونون طرف سے جھول کو تھام لو حق

بدری اداکرو خبردار یہ مقدمہ ناموس کا ہے جبتک زندہ رہنا کسی بیجا کو ہاتھی کے قریب نہ آنے دینا
اگر قتل ہو جاؤ گے سعادت دارین پاؤ گے تا روز قیامت نام رہے گا ہر بہادر تمکو جانباز اور
سرفروش کہے گا بیٹا قبروں پر میلے رہینگے صاحبان مراد مراد مانگنے آئینگے یقین کامل ہے کہ اپنی
خواہش دل سے مستفیض ہونگے اور اگر ہو سکے تو میرا خیال نکرو ہاتھی کو ساتھ لیکر اٹھنے بقدر
نکل جاؤ یہ کہکر لندھور اپنے مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوا اپنے سرداروں کو بھی یہی حکم دیا
کہ یارو میرا خیال نہ کرنا ہمارا افسر قتل ہوگا اسکا ملال نہ کرنا ہاتھی کو بیچ میں لے لو سب جوانان ہندی
تلواریں کھینچکر اس معرکۂ قیامت خیز میں لڑتے ہوئے ہاتھی کے ساتھ چلے کہ صاحبقران زمان
لڑتے بھڑتے ہنگانہ پلنگانہ رستانہ صفوں کو پامال کرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے جواہر
ابن عمر و رکاب سعادت انتساب سے لپٹا ہوا خنجر ہاتھ میں پشتیبانی کرتا ہوا ساتھ ہے امیر نامور
فرماتے تھے کہ ای جواہر یہ کیسا ہلڑ ہو گیا علمشاہ وقاسم کے دشمن مارے گئے اب
اسوقت مجکو آنکھوں سے نہیں سوجھتا ذرا خبر تو لے جواہر نے چاہا کہ رکاب چھوڑوں
برائے دریافت خبر جاؤں کہ دیکھا سرداران ہندوستان بصد شوکت وشان ہاتھی کو بیچ میں
لیے ہوئے لڑتے ہوئے آتے ہیں اور علمشاہ اور قاسم مثل مردے کے ہودے میں پڑے
ہیں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد پر تو لندھور بن سعدان نے اپنا دوشالہ ڈالدیا تھا کہ نامحرم
کی نگاہ نہ پڑے وہ تو مخفی ہے مگران شیروں پر نگاہ پڑی صاحبقران زمان نے آواز دی یارو
یہ کیا معرکہ ہے جواہر نے بڑھکر مفصل خبر دریافت کی قریب آکر عرض پیرا ہوا کہ ای شہریار
لندھور نے بڑا کار نمایاں کیا علمشاہ وقاسم زخمی ہو کر قریب اُس نخل کے گرے تھے
کہ جسمیں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی تھی لندھور نے ملکۂ عالم کو بھی رہا کیا ان شیروں کو
زخمداری میں اٹھایا آپ شبرنگ تازی پر سوار ہو کر برائے مقابلہ فولاد فولاد شکن گیا
ہے ملاحظہ فرمائیے کہ ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی پیدل جھول پر ہاتھ ڈالے
ہوئے لڑ رہے ہیں صاحبقران زمان نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا ای پروردگار لندھور نے
میرے فرزندوں کو بچایا وہ بھی اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو صحیح وسالم پائے یہ فرما کر آگے بڑھے
بادشاہ حججاہ بھی لڑتے ہوئے چلے آتے ہیں اب وہ وقت قیامت ہے کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا

نہین پہچانتا جابجا لاشون کے انبار لگا رہا ہے فولاد غدار جانبازی اور سرفروشی کر رہے ہین اس ہنگامے مین نقیب جانبین کے آوازین لگا رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہی اپنے بزرگون کا نام روشن کرو صف شکن ہو تیغ زن ہو دیکھین کس معرکے مین کون سرخرو ہوتا ہی کون آبرو کھوتا ہی یارو دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی دارا و کیقباد و جمشید و سکندر صاحب حشم و ضحاک ماردوش عمر بھر بادۂ نخوت سے مدہوش رہا ہزار سال سلطنت کی آخر یہ سب کیا ہوے خاک کے پتلے تھے خاک مین مل گئے بند مخمسہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم بانستہ حالی تھے	مقابر جتنے دیکھے ہم نے خستی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا بمضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

دنیا سے فانی مقام عبرت نہ جلسے عیش و عشرت ہی آئینہ دقون حیرت ہی مسدس

ہمنے دکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	یعنی وہ کہتا تھا بہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بیخبریم

شعر تردد کیا تمہین ای ساکنان ملک ہستی ہی ٭ عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی آوازین نقیب دگر گیت کی لشکر مردان عالم زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا لندھور بن سعدان لڑتا ہوا آدمیون کو قتل کرتا ہوا قریب فولاد فولاد شکن پہونچ گیا اور للکار اکہ او نامرد مین آپہونچا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ فولاد فولاد شکن بھی لندھور کے مقابلے مین پہونچا فولاد فولاد شکن نے ہاتھ مارا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قصد یہ تھا کہ لپٹ جاؤن تلوار اس ملعون کی چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھاؤن مگر اتفاق قضا و قدر ایک کوہی نے لندھور کے شانے پر نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا سنان نیزہ استخوان کو توڑکر پار گذر گئی لندھور نے پلٹ کر اسکو ہاتھ مارا وہ تو واصل جہنم ہوا اگر فولاد کا تیغہ لگا

سرلندھور پر پڑا خود کو کاٹ کرتا دو ابرو پہونچا زخم کاری کھایا بازو مین سنان نیزہ سر پر زخم کاری سنان نیزے کو شانے سے نکالا خون کا فوارہ بلند ہوا قریب تھا کہ گھوڑے سے گرے ضبط کرکے اپنے کو روکا فولاد فولادشکن نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون اُسوقت لندھور پر ہراس طاری ہی کہ سر سے چادر خون چہرے پر آئی ہی دریاے خون مین نہا چکے ہین آنکھون سے نہین سوجھتا اور فولاد فولادشکن مثل دیو خشمناک بکار و بیباک زخمی دیکھکر بڑھا ہی بس صاحبقران نے جو دور سے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا شعر مصنف

منم سرکن لشکر کافران ٭ بہ پشیم نگون شد سر کافران ٭ او نامردا نلی کوئی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی خبردار ہاتھ کو روک لے کہ مین آپہونچا یہ کہکر پشت اشقر پر کوڑا مارا اشقر دیوزاد نے مثل غزال صحرائی جست کی بیچ مین آگرا اُترا لندھور کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کردیا اُس مردود نے وہی تیغہ خون آلود سر صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جیسے تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہی جب تیغہ قریب سر پہونچا تھکی ماری تیغہ فولاد کا پٹ پڑا صاحبقران زمان نے پنجہ علی بڑھا کر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نظم

یکے نعرہ زد آن بجلعش بدر
یکے نعرہ زد میر منزل مصاف
کہ آہن دلی را دریده جگر
کہ سیمرغ لرزد بدر کوہ قاف

صاحبقران زمان نے زور جو کیا اُس دیو خصال کوہ مثال کو مثل کوہ قاف زمین سے اُکھیڑا دست حق پرست پر بلند کیا تمام اہالیان لشکر نے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے فولاد فولادشکن کو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دون رکابون کو خالی کرون اشقر دیوزاد سے اُترون اس بیحیا کی مشکین باندھون مگر کوہی چارطرف سے ٹوٹ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا ادھر سے ملازمان صاحبقران اُدھر سے تمام کوہی اپنے افسر کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوے بیت خروشی برآمد بگیر و بگیر

یکے خود نیزه یکے خود تیر نظم
ہزاروں کے لاشے زمین پر گرے
ہزاروں کے منہ جنگ سے پھر گئے
بہاوان پہ دریاے خون اسقدر
کہ گھوڑوں کے سم ہوگئے تر بتر
تراق عمودان سے رن ہل گیا
ہر اک پہلوان خاک مین مل گیا
روان خون کا دریا ہوا ایسا
کہ سر کٹکے پیرے بشکل حباب
چقاچاق خنجر سے کانپا فلک
زمین کو رہا زلزلہ دیر تک
ہوا حشر تیغون کی جھنکار سے

کہ طائر اڑ گئے خوف سے دشت کے آس قیامت کی اُس مقام پر تلوار چلی کہ دور تک خون کی ندی
بہی سیریں جو مردان عالم کی اُس دریائے خون میں گریں یہی ظاہر ہوتا تھا کہ چھوون نے دریائے
سے منھ نکالا تلوارین جو ہاتھ سے مردان عالم کے چھوٹیں گویا مچھلیاں شناوری کر رہی تھیں گرز
و تبر پر نہنگان دریائی کا عالم خون کا دریا جوش پر دمبدم ترکشون سے تیر جو زمین پر گرے گویا
زمین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے صاحبقران زمان نے ہرچند چاہا کہ فولاد فولاد شکن کو
سنبھالون مگر اسقدر تلوارین پڑین کہ آخر فولاد ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا کوہی جان دیکر
ٹوٹ پڑے جسطرح بن پڑا اُٹھائے گئے اب جو صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دارائے ہند
لندھور بن سعدان دریائے خون میں غرق گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی ایک شاخ نخل پر
ہاتھ کثرت زخمداری سے جھوم رہے ہین مگر جوش جرات سے قبضہ شمشیر کو چوم رہے ہین
صاحبقران گھوڑے پر سے کود پڑے لندھور کو گود مین اُٹھالیا ہوادار پر سوار کیا اب
لندھور کو غش آگیا صاحبقران زمان نے اسفندیار شاہ گیلانی اپنے فرزند کو آواز دی
ای راحت جان عم نامدار نے تمھارے کار نمایان کیے مگر کثرت زخمداری سے بیہوش ہین
انکے ہوادار کے قریب رہو فولاد فولاد شکن کو کوہی اُٹھائے گئے یقین تو ہی کہ وہ قابل جنگ نہو
مگر اُسکے ساتھ کے کوہی قیامت برپا کر رہے ہین بڑے جوش وخروش مین آمادۂ جنگ ہین
بیشک یہ کوہی بحر جرات کے نہنگ ہین دیکھو وہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام پر بلوہ ہی فوج لقا نے
گھیرا ہی مین اُسطرف جاتا ہون اسفندیار شاہ گیلانی نے بحکم صاحبقران پائے ہوادار کے
ہاتھ رکھدیا اڑتے ہوئے ایک طرف چلے مگر صاحبقران ایک رسالے کو شکست دے کے
چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی جنکو لندھور
نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا جھول تھام کر اسقدر لڑے کہ زخمون مین چورچور ہو گئے ہاتھی ایک
مقام پر تھم گیا کفار نے آگے نہ بڑھنے دیا ہزارہا ہندیون نے شمشیر زنی کر کے اپنی جان دی گرد
ہاتھی کے صدہا لاشہ تڑپ رہا ہی لالہ زار کھلا ہوا ہی کفار کا قصد ہی کہ ہاتھی کو اپنے قبضے مین کرین
فرہاد خان یک ضربی و ارشیون پریزاد نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا
چلا جاتا ہی ابھی تک کسی کو قریب نہین آنے دیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی

ای فرزندو مرحبا صد مرحبا جرأت کا دھرم یہی ہی کیا مردانگی دکھائی دونوں نے اُس حال
مین جھک کر سلام کیا آواز دی حضور آپ قریب آئین غلامان جان نثار رخصت ہوتے
ہین مگر اس حسرت پر روتے ہین کہ باباجان نے ناموس نورنگاہ حضور کو ہمارے سپرد کیا
تا بلشکر نہ پہونچا سکے اجل قریب آگئی زندگی اسی قدر تھی صاحبقران زمان گھوڑے کو
اُڑا کر قریب آئے ہاتھی کو بٹھایا فرہاد خان وارشیون پریزاد کو بھی ہاتھی پر لادا آپ
گرد ہاتھی کے پھر کر لڑنے لگے سرداروں نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سنی جنگ کنان
اسی مقام پر آگئے اب کس کی مجال ہی کہ قریب ہاتھی کے آسکے یا جرأت دکھا سکے جو بڑھا
افسروں نے جھپٹ کے ہاتھ مارا کافر شعلۂ شمشیر سے جل گیا اس لطف سے صاحبقران
شمشیر زنی کر رہے ہین سردار آوازین دیتے ہین کہ ای شہریار ماشاء اللہ قطعہ

آنکھ دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملا مین	خون اُترا رہے آنکھوں مین لہو کا ہو یہ جوش
پشت تا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر	کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہون بر دوش

اب صاحبقران زمان لڑتے ہوے کنارے تک فوج کے پہونچ گئے ہر سردار یہی ترغیب
دے رہا ہی کہ حضور اب نکل چلین چار جوانان شیر دل دو نور نظر حضور کے دو پارۂ جگر
لندھور کے علاوہ اُنکے ناموس شہنشاہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اس ہاتھی پر ہین
اگر یہ جنگ قائم رہی اور کفار نے فرار پر قرار نہ کیا تو یہی آکر شریک جنگ ہونگے امیر
کو پھر قول مردان عالم کا پسند آیا لڑتے ہوے طرف لشکر کے چلے اگر کفار نے تعاقب کیا
پلٹ کر شمشیر زنی کی پھر بڑھے مگر یہاں بادشاہ حجاہ فوج لقا مین آمادۂ حرب و پیکار ہین
بختیارک فوج کو ترغیب دے رہا ہی بختیارک نے ایک جانب دیکھا کہ ایک صف
مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان روح روان لشکر اسلام اس جوش و خروش
سے جنگ مین مصروف ہی بڑے بڑے پہلوانون کو مارا نامی اہالیان لشکر لقا کو للکار ا بزدلے
سامنے سے اُس شیر کے بھاگتے پھرتے ہین بس بختیارک نے عیارون کو قریب بلایا مہتر
وسواس سے کہا دیکھو تو نبیرۂ حمزہ کیا قیامت برپا کر رہا ہی کمند اندازون کو لیجا جسطرح بنے
نور الدہر کو گرفتار کرلے وسواس بموجب بختیارک چار سو کمند اندازون کو ساتھ لیکر

اُس غول مین آیا جہان شاہزادہ نور الدہر مصروف جنگ تھے ایک رسالے کو اشارہ کیا
ذرا نور الدہر کو سیلہ دکھاؤ اُن بہادرون نے یہی کیا کئی پہلوان لوٹ کر سامنے گئے تلوارین
چمکا کے بھاگے نور الدہر نے تعاقب کیا قریب ایک نخلستان کے پہونچے تھے وسواس
نے عیارون کو اشارہ کیا چارسو حلقہ کمند کا نور الدہر پر ایک مرتبہ پڑا حلقے کمند کے گردن
اور کمر مین پڑے شاہزادہ مجبور ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا چارسو بیک بچے شاہزادے
پر ٹوٹ پڑے نور الدہر نے اُس حال مین بھی کسی کو گھونسا کسی کو لات کسی کا سر کھینچ لیا
چالیس پچاس عیار مارے آخر گر کے بیہوش ہوئے وسواس نے کمندون مین باندھ لیا
ساتھ والون سے کہا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے باغ مینا مین چھپا کے لیجاؤ مسلسل کرکے
کسی مکان مین قید کردو جب خداوند پلٹ کر آئینگے تو اسوقت سمجھا جائیگا عیار شاہزادے کو
لیکر روانہ ہوئے اس حال سے عیاران لشکر اسلام و سرداران عالیمقام بالکل آگاہ نہوئے
مگر سردار نور الدہر ہزبر بیشۂ کلکان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس
بن عنقویل دیو پرور و صمدان ماہ منظر و دراج دردر گوش و اشکاش کشیدہ رو
و زر ہاب خان و بحین خان و کیوان انجم سیاہ و سہیل ستارہ چشم وغیرہ سرداران
نور الدہر و شبرنگ بن عمرو عیار یہ سب جنگ مین ایک مقام پر مصروف ہین کہ
دیکھا مرکب شاہزادے کا موسوم بہ اسپ پریوش باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا خون سے
تمام جسم گلنار ایک مقام پر کوتل کھڑا ہوا ہی شبرنگ نے جا کر مرکب کو تھاما روتا ہوا سامنے
طہماس وغیرہ کے آیا کہا صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ دشمن شاہزادے کے کام آئے
مگر بہت تلاش کیا لاش کا پتا نہ ملا گھوڑا کوتل دستیاب ہوا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ لڑنے
مین کوئی گرفتار کرلے گیا ہی سرداران نور الدہر مین شور گریہ وزاری بلند ہوا شبرنگ نے
سب کو سمجھایا کہ آپ سب صاحب صبر کرین یہ اپنے وقت کے صاحبقران ہین ایسے ایسے
قران صعب انپر بہت پڑتے ہین تمام کفار جان کے دشمن لقا پرست رہزن پروردگار
اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہی سردار مجبور ہو کر خاموش ہوئے مگر ظل اللہ سعد بن قباد ولائی
لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا پہونچے تھے بختیارک سے دیکھا کہ فولاد فولادشکن گرنے سے

زمین کے بیہوش ہو چکا کوئی اُسکو اُٹھا کر لے گئے بادشاہ لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین جملہ سرداران
نامی کا اب اسی مقام پر جاؤ ہے ایسا نہو کہ لقا پر کوئی افتاد پڑے سلیمان عنبرین موے کوہی
و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ بھی زخمی ہو چکے ہین بس اُسنے سوچکر طبل بازگشت بجوادیا
دونون لشکر جدا ہوے بادشاہ مجاہ اپنے کشتون کو اُٹھواتے ہوے سرداران زخمی کو تلاش
کرکے ساتھ لیتے ہوے اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ صاحبقران نے لندھور و فرہاد خان
یک ضربی و ارشیون پریزاد و علاج و قاسم کو شفاخانے مین اُتروا یا ہے زخم دوزی کی تدبیر
ہونے لگی اور ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو لاکر محلات معلی مین داخل کیا تمام شاہزادیون نے
آنکھون پر لیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل مین آکے پیٹنے لگی کہ صاحبو میرے وارث کی
مجکو کچھ خبر سناؤ کنیزون نے بیان کیا بی بی نہ گھبراؤ خدا نے خیر کی سب سردار واسطے جنگ کے
چلے گئے مگر نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صباد و عوجان دریا باری و سام بن عوجان و میجان
عاد رشک دراز گردن وغیرہ سرداران ایرج نوجوان جاکر اُٹھا لائے پروردگار نے
اپنا فضل شریک حال کیا وہ شیر زندہ ہے ٹانکے وغیرہ دیے گئے ہین کل تک انشاء اللہ
محل مین بھی آئینگے یا تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش غم و الم مین نام ایرج کا بحسرت
لیا تھا خوشی کی جو خبر پائی سر جھکا لیا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان سے جاری ہوے اشعار

مانند شانہ ہے خلش ہجر روزگار
یارب دکھا جمال تمنا پھر ایکبار
پھرتا رہون مین صورت وصف پیچ و خم
پیدا ہو مجھ مین صورت لالہ داغدار
گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین
مطلب کی دون خبر جو زبانے ہو خونگار

حاصل ہے مثل زلف کے طول انتشار
آغوش مین مراد ہو لپٹون تھمے
گھٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن اختصار
لپٹون بشکل پنجہ ساقی سبو سے رو
چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آبدار
خاطر مین آکے قصے ہون منجمین جا بجا

امیدوار ہون دل مشتاق ہیچ
چھلکون بسان ساغر لبریز بار بار
دکھلا کرین حسین جا جوش شوق بز
چھوٹون بسان اشک مین جانان ہزار بار
الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
پہونچون جو تا بگوش مخاطب ہون قرار

نگاہ بچاکر بی بیون کی واسطے سجدے کے جھکی عرض کی ای خالق زمین و زمان و ای رب دوجہان

کیا شکر یہ تیرا ادا کرون ابیات
نیارم گوہر شکر تو سُفتن

اگر ہر موے من گردد زبانے
سر موے ز احسان تو گفتن

ز نو رانم بہ ہر یک داستانے
تمام شاہزادیان خدمت مین

ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی مصروف ہین جسم کو خون سے پاک کیا لباس تبدیل کرایا دماغ کو
اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ملکہ تو محلات معلی مین داخل ہو البتہ دیدار فرحت آثار ایرج نوجوان
کی مشتاق مگر فرحت حاصل ہو سب طرح تسکین دل ہو مگر جب صاحبقران زمان دربار مین
آئے جواہر بن عمرو نے حال ایرج نوجوان کا عرض کیا کہ فضل خدا سے صحیح و سالم ہین ٹانکے
لگا کر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھا دین مگر ابھی بیہوش ہین اسی اثنا مین شبرنگ بن عمرو نے
عرض کی حضور نور الدہر کو یقین ہو کہ عیاران لشکر لقا عین جنگ مین گرفتار کرے گئے امیر
نے گھبرا کر فرمایا جلد جا کر دریافت کرو ایسا نہو فولاد فولاد شکن غصے مین قتل کر ڈالے عیاران
لشکر اسلام واسطے خبر کے روانہ ہوئے اب دو کلمہ داستان لشکر کفار تحریر کیے جاتے ہین
کہ لقا شکست کھا کر اپنی بارگاہ مین آیا فولاد فولاد شکن کو بھی ہوش آ چکا دربار مین تو آ کر بیٹھا
مگر حجاب سے سر جھکائے پشت دست کاٹ رہا ہی ہونٹھ چاٹ رہا ہی بختیارک نے کہا ای
پہلوان دوران اب رنج و ملال بیکار ہی جو ہونا تھا وہ ہو چکا آخر کہین شادی کرتے اسے اپنا
سمجھ کر تلاش کر لیا صاحب حسب و نسب نورنگاہ امیر عرب جرأت مین یکتا خداوند لقا کا ہو
اور اگر کچھ بدلا منظور ہی تو ہمنے جنگ مین شاہزادہ نونہال دہر بن بدیع الزمان کو گرفتار کرالیا
ہی اسکو قتل کیجیے فولاد غصے مین کانپنے لگا کہا ملک جی ایک تو خلاف جرأت مجھسے یہ ہوا
کہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین جا کر زخمی کیا اب یہ کرون جسکو عیار مکر سے لائے ہون اسکے
قتل کا حکم دون آپ کا گناہگار ہی قدرت کو قتل کا اور عدم قتل کا اختیار ہی مین اپنی زبان سے
کچھ نہ کہونگا مگر اتنا چاہتا ہون کہ سیمین عذار صنوبر قد کسی طرح میرے قبضے مین آ جائے پھر اگر
ایک مسلمان کو زندہ چھوڑ دون تو فولاد فولاد شکن نام نہ رکھیے گا بختیارک نے کہا یہ اب
دشوار ہی جو نازنین قبضہ مسلمانان مین گئی اسکا ملنا ممکن نہین فولاد نے کہا خیر ہم آپ تدبیر
کرلینگے اب بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کوہی کو ورغلایا کہ ای بادشاہ کوہستان
آپکے صدہا عزیز و اقارب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے اب بلا کر نور الدہر
بن بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا دربار سمجھیے اگر قدرت کو سجدہ کرے فبہا ورنہ اسی وقت
قتل کیجیے سلیمان عنبرین موے کوہی نہایت غصے مین بیٹھا ہی اور یہ فولاد فولاد شکن

بھی سلیمان کا بھانجا ہی اسکی ذلت کا بڑا ملال ہی بس حکم دیا کہ قیدی کو جلد لاؤ حقیقت مین
ملک جی سچ کہتے ہین مسلمانون کا بھی یہی طریقہ ہی جو کوئی ہم مین کا اُنکے یہان گرفتار ہو کر گیا
اگر مسلمان ہوا آبرو دی ورنہ قتل کرتے ہین ہم کیا کسی سے پایہی کا رکھتے ہین بس فوراً اُسنے
حکم کیا کہ نور الدہر کو ہمارے سامنے لاؤ بختیارک نے چپکے سے کہا اے سلیمان خاص
بارگاہ مین بلانا مناسب نہین ہی مسلمانون کو خبر ہوجگی فوراً آئینگے قیدی کو چھڑا لیجاوینگے اور
دس بیس ہزار کی جان پر بنے گی کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سلیمان عنبرین موے کوہی تیغہ پکڑکے
اُٹھ کھڑا ہوا لقا سے کہا یا خداوند باغ مین چلیے لقا بھی راضی ہوا بیان کیا ہی اُستادان
سخنور نے کہ بختیارک نے اشارے کر کے بارہ سو سردار ساتھ لیے باغ مین آ کے یہ
باغی داخل ہوے لقا تخت نخوت پر تاج نکبت سر پر رکھ کے متمکن ہوا تمام سرداران
زبردست ذنگل پر دروازے کا بھی بختیارک نے بندوبست کیا اب حکم دیا کہ نور الدہر
کو لاؤ یہان تو بختیارک نے واسطے قتل کے نور الدہر کو طلب کرایا مگر واضح راے
ناظرین والا تمکین ہو کہ جو جنگ مغلوبہ بمقدمہ ملکہ تحریر ہوئی چار روز کا زمانہ گذر چکا ہی
ایرج نوجوان کو شفاخانے مین ایک دن اور ایک شب تو بالکل ہوش نہین آیا دوسرے
دن شاہزادہ اُٹھکر بیٹھا یخنی وغیرہ نوش فرمائی شاپور شیر دل خدمت مین حاضر ہی سردار آکے
جمع تھے انتہا کا حجاب ہی کہ اب مین والد نامدار و جد عالی تبار کو کیا منھ دکھاؤنگا جسکے
واسطے کیا کیا قیامت برپا ہوئی کیسے کیسے سردار زخمی ہوے خدا نے سب شیرون کو بچایا
یہ واضح رہے کہ قاسم و علمشاہ وغیرہ زخمدار اور شفاخانے مین ہین ایرج نوجوان
بسبب شرم و حجاب کے اپنی بارگاہ مین ہین جسدن سے ہوشیار ہوے یہ کلمہ زبان پر
جاری ہی جبتک مین فولاد فولاد شکن سے بدلا نہ لونگا بزرگون کو منھ نہ دکھاؤنگا ہر روز
قصد ہوتا ہی کہ صاحبقران زمان کے سلام کو جاؤن مگر حجاب مانع ہی ابھی تک کسی دن
بارگاہ سلیمانی مین نہین گئے اگر کوئی سردار مثل مالک وغیرہ عیادت کو آئے تو شاہزادہ
ایرج نوجوان کہلا دیتے ہین کہ اسوقت سو گئے ہین قضاے کار عیار نور الدہر کا
سبز رنگ بن عمرو بے تکلف بارگاہ ایرج مین چلا آیا واسطے تسلیم کے خم ہوا ایرج نے کہا

کیون شبرنگ تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہی ہماری عیادت کو نہ تشریف لائے ابتک تو
حال گرفتاری نورالدہر ایرج نوجوان سے چھپایا تھا کہ زخمداری مین شاہزادے کو ملال ہوگا
مگر شبرنگ سے جو اس طرح پوچھا شبرنگ بے اختیار رونے لگا شاہزادہ ایرج نوجوان
نے کہا کیون خیر تو ہی کیا خدانخواستہ زیادہ زخمی ہوے تھے شبرنگ سے ضبط نہو سکا
کہا ای شہریار روز جنگ مغلوبہ سے کہان واپس ہوے عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ عیاران
کفار گرفتار کرکے لے گئے مین نے اس تین دن مین تمام لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین پتا
نہ ملا بس ایرج غصے مین تھرانے لگا شاپور شیردل کی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیون بھئی
تم نے ہم سے اطلاع نہ کی اگر خدانخواستہ اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے سارا لشکر
یہی کہے گا کہ تعصب بھتیجی مین نورالدہر کو مٹوا دیا بخدا نہ مین کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا پٹیان
مرہم کی ابھی نوچ کے پھینک دونگا جسطرح سے بنے جاؤ اور نورالدہر کی خبر لاؤ مین جاکر
اُنکو رہا کرون یا اُس شیر کے واسطے اپنی جان دون اسطرح جو ایرج نوجوان نے کہا
شاپور کانپ گیا خوب آگاہ ہی کہ آتشنو شعلہ مزاج ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے عرض کی حضور
غلام ابھی جاتا ہی ایرج نے شبرنگ پر تاکید کی کہ اگر جی چاہے تم بھی شاپور کے ساتھ جاؤ
اپنے آقا کا پتا لگاؤ مگر لشکر مین اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ہم اس مقدمے مین بہت
محجوب و شرمسار ہین اور اب تو نورالدہر کے واسطے اشکبار و بیقرار ہین شبرنگ
نے کہا کیا مجال جو اس بات کو زبان سے نکالون مین بھی اپنے بھائی شاپور کے۔ اچھا جاتا
ہون بس یہ دونون عیاران طرار خنجرگزار صورتین تبدیل کرکے سمت لشکر لقا چلے لشکر لقا مین
آکر دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہی جا بجا سردارون مین چپکے چپکے کچھ باتین ہو رہی ہین اور دو
دو چار چار مسلح ہوکر سمت باغ مینا جاتے ہین شاپور نے فوراً اپنی صورت ایک کوہی کی
بنائی ایک کمیدان جاتا تھا اُسکو بڑھکر سلام کیا کہا کیون حضور کیا آج باغ مینا مین جشن کی تیاری
ہی اُس کمیدان نے کہا نہین بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا نورالدہر نبیرہ حمزہ چار دن سے قید
تھا اندر باغ کے میدان خونی کی تیاری ہی یہ مخفی اُسکو قتل کرینگے کہ مسلمانون کو خبر ہونے پائے
اسی وجہ سے دروازہ بند ہی کھڑکی سے آمد و رفت ہی ہم لوگ جاکر دروازے مین ٹھہرینگے

کہ شاید اگر کوئی مسلمان آئے تو باہر ہی روکین اندر نہ جانے دین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
شاپور اُلٹا پھرا شبرنگ نے دیکھا کہ شاپور حال دریافت کرچکا یہ ضرور ایرج سے کہیگا
مین جاکر سرداران دست راست کو خبر کرون شبرنگ تو طرف بارگاہ لندھور کے چلا
مگر شاپور آنکھون مین آنسو بھرے ہوے خدمت مین ایرج کی آیا آتے ہی عرض کی ای
شہریار غضب ہوا اندرباغ مینا کے کمینہ نور الدہر کو قتل کیا چاہتا ہی فوجین دروازہ پر
پہونچ گئی ہین دروازہ بندی کفر کی سے آمد و رفت ہی اندرباغ کے جانا نہایت دشوار ہی
اور اگر جانے مین دیر ہوگی شاہزادہ زندہ نہ ملیگا بختیارک نے سلیمان عنبرین مو
کو ہی کو قتل نور الدہر پہ بخوبی آمادہ کرلیا سنتا ہون فولاد فولاد شکن نہین مانتا تھا اسطرح
کے قتل کو نامردی جانتا تھا مگر بختیارک تو ایک چرب زبان ہی وہ سمجھا کے اُسکو بھی
اندرباغ کے لے گیا ہی جسقدر پہلوان زبردست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین سب
اندرباغ کے ہین ایرج نے کہا پھر شاپور کیا کرین مین کسی طرح اندر پہونچ جاؤن یا جان دونگا یا
اپنے ہمچشم کو چھڑا دونگا شاپور نے کہا کچھ عیاری کرنا چاہیے مرکب پر سوار ہوکے تو اندر پہونچنا
دشوار ہی پیدل چلیے مین ایک چوبدار کی صورت بنتا ہون آپ ڈھاٹا باندھکر زلفین چلیپا
و خال سبز و رنگ ہاشمی مخفی کرکے چلیے ایرج نے کہا مین ہرطرح آمادہ ہون فوراً اسی صورت سے
کر شاپور شیر دل مرد بنا عصا سونے کا ہاتھ مین لیا ایرج نے اپنے چہرے کو چھپایا پیدل
طرف باغ کے چلے مگر شاپور نے پلٹ کے نیلم زنگی وغیرہ سے کہدیا کہ فوج کو تیار رکھنا جب
نعرۂ ایرج کی باغ سے صدا آئے مرکب لیکر فوراً پہونچنا مگر ایرج نے یہ شاپور سے تاکید
ضرور کردی کہ جد عالی تبار و جملہ سرداران نامدار کو خبر نہونے پائے مین اکیلا پہونچون
اگر خدا فضل کرے نور الدہر کو چھڑا لاؤن گردن پر اُس کشتی گیر زادے کے بار احسان
رکھون کہ پھر کبھی نام ذنگل رستم نہ لین اگر غیرت ہو تو جھک کے ملین ایسی باتین کرتے ہوے
سامنے باغ مینا کے پہونچے دیکھا کل فوج لقا و جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر مسلح بیٹھے ہین
دروازون پر پہرا ہی آنے جانے والے کو روکتے ہین جو جانے کا قصد کرتا ہی اُسکو ٹوکتے
ہین شاپور آگے بڑھا ایرج عقب مین اپنے کو چھپائے ہوے سر جھکائے ہوے جب

شاپور شیر دل قریب گھڑی کے پہونچا اسلحہ سر جھکا کر چلا جیسے واقف کار جانے کا قصد کرتا ہی ایک گھڑی نے آواز دی کون جاتا ہی شاپور نے جواب نہ دیا گھڑی نے پھر زور سے پکارا میاں مردے ہے کہاں جاتے ہو تمھارے ساتھ کون ہی اسوقت مانعت ہی شاپور نے پلٹ کے جواب دیا میاں سپاہی ہم ابھی سوتے سوتے اٹھے ہین بیٹے کی برات ہو گئی رات بھر جاگے خوب ناچ دیکھے شربت پلائی مین دو ہزار روپے پڑے سب فوج کی بھی دعوت کرینگے کیون سب کھانے جاتے ہو گا ہمکو اسقدر چلاتے ہو سپاہی جھلایا کہ میاں چودار سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر شاپور نے کہا مشتری رات کو نہ تھین وہ تو کسی مرد آدمی کے گھر بیٹھ گئین لی بستی خوب گاتین اب تو سپاہی تلوار لیکر دوڑا کہا یہ کیا بکتا ہی اور سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میاں سپاہی کیون غصہ کرتے ہو وہ بیچارہ بہرا ہی تم جانے کو منع کرتے ہو وہ بیٹے کی شادی کا ذکر کرتا ہی اسپر بھی نہین سمجھے ہو سپاہی نے دوڑ کر شاپور شیر دل کا ہاتھ پکڑا اور کہا اندر نہ جاؤ شاپور نے ہنسکر کہا تمھارے حصے کا کھانا رکھا ہی رات کو صرف برادری کی دعوت تھی ہم لوگ مومن ہین تانا بجانا کرنے والے صرف یہان کے شہدے نہین ہین بموجب مثل کر گا چھوڑ تماشے کو جاے ۔ ناحق کی چوٹ جولاہا کھاے ۔ یہ فقرہ گرما گرم سنکر لوگ اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ گئے ایک جوان نے کان سے منھ لگا کر کہا میاں مردے ہے صاحب اندر جانے کو منع کرتے ہین قدرت نے حکم دیا ہی جب تو مردہا بڑبڑایا منھ پھلا کر کہا میاں جوان ہمکو منع کرتے ہو بہت اچھا ہم جاتے ہین ملک یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے اُستاد کو بلانے گئے تھے جنسے وہ رمل کا رسالہ پڑھتے ہین اُنکو بھی پھیرے لیے جاتے ہین اب فرزند قدرت کو تم سبق پڑھانا ساعت نیک دیکھی بتانا یہ کہکے چوبدار بکتا ہوا پلٹا جمعدار نے کہا ارے اسکو جانے دو جبرئیل قدرت نے رمال کو بلایا ہوگا شاید اُس مسلمان کے قتل کرنے کے لیے وقت پوچھنے کی ضرورت ہوگی گھڑی بھر مین سب کو خفت ہوگی اب تو سپاہی نے دوڑ کر مردے ہے کا ہاتھ پکڑا کہا بڑے میاں جاؤ غصہ نہ کرو تمکو کون روکتا ہی بہرے ہو اپنی کہے ہو اور کی نہین سنتے ابتو میاں شاپور مچل گئے کہ مین نہین جاؤنگا اس پلٹن کی پلٹن کا نام کٹواؤنگا لونڈے لاڑی اِدھر اُدھر کے نوکر ہوے ہین اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایک تو میاں رمال کا میانہ کنارے پر لشکر کے روکا گیا یہانتک

وہ پیدل آ گئے یہان جمائین ہوتی ہو اب تو سب منت کرنے لگے کہ میان مرد ہے صاحب غصہ تھوک ڈالو خفا نہو حقیقت مین یہ سپاہی نیا نوکر ہی ہمارا اتھارا اچھلی دامن کا ساتھ ہی برتن سے برتن لڑجاتا ہی شاپور تیوریان بدلتا ہوا ایرج کو لیکر کوٹھری کے اندر آیا دیکھا باغ مین جا بجا ہی لقا تخت پر ایک طرف فولاد فولادشن ایک جانب سلیمان عنبرین موے کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی و ضیغم خون آشام و زنکال خون آشام و کلکال خون آشام وغیرہ تمام گبر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نور الدہر کو زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا ہی کو گلے کا خط گردن پر دے چکا ہی آواز دے رہا ہی بیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر جلاد چیست ٭ کس کا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہوا ہی کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغۂ بازمد دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون جلادی کا دم بھرتا ہون حکم اول ہی بجہ بجہ کر دیجیے قتل کرنا میرا کام ہی جلانے مین خداوند کا نام ہی لقا نے کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے اشارہ کیا قدرت نے حکم دیا ہاتھ تلوار کا لگا بس شہزادہ ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا آگیا تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا یا شیدای کفاران بیحیا و نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم نقد روح روان قاسم علیشان ایرج نوجوان نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ٭ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ٭ شاپور نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارا جلاد کا سر پھٹا زمین پر تڑپ کے گرا ایرج نوجوان لڑتا ہوا چلا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا ایرج نوجوان آپہنچا چشم زدن مین پانچ سات کوہی مار ڈالے پکارتا ہوا آتا ہی کہ بھائی صاحب نہ گھبرایئے گا مین آپہونچا میری حیات مین تمکو کون قتل کرسکتا ہی یہ جو نور الدہر نے دیکھا غیرت سے پسینہ آگیا جوش حرارت مین نعرۂ شیرانہ کیا اشعار

گرمی بازار عشق از تف جان من است
خانۂ تاریک تنگ بستۂ زنجیر عشق

بر سر دار فنا خانۂ غوغای من
بشکنم این بند لوقت جنون من است

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است
قید کو تور گرش تار عنکبوت

کے پھینک دیا ایک کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار اسکی چھین لی کمر مین ہاتھ دیکر مارا استخوان اسکے چور چور ہوے وہی تلوار لیکر نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر ٭ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر ٭ ایرج نوجوان بھی

لڑتا بھڑتا قریب نور الدہر کے آگیا ایرج نوجوان تو بخوبی مسلح و مکمل ہی نور الدہر کے جسم مین
صرف شب خوابی کا کرتا ہی نہ سر پر خود نہ جسم مین زرہ ایرج نے ایک پہلوان کو مار کے خود
نور الدہر کو دیا نور الدہر نے سر پر رکھنا قبول نہ کیا سر برہنہ لڑ رہے ہین اب نعرۂ ایرج
اور نور الدہر کی صدا بلند ہوئی سرداران ایرج گوش بر آواز تھے مسلح ہو کر چلے یہان تک شہر
بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر لندھور بن سعدان کو پہونچائی لندھور نے زانو پر ہاتھ مارا
کہ غضب ہوا یارو ابھی قیامت برپا ہو چکی ہو ایرج انتہا کا شوخ شعلہ مزاج ہی بہت زخمی تھا
زندگی کی امید نہ تھی اب اس حال پُر ملال مین لشکر کفار پر جا پڑا ہی خدا اُسکو بچائے کچھ چارہ
نہوا فوراً سوار ہوے انکے بعد سب سردار فرداً فرداً چلے مالک اپنے خیمے سے نکلے تھے کہ
عرب دراز عیار نے تمام کیفیت بیان کی مالک تو خاص ایرج نوجوان کے طرفدار ہین
فرمایا آج خون کے دریا وہ شیر بہادر یگا دست راستون پر ہمیشہ دست چپ سے احسان ہوتا
ہی اگر قدم قاسم و ایرج کا نہوتا لشکر ثمناد شوار تھا انہین شیرون کی نہیب شمشیر سے لقا تھراتا
ہی یہ کہکر بادیان عربی پر سوار ہوے اب تو سردارون کا تانتا بندھا تامیان خیبری و توسیان
خیبری و سعید لنگری و شہاب خرقہ پوش نے صاحبقران زمان کو خبر دی کہ ای شہریار
نور الدہر کا پتا اسوجہ سے نہ ملتا تھا کہ وہ اندر باغ مینا کے قید تھے بختیارک نے تدبیر کر کے
سامان قتل نور الدہر کیا شاپور نے ایرج کو خبر پہونچائی وہ اس زخمداری مین یکہ و تنہا عیاری
کر کے اندر باغ مینا کے پہونچا مشہور ہی کہ نور الدہر کو چھڑا تو لیا مگر نکلنا ممکن نہین اب صاحبقران
آہ کا نعرہ کر کے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ ان نوجوانون نے مجکو نہایت پریشان کیا ہی چاہتے
ہین کہ بیٹھنے دین یہ فرماتے ہوے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوے بعد صاحبقران زمان کے
بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی جلوہ فگن تھے اُسی طرح کہارون
نے اُٹھا کر چالیس ہاتھیون پر تخت کو کسا گرداگرد مشیران سلطنت وزیران ابہت بصد صولت
و جلالت ہمراہ ہوے مگر بادشاہ نے فرمایا صاحبقران جاتے ہین ہم سے پیشتر سوار ہو چکے
ہین کوئی ایسی بھی صورت ہی کہ پہلے ہم پہونچ جائین اس سے مراد یہ ہی کہ صاحبقران نعلان
کو یکہ و تنہا ایرج کا جانا ناگوار ہوا ہی انکا مطلب یہ تھا کہ جیسے خبر گرفتاری نور الدہر پائی تھی

ہم سے اطلاع کرتے ہم جیسا مناسب جانتے فکر کرتے لہذا اسوقت غصے مین آگئے ہین ایسا نہو
کہ ایرج نوجوان کو کوئی گزند سخت پہنچے اور ایرج نہایت آتش خو ہی وہ اپنے کو ہلاک کرنے کا
قصد کرے گا اگر مین پہلے پہونچ جاؤن تو ایرج کو لڑائی سے ہٹادون افسر لشکر کا یہی کام ہی
اور میرے تو سب صاحب قوت بازو ہین میری سلطنت کا مزہ انھین کے دم سے ہی خدانخواستہ
انمین سے ایک پر چشم زخم آئے لشکر مین سناٹا ہو فیروزہ بن عمر دے عرض کی حضور تخت کو
ترک کرین پشت مرکب پر سوار ہون مین جلد حضور کو پہونچا دونگا اندر سے درہ کوہ سے
راستہ ہی غلام دیکھ آیا ہی بادشاہ جمجاہ مرکب پر سوار ہوے فوج کو تو طرف سے شاہراہ کے
روانہ کیا تاجدارون کو ساتھ لیکر طرف سے کوہستان کے مرکب اڑاتے ہوے چلے گریبان
نور الدہر اور ایرج مصروف جنگ ہین دس بیس سردار قتل کیے ہین بےجرات لڑ رہے
ہین بختیارک نے فولاد سے کہا دیکھو کیا بہادر و امداد ملا ہی یکہ و تنہا باغ مین گھس آیا ہی
ای فولاد ابتک ان دونون کو مرکب ممکن نہین ہی اور ابھی تک انکے معین بھی نہین پہونچے
دم بھر مین ہنگم کی صدا بلند ہو جائیگی گاوزمین تھرائیگی جلد ان دونون کو مار لے بس فولاد
تیغہ پکڑ کے غصے مین چلا وہان دروازون پر سردار ان ایرج نوجوان نے بلوہ کیا کوہون
سے تلوار چلنے لگی کہ اسمین لندھور بن سعدان بھی آپہونچے انھون نے پہونچتے ہی اپنے کو
گھوڑے سے قریب پھاٹک کے پہونچایا ہندیون نے دریا خون کے بہادیے جنگ رستانہ کرتے ہوے
تعاقب مین اپنے آقا کے چلے آتے ہین یہ سب سلہٹ کے جوان ہین کفار کو جو یہ دل دکھایا ہے
کھینچ کھینچکر گھوڑون پر سے کود پڑے ایک طرف سے پٹے باز نے پٹا لیا استاد قسم دے چکا ہی
کہ بیٹا ہزار جوان پر پٹا کھینچتا ہی پٹے کو ہاتھ مین ہلایا تاک کر ہزار جوانون پہ جا پڑے اب جو
ہزار جوانون کے بیچ مین کھڑے ہوکر پٹا ہلانا شروع کیا کسی کا ہاتھ کسی کا پانون اڑا دیا جسمون
مین ہزار جوانون مین نصف کو مار انصف کو بھگا دیا ایک سمت جمیت صرف قرولیان باندھے
ہین سپر تلوار گرز تیر و تبر سب کو معیوب جانتے ہین کسی نے گرز مارا لیٹ کے ست کٹی کا ہاتھ
مارا اسکا ہاتھ کٹ کے زمین پر گرا دوسرے نے قرولی ماری شکم چاک کا ذکا قصہ پاک ایک
جانب سے بنیت بانا ہلا رہے ہین پرے کے پرے منتشر ہے ہین ایک سمت مرزا بہوصاحب

کا رسالہ حسین حسین جوان کھجوری چوٹیان گندھی ہوئین پشت پر پڑی ہین رنگین ڈوپٹے گلون مین منھدی ہاتھون مین سونے چاندی کے چھلے پور پور زر دوز تھان کے پائجامے کفش پانو نہین اسواسطے کہ قدم نہ پھیلے بیچے چھوٹی ٹوپیان سر پر سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دولھن بنے ہوے ادی لکڑ ہاتھ مارتے ہین مگر پیچھے ان جوانون کے جب چرک کرتے ہین مع مرکب در اکب چار ٹکڑے زمین مین ہو دو دو ہاتھ نیچے اُتر جاتے ہین آگے ان سب جوانون کے انکے رسالہ دار مرزا چھٹو صاحب اُس ہنگامہ جنگ مین لڑتے ہوے چونکہ مزاج فرہاد ہی اشعار پڑھتے ہوے گویا انکے نزدیک میدان رزم صحبت بزم ہی یہ اشعار پُربہار زبان پر جاری ہین اشعار

واجو ہو زلف تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جائے　　گل رخسار تمھارا گل شبو ہو جائے
کھول دے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل　　تو کرن پھول برنگ گل شبو ہو جائے
بھر زیبائش رخ گر وہ لگائے غازہ　　عارض یار چراغ شب گیسو ہو جائے
دست رنگین سے جو تو بال بنائے اے جان　　انگلی انگلی تری شمع شب گیسو ہو جائے
حال لکھ لکھ کے اگر بھیجے مرا اُس بُت کو　　یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جائے
یاد ساقی جو کرون عین قدح نوشی مین　　جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جائے
عاشق چشم ہون پھنس جاؤن مین دھوکا کھا کر　　دشت مین دام رگ دیدۂ آہو ہو جائے
ہی پریزاد جو تو رقص کرے مستی مین　　دانہ تاک ہر اک پانون مین گھنگرو ہو جائے
گل نکل آئین اگر متصل اُسکے اے ماہ　　با نقط آپ کا یہ مطلع ابرو ہو جائے
او چپے تمشیر نگہ کے جو وہ گل وار کرے　　چینی رخت گل تازہ پہ اُتو ہو جائے

اس دھوم دھام سے بے تکلف بے خوف یہ جوان لڑ رہے ہین کچھ جانکی پروا نہین گل ہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین زخمون کی دھجیان پڑی ہوئی ہین چہرے مثل گل شگفتہ قد سرو آزاد باغ جرات کے شمشاد لڑائی مین خوب چھوٹے چھوٹے لندھور نے جا کر پھاٹک کو گرز سے توڑا اب سب لشکر اندر باغ کے لُٹتے ہوے پہونچے ہنگامہ گیر و دار بلند کوئی سُرخرو کوئی دردمند اس اثنا مین بادشاہ سجادہ بھی آپہونچے شاہ نے دیکھا سب جوان باغ مین پیدل لڑ رہے ہین نعرہ شیرانہ کرکے گھوڑے سے کود پڑے جھوم جھوم کے لڑنے لگے رن پڑنے لگے گذارش کرچکا ہون کہ شاہزادہ نور الدہر ن

بدیع الزمان نے چونکہ ابھی قید سے رہائی پائی ہے بے سلاح جنگ لڑ رہے ہیں پیاپی تلوار جب
ٹوٹ جاتی ہے پھر کسی کی تلوار چھین لیتے ہیں مگر فولاد فولاد شکن بچا بچا کر چلاتا تھا طرف ایرج کے رخ کیا
ادھر سے ایرج بھی نعرہ زن ہوا کہ او نامرد میں تو تیری فکر میں تھا مجھکو سوتے میں زخمی کر کے
بڑا ناز کیا اب تو سامنے آ سرکشی کا مزا دکھاؤں خدا فضل کرے تو مثل کرپاس کے منہ چیر کر پھینکدوں
فولاد کو نہایت غصہ تھا قتل کرتا ہوا جاتا ہے ایرج نوجوان ایک غول میں الجھ گئے تھے فولاد کا
نور الدہر کا سامنا پڑا نور الدہر بھی آگاہ ہوئے ہیں کہ اس بھیلنے ایرج کو زخمی کیا تھا جسطرح
سے بنے اسکو مارو سر میدان للکارو ورنہ اس تاجر بچے نے آکر قید سے چھڑایا ہے بارگاہ میں بیٹھکر
اپنا احسان جتائے گا اگر اسکو مار لیا تو البتہ شرم سے سر جھکائیگا یہ سوچکر نعرہ کیا منم گل گلشن ابن
خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ نعرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان فولاد نور الدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغۂ بیدریغ کا مارا نور الدہر نے
سپر بھی کسیکی اٹھالی تھی اسی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ فولاد جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے سر برہنہ پر
تلوار پڑی زخم کاری سر پر آیا بمشکل تیغہ کو سر سے نکالا چادر خون کی چہرے پر آگئی کہ ہاتھ تلوار کا مرد
فولاد سنگیا اس تکان سے شاہزادے کو غش طاری ہوا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے مگر ہاتھ تلوار کا چلا
جاتا ہے فولاد نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لوں یہ کیفیت دور سے ایرج نے دیکھی قریب تھا کہ صدمے سے
روح نکل جائے وہیں سے للکارا او نامرد خبردار ہاتھ نہ اٹھانا فولاد رکا ایرج جنگ رستمانہ
کر کے بیچ میں آگیا فولاد نے کہا شاباش او نبیرۂ حمزہ بڑا سخت جان ہے اسدن میرے ہاتھ سے
بچ گیا مگر خداوند لقا نے تیری قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی یہ تلوار مسلمانوں کے خون کا مزا چکھ چکی
اگر پہاڑ پر ماروں تا بیچ کاٹوں لاف و گزاف کر کے ہاتھ مارا ایرج نے گرد سپر کا اٹھایا مگر منظور ہے کہ
لپٹ جاؤں اگر خدا فضل کرے اسکو زیر کر کے مسلمان کروں جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہے کسی کا تیر
شانے پر ایرج کے بڑا شاد نشانہ ہوا ہاتھ سپر کا سر سے ہٹ گیا تیغہ فولاد کا پڑا کوئی دو انگل سر
میں اترا تھا کہ ایرج نے بیلداری کر کے داستانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکل گیا مگر قطرے خون کے
روے زیبا پر آئے زخم کھا کر جیسے شیر بپھرتا ہے خبردار خبردار کہکے فولاد پر جا پڑا ہاتھ تیغۂ دو دستی سکندری
کا پلٹ کے مارا چمک کے تیغہ گرا سپر فولاد کے دو ٹکڑے جیسے ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑکڑا کے گزری

بعد سپر خود کو کاٹا سراسر کلے اور جبڑے کو تراشا سرموفرق نہوا سرا پنے گردن سے مانند قطرہ آب
صندوق سینے سے مثل سیماب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کرکے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا
مثل لیٹے کے دو ٹکڑے زمین پر گرے مثل برج قصر حسد و نفاق زمین پر آیا لاش بھاگ کے گرنے سے
ایک غریو بلند ہوا شاہ و رقیب بھاگ کار ہی شہریار سبحان اللہ نظم

وار چلنے کی تو نوبت بھی نہ ہو ہو وا آ
واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کیا

ابرش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی
ایک ایک جز کے برابر ہے ہو جسے جا

تیغ وہ تیغ جسے دیکھ کے جا سنجا
گر گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
قتل ہونے سے فولاد کے گل

فوج کو ہراس لقا کو عالم یاس اور غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار سرداران نامدار نے
اس کیفیت سے شمشیر زنی شروع کی اندر باغ کے یہ ہنگامہ برپا ہی کافرون کو بھاگنے کا راستہ
نہین ملتا ہی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ مع بادشاہ ہجاہ مصروف جنگ ہین صرف ابھی
صاحبقران نہین پہونچے مگر نور الدہر جو زخمی ہوکر ایک نخل کے سائے مین گرے شدت زخم سے
اٹھنا دشوار جب اٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی دور سے قوت بازوے نور الدہر بن
بدیع الزمان عاشق صادق محب داش ہزبر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و
صفدر طہماس بن عنقویل دیو پیکر نے جو دیکھا کہ میرا آقا زمین پر گرا ساطور صفت صدمنی کھینچے ہو ے
صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا اپنے کو قریب شاہزادے کے پہونچایا گرد پھر کر لڑنے لگا سعد بن قباد
لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچ گئے ہزارہا پہلوانون نے اس مقام پر جان دی بادشاہ سے لقا
کا سامنا ہو گیا لقا چلا ای بندہ خوابی کہان آتا ہی ابھی سنگ سیاہ کر دونگا بادشاہ نے للکارا او گبر کیا
بکتا ہی لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تیغ قمقام پر کا نتھا جھنا کے کی صدا بلند ہوئی الجھا دیسے
بادشاہ نے ہاتھ نکالکر نعرہ تکبیر کہکر لقا پر وار کیا اس بھیانے سپر کو اٹھا دیا مگر اس سپر فولادی کے
دو ٹکڑے ہوے تاج بھی کٹا لقا کا سر زخمی ہوا لقا چیخ مار کر بھاگا یہ کہتا ہوا ارے اس بندہ خوابی کو
مارو غضب ہوا قدرت کو زخمی کیا لقا کے ہٹنے پر کل فوج کے پانون اٹھے قریب تھا کہ فوج کو بالکل
شکست فاش ہو باغ سے نکل جانے کی تلاش ہو اسوقت ایک لکہ ابر سیاہ طرف سے طلسم ہوشربا
کے اٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سابق مین تحریر کیا ہی کہ لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا
تھا اسنے عقرب مشتزن جادو کو روانہ کیا تھا وہ بھیا اسوقت آکر پہونچا بارہ ہزار ساحران غدا

عقرب کی پشت پر پا سامری یا جمشید کی صدائیں بلند اترتے اترتے اسنے دیکھا کہ باغ خداوندی
مین خون کے دریا جاری کئی لاکھ کا کھیت ہو چکا ہے لاشے جا بجا مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین خداوم
سر برہنہ پا برہنہ سر زخمی مثل صید خائف چیختے ہوے بھاگے جاتے ہین سرداران امیر مثل شیر غضبناک
کافرون کو قتل کر رہے ہین عقرب نیشزن تخت سے کود کر قریب لقا آیا فوج ساحرون کی ایک
گوشے مین اتری مگر عقرب نے بڑھکر لقا کا دامن تھام لیا یا خداوند یہ کیا قیامت ہے قدرت پر
یہ مصیبت ہے مجکو افراسیاب نے براے قتل مسلمانان بھیجا ہے لقا تو بد حواس تھا کچھ نہ بولا مگر
بختیارک قریب تھا بڑھکر عقرب سے کہا ارے قدرت خود زخمی ہین مسلمانون کے ہاتھ سے
صدمے اٹھاتے ہین تو دیکھے بھاگے جاتے ہین مگر مسلمانون سے ایسی محبت ہے تقدیر نہین کہتے
کہ وہ پتھر کے ہو جائین مگر تو اسوقت کیا پوچھتا ہے پھوٹی آنکھون سے دیکھتا ہے اگر طرہ پیغمبری کی
خواہش ہے مثیر قدرت بننے کی کاہش ہے تو جلد سحر کر کے سب کو مارے عقرب نیشزن پیچھے ہٹا
جادوگرون کو آواز دی ہان دشمنان خداوند کو مارو یہ کہکر گولہ فولادی مارا اور بارہ ہزار ساحرون
کے ترنج نارنج گچھے پیکان کے ماش کے دانے چوبی دار نار یل چلے معاذ اللہ یا تو سرداران اسلام
نہنگانہ پلنگانہ جنگ مین مصروف تھے یا یکا یک زمین کانپی کہین شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگی برسات
کے پانی برسا زمین تپنے لگی گورے بیٹھے انہین سے بھی آگ نکلی کوئی منھ کے بھل زمین پر گرا اور
کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی کوئی پاگل ہو کر رہگیا کوئی خاموش کسی پر دیوانہ پن کا جوش کسی
نے گھبرا کر اپنا خنجر اپنے شکم مین مار لیا کسی نے اپنی تلوار اپنے ہی گلے پر پھیری کئی ہزار آدمی آتش
سحر سے جلکر خاک ہوا کسی پر برق سحر گری کوئی رعد کی آواز سے تھرا کر زمین پر گرا بھائی کو بھائی
باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا قیامت آگئی ہر شخص یہی جانتا تھا عقرب نے لقا سے عرض کی اب
مسلمان اپنے ہوش مین نہین ہین فوج کو حکم دیجیے چار جانب سے گھیر کر قتل کرین ملازمان لقا
وہمراہیان فولاد بُرد غا نے جو شیران دشت نبرد کو اس حال پر ملال سے دیکھا کہ جا بجا گر پڑے ہین
تلوارین ہاتھ سے چھوٹ گئین کمانون مین مثل کمر ضعیف خم آگیا مثل تیر خطا کار پاس سے سیدھے
بھاگے جاتے ہین تیر خاموش کھڑے ہین گرز مثل مردہ زمین پر پڑے ہین تلوارین بیدم جوہر
برش کم خنجر دائرہ خطا شکست کمندون کو الجھن دوست مثل دشمن رہزن کوئی اٹھتا ہے کوئی

گرتا ہی کسی زبان سے آہ کی صدا ہی کوئی زمین پر مثل مرغ بسمل لوٹ رہا ہی اب تو یہ بیحیا قابو پرست
نشۂ بادۂ نامردی سے مست تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے اُن دست و پا شکستہ کے قتل کرنے پر
آمادہ ہوے اُن بیحیاؤن کی جوہر نامردی کھلے چشم زدن مین فلک نے یہ انقلاب دکھایا فتح کی
شکست حاصل ہوئی وہ بیحیا بزدے جو سامنے سے شیران دشت نبرد کے بھاگ گئے تھے تلوارین
کھینچ کھینچکر جا پڑے انقلاب فلک سے خدا بچائے کسی کو روز سیہ نہ دکھائے دنیا ناپائدار ہی اسکی
عیش و راحت کا کیا اعتبار ہی ہمراہ گنج رنج ہی مقام عبرت سراے سپنج ہی ساتھ عشرت کے مصیبت
ہمراہ عیش غصہ و طیش

ابیات

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باغرور وقار
شاخ گل زمزمہ سنجونکے نشیمن تھے مدام
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
جسپہ پڑتا تھا پر زرون کے جھومر کا عکس
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندونکو وان کے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ماتم دار

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کا گذار
رات دن جھلملین ہاں کی تھین جو زرتار
ارغنون و ارسطو کو بجتی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان تیرا
آج کل وہ لب جو جنبکا ہی اندر ان
چیلین منڈلاتی ہین بیٹھے ہین ہر سمت
تکیہ گور و گورن آج ہی ہر گلزار
نہ وہ چلمن نہ زرگین نہ خود آرائی کا

تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان تھا ہر جا بازار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
واہ ری تیری نیرنگی ہی اے چرخ وقار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلون کے
جا بجا بان ہین پر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ انقلاب اُسوقت اہل اسلام نے دیکھا وہ کفار ان بیحیا کہ جو نام سے بھاگے جاتے تھے کبھی منہ پر نہ آتے
تھے نعرہ ان دلیرون کا سنکر پشت دکھلاتے تھے اسوقت بڑے بہادر بن گئے مونچھون پر تاؤ دیے رہے
ہین مسلمانون کو ادھر بڑھکر گھیر رہے ہین ایک ایک بہادر مایوس اپنی مجبوری پر کف افسوس مل رہا
ہی طہماس بن عنقویل دیوپیکر قریب نور الدہر کھڑا ہی جو بیحیا بڑھکر تلوار مارتا ہی سینہ اپنا سپر کرتا
ہی زخم نیزہ و تیر اپنے جسم پر لیتا ہی مگر مجبور ہی کہ ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن ثابت قدمی کا دم نہین
بھرتے بادشاہ مجاہ سعد بن قباد ایک مقام پہ دریاے خون بہا رہے تھے تاجدار ان جلیل آب
شمشیر مین نہا رہے تھے یکایک عقرب مشتزن کا اُدھر بھی ڈنک چلا بیحیا نے ایک گرز فولاد کا
پھینک مارا اسب تاجدار لڑنے سے معذور ہوے تلوارین بیکار خود مجبور ناچار بادشاہ مجاہ نے

پہ معیت دلگیر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے کہ ای خالق عالم رحم اپنا شریک کر بندے
تیرے بذلت و رسوائی قتل ہوتے ہیں نامرد ہنستے ہیں بہادر روتے ہیں **قطعہ**

ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی ۔ وز دامن شب صبح نمایندہ توئی
دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ ۔ بکشائے خدایا کہ کشائندہ توئی

ای معبود لم یزل ای خالق عزوجل صفت تیری پتلا خاک کیا کر سکتا ہی قدرت تیری ہر برگ و بار سے آشکارا ہی تیری یکتائی پہ ہر نوک سبزہ انگشت شہادت زبان خار سے ظاہر صفت وحدت ہی **نظم**

توئی کافریدے زیک قطرہ آب ۔ گہرہائے روشن تر از آفتاب
تو می آری از لطف جوہر پدید ۔ بگوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشیے دل سنگ را ۔ تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نیارد ہوا تا نگوئی ببار ۔ زمین ناورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی ۔ برون زانکہ یاری گری خواستی
ز گرمی و سردی و از خشک و تر ۔ سرشتی باندازۂ یک دگر
چنان بر کشیدی و بستی نگار ۔ کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

ای ستار العیوب دافع البلیات اس بلائے عظیم سے بچائے بندگان حقیر کو اس آفت سماوی سے نجات دے دعا بادشاہ حججاہ کی تمام ہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کانپی نعرۂ شیرانہ صاحبقران کی آواز آئی باعث یہ تھا کہ ایرج نوجوان کے جانے کی خبر سنکر بدحواسی میں راستہ فراموش کیا تھا جواہر بن عمرو شبل تمام رہبری کرکے لایا اب جو صاحبقران نے ملاحظہ کیا قیامت آشکار ہی ہر سردار مجبور و ناچار ہی زمین کانپ رہی ہی شعلے نکل رہے ہیں نخل باغ آتش سحر سے جل رہے ہیں ایک جانب بادشاہ عالیجاہ پا بگل ایک جانب لندھور و مالک و بہرام بیدل ہزارہا ساحران غدار سحر کر رہے ہیں بس صاحبقران نے بغیظ و غضب تمام نعرہ کیا نعرہ امیر

منم سر کش لشکر کافران ۔ بہ پیشم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال ۔ منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون بہ پیشم فراری شدہ ۔ ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف ۔ سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد ۔ کہ صاحبقران در جہان نام شد

مگر امیر با توقیر نے ملاحظہ فرمایا کہ تمام سرداران نامی مع بادشاہ حججاہ پیدل ہیں مرکب کوتل باغ میں جا بجا سر تکرار ہے ہیں امیر بھی پشت اشقر سے کود پڑے باآواز بلند بفصاحت و بلاغت اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوئے

قریب سعد بن قباد کے آئے اسم اعظم دم کیا سحر برطرف ہوا کسی جادوگر کو دوڑکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے مرنے سے چندکس کے ہوش درست ہوئے اُسکے مرنے پر پھر چست ہوئے جسنے سحر سے رہائی پائی تلوار کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑا مگر صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہین کہ تمام باغ سحر ساحر سے آتش بہار ہو رہا ہی کہین پانی برستا ہی جس سردار کے قریب دیکھا کہ کوہی تلوار کھینچکر پہونچا نعرہ شیرانہ کرکے اُسکے پاس پہونچے اُسکو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا عجب پریشانی ہی مثل آئینہ حیرانی ہی کس کس کو بچائین اکیلے ہر غول مین کیونکر جائین مگر تیغہ سلیمانی ہاتھ مین بادہ جرأت سے مست غصے سے چہرہ گلنار غم مین اپنے سردارونکے مثل لالہ دل داغدار نظم

تھرا گیا دیکھکر یہ وہ ماہ

غیظ آیا کہ العیاذ باللہ

اک حملے مین پست ہوگئے سب

کافر بیدست ہوگئے سب

مگر امیر کو مشکل یہ ہی کہ ہر سردار سحر مین مبتلا ہی لشکر کفار ایک ایک کے قتل پر آمادہ ہی ساحرون کی شورش عقرب نیشزن کی کوشش آمد و رفت مین خود تو سراطہر سے گر گیا ہی ساحر تو سبب اسم اعظم بدحواس ہین بھاگے پھرتے ہین آپ ہی سحر کرتے ہین آپ ہی ہبت سے بھاگ کر قریب عقرب نیشزن کے آئے عرض پیرا ہوئے عجب طرح کا معاملہ ہی سحر ہم لوگون کا تاثیر نہین کرتا ایک جوان خوشرو آفتاب مثال خورشید جمال شیر بیشہ جرأت صاحب سطوت و صولت جب سے معرکہ جنگ مین آیا ہی ہزارہا ساحرون کو حضور کے قتل کیا ہی اسیر اگر سحر کرتے ہین اُلٹا پلٹ آتا ہی اس نیرنگ سے حضور کے غلامون کا دل گھبراتا ہی سر اُٹھا کر دیکھیے ہزارہا مسلمان مثل مردے پڑے تھے اب وہ جنگ مین مصروف ہین عقرب نے کہا وہ بھی کوئی بڑا جادوگر ہوگا شیطان درگاہ خداوند سے اُسکا نام پوچھو دریافت کرو کہین کا رہنے والا ہو ساحران ہوشربا سے ہی ملک کا ساحر نہین اُسکا عقرب یہ کہ رہا تھا کہ بختیارک غل مچاتا ہوا مثل صید خائف قریب عقرب آیا کہا ای عقرب غضب ہوگیا ابتک تمھارا کوئی سرکوب نہ تھا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم ہی دیکھو تمھارے ساتھ والون کا لبون پر دم ہی جلد اسکی کوئی تدبیر کرو عقرب نیشزن نے کہا ملک جی اگر پہلے سے آگاہ کرتے مین اسکی بھی فکر کرتا عین گرمی جنگ مین یہ ممکن نہین ہی اور سب پر تو سحر تاثیر کرتا ہی ایک جوان کی کیا حقیقت ہی کہ لاکھون سے لڑے اپنے سردارون کو حکم دیجیے اُس جوان کو تیر و تیغ و نیزے سے قتل کرین چار جانب سے گھیر لین مین اور دون کی فکر مین ہون

حکم خداوند ہو تو طبقۂ زمین کا اُلٹ دوں بختیارک کو یہ بات پسند آئی فوج کو بڑھکر ترغیب دے
کہ یارو مثل آج کے روز سعید نصیب ہوگا سب مسلمان اندر باغ کے آگئے ہیں سحر میں عقرب
فشنزن کے کچھ پھنسے ہیں چند بچے ہیں حمزہ مالک اسم اعظم ہی اُسکو سب طرف سے گھیر لو
اگر حمزہ کو قتل کیا فتح عظیم حاصل ہوگی لقا پرستوں کو تسکین دل ہوگی قدرت کو سرفراز کرینگے
تمھاری ہمت پر مردان عالم ناز کرینگے یہ جو اُس بحیانے ترغیب دی سلیمان عنبرین موے
کوہی بصد قہر و غضب تیغہ خون آلود کھینچکر بڑھا کوہیوں کو للکارتا ہوا یارو مقام عبرت ہی
جسدن سے مسلمان آئے کیسے کیسے مردان لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے آج حمزہ کو قتل
کرو مسلمانوں کے خون سے ہاتھ بھرو قدرت وعدہ فرما چکے ہیں کہ جسدن بالائے قطول
پہنچو نگا تقدیرات زنگارنگ کرونگا جتنے ہماری محبت میں مرے ہیں زندہ کیے جائینگے خلعت
حیات پائینگے آج مسلمان بچکر نہ جانے پائیں تمھاری جرأت کے ذکر رہجائیں اب تو تمام کوہی
طرف صاحبقران زمان کے بڑھے تلوار و نیزہ و تیر ہر طرف سے چلنے لگا صاحبقران
ہمہ تن چشم بنے ہوے ہیں ان بحیاؤں کو بھی جواب دیتے ہیں سرداران زخمی کی بھی خبر لیتے
ہیں مگر اب زخم سر اطہر پر آنے لگے سر سے خون جاری کفار لا انتہا ساحروں کا بلوہ ہر چند کہ
بادشاہ جمجاہ سحر سے رہائی پا چکے ہیں جنگ میں مصروف مگر جب سحر ساحران چل جاتا ہی زمین
پاؤں تھام لیتی ہی اور بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان سے اور سلیمان سے
مقابلہ پڑا سلیمان عنبرین موے کوہی نے خبردار خبردار کہکر سر صاحبقران پر ہاتھ مارا اس
زور و شور سے اُس مقام پر تلوار چلی ہی کہ زمین کانپ رہی ہی ایسے وقت میں اس بحیاسے
مقابلہ پڑا اُسکی تلوار کو رد کا تیغہ عقرب فشنزن کا ہاتھ لگایا امیر باتوقیر کی تو تلوار اور ایک
کافر پر پڑی اُسکے دو ٹکڑے ہوے مگر سلیمان نے پہلو سے آکر ہاتھ لگایا سراسر صاحبقران
کا زخمی ہوا امیر نے غصے میں نعرہ شیرانہ کیا سلیمان عنبرین موے کوہی کی تلوار پر ہاتھ
ڈالدیا اور چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کے سلیمان کو دست حق پرست پر بلند کیا
اسقدر تلواریں پڑیں کہ صاحبقران نے کئی زخم بھی کھائے اور سلیمان نہ روک سکا چھوٹ
گیا زمین پر گرا کوہیوں نے اُسے اُٹھایا کوہی بسخت جان چوٹ کھا کر پھر لڑنے لگا مگر صاحبقران

کا حال ابتر ہوا اور زخمہاے کاری جسم اطہر پر ادھر بادشاہ نے بیقرار ہو کر آہ کی اُدھر صاحبقران نے عالم یاس میں بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا دلکو رجوع کیا اشعار

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
درین عاجزی چون بخوانم ترا

دعائے کند من کنم مستجاب
دیگر ہیچکس بہ کسے نالد و زار آید بسے

چو عاجز رہا شدہ و دانم ترا
من ہیچکس کہ نالم اگر مرا نیست کسی

براے دعاے صاحبقران در اجابت وا تھا دفع بلا کا وقت آگیا تھا دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا شل ابر رحمت بصد صولت و شوکت لکہ ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا اُس ابر سے بارش مروارید ہوئی برق کی چشمک زنی صد ہا ہلال ظاہر ہو کر چھپ جاتے تھے عارض گلگون جانان کے قریب خنجر ہاے ابرو نظر آتے تھے صد ہا طائران زمزمہ سرا گرد ابر اشعار بہاریہ

پڑھتے ہوے چلے آتے ہیں ظالم
سنائی باغ میں جو سخن گفتگو تیری

آج ہیلا بٹ رہا ہی خوش کی بلبل باغ میں
چٹک کیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری

شاخہاے گل لٹاتے ہیں زر گل باغ میں
فلک کے نالۂ سوزان بھونکد سے دل

نکالی نہیں تباہ آرزو تیری

بختیارک نے تو خوش ہو کر ادا سے کہا یا خداوند کوئی تقدیر بدی

افراسیاب نے کسی اور جادوگر کو بھیجا کس زور و شور سے ابر یاقوتی اٹھا ہی یا خون کا دریا جوش مار رہا ہی یا آسمان یاقوتی پیش نظر ہی یا کوہ پُر شکوہ احمر ہی لقا نے کہا ای شیطان درگاہ میں کارخانہ قدرت کے قدرت پر موقوف ہیں نہیں معلوم فقیر کیا گل کھلاتا ہی کیا نکالتا ہی ہمارے بندے خاص الخاص افراسیاب کی آمد آمد ہی دیکھو ابر سرخ کی کیا شد و مد ہی اسکو قدرت کی مدد میں بڑی کمہی آج خود براے مدد ہی آیا قدرت اسکے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائینگے اپنے بندۂ خاص کو طرۂ پیغمبری مرحمت فرمائینگے بختیارک نے کہا آپ نے تو یہ تقدیر کی گرانجانے اور کچھ تدبیر کی یہ مطلع اس مقام پر خوب صادق آتا ہی پیش خوانی میں پڑھا جاتا ہی اشعار

کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری میں
جتنی آنے سے تری میری طبیعت ٹھہری
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

مطلب ہو دوست کے تمن حث ٹھہری
اسقدر بھی کبھی وصل کی ساعت ٹھہری
وہ گلعذار آنے نہ آئے خوشی تو ہی

چرخ کو کب ہی سلیقہ یہ جفاکاری میں
جان بیتاب ہی ٹھہری طبیعت ٹھہری
دیدے پر لو ادھر آنے میں کی ہی کسنے
مایوس میں نہیں ہوں مگر بیکلی نہی

مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن میں بہار آئے
بہار آئی گھٹا گھنگور چھائی اور برس نکلے

کھلے میخانے کا در ساقی رنگین عذار آئے
وہ گل پہلو میں ہو کچھ تو میرے دل کی ہوس نکلے

رباعی پری پیدا ہمارے دم سے ہوگی | عیان لیلیٰ ہی محمل سے ہوگی | کرے گا قتل مجکو پھیر کر منھ
یقین ہے بے رخی قاتل سے ہوگی | لقا نے کہا اب کیا بیہودہ بکتا ہے کیسے کیسے مطلع پڑھتا ہے کس کس کا

کلام یاد رکھتا ہے بختیارک نے کہا جو لکھنؤ مین عمدہ عمدہ شاعر ہین علم شاعری سے بخوبی ماہر ہین منشی
احمد حسین صاحب قمر داستان گوئی مین بے مثل نثار بے عدیل ہین اور میر ضامن علی صاحب
جلال شاعر جلیل اور میر ذاکر حسین صاحب یاس فلک اساس اور میر شوکت حسین
صاحب عقل و ہنر متخلص بہ سحر یہ سب صاحب کامل و اکمل اسنے ہمین بھی تحسین رہتی ہین انکے
کے شعر و مطلع یاد رکھتے ہین میری شاعری بھی چمکتی ہے دیکھیے اب مُرلیا با جاچاہتی ہے ابرقریب
ایام تو جانتے ہو میرا کوئی دوست ہے اور میرا یہ قول ہے کہ مسلمانون پر اب انتہائی مصیبت پڑنے
خداے نادیدہ نے مدد بھیجی ہوگی بختیارک یہ باتین کر رہا تھا کہ ابرسا فوق شق ہوا دیکھا ایک
نازنین سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو خنجر ابرو خو شکین مو شعر
زلف معنبر بہ ردیف تیرہ شب اور وادی موسے رجانہ صبر م درکف عشقت و دامن سعد دست زلیخا
دیگر اگر وہ کھولے گیسوے مشک بو نکلے ہ یقین ہے باغ سے سنبل کشادہ مو نکلے ہ جوڑا ترچھا بندھا ہوا اور ملبے
جواہر مین غرق لباس فاخرہ زیب جسم طاؤس زرین بال پر سوار وہ ماہ رخسار جب آنکھون کو
گردش دیتی ہے گردش لیل و نہار آنکھون سے گر جاتی ہے باغ مین چشم نرگس شرماتی ہے زلف معنبر کو
دیکھکر سنبل پیچ و تاب کھاتی ہے پنجۂ نگارین کو جب اُٹھا دیا ابرسا فوق سر پر تڑپا لقا اُس نازنین مہ جبین
کو دیکھکر بیقرار ہو گیا دانت نکالنے لگا ریش فش پر ہاتھ پھیرا زبان پر جاری ہوا من چہ تقدیر کردم
اُس بادشاہ ملک خوبی تاجدار اقلیم محبوبی کے کان مین صداے یا رباہ یا مستغیثا کی جو پہونچی
طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئی عجب قیامت برپا دیکھی کہ سرداران اسلام زخمدار بیقرار
کوئی پڑا تڑپ رہا ہے کوئی سیار گلشن جنان ہو چکا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے اول مین تحریر
کیا ہے کہ ملکہ مخمور سرخ چشم خواب پریشان بمقدمۂ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
دیکھکر چلی تھین اسوقت آکر پہونچین عجب پریشانی و سرگردانی مین لشکر اسلام کو دیکھا جیسا کچھ
تحریر ہوا کہ سب سے زیادہ نورالدہر زخمی برابر اُسکے طہماس بن عنقول دیو پردہ
پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہے ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے صاحبقران نے کئی زخم کھائے ہین

ہزار ہا سردار سحر مین چھٹنے ہین ایک بچیا ساحر غدار سیاہ بدانجام مع بارہ ہزار ساحرون کے
سحر کرتا پھرتا ہی مسلمان اپنی زندگی سے تنگ خوف نام و ننگ قدم پیچھے نہین ہٹاتے دم شمشیر
سے گلے ملاتے ہین مر رہے ہین مگر دم جرات کا بھر رہے ہین یہ جو ملکہ مخمور سرخ چشم نے معرکہ
جانگزا دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا با شیدای کفار ان بچیاوای نابکاران پر دغا منم
صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم گرتے گرتے کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا ساحرون
کی جانب کھینچ مارا دانہ ٹکڑے ہوکر جادوگرون کے سر پر پڑا کئی سو جادوگرون کے سر پھٹ کر
زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوے عقرب نیشزن نے گھبرا کر پکارا ارے
کیا غضب ہوا یہان مخمور کہان آگئی بختیارک تو اچھلنے کودنے لگا کہا میان عقرب
صاحب بھاگیے اب دوسرے کے ڈنک سے بچیے ہم کہتے تھے اچھی بات نہین ہی مسلمانون کو
نہ ستاؤ مگر تم کیا کرو بموجب مثل شعر نیش عقرب نہ از پے کین است ؛ مقتضاے طبیعتش این است
اور لقا کے دو ہتڑ مارا کہا یا خداوند آپ تو بھاگ کر نکل جائیے اس قتالہ عالم سے جان بچائیے
بی مخمور سرخ چشم کے سحر اکثر دیکھے ہین طبقے زمین کے ہلا دیے ہین شیداے جمال نورس الدہرین
بدیع الزمان صاحب شوکت و شان افراسیاب کی قوت بازو کہلاتی ہین جوش عشق مین
شریک مسلمانان ہوئین دیکھو تمھاری تقدیر پلٹ گئی ہماری تدبیر کرسی نشین ہوئی جب تک لقا
بھاگنے کا قصد کرے ملکہ مخمور سرخ چشم نے جبیر نگاہ نشیلی ڈالدی مست ہو کر اشعار عاشقانہ
پڑھنے لگا چار طرف یہ صدا بلند ہوئی نظم

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین ؛ سیکڑون انکو نظر ہونہین تھین یہی پیاری آنکھین
چمن و انجمن و خلوہ و خلوت مین ؛ ڈھونڈھتی پھرتی ہین اس گل کو ہماری آنکھین
باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون ؛ چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
مار اتارا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے ؛ دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین
قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا ؛ خود نکلکر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین
تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون ؛ دے وہ حق بین مجھے ای ایزد باری آنکھین
شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا ؛ قبضہ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین

سنگ ہیں شب ہجر مجھے اختر برج
کیوں نہ پتھرائیں دم نجم شماری آنکھیں
وہ خانے میں کوئی حور لقا آتا ہے
دیکھ لیں پردہ نشینوں کی سواری آنکھیں
جس جگہ جا بیٹھو آکے گھر اپنا کرلو
دل ہی تم سے ہیں پیارا ہے نہ پیاری آنکھیں
دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے
ٹوٹ جائینگی کسی روز ہماری آنکھیں
یہ جو پھر جاتی ہیں پھر جاتی ہے سب خلق
گردش بخت دکھاتی ہیں تمہاری آنکھیں
شادی وصل ہو یا دیکھے رنج فرقت
آج کل دونوں پھڑکتی ہیں ہماری آنکھیں

ایک قیامت لشکر عقرب نیشتر زن مین برپا ہوگئی سیکڑوں ساحر و غیر ساحر نے چشم مخمور مخمور کو دیکھکر گلے اپنے اپنے کاٹ ڈالے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم نے حال نور الدہر بن بدیع الزمان و دلیری طہماس دیکھا ایک شیشہ ساعت ساعت طرف ان دونوں کے پھینکا نور الدہر اور طہماس اُس شیشے مین بند ہوگئے اور سب کی آنکھوں سے مخفی ہوئے کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ان دونوں جوانوں پر کیا گذری ملکہ مخمور سرخ چشم کو منظور ہی کہ جھٹ پٹ عقرب نیشتر زن کو قتل کروں اور نور الدہر کو لیکر واسطے علاج کے صحرا مین نکل جاؤں لشکر غیر ساحران سے ہر چند کہ صاحبقران و سرداران نامی زخمی ہیں اُسپر بھی سمجھ لینگے یقین کہ شکست فاش دینگے یہ سوچکر نور الدہر اور طہماس کو نظر مردم سے مخفی کیا آپ ساحران غدار پر جا پڑی گانی دوپٹے کی بندھی ہوئی پائچوں مین گرہ دی ہوئی سینے پر اُبھار صورت سے ظاہر قدرت پروردگار نشیلی آنکھیں تیر دلدوز پلکین سحر آگین نگاہین چال مین اٹکھیلی جوانی کا عالم ساتھ ساتھ جلال و حشم نقیب ادب دورباش کی صدا دے رہا ہے اقبال دمبدم قدموں کو بوسہ دیتا ہے غصے سے چہرہ لال عارض بدر کمال کسی جادوگر نے سحر کیا ہاتھ ہلاکر اُسکو دفع کیا شاید اُسنے کوئی کلمہ سخت کہا غصے مین کچھ پڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اُس کا فرخا سر کا گردن سے اڑ گیا کسی کی دونوں ٹانگین پکڑ کر جھٹ اٹھا مارا چیر کر پھینک دیا کبھی ہاتھ چمکایا برق گری کئی سو کے سر کاٹ کر نکل گئی کوئی صف شعلۂ آتش قہر و غضب سے جل گئی مگر اس جلدی مین ڈر ہے کہ کہ صاحبقران زمان اور بادشاہ اسلام کو یہ نہین ثابت ہوتا کہ کوئی ہماری مدد کر رہا ہے سردار یہ سمجھے ہین کہ صاحبقران کے اسم اعظم پڑھنے سے ہمارے ہاتھ پاؤن مین طاقت جاتی رہی لیکن

مین بصارت ہوئی فوج لقا پر جا پڑے ہین ساحرون کا خیال بھی نہین امیر نے بادشاہ کو گھوڑے
پر سوار کیا آپ بھی پشت اشقر پر سوار ہوے لندھور و بہرام وغیرہ کے ہاتھ پاؤن مین طاقت
آئی جاتی ہی اپنے مرکبون پر سوار ہو رہے ہین شاپور شیردل نے ایرج نوجوان کا مرکب
پہونچایا ہی یہ شیر کرہ بن اشقر پہ سوار ہو کر ہیون پر جا پڑا ہی اُن نامردون پر بڑا غصہ ہی فولاد
فولاد شکن کو پہلے ہی داصل جہنم کر چکے ہین اب اُسکے سردارون مین تلوار چل رہی ہی وہ سب
بیحیا قتل ہونے سے افسر کے بدحواس ہین بھاگنے پر آمادہ ہوش مین سوار نہ پیادہ علم نگاری
کو بڑھکر قلم کیا کہ ہیون پر علم ماتم گرا منھ اُٹھا اُٹھ گئے جس طرح سے بن پڑا لاش کو فولاد فولاد شکن کی
اُٹھایا ایک کھٹے پر ڈال لیا ایرج نوجوان تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہی بادشاہ اور صاحبقران
فوج لقا کو پامال کر رہے ہین سنجانی باختری مشتری حصاری جنگ سے عاری آمادہ گریز صدائے
بریز بریز کبھی الامان کبھی یا خداوند لقا کہکر بھاگتے ہین ایک جانب مالک اژدر کے نیزہ باز
جنگ رستمانہ کر رہے ہین جسکے سینۂ پُر کینہ پر بڑھکر نیزہ مارا ادھر پشت کو توڑ کر پار گذرا ایک دے کی [?]
نیزے پر اُٹھا لیا زمین پر مارا اُستخوان اسکے چور چور ہوے ایک جانب شاہزادہ داراب
کشور کشا فرزند حمزہ عرب بقہر و غضب ایک جانب صفدر صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن
مصروف تیغزنی پہلو مین انکے انکا نور نظر خورشید بن ہاشم چہرہ مثل آفتاب روشن صف
دشمن کو پراگندہ کر رہا ہی لقا نے تو ادھر شکست فاش کھائی باغ مینا سے نکلکر وہ کمینہ بھاگا مگر
ملکہ مخمور سرخ چشم سحر کرتی ہوئی قریب عقرب نیشزن پہونچی اب عقرب نیشزن نے ملکہ
مخمور سرخ چشم کو پہچانا آواز دی او خود دیدہ گیسو بریدہ تو نے شہنشاہ افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوش ربا کا ساتھ چھوڑا ایمان بچا کر آئی ہی تیری قضا شاید میرے ہاتھ سے ہی اگر جان
عزیز ہی تو رومال سے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل خطا معاف کرا دونگا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا دشنام [?]
او ملعون یہ میدان جنگ ہی کچھ افسونگری دکھا سامنے آ غیر ساحرون سے تو خوب لڑ رہا تھا
دیکھو تو وہ تیرا خداوند لقا کہان گیا وہ ننگے سر بھاگا جاتا ہی کیا خوب مذہب ہی مبتلائے بلا وہ
بے ادب ہی یہ کہتی ہوئی قریب عقرب نیشزن کے پہونچی عقرب نے گرز فولاد کا مارا ملکہ
مخمور سرخ چشم نے کہا او بیحیا تجھپر کیا سحر کرون فقط مسکرا دیا غنچہ دہن وا ہوا سپیدی دندان کی

چمکی برق جہندہ گری گویا ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے وہ گرے اسکے ساتھ والون پر پڑے میں ساحر واصل جہنم ہوے نخل بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوے عقرب نیشزن اور زیادہ جھلایا جھولی سے ترنج نکالا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہی وقت جنگ ہم ہنستے ہین اور تو اپنے نصیبون کو روتا ہی اُسنے ترنج مارا مخمور کے ہاتھ مین ایک چھڑی یاقوت احمر کی تھی ترنج کو اُسپر روکا ترنج بھی پھٹا کئی جادوگر اس سے بھی تمام ہوے اب تو عقرب نیشزن نے پنجہ سحر کھینچا گویا ڈنک ہلایا ہاتھ ملکہ مخمور پر مارا ملکہ مخمور نے پنجہ طلائی کمر سے کھینچکر بجاے سپر چہرے کی پناہ کیا قبضہ تو فتح پر ہو چکا جو ہر جراٴت ملکہ مخمور سرخ چشم ظاہر ہین دلاوران ہوشربا بخوبی ماہر ہین پنجہ اُسکا ٹوٹ گیا پہلے ہی شکست نے چہرہ دکھایا مثل سپر چار دگردان ہون مگر مخمور سرخ چشم سے کب پناہ ملتی ہی کلی نخل حسد کی کب کھلتی ہی خبردار خبردار کہکے ملکہ مخمور نے اپنا وار کیا اُسنے سپر سحر کو بلند کیا پنجہ ہلالی تڑپ کر گرا مثل قرص آفتاب سپر کٹی عقرب نیشزن کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے منھ سے اُف کیا ایک شعلہ نکلا خرمن ہستی عقرب نیشزن کو جلا کر خاک کیا چشم زدن مین ملعون کا قصہ پاک کیا ساحران باقی ماندہ لاشہ عقرب نیشزن کو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے بھاگتے بھاگتے مخمور سرخ چشم نے کئی ہزار کو جلا دیا اب جو مخمور پلٹی کہ جا کر نور الدہر اور طہماس کو اُٹھاؤن دیکھا کہ میرا شیشۂ سحر ٹوٹا پڑا ہی چند دانے ماش کے اور چند دانے رائی کے وہان پاے ہوش اُڑ گئے کہا ای مخمور سرخ چشم بڑا غضب ہوا کوئی ساحران دونون کو اُٹھا کرلے گیا بتعجیل وہ دانہ اُٹھا کر ہاتھ مین لیے اور بقہر و غضب تمام جستجو مین چلین انکو تو راہ مین چھوڑو اسی جلسے سنے داستان رنگین سحر آگین گذارش ہوگی مگر صاحبقران نے جب دیکھا کہ لقا سامنے سے بھاگ گیا جملہ سرداران زخمی کو اُٹھوا کر نوبت و نقارے بجاتے ہوے داخل لشکر ظفر اثر ہوے لقا نے بھی انتہائی شکست کھائی ہی اس بیحیا نے فوراً نامہ متضمن قتل عقرب نیشزن و بہ امید طلب مدد طرف افراسیاب کے روانہ کیا ہی اور صاحبقران زمان جب لشکر مین آے سردارون کا شمار کیا طہماس و نور الدہر کو نہ پایا شبرنگ بن عمرو سے کہا تمھارے آقا اور طہماس کا نشان نہین ہی شاید زخمداری مین عیاران لقا نہ گرفتار کر کے لے گئے ہون شبرنگ نے عرض کی حضور نے آنا مخمور سرخ چشم کا ملاحظہ کیا

تھا خدا نے اُسکو عین وقت پر پہونچایا اُسنے عقرب نیشزن وغیرہ کو مار الا جسوقت تک
باغ سے بھاگ کر نکل گیا ہی مین نے نور الدہر اور طہماس کو زیر نخل دیکھا تھا پھر اُس مقام پر
ایک اندھیرا ہوا غلام نے جو بہ نگاہ غور دیکھا کئی جادوگرنیان سیاہ فام نور الدہر اور طہماس
کو اُٹھا کر لے بھاگین نہین معلوم کون تھین غلام ابھی تلاش مین جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ روانہ ہوا
صاحبقران نے ایرج نوجوان وغیرہ کی زخم دوزی کا حکم دیا خود داخل بارگاہ ہو کر مصروف عیش ہوے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مخمور سرخ چشم کا تلاش مین نور الدہر کی جانا اور
برسر کوہ ایک ساحرہ کے قبضے مین پانا اُسکو قتل کرنا نور الدہر کو چھڑانا اور گہر ریزی
خامۂ مشکین نگارکی یعنی شروع ہونا حالات طلسم جمشید کا بعد گرفتار ہونے ملکہ مخمور
سرخ چشم کے جانا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا براے فتح طلسم جمشیدی
کہ جہان سے نشان رہائی شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا واضح
ہوتا ہی و دیگر حالات عجائب و غرائب کہ ابتک تو نور نظر ناظرین سے نہ
گذرے ہونگے یہ مقام حیرت انجام عجب شرح و بسط و ربط و ضبط سے مملو
ہی کہ مشتاقان خوشخو جب ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہی اس حقیر کو بدعاے خیر
یاد کرینگے بیان کیے جاتے ہین شعر

امید قوی ہے یہ احباب سے | اُٹھا مین خطا اس نثر نایاب سے

اشعار ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہو تو ای ساقی ذیوقار
شراب طلسمات کا دور ہو
لبالب پلا ساغر زرنگار
فقط عنصری کا ہی یہ طلسم
ہی جو بن پہ بنت العنب آجکل
ہر اک رند کرتا ہی لٹنے کا عزم
رکھے ہین سبو پا کہ فرق عمود

پلا ساغر بادۂ لالہ زار
صدا قلقل مے کی ہو یون بلند
کہ ہی چشم مخمور کو انتظار
گلابی پلا پھول سی خوشگوار
کہ پھیلی ہی رندون مین جنگ و جدل
ہی شمشیر بہان کہ موج شراب
یہ سب منتظب جام ہین ناگہان

عطا کر کوئی جام اگر اور ہو
چھلکتا ہی جیسے طلسم سپند
نہ خالی سمجھ ساقیا میرا جسم
کہ ہی باغ مینا و مے پر بہار
یہ میخانہ ہی یا کہ میدان رزم
سپر کاسہ ہاے مے لاجواب
ہو آواز قلقل کہ جنگی خروش

زمستان کو ہو تشنہ مے کا جوش
عطا کر وہ مجکو مے لالہ فام
کہ ہو دور گردون بھی جسپر نثار
خدارا وہ دے بادۂ سرخ فام
لگا منھ سے جام مے دلپذیر
قمر طبع روشن ہو اب جوش مین

بہار آئی ساقی وہ دے جام نور
کہ زاہد بھی ہو مغبچون کو چلے دم
زلال تو لائی ہی جستجو
نظر آئین مضمون رنگین تمام
لبالب عطا کر وہ جام شراب
کہ اس نشہ مین بھی ہو مین ہوش مین

کہ ہو غنچۂ دل کو میرے سرور
تجھے چاہیے ہو وہ مے خوشگوار
مرے منھ سے جلدی لگا دے سبو
کدھر ہی تو ای ساقی بے نظیر
خجل جس سے ہو جلوۂ آفتاب

غزل تصنیف نیر

خوش ہوئے ہین تم گالیان دو اور مجکو ہنسکے دس
کر دو لیکن پورے بوسے میرے جانان دس کے دس

پانچ بوسے لیکے انکے پانچ بوسے جب لیے
ہنسکے بوسے اب تو پورے ہو گئے پھر دس کے دس

قند مے کو پیکے بولا زاہد نادان یہی
پی لیے ساغر ہین مین نے نیشکر کی رس کے دس

دس شجر بھی ہین نہین بھولے پھلے گلزار مین
ہان خزان نے کر دیے ہین ڈھیر خار و خس کے دس

عاشق زلف سیہ حکم صنم سے دیکھیے
قیدخانے کو چلے زنجیر مین ہین کس کے دس

مین وہ نازک طیر ہون میرے پھنسانے کے لیے
دام صیادون نے بنوائے ہین گل کی نس کے دس

میں بوسے وصل کی شب لیکے ہین گویا ہوا
دس تو ہین ان ہاتھ کے دیکھو اور ہین بس بچ کے دس

آرہا صیاد ہی اسدم کرون گا فرع مین
جمع ہو جائینگے طائر دام مین جب پنجس کے دس

دس برس کے بعد نیر کا کر دو پورا سوال
دیدو اسکو آج بوسے ای صنم تم ہنس کے دس

رہروان منازل طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب و سیاحان دشت پر ہول فسانۂ رنگین و بادیہ پیمایان صحرائے خارستان وحشت آگین مسافر کلک جواہر سلک کو رہبر قرار دیکر بعد گرد فراس راہ پرخطر طلسم کو یون طی کرتے ہین بیت سخن سنج و غواص دریائے ہوش ٭ چنین رخت گوہر بدامان کوش ٭ کہ وہ شیفتۂ جمال محبوب و محسن مطلوب پریشان و رنجور یعنی ملکہ مخمور جب عقرب نیشزن کو قتل کر چکی اور اپنی تسکین دہ قلب ناصبور کو زیر نخل پایا بلکہ کچھ اسباب سحر ہاتھ آیا صاف ثابت ہوا کہ کوئی ساحر یا ساحرہ نور افشان اور طہماس کو اٹھا کر لے گئے عین وقت پر مجکو داغ دے گئے قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جائے حقیقت مین مقام عبرت ہی یہ راز عجب ہی منازل پرخار و صحراہائے راہ ناہموار کو کس

مصیبت سے ملی کیا صرف اس امید پر کہ یک نظرے خوش گذرے اور دو چار باتین کرینگے اپنی شبہاے فراق کا حال کہینگے عین وقت پر فلک نے یہ تفرقہ ڈالا کیونکہ جو اس نحو یہ بھی خوف ہی کہ کوئی دشمن اُس صف شکن کو قتل نہ کر ڈالے بڑے بڑے سرکشان عالم اُس شیر دل کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے کیسے کیسے پہلوان اُس دلیر کی شمشیر آبدار سے بیدم ہوے تمام اقلیم مین ماشاء اللہ وہ شاہزادہ بے مثل و یکتا ہی نام سے اُس شہریار والا تبار کے رستم و اسفندیار نے کفن سے منھ چھپایا شیرون کو اُس غضنفر کے نام سے بیشے مین بخار چڑھ آیا خداوندا اس شہریار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا روز سیہ نہ دکھانا صحیح و سالم ان آنکھون سے دیکھون خاک پاکو توتیاے چشم بناؤن ملکہ مخمور سرخ چشم کا دیوانہ جنون غم سے کلیجہ خون چہرہ اُداس عالم یاس بیقرار و مضطر حیران و پریشان اُفتان و خیزان صحرا مین چہار جانب دوڑتی پھرتی تھی جب کہین نشان نپایا کوسون چھان ڈالا ایک نخل کے سایے مین بیٹھ گئی زار زار رونے لگی اور یہ غزل پڑھی غزل

وحشت الفت گیسو رسا کیا کم تھی
کھینچ لانیکو مری آہ رسا کیا کم تھی

چاندنی کی مین شب وصل ہوس کیا کرتا
خاک عاشق کی اڑانیکو ہوا کیا کم تھی

صبح مین آکے نسیم اور در انداز ہوئی
خون عاشق کے بہانیکو حنا کیا کم تھی

کسلیے ہجر مین مین سیر چمن کو جاتا
یار اس امر کے رکھنے کو حیا کیا کم تھی

کدھر یار مین لائی کشش عشق مجھے
نشے کو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی

تیرے دیوانے کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی
اپنے دیوانے کو زنجیر عشق پہنائی

تیری تنویر رخ اے ماہ لقا کیا کم تھی
قتل مین دیر ہوا یا بھی اگر جو شکیب

رنگ بلبل کے اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
ذبح کے واسطے کیون اپنے خنجر کھینچا

ہوا غمہاے دل شیدا کی قضا کیا کم تھی
ساقیا مے کے جو دو جام پلائے مجکو

ورنہ عالم مین مرے بسنے کو جا کیا کم تھی
کیون پھری آکے ترے سر مین نہ ہوا سودے کی

منتین وصل کی کیون یار سے کرتا جا کر
قید کرنیکو تری زلف دوتا کیا کم تھی

باد پا پر جو سوار آئے ہین وہ صحرا سے
ایک قتال جہان انکی ادا کیا کم تھی

چشم فتان مین جو قاتل نے دیا ہی سرمہ
قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی

وصل کا ایک ادب عشق ہی مانع نہوا
ایک تیری نگہ ہوشربا کیا کم تھی

پہلے سے سیٹے ہی ہین مری کیا ہوس مین
چاک ہونیکو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

ان اشعارون سے اور دل بھر آیا حضرت عشق نے رہبری کی خیال آیا کہ اے مخمور کیا ہوش اب باختہ ہین عقل کے ہم آپ دشمن ہوے حضرت عشق ہوش و حواس کے رہزن ہوے وہ جو اسباب سحر اُٹھا لائی ہی اُس سے کیون نہین پوچھتی کہ تو کسکا سحر ہی یہ سوچکر وہ

ماش اور سرسون کے دانے جو زیر بغل سے اٹھائے تھے زمین پر مارے دستک دی بقہر و غضب
نعرہ کیا ارے تم کسکا سحر ہو جلد بتلاؤ نور الدہر اور طہماس کو کون لے گیا ورنہ پھونک دونگی
یکایک وہ دانے چٹکے آواز آئی گلرنگ و جلترنگ جادو دونون ہمین ہوا پر اڑی ہوئی
جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو اٹھا لے گئین یہ سنکر غصے سے کانپنے لگی آنسو پونچھے انگلیون پر
کچھ شمار کیا ہمت کا خیال کر کے شعلہ جوالہ بنکر اڑی قضائے کار گلرنگ و جلترنگ جادو
آسمان پر اڑی ہوئی جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو دیکھ عاشق ہوئین سحر کر کے اٹھا لائین
ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرین گلرنگ نور الدہر پر مائل جلترنگ طہماس کے تیغ ابرو کی
گھائل دونون نے لا کر دونون شیرون کو اس پہاڑ پر اتارا فرش بچھایا زخمدوزی کی پٹیان مرہم کی
چڑھائین اب دونون جوانون کو ہوش آیا نور الدہر نے ایک ساحرہ سیہ فام کو اپنے پہلو مین
پایا طہماس بن عنقویل دیو پرور نے دیکھا ایک دیونی بصورت مہیب میرے قریب گھونگھٹ
نکالے بیٹھی ہوئی ہے دونون جوان گھبرائے کہ کس بلا مین پھنسے یہ کون مقام ہے حیران دیکھتے تھے
گلرنگ نے مسکرا کر کہا دیکھو صاحب مجکو ہاتھ نہ لگانا مین چیخونگی سارا پہاڑ سر پر اٹھا لونگی اور جلترنگ
تو بہت خوش مزاج تھی طہماس کے گلے مین لپٹ گئی کہا جانی پیارے تجکو اختیار ہے مین کیا
کسی بات مین تجھسے باہر ہون رات بھر تجکو جگاؤنگی عمدہ کھانا کھلاؤنگی تھک جائیگا تو پاؤن
دباؤنگی طہماس نے لاحول پڑھکر ڈھکیل دیا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قہقہہ مار کے
ہنس پڑے کہا لو برادر بڑے صاحب نصیب ہو تمھاری معشوقہ خوش غلاف ہے یہان تو انکار
صاف ہے طہماس نے کہا آقا ظرافت نہ فرمائیے اس بلا سے میری جان بچائیے اب وہ دونون
تو اصرار کرتی ہین طالب وصال ہین ان دونون کے خوف سے غیر حال ہین صحبت ناجنس مجھسے
حرامزادیون کے بدن سے بد آتی ہے دماغ پریشان خوف جان مگر نور الدہر نے جھلا کر جواب دیا
او ملعونہ ہٹ کر بیٹھ کچھ شامت آئی ہے جب تو دونون جھلائین سحر جو کیے دونون کے ہاتھ پاؤن بیکام
ہو گئے خنجر پکڑ کے آ بیٹھین کبھی دھمکاتی ہین کبھی منت کبھی خوشامد کبھی قہر و غضب عجب مصیبت
مین دونون شیر ہین دعائین مانگتے ہین کہ حرامزادیان ہمین قتل کر ڈالین کشاکش سے نجات
پائین جب اس امر مین طول ہوا دونون نے کہا او نگوڑو اگر ہماری خواہش دل پوری

نکروگے ابھی تمھارے کباب لگا ئینگے بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جائینگے طہماس نے کہا او
حرامزادی مین اس شیر کا نمکخوار ہون مجکو قتل کر میرے شاہزادے کے خون سے ہاتھ نہ بھرو دو
واسطے ڈرانے کے نیچے کھینچکر چلین نورالدہر نے بلک کر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور
اُترتی ہوئی آئی تھی اُسنے جو نورالدہر اور طہماس کو دیکھا کہ زمین پر پڑے ہین جادوگرنیان
قتل کرنے کا قصد کر رہی ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا خبردار مین آپہونچی
جلترنگ نے جو دیکھا کہ ایک پری رخسار للکارتی ہوئی آئی ہے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملکہ
مخمور سرخ چشم نے سحر پڑھکر ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ کھینچ مارا جلترنگ کا سر پھٹ گیا مسکراکر
آواز دی بھیا طہماس خطا معاف کرنا تمھاری معشوقہ پر مین نے ہاتھ اُٹھایا گلرنگ طرف ملکہ
مخمور سرخ چشم کے جھپٹی سحر کرنے لگی ملکہ مخمور سحر دفع کر دیتی ہین اور نورالدہر کی طرف اشارہ ہی
کر صاحب اپنی چہیتی کو منع کیجیے ورنہ سزا پائیگی جوتیان کھائیگی آپ کو ناگوار ہوگا شاہزادہ نورالدہر
حجاب سے پسینے پسینے ہوگئے شرماکر جواب دیا زور سحر مین کسی کا کیا اختیار ہے دیکھو اس لکاتے کے
سحر سے اپنے کو بچاؤ دائرۂ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ عاشق و معشوق مین ایسے دو چار سے لگے
راز و نیاز کے ہوئے کلیجون پر چھریان پھر گئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا گنٹھے سے
نکالا گلرنگ کو کھینچ مارا مثل ہیمہ سال خوردہ جلکر خاک ہوئی آواز آئی مارا مجکو کہ گلرنگ جادو
و جلترنگ جادو نام تھا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے گھبراکر کہا ملکہ عالم یہان کیونکر پہونچین باغ سے یہ ملعونہ مجکو اُٹھا لائین ملکہ مخمور نے کہا ہم تو ہمراہ
نظارۂ جمال آپ کی معشوقہ کے آئے تھے سو دیکھا حقیقت مین ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ اسپر ہاتھ
اُٹھایا بیچاری محروم وصل دنیا سے اُٹھ گئی اسوقت تو مجھپر بڑا غصہ آتا ہوگا شاہزادہ نورالدہر
نے کہا کہ ملکہ یہ باتین مجکو ناگوار ہوتی ہین کیا مین اُس حرامزادی کے ساتھ خود آیا تھا سحر مین میرا
کیا اختیار ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کوئی زبردستی نہین کسی کو اُٹھا تا بٹھاتا مجھسے پہلے سے نامہ و پیام
ہونگے نورالدہر عذر کرنے لگے کہ ملکہ بخدا مین نے اس حرامزادی کو کبھی دیکھا نہ تھا ملکہ مخمور کو
بگڑنا نورالدہر کا اچھا معلوم ہوتا ہی بہت چھیڑا جب دیکھا حجاب سے نورالدہر کی آنکھون مین
آنسو بھر آئے ملکہ مخمور نے کہا آپ کیون رنجیدہ ہوتے ہین جو آپ فرماتے ہین یہی سچ ہوگا

یہ کہکر طرف طہماس کے پلٹین طہماس نے سلام کیا ملکہ مخمور نے مسکرا کر کہا کیون میان لم قدے جیم
کیا گذری تمھاری معشوقہ خوب موٹی تازی تھی خوب جوڑ تھا متغیر کیون ہورہے ہو مین سنتی تھی تمھارا
ہاتھ جوڑنا دیکھ رہی تھی بڑے سپاہی ہو خوب گھر کیان جھڑکیان اُٹھائین تو اپنے آقا کا کُشتا بھی ہی
یہ آپ ہی کی ذات کا سارا فساد تھا گلرنگ کا پیام اُنکو دیا جلد تر نگ بجانا خود قبول کیا طہماس
نے کہا بس بس مہربانی فرمائیے کچھ حال طلسم ہوش ربا بیان کیجیے ملکہ مخمور نے کہا چہ خوش کسی قصہ
کہانی کہنے والے کو بلائیے غرض کہ آپسمین ہنستے ہوے باتین کرتے ہوے کوہ سے اُترے ایک
درے مین اُسی کوہ کے ٹھہرے کہ نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم لشکر مین چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے
کہا کہ دن بہت کم باقی ہی اور وہ ملعونہ آپ کو بہت دور لے آئی اسوقت پہونچنا ممکن نہین لیکن
آپ ٹھہرین مین سحر سے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون یا اس حوالی مین کوس دو کوس جا کے
دیکھون شاید کوئی صورت نکل آئے یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم خرامان طرف صحرا کے
روانہ ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اور طہماس بن عنقویل دیو پرور سلح دگل
درہ کوہ سے نکلکر شاہراہ پر ٹہلنے لگے ابھی ملکہ مخمور پلٹ کر نہ آنے پائی تھین کہ دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سوار جرار کا علمدار دو
کے نکل جانے کے بعد دیکھا ایک جوان گوہی گیتے پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ خود کلان
سر پر زرہ زیب جسم انور پشت پر بارہ ہزار فوج جنگی رواروی مین آتا ہی اُس گوہی کی بھی نگاہ پڑی
کہ ایک جوان خورشید مثال دوسرا عفریت خصال زیر نخل کھڑے ہین اس گوہی کا میخوار کوہی
نام ہی برائے مدد لقا چلا ہی اُن جوانون پر جو نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھ تو اس صحرا ے ہولخیز مین
یہ دو جوان کیون حیران و پریشان کھڑے ہین نام بھی دریافت کرنا میخوار کوہی کا عیار قریب
نور الدہر کے آیا فر و شوکت دیکھکر حیران ہو گیا جھک کر سلام کیا کہا ہمارے آقا میخوار کوہی
رستم زمان پہلوان دوران خداوند لقا کی مدد کو جاتے ہین آپ کا نام و نشان دریافت فرماتے
ہین نور الدہر نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر طہماس نے کہا کہ جا کر کہدے شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران اور غلام اُنکا طہماس بن عنقویل دیو پرور کسی وجہ سے
یہان آئے ہین تو کیا قاضی ہو کہ نام و نشان دریافت کرتا ہی جان جاتا ہو جا اور اگر کچھ ارادہ ہو

تو آعیار تھرّاتا ہوا بھاگا میخوار کوہی کے پاس آیا کہا حضور یہ جوان تو پوتا صاحبقران کا ہی
اور دوسرا طہماس بن عنقویل دیو پرور اُسکا رفیق قدیم نہین معلوم اس مقام پر کیونکر آگئے
ہین پوچھنے سے تو خفا ہوتے ہین مگر حضور آپ فرماتے تھے مین پہلے پہل براے قدمبوسی
خداوند جاتا ہون براے نذر قدرت کوئی شی معقول نہین ہی آپ بڑے صاحب اقبال
ہین یہ جوان تو نہایت دشمن قدرت کا ہی اس بندۂ مغضوب نے کئی مرتبہ قدرت کو قید کیا ید
قدرت مین ہتھکڑیان پاے خداوند مین بیڑیان پہنائین بڑی بڑی ترپان دکھائین مگر خداوند
لقاکے صبر کے صدقے ان ایسے بندگان سرکش کو غارت نہین کرتے بلکہ مشہور ہی کہ قدرت کے
پیارے بندے ہین میخوار کوہی خوش ہوگیا کہا ای شاطر حقیقت مین کارخانۂ قدرت کے قدرت
ہی پر موقوف ہین ہم لوگ بیوقوف ہین رازونیاز کب سمجھ مین آتا ہی یارو گرفتار کرلو یا تم لوگ
ٹھہرو مین جاکر دونون کو اٹھالاؤن مشکین باندھون سب نے کہا حضور ہمین بھی تو اسمین شریک
کیجئے غلامون کو محروم نہ رکھیے میخوار کوہی منع کرتا رہا لینا لینا کہکر سب چلے طہماس نے دیکھا کہ
گھٹا کفر کی آئی ہی عرض کی حضور ملاحظہ کرین مین انکو ابھی سزاے کامل دیتا ہون ہنوز یہ کلمہ تمام
نہوا تھا کہ ہمراہیان میخوار کوہی آپڑے طہماس بن عنقویل دیو پرور نے ساطور سے کوہیون
کو جہنم واصل کرنا شروع کیا جسپر ساطور مارا دو ٹکڑے ہوے شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے بھی نعرہ کیا طہماس نے ایک کوہی کی ٹانگ پکڑکر کھینچ لی گھوڑا اُسکا خدمت مین نورالدہر
کے حاضر کیا نورالدہر گھوڑا جو ملا ڈٹے لڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب میخوار کوہی کے پہونچے
طہماس نے اتنی دیر مین کھلبلی ڈالدی کسی کو مع گینڈے اٹھالیا اگھیڑ کر مارا کر گردن دس وا
دونون چور چور کسی کو بڑھکر ہاتھ ساطور کا مارا کبھی اوجھر سپر کی چلی تین تین چار چار سوار تلے اوپر
گرے ایک چشم زدن مین کئی سو کا کام تمام کیا مگر نورالدہر بن بدیع الزمان جو برابر میخوار کوہی
کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر کمر
زنجیر مین ہاتھ دیکے اٹھالیا چاہا زمین پر مارین میخوار کوہی نے یہ سطوت وجلالت وقوت جو
دیکھی عاشق ہوگیا عرض کی ای شہریار الامان نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھوڑدیا شاہزادہ
نورالدہر نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا میخوار بصدق مسلمان ہوا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی

ہاتھ نہ اٹھائے مین نے غلامی قبول کی سعادت دارین حصول کی سب نے ہاتھ روک لیے دست بستہ
حاضر ہوے اب مینخوار کوہی نے کیفیت پوچھی نورالدہر بن بدیع الزمان نے کچھ مجملا حال
جنگ فولاد فولاد شکن اور آنا جادوگری کا بیان کیا مینخوار کوہی نے حکم دیا جلد بارگاہ استاد کرو
فورًا بارگاہ استاد ہوئی خیمے سراپردے آراستہ ہوے اسکے ساتھ تو کل سامان موجود ہی تھا جشن دن
مین سامان عیش و نشاط مہیا کر دیا شاہزادۂ نورالدہر نے کان مین مینخوار کوہی کے کہا کہ ایک
خیمہ بطور تخلیہ پہلوے بارگاہ مین آراستہ کرادو مینخوار تو اس سامان مین مصروف ہوا شہزادۂ
نورالدہر اور طہماس اُس درۂ کوہ کے قریب آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم دو تین کوس
پھر کر پلٹ آئی ہین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین کچھ پتلیان ماش کے آٹے کی تیار
کر رہی ہین منظور یہ ہی کہ سحر سے کچھ کنیزین بناؤن ایک خیمہ بھی ترتیب دون کہ بعیش و راحت
بسر کرون کہ شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم ای شہنشاہ خوبی
وای سرو باغ محبوبی خدا نے سب سامان مہیا کر دیا بارگاہ خیمے سراپردے کل سامان عیش و نشاط
اُس خالق بے نیاز نے اِس صحراے ہولخیز و وحشت انگیز مین مہیا کر دیا ایک کوہی بر اے مدد
لقا جاتا تھا وہ مسلمان ہوا کیسا دوست خیرخواہ ہوا ہی مین نے الگ بھی ایک خیمہ تمھارے
واسطے درست کرایا کیون مشقت کرو بسم اللہ چلو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا آپ چلیے سب کے
سامنے لشکر مین آنا مناسب نہین ہی مین غرق زمین ہو کر چلی آؤنگی نورالدہر و طہماس بارگاہ
مینخوار کوہی مین آکر بیٹھے ملکہ مخمور سُرخ چشم نے اپنے کو اُس خیمے مین سحر سے پہونچا یا دیکھا چھپر کھٹ
آراستہ اسباب عیش و نشاط پیراستہ خیمہ مثل عروس شب اول جھاڑ کنول مردنگ وغیرہ تھے
بہ تکلف تمام سجا ہوا مینخوار کوہی بھی سمجھ گیا کہ شاہزادے کے ساتھ کوئی معشوقہ ہی اسنے عرض کی
چند کنیزین غلام کے ساتھ حاضر ہین اگر حکم ہو تو انکو بھیجدون نورالدہر بن بدیع الزمان
نے کہا کنیزون کو بلوا لو ہم اپنے ساتھ لیکر جائینگے ہم شب کو تمھاری صحبت مین بیٹھنے کی مہلت
نہ پائینگے ہمارے مہربان طہماس تمھارے ساتھ ناچ وغیرہ دیکھنے مین مصروف رہین گے
مینخوار کوہی نے کہا بسم اللہ مگر غلام نے طائفے وغیرہ بھی عمدہ عمدہ طلب کیے ہین چند ساعت صحبت
کے واسطے جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو گا چلے آئیے گا اُسی خیمے مین آرام فرمائیے گا

نور الدہر بن بدیع الزمان انشاء اللہ کہکر اُٹھے کنیزون کو ساتھ لیکر خیمے مین آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن چہرے پر جالی مثل طاؤس ملناز سرگرم خرام نازنین کنیزین آکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین ملکہ مخمور سُرخ چشم اور نور الدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ و مہر مسند جواہر نگار پر جلوہ افروز ان دونون عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھکر نیر اعظم کو رشک ہوا پردہ مغرب مین جاکر چھپا دونون وقت بھی آپس مین ملنے لگے طالب و مطلوب کے غنچۂ آرزو کھلنے لگے کنیزون نے جھاڑ وغیرہ روشن کیے شعر

شب آمد ساز گار عشق بازان
معطر مشک آگین روح پرور
کشادہ چرخ پر چشم کواکب
اوا سے وہ مہ کامل کا آنا
مہ کامل تھا اُس صحبت کا ناظر
کہ بارے برخور داز وصل یارے

شب آمد راز دار عشق بازان
سیاہی مثل زلف مہ جبینان
ضیاے ماہ تابان خوب بیتاب
فلک پر جمع سیارونکی محفل
نجوم چرخ رقاصی کو حاضر

دل وہ شب تھی فرح افزا عیش گستر
رخ لیلاے شب وہ نور افشان
حیا سے مہر کا وہ مُنہ چھپانا
تھے روشن صاف جنکے دیدہ و دل
خوشا وقتے و خرم روزگارے

یہ دونون شیداے یک دیگر مدت سے ہجران دیدہ مصیبت عشق کشیدہ اتفاقات قضا و قدر سے جو یہ سامان حسن ہوا شاہزادہ نور الدہر پیراہن مین نہین سماتے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین ملکہ مخمور سُرخ چشم گلچینی گلشن حُسن کی کرہی ہی کبھی شرماکر سر جھکا لیتی ہی کبھی شاہزادہ نور الدہر کے چھیڑنے کو اُس جادوگرنی کا ذکر کرکے مسکرا دیتی ہی کہ صاحب وہ بھاگ گئی ہی مین اسکو نہ روک سکی زبردست ساحرہ تھی مین ہٹ جاؤن اُسکو بلوا لیجیے مین تو فقط حال دریافت کرنے آئی تھی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کبھی ہنستے ہین اور کبھی غصہ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین ملکہ عالم یہ تمکو پہلو خوب ملا مجھے اُس فاحشہ سے کیا مطلب ہی سمن رخ نام ایک کنیز بیٹھی ہوئی پیچوان رکھی ہی کہ نہایت طرار و فرار ہی خود بھی ماہ رخسار ہی حسین جمیل جوان بیٹھی ہوئی سامنے مسکرا رہی ہی کبھی نور الدہر بن بدیع الزمان کی بلائین لیتی ہی کبھی ہاتھ اُٹھاکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو ترقی حسن و جمال کی دعا دیتی ہی اُسنے بڑھکر گلابی اُٹھائی کہا ملکۂ عالم اب اسوقت دفتر حکایت و شکایت نہ کھولیے شاہزادہ تمھاری محبت مین بیقرار ہی اس صحبت کو غنیمت جانیے دم بھر مین فلک تفرقہ پرداز

گردون کج باز رنگ تازہ دکھاتا ہی اسکی نیرنگ بازی شعبدہ سازی مشہور ہی اسکے ہاتھ سے کسنے
آرام پایا ہی کیسے کیسے عاشق ومعشوق پر بدعت کی لیلی پر کیا گذری مجنون کی وہ صورت کی دشت
نجد مقام ہوا تب عاشقون مین نام ہوا ایک ایک جام ہی گلفام نوش فرمایئے رنج وملال کو
خاطر فیض عاطر سے دور کیجیے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون برا سمن رخ کیا تم بھی اس بلا
مین مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو سمن رخ نے ٹھنڈی سانس کھینچی عرض کی واری جانئے درگور عشق بھاڑ
مین پڑے مجھے تو اس سے علاقہ نہین مگر مین اپنے چچا کے صاحبزادے سے منسوب ہون
انھون نے اپنی چاہت مجھسے ظاہر کی ایک مثنوی بھی لکھی مجھ بد صورت کا اُسمین سراپا ہی کچھ بیہودہ
لکھا ہی وہ اپنے والد نامدار کے ساتھ براے تجارت گئے ہین یہ تو ہوتا ہی کہ اکثر راتون کو خواب
پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین آتے ہین مُنھ بنائے ہوے ہاتھ جوڑ رہے ہین جب صبح کو
اُٹھتی ہون خیال ضرور آتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ خدا اُنکو اُنسے ملائے سمن رخ پروردگار
کسی چاہنے والے کو شب فرقت نہ دکھائے اور ہم تو آٹھ پہر آفتاب لب بام چراغ سحری
رہتے ہین روز وشب مرنے جینے کی جفا سہتے ہین افراسیاب خانہ خراب الیاد شمن ہر وقت
کی لڑائی مالک ہمارے طلسم کشا قید ہین اُنکی مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی اُنکی فرقت مین ایک
ایک دن برابر ایک سال کے کٹتا ہی اتفاقات قضا وقدر سے یہان آگئے ایک نظر
اُنکو دیکھ لیا خیال لگا ہوا ہی وہ ظالم اظلم افراسیاب خانہ خراب اگر کتاب سامری مین دیکھلے
نہین معلوم کیا بلا نازل کرے اُنکی سلامتی کی ہر وقت دعا مانگتے ہین اپنی جان کا کیا ڈر جہان
تُو وہان ہمارا گھر یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
دامن سے اشک ملکہ مخمور پاک کیے کہا ملکہ مخمور بس زیادہ دل نہ دُکھاؤ یہ کہکر جام شراب اپنے
ہاتھ سے ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیا ملکہ مخمور نے نوش کیا بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا | کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا | شب تاریک وبیم موج وگردابی چنین ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا | اور اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اٹھایا جام لبریز کرکے ہونٹھون سے

شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے لگا دیا نورالدہر نے یہ اشعار آبدار مصنف کے
زبان پر جاری کیے غزل | آنکھو نکو جاتے ہین پیالا شراب کا | مستون کو فرش عین ہی مینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
پتلا وہ آگ کا ہی میں پتلا شراب کا
ای بحر حسن آج تو چل ہوتی جھیل پر
ہولی میں خوب ہوگا تماشا شراب کا

مٹی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام ہی
کی ہو عیش باغ میں جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
پی پیکے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
جھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام پیے قلب کو سرور خیال خیر و شر دل سے دور گزک بیچ میں سے اٹھ گئی گزک لبان شیرین کی چلنے لگی بوس و کنار ہونے لگا کنیزین سامنے سے ہٹ گئین خلوت حاصل ہوئی شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نے دونوں ہاتھ حمائل گردن کیے دو ایک بوسے لیے عارض انور ملکہ مخمور سرخ چشم سرخ ہو گئے اشعار

اگر ان پہ بوسے کا گذرے خیال
یہاں تک نزاکت میں یگانہ ہوا
وہ رخسار نازک کہ ہو جائیں لال
جو پہنی پھولونکی چھڑی تو درد شانہ ہوا

غرض دونوں کو محبت کا جوش شور نا و نوش کبھی ہوشیار کبھی مدہوش عجب صحبت ہی مگر رات جلدی جلدی آنکھوں میں کٹ رہی ہی جب گھڑیال کی آواز آجاتی ہی ملکہ فرماتی ہیں لو شہریار دو بج گئے شب آخر ہوئی وہ دیکھیے سپیدی سحر کی ظاہر ہوئی شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھتے ہیں فرماتے ہیں ملکہ ابھی تو بہت رات ہی برائے خدا سحر کا ذکر نہ کرو میرا کلیجہ دھڑکتا ہی خداوندا یہ شب مثل گیسوے جانان دراز ہو روے سیاہ سحر نہ دیکھوں بقول شاعر پہلے تو می خوب سی پی اور باجے بھی رنگین بجے • جی چھوٹ گیا بس ساقی کا جب تین پہر پر تین بجے یہان تو یہ کیفیت ہی عاشق و معشوق کی صحبت ہی مگر وہان میخوار کی ہی نے اپنی بارگاہ میں بڑے لطف سے جلسہ آراستہ کیا ہی طہماس کو ناچ دکھا رہا ہی جام ارغوانی چل رہا ہی جوانوں کا حوصلہ نکل رہا ہی ایک رقاصہ گلعذار ماہ رخسار کمسن الھڑ پنے کے دن اپنے فن میں کامل اپنی ادا پر آپ مائل کس لطف سے رقص کر رہی ہی اہالیان محفل مثل تصویر خاموش سب کو سکتے کا سا عالم اشعار

سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
جان اٹھنے مسک مسک کر دی

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا ہر اک دل دادہ
جسکی جانب بتا کے مسکی ہی

کبھی غزلہاے عاشقانہ گاتی ہی اہالیان محفل کو لبھاتی ہی گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

نشان گور یون غیرون کو بتلاتے تو بہتر تھا　ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا
جو راہ عشق مین گر کر سنبھل جاتے تو بہتر تھا　کسی کی جستجو مین ٹھوکرین کھاتے تو بہتر تھا
جو کچھ تھی دل مین میرے اُنسے تنہائی مین کہ لیتا　اکیلے راہ مین مجکو وہ ملجاتے تو بہتر تھا
مرا دم حسرت دیدار سے آنکھون مین اٹکا ہی　جو دم بھر کے لیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا
خطا کی جو دوبارہ یار سے ہمنے محبت کی　کہین ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا
نہایت تنگ ہون دل سے قبلے یار کی صورت　مرے پہلو سے یہ حضرت نکل جاتے تو بہتر تھا
بتون کی سرد مہری نے تو پھونکا تن بدن اپنا　ہمارے سوز دل کو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا
نہ لو راہ عدم لمہ ہم بھی چلنے والے ہین　ذرا ای دوستو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا
عیان ہو جسکی خوشبو پھر وہ گل کسواسطے پھولے　تم اپنے حسن پر اتنا نہ اتراتے تو بہتر تھا
گریبان چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت مین　کہین ہم تنگ ہو کر نکل جاتے تو بہتر تھا
تڑپنا نزع مین میرا نہ دیکھا جائے گا تم سے　مرے بالین سے تم اسوقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا
خبر یون ہجر مین کرنا تھی اپنے حال کی انکو　زمین و آسمان نالون سے تھراتے تو بہتر تھا
نہ جاتے پاس اُنکے آپ یہ غیرت کے معنی تھے　کسی کو بھیج کر ہمکو وہ بلواتے تو بہتر تھا
پلا کر جو بیخود بھی کیا ہمکو تو کیا حاصل　اگر پیر مغان زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا
اگر دو چار آنسو ہجر مین نکلے تو کیا نکلے　ہماری چشم سے بادل بھی شرماتے تو بہتر تھا
مزاج انکا یہ ہی جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہین　مری جانب سے گر اغیار بھڑکاتے تو بہتر تھا
جو تم آتے تو ہو جاتے شگفتہ غنچہ لخاطر　تمھارے عاشقون کے پھول کھلجاتے تو بہتر تھا
جو یہ ہوتا تو افشار راز دل ہوتا نہ غیرون مین　مرے نالے ہی میرا حال کہہ آتے تو بہتر تھا
سحر تک شام سے کین وصل کی شب منتین انکی　ہم اپنے دلکو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا
ندامت پر اگر ای یاس بخشش تھی گناہون کی　مرے اعضا بھی آنسو ہو کے بہجاتے تو بہتر تھا

اس لطف سے جو اُس نازنین نے یہ غزل گائی ہیخوار کہ ہی بھی عاشق مزاج ہی طبیعت بھر آئی طہماس سے کہا ای رستم زمان ای طہماس نوجوان اسوقت تو اس کمبخت نے مارڈالا دل کھینچ لیہی ہی دل چاہتا ہی چند ساعت کے واسطے شاہزادے کو اس صحبت مین بلائین

اس حور مثال کا گانا سنو ابھی رات بھی کم باقی ہے سحر قریب ہے یہ پھیر دین انکے سامنے اڑے طہماس
نے کہا شاہزادے نے آج بعد مدت مدید تخلیے مین معشوق کو پایا ہے آنا دشوار ہے مگر بہادر دوست
ہین اگر تم خود جاکر عرض کرو بلا تکلف چلے آئینگے اس محفل کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائینگے
میخوار کوہی فوراً اٹھا اس خیمے کے دروازے پر آیا اتفاق سے ملکہ مخمور سرخ چشم نے چھپر کھٹ
پر آرام فرمایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو نیند کب آتی ہے شمع کافوری ہاتھ مین
گلچینی گلشن جمال کی کرتے ہین کبھی عارض پہ عارض رکھتے ہین کبھی لب سے لب سینے سے
سینہ ملا رہے ہین لطف بوس وکنار کے مزے اٹھا رہے ہین کہ میخوار کوہی نے بسہولیت
سمن رخ کو آواز دی وہ باہر آئی میخوار کوہی نے کہا اگر شاہزادہ بیدار ہو تو میری جانب سے
عرض کر کہ غلام حضور کا در دولت پر حاضر ہے کچھ عرض کرنا منظور ہے اگر سرفراز کیجیے تو عنایت
سے کیا دور ہے سمن رخ نے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے جاکر باادب عرض کیا
چونکہ ملکہ مخمور سرخ چشم سوتی تھی شاہزادہ نورالدہر باہر آئے میخوار کوہی نے کہا حضور
واسطے ایک لمحے کے بارگاہ مین چلین ایک غزل اور ایک ٹھمری سنکر واپس آئین کیا
لطف کا جلسہ ہے فقط حضور کے ہونے کی کمی ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
کہا اے برادر کیا مضائقہ ہے اسی طرح لباس بزم پہنے ہوئے میخوار کوہی کے ساتھ بارگاہ
مین آئے بیچ بارگاہ مین مسند خالی تھی جلوہ فرما ہوئے میخوار کوہی نے بڑھکر اس نازنین کو
موتیون کا مالا اتار کر دیا اور کہا کہ اسوقت تو مین شاہزادے کو لایا ہون دیکھون تو کیا کمال
دکھاتی ہے بس مزا یہ ہے کہ اٹھنے نہ پائین مجبور ہو جائین اس رقاصہ کا حسن آرا نام ہے مسکرا کر
کہا تم جاکر بیٹھو ابھی کہو تو گھر پوچھتے چلے آئین ایسا دام زلف مین پھنساؤن کہ پھڑک کر رہ جائین
کبھی مسکرا کے بجلی گراؤن کبھی ساون بھادون کی کیفیت دکھاؤن ساری محفل کو رلاؤن میخوار
کوہی اسکی باتون پر پھڑک گیا کہا بہت اچھا دیکھین تو یہ کہکر میخوار کوہی ہٹا حسن آرا ناز وادا
سے سامنے جو نورالدہر بن بدیع الزمان کے آئی صورت زیبا دیکھکر خود بیچین ہوگئی خود
زمین بھر پر ڈھلکا ہوا زلفین چلبلی تا بہ دوش چہرہ مثل آفتاب عالمتاب آنکھون مین رات کے
جاگنے کے لال لال ڈورے معشوق سے ہم بستر ہوئے ہین لباس مین بھینی بھینی بو انگڑائیان

لے رہی ہین حسن آرا نے اُن کلے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پیشواز ہاتھ مین اُٹھا کر آگے بڑھی اور یہ

غزل عاشقانہ شروع کی غزل | کی خوب سیر باغ کی ای باغبان چلے | سائے مین بیٹھے پھول چنے شادمان چلے
دار فنا مین ایک بھی بنا نہین ہی فیق | سب دوستون کا خو کجلے امتحان چلے | آنے ہی تیر بزم سے تم اُٹھ کھڑے ہوے
کیا کچھ خفا ہو مری جان کیون کمان چلے | تجلو یہ انکی بدمزگی کا خیال ہی | جائین کہین وہ کہہ نہین سکتا کہان چلے
رکھو ونگا سر مین تیغ قاتل کے پائون پر | مد نظر ہو جسکو مرا امتحان چلے | جیسے چمن بہار مین چہچہاتی ہی بلبلو
رگ ہائے گل کی جان تو زمین مین ہی نیریان چلے | بسمل بنا چلے مجھے تیر نگاہ سے | اب فیصلہ ہی چھوڑ کے کیون ہمجان چلے
جوبن پہ اندنون ہی گلستان حسن یار | یارب اس چمن مین نہ باد خزان چلے | ای درد ہجر یار کھٹکتا ہی سب کو تو
ہم کیا چلے جہان سے ترے فیض روان چلے | ای دوستو ہمین مرے لاشے کو سوئے دوست | کوچے سے یار کے مجھے لیکر کہان چلے
گل توڑنے پہ دیتی ہی دشنام عندلیب | سچ ہی کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلے | ہین کیا سگان کوچہ دلدار خود غرض
تربت پہ آئے کھائے مرے استخوان چلے | لکھتا ہون اپنے ضعف کا مین حال ای قلم | اسطرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے
یون لکھ رہا ہی کلک مری آہ کا الف | جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے | اس غزل کو گاتے گاتے توڑا

لیکر ہیچ کلی دامن شاہزادے کا چٹکی سے تھام لیا ایک ایک شعر کو دس دس طرح سے بتانے لگی مچل رہی ہی دونون سارنگیان ملی ہوئی گویا گلے ریت رہی ہین طبلیا بھی کال و اکل ٹکڑے باندھ رہا ہی ادھر سازکی کیفیت اُدھر حسن آرا کے ذہن کی جودت گل سا چہرہ ڈوپٹہ سینے سے ڈھلکا جاتا ہی سنبھالتی جاتی ہی کبھی سینے پر ہاتھ رکھکر جوبن ہیٹے جاو کہکر بتاتی ہی قیامت کے نازو کرشمے دکھاتی ہی اہل محفل ذبح ہو رہے ہین کبھی بڑھ کے اُٹھا پشت پھیر کر چند قدم بڑھنا چوٹی گندھی ہوئی پشت پر پڑی ہی اُسپر آب روان کا ڈوپٹہ معلوم ہوتا ہی ناگنیان کیچلی جھاڑنے پر آمادہ ہین کمر رگ گل سے باریک پیشواز جسم مین ٹھیک دوبارا پھر سامنے آکے بیٹھی یہ غمزہ طرف شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان کے متوجہ ہو کر بتانے لگی خمسہ

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے | ہو گئے غش چاہنے والے جمال یار کے
ولولے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے | رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے

مار ڈالا اک پری پیکر نے جوبن مار کے

کس قدر عاشق ہین یارب اُس بت عیار کے | چار سو رہتے ہین نالے کا فرو دیندار کے

ٹکٹکی باندھے ہوئے سب لوگ ہین بازار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے اُسپر جو بیٹھے سائے مین دیوار کے

دل سے وارفتہ ہین تیرے قد کے اور رفتار کے
قبر بھی مر کر بنے نیچے تری دیوار کے
گر میسر ہون تو نظارے ترے رخسار کے
گوش افسانے سنے جو تجھسے خوش دیدار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

قد ہے تا حشر بلا زلف شبگون ہو دراز
اک جہان ہی آپ کا شیدا اے حُسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز ناز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہون رفتار کے

ہمسری سنبل کو اُسکی زلف سے زیبا نہین
یار کو دعوی گل اندامی کا ہی بیجا نہین
نونہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین
لالہ ہی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندہ آزاد قد یار کے

ہی خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
چھوڑ کر بیٹھے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق
جسم پر زیبا ہی میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہین تابع فرمان عشق
دیکھیے کس سمت بھجوائے ہمین سلطان عشق
کوہ و صحرا اور علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہی بوے زلف تابدار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہی رخ معجز نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہی ناگوار
مرہم زنگار ہی زخمی کو خط سبز یار
خال لب حب شفا ہی واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہی خدا نے بند بند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہی دوچند
دیکھکر آئینہ کہتا ہی وہ آرایش پسند
طرے کے قابل ہی سر گردن ہی لائق ہار کے

حُسن کے مذہب مین فرض پنجگانہ عشق ہی … عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
اور لوگون کو یہ انداز زمانہ عشق ہی … ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی
لن ترانی اسنے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون … پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون … خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
طرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم تر سے کچھ مطلب نہین … کاروبار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین … کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بار ہا … منھ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بار ہا
دل گلوں کے چھان ڈالے ہین مژہ نے بار ہا … باغ مین پی ہی شراب اُس لبکدے نے بار ہا
چیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

اب تو شاہزادہ بھی انتہا کا متوجہ ہی سحر بھر قریب ہی اسکا زیادہ خیال ہی اس خیال مین آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے شاہزادہ حسن آرا کا گانا سُن رہا ہی مگر قضائے کار وہان ملکہ مخمور سُرخ چشم بیدار ہوئین پہلو مین اپنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو نپایا گھبرا کے کنیزون سے پوچھا شاہزادہ کہان تشریف لے گیا کنیزون نے عرض کی کہ میخوار کوہی بلانے آیا تھا وہان جلسے مین گئے ہین ناچ دیکھ رہے ہین یہ سُنکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو بہت ناگوار ہوا غصے مین آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی کنیزون نے کہا کہ حضور ارشاد فرما گئے ہین کہ مین ابھی آتا ہون حضور تشریف رکھیے ہم جاکر اطلاع کرین ملکہ مخمور سُرخ چشم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحب جو تم کیا جانو ایک شب بھی تشریف رکھنا ناگوار ہوا مین اُنکو بلوا کر کیا کرونگی مین طرف طلسم ہوش ربا کے جاؤنگی اب میرا آنا اور اُنسے ملاقات کرنا بالکل بیکار ہی یہ کہکر بقہر و غضب طرف بیرون خیمہ چلین ہر چند کنیزون نے روکا نہ رُکین مگر دلمین تو انتہا کی محبت ہی خیال مین گذرا کہ دیکھو تو اُدہر کہ یہ نوجوان کیا کر رہا ہی آتے آتے سامنے بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ نور الدہر مسند پر

جلوہ فرما ہین اور ایک کسبی دامن پکڑے ہوے بتا رہی ہی اور اُسوقت نور الدہر نے خیال
سے اپنی جلالت کے گلے سے اُتار کے موتیون کا مالا دیا ہی وہ تو قوم کی کسبی ہی ناز کر رہی تھا ہی
یہ جو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آواز دی ای شہریار سبحان اللہ خوب
لیاقت ہی ہمنے اپنی عمر مفت ضائع کی مگر انشاء اللہ اب منھ نہ دکھا ئینگے اب زندگی بیکار ہی شہزادے
نے جو سر اُٹھایا ملکہ مخمور سُرخ چشم کو اس غصے مین دیکھا فرمایا ملکہ مین تو واسطے ایک لمحے کے
آیا تھا یہ کہکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُٹھے عذر کرتے ہوے آگے بڑھے طہماس
نے آواز دی ہان ہان ملکۂ عالم یہ خطا میری ہی معاف فرمائیے بخدا شاہزادہ نہ آتا تھا ملکہ نے کہا
او لم قدے تو تو ہمیشہ سے کٹنا ہی ہم جانتے تھے سپاہی لوگ ان باتون کو معیوب جانتے ہین مگر
تجھ ایسا پہلوان لگائی بجھائی کرے آیندہ کس کو اچھا سمجھا جائے یہ تمھارے ہی فتور برپا کیے ہوے
ہین تم کیا کرو یہ ہمارے نصیبون کی خوبی ہی وہ جو سنتے تھے کہ مردون کی ذات بیوفا ہوتی ہی آج
آنکھون سے دیکھا ہم تو اس کوچے سے نابلد ہین کھیلے کھائے لوگ جانین ایک کو سائی ایک
کو بدھائی ایک سے وعدہ ایک سے انکار شاید اسمین بڑا نام ہی بیوفائی صاحبان ظرف کا
کام ہی ایسی ایسی عورتین تمھارے آقا کے لائق ہین مجھ بدنصیب کو ناحق بدنام کیا مگر بموجب مثل
خود کردہ را درمان نیست۔ جلدی حال کھل گیا با آبرو پردۂ دنیا سے اُٹھ جائین ایسے صاحبان
لیاقت کو زندگی مین منھ نہ دکھائین واضح ہو کہ یہ عجب طرح کا جلسہ ہی یہ مقدمہ واقع ہوا ہی کہ آگے
آگے ملکہ مخمور سُرخ چشم طرف سے نور الدہر اور طہماس کے منھ پھیرے ہوے گریہ حال ہی
کہ پانچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ڈوپٹہ ڈھلکا ہوا عارض گلرنگ پر بوسون کا نشان رات کی
جاگی ہوئی آنکھین اُسپر غصے مین اُداسی اشک حسرت جاری معلوم ہوتا ہی کہ صدف کا منھ کھلا
گوہر آبدار اشک گر رہے ہین یا موتیون کا سہرا مشاطۂ تقدیر نے چہرے پر آراستہ کیا ہی دو چار
اشک جو مژگان پر اٹک رہے ہین تیر نال آبدار پیدا کی غصے مین ہچکی لگی ہوئی بات منھ سے نہین
نکلتی ہی نور الدہر بن بدیع الزمان عقب مین عذر کرتے ہوے کہ ملکہ سنو تو تمھاری شکایت بیجا
ہی میری کیا خطا ہی طہماس دینجوار کوہی سے دریافت کرو صاحب قسم لے لو ملکہ فرط محبت سے
پلٹ تو پڑتی ہی مگر پنجہ نگارین اُٹھا کر منع کرتی جاتی ہی کہ بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ میرے قریب

نہ آؤ ورنہ مین ابھی اپنے چھری مار لونگی اب ہماری قبر پر آئیے گا فاتحہ پڑھ جائیے گا اب زندگی مین ملاقات نہوگی اور آپ کو ہماری کیا پروا ہی جسکو موتیون کا مالا پہنایا وہ تو موجود ہی جاکر جلسے مین بیٹھے دیکھیے وہ آپ کی جیتی گھبرائی ہونگی اب رات کوئی تین چار گھڑی باقی ہی آخری چاندنی ہی فراش فلک نے چاندنی کا فرش زمین پر بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین دن سے بہتر روشنی ہی اُسی حال پُر ملال مین ملکہ مخمور سُرخ چشم کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری ہی سحر سے طاؤس بنایا ہی اُسپر سوار ہو چکی ہی قصد ہی کہ اُڑ کر نکل جاؤن نور الدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین کہ دوڑ کر دامن تھام لون اور آواز دی کہ ای ملکہ بخدا اگر اسوقت چلی جاؤگی اور ہمارا کہنا نہ مانوگی تو ہم اپنا گلا کاٹ ڈالینگے یہ کہکر نور الدہر نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھی اسوجہ سے ملکہ مخمور لپٹ پڑی کہا صاحب برائے خدا یہ ارادہ نہ کرنا لو مین ٹھہر گئی نہین جاتی نور الدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین مین قریب پہونچون کہ پہاڑ پر سے آواز آئی ای جان جہان آرام دل مشتاقان آج رات تمنے کہان گنوائی ہی ہم شب بھر انتظار کرتے رہے اب تو آکر گلے سے لپٹ جاؤ دل بہت بیقرار ہی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے گھبرا کر طرف کوہ کے دیکھا عجب طرح کا سبز کہ پیش آیا پہاڑ پر ایک قصر عمدہ بنا ہوا ہی شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عیش ونشاط سے پیراستہ اک کرسی جواہر نگار بچھی ہوئی ہی اُسپر ایک جوان تاج شہریاری بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے بازوؤن پر نورتن اے جواہر نگار کمر مین ڈاب دونون پرزے یاقوت احمر کے ولایتی حمائل سپر عمدہ پشت پر اُسپر جال مروارید بے بہا کا بشوکت شاہانہ پشت پر کئی سو ملازمان زرین پوش دست بستہ کھڑے ہین سر پر اُسکے مگس رانی کر رہے ہین وہ ہنس ہنسکر ملکہ مخمور کو آواز دے رہا ہی اور کلمات خلاف تہذیب اُسکی زبان پر جاری ہین جانی پیاری اسطور سے کہتا ہی کہ سننے والے کو صاف ثابت ہو کہ یہ قدیم آشنا ہی آج کوئی بات ایسی ہوئی ہی جس سے غصہ کر رہا ہی یہ جو ملکہ مخمور نے معرکہ جان گزا دیکھا قلب تھرا گیا ایسے کلمات ناشایستہ کبھی کا ہے کو سُنے تھے چہرہ فق رنگ متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ منھ پر ہوائیان آواز دی او بیحیا یہ تو کس کو کہتا ہی اُسنے ہنسکر جواب دیا جانی خلاف وعدہ کیا اور پھر اُلٹا

غصہ سے جلد آؤ آخر انتظار کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یہ سنتے ہی ملکہ کو تاب باقی نہ رہی طاؤس
اُبھار کر سامنے اُس قصر کے پہونچی نورالدہر بن بدیع الزمان تو شل آئینہ کے حیران
دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ کون شخص ہے یہ تو کوئی قدیم دوست اُسکا معلوم ہوتا ہے
اس جلسۂ عام میں میں کیسا ذلیل ہوا یہ سب دل میں کہتے ہونگے کہ شاہزادہ ایسی عورت پر
عاشق ہوا جسکا چاہنے والا ایسا خلاف تہذیب پکار پکار کر ایسی باتیں کر رہا ہے کہ کبھی رذیل
بھی یہ کلمات بیہودہ زبان پر نہیں لاتے قبضہ پر ہاتھ تھر تھر کانپ رہا ہے مگر جو مخمور سرخ چشم
برابر قصر کے پہونچی جھولی سے گولا نکال کر مارا وہ نیچ ہو کہ وہ قصر بر سر کوہ ہے درختوں پر جانوروں
کا انبوہ ہے گولا جو قریب قصر پہونچا طائر درختوں سے اُڑ کر گولے سے لپٹ گئے
منقاریں مار کر گولہ آہن سحر مخمور سرخ چشم کے ٹکڑے کر کے پھینک دیے اور چاؤں
چاؤں کر کے وہ مخمور پر آن پڑے گرد طائران بدا حال بیچ میں یہ عنقائے اوج حسن و
جمال دیکھنے والوں کے ہوش اُڑ رہے ہیں مگر مخمور سرخ چشم نے اُن طائروں سے
جنگ شروع کی سحر پڑھتی جاتی ہے کوئی مخمور پر پر مارتا ہے کوئی منقار سے جسم کو غربال کرنے کا
قصد کرتا ہے خون سے نوچے ڈالتے ہیں مخمور سرخ چشم نے کسی کی ٹانگیں پکڑ کر چیر ڈالا
کسی کا سر کھینچ لیا اُف اُف کرتی جاتی ہے منہ سے شعلے آتش کے نکلتے ہیں اُن شعلوں سے
طائر جلتے ہیں وہ تاجدار پکارتا ہے اے طائرو میری معشوقہ کو کشاں کشاں میرے پاس لاؤ
خبردار ہلاک نہ کرنا میں آپ تنہائی میں سزا دونگا میری خطا وار ہے اور زیادہ مخمور سرخ چشم کا
غصہ بڑھتا جاتا ہے تعلیم کردۂ افراسیاب اگر سحر میں ایسی کامل نہ ہوتی تو وہ جانور بوٹیاں
کاٹ کر پھینکتے ہر چند کہ مخمور سرخ چشم نے بعجیل تمام ایک زرہ سحر کی جھولی سے نکالکر
پہن لی مگر جانور کڑیاں آہن کی توڑے ڈالتے ہیں ہزار در ہزار جانور ہیں مگر مخمور سلیمان وار
اُن طائروں کو تسخیر بھی کرتی جاتی ہے جلا بھی رہی ہے کبھی کارد سحر پھینک مارتی ہے ایک مرتبہ
دس دس کے سر اُڑ جاتے ہیں مگر جسم سے فوارے خون کے بہ رہے ہیں ایک لمحہ میں
طائروں کا کام تمام کر کے قریب قصر چلی دانۂ یاقوت احمر کا نکالکر مارا اب وہ تاجدار پھر سحر کرنے لگا
مگر بیہودہ باتیں نہیں ہوتوقف کرتا مخمور سرخ چشم اُسکے بھی سحر سے اپنے کو بچاتی ہے قصر کے

برقین گراہی ہی قصر کے بروج اور دیوارین گوے مار مار گرادین کبھی کڑک کر کسی غلام پر
گرتی طمانچہ سحر پڑھ کر مارا سر اسکا اُڑ گیا نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے کوہ کے دیکھ رہے
ہین کبھی تو تنہائی پر مخمور سرخ چشم کی روتے ہین کبھی بیہودہ باتون پر اُس تاجدار کی بیتاب
ہوتے ہین جب تلوار پکڑ کر بڑھتے ہین ہاتھ پانون مین رعشہ پیدا ہوتا ہی جھونکا ہواے تند کا
چلتا ہی لشکر والے ہوا مین اُڑ رہے ہین خیمے اُڑے جاتے ہین وہ تاجدار وہان سے ڈانٹتا ہی
خبردار تم مین سے اگر کوئی آگے بڑھا جلا کر خاک کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا نورالدہر
وطہماس و میخوار کوہی اور کل انکے ساتھ والے کسی طرح قدم آگے نہین بڑھا سکتے ہین بلکہ
جھونکون سے ہوا کے اور پیچھے ہٹے جاتے ہین گھوڑون نے اگاڑیان پچھاڑیان توڑ کر
مطلق العنان حیران و پریشان اُس دشت مین پھر رہے ہین کبھی نورالدہر میخوار کوہی سے
کہتے ہین ای بہادر یہ تاجدار طرفہ بلا کون ہی یہ قصر و عمارت کیسی جب شام کو شکار سے سفر
اُترے تھے یہ کوئی علامت نہ تھی یکایک کہان سے آگئی میخوار کوہی کہتا ہی ای شہریار مین نے
کبھی ایسا شعبدہ نہین دیکھا مین خود حیران ہون خدا ملکہ مخمور سرخ چشم کو بچائے نہین معلوم
یہ کیا طلسم ہی مگر مخمور سرخ چشم اب اندر اُس قصر کے اُس تاجدار کے ملازمون سے جنگ
رستمانہ کر رہی ہی زمین ہلا ہلا دیتی ہی کسی پر دانہ یاقوت کا مار کسی کو نیچے سے ہلاک کیا کبھی
ابروے خمدار سحر پڑھ کے ہلاتی ہی چار چار کے سر کٹ کے گرتے ہین مگر اُس تاجدار پر کوئی
زوال نہین آتا جب ماش کے دانے پڑھ کے پھینکتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم شعلہاے آتش
مین چھپ جاتی ہی دیگر یاران سحر پرسا کر اُن شعلہاے آتش سے مثل برق کے چمک کر نکلتی ہی
ہر چند کہ وہ تاجدار اپنے کو بچاتا ہی مگر مخمور سرخ چشم نے تمام قصر کی دیوار و در کو گرا دیا ساتھ
والون کو اُسکے خاک مین ملا دیا نورالدہر بن بدیع الزمان اور میخوار کوہی و شمامہ
اتالیان لشکر مخمور سرخ چشم کے واسطے بیقرار اور اشکبار نورالدہر طہماس سے فرماتے ہین
ای طہماس شاید یہی افراسیاب جادو ہی جو مخمور سرخ چشم ہمیشہ ڈرتی تھی اور مجھ سے کہا
کرتی تھی کہ افراسیاب ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب تاج و سریر ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوشربا
ہی معلوم ہوتا ہی اپنی کتاب سامری کو دیکھ لیا آگیا یہ قصر سحر سے بنا لیا کل تو اس کوہ پہ قصر کا

نشان بھی نہ تھا آج سب کچھ ہو گیا مجکو جلا سنے کو اُس بجیا نے کلمات خبث آمیز پکار کر کہے اور
طہماس کہتا ہی ای شہریار چین سنے بھی تو کبھی افراسیاب کو نہین دیکھا خداوندا ملکہ مخمور سرخ چشم
کو پنجۂ ظلم سے اس نابکار کے بچانا ہا سے ابکی مرتبہ کس ساعت سے آنا ہوا اس صحرا مین آہ تم سنے
کیا بہانا ہوا ہر مرتبہ نور الدہر بن بدیع الزمان تیغہ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ
ڈالتے ہین نعرہ پر نعرہ کر رہے ہین مگر بہا ڑتک نہین جا سکتے طہماس قبضہ پر ساطور کے
ہاتھ ڈالے ہوئے مثل دیو کے جھوم رہا ہی قبضۂ ساطور کو چوم رہا ہی کل فوج تیار آمادہ
حرب و پیکار مگر کسی کا قدم نہین بڑھتا جو کون ستے ہوا کے لشکر مین تلاطم ہی فریاد
و فغان کی صدائین بلند مگر ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم ساتھ والون کو اُس تاجدار کے
مار کر تیغہ ہاتھ مین جیسے اچھا پھکیت لڑتا ہی دریا خون کے بہا دیے طبقے زمین کے سحر سے ہلا دیے
لختے خون کے تمام لباس پر جمے ہوے چہرہ غصہ سے گلنار دیکھا نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا برابر اُس تاجدار کے پہونچی اُس بجیا نے بڑھ کر وار تلوار کا کیا مخمور سرخ چشم سنے
سپر کو ہاتھ سے پھینکا یا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق بنکر اُس بجیا کی کلائی پر پڑی
کلائی کٹ کر زمین پر گری گویا مچھلی دریا سے خون مین تڑپنے لگی ہاتھ کٹنے سے وہ خیرہ سر
دست پاچہ ہوا اب کون دستگیری کرے عمل نکلنے کا بھی نہ پایا مثل نقش قدم زمین پر
جم گیا اُس حال مین مخمور نے بڑھ کر نعرہ کیا او بجیا معشوق بنانے کا مزہ چکھا منم ملک الموت
جان کافران یہ کہکر تیغہ مارا اُس بجیا نے سر اپنا بڑھا دیا خود اپنے سر پر آفت لی اب سر سے
آگاہ نہ تھا سراسر بد حواس ہوا تیغہ مخمور سرخ چشم کا سر پر پڑا ذرا فرق نہ کیا یا تو تیغہ سر پر چمکا
تھا یا تنگ ٹاپون سے گذر گیا دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا فوج مین نعرہ بلند ہوا ملکہ سبحان اللہ
کیا ہاتھ مارا ہی قصر بغض و حسد گرا دیا کس لطف سے لڑی ہو کیا تیغہ برق مثال ہی کیا
جاہ و جلال ہی

نظم

شمہ پہ تیغ برق دم الماس پیکر سے تری	اک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہی
گر صف دشمن پہ سیدھی ہو گئی برق بلا	خود و قاش زین دو حصہ تا بہ حد تنگ ہی
برہنین یہ وصف جو مین نے بیان اسکے کیے	بلکہ یہ تعریف تو جوہرش کا آسکے ننگ ہی

آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک | امتحان گر کیجیے اسکا تو اک جو رنگ ہی

تمام لشکر میں واہ واہ کی صدائیں بلند ہوئیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے اسکو قتل کر کے چاہا بغلول
لاشہ اٹھیں بچیا کا زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپا جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ملکہ اس خون سے
نہا گئی ادھر تو خون جسم پر ملکہ کے پڑا نہیں معلوم اس محجب جائی یا رجا ودانی پر کیا صدمہ
گذرا ہاے کا نعرہ کر کے پنجہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اب دیکھنے والوں نے دیکھا آندھی سیاہ
چلی کوہ پر دھوان بلند ہوا شعلے آگ کے اسقدر بھڑکے کہ کوہ کے پتھر تمام شعلہ جوالہ
بنگئے وہ صداے ہاے ہوئیں بجلیاں چمکیں دھوین کا جوش باد تند کا خروش زمین کو زلزلہ
اہالیان لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان کو معلوم ہوتا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوے ہر
ذیحیات کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم فنا ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا اندھیرے میں اپنا
بیگانہ نہ سوجھتا تھا معلوم ہوتا تھا ہمکو ہوا اٹھائے لیے جاتی ہے وہ اندھیری تاریکی شب فرقت سے
زیادہ پردۂ ظلمات کا سا اندھیرا آنکھوں کا بند ہونا بیقراری میں اہالیان لشکر کا رونا بعد عرصہ
دراز کے وہ شور وغل اندھیرا ہواے تند وغیرہ سب ہنگامہ دفع ہوا اب جو آنکھیں کھولکر
دیکھا نہ وہ صحرا ہی نہ وہ کوہ نہ وہ مقام نہ لاشوں کا انبوہ ایک ریتی کے صحرا میں سب نے اپنے کو
پایا خیمے زمین پر پڑے ہیں بارگاہیں سرنگون طہماس وپیخوار کو بھی شاہزادے کے قریب
کھڑے ہیں ساتھ والے کچھ ہوش میں کوئی مصیبت کے جوش میں وہ عجائب وغرائب کہ جہاں
عقل حیران اگر ارسطو ہوتا یہ طلسم دیکھکر مثل طفل دبستان مہر خاموشی دہن پر لگاتا اب سب نے
آنکھیں کھولیں نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرد آ گئے نور الدہر نے کہا بھائیو
وہ پہاڑ وہ قصر وہ لاشے سب کہاں غائب ہو گئے ہاے مخمور سرخ چشم کو کون لیگیا
طہماس وپیخوار کو نہیں کہتے ہیں حضور کیا عرض کریں عقل اس مقدمہ پیچ در پیچ میں کیا
دخل دے اس تماشاے ہول خیز میں یہ سب اس پریشانی میں تھے آثار سحر نمایان ہوئے گریبان
سحر غم میں شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے چاک ہوا چہار جانب سناٹا مثل تنگ صحرا
درگون بلبلوں کا جگر خون ہوا عوض زمزمہ سرائی کے صداے ہیہات وافسوس بلند کرتی
ہیں پروں سے سر پیٹتے ہیں چشمے مثل چشم کور خشک ہیں جنگل ویران رنگ چہرۂ سحر فق

برذیجات کو قلق اشعارِ مصنف

ہوئی یک بیک صبح آفت عیان ہوئے ماہ و انجم فلک پر نہان
ستارہ سحر کا ہوا بس نمود فلک ہوگیا سرخ روئے کبود
اُداسی سی ہر سمت کو چھاگئی کہ صبح قیامت نظر آگئی
فلک نے کیے برہمی کے رسوم چلا ماہ لے کر سپاہِ نجوم
پڑی اوس میلی ہوئی چاندنی تلاطم میں سبزے کے دم پر بنی
ہوئے سرنگون سب نشانِ اختری ہوئی آمدِ خسروِ خاوری
لگائے ہوئے غازۂ خونِ مہر کہ رنگت سے تھا سرخ جسکی سپہر
رخِ مہر سے تھا غضب آشکار تزلزل میں تھا جس سے لیل و نہار
سراپا تھی خورشید میں تھرتھری طبیعت سے ظاہر تھی آتش گری
گذرنے کا شب کے جو تھا رنج و غم سحر وہ نہ تھی روزِ محشر سے کم
اُڑاتے تھے ذرے سروں پر جو خاک سہانا ہوا دشت وہ ہولناک
صبا کو خزان کی خبر ہوگئی گریزان نسیمِ سحر ہوگئی
گلون نے گریبان کیے تار تار کھٹکنے لگے دل میں غنچون کے خار
نہالون پہ تھی صاف پژمردگی اُٹھائے تھا سبزہ بھی افسردگی
طیور اپنے بھولے تھے سب چہچہے نہ وہ زمزمے تھے نہ وہ قہقہے
ہلاتے تھے دل نالہاے چکور سراسیمہ تھے ہر طرف کبک و مور
کسی جا پہ تھا نالۂ بلبلان کہیں مرغ کرتے تھے شور و فغان
لگے کرنے زاغانِ کوہی بھی غل پریشان ہوے دشتِ وحشت کے گل
درندے چھپے خوف سے غار مین تلاطم ہوا دشت و کہسار مین
قہر کیا سحر کو مصیبت ہوئی کہ معشوق و عاشق میں فرقت ہوئی

حیرانی و پریشانی مین نور الدہر بن بدیع الزمان بہوت کھڑے ہین کہ دیکھا شیر جنگ بن عمر و عیار انکا جو تلاش کو نکلا تھا اُسوقت آکر پہونچا دیکھا تو لشکر مین عجب ہنگامہ کوئی رفتا

کوئی خاک اڑا رہا ہی نور الدہر بن بدیع الزمان خاموش فرش خاک پہ بیٹھا ہی شبرنگ
دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خیر تو ہی آپ جنگ سلوہ میں سے غائب ہوئے تھے
یہان کیونکر پہونچے یہ لشکر کہاں سے ملا اسوقت یہ تردد و انتشار کیسا ہی لشکر میں ہائے وائے
کا کیون غلغلہ ہی نور الدہر بن بدیع الزمان نے جواب نے عیار وفادار کو پایا گلے میں باہین ڈالکر
رونا شروع کیا ابھی شبرنگ نے اسطرح شاہزادے کو روتا بیقرار نہ دیکھا تھا قدموں سے
آنکھیں ملکر کہا لللہ ضبط فرمایئے حال تو مفصل سنایئے نور الدہر نے ہاتھ کلیجے پر رکھکر
کہا ای برادر لگر ناک و جلتر نگ جادو مجکو اور طہماس کو اٹھا کر لائے تھی طالب وصل ہوئیں میں
وقت پر آرام جان تسکین دہ دل رنجور عاشق صادق ملکہ مخمور سرخ چشم آکر پہنچین دونوں
کو مارا زیر کوہ اترے ای بھائی بیان کو طول کیا دو دن یہ خوار کوہی آیا مجھ سے لڑا مسلمان ہوا
شب کو جلسہ آراستہ کیا صبح ہوتے ہوتے فلک نے مجکو لوٹ لیا کوہ پر ایک قصر ظاہر ہوا اسمین
نامرد ایک تاجدار بیٹھا تھا اسنے ملکہ مخمور سرخ چشم کو جانی کہکر پکارا وہ صاحب عصمت و عفت
پہاڑ پر جاکر ایسی لڑی ہزاروں ساحر مارے آخر میں اُس تاجدار کو بھی قتل کیا ای شبرنگ
ہمارے بخت سیاہ کا سامنا ہوا بعد قتل ہونے اُس ملعون کے ایسا اندھیرا چھایا اب ہم
نہین جانتے کہ وہ پہاڑ کیا ہوا ملکہ کو کون لے گیا ہم اس صحرا میں کیونکر آگئے ہیں اپنے
یوسف گم گشتہ کو کہاں ڈھونڈھوں کہاں جاؤں جی چاہتا ہی گلا کاٹ کر مرجاؤں شبرنگ نے
کہا ای شہریار طریقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ مقام کسی طلسم کا ہی اپنے کو کیوں ہلاک کیجیے چلکر
طلسم کو تلاش کریں انشاء اللہ غلام پتا لگالے گا ملکہ کا گرفتار کرنے والا اپنی حرکت
ناشائستہ کی سزا پائیگا نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای برادر روح کو راحت نہیں
ہاتھ پاؤں میں طاقت نہیں ہے تو اب کچھ نہ ہوسکیگا اگر تم بھی اس معرکہ قیامت خیز کو دیکھتے
ہوش اڑ جاتے ایسے کلام نہ کرتے ای بھائی کہاں تلاش کروں یکایک یہ قیامت برپا ہوئی
کہ آنکھوں سے مخمور سرخ چشم مخفی ہوگئی مگر بقول تمہارے کیا میں اب ملٹ کر لشکر میں جاؤنگا
اسی صحرا سے ہول خیز میں سر ٹکرا کر مر جاؤنگا ای یہ خوار کوہی بسم اللہ لشکر تیار کرو فوراً
لشکر میں قرنا ہوئی گھوڑوں پر کاٹھیاں پڑنے لگیں نور الدہر بن بدیع الزمان

کا یہ حال ہوا کہ مرکب پر سوار ہوا نہیں جاتا رکاب سے پانون نکلا جاتا ہی طہماس نے آکر
ہاتھ تھا جا مرکب پر بمشکل سوار کیا خاک اڑاتے طرف صحرا کے چلے لیکن بموجب ابیات

دشوار ہی اک قدم کا چلنا
آسان نہیں یہان سنبھلنا

کہتا تھا بجیر رو کے ہر گام
ای زور ہمارے ہاتھ کو تھام

طاقت بیتاب ہو گئی ہی
تسکین خراب ہو گئی ہی

ای شوق کر اب تو دستگیری
عاجز ہی شباب مثل پیری

ہی سر پہ وبال دوش اب تو
کچھ بھی نہیں ہمکو ہوش اب تو

ای طاقت رفتہ آ خدا را
دل توڑا ہی ضعف نے ہمارا

سر پھرتا ہی گردش فلک سے
رنگ اڑتا ہی درد کی چمک سے

محزون ہون دہر کی ہوا سے
مغموم ہون بخت نارسا سے

طالع گردش دکھا رہا ہی
گردون مجھکو پھرا رہا ہی

شادی سے جو ہی بگاڑ مجھسے
غم کرتا ہی چھیڑ چھاڑ مجھسے

سوز فرقت سے جل رہا ہون
حیرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون

وہ نخل ہون جو پھلا نہ پھولا
وہ شمع ہون جسے ہر ایک بھولا

وہ درد ہون جو سہا نہ جائے
وہ حال ہون جو کہا نہ جائے

وہ تیشہ ہون اپنا سر جو پھوڑے
وہ سخت ہون اپنا دل جو توڑے

بیداد ز جور چرخ بیداد
فریاد ز دست عشق فریاد

شدت پہ ہی زور ناتوانی
سر پر ہی سوار سرگرانی

غمخواری کرے کسی غرض ہی
تب ڈرتی ہی جس سے وہ مرض ہی

اس جوش وخروش مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان قطع منازل وطی مراحل
مین مصروف ہی دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک کوہ کے پہنچے طرف آسیر ایک
قصر کہنہ بنا ہوا معلوم ہوا طہماس نے عرض کی شام قریب ہی آج شب اسی مقام پر بسر
کیجیے نورالدہر بن بدیع الزمان گھوڑے سے اترے طہماس گینڈے سے کود پڑا

ساطور کیڑے شل رہا ہے ایسی بارگاہیں وغیرہ استادہ نہیں ہوئیں جھکڑوں سے بار اُتر
رہے ہیں کارگذاران مہجواہ کوئی تدبیر کر رہے ہیں کہ دیکھا اُس قصر کہنہ سے جو لب رود
واقع تھا ایک زنگی سیاہ رو بدصورت مہیب قد تاڑ کا لٹھا ہونٹھ موٹے موٹے کریہہ منظر
عفریت پیکر بموجب بیت سعدی علیہ الرحمۃ بیت

تو گوئی تا قیامت زشت روئی	بر و ختم است بر یوسف نکوئی

تیغہ کے قبضہ پہ ہاتھ دھرے ہوئے پہاڑ سے کود آ آواز دی یہ کون اجل گرفتہ ہے جو
یہاں لشکر اُتارا ہے غل شور سے ہمارا سر پھرا جاتا ہے جلد یہاں سے لشکر کو اٹھاؤ اور کہیں
جا کے اترو ورنہ ایک ایک کو سنسر سے مقتول دونگا جس مقام پر طہماس کھڑے تھے
یہ زنگی ایسے کلام سخت کہتا ہوا وہاں پر آیا طہماس نے آواز دی ادھر دیکھا ہے کیا واہی
تواہی بکتا ہے زبان کو بند کر اگر یہاں اُترے تو کیا کچھ تیرا لیا اس زمین کے واسطے شرف
حاصل ہوا نہیں آگاہ ہے یہ لشکر کس کا ہے نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان وہ سامنے جلوہ فرما ہیں یہ جو طہماس نے کہا وہ زنگی سیاہ رو
غصہ سے لال ہو گیا جواب دیا کیسا سپاہی کیسا بہادر ہم اپنی زمین پر نہیں اُترنے دیتے جلد ہٹو ورنہ
تلوار کھینچتا ہوں طہماس نے ہنس کر کہا او گیدے لاکھ دو لاکھ کو بلا تو شانہ ڈرین گر تنہا اگر عالم
ایک طرف ہو جاوے تو پروا نہ کریں یہ سنکر اُس زنگی نے طہماس کو تیغہ کا ہاتھ مارا طہماس نے ساطور پر
کا ہتھا معلوم ہوا دو اژدہے آستین میں لپٹ گئے طہماس نے تلوار اُسکی روک کر نعرہ تکبیر کیا اور جھٹ آستین
میں سے ہاتھ نکالا سر کو بچا کر یہ ساطور کا ہاتھ لگایا مثل خیار تر اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے
زنگی کا مرنا قیامت برپا ہوئی نور الدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا طہماس کی گردن
و کمر میں ایک زنجیر لپٹی ایک پنجہ آسمان سے گرکر میں طہماس کی ٹڑ اُٹھا کر بروے ہوا
لے گیا اور ایک آواز آئی ہیبت خیز کہ جس سے زمین تھرا گئی بجائے خون کے زنگی کے جسم
سے دھواں نکلا سارے لشکر میں اندھیرا چھا گیا آنکھیں سب کی بند ہو گئیں بعد تھوڑی
دیر کے زمین کا کانپنا موقوف ہوا دھواں بھی دفع ہو گیا اب دیکھا جس مقام سے صبح کو
کوچ کیا تھا وہی جگہ ہے نہ وہ پہاڑ ہے نہ زنگی کا لاشہ دکھائی دیتا ہے اب تو سب اور زیادہ

حیران وپریشان ہوئے واسطے طہماس کے نورالدہر بن بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا
کہا تو شبرنگ دوسری آفت ہوئی رفیق قدیم ساتھ سے چھوٹا فلک نے پہلی منزل مین لوٹا
شبرنگ کے بھی ہوش وحواس درست نہین مگر ضبط کرکے کہا ای شہریار صبر لازم ہی اور
میخوار کوہی کو پکار کر آواز دی جلد بارگاہ ایستادہ کراؤ اس تردد وانتشار سے کیا
حاصل ہوگا سمجھا کر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا
سرداران اپنے اپنے مقام پر بیٹھے مگر سب خاموش حیرت کا جوش نورالدہر نے کہا ای
میخوار کوہی اب تم لشکر لیکر اپنے قلعہ کو جاؤ ہمارا ساتھ چھوڑ دو علاوہ معشوق کے
طہماس کے غم نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہمارے بچپن کا رفیق عاشق صادق جری
بہادر تیغ زن صف شکن ہماری محبت مین طرماسب ایسے بیٹے کو میدان قلعہ فولادان مین
مارا چھاتی پر چڑھ کر اپنے نور نظر کا سر کھینچ لیا ہمارے قدمون پر لاکر ڈالدیا ایسے چاہنے
والے کس کو ملتے ہین اب ہم یکہ وتنہا اُسکی تلاش مین نکلتے ہین یا تو اُسکو تلاش کر لے
آتے ہین یا اپنی جان دینگے یہ روسیاہ تمکو دکھائینگے میخوار کوہی بے اختیار رونے لگا
کہا حضور وہ رفیق قدیم تھے ہم غلام جدید ہین مروت سے بعید ہی کہ اسوقت مین آپکا ساتھ
چھوڑین اگر حضور جان دینگے ہمکو اپنی جان کب عزیز ہی اگر حکم ہو سر کاٹ کر قدمون پر ڈالدین
جو حضور کا حال وہی ہمارا بھی حال شب بھر یہان بسر کیجیے صبح جہان سرکار چلین گے
غلام حضور کے ساتھ ہین یہ سب غلامان باوفا ہین انمین سے کوئی قدم نہ ہٹائے گا غلام
کو ہمیشہ سپاہیون سے عشق رہا ان سب صاحبون کو خون جگر پلا کر پرورش کیا ہی یہ بارہ
ہزار بارہ لاکھ سے نہ رک سکینگے بس نورالدہر بن بدیع الزمان نے سر جھکا لیا چپ ہو رہا
سب نے کھانا کھلایا شبرنگ تو مثل سایہ کے ہر وقت ساتھ ہی بعد کھانے کے پلنگ پر آکر
بیٹھے شبرنگ حاضر ہی اب شب ہجر سیاہ کا سامنا ہوا فرمایا شبرنگ تم آرام کرو صبر و قرار
نے ہمارا ساتھ چھوڑا راحت وآرام نے منھ موڑا یہ کالی رات کیونکر کٹے گی بلا سے سیاہ ہی
کہا جائیگی فلک بھی ستارون سے آنکھین نکالتا ہی آج ماہ تابان مثل تابہ آہن سیاہ ہی
تارے ہین یا خال چہرہ زنگی خیمہ مثل گور تنگ ہی اب تو زندگی سے دل تنگ ہی اسی پریشانی

مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے اشعار میر شوکت حسین صاحب متخلص بہ سحر لکھنوی

ہجر مین جان پہ آجاتی ہی آفت دل کی　　کرتی ہی روح کو بے چین اذیت دل کی
آکے بیٹھو مرے پہلو مین کوئی دم تو کہون　　ایک دفتر ہی مصیبت کا حقیقت دل کی
کیا کہین اسکو نکلا کوئی ارمان وصال　　آج چہرے سے ہویدا ہی بشاشت دل کی
جب سے اک شوخ پہ آئی ہی طبیعت اپنی　　روح بیچین ہی جاتی رہی راحت دل کی
جا کے ان گیسوون الجھتا ہی عبث　　دیکھنا ایکدن آجائیگی شامت دل کی
اُٹھ نہ پہلو سے کہ ہو شاق بہت ای دلبر　　ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دل کی
دونون عالم کو ڈبو دینگی مری دونون آنکھین　　فرقت یار مین پائین جو اجازت دل کی
مار ڈالیگا طبیعت کا کہین آجانا　　جان بھی جائیگی کہتی ہی یہ رخصت دل کی

رات بھر شبرنگ بن عمرو خدمت مین حاضر رہا سمجھایا کیا شاہزادہ نہ خود سویا نہ شبرنگ کو سونے دیا جب قلیل رات باقی رہی ذرا آنکھ لگی تھی گھبرا کر شاہزادہ اُٹھ بیٹھا کہا ای شبرنگ بڑا غضب ہوا ملکہ کسی آفت مین مبتلا ہی ابھی ابھی مین نے خواب مین دیکھا میرا نام لیکر روتی ہی مکان تنگ و تاریک مین بند گردساحران خوک پیکر وہ ماہ آسمان حسن و جمال عجب رنج و ملال مین مبتلا تھی مین جو سامنے پہونچا آواز دی کیون ملکہ مزاج کیسا ہی فقط اتنا جواب دیا کہ شہریار ہمارے پاس نہ آئیے ہم طلسم مین قید مین اگر آپ یہان آئیے گا تو مصیبت مین پھنس جایئے گا مگر کسیطرح خواجہ عمرو کو اطلاع کیجیے کیا عجب ہی وہ اگر اس بلا نصیب کو قید آفت سے چھڑا دین بڑے بڑے زبردست یہان ساحر ہین علم سحر سے خوب ماہر ہین ای شبرنگ مین نے چاہا کہ نام طلسم کا پوچھون آنکھ کھل گئی آنکھین کور ہوجائین تو صبر آتا کلمات حیرت دیاس سننے کی طاقت نہ تھی مگر سینے خواب مین بھی اُس تک نہ پہونچ سکے پھڑک کر رہ گئے شبرنگ نے کہا ای شہریار اس خواب سے تو خیال ہوتا ہی کہ ملکہ چین سے ہین آپ نے مصیبت مین دیکھا عکس اسکا طیش ہی نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای شبرنگ یہ رُویاے صادقہ ہی وہی ہی جو آنکھون سے دیکھا دل خانہ خراب ہدایت کرتا ہی کہ خواب سچا ہی ہر چند شبرنگ بن عمرو سمجھاتا ہی کب صبر آتا ہی ولولہ بڑھتا جاتا ہی

بقول کسی شاعر کے شعر

عاشق کو بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل
حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ

دیگر

وہ کام بتاتا ہے جو آتا نہین مجھکو
تو کوئی مجھکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا

دیگر اشعار مصنف

گیسو کی یاد مین شب غم بسر ہوئی
کن حسرتون مین آہ ہماری بسر ہوئی

فرقت مین تیری رات تڑپکر بسر ہوئی
کچھ رات رہ گئی تھی کہ اپنی سحر ہوئی

یاد رخ صبیح مین پری ہوئی [illegible]
جب دم لبون پہ آگیا اُس دم سحر ہوئی

عین شباب و فرقت معشوق مہربان
شام شباب عمر کی دم مین سحر ہوئی

جب ہونٹھ پر دم شاہزادے کا آیا صبح فراق نے روے سیاہ دکھایا اُٹھکر وضو کیا نماز سحر سے فراغت حاصل کی پھر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان جمشید شان دخروش شان بدحواس عالم یاس پشت مرکب پر سوار ہوکر تلاش محبوب مین چلے شبرنگ رکاب سے لپٹا ہوا عقب مین تمام لشکر ملکہ مخمور سرخ چشم کا غم طہماس کی جدائی کا الم ہر مرتبہ شاہزادہ آہ کا نعرہ مارتا ہے چاہتا ہے ان سبھون کے ساتھ سے الگ ہو جاؤن اپنے کو دشت نجد مین پہونچاؤن شبرنگ بن عمرو تیور پہچان کر کہتا ہے کہ شہر یارا ایسے مقام پر چندکس کا ہمراہ ہونا بہت مناسب ہے غلام سے الگ ہونے کا براے خدا قصد نہ کیجیے گا بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را + شاہزادے نے بمشکل دل کو سنبھالا بصد سوز وگداز اس غزل کو شروع کیا غزل

زندگی کیون سنو وبال ہمین
کیا کہین تم نے ایک بوسہ کو
صاف نہین ہم پہ زلال ہمین
آج بھی ٹل گیا جو وعدۂ وصل
پھیر دین وہ ہمارا مال ہمین
جب دل آزمایاں وہ کرنے لگے
تو ہوا اور انفعال ہمین
چاند دیکھا جو چودھوین شب کا

خون سے کر دیا حلال ہمین
شرم ہے مانع سوال ہمین
مجھ سے کہتا ہے تنگ شوق مین دل
بار ہوگا بڑا ملال ہمین
حسرتین دید کی نکلتی ہین
دیکھ پایا ذرا جمال ہمین
خاک ہی اوڑھنا بچھونا ہے
انکے رخ کی ملی مثال ہمین

زلف جانان کا ہے خیال ہمین
تو نے قاتل کیا نہال ہمین
ساقیا درد تہ کو دے
اپنے پہلو سے تو نکال ہمین
دل کی قیمت جو بوسہ دیتے ہین
نظر آئے جو زہ جال ہمین
وصل مین یار ہم سے روٹھ گیا
یہی سند یہی ہے شال ہمین
ہائے وحشی کسی کی آنکھون کا

ٹھکورتے ہین بہت غزال ہمین
آکے دنیا مین تجھسے بعد ہوا
کر دیا بے چھری حلال ہمین
وصل مین عب جسکے باعث
اُتنا ہوتا گیا زوال ہمین
بولا قاتل لگا کے تیر نظر
نظر آئے کہین ہلال ہمین
ہجر مین فرش غم پہ گرتے ہین

وصل مین یار مجھسے کہتا ہی
اب ہی درکار اتصال ہمین
ہوا فصل گل مین کیون سودا
ہوئی بات کی مجال ہمین
یار جو بے عدیل پایا ہی
خوب آتی ہی دیکھ بھال ہمین
عشق ابرو مین جھکے ہوگئے خم
اٹھ سکے ای درد دل سنبھال ہمین

ہجر کا کچھ سناؤ حال ہمین
تو نے ابرو دکھا کے غیرون کو
ہو گیا کیا یہ اب کی سال ہمین
جتنا اُنکا عروج حسن ہوا
لوگ کہتے ہین بیمثال ہمین
یار اگر دی ہاتھ اٹھا کر لے
سب کہین صاحب کمال ہمین
اُس غزل نے اور آگ عشق کی

بھڑکائی مگر خیال ہی کہ ای نور الدہر خواب تمہارا سچا ہی اگر ذرا بھی نشان ہمارے تم کو
پڑا کر جا پڑون اگر زندگی تمام ہو چکی ہی تو قید خانہ مین شکر یہ تو کیگی کہ ہمارا عاشق جانباز تھا
مردان عالم مین سرفراز تھا کہ ہماری جستجو مین جان دے دی اور اگر حیات باقی ہی اور ہم بھی
پہونچ گئے بخت نے رسائی کی اور رہا کیا تو اسوقت کیا خوشی ہوگی اور ای نور الدہر
چونکہ مقدمہ وہان ساحری کا ہی اسوجہ سے خواب مین بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو
کو خبر کرو جاتی ہین وہ عیار طرار ہمکو رہا کرینگے اور اُنسے کیا ہو سکیگا مگر خدا نے ہمکو
ساحر کش بنایا ہی بچپن مین طلسم گوہر بار سلیمانی کو فتح کیا اگر خدا نے فضل کیا تو اس
طلسم کو بھی چل کر فتح کر لے ہین الغرض دن بھر اُس وادی ہولناک مین رہروی کرتے
رہے کوئی چھ گھڑی دن پچھلا باقی تھا ایک صحرائے سبزہ زار مین گذر ہوا صحرا عجیب
قطعہ دار جا بجا گل خودرو کی بہار ایک جانب کوٹھا بالا کھلا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ
فرش زمردین پہ جال ہیرا لید کا پڑا ہی طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی صفت مین باغبان

قضا و قدر کی معروف ہین نظم
دیگر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار

ہر لیا ہے کہ بر زمین روید
ہر ورق دفتریست معرفت کردگار

وحدہ لاشریک لہ گوید
چونکہ وقت آخر روز ہی

دھوپ ساتھ زردی کے معلوم ہوتی ہی عکس نیر اعظم سے تمام زمین دشت پر چمن
زعفران زار کا دھوکا ہوتا ہی سبزہ دشت کا دل مین سبز بختون کے تخم محبت بوتا ہی

جا بجا چشمے موج مار رہے ہین طائران صحرا سبزے کی فکر مین عندلیب چمن پیرا اسے ازل کے ذکر مین زیر نخل جا بجا پھولون کے انبار ایک جانب لالہ بادل داغدار ابیات

دشت تھا صفحۂ زمرد گون
صاف مثل دلِ پاک درون
تھی اُسی سبزہ زار سے اظہار
سبزۂ خط گلرخان کی بہار
سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ
مژدہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام
مخملِ سبز ہی بچھا تھا تمام
سو گئے اُس سبزے پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
یہ ہوائے خوش اُس رخ آتی تھی
روح بالیدگی سی پاتی تھی
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری
پڑھ گئی بس دماغ کو سردی
دلِ شبنم یہ چاہتا ہے وہان
رہون اسی سبزہ زار پر غلطان
اک طرف کوہ سبزۂ نوخیز
اک طرف کو زمین عنبر بیز

شاہزادے نے جو دشت پر فضا کو دیکھا یادِ معشوق نے بیقرار کیا سبزے نے زہر کی تاثیر پیدا کی نوک سبزۂ خار بنکر قلب مین چبھے ہر پھول شعلۂ آتش ہوا واسطے دل جگر کے شمشیر سرکش ہوا ہر نخل کی شاخ خنجر آبدار ہو جو آب نہر کھنچی ہوئی تلوار حباب آنکھین نکالتے ہین اشارے کرکے حملے لیتے ہین مہیار کوہی نے کہا اے شہریار اسی مقام پر فروکش ہو جیے زیادہ مشوش نہ ہو جیے انشاء اللہ احکم الحاکمین رہبر کامل جادۂ منزل مراد پر پہونچانے گا مطلب دلی بر آئیگا سبزہ زار کو دیکھکر جو شاہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا قمر رنگ نے قدم آگے بڑھایا عرض کی حضور غم غلط کرین ٹھنڈی سانسین نہ بھرین ذرا بھی غلام نشان پا جائے ساحر ہون یا غیر ساحر فوراً اپنے کو وہان نہ پہونچاؤن تو فرزند خواجہ عمرو و غلام کو نہ کہیے گا مطمئن رہیے دن رات غلام اسی فکر مین ہے کہ یہ کون تھا جو تاجہ رنگ قیامتین برپا کر گیا اور حضور غلام نے سوچا افراسیاب جادو تو نہ تھا اگر افراسیاب ہوتا آپکو زندہ نہ چھوڑتا یہ کوئی شعبدہ جدید تھا انشاء اللہ تعالیٰ جلد پتا لگاتا ہون حضور طبیعت کو پراگندہ نہ کیجے دل کو تسکین دیجیے میخوار بیچ کہتا ہے اسی مقام پر ٹھہریے صحرا معقول ہے وہ دیکھیے سامنے قریہ بھی معلوم ہوتا ہے آبادی بھی قریب ہے نور الدہر بدیع الزمان نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ اے قمر رنگ اب تو میرا یہ حال ہے طبیعت ویرانے کو ڈھونڈھتی ہے وہان جا کر ٹھہرون کہ انسان کا نام نہ ہو وحشیان صحرا سے دل بہلا لینگے اپنے غزال رمیدہ کو دل کھو کر تلاش کرینگے تم براہ محبت

سمجھاتے ہو مجکو ناگوار ہی اُٹھو پھر اُسی کا انتظار ہی اُس ملعون تاجدار نے جو کلمۂ محبت آمیز
کہا مین نے دیکھا کہ اُس شیرزن کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا پیشانی پر پسینہ تھا کیون اے
شبرنگ تمکو یاد ہوگا ہزارہا جادوگر طرف سے افراسیاب کے ہم لوگون کے مقابلہ کو آئے
اُن بھیاؤن نے بڑے بڑے نیرنگ دکھائے مگر ایسا سحر کسی کو کرتے نہین دیکھا ماشاءاللہ
کس دھوم دھڑکے سے لڑی اول طائرون کو جلایا وہ طائر کمبخت کیا بلا کے تھے جسم
نازنین اُسکا نوچے ڈالتے تھے اُنکو پھونک کر قصر کو مٹایا اُسکے ساتھ والون کو قتل کیا
اُس تاجدار پر بھی تو جا پڑی مگر اُس ملعون کے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی ملکہ کا پتا نہ ملا نہ
قصر تھا نہ وہ کوہ تھا ہمارے قلب پر غم والم کا انبوہ تھا شبرنگ نے کہا اب اُن باتون
کو نہ یاد کیجیے اب ملحوظ رہے کہ شبرنگ پاس نورالدہر کے کھڑا ہی فہمائش کر رہا ہی ابھی
لشکر اچھی طرح پر اُترنے نہین پایا ہی بار لدے ہوے ہمراہیان مئیخوار کو ہی ٹہل رہے
ہین کہ دیکھا قریہ کی جانب سے ایک عورت سیاہ فام پھوٹے پھوٹے گال سر پر بڑے
بڑے بال قد لمبا شکل چار صحرائی آنکھین پتھرائی ہوئین بلکہ ایک آنکھ سے کانی کلوا بھیرون
کی نانی بچہ کی سی صورت یا کالی جی کی مورت ہیبتناک کھاروے کی تہبند باندھے ہوے
نیلی کرتی دو شکلیں سینہ پر لٹکی ہوئین یا تھنیون کے تھیلے تھے کان مین جست کی بالیان
ناک مین پیتل کی موٹی سی نتھ لہسن پیاز کی گٹھیون کا گندھا ہوا ہار جنگلی کوڑیون کا مالا گلے مین
شعر تھی جلد بدن کی خرس کی کھال ✦ رونگٹے نہ تھے ریچھ کے سے تھے وہ بال ✦ روز روشن
مین اگر کوئی دیکھے آنکھون مین اندھیرا آئے صورت ہیبتناک اُس ماچہ خلی کی دیکھکر
قلب تھرائے چہرہ اسقدر کالا ہی کہ اُسکے توے کی مثال ناقص ہی شب دیجور کہون رات
سے مثال دون جھولی بائین ہاتھ پر آستین اسباب سحرائی کے داہنے مرگھٹ کے دانے
سرسون وکالے ماش وغیرہ اُس بدمعاش نے یہ سب سامان سحر جھولی مین بھر لیا تھا مگر
اب شبرنگ نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر جابجا کھڑے ہین مگر اسکی نگاہ نورالدہر بن
بدیع الزمان پر پڑ رہی ہی شبرنگ چاہتا ہی کہ آقا تو سیدھے سپاہی ہین قصد ہوا کہ
آگے بڑھکر کلام کرون مگر کلیجہ دھڑکنے لگا دل سے کہتا ہی خدا خیر کرے کوئی آفت تازہ

آئی جاتا کہ بڑھوں وہ قریب آگئی اور نورالدہر سے آنکھ ملا کر آواز دی لشکر یہاں سے ہٹاؤ
اور کہیں جا کر اترو ربیع کی فصل ہے کھیت سب ہرے بھرے ہیں فوج سے پامال ہو جاینگے
ہمارے اسامیوں کا نقصان ہوگا بدمزہ ہر ایک کسان ہوگا کوت ہو چکی ہے کچی کھیت بٹائی کے
ہیں غلہ لوگ یہاں نہیں بھر سکتے جو فروش گندم نما معلوم ہوتے ہو تم لوگوں کی کچی روٹی
ہے شبرنگ نے پلٹ کر کہا ای بیکفت تب کی شب اُتر رہینگے مسافر ہیں وارد ہیں صبح ہوتے
چلے جاینگے اُس ساحرہ نے کہا نگوڑے الگ جا تو نہ اپنے اڑھائی چانول گلا ہم تیرے
آقا سے کلام کرتے ہیں نہ خود بات کرتا ہے نہ اور کو بولنے دیتا ہے یہ مقام پر آفت ہے نورالدہر نے
جو یہ کلام واہیات سنے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہا شبرنگ کیوں ایسی نکاتہ کی منت کرتے ہو
میں ابھی زبانِ تیغ سے جواب دیتا ہوں شبرنگ نے پلٹ کر اشارے سے منع بھی کیا
کہ حضور ساحرہ پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ میں ترکیب سے انکی خدمت کیے لیتا ہوں یہ مرد
سپاہی بات کی برداشت نہیں چاہا تلوار کھینچ کر جا پڑیں شبرنگ نے جلدی ساحرہ کا ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا بی بی تم ہمسے متوجہ ہو اِنسے کلام نہ کرو ہمیں لشکر کا اختیار ہے ہم ابھی لشکر کو یہاں سے
لیے جاتے ہیں مسافر کو کیا مشکل ہے یہ دشت سبزہ زار ہے ریگستان میں جا اُترینگے ساحرہ
نے ہاتھ چھڑا لیا کہا نگوڑے ہم منع کرتے ہیں نہیں مانتا جسکے منہ میں چانول بھرے ہوتے
ہیں وہی چبا چبا کر باتیں کرتا ہے دیکھ میں ابھی سزا دیتی ہوں یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالنے لگی شبرنگ
سوچا غضب ہوا بس اِسنے کہا ملکہ عالم وہ دیکھیے گاؤں سے ٹھاکر صاحب بھی آگئے ہیں
آپ کو بلاتے ہیں بس وہ اجل گرفتہ پلٹی شبرنگ تو برابر کھڑا تھا لپٹ کر کوکھ پر خنجر مارا ساحرہ
کا شکم چاک قصہ پاک ہوا ہاتھ لٹکے زمین پر گری مگر اسکے گرتے ہی ایک زنجیر آتشیں پیدا
ہوئی ایک سرا گردن میں شبرنگ کے دوسرا کمر میں نورالدہر بن بدیع الزمان کے پیچیدہ ہوا
یہ تو بستہ سلسلۂ محبت تھے ہی خانۂ زنجیر کو قصرِ راحت سمجھے آخر لشکر میں غل ہوا تیغدار کوئی
دوڑا وہ زنجیر دونوں کو کشاں کشاں لیکر بلند ہوئی آنکھ دونوں کی بند بیہوش ہوئے نہ سمجھے
کہ پھر کیا گذری لشکر والوں نے دیکھا کہ عیار و سردار زنجیروں میں گرفتار ہو کر چشم زدن میں
آنکھوں سے ناپدید ہوئے سب نے چاہا تعقب کریں کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اُس

آندھی سے رعد کی گرج برق کی چمک مینھ برسنے لگا کوہیون کے سرکٹ کٹ کے گرنے لگے
تم میخوار کوہی اس معرکہ کو دیکھکر گھبرایا مگر کیا ہوسکتا ہے اس آندھی مین ہر ایک کو سکتا ہے رنج یہ
نہی ہے یقین ہے اب شورش ہوا سے دم نکلجائے آخر مجبور ناچار گھوڑون پر سوار ہوکے جسکا جدھر
سینگ اٹھا ادھر نکلگیا جان بچاکر ٹل گیا ایک سمت میخوار کوہی بھی بھاگا چونکہ افسر تھا ہزار
دو ہزار نے ساتھ دیا مگر دیکھتا ہے کہ آندھی مثل بلاے ناگہانی کے چلی آتی ہے سوار پیدل
سیکڑون سر ٹکرا ٹکرا کر مر گئے مال اسباب سب وہین چھوٹا لقد جان کو غنیمت جان کر بھاگے
جاتے ہین جب پانچ کوس پرے آکر ہوش پہنچے اب جوش وخروش ہوا کا موقوف ہوا لرزان ترسان
ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہرے بعد عرصہ دراز کے ہوش وحواس درست ہوے میخوار
نے کہا یارو افسوس ہے جان کا ایسا پاس ہوا کہ سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا شبرنگ
بن عمرو اور آقاے نامور یہ نہین معلوم کیا گذری وہ ساحرنہ تھی بلاے ناگہانی آفت
آسمانی کہنا چاہیے سب نے کہا حضور ہمارا کیا زور تھا اگر نہ بھاگتے تو کیا کرتے یہ شعبدے
تو کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے منزل اول مین طہماس پر وہ معرکہ گذرا دوسری
منزل مین آقا سے چھوٹے تمام پہلوان دوران لشکر مین صاحبقران کے چلیے صاحبقران
سے جلکر یہ حال بیان کیجیے وہ کشندہ ساحران عالم ہین صاحب اسم اعظم مین کچھ تدبیر
کرینگے میخوار کوہی نے کہا یہ روسیاہ اس قابل ہے کہ جاکر اسکے بزرگون کو دکھاؤن کیا منھ
لیکے جاؤن اپنے مواق حقیقت کے جنگل جنگل اُس شیر بیشۂ جرأت کو تلاش کرونگا یا زیب
تڑپ کر اپنی جان دونگا ہزار دو ہزار کوہی جو اُسکے ساتھ تھے انکو ہمراہ لیکر براے تلاش
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان وشبرنگ بن عمرو وطہماس بن عقیل دیوبرید
روتا پیٹتا ہوا روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان حسرت انگیز اس گل گلزار محبت وعندلیب چمنستان مودت
قمری سرو حدیقۂ رعنائی بلبل شاخسار گلشن زیبائی رنجور مہجور ملک مخمور سرخ چشم
گرفتار طلسم حیرت قیدی زندان مصیبت کے بیان ہوتے ہین گوہر آبدار سخن کو
رشتۂ تحریر مین یون پروتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی نازنین
پلا جام صہبائے انگور کا
غم و درد سے دل ہوا پاش پاش
کہ دور فلک دور پیمانہ ہے
سمجھتا ہے میرا ساقی مہ لقا
کہ پیر مغان سے نہ تھی یہ امید
ارے ساقی بیخبر تند خو
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
تصور میں ہے صورت اس یار کی
اسی جستجو میں اڑاتا ہوں خاک

پلا ساغر بادۂ دختزین
پہ کیا ہے بھلا ساقی روزگار
یہ وحشت انگیز کی ہے تلاش
کہاں تیرہ ہے رشک بنت العنب
کجا شیشۂ دل کا ہے سکدا
تڑپتا ہوں اس مہ لقا کے لیے
مجھے زہر ہے نام جام و سبو
یہ ہے میکدے میں غم و ہم کا جوش
ترقی پہ ہے نشۂ بیخودی
جہاں تیرہ و تار ہے اے قمر

تصور ہے اک چشم مخمور کا
تلاطم ہے میخانہ میں آشکار
طلسمات کا تیرا میخانہ ہے
بتا ساقیا غیر ہے حال اب
سمجھنا نہ مخمور ہے امین بھید
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
تصور ہے اس یار کا ہر گھڑی
کہ بے اسکے بیکار ہے ناؤ نوش
اسی گل کی ہے سر بسر مجکو تاک
وہ خورشید رو آ کے کیونکر نظر

غزل لائق ملاحظۂ ناظرین غزل

اے مرگ دیکھتی ہے انھیں بار بار کیا
سینہ کے زخم بھی ہیں شگاف انار کیا

جب تو جو رنگ رو کی طرح اختیار ہے
اے جان امید وعدۂ بے اعتبار کیا

اس وصل میں فراق فلک بھی نہ کر سکا
لپٹے ہوئے ہیں دامن لیل و نہار کیا

آنکھیں کھلی ہوئی ہیں جھپکتی نہیں پلک
تکلیف نزع بھی ہے شب انتظار کیا

بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح
جو پوچھتا ہوں پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ سے کیونکر کروں سوال
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہے قریب راحت دشمن پہ اعتماد
تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے شکل روح جو آغوش پر خراش
معشوق آبلہ ہے کوئی نوک خار کیا

سائل ہوں ایک بوسہ کا دو چار کا نہیں
میں طول مدعا میں کروں اختصار کیا

انجام دیکھتے نہیں آغاز کے سوا
ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا

جیتا ہوں کے ناز اٹھائیں رات بھر
تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ بھولت نہیں
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھیں نکال لین　　　دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوسہ چار لبون مین نہان ہو نہین　　　پوشیدگی ہو میسری بجلا آشکار کیا

پتلی سی دے دے اک کفنی دود آہ کی　　　اے روح پوشش بدن سوگوار کیا

چکر مین ہے نصیب تو گردش مین آرزو　　　ہم دوش آسمان ہی مزار روزگار کیا

جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کیطرح　　　کم ہو سکے گا مشغلۂ انتشار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہے　　　جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا

بدلا ہوا ہے رنگ مزاج اندنون قمر　　　دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا

جو ہین میان بلاغت نشان　　　دیگر　　　وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

مخموران بادۂ رنج والم و ساقیان خمخانۂ مصیبت و غم رندان میکدۂ اندوہ و آلام و قدح خواران شراب محنت انجام بجاے صہباے مروق ساغر خون دل پیکر دگرگ کباب لخت جگر نوش کرکے پیرمغان خامہ دورباش کا مشتاق رہبری ہے استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت ملکہ مخمور سُرخ چشم نے بسر کوہ یہ ہنگامہ برپا کیا تاجدار کو قتل کرکے بیہوش ہو گئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا گرد چند حبشنین ترکنین گرفتار کیے ہوے اس حال سے لیے جاتی ہین کہ زبان مین سوزن ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان طوق گلوگیر گردن مین تمام زیور آہن آراستہ و حصۂ دراز سے اسیر کمند گیسو تھی گویا آج خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی دل سے کہتی ہے اے مخمور حضرت عشق سے سلسلہ بخوبی ہوا گرفتاری زندان عشق کیا کم تھی جو قید آہن مین مبتلا کیا زنجیر گیسوے مسلسل محبوب بہت خوب تھی مدت سے پابند ہین قید محبت مین کسی کی دردمند ہین آج نئے طور سے گرفتار ہوے مجبور ناچار ہوے اُن عورتون نے لاکر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کر دیا اوپر سے قفل لگایا اب جو اس مکان تنگ و تاریک مین ماہ اوج حسن داخل ہوئی اندھیرے مین دل گھبرایا مطلع زیب اللسان مخفی کا زبان پر جاری کیا مطلع

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود　　　غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود

ہر کہ میش اندر رگ درمان خواہ درد سر بود　　　گر حکیمش بو علی باشد دوا دشمن شود

اُس مکان تاریک کے بخت سیاہ جاگے اِس خورشید رو کا داخلہ ہوا مثل ماہ یوسفی روشن ہو گیا تاثیر گوہر شب چراغ کی روشنی عارض انور نے دکھائی یا ماریہ نے اپنا من اُگل دیا مگر اسقدر وہ مکان تنگ و تاریک ہی پر وہ ظلمات کی مثال ٹھیک ہی اندھیرے مین اُس بدر کامل آسمان خوبی کا دل گھبرایا قریب تھا بھڑک کر دم نکل جاے ابیات

آہ سرد از دل پر درد کشید
ہمہ تن گشت بشکل آغوش
ہر زمان پیش نظر رویش بود
رمے کرد بدین طور ملال
گاہ مے بود بلا گردانش
سجدہ گہ کرد بانداز نماز
کہ رخ خوب تو خجلت دہ گل
کرد بر حاشیہ تفسیر رقم

دامن و جیب ازین ہم بدرید
سقدمش بہ تمنا کردہ
ہمہ دیدہ و دل سویش بود
گاہ قربان جمالش گشتے
گہ گرفتے بہ ادب دامانش
گہ بہ تقریر چنین بست آئین
ہست سودائی زلفت سنبل

بہ بغلگیری آن دشمن ہوش
دیدہ آغوش زہم واکردہ
گفتگو کار نمودے بخیال
ہمہ تن محو خیالش گشتے
گاہ بوسیدہ دو چشمش بہ نیاز
گہ بہ لب زمزمہ آوردے چنین
اے برخسار تو زلف پرخم

کبھی نالان کبھی اپنے بخت پر خندان کبھی مثل طائر نو گرفتار

پھڑکتی تھی کبھی اُٹھنے کا ارادہ کرتی ہے زنجیر پا غل مچاتی ہی اُٹھنے کے خیال سے دل بیٹھا جاتا ہی کبھی خود بخود دل سے باتین کرتی ہے نہ جیتی ہے نہ مرتی ہی کیون اے مجبور یہ کیا شعبدہ تھا کسکو مارا کس سے لڑے وہ کون لوگ تھے ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر و ساحری افراسیاب سے سیکھے لیے بیکار ہوے اگر کہون کہ افراسیاب جادو تھا خیال خام تصور نا تمام اُسکو کسکا ڈر تھا اول تو اُس شیر بیشۂ جرأت پر دست انداز ہوتا مین اسقدر سحر کا ہے کو کرسکتی ایک اشارے مین پکڑ لیتا وہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی اُسکے سامنے میری حقیقت کیا ہی علاوہ اِسکے جن جن لوگون نے لاکر یہان قید کیا کوئی اُنمین شناسا نہ تھی اُسکے گھر مین کون ایسا ملازم ہی جسکو ہم نہین پہچانتے نیا مقام بخت نے دکھایا اے فلک کس جگہ پر تو ہمکو لایا کیا شعبدہ تازہ دکھایا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر کیا گذری ہو گی اُس بیچارے کیا کلمات حسرت بکار کرکے وہ لائق آنکھی ملاعت کے تھے ہائے شرم و حجاب سے کہین اپنے کو ہلاک نہ کیا ہو یہ جو خیال آیا ضبط نہ ہوسکا رونے لگی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

رہتا ہے جب سے دلربا سے ستم الگ الگ — جیسے ہی دل الگ الگ دل سے ہیں ہم الگ الگ
رکھتے ہیں غمزدے ترے اپنے بقدر حوصلہ — رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ
شرح فراق کا اثر دیکھئے خط میں نامہ بر — کرتا قلم ہے یک قلم حرف رقم الگ الگ
ہے یہ لگاؤ آپ سے رکھے جو ظاہرا تو کیا — کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ
ہائے غضب کہ جتنا میں اس سے زیادہ لگ چلوں — اتنا ہی مجھ سے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

کبھی خیال میں آتا ہے کہ اے عمرو اس شیر بیشہ جرأت سے گرفتاری تیری آنکھوں نے دیکھی خدا کرے وہ محفوظ رہے ہوں دنیا کی خاک چھانینگے اس زندان مصیبت سے اگر وہی رہا کرینگے وہ شیر فتاح طلسمات عالم ہے ہزارہا ساحر بھی قتل کیے خدا انکا معین و مددگار ہے اگر طلسم ہے تو عمر کا اسکی خاتمہ ہوا خدا کرے وہی شاہزادہ اسکا فاتح اس میدان عجائب و غرائب کا سیاح ہو بیقرار ہو کر پکاری کنیز کی مدد کو آئیے اس زندان مصیبت سے چھڑائیے ابیات

بے تو بے صبر و قرارم دریاب
غم برآورد دمارم دریاب
ہر دم از دوری لعل لب تو
بر سر راہ مزارم دریاب
چند ز اندیشۂ بدنامی تو
بیش ازین تاب ندارم دریاب

عاجز و خستہ و زارم دریاب
کہ شود مونس تنہائی من
خون دل از مژہ بارم دریاب
کردہ ام نخل جنون سبز باشک
آہ از دل نہ برآرم دریاب

خون بگشتم ہمہ از سر تا پا
جز تو غمخوار ندارم دریاب
گر سر فاتحہ خوانیست ترا
رشک صد ابر بہارم دریاب
چند بیتاب ز ہجران باشم

الغرض حال اس مقام پر گزارش ہوتا ہے اس طلسم کو جمشید یہ کہتے ہیں وہ مقام علامت طلسم تھا جس مقام پر ملکہ مقید ہوئی ہیں بموجب عادت قدیم بادشاہ جمشید جاہ طلسم اپنے تخت پر آکر بیٹھا گرد ساحران نمدار کا جماؤ ہوا ایکایک چند ساحر سامنے سے بیتاب و بیقرار آئے بعد آداب و تسلیمات کے یہ سخن زبان پر لائے اے شہنشاہ طلسم جمشید عجب طرح کا سحر گذرا یہ کہکر خوب روئے بہت سے لاشے پیش کیے کسی کا منہ آتش سحر سے جلسا ہوا کسی کے سینہ پر گولی کا نشان خوب ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سحر کے مارے ہوئے ہیں جمشید جادو لاشے دیکھکر گھبرا گیا کہا جلد مفصل بیان کرو انکو کس نے مارا انھوں نے دست بستہ عرض کی علامت طلسم پر ہمیشہ منوش خونخوار موجود رہتا ہے ہر طور سے آیندہ روند کو پھنسا لیتا ہے کل ایک ساحرہ کا

گذرا ہوا ہو جب طریقہ قدیم کسی کو عورت بنکر کسی کو بصورت مرد مبتلاے بلا کرتا ہی چونکہ وہ عورت
نازنین مہ جبین غارتگر ہوش گلگون پوش تھی بشکل تاجدار اُسکو ملکا ٹرا ای شہنشاہ سرکار کا
بول بالا ہو جاہ و دولت دو بالا ہو وہ نازنین اس زور و شور سے گری کہ صدہا ساحر مارڈالے
سیکڑا دن کو پھونک دیا صدہا پر مسکراکر برق چمکائی اُس قتال عالم کے نزدیک یہ لڑائی
بھی ہنسی تھی اگر مقدمہ علامت طلسم ہوتا سحر سے لڑکر خداوند سامری و جمشید بھی نہ گرفتار کرسکتے
آنکھون کا سحر تو مشہور ہی اُسکی بات بات مین افسونگری رگ رگ مین سحر و ساحری بھری ہی
بمشکل تمام منوش خونخوار نے اپنے کو قتل کراکر اسکو بیہوش کیا اور گرفتار کرکے بھیجا ہی استقدر
زخمی ہوا کہ دربار مین نہ آسکا چونکہ وہ شاہزادی معلوم ہوتی ہی حسن مین بےمثال ابرو رشک
ہلال رعب و جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر ہو ہم لوگون نے ہاتھ نہین لگایا کنیزان شاہی سے گرفتار
کرایا فلان مکان مین نظربند کردیا ہی باحتیاط رکھا ہی عورتون کو نگہبان قرار دیا ہی شہنشاہ
جمشید جادو یہ حال سُنکر گھبرایا ماتھے پر عرق آگیا کہا جلد ہمارے سامنے اُسکو لاؤ
سزاے کامل دینگے اپنے ملازمون کے خون کا بدلا لین گے چند حبشنین چلین یہان ملکہ مخمور سرخ چشم
کو تڑپتے تڑپتے ساری رات گذری جب آفتاب عالمتاب نے زندان شب تار سے رہائی
پائی بام فلک پر برآمد ہوا تمام عالم کو صورت دکھائی روز روشن ظاہر ہوا ضیاباری نیّر اعظم سے
ذرہ ذرہ ماہر ہوا اُس گرفتار محبس حسرت و یاس نے دیکھا کہ دروازہ اُس مکان تنگ و
تاریک کا کھلا چند حبشنین سامنے آئین صورت زیبا دیکھکر مبہوت ہوگئین بلائین لینے لگین اور
آئین جو سردار تھین وہ محبت پوچھنے لگین ای شہنشاہ معشوقان عالم ای سردار حسینان
بنی آدم آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کس ملک کی بادشاہ ہو کس آسمان جلالت کی ماہ ہو
ہرچند اُنھون نے پوچھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کچھ جواب نہ دیا ناچار زنجیر تھام کر ملکہ کو
لے چلین مکان سے باہر نکلکر ملکہ مخمور سرخ چشم نے ملاحظہ کیا دارالامارۂ شاہی قریب
تھا ہزارہا ساحران خرس طینت میمون خصلت غول بادیۂ ضلالت جمع ہین چوبدار نیادل
حاجب دربان پرے باندھے کھڑے ہین پردۂ زنبوری کھنچا ہوا ایک ساحر غدار بلاے
روزگار خود آہنی سر پہ زرہ موٹی کڑیون کی جسم مین دنگل پر درگہ سالاری کے تکبر و نخوت

متمکن ہی رعب و داب ملکہ مخمور سرخ چشم کا دیکھکر خود بخود اٹھ کھڑا ہوا جھک جھک کے سلام کرنے لگا جشن لیکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو اندر دروازے کے داخل ہوئی اب جو کنکھیون سے دیکھا ایک ساحر مہیب الشکل عجیب و غریب سیاہ رو تیرہ درون تاج سر پر جسم سے شعلہ آتش نکل رہے ہین زیور جواہر جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ گرداگرد ہزارہا ساحران غدار تیرہ روزگار و نکلہاے آہنی پر بیٹھے ہین بادشاہ تخت نخوت پر بکبر و غرور متمکن ہی جشن نے جھککر عرض کی ای شہنشاہ خوش تقدیری طلسم نگاہ روبرو اب جو جمشید جادو نے سر اٹھایا سامنے سے ساحران غدار کو حکم ہوا ہٹ جاؤ ملکہ مخمور اس مجمع کو دیکھکر شرم سے مری جاتی ہی حجاب سے گڑی جاتی ہی سر جھکا ہوا مثل ہلال شب اول جسم مین خم مثل تصویر خاموش دریاے غیرت کا جوش سامنے سے جو لوگ ہٹے جمشید جادو کی جمال جہان آراے ملکہ مخمور سرخ چشم پر نگاہ پڑی وہ صورت زیبا دیکھی جو کبھی نظر سے نہ گذری تھی لیلی وش شیرین ادا زلفین عارض انور پر پریشان آئینہ رخسار نہان آنکھین نشیلی نگاہ ترچھی ابرو شمشیر برہنہ قد نخل چمن مراد جسکی خوش قامتی کا

پیرو سرو آزاد اشعار

وہ زلفیں گھونگھرے بکھری تھیں بالکل ناگنیں
درخت صندلی پر یا ہوا اشاکن ملے
وہ گوش گوش گل کے سنے نہیں ایسے
جو اُسکی نرگس بیمار کا رہے بیمار
وہ مینی اُسکی الف وار جو کوئی دیکھے
چمک وہ دانتونکی ہمرنگ لو لوے شہوار
بہائے دیدہ حسرت سے خون کا دریا
رکھے ہوئے ہیں برابر بہشت کے دو انار
کمر زیادہ ہی باریک بال سے اُسکی
کہ زیر ناف ہی اک صفحہ اُسکے آئینہ دار
عجب طرح کے کف پا تھے جسکو دیکھے

نگاہ حور کی ٹھہرے نہ اُسکے تلوے پر
لیا تھا سایہ سنبل نے روے گل پہ قرار
جبین وہ دیکھے جو جبین ماہ کو نوک
وہ آنکھ دیکھنے سے جسکے ہو نرگس زار
نگہ وہ تیز کہ بسمل ہو جسکو دیکھکے دل
سدا رہا کرے غمناک وہ نحیف و نزار
گلو وہ جسکی صفائی کا ہو سکے نہ بیان
جو دیکھے دست حنائی کو اُسکے عاشق زار
لنگر وہ کہ نہ سکے جسکی ہمسری مخمل
نظر نہ آئی نہ آئے گی وہ کبھی زنہار
مقام خامشی ہی وصف کیا کرون سب
رکھے تھا آنکھ سو نہیں کھنے کی آرزو ہمار

فرشتہ دیکھے تو ہو جائے لاکھ جی سے نثار
بھنی تھی پشت پہ اُسکے وہ تا کمر چوٹی
فزون تھے تیغ صفاہان سے ابرو خمدار
نہ آپ کار کرے حکمت فلاطونی
مژہ وہ تیر کہ عاشق کا دل کرے افگار
دہن وہ تنگ کہ غنچہ ہو جسکو دیکھکے تنگ
صراحی دیکھکے گردن کی مست ہو ہشیار
غلط ہو سینہ پہ اُسکے جو کہتے ہین پستان
وہ پشت جسکی ہو تعریف مین قلم بیکار
بیان کیا کرون آگے کمر سے تا زانو
کیا ہی لام الف کاتب قضا نے نگار
بادشاہ جمشید جادو نے جو

سراپاے دلپذیر وہ لوز کی تصویر دیکھی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا قریب تھا
غش کھا کر تخت سے گرے سرداروں نے سنبھال لیا مگر آثار حضرت عشق کے چہرے سے پیدا
حزن و ملال ناصیہ سے ہویدا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا وزیر سے کہا اے وزیر اعظم
دستور معظم تیر مژگان نے اس قتال عالم کے تودۂ دل کو مشبک کیا کلیجہ پر چھری پھر گئی ہوش
و حواس درست نہین ہین اگر شربت وصال سے اسکے سیراب نہونگا بیمار محبت ہون تڑپ تڑپکر
مرجاؤنگا وزیر نے تو سرجھکا لیا کہا یہ قیدی طلسم ہی کسی بادشاہ نے کسی قیدی پہ ہاتھ نہین ڈالا ہی
بادشاہ جمشید جادو نے جھڑک دیا کہ کیا بکتا ہی ہماری جان پر بنی ہی تو سمجھاتا ہی یہ کہکر طرف
ملکہ مخمور سرخ چشم کے متوجہ ہوا بیقراری مین یہ اشعار باحسرت و یاس پڑھنے لگا بند مسدس

غم نہین ہجر مین دنیا سے گذر جاؤنگا
اب نہ اس کوچے سے اٹھونگا نہ گھر جاؤنگا
ڈر ہی اتنا کہ ترے دل سے اتر جاؤنگا
آپ کے عاشقون مین نام تو کر جاؤنگا
مین وہ عاشق نہین جو موت سے ڈر جاؤنگا
دیکھ لینا مین گلا کاٹ کے مرجاؤنگا

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت و بیباکی خودکامی تست

یہ ستم دیدہ و دانستہ نہ کر اے ظالم
کیون مرے قتل پہ باندھی ہی کمر اے ظالم
یاد کرتا ہون تجھے آٹھ پہر اے ظالم
اپنے بیمار کی لے جلد خبر اے ظالم
اٹھ گیا آہ کا دنیا سے اثر اے ظالم
تو مجھے بھول گیا دل سے مگر اے ظالم

از چمن نشنوی و یار چمی پرسیرے
یار شو با من بیمار چہ می پرسیرے

ایسے ایسے کلام جو اس بیحیا نے متوجہ ہو کر ملکہ مخمور سرخ چشم سے کہے اور اشعار پڑھے
ملکہ مخمور سرخ چشم نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جمشید جادو کے دیکھا چونکہ زبان مین
سوزن ہاتھ پاؤن مین ہتکڑیان بیڑیان جان سے اپنی بیزار تھی کچھ جواب نہ دیا غرق دریاے
حجاب زلفون کو پیچ و تاب جمشید جادو نے پھر وزیر سے کہا اے خیرخواہ قدیم و اے مشیر و ندیم
قریب جا کر اس نیر آسمان حسن و جمال کو سمجھا اگر مجکو قبول کرے کل طلسم جمشید کا بادشاہ کرونگا

سلطنت قبضہ میں رید و لنگا وزیر مجبور اپنے مقام سے اُٹھا قریب ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا کہا
اے سرو باغ حشمت و اقبال و اے نونہال حدیقۂ حسن و جمال اس مقام کو طلسم جمشیدی کہتے ہیں
بڑے بڑے ساحران نامی یہاں رہتے ہیں ہمارا بادشاہ جمشید جادو نبیرۂ سامری کہلاتا
ہے اُنکے سحر کے سامنے فلک بھی اپنی افسونگری بھول جاتا ہے مقام تاناہے کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ
آپ کی کمند زلف میں گرفتار ہو نشۂ بادۂ محبت سے آپ کے مست و سرشار ہو اگر قبول فرمایئے
ابھی ہزار ہا کنیزان مہ جبین مثل چاکران کمترین خدمت میں حاضر ہوں آپ کے جاہ و جلال سے
تمام اہالیان طلسم جمشید باہر ہوں اب ملکہ مخمور سرخ چشم کو تاب نہ باقی رہی ہر چند کہ زبان میں
بسبب سوزن کے لکنت ہے بات نہیں کیجاتی ہے مگر غصہ میں جواب دیا کہ اس ملعون کو شرم نہیں آتی
ہوتی تو اسی کو معشوق بنانے کا ارادہ کرتا ہے خدا کی قدرت کہ یہ سیاہ رو تیرہ درون ہماری محبت
کا دم بھرتا ہے اور تو ہمکو لالچ دیتا ہے خبردار اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا جیسا بادشاہ ویسا وزیر
مصرعہ وزیرے چنین شہریارے چنان + بادشاہ جمشید جادو تخت پر سے دیکھ رہا ہے
کہ وزیر منت و سماجت سمجھاتا ہے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا عجب عالم ہے چاہتی ہے اپنے کو ہلاک
کرون کل اہالیان دربار کو بھی سناتا ہے آپس میں چشمکیں کر رہے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ کو
شرم نہیں آتی یہ گل رخسار انکے لائق ہے حسن و جمال میں معشوقان عالم پر فائق ہے بیت
ز عاقل کے روا باشد سخنہا سے خطا گفتن + نزیبد مرد دانا را خلاف ماجرا گفتن + خود ملازمان
جمشید جادو پر یہ امر شاق گذرتا ہے کوئی کہتا ہے وہ صاحب عفت و عصمت ہے دیکھو تو غیرت
سے اُسکا کیا حال ہے چہرۂ زیبا سے ظاہر حیرت و ملال ہے مگر جمشید جادو اپنے جامہ سے باہر ہے یہ
جو اُسنے دیکھا کہ وزیر سے بھی انکار کیا اور کلمات سخت و سست زبان پر جاری کیے او سر اُٹھا کر
یہ کلمہ کہا کہ او بیحیا تو کیسا بادشاہ ہے عدالت کا خیال نہیں نمکخوارون کا ملال نہیں کئی سو ملازم تیرا
میرے ہاتھ سے مارا گیا اُنکے خون کا مجھ سے معاوضہ لے قتل کر دار پر کھینچ دے جمشید جادو
نے غصہ میں کہا مجھ سے یہ عشق ضبط نہو سکیگا اے نازنین مابدولت بے اختیار نہیں ہیں مجبور و
ناچار نہیں ہیں اگر سحر سے زبان ہلاؤن سحر سامری کا نمونہ دکھاؤن وہ منتر جنتر مجکو یاد ہیں
ہمیں نگاہ ڈال دوں غلام حلقہ بگوش بناؤں اگر چھری پر وہ تسخیر پڑھکر زمین پر ڈال دوں

طائران ہوائی ہوا سے اُتر آئیں اپنے گلے کاٹ ڈالیں عورت کا تسخیر کرنا کتنی بڑی بات ہی وہ رنگ دکھاؤن کہ مجھ سے زیادہ اسکو محبت ہو بے دیکھے میرے چین نہ پڑے یہ کہکر غصہ میں آواز دی ای وزیر اعظم یہ کلید لو فلان کوٹھا جلد جاکر کھولو تو ہمارے بزرگون کے وقت کا ایک گلدستہ رکھا ہی ہر چند کہ پھول اُسکے خشک ہوگئے ہونگے جلد اُٹھا لاؤ وہ گلہائے خشک رنگ تازہ دکھائینگے اِس گلعذار کو دیوانہ بنائینگے نیا گل پھولیگا سونگھنے والا گلہر کا رستہ بھولیگا وزیر نے کلید اُٹھائی قصد ہوا کہ جاکر گلدستہ لاؤن یہ حال سنکر رنگ رو اُس غنچہ دہن کا متغیر ہوگیا عصمت کے خوف سے مثل گل گریبان چاک کیا مثل غنچہ دل تنگ خوف نام و ننگ دل کو طرف بہار پیرائے ازل کے متوجہ کیا عرض کی ای باغبان قضا و قدر میرے باغ پر بہار عصمت مین خزان نہ آنے پائے جلد طائر ارواح قفس جسم سے نکل جائے اس ملعون کو نخل بدعت کا ثمر حاصل نہو صرصر قضا کو حکم دے برگ حیات شاخ عمر سے گرجائے موت کی تصویر آنکھون کے نیچے پھرجائے یا اس صیاد کی بدعت سے اِس عندلیب بے بال و پر کو بچائے دام تزویر سے نجات دے بیقرار ہوکر اُس بلبل شاخسار محجوبی نے جو یہ دعا کی چمن مراد مین نسیم بہار کا جھونکا چلا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا ایکایک آسمان پر برق چمکی جمشید جادو وغیرہ نے دیکھا ایک ساحر معقول لباس فاخرہ زیب جسم تخت سحر پر سوار آکر بارگاہ مین آتا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا ای سہیل اختر شناس اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا دل مشتاق ہوا کچھ امورات ضروری بھی عرض کرنا واجب و لازم تھے ابکی جشن مین اس حقیر نے وعظ مین عرض کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم ہی ضرور طلسم کشا آئیگا نام اِس طلسم جمشید کا مٹائیگا علامت آمد مین یہ کتاب مین تحریر ہی صاف صاف تقریر ہی کہ پہلے ایک عورت خوبصورت طلسم مین قید ہوکر آئیگی وہی عورت علامت داخلۂ طلسم کشا ہی کاہنان طلسم نے بالتصریح لکھا ہی اس زمانہ مین احتیاط ضرور ہی کوئی امر خلاف کرنا سراسر قصور ہی کتاب بھی لیتا آیا ہون تمام نجومیون کے احکام اسمین مندرج ہین حاضر ہی ملاحظہ فرمایئے جا بجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کا داخلہ بڑے کر و فر سے ہوگا دوست دشمن ہون ملازمان خاص رہزن ہون یہ حالات سنکر جمشید جادو گھبرا گیا حشمت و عاشق

فراموش بدحواس ہوکر کہا ای خیرخواہ دوست صادق ایک نازنین حسین قید ہوکر آئی ہی حقیقت مین اُسنے علامت بڑی قیامت برپا کی ہی صدہا ساحر مارا گیا مینوش خونخوار نے بڑا کام کیا بہ شکل تمام اُسکو پکڑا اسقدر زخمدار ہی کہ دربار مین بھی نہین آیا مگر دیکھو وہ معشوقہ ساحرکش یہ سامنے موجود ہی مگر ای سہیل اختر شناس مین اُسکو دیکھکر مائل ہوگیا میری جان پر بنی ہی ہرچند سمجھایا نہین مانتی جان دینے پر آمادہ ہی ایسی صورت زیبا کبھی میری نگاہ سے نہین گذری اسکی نگاہ شرم آگین نے مارا میرے کلیجہ پہ چھُری پھر گئی سہیل اختر شناس نے پلٹ کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیکھا تھرتھر کانپنے لگا کہا ای بادشاہ خاموش یہ کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہی اپنے جان ومال کا دشمن ہوا ہی سمجھا تا بھی ہی کہ یہ کون ہی یہ معشوقہ رعنا منظور نظر شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہی افراسیاب جادو کی مصاحب خاص ہمدم باخلاص نہین معلوم یہان کیونکر آکر گرفتار ہوگئی مگر پرچہ اخبار مین مین نے دیکھا ہی کہ آج کل طلسم ہوشربا مین غدر پڑا ہی افراسیاب جادو سے اور مسلمانون سے مقابلہ ہو رہا ہی بہت ملازمان افراسیاب شریک مسلمان ہوگئے یہ بھی کسی وجہ سے بھاگ نکلی ہوگی یہان پہونچگئی ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام باحتیاط اسکو نظر بند کیجیے شہنشاہ کو لکھ بھیجیے وہ اپنے پاس بلوالیگا خواہ قتل کرے خواہ بخشے یہ کہکر سہیل اختر شناس نے چند کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو یہان سے لیجاؤ باحتیاط کسی مکان مین رکھو آب ودانہ پہونچانا خبردار کچھ تکلیف نہو لیے پایے جب مخمور سرخ چشم کو کنیزین لے گئین سہیل نے میر منشی کو حکم دیا طرف سے جمشید جادو کے نام اس طرح تحریر ہونے لگا۔

نامہ ازطرف جمشید بادشاہ طلسم حبش یہ بخدمت افراسیاب جادو نظم نامہ مصنف

ای شہنشاہ ساحران جہان	ای مددگار افسران جہان	ماہ افلاک دولت واقبال
اختر برج حشمت واجلال	ای خدیو طلسم شاہنشاہ	ہمدم اوج مہر دولت وجاہ
ہو یہ مقبول عرض پردازی	اب یہ لکھتا ہون شعبدہ بازی	آپ کی ہی جو اک کنیز قدیم
یعنی مخمور قابل تکریم	قید ہی اس طلسم مین وہ اب	بھیجے اسکو طلب یہ ہی مطلب

ای شہنشاہ گردون پناہ وای خسرو عالیجاہ نئی طرح کا معرکہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم میرے

طلسم کی علامت پر نہیں معلوم کس وجہ سے پہونچی اسقدر زلزلہ کہ کئی سو ساحر مارے گئے
چونکہ وہ مقدمۂ طلسم تھا آخر گرفتار ہوئی جب غلام کے سامنے حاکمان در بند لیکر آئے جن نے
ہچانا یہ قوہن چکا ہوں کر آپ سے یہ آمادۂ بغاوت ہو مسلمانوں سے محبت ہو احتیاطاً نظربند
کیا یہ عریضہ خدمت میں لکھا کسی معتبر کو بھیج کر بلوا لیجیے یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا
پتہ نشان بخوبی سمجھا دیا افراسیاب جادو کا داخلہ باغ سیب میں ہو خدمت میں نازنینان
سہ جبین مہ جبینان مہ تمکین حاضر ہیں مہ پارے برف انداز جادو وابریق کوہ شگاف
وگیسو کشا بے بن شہاب وشہاب نارنجی پوش جادو وملکہ گاگون نازک بدن جادو
وملکہ نسرین نسترن عذار جادو وغیرہ نازنینان در بندسے ذکر ہو رہا ہو کہ اب زمانہ میعاد اسد
بن کرب غازی بہت قریب ہو ای ابریق جادو ایک نامہ فیض شمامہ ہمارے قدرت بازو
صاحب جاہ وحشم شہنشاہ نیلم کے پاس روانہ کرنا چاہیے وہ دیگر صفدر و صف شکن شہنشاہ توسن
مالک زندان طلسمی کے پاس دل ابریق عرض کر رہا ہو کہ عنایت سے خداوند لقا کے ایک
دن میں اٹھارہ سو خروج گنہگاروں کو خبر ہو جائیگی انجمن مشاورت رونق پائیگی یہ ذکر درپیش
ہو کہ عرض بیگی نے پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا دی اور عرض کی کہ ایک نامہ دار بادشاہ طلسم
جمشید جادو کا در دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو افراسیاب جادو حیران و پریشان
کہ بادشاہ طلسم جمشید جادو کو اس زمانہ میں مجھ سے کیا ضرورت ہو خداوند لقا خیر کرے مقام
حیرت ہو حکم دیا نامہ دار کو جلد لاؤ نامہ دار نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا نامہ
ہاتھ پر رکھکر بصد ادب پیش کیا افراسیاب جادو نے وہ نامہ مشیر بہ تدبیر کو دیا اسنے باآواز
بلند پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ میرے طلسم میں مخمور سرخ چشم قید ہیں اور تمام کیفیتیں علامت
طلسم پر لانا ہنگامۂ عظیم پڑنا بمشکل گرفتار ہونا لفظاً بلفظاً نامہ میں مندرج تھا افراسیاب
جادو سنکر سُن ہو گیا ہوش اڑ گئے وزیروں سے کہا کیوں صاحبو کجا طلسم جمشید جادو کجا
مخمور سرخ چشم یہ کیا بھید ہو سب نے عرض کی ای شہنشاہ حضور پہ بخوبی ظاہر ہو ہر ایک
باشندۂ طلسم اس حال مسرت مآل سے ماہر ہو کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر
مخمور سرخ چشم مرتی ہو اپنے کو مطعون و بدنام کرتی ہو اسی سبب میں آمد و رفت جاتا ہوا طلسم میں

گرفتار ہونے کا بہانا ہوا اور بادشاہ طلسم جمشید جادو ہمیشہ سے سرکار دولتمدار کا خراجگزار ہی اور بادشاہ طلسم نورافشان بھی نصف ریاست کا دعویدار ہی مگر جمشید جادو دل وجان سے حضور کا خیرخواہ ہی یہ بھی سنا تھا جسدن سے حضور سے اور کوکب روشنضمیر سے فساد ہوا جمشید جادو نے کوکب روشنضمیر کو خراج دینا موقوف کردیا بموجب تحریر جمشید جادو حضور کسی معتبر کو روانہ کرین مخمور سرخ چشم کو یہان طلب فرماین سزا وہمی سزا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے بادشاہ افراسیاب جادو کو یہ راے پسند آئی فوراً مدہوش درازمینی ساحر زبردست کو بلاکر حکم دیا کہ جلد طلسم جمشید مین پاس جمشید جادو کے جاکر مخمور سرخ چشم وہان موجود ہی ہماری خدمت مین لے آؤ مدہوش درازمینی مع فرمان شہنشاہ افراساب جادو اور دس ہزار فوج کو ہمراہ لے کر طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑو

دو کلمۂ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان ومسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان وشہرنگ بصد کروفر تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ

ای ساقی ماہوش کدھر ہی
رہ رہ کے اُمنگ اُبھارتی ہی
بھر بھر کے پلا شراب گلگون
شادی گھر گھر رچی ہوئی ہی

کچھ تجکو بسنت کی خبر ہی
خمخانے کی تیرے خیر ساقی
خالی یہ نہین کبھی ملک مین خم ن
اک مست کا انتظار ہی آج

اب زردی رخ سدھارتی ہی
حالت تو بہت ہی غیر ساقی
کیون دختر رز بچی ہوئی ہی
یان آمد بادہ خوار ہی آج

یہ غزل لائق ملاحظۂ ناظرین غزل

وہ نہ مانینگے اجتا انکو سمجھا لینگے کیا
پہلے ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہی ٹھہرا لینگے کیا

واے قسمت کہ رہے ہین وہ یہی سے دیکھکر
کسلیے تکلیف کی ہی آپ فرمالینگے کیا

دیکھ لی تاثیر انکی بھی فراق یار مین
ملے خود شرمندہ ہین انمنہ تک سے آئینگے کیا

غیر ممکن ہی کبھی آرام سے سوئین حریص
ہاتھ تو کھنچتا نہین ہی پاؤن پھیلا لینگے کیا

انکی برہمی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہی لحاظ
منہ تو دکھلاتے نہین آنکھین وہ دکھلا لینگے کیا

آپکو فرصت ملے رسوا ہونے کیا مجال
اور کسی طرح سے عاشق ہو جائینگے کیا

کب توقع ہو وہ آئین نعش عاشق دیکھنے
ہنسنے ماناجان بھی کھو مین تو پھر پائینگے کیا

بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر ہو نہیں پھول مرجھائینگے کیا

سرکیف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین
کھینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا

یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے
حور و غلمان دیکھی ہمکو بھلا بھائینگے کیا

رہگئے ہین ٹوٹکر شانہ مین گیسو کے جو بال
دفنی مردہ ہین یہ اکو دست لہرائینگے کیا

جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج
کیون بلبلاہ مرے سر کی قسم کھائینگے کیا

کسطرح بہلائینگے مجکو یقین آتا نہین
حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا

گھورتا یہ ہو انھین وہ میل کرتا ہو ادھر
دیدہ و دل مرے مجکو باتین سنوائینگے کیا

یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین وہ اے نسیم
عاشقون کو دید سے بھی اپنی ترسائینگے کیا

دیگر کجا بودم اکنون فتادم کجا	عنان سخن شد زچنگم رہا	دگر بار در گفتگو آمدم
بدیدار نیکان نکو آمدم	پشست آورم بار دیگر کرونتا	بفرمان حیّ الذی لایموت

شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ ✤ سخن را اینچنین آغاز کردہ ✤ اُستادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ شبرنگ بن عمرو نے اُس ساحرۂ سیاہ فام کو قتل کیا ایک زنجیر آتشین مین شبرنگ بن عمرو و نور الدہر بن بدیع الزمان گرفتار ہوسے تھے ادر میخوار کوہی بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین چھپا اور شاہزادے کو تلاش کرتا پھرتا ہی شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو طوق و زنجیرون مین مسلسل پایا پہلو مین اسی حال پرملال مین اپنے عیار شبرنگ بن عمرو کو دیکھا ایک ساحرہ بشکل مہیب سیاہ فام ہوشنگ جادو نام تاج سر پر تخت پر متمکن ہی گرد اگرد ہزارہا جادوگرنیان سر جھکائے شباب پر شاہزادے کے کف افسوس مل رہی ہین شعلۂ رخسارہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان سے مثل شمع جل رہی ہین کوئی کہتی ہی ہوا کیا جوان ہی ایک کہتی ہی صاحب شوکت و شان ہی مگر ہوشنگ جادو نے پکار کے آواز دی کہ کیون اوگمراہ سے موئے موذی کاٹے ڈیلے تو نے میری کنیز سیاہ فام جادو کو مارا اگر مین نہ پہنچ جاتی تو نکل جاتا جلد تم دونون سامری و جمشید کو سجدہ کرو شہنشاہ

جمشید جادو سے تیری سفارش کرون وہ تجکو اپنا سپہ سالار کریگا اور اسی جوان کا نہان طلسم جمشید
نے سو برس سے پیشتر جو تصویر طلسم کشا کھینچی ہی تیری صورت سے نہایت ملتی ہی علامتین بھی سب
ظاہر ہین صاف تحریر ہی کہ روز آمد طلسم کشا ایک کنیز حاکم در تہ کی قتل ہوگی عیار ساختہ ہوگا وہ
سب صورتین معلوم ہوتی ہین طلسم مین بھی غلغلہ ہی ایک عورت بھی طرف سے علامت کے
آئی کئی سو ملازم مینوش خونخوار کے قتل ہوے اب سنا ہی کہ اسکو سہیل اختر شناس نے پہچانا
ہی اور وہ معشوق بادشاہ افراسیاب جادو مخمور خونخوار ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے طرف شبرنگ بن عمرو کے دیکھا کہا ای برادر تم جو کہتے تھے وہ قول تمہارا کرسی نشین
ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم جس طلسم مین قید ہوکر آئی ہین شکر خدا ہم بھی اسی حوالی مین آگئے
مگر وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی کہ قید ہوکر بھی بجور معشوق سے دور شبرنگ بن عمرو نے
کہا مین اس سے مفصل دریافت کرتا ہون نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا ہان بادو
کچھ تو پوچھو شبرنگ بن عمرو نے کہا کیون ملکہ عالم اس عورت کے ذکر سے اور جادو سے
کیا مطلب ہی ہم تو مسافرانہ اسطرف آنکلے تھے آپکی کنیز نے کلمات سخت کہے ہم شریف
تھے ضبط نہو سکا بیشک خنجر مارا خیر ہم تو اس جرم مین قید ہوے اس عورت نے کیا جو تم ابھی
آپ نے ملکہ مخمور سرخ چشم زبان سے لیا ہوشنگ جادو نے کہا وہ بڑی زبردست ساحرہ
ہی افراسیاب جادو نے اسکو تعلیم کیا ہی ہمارا بادشاہ شہنشاہ افراسیاب جادو کا
خراج گزار ہی پہلے مخمور سرخ چشم کو دیکھکر عاشق ہوا تھا جب زبانی سہیل اختر شناس
کے ثابت ہوا کہ یہ بادشاہ افراسیاب جادو کی کنیز خاص ہی تب اسکو قید رکھا شہنشاہ
طلسم ہوش ربا کو عرضی روانہ کی ہی وہان سے کوئی رفیق آئیگا مخمور سرخ چشم کو قید کرکے
لیجائیگا سزا جزا کا مالک کو اختیار ہی اور یہ جوان مہر تمثال جو قید ہوکر آیا ہی تصویر طلسم کشا
سے بہت مشابہ ہی ہر فرد بشر کو تاکید ہی کہ جہان ایسی صورت کے جوان کو پاؤ فوراً قتل کرو
پس تم دونون کا بچنا ممکن نہین ہی اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرو تو شاید بچ جاؤ شبرنگ
بن عمرو نے چاہا تھا کہ مین باتون مین میل کرکے عیاری کرون اس احمق کو دھوکا دے کر
ماروں مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کب مانتے ہین ایک تو ذکر معشوق آیا

کلب پھری چل گئی دوسرے اُسنے مذہب کا نام لیا فوراً جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہی
سامری و جمشید کون مردود ہین جنکو ہم سجدہ کرین ہزار ہزار سامری و جمشید پیدا ہوگئے
پوجنے والون پر لعنت ہی اب شہر نگ بن عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ حضور یہ ملعونہ جو کچھ
کہے ہان ہان کئے جایئے مین ابھی اسکو مانتا ہون اُنھون نے نہ مانا سچا جواب دیا
ہوشنگ جادو نے آواز دی او جوان حجت ختم کرنا منظور تھا اگر تو سجدہ بھی کرتا تو تجھکو میرا قتل
کرنے کا ہنان طلسم کی تاکید ہی کہ جسنے طلسم کشا کو قتل کیا گل ہالیان طلسم کی جان بچائی
روح سامری و جمشید پر احسان کیا یہ کہکر آواز دی جلد جلاد کو بلاؤ اور آپ بارہ دری سے
اُٹھکر صحن باغ مین آئی کرسی پر بیٹھی کنیزین کشان کشان شہر نگ بن عمرو و نور الدہر بن
بدیع الزمان کو سامنے لائین نگاہ پڑی نور الدہر بن بدیع الزمان کے چار جانب گلہاے
رنگا رنگ و شگوفہاے بوقلمون تمام اشجار بار بار سے سر بسجود سب طرح سے
پھول جا بجا ہر چمن مین موجود اشعار

اڑا کر ڈالی پھرتی ہی باد بہاری ہر طرف ... نکہت گل لے ہر اک جانب ہین بکھوئے عطر دان
وجد کے عالم مین صف باندھے کھڑے ہین جوش ... اک طرف کیلے بہ شکل حلہ پوشان جنان
دار سبتون سے عیان ہی چرخ اخضر کی بہار ... تاک کے خوشون پہ ہی عقد ثریا کا گمان
طرز سر سبزی نے کی ہی ہر طرف سے سرکشی ... ہی زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان

مگر اُسوقت وہ گل گلدستہ حدیقہ شجاعت و نونہال گلشن جلالت جو بحال زار سے مسلسل
بیٹھا ہی ہر گل کا کلیجہ خون بلبل کو نوبت بجنون عشق قد نور الدہر بن بدیع الزمان سے ایسا
جوش کیا فاختہ نے بر سر شمشاد کوکو فراموش کیا نہرون کو بیقراری کا جوش سوسن سیاہ پوش
بیت روکے قمری نے جب کیا نالہ + سرو گلشن کا بھر گیا تھالہ + اس عرصہ مین جلاد سامنے
آیا کلاہ جلادی سر پر تیغہ باڑھ دار چار انگل کا تیغہ چڑھا ہوا صورت اُسکی خونخوار آتے کے ساتھ ہی
ہاتھ پکڑکر شاہزادے کا کھینچا اُسوقت شہر نگ بن عمرو بیقرار ہوا اور گھبرا کر کہا او بیحیا یہ میرا
آقا ہی پہلے مجکو قتل کر میرے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر ہوشنگ جادو نے کہا کہ تجھکو بھی
سب سے زیادہ تیرے قتل کی جلدی ہی کہ ہنان طلسم لکھ گئے ہین اسطرح کا سر دار اور اسطرح کا

عیار اگر قتل ہو جائے تو سو برس تک طلسم پر زوال نہ آئیگا نہ تو بچیگا نہ اسکی زندگی کی کوئی صورت ہی اور حکم دیا اس ملعونہ نے کہ ای جلاد صاحب بیداد ایک ہاتھ میں دونون کا سر قلم کر حکم اول ہوشنگ جادو دے چکی ہی چاہتی تھی کہ حکم ثانی دے شبرنگ بن عمرو نے بلک کر دعا کی باب اجابت وا تھا تیر دعا تا بہ عرش اعلی پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وجود بے بدل آسمان پر برق چمکی سب کی نگاہ اوٹھ گئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا تخت زرین پر ایک معشوقۂ دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چہرہ آفتاب تابان حاسد ماہ درخشان زلفین مار سیاہ یا عاشق کا دود آہ یا سودائے دل عاشق زار نہ یا نافہ آہوے تاتار ہونٹون سے مسیحائی ظاہر ہو دہن تنگ کے ردے صانع ازل ماہر ہو سینہ تختۂ نور لبستان جناب بحر سرو قد نمونۂ قیامت کرڑا آفتاب آسمان شوکت

نظم

پائنچے ہاتھ مین اٹھائے ہوئے
زلف تھی اسکی یا کہ دام بلا
منھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو
یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو
لب تھے مستی سے کہ وصل کی رات
برج خوبی کے یا وہ اختر تھے
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن
نہ کدورت نہ جبین تھا کینہ
اب ہو لازم یہی کمر کا حال
وصف اسکا بشر کرے کیونکر
کیا خدا داد حسن ماشاء

سرو شرمندہ اسکے قامت سے
مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
یون نمایان تھے ابروے خمدار
تھی مژہ تیر قلب مونس کو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ دہان
یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات
تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان
جبین یوسف نے کھینچے بیج ذقن
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب
نہ بیان کر کہ تو یہ بات محال
حسن پاؤن کا کسطرح ہو رقم
آپ حق نے اسے بنایا تھا

بال زلفون کے پیچ کھائے ہوئے
تھی خرامان بڑی نزاکت سے
دیکھکر وہ جبین کیہان تاب
دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
پاس آنکھون کے بینی پر ضو
جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ
ناف تھی بحر حسن کا گرداب
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر
دلپہ چلتا ہوا اپنے خنجر غم
وہ قاتل عالم تخت سے اتر کر

مثل ہلال شب اول بڑھے تسلیم ہوشنگ جادو ختم ہوئی اور ہوشنگ جادو سے ہاتھ بہ محبت پھیلا دیے کہا واری برخوردار عمر دراز مگر نور الدہر بن بدیع الزمان صورت

اسکی دیکھکر بیچین ہو گئے ہوشنگ جادو نے سر سینہ سے لگا لیا کہا واری ملکہ شگوفہ جادو آپکی یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مسکرا کر جواب دیا نانی اماں مین نے سنا کسی مسلمان کو آپ نے بڑے زور و شور سے گرفتار کیا عجب وہ بیوقوف فرقہ ہی کہتے ہین ہمارا خدا اے نادیدہ آسمان پر رہتا ہی اور کتابون مین اُنکے مولویون نے تحریر فرمایا ہی کہ ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہی کیون نانی اماں یہ دلیل حقیقت مین ٹھیک ہی مجھے بڑا اشتیاق تھا کہ دیکھون وہ لوگ کیسے ہوتے ہین کہ پونے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک کو اختیار کیا ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا اے نور نظر لخت جگر مین نے تو بڑی کد و کاوش سے گرفتار کیا ہی اُنکی کتابون کا کیا اعتبار ہی یہ فرقہ بڑا مکار و غدار ہی مگر صاحبان علم و فضل جری بہادر لئیق ہین سطوت صولت دولت آنکا حصہ ہی بہت طول و طویل اِن مسلمانون کا قصہ ہی بقول کاہنان اس طلسم کا یہی شخص طلسم کشا ہی وہ دیکھو سامنے قید ہو کر آیا ہی مین نے زیر تیغ بٹھایا ہی اِسکو جلد قتل کرون اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرون اور پونے دو سو خداوند رضامند ہون اِسکے بزرگ دردمند ہون ابھی ظالم کو قتل کرتی ہون جمشید کی تاکید ہی کہ جو اس صورت کا شخص آئے فوراً قتل کیا جائے یہ سنکر ملکہ شگوفہ جادو نے پلٹ کر دیکھا نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک یوسف کنعان حسن مین سب بے نظیر چہرہ ماہ منیر خود سر پر دھلکا ہوا زلفین خلیلی تا بدوش غزال چشم شیر خشم صولت و جلالت چہرے سے ہویدا آثار سروری و سرداری جبین مبین سے پیدا آنکھین رشک چشم غزال چتون سے ظاہر جرأت و لال طوق و زنجیر مین سلسلہ لشکر جرأت کا ہراول ملکہ شگوفہ جادو کے دل نازک پر تیر مژگان لب معشوق ہو گئے ہاتھ پانون تھرانے لگے اشعار

بسکہ شد شیفتہ ہر ہوش بس
دامن و جیب ازین غم بدرید
دیگر تھی نگہ یار کی جی کی آفت تھی
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
اشک نے رنگ خون کیا پیدا

بدرش خون جنون جوشیدہ
حیرتے آئنہ شد از ریش
از خش رنگ پریدن میخواست
وہ نگہ ہی دماغ طاقت تھی
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز
چاک کے چھیلے بانولہان تک
سوزش دل نے جی مین جا کر کی

دود سودا بہ تتق پیچیدہ
آہ سرد از دل پر درد کشیدہ
پر پرواز دمیدن میخواست
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز
طپش نے اک جنون کیا پیدا
داغ نے آ جگر کو آتش دی

بیساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اپنی نانی کی گود میں گر کر بیہوش ہوگئی کنیزیں چہار طرف سے
دوڑ پڑیں ملکہ ہوشنگ جادو سر پیٹنے لگی ہے ہے واری کیا ہوا گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ شگوفہ جادو
کو ہوش آیا مگر حال ابتر دل مضطر چشم تر ہونٹھ خشک حیران حیران طرف نورالدہر بن بدیع الزمان
کے دیکھنے لگی شعر مصنف ہوں تصور میں ترے صورت تصویر گلی ہے جسم میں ہو مرا پیکر بیجا کھینچ
ملکہ ہوشنگ جادو نے بلائیں لیکر پوچھا واری خیر تو ہے مزاج کیسا ہے اسوقت غش آنے کا کیا
باعث ہوا آنچ پھر تمھاری سلامتی کی دعائیں مانگتی ہوں موئی ٹمی کی نشانی ہو ہر چند ملکہ ہوشنگ
جادو پوچھتی ہے ملکہ شگوفہ جادو کے منہ سے بات نہیں نکلتی ہے وہ جو کنیزیں بڑی بڑی عقلمند
تھیں اُنھوں نے بڑھکر کہا بی ملکہ ہوشنگ جادو صاحب تمنے دھوپ میں چونڈا سفید
کیا ہے چھوکری کا تو کورا پنڈا قیدی زنجیر میں بندھا ہوا اسطرح سلسل طوق اپنی جان کا
قلق صورت بھی دکھادی اسطور سے اس مصیبت میں اپنے کبھی کاہے کو کسی کو دیکھا ہوگا جلاد
خنجر کھینچے ہوے سامنے کھڑا ہے لوگوں کے دل کانپتے ہیں بی سے رہ رہ کر جواب پوچھتی ہو اُسکے
ہوش درست نہیں وہ کلام کیا کرے اب پہلو ملکہ شگوفہ جادو کو بھی ملا کہا نانی اماں حقیقت
میں میں ڈر گئی مگر دل سے کہتی ہے اور دل ناز خراب کس پر مبتلا و فریفتہ کرایا کہ جو آفتاب لب بام
چراغ سحری نام کا تمام طلسم دشمن دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا واری
اچھا دونوں وقت ملتے ہیں اپنے باغ کو سدھارو کنیزوں سے اپنی جا کر کھیلو کودو اسکا ڈر تھا
کیا چیا مسلمان کے قتل کرنے میں بڑے ثواب ہیں تکو شل زلف کے ناحق پیچ و تاب ہیں ملکہ شگوفہ
جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا بے اختیار رونے لگی ملکہ ہوشنگ جادو نے گلے سے لگا لیا کہا
بی بی ہنسے جو کہا سدھارو اسپر روئی ہو حقیقت میں تم ڈر رہی اس جوان کو قتل کر کے سر خدمت
میں بادشاہ کی روانہ کرنا منظور ہے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی اماں آپ خفا نہوں تو میں ایک
بات پوچھوں ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا خفگی کی کیا بات ہے جو ملیں آنے بخوف کہو ملکہ شگوفہ
جادو نے کہا آپ نے بادشاہ سے بھی دریافت کیا کہ اسکو قتل کروں یا قید رہے ملکہ ہوشنگ
جادو نے کہا اب تو میں نے نہیں پوچھا جشن میں کاہنوں نے کہا تھا کہ طلسم کشا کے آنے کی یہ
علامت ہوگی جسکو ایسا شخص ملے فوراً قتل کرے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی اماں عقل سے

سراسر دورہی زندے کو مردہ کرنا تو آسان ہی اور مردے کو کون زندہ کر سکتا ہی اگر یہ جوان طلسم کشا نہوا اور آپ سرکاٹ کے روانہ کرین بادشاہ کے خلاف ہو پوچھیگا کیون قتل کیا ہمسے کلم نیلا نانی اماں یہ مقدمہ مزاج بادشاہان عالیجاہ ہی بقول شیخ سعدی گاہے بسلامے برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند پھر کیا جواب دیجیے گا آپ خداوند سامری و جمشید ولات اعلیٰ ومنات معلی وخداوند لقا وخداوند زبر جد شاہ وخداوند فرعون شاہ و خداوند شداد شاہ شتقاق الکوہی وغیرہ کی حضور مین زندہ بھیجیے گا ایک عرضی روانہ کیجیے پہر دوپہر مین جواب آجائیگا یہ بات تو ملکہ ہوشنگ جادو کو پسند آئی چہرے کی بلائین لین اور ترقی حسن وعمر کی دعائین دین کہا بی بی کیا معقول بات کہی ہی حقیقت مین میرے خیال مین نہ تہا نام خدا پڑہی لکہی ہو تم بھی موافق اپنے سن کے خوب جانتی ہو یہ کہکر کنیزون کی طرف متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمنے ذہانت کو ہماری صاحبزادی کی دیکھا بیشک پڑہنے لکہنے سے چار آنکہین ہوجاتی ہین عنایت سے سامری وجمشید کے حسین مہ جبین ہی لیق متین ہی صاحبو دعا کرو ایسا ہی اسکو شوہر بھی ملے خوبصورت نیک سیرت خاندان عالی سے ہو چاند سے چہرے پر سہرہ دیکہون مین گہر داماد لونگی اپنے چاند کے ٹکڑے کو گہر سے رخصت نہ کرونگی میری زندگی کا اب یہی سہارا ہی ہمتو چراغ سحری آفتاب لب بام ہین اسکے بچے گود مین کھلاؤن گلہائے چمن خوبی کو اس باغ مین سے پہرون یہ کہکر حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کو قید رکہو صبح تک جواب آجائیگا بس اسی وقت عرضی لکہی تمام حال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اور شبرنگ بن عمرو کا اسمین مندرج کیا ہاتہ مین ایک جادوگرنی کے دیا کہا ہاتہہ مین شہنشاہ جمشید جادو کے دینا اور زبانی بھی شہنشاہ سے عرض کرنا جواب فوراً مرحمت فرمایئے جادوگرنی جب روانہ ہوچکی ملکہ ہوشنگ جادو خود اٹھی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو کشان کشان لاکر ایک مکان تنگ وتاریک مین بند کیا ایک ترنج جھولی سے نکالا سحر پڑہ کر زمین پر مارا شعلے بھڑکے آتش سحر نے نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو گہیر لیا خلاصہ وہ دونون خلیل الزمان آگ کی گرمی سے بیقرار چہرہ آفتاب مثال حرارت سے سنولا گیا فرط حدت سے غش آگیا ملکہ ہوشنگ جادو نے جادوگرنیون کو حکم دیا رات کو آب ودانہ

نہ دینا لاکر قیدی غل مچاسے چیخے چلائے خبر نہ لینا یہ حالات ملکہ شگوفہ جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھے اب تو بیقراری اور زیادہ بڑھی دل سے کہتی ہی ہاے اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا یہ پروردہ مہد ناز و نعم اس مصیبت کو کیونکر اٹھائیگا یقین ہی رات ہی کو تڑپ تڑپ کے مرجائیگا مگر مجبور و ناچار اشکبار بیقرار اپنے تخت سحر پر سوار ہوئی کنیزون کو ساتھ لیا اپنے باغ مین آئی باغ کو دیکھکر خار الم دل مین کھٹکا وہ باغ پربہار بد تر از خارستان سنسان ویران معلوم ہوتا ہی دل ملول اس عالم یاس یکہ و تنہا بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا باہر جاؤ میرے سامنے چاؤن چاؤن نہ کرو تمھارے چیخنے سے میرا سر پھرا جاتا ہی دل خود بخود گھبراتا ہی کنیزین تو باہر گئین ملکہ شگوفہ کی آنکھون کے نیچے وہی تصویر دلپذیر پھر رہی ہی دل سے کہتی ہی ہاے اسکی جان تو نے کیا بچائی اور آفت آسمانی اسکے دشمنون کے سر پر آئی اس اندھیرے مکان مین وہ ماہتابان کیسا گھبراتا ہوگا ہتکڑیون اور بیڑیون سے سر ٹکراتا ہوگا گرد حصار آتش اسکی گرمی جسم نازک کو جلاتی ہوگی مین اپنا حال دل کس سے کہون بے دست و پا ہون کسکو بھیجون کہ جو دمبدم کی خبر لاکر سنائے بیت نہ قاصدے نہ صبائے نہ ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ٭ کبھی بیقرار ہوکر کہتی ہی ہاے نہین معلوم اس شہریار پر کیا گذرتی ہوگی مین نے تو اسکے ساتھ سراسر دشمنی کی اسطرح پر آب و دانہ بند ہوا تڑپ تڑپ کے جان کھوئیگا گرمی آتش سحر سے کیسا گھبراتا ہوگا کلیجہ منہ کو آتا ہوگا کبھی ہاتھ اٹھاکر آواز دیتی ہی اور یہ ابیات پڑھتی ہی ابیات

اے باد صبا سوے دل آرام
لے جا تو یہ غمزدون کے پیغام
جسدن سے ہوئی تری جدائی
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
آوارہ ہون تیری جستجو مین
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
گھربار تمام مجھ سے چھوٹا
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا
کبھی بیقرار ہوکر پکارتی ہی شہار
جی مین ہی جاؤن نجد کے بن مین
قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہون
اور کبھی دیکھکر سوے افلاک
کہتی تھی اپنے سر پہ ڈالکے خاک
اے فلک تو نے کیا کیا مجھسے
میرا دلبر چھوٹا ایسا مجھسے
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
ہان یہ غمخوار اک مرا غم ہی
چار پاے پلنگ کے مجکو
چار پائے درندہ مین اب تو
ہم ہین یا غم سرا ہی کیا کیجے
کون ہی کس سے حال دل کہیے

آخر روتے روتے آنکھین سرخ ہوگئین شمشاد قد نامے وزیر نادی اپنے قصر مین تھی اسنے

دیکھا سب کنیزیں اپنی اپنی چھپرکھٹوں میں بیٹھی ہیں شمشاد نے کہا اری مشاطو ملکہ شگوفہ جادو بارہ دری
میں اکیلی ہیں سب نے کہا بی شمشاد ملکہ تو آج ہمکو کاٹ کاٹ کھاتی ہیں تیور دکھاتی ہیں ہم
سبھوں سے کہا ہمارے پاس سے جاؤ کیا ہمکو قیدی بنایا ہی ہم سب چلے آئے اکیلی وہاں بیٹھی ہیں
ہم کیا جانیں کیا کرتی ہیں شمشاد بڑبڑاتی ہوئی قریب بارہ دری کے آئی اب جو پردہ اٹھا کر دیکھے
ملکہ شگوفہ جادو پانوں لٹکائے ہوئے پلنگ پر بیٹھی ہی ساق بلوریں کھلی ہوئیں پائنچے چڑھے
ہوئے موئے سر کھلے ہوئے آنکھوں سے دریا اشکوں کا جاری گل سا چہرہ کملایا ہوا آنکھیں
لال رونے سے پریشان حال ہیں شمشاد روتی ہوئی دوڑی جاکر قدموں سے لپٹ گئی سر سے
پانو تک بلائیں لیں ترقی حسن کی دعائیں دیں پوچھا واری خیر تو ہی ملکہ نے پہلے تو بہت انکار کیا
آخر ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے شمشاد یہ جو جوان قید ہو کر آیا ہی اسکی حسرت و مصیبت پر میرا دل
جلتا ہی وہ مجھے کچھ کام نہیں ہی اتنا چاہتی ہوں کہ ایک نظر دیکھ لوں، ورنہ بچاؤں ایسی جرأت
کو آگ لگے سحر و ساحری میں خاک دخل نہیں جادوگروں سے بھڑ پڑے آخر کیا کر سکے اے
شمشاد میں اسکو کسی طرح سرحد طلسم سے نکالدوں شمشاد نے کہا واری بہت دشوار ہی
لونڈی نے دریافت کیا ہی سارے طلسم میں غلغلہ پڑا ہی یہ جوان نبیرۂ صاحبقران ہی نام اسکا
نور الدہر بن بدیع الزمان ہی کاہنانِ طلسم نے اسی کی تصویر درج کتاب کی ہی ایں جوان
کا بچنا دشوار ہی سارا طلسم دشمن جان عالم رہزن ایں بات سے دل کو پھیر یے اسکا انجام بجا ہی
شمشاد نے جو یوں سمجھایا ملکہ شگوفہ جادو بلک کر روئی اور کہا اے شمشاد اگر رات کو کچھ
انتظام نہوا جب صبح کو نانی امان اسکو قتل کرنے لگیں گی جاکر لڑونگی ہر چند کہ میں نانی امان کے
سحر پر غالب نہ آؤنگی اسکے سامنے تو اپنی جان نثار ونگی میرا اسکا لاشہ ایک مقام پر ہوگا خیر
بی شمشاد تم ہمسے رخصت ہو جواہرات وغیرہ جو کچھ ہی اٹھا لے جاؤ یہ جو لباس جسم میں ہی
واسطے کفن کے کافی ہی یہ سنکر شمشاد تڑپنے لگی کہا واری اس مال و اسباب کو آگ لگے ہمیں
آپکی جان کا خیال ہی مال کیا مال ہی اور شمشاد نے یہ بھی دل میں سوچی کہ یہ آتش عشق آب کلام
نصیحت سے نہ بجھے گی دمبدم شعلہ محبت بھڑکیگا ضبط کا ملکہ شگوفہ جادو کو اختیار باقی
نہ رہا سوچ کے عرض کی کہ واری ہر چند کہ خرابی ہی ہم بھی اپنی جان آپکے ساتھ دینگے

یہ جو سامنے گرا ہی ابھی یہان سے نقب لگاتے ہین شاہزادے کو زندان سے نکالے لاتے
ہین مگر حضور بھی ساتھ چلین قیدی کے گرد ماران سحر و آتش پیکر ہین آپ کی نانی جان نے اپنے
دست خاص سے یہ سامان کر دیا ہی ہمکو دیکھکر بگولے زہر اگلین گے وہ سحر سواے آپ کے کسیسے
دفع نہوگا ملکہ شگوفہ خوش ہوگئی پا ینچے چڑھا کر نقب کھودنے پر آمادہ ہوئی کہا اے شمشاد ایسے
سحر کا دفع کرنا کیا مشکل ہی اب مین سحر سے نقب لگاتی ہون یہ کہکر دوپٹے کی گاتی باندھی ماش کے
دانے ہاتھون مین لیکر زمین پر سحر کر کے ملنے لگی دم بھر مین طبقہ زمین کا پھٹا اب تو شمشاد نے سب کنیزون کو بھی
بلایا ملکہ شگوفہ آگے آگے سحر کرتی ہوئی عقب مین سب کنیزین مٹی وغیرہ نکال رہی ہین چند
عرصہ مین دہنہ نقب کا اسی کوٹھری مین جا کر توڑا ملکہ شگوفہ نے سر نکال کر دیکھا شاہزادہ
نور الدہر اور شبرنگ بیمار صدمہ سحر ہوشنگ جادو سے بیہوش پڑے ہین گرد ماران سیاہ
بیٹھے ہوے زبانین منہ سے نکال رہے ہین ملکہ شگوفہ نے نیچے ہوے ماران سیاہ کو قتل کیا
کبھی ماران زلف پرپیچ و تاب کا آئینہ عکس ڈالا کبھی ماران سحر ہم سایا اسی بیہوشی مین شاہزادہ
نور الدہر اور شبرنگ کو اٹھایا کنیزین لپٹ گئین ہاتھا ہاتھ نور الدہر و شبرنگ کو لیے نقب
مین پھاندکر بیک چشم زدن بارہ دری مین پہونچ گئین مگر ہوش و حواس سب کے پراگندہ کہ
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آپس مین چلبلک دنی ہو رہی ہی لونڈیان ٹھٹھے مسخر کرتی ہین ایک کہتی ہی کہ
بچھڑو کی آگ بھڑکی ضبط نہوسکا دھگڑے کو نکال لائین اب کیسی خوش ہین پھولون نہین سماتی
ہین دیکھو تو ابھی سے آنکھ بھی نہین ملاتی ہین مگر ملکہ خوشی سے باغ باغ تھی شاہزادے کو مسند
پر بٹھایا سحر اتار کر ہوشیار کیا اور ایک جانب آپ شرمائی ہوئی ڈوپٹہ سے منہ چھپائے ہوے
بیٹھ گئی شاہزادہ نور الدہر نے آنکھ کھول کر جس گلعذار کو باغ ہوشنگ مین دیکھا تھا اسکو اپنے
قریب پایا شبرنگ تو ہوشیار ہوتے ہی شمشاد کی جانب متوجہ ہوا کہا جان جہان ہمارے
پاس آؤ ہم تم پر عاشق ہین اپنے قول کے صادق ہین عمر بھر خدمت کرینگے روٹی کپڑا اچھے
مزے سے پہونچا ینگے شمشاد نے جھنجھلا کر کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہی اپنی امان بہنیا کو
روٹی کپڑا پہونچا نخرے کی خوبی یا تو شل مردے کے وہان پڑے تھے دام سے چھوٹتے ہی
جھکنے لگے یہ ہمارے عاشق ہین اپنا منہ تو خیر آئینہ تو نصیب نہوا ہوگا چپنی مین موت کر اپنا چہرہ

دیکھا ہوگا شبرنگ نے کہا کیا مین بکا گتا ہون شمشاد نے ایک دوہتڑ مارا اور ملکہ شگوفہ سے
کہا حضور اس منحوس موش صحرائی کے بچے کو منع کیجیے اپنی چونچ بند کرے نہین لاکھون صلواتین
سناؤنگی ملکہ نے اشارہ کیا شمشاد کیون لڑتی ہو لحہ بھر کی صحبت ہے نہین معلوم کیا ہو شمشاد
نے کچھ میوہ وغیرہ شاہزادے کے سامنے پیش کیا کہا حضور کیون خاموش بیٹھے ہین دشمنون پر
آب و دانہ بند ہے تناول فرمایئے ملکہ شگوفہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا نقب سحر لگا کر نکال
لائین ہم سب نے انتہائی شفقت کی شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر کہا ملکہ عالم کا ہم غریبون پر
احسان ہے ملکہ شگوفہ تو بیقرار بیٹھی تھی بول اٹھی صاحب کچھ احسان کی ضرورت نہین ہے آپ
کچھ نوش فرمائین مگر جب مجھ سے لیجیے بتعجیل یہان سے نکل جایئے صبح ہوتے ہی نانی امان قیامت
برپا کرینگی آپ کی تلاش ہوگی مین جاتی ہون آپ خیر و عافیت سے اپنے لشکر مین پہونچ جایئے
اگر یاد رہے تو نامہ و پیام سے یاد فرمایئے گا شاید کبھی ملاقات بھی ہو یہ کہا اختیار یہ کہکر
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک
ملکہ شگوفہ کے پاک کیے کہا اے ملکہ عالم ہمارا اس طلسم سے نکلنا دشوار ہے جب تک اس طلسم کو فتح نہ کرینگے
سرحد سے اسکے قدم باہر نہ دھرینگے بعض مقدمات ایسے ہین کہ انکا بیان کرنا مناسب وقت نہین
ہے اگر حیات مستعار باقی ہے کل کیفیت ظاہر ہوگی یا طلسم فتح ہوگا یا موت دامنگیر ہے آمادہ بدست
فلک پیر ہا اور میوہ وغیرہ کھانا تمہاری عنایت پر موقوف ہے پروردگار کی اطاعت کرو لات و
منات پر لعنت کرو الغرض ملکہ شگوفہ مع کنیزون کے مطیع الاسلام ہوئی دونون کو جوش
محبت شباب کا عالم دو دو جام پیئے چند باتین ہونے پائی تھین کہ ناگاہ ماہتاب عالمتاب نے
حجاب برج حمل مین منہ چھپایا اور قیدی زندان مغرب یعنی نیر اعظم زنجیر ہاے شعاع مین جکڑا ہوا
فلک نیلی پر تھراتا ہوا نکلا رخ شمع پر زردی آئی مرغان سحر نے دھوم مچائی اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
صبا غنچہ از رو در کشیدند

خروس صبحدم آواز برداشت
سمن از آب شبنم روے خود شست

چمن را دل ز لحن دلکش کشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

رنگ روے ملکہ شگوفہ خوف سے فق ہوا ہر طرف غلغلہ ہوا کہ صبح ہو گئی یہ دونون عاشق و
معشوق مصروف عیش ہین مگر ہوشنگ جادو شاہزادہ نورالدہر کو قید کرکے سوئی تھی

خواب خرگوش سے بیدار ہوئی یا فتنۂ خوابیدہ جاگا حوض پر آکر منہ ہاتھ دھویا یہ نہ جانتی تھی کہ
آج زندگی سے ہاتھ دھونا ہی کرسی پر بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی جس کنیز کو نامہ دے کر خدمت
جمشید جادو بادشاہ طلسم میں بھیجا تھا وہ جواب باصواب حسب خواہش اُس جلوہ کے لیکر
آئی بلائے ناگہانی نے صورت دکھائی ہوشنگ جادو نے فرمان شہنشاہ آنکھوں سے
لگایا چوم چاٹ کر کھولا لکھا تھا ای ہوشنگ جادو خبردار نامہ دیکھتے ہی اُس جوان کو قتل
کر کے سر ہمارے پاس روانہ کرو وہ حقیقت میں طلسم کشا ہی کتاب سامری میں صاف صاف
لکھا ہی یہ مضمون فرح افزا پڑھ کر اُس بدسیر نے حکم دیا جلد قیدیان بلا کو لاؤ جلاد کو بلاؤ میدان خونی
کی بہ تعجیل تیاری ہو کنیزیں دوڑکر قریب کوٹھری کے آئیں قفل کھول کر سر ڈالکر دیکھا وہ مکان خالی
پڑا ہی وہاں سحر جلے ہوئے شعلہ ہائے آتش سرکش بجھے ہوئے دہنہ نقب موجود دیکھتی ہوئیں سامنے
ملکہ ہوشنگ جادو کے آئیں عرض کی حضور قیدخانہ خالی پڑا ہی کوئی اُس جوان کو چھڑا لے گیا
اتنا تو ہمکو بھی ثابت ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہی بس ہوشنگ جادو ہائے کہکر اُٹھی اور اُس مکان
میں آئی معرکۂ مذکور دیکھکر غصہ میں بھر آئی اور فوراً نقب میں کود پڑی نقب میں چند جادوگرنیاں
ملکہ شاگردوں نے گھبراہٹ میں مہر نقب کا نہ بند کیا تھا ہوشنگ جادو نقب کو طے کر کے باغ میں
ملکہ کے آکر نکلی اور اُس وقت پہنچی کہ دونوں عاشق و معشوق مسند پر جلوہ فرما ہیں جلوہ شبرنگ
بنت عمرو کے بی شمشاد اکڑ رہی ہیں شبرنگ تانیں مار رہا ہی ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہی دیکھتے
ہی ہوشنگ جل گئی وہیں سے پکارا او شوخ دیدہ ننگ خاندان دھگڑے کو لیکر عیش میں
بیٹھی ہی اری جمشید جادو کو نہیں جانتی خبردار تو بہ کر اس جوان کو مجھے دے میں سر کاٹ کر
روانہ کروں بیٹے تو ملکہ شگوفہ کھڑی ہو گئی دور سے ہاتھ باندھے گڑگڑا کر عرض کی نانی اماں میری
خطا معاف کیجیے آپ کے نزدیک بھی یہ طلسم کشا ہی اور آپ ہی کا قول ہی کہ طلسم کشا کا قتل ہونا محال
ہی بس اس سے دشمنی کرنا بیکار ہی اس شیر صولت کی اطاعت کیجیے بولے دوست خداوند پرست
کیجیے ہر چند کہ بے تمیز ہوں مگر آپ کی کنیز ہوں میرے حال پر رحم فرمائیے یہ سنکر ہوشنگ جادو
مثل شعلۂ آتش کے بھڑکی پکاری او صاحبو اور سنو صاحبزادی ہمکو سمجھاتی ہیں خوب باتیں بناتی ہیں
یہ کہکر گرز اُٹھا کر مارا جب تو ملکہ شگوفہ نے گھاتی توڑ پٹکی بانری جھولی سحر کی اُٹھائی آواز دی

ثانی امان الامر فوق الادب اب آپ شاہزادہ شیر صولت کی جان کی خواہان ہین تو ہم بھی موجود ہین
سامری و جمشید رب اکبر کی درگاہ کے مردود ہین کیا خوب آپ کے خدا ہین پتھر کے پتلے بنا لیے والموجدہ
کیا کبھی کسی آدمی کو خدا بنا لیا استغفر اللہ انھین کے ہاتھ سے در بدر خاک بسر ہی ایسون کا جنم مین
بگھر ہی ہین تو مطیع الاسلام ہو چکی جان و مال سب اس شہریار پر نثار ہی یہی شیر ملقب بہ ہیجم زندہ
زمرد نا ہنجار ہی یہ کہکر انگلی سے اشارہ کیا کہ گورا ہوشنگ جادو کا عصا زمین پر گرا گلی کنیزین پاس
ہوئین ملکہ شگوفہ بھی نور الدہر بن بدیع الزمان نے تیغ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا نعرہ کیا بیت نبیرہ حمزہ صاحبقران بحشم و قہرمہ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر
دیگر بہائے اوج رفعت شہسوار گردون گری • کشایش جہانگیر فلک گیتی ستان جاہ • پناہ لشکر اسلام نور الدہر کر ہمیشہ
عدو دو رزمگاہش صد ہزار الامان خوانند • شبرنگ بن عمرو بھی تیر و کمان لیکر اٹھا تیر سے کئی جادوگرنیون
کو مارا کبھی حقہ آتش بازی داغ دیا کسی پر حباب بیہوشی لگایا جادوگرنیون کو اسطرح ہلاک کرتا ہی
اپنے کو بھی بچانا ضرور ہی لیکن اس ہنگامہ کو دیکھکر قلب ناصبور ہی نور الدہر بن بدیع الزمان
کے قریب جو ایک جادوگرنی آگئی چوٹی پکڑ کر ایک طپانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اڑ گیا
اتنے میں باغ آتش بہار ہوا نخل شمشاد مثل شعلہ جوالہ پھول ہر ایک آگ کا انگارہ نہرون کا پانی
کھولنے لگا چشم حباب پتھرا گئی تیتے آگ کی چنگاریان بنگئے زمین کرہ آہنگران قیامت کا
سامان عیان ہنگامہ محشر گرم ہوا شگوفہ کو اب یہ مصیبت ہی کہ نور الدہر کو بچاتی ہی ہوشنگ
جادو کا سحر بھی ہٹاتی ہی نور الدہر بن بدیع الزمان کو منع کرتی ہی آپ آگے نہ بڑھین
سینہ سپر کر رہی ہی دم محبت کا بھر رہی ہی مگر ہوشنگ بدست ساحرہ زبردست ہی زمین باغ
کو ہلا دیا مینہ سے گل و لالہ کو جلا دیا ایسے ہو گئے کہ ملکہ شگوفہ گھبرا گئی لڑتے لڑاتے
زخمی بھی ہوئی ایک طرف شمشاد بھی شبرنگ بن عمرو کو بچا رہی ہی کہتی ہی ارے نگوڑے
تو عیار ہی کود پھاند کر بھاگ جا اپنی جان بچا مین بھی تیرے ساتھ نکل چلونگی شبرنگ بن عمرو
کہتا ہی اے جان جہان ہمارا آفت تو آمادہ ہنر دجان کا خوف ہم اپنی جان بچائین رنڈی کو
لیکر نکل جائین ہمسے یہ نہوگا شمشاد محبت مین اسکی رونے لگتی ہی گانے پر شبرنگ بن عمرو
کے عاشق ہوئی ہی کبھی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کس مصیبت مین پھنسایا عشق زلف مسلسل

محبوب مین صبح ہوتے ہی روز سیاہ کا سامنا ہوا ہاے مگر ہوشنگ جادو مہلت نہین دیتی
ایک مقام پر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے ایک کنیز کو نیچے سے قتل کیا صدا مین
مرنے کی جادوگرنیون کی بلند سنگ باری برف باری ہوئی ہر دو سے ہوشنگ جادو نے جو
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا دین سے ایک دو ہتوازمین پر مارا شاہزادہ
نورالدہر لڑکھڑا کر زمین پر گرا شہرنگ بن عمرو بھی زخمی ہوکر لڑتا بھڑتا مجبور بیٹھ گیا ہوشنگ
چیخی کہ شہرنگ و نورالدہر کو قتل کردن ملکہ شگوفہ نے جو دیکھا بجلی کان سے نکالکر پھینکی ہی
ہوشنگ کے سر پر برق گری سر اُس ملعونہ کا زخمی ہوا اُوچھا سا زخم کھایا برق کو کاٹا اب
قیامت کے سحر کرنے لگی آتش سحر برسا کی تھی ملکہ شگوفہ کا جسم پھول سے نازک چند آبلے اس
جسم نازنین پر پڑے اب بدحواس ہوئی شمشاد سحر کرتی ہوئی قریب آئی مگر اسکا بھی پشت وپہلو
زخمی عرض کی حضور موافق اپنی حقیقت کے سحر کیا اس ملعونہ پر قبضہ نہوا موت قریب ہی نہ روے
رفتن نہ راہ ماندن شاہزادہ نورالدہر آسکے سحر مین مسحور ہوچکا اِنکا بچانا دشوار ہی کدوکاوش
بیکار ہی اسوقت تک اتنی مہلت ہی کہ شاہزادے کی محبت سے ہاتھ اٹھا لیجیے اپنی جان کو غنیمت
جانیے ہمارا کہنا مانیے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین ہم آپ بھی گرفتار ہوجائینگے جمشید جادو عذاب
الیم سے قتل کریگا آپ کے دشمنون کے خون سے ہاتھ بھریگا ملکہ شگوفہ نے کہا اے شمشاد
مروت ومحبت سے بعید ہی معشوق کے سامنے عاشق کا جان دینا بھی عید ہی ایسے وقت مین
شاہزادے کو تنہا چھوڑون مین اُسکے پہلے جان دونگی مگر وقت وہ ہی کہ پلک جھپکانا بھی
دشوار ہی ہوشنگ بلاے روزگار ہی وزیرزادی نے کہا واری اب تک تو مجکو گمان تھا کہ
جب کڑی پڑیگی لڑبھڑ کر نکلجائینگی بہرنوع اب جان پر آبنی ایک بات مجکو یاد آئی ہی ایک دن
آپ اپنی نانی اماں کے ساتھ خزانہ کے ملاحظہ مین مصروف تھین وہ صندوقچہ جسپر مخمل کاشانی
سبز کا غلاف ہی جب آپ کی نانی صاحبہ نے اُسکو کھولا اسمین ایک تختی مثل ستارہ سحری چمکتی تھی
آپ کی نانی نے منع کیا کہ بیٹا اسکو نہ اٹھاؤ ہم سحر بھیجے جاتے ہین یہ لوح محفوظ ہی جمشید جادو
نے میرے سپرد کی ہی یہی باعث میری آبرو کا ہی جس شخص کے گلے مین یہ ہو آسپر کسی کا سحر تاثیر
نہ کریگا اگر سامری وجمشید بھی قہر سے آئین اس لوح محفوظ پر قبضہ نہ کرسکین اسوقت مجکو

یا د آیا ؛ وہ تختی نکال کر شاہزادے کے گلے مین ڈال دیجیے وہ ابن حرامزادی ہوشنگ
سنگ خاندان کو قتل کر نیگے ملکہ اُس لڑائی مین شمشاد کے تصدق ہونے لگی کہا اے مونس دہم
کیا بات بتائی ہو جلد لا اگر مین بھی سامنے سے ہٹ جاؤنگی تو یہ ملعونہ شاہزادے کو قتل کر ڈالیگی
یہ کہکر کنجی ازاربند سے کھول کر شمشاد کو دی شمشاد نے جا کر قفل کھولا تختی نکالنے مین مصروف
ہوئی یہان ہوشنگ جادو سحر کے قریب نورالدہر بن بدیع الزمان پہونچا چاہتی ہو ملکہ شگوفہ
جھپٹ کر سامنے نورالدہر کے آئی سینہ سپر کرکے کھڑی ہوئی زخم کھاتی جاتی ہو مگر نہین ہٹتی ہوشنگ
جادو آواز دیتی ہو اری او شگوفہ تیرے دیدے سے ڈرنا چاہیے دھگڑے کے لیے جان دیگی
ہٹ جا مین نے خطا معاف کی اب تجکو کچھ نہ کہونگی جمشید سے بھی ذکر نہ کرونگی شگوفہ سر ہتھیلی پہ
لیے کھڑی ہو کہتی ہو ادلکا نہ کیا جھک مارتی ہو پہلے میرا سر کاٹ لے بعد اس شیر بیشہ جرأت پر
ہاتھ ڈالنا لاکھ جان میری اسکے ناخن پا پر سے نثار ہو جمشید حرامزادہ کیا ناہنجار ہو اب تو
ہوشنگ تیغہ سحر کھینچکر دوڑی کہتی ہوئی کہ بھلا او چھوکری ابھی کل کا ذکر ہو کہ رو کر رعلی ناگی تھی
آج دیدے مین دیدہ ڈالکر کلام کرتی ہو سامری و جمشید سے نہین ڈرتی ہو شگوفہ نے کہا
مین اُن بیحیاؤن پر لعنت کر چکی بس جیسے ہی ہوشنگ نے چاہا کہ تیغہ مارون شمشاد آواز
دیتی ہوئی خبردار خبردار مین آپہونچی شگوفہ تو سامنے سے ہوشنگ کے کود کر بھاگی شمشاد
نے جھپٹ کے لوح محفوظ گلے مین نورالدہر کے ڈال دی شاہزادے پر سے سحر اتر گیا ہاتھ
پاؤن مین طاقت آئی تیغہ خاراشگاف سلیمانی پکڑ کر اٹھا ہوشنگ چاہتی ہو شگوفہ کو
روکے شاہزادہ نعرہ کرکے بیچ مین آیا سینہ ملکہ پر سپر کر دیا اسکا تیغہ سحر شاہزادہ نورالدہر
پر پڑا کچھ تاثیر نہ کی جسم پر سے اچٹ گیا بس نورالدہر نے خبردار خبردار کہکر نعرہ کیا تیغہ
خاراشگاف سلیمانی کو چمکایا ہوشنگ سمجھی کہ میرے ہوتے شگوفہ نے اسکو بچا لیا ہو یہ
حقیر ساحر میرا کیا کر سکتا ہو جیسے ہی نورالدہر نے ہاتھ مارا ہوشنگ نے کلوا بھیرون کا نام
لے کر خود اپنا سر آگے کر دیا تیغہ خاراشگاف جو سر نحس پر پڑا دو ٹکڑے ہوئے لاشہ جلنے لگا
دھوان چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی وہ آندھی سیاہ اٹھی کہ اندھیرا چھا گیا
ہر ایک کا قلب تھرا گیا دشت کے شیرون کو خوف سے غش آگیا بعد عرصہ دراز کے

آواز آئی کہ مارا مجھکو نام میرا ہوشنگ جادو تھا آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا بعد لمحہ بھر کے روشنی
ہوئی کنیزان ہوشنگ جادو نے دیکھا کہ ہماری بی بی کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی نور الدہر
بن بدیع الزمان نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان شیرانہ اطرہا ہی کنیزون
مین جادوگرنیون مین صدائے الامان الامان بلند ہوئی سبھون نے دست بستہ آواز دی
ملکہ عالم جیسے آپ کی نانی کے ملازم تھے اب آپ کے تابعدار ہین ہم غریبون کو بچائیے
نور الدہر نے ہاتھ روک لیا ملکہ شگوفہ کو بھی منع کیا سب دوڑکر قدمون پر گرین خوشی سے
مطیع الاسلام ہوئین اب ملکہ شگوفہ مع کنیزان ماہ رخسار اور مع ملازمان ہوشنگ جادو
بارہ سو جادوگرنیان اس باغ مین جمع ہوئین باغ مین پھر بہار آئی چہرہ ملکہ شگوفہ کا مثل گل
شگفتہ ہوا ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیکر خوشی خوشی بارہ دری مین آئی سب کی زخمدوزی ہوئی
پٹیان مرہم کی چڑھ گئین شمشاد وزیرزادی منظور نظر شبرنگ بن عمرو نے بتعجیل تمام صحبت
عیش و نشاط آراستہ کی شاہزادہ مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا ایک طرف ملکہ شگوفہ جادو
آکر بیٹھی شمشاد نے شبرنگ سے کہا نگوڑے اب تو کوئی غزل سنا شبرنگ بن عمرو نے کہا
جان جہان جب شب کو ہم تم تنہا ہونگے غزل ٹھمریان بڑے بڑے راگ سنائینگے شمشاد
نے ایک دوہتڑ مارکر موئے پھر مجھسے ایسی باتین شروع کین مین پھر تجھ سے کبھی بات نہ کرونگی
اب تو خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا دور دل کا رنج و ملال کیا شبرنگ بن عمرو نے
کہنے سے شمشاد کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چپ ہی کہ مین کہون کدھر کی
اٹھتے ہی سے تمنے ہاتھ اٹھایا
اللہ ری کمی تری نظر کی
احسان ہی آہ نیم شب کا
تم بھولے ہو راہ اپنے گھر کی
سنتے نہین کوئی کچھ سنائے

مالک ہوئی آنکھ خشک و تر کی
کیون راہ تباہی انکے گھر کی
خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
کھوئے گئے بیخود ہوش رہتا
تصویر کھنچی ہی اس کمر کی
ناصح یہ خدا کرے کسی شب
کانون کو لگی ہی تو کدھر کی

باتین نہین یان ادھر ادھر کی
کچھ کہتی ہی چال نامہ بر کی
کچھ آنکھ مین ہم تری نہ ٹھہرے
یہ بیخبری تری خبر کی
کھوئے ہوئے سے ملے ہو مجکو
آجائے بلا ادھر ادھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر

جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی
دیکھے تمھارے جگر کو کیا غم
شاگرد ہی چشم فتنہ گر کی
آنسو تو کوئی نکالے دو
کیا لی ہو خبر دل و جگر کی
دیکھا تمھاری تڑپ کو تم نے
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
الفت مین خدا و بت کے ہو ق
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
بگڑے شب وصل بھی یہ اُنسے
دی اُنھین آپ ہی خبر کی

ہی چرخ تھی نہ گردش بخت
او چھڑ نہ رکے گی اُس سپر کی
جس قصد سے چاہو بے تک آؤ
حسرت یہ نہین ہی چشم تر کی
رکھتی ہی جو کچھ بھی غیرت ای آہ
کچھ بڑھ گئین شوخیان نظر کی
حور اور ہمین ملے نہ زاہد
خالق ہو وہ خیر کی بشر کی
پنجا کہین بند ہو سکے ای آہ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہی جلال کی تپش مین

ہی یاد کچھ اپنے ہمسفر کی
شوخی کرے کیون گردش دہر
چتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
ای درد ترقیان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
خط دینے گیا تھا اُنکو دی جان
لونڈی ہی بلا کشون کے گھر کی
کیا کھچتی ہی یار کی گلی دور
صورت کسی بیوفا کے در کی
قاصد بھی گیا تو بیخودی کو
تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

مگر شمشاد و وزیر زادی سنے ہٹ کر جو دیکھا ملکہ شگوفہ جادو کے ہچکی لگی ہوئی ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے اشارہ کیا ملکہ کا تھم ڈال اور دو چند ہو گیا ہاے خدا ذرا بچا لیجے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سنے اول اپنے دامن سے اشک ملکہ شگوفہ کے پاک کیے فرمایا کیون ملکہ خیر ہی شمشاد بھی ملکہ کی بلائین لینے لگی کہا ملکہ گانا سنیے ملکہ نے کہا بی شمشاد تمکو گانے کی پڑی ہی ہمارے کلیجہ پر چھری پھر رہی ہی ای شہریار خدا کے واسطے جلسہ وغیرہ کو آگ لگائیے جلدی تخت پر سوار ہو جیے ہم آپ سب ملکر یہان سے نکل چلین ورنہ دم بھر مین قیامت برپا ہوا چاہتی ہی ہوشنگ کا مارا جانا کچھ اچھا نہوا جمشید جادو کے دربار مین ایسے ایسے سردار بلاے روزگار ہزارون ہین یہ خبر مخفی نہ رہیگی وہ بادشاہ طلسم ہی معلوم ہو جائیگا کسی ساحر زبردست کو روانہ کریگا فوراً ہمکو و آپ کو گرفتار کر لیجائیگا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ مین تو یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگا اب تو شب ہوگئی ہی صبح کو راستہ بتا دینا مین خود یکہ و تنہا دربار جمشید مین جاؤنگا ایک یار صادق محبت والی وہان قید ہی اُسکے واسطے دل تڑپ رہا ہی اگر اُسکی تدبیر نہ کرون تمکو کیا امید ہوگی میرے واسطے

اُسنے اپنے کو بلا مین پھنسایا اٹھارہ سو ملک کی سلطنت پر لات ماری اُسکا مبتلاے بلا ہونا مجھ
فقیر پر ظاہر ہو رہا ہے دل پر چھریان چل رہی ہین ہڈیان آتش فراق سے جل رہی ہین ملکہ نے پوچھا وہ کون صاحب ہین
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی ملکہ مخمور سرخ چشم کا
ذکر اسطور سے کیا کہ ہالیان محبت رونے لگے طرز کلام سے ملکہ شگوفہ کو صاف ثابت ہوا کہ
ملکہ مخمور سرخ چشم پر مدت مدید سے عاشق ہین اُسکا فراق اُنپر شاق ہے دیدہ و دل اُسکے
جمال کا مشتاق ہے پس بے اختیار سر جھکا کر دل سے کہتی ہے اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا اب قلب
ناصبور پر ہجوم رنج والم ہوا یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت ملکہ مخمور سرخ چشم کے عشق مین
مبتلا ہے فی الحقیقت وہ حسن وجمال مین یکتا ہے دیکھیے پھر کیا گذرتی ہے یہ جو خیال کیا چشمۂ چشم سے
قلزم محیط موجزن ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اشکون کو دامن سے پاک
کیا کہا ملکہ رونا بیکار ہے اس مقدمہ مین تمکو ناحق اسرار ہے ہم لوگ پابند وضع ہین جس سے جو عہد
کیا تا مرگ یاد رکھین گے تمکو کسی حال مین نہ بھولینگے اُسکا رتبہ تُسکے ساتھ ہے تمنے بھی جان بخشی
کی ہے زندگی بھر اس احسان کو نہ فراموش کرینگے اگر حیات مستعار باقی ہے بعد فتح طلسم جمشید
تمسے آکر ملین گے بعنایت باغبان قضاوقدر پھر غنچۂ آرزو کھلین گے مگر مین کسی طرح رُک نہین سکتا
طلسم جمشید مین بخدا ضرور جاؤنگا یا تو تم اسی مقام پر بسر کرو یا نامہ لکھ دون میرے لشکر مین
چلی جاؤ وہان میرے جد عالی تبار نامدار سرداران ذوالفقار موجود ہین سب تمکو آنکھون پر
بٹھائینگے بلکہ تمھارے جانے سے اور فرزندان صاحبقران بھی میری تلاش مین آئین گے
ملکہ نے دونون ہاتھون سے منھ پیٹ لیا کہا کیون حضور نے آپ کی محبت مین گھر بار تج دیا
نانی کو قتل کیا اُسکا انجام یہی ہے کہ آپ تو اتنے بڑے مقام پر جائین ہم اپنی جان بچائین ہمتو آپکو
یہان سے نہ جانے دینگے یا ہمکو اپنے ساتھ لشکر مین اپنے لے چلیے وہان ہمکو چھوڑ کر پھر آپکو
اختیار ہے یا اپنے دست زبردست سے ایک ہاتھ لگا دیجیے اس کشاکش سے چھوٹ جائین
قبر مین پانون پھیلا کے چین سے سوئین آرام پائین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا واہ ملکہ یہ روے سیاہ جا کر بھائی بھتیجون کو دکھاؤن علاوہ مخمور سرخ چشم کے
قوت بازو میرے بلکہ عاشق صادق صف شکن ومغفر طہماس بن عنقویل دیو پرور بھی

یقین ہی کہ اسی طلسم مین قید ہون جب وہ جان شینگے کہ اپنے سردار کو قید کرا کے چلا آیا منہ کو نہ دیکھین گے نظرون سے گرا دینگے اسی دربار مین ایک شیر ازچشم ہی جرأت وشوکت مین بے نظیر صاحب سیر و شمشیر سرکردہ بہادران شاہزادہ ایرج نوجوان وہ طعن و تشنیع کریگا دربار مین بیٹھنا مشکل ہوگا مین بجز طلسم جمشید مین جاؤنگا خدا چاہیگا تو فتح کرکے پلٹونگا جب شاہزادے نے قسم کھائی اور یاد مین ملکہ مخمور کے یہ غزل زبان پر جاری ہوئی غزل

راز الفت نہ کرینگے کبھی افشا عاشق
اپنے معشوق کو کرتے نہین رسوا عاشق

اُس گل حسن کو دل دیکے مین پھل پاؤنگا
دیکھتے ہین ثمر نخل تمنا عاشق

عشق جب اپنا جتاتا ہون تو فرماتے ہین
اس زمانہ مین نہین کوئی کسی کا عاشق

سیر منظور ہو گر آپ کو جانبازی کی
ابھی سرکاٹ کے دکھلا دین تماشا عاشق

روکے کس ناز سے کہتے ہین جنازہ یہ مرے
اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا عاشق

دل ہی مجھ مست کا دیوانۂ چشم ساقی
اس خرابات مین ہی جام پہ مینا عاشق

یاد کاکل مین شب ہجر سحر ہو کیونکر
تیرہ روزی پہ مری ہی شب یلدا عاشق

جام سان چور رہا کرتی ہی مستی مین مدام
جام ساقی پہ ہی کیا نشۂ صہبا عاشق

حال موسیٰ کا نہین آنکھ سے دیکھا شاید
کسلئے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق

جان پا جاتا ہی وہ باتون مین ہر دل مردہ
اس تکلم پہ ہی اعجاز مسیحا عاشق

تیری بازار محبت کا نرالا ہی چلن
مول لیلتے ہین سر بیچ کے سودا عاشق

جیسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائین مزا
مالدارون پہ عبث ہی زن دنیا عاشق

طوطی گلشن اعجاز ہی تیرا خط لب
ہستہ کیا دیکھین تو ہون خضر و مسیحا عاشق

شہزنگ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ اب کچھ نہ کہو یہ جو زبان سے کہتے ہین وہی کرینگے ملکہ نے کہا بھیا وہ تم بھی مجھی سے کہتے ہو للہ شاہزادے کو سمجھاؤ شہزنگ نے کہا ملکہ مین انکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا سایہ میں دولت مین پرورش پائی مزاج سے بخوبی آگاہ ہون کیا سمجھا کہون اُسوقت شمشاد نے ملکہ کے چٹکی لی اشارے سے کہا ذرا الگ چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی ملکہ فوراً اُٹھکر ساتھ شمشاد کے دوسرے کمرے مین آئی شمشاد نے کہا آپ کیون افسوس زبان

اڑاتی ہین مین نے تدبیر کرلی ہی نہ گھبرایئے چلکر رقص شروع کرایئے کچھ حیلہ کرکے لوح محفوظ انکے گلے سے اُتروا لیجیے رومال مین لپیٹکر اپنے پاس رکھیے چپکے چپکے سحر کرکے سردار دونا دونون کو بیہوش کیجیے تخت پر ڈال کر نکل چلیے جب سرحد طلسم سے نکلجایئنگے انکو ہوشیار کیجیے گا آپ کا کیا کرینگے لگڑی کے چور کو کوئی کٹاری سے نہین مارتا کہینگے غل مچاوینگے آخر اپنے لشکر مین چلنا قبول کرینگے ملکہ کو یہ صلاح پسند آئی شمشاد کو گلے لگا لیا کہا کیا معقول بات کہی اب شاہزادی اور وزیرزادی دونون ہنستی ہوئین آکر مسند پر بیٹھین کہا کہ گانیون کو بلاؤ نورالدہر سے کہا اے شہریار جو آپ کہین گے وہی کرین گے کل صبح کو آپ طرف طلسم جمشید کے جایئے گا ہم اسی باغ مین رہینگے جب آپ طلسم فتح کرکے آیئے گا آپ کے ساتھ ہوئین گے مگر لوح محفوظ گلے سے اتار دیجیے رومال مین لپیٹ کر رکھ لین نورالدہر نے فوراً گلے سے اتار کر ملکہ کو دے دی ملکہ نے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لی چپکے چپکے سحر کیا نورالدہر اور شبرنگ بیہوش ہوئے بس اُسی وقت فوراً چند تخت سحر تیار کیے ایک پر نورالدہر اور شبرنگ کو ڈال لیا باقی تختون پر کنیزون کو سوار کیا جو اسباب لائق اُٹھانے کے تھا لے لیا باقی وہین چھوڑا مع بارہ سو جادوگرنیون کے تخت اُڑاتی ہوئی ایک جانب روانہ ہوئی انکو راہ مین چھوڑ دیجیے

سخن

دو کلمہ داستان لشکر اسلام کے آثار کان کوہی برادرِ فولاد شکن اور زخمی ہونا ایرج نوجوان کا اور مرکب کا نکال لیجانا زخمداری مین طرف صحرا کے اور پھر قید ہونا ایک ساحرہ کے ہاتھ سے اور آکر رہا کرنا ملکہ تران شیرزن کا ایرج نوجوان کو اور جانا ایرج کا بھی طرف طلسم جمشید کے ساقی نامہ

لا جلد پلا کدھر ہی ساقی
نہ رند ہین اب نہ جمگھٹا ہی
آرائش میکدہ ذرا کر
ساغر بھر بھر کے اب پلا دین
گلشن مین نئی بہار آئے

جو کچھ ہو شراب باقی ساقی
کیون جام و سبو الگ پڑا ہین
رکھ شیشہ مین مے تو بھر برابر
وہ بادہ پلا خمار ہو اب
غنچہ ہر ایک مسکرائے

سُونا تِرا کیون یہ میکدہ ہی
کیون رند ادھر ادھر کھڑا ہین
آواز دے میفروش آئین
ہان خون کا آبشار ہو اب
اب تو بھی ادا مین اے صبا کر

خندان ہون گل ہی کھل کھلا کر — آگے ہی وہ داستان رنگین — ہین جسمین شگفتہ سب مضامین
احوال طلسم اب بیان ہی — خامہ مرا جنگ کر رہا ہی — ہی کوئی رہا تو قید کوئی
صیاد کوئی ہی صید کوئی — ہر طرح ظفر کو آج جودت — ہی اوج پہ آفتاب شوکت

شہسواران عرصہ جانبازی و یکہ تازان معرکۂ سرفرازی توسن کلک کو میدان جنگ طلسم مین
یون جولان کرتے ہین بیت ورخ جو ہین دہر مین بانہر جلوہ دیتے ہین اس داستان کی بعد
جبکہ فولاد فولاد شکن ہاتھ سے ایرج تیغ زن کے واصل جہنم ہوا ہمراہ ملکہ سمن عذار صنوبر قد
ایرج نوجوان کا عقد ہوا گوہر مراد حاصل کیا اُسکے بطن سے ایک شاہزادہ شیر دل پیدا ہوگا
کہ ذکر اُسکا انشاء اللہ تعالے بشرط حیات نورتن نامہ مین تحریر ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہمایے
نوبادہ ہرن بدیع الزمان متردد ہین کہ نہین معلوم اُس شیر بیشہ جرات پر کیا گذری بادگر خواجہ عمرو
سے پوچھا عرض کی ای شہریار عنایت سے پروردگار کی خانۂ حیات تو معمور ہی شکل فرح تو
ظاہر ہی صاحبقران اس ذکر مین تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ارکان کوہی بدعوی خون
فولاد فولاد شکن اپنے ملک سے لشکر لیکر آیا ہی ہے اور طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آرا
نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان
طبل سکندری پر چوب پڑی سرداران نامی و پہلوانان گرامی و غازیان دیندار و مجاہدان ہنرور شجاع
کو معلوم ہوا کہ کل لشکر تعاہے جنگ ہی لشکر ظفر اثر مین تیاری ہونے لگی چار پہر رات گذری
وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی خسرو خاور راصد کرو فر با فوج و حشم ضیا
شعاع لیکر تخت فلک نیلی پر جلوہ افروز ہوا لشکر جانبین سے میدان کارزار مین آکر ٹھہرے
بعد صفوف آرائی ارکان کوہی قریب تخت لقا حاضر ہوا عرض کی یا خداوند شعلہ قتل برادر
کلیجہ مین بھڑک رہا ہی فولاد فولاد شکن وہ پہلوان تھا کہ جسکے ہیبت شمشیر سے سرداران زبردست
تھراتے تھے اگر صحرا مین جاکر نعرہ کرتا تھا شیر دن کو غش آتے تھے نہین معلوم کیا اتفاق
پڑی وہ اس طرح قتل ہوگیا یا تو کسی مجمع مین پھنسا ہوگا یا مسلمانون نے از رو سے
بلوہ مارا ہوگا بختیارک نے کہا ای ارکان ہمکو بھی یقین ہی کہ رکن اعظم کوہستان گرگیا
مگر مسلمانون کا یہ دستور نہین ہی کہ ایک سے دو ملکر مقابلہ کرین وہ تو اپنے خویش کے ہاتھ

مارے گئے بموجب مثل کردنی خویش آمدنی پیش + ارکان تو سارا حال سن چکا ہی کہا ای ملک جی ان باتوں سے کیا فائدہ ہو میرے بھائی کے قاتل کا نام بتایئے پھر تماشا دیکھے آج میدان میں اُسکو قتل کرلوں پھر یکہ و تنہا لشکر میں مسلمانوں کے گھس جاؤنگا اُس گیسو بریدہ کی چوٹی پکڑکر کھینچتا ہوا لاؤنگا بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہی سمجھانا ہمارا کام ہی اُسکا ایرج نوجوان نام ہی اور شوم دست لقب ہی اپنے چھوٹے سے مقابلہ کرنا کیا ضرور ہی وہ پروردہ کردہ ہمارے شہنشاہ اوج و ماہ فلک خنجر گذاری کا ہی ارکان نے کہا اب مجکو آپ ذرا دیجئے میں اُس جوان کو ضرور قتل کر دونگا یہ بھی سن چکا ہوں کہ قدرت کا نواسا ہی مگر ملک جی یہ تیغہ خونخوار اُسکے خون کا پیاسا ہی بختیارک نے سر جھکایا چپکے سے کہا اُنکی قضا آچکی موت سر پر کھیل رہی ہی لقا نے کہا ای پہلوان دوران مجکو اپنے یدقدرت کے سپرد کیا ارکان کو ہی گیندے کو اُڑا کر چلا بختیارک کہ رہا ہی یا خداوند یہ ابھی لقمۂ شمشیر آبدار ایرج شیردل ہوگا محل لغض و حسد سے غم اسکو حاصل ہوگا اور جو سردار قریب کھڑے تھے صاحبان عقل و فطرت انھوں نے کہا صاحبو مقام عبرت ہی مثل فولاد فولاد شکن یہ بھی بہت غرور کرتا ہی سنگ مرمر چشم زدن میں ایسے صاحبان نخوت کا سر جو رکتا ہی فولاد بھی اسی غرور میں مارا گیا یارو دنیا مقام عبرت ہی محل راحت نہیں ہی کیسے کیسے صاحبان شوکت خاک میں مل گئے سکندر و دارا و کیقباد کیا ہوے نظم

عجب نادان ہیں جنکو ہی عجب تاج سلطانی
نہیں معلوم اُسنے خاک میں کیا کیا ملا دیکھا

ہماری آہ دل تیرا نہ زمانے تو یا قسمت
تری زلفوں سے اپنی رو سیاہی کہ نہیں سکتا

زمانے میں نہیں کھلتا ہی کالبستہ حیران سن
جنوں کے ہاتھ سے سرتاقدم کاہیدہ تیا ہوں

نہ رکھا جگ میں رسم دوستی اندوہ روزی نے
خدا کیواسطے بازآ تو اب ملنے سے خوباں کے

فلک بال ہما کو پل میں دیتی ہی مگس رانی
کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی

دگر نہ دیکھ آئینہ کہ پتھر ہوگئے پانی
کہ ہی جمعیت خاطر مجھے اُنکی پریشانی

گرہ غنچہ کی کھولے ہی صبا کیونکر بآسانی
کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہیں نگرانی

مگر ناوے سے اب باقی رہا ہی ربط پیشانی
نہیں ہی اُنسے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

ہر شخص کو غرور ارکان کا ناگوار ہوا مگر ارکان گینڈ کوہیکا کے میدان مین آیا فنون سپہ گری دکھلا کر آوازدی کہان ہی قاتل میرے بھائی فولاد فولاد شکن کا یہ کلمہ زبان سے ارکان کے ہنوز ناتمام تھا کہ ایرج نوجوان نے صف سے مرکب نکالا قریب تخت شہنشاہی آکر اجازت خواہ ہوا جام کالہ عفریت مرحمت ہوا ایرج نوجوان لے جام شربت جرأت نوش فرماکر پشت مرکب کرہ بن اشقر پر سوار ہوا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا کوہ سیرین کوہ کفل تھوتھنی غنچہ گل سنبل بیجان کاکل دو ورد و خوبیان سَو سَو قلم

زیر ران ہی جو ترے رخش فلک سیر شہا	ہی وہ محبوب کہ جسے کہیے نہایت اچپل
شکل کیا اسکی بتاؤن کہ بہ سے شوخی سے	دائرے بیچ مقدر کے نہین پڑتی کل
اسکی سرچوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے	زلف معشوق نے دیکھے سے کلیجا و سپل
بزغزرگام سے ماہر ہی کچھ اسکی رفتار	ہی چلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل
جست و خیز اسکی بیان کیجیے کریش حکیم	اعتقادات حکیمانہ مین آجاے خلل
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ	نسبت اسکی فرس ایسا کہ جسے کہیے اچل

ارکان کوہی لے جو اس شہسوار عالی وقار کو بصد صولت و شوکت آتے ہوے دیکھا نائرہ شعلہ رخسار سے جل گیا غصہ مین قلب سے دھوان نکلا اس خیال سے کہ اسنے میرے بھائی کو مار بھتیجی کو نکال لے گیا اس نام کے سبب سے بدنام ہوے نگاور کا بھی قصد نہ کیا بڑھ کر نیزہ مارا ایرج نوجوان نے جو خلاف قاعدہ دیکھا نعرہ شیرانہ کرکے نیزے کو توڑ ڈالا اسنے غصہ مین ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا کرہ بن اشقر کو بڑھایا منظور یہ کہ زیر بغل جاکر تلوار چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھاؤن مگر اتفاق قضا و قدر گھوڑے نے سکندری کھائی سپر سر سے ہٹی جھڑپ مین خود سر سے گرا تیغہ ارکان کوہی کا چل گیا سر پر شاہزادے کے زخم کاری آیا غصہ مین گھوڑے کو سنبھالا تیغہ دودمہ سکندری کو کھینچا زخم سر مین ہاتھ سے تھانبا لیٹ کے ہاتھ مارا ارکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مثل برق کے تیغہ گلا سپر کے دو ٹکڑے دیکھنے والون نے دیکھا یا تو برق شمشیر لمعہ سپر پہ چلی تھی یا زیر سنگ پہونچی زمین سے گرد اڑی ارکان کوہی مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے انکے افسرون نے

گریبان چاک کیے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بختیارک نے بھی منع کیا کہ یارو کیون روتے
ہو مغاوبہ کا سامان نہ کرو آقا تمھارا ایک تھا اب تو دو ہو گئے مگر انھون نے نہ مانا ایرج نوجوان
کو وہ لاکھ کوہیون نے گھیر لیا ادھر سے صاحبقران و سرداران ایرج نوجوان فتح کر کے
آگئے مگر زخم ایرج کا کاری تھا ضبط نہو سکا غش آنے لگا جلدی مین لڑتے لڑتے تلوار نیام
مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حائل کیے گھوڑے نے مالک کو سست پایا میدان جنگ سے
لے نکلا بختیارک نے طبل امان بجوا دیا صاحبقران جب پلٹ کر قریب بارگاہ پہونچے جواہر
بن عمرو نے بڑھ کر عرض کی اے شہریار ایرج کو زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا صاحبقران
کو انتہا کا ملال ہوا شتر سوار سانڈنی سوار ہر اسے تلاش روانہ کیے مگر شاپور شیر دل بہ حواس
ہو کر اپنے آقا کی تلاش مین چلا گرمرکب ایرج نوجوان کو عالم غش مین لیے ہوئے ایک صحرا
مین پہونچا مرکب نے جھیل پر پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ ماہ اوج صاحبقرانی زین سے
بر روے زمین گرا مرکب بہ ہوا محبت گرد پھر رہا ہی کبھی زبان سے زخم چاٹتا ہی کہ آقا ہمارا
اُٹھے مگر یہ بیہوش و مدہوش ہی قضاے کار افلاک کوہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا
اسکے ملازمون نے دور سے دیکھا کہ ایک ماہ تابان دریاے خون مین نہایا ہوا زمین پر پڑا
ہی افلاک کوہی سے کہا وہ گینڈا بڑھا کر زیر نخل آیا دیکھا کہ قبضہ ہاتھ مین سر زخمی مگر لاکھون
روپیہ کا جواہر ذات پر آراستہ و پیراستہ افلاک کوہی کو نہایت ناگوار ہوا کہا یہ جوان کوئی
تاجر ہی قزاقون نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا اسکو اٹھا کر لے چلو جب اسکو
ہوش آئیگا پتہ نشان پوچھ کر قزاقون کو گرفتار کرونگا شہزادے کو اٹھوایا مرکب کو ساتھ لے لیا
اپنے قلعہ افلاکیہ مین آیا ایک مکان عمدہ نہایت معقول فرش و شیشہ آلات سے آراستہ
اُسمین لا کر ایرج کو چھپرکھٹ مین لٹایا جراح بلایا زخم دوزی کرا کر پٹیان مرہم کی چڑھائین
بعد دو پہر کے شاہزادے کو ہوش آیا سرہانے اپنے ایک پہلوان کو پایا پوچھا یہ کون مقام
ہی افلاک کوہی نے کہا اے جوان تیرا مرکب بھی موجود ہی سلاح بھی حاضر ہی مین نے جنگل
مین آپ کو زخمی پایا قلعہ مین اٹھا لایا کہان تلوار چلی کس کے ہاتھ سے زخم کھایا راہ مین
قزاقون نے گھیرا تھا ایرج نوجوان سے ضبط نہو سکا کہا قزاقون کی کیا حقیقت تھی

کر جو ہے اتنی ملاقات مگر ارکان کوہی بھائی فولاد و فولاد شکن کا لقا کی مدد کو آیا تھا مقابلہ پڑا
اُسنے ہاتھ مارا مین زخمی ہوا اُسکی قضا تھی میرے ہاتھ سے مارا گیا زمرد اری مین تھوڑا اسطرف
بحال لایا افلاک کوہی کو سناٹا آگیا یہ کوہی سب چھ مین ایک ہین یہ بھی ارکان کوہی و فولاد
فولاد شکن و سلیمان عنبر مو سے کوہی کا عزیز دا ہی حیران ہی کہ اب مین کیا کرون اگر گرفتار
کرون تو جرأت مین فرق آتا ہی اگر رہنے دون باعث بدنامی اہل برادری کے خلاف ہوگا مگر
چونکہ بہادر ہی خیال مین آیا کہ جری کے ساتھ برائی کرنا ایسے وقت مین سراسر خلاف ہی مگر جب
صحت پا جائیگا اپنے لشکر کو چلا جائیگا لشکر مین حمزہ کے مجمع بہادران ہی اس دلیر کا شیران مین
بادولت کا بھی ذکر آئیگا یہ سوچ کر کچھ نہ کہا جواب دیا کہ کو شہریار لڑائی مین ہی ہوتا ہی چپ
خدمتگار خدمت شاہزادے کے چھوڑ کے آپ دربار مین آ کر بیٹھے رفقا سے کہا ہی یاروتم
سمجھے یہ جوان نبیرہ صاحبقران قاتل فولاد و فولاد شکن و ارکان کوہی یہی ہی شیر دلیر ایرج نوجوان
نام تھا کا دلیر ہی بھائیو مین اسکی دل و جان سے خاطر کرونگا بلکہ اگر امتحان پر راضی ہوگا
نیچہ وغیرہ مین امتحان کرکے خداوند لقا کو سجدہ کراؤنگا اور قصد یہ ہی کہ اسکو مطیع کرکے
بادشاہ کرون خود سپہ سالار بنون سب جواب دیتے مین حضرت مناسب ہی آپکا اور مرتبہ
مین آپ کا بڑا نام ہوگا یہ باتین کر رہا تھا کہ خدمتگار نے بڑھ کر عرض کی جلد تخلیہ کیجیے ملکہ
شوخ چشم جادو تشریف لاتی ہین افلاک کوہی گھبرایا جلد تخلیہ کیا شوخ چشم جادو کو بلایا مگر
سے ملکہ شوخ چشم جادو سے اور افلاک کوہی سے آشنائی ہی ہمیشہ آتی جاتی ہی آ کر پہلو مین
افلاک کوہی کے بیٹھی باتین ہونے لگین دو دو جام شراب کے پیے مگر افلاک کوہی کو بہ بات
پر ایرج کی ایک محبت ہوگئی تھی دل سے کہتا ہی کہ اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا مفصل اپنا
حال بتا دیا ایسے شیر کہیں ملتے ہین لہذا تھوڑی دیر پہلو مین شوخ چشم کے بیٹھتا ہی یہ کہکر چلا جاتا ہی
کہ ابھی آتا ہون وہان جا کر ایرج کے زخم وغیرہ کو دیکھکر پھر چلا آتا ہی شوخ چشم نے پوچھا
ای افلاک آج تو متوحش کیون ہی بدحواس جاتا ہی پھر آتا ہی افلاک نے کہا ای جان جہان کیا
کہون عجب طرح کے تردد مین ہون نبیرہ صاحبقران ایرج نوجوان زخمی ہوکر میرے حوالی
مین آیا ہین اُسکو سوداگر جان کر اُٹھا لایا زمرد وزیر کی قصر عالی مین جگہ دی جب وہ ہوشیار

ہوا مین نے نام پوچھا ایسا بہادر ہی کہ اُسنے صاف نام اپنا تبلا دیا کئی بھائی میرے اُسکے ہاتھ سے
قتل ہوے ہین اب اگر اُسکو آزار پہونچاتا ہون تو زمرۂ مردانِ عالم سے نکلا جاتا ہون اگر یاد
خدمت کرون سلیمان عنبرین موے کو ہی کو خبر پہونچے وہ برادری مین حقہ پانی بند کرادے
اب مین نے یہ سوچا جب صحت پائیگا کچھ لوگ ساتھ کرکے اُسکے لشکر مین پہونچوا دونگا یہ سنکر
شوخ چشم کو غصہ آیا کانپنے لگی کہا او ظالم دشمن خداوند لقا کو تو نے اپنے گھر مین جگہ دی ہی
علاوہ اسکے افراسیاب کا دشمن ہی واسطے ساحرون کے رہزن ہی طلسم آئینہ اسی ظالم نے
درہم و برہم کیا جسروز اسنے طلسم آئینہ فتح کرکے ملکہ آئینہ جادو کو مارا ہی طلسم آئینہ کی تلملی
کھل گئی ہر ساحرہ کو حیرت تھی یہ جوان فخر سکندر روزگار ہی بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہی
اُسی دن سے تباہ ہون خاص سکونت میری طلسم آئینہ مین تھی جلد اسکی مشکین باندھکر میرے
سامنے لا مین خدمت مین شہنشاہ ہوش ربا کی روانہ کرون از سر نو کسی ملک مین جاکر آباد
ہون سلطنت ملے پریشانی رفع ہو یہ سنکر افلاک کوہی گھبرا گیا اور کہا اے ملکۂ عالم ایسا کلمہ
زبان سے نہ کہو اے شوخ چشم مجھے اُسکی صاف گوئی پر محبت ہو گئی ہے دیکھے اُسکے ایمن
ہین پڑتا جوان خوشرو صاف گو صاحب سطوت و صولت اُسکے آنے سے میرا گھر روشن
ہو گیا کچھ کچھ اُسکے زخم بہ اندمال پہونچے ہین دو چار دن مین اُسکا امتحان کرونگا وہ بڑا منصف
مزاج ہی اگر زیر ہو گا تو ضرور خداوند لقا کو سجدہ کریگا اور اگر مجھپر غالب آیا تو مین بھی بہت
اُسکی اطاعت کرونگا غلام حلقہ بگوش بنونگا شوخ چشم نے کہا کہ اب تیری قضا آئی بس
اسی مین بہتر ہی کہ اُٹھ اور مشکین باندھکر میرے سامنے لا ورجو تامل کیا تو قسم ہی سامری کی
قیامت بپا کرونگی میرے روبرو کہتا ہی کہ مسلمان کی اطاعت کرونگا افلاک کوہی نے کہا
اے شوخ چشم جہان اُسکا پسینہ گریگا مین اپنا خون گراؤنگا مین اپنے گھر مین اُسکی ذلت نہ
گوارا کرونگا بڑا خداوند لقا کا پاس ہی جا لشکر پہ جاکے لاؤ بڑے بڑے جادوگر یلان افراسیاب
کے یہان سے آئے بستم کندہ شونی کتے کی موت مارے گئے شوخ چشم غصہ مین آکر اُٹھنے لگی
افلاک نے کہا کیون کہان چلین شوخ چشم نے کہا مرُدوے تو تو دیوانہ ہوا ہی سودائی ہی
بیہودہ بکتا ہی مین تجھے ہمیشہ بیوقوف جانتی رہی تیری بات کا کیا اعتبار ہی مین جاکے ابھی اُسکی

مشکین باندھے لاتی ہوں تو اِس بات میں دخل نہ دے اگر وہ تجھ سے فریاد کرے کہ ناتتے
طلسم آئینہ میں انکے عزیزوں کو مارا یہ تمکو پکڑے لیے جاتی ہے میں کیا کروں افلاک نے کہا
کہ ملکہ آپہلے مجکو قتل کرے تب وہاں جانا خبردار میرے مہمان کو ہاتھ نہ لگانا شوخ چشم اٹھی
افلاک تو قریب بیٹھا تھا تیغہ کھینچکر ہاتھ مارا شوخ چشم کے سر پر پڑا سر زخمی ہوا اگر سحر کی محبت
نہ کرے تو وہیں پر کام ہوتے شوخ چشم غلطاک مارنے لاگ جاگری اُٹھتے اُٹھتے آواز دی
او موے مونڈھی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹوں تجکو اندھیری گور میں سلاؤں مار ہی ڈالا ہوتا افلاک
کمو دیک کے اُٹھنے لگا شوخ چشم نے چار دانے ماش کے مارے افلاک لڑکھڑا کر گرا ہاتھ
پاؤں بیکار ہوئے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا افلاک کو بیکار کرکے اب وہاں سے نکلی یہاں
ایرج نوجوان جس قصر میں ہیں افلاک اپنے رفقا کو براے خدمت ایرج نوجوان چھوڑ گیا ہے
وہ گرد ایرج کے بیٹھے ہوے باتیں کررہے ہیں ایرج لڑائی کا فولاد فولاد شکن سے
ذکر کر رہا ہے یکایک گرد اٹھا سامنے سے دیکھا ایک جادوگرنی سحر کرتی ہوئی آتی ہے کئی ہزار کو جلا
گرا دیا ایرج نے چاہا آگے بڑھیں شوخ چشم نے چند دانے ماش کے کچھ پڑھ کے پھینکدیے
ایرج بھی گرے اور رفیقان افلاک بیکار ہوگئے اب جو شوخ چشم نے نگاہ ڈال دیا صدہا کو
تمرے جلادیا سب نے فریاد بلند کی ملکہ ہماری کیا خطا ہے امان مانگی اُسنے مہلت دی آگے بلا کر
ایرج وافلاک کو مع چار سو خادم سلسل و طوق کرایا آپ لباس سرخ پہنکر تخت پر بیٹھی ارکین
سلطنت لرزان وترسان خدمت میں شوخ چشم کے حاضر ہوے شوخ چشم نے ایرج و
افلاک کو سامنے بلوایا افلاک سے کہا بہر سے تیرے مدت کی ملاقات ومحبت ہے اس جوان
ہاتھ اُٹھا تجکو رہا کروں تیری سلطنت تجکو دوں اسکو بھی قتل کروں افلاک نے کہا او تجھ میں نے
دل وجان سے اُسکی اطاعت کی پہلے مجکو قتل کریں اس شیر دل کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا اس جوان
کی محبت سے منہ نہ موڑونگا شوخ چشم نے انکو قیدخانہ میں بھیجا اپنی جادوگرنیوں کو بلوایا ہزار
بارہ سو جادوگرنیاں آکر گرد شوخ چشم کے جمع ہوئیں انسے اسنے صلاح کی کہ میں ایرج
کو قتل کروں اور سر اسکا لیکر خدمت افراسیاب جادو جاؤں سب نے کہا حضور آپ کو
قتل کرنا ایسے جوان کا مناسب نہیں ہے کوکب روشن ضمیر مسلمانوں کا طرفدار ہے اور یہ جوان

ایک مرتبہ طلسم نور افشان مین گیا تھا شاہزادہ جہانگیر سے لڑا تھا ایسا ہو کہ کوکب کو خبر ہو جائے اُنکا ستارہ گردش مین آ گیا ہے کس بخت مین مخفی ہوئے گا بہتر یہ ہے کہ اس حال کی ایک عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کیجیے ایمن یہی مضمون ہو کہ کسی ساحر زبردست کو یہان بھیجہ دیجیے اپنے دشمن کو لیجیے وہ جیسا مناسب جانین سے کرینگے خواہ قتل کرین خواہ قید کرین یہ صلاح شوخ چشم کو بہت پسند آئی فوراً عرضی اسی مضمون کی لکھی کہا کوئی اس عرضی کو لے خدمت مین افراسیاب کے پہونچائے شعلہ جادو نام ایک کنیز مبارک کر آئی عرضی لیکر روانہ ہوئی

دو کلمہ داستان گرفتار دام گیسو شہید خنجر ابرو اسیر زندان محن یعنے ملکہ بران شمشیر زن بیان ہوتے ہین

ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عرصہ دراز سے ایرج نوجوان پر عاشق ہے۔ ان کو ہمیشہ یہی خیال قلب پر ہجوم غم و ملال عملداری مین ملکہ بران شمشیر زن کی ایک مقام ہے ہزار درہ اسکا نام ہے بہت انتظام وہان آئین بیچ جہان نمایر جلوہ فرما ہوئین سامنے صحرا ہے سبزہ زار نہایت دلکشا صحرائے پرفضا طائران زمزمہ سرا کا جابجا ہجوم چہکار نے کی بہل خوشنوا کی دہوم گل خود روست جنگل نمونہ گلشن لالہ کے جابجا چراغ روشن نرگس حسرت سے نگران سنبل مین زلف محبوب کا سمان شمشاد قد معشوق کی کیفیت دکھاتا ہے جوش بہار سے اکڑا جاتا ہے **قطعہ**

ٹہنیوں مین قوت نشو و نما کی کیا تاثیر — کہ نکلا خال سے دانہ سے سبزۂ خط یار
چمن مین دیدۂ گل نادمیدہ کرتی ہے — مزے اڑاتی ہے کیا چشم دوربین ہزار
ہزار شکر کہ پہولون سے آشیان چھایا — ست دنون مین بر آئی مراد بلبل زار
بہار نے یہ عنادل سے زور گرمی کی — پہنا دیا ہے گاون کو لباس آتش کار
بفیض باد بہاری انڈون ہے عالم مین — درخت آگ کا پیدا ہو گر پڑے جو شرار
بنے وہ فرط رطوبت سے موج شہر چمن — زمین باغ پہ رکھے وجو برہنہ تلوار
عجب نہین ہے کہ دکھلانے کو بہار چمن — نسیم سبزۂ خوابیدہ کو کرے بیدار
جہنک کے غنچہ اگر مثل طفل نالان ہو — تو نکلے نہر کی پستان سے شیر صبح بہار

بہار گلشن عالم ہی اسقدر دلکش
برنگ شبنم تر ہر ستارہ ہی سیار

کرن کے تار پہ یون آفتاب اتر آئے
کمند جیسے ہی ہر عنکبوت کے لیے تار

بنے ہین پھول کرن پھول پتے برگ درخت
نہال قامت خوبان ہی صورت اشجار

پڑے جو رنگ گل تر کا عکس دریا مین
صدف مین دانہ مرجان بنے دُرِ شہوار

ملکہ بران شمشیر زن نے جو گنبد جہان نما سے یہ جوش بہار صحرائے سبزہ زار کا دیکھا آنکھوں کے نیچے گل رخسار یار پھر گئے قد کی یاد مین صنوبر و شمشاد نظر سے گر گئے نرگسی آنکھوں مین آنسو بھر آئے اب دل بیقرار کو قرار کہان آخر گھبرا کر ایک گوشہ مین آئی یاد مین ایسے نوجوان کی روسنے لگی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوے نظم

سونا پہلو بھی ہو گیا ہی
رغبت کسی چیز پر نہین ہی

تڑپا کرین حال زار کب تک
ہو خواہش دید یار کب تک

بے صبر ہی جان عاشق زار
آخر کچھ اسکی انتہا بھی

اک جان کو کھوئیے کہان تک
دو آنکھون سے روئیے کہان تک

وابستہ کار بیخودی ہون
مطلب نہین و ہر مین کسی سے

بے حس یون ہون لباس تن مین
مردہ جسطرح سے کفن مین

ناکامی سے وسوسہ پڑا ہی
اس راہ ستم سے نابلد ہون

اقبال نےجب سے منہ کو پھیرا
ادبار نے سب طرف سے گھیرا

تلا لو کہین کہان ہون ای شوق

اک دل تھا وہ بھی کھو گیا ہی
کچھ اپنی مجھے خبر نہین ہی
اب ضبط فراق کا ہی دشوار
اس درد کی ہی کہین دوا بھی
گمنام زیا ز بیخودی ہون
دھو بیٹھی ہون ہاتھ زندگی سے
بدنامی سے سابقہ پڑا ہی
ایذاکش جور بخت بد ہون
پس ماندہ کاروان ہون ای شوق

آخر بیقراری نے اسپر قرار کیا کہ ای بران شمشیر زن کسی طرح سے ایک نظر اُس جوان صف شکن کو دیکھ آئین یون دل بہلائین اور کوئی علاج اس سے بہتر بیماری ہجر کا نہین ہی بند مسدس

ہی وہ سرسام مجھے کوئی دوا راس نہین
تلخیے بنتے ہین لیکن تری بو باس نہین

میرے جینے سے زمانہ مین کسے یاس نہین
طاقت اُٹھنے کی نہین بھوک نہین پیاس نہین

سب سے نفرت ہی کوئی آس نہین پاس نہین
کیا تعجب ہی کہ تجکو بھی مرا پاس نہین

از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو

داغ عشق تو بدل دارم و میدانی تو

دمبدم شعلۂ عشق بھڑک رہا ہی دریاے محبت کی طغیانی ہی کشتی حیات طوفانی ہی بناہ یانی شکل
جوش پر بیتابی دل اسی جوش و خروش محبت مین آخر تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے ساتھ والیون
سے یہ کہکر اُٹھی تم لوگ یہین ٹھہرو مین طرف قصر جمشیدی کے جاتی ہون ساتھ والیون کو اسی
مقام پر چھوڑا مصاحبون کی محبت سے منہ موڑا اشیاے تحفات پر آراستہ کیے ایک طاؤس
زرین بال پر سوار ہوئی کوے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشنضمیر کے دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کہان لیے جاتا ہی ایسا نہو
جان کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہین کوکب روشنضمیر مرأت واقعہ مین ندیکھ لے تو
ساری قلعی کھلجاے اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھا ہی موت کا مزا ابتداے عشق سے چکھا ہی مگر اس
گوہر قلزم جرأت کی جان پر نہ بنجاے وہ قتال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہوجاے نہ ارادۂ
پر ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہی بیتابی دل ہوش کھوتی ہی آخر آتے آتے ایک کوہ
فلک شکوہ پر ٹھہری چار جانب سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہی سرحد کوہ عقیق مین
چلو ملاقات کر کے چشم زدن مین چلے آئین گے جب باپ کا خیال آتا ہی پھر رک جاتی ہی اُسی
پہاڑ پر تیشۂ عشق کاٹ رہی ہی سنگ صبر دل پر رکھتی ہی مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جس
جادوگرنی کو شوخ چشم نے نامہ دے کر بخدمت افراسیاب روانہ کیا تھا اسکو بھی وردگار رفع
ایسے مقام پر پہونچایا یعنے شعلہ جادوگرنی صحرا کی اُٹھاے ہوے بدحواس دیکھتی چلی آتی ہی
کہ کہین پانی ملے تو ہونٹون کو تر کرون کسی سایہ مین دم بھر ٹھہرون اُس پہاڑ پر جو نگاہ بھٹری
چشمۂ آب صاف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ مین دل لہرایا چشمے پر آکر پانی پیا ٹہلنے لگی
ملکہ بران شمشیرزن کی اُس جادوگرنی پر نگاہ پڑی خود قریب آئی شعلہ نے جو ملکہ بران کو
دیکھا دل مین تو جلی مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہی کہان سے آتی
ہی اس صحرا مین کیا ضرورت ہی شعلہ تھرانے لگی گھبرا کر جواب دیا حضور کہین نہین ملکہ نے کہا
اس صحرا مین بیوجہ آنا کہین نہین کیا صاف صاف بیان کر تا ہرا معلوم ہوتا ہی کہ رخ تیرا
طرف طلسم ہوش ربا کے ہی واسطے پھر گھبرا کر کہا مین تو حضور ہوش ربا کو نہین جانتی

افراسیاب کی رعایا نہین ہون اب تو ملکہ بران کو کامل شک ہوا غصہ مین کہا یہ کیا بیہودہ
باتین بناتی ہو صاف صاف نہین بتاتی دیکھون تو تیری جھولی مین کیا ہی کیا کسی کی تو نامہ
ہی اسقدر کیون بیقرار ہی یہ کہکر جھولی چھین لی اب جو اسکو کھولا نامہ سربمہر شوخ چشم جادو
کا نکلا لفافہ پہ یہ بھی لکھا ہی نامہ ہذا در طلسم ہوش ربا بخدمت افراسیاب پہونچے جب تو
ملکہ بران نے کہا کیون اے شوخ دیدہ ہمنے تجھ سے ہرچند پوچھا کیون یہ راز چھپایا شعلہ
تو تھرانے لگی ملکہ بران نے لفافہ چاک کرکے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ منہ
کو آیا ہر الف اُس نامہ کا تیر جان ستان ہر دایرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک
دندان نیزہ سر تیز حال گرفتاری ایرج مرقوم ہی غصہ مین آکر چٹکی خاک کی اُٹھائی جسم پر
شعلہ کے ڈالدی وہ تو ملعونہ جلکر خاک ہوئی اب کیونکر دل کو تاب آئے گرفتاری محبوب
کا حال دیکھا چاہیے ہی ہاتھ آیا اگر شاہد و الدنامدار آئینہ مین دیکھ بھی لین گے تو جائے کلام ہی
کہ آپ کے طرفدار کے فرزند کو چھڑانے کے لیے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر مثل
باد صرصر بقصد گرد و فرطرف قلعہ افلاکیہ کے چلی یہان شوخ چشم جادو نے جو دیکھا کئی دن گذرے
شعلہ پلٹ کر نہ آئی مصاحبون نے یہ صلاح بتائی کہ حضور دشمن کو قتل کیجیے ساحرون کے
خون کا بدلا لیجیے جب ایرج قتل ہو جائے گا افلاک کوہی مدت کا آشنا ہی اُسی طرح
خدمتگذاری کریگا ملکہ اُسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہی یہ رائے اسکو پسند آئی تخت پر سوار
ہوئی بارہ سو جادوگرنیان بارہ ہزار کوہی بیرون قلعہ آکر میدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم
دیا گنہگار کو لاؤ ایرج نوجوان و افلاک کوہی کو مع سرداران افلاک آرابے پر سوار کرکے
سامنے شوخ چشم کے لائے کنیزوں کو شوخ چشم نے حکم دیا کہ جا کر افلاک کو سمجھاؤ کہ مین
تیرے حامی کو قتل کرتی ہون تو اُسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر افلاک کوہی
نے جوش محبت ایرج مین شوخ چشم کو گالیان دین اور کہا او ملعونہ مین تو لات و
منات پر بھی لعنت کر چکا اب شہریار کا غلام حلقہ بگوش ہون جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر
کنیزون نے کہا حضور اس سے کلام نہ کیجیے یہ نوجوان تسخیر جشم ہی نہین معلوم آپ کے
آشنا کو کیا کر دیا اُسی کی محبت کا دم بھرتا ہی مرنے سے نہین ڈرتا ہی جب وہ قتل ہو جائیگا

تب افلاک کو بھی اُسکے سحر سے نجات پائیگا پھر وہی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک
مقام پہ چین کرینگے یہ سنکر شوخ چشم نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کو
کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا شعر نطع بر افگند و بر و ریگ ریخت * دیو زد یو انگیش ریگ ریخت *
تلوار کھینچکر سر پر شاہزادے کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچکر آواز دی اے ملکۂ عالم حکم اول
ہی سمجھ بوجھ کر دیجیے گا صاحبقران اعظم کا پر پوتا قتل ہوتا ہے ہزاروں اسکے خون کے دعویدار
ہیں اسکے بزرگ بڑے نامدار ہیں شوخ چشم نے کہا بھڑوے مجکو ڈراتا ہے جلد قتل کر جلاد
قریب ایرج کے آیا شانہ پکڑ کر ہلایا کہا اے نوجوان وقت مرگ ہے جو ہوس ہو بیان کر ایرج
نے کچھ جواب نہ دیا مگر آنکھوں میں آنسو بھر آئے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملکہ
تیران شمشیر زن میں طبیعت گھبرانے لگی دل سے کہا اے ایرج آفتاب عمر کو زوال ہوا
بر وقت مرگ اُس ماہ اوج حسن و جمال کو نہ دیکھا قبر سے پشت نہ ملیگی سوزش قلب کفن کو
جلا دیگی قبر پر گل نرگس اُگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر غریبوں کی کاہے کو آنا ہوگا عدم
میں آنکھیں ڈھونڈھینگی اُس لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پر لے چلے ادھر معشوقہ کی یاد ادھر
سر کے تلوار کھینچے ہوئے جلاد آفتاب لب بام چراغ سحری کی سی کیفیت ہے اس بیقراری میں
دافع البلیات یاد آیا طرف پروردگار کے رجوع کیا اے مالک بے نیاز و اے رب کارساز

ارحم الراحمین مالک یوم الدین نظم	خداوندا شبم را روز گردان	چو روزم اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید	درین شب رو سپیدم کن چو خورشید	ہنوز دعائے ایرج نوجوان

تمام نہوئی تھی کہ دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا لکۂ ابر آسمان پر نمایان ہوا برق چمک
چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑ گئے شوخ چشم گھبرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی

یکایک گرد بھی اُٹھی نظم	ازدامن دشت و کوہ اورنگ	گرد سے برخاست تو تیا رنگ
ازدامن دشت آن غبارے	رخسارہ نمود شہریارے	شوخ چشم نے دیکھا کہ مرکب

بادرفتار پر بصد کروفر تقرر فریدونی و جلالت رستمی شاہزادہ جمشید بن کوکب سوار تیغ
کھینچے ہوا ہاتھ میں سحریات ہاتھ میں جب نیچہ کو ہلادیا برق چمک کر گری کئی سو کے سر اُڑ گئے
کوئی جل گیا کوئی دھوکر گرا جمشید بن کوکب نے وہاں سے اُنکو کیا اور ملعون شاب تو نے

یہ لیاقت پیدا کی شیر بیشۂ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آتے آتے اشارہ کیا تنہ سے پنجے
پیدا ہوئے ایرج نوجوان کی قید کو اُن پنجون نے توڑ کر پھینک دیا ایک پنجہ گرد پھرا
جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے اُس پنجے سے قطرے پانی کے ٹپکے سحر بھی شوخ چشم
جادو کا دفع ہوا ایرج نوجوان بھی غصہ مین آ کر اُٹھا ایک سوار نے نیزہ مارا ایرج نوجوان
نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ پکڑ کر مرکب سے کھینچ لیا جب گرا اُسی مرکب پر سوار ہوئے
نعرۂ شیرانہ بلند کیا نعرہ ایرج سے ملک ایرج ابن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر +
افلاک کوہی نے پھر قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والون کو رہا کیا ایرج
نوجوان سب سے آگے بڑھ کر لڑنے لگا جمشید بن کوکب سحر جادوگرنیون کا دفع کر رہا
ہے ایرج فوج مین کوسیون کی ڈوب گیا جمشید کو شوکت دکھا رہا ہے جو پہلوان سامنے
آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا ہاتھ
پر تول کر پھینکا دس گز پانچ گز بلند ہوا اترتے اترتے ہاتھ مارا چونک ہوا کی کیا جمشید نعرہ تحسین
کرتے ہوئے آتے ہین آواز دیتے ہین کہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت ہے کیا صولت و
جلالت ہے ایرج اور زیادہ گرما گرم مار رہے ہین مگر جمشید نے چند سحر ایسے کیے کہ زمین تھرا گئی
لگی ہزار کا فرِ واصل جہنم ہوئے شوخ چشم کڑک کر سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے
سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب پہونچی چٹیا پکڑ کر ایک تھپڑ مارا ایک ہی تھپڑ مین
زمین پر گری بیہوش ہو گئی ملازمان افلاک کوہی سے کہا اُسکی مشکین باندھ لو ملازمان افلاک
نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دے دیا سب جادوگرنیون نے امان مانگی کوہی جمع ہو کر
خدمت افلاک کوہی مین حاضر ہوئے کہا اے شہریار ہم بیچارے ہین خوف جان سے شوخ چشم
کے شریک ہوئے تھے افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے
جمشید سے بغلگیر ہوئے پوچھا کہ اے شیر بیشۂ کوکب آپ کا یہان کیونکر تشریف لانا ہوا جمشید
نے کہا برائے انتظام ممالک نکلا تھا آپکو مقید دیکھ کر ٹھہر گیا افلاک سے ایرج نے
اشارہ کیا افلاک کوہی نے لا کر پاے انداز بچھائے ایرج زر نثار کرتے ہوئے جمشید
کو لیکر بارگاہ مین آئے تخت زرین پر جمشید کو بٹھا کے محفل عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو

ڈھونڈھتا ہوا شاپور شیر دل بھی یہان آ پہونچا شاہزادے کو دربار مین دیکھکر قدمون سے
لپٹ گیا پوچھا اے شہریار کیا معرکہ گذرا ایرج نوجوان نے تمام حال بیان کیا جمشید نے حکم دیا
شوخ چشم کو لاؤ اگر شاہزادے کی اطاعت کرے تو بہتر ورنہ فوراً قتل کردونگا آتش قہر و غضب
سے پھونک دونگا شوخ چشم کھنچی ہوئی سامنے آئی افلاک کوہی نے آنکھ کر سمجھایا کہ اے
شوخ چشم جادو مین دل و جان سے شاہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا تجکو بھی مناسب ہے
سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ چشم زدن مین ظہور برکت مذہب اسلام ہوا کہا طلسم فزافشان
کہا جمشید بن کوکب کا یہ پہونچنا یہ ظہور کرامت ہے خداوند تعالیٰ لائق حمد ہے شوخ چشم جادو
کے بھی زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا صدق دل سے مطیع الاسلام
ہوئی اسکو بھی رہا کیا صحبت مین آگئی یعنی ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا الگ ایک
بارگاہ استادہ ہو تخلیہ مین جمشید بن کوکب کو لیچلو شاپور نے فوراً الگ ایک بارگاہ استادی
مثل عروس شب اول آراستہ کر دی ایرج نے ہاتھ تھام کر کہا اب تخلیہ مین جلوہ فرما ہوجیے
جمشید بن کوکب ایرج نوجوان کے ساتھ اٹھکر جب تخلیہ مین آئے بیقرار ہو کر ایرج نوجوان
نے معشوق کا بھائی جان کر بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا آپ نے ہماری جان بچائی
گردن پر ہماری بار احسان ہے شاپور نے دیکھا جمشید سے ضبط نہو سکا چیخ مار کر رو دیا بیت
وہ رو رو کے دوابغل یون ملے * کہ جیسے ساون سے بھادون ملے * بلک کر جمشید
کا کہنا کہ اے شاہزادہ والا قدر بس بس ایسا نہو کہ روح قالب سے نکلجائے اب ایرج نوجوان
نے اُس بدحواسی مین روے زیبا پر نگاہ کی اپنے محبوب جانی یار جاودانی باعث تسکین دل
یعنی ملکہ مہران شمشیر زن کو دیکھا ایرج غش کھا کر گر پڑا شاپور قریب آیا ملکہ نے سر اپنے
زانو پر اٹھا کر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکے بوے زلف عنبر دماغ مین ایرج کے
پہونچی اشک گرم نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین نے لخلخے کا اثر دکھایا شاہزادہ
کو سنگا ہوش مین آیا فرط محبت سے دونون لپٹ لپٹ کر خوب روئے کئی مرتبہ بیہوش ہوگئے
شاپور سرہانے حاضر ہے دونون کے حال کا ناظر ہے کبھی آقا کو کبھی ملکہ کو سنبھال لیتا ہے مگر یہ
دونون وہ ہجر دیدہ آفت کشیدہ مبتلاے گردش فلک و ستمگار معشوق بھی مجبور عاشق بھی ناچار

بمشکل شاپور نے دونون کو ہوشیار کیا لاکر مسند پر بٹھایا اسوقت ایرج نوجوان کا خوش ہوکے
کہنا کہ بھائی شاپور عجب یہ روز سعید ہی آج ہمارے گھر مین عید ہی جلد سامان عیش و نشاط
لاؤ آج ملکۂ عالم نے سرفراز کیا ہی مین نے اپنے ستارۂ اقبال کی ترقی پر ناز کیا ہی ملکہ بران
کا رونا کم نہین ہوتا ایرج نے دامن سے اشک پاک کیے پیار سے ہاتھ گلے مین ڈالے
کہا کیون ای جانِ جہان اول تو آنے کا سبب ظاہر کرو شدت گریہ کے حال سے ماہر کرو
بران نے ضبط کرکے جواب دیا کہ کنیز شوخ چشم کی نامہ لے کر بخدمت افراسیاب جاتی
تھی راہ مین مین نے اسکو گرفتار کیا آنے کا تو یہ اتفاق ہوا ای شہریار رونا تو ہمارے
واسطے عمر بھر ہی اول ہی طلسم آئینہ مین ہمنے آپ سے عرض کیا تھا کہ ہمنے آپ سے محبت
نہین کی اپنی جان کے واسطے آفت مول لی شہنشاہ کوکب روشنضمیر وہ بادشاہ جابر
و قاہر ہی جس زمانہ مین آپ کو براے مقابلہ شاہزادۂ جہانگیر طلب فرمایا مجکو حکم تھا کہ جبتک
یہ ہمارے یہان مہمان رہین خبردار ای بران ہمارے دربار مین نہ آنا آپ ہی جہانگیر
سے لٹے صاحبقران بھی تشریف لائے ہم زیارت سے بھی محروم رہے ہمارے عشق کا انجام
بد ہی یہ کلام ہمارا سنتے ہی صید و شکار سے دل بہلایا کیجے ہمارا تصور کرنا یاد کرنا نالہ و فریاد
کرنا بالکل بیکار رہی ہماری موت کا حیلہ پروردگار نے مقرر کیا ہی میںنے آپ کو دل نہین دیا اپنی
جان کا ضرر مول لیا نہ آسکتے ہین نہ تمکو بلا سکتے ہین بار فراق اٹھانے کی اب طاقت نہین
رہی یہ کنیز لب گور ہی ضعف و نقاہت کا زور ہی امروز یا فردا تڑپ تڑپ کے مرجائینگے
کب تک مصیبت فراق اٹھائینگے باپ ہمارا ہمہ دان و ہمہ گیر ہی علم کہانت مین بے نظیر
ہی اگر کہین اسوقت مرأت واقعہ پر آنکھ لگا دے اور اس راز و نیاز کو ہمارے آپ کے
دیکھے چشم زدن مین اسی مقام پر آوے نہین معلوم کس عذاب الیم سے مجکو اور آپ کو
قتل کرے آپ کے بزرگون سے فساد کریگا خواجہ عمرو و مہرخ پر بیداد کریگا پس کیون کر
خوف نہ کرون دل سے مجبور تھی آپکا حال قید دیکھکر نہ رہ سکی مگر اب رخصت ہوتی ہون
ٹھہرنا مناسب نہین ایک دم بھر مجکو آنکھ سے اوجھل ہونا نہین اپنا چشم و چراغ سمجھتا ہی مجھے
مجکو آپ کی بربادی کا دھیان ہی یہ سنکر ایرج نے کہا ملکہ ہم تو آج شب کو جانے دینگے

بران نے کہا اے شہریار برائے خدا نہ روئیے اس ملنے کو ہمارے غنیمت جانیے اگر زندہ
ہیں تو پھر کبھی ملیں گے اگر ہمارے مرنے کا حال سننا سر نہ دھننا چلا چلا کے نہ رونا جان کو
نہ کھونا بعد مرنے کے بھی ہمکو بدنام نہ کرنا دل ہی دل میں دم محبت کا بھرنا ہم بھی مثل شمع
سوز عشق سے جلتے ہیں پروانہ وار زبان سے اُف نہیں کرتے ہیں قلب پر صدمے
سہتے ہیں اے شیر بیشۂ شجاعت یہ بھی جرأت ہے کہ چھری گلے پر پھیرے زبان سے آہ نہ نکلے
تلوار کا زخم کھاتے ہیں زخموں میں ٹانکے دیے جاتے ہیں زخم تیغ ابرو لا علاج ہیں تمہاری
ایک نگاہ لطف کے محتاج ہیں ان کلمات حسرت آیات سے کلیجہ ایرج کا پھٹ گیا
دامن ملکہ بران کا تھام لیا اشک آنکھوں سے جاری ہوئے اپنی بیتابی ظاہر کرنیکو یہ اشعار پڑھنے

ناظرین و شائقین اس جلسۂ عاشق و معشوق کو بنظر غور ملاحظہ کریں زبانی ایرج
کے اشعار آبدار دامن معشوق تھام کر بحسرت فرماتے ہیں نظم مخمس بطور مسدس

بہ سنانِ نگہِ یار قسم — بہ سرِ طرۂ دلدار قسم
بہ کمان خانۂ ابرو سوگند — بسرِ نرگسِ جادو سوگند
گر شدم کشتہ بہ چشم نگہت
خاکِ رہ گشتہ طرزِ ستمت

بہ صفائے گلِ روئے تو قسم — بسوادِ شبِ موئے تو قسم
بہ کمر گیرئے زلفت سوگند — بدل آویزئے الفت سوگند
خاکِ رہ گردم مرا حیرانم
غیر مردن نبود درمانم

بسرِ چشمِ سیاہِ تو قسم — بغضب گیر نگاہِ تو قسم
بسرِ ہندوئے خالت سوگند — بلبِ لعلِ مثالت سوگند
سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

بصفائے دُرِ گوشِ تو قسم — بادلِ فہمیِ ہوشِ تو قسم

بسرِ ناوکِ مژگان سوگند | بخمِ زلفِ پریشان سوگند

چون منِ نیست دگر بندۂ تو
بندۂ لعل شکر خندۂ تو

بشکر ریزیٔ گفتار قسم | بخرامِ قدِ دلدار قسم
بعقیق لبِ شکر سوگند | بزلالِ سرِ کوثر سوگند

شبِ ہجران بجز از خویشم نیست
جز خیال تو کسے پیشم نیست

بازگفتم بدہانِ تو قسم | بسر موئے میانِ تو قسم
بہ برو دوشِ تو زیبا سوگند | بہ بناگوشِ مصفا سوگند

مہر و مہ را بنود پیشِ تو قدر
پیشِ تو جملہ ہلال اند نہ بدر

بہ صفائے بدنِ یار قسم | بسرِ چاہِ ذقنِ یار قسم
بہ لباسِ گلِ سوری سوگند | بہ عرقِ غمِ دوری سوگند

عاجزم عاجزم از ہجرانت
لطف فرما کہ شوم قربانت

ان اشعار دلفگار نے قلب ملکۂ بران شمشیرزن کا بیچین کر دیا خانۂ دل کو غم و رنج سے بھر دیا کہا ای غمزدہ بس ان حالات کے سننے کی دل میں طاقت کہاں ایک ایک کلمہ واسطے تو وہ دل کے تیر دل دوز ہی آپ کی خاطر سے اس شب کو بچاؤنگی ایسا نوجوان سے ہاتھ دھونا پڑے اس آغاز کے انجام پر رونا پڑے شاپور نے دیکھا کہ ان دونوں عاشق و معشوق کا خیال خیر و شر میں کہیں دم نکلجائے فوراً گلابی اٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ میں ایرج نوجوان کے دیا کہا کہ معشوق کی جان لینا منظور ہی ایک جام شراب ملکہ کو پلایئے وقت عیش و سرور ہی ایرج نوجوان نے جام بلوریں ہاتھ پر رکھا کہا ملکۂ عالم ہمارے سر کی قسم اسے نوش فرمایئے نظم

خوشتر ز عیش و صحبتِ باغ و بہار چیست | ساقی کجاست گو سببِ انتظار چیست

بر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار — کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا دو قدح نہ کی نوش فرمایا پنجہ نگارین سے گلابی کو اُٹھایا جام
عشرت انجام کو شراب ارغوانی سے لبریز کیا پھر یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ بڑھایا نظم

فصل گل رفت و حریفانہ شرابے نزدم — بر لب شیشۂ دل قطرۂ آبے نزدم
شد تہی شیشۂ عمر از می ہستی و ہنوز — بزم می گرم نشد سیخ کبابے نزدم

اے شہریار ایرج نامدار بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند
شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا ساغر لیتے ہی آنکھوں میں نشہ آیا مستانہ وار ان اشعار کو پڑھا ابیات

ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما — مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

دیگر

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا — چھینا ہی عجب مجنت نے برج آفتاب کا
اس مہ کے ہاتھ میں نہیں ساغر شراب کا — مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہیں — شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے — صدقے میں میرے دیکھو تیلہ شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام نوش فرما کے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا طبیعت لہرائی
ملکہ پرزاد ان یہ کلمے زبان پر لائی کہ سنا ہے طلسم جمشیدیہ میں نور الدہر کا داخلہ ہوا ہے ایرج نے
کہا میاں بھی اُسی طرف قصد ہے میں نے زبانی شوخ چشم کے سنا دل مخمور جا کر قید ہوئی
نور الدہر بھی اُسکے تعقب میں گئے اب مجکو جانا واجب و لازم ہے جبتک وہ ادھر اُدھر
پھرتے رہیں گے میں بحول قوت الہی و لعنایت فیوض نامتناہی اُسکو فتح کر دوں اگر میں نہ پہونچا
اور اُسنے فتح کر لیا لشکر میں جا کر مبتلا ہونگے ایسے ایسے غرور کے کلمے فرمائیں گے کہ جنکو
سنکر ضبط کرنا دشوار ہے تم بخوبی آگاہ ہو میرے چشم ہیں دنگل رستم کا جھگڑا ہے قبلہ و کعبہ کے
زمانہ سے یہ فساد برپا ہے ہمیشہ یہ دست راستی ذلیل ہی ہوتے ہیں مگر صاحب غیرت ہیں
ملکہ نے کہا یہ طلسم بھی ہمارے قبضہ میں ہے آپ شوخ چشم کو ساتھ لیکر چلیے میں جا کر دالدنا مدار
سے کہکر کسی ساحر زبردست کو روانہ کرا کر جمشید سے کہلا بھیجونگی کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ
ایرج نوجوان تمہارے طلسم میں آتے ہیں لوح حوالہ کر دو اور تم اطاعت کر دینا یا طلسم

بھی اِنکے سپرد کرو وہ ضرور اطاعت کریگا پھر آپ کو اختیار ہی ایرج نے کہا ملکہ کچھ اسکی
ضرورت نہین بعنایت پروردگار سب سامان ہو جاوینگے ملکہ خاموش ہو رہی جانتی ہی
کہ آتش خوشعلہ مزاج ہین مردان عالم کے سرتاج ہین دل مین خیال کیا ہم یہ سب تدبیرین
جا کر کرینگے انسے کہنے سے کیا فائدہ شب وصل بہت تھوڑی ہوتی ہی انہین باتون مین گذر گئی صدائے
مرغ سحر بلند ہوئی چہرون پر عاشق و معشوق کے ہوائیان اُڑنے لگین اُسوقت محفل کی اُداسی
رخ شمع پر زردی پروانے جلے ہوئے لگن مین پڑے ہین فرش مین جابجا شکن صاف
معلوم ہوتا ہی کہ خیال عاشق و معشوق مین فرش بھی پیچ مین ہی پردہ ہوا اسے ہنین اُڑتا
حسرت پر عاشق و معشوق کی سر ٹپکتا ہی لپٹ لپٹ کر دونون کا رونا اشکون سے منھ
دھونا صدائے الوداع والفراق بلند ایک بیقرار ایک دردمند زلفون کی اُلجھن سے
پریشانی ظاہر چہرون سے حیرانی محجوبی ماہ بران کا یہ کہنا کہ ای شہریار خدا حافظ
دنیا صرائے رنج کا جواب مین یہ کہنا مصرع گئے تم اُدھر اور ہوئے ہم یقین ہی ٭ ملکہ جی
اب کب ملاقات ہوگی بُران نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا وعدہ فردائے
قیامت وہان بھی ملاقات کی امید نہین شعر حشر پہ وعدہ دیدار ہی مین ڈرتا ہون ٭
بھیڑ ہونے کی رخ یار ادھر ہو کہ نہو ٭ ملکہ نے کہا ای شہریار بس اب غصہ نہ کیجیے ایسا تو
باپ نے آئینہ دیکھا ہی غضب ہو جائیگا وہ نہایت صاحب غیرت ہی ایرج نے کہا
ملکہ فقط تمھاری بدنامی کا خیال ہی ورنہ طلسم نورافشان کو مٹا دیا کیا محال ہی ملکہ یا تو
روتی تھین یا ہنس پڑین کہا صاحب آپ ایسے ہی ہین میرا خیال ضرور ہی کبھی ایسا قصد
نہ کیجیے گا جہانگیر کے مقدمہ مین کئی پیچ پڑے اب وہ طلسم نورافشان کا مٹانا مشکل ہی
مگر آپکے واسطے کیا دشوار ہی ایسی باتین عاشق و معشوق مین ہوئین شمع سحری نے بھی اشک حسرت
انکے حال پر بہائے نیر اعظم کا چہرہ زرد بلبلون کے دل مین درد الغرض ملکہ بمشکل تمام
ایرج نوجوان سے رخصت ہوکر زمین مین غرق ہوئین کئی کوس چلی جا نکلین راہ کو
طی کرکے قصر جمشیدی مین پہونچین کوکب سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا ملکہ بُران واسطے
تسلیم کے خم ہوئین کوکب نے اپنے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا ای نور نظر کہان

لگی یقین ملکہ بران نے دست بستہ عرض کی ہزار روپے کے انتظام کو گئی وہان جاکر خبر
سُنی کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان و شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کا طلسم جمشید مین
داخلہ ہوا ہی گو جمشید جادو بر سر پرخاش ہی ایسا نہو کہ فرزندان صاحبقران پر کوئی آفت آ
پڑے جاسے تو آپ کو صاحبقران سے شرمندگی ہوگی اور جب سے آپ سے اور افراسیاب
سے فساد ہوا اُس بیچا نے خراج بھی نہین بھیجا جو یہان سے جا دے خراج کا بھی تقاضا کرے
اور فرزند صاحبقران کا جمشید کو مطیع کرادے کوکب نے اُسیوقت خورشید روشن راے
اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو چار سو ساڑھے چار سو جادوگر ساتھ کر کے حکم دیا جسطرح ملکہ نے
فرمایا ہی جلد جاکر انتظام کرے خواہ نورالدہر خواہ ایرج نوجوان پہونچ گئے ہون فوراً فوج دلوا دینا
خبردار اُنکا کوئی رونگٹا بھی میلا نہونے پاے خورشید روشن راے اُسی وقت طرف طلسم جمشید
کے بتعجیل روانہ ہوا اُسکو راہ مین چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا بعد جانے ملکہ بران شمشیر زن
کے ایرج نوجوان بیتاب و بیقرار رہی آخر مجبور و ناچار دربار مین آن کر بیٹھے افلاک کوہی کو
حکم دیا لشکر تیار کر وادو شوخ چشم سے فرمایا تم اپنی جادوگرنیون کو حکم دو ہمین طرف طلسم جمشید کے
جانا منظور ہی شوخ چشم نام طلسم جمشید سنکر تھرا گئی عرض کی اے شہریار طلسم جمشید مین بڑے بڑے
ساحران غدار رہتے ہین وہان کا قصد نہ کیجیے اُسکا فتح ہونا دشوار ہی ایرج نے فرمایا ہمارا
بھائی بچشم اُس طلسم مین پہونچ چکا آفت مین مبتلا ہو سکتا ہی کسکی مدد کو نہ جاؤن تم جلدی
تیاری اور رہبری کرکے ہمکو لیچلو جب طلسم قریب رہے تم الگ ہوجانا اپنی جان بچانا شوخ چشم
قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کنیز کو حضور کی جان سے اپنی جان عزیز نہین ہی مگر مقام تردد و آشوب
ہی ایرج نے کہا پروردگار مالک ہی شوخ چشم خاموش ہوئی بارہ سو جادوگرنیان اسباب سحر
سے آراستہ ہوکر سامنے آئین افلاک کوہی نے دس ہزار فوج تیار کیا ایرج نوجوان نے
شوخ چشم کو تخت پر سوار کیا افلاک کوہی کو سپہ سالار کیا آپ بعہدۂ صاحبقرانی کرہ بن اشقر
پر سوار ہوے ہمراہ جاہ و حشم کروفر سے نوبت نقارے بجے ہوے طرف طلسم جمشید کے
روانہ ہوے حال خیریت مآل انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کہ ملکہ گلگو

جوش محبت مین شاہزادے کے بیہوش کرکے اس ارادے پر چلی ہی کہ شاہزادے کو طلسم سے نکال لیجاؤن راہ مین ہنگامۂ عظیم ہونا ساقی نامۂ مصنف

ای ساقی مہروش گل اندام	دے بھر کے سبو سرور کا جام	ایسے رہے کی نہ ابتلک سیر
اب دیکھین گے صورت فلک سیر	منظور نظر سفر ہے ساقی	اور نشہ اُتار پر ہے ساقی
بوتل سے نکال بادۂ ناب	دورے کے لیے ہے طبع بیتاب	شیشہ مین بھی آثار ساقی
کھو دیگا مرا غبار ساقی	طاقت مجھے پالنے آکے لیجائے	منزل پہ ہوا اڑا کے لیجائے
صرصر بھی گرد پا نہ پائے	عنقا بھی مرا پتا نہ پائے	دشت نوردان وادی محنت

دگر فسانہ گزاران دام حسرت انجام صعوبت اس داستان کو یون تحریر فرماتے ہین کہ ملکہ شگوفہ شگفتہ
جمال نورالدہر بن بدیع الزمان اپنی نانی کو قتل کرکے بخوف جان شاہزادے کو بیہوش کرکے
اس ارادے پر باغ سے نکلی کہ انکو طلسم سے نکال لیجاؤن رات بھر تخت کو اڑاے ہوے آئی
مگر شب کو یہ نہ ثابت ہوا کہ مین کدھر جاتی ہون گردش فلکی ہمراہ تھی رات بھر کے سرحد طلسم ہی مین رہی
صبح ہوئی ایک درۂ کوہ مین آکر اتری اس خیال سے کہ شاہزادے کو رات بھر گذری بیہوش ہی
اپنے نزدیک سمجھی کہ سرحد طلسم سے نکل آئی اب شاہزادے کو ہوشیار کرون پھر غصہ کرینگے
اسکا کیا تردد ہی جو کہینگے سنونگی آخرش سمجھا دونگی سمجھ جاینگے اپنے لشکر مین مجکو لیجاینگے
مع محل جادوگرنیون کے درۂ کوہ مین آئی تھی لوح محفوظ شاہزادے کے گلے مین پہنادی شاہزادے
پر سے سحر بھی اتارا سردار و عیار ہوشیار ہوے نورالدہر نے اپنے کو ایک درۂ کوہ مین پایا گھبرا کر
پوچھا ای ملکہ یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی ملکہ شگوفہ تھرا کر قدمون پہ گری کہا ای مہرو
جو کچھ مین نے سمجھایا آپ نے قبول نہ کیا آخر میرے دل سے خوف نہ نکلا مین آپ کو بیہوش کرکے
بیرون طلسم لے آئی اب یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے جو مناسب وقت ہو سزا دیجیے رنگ روے
نورالدہر متغیر ہوگیا شاہزادہ غیرت سے عرق حجاب مین غرق ہوا کہا ملکہ بڑا غضب کیا تم نے مجکو
دین و دنیا سے کھو دیا نہین معلوم اس گرفتار زندان مصیبت و مبتلا ملکہ مخمور سرخ چشم پر
کیا گذری ہوگی اپنے دل مین کہا لیلی کہ شاہزادے نے ہماری خبر نہ لی اگر خدا نخواستہ
بادشاہ طلسم جمشید نے اس گل باغ خوبی و سرو نوخاستہ حدیقہ محبوبی کو قتل کرڈالا تم عورت ہو

تمکو تو کچھ نہ کہونگا اپنا گلا کاٹ کے مر جاؤنگا شبرنگ بھی گھبرا گیا چپکے سے کہا ملکہ غضب
کیا یہ شہر جس میشہ مین جائین بدون شکار واپس آئین دوسرے مقدمۂ نا معلوم حال اس عشق کی
طشت از بام افتادہ ہی یہ قلق سب سے زیادہ ہی نورالدہر نے کہا شبرنگ تم کیون گھبراتے
ہو مرکب تیار کرو ہم ابھی چلتے ہین اپنے کو جس طرح بنے گا طلسم جمشید تک پہونچا ئینگے
ملکہ عالم اپنی جان بچائین جہان چاہین جائین مجھے اُنسے کچھ کام نہین میری آبرو کی دریے
ہو مین واہ کیا خوب احسان کیا ہی جسنے بیٹی سے مخمور کا حال منفصل نہ کہا تھا پردہ بے پردہ
ذکر کر دیا تھا مخمور نے ہمارے واسطے افراسیاب کہ جو طلسم ہوش ربا کا مالک سلطنت وسیع
رکھتا ہی اُس سلطنت پر لات ماری شریک خواجہ عمرو ہوئی سالہا سال سے لڑ رہی ہی افراسیاب
سے حیا سے مقابلہ سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا جان آبرو کو بیچ دیا ان باتون کا بالکل خیال نہ کیا
اسطرح جو غصہ مین نورالدہر نے کہا شگوفہ مثل گل مرجھا گئی کانپنے لگی عرض کی ای شہریار مین
تو مع جمشید سے یہ حرکت ناشائستہ کر بیٹھی سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نورالدہر نے کہا ملکہ مین تجھے
کچھ نہین کہتا مگر مین بیشک جاتا ہون شبرنگ بخوبی مزاج سے واقف ہی اُسنے فوراً مرکب تیار کیا دروازہ کے
کے باہر جاکر ٹھہرا آواز دی ای شہریار مرکب تیار ہی شگوفہ نے کہا بھیا شبرنگ اسقدر جلدی نکرو برائے
خدا شاہزادے کو سمجھاؤ شبرنگ نے اشارہ کیا ملکہ کلام از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹنا ممکن نہین مین کیا نادان
ہون جو سمجھاؤن مین تو بیچارہ کیا ہون اگر انکے بزرگ بھی آئین پانی کرین نورالدہر فوراً سلاح سے آراستہ
ہو کر مرکب پر سوار ہونے چلے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ مین غصہ سے کف منہ مین بھرا ہوا
چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئین اب تو شگوفہ اُٹھی دست بستہ عرض کی اے شہریار بسم اللہ
چلیے لونڈی ساتھ چلیگی مین یہان رہکر کیا پہاڑ سے سر ٹکراؤنگی ہمراہ رکاب رہونگی مگر اتنا
عرض کرتی ہون تا بقلعۂ طلسم پہونچنا دشوار ہی کنیز سراسر خطاوار ہی نورالدہر نے کہا خضر کامل
ساتھ ہی خضر دل رہبری کریگا منزل مقصود تک پہونچائیگا واضح ہو کہ یہان درۂ کوہ مین یہ
ہنگامہ ہی شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہو چکا ہی شگوفہ نے اتنا لشکر روکا ہی کہ ایک لحظہ تامل
فرمایئے اسباب سحر جسم پر آراستہ کرلون جادوگرنیون کو آواز دے رہی ہی جلد تیار رہو
سب آراستہ ہو کر باہر آئین شاہزادے نے قصد کیا توکلت علی اللہ مرکب بڑھایئے

مگر دو کلمے داستان مدہوش دلاز بینی کہ جسکو افراسیاب نے عنوان دیگر بمضمون طلب کیا ملکہ مخمور روانہ کیا تھا وہ پاس جمشید جادو کے پہونچا فرمان افراسیاب کا جمشید جادو نے پڑھا اُسیوقت اپنے ایک ملازم معتبر موسوم بہ شاہ پور جادو کو مع بارہ سو جادوگر دن کے طلب کیا ملکہ مخمور کو قید خانہ سے بلا کر اژدہے پر سوار کیا شاہ پور و مدہوش دارینی مع تین ہزار ساحران غدار قید مخمور لیکر بیرون قلعۂ طلسمی نکلے علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس گروہ سے جاتے ہیں شاہزادہ نورالدہر بن جلیل الامان قریب درۂ کوہ مرکب پر سوار مع ملکہ شگوفہ چلا جاتا ہے دیکھا طرف سے موئے گرد عظیم بلند ہوئی نورالدہر نے آمد لشکر دیکھ کر شبرنگ سے فوراً دریافت تو کرو کسکا لشکر آتا ہے شبرنگ نے چاہا کہ نہ کہے کہ اس گرد کا شگافتہ ہوا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے دو سردار ساحران زبردست بطور سرداری آگے آگے تین ہزار ساحر پشت پر بیچ میں ایک اژدہے پر ایک مہ جبین شل قیدیوں کے سلسل و طوق چہرہ اُداس عالم یاس اب جو نورالدہر نے بغور دیکھا اپنی محبوب جانی یار جاودانی ملکہ مخمور سرخ چشم کو پایا بس نورالدہر نے کلیجہ پر گھونسا مارا کہا تو کیا غضب ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پکڑ کر ساحر لیے جاتے ہیں ملکہ شگوفہ نے چاہا کچھ جواب دے مگر شاہزادے کو کب تاب تھی مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی	کہ شاہان جہان گیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند

دلیرم ہم سر کین لشکر کافران	بہ چشم نگون شد سر کافران	ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
لقا را بہ یک دست بر داشتم	ظفر بر یلان عرب یافتم	شہ نوجوانان لقب یافتم

تن محفوظ تو عنایت پروردگار سے تھے ہی تلوار کھینچکر لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے چاہتے ہیں کہ ملکہ مخمور کو رہا کر لوں ساحران غدار سحر کر رہے ہیں بسبب حرز ہیکل کے کسی کا سحر اثر نہیں کرتا ملکہ شگوفہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تنہائی پر شاہزادے کی کلیجہ پھٹ گیا عاشق صادق نورالدہر کی ہمراہ اسنے بھی گاتی باندھی جھولی سنبھالی مع اپنے ساتھ والیوں کے سحر کرتی ہوئی جا پڑی گولے ترنج و نارنج رائی کے دانے مرچ کے دانے چلنے لگے زمین سے

شعلے نکلنے لگے صداہاے عجائب وغرائب آتی تھی اژدرہاے آتش فشان دوڑنے لگے ماران سیاہ برستے تھے ساحران غدار قتل نورالدہر پر کمر کستے تھے ایک سمت سے مدہوش دساز مین ہوشیار ہوا خود بھی بھولا ملکہ بحیا کو کان ہوے ہیبت شمشیر نورالدہر سے ناک مین دم ہے کان پکڑتا ہے بسکی ہے کہ بھاگ جاؤن لیکن تعلیم کردۂ افراسیاب ہے زمین کو ہلا ہلا دیتا ہے ایک جانب شاہور جادو ملازم جمشید لڑائی مین کد کر رہا ہے نورالدہر پہ کیسے کیسے سحر کیے مگر تاثیر نہوئی لیکن ملکہ شگوفہ لڑتی بھڑتی لشکر کفار مین دشمنی خوب خوب سحر کر رہی ہے عین گرمی جنگ مین جمال بے مثال مخمور نگاہ پڑی دیکھا حسن مین بے مثال ہے بدر رشک ہلال چہرہ چودھوین رات کا چاند سامنے عارض انور کے بدر کامل ماند گیسوے عنبرین رشک آگین کاکل پر پیچ کی لہر یا مار سیاہ پہ قہر پیشانی ظاہر ہے رنگ رو متغیر حال ابتر شمع جمال کی روشنی سے وہ مقام نورانی ومنور پیشانی پر اگر بند مسدس

ہے وہ جبین بیاض ہے یا صبح عید کی　　عالم سے جسنے ظلمت غم ناپدید کی
سوجان سے جہان کو خواہش ہے دید کی　　کانون کو آرزو ہے صفت کے شنید کی
سجدہ کرون جھکاؤن جبین نیاز کو
محراب نور پاؤن اگر مین نماز کو

دریا لکھون جبین نور کا یا عکس آفتاب　　یا لوح سیم مایۂ حسن صد آب و تاب
دفشان سے یا لکھون مطلّا سر کتاب　　القصہ کیا لکھون کہ وہ ماتھا ہے لاجواب
اہل نجوم کو یہ تجسس تمام ہے
جبہہ ہے خود قمر کہ قمر کا مقام ہے

ابرو ہے یا فلک پہ ہے قوس قزح عیان　　یا ہے خدنگ غمزۂ قاتل کو یہ کمان
یا بہر قتل عاشق بے صبر و ناتوان　　کھینچی ہے یہ غلاف سے شمشیر صفہان
در سورۂ قمر یہ ہے رشق فنا ہوا
یا ہے سفینہ لوح کا الٹا پڑا ہوا

آنکھون سے ساحران جہان مردہ ہو گئے　　بادام آنکھ دیکھ کے پژمردہ ہو گئے

نرگس کے پھول باغ میں افسردہ ہو گئے | آہو ہمیں سے دشت میں رم خوردہ ہو گئے

قربان چشم مردم ہندی نژاد ہیں
آنکھیں ہیں یہ وحشی غزال ختن ہیں

ملکہ شگوفہ کے ہوش اڑ گئے جی میں کہتی تھی حقیقت میں کیا حسن و جمال ہے کیا خط و خال ہے صانع
ازلی نے اپنے دست حق پرست سے یہ تصویر بنائی ہے کیونکہ شاہزادے کو خیال نمونہ حسن
بے مثال معشوق عاشق خصال ادھر ملکہ مخمور نے دیکھا شاہزادہ نور الدہر جو تیغ بکف ہو کے بڑھتا
صدہا ساحر دم بھر میں مار ڈالے دل باغ باغ ہو گیا قید کے رنج والم سے فراغ ہو گیا غنچہ طبع
شگفتہ پھول سے گال یا تو کمھلائے ہوئے تھے یا سرخی آ گئی تماشا ایک نازنین کو مع چار سو
جادوگرنیوں کے دیکھا گرد شاہزادے کے پھر کر سحر کر رہی ہے محو درجی عورت شگوفہ کی دیکھا
حیران جمال و محو دیدار ہو کر دل سے کہتی تھی معلوم ہوتا ہے یہ شاہزادے پر عاشق ہو کر یہاں تک
آئی ہے یقین ہے کوئی شاہزادی ہے اپنے قید رہنے سے بہت گھبرا رہی ہے کہ نور الدہر پر جادوگروں
کا ہجوم ہے ارے اس جوان کو مار لو چاروں طرف سے یہی دھوم ہے شاہزادہ نور الدہر شیرانہ
جنگ کرتا ہوا قریب مدہوش دراز بینی کے پہونچا مدہوش کے ہوش پراگندہ ہیں کیسے کیسے
گولے نور الدہر پر مارے مگر تاثیر نہیں ہوئے ایک موئے جسم بھی اس شاہزادے کا بیکا
ہوا دل سے کہتا ہے سحر کیوں جواب دیتا ہے جب شاہزادہ قریب پہونچ گیا مدہوش نے تیغ جو
مارا نور الدہر نے تیغ [illegible] را شگاف سلیمانی پر گا تھا صدہا شعلے بھڑک کر گرے یقین تھا کہ
بعنایت پروردگار سے محفوظ رہے وار مدہوش کا روک کر تیغ خارا شگاف کا مارا مدہوش
نے سپر سحر کی چہرے کی پناہ کیا لوح محفوظ کا عکس پڑا سپر سحر کی دو ٹکڑے ہوئی چاہا تڑپ کے
نکل جاؤں اجل نے مہلت نہ دی چمک کے تلوار گری مدہوش کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو تمام
ساحر بھاگے آواز آئی کہ مارا گیا کہ نام میرا مدہوش دراز بینی تھا شاہزادے کے ہوش اڑ گئے
ارادہ کو تو مخمور کے نہ چھوڑا مگر میدان سے پاؤں اٹھے نور الدہر قتل کرتے ہوئے چلے
شگوفہ نے سیکڑوں نخل قد ساحروں کے حربے قلم کیے مثل برگ خزان دیدہ کافر
گر رہے ہیں شگوفہ پامال کرتی چلی آتی ہے نور الدہر چاہتے ہیں مخمور کو چھڑا لیں کسی کو بس

لڑتے ہوئے آئے قلعہ طلسمی معلوم ہونے لگا شاہور نے ایک جادوگر کو حکم دیا جلد جا کر شاہ کو
خبر کر کہ طلسم کشا آگیا امیر سحر بہار اتا تیر نہین کرتا مدہوش مصاحب افراسیاب مارا جا چکا جلد
آئیے ورنہ قید مخمور چھین جائیگی وہ جادوگر بھاگا جمشید تخت پر بیٹھا تھا اُس سے آکر تمام کیفیت
بیان کی جمشید غصہ مین اُٹھا مرکب سحر پر سوار ہوا جمشید کا چلنا لاکھون ساحر اسکے ساتھ ہوئے
اسوقت آکر پہونچا کہ نورالدہر نے تمام فوج کو تہ وبالا کر دیا ہی شاہور بھاگا آ بھرتا ہی اور
شگوفہ کو جو معروف جنگ دیکھا جل گیا وہین سے نعرہ کیا باش او طلسم کشا او خبردار اد
شگوفہ جلد رومال سے ہاتھ باندھ کر قدمبوس بادولت کے گی ہر چند کہ شگوفہ بھرائی گر سحر کرنے مین کمی نکی
جمشید نے ■ چار گولے اپنے ہاتھ سے ایسے مارے زمین تھرا گئی کئی سو جادوگریان شگوفہ کی بیہوش ہو کر
گرین شگوفہ بھی زخمی ہوئی مگر نورالدہر بیچا اُسکا اثر نہین کرتا قریب ہی کہ شگوفہ کو گرفتار کرے کہ اندر سے
قلعہ کے پانچہزار ساحرون کے ساتھ سہیل اختر شناس آکر پہونچا یہ بیٹے سے مطیع الاسلام ہی چونکہ کاہن
زبردست ہی کتاب مین دیکھا تھا کہ طلسم اب ٹوٹ جائیگا خداے نادیدہ برحق ہی ساحری پرستی کرنا ناحق ہی ناظرین کو
یاد ہوگا اسلیے بدعت سے جمشید کی ملکہ مخمور کو بچا کر قید کرایا تھا اسوقت پانچہزار ساحرونکو مطیع الاسلام
کرکے آپہونچا جمشید سمجھا میری مدد کو آتا ہی مگر سہیل برابر ملکہ مخمور کے ایابے کے پہونچا ہٹو ہٹو
کرکے ساحرون کو ہٹایا زبان سے سوزن ملکہ مخمور کے نکال لیا سوزن کا نکلنا مخمور
اُٹھی سنگ ریزہ اُٹھا کر مارے کہ کئی سو ساحر داخل جہنم ہوے سہیل نے بھی نعرہ کیا منم
غلام شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پانچ ہزار فوج سے لشکر جمشید پر حملہ کیا اُدھر
مخمور نے آفت برپا کر دی لڑتی ہوئی قریب شگوفہ آئی شگوفہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ
مخمور نے پوچھا بی بی تمہارا کیا نام ہی شگوفہ نے سر جھکا کر کہا بندی غریب الوطن مجبور و ناچار
وطن سے دور موت سے قریب آوارہ و سرگشتہ بدنصیب ملکہ مخمور نے کہا کیون بی ساحرون
سے کیون لڑتی ہو ظاہرا تم اسی طلسم کی رہنے والی ہو شگوفہ نے کہا آپ کی قید کا حال سنکر
دلکو تاب نہ آئی شکر ہی آپ رہا ہوئین بڑا کام بتانا یہ ہی کہ ہم آپ دونون ملکہ شاہزادے
کو بچا مین اس طلسم سے نکال لیجاؤن اب جمشید بادشاہ طلسم خود آگیا ہی قلب کانپ رہا ہی
بدون لوح طلسم بادشاہ کا قتل بہت دشوار ہی زور کا دخل بیکار ہی ملکہ مخمور سمجھ گئی کہ یہ بھی

شاہزادے پر عاشق ہو زیادہ کلام کی مہلت نہ پائی مخمور لڑتی ہوئی ایک جانب نکل گئی
شگوفہ ایک سمت لڑنے میں مصروف ہوئی اُسوقت قیامت کی جنگ ہو سہیل اختر شناس نے
ہزاروں کو مارا ملکہ مخمور نے طبقۂ زمین کا ہلا دیا نور الدہر نے بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا اب جمشید
گھبرا با دل سے کہتا ہو کیا باعث ہو اس جوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا آخر ایک کنارے پر آ کر
ایک چراغ روشن کر کے چند دانے ماش کے مارے ایک سنہری پتلی پیدا ہوئی جمشید نے
اُس سے پوچھا اے کنیز ساحری اس جوان پر سحر کیوں نہیں تاثیر کرتا اُس پتلی نے آواز دی اے
شہنشاہ اس جوان کے پاس لوح محفوظ موجود ہو یہ آپ کے قریب نہیں جا سکتے اُس پتلی
سے یہ سُنکر جمشید میدان جنگ میں آیا اُٹھا کر ایک گولا مارا سہیل و شگوفہ دونوں بیہوش
ہو کر گرے جمشید نے حکم دیا ملازموں نے سہیل و شگوفہ کو گرفتار کر لیا تعجیل قلعہ میں بھیجدیا
بعض جادوگروں سے اشارہ کیا مخمور پر بلوہ کرو بیچ میں لاکھوں جادوگر آگئے اب مخمور نور الدہر
سے دور ہو گئی نور الدہر نے ایک مقام پر آ کر ایک جادوگر کو مارا پہلو سے آواز آئی شہریار کنیز کو
بچائیے نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ مخمور زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہو جسم پر آبلے
پڑے ہوئے نور الدہر نے کہا ملکہ یہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور جمشید نے مجھ پر سحر کیا تمام
ہڈیاں جل رہی ہیں ذرا لوح محفوظ مجھکو دیجیے اپنے جسم سے مس کروں نور الدہر نے گھبرا کر
لوح گلے سے اُتاری سامنے مخمور کے پھینک دی مخمور نے اسکو اُٹھا کر رومال میں لپیٹا اور
نعرہ کیا او طلسم کشا منم شہنشاہ جمشید اب نور الدہر نے دیکھا کہ جمشید تاج پہنے سامنے کھڑا ہو
ملعون نے صورت سحر سے مخمور کی بنائی تھی اب جو ایک دو ہتڑ مارا نور الدہر زمین پر گرے
شبرنگ کو ڈھونڈھ کر پکڑ لیا سرداروں کے سپرد کیا اب طرف مخمور کے آیا چونکہ بادشاہ طلسم
ہو آخر مخمور بھی اُسکے سحر سے بیہوش ہوئی مخمور کو بھی اندر قلعے کے روانہ کیا آپ اسواسطے بیرون
قلعہ ٹھہر گیا لاشے بھی اُٹھوانا اپنے سلطنت والوں کے منظور ہیں اور یہ بھی خیال ہو اگر طلسم کشا کو
اندرون قلعۂ طلسم لیجاؤنگا تو بعد میعاد معینہ طلسم قتل کرنا ہوگا اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی
قید نور الدہر کی چند ساحروں کے سپرد کی سلسل کر کے شہزادے کو اور شبرنگ کو اسی بارگاہ
میں بٹھلایا جمشید جادو بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی خورشید روشن رائے

وزیر کوکب روشنضمیر جسکو ملکہ بران نے روانہ کرایا تھا وہ اسوقت آنکر پہونچا جمشید
جادو کو سلام کیا پوچھا یہ رن کیسا پڑا جمشید نے کل کیفیت بیان کی اپنے ساتھ لیکر
بارگاہ مین آیا کہا اے خورشید مخمور کو خدمت افراسیاب مین روانہ کرونگا سہیل و شگوفہ
میری ملازم ہین انکو خود سزا دونگا اور طلسم کشا کو توابھی قتل کرتا ہون خورشید روشن رائے
نے فرمان شہنشاہ کوکب کا ہاتھ مین جمشید کے دیا کہا اسکو پڑھیے اِسکے مضمون پر کاربند
ہوجیے نور الدہر اور شبرنگ و مخمور کو ہمین حوالے کیجیے ہم خدمت شہنشاہ مین لیجائین
سہیل اختر شناس و شگوفہ کا تمکو اختیار ہے جمشید جادو یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا اے
وزیر اعظم یہ میری شرافت تھی کہ مین تمکو استقبال کرکے لایا جسدن سے شہنشاہ کوکب
روشنضمیر شریک مسلمانان ہوے مین نے تو خراج بھیجنا موقوف کیا مین تو افراسیاب
کا ملازم ہون اِسیوقت نور الدہر و شبرنگ کو قتل کرونگا ہرچند کہ خورشید روشن رائے
کے ساتھ بارہ چودہ سردار دربار مین بھی موجود تھے چار سو ساحر ہمراہ آیا تھا مگر سوچا کہ یہ مقام
فساد کرنے کا نہین ہے ہنس ہنس کر باتین کرنا شروع کین کہ اے برادر تمکو اختیار ہے ہمنے حکم
شاہنشاہ پہونچایا خواہ قتل کرو خواہ بخشو چند ساعت یہ باتین کرکے خورشید روشن رائے
ٹھہرا اور یکایک یہ کیا کہ بیٹھے بیٹھے چپکے چپکے سحر کرکے سر پر جادو وزیر جادو و ملازمان جمشید کو بقوت
نور الدہر و شکل شبرنگ قید مین چھوڑا نور الدہر و شبرنگ کو بہ نیرنگ سحر اپنے قبضہ مین کرلیا
جب اپنا کام کرچکا کہا او جمشید اب ہم جاتے ہین جمشید نے کچھ اعتنا نہ کی خورشید روشن رائے
باہر نکلا تخت پر سوار ہوا ساتھ والون کو لیکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوگیا جمشید جادو نے کہا کہ فوراً
دار استادہ کراؤ جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر نور الدہر و شبرنگ کو دار پر کھینچا جمشید جادو نے حکم
دیا جلاد نے تیغہ مارا دونون کے سر اڑ گئے آواز آئی کشتی ملازم من سر پر جادو وزیر جادو
بود جمشید حیران ہوگیا یہ کیا معرکہ ہوا مرنے سے اُن مُردون کی صورتین بھی بدل گئین وہ اسکے
عزیز سر پیٹنے لگے اور کہا اے شہنشاہ اِن غلامون نے کیا خطا کی تھی جمشید پریشان ہوا اور اق
مین جو دیکھا صاف معلوم ہوا یہ شعبدہ خورشید روشن رائے وزیر کوکب روشنضمیر
کرگیا میرے سردارون کو قید کرایا نور الدہر و شبرنگ کو لیگیا غصہ مین اندر کھوٹی سی کے

دیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس کو قید خانہ مین بھیجدیا اور اِن جملہ حالات کی
عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی سب حال لکھا آخر مین یہ تحریر کیا کہ آپ کی دوستی مین کوکب
سے دشمنی ہوئی طلسم کے بچانے کی فکر کیجیے وزیر کوکب طلسم کشا کو نکال لے گیا وہ اُسکی
ضرور مدد کریگا یہ نامہ جو افراسیاب جادو کو پہونچا نہایت غصہ مین آیا کہا مین لوح طلسم جمشید
ابھی منگائے لیتا ہون یہ کہکر محیط ابر بار جادو کو بلوایا اور ایک نامہ بنام جمشید لکھا اُسکا مضمون
یہ تھا کہ ای خیر خواہ بلا اشتباہ کیا مجال کوکب کی جو تمسے آنکھ ملا سکے مجھے ہر وقت خیال ہی
مگر برادر محیط ابر بار جادو مع فرمان ابد دولت کے آتا ہی وہ جو قلعہ ہی جسکو دخانیہ کہتے ہین شبرنگ
آتش خوار وہان کا حاکم ہی محیط تمھارے پاس آئیگا تم بھی نامہ بنام شبرنگ آتش خوار
لکھ دینا فرمان ابد دولت کا اور نامہ تمھارا لیکر قلعہ دخانیہ مین جائیگا مقام لوح ہمنے محیط کو
سمجھا دیا ہی وہ قلعہ دخانیہ سے لوح لیکر ہمارے پاس چلا آئیگا ہم لوح کو اپنی حفاظت مین
رکھینگے جب لوح دستیاب ہوگی طلسم نہ فتح ہو سکیگا محیط ابر بار فرمان افراسیاب
لیکر طرف طلسم جمشیدیہ کے روانہ ہوا مگر خورشید روشن رای نے اپنے سحر سے نور الدہر و
شبرنگ کو نکال لایا پانچ کوس پر آکے بارگاہ استادکی شاہزادے کو ہشیار کیا مسند آراستہ
کرکے جگہ دی آپ دست بستہ سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا نور الدہر حیران با تو مین قید مین
جمشید کی تھا یا اپنے کو بارگاہ آسمان جاہ مین پایا اسباب عیش و نشاط مہیا ایک جوان وزیر
وضع سامنے دست بستہ حاضر ہی جسکی صفت خلق مین زبان قاصر ہی حیران ہوکر کہا ای برادر یہ کیا
مقام ہی آپ کا کیا نام ہی خورشید روشن رای نے دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر کا وزیر ہون آپ کی طلسم کشائی کی خبر شہنشاہ کو پہونچی مجھکو نامہ دے کر روانہ کیا کہ جاکر
جمشید سے لوح دلوا دو شاہزادے کو شکست و عدم شکست کا اختیار ہی مین نے جاکر
حضور کو قید مین پایا اُس بیجا نے حکم شہنشاہ کو نہ مانا شکر ہی کہ مین حضور کو صحیح نکال لایا
اب حضور میرے ساتھ برای ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تشریف لے چلیے
ذاتی معاد پر تشریف رکھیے مین لازمون کو خدمت مین چھوڑ کر پاس کوکب کے جاؤن
جمشید نمک حرام شہنشاہ کا ملازم ہی اب منزل بغاوت کا عازم ہی شہنشاہ اُس سے لوح

منگوا کر آپ کی خدمت میں حاضر کرینگے نور الدہر سُنکر خاموش ہو رہے نہایت شاق ہوا کہ
مددسے انسان کی کام کریں یہ بات ضرور مشہور ہوگی کہ کوکب نے جب لوح دلوادی تب
فتح طلسم نصیب ہوئی ای نور الدہر رب اکبر پر تکیہ کرو جسطرح بنے یہاں سے نکل چلو جو اپنے
بزرگوں کا طریقہ ہو اسپر کاربند ہونا شیوۂ مردی و مردانگی ہو وہ بے نیاز کارساز مدد کریگا
اس بلا کو دور کریگا دلمیں تو یہ خیال کیا ظاہر میں فرمایا ای خورشید روشن رائے تمنے جو کچھ
کہا مناسب کہا جو کچھ تمنے کہا ایسا ہی کرینگے ہم یہاں ٹھہرینگے تم جا کر سوچ کے تدبیر کرا دینا
خورشید روشن رائے کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادے کی خوش بیانی پر تسکین دل
ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے خورشید نے آرام کیا نور الدہر اپنے چپرکھٹ پر آئے
شبرنگ کو سمجھا دیا تھا اُسنے شاہزادے کو جگایا بہ تعجیل مرکب تیار کیا نور الدہر چپکے سے
اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے برائے اطمینان خورشید روشن رائے ایک پرچہ لکھکر
ڈال دیا کہ ای وزیر اعظم تم متردد ہونا ہم توکلت علی اللہ طرف طلسم جمشید کے جاتے ہیں
اور تمکو براہ محبت سمجھاتے ہیں ہمارا تعاقب نہ کرنا اپنے ملک کو جاؤ شہنشاہ سے ہماری جانب
سے شکریہ ادا کرنا اور کہدینا کہ ہم لوگ اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہیں پیدا کرنیوالے
کو بخوبی پہچانتے ہیں انشاء اللہ اگر حیات باقی ہو تو طلسم کو فتح کرینگے ورنہ اپنی جان دینگے
یہ تدبیر کر کے اُس شب تیرہ و تار میں مع شبرنگ ایک جانب روانہ ہوئے صبح کو خورشید
روشن رائے نے شاہزادے کو نہ پایا کاغذ اُٹھا کر پڑھا ساتھ والوں سے کہا کہ صاحبو
فرزندان حمزہ کیا بہادر ہیں دریائے جرأت کے بے بہا دُر ہیں مجبور خدمت میں کوکب کی
آکر حاضر ہوا تمام کیفیت ظاہر کی او سلکہ بران نے بھی بقدمہ ایرج نوجوان صفائی کی
دست بستہ گذارش کی کہ حضور از روے وقائع کے معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے بھی
طلسم جمشید کا رُخ کر دو فرسے قصد مصمم کیا ہو اور یقین ہو کہ قریب طلسم جمشید پہونچ گئے ہونگے
کوکب روشن ضمیر نے اپنے ایک سردار عالیجاہ کو غصہ میں فرمایا کہ ای ابریق آسمان سیر تم
جاکر شاہزادہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو اور بھڑکر جمشید سے لوح لو شاہزادہ مرحلہ شکست
کریگا اُس بیحیا باغی خاموس غرور کو مثل برگ خزان ویدہ پامال کریگا ابریق آسمان

بکمر وہنما طاؤس پر سوار ہو کر تبلاش ایرج نوجوان طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا

اوّل دو کلمہ شاہزادہ نورالدہر و بدیع الزمان تحریر ہوتے ہیں

کہ یہ بارگاہ خورشید روشن راے سے نکلے قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوئے اُس
مقام پر پہونچے جس مقام پر شبرنگ بن عمرو نے ساحر کو مارا تھا اور گرفتار ہوئے تھے
وہاں پر آکے زیر نخل ٹھہرے ارادہ تھا کہ شب ہو بعد نماز مغرب رب مشرقین سے رجوع
لائیں کہ کلید فتح طلسم حاصل ہو شبرنگ سے کہا ابھی تو دن زیادہ ہے صحرا سے ایک آہو شکار
کرکے لائیں کباب لگا کر کھائیں شب کو مصروف دعا ہونگے دیکھیں پردۂ غیب سے کیا ظاہر
ہوتا ہے شبرنگ نے کہا بسم اللہ مرکب پر سوار ہو کر ایک سبزہ زار میں آئے ایک ہرن پر مرکب
ڈالا شبرنگ پیچھے رہ گیا کوس بھر پر آکے نورالدہر نے ہرن کو شکار کیا تیر کھا کر آہو گرا
نورالدہر مرکب سے کودے آہو کو اُس خونخوار کے بقربانی پہونچایا انتظار میں ہیں کہ شبرنگ
آئے تو آہو کو اُٹھا کے چلیں کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا لنگڑاتا ہوا چلا آتا
ہے نورالدہر نے اُٹھا کر تیر مارا وہ آہو گرا نورالدہر نے اسکو بھی ذبح کیا دونوں کو کھینچکر
ایک مقام پر رکھا ہے کہ دیکھا ایک نقابدار با دلربائی بصد جوش و خروش مرکب باد رفتار
پر سوار تیر و کمان ہاتھ میں چوکنا گھوڑا ڈالے ہوئے آتا ہے اُس نقابدار کی نگاہ اپنے صید پر
پڑی بغیظ و غضب تمام قریب نورالدہر کے آکر کہا کیوں او اجل گرفتہ تو نے ہمارے صید کو
کیوں شکار کیا کچھ خوف مابدولت کا نہ ہوا نورالدہر بے ساختہ ہنس پڑے فرمایا آپ کا صحرا میں
اجارہ ہے صید سامنے آیا شکار کیا نقابدار نے کہا یہاں ہماری عملداری ہے کسی کی مجال نہیں کہ
یہاں شکار کھیل سکے نورالدہر نے کہا اب تو تیر مارا خطا فرمائیے جو مناسب ہو سزا دیجیے
نقابدار نے کہا یہ ہرن اُٹھا کر گردن پر لادو ہمارے مقام پر پہونچا دو جب تو نورالدہر کو غصہ
آیا فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کام مزدوروں کا ہے بس نقابدار غصہ میں مرکب سے کود پڑا
ہاتھ نیچہ کا بلا تکلف مارا نورالدہر نے پنجہ نگارین کو بڑھا کر تھپکی ماری نیچہ پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا ذرا زور کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی کمر میں ہاتھ ڈال کر نورالدہر نے
نقابدار کو اٹھا لیا تکان جو پہونچی نقاب چہرۂ نقابدار سے دور ہوئی یہ معلوم ہوا برق تجلی

یا ابر ہٹ گیا ماہ تابان پردۂ حجاب ابر سے نکل آیا ایک ماہ پارہ حور خصال پری تمثال ماہ جبین مہر تمکین نظر پڑی شاہزادہ عجب حسن و جمال کی تاب نہ لا سکا غش کھا کر زمین پر گرا ہر چند کہ نازنین بھی شکار ہوئی زخمی تیغ ابرو اسیر کمند گیسو مگر حجاب مانع ہوا عشق کہتا تھا اپنے بیمار کا سر اٹھا کر زانو پر رکھو عناب لب سے علاج کرو شربت وصال پلاؤ بنفشۂ گیسو کی بو سنگھاؤ جس طرح بنے اسکو ہوش مین لاؤ حجاب کا قول تھا شرم مناسب ہے صاحبان عصمت کو پاس ناموس ضرور ہے عشق تاکید کرتا تھا سراسر عقل کا قصور ہے اسی کش و پیچ مین حیران بالین پر اپنے بیمار کے اشک حسرت بہا رہی ہے کبھی بیٹھ جاتی تھی کبھی قصد ہوتا تھا کہ بند نقاب آراستہ کرکے نکل جاؤن مگر جوش محبت مین یہ بھی خیال تھا کوئی جانور درندہ اسکو آ گزند نہ پہونچاے یا خدانخواستہ شیر آکر دشمنون کو کھا جاے یہ وجہ مجھپر خون ہوگا اس خیال سے بیٹھی ہے آنکھوں سے اشک گرم ٹپکے لخلخہ لوسے گلاب عارض پر شاہزادے کے پڑے آنکھ کھل گئی نازنین نے چاہا ہٹون فوراً الدہر نے کلائی تھام لی اُس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا ہاں ہاں کہکر اشارہ کیا دیکھو اے شخص مجھکو ہاتھ نہ لگانا اپنی جان پر آفت نہ لانا یہ کہکر جو مسکرائی سپیدی برّاقی گوہر دندان کی اُس سے برق گری خرمن ہوش و حواس کو شاہزادے کے جلا دیا زلف نے پریشان کیا آئینہ جمال نے حیران کیا ہاتھ تو بہ منت تھام لیا اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی سراپا موزون صانع ازل نے نور کے سانچے مین ڈھالا ہے قیامت قد بالا ہے بند مسدس

زلفِ رسا ہے یا شبِ معراج سربلند
یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہے یہ کمند
یا ہین وہ مارِ شانۂ ضحاک خودپسند
ہے جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن مین ہے
دل خون خشک مشک کا نافہ ختن مین ہے

ہو زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا
اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہوسکا
یا ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
پیدا ہے یا کہ شام محرم جہان پہ برملا
خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
ممکن نہین ہے یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلفِ دوتا ہوئی
صیادِ مرغ روح ہوئی دلربا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہرِ خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی

زلفیں سنوارنے میں جو شانہ شل ہوا
کھاکھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہیں معجزے وہ چشم خرد بین میں بیگمان
دیکھے جو سامری بھی تو ہوجائے بیزبان
جادو ہوا اُنکے نام سے دنیا میں بے نشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہیں عیان

پہونچے نہ چشم زخم کہیں خوفناک ہون
دم سورہ صاد کا میں کرون کیونکہ پاک مین

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کردیا
تارنگاہ لطف سے زخم جگر سیا
جتون سے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھیں کبھی چُرا کے مرا دل چُرا لیا

سیدھی نگاہ تیری سینہ کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو بھی دوسار تھی

پہلوے گل کے خار ہیں پلکیں کہ ہیں خدنگ
یا فوج کی صفیں ہیں مہیاے رزم و جنگ
رگہاے جان پہ تیر ہیں یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہیں جسم پہ وردی سیاہ رنگ

پلکوں سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہیں
یا بہر صید باز نے پنجہ نکالے ہیں

شاہزادہ بیقرار اشکبار جب کئی مرتبہ اُس مہ جبین نے غصہ کر کے کہا صاحب چھوڑ دو نورالدہر نے بدحواسی میں سر قدموں پر رکھدیا اور کہا اے ملکہ عالم ایک چشم زدن تامل فرماؤ اپنے بیمار محبت کا علاج کرو اگر چلی جاؤگی ابھی پھڑک کے دم نکلجائیگا نورالدہر نے جلدی میں زین پلنگ پشت مرکب سے اُتار کر بچھادیا پلکوں سے جھاڑ دیا لیکن گئی وہ نازنین شرماکر بیٹھ گئی مگر دزدیدہ نگاہ سے جمال بیمثال نورالدہر کو دیکھ رہی ہی ہر مرتبہ جوش عشق کہتا ہے گلے میں ہاتھ ڈالدو دل کھول کر ملو مگر پھر شرماکر رُک جاتی ہے دونوں عاشق و معشوق حیران حیران نورالدہر سنت کر رہے ہیں وہ شہنشاہ اقلیم شرم و حیا آنکھیں نیچی کیے شرم سے کانپ رہی ہے رخ پر شبنم

بھی آکر پہونچا اسوقت ملکہ نے گھبرا کر کہا ای شہر یار دیکھے کوئی راہگیر آتا ہی نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہا ملکۂ عالم یار وفادار لشکر ظفر پیکر شبرنگ بن عمرو عیار ہی شبرنگ قریب آیا دیکھا جنگل مین عجیب جلسہ ہی شاہزادہ ایک نازنین کے سامنے دست بستہ بیٹھا ہی منت کر رہا ہی شبرنگ تو عیار ہی اسنے فوراً اپنے توبڑے سے گلابی نکال کر بیچ مین رکھدی آہو کے گوشت کے کباب تیار کیے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر شاہزادے کو دیا کہ بسم اللہ اس مست شراب حسن و ناز کو اک جام پلائیے نور الدہر نے جام سامنے کر دیا ملکہ شہر یار آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا ای شہر یار یہ کیا موقع ہی میرا باغ یہان سے قریب ہی ہر چند کہ مقام خوف و خطر ہی مگر یہان سے اٹھ چلنا بہتر ہی نور الدہر نے عمرو سے کہا یہ جام نوش کر لو پھر جہان کہو گی وہان چلین گے یہ جو نور الدہر نے منت سے کہا ملکہ نے جام نوش کیا آنکھون مین نشہ آیا خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا اپنے ہاتھ سے جام نور الدہر کو دیا نور الدہر نے مذہب کا ذکر کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئی اسکے بعد جو دو دو جام پیے ملکہ نے پوچھا ای شیر بیشۂ جرأت اس صحرائے پر ہول مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نور الدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا نام و نسب بھی بتلایا مگر نور الدہر نے دیکھا باتین کرتے کرتے یہ نازنین سہمی جاتی ہی چار جانب دیکھ رہی ہی نور الدہر نے پوچھا ملکہ اسقدر گھبراتی کیون ہو یہ مقام خالی از خیر ہی ہماری وجہ سے صحرائے غربت کی سیر کی اس مہ جبین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا اپنا حال زار بیان کرون یہان سے قریب ایک شہر ہی میرا باپ وہان کا بادشاہ ہی ملک آباد رعایا دل شاد مگر باپ ہمارا مطیع مہران شاہ جمشید جادو بادشاہ حبشیہ کا خراج گزار ہی نہایت ساحر زبردست مکار و غدار ہی کسی وجہ سے اسکا اس حوالی مین گذر ہوا تھا باپ ہمارے مطیع و منقاد تھے استقبال کرکے اپنے شہر مین لائے سامان دعوت مہیا کیا کسی دراندازنے مجھ بد نصیب کے حسن و جمال کی تعریف کی بادشاہ مجھکو دیکھ لیا باپ سے ہمارے سوال شادی کا کیا باپ نے محل مین آکر مادر مہربان سے کہا محل مین شور گریہ و زاری بلند ہوا کہ ایسی بیٹی بھولی بھالی جادوگر کے تصرف مین جائے گی نہین معلوم کیا رنج و ملال اٹھائے گی آخر مشیرون نے صلاح دی کہ بادشاہ سے کہیے ابھی آپ کی کنیز کمسن ہی دو برس کی مہلت دیجیے بعد اسکے سامان شادی ہوگا ای شہر یار

وہ زمانہ وعدہ کا منقضی ہوگیا تیسرے چوتھے دن اُسکے ساحر آیا کرتے ہین باپ پر ہمارے
دباؤ ہی جلد سامان شادی مہیا کرو جمشید جادو عشق مین بیتاب ہی وزرا و امرا پر عتاب ہی
دن غم سے آب و دانہ ترک رہتا ہی ہر وقت یہ خیال ہی کہ اب کوئی جادوگر آئیگا اُٹھا لیجائیگا
عورتون سے کیا ہو سکے گا جان دونگی نورالدہر نے کہا اے ملکہ طلسم مین اسی فکر مین نکلا ہون
انشاءاللہ طلسم جمشیدی کو فتح کرونگا میرے یاران ہمدم جمشید جادو کے یہان قید مین ابھی چو
دن ہوا ایک لڑائی پڑی تھی کئی ہزار ساحر میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے لڑتا ہوا قریبا
قلعہ جمشیدیہ کے پہونچ گیا تھا مگر فلک نے انقلاب دکھایا دھوکا دے کر اُسنے لوح محفوظ
لے لی ایک ہفتہ عشرہ کی ملکہ تمکو تکلیف ہوگی اُس بیچارے کی کیا مجال جو تمہارا نام لے سکے
مگر ملکہ تمنے اپنے نام نامی سے نہ آگاہ کیا ملکہ سر جھکا کر رونے لگی کہا اے شہریار دریائے مصیبت
کی شناور ملکہ ماہ پرور مگر آپ کی باتون نے کلیجہ فگار کیا وہ ایسا ساحر زبردست بادہ سحر و
ساحری سے مست اُسکا قتل ہونا دشوار ہی نورالدہر نے کہا ملکہ اپنی آنکھون سے دیکھ لینا
بعد ایک مہینے کے طلسم بھر مین ایک جادوگر واسطے علاج کے ملے تو تمکو نبیرہ صاحبقران
نہ کہنا ان دونون عاشق و معشوق مین رنج و ملال کی باتین ہو رہی تھین شبرنگ دو ہی
قدم پر جھیل ہی پانی لینے کو گیا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او برباد کن ساحران عالم
کہان جائیگا تمام ساحران طلسم تیری تلاش مین پھر رہے ہین تو اِن صحرا مین معشوقہ شہنشاہ کے
عیش مین مصروف ہی قتل تیرا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہی اور اے ملکہ ماہ پرور غضب کیا اِس
باغی کے دام مکر مین پھنسی تیرے لیے بھی خرابی ہوگی جب تک نورالدہر اُٹھین ایک پنجہ کمر مین
پڑا ابر سے آسمان لیکر روانہ ہوگیا ایک ساحر مہیب سامنے اُس ماہ پیکر کے آیا یہ نیر سپہر
آسمان حسن دیکھکر کانپنے لگی صورت مہیب دیکھتے بیہوش ہوگئی چونکہ جمشید جادو اُسپر عاشق
ہی اُس ساحر مہیب شکل نے تخت بناکر ملکہ کو بٹھا لیا سحر کرکے ہوا ہوگیا ہیت کے شبرنگ
بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا چار جانب جستجو مین دوڑا جب پتا نشان دستیاب ہوا ایک
جادوگر کی شکل بنکر تیار ہوا جھولی بائین ہاتھ پر تیلے سونے چاندی کے گلے مین سینہ در کا
تکلّا کمر پر بنا ہوا ایک ترسول ہاتھ مین سامری و جمشید کا نام لیتا ہوا ایک سمت جستجو کنان

جل نکلا ملکہ کا حال تو وقت پر ظاہر کیا جائیگا ناظرین کے ذہن اقدس مین آئیگا مگر رستم صولت
اسفندیار صفت صاحب رعب وجلالت آفتاب آسمان شوکت وشان شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا ایک دربار عالم مین پایا ایک بادشاہ
ساحر تخت پر بیٹھا ہے گرد ساحرونکا دور ہی سردارون کے کہنے سے ثابت ہوتا ہی فیروز جادو نام در
طلسم جمشیدی فیروز نے پکار کے آواز دی ای سیاح جادو تنے بڑا کام کیا ساحران طلسم مین
نام کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے مگر بادشاہ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک سردار ہی دوسرا اسکے ساتھ
عیار ہی تصویرین دونون کی آگئین اکیلے طلسم کشا کو لائے عیار کو کہان چھوڑ آئے عرض کی یہ
غلام تلاش مین نکلا تھا ایک مصاحب بھی بادشاہ کا اسی جستجو مین آیا اور وہ دونون براے
جستجو ایک صحرا مین پہونچے ایک سایہ نخل مین ملکہ ماہ پرور دختر مہران شاہ سے یہ جوان مصروف
عیش تھا وہ ملکہ کو اٹھا کر لے گیا مین اس شیر صولت کو آپکی خدمت مین لایا اور کسی کو
اُس مقام پر نہین پایا فیروز نے کہا اُسی مقام پر جاکر تلاش کرو وہ اسکا ہمراز ہی شجاع جلادی سیاح
نے کہا کہ غلام پھر جاتا ہی ملتا ہی تو ڈھونڈھکر لاتا ہی یہ کہکے پر پرواز پیدا کر کے مثل طائر خیال
بلند ہوکر اُڑتا ہوا چلا شبرنگ بشکل ساحر اُسی صحرا مین پھر رہا ہی سیاح آسمان پر جاکے کوسون
منزلون پیک نگاہ کو دوڑایا سوائے ساحر کے کسی کو نہ پایا خیال مین آیا اسی کو لے چلو
سامنے بادشاہ کے پیش کردینگے خلعت وانعام لینگے وہین سے سحر کرتا ہوا گرا شبرنگ بن
عمرو کی کمر مین پنجہ دے کر اُٹھا چشم زدن مین دربار مین فیروز کے لیکر پہونچا شبرنگ
بن عمرو کو کھڑا کردیا کہا اے شہنشاہ اُس صحرائے مہیب مین سوائے اس ساحر کے اور کوئی علا
یہ حاضر ہی شبرنگ بن عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک طرف شاہزادہ مسلسل و مطوق بیٹھا ہی جلسہ
ساحران جما ہوا ہی ایک بادشاہ تخت پر ہے تو چار فرزند خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہی آنکھ
کھلتے ہی بادشاہ کو سلام کیا دعا دی خداوند سامری وجمشید کی مدد سے آفتاب اقبال روشن
رہے گیہان کی جسے کارگزاری دیا رہے آج جمشید وسامری نے اپنی قدرت کا ظہور
دکھایا اِس ظالم جلاد کو قید مین پایا مجھ ایسے مقبول بارگاہ سامری کا کلیجہ دکھایا سب تمہارے
باپ دادا خدمت مین جمشید وسامری کی جایا کیے پوری کچہری سجائی سندر سے باتے تھے

ہمارے پاس بھی تصویر خداوندی ہر وقت پوجا پاٹ کے اب بھی اشارے کنائے ہو جاتے ہین مگر اس ساحر کش کا خون بہاؤ نگا ٹھاکر جی کی پیشانی پر ٹیکے لگاؤ نگا یہ کہکر خنجر کھینچ کر نواللہ کی گردن پر رکھدیا کہا کیون اعظام میرے نوجوان بھائی جودھہ کو قتل کرتے تجھے افسوس آیا دیکھ قدرت سامری کی تجھکو میرے قبضہ مین کرایا اب سب بھائی بلدری دا لے سامری پرست ہونے دو سو خدا سے بندے موجود ہین اب مجھے کیا ڈر ہو جادوگرون نے ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا بشکل خوشامد کرکے سامنے فیروز کے لائے فیروز ان باتون سے بہت خوش ہوا کہ یہ بندۂ خاص سامری ہو رگ وریشہ مین اوتارون کی محبت بھری ہو کرسی پہ بیٹھنے کو جگہ دی کہا آؤ بھائی تمھارا کیا نام ہو اب کس دیر مین مقام ہو کہا حضور جگبت جوگرن قوم کا برہمن بیابان جادو نام پوجا پاٹ کرنا ہی کام ہو اس مسلمان نے میرے جوان بھائی کو مارا حضور مجکو حکم دین کہ اپنے ہاتھ سے قتل کرون خون اسکا کافور مین رکھکر لیجاؤن شوالون مین ٹیکے دون اور آپکے غلام کے پاس ایک پتلی ہو اشارے کرتی ہو بھجن گاتی ہو شوالے سے ملی تھی سامری کے گھر کی لچھمی ہو جس دن سے مجھے ملی نہال کردیا ہر چھ ماہی مین سنتون کو جمع کرتا ہون موہن بھوگ کھلاتا ہون بڑے بڑے داتا لوگ جمع ہوجاتے ہین بڑی بڑی دور سے لچھمی جی کے درشن کرنے آتے ہین داتا لوگون کے سامنے دکھیو لچھمی جی پٹر پٹر باتین کرتی ہین نتھنی پھڑکاوتی ہین فیروز جادو حیران ہوگیا کہنے دوو دلاکو رو پڑے کے بت خریدے ہین اپنے منہ پر کبھی بھی نہین اٹھاتے سو بھی نہین ہلاتے یہ بندۂ خاص ہی یہ سوچ کر کہا ذرا لچھمی جی کا ہم بھی درشن کرین کہا سامنے یہان دربار مین مجمع ہو کنارے چلئے لچھمی جی سے دو دو باتین کرلیجئے فیروز جادو اشتیاق مین اٹھا ایک کمرے مین آکر کہا دیوتا لاؤ لچھمی جی کو دکھاؤ شبرنگ نے کمر سے ایک پتلی نکال ہاتھ مین فیروز جادو کے دی کہا مہارانی اپنے باتین کرو سامری کے بندے ہین اور فیروز جادو نے کہا مہارانی کے منہ سے منہ ملاؤ پیٹ پر ہاتھ رکھکے دباؤ باتین کرینگی فیروز جادو نے پتلی کے منہ سے منہ ملاکر پیٹ پر پتلی کے ہاتھ رکھا پتلی نے منہ کھولا فیروز جادو نے خوش ہوکر قہقہہ مارا شبرنگ نے پتلی کے پیٹ پر ہاتھ رکھکے جو زور سے دبایا پتلی کے منہ سے دھوان نکلا شبرنگ کے پتلی مین کل لگا کے بیہوشی بھردی تھی فیروز جادو فوراً بیہوش ہوا شبرنگ نے

پتلی کمر مین رکھی فیروز جادو کی زبان مین سوزن دیا ستون سے مضبوط باندھا زنگ رغن عیاری
کا نکال کر بشکل فیروز جادو تیار ہوا تاج اُسکا لیکر اپنے سر پر رکھا تمام لباس جسم پر آراستہ
کر کے باہر آیا پکار کر آواز دی قیدی کو ہمارے پاس لاؤ مگر ہتکڑیان بیڑیان کاٹ دو ہم تنہائی
مین سزا دینگے نور الدہر کے جسم سے قید بجون نے دور کی شبرنگ ہاتھ تھام کر شاہزادے کا
اندر لایا دروازہ مکان کا بند کر لیا نور الدہر سے کہا ای شہریار غلام آپ کا آپہونچا فیروز جادو کو
مین نے گرفتار کر لیا نور الدہر کو مقام صدر پر بٹھایا اپنی صورت اصلی بنائی فیروز جادو کو ہوشیار
کیا اب جو فیروز کی آنکھ کھلی اپنے کو ستون سے بندھا دیکھا نور الدہر سلاح سے آراستہ قید
جسم پر ندارد اور ایک عیار خونخوار تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے نعرے کر رہا ہے کہا ای فیروز جادو قدرت
پروردگار کو ملاحظہ کیا تجھ ایسا جادوگر میرے قبضہ مین آگیا شاہزادہ رہا ہوا تیرے ملازم بیرون
قصر بالکل بیکار ہین اگر تجکو قتل کرون کسی کو خبر نہو قدمون پر شاہزادے کے لوٹنے بڑے افسوس
کی بات ہے کہ تم لوگ آپ سے کہتے ہو کہ عمر طلسم تمام ہو گئی اور پھر قتل طلسم کشا مین کوشش کرتے ہو
ہونے دو سو خداؤن پر لعنت کرو وحدانیت کے قائل ہو وہ حاکم زمین و آسمان بانی بنائے
آفتاب و مہتاب و ثابت سیارگان ہے اسطرح شبرنگ نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے
فیروز جادو کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ دل وجان سے اطاعت قبول کی سعادت
دارین حصول کی شبرنگ نے سوزن زبان سے نکالا ستون سے فیروز کو کھولا فیروز دوڑکر
قدمون پر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرا عرض کی اگر غلام کلمہ پڑھے گا تو مافی حرج
کی زبان سے جاتی رہیگی حضور کی غلامی مین رہونگا ملازمان جمشید سے لڑونگا نور الدہر نے
سر سینہ سے لگایا فیروز جادو شہزادے کو ساتھ لیکر مع شبرنگ بن عمرو دربار مین آیا اہالیان
دربار حیران ہوئے شاہزادے کو دخل زرین پر جگہ دی رفیقون سے پکار کر کہا صاحبو تمکو خبر ہی
کہ ہمپر کیا گذری ہم گرفتار ہوگئے اگر ایسے صاحبان رحم کا سامنا نہوتا قتل ہو جاتے تمکو خبر
بھی نہوتی مین نے اطاعت دین اسلام قبول کی حلقۂ غلامی گوش جان مین ڈالا غلام باخلاص
ہوا سب نے عرض کی ہم بدل وجان حضور کے مطیع و تابعدار ہین بادشاہون کو امورات نیک
و بد کے اختیار ہین اب تو صحبت عیش و نشاط آراستہ ہو کی ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لیکر

حاضر ہوئے رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت طلوع ہوا ایک نازنین گل رخسار نے یہ غزل گائی اہالیان صحبت کی طبیعت لہرائی غزل

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہی انکار نے بھی
اگر دلبر نہیں زور چلتا کسی کا

نہ ہو تو کسی کا نہ ہوگا کسی کا
نہ میری سنے وہ نہیں ناصحو کی
یہ کہنا کہ کیا مجھ پہ دعوا کسی کا
کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم

کیا تم نے قتل جہاں اک نظر میں
نہیں مانتا کوئی کہنا کسی کا
جو پھر جائے اس بیوفا سے تو جانوں
نہیں میری جان شکوا بیجا کسی کا

نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اشعار عاشقانہ سنے یاد میں ملکہ مخمور سرخ چشم کی اشک آنکھوں سے جاری ہوئے دل بیتاب چشم پر آب دل کو دھڑکن جگر کو پھڑکن آہ گرم ہڈیان جلانے لگی سوزش عشق آگ سینہ میں بھڑکانے لگی اشعار

جوش پیمانہ ریزش انظار

چشم آغوش حسرت دیدار
شوق پامال حسرت و حرمان
آرزو سے نظارہ خاک ہوئی
گرد دل سے اڑے زمین کے ہوش
فتنہ محشر آفرین افغان

بحر اشک آب باگلشن صبر
کف افسوس نیچہ مژگان
خاک میں بھی ملا دیا غم نے
نالہ آسمان فگن کا جوش
اشک آنکھوں سے متصل جاری

نگہ یاس برق خرمن صبر
سرمہ سا چشم آبناک ہوئی
خاک اڑائی کدورت دم نے
صور کا نفخ اولین افغان
خون دل تا بہ لخت دل جاری

حال شاہزادے کا ابتر دیکھکر فیروز جادو نے عرض کی کیوں شہریار اسوقت آئینہ رخسار پر گرد غم والم کی ترقی ہے چہرہ صاف و شفاف سے بیقراری پائی جاتی ہے نور الدہر نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ای بادشاہ فلک کجرفتار نے عجب روز سیہ دکھلایا ہے بخت واژگون طالع نگون نے اس حال کو پہونچایا ہے ایک ایک دم بر دم شمشیر مصیبت گذرتا ہے خنجر فراق محبوب ذبح کرتا ہے

درس شفقت ما بیان دیگر است
با فلک ہر دم قران دیگر است
از شراب عشق ہے سوز جگر
طالب حق را مکان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را

این مدرس را زبان دیگر است
تا بکی سرگرم کار این جہان
نقل این دار مکان دیگر است
رہرو راہ طلب را ہر قدم
با نمت راز نشان دیگر است

اختر اختر شناسان ترا
این جہان ما ہم جہان دیگر است
درمیان خلق بے جو فید و نیست
ہمرہے با کاروان دیگر است
کس نمید اند کہ منزل در کجاست

ہر کسے را کاروان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق
مخفیا از آسمان دیگر است
در نیابد غیر چشم حق شناس
این معلم را زبان دیگر است
ہر دمیدان را نشان دیگر است
پرتو اقبال صاحب ہمتان

نورالدہر بن بدیع الزمان سے کلمات عشق آمیز و اشعار وحشت انگیز جو پڑھے فیروز جادو بے اختیار رونے لگا کہا شہریار غلام ساحر زبردست ہے آپ کا معشوق کہاں ہے اگر آسمان پر ہوگا تو اپنے کوشل دعا سے مظلوماں پہونچاؤنگا اگر تحت الثریٰ میں ہوگا قطرۂ آب بنکر جذب ہو جاؤنگا ہر طرح آپ کے مطلوب کو آپ سے ملاؤنگا نورالدہر نے کہا کہ طلسم جمشید یہ میں ملکہ مخمور سرخ چشم عاشق زار معشوق وفادار قید ہے دوسری نازنین مہ جبین ملکہ شگوفہ اسی صیاد کی صید ہے ہم محفل عیش و عشرت میں بیٹھے ہیں گانا سنتے ہیں نہیں معلوم اس گرفتار قفس طلسم پر کیا گذری ہوگی پروردہ مہد ناز و نعم صاحب شوکت و حشم اسیر پہ سرنج و الم بس اب تمھاری مہربانی یہ ہے کہ مجکو جلد رخصت کرو جستجوے محبوب میں جائیں اپنے کوشل نقش پا مٹائیں یا طلسم کو شکست کریں اس لڑائی کا بندوبست کریں فیروز نے عرض کی کہ ایسے وقت میں غلام ساتھ نہ چھوڑیگا خدمت گزاری سے منھ نہ موڑیگا ہر چند کہ مفتوح ہونا طلسم کا بدون لوح غیر ممکن مگر ہم سرکار کے ساتھ ہیں نورالدہر نے کہا سب سامان وہ مسبب الاسباب مہیا کر دیگا فیروز نے کہا بسم اللہ بیس ہزار ساحران غدار کو فیروز نے تیار کیا نورالدہر بن بدیع الزمان نے فیروز کو تخت پر سوار کیا آپ خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا علمہاے گلنار کے پھریرے کھل گئے اس کر و فر سے مع لشکر فیروزی اثر طرف طلسم جمشید دو منزلیں طے کی تھیں ایک دن وقت سحر ایک صحرا سے سبزہ زار میں گذر ہوا شاہزادہ پشت مرکب سے اترا بہار سبزے کی دیکھنے لگا یہ نہ سمجھا کہ سبزہ بیگانہ ہے جیسے ہی سبزۂ خوابیدہ پر پاؤں رکھا مثل طالع خفتہ سوتے سوتے دشمن بیدار ہوا غضب کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا کمر میں نورالدہر کی پڑا اس جلدی میں تبدیل فلک ہوا کہ کوئی ساحر قریب نہ جا سکا ساحروں میں غل ہوا کوئی شاہزادے کو اٹھا لیگیا فیروز جادو چار طرف دوڑا کچھ نشان نہ ملا روتا ہوا پلٹا شبرنگ بن عمرو سے کہا کیوں ای برادر جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا طلسم میں ہنگامہ ہو چکا ہے کل حاکمان دربند کو حکم پہونچا ہے جس طرف

طلسم کشا نکلا گرفتار کرو آخر مین نے بھی گرفتار کرا یا تھا تصویرین سب کے پاس پہونچ چلی ہین اگر
شہزنگ کیا عجب ہو شہزنگ آتش خوار حاکم قلعہ دخانیہ نے یہ آگ لگائی ہو وہ مردود بھی نہایت
ساحر زبردست ہی مشہور رہی کہ اُسکے قبضہ مین لوح ہی وہ سب سے زیادہ کد و کوشش کریگا اُسی کے
سا درے گئے ہونگے اُسی جانب ہم بھی چلتے ہین شہزنگ نے کہا بسم اللہ فیروز مع لشکر سمت
دخانیہ چلا مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ایک جادوگر کے پایا وہ تخت پر بیٹھا ہی گرد
بہت سے ساحر ہین اپنے ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار شہزنگ آتش خوار نے آواز دی کیون اے
جوان چند عرصہ مین طلسم مین بڑے بڑے ہنگامے ڈالے ہزارہا ساحر تیری وجہ سے طلسم جمشیدیہ
کے مار ڈالے گئے مگر میرا نام شہزنگ آتش خوار ہی میرے شعلۂ قہر و غضب سے بچنا دشوار
ہی یہ کہکر حکم دیا پہلو سے قصر مین جو کمرہ ہی وہان لیجا کر اس جوان کو رکھو بادشاہ کو عرضی لکھے ہین
جیسا حکم ہوگا بجا لاوینگے یہ محفوظ رہے کہ فوراً لہر کو قید آہن سحر مین مبتلا کر دیا کمرے مین شاہزادہ
بیٹھا ہوا تلملا رہا ہی شہزنگ آتش خوار اپنے وزیرون مشیرون سے صلاح مین مصروف
ہی کہ صاحبو اسکو قتل کر دون یا بادشاہ کو عرضی لکھون ابھی اپنی عقل کے موافق سردار جواب دیر ہے ہین

دو کلمہ محیط ابر بار جادو کے سنیئے کہ جسکو افراسیاب جادو نے یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ طلسم جمشیدیہ کی لوح ہمارے پاس لے آؤ

اول محیط جادو پاس جمشید کے آیا فرمان افراسیاب کا جمشید پڑھکر بہت خوش ہوا اپنا
نامہ اس مضمون کا لکھا ای شہزنگ آتش خوار محیط ابر بار شہنشاہ افراسیاب کا سردار مع فرمان
و مع نامہ ماہدولت تمہارے پاس پہونچتا ہی فوراً اسکو لوح حوالے کر دینا شہنشاہ نے خود
اسکو مقام لوح کا پتا بتا دیا ہی چشمہ کو خشک کر کے یا آبرو لوح خود نکال لیگا پس جمشید سے
یہ نامہ لیکر محیط جادو طرف قلعہ دخانیہ کے روانہ ہوا جس وقت شہزنگ آتش خوار نور الدہر
کو قید کر کے اپنے سردارون سے صلاح کر رہا ہی اُسی وقت محیط جادو بکبر و نخوت تمام
دربار مین شہزنگ آتش خوار کے آکر اُترا بسبب غرور کے شہزنگ کو سلام بھی نہ کیا شہزنگ
نے دنگل زرین دیا پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہی محیط نے
نامہ و فرمان ہاتھ مین شہزنگ کے دیا اور کہا مین لوح لینے آیا ہون شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا

ارشاد ہی کہ جلد جا کرے آؤ لوح طلسم جمشیدیہ ہماری خدمت مین پہونچاؤ وہ قصر کس مقام پر ہی
شہنشاہ نے مجکو نشان بتادیا ہی پہلو مین کمرہ ہی پاس حوض بنا ہی اُسپر تختۂ آہن ہی لوح طلسم کا
وہی حوض مسکن ہی شبرنگ آتش خوار نے کہا آپکا نام تو محیط ابربار ہی اور مزاج مین یہ گرمی
ذرا تامل فرمایئے ایک جام شراب نوش کیجیے یہ کہکر ساقی بچے کو اشارہ کیا محیط نے پیالہ پیا
اور دماغ مین نشۂ غرور بھرا پلٹ کر کہا صاحب مجکو بہت تعجیل ہی زیادہ نہین ٹھہر سکتا شبرنگ نے
کہا مین جواب تحریر کرتا ہون مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہی اب لوح لیجانے کی ضرورت کیا
ہی محیط نے کہا مین تحریر و تقریر نہین جانتا وہ سامنے قصر ہی حوض بھی مجکو معلوم ہوتا ہی شہنشاہ نے
سب نقشہ مجکو بتلادیا ہی مین لوح جا کر نکالتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا جب تو شبرنگ
آتش خوار نے کہا میان محیط صاحب اسقدر سر نہ اٹھایئے نشہ مین نہ بلبلایئے ہرگز لوح نہ لیجانے
دونگا بانیان طلسم نے ہمارے بزرگون کو ایسا معتبر جانا لوح طلسم کو سپرد کیا ہمنے آج تک برابر
جان سے رکھا اب طلسم کشا کا بھی انتظام کر چکے صحرا صحرا پھرے تکلیف اٹھائی کانٹے صحرا کے
پانون مین چبھے جب طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے ہین اب آپ واپس جایئے گرفتاری طلسم کشا
کا حال کہیے ہم اس عرصہ مین سر طلسم کشا روانہ کرتے ہین محیط نے کہا مین قاصد نامہ دار نہین ہون
بلکہ ہمپلو نشین افراسیاب ہون خود صاحب قہر و عتاب ہون یہ کہکر غصہ مین آکر اٹھا اور کہا
دیکھو یون لوح لیے جاتے ہین جب تک شبرنگ سنبھلے محیط نے ایک گولا سحر کا بڑھ کر مارا
تمام بارگاہ مین شبرنگ کی دھوان چھا گیا شعلے بھڑکنے لگے کوئی زمین پر گرا مثل ماہی بے آب
تڑپنے لگا کسی کی زبان بند کوئی دردمند شبرنگ بھی اُسکے مارے مثل تصویر تصور کے خاموش
حیرت کا جوش تخت سے اٹھ نہ سکا محیط گولہ مار کر بل کرتا ہوا بارہ دری سے نکلا قریب حوض کے
آیا حوض پرست تختۂ آہن اٹھایا حوض مین پانی بھرا تھا چند دانے ماش کے مارے پانی خشک
ہو گیا محیط جوش سحر سے حوض مین کود پڑا دیکھا پہلو مین ایک مختصر سا دروازہ لگا ہی اُسنے لات
ماری کر دروازہ ٹوٹا اندر اُس دروازے کے میز پر ایک صندوقچہ رکھا تھا کلید آہن لگی ہوئی
تھی محیط نے قفل کو مروڑ کے کھولا ڈھکنا اٹھایا اندر اُسکے لوح طلسم جمشیدیہ مثل آفتاب عالمتاب
چمک رہی ہی ریشم مین گندھی ہوئی گچھا منقش کا تختی الماس کی اُسپر یاقوت احمر کے حرف محیط نے

خوشی میں آکر ہاتھ میں اٹھالیا بحیرت اُس لوح کو دیکھتا ہوا کہ یہ کیا شی بنائی ہو یہ تو ایک سلطنت کا
مول ہوای محیط اسکو شہنشاہ کو دے اپنے پاس چھپا رکھو کسی وقت پر کام آیگی دولت دنیا
دلوانے کی عجب شی نایاب ہی لوح ہو یا آفتاب عالمتاب ہو یہ نہ سمجھا کہ یہ الماس ہو اسکی محبت دل
کے ٹکڑے اُڑا دیگی جان جائیگی خون تھوکنا پڑیگا ایک ایک ریزہ اسکا نشتر بنکر دل میں گڑیگا
ہاتھ میں لوح چمکاتا ہوا محبت میں بہوت محیط جادو جوش میں جو بیٹھا شاہزادہ نور الدہر قید سحر میں
مبتلا بیٹھا ہی محیط نے جو طلسم کشا کو دیکھا آواز دی باش او مسلمان دیکھ یہ لوح میں نے لے لی
سر بھی کاٹ کر لیتا جاؤں اسکے معاوضہ میں الگ خلعت و انعام افراسیاب سے پاؤں یہ کہکر
تیغہ کھینچکر جھپٹا یہ ناظرین پر ملحوظ رہے کہ بائیں ہاتھ میں لوح طلسمی ہو داہنے ہاتھ سے تلوار کھینچے ہو
جیسے ہی قریب نور الدہر کے پہونچا عکس لوح کا پڑا قید سحر دور ہوئی طبیعت شاہزادے کی مسرور
ہوئی تلوار پر اسکی ہاتھ ڈال دیا محیط چاہتا ہی کہ سحر پڑھوں بسبب لوح ہاتھ میں ہونے کے سحر
فراموش ہی قلب پر حیرت کا جوش ہی شاہزادے سے اور محیط سے کشتی ہونے لگی شہزنگ آتش خوار
نے اہلیان دربار بڑے بڑے ساحران غدار سحر میں محیط جادو کے مبتلا ہیں جو باہر تھے وہ غل
سنکر دوڑے ہیں کہ یہ کیا قیامت ہی وہ ہمارے مالک پر کیسی مصیبت ہی تخت سے اُٹھا ہی دل
بیٹھا جاتا ہی شعلے چار طرف بھڑک رہے ہیں اب جو نور الدہر نے نعرہ کیا سب نے دیکھا کہ
طلسم کشا سے اور محیط جادو بے آبرو سے کشتی ہو رہی ہی سحر تو اُس بھولا گویا زمین آمادہ زور کر رہا ہی
نور الدہر نے کمر میں ہاتھ دیکر اُٹھا کر مارا لوح چھین کر گلے میں ڈالی چھاتی پر چڑھ بیٹھے کندہ
شانوں سے دباکر فرمایا او بیحیا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس مغرور نے سامری و جمشید کا
نام لیا کچھ جواب سخت دیا نور الدہر نے ایک ہاتھ گردن پر دوسرا ٹھوڑی پر رکھکے چرخ
دے کر ایک جھٹکا مارا مع نرخرے گردن کو گھسیٹ کر پھینکدیا اتنا بڑا جادوگر واصل جہنم ہوا تمام
دربار میں اندھیرا ہوگیا سنگباری برف باری ہونے لگی جو عمل کرتے تھے کچھ تدبیر نہیں آتی
بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من محیط جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود
نرسیدیم تحریم محیط ابر بار جادو کا شہزنگ آتش خوار وغیرہ سے دفع ہوا روشنی ہوئی شہزنگ
آتش خوار نے یہ سب معاملے اپنی آنکھوں سے دیکھے دیکھا کہ سامنے سے طلسم کشا لوح

گلے میں خون میں محیط کے نہایا ہوا چہرے پر قہر و غضب شبرنگ تخت سے اٹھکر دوڑا پکارا
ای شیر بیشہ صاحبقرانی تیرا دین سچا ہی خدا ے نادیدہ یکتا ہی میرے دل کو اعتقاد ہوگیا رد ساحر کو
شاد کیا ماشا اللہ اس مغرور کو کس زور شور سے مارا یہ کہتا ہوا قریب آیا قدموں سے لپٹ گیا
نورالدہر نے سر اٹھاکر سینہ سے لگایا فرمایا ای بہادر تم ہمارے قوت بازو ہو زینت پہلو ہو دیکھو
پروردگار ہمارا کیا مسبب الاسباب ہی چشم زدن میں کیا کا کیا ہوا تمھارے پاس قید ہوکر آئے
تھے معبود نے مشکلکشائی کی قید سے چھوٹے فتح ہاتھ آئی تم شریک ہوے اب معاملات
فتح طلسم ٹھیک ہوے شبرنگ نے تمام اپنے سرداروں کو آواز دی صاحبو تمنے ظہور مذہب
اسلام دیکھا میں تو دل وجان سے مطیع الاسلام ہوا جسکو طلسم کشا کا ساتھ دینا ہو رہے ورنہ
نکلجاے سب نے عرض کی ای شہریار ہم سب کی اس شاہزادے نے جان بخشی کی ہی دل وجان سے
حاضر ہیں شبرنگ آتش خوار مع فوج وافسران نامدار مطیع الاسلام ہوا شاہزادے نے
شبرنگ آتش خوار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے کہ فوراً ہرکارے سامنے

آکر ہوبچے ہاتھ اٹھاکر دعا اور ثنا ے بادشاہی بجالائے قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
الٰہی اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا

ای شہریار والا تبار فیروز جادو وشبرنگ بن عمرو آپ کا عیار تو تخو مع فوج ظفر موج قریب
قلعہ دخانیہ آکر اترے ہیں ماہل جنگ وجدل ہیں سب جوان جان نثار بے بدل ہیں آپکی
قید کی خبر سنکر آے ہیں قریب قلعہ پہونچ چکے ہیں نورالدہر نے حکم دیا ہمارے دوست کو
استقبال کرکے لاؤ ہم تک پہونچاؤ شبرنگ آتش خوار نے پوچھا کہ ای شہریار یہ کب مطیع ہوا
آپ کی غلامی سے اسکا بھی مرتبہ رفیع ہوا فرمایا اسکے یہاں بھی قید ہوکر آے تھے یہ بھی
شریک ہو چکا بس شبرنگ آتش خوار خود بھی براے استقبال اٹھا فیروز جادو کو مع شبرنگ
بن عمرو بصد تکریم وفر ساتھ شاہزادے کے لایا فیروز نے آکر شاہزادے کو مقام صدر پر پایا
کلاہ فخر کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا اب محفل عیش وعشرت آراستہ ہوئی اقیان سیمین ساق و
مطربان خوش آواز ورقاصان سحر ساز دربار میں حاضر ہوے محفل فرحت وبزم سرور و
نشاط گرم ہوئی ایک نازنین پریچہرہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ای در خمِ زلفِ تو پریشان دلِ عاشق — وی بر رخِ گل روے تو حیران دلِ عاشق
آبی کہ بصد خونِ جگر یافت لبِ خضر — دیدست دران چاہِ زنخدان دلِ عاشق
تا زلفِ تو سر رشتۂ زنارِ بتان ست — ہرگز نہ شود مائل ایمان دلِ عاشق
تا گشت لبِ لعلِ تو ہمراز تکلم — خونِ دلِ من خورد بہ دامانِ گلِ عاشق
محفی بسر دار برد خواہ بآ دیزد — از کردۂ خود نیست پشیمان دلِ عاشق

محفل میں صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی اُس وقت شاہزادہ بھی مسرور خیال فراق دل سے دور چار پہر رات اِسی ہنگامۂ عیش و نشاط میں بسر ہوئی صبح کو نورالدہر نے فرمایا ای شبرنگ آتش خوار ماہی فیروز جادو جلد لشکر تیار کرو بیرون قلعہ چلو میں براے فنای طلسم جاؤن شبرنگ نے کہا جلد لوح ملاحظہ کیجیے سمت مرحلہ جات تشریف لیجایئے ہم لشکر لیے کر آتے ہیں اُسی وقت لشکر تیار ہوا بیرون قلعہ آ کے نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح میں نکلا ای فتاح طلسم و ای شجاع این عجائبات جب پروردگار اپنا فضل شریک حال کرے تب طلسمی حاصل ہو کسی قدر تسکین دل ہوا اسم حاشیۂ لوح پڑھنا ایک طائر خوشرنگ بلند پرواز آسمان سے آئیگا اُس سے کہنا تو احمر حبشی مژدہ ہو کہ میں نے لوح طلسم پائی جا کر مرشد سے فتح کر دونگا تجکو قید سحر ساحران طلسم سے نجات دونگا وہ تمکو سوار کر کے لیجائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا شبرنگ وغیرہ نے دیکھا شاہزادے نے زیر نخل جا کر ایک اسم پڑھا طائر پیدا ہوا قریب شاہزادے کے آیا پہلے وہ طائر آمادۂ حرب و پیکار تھا جب احمر حبشی نام لیا مژدۂ رہائی دیا طائر رام ہوا شاہزادے کو خوشی خوشی اپنی پشت پر سوار کیا اُڑتا ہوا آسمان پر جا کر غائب ہوا عقب میں فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار فوج ساحران لیکر روانہ ہوئے اُنکو راہ میں چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گلِ گلدستۂ صاحبقران نقد روح و روان قاسم عالی شان شاہزادۂ اِرج نوجوان تحریر ہوتے ہیں ساقی نامہ مصنف

لا جلد شراب ناب ساقی — دے جام مجھے شتاب ساقی — ہو جاؤں سبک سا دو دہ پھول
تھوڑی سی بات کو نہ معطل — ای ساقی نوجوان کرم کر — مستی مری کھو کے تا نہ دم کر

اے کاکل سنبل کے پاؤن دھرنا
یہ وہ نہین جس سے تو ہو آگاہ
اب نشہ بھی رہ گیا ہے کم کم
کرتا ہے تبسم ہلاک مجھکو
اے پیر مغان کا دم سلامت
دیکھ آ سے ہم آفتاب اپنا

اک جھوا پھر بیان نہ کرنا
بہکون تو مجھے سنبھال لینا
پی لون مین شراب مے تو ہم
اس مست تو مین ہون چور و خواب
دکھلا دے چاندنی وہ صورت

ہشیار مگر ہے یہ اودہی بادہ
تقریر کو دیکھ بھال لینا
ہے بنت عنب کی ایک مجھکو
وان دختر رز کمال بیتاب
لو ہوگیا دل کباب اپنا

تو ہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذی ہوش کرتے ہین مخبر

واقفان کہ درسخن فرداند شرح این داستان چنین کردند سابق مین ذکر کیا ہے شاہزادہ ایرج
نوجوان باصد شوکت وشان مع شوخ چشم جادو وافلاک کوہی سمت طلسم جمشید روانہ ہوئے
اب قریب دربند آہن آتاب اکر پہونچے ظلمات آہن تاب پہلوان بے مثل ونامدار بلرت
سے جمشید جادو کے یہان کا حاکم ہے مگر ساحر نہین ہے باوجود بندہ ست باوہ جات سے حسب
اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران مع فوج کو یہان سمت طلسم جمشید
جادو چاتا ہے ظلمات آہن تاب بصد قہر وعتاب کرگدن مست پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج کو
ہمراہ لیا بیرون قلعہ آکر اترا ابھی ایک دن باقی تھا کہ ایرج نوجوان مع افلاک کوہی سامنے آکر
خیمہ کش ہوئے ایرج کو شاپور شیردل نے خبر دی کہ ظلمات آہن تاب اپنے زور کا گھمنڈ
آپ کے روکنے کو آیا ہے گلمن کرتا ہے کہ نبیرہ حمزہ ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہے ایرج نے
اسی وقت ملکہ شوخ چشم سے کہا تم اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لے کر الگ جا ٹھہرو ہماری
لڑائی مین دخل نہ دینا شوخ چشم پریشان اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لیکر ایک کوہ فلک شکوہ پر
آکر اتری مگر جبکہ آفتاب عالمتاب بخوف شہنشاہ گردون رکاب یعنی مہتاب قلعہ مغرب مین جاکر
محصور ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثابت وسیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما
ہوا ظلمات آہن تاب کو خبر ملی کہ نبیرہ حمزہ کو حفظ جات کا بڑا خیال ہے شوخ چشم جادو کو
اپنے سے الگ کر دیا نشہ مین شراب کے حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑے ہرکارون نے خبر
شاہزادہ ایرج نوجوان کو پہونچائی کہ ظلمات آہن تاب نے طبل جنگ بجوایا ہے صبح کو
قصد ہے کہ حضور سے مقابلہ کرے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی جنبل اندازی وترانہ ہائی طبل جنگی

بجے بیان نقارۂ زری بجا نظم — بزد طبل رزم آنچنان طبل زن — کردید بیت رہبت کفن
دہل زن دہل زن کہ تحسین او — بہ چین دین او دین او دین او — اس جنگ کا مختصر تحریر کرنا منظور

ہی بلا وجہ طول دینا لیاقت کا قصور ہی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پہ چمکا نور کا تڑکا ہوا ظلمت دور ہوئی سیاہی شب کی کافور ہوئی ایرج عالی مقدار بعد نماز سحر بعد کروفر پشت کرہ بن اشقر پہ سوار ہو کر بصد صولت و شوکت وارد میدان کارزار ہوئے ادھر سے ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب مع لشکر ہزیمت اثر آکر میدان جنگ مین پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز کو حکم ہوا نقیبون کا وہ فرقہ ہی اگر اشعار عبرت آمیز سنا ئین نامردون بزدلون کو مرد وادین ہزدون کو کو ادین خامان بیچ میدان مین آکر نقیب خوش آواز ٹھہرے بہیرون کے سرون مین اول چند الفاظ کے کہ مردان عالم وقت جانبازی ہی پانون پیچھے نہ ہٹانا دشمن سے لڑ بھڑ کر مرجانا بزرگون کا نام روشن کر دکھلانا بادۂ شجاعت سے جھوم جھوم کے لڑو پھر یہ اشعار پڑھے نظم

حیات ابدی ہی جو اسے ہم مرو — تو بہتر یہی ہی کہ جان کام سے — عجب وقت یہ ہی جو ہمت کرو
جو باقی رہے پھر تو غازی ہو تم — سزاوار گردن فرازی ہو تم — پس مرگ تربت مین آرام سے
نعیم جنان ہی تمھارے لیے — سعادت ہی جو جانفشانی کرے — یہ ملک جہان ہی تمھارے لیے
یہان اور وہان کامرانی کرے

دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی آنکھون کو کھول کر دیکھو چشم بصیرت حقیقت وا کرو جمشید جم کیا ہوا دارا ایسا بادشاہ سکندر سے دم مین فنا ہوا نظم

رستم رہا زمین پہ نہ سام رہ گیا — مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا
عبرت سرا مقام ہی یہ جائے غور ہی — ضحاک کا عروج نہ خسرو کا دور ہی
بیاہ لیجاؤ عروس موت کو — دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

اشعار عبرت آمیز سنا کر شیران دشت نبرد جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے آنکھون کے آگے موت کا نقشہ پھر گیا لطف زندگی نظر سے گر گیا ہر ایک کا قصد ہوا کہ لڑین بھڑین جان دین نقیبون کا میدان کارزار سے ہٹنا اول ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب گینڈے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا گھڑی بھر کا ل نیزہ ہلایا گینڈے کو دوڑایا جب خوب

عرق عرق ہوا دونوں سپروں سے یوں پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹا میں برستی ہیں گینڈا کوردو کا نیزے کو گاڑ دیا لشکر اسلام کو تیز تیز بہ نظر تیز دیکھا ہر بہادر از تیغ نیل بوند عرق دریائے آہن بیت چنان مرد خود بادر آہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت پکار کر آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے ایرج نوجوان نے مرکر پھیرا افلاک کوہی سے فرمایا ای برادر اجازت میدان دو افلاک کوہی تخت سے کود عرض کی ای شہریار آرزو ہے کہ اس دیو خصال سے غلام مقابلہ کرے یہ ظلمات سیہ بخت بڑا صاحب طاقت ہے شیران دشت کے دلوں میں اسکی ہیبت ہے فرمایا کہ ای خیر خواہ مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ٭ مجکو دیر ہونا بہت ناگوار ہے یقین ہے کہ نور الدہر طلسم میں پہونچگیا ہو میں چاہتا تھا کہ طلسم جلد پٹ فتح کردوں حشم کی آنکھ جھپکا دوں آپ نے سر جھکا لیا کہا حضور خدا کے سپرد کیا ایرج دوبارہ دامن گردان کمرکرہ بن اشقر پر سوار ہوئے مرکب لاجواب سوار جرأت میں انتخاب مشل باد صرصر تیوری کلائیاں اٹھاتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا جاتا ہے نظم

زیر ران ہے جو ترے رخش فلک سیر شہا
ہے وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل

شکل کیا اسکی بتاؤں کہ جسے شوق سے
دائرے پیچ تصور کے نہیں پڑتی کل

اسکی سرچوٹی کا میں حسن کہوں کیا جسکے
زلف معشوق کا دیکھے سے نکلتا ہے بل

بجز غو گام سے باہر ہے کچھ اسکی رفتار
ہے چھلاوے کی طرح چال میں اسکی چل بل

یلہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جائے
پڑ سکے پیچھے نہ آ سکے کوئی جز آ سکے کفل

جست و خیز اسکی بیان کیجے اگر پیش حکیم
اعتقادات حکیمانہ میں آجاسے خلل

فاش سے زین کے ذرہ جو اچک جائے عنان
ماریے جھٹ رو زمین پشت فلک کو وہ کہے لو

اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ای سبحان اللہ
نسبت مسکے ذرہ ایسا کہ جسے کہیے اجل

توسن وہم کو دوڑا اپنے ساتھ اسکے تو ہو
بازگشت اسکی تمام اسکی بگام اول

ظلمات آہن تاب نے گرد سپر کا ہاتھ میں لیا بڑھ کر گرگا درزن ہوا پانچ قدم گینڈا ظلمات کا اور تین قدم گھوڑا شاہزادے کا پیچھے ہٹا ظلمات آہن تاب نے جو دھب

وہ یہ دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو کر کہا ای شیر دولت اگر آپ میری اطاعت قبول کرین
تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون ایرج نے جواب دیا ای ظلمات اگر سامری و جمشید پر لعنت کرو اور
مسلمان ہو تو مجھکو زینت بارگاہ قرار دون ظلمات نے غصہ مین نیزہ اٹھایا تاک کر سینۂ ربے کینہ کو
وار کیا ایرج نے سنان نیزہ کو سنان پر کاٹا آپسمین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل آپسمین
نیزہ بازی ہوئی تین سو ساٹھ فن نیزہ بازی کے آپسمین صرف ہوئے چوریان اور گھاتمین
ہو رہی ہین ایرج نوجوان نے آخر نیزہ ظلمات کا کاٹا پھیرا اما صاحب ہاتھ سے
ظلمات کے نیزہ چھٹکیا ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا شعلۂ غضب بھڑکا غصہ مین
قبضہ پر تیغ کے ہاتھ ڈالا دوسون کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا کہ اژدہا غار سے
نکلا خبردار خبردار کہکر ایرج پر جا پڑا دو دستی تیغہ لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا بگرگاہ تلوار کی باڑھ پر ہی جب تیغہ قریب سر آیا ایرج نے پنجۂ خورشید نما کو بڑھا کر قبضۂ تیغ
تیغ بدست پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشاکش کے زور ہونے لگے مرکب و کرگدن تاب نہ لا سکے
پسینے کے بھل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے پہلوانون نے آواز دی ای شیرو یہ بیزبان ہلاک
ہو جائین گے اتر کر مقابلہ کرو ایرج و ظلمات کود کے خم مار کر کشتی مین مصروف ہوئے
دونون سر ٹکرانے لگے پیچ توڑ جوڑ بند صرف ہو رہے تھے گر ظلمات زور بازو سے شاہزادے
کے رنگ زندگی سے تنگ دوپہر کامل ایکساعت کشتی ہوئی ایرج نوجوان تعلیم کردۂ مہتر مہتران
فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق فن کشتی کا مشاق صاحب مذاق ایک مقام پر پکڑ لایا
دونون مونڈھے تھام کر کہ مارا گھٹنے ظلمات کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کرے
حریف زبر دست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہاں کمر زنجیر پہ ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا بیلچہ ہی
زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ پھیر سے زور مین سر سے بلند کیا قصد ہوا زمین پر
مارون ہاں بیان فوج ظلمات نے دیکھا کہ بڑا اندھیر ہوا اب ہمارے آقا کو گرفتار کر لیگا
تلوارین پکڑ کر جا پڑے شاہزادے کو سنبھلنا دشوار کر دیا چہار طرف سے نیزے اور تلوارین
پڑنے لگین ایرج نے کئی زخم کھائے ظلمات ہاتھ سے چھوٹا ہاتھون ہاتھ سر داروں نے
بچایا ظلمات گینڈے پر سوار ہوا ایرج نوجوان نے نہنگ دریائے خون مین غوطہ مارا

نعرہ کیا شعر ملک ایرج آن آفتاب منیر ٭ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ٭ تیغہ دو دمہ سکندری کھینچکر ادہر نے لگا ادہر سے افلاک کوہی فوج کو لیکر پہونچا ایرج نوجوان نے چن چن کے سر دار مارے اب ظلمات آہن تاب کے پانون اُکھڑ چکے ہین اہل اسلام لڑتے ہوے پڑاؤ تک آ گئے خیمے خزانے لٹنے لگے ملکہ شوخ چشم جادو بکمر ایرج نوجوان اُتری ہی سر کوہ سے دیکھ رہی ہی کئی مرتبہ شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ تو بڑی ایک چشم زدن مین آ کر لڑائی کو فتح کرے ایک سحر مین سب کو بیہوش کر دے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا خبردار سحر تو کرنا کیسا اگر تم قریب آئین تو اپنے کو ہلاک کرونگا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہو کر غیر ساحر سے ساحر کو حکم جنگ دین مرد کو عاجز کرین شوخ چشم جرات ایرج کی تعریفین کر رہی ہی قضائے کار طلسم جمشید مین جہان ہنگامہ برپا ہی جمشید نے کل دربندون پر ساحران زبردست روانہ کیے ہین ایک ساحر موسوم بہ بدست جادو اُڑتا ہوا آسمان پر چلا آتا ہی دربند آہن تاب پر جو ہنگامہ دیکھا آسمان سے اُتر آیا ظلمات کے قریب پہونچا پوچھا اے پہلوان یہ کیسا معرکہ ہی ظلمات نے دانت نکال کر کہا نبیرہ حمزہ نے جی چھڑا دیے ہین سارا پڑاؤ لٹ رہا ہی اے برادر بدست جادو یہ مسلمان جانے نہ پائین بس یہ کہنا تھا کہ بدست جادو نے ہاتھ مین لے کر پڑھا سحر کے ماش کے دانے پھینکے لشکر ایرج مین ایک قیامت برپا ہو گئی کوئی زمین پر گرا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا گھوڑون نے بدلگامیان کر کے سوارونکو گرا دیا ایرج کا بھی گھوڑا ایک مقام پر تھم گیا ہر چند ایڑ کرتے ہین نہین بڑھتا بدست نے اشارہ کیا اے ظلمات فوج کو حکم دے کہ یہ سب بیکار ہین انکو مارلین مگر شوخ چشم نے جو سر کوہ سے یہ معرکہ دیکھا حیران ہوئی کہ یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی طاؤس کو اُڑا کر آگے بڑھی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام سحر کرتا پھرتا ہی بے بسی مین ملازمان ایرج قتل ہو رہے ہین افلاک کوہی کا گینڈا ایک مقام پر ٹھہر گیا ہی رفقا اُسکے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین نعرہ کر کے آ پڑی آواز دی کہ اے شہریار آپ نے وہ ساکہا کیا ہمکو قریب لشکر نہ آنے دیا مگر یہ ملعون بھروسے پر ساحر کے لڑ رہا ہی بیکار رہا ہی شوخ چشم نے بیٹھے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پانون قابو مین آئے پھر بڑھکر افلاک کو بچایا بدست پر سحر کرنے لگی مگر اسوجہ سے ناچار ہو کہ ذرا

غفلت کی بدمست فوج ایرج پر سحر کرتا ہی یہ لوگ بیکار ہوتے ہین ظلمات کی فوج
والے قتل کر ڈالتے ہین تو شوخ چشم کو ہر غول مین جانا پڑتا ہی ایک ایک کو بچاتی پھرتی ہی
اور بدمست جادو نہایت ساحر زبردست ہی ایک مقام پر سحر کیا زمین سے دھوان نکلا جس
دھوین سے کنیزان شوخ چشم و سرداران ایرج و افلاک نابینا ہوگئے جا بجا
ٹٹولتے پھرتے تھے منہ کے بل زمین پر گرتے تھے شوخ چشم نے ہر چند سحر پڑھا مگر دھوان
دفع نہوسکا اُسکی بھی آنکھون مین دھوان لگا زخمی ہوچکی تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر مین
بدمست کے مسحور ہوگئی اب تو بدمست نے اور ظلمات آہن تاب نے بے رحمی سے اہل اسلام
کو قتل کرنا شروع کیا شاہزادہ ایرج نوجوان و شاپور شیر دل سحر بدمست جادو کے
مضمحل ساتھ والے بے موت مر رہے ہین یہ حال دیکھکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات
بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز و معبود کارساز اس مشکل کو تو آسان کر بندون کو اپنے
بچالے آفت سماوی سے نجات دے فوراً تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا سابق مین تحریر کیا ہی
کہ کوکب روشنضمیر نے ابریق آسمان سیر اپنے وزیر خوش تدبیر کو طرف طلسم جمشید کے
یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ جس طرح بن پڑے جمشید سے لڑکر شاہزادہ ایرج نوجوان کو لوح
دلوا دینا شل جان نثارون کے ساتھ رہنا ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ
کوکب روشنضمیر تلاش کرتا ہوا اسوقت آکر پہونچا ایرج نوجوان کو عجب حال پر ملال مین
دیکھا زخمدار سحر زدہ مرکب کے پاؤن زمین نے تھام لیے ہین ہر چند وہ شیر قصد کرتا ہی مرکب
اپنے مقام سے نہین ہلتا ابریق آسمان سیر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے
نعرہ کیا منم ابریق آسمان سیر شیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر او ملعون بدمست جادو
مین نے پہچانا تجکو بھی یہ لیاقت سحر ہوچکی کہ فرزندان صاحبقران کے ساتھ اس طور سے پیش
آتا ہی اُس تیغ زن صف شکن کو شعبدہ سحر دکھاتا ہی یہ کہکر ابریق آسمان سیر نے دستک
دی ایک برق چمک کر سامنے سے ایرج نوجوان کے نکل گئی بدمست جادو کے سحر کا نشہ
شاہزادہ ایرج نوجوان کے سر سے اُتر گیا جام بادۂ جرات سے مست ہوا لڑائی مین مصروف
ہوا اب شاہزادے کو نیک و بد کا وقوف ہوا ابریق آسمان سیر نے چشم زدن مین کل

اہالیان لشکر ایرج پر سے سحر دفع کیا ملکہ شوخ چشم مثل شعلہ جوالہ آتش غیظ وغضب
بھڑکی جسم کر سحر کرنے لگی لشکر ظلمات آہن تاب جو تباہ وخراب ہونے لگا شاہزادہ
ایرج نوجوان نے ہاتھ ملکہ شوخ چشم کا تھام لیا کہا ای ملکہ تیر سحر نہ کرو بدست جادو سے
لڑو ملکہ شوخ چشم نے شاہزادے کی بلائین لین ترقی جاہ وجلال کی دعائین دین کہ اِدھر
شہریار والا تبار دشمن کا بھی اسقدر خیال کافرون کے قتل ہونے کا ملال ہو یہ کہتی ہوئی لڑنے کو
طرف ظلمات آہن تاب کے چلی ابریق آسمان سیر بدست جادو پر جا پڑا للکارا او
بدست شراب نخوت واو پیر مغان میکدہ ذلت غیر ساحرون پر کمان جاتا ہے ہمین آنکھ ملاتا
ہے بدست جادو جھومتا ہوا بڑھا گولے نارنج وترنج ابریق پر مارنے لگا جو سحر بدست جادو
نے کیا ابریق آسمان سیر نے دفع کر دیا بدست نے گھبرا کر تیغہ سحر مارا ابریق آسمان سیر نے
کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا سر بدست جادو کا چنبر گردن سے اڑ گیا
لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر استخوان سے شعلہ نکلنے لگا میدان
تاریک ہوا بعد سنگباری و برف باری آواز آئی گشتی مرا نام من بدست جادو بود
شاہزادہ ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب ظلمات آہن تاب پہونچا ظلمات
نے تیغہ مارا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھینک دی کمر
زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارین ظلمات آہن تاب کا آب
دیدہ دل روشن ہوا آواز دی ای شہریار الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان عرض کی تازہ
ایم بندہ ایم ایرج نوجوان نے ہاتھ سے رکھ دیا ظلمات آہن تاب کلمہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا آواز دی کوئی ہاتھ نہ اٹھائے ہمنے شاہزادے کی اطاعت قبول کی سعادت
دارین حصول کی سب بہادرون نے تلوارین نیام مین کین ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر
شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر قریب شاہزادے کے آیا جھک کے سلام کیا رکاب کو بوسہ دیا
شاہزادہ عالیشان ایرج نوجوان نے سر سینہ سے لگایا فتح کے نقارے بجاتے ہوئے
داخل قلعہ آہن تاب ہوئے اہالیان شہر واسطے تماشے کے آئے گلی کوچہ تماشہ بینون سے
معمور ہوا ہر رئیس وامیر کے قلب کو سرور ہوا آگے آگے ایرج نوجوان ایک سمت ابریق

ایک سمت افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم و ظلمات آہن تاب چوب و چقماق
ہاتھ میں محبت ایرج نوجوان بات بات میں اہتمام سواری کرتا ہوا دونوں ہاتھوں سے زر
سرخ و سفید لٹاتا ہوا تماشا شہر کا دکھاتا ہوا لیے جاتا ہے اہالیان شہر جمال بے مثال ایرج نوجوان
دیکھکر کہتے تھے پروردگارا اس آفتاب جرأت کو سلامت با کرامت رکھنا کہ اسکے تصدق سے
راہ ضلالت سے نکلے چشمہ ہدایت پر پہونچے اس دھوم سے آکر دربار میں پہونچے ظلمات جادو
نے عرض کی شہریار بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اے ظلمات
آہن تاب تخت و تاج کی خواہش نہیں ہے رواج دین اسلام کی کوشش ہے بسم اللہ تمھارا
تخت و تاج تمکو مبارک رہے ظلمات آہن تاب تخت پر ایرج نوجوان دنگل زرین پر
ایک جانب افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم ایک جانب ابریق آسمان سیر
سب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے محفل عیش و نشاط گرم ہوئی اسوقت ابریق نے دست بستہ
عرض کی شہنشاہ کوکب نے غلام کو اسواسطے بھیجا ہے کہ حضور کے شریک ہوکر جمشید سے لوح اون
طلسم حضور کے دست حق پرست سے فتح کرائی اور از روے خبر معلوم ہوا تھا کہ نور الدہر بن
بدیع الزمان کا بھی داخلہ ہو چکا نہیں معلوم لوح پائی یا نہیں میں فوراً حضور لوح کی تدبیر
کرونگا ایرج نوجوان نے خوش ہوکر لشکر کی تیاری کا حکم دیا مع ابریق آسمان سیر و ملکہ
شوخ چشم و افلاک کوہی و ظلمات آہن تاب مع تین لاکھ فوج کے نوبت و نقارے
بجاتے ہوے اس جاہ و حشم سے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان
و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد سیاہ ایمان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اب
تحریر ہوتے ہیں ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا اب بصد کر و فر
قمر کو پلا ساغر آفتاب
لگادے مرے منہ سے تو خم کے خم
مجھے فتح کرنا ہے ملک طلسم

وہ مے دے کہ جس میں ہو رنگ خون جگر
سبو و خم و شیشہ ہائے ظفر
کہ سب فتنۂ سحر ہو جس سے گم
پڑھے فتح مضمون سے وہ حرب ضرب

نہ کر دیر لا برق دم اب شتاب
مری فوج مضمون کو تقسیم کر
بچون کیون نہ ساقی محشر کا اسم
کہ ہو خون روان شرق سے تا غرب

چقا چاق خنجر سے ہو تتر بتر ری
کہ قبضہ ہو اب قاف سے تا بہ قاف
دکھاؤں سر معرکہ رستمی
امنگ اور ہو دے وہ ہی وقت جنگ
وہ مشک ہی شیر نیستان جب
وہ ہی گوہر بحر صاحبقران
وہ لکھ چہرہ داستان ای قمر

ہلے تھر تھر جمشیدی و سامری
چمکتا جلد ہوں اب میں خنجر بکف
ملا طلم ہو لشکر میں اور برہمی
ہو آج اس ہاد سے جنگ مجدل
ہلاتی ہے دل کوہ کا جسکی ضرب
ٹپکتی ہے جرأت ہر اک بات مین
کہ حاسد کا منہ فق ہو شل سحر

مقطر بلا سا کی خوش غلاف
کرون صاف اکدم مین دشمن کی صف
تامل نہ کر ساقی تیغ و تفنگ
شجاعت مین جو فرد اور بے بدل
وہ شہزادہ ابن بدیع الزمان
یہین جو رنگ دو اسکے اک ہاتھ مین
شناوران دریائے بیکنار

جرأت و ہمت و غواصان بحر زخار صولت و جلالت زورق کلک کو بحر پر خطر جنگ طلسم مین

یون روان کرتے ہین نظم
دار دو و زبان حکایت کن
از دین سخنوران ستوفی
معجز نکند این قلم چو بنیاد
در قادر و ہر زاد و قوام

ای خامہ سحر سنج بہرام
تا اسرار کن شکایت کن
گوئی کہ قلم عصائے موسی است
ز انگشت رسول آیدم یاد
این خامہ کہ ہست دریا ہی

در راہ سخنوری بنہ گام
ای خامہ نہ عاجزہ و زبونی
کز وی ہمہ معجزات پیداست
این خامہ بعقد نخل مریم
در بحر معانی است ماہی

یہان تک اس داستان گلستان کو تحریر کیا تھا کہ شاہباز اوج ہمت و صولت و شوکت و شان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بحکم لوح پشت احمر جنی پر سوار ہو کر چلے ہین۔ کہ احمر جنی کو اہالیان طلسم نے بشکل طائر بنایا تھا نور الدہر نے اسکو مژدہ دیا کہ مین تجکو بشکل انسان بناؤنگا اس مژدۂ روح افزا کو سنکے شاہزادے کو لیے ہوئے ایک صحرائے پر بہار مین لاکر اُتارا عرض کی غلام یہان سے آگے نہین بڑھ سکتا مگر وقتاً فوقتاً برائے خدمتگذاری حاضر ہونگا مگر برائے خدا قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرمایئے گا ورنہ کسی بلا مین پھنس جایئے گا یہ کہکر رخصت ہوا شاہزادہ صحرائے پربہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب چل نکلا خیال مین یہ ہی جب کوئی ساحر سامنے آئیگا تو لوح کو ملاحظہ کیا جائیگا قطع راہ کرکے سامنے ایک باغ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہے خیال مین آیا کہ اس باغ مین چل کر چند ساعت ٹھہریے ابھی باغ مین نہ پہونچنے پائے تھے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ایک

نازنین حور رخسار نکلی مگر پریشان حال کپڑے میلے چہرہ اداس چہار طرف دیکھتی ہوئی کہ نگاہ
اسکی شاہزادہ نورالدہر پر پڑی قریب آئی جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور نے
مجھے پہچانا نورالدہر نے کہا اتنا تو البتہ ثابت ہوتا ہی کہ کبھی کسی مقام پر دیکھا ہی عرض کی گلشن
میرا نام ہی ملکہ شگوفہ کی کنیز ہون نام شگوفہ کا سنکے شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوگیا فرمایا وہ
گل باغ خوبی کہان ہی عرض کی ای شہریار صانع باغ عالم نے دینا فضل شریک کیا لڑائی مین
جمشید جادو و ملکہ مخمور و سہیل اخترشناس و ملکہ شگوفہ کو گرفتار کرکے لیگیا تھا ملازمان سہیل
نے بڑی جانبازی کی محتی قیدخانہ مین پہونچے ملکہ شگوفہ و مخمور و سہیل کو رہا کیا وہان سے یہ
تینون صاحب نکلے بخوف جمشید شب کو اس باغ مین آکر ٹھہرے ہین قیدخانہ مین یہ خبر سنی تھی
کہ دربند و خانہ پر لوح آپ کو حاصل ہوئی ملکہ شگوفہ تو اس طلسم کی رازدار ہین اس باغ
مین آکر اسواسطے ٹھہری ہین کہ اس رستے سے طلسم کشا کا گذر ہوگا اسوقت مجھے فرمایا کہ بیرون
باغ جاکر دیکھ شکر کہ پروردگار نے آپ کو یہان پہونچایا مدعاے دلی بر آیا مین جاکر ملکہ سے
اطلاع کرون شاہزادہ حال مخمور و شگوفہ و سہیل سنکے باغ باغ ہوا غم سے دل کو فراغ
ہوا وہ کنیز بھاگی ادھر سے نورالدہر بڑھے اندر باغ کے نہ پہونچنے پائے تھے کہ اندر سے
باغ کے آگے ملکہ مخمور سرخ چشم ایک جانب ملکہ شگوفہ ایک جانب سہیل اخترشناس
مخمور شاہزادے کو دیکھکر مسکرائین شگوفہ نے حجاب سے سر جھکایا سہیل براے تسلیم خم
ہوا بڑھکر عرض کی اب نیر اقبال غلام کا چمکا جمال آفتاب مثال حضور کا دیکھا مخمور نے بڑھکر
ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا چٹکی لے کر طرف شگوفہ کے اشارہ کیا دیکھیے آپکی چاہنے والی
موجود ہین قیدخانہ مین آپ کا نام لے لے کے روتی تھین اور ہمین تو اپنی قید کا فقط ملال تھا آپکا
کب خیال تھا اب نورالدہر کو ایک حجاب ہی کہ شگوفہ سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے چلی چلی آتی ہی سہیل باتین کرتا ہوا کہ ای شہریار لوح طلسم کہان سے پائی
سنا تھا کہ حضور نے مصاحب افراسیاب کو مار دربند و خانہ پر لوح حاصل ہوئی ہمکو تو ہمارے
لازمون نے چھوڑایا شاہزادے نے لوح دکھلائی کہ گلے مین پڑی ہوئی ہی سہیل نے کہا
حضور اس سے بہت ہوشیار رہیے گا ملازمان جمشید اسکی فکر مین لگے ہین یہ باتین کرتے ہوے

اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ پر بہار جوانان چمن اکڑ رہے ہیں تمام نخل بار
افشار سے سر بسجود چمن ہائے طولانی گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہرین
سلسبیل آسا جاری جا بجا روشنی میں مصروف باد بہاری نظم

دکھا رہی ہے یہ وحدت میں کثرت آج بہار — ریاض دہر میں ایک ایک گل بنا گلزار
ہزار نخل گل اس سے چمن میں پیدا ہوں — گرے زمین پہ اگر تخم اشک بلبل زار
ہوا کے فیض سے بجاست وہ قدم کا درخت — اڑے نشان قدم سے اگر کسی کے غبار
ہر ایک شاخ پہ افشان ہے جو بجلی کی چمک — ریاض دہر میں گل ریزہ ہے نسیم بہار
گری ہے پر درش لطف ذرہ ذرہ نظر — کہ آفتاب ہے پستان کرن ہر دودھ کی دھار
بنا ہر ایک ذرہ گوشش بیضۂ سنبل — وہ کون ہے جو نہیں عاشق گل رخسار
ہوا ہے ایسا زمانہ کہ جسکو دیکھو جوان روز بروز — چراغ گل ہو وہیں گل جو ہو چراغ شرار
ہے ایسی فرط رطوبت کہ کہتے ہیں مرد در — ہم آپ آئینہ لے کر اٹھائیں گے دیوار

شاہزادہ ساتھ دونوں معشوقان پری چہرہ کے سہیل عقب میں خرامان خرامان سیر
کرتے ہوئے مگر شاہزادہ محبوب و دو محبوب ساتھ ہیں بارہ دری میں آکر ٹھہرے ملکہ مخمور نے
سہیل سے فرمایا بھیا تم یہاں کے واقف کار ہو کچھ سامان عیش و نشاط بھی ہے سہیل نے
کہا سب کچھ حاضر ہے یہ باغ تو غلام نے بنوایا جب میں حضور کو لیکر یہاں آیا پھر کے سہیل
نے ایک کمرہ کھلوایا اور چند گلابیاں شراب کی شیشیاں کباب کی لاکر سامنے ملکہ مخمور کے
رکھیں اور ملکہ مخمور کی چھیڑ چھاڑ ساتھ شہزادے کے چل جاتی ہے کبھی آنکھ سے طرف شگوفہ
کے اشارہ کیا کبھی کہا اے ملکہ شگوفہ صاحب قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو شراب
پلاؤ اور نورالدہر مسکرا کر سر جھکا لیتے ہیں مخمور کی بات کا جواب نہیں دیتے ہیں مگر غنچہ خاطر
شگفتہ دل باغ باغ سامنے باغ بہشت آئین پہلو میں دو ماہ جبین آفتاب اقبال اوج پر
مخمور کے پنجۂ رنگین میں جام شراب روح پرور اب بالکل شاہزادے کو اسوقت خیال
نہیں ہے کہ میں برائے طلسم کشائی آیا ہوں لوح ملاحظہ کروں ملکہ مخمور نے طعن و تشنیع کرکے
جام بھرا سامنے شاہزادہ نورالدہر کے ہاتھ بڑھایا ناز رہا اور مسکرا کے کہا اے شہریار

بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ شاہزادے
نے جوش محبت مخمور مین چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر مخمور کے ہاتھ سے جام شراب پیون کہ آسمان پر ہنگامہ
ہوا شعلے بھڑکے ایک جادوگر یہ منظر کو دیکھا وہی طائر خوشرنگ کلان جسپر نورالدہر سوار ہو کر
آئے تھے لیئے احمر جنی پر وہ ساحر احمر جنی کو تازیانے مارتا ہوا چلا آتا ہی اور احمر جنی غل مچاتا
ہی کہ ای شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان خبردار خبردار جام نہ پیجیے گا یہ ملکہ مخمور سرخ چشم
نہین ہی مرجان جادو اسکا نام ہی اگر جام پی لیا تو اپنے کو گرفتار کرایا بہاسے لوح کو ملاحظہ کیجیے
احمر جنی تو ضرب تازیانہ سے زمین پر گرا ماران جادو بھی بڑھکر بہار آہا نعرے کرتا ہوا کہ او احمر
تو نے طلسم کشا کو بچایا اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا احمر ساحر سے بھاگا ہوا طرف بارہ دری کے
آتا ہی عقب مین ماران جادو و نورالدہر نے یہ معرکہ دیکھکر لوح پر نگاہ ڈالی آئین لکھا کہ ای
فتاح طلسم احمر جنی خیر خواہ ہی یہ مخمور نہین مرجان رو سیاہ ہی یہ جام جو اسکے ہاتھ سے لیا ہی اسی
پہ پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو نورالدہر نے فوراً وہ جام مخمور پر پھینک مارا اُسنے
چاہا بھاگ کر بچون لیکن اجل سر پر کہان بھاگے کیونکہ بیے قطرہ شراب جو سر پر پڑا آہ کرکے جلنے لگی
نورالدہر نے نعرہ کیا تلوار کھینچی سہیل اور شگوفہ جنکو بیجے تھے دونون ساحران غدار بلا سے
روزگار سیاہ رو تیرہ درون نے بڑھکر نورالدہر پر گولے مارے نورالدہر نے لوح کو سامنے
کیا سحر باطل ہوا تیغہ خاراشگاف سلیمانی سے دونون بچیاڑ کے اُن کو واصل جہنم کیا احمر جنی پشت
پر آکر شاہزادے کے کھڑا ہوا ماران جادو غل کرتا ہوا قریب آیا چاہا احمر کو پکڑ لے نورالدہر
نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک ہاتھ مارا کہ سر ماران سیہ رو کا جیسے گردن سے اڑ گیا زمین پر گرا اب
مرجان جادو و ماران جادو سیہ رو دیرہ کے مرنے سے روز روشن تیرہ و تاریک ہوگیا ہنگامہ
گیر و دار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من مرجان جادو و ماران سیہ رو بود افسوس مردیم و جان
دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے اندھیرا سب دور ہوا شاہزادے نے دیکھا لاشے
اِن جادوگرون کے پڑے تڑپ رہے ہین جو نفر کہ کہ تھے جل گئے جو اصلی تھے وہ باقی
رہگئے احمر جنی نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار غضب کا دھوکا کھایا تھا جس وقت مجکو
ثابت ہوا کہ آپ باغ مین مرجان جادو کے بیوپتے اور انکے دام تزویر مین پھنسنے مین مبتلا ہو کر

اپنے مقام سے چلا کر شاہزادے کو جا کر آگاہ کرون نہ ہو کہیں اس بیچارہ کو ماران سیہ رو نے گھیرا ہو پروردگار
نے بروقت حضور کو پہونچایا بموجب مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت جناب حضور طلسم کشائی
میں جلدی کریں میں نے سنا ہی کہ خورشید جادو فوج ہمراہ لیکر چل چکا ہی آپ کا لشکر کہان ہی شہزادے
نے کہا ای احمر جنی فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و ساٹھ ہزار ساحران ناری عقب میں
آتے ہیں مرحلہ طلسم پنجم آ گئے اب مرحلہ شکست ہوا مرجان جادو مارا گیا یقین ہی کہ آ پہونچے
ہین قریب ہو گئے احمر جنی نے عرض کی میں جا کر تلاش کرون ڈھونڈھ کے لاؤن
میں از قوم جن اپنی تیز روی پر نازان ہون نور الدہر نے کہا مجھے تمہارے جانے کی ضرورت
نہیں ہی خدا میرا مالک ہی یہ تیرہ راہ خوفناک طلسم کا سالک ہی ایسے ایسے معرکے بہت پیش
آئین گے کہان کہان ہم مددگارون کو بلائین گے پروردگار ساتھ ہو اسکا دامن قدرت ہی
اور ہمارا ہاتھ ہی احمر جنی سے یہی نور الدہر باتین کر رہے تھے کہ بیرون باغ سے گرد اڑی
دیوار باغ تو گر چکی ہی دور تک صحرا معلوم ہوتا ہی دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک
جادوگر سرخ پوش بصد جوش و خروش مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران نابکار سیاہ رو
بدخو باز و بط و ہنس برہائے آتشین پر سوار نمودار ہوئے اس ساحر سرخ پوش نے جو دور سے
لاشہ مرجان جادو دیکھا اور طلسم کشا کو تنہا پایا وہیں سے نعرہ کیا منم یاقوت جادو برادر
مرجان جادو ای طلسم کشا غضب کیا مقام افسوس ہی میں نہ پہونچا تو نے ایسے ساحر
شعبدہ باز کو کیونکر مارا اب اُسکے معاوضہ خون میں تجھکو کیا چھوڑتا ہون یہ کہکر ساحرون سے
اشارہ کیا جلد طلسم کشا کو قتل کرو اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرو نور الدہر نے بھی تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور نہنگانہ دریائے فوج ساحران میں غوطہ زن ہوئے ساحرون کے سحر
نور الدہر پر چلنے لگے نخل باغ مثل شمع کافوری جلنے لگے مگر بہ سبب لوح طلسم کے شاہزادے
پر سحر تاثیر نہیں کرتا نور الدہر نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے افسرون کو مارا ہنگامہ گرم
ہوا یاقوت جادو نے دیکھا طلسم کشا پر سحر و افسون کام نہ کریگا ساحرون کو آواز دی
یارو یہ جوان صاحب لوح ہی سحر نہ کرو تیر و تلوار نیزہ سے مار ڈالو ساحرون نے
حربہ ہائے سحر موقوف کر کے سلاح ہائے جنگ سنبھالے شہزادہ شیرانہ رستمانہ ان پر حملہ

لڑ رہا ہے مگر ہزاروں تلواریں چلیں طائران تیر پر کھول کھول کر اُس شہباز اوج جرأت پر گر رہے
ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے مگر شاہزادے کو تردد تھا کس کس سے لڑے اس بیقراری
میں دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے خالق بے نیاز رب کارساز وقت
بیکسی میں سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہے نظم

ای مرہم ریش دلفگاران | وی چارۂ کار خام کاران | بگذار چنین ذلیل و خوارم
از راہ کرم برآر کارم | سرگشتہ مکن مرا ازین بیش | بنمای رہم بجانب خویش
در وادی معصیت اسیرم | بگذار کہ تشنہ لب بمیرم | خجلت زدہ ام ز کردۂ خویش
از شرم سرے فگندہ در پیش | چون آمدہ ام بہ عذر خواہی | نومید مکن مرا الٰہی
بردار ز سطوح ہلاکم | مگذار میان خون و خاکم |

ابھی دعا شاہزادے کی تمام نہ ہوئی تھی کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی شبرنگ بن عمرو آگے آگے عقب میں شبرنگ آتش خوار
فیروز جادو و فوج ساحران نامی ہے شبرنگ بن عمرو نے نعرہ کیا دیکھا گل گلزار صاحبقرانی
یکہ و تنہا مصروف جنگ ہے چہرہ و جسم خون سے گلنار ہو گئی ہے خون ٹپک رہا ہے جیسے کوئی ہولی
کھیلتا ہے شبرنگ نے فیروز وغیرہ کو آواز دی یارو شاہزادہ یکہ و تنہا لڑ رہا ہے یہ سنتے ہی
فیروز وغیرہ حربے سر سنبھال کر آتے ہی شریک جنگ ہوئے ایک ہی حملے میں صدہا جوان تنگ
ہوئے اب نور الدہر نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اُسی پر سوار ہوئے شیرانہ مصروف کارزار
ہوئے شبرنگ آتش خوار نے زمین جلا دی چار جانب سے آگ لگا دی ہزاروں ناریوں کو
جلا دیا جنہے دل میں غبار رکھا تھا انکو خاک میں ملا دیا شاہزادہ نور الدہر لڑتے ہوئے قریب
یاقوت جادو کے پہونچے اُسنے کئی گولے مارے نور الدہر نے لوح کو سامنے کر دیا وہ گولے
پلٹکر اُسی کی فوج ضلالت موج پر گرے کئی سو ساحر ہلاک ہوئے یہ حال دیکھکر کلیجہ یاقوت
جادو کا خون ہو گیا آخر قریب آکر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا شاہزادے نے تیغہ خارا شگاف سلیمانی
برگانچا الجھا دو سے ہاتھ نکال کر تیغ برق مثال کو چمکایا خبردار کہکے ہاتھ مارا اُسنے سامری
و جمشید کا نام لیکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار گھاٹ سے پٹی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے
نئی بات ہے کہ شب ہجر کٹی یاقوت نابکار سپر سے جھکی تھی یا زیر تیغ زمین پر تلوار نے بوسہ دیا یاقوت

کافر کا خون آسمان سے برسنے لگا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا آوازین مہیب آئین سنگباری
برف باری ہوئی آواز آئی کشتی ہر انام من یاقوت جادو بود افسر جو مارا گیا اہالیان فوج
شکست کھا کر کچھ بھاگے کچھ مارے گئے شاہزادہ تیغ ظفر بیٹا فیروز وغیرہ نے آ کے
شاہزادے کے قدمون کو بوسہ دیا مگر شاہزادہ زخمی ہوا اور شبرنگ بن عمرو نے حکم دیا جلد
بارگاہین استادہ ہون کہ زخم دوزی کیجاے یہان تو بارگاہین خیمے آراستہ ہو رہے ہین
اب دو کلمہ داستان جمشید کے ذکر کرنا ضرور ہین کہ جب ابریق آسمان سیر دربند آہن تاب
پر آ کے شریک ایرج نوجوان ہوا تھا ایرج لشکر ظفر اثر کو درست کر کے طرف طلسم کے
چلے یہ خبر جمشید جادو کو پہونچی غصہ مین آکر تین لاکھ ساحران زبردست کو اپنے ساتھ لیکر آمل
لشکر ایرج پر آ کے گرا یہ بچا بادشاہ طلسم ہی سوا ے طلسم کشا کے کوئی اسپر غالب نہین ہو سکتا
بس ابریق آسمان سیر خوب خوب لڑا بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا مگر جب جمشید جادو
سے مقابلہ پڑا دو گھڑی کامل سحر چلا آخر جمشید ابریق پر غالب آیا اور گرفتار کر کے زبان
مین سوزن دیا شوخ چشم کو ایک سحر مین پکڑ لیا غرض اسکے ہوتے ایرج وغیرہ سب
بیہوش ہوے سب کو جمشید جادو گرفتار کر کے طرف قلعہ طلسمی کے لیکر چلا راہ مین اسکو
خبر ملی کہ مرجان جادو فتح ہوا یاقوت جادو کے ساتھ کے ساحر بھی زخمدار بھاگ آکر
پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا تا بدربند مرجانیہ پہونچا مرجان جادو کا کام
تمام ہوا اب یقین ہے کہ طرف قلعہ طلسم کے رجوع کرے بس یہ خبر وحشت اثر سنکے جمشید مثل
ابر کے گڑگڑایا اسباب سحر ہاتھ مین لے کر اٹھا اسیوقت نفیر سحر بجی لشکر مین تیاری ہوئی قیدیون
کو ارابے پر سوار کر کے ہمراہ لیا جمشید بہ فوج قاہرہ براے مقابلہ طلسم کشا چلا یہان شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان بعد قتل یاقوت جادو خود بھی زخمی ہین اہالیان فوج بھی زخمدار
ہین فیروز و شبرنگ بھی بخوبی لڑ چکے ہین ابھی استراحت نہین کرنے پاے ہین بارگاہ مین
قصد ہی جاین کہ ہرکارون نے مجرا کر عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جاییے جمشید جادو مع
کئی لاکھ فوج ساحران کے آپہنچا اور شاہزادہ ایرج نوجوان کو گرفتار کر لیا ہے نور الدہر یہ خبر
وحشت اثر سنکے گھبرائے بتعجیل تمام باہر آ نے پشت مرکب بادرفتار پر سوار ہوے جب تک

شبرنگ وغیرہ سوار ہوں آمادۂ حرب و پیکار ہوں جمشید کے آتے ہی سحر کیا کہ شعلہ ہائے آتش
بھڑکنے لگے تگرگہائے ابر تیرہ قطار گرنے لگے کئی ہزار ساحر کر رہگیا کوئی تڑپ کے بسمل زمین پر
گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل تڑپا کسی پر گولہ پڑا کسی نے بدحواس ہو کر اپنے خنجر سے گلا کاٹ ڈالا دو تین
حملوں میں جمشید نے زمین کو ہلا دیا ایک جانب شبرنگ آتش خوار ایک سمت فیروز نامدار
سحر میں مصروف ہیں مگر شاہزادہ نورالدہر پر چونکہ لوح طلسمی گلے میں ہے سحر تو ساحروں کا تاثیر نہیں
کرتا مگر کئی لاکھ ساحروں کا بلوہ ہے تیغ و خنجر بھی چل رہے ہیں پہلی لڑائی میں زخمی ہو چکے ہیں اب
روح کو راحت نہیں جسم میں قوت نہیں ہے مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی ہیں کلہائے زخم جسم پر کھلے ہیں
بدحیاں پھٹی ہیں چہرہ گلنار زخموں سے خون کی دھار رواں قبضہ ہاتھ میں جم گیا ہے یکہ و تنہا
کس کس سے جنگ کریں ایک کو قتل کیا اسی مقام پر دس بیس آ جاتے ہیں دم لینے کی مہلت نہیں
پاتے ہیں ہر طرف سے یہی صدائیں ہیں کہ طلسم کشا کو گرفتار کرو مہلت نہ دو اور زیادہ بیقراری کا
نورالدہر کی یہ باعث ہے کہ دیکھ رہے ہیں کہ شاہزادہ ایرج نوجوان سلسل و طوق زخم کھائے
ہوئے سرنگوں غم سے کلیجہ خون طرف انکے دیکھتا ہے تیوری سے یہ پیدا ہے کہ یہ جوان بچشم اس
حال زار سے ہمکو قید میں نہ دیکھتا زنجیروں ہلا رہا ہے مگر قوت اتنی بسبب زخمی ہونے کے نہیں باقی
ہے کہ قید توڑ سکے مجبور و ناچار انکے جملہ سردار بھی مبتلائے مصیبت مثل آئینہ حیرت ہیں ہر مرتبہ نورالدہر
آمادۂ مرگ ہو کر چاہتے ہیں کہ جان دوں اور اپنے بہادر یکجان یاروں کو قید سے چھڑاؤں مگر لوح
کے رہنے پر اسکیلئے کدھر کدھر خیال کریں کہاں تک جرأت دکھائیں اور جمشید بادشاہ طلسم ہے
شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو خسرو اسی کے ملازم ہیں اسکو غصہ میں دیکھ کر فرار کے عازم
ہیں ہزار ہا بدون مقابلہ بھاگے جنکو اپنے افسر کا خیال ہے اور کوئی نامرد کے اسکا ملال ہے وہ
جانبازی میں مصروف رہے بعض کہتے ہیں ہم اپنے شہنشاہ سے لڑیں کیا بیوقوف ہیں آخر
قریب شام جمشید بد انجام نے شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ کل سپاہ اسلام کو
گرفتار کر لیا قریب شام ایرج نوجوان وغیرہ کو بھی مقید کیا اب باقی شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان و شبرنگ ہیں شبرنگ نے دیکھا کہ شاہزادے کو غش آیا چاہتا ہے بس
شبرنگ بن عمرو نامدار تراشیدہ ریش کفار نے جانبازی کر کے ایک حقہ آتشبازی کا

ساحرون پر مارا کسی کا منہ جلا کسی کا گریبان پھونکا ڈوبا جو شبرنگ نے حملت پائی شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر بھاگا ایک درہ کوہ مین آکر
مخفی ہوا اسی بیہوشی مین اپنے آقا کی زخمدرزی کی بیان جمشید جادو رات بھر اُسی تحل کو گھیرے
رہا صبح کو دیکھا کہ گرد تخیر کے صدہا لاشے پڑے ہین وہ تنک رن پڑا ہو سب طرف تلاش کی
مگر طلسم کشا کو نہ پایا اب جمشید جادو حیران کہ طلسم کشا کیا ہوا ساتھ والون نے کہا حضور بارہ
چودہ ہزار ساحرون کا کمیت ہوا غلطی سب مارے گئے کشت حیات ساحران پامال ہوئی
ایک جوان کا لاشہ کیونکر ملے کیا طلسم کشا فولاد کا تھا علاوہ سحر کے ہزارون تلوارین سحر کی اسپر
پڑی یقین زخم تیرون سے کاری کھائے آخر پامال ہوا جمشید جادو خوشی خوشی بن سب
قیدیون کو ساتھ لیکر بعد کر وفر آکر داخل قلعہ طلسمی ہوا جس قیدخانہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ
شگوفہ و سہیل اختر شناس قید تھے اسی زندان پر محن مین شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ
کو لاکر داخل کیا اور ملکہ مخمور نے یہ خبر وحشت اثر سنی کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اسقدر زخمی تھا کہ لاشہ بھی نہ ملا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلے ہے نظم

قلزم اشک نے طغیانی کی
دست مژگان نے گہرافشانی کی
شوق نے سلسلہ جنبانی کی
بیقراری نے بھی طغیانی کی

کبھی جو ذرا ہوش آیا منہ سے یہ کلمہ نکلا ہاے ای مخمور کاش کے
ہم بیہوش ہوتے یہ خبر نہ سنتے کہ نورالدہر قتل ہو گئے اور ہم زندہ ہین نظم

ملک الموت بھی کیا ہی بیدرد
آہ سچ ہی کہ بڑا ہی بیدرد
تھامتی ہون دل کو مین بھر کر آہ
کیسی یان آن بنی دیکھو آہ
جان پہ رنج دوسرا یہ غم ہی
رنج صدمہ ہی غم سا غم ہی
دیکھتی ہون عجب احوال اپنا
کیا کہون کس سے کہون حال اپنا
کبھی چاہتی ہی اپنے کو ہلاک کرون

قصہ زندگانی کا پاک کرون ای مخمور بد کس ساعت سے اس طلسم مین آکر قید ہوئی کہ شاید اگر
جان بچی یہ روے سیاہ خواجہ عمرو کو کیونکر دکھاؤنگی کیا بات بناؤنگی جس روز علامت طلسم پر
قید ہوئی تھی اس ایک شخص کے بارے مین میرا غصہ کرنا اس شہر جنت آرامگاہ کا بچہ دم محبت کا بھرنا
اگر مین بد نصیب نہ قید ہوتی وہ شیر دل اس طلسم منحوس مین کاہے کو آتا ہاے موت میرے سر پر کھیلی تھی
مین ہجر کی جفائین جھیلتی تھی ہمیشہ یہی خیال تھا جب کو عشق پہچانوگی روے زیبا دیکھکر جی آدونگی

نظم چون ماشیان بحالت زار
راضی شدہ ام بمردن خویش
عمرے کہ چنین رود حرام است
دہ زاد اجل بب دوادی
نے بود زہجر یار دلتنگ

سے گفت زور وآن دل انگار
ای جان چہ بود زتن برآئی
ہر کیست کہ زندگیش نام است
بن لذت زندگی نہ دانم
بر سینہ زدے زدست جز سنگ

بے توسن و دل فگار جان ریش
دی عمر خوش است گر سرائی
ای کاش کہ مادرم نزادے
مرگ دگر است ہر زمانم
شاہزادہ عالی شان ایرج

نوجوان ابھی قید مین سر جھکائے ہوئے ایک جانب بیٹھے ہین انتہا کا قلق ہے دل سے کہتا ہے کہ ای ایرج نوجوان افسوس ہے کہ ہمارے ہاتھ سے طلسم فتح نہوا فلک نے یہ روز سیہ دکھایا اس زندان تنگ و تاریک مین پہونچایا شکوۂ فلکی کر رہا ہے حجاب سے سر نہین اٹھاتا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا جو حال سب ابتر دیکھا قریب آکر فرمایا ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو نوخاستۂ باغ محبوبی صبر کرو دل پر جبر کرو تمہارا اتنا صدمہ بجا ہے ہمارا تو وہ شہزادہ رہ رو کی حسرت ہے یا دل تو خیال کرو کہ خدانخواستہ اگر وہ شہسوار میدان یکۂ تازی شیر بیشۂ سر افرازی مارا جاتا تو یہ بیجا لاش لاتے سر لا کر ہمکو دکھاتے بہ ہی طریقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑائی بڑی قیامت کی پڑی ساتھ والے سب گرفتار ہوئے آخر بار لشکر نہ سنبھل سکا لوٹا بھرتا کسی جانب نکل گیا ان بیحیاؤن نے یہ مشہور کر دیا کہ طلسم کشا قتل ہوا سراسر غلط ثابت ہوتا ہے خاص دل پر غم و الم کا ہجوم نہین ہے دل کو تسکین ہے اس قید خانہ مین تو یہ رنگ ہے ہر ایک اپنی زندگی سے تنگ ہے مجبور ایک کو ایک سمجھاتا ہے شاپور شیر دل ایرج کو بہلاتا ہے اور دل کو تسکین دلاتا ہے

دو کلمہ داستان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بیان ہوتے ہین

کہ شبرنگ بن عمرو عیار نامدار درۂ کوہ مین اٹھا کر لایا زخم دوزی کی صبح کو شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے کو درۂ کوہ مین پایا شبرنگ بن عمرو کو بالین پر دیکھا پوچھا ای برادر یہ کیا معرکہ ہے شبرنگ رونے لگا کہ حضور فلک نے گردش دکھائی سردار سب آپ کے قید ہو گئے لشکر منتشر ہوا زخمون سے آپ کا عجیب حال تھا جان بچنا محال تھا مین عالم غشی مین شب کو یہان اٹھا لایا شکر ہے کہ دوست موجود ہے سر پر وہ معبود ہے انشاءاللہ آپ طلسم کشائی سے کیجیے گا نورالدہر نے مجبور ہو کر کہا ای برادر جو منظور خدا مین اپنے کو اب قلعۂ طلسمی مین پہونچاؤنگا

مین نے ایرج کو بھی تو قید مین دیکھا یہین معلوم وہ کیونکر یہان پہونچے سردار بڑے بڑے
اُنکے بھی ساتھ تھے خدا گواہ ہے اگر ایک سر سے جسم ایرج کم ہوا مین لشکر مین منھ دکھانے کے لائق
نہ رہونگا اِس سے بہتر ہی کہ ادھر مارکر مر جاؤن شبرنگ نے کہا جو حضور فرماتے ہین یہی مناسب
ہی غلام اتنا طالب ہی کہ ایک روز تو یہان توقف فرمایئے کہ زخم خشک ہو جائین نورالدہر نے
کہا دل پر زخم ہی کس کس کا علاج کروگے یہ کہکر فرمایا تھوڑا پانی کہین سے تلاش کرکے لاؤ شبرنگ
چھاگل ہاتھ مین لے کر بیرون درہ کوہ آیا جستجو مین پانی کی چلا مگر جمشید جادو جب آکر دوسرے
دن تخت پر بیٹھا شیران سلطنت سے کہا یارو طلسم کشا مارا نہین گیا نہ لوح ملی نہ لاشہ دستیاب
ہوا طلسم کشا کہین چھپ گیا تلاش اُسکی ضروری ہی اسکا وزیر تھا کہ اُسکا سفاک شعلہ زن نام
ہی سکاری و فریب اُسکا کام ہی کہا حضور آپ کی راے سالم ہی طلسم کشا جانا عالم ہو بیشک لڑتے
لڑتے کہین مخفی ہوا بیٹا عمرو ایسے عیار کا اُسکے ساتھ ہی اُسنے ضرور ہی کوئی تدبیر کی ہوگی مگر
اِس حوالی سے کہین دور نہین جاسکتا انتہا کا زخمی تھا اِسی کوہ کے گرد سے مین ہوگا غلام
ابھی جاتا ہی اگر سامری و جمشید نے مدد کی تو طلسم کشا کو مع عیار لیکر آتا ہی یہ کہکے سفاک شعلہ زن
بھڑک کر چلا جہان رن پڑا تھا لاشے جابجا ساحرون کے موجود تھے عجب مقام خوفناک
تھے خون سے بھرے ہوے نخل صحرا کے جلے ہوے یہ بچیا دیکھتا بھالتا چلا دور سے اپنے
دیکھا کہ شبرنگ عیار چھاگل ہاتھ مین لیے ہوے اندر سے درہ کوہ کے نکلا اِس بچیا کو
یقین کامل ہوا کہ بیشک طلسم کشا اِسی درہ کوہ مین مخفی ہی اپنے آقا کے لیے پانی لینے جاتا ہی
خوشی سے منھ مین پانی بھر آیا مثل موج بیتاب ہو کر لہر مین گرفتار کرنے کے روان ہوا چند قدم
شبرنگ بن عمرو گیا تھا کہ سفاک شعلہ زن نے دو دانے ماش کے شبرنگ بن عمرو پر
پھینکے شبرنگ بے حس و حرکت ہو کر زمین پر گر پڑا سفاک شعلہ زن قریب آیا کہا کیون او
نا عیار اپنے سردار کو خوب بچایا درہ کوہ مین لاکر چھپایا اب دیکھ تیری صورت بنکر جاتا ہون
لوح چھین کر اُنکو بھی گرفتار کرکے لاتا ہون شبرنگ مجبور ہو ناچار رونے لگا اشکون سے
منھ دھونے لگا سفاک نے شبرنگ کو لاکر ایک گوشے مین ڈال دیا آپ ہوے صورت
شبرنگ بن عمرو کی بنا قریب درہ کوہ آیا آواز دی ای شہر یار پانی حاضر ہی نورالدہر باہر

حل نے کہا ای برادر پانی لائے اُسنے کہا پانی تو حضور حاضر ہی مگر لوح پر خون جم گیا ہی لائیے
پہلے اسکو پاک کرون چشمے مین غوطہ دے کر لاؤن نورالدہر تو جانتے ہین کہ میرا یار وفادار کس
کیا خبر ہی کہ یہ جعلساز مکار ہی گردش فلکی سے ہر شخص مجبور و ناچار ہی ہر دم بجو مین یہ فلک نیا شعبدہ
دکھاتا ہی رہروانِ کوے جرأت کو شل نقش پا مٹاتا ہی نورالدہر نے لوح گلے سے اتار کر حوالے
کی سفاک شعلہ زن نے لوح کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھ کے آواز دی
پاش او طلسم کشا منم سفاک شعلہ زن فدیر اعظم جمشید صف شکن دیکھیو یون لوح لیتے ہین
مسلمانون کو داغ دیتے ہین یہ طلسم جمشید و سامری کی قدرت کا نمونہ ہی خاص بندگان خداوند اس
طلسم مین رہتے ہین یہ سنکر نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُسنے چند دانے ماش کے مارے
ہاتھ پاؤن حبس و حرکت ہو گئے سفاک شعلہ زن نے ایک تخت سحر تیار کیا شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو اُسپر ڈال لیا اور طرف قلعۂ جمشید کے روانہ ہوا جمشید
جیادہ تخت پر بیٹھا ہی سفاک شعلہ زن آکر پہونچا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی تمام کیفیت بیان
کی نورالدہر اور شبرنگ کو قید سحر مین مسلسل کر کے قیدخانہ مین بھیجدیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ایرج
وغیرہ قیدخانہ مین بیقرار و اشکبار تھے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بھی مسلسل و
مطوق قیدخانہ مین پہونچے شور گریہ و زاری بلند ہوا زنجیرین تھام کر سب اُٹھ کھڑے ہوے
ایرج نوجوان نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای برادر عجب خبر وحشت اثر سنی تھی کہ دشمن جنگ مغلوبہ
مین قتل ہوے اس غم سے کلیجہ مین آبلے پڑ گئے زندہ تو پایا مگر اس حال پُر ملال مین دیکھا کوئی
ساعت مصیبت تازہ سے فرصت نہین ملتی کلی باغ مراد کی نہین کھلتی ملکہ مخمور سراپا کو شاہزادے
کے دیکھتی ہی کبھی گھبرا کر کہتی ہی کیون ای شہریار یہ رات ہی یا دن ہی آنکھون سے نہین سوجھتا دل
قابو مین نہین افسوس میرے واسطے آپ نے کیا کیا مصیبت اٹھائی مجھ بدنصیب کا کیون چھپا کیا
قتل ہو جاتی زندان رنج و الم سے چھوٹ جاتی نورالدہر نے سب کو تسکین دی اور فرمایا خدا
مالک ہی شبرنگ بن عمرو ہمارے عیار وفادار نے دشمنون سے بچایا فاک بجز عیار لور شک
آیا خیر شکر ہی سب ایک مقام پر ہو گئے مرگ انبوہ جشنے دارد مگر چند واسطے ایرج نوجوان کے
دل رفتا ہی ایسا توٹ بازو کسکو ممکن ہوتا ہی جب سے یہ لشکر مین آئے یہ ہمیر فدا ہم آئیر تھا

اگر لمحہ بھر کو جدا ہوے تو مثل ماہی بے آب بیقرار رہے عدم مین بھی ایک ساتھ جائین گے مگر
اے ملکہ مخمور تمھاری مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی یقین ہی جمشید ملعون ہمکو قتل کریگا مگر تمکو پاس افراسیاب
کے بھیجے گا ایک سردار افراسیاب کا ہمارے ہاتھ سے در قید خانہ پر مارا گیا فیروز ملعون
کو خبر پہونچی ہوگی تمھارے نام پر جان دیتا ہی ملکہ مخمور نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا ہر چند
مین سخت جان ہون مگر آپ کے بعد سر ٹکرا کر جان دونگی روے سیاہ افراسیاب خانہ خراب کو
خدا نہ دکھاے اُسکی نحوست سے بچاے اُسوقت قید خانہ مین شور گریہ وزاری بلند ایک
ایک جان کے خوف سے دردمند بیان جمشید ملعون نے سفاک شعار زن کو بجا بھاری
خلعت دیا جلسہ عیش ونشاط آراستہ ہوا جمشید نے حکم دیا منادی ندا کرے کل صبح طلسم کشا کو
مع کل قیدیان بلاد بدولت قتل کرینگے ایک ایک نمکحرام کو سزاے معقول دینگے تمام کوچہ وبرزن
مین قلعہ جمشیدیہ کے اشتہار چسپان ہوے منادی جابجا ندا کرتا پھرتا ہی کہ کل صبح کو طلسم کشا
وملکہ شگوفہ وسہیل اختر شناس وفیروز جادو وشبرنگ آتش خوار وابریق آسمان سیر
مصاحب شہنشاہ کوکب وملکہ شوخ چشم وایرج نوجوان وشاپور شیردل وشبرنگ بن
عمرو وملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ قتل کیے جائینگے سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز کان مین
قیدیون کے پہونچی علاوہ ان سرداران مذکور کے بارہ چودہ ہزار اہالیان فوج بھی قید ہو کر
آگے مین ایک رسن مین بچارے بندھے بیٹھے ہین شور فریاد و واغیاثا بلند کیا نور الدہر نے
بھی تُنا قریب دروازے کے آکر کہا بھائیو کیون فریاد کرتے ہو اپنے معبود کو ایسے وقت مین
نہین یاد کرتے ہو جو شہر در جہان باپ سے زیادہ مہربان ہی رحم کرنا اُسکی شان ہی اگر اُسکی عنایت
شریک حال ہوئی چشم زدن مین دام بلاے مصیبت سے رہا ہو جاؤ گے اس آفت سماوی
سے امان پاؤ گے رباعی

دنیا ہی عجب سراے فانی جرأت
نہ دیر مین کچھ ہی نہ حرم مین کچھ ہی
دم مین کچھ ہی اور ایکدم مین کچھ ہی
دنیا مین نہ کچھ ہی نہ عدم مین کچھ ہی
ان سب نے غرض کی خدا

آپ کو سلامت رکھے آپ کا جمال بیمثال دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون
مین بصارت پیدا ہوتی ہی آپ کا حال حسرت انجام دیکھکر خود مصیبت زار زار روتی ہی
یہ آپسمین باتین حسرت ویاس کی ہو رہی تھین کہ حال قتل مسلمانان سنکر شیر اعظم کا چہرہ زرد

ہوا کا نپتا تھرا تا کاشانہ مغرب میں جا کر چھپا لیلائے شب زلف مشکین کھول کر حیران پریشان
تلاش جنس آرزو بصد جستجو محل اندوہ والم میں جاری ہوئی نظم

سیاہی ہویدا ہوئی سربسر
کھلے موے لیلائے شب سربسر
کہ ذرے چھپے خوف سے زیر خاک
قمر دل ہوا اس ذکر سے بیقرار

وہ اُس شب کی ظلمت کہ دن تیرہ تار
لباس سیہ بر میں پہنے قمر
ستاروں کی وحشت سے تھیں آنکھیں بند
دکھائے نہ گردش پیل ونہار

شب غم کا تاریک ہوئی جلوہ گر
فلک پر کواکب کو بھی انتشار
وہ سنسان تھی رات اور ہولناک
زمین بیقرار و فلک دردمند
تعجب اُس شب کو سنا تا ہا لیان

زندان خالف وترسان شب کو دربانوں نے دروازہ بھی بند کیا اور غم تازہ دیا سب اسیران
ہای شہریاران گرامی پروردۂ مہد ناز ونعم اس تیرہ مصیبت واندوہ والم اندھیرے سے قید خانہ کے
گھبرا تے تھے بعض بیقرار ہو کر چلا تے تھے نور الدہر سب کو سمجھاتے تھے کہ یارو وقت دعا
ہے نہ گھبراؤ اپنے معبود سے دعا کرو سب نے کہنے سے نور الدہر کے ہاتھ طرف آسمان کے
اٹھائے نور الدہر دعا کرتے ہیں سب آمین کہ رہے ہیں آنکھوں سے اشک حسرت بہ رہے
ہیں فرزند رشید صاحبقران اوصاف الہی میں معروف نظم

سازندۂ آدم از کف خاک
نقاش نگار خانۂ غیب
تشریف دہ زمین بمردم
برکوہ بہ پیل چرخ خودرا
از قوس قزح کمک بدستش

بینائی چشم اہل بینش
منشی صحیفہ ہاے لاریب
عطش زمزم خجستہ امید
آگہ دادہ بہ بندوے زقتل جا

دارندۂ ہفت کاخ افلاک
فیاض وجود آفرینش
زینت گر آسمان زانجم
خاکال بساق عرش پیچید
دادار پئے ضبط پیل مستش

اے کریم ورحیم فضل اپنا شریک کر اپنے بندوں کو قتل سے بچالے
زندان مصیبت سے نجات دے یہ بجا مصیبت سے قتل کریگے کفن تیرے بندونکو ڈھونڈینگے
شب بھر تو بھڑک بھڑک کر کاٹی چونکہ مصیبت تھی آنکھوں میں کٹ گئی چہرۂ لیلائے شب سے
نقاب اُلٹ گئی عمل ظلمت کا اٹھا فوج شیا ہگان کو شکست ہوئی شہنشاہ زرین علم کو ظفر
بند وبست ہوئی نظم مصنف

گئے خاک غم منہ پہ مہر فلک
تھی نظم دیگر

ہوا مرغ شب جب الم سے ہلاک
برآمد ہوا شرق سے یک بیک
رخ افلاک پر کدورت ہیں

سحر کا گریبان ہوا چاک چاک
تعجب سحر مصیبت خیز وحشت انگیز
نجم سب مائل مصیبت ہیں

گلشن دہر ہی اُداس اُداس
دل پہ ہوا ہر حسرت و حرمان
کفِ افسوس برگ ملتے ہین

عالمِ حزن اور حسرت و یاس
نخل ماتم کی طرح نخل چمن
آتشِ رنج و غم سے جلتے ہین

ہی ہر اک وحشی و طیر نالہ کنان
غمکدہ ہی بنا ہر اک گلشن
صبا خاک اُڑاتی ہی ہر شجر سے

سر نگون ہی نوجوانانِ چمن کو گلعذارانِ صاحبقران کا غم ہی ہر نخل گلزار نخلِ ماتم ہی عندلیبان
خوش نوا غزل خوانی بھولین آہ و فغان کرنے لگین یکایک اُس گلشن مین ہواے سرد آئی
زبان موج ہوا سے یہ آواز سُنائی ای ساکنان باغ عالم کیا غم و الم ہی باغبان قضا و قدر مالک
و مختار ہی بعد خزان کے بہار ہی ای غمخواران گلشن ایجاد تاثیر تمھاری آہ مین ہی قافلہ آمد آمد بہار
غنچہ و گل راہ مین ہی گل مراد ملا چاہتا ہی غنچۂ آرزو کھلا چاہتا ہی الغرض سپیدۂ سحری آسمان پر
چمکا نیّرِ اعظم بصد شوکت و حشم علم زرین شعاع کھولا ہوا تخت نیلی پر جلوہ فرما ہوا جمشید رو سیاہ
تاج نحوست بر سر تخت نکبت پر آکے بیٹھا تمام ساحران غدار غولان صحراے کفر و ضلالت
کم ہمت خرس طینت میمون خصلت دربار مین آکر جمع ہوے آج اسقدر جادو ہی دربار مین جمشید
ملعون کے کہ تل رکھنے کی جگہ نہین ہی دنگل و کرسیان معمور ہین پری رویان شراب کبر و غرور
نزدیک و دور سے ہزارہا بچیا آئے ہین عمرو ساحری کے مشتاق قتل طلسم کشا کے مشتاق سفاک
شعلہ زن مثل آتش تنور کے بھڑک رہا ہی کہ یارو مین نے بڑا کام کیا طلسم جمشید یہ مین نام کیا
طلسم کشا کو مین گرفتار کرکے لایا ابھی خلعت بھی نہین پایا ابھی گھبرا کے جمشید جادو سے کہتا ہی ای
شہنشاہ جلد طلسم کشا وغیرہ کو بارگاہ مین بلایئے کسی کو دار پر چڑھایئے کسی کو خنجر سے قتل کرلیجئے
جمشید نے حکم دیا معتقدان طلسم کو جلد لاؤ اول دربار مین پہونچاؤ اپنے نمک حرامون کو سمجھا ینگے
اگر مان جائینگے تو بہتر ورنہ حلوۂ شاہباز شمشیر ہون سرکش ہمارے نام سے زیر ہون داروغہ
جیل خانہ کا دوڑا قید خانہ مین آکر مقیدان زندان بلا کو نکال لاکے آگے نور الدہر بن بدیع الزمان
ایک سمت ایرج نوجوان ایک جانب ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و فیروز جادو
و شہرنگ آتش خوار و شہرنگ بن عمرو نامدار ایک طرف سرداران ایرج نوجوان افلاک
آرائی و ملکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیران سب کے عقب مین ہزار ہزار ساحر زنجیر
و رسن سحر سے بندھے ہوے دربار مین جمشید جادو کے پہونچے یہ ملحوظ رہے کہ شاہزادہ نور الدہر

والامقام کے جسم پر قید تحریر لینے بجائے ہتھکڑیوں کے مار سیاہ لپٹا ہوا ہے طوق بھی آہن آتش کا
مگر شاہزادہ نے ضبط کر کے آواز دی السلام علیکم سلام من دریں مجلس و دین ما دا بکسے بلا کہ
بیماند دلبشناسد کہ خدا ایکے است و پیغمبر حق بر حق ایرج نے وعلیکم السلام کا جواب دیا کافر سمجھے
یہ سنکر یہ مشتعل ہوئے آتش دیدہ کے جل گیا ہاں ہاں کی صدا بلند ہوئی جمشید جادو نے منع
کیا کہ یارو کیوں رنجیدہ ہوتے ہو اب ان قیدیوں کی بات کا برا ماننا بیجا ہے بقول سعدی ہر کہ دست
از جان بشوید ہر چہ در دل دارد بگوید سہیل اختر شناس ملکہ شگوفہ و فرو زجادو و شہرنگ آتش خوار
وغیرہم کی جانب متوجہ ہوا کہ او ننگ حرام و تم نے طلسم کے شکست کرانے کی تدبیر کی تھی مگر میں نبیرہ
ساحری ہوں شیر بیشۂ ساحری ہیں اب بھی قدموں پہ گرو ورنہ اب جانبری غیر ممکن ہے بڑے افسوس
کی بات ہے خدا تمہارا حافظ ہے تم نے دوست کو چھوڑتے ہو تمہاری عقل پر پتھر پڑیں مجھ ایسے
بادشاہ سے منہ موڑتے ہو جلد جواب دو سہیل وغیرہ نے کہا کیا بکتا ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور
نہ کر جب شاہزادے سے جادو سخنوں سے ہاتھ بھر ایک ہوا اور ملتفت ہوا شاہزادہ نور الدہر کو جمشید
جادو نے قریب تخت کے طلب کر لیا ہے دس پانچ قدم کا فاصلہ ہے جمشید جادو بہ عتاب
اپنے مددگاروں سے خطاب کر رہا ہے کہ یکایک آسمان پر سے برق چمکی ایک جادوگر ایک مہ جبین
کو تخت پر سوار کیے ہوئے آکر پہونچا مگر وہ نازنین حجاب سے سر جھکائے ہوئے آنسو آنکھوں میں
ڈبڈبائے ہوئے چہرہ اداس ملال یاس جسم میں رعشہ وہ تخت زمین پر آکر اترا جمشید جادو اس
مہ جبین کو دیکھ کر مثل گل کے شگفتہ ہو گیا اس نازنین کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور لوح طلسمی سامنے
جمشید جادو کے تخت پر رکھی ہوئی ہے سہیل وغیرہ کو دکھلا رہا ہے کہتا ہے اب اسکو خدمت میں شہنشاہ
افراسیاب جادو کے بھیجوں گا شہنشاہ اسکو احتیاط سے رکھیں گے اور جس لوح تخت پر
رکھی ہے اس جادوگر نے دست بستہ عرض کی یہ آپ کی معشوقہ ماہ پیکر دختر مہران شاہ ہے میں اسکو
پہلے سے اس طلسم کشا کے انتظار میں لایا تھا ایک ہفتہ بھاگتے گذرا محبت میں طلسم کشا کی مدہوش ہے
دریائے عشق کا جوش ہے اس دربار عام میں جمشید منتیں کرنے لگا اے معشوق تسکین دل زار
اے معشوقہ کا وفا جس سے تو نے محبت کی وہ سامنے سر تعظیم سے بیٹھا ہے ملک الموت سے اسکا
سامنا ہے قتل ہوا چاہتا ہے یہ سنکر ملکہ ماہ پیکر نے سر اٹھایا اس حال میں شاہزادہ نور الدہر سے

آنکھ چار ہوئی کہ شاہزادہ قید مین مبتلاشل گنہگارون کے بیٹھا نظر آیا یہین آنکھیں چار ہوئین پرچہ عاشق و معشوق دونون کے کلیجے کے پار ہوئین کچھ اشارے ہوئے اس کنائے کو کون سمجھے شعر

میان عاشق و معشوق رمزیست ۔ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست ۔ ماہ پرور کا کلیجہ دھڑکنے لگا پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکے وہ بھی بناوٹ سے خالی نہ تھے مطلع قطرے نہین عرق کے

رخ لاجواب پر ہو دکھیو رہی ہی اوس گل آفتاب پہ چندے سدل

سینہ وہ باصفا کہ ہو خورشید کا یقین ۔ رکھے ہین یا جگر مین گلہائے یاسمین
دو بلور سے بھی مصفّا ہین یہ کہین ۔ بھیتی صفا سے صبح کی صادق کبھی نہین

سینہ ہی آئنہ قدِ آدم دھرا ہوا
آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا ہوا

وہ چھاتیان ہین یا کہ ہین الماس کے کنول ۔ دو سیتے یہ نور سے رکھے ہین مشتعل
ہوتے ہین فرقدین دیسان صاف متحمل ۔ کرتا گمان انار کا ہی سخت تبدل

پیٹ شیشے سے ہین کہ نور سے بنا
یا ہین حباب چشمۂ آب حیات کے

ادھر آنکھون سے شاہزادہ فورالدہر کے اشک حسرت ٹپکے ملکہ ماہ پرور آنسوون کو پی گئی اشارے سے منع کیا کہ اے شہریار والا تبار یہ وقت جوش و خروش نہین ہی اور جمشید کو جواب دیا کہ اے بادشاہ اس ساحرنے تیرے مجکو اس ہنر مین کیا کیا تکلیفین پہونچائین جسکا مجکو عاشق بتاتا ہی مین اسکو پہچانتی بھی نہین ہون میرے ماں باپ سے مجکو چھڑا لایا اس دربار مین مجکو بلایا کیسا عاشق فاسق ہی معشوق کا بھی مرتبہ ہوتا ہی یہ بیچارو بیا وسا سنے کھڑا ہی باغ مین سے میرے مجکو اٹھا لایا طالب وصال ہوا جب مین نے نہ مانا جان دینے کا قصد کیا تب بیان سے اگر آیا ہی عشق طلسم کشا و غیر طلسم کشا بتلاتا ہی اگر حضور کا طلسم کشا نام ہی تو ہمارا نیک انجام ہی ماں باپ ہمارے منسوب کر چکے ہین ہمین کیا دخل ہی اور اگر کسی اور کو یہ بتایا کتا ہی تو اسکو اپنی ناک چوٹی پر نثار کرون خاک مین ملاؤن اندھیری گور مین سلاؤن یہ سنکر جمشید بیقرار ہو گیا کہا اے ملکۂ طلا اس حیلے نے آپ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا ملکہ ماہ پرور نے کہا اگر بیٹھا تھا

تو اس سے پوچھیے۔ آٹھ دن کمان لیے لیے پھرا مین تو دھاگڑے کے پہلو مین تھی جگو لا یا دھاگڑے
کو نہ لا سکا بس یہ سنکر جمشید مثل شعلہ آتش بھبوکا کہا او سنگبار جادو ملکۂ عالم کی بات کا جواب
دے کیا فرماتی ہین سنگبار نے کہا حضور مین اسی جوان کے پہلو مین سے اٹھا کر لایا تھا
جلدی کا بن اسیر ہاتھ نہ ڈال سکا بس جمشید جادو نے یہ سنکر غصہ مین سنگدلی کی ایک چٹکی
خاک کی سر پر سنگبار جادو کے ڈال دی جلکر خاک ہوا قصہ پاک ہوا تمام اہالیان دربار
تھرتھرا گئے کانپ گئے کسی کے منہ سے بات نہ نکلی آہ یہ کہ رہے تھے کہ دیکھو اس نمکحرام نے
غضب کیا منصوبہ شہنشاہ پر نگاہ بد ڈالی آخر اعمال قبیح کی سزا پائی اور جمشید جادو نے ملکہ
ماہ پرور کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین عرصۂ دراز سے اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون
آپ کے یمن قدم سے لوح کی فتح ہوئی ورنہ اس سلیمان نے تمام طلسم کو درہم و برہم کیا دست
و گریبان ہوے اپنے بیگانے ہوے تب خود تکلیف کی تو گرفتار کرکے لایا ہون یہ تمہارے
قدم کی برکت ہو یہ ساتھ لوح طلسمی موجود ہی اسی کی وجہ سے ہزارون ساحر مارے گئے ملکہ ماہ پرور
نے سر جھکاکر کہا صاحب یہ کیا چیز ہی جمشید جادو نے کہا جان طلسم روح طلسم اسے لوح طلسم
کہتے ہین اسکو دیکھکر ہم لوگ سمجھائین سنتے ہین سحر ہوتے ہین جسکے پاس یہ موجود ہو اس پر ہمارا
کچھ نہین قابو نہین ہو سکتا ملکہ ماہ پرور نے کہا مین دیکھون تمہین کیا کہا ای جمشید جادو نے
کہا ملکہ اسکو نہ دیکھو پھر عکس پڑتا ہی سحر بھول جاتے ہین سامنے طلسم کشا بیٹھا ہی اگر اسکے
جسم سے مس ہوجاے قید سحر دور ہو مجکو قلق طلسم کشا کو سرور ہو او ری ملکہ یہ جوان یکہ تاز میدان
جرأت کی شہسوار عرصۂ جلالت ہی لاکھون سے اکیلا لڑتا ہی طلسم مین کیا کیا معرکہ چلا ہی اسکے بڑے
بڑے جادوگر مین کیسے کیسے باہنر ہین۔ غلم خوف ہی ملکہ ماہ پرور نے لوح کے پاس سے ہاتھ
ہٹا لیا اور کہا کہ آپکا عشق بھڑک گیا ہمارے نصیبہ کی خوبی کہ ماں باپ نے ایسے کے ساتھ منسوب
کیا جو کچھ کیا خوب کیا۔ واہ واہ کیا قدرت سامری کی ہی ہم باغی کو بچائین گے اپنے وارث کو قتل
کرائین گے ماں باپ تک سے جدا ہوچکے اب سوا تمہارے ہمارا پوچھنے والا کون ہی تمسے ہم کو
یون نفرت واہ ری قسمت جمشید جادو ہاتھ جوڑنے لگا اور لوح سے کر سامنے رکھدی کہ یہ تو
تمہارے ہی پاس رہیگی ملکہ نے کہا صاحب مین کیا کرونگی مین تو دشمن ہون طلسم کشا کو دیدونگی

جمشید جادو نے کہا ملکۂ عالم غصہ نہ کرو اسکو پاس رکھو ملکہ ماہ پرور نے کہا لاؤ مجھو ہی تمہاری
خوشی یہ کہکر ملکہ نے لوح ہاتھ مین لی جمشید جادو نے کہا جلد جلاد کو بلاؤ پہلے طلسم کشا کو قتل کرے
وہ جلاد کو بلانے کو دوڑے جمشید جادو طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کیون بھائیو لوح اپنے
پاس رکھون یا بخدمت شہنشاہ افراسیاب بھیجدون کسی نے کچھ کہا کوئی جواب دینے سے عاجز
ہوا ماہ پرور نے کہا وقت شاہزادے کا قریب آگیا جو کرنا ہی کر گذرو اپنی جان جائیگی صدقہ پایہ
یہ شیر صولت بچ جاے عاشقون مین نام رہیگا ہر عاشق ہکو ثابت قدم کہیگا جمشید جادو کا تو منہ
اور طرف تھا ملکہ ماہ پرور نے غصے سے اپنی نیمچہ ہاتھ مین لے لیا جمشید جادو نے کہا ملکہ کسان
ماہ پرور نے کہا یہ تمھارا سوندہی کا ما بچہ گھور گھور کر دیکھتا ہی آنکھ مین پیالا سکے گھسیڑدون جمشید
نے ہان ہان کہا ملکہ نے پہلے لوح اسکے منہ کے سامنے چمکائی جمشید جادو کے مارے لگکر منہ
پھیر لیں ملکہ ماہ پرور نے تخت پر سے جست کی لوح گلے مین شاہزادہ نورالدہر کے ڈالدی
کہا شہریار ہوشیار ہو جیسے ہی لوح گلے مین شاہزادہ نورالدہر کے آئی ماران سحر جل کر
گر پڑے شاہزادہ نورالدہر اٹھا ملکہ ماہ پرور کا ہاتھ کھینچ لیا اپنی پشت پر کیا ملکہ ماہ پرور نے
ملکہ مخمور کی زبان سے سوزن کھینچ لیا کہا بوا اٹھو شاہزادے کو بچاؤ ادھر شاہزادہ نورالدہر
نے نعرہ کیا نعرہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران بہ خشم و قہر و شہ سوارہ ضیغم شاہزادہ نورالدہر + ادھر مخمور
سرخ چشم بل کرکے اٹھی سنگریزے اٹھا کر مارے پتھر کی سلین برسنے لگین سنگ لون کے
سر پھٹے بہت حیران ہو کر بت بنگئے ملکہ مخمور نے اور ساحرون کی زبان سے سوزن نکالا فوراً انہ
نے نعرہ کیا شاہزادہ ایرج نوجوان پر لوح کا عکس ڈالا ایرج نوجوان نے بھی قید سحر کو توڑ ڈالا
نعرہ کیا نعرہ شاہزادہ ایرج نوجوان ماہ سدرخ آن آفتاب منیر و کر صاحبقران سیم
و آفاق گیر + ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شغالہ کوکب روشن ضمیر بھی اٹھا اٹھتے
زمین کو ہلا دیا شہنشاہ جمشید جادو ہاے کا نعرہ کرکے تخت سے اٹھا کہا ہاے یارو یہ آستین
گرگ بغل کہان سے پیدا ہوا اس قتال عالم پر کیون شیدا ہوا تھا سردارون کو اشارہ کیا مارو

اب زمین بارگاہ مین تلوار چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اشعار

چلی تیغ شہزادہ شیر دل	کہ ساحر ہوے خوف سے پا بگل	چمکنے لگی برق تلوار کی

پہنچی نہ اس شمشیر کے وار کی
کٹے ایک حملہ مین کتنو کے سر
ہر اک جان سے اپنی عاری ہوا
قیامت بپا کی ملکہ مخمور نے
سنانین کلیجون مین گڑنے لگین
کسی سمت آبریق فیروز بخت
لگی سحر کرنے بصد قہر و خشم
شگوفہ کی جرأت سے بھی گل کھلے
ہوے خاک جل جل کے اہل ستم
بلوری ڈرے مخمور کو چھپانے لگے
مدد کیجے آن کر اب ذری
زمین طلسمات کانپی تمام
رہے یون کہ ساحر ہوے دردمند

ہر اک ساحرہ بیحیا تنگدل
سیہ رو ہوے خون مین تر بتر
کسی غول پر ایرج نوجوان
دکھائی چمک شعلۂ طور نے
ہوے سحر خشمی سے ساحر تنگ
لگا کرنے ہر ایک پر سحر سخت
نشنگانہ شبرنگ کی وہ جدال
کہ گلہاے افسون برسنے لگے
لڑائی وہان تھی وہ گھمسان کی
قدم اپنے پیچھے ہٹانے لگے
کوئی پوسنے دوسرے لیتا تھا
بگڑنے لگا سحر کا انتظام

ہوا ٹور سے شمشیر کے تنگدل
وہان خون کا بحر جاری ہوا
جھپٹ کر گیا مثل شیر ژیان
نگاہین شیلی جو پڑنے لگین
لگے بھاگنے جو کہ تھے نا بجنگ
اور اک سمت کو ملکہ شوخ چشم
فنا کر دیے ساحر بیشمار
کیا سحر جم کر جو باشتہ
کہ اُن ساحرون کو پڑی جان کی
زبان پر تھا ہر اک کی یا ساحری
چھپا کوئی جمشید کا تخت تھام
شجاعت سے شہزادہ ارجمند

اسطرح کی جنگ غاوبہ ہوئی کہ زمین و آسمان تھرا گئے خوف سے

نامردون کو غش آ گئے جمشید جادو لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ آیا شاہزادہ والا گہر نور الدہر بن بدیع الزمان کو بھی ملازمان خاص نے مرکب باد رفتار پر سوار کیا شاہزادہ عالی شان ایرج نوجوان کا بھی اسپ تیز گام آیا ملکہ مخمور نے قیامت برپا کر دی لاشون سے زمین بھر دی کوہ و برزن مین دریاے خون بہ رہے ہین شیران سحر ڈکارتے پھرتے ہین انکے خوف سے بزدلے بیہوش ہو کر گرنے ہین ملکہ شگوفہ جادو نے سیکڑون باغیون کو قتل کیا نمونہ باغ مرگ دکھایا ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے لشکر جمشید جادو کے دھوین اُڑا دیے لاکھون بیحیا خاک مین ملا دیے شبرنگ آتش خوار نے آگ برسائی ناریون کو راہ جہنم دکھائی فیروز جادو مظفر و منصور ہر پر غرور کو راہ دار البوار دکھاتا ہی اسکے حربے آسمان افسون ساز تھراتا ہی شاہزادۂ والا شان نور الدہر بن بدیع الزمان ڈٹے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے مثل شیر خشمناک برابر جمشید جادو کے ہو پہنچے للکارا کہ او مغرور کہان جاتا ہی جمشید جادو نے جو

شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا خون آنکھوں مین اُتر آیا جوش سے آگ برسادی
زمین ہلادی اور ہزار جادوگر جلکر مرگیا مگر شاہزادہ نورالدہر تیغ چمکاتے ہوے پاس آگئے
اب مجبور ہوکر جمشید جادو نے تیغ سحر کا وار کیا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو تلوار
پر روکا وار اُسکا روک کر اُنچاس دے مین سے ہاتھ نکالا خبردار کہکر تیغہ خاراشگاف سلیمانی کا
ہاتھ لگایا اُس بیحیا نے کلمہ اجیہ دون کو یاد کیا سپر سحر کو اُٹھا دیا مگر تیغ جھک کر جو گری سپر سحر کے
دو ٹکڑے ہوے تاج کاٹ کر تا دو ابرو پہونچی ہاے کیک جمشید جادو نے اپنے کو زمین پر گرادیا غُل ہوا
نورالدہر نے چاہا گرفتار کرون یا قتل کرڈالون جمشید نے پر پرواز پیدا کیے مثل طائر
خائف بلند ہوا ساتھ والون کو آواز دی یارو نکل چلو مین طرف گنبد جمشید کے جاتا ہون
وہان سے لشکرکشی کرونگا طلسم کشا کا پیچھا نہ چھوڑونگا مگر اسوقت نکل آنا جان بچانا مناسب
ہے کئی لاکھ ساحر اُسکے ساتھ بلند ہوے سحر کرتے ہوے نکل گئے ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ نے
چاہا کہ روکین یہ نہ کیا ابلق آسمان سیر نے آواز دی کہ تعاقب مناسب نہین ہے لشکر آپ کا
خستہ ہوگا سب سرداران کے اہالیان شہر نے پناہ مانگی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے سب کو سرفراز کیا تیغہ خون آلود ہاتھ مین تیغ وغیرہ ذری سپہ لئے آکر داخل بارگاہ جمشید ہوے
ملکہ ماہ پرور کو بتکلیف تمام داخل محلات کیا تخت سلطنت پر شاہانہ ڈالوا دیا نورالدہر نے اُس
نوجوان کو مقام صدر پر جگہ دی اپنے ساتھ والون کو دونگا سے زرین مرحمت ہوے کرسی جواہرنگار
پر ملکہ مخمور سرخ چشم بیٹھی ذکل جواہرنگار خزانے سے جمشید جادو کے نکلا ہوا سپر شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان ابعد شوکت دشمن شکن ہوے زخم دو زبان ہونے لگین بساے
ملکہ شگوفہ زبردست مانگے مخمور سرخ چشم مقام تجویز ہوا یہی باغ باغ ہے آج غم و الم سے فراغ
ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے پکار کر آواز دی اے ساحران نامی وای جان نثاران گرامی بادشاہ طلسم
شکست کھا کر نکل گیا مقام تردد کا ہے ہرکارے روانہ کیے جائینگے دو چار روز مین انتظام ہوگا مگر اب
سب صاحبون کو مناسب ہے کہ طلسم کشا کے جان کی خیر مناؤ حفاظت کے سامان کرو ایسا نہو کہ
درانداز آپہنچے خدانخواستہ اُنکے دشمنون کو گرفتار کرکے لیجائے لوح کی فکر ضرور ہوگی سب نے
عرض کی اے ملکہ عالم آپ ہماری مالک و مختار ہین آپ کو سب طرح سے اختیار ہے جسطرح ارشاد ہو

فرمایئے حاضر ہین ہم بھی اس مقدمہ کے ناظر ہین ملکہ مخمور سرخ چشم اپنے مقام سے اٹھین
شبرنگ آتش خوار کو سیر طلایہ کیا فیروز جادو کو انتظام لشکر کا حکم دیا اور ملکہ شگوفہ سے فرمایا
تم دروازے پر بارگاہ کے رہنا در بین جس بارگاہ مین شاہزادہ آرام فرمایئگا بشکل طاؤس
قبہ بارگاہ پر بیٹھکر رات بھر حفاظت کرونگی سب نے اس بات کو بخوشی خاطر منظور کیا
یہان تو سامان عیش و نشاط مہیا ہے

دو کلمہ داستان جمشید جادو کے بیان ہوتے ہین

جمشید جادو جو ہاتھ سے نور الدہر کے طرف گنبد جمشید کے بھاگا ہرچند کہ شکست فاش کھائی
مگر تین لاکھ ساحران غدار ساتھ ہین اسکی طرف سے سہیل جادو گنبد جمشید پر حاکم ہے اپنے
مقام پر ہے کہ ہرکارون نے خبر دی اے پہلوان دوران غضب ہوا شہنشاہ نے شکست کھائی
قلعہ جمشیدیہ مین طلسم کشا کی عملداری ہوگئی سہیل مکار گھبراکر اٹھا فوج کو لے کر بہر استقبال
چلا کوس بھر پہونچا تھا دیکھا ساحران غدار جمشید جادو کو بجادر پر ڈالے ہوئے عالم زاری
مین لیے ہوئے آتے ہین مگر حیران پریشان سرون سے ساحرون کے خون جاری ہے سہیل
جادو نے کہا حضور نہ گھبرایئن چلکر گنبد جمشیدیہ مین فروکش ہون زیادہ نہ مشوش ہون مقام
افسوس ہے کہ سرکار دولتمدار کے ابتدا سے غلام کو خبر نہ کی وہ تدبیر کرتا کہ اتنا طول جنگ کو ہوتا
مگر اب بھی مقام تردد نہین بادشاہ جمشید کو تسکین دیتا ہوا لاکر قریب گنبد جمشید پہونچا نام اسکا
گنبد کا گنبد جمشید ہے اسمین ایک عجب بھید ہے آگے ناظرین پر واضح ہوگا گرد گنبد جمشید صدہا قصر
عالی بنے ہوئے ہین ایک قصر عالی مین جمشید جادو کو سہیل مکار نے لاکر داخل کیا زندگی
کا سامان ہوا جب جمشید جادو کا مزاج درست ہوا کہا اے مکار نامدار اب بتلاؤ کہ کیا تدبیر
کرون ہرچند کہ بڑے بڑے ساحران غدار شریک طلسم کشا ہین مگر مجھکو کسی کا خوف نہین
دیگر طلسم کشا نہو یا لوح اسکے قبضہ سے نکلجائے ایک سحر مین سب کو دیوانہ بنادون تڑپا تڑپا کے
مارون مگر نام سے طلسم کشا کے کانپتا ہون جب لوح طلسمی چمکا دیتا ہے کلیجہ تھرا جاتا ہے سہیل مکار
نے کہا کہ یہ تو فرمایئے طلسم نور افشان کے بادشاہ کی جانب سے کوئی شریک طلسم کشا ہے یا نہین
جمشید جادو نے جواب دیا افراسیاب بھی بخوبی ماہر ہے اپنے سردار کو روانہ کیسا تھا

طلسم کشا کے واصل جہنم ہوا کوکب روشن ضمیر نے اپنے مشیر خاص ساحر زبردست ابریق
آسمان سیر کو شاہزادہ ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہی ابریق آسمان سیر نے دربند ظلمات
فتح کرایا بدست جادو میرے ملازم کو قتل کیا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر طرف طلسم کے
آتا تھا مین نے جاکر اسکو بھی گرفتار کیا تھا اب وہ سب ایک ہی مقام پر ہین ابریق آسمان سیر
وزیر کوکب روشن ضمیر موجود ہی اس جنگ مین آئے قیامتین برپا کین جب تو من نے شکست
کھائی یہ حال پُرملال سُنکر سہیل مکار ہنسا کہا ای شہریار لوح کو مع طلسم کشا مجھ سے لیجیے مین
سالہا سال خدمت مین شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نور افشان کے رہا ہون اُسکے
سردارون کو بخوبی جانتا ہون ایک ایک کو اچھی طرح پہچانتا ہون اب حضور تامل
فرمائین غلام جان دے کر قلعہ جمشیدیہ مین جاتا ہی اگر سامری و جمشید مدد کرتے ہین تو طلسم کشا
کو مع لوح لاتا ہی جبکہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے یا لوح ہاتھ آجاوے پھر حضور کو اختیار ہی
باقی سردارون کو جاکر قتل کروا لیجے گا یہ کہکر اُس بیحیا نے اپنے پاس سے اسباب سحر نکالا اپنے
کو سحر سے بصورت آفتاب جادو وزیر کوکب روشن ضمیر بنایا اور ایک نامہ جعلی مہر کوکب
روشن ضمیر سے تیار کیا مضمون اسکا بروقت ناظرین پر ظاہر ہوگا اس صورت سے مرکب
بادرفتار پر سوار ہوکر طرف قلعہ جمشیدیہ کے روانہ ہوا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان سہیل مکار کا بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بجہت شاہزادہ عالیشان نور الدہر بن بدیع الزمان جانا اور لینا لوح طلسم کا و ذکر قتل جمشید جادو

ساقی نامہ

ای ساقی لالہ فام و مے نوش — مجھ رند کو کیون کیا فراموش — سرمست مے ازل کو بھولا
کیون پھول کا جام بیچ بھولا — محفل کی تھی زیب زین مجھے — رندون کو بڑا تھا چین مجھے
کاوش جو خمار مے نے کی ہی — ہشیاری مین طرفہ بیخودی ہی — اب دل کی لگی بجھا دے ساقی
مرتا ہون دوا پلا دے ساقی — اس درجہ ہون ہجر مے سے سرشار — ڈھونڈھا آیا کہان کہان ناچار
دے بنت عنب شتاب مجھکو — دکھلا رخ آفتاب مجھکو — دل ہجر سے ہو کباب ساقی
باقی نہین ضبط تاب ساقی — اچھی سی پلا دہ بادہ تند — کچھ دیر نہ جس سے ذہن ہو کند

بند آنکھ کو کر کے جب مین جھومون | منہ شاہد مدعا کا چومون | کیفیت بزم کو بڑھاؤن
اک رند کی داستان سناؤن | مشتاق ہوئی جو طبع عالی | ساقی نے شراب دی نرالی
اب دیکھیے میری خوش بیانی | حضار سنین نئی کہانی | شاہد عروس بیان کو براے

نظارۂ مشتاقان نرگس وار چشم براہ انتظار کے مشاطہ نظم و نثر یون آراستہ کرتی ہے شعر خردمند و دانا ے فرخ نشان ✦ رقم کرتے ہین اس طرح داستان ✦ کہ بیان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران صف شکن دستور شعاران تیغ زن اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملک محمود سرخ چشم انتظام مین مصروف ہین ہرکارون کو حکم ہوا دریافت کرو جمشید بے ایمان کس جگہ نہان ہوا مہتر شاپور شیر دل عیار ایرج عالی وقار و شبرنگ بن عمرو شاطر نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے حاضر ہین عرض کی جو اسپیان تیز رو گئے تھے خبرے کر آئے مفصل معلوم ہوا کہ وہ بیحیا قریب گنبد جمشید یہ جا کر اترا ہی فوج جمع کر رہا ہی قصد ہی کہ لشکر کشی کرے فقط زخم سر مانع ہی صحت پاتے ہی آئیگا جرأت و کر و فر دکھائیگا شاہزادہ والا قدر نور الدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا سمجھا جائیگا ہمارے سردار غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار اگر زخمدار نہوتے ہم ایک شب کی بھی اسکو مہلت نہ دیتے جب تک کہ اس بیحیا نامرد ابدی اور ازلی کو تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہ کھینچونگا آرام نہ کرونگا اگر سب صاحب بالغ ہوتے تو مین یکہ و تنہا جاتا شبرنگ آتش خوار نے عرض کی کہ صرف حضور دو روز کی مہلت دین غلامان جانباز جس طرح بنے گا جا کر اس سے لڑین گے حضور کو اکیلا نہ جانے دینگے اور حضور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اب اس جنگ کو طول ہوا شہنشاہ افراسیاب کو بھی سب طرح کی خبر پہنچی ہوگی اور جمشید جادو نے بھی عرضی لکھی ہوگی کیا عجب ہی کہ ہوش ربا سے بھی مدد آوے شاہزادہ نور الدہر نے مسکرا کر فرمایا کہ اے شبرنگ آتش خوار والد نامدار طلسم ہوش ربا مین قید ہین جسم سے شعلے نکل رہے ہین میرے برابر کوئی بدنصیب نہوگا عرصہ دراز سے قبلہ و کعبہ کا نشان نہین ملتا ہم کیسے نالائق فرزند ہین کہ آج تک کچھ نہین ہو سکتا اسد غازی والد نامدار کا بھانجہ ہی وہ جا کر تو جانبازی کرے قید کی مصیبت اٹھائے اور ہم سے کچھ نہو سکے اگر خدا اپنا فضل شریک حال کرے کہ ہم بھی لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوش ربا

پہونچین یا طلسم ہوش ربا کو ازبطر کر فتح کرین یا مارے جائین دولت کونین حاصل ہو مردان عالم مین
نام ہو بخیر انجام ہو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا اے شہریار طلسم ہوش ربا عجب مقام ہے وہان جانا دشوار
ہے راہ مین ہزار طرح کی خرابی ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ آفتاب جادو
وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشنضمیر مع نامہ شہنشاہی در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے سردارون کو حکم دیا استقبال کرکے لاؤ شہر نگاسی
آتش خوار وغیرہ گئے باعزاز واکرام آفتاب جادو کو لائے سامنے آکر واسطے تسلیم شاہزادہ ایرج
نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان کے خم ہوا شاہزادہ نورالدہر نے دنگل زرین مرحمت فرمایا
آفتاب جادو نے نامہ پیش کیا شاہزادہ ایرج نے فوراً حکم دیا سونے کا منبر نصب ہوا میر منشی نے
باواز بلند پڑھا مرقوم تھا کہ اے شاہزادگان والا قدر آفتاب جادو مع نیاز نامہ حاضر خدمت
ہوتا ہے اگر فتح طلسم مین تامل ہو تو مین خود حاضر ہو کر آستان عالی پر جبہ سائی کرون فتح طلسم
کرادون اور ابرق آسمان سیر کو روانہ بھی کر چکا ہون اب تک کچھ خبر دریافت نہین ہوئی آخر
گھبرا کر یہ عرضی روانہ کی جسوقت تک آپ ہلاکی سے جمشید پلید کی مہلت نہ پائین گے یہ وزیر خوش تدبیر
بھی خدمت بندگان عالی مین حاضر رہیگا کچھ فقرات طرف سے عمرو کے بھی لکھے تھے نورالدہر و
ایرج نے آفتاب جادو کی بڑی خاطر کی ایک بارگاہ اسکے واسطے الگ استادکرائی خادم و خدمتگار
اسباب عیش و نشاط مرحمت ہوا اور کہا بسم اللہ اُس بارگاہ مین جاکر آرام کرو آفتاب جادو نے دست بستہ
عرض کی اے ذرہ نواز جب حضور دربار برخاست کرینگے تو مین بھی اپنی خوابگاہ مین جاؤنگا شاہزادہ نورالدہر
نے جلسہ آراستہ کرایا آفتاب جادو اور ابرق آسمان سیر سے گھل مل کے باتین کر رہا ہے شاہزادہ
ایرج نے آنکھین فرش کر دین اس خیال سے کہ کوے محبوب سے آیا ہے پیام والہ دلدار لایا ہے
اپنے قریب جگہ دی ہے چپکے چپکے پوچھ رہے ہین کہ ملکہ عالم کا مزاج کیسا ہے یہ بھی باتین بنا رہا ہے کہ
ہان حضور مزاج بہت اچھا ہے آپ کا ذکر اکثر دربار مین آتا ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے حکم دیا ساقیان پری رخسار جام بادہ گلنار لے کر حاضر ہوے دور جام گردش مین آیا ہنگامہ ہو شاہانہ
و نوشانوش بلند ہوا ایک حور ہیکر نے سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل گائی عاشق مزاجون کے سر پہ

آفت آئی	غزل	کیا اٹھ گئے دنیا سے خریدار محبت	کھلتا نہین کیون بند ہے بازار محبت

خواہان نہین عشق کے خریدار محبت
ہم گول ہی ہمراہ خریدار محبت
بیمار ہی ہر اک صفت آثار محبت
بت پوچھتے ہین کوئے خریدار محبت

توقیر ہی رسوائی بازار محبت
بولی وہ ہوئے فاش جو اسرار محبت
آنکھین ہین مری روزن دیوار محبت
شوریدہ سر حسن ہیجان مین ان سے

دل لیکے چلا ہو سوئے بازار محبت
داخل کرین جو ماتہ گنہگار محبت
ہان عشق مجازی مین حقیقت پہ نظر ہی
ہم لوٹ تو ایسی ہین نمک خوار محبت

سب سے زیادہ ایرج نوجوان بیقرار یاد مین ملکہ بران شمشیرزن کے آنسوون کا تار بند ہا ہی تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری جلسہ برخاست ہوا نورالدہر اپنی بارگاہ مین آئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہی انتظام کیا کہ جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر آن کر متمکن ہوئی سر اٹھا اٹھا کر چہار جانب دیکھتی جاتی تھی دربارگاہ پر شیر رنگ آتش خوار و فیروز نامدار حاضر ہین صدائے دور باش دے رہے ہین کیا مجال پرندہ پر مار سکے اور دوسرے کی تو کیا لیاقت ہی جو ادھر سے گذرے مگر سہیل مکار جو بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر آیا ہی بارگاہ مین اپنی آن کر چپکا لیٹ رہا بیجا کو نیند کب آتی ہی انتظار مین ہی کہ سناٹا ہو تو طلسم کشا کو گرفتار کرون مقام تو اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہی جب اسنے دیکھا کہ پہر رات باقی رہی اپنی بارگاہ سے نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ نورالدہر کے چلا ادھر ملکہ مخمور سرخ چشم کا یہ حال ہی کہ بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر بیٹھی ہی قبہ بارگاہ مین منقار سے سوراخ کر لیا سر جھکا کر کبھی شاہزادے کو دیکھا کبھی کوہ و دشت و بیابان کی طرف نگاہ ڈالی خیال ہی اگر کوئی آئیگا تو باہر سے آئیگا آفت ارضی کی کسکو خبر ہی وقت آخر شب ہوا ٹھنڈی جو چلی ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ بند ہو گئی یہ سو رہی فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے سہیل مکار نے گوشۂ بارگاہ شاہزادہ نورالدہر مین سر نکالا دیکھا شمعہائے مومی و کافوری روشن ہین چار خدمتگار پانون دبا رہے ہین نفیر خواب شاہزادۂ والاقدر نورالدہر بن بدیع الزمان بلند ہی سہیل مکار نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوئے اب یہ بیجا تڑپ کر نکلا یہ بھی آگاہ ہی کہ مخمور سرخ چشم بالائے بارگاہ بیٹھی ہی قلب خوف سے قرار ہا ہی جانتا ہی کہ مخمور سرخ چشم بلائے روزگار ہی اس سے بچنا دشوار ہی افتان و خیزان مثل صید خائف قریب چھپر کھٹ کے آیا دوشالہ چہرے سے ہٹا یا دیکھا ایک شیر دلیر پڑا ہوا سو رہا ہی لوح طلسمی گلے مین ہی خیال مین گذرا اگر جاگ اٹھا تو جان کا بچنا دشوار ہی پہلے ہی لوح طلسمی لینا چاہیے

مقراض جھولی سے نکال کر جو دہ ابریشم کا کاٹا گویا رشتۂ حیات شاہزادے کا قطع کیا لوح نے کہا اس
بیچارے نے جھولی میں ڈال اب اسنے قصد کیا کہ میں نورالدہر کو بھی ہون پھر خیال میں آیا کہ گرفتار
کر کے کیا کرونگا ایک ہاتھ مارون کہ برباد کن ساحران عالم کے دو ٹکڑے ہون اس جلاد و صاحب
بیداد نے تیغہ کھینچا شاہزادہ والا تبار پر سحر تو کیا نہ تھا نورالدہر کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیاہ پوش
بصد جوش و خروش تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے وار کیا چاہتا ہی نعرہ کیا پاش او بیحیا ہرچند کہ لوح چھین لیا
ہی مگر نیا مرد بہ از مرد الہی کہتا تو یہ بیکار ہو جاتے سہیل مکار بھاگا نعرے سے شاہزادے
کے ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ کھلی دربارگاہ سے ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب برآیا
روشنضمیر و شبرنگ آتش خوار وغیرہ جھپٹے سہیل جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا کسی طرف سے اپنے
نکلنے کا راستہ نہ پایا اسی نقب سحر مین جا کود پڑا ملکہ مخمور سرخ چشم جو تڑپ کر گری دیکھا شاہزادہ
حیران کھڑا ہی کہا اے شہریار خیر تو ہی کہا ملکہ ایک جادوگر وہ جسے کہ اس غار مین پھاند پڑا مجھپر
تلوار کھینچ کر آیا تھا مین نے نعرہ کیا تم سب جو دوڑے اسنے اپنے کو اس غار مین گرا دیا ملکہ مخمور نے
کہا اے شہریار یہ غار نہین یہ تو نقب سحر ہی شبرنگ وغیرہ سے کہا نقب بارگاہ سے آفتاب جادو
کے لگی ہوا ے ملکہ عالم یہ وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر نہ تھا یا عجب ہو سہیل مکار ناظم گنبد خورشید ہو
ہو وہ بڑا جعلساز و نابکار ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہان جاینگا تم سب صاحب
تیار ہو کر ساتھ شاہزادے کے آؤ مین تو چلتی ہون مگر اے خدا اب لوح پاس نہین ہی اپنے آقا
نامدار کو اکیلا نہ چھوڑنا یہ کہکر جھم سے نقب مین پھاند پڑی یہان شاہزادہ نورالدہر نکلکر پشت
مرکب پر سوار ہوے ایک جانب سے ایرج نوجوان و ملکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیر وزیر
شاہنشاہ کوکب روشنضمیر و شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار ہر ایک سحر ہاتھ مین لے کر
ہزبر آتشین پر سوار ہو کر چلے مگر سہیل مکار نقب سحر کا تھا ہوا تین کوس پر صحرا مین جا کر نکلا چاہتا تھا
پھر یہ پرواز پیدا کر کے اڑون کہ پشت سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سرخ چشم او بیحیا کہان جاتا ہی
مین نے پہچانا سہیل مکار نے جو پلٹ کر دیکھا ملکہ مخمور مثل شعلۂ جوالہ گالی گلوچ کی بندھی ہوئی
چہرہ غصہ سے سرخ دباب سحر ہاتھ مین غصہ بات بات مین نقب سحر جو جلدی مین لگائی انگلیون سے
ہاتھ کی خون کے قطرے ٹپک رہے ہین سہیل جادو بدحواس ہوگیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے گرجکر

چند دانے ماش کے مارے شعلہائے آتش نے سہیل جادو کو گھیر لیا اسنے گھبرا کر لوح کو
چمکا دیا شعلے پانی ہو کر گر گئے لوح کو جلدی رومال میں لپیٹ کر جھولی میں ڈالا ملکہ مخمور پر گولہ
مارا ملکہ مخمور سحر دفع کرنے لگی یہ پھر خوف سے تھراتا ہوا بھاگا ملکہ مخمور جب سحر دفع کر چکی دیکھے
تو اسکا پتا دیکھا سہیل جادو بھاگا جاتا ہے مثل برق جلد وچکی اور للکارا کہ او ملعون خیر اسی میں ہے
کہ لوح پھینکدے میں تیرا پیچھا نہ کرونگی جان جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا یہ کہکر ہاتھ
ہلایا برق چمک کر گری سر سہیل مکار کانپتی ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نیمچہ کھینچا جا پڑی وہ جو
کر کے بھاگتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے عاجز کر دیا ہے قریب ہے کہ ملکہ اسکو گرفتار کرے لوح
چھین لے کہ طرف سے گنبد جمشید پر سے گرد عظیم اٹھی شعلے بھڑکتے ہوئے طائر منڈلاتے ہوئے
اژدہوں کی پھنکار شیروں کے ڈکار ریتنے کی آوازیں آئیں دیکھا کہ جمشید جادو مع تین لاکھ فوج
کے اژدر پر سوار مع فوج ساحران غدار پیدا ہوا سہیل مکار نے آواز دی ای شہریار دوڑیے
جلدی آیئے مجکو ہاتھ سے اس خونخوار کے بچایئے بس جمشید وہیں سے چپٹا نعرہ کیا او مخمور
سرخ چشم اپنی جان کو غنیمت جان نکلجا تعرض نہ کرونگا شہنشاہ افراسیاب کا مجکو پاس ہے
اگر قتل کر ڈالونگا وہ بادشاہ عالیجاہ رنجیدہ ہوگا کہ میری معشوقہ کو کیوں قتل کیا ملکہ مخمور سرخ چشم
نے آواز دی او بیحیا میں افراسیاب خانہ خراب پر لاکھ لاکھ مرتبہ لعنت کرتی ہوں تو اسکا
پاس نہ کر جمشید جادو نے کل فوج کو حکم دیا چار طرف سے گولے تیغ و ناوک کے اس ماہ عج
کمال پر پڑنے لگے مگر مخمور سرخ چشم اس بلوے میں کہ گھٹا ابر کفر کی چھائی ہوئی مثل
آفتاب عالمتاب چمک چمک کے نکلتی ہے صدہا کو ناگاہ سحر آگین ٹکڑے کر ڈالا مگر کس کس کے وار
کو روکے سب سے زیادہ یہ خیال ہے کہ سہیل مکار جمشید جادو کے پاس نہ پہنچنے پائے زخم
اٹھاتی ہے مگر مثل برق تڑپ کر سہیل جادو پر جاتی ہے ایسے زخم کھائے کہ تمام چہرہ گلنار رنگے
خون سے جسم بھیگے ہوئے نیمچہ ہاتھ میں کہنی سے خون ٹپک رہا ہے جمشید جادو نے آواز
دی ارے غلامو کمندہائے سحر میں گرفتار کرو چار طرف سے کمندیں لے کر ساحر بڑھے اب ملکہ
مخمور سرخ چشم گھبرائی طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی ای سامع الدعوات و ای رفیع الدرجات
اس بلا سے بچا لے دریائے مصیبت سے نجات دے نظم

اے کارکشاے بستہ کاران
زان پیش کہ گوے او شنیدہ
در روا کہ بہ آب چشمہ بردیم
نکشودہ درے بہیچ بابے

امید ہمہ امیدواران
مائیم و ندامت و تحیر
لب تشنہ درین سراب مردیم

بر خیز تمرا بدل رسیدہ
سرگشتہ بہ وادیے تفکر
زین پردہ ندا دکس جوابی

مخمور سرخ چشم کی دعا تمام نہونے پائی تھی کہ آسمان سے نعرہ ہوا انم شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار ایک جانب سے ملکہ شگوفہ زنگ رو متحیر انگشت تفکر بہ دندان تحیر ملکہ مخمور کو جو کھڑے دیکھا چیتا باندہ اپنے کو گرا دیا کہا ملکہ مخمور یہ کنیز آپہنچی ماشاءاللہ کیا کہنا ثابت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواب دیا اے شگوفہ ہمکو قتل ہو جانے دے وہ غول مین ساحرون کے سہیل مکار روح نے جاتا ہے اسکو جا گرد کے سحر کے توڑ کے لے شگوفہ طرف سہیل جادو کے جھپٹی کہ ادھر سے نعرہ شاہزادہ نور الدہر بن

بدیع الزمان کی صدا آئی نعرہ
تباہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش

ہما اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی
عدو در رزمگاہش صد ہزاران مانند الاحزانہ

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
ایک جانب تموار کھینچکر یہ بھی گرے

لڑنے لگے دونون لشکر آپس مین مثل آب شور و شیرین و مثل ظلمت و نور مل گئے ہنگامہ گیرودار بلند ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے جو اتنی مہلت پائی صفون کو پامال کرتی ہوئی جاتی ہے سہیل جادو گھبرایا ہوا سرے پا تک زخمدار بھاگا ہوا طرف جمشید جادو کے جاتا ہے ہزارہا جادوگر اسکو گھیرے ہوئے ہین جمشید جادو نے حکم دیا میرے قوت بازو کو بچاؤ ہاتھون ہاتھ میرے پاس لاؤ جادوگر لڑتے ہوئے سہیل مکار و نابکار کو بچاتے ہوئے زور اپنے سحر کے دکھاتے ہوئے قریب تخت جمشید بدبخت پہونچے سہیل جادو نے آواز دی اے شہریار لوح لیجیے مخمور خونخوار میرے تعاقب مین آتی ہے جمشید جادو تخت سے کود پڑا ادھر سے سہیل جادو بڑھا ادھر سے جمشید چلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دور سے دیکھا کہ لوح طلسمی پاس جمشید جادو کے پہونچا چاہتی ہے ساحران نامدار کو آواز دی یارو یہ وقت جانبازی اور سرفروشی ہے اگر لوح جمشید جادو پا گیا پھر کچھ نہ ہو سکے گا اسوقت شبرنگ آتش خوار و ابلق آسمان سیر و زریر خوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نور افشان و فیروز نامدار وغیرہ اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ زمین تا آسمان مین زلزلہ پیدا تھا فلک شعبدہ باز اس سحر و ساحری کو دیکھکر اپنے نیرنگ افسون کو

ہوا مگر باعث انتشار طبیعت نور الدہر وایرج نوجوان کو یہ ہی کہ شاہزادہ والاشان ایرج نوجوان
نور الدہر بن بدیع الزمان دریائے فوج ساحرہ میں غوطہ مار رہے ہیں ساحران بیحیا کو ملا رہے
رہے ہیں جب کسی ساحر کا سحر اپنے پر چل جاتا ہی ہاتھ پاؤں بیکار مجبور وناچار ہو کر ٹھہر جاتے ہیں شبرنگ
آتش خوار و فیروز نامدار وغیرہ یہ بھی نکر کرتے ہیں ٹہر ٹہر سوسے دونوں شیروں کو بچاتے ہیں ہر چند
قصد کرتے ہیں کہ سہیل جادو تک پہونچیں نہیں ممکن ہوتا نوح جمشید جادو نے بھی جان لڑا دی
صفیں باندھے لڑ رہے ہیں قیامت کے معرکے پڑ رہے ہیں وہان سہیل جادو نے جمشید جادو
کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ لوح دیوے ملکہ مخمور سرخ چشم برق بنکر آسمان میں ڈوبی کڑک کر جو گری
سہیل مکار کا سر اڑ گیا یہ بیحیا پھڑک کر زمین پر گرا لوح ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر مثل ستارہ سحری
کے چمک رہی ہی جمشید سیہ بخت چاہتا ہی میں اٹھا لوں ملکہ مخمور کا قصد ہی کہ ابھی جان دوں یہ بیحیا
لوح نہ پائے مگر شاہزادہ والاشان نور الدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت وصولت لڑتے ہوئے
اس مقام پر پہونچے دیکھا لوح بیچ میں پڑی ہی گھمسان کی تلوار چل رہی ہی ہزار ہا لاشہ پڑا لوٹ رہا ہی دشت
ریگستان چمن لالہ زار رنگیا ہی نعرہ کر کے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب سے کودے
لوح کو دیکھکر جسم میں طاقت آگئی سینہ سے نیزوں کو ریتے ہوئے جان پر کھیلتے ہوئے بڑھے ناظرین
کو یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملکہ شگوفہ جادو مثل پروانہ کے گرد شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے
پھر رہی ہی جبنے شاہزادہ والاقدر نور الدہر پہ سحر کیا جھپٹ کر اسی کو مار سرتن سے اتار ایک سمت
فیروز جادو بھی آگیا ہی ادھر ملکہ مخمور سرخ چشم نے بھی گولہ آہن کا اپنے خون میں تر کیا یا تو گولہ
آہن کا تھا یا گلاب کا پھول بنگیا کھینچکر لشکر جمشید سیہ بخت پر مارا اس پھول کے ٹوٹنے سے اس مقام
پر اندھیرا چھا گیا ہر ساحر سیہ رو کا قلب تھرا گیا اس تاریکی میں شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے اپنے کو لوح پر گرا دیا رستاخیز لوح کو اٹھایا اب جو اٹھے تو لوح کو گلے میں ڈالے ہوئے ایک
سوار کو مار کر گھوڑا بھی لے لیا اسپر سوار ہو کر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان
ومسلمانان برہم زنندہ زور بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نبیرہ کوچک سلیمان نور الدہر
بن بدیع الزمان عالیشان نظم

ظفر بریلان مسبب یافتم | زکفلی بہ جرأت ہنر زاشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم | تھا مارا بہ یک دست برداشتم

جمشید جادو نے جو شاہزادہ

بن بدیع الزمان کو لوح پہنے ہوئے دیکھا سر پیٹتا ہوا پیچھے ہٹا کہتا تھا یارو ساحری و جمشید سے اپنے پرستاروں پہ یہ کیا آفت ڈالی نئی صورت تباہی کی نکالی مگر یاروجی داری کر دکھیر کر مسلمانوں کو مارو تم زیادہ ہو وہ کم ہیں مگر فرزندان حمزہ اپنے زمانے کے رستم ہیں اس ہنگامہ میں ملکہ مخمور سرخ چشم بھی انتہا کی زخمی ہوئی ہے مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جو لوح پہنے دیکھا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا اور روز خون سے موقوف ہوا اشعار

یہ تھا گرم ہنگامۂ گیر و دار

زمین کو تزلزل فلک شعلہ بار	نقیبان لشکر صدا دیتے تھے	قدم بڑھ کے یارو نہ پیچھے ہٹے
دلیران جنگی یہی وقت جنگ	کہ ہو بحر جرأت کے تم سب نہنگ	کرو جنگ میں اب وہ نام آوری
کہ ہو کشت جرأت تمہاری ہری	گل زخم کھا کھا کے خون میں بھرو	لڑائی میں لڑ بھڑ کے سرسبز ہو
اب ان باغیوں کو کرو پائمال	زمین خون سے ہو وے رنگ لال لال	اٹھو دلیران نامی دلاور پہلوانان

گرامی عرصۂ زیست بہت تنگ ہے رستم دلو وقت نام و ننگ ہے دنیا مقام عبرت ہے جائے عشرت نہیں زمانہ زندگی کا کم ہے حسرتیں بہت یہی غم ہے بڑے بڑے اولو العزم بہادران میدان رزم دنیائے فانی سے حسرتیں لیکر گئے بروقت نزع منتقل ہوئے مال دنیا کا بدمآل ہے اسکے جمع کرنے کا ناحق خیال ہے مثل از یکے پرسید نیک بخت کیست و بدبخت چیست گفت ای پادر نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مرد و ہشت مصرع نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت ۔ بادشاہ ہونگا عدالت سے نام ہے بہادروں لڑ بھڑ کر مرنا کام ہے اپنے ملک کا ساتھ دو زخم کھاؤ بلیغ جہان میں سرخرو ہو بحر عالم میں آبرو ہو صدائیں نقیبوں کی سن سن کے جوانمرد اور بڑھ دے تھے بجا گنے کی فکر رہے تھے جھوم جھوم کر پلٹ پڑے دم شمشیر سے گلے ملا دیے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے شمشیر زنی کر کے طبقے زمین کے ہلا دیے لوح طلسمی مثل ستارہ سحری چمکی چہرہ مثل آفتاب عالمتاب تیغہ برق مثال ہاتھ میں جسے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے نظم

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر	یکے را ز پشت و یکے بر کمر	بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یکے را دو کرد و دو را چار کرد	درید و برید و شکست و ببست	یلان را سر و سینہ و پا و دست

اس جوش و خروش میں شنگ بحر صاحبقرانی جنگ کر رہا ہے کیا عجب ہے زبان تیر و کلہ عمود سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو کمانوں نے اپنے تئیں اسکے بازو پر قربان کیا ترکشوں نے

خوف سے منہ کھول دیا نیزے تھرا رہے ہیں انگلیاں سنان کی اٹھا کر بھاگنے کا راستہ تمام
ہیں تلواریں جنگ سے آری سپر کو اپنی رد بلا کی پر بیقراری خنجر خوف سے خم تیر بیدم گرز سرکشی
بھولے دشمنوں کے ہاتھ پاؤں پھولے جرأت شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان دیکھکر
دشمن بھی تعریفیں کرتے ہیں شعر ترک خنجر دار گردن ہر دم از جیب زمین + رزم اوی دید می گفت
آفرین صد آفرین + المختصر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج قلم کیا
سامری پرستوں پر علم مصیبت گرا نامردوں نے کھیت چھوڑا بھاگنے کی فکر ہوئی استادان
سخنور تحریر فرماتے ہیں کہ تین شبانہ روز اسی طور پر جنگ رہی فوج جمشید بیحساب لشکر
اسلام بہت کم مگر یہ تھوڑے ایسے لڑے لاکھوں کے جی چھوٹ گئے آخر بھاگنے لگے شاہزادہ
عالیشان نورالدہر بن بدیع الزمان علم فوج قلم کرکے قریب جمشید جادو پہونچے اسکے
لشکر سے دریا خون بہا دیے ہیں شاہزادہ نورالدہر کو جو آتے دیکھا ترنج و نارنج فولاد
آہن کے گچھے پیکان کے آتش کے دستہ دستہ نورالدہر پر پھینک مارے ایک برج آتشین
شاہزادے پر گرنے لگا نورالدہر نے سپر کو جھکا دیا وہ برج آتشین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اسکے
لشکر پر گرا ہزاروں ناری جلے نورالدہر برابر جمشید کے ہو پہونچے جمشید گھبرایا جانتا ہی سحر اس جوان
پر تاثیر نہ کریگا تخت سے اپنے کو گرا دیا غلطاک مار کر کچھ سحر کیا بازوؤں پر اس صید خالق کے
پر پیدا ہوئے اڑکر چلا قصد ہوا کہ لیجاؤں اسے کو خدمت میں شہنشاہ افراسیاب کے پہونچاؤں
سرداروں نے شاہزادہ نورالدہر کو آواز دی ای شہریار اگر یہ نکل جائیگا بڑا فساد برپا کرے گا
شاہزادہ نورالدہر نے دیکھا حقیقت میں ایک جست میں قندیل فلک ہو جائیگا پھر اسکو [illegible]
تصور بھی نہ پائیگا بتعجیل تمام کمان کیانی دوش پر سے اتاری تیر سہ پہلو خنجر کمان میں پیوستہ کیا
تاک کر جمشید جادو کو مارا تڑ نا تڑ آتش بجھائی واہ [illegible] وہ تیر سینہ پر جدا ابھرہ پشت کو توڑ کر پار
گذرا جمشید جادو الٹ گیا بجائے خون کے جسم سے شرارہ آتش نکلا جہنمی جلتا ہوا زمین پہ گرا
تمام زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا آوازیں عجیب عجیب سنگباری برفباری ہونے لگی بعد [illegible] آواز
آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو بود افسوس [illegible] بجان دادم بمطلب خود رسیدم تمام ساحران
طلسم جمشید بگھرا گئے صدہا مکانات جو اسکے سحر سے بنے تھے وہ گر گئے تین شبانہ روز

لوطلی کو گنبد بھی پہچے تھے چہار طرف سے آواز الامان بلند ہوئی وزرا و امرا ساکنان گنبد جمشیدی
رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت مین حاضر ہوسے سطیع الاسلام ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان بفتح و فیروزی مع شاہزادہ ایرج نوجوان بعید عظمت و شان داخل گنبد جمشیدی
ہوسے دیکھا ایک قصر عالی بیچ مین تخت جواہر نگار گرد منبر و صندل و کرسیان و شیشہ آلات سے
قصر آراستہ ایک جانب ملکہ شگوفہ و ملکہ مخمور سرخ چشم ایک سمت ابریق آسمان سیر بشر
خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک طلسم نورافشان مع شبرنگ آتش خوار وغیرہ
تمامی سب ز تمدار و تمرار و ہراول چابک دست حاضر ہوسے دو دن کامل مین زخمدوزی سے
سب سرداروں نے لعلت پائی پھر ان چار شاہزادے کا گرم ہوا کوسے نوا منے کے
کھلے سلاح ہاسے طلسمی ساز و یراق و مرکبان و صندوقچہ ہاسے جواہر اسطے یہ سب اسباب
نکلکر سامنے گنبد جمشیدی کے انبار کیا گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے خلعت
و انعام سے سرداران طلسمی کو سرفراز کرنا شروع کیا اس سامان مین شاہزادہ مصروف تھا
شبرنگ آتش خوار کل امورات کا مہتمم ہوکر شبرنگ بن عمرو نے بلا ہر عرض کی کہ در دولت پر
ایک مرد پیر سفید پوش حاضر ہو شاہزادہ نورالدہر نے کہا بلاؤ دیکھا تو سامنے سے ایک مرد پیر
بزرگ باریش سفید عمامہ سفید سر پر قبا سے اطلس در بر آکر سلام کیا ایک گنٹھا ہاتھ پر رکھکر بطور
نذر پیش کش کیا عرض کی کلاہ شگوفہ گلزار صاحبقرانی دادہ نوبادہ گلشن کامرانی فتح طلسم جمشید
مبارک ہو یہان سے قریب قصر ہوائی گنبد سے متعلق کہ اسکو قصر حکما کہتے ہین اس قصر مین جناب
حکمت مآب بقراط ثانی رہتے ہین اب تک ہم سب لوگ تقیہ مین ستھے شکر ہے کہ آج مذہب
یزدان پرستی شائع ہوا آفتاب عالمتاب ملت حق طالع ہوا پس جناب حکیم صاحب نے
بعد دعاسے ترقی عمر و دولت عرض کی ہے مین نہایت زیارت کا مشتاق ہون براسے چند
ساعت سرفراز فرمایئے ہر چند کہ حاضر ہونے مین میرسے لیے شرف کونین ہے درد کو راحت
دل کو چین ہے مگر چند امورات ضروری عرض کرنا ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
فرمایا بسم اللہ بزرگون کی زیارت سے ترقی عمر و دولت ہے انکی ملاقات کرنا ہماری سعادت
ہے شاہزادہ نورالدہر اٹھا ملکہ مخمور نے اشارہ کیا پھر امین مگر خود کھڑی ساتھ چلیگی شاہزادہ

نور الدہر نے مسکرا کر جواب دیا ملکہ ان بزرگ کے چہرے سے آثار زہد و عبادت ظاہر ہیں عرض
کی کہ میں ضرور چلونگی وہ جو مرد بزرگ آئے تھے اُنھوں نے کہا ای شہریار خود حکیم صاحب نے فرمایا
ہے کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو ضرور ساتھ لائیے گا اور دوسرے صاحب فرزند تھا ور سیاہ آنکھوں بھی
ساتھ بھیجے نور الدہر بن بدیع الزمان نے شاہزادہ ایرج نوجوان و ملکہ مخمور سرخ چشم
و شمشیر رنگ آتش خوار وغیرہ چالیس سردار دونوں عیاروں کو ہمراہ لیا اُن مرد بزرگ کے ساتھ
تا پنچ کوس بھر راستہ طے کر کے قریب قصر عالی کے پہونچے دیکھا دروازے پہ چند خدمت گزاران
معقول صاحب عقل و شعور حاضر ہیں شاہزادے کو دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوئے پردہ زنبوری
اُٹھایا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اندر داخل ہوا دیکھا مکان نفیس ایک چوکی گرد اگرد کرسیان جواہر نگار اسباب
عبادت بیشمار بخورات روشن قصر رشک گلشن اس چوکی پر ایک مرد مقدس بزرگ چہرے سے
آثار رعب و جلالت ظاہر جبین مبین پر گٹا عبادت کا مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے مسکرا کر فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای خورشید
فلک کامرانی تشریف لائیے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؎ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
نور الدہر بن بدیع الزمان سے یہ فرمایا اور شاہزادۂ ایرج نوجوان کو دیکھکر فرمایا ای نقد
روح و روان قاسم عالی شان وای شاہزادہ ایرج نوجوان شعر | بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم

بتنگ آمده ام چند انتظار کشی	زآمدنت اگر خبر داشتمی	در رہگذرت گل سمن کاشتمی
نگذاشتمی کہ پاے بر خاک نہی	رخاک قدمت ز دیدہ بر داشتمی	از دست راست میں کیوں جواہر نگار

پر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جگہ دی دست چپ شاہزادۂ ایرج نوجوان کا
مقام ہوا طرف شاہزادۂ نور الدہر کے وہ مرد بزرگ متوجہ ہوئے فرمایا کہ آپ کے قدوم میمنت لزوم
کی برکت سے دیدۂ دل روشن ہوئے مجھے صرف ملکہ مخمور سرخ چشم سے ملاقات منظور تھی ملکہ
مخمور سرخ چشم بلا تکلف سامنے آئیں حکیم صاحب نے فرمایا کہ ای نیر آسمان حسن و جمال کچھ مجملاً
کچھ مفصلاً طلسم ہوش ربا کا حال ارشاد فرمائیے میعاد شاہزادۂ عالی وقار اسد نامدار کسقدر باقی
ہی افراسیاب خانہ خراب کس فکر میں ہی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھوں سے دریا خون
کا جاری ہوا عرض کی وہ حال آپ نے پوچھا جسکے بیان سے قلب تھراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی

سو عرصۂ دراز گذرا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہو سا
طلسم ہوش ربا کا بھید ابھی نہین معلوم زندانِ مصیبت مین اُس شیر صولت کا کیا حال ہی حکیم صد
نے فرمایا اے نور نظر وہ صاحب اقبال ہی ایک دن افراسیاب جادو کی قید سے ضرور چھوٹیگا
مگر افراسیاب کا ہو نیگا وہ رستم خصال افراسیاب کا قاتل ہی جو اُسکے قتل کی فکر مین ہی وہ
جاہل ہی بیچارا افراسیاب کتاب سامری نہین دیکھتا جو کچھ اسمین تحریر ہی وہ نوشتۂ تقدیر ہی
مگر اے ملکہ مخمور رہا ہونا اسد کا گنبد نور سے نہایت دشوار ہی مگر وہ بے نیاز مالک و مختار ہی
ہنر پیشۂ طراری نہنگ بحر عیاری صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے عرض
کرنا بقراط ثانی آپ کی قدمبوسی کا بہت مشتاق ہی نہین معلوم کیا باعث فراق ہی انشاء اللہ
بحول و قوت الٰہی و بہ عنایت فیوض نامتناہی وقت معیّن پر حاضر ہونگا جو مناسب وقت ہوگا
عرض کرونگا مگر یہ نیاز نامہ ملفوف ہی سواے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے جو کھولے بے نصیب
ہی شاہنشاہ اوج عیاری سے کہنا کہ اِسکو ملاحظہ فرمایئے اسکے مضمون پر کاربند ہو جیے
جن جن ساحرون کا نام اسمین لکھا ہی جبتک وہ آپ کے مطیع و منقاد ہونگے دشمن پامال
دوست دلشاد ہونگے اور عرض کرنا کہ آپ کو بڑے بڑے مقامات سخت کا سامنا ہی اُس روز
پروردگار آپ کے سرداران نامی کی جان بچائے کہ جب افراسیاب حجرۂ ہفت بلا کھولنے
کا قصد کریگا مین نے جو علم ستارہ شناسی مین دیکھا صاف ثابت ہوا کہ مشعل جادو ضرور
آئیگا اپنی روشنی دکھائیگا اُسکی شمع حیات کون بجھائیگا حجرۂ دوم جسکے مالک کا نام ملکہ
تاریک صورت کش ہی اُسکے نام سے دل مشوش ہی اُس مقام تک جانا مشکل ہی کہ وہ کوشش
لا حاصل ہی اے مخمور ان فقرات کو خدمت مین خواجہ کی باادب گذارش کرنا ہمارے لیے دعاے
خیر کرین ضرور سفارش کرنا بہت سے امورات فرماکر وہ نامہ مخمور کو دیا شاگرد رشید اُنکے جو
شاہزادے کو بلانے گئے تھے اُنکا پیر عبادت گذار نام ہی فرمایا کہ شاہزادے کو اسکے
سلاح طلسمی لاؤ پیر عبادت گذار ایک کشتی مین سلاح طلسمی آراستہ کرکے سامنے حکیم صاحب
کے لائے اپنے دست حق پرست سے حکیم صاحب نے خود یاقوت احمر بعد کر تو فراس انسر کے سر پر
رکھا زرہ الماس کار روانستہ ملبوس سعد سے زیب جسم شاہزادہ والا قدر کیے چار آئینے کو

دیکھکر ہر شخص کو حیرت ہی آئینہ سکندری کی کیا حقیقت ہی یہ تمام اشیاے نادرہ دے کر تیغ
برق مثال اپنے ہاتھ سے کمر مین شاہزادے کے لگایا کمان کیانی نے داہنی جانب معلق ہوکر
ثابت ہوا ماہ تابان برج قوس مین آیا ہزار تیرون کا ترکش مثل اُم طائین بائین جانب ایک سلاح
نیلم نگار خدمت مین شاہزادہ ایرج نوجوان کے حاضر کیا چالیس سرداران نامدار جو ساتھ
شاہزادۂ عالی وقار کے آئے تھے جناب حکمت مآب نے سب کو مسلح کیا اور فرمایا اے شاہزادۂ
والاقدر اپنے جد عالی تبار صاحبقران نامدار سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا خوش
فرش راہ دین اسلام ہین اب غلام سمت خانۂ کعبہ جائیگا بعد فراغ حج طلسم ہوش ربا مین بھی
آئیگا یہ کہکر اُٹھے ہوادار پر سوار ہوے سامنے شاہزادۂ نورالدہر کے مع بندگان خاص و ملازمان
باختصاص سمت صحرا روانہ ہوگئے ناظرین اس مقام کو ملحوظ رکھین انشاءاللہ وقت پر جناب
حکمت مآب کا ذکر آئیگا ہر ایک مشتاق اُنکی داستان سے لطف اُٹھائیگا اب شاہزادۂ عالیشان
نورالدہر بن بدیع الزمان قلعۂ جمشیدیہ مین آئے صلاح سے ملکہ مخمور سرخ چشم کی ملکہ شگوفہ
کوہیان کا حاکم کیا شب رنگ آتش خوار وغیرہ کو دربندون کے انتظام کا حکم دیا زندان طلسمی
مین کہ اسی قلعۂ جمشیدیہ مین واقع ہی ہزارہا بندگان خدا قید تھے مخبران سلطنت نے جب اُسکا
نشان بتایا نورالدہر خود در زندان پر تشریف لائے در زندان وا ہوا اپنے عاشق صادق
ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب سطوت گرانی صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیوروق
کو پایا شاہزادہ نورالدہر نے جوش محبت مین گلے سے لگالیا اُنکی سورمیان جلیل القدر تھے
سب کو رہا کیا سب نے شرف پاسے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کرکے مسلمان ہوے بعد ایک
ہفتہ کے ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نورالدہر سے رخصت ہوئین آپسمین انکا رخصت ہونا
خیال فراق مین بلک بلک کے رونا دیکھنے والون کے کلیجے شق ہوتے ہین مخمور کا عرض کرنا
کہ اے شہریار دہر ہم مدین جاتے ہین پھر پروردگار آپ سب صاحبون سے ملائے اے شہریار وہ
زمانہ قریب ہی ہم لوگ رہائی طلسم کشا کی فکر کرینگے افراسیاب خانہ خراب قتل کی تدبیر مین ہی
دیکھین فلک کیا دکھائے نورالدہر ایرج نوجوان و شاپور و شب رنگ نے اپنی اپنی عرضیان
خدمت مین خواجہ عمرو نامدار کے روانہ کین چاہا کہ تحفہ جات دین ملکہ مخمور سرخ چشم نے

نے کہا اے شہریار تا بہ طلسم ہوشربا ہمکو پہونچنا دشوار ہے راہہاے مشہور ترک کرینگے کوہستان و
خارستان کو طے کرینگے نقد جان کا بچنا مشکل ہے تحفہ جات کیونکر بچائین ان اشیا کو بچا کر بحفاظت
رکھیے جب جامع المتفرقین نے آپ کو بلائیگا ان تحفہ جات کو بھی پیش کیجیے گا ان کلمات
حسرت آمیز پر ملکہ مخمور سرخ چشم کے سب کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا شور گریہ و
زاری بلند ہوا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو گریان و نالان چھوڑکر آوازالفراق و الوداع
کہتی ہوئی جفاے ہجر سہتی ہوئی طاؤس زرین بال پر بیٹھکر سمت طلسم ہوشربا روانہ ہوئی بعد
اسکے جانے کے شاہزادہ نورالدہر نے اول ملکہ ماہ پرور سے عقد کیا ملکہ شگوفہ جادو کو
وقت فتح طلسم ہوشربا کا مژدہ دیا ساحر سب اسی مقام پر چھوڑے غیر ساحر جوانان پیلتن و
دلاوران صف شکن کو ہمراہ لیا مال طلسمی چھکڑون پر لدوایا طہماس بن عقوبیل دیو پرور
بعہدۂ سپہ سالاری براے انتظام لشکر آگے بڑھا کئی سو نقارے پر چوب پڑی شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان مع ایرج نوجوان نقد روح روان قاسم ذیشان بصد شوکت و شان
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑو وقت پر انکا بھی حال تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہوشربا کہ بارگاہ مین سے ملکہ مہرخ کی
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو افراسیاب جادو لیگیا ہے پہونچنا اسکا کوہ مروارید پر اور
ملکہ شبنم گوہر پوش کا روکنا شہنشاہ افراسیاب جادو کو اسکا شریک جلسہ ہونا
عیاران عیارون کی بعد جستجوے بسیار رہائی خواجہ عمرو عیار نامدار ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی ماہرو　　پلا ساغر بادہ جستجو　　مرے ساقیا جلد آ ہوش مین
کرون ذکر حالِ عمرو جوش مین　　ترے میکدے مین ہوا انقلاب　　کہ ہے در پے جنگ افراسیاب
ترے دور مین جام عشرت ہون　　طلسمات جمشید سے جلوون　　دکھاتا ہے کیا دیکھین دور شراب
ارادہ ہے اب ہوے افراسیاب　　دکھا جلوۂ روے بنت العنب　　رہائی عمرو کی ہے منظور اب
غضب کی ہین عیاریان ساقیا　　بدہ ساغر بادہ پر ضیا　　نہ ہو دور دے وہ زلالِ لطیف
جسے دیکھکر ہونٹ چاٹین ظریف　　عبث جامِ صہبا پہ مغرور ہے　　کہ فکر سے طبع مخمور ہے
جھکا دے مرے ساقیِ مہربان　　دکھاؤن تجھے شعبدہ سازیان　　لکھا ہے مضامین کو گلدستہ

تحریر و تقریر مین آراستہ کر کے غنچۂ محفل سامعین مین رنگ و بو دکھاتے ہین داستان رنگین و سحر
آگین ناظرین کو سناتے ہین شعر مصنف جو ہین کاتبانِ جلالت شعار ❊ رقم کرتے ہین بادلِ شاد
سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب آیا اور بنکر خواجہ عمرو کو اٹھا لیگیا
سردارون نے ہر چند پیچھا کیا برق چالاک وغیرہ نے سردارون کو روکا اور پانچون عیار
فکر رہائی خواجہ عمرو نامدار مین چلے مگر افراسیاب نے بصورت اصلی ہوکر عمرو کو پنجہ مین دبایا
عمرو ہوشیار بھی ہوا اپنے کو پنجۂ بدعت مین اُس جلاد کے پایا ہنسکر کہا اے شہنشاہ آپ کو
تکلیف ہوئی ہے غلامون کو اسقدر سر نہین چڑھاتے ہین آپ مجھ گنہگار کو اپنے ہاتھ مین لیے جاتے
ہین مجھکو چھوڑ دیجیے مین حضور کے ساتھ چلون افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تو نے
ایسے ایسے صدمے پہونچائے ہین کہ کلیجہ داغدار ہے تیرے ظلم سے دل فگار ہے آج تجھکو ضرور
قتل کرونگا یا لیجا کر کسی بیابان طلسم خوفناک مین چھوڑ دونگا کہ تڑپ تڑپ کے جان دے
خواجہ عمرو نے کہا حضور غصہ مین فرماتے ہین مگر اپنے خیرخواہ پر ضرور رحم آئیگا اب مین آج اقرار
کرتا ہون حضور مجکو چھوڑ دین مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کو سمجھا کر لے آؤن ورنہ مانین تو
عیاری کر کے گرفتار کرون اب مین بہت ناچار ہو چکا ہون فاقون سے مرتا ہون بی مہرخ
تو بادشاہ بنکر بیٹھی ہین اپنے کو وحیدۂ عصر جانتی ہین شہرون سے جو روپیہ خراج کا آتا ہے وہ خزانے
مین جمع ہوتا ہے ہمکو صرف تین روپیہ مہینہ دیتی ہین اُسمین بھی غیرحاضری کا کاٹ لیتی ہین دو دو دن مجکو
مجھ بے آب و دانہ گذرتے ہین وہان کوہ عقیق پر اہل و عیال رہتے ہین نہ یہان کسی کو ہمارا
خیال نہ وہان حمزہ کو ہمارے عیال کا ملال اے شہنشاہ ہم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے
بموجب شعر ❊ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ❊ نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوئے ❊ تجھے چاہ کے ہم
خدا کی قسم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوئے ❊ بس اب اے شہنشاہ توبہ کرتا ہون آپ کی
خدمتگزاری مین بسر کرونگا آپ ایسا قدردان کہان پاؤنگا عیار بچون کو دیکھتا ہون لاکھون روپے
صرف کرتی ہین روز سرکار سے خلعت ملتے ہین اور پھر آپ نے کیا ہو سکتا ہے مین نے کس کس کے
آپ کے ہزارون جادوگر مارے اس خیال پر کہ سرکار سے ملکہ مہرخ کی خلعت ملیگا غنچۂ آرزو
کھلیگا اسکا عوض یہ ملتا ہے کہ ارشاد فرماتی ہین خواجہ نگہ دو بوقت رہائی اسد غازی

سمجھا جائیگا ایک شہر کی سلطنت آپ کو دینگے خراج بھی آپ سے نہ لین گے آ؛ بلقین ماننے گا قسم ہی خداوند لقا کی جھوٹ نہ جانیے گا جب ذات خاقو سے گند جاتی ہی تب جنگل مین جاکر لگ رہتا ہون اُسوقت حضور مجکو اپنا بیگانہ نہین سوجھتا جو سامنے آگیا اُسکی خیر منائی کلی کھری کرلی خواہ آپ کا ملازم ہو یا بی مہرخ کا ناظر ہو الغرض اب تک آپ سے نباہ کیا نہ کرتا اب ضعف و نقاہت غالب ہی دل آرام کا طالب ہی حضور کی خدمت مین ہاتھ دنیا سے اٹھاکر رہونگا جو ٹکڑا سرکار سے ملیگا غنیمت جان کر بسر کرونگا یہ کہکر عمرو بن امیہ خوب بلک بلک کر رونے لگا افراسیاب جادو کو بھی یہ حال سنکر افسوس ہوا کہا کہ اے عمرو وہ تو سچ کہتا ہی سلطنت کے امورات مین مجکو دخل نہین ہی عمرو نے کہا نہین حضور میرا ہی اختیار ہی سب حکم دیتا نہین جناب مہرخ صاحبہ بڑی عقلمند ہین صبح کو اٹھکر سلام کرتی ہین مرنے جینے کی باتین پوچھی جاتی ہین روپے پیسے مین ہمکو دخل نہین ہی بموجب مثل گھر کے مالک ہو مگر کسی شی کو ہاتھ نہ لگاؤ اور عورتین حضور یون کہتی ہین گھر بار تمہارا کوٹھری کنجیکو ہاتھ نہ لگانا یہ مثل میرے مقدمہ مین صادق آئی ہی ان باتون مین افراسیاب کو ایسا مزا ملا کہا اے عمرو مین کسی مقام پر ٹھہر کر تجھسے پوچھونگا آتے تھے افراسیاب سامنے کوہ مروارید کے پہونچا صبح کا وقت ہی ملکہ شبنم گوہر پوش حاکم کوہ مروارید سر بام جا نبالی پر جلوہ فرما گرد کنیزان زرین پوش اسباب عیش و نشاط درست ہوتا جاتا ہی کہ ملکہ شبنم کی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ کوئی شو بچہ مین دبائے اُڑتے ہوے آتے ہین ملکہ شبنم کھڑی ہوگئی کنیزون کو تمامدرست سے پشت پر جاہاشل ہلال شب اول واسطے تسلیم کے خم ہوئی کہا اے شہنشاہ تشریف لایئے افراسیاب کی جو نگاہ جمال بیمثال ملکہ شبنم گوہر پوش پر پڑی بھولی بھولی صورت دونون عارض پھول سے بچکے سامنے خجالت سے گلہائے چمن پہلو دبے پڑی ہی آب صاف درخشان گوہر سے شستہ و صوبا ہی اکثر قطرے جبین نور آگین سے گرتے ہین صاف ثابت ہوتا ہی شبنم بھری برگ گلہائے یاسمین سے قطرہ زن پیشانی پر شکن آنکھین نرگس شہلا ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار کا نقشہ خال عارض انور پر خال خال ہین اگر ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین باہم ابرین خمیدہ کشیدہ مردم دیدہ کے جو شامے ہین اس مثال مین بڑے کمال ہین قریب بدر کامل دو ہلال ہین گلا صراحی دار ہو گلنار حسن سے سرور باعث عیش و سرور سینہ پر حباب دریائے نور یا دو قبہ بلور نظم

حیرت ہی مجھکو سرو مین کیونکر لگے ثمر
نیرین چرخ مین یکجا بعد گر
سطحی بشکل ریزۂ نیلم نظر پڑی
مردمک ہی دیدۂ عشاق کی جمی

طوبا بہشت سے اتر آیا ہی بار دل
انسان کی مجال نہین ہی جو بام لے
پھولونسے رس ہی یا مگس شہد بیچتی
پیدا ترنج پر گل سوسن مگر ہوے

ناحول کی یا نگاہ غلط مین ہین دو ثمر
دیکھے اگر فرشتہ کلیجہ کو تھام لے
ہمرنگ گوز حل ہی نہ لکھون مگر کبھی
سربستہ یا ہین لاکھ سے درج گہر ہوے

کمرسے پانک قیامت بوٹا سا قامت یا سرو باغ جنت دریاے زیور جواہر مین غوطہ زن پوشاک
نفیس مزاج سلیس افراسیاب کی ملکہ شبنم کو دیکھکر دل ٹپک پڑی فوراً اٹھ آیا ملکہ کے بڑھ کے
ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا عمرو بن امیہ نامدار کو زمین پر رکھدیا کنیزین چیخ مارکر جاگین ہوای شہنشاہ
یہ بن مانس جل مانس کہان سے لاے ایک کہتی ہی لو اس مثال سے طبیعت مطمئن ہی یہ گوڑا
مرچیا جن ہی ایک نے کہا ناحق کا غل ہوا ہی مین پہچان گئی شیطان دیو افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم
یہ شخص بلاے روزگار ہی کشندہ ساحران غدار ہی عمرو اسکا نام ہی جادوگرون کا قتل کرنا اسکا
کام ہی افراسیاب ملکہ سے شکایتین کرتا جاتا ہی مگر سراپا پر نگاہ بھی ہی ادہر صبح کا وقت ہی کوہ
فلک شکوہ مثل گلدستہ کے آراستہ تختہاے رنگارنگ پیراستہ غنچون کی چٹک پھولونکی مہک
ہوا سے شاخہاے نخل کا جھومنا عارض گل کو بلبل کا چومنا ابیات

سجدۂ خالق مین ہی ہر شاخ نخل پر ثمر — حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہی زبان
نشۂ عشرت مین سنبل ہی کھلے بالون کھڑی — کرتی ہی تعریف سوسن باغ کی باصد زبان
آبشارون سے خجل ہین چشمہاے سلسبیل — حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان
ہی تماشاگاہ حوران ارم ہر کنج مین — جوش گل سے ہر چمن ہی رشک گلزار جنان
نغمہ پیرایان گلشن ہین بہم مرغولہ سنج — دیتے ہین کلبانگ عشرت طائران خوش بیان
چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن — زمزمہ پرداز کوکو سرو پر ہین قمریان
قہقہہ زن کبک ہی شمشاد کے سایہ تلے — کرتے پھرتے ہین تدروان چمن اٹھکھیلیان
ہی نکلتا موج آب جو سے لہراسا رکا — لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہین باغبان
نخل کے تہون سے آتی ہی جلاجل کی صدا — ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین رقاصیان
ہر طرف ہی بزم عیش اور نغمۂ چنگ و رباب — ہی کمند آہو سے دل کو تار ساز مطربان

تھاپ سے طبلون کی ہر سو فلک کے دل پہ چوٹ	پہنچی پائین کی گمک بھی تابہ گوشِ عرشیان
شیشہ و ساغر بکف ہین ساقیانِ حور چشم	دور مین ہر دورہ جام شراب ارغوان

افراسیاب جادو تخت پر متمکن ہی پہلو مین ملکہ شبنم گوہر پوش گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی دم
عشق و محبت کا بھر رہا ہی خواجہ عمرو چپکے سر جھکائے سامنے بیٹھے ہین پکار کر کہا اے شہنشاہ مجکو
بھی رہا کر دیجیے آپ تو میری خطا معاف کر چکے ہین مین بھی کچھ گاؤن ملکۂ عالم کو غزلین اور ٹھمریان
سناؤن حضور جیسے شہنشاہ ہین ویسا ہی معشوق بھی ملا ہی چشم بد دور کیا حسن ہی کیا جمال ہی کیسا
اچھا جوڑا ہی بچے بھی عمدہ ہونگے حسن مان کا جلال باپ کا ملکہ شبنم گوہر پوش نے تیوری پر بل
ڈال کے آواز دی کہ موذی کے کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا بکتا ہی شہنشاہ اسکو منع کیجیے مین اسکی صورت
دیکھکر ہول کھاتی ہون خوف سے مری جاتی ہون افراسیاب جادو نے کہا ملکہ تم اس
شخص سے آگاہ نہین ہو اسکا لقب ہی یکہ تازِ میدانِ طراری شہسوارِ شب عیاری سر برندۂ
جادوگران تاج ستانندۂ ریش کافران قاتل ملکۂ دمامہ برباد کن ملک غفلت آباد ملکہ شبنم گوہر پوش
اپنے ملک کے ملک ویران کیے جس دن سے طلسم ہوش ربا مین آیا ہی ہزار ہا ساحر اسکے ہاتھ سے
مارے گئے ملکہ اب کسی قدر راہ پر آیا ہی سوا میرے کسی سے نہین دبا ہی ملکہ نے کہا ہوگا نگوڑا
مجھے کیا کام سامری و جمشید ایسی صورت نہ دکھائین یہ کہکے کنیزون کو آواز دی ہماری سوسن
ڈومنی کو لاؤ شہنشاہ کو گانا سنواؤ فوراً ایک کنیز چلی کنیز دوڑی ہوئی جاتی ہی ادھر سے ایک
گنوار کی شکل بنا ہوا مہتر برق فرنگی آتا ہی کنیز کو دیکھکر پکارا بی بی کہان جاتی ہو یہان جنگل مین
ایک بھیڑیا نکلا تھا ایک مسافر کو پھاڑ ڈالا ہم قوم کے پاسی ہین ٹھاکر صاحب نے ہمکو یہان حفاظت
کے واسطے مقرر کیا ہی یہ سنکر وہ کنیز چونکہ نوجوان تھی گھبرا گئی کانپنے لگی کہا یہان نوکری سے ناچار
ہین سامنے گانون مین سوسن ڈومنی کے مکان مین جائینگے برق فرنگی نے پوچھا اُس سے
کیا کام ہی کنیز نے کہا شاہنشاہ افراسیاب جادو مالک طلسم ہوش ربا آئے ہین ایک بن مانس
کو کسی جزیرے سے لائے ہین ملکہ کو منظور ہی کہ شہنشاہ کو گانا سنوائین یہ سنتے ہی برق اسکے
سامنے ہوا کہا بی بی چلو ہم تمکا پہنچا دئی چار پانچ قدم پر جا کر حلقۂ کمند کا مارا حباب مار کر بیہوش کر دیا
ٹانگ پکڑ کر کنارے لے گیا پس درخت زیور اسکا اتار لیا اسکی صورت آپ بنکر تیار ہوا اسکا پر سوسن کے

پہونچا اگر دلہن حیران کہ جسکو بیہوش کیا اسکا نام نہ دریافت ہوا جیتے ہی دروازے پر سوسن کے پہونچا سوسن اٹھی
سوکر اٹھی تھی صورت دیکھتے ہی پکاری شمشاد تم کہان آئین برق سمجھا کہ مین جسکی شکل ہون اسکا نام شمشاد
تھا کہا بی بی جلدی سے تیار ہو شہنشاہ افراسیاب آئے ہین ملکہ شبنم نے تمکو یاد کیا ہی یہ جلدی سے اٹھی اکیلے
مین جاکر لباس زیور سے اپنکو آراستہ کرنے لگی برق بھی تڑپکر اندر پہونچا ٹہل ٹہل کے باتین کرنے لگا روانہ کرچکا
پھیر دیا جلدی سے گلوری اپنے پاس سے بنائی کہا تو بی سوسن تمکو توفیق نہین ہوئی کہ ہم تنہا تھے
نہین ہین ہماری گلوری کھاؤ ذرا تر و تازہ ہو جاؤ سوسن نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش
ہوئی برق نے سوسن کو تو اٹھا کر جلدی سے صندوق مین بند کیا آپ رنگ و روغن عیاری
کا لگا کر سوسن کی شکل بنکر باہر نکلا مان اسکی شبو اسنے پوچھا بیٹا شمشاد کہان گئی برق نے
کہا ہی ای جان تمکو دن رات ایسا لگا سوجھتا ہی ابھی تو تمہارے سامنے سے گئی ہی شمشاد
کنیز لٹھے کے برابر تمکو نہین سوجھی شبو نے کہا ہان بیٹا ابھی صبح کا وقت ہی افیون کا نشہ بھی
ابھی نہین ہوا تھا تب بھی نہین بیٹا چلو سوار ہو برق ڈولی مین سوار ہو کر روانہ ہوا عقب مین شبو
سارنگی والے طبلے یہی چلے یہان خواجہ عمرو بیٹھے کہ رہے تھے ای شہنشاہ میری خطا
معاف ہوئی افراسیاب کہتا ہی کہ خواجہ عمرو ہمین یقین نہین آتا کہا حضور کو اختیار ہی ایک
مرتبہ تو اور قبول کیجیے اگر خلاف ہو تو پھر کبھی میری بات کو نہ مانیے گا بالکل مجکو جھوٹا جانیے گا
یہ باتین تھین کہ سوسن آن کے پہونچی ڈولی اتری برق تو سامنے آیا اٹھتا ہوا افراسیاب
کو جھک کر سلام کیا افراسیاب جادو سوسن کی چال ڈھال شوخی طراری زبان تراق
پڑاق دیکھکر بیچین ہوگیا متوجہ ہو کر باتین کرنے لگا پوچھا کیون ای سوسن اچھی رہین
مسکرا کر کہا حضور کو دعا دیا کرتے ہین افراسیاب نے جو آنکھ ملائی برق نے منھ چڑھا کر
انگوٹھا دکھا دیا افراسیاب اس شوخی سے پھڑک گیا کہ شبو وغیرہ بھی بیچین برق فرنگی
کنکھیون سے دیکھ رہا ہی کہ استاد قید مین بیٹھے ہین افراسیاب اچھا اچھا کہتا جاتا ہی اور جو
سوسن کی زبان درازی کو سن رہا ہی افراسیاب جادو نے کہا ہان سوسن کچھ گاؤ شبو نے
اشارہ کیا سازندوں نے ساز ملایا برق فرنگی نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

عشق مین رسوا ہوا اپنی آہ و زاری ہو گئی	کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمہاری ہو گئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہو گئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہو گئی

پہلے تھا بیزار جیسے اسکے تم خواہان ہوے
مجکو بھی اسدن سے اپنی جان پیاری ہو گئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھوں سے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر تری فرقت مین جاری ہو گئی

اسکے در سے مر کے بھی اٹھے کا اک افسوس ہے
لاش اپنی کیون احبا پہ یہ بھاری ہو گئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہو گئی

کاش یہ قاصد نہ لکھ دیتا کہ آتا ہے کوئی
ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہو گئی

مجھ سے ہو یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہے آہ
دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہو گئی

آسرے نے بس جلا رکھا ہے وصل یار کے
آج تو یہ ہے زندگی امیدواری ہو گئی

وصل مین دل ہے مرا میری طرف کچھ بولتا
آنکی جانب بھی تو آنکی شرمساری ہو گئی

آ نہین سکتا مین بیخود ہو کے پھرون آپ مین
رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہو گئی

کل جو غش کھا کر گرے تو انکے قدمون پر گرے
ہے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہو گئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہے جیسے وضعداری ہو گئی

اس رنگ سے یہ غزل گائی ملکہ شبنم گوہر پوش کی طبیعت بھر آئی افراسیاب بھی تعریفین کر رہا ہے مگر عمرو منہ پھلائے بیٹھا ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ شہنشاہ یہ نگوڑا عمرو انسان ہے کہ حیوان افراسیاب نے کہا ملکہ کیون کہا آپ دیکھتے ہین سب تعریفین کر رہے ہین کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے اس نگوڑے کی سمجھ مین نہین آتا افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ عالم یہ علم موسیقی مین کامل و اکمل ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا او شہنشاہ بھلا یہ نگوڑا کیا گائیگا کچھ سخراپن کرتا ہوگا یا بھانڈون کے ساتھ ٹھٹیان کرتا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو تمھارے گانے کا یقین نہین آتا خواجہ عمرو نے کہا ہان حضور بجا ہے مین کیا گاؤنگا بقول شاعر شعر بھی حسب حال ہوتے ہین ؎ ہم غزل کیا کہین گے روتے ہین * حضور کو میری بات کا اعتبار نہین آتا نہین تو ملکہ کو دو چار شعر گا کے سناتا مجھے کچھ حضور سے عرض بھی کرنا ہے افراسیاب جادو نے کہا خواجہ عمرو کہو عمرو نے کہا یا میرے پاس آیئے یا غلام کو قریب بلایئے بعضی بات ایسی ہوتی ہے کہ چلا کے کہی نہین جاتی اور یہ تو ظاہر ہے کہ مین حضور کا دشمن ہون افراسیاب جادو نے کہا کہ

پیر سے قریب آ کر یہ لشکر افراسیاب نے سحر اُتار لیا یا تو عمرو کے ہاتھ پاؤں بیکار رہتے تھے اُٹھنے کی طاقت
ہوئی برق اپنا رنگ جما رہا ہی شبنم سے آنکھیں ملا کے بوسے گا رہا ہی یہ کیا معلوم کہ اُدس
پڑنے کو ہی خواجہ عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے پشت پر سے برق کو حلقے کمند کے مارے اور للکار کر
کہا دوا دوڑی کرو بابا جی شہنشاہ ہماری خطا معاف کر چکے برق کمندوں میں پھنس کے گرا ملکہ
شبنم گوہر پوش نے کہا ہاں ہاں او ساربان زادے میری گائن کے ساتھ یہ کیا حرکت کرتا ہی خواجہ
عمرو نے کہا ملکہ یہ برق فرنگی عیار ہی تمکو اور شہنشاہ کو مارنے آیا ہی شبنم تو چلا کر اٹھی عمرو نے
مروڑ کر برق کی مشکیں باندھیں جلدی سے پانی کا چھینٹا منہ پر مارا رنگ و روغن عیاری کا
اُتر گیا اب لوگوں نے دیکھا کہ ایک انگریز سامنے کھڑا ہی شبو سر پیٹنے لگی ہائے ہائے میری بچی کو کیا کیا
خواجہ عمرو نے ایک کوڑا برق فرنگی کو مارا کہ بتا سوسن کو کیا کیا برق نے تڑپ کر کہا استاد
وہیں کمرے میں صندوق میں بند کر آیا ہوں شبو تو پیٹ رہی تھی مگر ملکہ نے کنیزوں کو بھیجا
سوسن کو صندوق سے نکال کر لائیں اب تو شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ عمرو بڑا خیرخواہ
ہی خواجہ عمرو بھی اس سے پوچھو میری لونڈی کیا ہوئی عمرو نے اور دو تین کوڑے برق
کو مارے کہا بتا شمشاد کہاں ہی برق تڑپ گیا کہا استاد وہاں جنگل میں پڑی ہی عمرو نے اور
دو طمانچے مارے کہا ابے استاد کسکو کہتا ہی میں تیرا قاتل ہوں بی مہرخ اور بہار کی ناک چوٹی کاٹ کر
لاؤ لگا ہمیں دو دو خاصے کہ ہم سب قورمہ اور پلاؤ کھائیں ہمکو ترسائیں کنیزیں جا کر شمشاد کو
بھی لائیں اب تو شبنم گوہر پوش نے خواجہ عمرو بن امیہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے عمرو تو نے مجھ پر بڑا
احسان کیا لاکر شہنشاہ افراسیاب جادو کے قدموں پر گر دیا عمرو رونے لگا کہ ملکہ میں تمہاری
خدمت میں رہونگا مہرخ وغیرہ نے مجھکو پیٹ کی بڑی مددی میری کچھ قدر نہ کی اب آپ ذرا دو
چیزیں میری سنیے افراسیاب اب بھی کہے جاتا ہی ملکہ مجھکو عمرو کی بات کا اعتبار نہیں آتا ہی ملکہ
شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ اب یہ آپکی بڑی ناانصافی ہی اگر دل سے نہ شرکت کرنا منظور
ہوتا اپنے شاگرد کی گرفتاری میں حصہ ہوتا اور حضور نے مجکو اسکے نکالنے کا مشتاق کیا چند چیزیں
سننے کے بعد آپ کو اختیار ہی اگر آپ کو اعتبار نہیں ہی بعد برخاست جلسے کے اپنے ساتھ باغ میں
میں لیجائیے گا خواہ قید کیجیے گا خواہ کسی صحراے خوفناک میں چھوڑ دیجیے گا کہ جہاں سے آنا

لیکن شہنشاہ افراسیاب جادو کے بھی خیال میں آیا کہ ہاں سچ کہتی ہے طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوکر
کہا خواجہ اب جو تمنے قصور کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ عمرو نے کہا اب میں کچھ نہ عرض کرونگا
جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا وہ خدمت کرونگا جو لطف اٹھائیے گا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا
خواجہ بس باتیں ہوچکیں گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دوزانو ہوکر سامنے بیٹھا سازندوں کو
اشارہ کیا ساز درست ہوے عمرو نے یہ غزل شروع کی

غزل

شب غم فرقت ہمیں کیا کیا مزے دکھلائے تھا	دم رکے تھا سینے میں کمبخت جی گھبرائے تھا
یاکو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکائے تھا	تھے طلا انجام سارے کون یا تنگ آئے تھا
بل بے عیاری عدو کے آگے وہ پیماں شکن	وعدۂ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرمائے تھا
سنکے میری مرگ بولے مر گیا اچھا ہوا	کیا برا لگتا تھا جس دم سامنے آجائے تھا
یار و دشمن راہ میں کل دیکھنا کیونکر ملے	وہ ادھر کو جائے تھا اور یہ ادھر کو آئے تھا
بات شب کو اس سے منع بیقراری پر بڑھی	ہم تو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھائے تھا
کوئی دن تو اس پہ کیا تصویر کا عالم رہا	ہر کوئی حیرت کا نقشہ دیکھکر بنجائے تھا
سوئے صحرا لیچلے اس کو سے میری لاش کو	تھا یہی ڈر اِن دنوں تو اہرا گھبرائے تھا
ناز و شوخی دیکھتا وقت تظلم دمبدم	مجھ سے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھنجلائے تھا
ہوگئی دو روز کی الفت میں کیا حالت ابھی	مومن وحشی کو دیکھا اس طرف سے جائے تھا

یہ دلی زبان کی غزل جو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے گائی ہر اہل دل کی طبیعت بھر آئی مذاق ملک
دہلی اشعار عاشقانہ مضامین بیتابانہ مومن ایسے شاعر کامل کے اشعار عشق و عاشقی کے اسرار
ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ سب گانے والیوں پر اوس پڑگئی عمرو کے پاؤں چوم چوم کر دیتی
ہیں بعض بعض لوٹ لوٹ کر گرتی ہیں صاحبان مذاق نوتق ہوگئے واقفان علم موسیقی دنگ تھے
اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیشہ سے سوادم موسیقی دل لگی ہوئی تھی کہ ایسے کامل کی کنیز بن کر
رہنا بہتر ہے کیا صاحب فضل و ہنر ہے افراسیاب جادو سے کہا شہنشاہ یہ تعویذ بازو بنانے کے
لائق ہے کل کا ہوں پہ فائق ہے افراسیاب جادو کا یہ حال ہے خاموش بیٹھا سن رہا ہے سر دھن رہا ہے
کہا خواجہ عمرو قسم ہے سامری و جمشید کی وہ مرتبہ تمہارا کرونگا کہ شاہان ملک رشک کرینگے میں مراد

تمھارا گوہر مدعا سب بہا سے بہر ہنگے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ عمرو براے خدا
خاموش ہو ایک چیز تو اور گاؤ عمرو نے کہا ملکہ سنیے نئے طور سے بجاؤنگا کہ عیار کے سننے والے
دنگ ہوں وہ کمال دکھاؤنگا افراسیاب کو بھی نشہ شراب پیو میں شبنم ایسی ماہتاب بول اٹھی
کہ اچھا خواجہ ہم بھی آج نے نوازی کے مشتاق ہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ اس کمال میں
طاق ہیں کشتی میں جو ڈبیان ڈلی کی رکھی تھیں عمرو نے بہ تعجیل ہاتھ پھیری کر کے اپنے پاس سے
جوڑی ڈلی کی نکالی دہن پر رکھ کے دم ہوا کیا یہ غزل شعلہ انگیز آتش ریز شروع کی غزل

نازآتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است
بوالہوس بنشین کہ آن بدخو سراپا آتش است

تا نہ سوزد خویش را پروانہ ننشیند زپاے
مرغ آتش خوارہ ما آرے تنہا آتش است

گر سمندر طینت است وگر بود ماہی مزاج
در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است

کے تواند چشم موسے تاب دیدار آورد
گر تجلی شعاع کوہ سینا آتش است

مینہد بس شعلہ در دل آتش سوداے عشق
بلبلان را در نظر تصویر گلہا آتش است

دل کباب از سوزش و دیدہ پر آب است مرا
معجز عشق است یکجا آب و یکجا آتش است

شعلہ میخیزد ز خاک وادی ایمن ہنوز
بسکہ آن را در جگر از عشق موسیٰ آتش است

زد چنان مخفی محبت آتشے در دل مرا
کز حرارت بر لبم آب دریا آتش است

اب تو محفل میں تارے میں اڑنے لگیں سوز محبت سے کلیجے جلنے لگے استخوان سے ہر ایک کے شعلے
نکلنے لگے اور شبنم گوہر پوش نے زیور اتار اتار کے دینا شروع کیا افراسیاب جادو سے
کہتی جاتی ہے کہ شہنشاہ اس عیار کو مجکو دے دیجیے اور مجھ سے عہد لیجیے اپنے کوہ سے نیچے
نہ اترنے دونگی حضور خاطر جمع رکھیں یہ وہ چیز ہے کہ جانور بھی رام ہو جاتے ہیں اور یہ تو مصیبت کا مارا
آرام پائیگا غلام حلقہ بگوش ہو جائیگا خواجہ عمرو نے جو سب کو محو دیکھا اب ڈبی میں بیہوشی بھر بھر کے
اڑانا شروع کی گاتا بھی جاتا ہے بجاتا بھی جاتا ہے بجانے کے حیلے میں شمع ہاے مومی اور کافوری
پر پروانے بیہوشی کے پھینکتا جاتا ہے دو گھڑی کے عرصہ میں دود بیہوشی ساری محفل میں پھیلا
افراسیاب جادو بھی چھینک مار کے بیہوش ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کا بھی منکا ڈھلگیا
کنیزیں گھبرا گھبرا کر اٹھیں دھما دھم گر کر بیہوش ہوئیں عمرو حیران ہے کہ دود بیہوشی نے اسقدر جلد

تاثیر کی اپنے مقام سے اٹھا جو ساقی بچہ شراب پلا رہا تھا ظاہر مین تو بیہوش تھا جیسے ہی عمرو بڑھا
ساقی بچے نے خواجہ عمرو کا ہاتھ اُچک کر پکڑ لیا کہا کیون خواجہ عمرو شہنشاہ افراسیاب کو جگادون
عمرو کانپنے لگا مگر نگاہ ملا کے جو دیکھا اپنے فرزند ارجمند چالاک کو پایا گوشے سے کنیز کی
شکل بنا ہوا جانسوز بن قران ایک طرف سے جشن بنا ہوا ضرغام شیر دل در میخانہ پر باروغن
بنے ہوئے مہتر قران آئے کہا استاد بیچارے برق کو کیون باندھا یہ شعبدہ کیون کیا ہم لوگ
پہلے ہی پہونچ گئے تھے مہتر قران نے کہا مین نے داروغہ کو پکڑ کے غار مین ڈالا اُسکی شکل
بنکر شراب مین بیہوشی ملادی چالاک نے کہا مین نے ساقی کو پکڑا مین ہی تو شراب پلا رہا تھا
جانسوز و ضرغام شیر دل نے کہا ہمنے گزک مین بیہوشی ملائی اب خواجہ عمرو نے ادل بڑھکر
برق فرنگی کو کھولا چالاک چلا تھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے خواجہ عمرو نے ہاتھ تھام لیا
کہا یہ کیا کرتا ہے انشاء اللہ یہ مطیع الاسلام ہوگی خواجہ عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو اٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیا اب محفل کو لوٹنا شروع کیا مگر مہتر قران بغدا پکڑ کر طرف شہنشاہ افراسیاب جادو
کے چلے زینہ پر تخت کے قدم رکھا چاہا کہ جھپٹ کے بغدا مارون کہ سر اُسکا گود کھاتا چوبے زمین
کانپی مہتر قران زینے سے نیچے گر پڑے سمجھے کہ شاید پاؤن پھسل گیا تین مرتبہ زینہ پر چڑھے
عمرو نے جو دیکھا آواز دی اے قران خبردار کیا کرتا ہے اس جیا کو سوائے طلسم کشا کے کوئی مار سکتا ہے
مہتر قران نے کہا استاد آج اسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن
مین پتھر دیا چرخ دے کر مارا کہ اگر تختہ آہن پر پڑے ریزہ ریزہ ہو جائے مگر وہ پتھر جب اُس سنگدل
کے قریب پہونچا ایک سنہرا پنجہ زمین سے پیدا ہوا اُس پنجہ نے افراسیاب جادو کی دستگیری
کی یعنے پتھر کو طمانچہ مارا کہ پتھر پاؤن پر مہتر قران کے پڑا قریب تھا کہ ہڈی ٹوٹ جائے قران لیہ
جری کے منھ سے آہ نکلی خواجہ عمرو و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو و برق فرنگی
کپڑے سب کے اُتار اُتار کے ڈھیر کر رہے ہین جب انبار زیادہ ہوتا ہے خواجہ اٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیتے ہین اور جادوگرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیرودار بلند ہوا سنگباری و
برف باری ہو رہی ہے مگر مہتر قران اسی فکر مین ہے کہ افراسیاب جادو کو مارون جب کئی
پتھر مارے اور وہ پلٹ کر اپنے ہی پاؤن پر پڑے پاؤن مہتر قران کا غربال ہوا اب تو

غصے سے چہرہ لال ہوا تو بٹوے میں ہاتھ ڈال کر تکونی بارود کا ایک تیلنہ نکالا دور سے
افراسیاب پر بارود پھینکی افراسیاب کے دامن وغیرہ پر سب بارود پڑی اب مہتر قران
نے ایک پگڑی نکالی اُسکا فتیلہ بنایا ایک سرا سینہ پر افراسیاب جادو کے پھینکا ایک سرا
تھام کر مہتر قران پیچھے ہٹا عمرو کو آواز دی اُستاد ہٹ جاؤ اس ناری کو جلائے دیتا ہوں
خواجہ عمرو نے کہا کہ اے مہتر قران کیا غضب کرتا ہے یہ کندۂ جہنم اس آگ سے نہ جلے گا آخر
میں تو کف افسوس ملیگا میں سب تدبیریں کر چکا مگر مہتر قران نے نہ مانا پگڑی کے سرے
میں آگ لگا دی عیار کود کود کر الگ ہوئے فتیلہ جلتا ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ آسمان سے
آواز آئی باش اونا عیارو کیا کرتے ہو اب جو سر اٹھا کر دیکھا ماہیان زمرد پوش بعد جوش
و خروش نانی افراسیاب جادو کی نعرہ مہیب کرتی ہوئی آئی ہر عیار تو چھوٹتے پہاڑ سے کودے
بھاگے ماہیان زمرد پوش نے دیکھا کہ افراسیاب کا دامن و گریبان جلا جاتا ہے باران سحر
برساتی ہوئی گری پنجہ کمر میں دے کر افراسیاب کو اٹھا لیا لیکر بلند ہوئی پہاڑ پر دیکھا ہزارہا
جادوگرنیوں کے لاشے تڑپ رہے ہیں سر پیٹتی ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات
کے روانہ ہوئی مگر ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ چار گھڑی رات باقی تھی عمرو اندھیرے میں بھاگا
پانچوں عیار بھی ساتھ ہیں جدھر منہ اٹھ گیا شب تیرہ و تار میں چلے جاتے ہیں خوف کے مارے
کسی مقام پہ نہ ٹھہرے عیاروں نے بھی ساتھ نہ چھوڑا اس خیال سے کہ راہ بھول جائینگے
لشکر اسلام تک کیونکر پہونچینگے بعد عرصہ دراز کے ایک نخل کے سایہ میں آکر ٹھہرے کہ یکایک
آثار سحر نمود ہوئے عابد شب زندہ دار ماہ تاباں کے ہمراہ طاعت گزار یعنی ثابت و سیارگان
عبادت رب اکبر میں سر بسجود ہوئے عیار طرار خنجر گزار آفتاب عالمتاب بانہائے عیاری سے
آراستہ ہوا یعنی کمندہائے شعاع کو بازو پر لپیٹ کر میدان چرخ نیلی فام میں سرگرم رہروی ہوا
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے چشمہ پر وضو کیا چھوٹوں عیاروں نے نماز سحر ادا کی اب خواجہ عمرو
نے چہار جانب سر اٹھا کر دیکھا کوئی نشان اپنے مقام لشکر کا نہ پایا حیران ہو کر مہتر قران سے
کہا رات کو بڑی دور نکل آئے نہیں معلوم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے صورتیں بدل لینا
مناسب ہے طلسم ہوش ربا کا سنگریزہ بھی ہمکو پہچانتا ہے خواجہ عمرو کے کہنے سے سب نے

صورتین تبدیل کین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک ساحر نوجوان کی شکل بنکر تیار ہوے
تو دسر پر لباس فاخرہ زیب جسم جھولی بائین ہاتھ پر اور اسمین اسباب سحر یہ پانچون ملازم و
رفیق معلوم ہوتے ہین خواجہ نے افرون کی صورت بنائی ایک جانب کو چلے اب نیر اعظم
بلند ہوتا جاتا ہی تابش وحرارت بڑھنے لگی پہر سوا پہر رہروی کی تھی کہ جھونکے ہوا کے گرم
کے چلنے لگے طپش وحرارت سے نیر اعظم کی نخل جلنے لگے جو ذرہ خاک کا اُڑکر جسم پر پڑتا شعلۂ
آتش کی تاثیر پیدا کی آبلہ پڑگیا آب نایاب طائر اُس دشت کے عطش سے بیتاب چشمے جابجا
مثل چشم کور کے خشک پڑے تھے پتے درختون کے مثل چہرۂ مدقوق زرد جھونکون سے ہوا کے
شاہین گردبر دبیک نگاہ جیتا تھا طائر وہم بھی خوف حدت سے باہر نہ نکلتا تھا پھر تجب ہے
تھے جانوران درند شدت تشنگی سے پھڑک رہے تھے جنگل کا سناٹا گرمی کی شدت دھوپ کی
حدت خواجہ عمرو اُس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین ایک سمت مع ساتھ والون کے
بھاگا چلا جاتا ہی پیاس کا خیال ہر ایک کی جان لیتا ہی وحش تشنگی مین ایک ایک کو تشنے دیتا ہی پانی
پانی شکل ہر ترقی پر طپش دل ہی

نظم

کوسون کا وہ جنگل ایک میدان — انسان نہ وان کوئی نہ حیوان
دھرتی تھی قدم ہوا نہ وان پہ — ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک لون کا جھونکا — اِک شعلۂ آتش سقر تھا

اگر زمین پر گرتا ہی تو دانہ بہن جاتا ہی دن بھر اُس صحرا مین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
مع عیارون کے مارے مارے پھرے مگر کوئی مقام استراحت کا نملا پانی تک ممکن ہوا
جب دم قلیل باقی رہا دم لبون پر آیا دور سے ایک نخل سرسبز وشاداب نظر آیا چند طائر بھی
آسیرۂ شیلان گزین ہین سامنے چشمۂ آب صاف وشفاف دن بھر کی پیاس اُٹھائی ہو پانی
انکو دیکھکر جان آگئی اُسی چشمہ پر آکر گرے پانی پیا غش آنے لگا اُسی نخل کی بیخ پر سر
رکھکر پڑ رہے پانی بھی بمشکل تمام ملا کھانا کیسا صبح کو قران نے کہا اُستاد ظاہرا معلوم
ہوتا ہی کہ اس دشت ہولناک مین قضا لیکر آئی ہی اب تو بھوک سے دم نکلتا ہی کچھ زنبیل
مین سے نکالکر دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کھانے کی کوئی چیز تو میری زنبیل مین رہتی ہی نہین

چالاک نے کہا کالچہ حضرت خضر کا آپ کے پاس تھا آج تو وہ مرحمت فرمائیے خواجہ عمرو نے کہا
بیٹا وہ تو لیگئے بھلا بزرگ لوگ اپنی شی کسی کے پاس چھوڑتے ہین بڑے خسیس ہوتے ہین پروردگار
کے راز دار ہین اُسکے گھر کے مختار ہین ایسا کرتے تو انتظام کا ہیکو چلتا لاکھ لاکھ مہتر برق فرنگی
اور چالاک نے کہا خواجہ عمرو نے کچھ سماعت نہ کی اُسی حال مین وہ شب بھی بسر ہوئی تڑپ
تڑپ کے وہ رات کاٹی مگر صبح کو مہتر قران نے کہا کہ اُستاد آنکھون سے دیکھتے مین یہ نخل
اور چشمہ وہی معلوم ہوتا ہے جو روز اول ملا تھا خواجہ عمرو نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہے
اب زیادہ اپنی آوارگی کا ملال ہوتا ہے رہبر کامل مالک ہے آج انشاء اللہ اس صحراے ہول خیز
سے نکلجائینگے ایسی باتین حسرت آمیز کرکے ایک جانب روانہ ہوے کسی قدر دن چڑھا تھا
وہی صحراے ہول خیز و وحشت نظر آیا اسی طرح دن بھر مارے مارے پھرے شام کو پھر اُسی
نخل اور چشمہ کے پاس پہونچے اب یقین کامل ہوا خواجہ عمرو نے کہا یارو الگ الگ ہو جاؤ
صحراے سحر مین لاکر تقدیر نے پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا شب تو تڑپ تڑپ کے بسر کی اب صبح کو
الگ الگ روانہ ہوے مگر سمت کو چھوڑدیا خواجہ عمرو ایک درہ کوہ کے اندر گئے اُس درے
سے باہر نکلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ ایک سواد شہر معلوم ہوا دیہات و قریات جابجا
آراستہ کھیت پر کسان وغیرہ حراست مین زراعت مین مصروف ہین چشمہ ہاے آب صاف و
شفاف جاری ہین کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے سرون پر رکھے ہوے اندر شہر کے جاتے ہین
خواجہ عمرو بھی ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک تاجر جلیل کی صورت
بنکر تیار ہوے کبیر سن رنگت سرخ و سفید ریش تابان قباے اطلس زیب جسم کنٹھے یاقوت احمر
کے گلے مین لعل و یاقوت کی انگوٹھیان ہاتھ مین مگر بسبب زیادتی سن کے جھریان پیشانی
پر بگروہ جھریان نہین ہین ایک ستر سکندری ہے کمر کا خم کمان ہے کہ تیر تدبیر تو وہ مطلب پر
لب معشوق ہوتا ہے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین آنکھ پہ رکھکر ملاحظہ فرماتے ہوے طرف
شہر کے چلے تھوڑا سا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار و ضرغام
شیر دل عیار و جانسوز بن قران صاحب شوکت و شان حیران و پریشان سامنے
سے چلے آتے ہین خواجہ عمرو ٹھٹھک گئے کہ ارے کمبختو تمکو کہین مرنے کی جگہ نہ ملی پھر یہ سے

پس آئے مہتر قران سے کہا استاد چہار طرف مارے مارے پھرے جب ایک درہ کوہ مین
داخل ہوے تو حضور کے پاس پہونچے اب جہان جایئے ہمکو ہمراہ رکھیے بموجب مصرع ع ہرچہ
رود بر سرم انچہ پسندی رواست ◆ خواجہ عمرو نے برق و ضرغام و جانسوز سے کہا کہ اچھا صورتین
گماشتون کی بناؤ اور مہتر قران نامدار سے کہا بیٹا تم مرد سپاہی ہو ایک جوان شمشیرزن کی قطع بنو
آن چارون عیارون نے جھٹ پٹ صورتین تبدیل کین کوئی گورا کوئی کالا کوئی سونلا وغیرہ
شکر کی پگڑیان سرون پر قبائین حقول پہنے ہوے جوتے کامدار مہتر قران نامدار ایک دکھنی جوان
کی صورت بنکر تیار ہوے سپاہی ہزار روپیہ کا سر پر ڈاب کئی ہزار کی زیب کمر ولایتی ڈاب
مین سپر پشت پر مثل قرص قمر بانکپن چہرے سے ظاہر آثار جرأت و جلالت ناصیہ سے ہویدا
وہمراہ اس شان و شوکت سے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوئے چار
گماشتے پشت پر مہتر قران نامدار تلوار کا سایہ کیے خواجہ بزرگان سب کے آگے آگے تھے دیکھا شہر آباد و رونق پاکیزہ عمارات پختہ کٹورا کھنک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے شعر
زہے صفاے عمارت کہ در تماشائش ◆ بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار ◆ قرا فو بنانہ جوہری بازار
نہایت تکلف سے آراستہ جوہری نیچے حسین سرخ و زرد و کپاسی پگڑیان سرون پر حسن مین
رشک قمر جواہرات اعلیٰ و بیش قیمت کا سامنے ڈھیر گماشتون کے آگے ہی کہاتے کھلے ہوے
کانٹے چھوٹے چھوٹے ہاتھ مین بیچ و شرے پر ٹنگے ہوے سامنے انکی دکانون کے کبڑیون کی
دکانین عجب تکلف سے لگے عمدہ عمدہ چندریان اوڑھے ہوے انوٹ بچھوے ہاتھ پاؤن
مین دکانین مولسری کے درختون کی چھاؤن مین شعر صدا اپنے عاشق چلین نعرہ زن
کرے نار پستان تو سیب ذقن ◆ دیگر نار پستانکی کیا لکھون تعریف ◆ یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا
گردن پر کسبیان تماش بینون کے گلے کی تسبیحان طرار قرار وضعدار حسین مہ جبین خوش جمال
چہرہ ماہ تابان ابرو ہلال آنکھین پیل و بنار کو آنکھین دکھاتین بلکہ شعر مثال چشم او آمد مجالش ◆
مگر چشم دگر باشد مثالش ◆ دیگر بہر خندہ کز لب برانگیختے ◆ نمک بر دل خستگان ریختے ◆ دیگر

زلف عنبر بہ مہ رویت تیرہ شب است و وادی ہجر || جانۂ صبر م و رکف مشقت دامن یوسف دست زلیخا

سازندے سامنے حاضر عاشق تن جمال بیشمال کے ناظر نظم ایک اک آئین شوخ دیدہ تھی

برق و سیماب کو بھی آوے شرم	ایسی بےچین ایسی گرما گرم	پردہ ناموس کا دریدہ تھی

خواجہ عمرو بن امیہ نامدار آتے آتے قریب ایک جوہری کی دکان کے پہونچے سیٹھ سوداگر نما
کو دیکھکر اٹھ کھڑا ہو گیا تاجر جلیل جان کر سلام کیا کہا سوداگر صاحب تشریف لایئے دکان آپ ہی
کی ہے جو خرید و فروخت منظور ہو سب کچھ ممکن ہے خواجہ عمرو فوراً دکان پر بیٹھ گئے چاروں گماشتے
دست بستہ کھڑے ہیں مہتر قران بقچہ کاندھے پر رکھے ٹہل رہے ہیں خواجہ عمرو نے جیب سے
ایک جوڑی گوہر بے بہا کی نکالی سامنے سیٹھ جی کے رکھدی فرمایا جوہری صاحب اسکی قیمت لگاؤ
ہر چند کہ کوئی ضرورت فروخت نہیں ہے میری انگوٹھیں بعبارت نگین ہے مگر کاروان پیچھے ہے کل آ جائیگا آج سرا
میں ٹھہرنا ہوگا صرف و مصارف روزمرہ کو دس پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پڑتی ہے تم جانتے
ہو بھٹیاری سرا کی ذرا ذرا سی بات پر لڑتی ہے بازاری لوگوں سے کون زبان لڑائے ایسا کچھ
انکو دیا جاوے کہ جسمے کلام بھی نہ کریں دم خدمتگاری کا بھریں جوہری نے جوڑی کو اٹھا کر بنگاہ
خریداری دیکھا رنگ ڈھنگ میں نایاب پایا منہ میں پانی بھر آیا کہا سوداگر صاحب کچھ قیمت
فرمایئے گا تو لگاؤں بیعانہ دوں آپ نے فرمایا جو گماشتہ ہے قیمت وغیرہ وہ جانچتا ہے جو تمہارے
نزدیک مناسب ہو قیمت لگاؤ اونے پونے خرید لو وہ جوڑی مہاجن کے ہاتھ میں ہے قیمت کی
تکرار ہو رہی ہے کہ ایک طائر سرخ رنگ شاخ نخل سے اڑا زقیل مارتا ہوا چلا مہتر قران نے
چٹکی کے اشارے سے کہا استاد اس طائر کو دیکھکر میرے ہوش اڑ گئے ہیں خدا خیر کرے عمرو
بھی گھبرا کر اٹھا کہا سیٹھ جی جوڑی موتی کی خرید و سرا سے جا کے گماشتے کو بھیجو لگا جوہری جی اتنی
کتا ہے کہ ایسی شے عمدہ ہاتھ سے جاتی ہے اگر یہ جوڑی ملتی ہزارہا روپیہ کا نفع ہوتا خواجہ عمرو نے بمشکل
اسکے ہاتھ سے لی چاہتے ہیں کہ اٹھیں دیکھا نقارے پر چوب پڑی سواری کسی بادشاہ جلیل
کی آتی ہے ہٹو بچو کا ہلڑ مہتر قران تو پیچھے ہٹے ایک کوچہ تنگ تھا سیلا وغیرہ سر سے اتار کر یہ تو
ایک جانب بھاگے مگر خواجہ عمرو جیتاب اٹھیں سواری کے آگے چوبدار تھا اسنے خواجہ عمرو سے
پکار کے کہا خواجہ بازرگان ہماری مالک شاہزادی اس ملک کی ملکہ سہیل نابخی پوش
یاد فرماتی ہیں خواجہ عمرو اچھا کہکر اٹھا چاہا کہ کھسک جاؤں مگر چوبدار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ عمرو نے
پلٹ کے دیکھا برق و چالاک وغیرہ بھی ہلڑ میں چلدیے خواجہ عمرو چوبدار سے کہتے تھے

کر ہاتھ چھوڑ دو ہم تمہارے ساتھ چلتے ہین خواجہ نے ابھی یہ کلام تمام نہین کیا تھا اُس مجمع مین سے
ایک نازنین کو دیکھا کہ تاج شہریاری برسر لباس فاخرہ زیب جسم فوراً اُسنے پکار کے آواز دی
مردے بے خبر وا اِس ساربان زادے کو نہ چھوڑنا جس وقت میرے ملک مین آیا تھا اُسی وقت بیرون
نے خبر پہنچائی تھی پانچ عیار وہی اسکے ساتھ تھے اسکے حواس خمسہ وہ پانچون بھی بڑے پاجی
ہین کدھر گئے خواجہ عمرو نے دیکھا وہ کہتی ہوئی قریب آئی ہر مرد نہ ہاتھ نہین چھوڑتا خواجہ عمرو
نے کہا مرد ہے صاحب دیکھو وہ منع کرتی ہین مرد نا جیسے ہی پلٹا عمرو نے کوکھ پر خنجر مارا عمرو
بھی سمجھ گیا کہ یہ پہچان گئی بلا مین پھنسے دیکھیے پروردگار کیا دکھائے خنجر مردے کی کوکھ پر پڑا
یہ تو ہائے کہکے زمین پر گرا عمرو نے جست کرکے گلیم اوڑھ لی چوبدار کے مرنے سے آواز آئی
کشتی فرانام من تابدار جادو بود بازار مین ایک ہنگامہ برپا ہوا دکانین بند ہونے لگین سہیل
نارنجی پوش وہان پر آن کے شہری پکار کر کہا یہ ہمارا قلعہ ہے اس قلعہ کو قلعہ عجائب کہتے ہین یہ
نگوڑے مکار و غدار اپنے پاؤن سے اپنی گور مین آئے ہین اب کہان نکل سکین گے خواجہ عمرو
ایک گوشے سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش یہ کہتی ہوئی پلٹی کہ مین ابھی
اِن سب کو بلوائے لیتی ہون اس سرکشی کی سزا دیتی ہون تابدار جادو کا خون بالا بالا نجائیگا
ساربان زادے نے کیا بجگو افراسیاب سمجھا ہے اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
بھی اسکے عقب مین مہتر برق فرنگی و ضرغام شیر دل و جانسوز بن قران صاحب شوکت و
شان یہ چارون صورتین بدل کر شہر مین پھرنے لگے جس دروازے سے آئے تھے تلاش کیا
وہ پھاٹک نہ ملا گھبرائے ہین کہ ہم کہان ٹھہرین کوئی بصورت فقیر بنا مہتر برق فرنگی ایک گھوڑی
کی صورت بنکر تیار ہوا بصورتہا ئے مختلف شہر مین پھر رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا مگر مہتر قران
جو بھاگے ایک ٹوٹی قبر مین لیٹ رہے دروازہ شہر کا نہ ملنے سے انکو بھی زندگی سے یاس ہی پڑا
ہراس ہے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے در بارگاہ پر کھڑے ہین مگر خوف سے کانپ رہے ہین ملکہ
سہیل نارنجی پوش بصد قہر و غضب بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہتی ہوئی نگوڑے عیارون
کی شامت آئی ہے میرے قلعہ مین سے دیکھون کیونکر نکل کے جاتے ہین ابھی بلاتی ہون جھولی
مین ہاتھ ڈال کر تمر رخ کا قد نکالا متواضع سے جو گھوڑے کترے زمین پر ڈال دیے چند دانے

ماتم کے مارے چھون بصورت مرکب اصلی بنکر تیار ہوے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے
ایک ایک کی پیشانی پر ایک ایک عیار کا نام لکھا کہا جاؤ اپنے سوار کو جلد لاؤ جس مرکب
کی پیشانی پر خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا نام تھا چونکہ گلیم اوڑھے عمرو دروازے پر کھڑا ہی
وہ اسی مقام پر آن کر ٹاپنے لگا ٹاپون سے زمین کھود رہا ہی گرد عمرو کے چیخ مارتا ہی
کنیزون نے آکر کہا حضور پانچ مرکب تو روانہ ہوگئے ایک گھوڑا دروازے پر ٹاپ رہا ہی
سہیل نارنجی پوش گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا ہی مگر مہتر برق فرنگی بازار مین ایک دکان پر مہاجن
کی ہلبڑ کر رہا ہی یعنے بصورت انگوری ایک کھوپری ہاتھ مین لی ہی جس مین کھلی بھری ہوئی لوگون
پر پھینک رہا ہی لوگ جانتے ہین گوہ ہی بھاگے پھرتے ہین کبھی پیشاب کرکے چلو مین لیتا
ہی لوگون پر دوڑتا ہی آدمی پر آدمی گر رہے ہین بازار مین ہنگامہ ہی لوگون نے دیکھا
ایک گھوڑا کوتل دوڑا ہوا چلا آتا ہی وہ گھوڑا گرد برق فرنگی کے پھرنے لگا برق بھی تڑپ کر
بھاگا گھوڑے نے پیچھا چھوڑا پانون مین گھسکر اپنی پشت پر سوار کرلیا جیسے ہی مہتر
برق فرنگی پشت مرکب پر آیا رنگ روغن چہرے کا دفع ہوگیا مہتر برق فرنگی نے اپنے
کو بصورت اصلی پایا ہوش و حواس پراگندہ ہاتھ پانون مین رعشہ بازاریون مین کھڑا ہوا ہیان
انگریزی بنگلے لنبی ٹوپی سر پر پتلون جاکٹ جسم پر آراستہ حلقے کمند کے بازوون پر توبڑہ کسوت
عیاری کا پہلو مین لٹک رہا ہی جب مہتر برق فرنگی نے اپنا یہ حال دیکھا چاہا گھوڑے سے
کود دون ممکن ہوا تو مہتر برق فرنگی نے ہی بڑی جالی پودے پر ہاتھ ڈالا ٹوپی اڑتا ہوا
ہشو بچو کہتا ہوا جاتا ہی ہزارون آدمی شہر کے ہنستے ہوے پشت و پہلو پر تھوڑی دور برق
چلا ہی کہ دیکھا جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و چالاک بن عمرو اسی طرح مرکبون پر
سوار بصورت اصلی مجبور و ناچار چلے آتے ہین آپس مین اشارے ہوے ہر ایک نے طرف
آسمان کے اشارہ کرکے کہا دیکھین بھائیو اب خدا کیا کرتا ہی اس قلعہ مین آکر پھر پھنسے گرچہ
مہتر قران کا سینے یہ جا کر ایک ٹوٹی قبر مین اتر گئے دیکھا کہ ایک مرکب آتا ہی مہتر قران نے
خیال کیا اسی جانب آتا ہی کیا عجب ہی کہ میری تلاش مین ہو اگر مہتر قران دروازہ بھی شہر کا
نہ ملا تمھارے لیے بزرگون نے قید لگائی ہی کہ جس دن گرفتار ہوے موت کا سامنا ہی یا حیدر کرار

کھکے ایک بغدا زمین پر مارا مہتر قران طبقے کے اندر آیا اب جو خیال کیا وہ گھوڑا اسی مقام پر چرخ مار رہا ہے ٹاپون سے زمین کھودنے کا ارادہ کرتا ہے اتو مہتر قران اندر ہی اندر نقب کھودتے ہوے چلے مہتر قران تو نقب کھودتے ہوے جاتے ہین ہر چند اندر زمین کے دل گھبراتا ہے نفس درقفس چیدہ مگر مہر درویش بر جان درویش انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین نقب کھودتے ہوے جاتے ہین مگر خواجہ عمرو بن امیہ کلیم اوڑھے دربارگاہ ملکہ سہیل نارنجی پوش پر کھڑے ہین گھوڑا گرداب تنگ خاک اُڑا رہا ہے کہ یکایک ہڑ بڑا دیکھا مہتر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام مرکبون پر سوار بیقرار اشکبار چلے آتے ہین الامان لشکر عمرو کنارے ہوا ملکہ سہیل نارنجی پوش کو چوبدار نے خبر دی چار مرکب چار عیارون کو لے کر آئے ہین ایک اتبک نہین پلٹا ایک دروازے پر خاک اُڑا رہا ہے سہیل نارنجی پوش بال غصہ مین بیرون بارگاہ آئی دیکھا چار دن عیار گھوڑون پر سوار کھڑے ہین جو مرکب کہ خاک اُڑا رہا تھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے بہ نگاہ قہر اُسکی جانب دیکھا کہا کیون بھڑوے میرے ملازمون کے گرد پھرتا ہے جا کر اپنے باپ کو ڈھونڈ تلاش کر تا مرکب نے بہ نگاہ حسرت طرف ملکہ سہیل نارنجی پوش کے دیکھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دانہ ماش کا اُٹھا کر مارا اور کہا روح سامری مین بھی تاثیر جاتی رہی دانہ پڑتے ہی مرکب جلکر خاک ہوا عیارون کی جانب متوجہ ہوئی کہا کیون نگوڑو میرے قلعہ مین آکر کچھ مزا اٹھایا اب تمھارے سر کاٹ کر خدمتین شاہنشاہ افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا کے روانہ کرونگی جادوگرون سے اشارہ کیا کہ انکو گھوڑون سے اتار و مشکین بندھوا کر اندر لائی کہا دیکھو اُن دونون کو بھی بلوتی ہون مہتر برق نے کہا ملکہ عالم اعلے مراتب رہین چراغ حسن و جمال ہمیشہ روشن رہے دشمن مثل سبزہ پامال ہون دوست نہال ہون اور کسی کے دل کا حال تو ہم نہین جانتے ہم تو غلامی کو حاضر ہین آپ نے ہمکو یہ مرتبہ دیا پیادے مشہور تھے گھوڑے پر سوار کیا اس آبرو سے اپنے سامنے بلایا آخر ہماری کیا خطا ہے ہین جو خدمت مین رہونگا دل و جان سے خدمت گزاری کرونگا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے کہا او انگریز کے بچے میرے سامنے زیادہ باتین نہ بنا اگر مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو نہین معلوم کیا قیامتین برپا کرتے مہتر برق فرنگی نے کہا

ہستو مضور کا نام سُنکر آئے تھے جیسا سُنا تھا اُس سے زیادہ پایا تم برق فرنگی نوانی کہے
جاتا ہی غرض ملکہ سہیل نے کہا ایک مشعل آتشین لاؤ مین اُن دونون عیارون کے بلانے کی تدبیر
کرون کنیزین چلی مین کہ آسمان پر سناٹا ہوا شعلے آگ کے گرے خوشبو سے مشک و عنبر آئی ملکہ
سہیل نارنجی پوش نے سر اُٹھا دیکھا ایک بزرگ آسمان سے اُترے چلے آتے ہین ریش
سفید تا بہ ناف تاج زرین سر پر جامہ زیب جسم گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہی کبھی سُرخ
کبھی زرد کبھی کبود ہو جاتا ہی اُن بزرگ نے آواز دی منم پابوس بزرگوار نائب خداوند لات و
منات ای سہیل نارنجی پوش تیرا اختر اقبال اوج پر ہی کیا کار نمایان کیا اِن مکارون کو پکڑ لیا
مگر ساربان زادہ بلائے روزگار ہی تجکو متردد پاکر قدرت نے ہمکو بھیجا کہ عمرو بن امیہ نامدار
کو گرفتار کرکے پاس ہماری بندی خاص ملکہ سہیل نارنجی پوش کے پہونچا دو عمر اُسکی بڑھاؤ
سہیل نارنجی پوش گھبرا کر تخت سے کھڑی ہو گئی نائب لات تخت پر اُترے جامہ کو دیکھکر سب
اپنے جامہ سے باہر ہین کہ دمبدم رنگ بدل رہا ہی پہلو سے عمرو کو نکال کر سامنے پھینک دیا کہ
ای سہیل لے یہ عمرو بن امیہ نامدار موجود ہی اب ملکہ سہیل نارنجی پوش نے دیکھا عمرو مشکین
بندھا ہوا سامنے تخت کے پڑا ہوا ہی دربار مین یا خداوند لات و منات کا غل ہوا سب واسطے
سجدے کے جھکے سہیل نارنجی پوش نے بھی قدمون کو بوسہ دیا نائب لات نے سر چھاتی سے
لگا لیا کہا ای ملکہ سہیل نارنجی پوش دربار مین قدرت کے تیری بڑی تعریف ہی زبان قدرت
پر بڑی توصیف ہی جلد اِن پانچون کو قتل کر خبردار اِس برق کے دام تزویر مین نہ پھنسنا برق
تو حیران کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہی چالاک نے اشارہ کیا کہ تو بجالی قبالہ دکھیہ آگئے نائب
لات نے کہا ای سہیل رات بعد لات و منات و سامری و جمشید مین جوتی بیزار رہی جو لات
و منات کہتے تھے کہ عیارون کو ہاتھ سے سہیل نارنجی پوش کے قتل کرائینگے سامری و جمشید
کہتے تھے کہ سہیل کا ستارہ گردش مین آیا عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا ملک الموت جائے اُسکی روح
قبض کرے تب لات و منات نے ہمکو حکم دیا کہ ای پابوس بزرگوار تم جا کر اُسکی عمر بڑھا دو
دو دو سو برس کی عمر کل اُسکے ساتھ والون کو عطا کرو سامری و جمشید سر پٹکتے رہجائینگے
کچھ بھی نہ کرسکینگے جلد شراب منگا ایسا نہو ملک الموت آجائے ملازم اُسکے دوڑے

شکے قرابے شراب کے لاکر دربار میں رکھے نائب لات نے ایک قرابے پر القاب لات و منات
پڑھا لوگ حیران تھے کہ یہ کون سی زبان ہے کہا اس قرابے کی شراب سب میں ملا دو ایک ایک جام
سب ملکہ پئیں مگر خبردار ایک ہی سانس میں اگر نہ پیا ابھی دم نکل جائیگا اور یارو ملک اب چل چکا ہی
آیا ہی چاہتا ہی قرابہ کھینچکر اپنے ہاتھ سے بھرکر ملکہ سہیل نارنجی پوش کو دیا کہا ای بندی
خاص الخاص جلد پیجا دیر نہ کر ملکہ سہیل نارنجی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ میں لیا جیسے
ہونٹوں سے لگایا ایک شعلہ چمکا شرارہ پیدا ہوا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ہزار ٹکڑے ہوے
اسی شعلہ میں سے آواز آئی اے ملکہ سہیل ہوشیار ہو جا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش اے
مکار میں نے پہچانا یہ کہکر ہاتھ اٹھایا چاہا آخر کو ن خواجہ عمرو تخت سے کودے سرسنگ جادو جو کہ
وزیر سامنے کھڑا تھا اس نے کلائی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ ڈالا جھٹکا دیا عمرو منہ کے بل زمین پر گرا گرتے ہی
گرتے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری یہ کہکر لپٹ کر خنجر مارا سرسنگ جادو کے
پہلو کو توڑ کر خنجر باہر نکلا سرسنگ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جست کی کہ میں نکل جاؤں جادوگروں
نے گھیرا خواجہ عمرو نے حقہ آتشبازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منہ جھلسا کوئی ہائے ہائے
کہکے گرا اب بارگاہ میں عمرو بھاگا بھاگا پھرتا ہی دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھوں سے ناپدید ہے
گھبرا کر عمرو نے خنجر بھی کھینچا کسی پر جا ب مارا وہ بیہوش ہو کر گرا کسی پر کمند ماری کسی کے خنجر
کوکھ پر مارا کنجہ میں رکھکر کسی کو چیر مارا ملکہ سہیل دیکھتی ہی کہ عمرو مثل برق کے تڑپ رہا ہی زمین
پر قدم نہیں جمتا کئی سو جادوگروں کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہی کہ دروازہ بارگاہ کا نہیں ملتا جو نکل
تک جاتا ہی جب ساحر لینا لینا کہکر دوڑتے ہیں گھبرا کر پلٹ آتا ہی سہیل نارنجی پوش نے چند دانے
ماش کے ہاتھ میں لیے عمرو نے ایک جادوگر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ سہیل نارنجی پوش نے ایک
دو دھپڑ زمین پر مارا آواز گہری دی زمین نے پاؤں خواجہ عمرو کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہو کہ مہتر
برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و چالاک بن عمرو پر تو بندہ سے بیٹھے ہیں عمرو
کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے نعرہ کیا ہاں سب کے سر کاٹ لو
جادوگر تلواریں کھینچ کھینچ کر چلے اب خواجہ عمرو کو عالم یاس ملک الموت پاس بلک بلک کر
آواز دی اے رب بے نیاز واے خالق کارساز اس مشکل کو حل کر ادھر مہتر برق و جانسوز

اور ضرغام و چالاک وغیرہ تڑپ تڑپ کر پکار رہے ہیں ای معبود لم یزل واے عزیز بے بدل
ہلاکت سے بچالے ظلم سے این ساحران فدا کے نجات دے خواجہ کو اس حال مین دیکھکر
چالاک نے سرد سے مار اپکار اکہ ای رحیم و کریم اگر قبلہ کعبہ قتل ہو جا ئینگے چراغ لشکر اسلام
در طلسم ہوش ربا بکو منقش گل ہو جائیگا ایک آن مین گلزار اطاعت پر خزان آجائیگی افراسیاب
کہ ظلم سے فوج مہرخ امان نہ پاسکے گی

نظم

در خیل کواکبش سپاہی
او کرد بنا سراچۂ تن
بر منظر دیدہ طاق ابرو
مشعل مہ کہ بر فروزد
بر گرد دو روزن از سر وجود
رو اج دہ بکار جود است

او بافتہ مجوزہ خاک
بکشاد درو ز دیدہ روزن
او ساختہ این ہمہ عجائب
بے روغن و بے فتیلہ سوزد
در پنبہ ابر آن یگانہ
بخشندہ خلعت وجود است

او داد بہ آفتاب شاہی
زین پنبہ صبح چرخ افلاک
بستہ زکمال قدرت از مو
او کردہ بنائے این غرائب
در بیضہ سرنگون اخضر
بنہفتہ زژالہ پنبہ دانہ

آہ بے نیاز ایسے مقام پر قتل
ہوتے ہین کہ دفن و کفن بھی نہ ملیگا لاشہ کون اُٹھائیگا قبر تک کون پہونچائیگا یہ دل سے جو ان
بھون نے دعا کی تیرہدف مراد پہ پہونچا بقدرت پروردگار مہتر قران نامدار جولقب دیتے ہوے
اندر سے زمین کے آتے تھے زیر زمین اُسی بارگاہ مین آکے پہونچے جان سے قوائی بیزار
روح قالب سے نکلنے کو تیار آفت مین گرفتار انگلیون سے خون ٹپک رہا ہی یکایک کان
مین آواز گیرودار کی آئی مہتر قران نامدار نے اوپر ہاتھ کرکے ایک نقب اما را قبل سابقہ
لوٹا مہتر قران نے دیکھا خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک
شکین بندھے بیٹھے ہین خواجہ عمرو کے بالون زمین نے پکڑ لیے ساحر تلوارین کھینچے ہوے
آمادہ قتل ہین یہ لوگ گریہ وزاری کر رہے ہین اور ایک ساحرہ جو سب کی افسر معلوم ہوتی ہی
تیغ کھینچے ہوے طرف خواجہ کے جاتی ہی اندھیرا آنکھون کے نیچے آگیا قلب تھرا گیا گردن
اُٹھا ہوا لباس پھٹا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش او قحبہ کیا کرتی ہی مین آن پہونچا

نعرۂ مہتر قران ذیشان
بمیدان نبرد در آتش فشانم

سریع السیر چون باد بہاری
منم مہتر قران شیر ژیانم

جہان سرہنگ در خنجر گذاری
ملکہ سہیل نارنجی پوش پلٹی کہ

یہ بلا کہاں سے آئی چاہتی تھی کہ سحر کرے بغدا اژدہا اسکے ہزار ٹکڑے ہوئے عمرو کے پانون
زمین نے چھوڑے برق و جانسوز و ضرغام و چالاک یہ سب قید سے رہا ہوئے سکان کرنے لگے
صدائے ہاہو بلند تمام ساحر در دمند اعد عرصۂ دہانہ کے آواز آئی کشتی سز نام من سہیل نارنجی پوش
ہو داب روشنی ہوئی ساحرانِ شہر نے عیاروں کو گھیرا عیار لڑتے بھڑتے بیچ شہر میں آ گئے
ہیں مہتر قران کا بغدا چل رہا ہے خواجہ عمرو نے جا بجا مار مار کے صدہا نامردوں کو مارا
برق کر رہا کھینچے تڑپ رہا ہے ساحران شہر کے قویہ لوگ قبضہ میں نہیں آتے حقہ ہائے
آتشین مار کر ہزاروں کو جلا دیا اب دروازہ شہر کا بھی معلوم ہوتا ہے قریب ہے کہ وہ بھڑک کر
نکل جائیں ساحر سحر بھول گئے ہیں دیواریں شہر کی گر گئی ہیں باغ میں گلہائے رنگا رنگ سے
چنگاریاں نکل رہی ہیں شاخیں مثال شمع کافوری جل رہی ہیں ہر نخل شمشاد پر شعلہ کا گمان ہے
ہر درخت آگ کا شجر معلوم ہوتا ہے کوہ در رن میں ہنگامہ ہے کہ بیکایک آسمان سے نعرہ ہوا
کہ با شمیلا و نا عیار و بیری دختر بلند اختر کو مارا منم شعلہ خوار جادو مہتر قران نے جو سر اٹھا کے
دیکھا ایک ساحر فدا بلائے روزگار ہزبر آتشین پر سوار ہاتھ میں اسباب سحر دسوں انگلیاں
مثل چوبشاخے کے روشن آگ کا پتلہ بنا ہوا عیاروں نے چاہا کہ کود بھاند کر نکل جائیں جہانتک
مجمع ساحران مقابلے سے ان بچاؤں کے حیران پریشان ہوا ایک چھپکنے نہ پائی کہ شعلہ خوار
زمین پر اُترا ہزبر آتشین سے کود کے ایک دو چتر زمین پر مارا کہ عیاروں کے پاؤں زمین نے
تھام لیے اور شعلہ خوار جادو بھڑک کر جھپٹا ایک طرف لاشہ جلانی بیٹی کا تڑپتے دیکھا آگ
لگ گئی گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی آواز دی ہائے ای نورِ نظر پارۂ جگر ان ظالموں کو رحم
نہ آیا عین شباب میں تجکو مارا یہ کہکر طرف عیاروں کے پلٹا عمرو سے آنکھ ملا کر آواز دی او
ساربان زادے تم چھوٹوں کو تو ابھی پھونکتا ہوں مگر مہرخ وغیرہ کی بھی شامت آئی ہے
اگر اس خون کے معاوضہ میں جا کر کل کو نہ مارا تو نام اپنا شعلہ خوار جادو نہ پایا یہ کہکر جھولی
سے گولہ نکالا چرخ دے رہا ہے عیاروں نے دیکھا کہ وقت خاتمہ قریب آیا سبقیہ ار ہو کر
پکار اٹھے ای دافع البلیات وای سامع الدعوات فریاد رس درماندگان خلاق زمین و
آسمان تو نے بطن مادر میں جگہ دی تو ہی نے نو مہینے حفاظت کی چالیس روز قبل از تولد

…پریشان پر رحمت فرمایا ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو بنایا۔ نظم

…مام آموزہ سرو جوئباری | بلندی بخش بر ہمت بلندے
…ادہ آموز رندان قدح خوار | بطاعت گیر پیران ریاکار
…یق روز و در محنت گزاران | ز بحر لطف او ابر بہاری
شکرریز بر شکر کام شکرخوان | ز مہرش زہر عیش تلخ حرفان

…رار مین اپنے آقا کو پکار رہے ہین۔ نظم

علی درماندہ ام دستم بگیر | مشکلم درپیش یا حاجت روا
…ز امیری تو وزیری من گدا | در گناہ خود گرفتارم اسیر
…وصف ذات در کلام اللہ ہست | یا علی سلطان عالم نام تو
| تو امامے تو یداللہ ہست

تعصب باف عروسان بہاری
بہ پستی افگن ہر خود پسندے
انیس خلوت شب زندہ داران
کند خار و سمن را آبداری
سب سے زیادہ مہتران
کس نبی جز ذات تو مشکل کشا
کن نظر بر بینوائی یا شہا
آسمان پست است پیش بام تو
اے کریم کارساز و اسطان

…زرگان دین کا رحم کر اس جیا کے ظلم سے بچائے یک کر جو ان سبھون نے دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا اتفاقات قضا و قدر سے ملکہ مالک بحر و بر ملکہ مخمور سرخ چشم جو طلسم جمشیدیہ سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے رخصت ہو کر چلی تھی بخوف شہنشاہ افراسیاب مثل ستارے کے آسمان مین ڈوبی ہوئی چلی آتی تھی شور و غل کی آواز کان مین پہونچی دیکھا ایک شہر کو کہ دیوارین وغیرہ گر گئی ہین قصرہاے پختہ جابجا جل رہے ہین ہر در و دیوار سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین اپنے ہمرہیان عیارون کو دیکھا کہ مجمع ساحران مین پابجولان لاشے سیکڑون گرد پڑے ہین ایک ساحر غدار آتش کا تیغہ بنا ہوا ہاتھ مین لئے کو چرخ دیتا ہی کلمات سخت بنسبت عیارون کے زبان پر جاری گولا مارا چاہتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم کا کلیجہ جلا مگر شعلہ خوار جادو نے گولا مارا کہ عیار جل جائین ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہین سے سحر کیا کہ وہ گولا الٹا پلٹا مجمع ساحران مین آکر صدہا کئی ہزار ساحر جلکر گرے شعلہ خوار گھبرایا کہ یہ کیسی آگ لگی میرے سحر نے میرے ہی جادوگرون کو جلایا چاہا کہ تیغہ کھینچ کر جھپٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سرخ چشم مین نے پہچانا اترتے اترتے سحر کیا زمین تپنے لگی کئی سو جیا واصل جہنم ہوئے شعلہ خوار نے کہا باش اے مخمور مین نے پہچانا یہ کہکر اُسنے ماش کے دانے مارے صدہا شعلون نے اُس ماہ آسمان خوبی کو گھیرا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دونون

ہاتھ چمکا کے باران سحر برسا آتش سحر کو اُس بجلی کی بجھایا اور پلٹ کر موتیون کا مالا توڑ کر پھینکا
وغیرہ پر وہ موتی گرے ہاتھ پاؤن سحر سے چھوٹے اب یہ بھی کندین پکڑ کر ساحرون سے لڑنے
لگے مخمور نے قیامت برپا کی کئی ہزار ساحرون کو مار کر سامنے شعلہ خوار جادو کے پہونچی
بہت سے سحر کیے ملکہ نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر للکارا سینہ پر کینہ
شعلہ خوار جادو کے مارا ہر چند چاہا بچن نہ بچ سکا سینے پر پڑتا کر پشت کو توڑ کر نکل گیا شعلہ خوار
چرخ کھا کر زمین پر گرا صدائین ہا ہو کی آئین زمین کانپی سنگباری برف باری ہوئی خواجہ
نے اِس اندھیرے مین لوٹنا شروع کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ خوار
جادو بود بجا یک لاشہ شعلہ خوار و لاشہ سہیل نارنجی پوش خود بخود بلند ہوے جھونکے ہوا
کے اُڑا کر طرف آسمان کے لیگئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی ای خواجہ عمرو دام طمع مین
نہ پھنسو شہر کے لوٹنے مین نہ مصروف ہو نکل جاؤ مین لشکر مین آکر ملونگی اب راستہ بھی فراموش ہو
جلد نکل جائیے یہ لاشے دونون کے طرف باغ سیب کے گئے ہین افراسیاب کو خبر
ہو جاوے گی فوراً آئیگا قیامت برپا کریگا یہ کہکر مخمور سحر کر کے بلند ہوئی چھون عیار نیچے ٹپک
ٹپک کر شہر سے نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے اب راستہ بھی معلوم ہوا دو تین کوس راستہ طے کیا
تھا کہ نشان لشکر اسلام معلوم ہونے لگا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران
نامی و جادوگران گرامی جلوہ فرما ہین جبسے کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب لیگیا ہی بارگاہ مین
سناٹا پڑا ہی ملکہ مہرخ کہہ رہی ہین کہ صاحبو نہین معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری ایک سر
ہزار سودا خدا اُسکی جان بچائے سامنے دشمنون کے سرخ رو رہے فلک روزینہ کہا
یہ کہکر ملکہ مہرخ نے کہا کیون ای ملکہ بہار ہتو فکر مین خواجہ عمرو کی بیتاب ہین بجور خواب
مین عہدۂ وزارت تمھارے سپرد ہی مناسب یہ ہی کہ ہرکس و ناکس کا خیال رکھو کئی مہینے کا
زمانہ گذرا کہ بی مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہرکارے بھیجو خبر منگاؤ رونق لشکر اسلام کی رازدار
صاحب جاہ و وقار خدا نخواستہ کہین افراسیاب جادو نے پکڑ نہ لیا ہو قید کر کے طلسم مین
نہ بھیجا ہو ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا عاشق مزاجون کے لیے فکر بیکار رہی انپر بھوت عشق کا سوار
ہی کہ وہ عشق پر ہونگی مزے اُڑا رہے ہونگے آنکھون مین رنگ نشے کے بھرے ہونگے نئی نئی جا

دلمین جوش محبت حضور ربط وضبط بہت مشکل ہی جو آتش عشق کو یون سینہ مین چھپائے اوجلا
کامل ہی کلیجہ آتش عشق سے جلے منہ سے دھوان نہ نکلے قلب پر چھری سی چلے ہاے واے
نہ کرے بی مجنون کے دل نے نہ مانا اپنے معشوق کو دیکھنے گئی ہین جلدی کیا ہی آشفتگی کوئی قید
ہی تو انھین کیا مرنے والا مرے جینے والا جیے اپنے مزے سے کام اپنے فعل کی مختار
ہین انھین کون بدنام کریگا کئی جینے گرے دل نہین بھرتا اگر ہمارا خیال ہوتا شاہزادہ اسد
بن کرب غازی کے قید ہونے کا ملال ہوتا ضبط کو کام فرماتین اس زمانے مین نہ جاتین ملکہ
مہرخ نے ہنس کے فرمایا اے ملکہ بہار جادو ہم تمھارے ربط وضبط کے قائل ہین ماشاء اللہ
کیا ضبط ہی شاہزادہ سعد بن قباد کی محبت کو کیا چھپایا ہی نام سعد بن قباد سنکر ملکہ بہار کی آنکھون
مین آنسو بھر آئے کہا حضور خدا اُس شہریار کو سلامت رکھے اُنکے غلامون سے ہمین محبت ہی
مگر اپنے کو بدنام کرنے سے نفرت ہی ہر چند کہ آتش عشق کا چھپانا کلیجہ کو جلانا مردان مسلم
کا کام ہی عاشقان صادق کا ننگ انجام ہی نظم

عشق سر دفتر دیوان قضاست
عشق بس سانحہ اندیش بود
عشق ہنگامۂ چشم بیخواب
عشق شوریدہ کند بلبل را
عشق را رحم نباشد غمخوار
بستہ ہرگز از روے نفاق

عشق سر حلقۂ ارباب بلاست
عشق آشوب پسند است مدام
عشق ہم بزم دل خانہ خراب
عشق را ہست در شادی بند
عشق را نیست روش جز بیداد

عشق را فتنہ گری پیشہ بود
عشق را ہست ہمین طرز مدام
عشق گلگونہ بمالد گل را
عشق را راحت کس نیست پسند
حسن و عشق اند ز روز میثاق

یہ اشعار آبدار پڑھ کر ملکہ بہار کے عارض رنگین پہ اشک خونی
بہنے قریب تھا کہ جھڑی لگ جاے ملکہ مہرخ نے فرمایا اے بہار اے گلعذار اے سرو باغ رعنائی اے غنچۂ
چمن زیبائی حقیقت مین تمنے خوب ربط وضبط کو کام فرمایا یکتا بہار نے کہا حضور نہ ربط ہی نہ
ضبط ہی کوچۂ عشق مین قدم رکھنا سراسر خبط ہی ہمین اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید
نہین کہ پھر زیارت اُس شہریار کی نصیب ہو یہ ہمسے نہ ہو سکے گا کہ یہان ہنگامہ قتل اسد غازی
برپا ہو ہم مزے اُڑانے جائین یہ جنکا کام ہی انکو مبارک رہے ہان اگر خدا فضل کرے اور
شاہزادہ اسد بن کرب غازی قید افراسیاب سے چھوٹین اور صاحبقران لڑتے بھڑتے

یہان پہونچین اسوقت مین یک نظرے خوش گذرے کل لشکر اسلام کی سلامتی کی خبر سناتے ہین
ہمارا عشق بھی ہے جہان رہین جان و مال کی اُنکے خیر ہو یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ
مخمور سرخ چشم طاؤس زرین بال پر سوار دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مثل برق جہندہ
بارگاہ مین آکر زرین پایۂ تخت کو جھککر بوسہ دیا سب سے صاحب سلامت ہوئی ملکہ بہار نے مسکراکر
کہا حضور بادشاہ پنجم ملکۂ عالم آئین کیون ملکہ مخمور خوب مزے اُڑائے اتنی جلدی آنا کیا ضرور تھا
معشوق کے پہلو مین دل مسرور تھا یہان آنے سے کیا فائدہ ہر وقت جان جانے کا خیال
آٹھ پہر جنگ وجدال توپ راگ و رنگ مین مصروف رہین ملکہ مخمور نے کہا بی بہار صاحبہ مجکو یہ
حال بھی معلوم ہے آتے ہی طعن و تشنیع شروع کردی بہار نے کہا بوا خفا کاہے کو ہوتی ہو
حقیقت مین اسد غازی کو چھوڑانے گئی تھین لوح طلسمی بھی ملگئی در بند بھی فتح ہوے انجو
ملکہ مخمور کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوا کہا بی بہار صاحبہ خدا چاہیگا تو شاہزادہ اسد بن کرب غازی
بھی چھوٹین گے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی وہ بھی دن خدا دکھائیگا اور انشاء اللہ ہمین لوح طلسمی
کا پتا لگا ئینگے تم سمجھتی ہوگی ہم کوہ عقیق سے آتے ہین پروردگار نے ہمین ایسے وقت پر پہونچایا
کہ تمام لشکر اسلام مصیبت مین تھا بادشاہ و لشکر اسلام کی جان بچائی اس کلمہ پر تو ملکہ بہار کو
غصہ آیا کہا بس لو بیٹھو چھوٹا منھ بڑی بات نہ بولوا انکا خدا حافظ و نگہبان ہے پیدا کرنے والے کا
آسرا جہان ہے ذرا سی بات کی لڑنے لگین معشوق کی جھانجھ مجیرا اُتاری دونون مین جاؤن
جاؤن جو ہوئی ملکہ مہرخ نے منع کیا دونون کو گلے سے لگایا کہا ملکہ مخمور بیان کرو کیا سرگذرا
ملکہ بہار بہار سے سرکی قسم حال تو سنو مخمور نے کہا حضور مین بیشک کوہ عقیق پر گئی تھی
کسی کی چوری نہین ہے مین کسی کی لونڈی باندی نہین جب کوہ عقیق پر پہونچی ایک جادوگر یہان سے
گیا تھا اُسنے قیامت برپا کی تھی اول جاکر اُسکو مارا سر میدان لٹکا رہا اب اور بڑی مصیبت
کیا عرض کرون کسی وقت مفصل بیان کرونگی مجمل یہ ہے کہ طلسم جمشید یہ مین نجیبی خدا سلامت رکھے
اُس شیر بیشۂ جرأت ہزبر بردشت ہمت گل گلزار خلیل الرحمان شاہزادہ نور الدہر کو اُس
زور شور سے طلسم فتح کیا کہ زمین تھرائی تھی جمشید جادو کو گھسکر مارا وہان سے صلت پاکر
آئی راہ مین خواجہ عمرو بن امیہ ایک قلعہ مین جاکر بتلاے بلا ہوے تھے وہان پہونچکر

شعلہ خوار جادو کو مارا قلعہ سے اُن سب کو نکالا یہ سب کچھ کیا اور پھر پہلو مین بیٹھی تھی راگ و
رنگ مین مصروف تھی یہ خیر خواہ ایسی بیوقوف تھی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا جوش محبت مین یہ
سب کچھ ہوا نہایت دربار مین خوشی ہوئی ملکہ مہرخ نے پوچھا ای ملکہ مخمور خواجہ عمرو کو تو افراسیاب
جادو لیگیا تھا قلعہ مین کیونکر ہوپہنچے ملکہ مخمور نے کہا مین نے یہ خواجہ سے دریافت نہین کیا
شعلہ خوار جادو کو جب مارا لاشہ اُسکا مع سہیل نا بچی پوش ہوا پر اُڑکر چلا مین گھبرا کر بتعجیل تمام
نکل آئی خواجہ کو آواز دی کہ اُستاد جلد نکلیو ایسا نہو کہ بلا مین پھنسو بارے وہ بھی نکلگئے یقین ہی
تشریف لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے عرض کی خواجہ عمرو مع عیارون کے آتے
ہین مہرخ مو وغیرہ واسطے استقبال کے نکلین خواجہ عمرو بارگاہ مین آئے سب سردار واسطے
تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہرخ نے تصدق وغیرہ اُتروایا پوچھا کہ خواجہ اُس ظالم کے پنجہ سے کیونکر رہائی
پائی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور ملکہ شبنم گوہر پوش کی آنکھ کھلی حیران ہوئی کہ پھر اوس کیونکر
پڑی اپنے کوہ مروارید پر گانا سُن رہی تھی اس دربارگاہ مین کیونکر آئی خواجہ عمرو نے پکار کے آواز
دی ای ملکہ شبنم گوہر پوش قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا مین تجکو بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ
مین گرفتار کر لایا اگر قتل کرڈالتا کسی کو خبر بھی نہوتی اول تو تمھارا احسان تھا کہ تمنے افراسیاب
جادو سے میری سفارش کی جان بچانے کی گذارش کی علاوہ اسکے تمسے ایک محبت بھی ہوئی
سامری و جمشید پر لعنت کرو اِن سب شاہزادیون کا ساتھ دو کتاب سامری مین صاف صاف
تحریر ہی کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی قاتل افراسیاب جادو ہی جہاد کرنا دین اسلام
مین بڑا ثواب ہی ہرچند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو ناگوار ہوا ہرچند کہ گانے
پر خواجہ عمرو کے مائل ہوئی ہی تیغ علم موسیقی کی گھائل ہوئی ہی گرفتار ہوکے اپنا آنا بہت شاق
ہوا مگر یہ بھی خیال کیا کہ بڑے بڑے ساحران نامی دربار مین ملکہ مہرخ کے جمع ہین ملکہ بہار
و باغبان عالی وقار و معمار قدرت صاحب سطوت و صولت برق و رعد وغیرہ سبھی کا انکار
مین خرابی ہی دوست بنکے کام کروا سے غل مین سوچ کر جواب دیا کہ خواجہ مجھے عذر کیا ہی مین ہمیشہ
اسی فکر مین تھی کہ آپ کی خدمت مین پہونچون افراسیاب جادو سے لڑون یہ بھی آپ پہ
ظاہر ہوجائیگا بہت سے اسرار طلسم مجھے معلوم ہین بروقت رہائی طلسم کشا عرض کرونگی مقام لوح

بتاؤنگی مین نے دل وجان سے اطاعت طلسم کشا قبول کی یہ سعادت حصول کی ملکہ مہرخ
نے منگوا کر خلعت دیا پہلو مین ملکہ سرخ کے کرسی ملی مگر خواجہ عمرو نے چپکے سے ملکہ بہار سے کہا
کہ ملکہ مہرخ سے کہدینا کہ شبنم گوہر پوش دل سے مطیع نہین ہوئی چہرے سے سیاہی کفر کی دور
نہین ہوئی بہار نے کہا نہین خواجہ یہ ساحرہ بڑی صاحب لیاقت ہے یہ ایسا نہ کریگی عمرو چپکا خاموش
ہو رہا ملکہ شبنم گوہر پوش کے دل کو تو پیچ وتاب ہے کہ شب ہو تو ساربان زادے کو گرفتار کر کے
خدمت مین ملکہ حیرت کی لیجاؤن اسکی عیاری کی سزا دون مگر خوش شکل کنیز شمیمہ لقب زن عیار بھی
دربار مین ملکہ مہرخ کے حاضر تھی دربار کی کیفیت دیکھکے بھاگی خدمت مین ملکہ مہرخ کی آئی عرض کی
ای ملکہ عالم شاہنشاہ عمرو کو لیگئے تھے ملکہ شبنم گوہر پوش کے مقام پہ جاکر ٹھہرے تھے عیارون نے
عیاری کی عمرو رہا ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل مین ڈالکر لے آیا راہ مین کسی وجہ سے قلعہ سہیل
نارنجی پوش مین پہونچا سہیل نارنجی پوش کو مہتر قران نے مارا باپ اسکا شعلہ خوار ملکہ مح
سرخ چشم کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا قلعہ ویران ہو گیا ابھی عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل
سے نکالا عمرو نے سمجھایا وہ مطیع اسلام ہوئی عمرو سے کہہ رہی ہے بعد رہائی شاہزادہ اسدن
کرب غازی لوح طلسم ہوش ربا کا پتا بتاؤنگی در بند فتح کراؤنگی انکو بڑا بھاری خلعت ملا ہے ملکہ
حیرت جادو قہر وغضب مین کانپنے لگی کہا جو نمک حرام جاتا ہے لوح کا ضرور پتا لگاتا ہے بلاؤ تو ملکہ صرصر
شمشیر زن کو یہ کلمہ منھ سے نکالا تھا کہ سامنے سے صبا رفتار کمند انداز بصد کرشمہ وناز نمایان
ہوئی ملکہ حیرت کو غصے مین دیکھکر مثل آئینہ حیران ہوئی ملکہ حیرت نے کہا ای صبا رفتار مین تجکو
نہال کر دونگی دامن آرزو گوہر بے بہا سے بھر دونگی شبنم گوہر پوش ملکہ تمکال جادو کی بھانجی
ہو مسلمان ہوگئی جس طرح سے بنے گرفتار کرکے لا مارے کوڑون کے حرامزادی کی کھال
کھچوا دونگی صبا رفتار نے کہا لونڈی گئی اور جاکے لائی صبا رفتار سر شام صورت اپنی ایک
جادوگرنی کی بناکے لشکر مین خواجہ عمرو کے داخل ہوئی مگر ملکہ شبنم گوہر پوش بصد جوش وخروش
دربار مین ملکہ مہرخ کے داخل ہے غصہ مین خاموش بیٹھی ہے دل سے کہہ رہی ہے کہ ای شبنم تیری
دست برد تو رات کو ہوگی مسلمانون پہ اوس پڑے گی یعنے خواب مرگ مین مبتلا ہونگے جسکو پاؤنگی
سرکاٹ کرکے جاؤنگی نگوڑے عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ عمر بھر یاد کریگا میری بدعت سے

فریاد کریگا یہ رات گئے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کے واسطے ایک
بارگاہ استادہ کرادی کنیزیں برائے خدمتگزاری مرحمت ہوئیں سب سردار اپنے اپنے خیمے میں
گئے صبا رفتار ایک درخت کی آڑ کھڑے ہوئے بارگاہ شبنم گوہر پوش کو تاک رہی ہو کہ سناٹا
ہو تو جاکر تدبیر گرفتاری کروں یہاں ملکہ شبنم گوہر پوش کو کب آرام ہو بعد جانے خیمے کے کنیزوں کو
اپنے پاس سے رخصت کردیا تنہا جاگ رہی ہو کہ رات زیادہ گذرے تو بارگاہ سے نکلوں
پہلے نگوڑے عمرو عیار کا سر کاٹ لوں جو ہوسکے آج رات بھر قتل کرلی پھر ونگی صبح ہوتے بارگاہ
ملکہ حیرت جادو میں پہونچونگی جب اسنے یہ خیال کیا کہ پہر رات باقی رہی ہو اپنے چھپر کھٹ سے
اٹھی باہر بارگاہ کے آئی چہار طرف نگاہ اٹھائے دیکھنے لگی خواجہ عمرو کے خیمے پر نگاہ ڈال رہی
ہو کہ گوشے سے صبا رفتار نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو دیکھا جی میں کہتی ہو کہ کیا سبب ہی
کہ اسوقت ملکہ شبنم اپنی بارگاہ سے نکلی گمراہی صبا رفتار بھی وقت عیاری ہی جھٹ پٹ
رنگ و روغن عیاری کا لگاکر مہتر برق فرنگی کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑتی ہوئی سامنے
ملکہ شبنم گوہر پوش کے آئی شبنم اسکو دیکھکر جی میں کہنے لگی کہ یہ عمرو کا قوت بازو ہی پہلے اسکو
لینا چاہیے پکار کر آواز دی بھیا کہاں سے آتے ہو صبا رفتار تو خود ہی چاہتی ہو کہ یہ مجھکو
بلائے تو میں اپنا کام کروں پلٹ پڑی پکار کر کہا ملکہ عالم خیر تو ہو ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا بھیا
برق اسوقت بارگاہ میں دل گھبرایا چاندنی کی سیر دیکھنے باہر نکل آئی آؤ گھڑی بھر ہمارے
پاس بیٹھو خیال میں آیا کہ شبنم بیٹھے تو اسکو بارگاہ میں لے چلو اسکا سر کاٹ لو صبا رفتار نے
کہا ملکہ حاضر ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش برق کو لے کر اندر گئی صبا رفتار نے آتے ہی کہا ملکہ کوئی
گلابی شراب کی بھی ہی اسوقت بہت جی چاہتا ہی ملکہ شبنم نے کہا بھیا لو پیو یہ کہکر گلابی سامنے
کی صبا رفتار نے جھٹ پٹ جام لبریز کرتے کرتے بیہوشی شامل کرکے ہاتھ پر رکھکر کہا ملکہ پہلے آپ
پیجیے ملکہ شبنم نے بے تکلف ہاتھ بڑھا دیا جام لبوں سے لگاکر پی گئی جام پلاکر صبا رفتار اٹھی ملکہ
شبنم نے کہا بھیا برق کہاں چلے صبا رفتار نے کہا اب طلائے پر جاؤنگا ملکہ شبنم اٹھی
کہ ماش کا دانہ ماروں کہ یہ باہر نہ جاسکے اٹھتے اٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گری چلبلا کر
نے فوراً زبان میں سوزن دیا حلقہ ہائے کمند سے مشکیں باندھیں سراپچہ چاک کرکے نکلگئی

طرف لشکر ملکہ حیرت کے روانہ ہوئی ستارۂ سحری چمک چکا ہی خواجہ عمرو کو رات بھر خیال
رہا ہی کہ دیکھیے ملکہ شبنم گوہر پوش کیا کرتی ہی دو گھڑی رات رہے سے عمرو اُسکی بارگاہ پہ
آیا اندر آکر دیکھا بستر اصبا رفتار کا معلوم ہوتا ہی سر ابچہ چاک ہی بس خواجہ عمرو نے خیمے سے
نکلتے ہی آواز دی ملکہ شبنم گوہر پوش کو صبا رفتار اُڑا لیگئی سرداروں نے قصد کیا عمرو
نے کہا پہلے مین جاتا ہون دیکھون تو معرکہ کیا ہی آپ لوگ خبر منگائیے گا جیسا مناسب وقت
ہوگا عمل مین لائیے گا یہ کہکر طرف لشکر کفار کے بھاگا یہان ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی
شاہزادیان وزیرزادیان آتی جاتی ہین مصور و صورت نگار ملکہ یاقوت جادو و ملکہ
شعلۂ آتش مزاج و ملکہ نمکین شیرین کلام و ملکہ صنوبر شمشاد قد وغیرہ جمع ہین ملکہ حیرت
جادو کہ رہی ہی کہ مین نے برائے گرفتاری ملکہ شبنم گوہر پوش صبا رفتار کو روانہ کیا ہی صبح
ہوگئی تو شبنم کو کہان پائیگی مصاحبین عرض کر رہی ہین حضور وہ لے ہی کر آئیگی یہ سخن ناتمام تھا
کہ صدا زنگ کی بلند ہوئی دیکھا صبا رفتار کمند انداز پشتارہ بدوش آ پہنچی ملکہ حیرت نے
پوچھا صبا رفتار کیسا لائی عرض کی حضور شبنم گوہر پوش کو لائی یہ سنتے ہی ملکہ حیرت جادو
نے کہا لا سامنے جھلا دے صبا رفتار نے بائین کرخ بنجار فتیلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ شبنم نے
آنکھ کھولی ملکہ حیرت جادو نے پکار کر آواز دی او قحبہ او شفتل او کمبخت اپنے باد اعمہ دیپ
عاشق ہوئی اسد غازی کو رہا کرنے جاتی تھین لوح طلسمی کا راز بتاتی تھین اب کہ تیرے
حمایتی کہان ہین ملکہ شبنم شرم سے غرق عرق ہوگئی ایسے کلمات مغلظات کبھی کانون سے کاہیکو
سُنے تھے جواب دیا ملکہ خیر تقدیر مین یہان کیونکر آئی عیار بچی نے کہا مین برق بنکر تمھاری تسکین
باندھ لائی شبنم نے کہا حضور مین تو اسواسطے مطیع الاسلام ہوئی کہ عمرو کا سر کاٹ کر لاؤن
یہ آپ نے کیا غضب کیا میرا کام بنا بنایا بگاڑ دیا ملکہ حیرت جادو نے کہا او صاحبو درا سنو
مجکو کل کی چھوکری نادان بناتی ہی وہان گئین تو آنکی دوست یہان ہمارے ساتھ فقرہ بازی
جعلسازی ارے دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون تو نے منیہ مقام پر شاہنشاہ کو بیہوش
کرایا تیری ہی باتون سے عمرو چھوٹا ورنہ ابکی شاہنشاہ اُسکے غمزے مین نہ آتے اپنی چھیتی
دکھا کے میرے بھولے شاہنشاہ کو بہکایا دشمن کو چھڑوا دیا ہمارے دشمنون مین جنیف کر

فتح طلسم کی تدبیر بتاتی ہین میرے سامنے آکر یہ باتین بناتی ہین جلد جلاد کو بلاؤ اس نمک حرام
کو قتل کرین شبنم ہر چند کہتی ہی ملکہ ذرا ہوش مین آؤ چوچ سنبھالو بادشاہ کی جورو بنکر آپ سے
باہر ہو دوست کو دشمن بناتے بھی شرم نہین آتی ہی اس بات پر تو ملکہ حیرت جادو کو اور غصہ
آیا فوراً جلاد کو بلایا کہا اس زبان دراز کو قتل کر جب جلاد نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا ریت کا چبوترہ بنایا
گردن پر کوئلے کا خط دیا تیغہ چمکا کر پکارا شعر سلطنت سلطان کند فرماد بر جلاد چیست ۔ مرغ را
دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ۔ کسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا اسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب
بارگاہ سلطانی ہی کسکی کشتی عمر طوفانی ہی ملکہ عالم حکم اول ہی یہ کہہ کے دیکھیے اب تو ملکہ شبنم گوہر پوش
کا عجیب حال قلب پر ہجوم غم و ملال کم سنی کی موت کا سامنا اتنے بڑے دربار مین ہر کس دشمن
جان تشنۂ خون نظر آیا رنگ روے ملکہ شبنم گوہر پوش متغیر ہوا پیشانی پر موت کا پسینہ آیا
جسم مین رعشہ دل سے کہتی ہی اے شبنم تیرے مرنے مجھکو شک کیا اب اسوقت ثابت ہوا کہ دین
عمرو کا سچا ہی کجا ملکہ مہرخ دہمار کجا مقابلۂ افراسیاب نابکار قوت و قدرت خدا اسے نادیدہ
صاف ظاہر ہو اتنا بڑا بادشاہ چاہے اپنے ملازمون کو نہ قتل کرسکے جو جو اوصاف خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار نے اپنے پروردگار کے بیان کیے وہ سب حق ہین اے دل قرد منزل وہ معبود
برحق ہی اے خداے عمرو مین عہد واثق کرتی ہون اگر اس بلاے ناگہانی سے بچون خواجہ عمرو
کی شریک ہوکر افراسیاب خانہ خراب سے لڑون شاہزادہ اسد غازی کی ہمراہی مین جان
و دل سے کوشش کرون یہان ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا اے جلاد سنے حکم اول دیا اس
بد انجام نمک حرام کو جلد قتل کر جلاد نے شانہ ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہلایا کہا او گنہگار حکم اول تیرے
قتل کا مل چکا جو کہنا ہو کہہ لے جو وصیت کرنا ہو کر لے اب جان کا بچنا دشوار ہی موت تیرے
سر پر سوار ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے جواب دیا او بے حیا اپنے کام مین مصروف ہو نہ پانی کی ہوس
نہ کھانے کی خواہش البتہ یہ بڑی کاہش ہی اے حاضرین وقت اگر کسی کا گذر لشکر اسلام مین ہو
تو خواجہ عمرو سے ہمارا یہ پیغام پہونچا دے کہ اے شہنشاہ اورنگ عیاری آپکی کنیز ناچیز بنا بیس
و بے بس ہوکر دربار کفار مین قتل ہوئی یہ ہوس دل مین رہ گئی کہ وقت آخر آپ کی زیارت سے
مشرف ہوئی مگر جہان تک ہوسکے اس کنیز کا لاشہ لیجایئے گا طریقے پر اہل اسلام کے دفن کیجیے گا

آپ کے سامنے مین نے مکر سے کہا تھا مگر اب صدق دل سے اطاعت دین اسلام قبول کی شکر ہی وقت آخر سعادت دارین حصول کی فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا لونڈی کے جنازے کو کاندھا دیجیے گا یہ کہکر چیخ مار کر روئی نگاہ طرف آسمان کے اُٹھائی بیقراری مین پکاری **نظم**

ای عمرو کے خداے نادیدہ
بدعت وجور سے بچا جلدی
شان قدرت کی اب دکھا یارب
جانبری جلد ہو حصول مجھے
وقت امداد و دستگیری ہی
اب ترا ہی فقط سہارا ہی
تیرے در کے گدا ہین شاہ و فقیر
ہو رہائی اب اس بلا سے حصول

ہی یہ تیری کنیز رنجیدہ
بھیجی اپنی سنا کو ای معبود
اس بلا سے مجھے بچا یارب
ای سمیع و علیم ای ستّار
شاق لونڈی پہ یہ اسیری ہی
سن چکی ہون کہ بے نیاز ہی تو
پھیر دے اس کنیز کی تقدیر

مجھکو اس قید سے چھڑا جلدی
سنتی ہون ہر جگہ تو ہی موجود
دین اسلام ہی قبول مجھے
خالق بے نیاز ای غفار
تیری قدرت تو آشکارا ہی
اپنے بندونکا چارہ ساز ہی تو
مجھ گنہگار کی دعا ہو قبول

ملکہ شبنم گوہر پوش کے جو آنسو ٹپکے ابا لیان دربار اور زیادہ ہنسے کہا ای ملکہ عالم خداے نادیدہ سے دعا کرتی ہی دم اُسکی وحدت کا بھرتی ہی حیرت جادو نے حکم دیا او جلاد جلد سر کاٹ لے جلاد تیغہ کھینچکر چلا جیسے ہی چاہا کہ ہاتھ مارے پیشانی پر ایک پتھر پڑا جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز دی وہ مارا اب سبنے دیکھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش تو صحیح وسالم بیٹھی ہی جلاد کی لاش پڑی ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا دیکھو تو ای صبا کس نے پتھر مارا صبا رفتار چارطرف نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو خدمتگار بنا ہوا ستون کی آڑ پکڑے ہوے کھڑا ہی صبا رفتار نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے آواز دی او ساربان زادے کہان جائیگا عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر مین جیسے سبک ہو کر کمند کے حلقون سے اور منہ سے نکل گیا منہ شہنشاہ اقلیم عیاری کسکی مجال ہی کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے مگر حلقون سے کمند کے نکلکر عمرو زمین پر گرا تھا کہ ایک جادوگر نے آواز گیر کی دی زمین سے پانون عمرو کے پکڑ لیے اُس جادوگر نے چاہا عمرو کو تلوار سے مارے پہلو پر چوبدار سونے کا عصا لیے کھڑا تھا اُسنے آواز دی او میان ساحر دیکھو ملکہ منع کرتی ہین اپنے منہ پھرا چوبدار نے وہی عصا سر پر جادوگر کے مارا اور نعرہ کیا منم صاحب بغدہ گران قاتل ساحران

مہتر قران اس ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو کے پاؤن چھوٹے لوٹ مار کر قریب ملکہ شبنم
گوہر پوش کے پہونچا زبان سے سوزن نکالا کہا اے ملکہ شبنم گوہر پوش ہوشیار ہو ملکہ شبنم
نے آستے اٹھتے ایک دو تھپڑ زمین پر مارا زمین کانپی کئی جادوگر مرے ترلپ کے بیرون
بارگاہ آئی دیکھا چون عیار نیچے ہاتھ مین پڑے موجود ہین حلقے کمند کے حباب بیہوشی حقہ ہاے
آتشبازی مار مار کر کئی سو جادوگرون کو قتل کیا مگر ملکہ حیرت جادو غصہ مین دوڑی باہر بارگاہ
کے آکر دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش سحر کر رہی ہے سنگریزے اٹھا اٹھا کر پھینکتی ہے عیار بھی
لڑ رہے ہین مثل برق سے تیغچہ مارا اور غائب ہوے خوف سے ساحرون کے زرغلطان
مین چھپ جاتے ہین کبھی کسی غار مین پھاند پڑتے ہین بڑی چستی و چالاکی سے لڑ رہے
ہین ملکہ حیرت جادو نے شبنم کو للکارا خبردار او شبنم کہان جاتی ہے منم ملکہ حیرت جادو
خاتون شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ملکہ شبنم گوہر پوش نے ایک جادوگر کو مار کر جھولی اٹھالی
ہے آستین سے ترنج نکال کر مارا حیرت نے برق چمکائی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا
مگر کئی ساحرون کو شعلۂ آتش نے جلادیا بس حیرت نے پڑھ کر ایک گولہ مارا شبنم پر یا را بال
اپنے کھول دیے ملکہ شبنم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا تاب مقاومت نہ لا کر غش کھا کر گری ملکہ حیرت
نے آواز دی اسکا سر کاٹ لو اب مہلت نہ دو ساحر باوہ کر کے چلے ملکہ شبنم گوہر پوش
نے خیال کیا کر سحر فراموش قلب پر حیرت کا جوش قریب ساحر نہ پہونچنے پاے تھے کہ بیٹین
پھولون کی آئین طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آسمان سے نعرہ ہوا اے شبنم گوہر پوش
نہ گھبرانا منم ملکہ بہار جادوگر نے گرتے ملکہ بہار نے حیرت جادو پہ گلدستہ سحر مارا کچھ پھول
شبنم پہ چھینٹے شبنم بھی اٹھی گلدستہ ملکہ بہار جادو کا سر پہ حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے کہا
سبحان نے شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی جسکے جسم پر پھول پڑا جل گیا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ
مجنون شعر عاشقانہ پڑھا تلوار کھینچ کر اپنی گردن پر رکھ لی کسی نے قرولی اپنے پیٹ مین ماری
آپس مین بھی تلوار چلی کئی سو جادوگر سحر بہار سے جہنم مین پہونچے بہار نے آتے ہی شبنم کو
بھی رہا کیا شبنم پہ اوس پڑ چکی تھی ہمت نہ ہاری تھی یہ بھی لڑنے لگی بہار نے جواتنی مہلت پائی
پھر اٹھا کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ملکہ حیرت کا مصاحب زرریز جادو پانچ سو جادوگر

اسکی پشت پر کھڑا ہوا رکر رہا تھا پھول جو بہت کچھ اسکے سر پر گرے جلدی سے اوٹھا کر سونگھے پھول گیا اپنے کو بھول گیا جھوما گلچینی گلشن بہار کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا باغی تھا جھونکا ہوا ے عشق کا چلا چکا ماتھا ای سرو باغ محبوبی وای غنچہ نودمیدہ حدیقہ محبوبی آپ کے گلشن عشق کا ہوا خواہ ہون آرزوے وصل مین تباہ ہون یہ کہکر غزل عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف بہار کے دوڑا غزل دوست صادق جناب میر محمد تقی صاحب تخلص بہ جواد

مر مٹے ہمتو محبت مین یہ انجام ہوا
مین بھی مجنون کیطرح خلق مین بدنام ہوا
زندگی مین ہوا چین نگھڑی بھر کو نصیب
درد دل میرے لیے باعث آرام ہوا
آپکے عشق کا حاصل یہ ہوا مجکو ثمر
آگے سامان جو ہمارا وہ گل اندام ہوا
دل جو خوش چاک الفتین ملا شل چراغ
آگے دامن مین وہ عطر گل بادام ہوا
اب یہ کیون چھپے پھر آنکھ اداسے کیلیے
رات ادھر آئی تو روشن یہ سر شام ہوا
رات بھر جلکے سکا زنین تم لاے جلتے
کوئی مشتاق ہوا کوئی دل آرام ہوا

آپ کہتے ہین کہ ہین ہمتین بدنام ہوا
مستعد قتل پہ ہے جو وہ گلفام ہوا
قبر مین سوے تو حاصل ہمین آرام ہوا
آپنے لی زنجیر اپنے گرفتاری کی
انگلیان اٹھنے لگین خلق مین ناکام ہوا
ایک سچ جاتے ہین یون دلکو محبت کا ہے ذوق
آنسو آنکھو نکالی روغن بادام ہوا
ایک عالم یہ زمین بزم مین ہنسنے پایا
جو ہمارے لیے ہونا تھا سر شام ہوا
رات کے آتے ہی دل بجھ گیا ناتجراغ
گل چراغ انکے مزار دلکا سر شام ہوا

ایسے دلکے لگنے کا یہ انجام ہوا
روح بالیدہ ہوئی خوش دل ناکام ہوا
غش کے عالم مین ہی بیخبری تا سحر
مرگئے آخر کار اسکا یہ انجام ہوا
بنگیا رشک چمن خانۂ وحشت اپنا
جام شیشے سے نہ شیشے سے جدا جام ہوا
آنکی آنکھو نسے جو گری مین پسینہ ٹپکا
بھر کے سو سر تہ خالی صفت جام ہوا
درد الفت بھی حسینو نکا ہے کیا کوئی چراغ
جو کہ ہونا تھا دم صبح سر شام ہوا
دلکو بہلا لیا سودا محبت نے جواد

غزل دیگر تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب تخلص بہ قمر

جلد دے جام ساقیا نشہ کا اب اتار ہے — تیری نشیلی آنکھ کا آج تلک خمار ہے
پھولون کی ہر طرف مہک سبزے کی جابجا لہک — غنچون کی یک بیک چٹک باغ مین کیا بہار ہے
زلف دوتا ے نازنین کالی بلا سے کم نہین — جب ہوئی مار آستین سینے مین دل فگار ہے
تیر نگہ کا ذکر کیا جسکے پڑا وہ پھر جیا — ترچھی نگہ کی جب ذرا برچھی جگر کے پار ہے
دیکھکر اس پری کی چال نہرہ رقص ہون پامال — قد ہی کہ تازہ ہے نہال پھول سا ہر عذار ہے
سکی وہ نازنین کر جوکہ عدم کی دے خبر — نور کا سانچہ سر بسر کیا ہی حسین نگار ہے

بانہیں گلے میں ڈالدو حسرت دل نکال دو شب کو گئے جو آئے قمر کو جبین آسکے نظیر	اب نہ سوال ٹال دو ہجر یہ ناگوار ہی ماہ نہ وہ بنا نظر فکر ہی انتشار ہی

ملکہ بہار نے آواز دی کہ کیون بیان کیا جاہتے ہو سب نے دانت نکال کر کہا میری جان جاتی ہی ملکہ بہار نے جواب دیا بیمر مرتے ہو یا قون کی مصیبت کا دم بھرتے ہو کہا نہین حضور آپ پر جان جاتی ہی آتش عشق ہڈیون کو جلاتی ہی کہا اچھا تلوار کھینچ خفت : کھینچنا یہ سنتے ہی اُسنے تلوار کھینچی پانچ سو ساحرون نے اپنے اپنے گلے پر رکھی ملکہ بہار مسکرائین برق گری کہ خرمن ہوش دحواس کو آنکے جلادیا آہ کرکے پانچ سو نے اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالے چشم زدن مین اتنے ساحر بیدم ہوکر گرے کہ خون کے دریا بہے صداے دار وگیر بلند ہوئی حیرت نے جو یہ پلٹ کر دیکھا نہایت دردمند ہوئی آواز دی کہ او بہار تو نے میرا کلیجہ داغدار کر دیا اتنی دیر مین میدان کو لاشون سے بھر دیا مگر آج تیری قضا دامن گیر ہی دیکھ تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ کہکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم پڑھا بہار پر چھری چینک ماری بہار نیچے ہٹی ہر چند چاہا بچون ممکن نہوا کارد آن کر شانہ پر پڑی شانہ لشانہ ہوا گل سا چہرہ کمہلا گیا اب حیرت چلی کہ بہار کو مارون یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان کو دیکھا وحشت چہرے سے آشکا بھورے بھورے بال صاحب اقبال کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ کیا منم رعد جادو اکثر عرض کیا ہی کہ مان بیٹے ساتھ رہتے مین ملکہ برق مان رعد جادو کی آسمان پر چلتی ہو اپنے فرزند کے آواز کی مشتاق رہتی ہی رعد نے نعرہ کیا اسکی صدا کی تاثیر سے حیرت تھرائی برق چمک کے آسمان سے گری سر حیرت جادو کا زخمی ہوا مگر زخمی ہوتے ہی حیرت جادو نے اٹھا گولہ مارا رعد جادو زخمی ہوا دونون پانون مار کر غرق زمین ہوگیا برق تڑپ تڑپ کے تڑپنے لگی یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بعد قہر و خشم مع چار سو ساحران نامی ور بیمان گرای پشت پر لشکر ظفر اثر علمہاے زرنگار ی کے پھریرے کھلے ہوے اپنے اپنے نام کے نعرے کرکے آپڑے ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ میرے واسطے کل اہل اسلام آئے دونون لشکر آپس مین ملگئے ہر ملازم ملکہ مہرخ کا یہی چاہتا ہی کہ ہم اپنی جان لڑائین مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بجا من مثل گل شگفتہ وجد کر رہی ہی کہ حقیقت مین ہمراہیان خواجہ عمرو

بڑے قدر شناس ہین اپنے ملازم کے یہ پاس ہین ایک کے واسطے ہزارون نے جان دی
سب سردارون نے جان لڑا کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بیچ مین لے لیا غشی ہوگئی تھی ہوادار پر سوار
کیا ملکہ مہرخ نے آواز دی ای غازیان دیندار وای نجابدان شور شعار جو مراد تھی وہ حاصل ہوئی
شبنم کو باغیون سے بچا لیا تسکین دل ہوئی اب نکل چلو سب سرداران نامدار ہٹ کر ایک مقام
پر ہوئے لڑتے ہوئے سحر کرتے ہوئے ملکہ شبنم گوہر پوش کو لیچلے ملکہ حیرت جادو ہر چند کد و
کاوش کرتی ہی جنگ مین کوشش کرتی ہی مگر ممکن نہین ہوتا ہی یہ بھی بلا سے روزگار ہی زوجہ افراسیاب
نا ہنجار ہی ہزارون کو مارا بڑھ بڑھ کر ملکہ مخمور و بہار جادو کو للکارا ملکہ بہار نے آواز دی او حیرت
کیون بیحیتی بکتی ہی ہم اپنے سردار کو لینے آئے تھے تجکو داغ دیتے آئے تھے اپنے دھگڑے
ذو افراسیاب کو بلا اس سے مدد طلب کر جا ہٹ جا کیون جان دیتی ہی اپنا خون کا ہیکو اپنی گردن
پر لیتی ہی ہماری شریک ہو جا تجکو بادشاہ بنائین طلسم ہوش ربا کا جہا کر مٹائین غصہ مین حیرت
جادو و ملکہ بہار پر سحر کر رہی ہی کبھی ملکہ مخمور نے بڑھ کر اسکا سحر رد کیا کبھی باغبان قدرت نے
بڑھ کر روک لیا اسطرح لڑتے ہوئے کنارے تک لشکر کے پہونچ چکے ہین وزیر زادیان ملکہ
حیرت جادو سے عرض کر رہی ہین کہ حضور اب کد و کاوش بیکار ہی شبنم گوہر پوش کو وہ لوگ
چھڑانے آئے تھے لیے جاتے ہین اب ہٹ آئیے میدان کارزار مین دیکھا جائیگا ٹوک کر سکو
میدان کارزار مین قتل کرینگے ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ واپس ہو وکئی سوطلا زبان ملکہ مہرخ
ملکہ شبنم گوہر پوش کے ہوادار کے گرد مین شبنم بھی انتہا کی زخمداری مین ہی سحر کرتی جاتی ہی تیغ زنی
کر چکا ہون کہ صدق دل سے مطیع الاسلام ہو چکی ہی اب جو جو سردار آگر لڑے اور زیادہ ملکہ مہرخ
وغیرہ سے محبت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہوئی کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا ایک ساحر
سیہ فام کو دیکھا کہ قفس آہنی ہاتھ مین منہ سے شعلہ ہاے آتشین نکلتے ہوئے للکارتا ہوا کہ ای ملکہ
شبنم غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوئی اپنی جان پھیلی مین سلیح شور جادو فرستادہ ملکہ سینکال
جادو تمھاری خالہ صاحبہ کو خبر معلوم ہوئی ہی حکم دیا ہی کہ مشکین باندھ کر لاؤ یہ کہکر اس زور شور
سے گرا اس کے داغ سے بھنکتا ہوا کچھ شعلے بھڑکے گرد ہوادار کے جو ساحر تھے وہ آتش سحر
سے جلنے لگے ہر ایک کی آنکھون سے شعلے نکلنے لگے سلیح شور جادو نے ہاتھ بڑھا کر شبنم کو

ہوادار پر سے اُٹھالیا قفس آہنی مین تعجیل تمام بند کیا مثل شعلۂ جوالہ کے گرا اور مثل برق جہندہ کے قفس لے کر بلند ہوا ملکہ حیرت جادو کو پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم تردد نفرمایے گا مین انکو انکی خالہ صاحبہ کی خدمت مین لیے جاتا ہون وہ کان پکڑکر دو طمانچے مارینگی راہ پر آجائینگی اتنا جلد غائب ہوا کہ اہل اسلام تحریر نہ کر سکے اب جو پلٹ کر دیکھا وہ ساحر غائب ہو گیا حیرت اپنے لشکر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے پلٹ آئی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ باخاطر پریشان منتشر و بیقرار ہانپٹ کر بارگاہ مین آئین عیار بھی سب ساتھ ہین ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا ملکہ شبنم کو وہ ساحر سیہ فام لے گیا اسکی فکر واجب و لازم ہی خواجہ عمرو نے کہا مجھکو بھی بڑا خیال ہی برق و چالاک نے کہا اُستاد ابھی جاتے ہین ملکہ شبنم گوہر پوش کا پتہ لگاتے ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ میرے آنے کے ساتھ ہی شبنم گوہر پوش کا بھی جھگڑا نکل آیا مجھے آپ سے ایک بڑا امر بزرگ عرض کرنا ہی اسکو بگوش ہوش سماعت فرمایے عمرو متوجہ ہوا کہ ملکہ بیان کر ملکہ مخمور نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ سے پردہ کیا ہی مین نے ایک شب کو خواب پریشان دیکھا واسطے ملاقات شاہزادہ نورالدہر کی بدیع الزمان کے روانہ ہوئی لشکر ہی سردار جگار کا ایسے وقت پر پہونچی کہ ایک ساحر ذیتابہ افراسیاب خانہ خراب لشکر اسلام کو تباہ کر رہا تھا جاتے ہی اُسکو مارا اور دو جادوگرنیان کہین سے آئی تھین وہ شاہزادہ نورالدہر و طہماس کو اُٹھا کر لے گئین ایک پہاڑ پر جاکر انکو بھی قتل کیا وہ مقام علامت طلسم جمشید تھا تین علوم کر آمین کیا بعید تھا مقرر ہی کہ مین طلسم جمشید مین قید ہوئی شاہزادہ نورالدہر نے لوح حاصل کی طلسم کو فتح کیا جمشید جادو کو چار گنبد جبقعہ پر مارا وہان کے قصر مین ایک حکیم بقراط ثانی جلوہ فرما تھے مجکو اور نورالدہر کو بیجا نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے آپ کو سلام کہا ہی ہزاروں دعائین دی ہین ایک پرچہ کاغذ کا دیا ہی اور فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو یہ کاغذ دینا بقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی کام آویگا یہ سنکر خواجہ عمرو نے اسی وقت تخلیہ کیا کاغذ لے کر ملکہ مخمور سے پڑھا لکھا ہوا طرف سے بقراط ثانی کے مرقوم تھا کہ ای سرپرست مسلمانان و سردار عیاران رفیق و شفیق زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سرو باغ خنجرگذاری گل شگفتہ عیاری نامی و نامدار خواجہ عمرو ذی وقار پیر و ضح ہو کہ تدبیر رہائی طلسم کشا مین تقدیر اولی ہی

کہ سمنکال جادو کو مطیع کرو دوسرے ملکہ ماران زمین کن و اسرار جادو کا بھی شریک ہونا
واجب و لازم ہی راستہ گنبد کوثر کا سرحد باغ سیب سے پیدا ہوگا یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے
کہ رہائی شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی آپ ہی کی کوشش پر
موقوف ہی مگر جو جو نام عرض کیے یہ ساحران مذکور جب تک شریک نہونگے رہائی شیر بیشۂ
صاحبقرانی کی ناممکن ہی اگر تقاضائے ہمت دی تو بعد طواف خانہ کعبہ یہ نیاز مند لقراط ثانی بھی
بر وقت حاضر خدمت ہوگا یہ مضمون پڑھکر خواجہ عمرو نے پوچھا ملکہ سمنکال جادو و ماران
زمین کن و اسرار جادو یہ سب کہاں ہین ملکہ بہار نے کہا سمنکال جادو تو یہان سے
پانچ چار منزل پر ایک قصر ہی اسمین رہتی ہی ملکہ شبنم گوہر پوش کی خالہ ہی اسنے اسکو پالا ہی
مگر ماران زمین کن و اسرار جادو کے آج تک ہمنے نام بھی نہین سُنے نہین معلوم یہ کون
ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ طلسم نہایت وسیع ہی افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا
مالک ہی کیا ہر ایک کو سب جانتے ہین مگر اتنا مین آگاہ ہون کہ ماران زمین کن و اسرار
جادو سرحد باغ سیب مین ہین اُس سرحد مین جا کے آنا نہایت دشوار ہی جسطرح پر دریائے
خون رواں و پل پریزدان تھا کہ بدون حکم افراسیاب جادو کوئی اُس پار نہ جا سکتا تھا
ویسا ہی پانچ کوس کے گرد مین سرحد باغ سیب ہی جو اُس سرحد مین پہونچا گویا تہ تیغ
آسیب ہوا نام سنا ہی مگر بخوبی آگاہی نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا حساب تو کرو کہ میعاد اسد
غازی مین کسقدر زمانہ باقی ہی مخمور و بہار نے کہا ایک ہفتہ سے زیادہ نہوگا بلکہ خبر
پائی ہی کہ افراسیاب خانہ خراب نے حاکمان دربند کو نامے بھی تحریر کیے جو بڑے بڑے
شاہان اولوالعزم ہین کہ چار چار لاکھ فوج سے ایک ایک مہینے کے راستے سے سفر کر کے
اپنے اپنے مقام سے چل چکے ہون تو عجب نہین مگر ابھی افراسیاب نے مشتہر نہین کیا
امروز فردا مین یہ بھی ہوا چاہتا ہی خواجہ عمرو نے کہا خیر خدا مالک ہی مین ملکہ شبنم گوہر پوش
کی فکر مین اب جاتا ہون مہتر چالاک دہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام
شیر دل اس تخلیہ مین شریک ہین ان سب نے عرض کی کہ استاد ملکہ شبنم گوہر پوش کی
فکر کرنا واجب و لازم ہی یہان تو تخلیہ مین یہ صلاح ہو رہی ہی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ در صرصر کو

روانہ کیا کہ ای صرصر جا دیکھ تو مسلمان کس تدبیر مین ہین ملکہ صرصر شمشیر زن گیا دھر طلین

اب دو کلمہ داستان افراسیاب جادو بیان ہوتے ہین

کہ کوہ مروارید سے اسکو ملکہ ماہیان زمرد پوش اُٹھاکر پردۂ ظلمات مین لائی افراسیاب
جادو جب ہوشیار ہوا ملکہ ماہیان نے کہا ای افراسیاب یہ کیا شامت ہی کہ ہر مرتبہ دام تزویر
عمرو مین پھنستا ہی افراسیاب جادو نے کہا کیا کہون مجکو بڑا افسوس ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہی
کہ ساربان زادہ اسکو گرفتار کرکے لیگیا ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری اب مین باغ سیب مین
جاتا ہون کل کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر باغ سیب مین آیا نازنینین جلیسین خدمت مین حاضر ہوئین
دور شراب شروع ہوا یکایک آسمان پر سے رونے پیٹنے کی آواز آئی افراسیاب جادو
نے سر اُٹھاکر دیکھا لاشۂ شعلہ خوار جادو و سہیل نارنجی پوش سامنے آکر گرا بیردن سے
فرمایا کی افراسیاب جادو نے پوچھا رے انکو کسنے مارا عرض کی حضور ایک کو اختر قران نے
ایک کو ملکہ مخمور سرخ چشم نے قتل کیا افراسیاب جادو بولے کہا یہ لوگ وہان کیونکر پہونچے
یہ کہکر کتاب اُٹھاکر دیکھی کل کیفیت معلوم ہوئی غصہ مین تھرایا ایک کوٹھا کھولکر فولادی تپلہ نکالا
کہا جاکر صرصر کو تو یہان لا صرصر بارگاہ سے ملکہ حیرت جادو کی گلی ہر جاتی ہی طرف بارگاہ مہرخ
کے جاؤن کہ آسمان پر برق بجلی تپلہ فرستادہ افراسیاب جادو زمین پر گرا صرصر شمشیر زن کی آنکھ
کھلی اپنے کو سامنے افراسیاب جادو کے پایا صرصر نے دیکھا کہ افراسیاب غصہ مین بیٹھا ہی
صرصر واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر ابن ساربان زادے نے
نہایت مجکو پریشان کیا ہی کلیجہ خون ہوگیا کوہ مروارید سے جاکر قلعہ سہیل نارنجی پوش مین بیٹھا
ملکہ سہیل نارنجی پوش و شعلہ خوار باپ اُسکا دونون مارے گئے مگر بڑا تعجب ہی کہ ملکہ مخمور
کا نشان طلسم نشید پر سے ملتا یہان ساحرون نے بیان کیا کہ شعلہ خوار کو مخمور نے مارا صرصر
نے کہا حضور فرزندان حمزہ قدم جس مقام پر گیا وہ مقام ویران ہوا طلسم فتح ہوگیا ہوگا مخمور
وہان سے بلتی ہوئی آئی ہوگی یہان عمرو وغیرہ بحرین شعلہ خوار کے پھنسے مخمور نے دیکھا ای
گرمی مین شعلہ خوار کو مارا اسکا تعجب کیا ہی آج کا حال تو حضور نے سنا بی بی شبنم جاکر
مطیع الاسلام ہوئین موجب حکم ملکہ حیرت جادو مین گرفتار کرلائی انکو مطے سے عمرو نے ہنگامہ

برپا کیا شبنم گوہر پوش کو چھڑا لیا عین گرمی جنگ مین سلح شور جادو آیا شبنم گوہر پوش کو گرفتار کر کے لیگیا ملکہ حیرت جادو سے کہتا گیا کہ مین شبنم کو بخدمت ملکہ سنکال جادو لیے جاتا ہون وہ انکی خالہ ہین سمجھا لینگی سرکشی کی سزا دینگی افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر سنکال جادو کے مقدمے مین مجھے بڑی فکر ہی ایسا نہو اسکو عیار گرفتار کرلین اور وہ بھی عمرو کی شریک ہو جاے تو مقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی مین راے سقول دیگی مین چاہتا ہون اسکو بلوالون سرحد باغ سیب مین ایک باغ دون وہ آئین ہیگی سرحد باغ سیب سے اسکا نکلنا مناسب نہین ہی مگر جسطرح سے ہو سکے جا کے مخمور کو گرفتار کر لا ای صرصر قسم ہی سامری و جمشید کی کہ جس روز سے مخمور سرخ چشم نکلگئی ہی نشہ اتر گیا شراب و کباب کا مزا نرہا یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھر لایا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا ای صرصر اسوقت مخمور کا ذکر آیا دل قابو مین نہین آتا ہی یہ کہکر اشعار زبان پر جاری کیے غزل مصنف

کیا کہین آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل　　درد سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
تیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا اسکو　　پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی　　صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل
ای قمر شیر زبان سے بھی نہ خوف آے مجھے　　اسد اللہ رسد گریہ مددگاری دل

دیکھ لائے خدا ہی اُس ستمگر کو راہ پر
رکھی ہی بات جوہار نے تیغ نگاہ پر
کچھ اسکا اعتبار نہین ہو وفا ہی یہ
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر
دیکھا جو چھپکے یار نے آنکھین جھپک گئین
عاشق اثر ہی درد رسیدہ کی آہ پر
دکھلائے سیر چشم فسونگر و دل اگر
دم ہم چھٹے ہوے ہین یہ سبکی نگاہ پر

چھائی ہوئی ہی بے اثری رکھو آہ پر
ہی زاہد و نکو مرد عباد کی چشمداشت
نازان ہو جو زن دنیا کی جاہ پر
پھر پیری پہ اُسکی قدم مارنے لگے
بجلی کا شک ہوا مجھے اسکی نگاہ پر
سمجھا کہ کچلی مین ہی یہ سانپ تیلا
رقصان ہین جون پتلیان ابھی تار نگاہ
یہ تلملے گردش بجز جہان دو دل

جا نکلی جان سرمہ چشم سیاہ پر
میری نظر ہی اُسکے کرم کی نگاہ پر
ہنگام دید سامنے اُس رشک ماہ کے
جاوین و کیک آئے ہین جو چھپ کے راہ پر
اس ترک کو خطا بھی کرتے نہین مٹا
افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر
داغ جگر یہ ڈالی نرگس کس جس نے آنکھ
گویا کہ ہون سوار حساب زجلوہ پر

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر افراسیاب جادو نہایت مکدر ہوا صرصر سے کہا کہ شاہنشاہ رنجیدہ

سنو ہون مین ابھی جاکر مخمور کو گرفتار کر کے لاتی ہون یہ کہکر با نہاے عیاری سے آراستہ ہوئی طرف
لشکر اسلام کے چلی یہان خواجہ نے جلسہ تخلیہ کا برخاست کیا ملکہ مہرخ سے کہا کہ مین فکر رہائی
ملکہ شبنم مین جاتا ہون برق و چالاک پہلے سے روانہ ہو گئے خواجہ عمرو اپنے خیمے مین آئے
ہین بانہاے عیاری بدن پیراستہ کر رہے ہین ملکہ مخمور جو اس جلسے سے اُٹھی طرف اپنی
بارگاہ کے جاتی تھی انہین جلیبین گھیرے ہوے صرصر بھی اُسوقت بصورت مبدل آئی مخمور
کی فکر مین پیچھے پیچھے چلی سمن رخ نامے کنیز ملکہ مخمور کے پیچھے رہگئی تھی صرصر بھی ایک جادوگرنی
کی صورت بنی ہوئی ہے سمن رخ کو اشارہ کیا بوا ایک بات تو سنو سمن رخ پلٹی جیسے ہی درخت
کی آڑ مین آئی صرصر نے حباب مار کر بیہوش کیا رنگ روغن عیاری کا لگا بصورت سمن رخ
ملکہ مخمور کے ساتھ ہولی ملکہ مخمور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی مگر باندر اسد غازی کے مقدمہ مین
پریشان اور یاد نور الدہر مین حیران بے اختیار بول اٹھی شعر غم صیاد فکر باغبان ہے
دو عالم مین ہمارا آشیان ہے یہ شعر پڑھکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی گوہر اشک حسرت
سلک مژہ مین پرونے لگی آہ آتشبار نے خرمن خرد پر بجلی گرائی شرر تو ٹا آفت اٹھائی دل سے
کہتی ہے کہ اے مخمور یہ کیا غضب کیا اسکو دل دیا آخر عنان صبر دست اختیار سے کھو بیٹھی کشتی
دل کی دریاے الم مفارقت مین ڈبو بیٹھی دفعتہً یہ کیا سودا ہوا اسکی کمند زلف مین اسیر ہوئی اسکی
تیر نگہ کی نخچیر ہوئی اسکی تیغ ابرو سے گھائل ہوئی کیسر دل وجان سے مائل ہوئی اب
آتش فراق مین دل جل رہا ہے ماہ سکیسا نہ ہجر کا کھل رہا ہے بیت نہ مونسے نہ رفیقے نہ
ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ٭ افسوس ہے کہ دل بھی آیا تو کیسے کہ جسکا حامی
اہل طلسم دشمن اور آسیر پنجۂ دشمن دیکھیے خالق بے نیاز و کریم کارساز دادرس درماندگان
و فریادرس مجبوران کب وہ دن لاتا ہے کہ اس بچھڑے ہوے کو مجھ غم رسیدہ سے ملاتا ہے دیکھون
تقدیر کب تک یہ دن رگڑوا تی ہے آسکیا نہین دکھاتی ہے اب تو جان پر بنی ہے دل مین یہی
ٹھنی ہے کہ اس کشاکش جدائی سے تڑپ تڑپ کے جان دون یا مجھ ایکبار کھا کر سو رہون دامنے
رہا و گرفتاری ما کاش اگر مادر مین پیدا نہوتی تو کاہے کو الم فراق سوزش قلبی سے جان کھوتی
بیت چہ خوش بودے اگر مادر نہ زادے ٭ بجاے شیر ما را زہر دادے ٭ قسمت کا لکھا

سب کچھ پورا ہوا شکایت فلک کجرفتار نا ہنجار بیکار ہی اپنی جان بچانا دشوار ہی کیا کرون کہان
جاؤن اس دلِ ناصبور کو کیونکر سمجھاؤن بیت بدل دے اور دل اِس دل کے بدلے
الٰہی تو تو رب العالمین ہی ہماب تو ضبط و شکیبائی کا یارا مطلق باقی نہین رہا آتش فرقت نے
دل و جگر مین آگ لگا دی بے اختیار طبیعت بھر آئی اِسی حالت بیقراری و گریہ و زاری مین
یہ اشعار زبان پر لائی اشعار دوست صادق جناب شاہ میرزا صاحب التخلص باشک

تڑپ رہی ہو مری جان الغیاث تیرے
کوئی گھڑی نہین دلکو قرار ہین تیرے
ہوئے ہو جبسے جدا تجسے ہم جدا دم

کوئی گھڑی بھی نہین دلکو قرار ہین تیرے
وہ سرچ رہتا تھا زخو آپکے اکثر
پلک پلک کے ہوا ہی فگار ہین تیرے

جو ایسا جانتے تجسے نہ ہم جدا ہوتے
کہ ایکدم بھی نہوگا قرار ہین تیرے
جو کچھ خیال محبت کا آگیا ہی کبھی

پڑھا آیا ورد کہ اکثر بخار ہین تیرے
وا آہ ری تقدیر کوئی چارہ نہین دفعتہً گیا باد مخالف میرے

چمن عیش و کامرانی مین چلی کہ دل شگفتہ کو پژمردہ کر دیا چار دن بھی اپنے اُس گل خوبی کو جی بھر
نہ دیکھا کہ یہ روز سیہ پیش آیا جب وہ گھبرائی اِس غزل کو بار بار پڑھتی غزل جناب شاہ میرزا

صاحب التخلص باشک
چشم کو شوق اشکباری ہی
چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی

ہم کہین اور تم کہین صاحب
خاک یہ زندگی ہماری ہی
کسکا سونا کسے ہی آتی نیند

شب ہجران ہی اور زاری ہی
نہ جئین گے کبھی صبح تک ہم
آج کی رات ہم پہ بھاری ہی

کر نہ برباد اسکے کوچہ سے
اے صبا خاک یہ ہماری ہی
جو نہین تھا کسی شمار مین آج

اسی عاشق کی دم شماری ہی
یہ سبک تو نے کر دیا ظالم
میرا مردہ بھی سبکو بھاری ہی

سن تو اے اشک کب تلک رونا
اب تو ناوک خلق جاری ہی
صرصر جو بصورت سمن رخ

حاضر ہوا اِسنے بڑھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین کہا کیون واری حضور اسوقت
زیادہ متردد ہین ملکہ مخمور نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا اے سمن رخ کیا کہون دیکھیے
اب انجام کیا ہوتا ہی دل بہت گھبراتا ہی ایک ہفتہ میعاد شاہزادہ اسد غازی مین باقی
ہی کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی اگر خدانخواستہ وہ شیر بیشۂ شجاعت قتل ہو گیا
ایک ہی دن مین افراسیاب خانہ خراب سب کو قتل کریگا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچنا
دشوار ہی شاہزادہ نور الدہر کے فراق مین دل بہت بیقرار ہی یہ کہتی اور یہ غزل پڑھتی غزل

دوست صادق الوداد جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جوّاد

رات فرقت کی تڑپنے مین بسر کرتے ہین ۔ نالہ و آہ مین ہم شب کو بسر کرتے ہین
وصل پر اُنکو رضامند اگر کرتے ہین ۔ شام ہوتے ہی فغان مرغ سحر کرتے ہین
پردے مین وصل کی درخواست اگر کرتے ہین ۔ سر جھکا لیتے ہین وہ نیچی نظر کرتے ہین
اُنکے کوچہ مین کبھی ہم جو گذر کرتے ہین ۔ نامے پہلے سے اُنھین جا کے خبر کرتے ہین
ہم ہین جھگڑا ہی محبت کا مٹائے دیتے ۔ آج سر دے کے مہم عشق کی سر کرتے ہین
آپ کی اتنی عنایت بھی ہمین بس ہوگی ۔ کیون نہین آپ اِدھر نیم نظر کرتے ہین
آپ ہی آپ چلے جاتے ہین محفل مین رقیب ۔ مسکرا کر وہ نظر ہمپہ اگر کرتے ہین
بیخودی مین نہ رہا ضبط کا یارا تو جوّاد ۔ تھام کر دل سوے افلاک نظر کرتے ہین

محبت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کی کیا کیا صدمات اُٹھائے فلک جفا رفتار مصیبت کسی فرد بشر کو نہ دکھائے قضائے کار جانسوز ین قران پھرتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ مخمور آیا چونکہ ہر روز سنتا ہی کہ زمانہ بیسعاد شاہزادہ اسد بن کرب غازی گذر گیا ہی دل غم و الم سے بھرا ہی خیال مین آیا کہ چل کر ملکہ مخمور سے پوچھین کہ ہمارا آقاے نامدار کیونکر رہا ہوگا یہ سوچ کر دروازے پر پہونچا ایک کنیز نے جا کر ملکہ مخمور سرخ چشم سے عرض کی متر ضرغام شیر دل آتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اشک گہر رشک آنکھون سے پاک کیے کلیجے پر ہاتھ رکھکر فرمایا بلالو صبا جو واے برحال ضرغام والا مقام و دیگر عیاران خوش انجام کہ ایک سر ہزار سودے تمام ساحران ہوش ربا غرہون سے دشمن جو بجیا بانی جور و جفا آتا ہی پہلے ہی فکر ہوتی ہی کہ عیارون کو مٹائین گرفتار کرکے پاس افراسیاب خانہ خراب کے لیجائین نہین معلوم یہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کیونکر اپنی جان بچاتے ہین ہر صر شمشیر زن جو بصورت سمن سرخ باتین سُن رہی ہی آمد ضرغام شیر دل سُنکر روباہ صفت سُن ہوگئی گھبرا کی بولا کے اٹھی کہا حضور کنیز پیشاب کرکے حاضر ہوتی ہی یہ کہکر لوٹا لیکر بھاگی بیت الخلا مین جا کر چھپی لیکن ضرغام شیر دل فراق اسد نامدار مین روتا ہوا سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا سلام کیا ملکہ مخمور نے فرمایا اے بہتر والا گہر اسوقت کدھر کا قصد ہی ضرغام نے بے اختیار آہ کا نعرہ مارا چشمۂ چشم سے دریاے اشک موجزن ہوا اِس طرح رویا جسطرح نادر مہربان

غم مین اپنے فرزند نوجوان کے گریان ہو مخمور رنجور خود دردرسیدہ غم فراق شاہزادہ نورالدہر
مین کبیدہ بیقراری واشک باری ضرغام پر قلب ناصبور ملکہ مخمور بھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا کہا ای
ضرغام رب انام انجام بخیر کرے دامن مدعا تمہارا گل مراد و آرزو سے بھرے اسقدر پریشان
نہو تمہارے ہزارہا بلکہ تمام ساحران طلسم ہوش ربا دشمن ہین اگر مبتلاے غم والم رہوگے بہت
افراسیاب سہو گے آٹھ پہر وہان بھی فکر بارگاہ حیرت مین ہر وقت یہی ذکر ہی جسطرح ہوسکے
اول عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرو تب سامان قتل طلسم کشا کرو نام طلسم کا سنکر ضرغام
نے سر زمین پر دے مارا کہا ای ملکہ دل تردد منزل کا حال کس سے کہین اب یہی قصد ہو زیر
گنبد نور جا کر اپنی جان دین ضرور لوگ کہتے ہونگے ضرغام شیر دل خاص عیار طلسم کشا ہی لیکن
بڑا بیحیا ہی کہ آقاے نامدار قید بلا مین مبتلا گرفتار دام حسرت انجام مصیبت و بلا یہ کیسا رفیق قدیم
و شیر ندیم ہی کہ اس سے کچھ نہین ہوسکتا عیش و عشرت مین معروف ہی بخدا ای ملکہ جسدن سے
یہ سُنا کہ ہفتہ عشرہ میعاد اسد تمہاری مین باقی رہگیا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام
اسوقت یہ سوچ کر تمہاری خدمت مین حاضر ہوا کہ براے خدا کوئی تو ایسی تدبیر بتاؤ کہ تا بہ گنبد نور
پہونچین اپنے آقاے نامدار کو رہا کرین یا جان دین عنایت خدا سے مشہور ہی کہ ملکہ مخمور سرخ
چشم مصاحب خاص افراسیاب ہین لیکن بہ نظر لطف و عنایت نہین معلوم ہوتی تم و
راہ طلسم سے آگاہ کرو ہمکو تا بہ گنبد نور پہونچا دو بدنام نہون اگر اور کچھ نہ ہوسکے تو زیر قدم آقاے
نامدار اپنی لاش ہو ہر شخص یہ کہے کہ غلام وفادار نے آقاے نامدار کے واسطے جان دی سعادت
کونین حاصل ہوئی یہ سُنکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی کہا ای ضرغام شیر دل ہمنے آج تک
کیا کوئی راز چھپایا ابتدا سے عاشق صادق ہین یا موافق ہین تمنے تو سنا ہوگا کہ جب نورالدہر
سے اول مرتبہ ملکہ آئے افراسیاب آگاہ ہوا وہ ملعون ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین بینظیر
محبت مین اُنکی کوڑے کھائے سختیان سہین ظلم اٹھائے لیکن دامن صبر دست استقلال سے
نہ چھوٹا غرق دریاے محبت رہے آپ لوگون سے آکر شریک ہوے ای ضرغام والا مقام
میری جان تک نام اسد نامدار پر نثار ہی مین سب کی رازدار ہون گنبد نور کا حال مجھکو نہین
معلوم انشاء اللہ سنا ہی کہ ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن رازدار گنبد نور ہین اگر وہ

مطیع الاسلام ہون تو شاید گنبد نور تک رسائی ہو یہ تو تلاش کرو کہ یہ دونون کہان رہتی ہین مقام
سکونت انکا دریافت ہو اُسوقت مین خود تمھارے ساتھ چلون اُنکی گرفتاری کی فکر کرون یا لڑ
بھڑ کر محبت مین اسد نامور کی جان دون اس بات کو خیال مین رکھو گوش ہوش سے سنو
جسطرح بن پڑے اپنے کو پاس ملکہ صنعت سحر ساز کے پہونچاؤ وہ افراسیاب کی قوت بازو
ہم نشین پہلو ہی کیا تعجب ہی کہ ملکہ اسرار و ماران زمین کن کا مقام و مسکن جانتی ہو کسی حیلہ سے
اُس سے پوچھو اُسوقت میرے پاس آؤ مجھ سے کل کیفیت بیان کرو تب مین تدبیر پہونچنے
گنبد نور کی تبلاؤن بلکہ تدبیر و تقریر کیسی جان و مال سے حاضر ہون کل سردارون کو لیکر
بلوہ کرون خدا فضل کرے تو اسد نامدار کو قید افراسیاب خانہ خراب سے چھڑاؤن
اے ضرغام یہ نہ خیال کرنا کہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوے رہجائینگے روز قتل اسد غازی زیر گنبد نور
مرینگے گرداس شیر دل کے ہم سب کے لاشے ہونگے کہنے والے کہین گے کہ وہ سردار نامدار غلامان
وفادار ہم بے خبر نہین ہین مگر مجبور و ناچار راز گنبد نور سے ناواقف لیکن آمادہ مرگ ومہیاے قضا
ہین جہان تک ہوسکے گا سلطنت افراسیاب کو مٹائینگے جان لڑائینگے لیکن عیاری مکاری
تمھارا کام ہی جو کچھ کہ ہمنے کہا ہی دریافت کرکے آؤ پھر ہماری جانبازی دیکھو ضرغام شیر دل نے
کہا دی ملکہ عالم مین ابھی جاتا ہون ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے مسکن کا پتا لگاتا
ہون ملکہ خود حیرت جادو سے پوچھونگا اگر رسائی ہوئی اور تا بہ افراسیاب خانہ خراب پہونچا
خود اُس بیابانی مکرود غا سے دریافت کرونگا حتے الامکان جستجو مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگا
یہ کہکر سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے بانہاے عیاری آراستہ کرنے لگا لیکن صرصر شمشیر زن
پردہ بیت الخلا سے یہ سب باتین سن رہی ہی خوف ضرغام شیر دل سے پسینہ پسینہ جی مین
کہتی ہی اے صرصر یہ نگوڑا مجکو دیکھ لیگا قیامت برپا کریگا جان بچانا دشوار ہوگی افراسیاب جادو
و حیرت کو کیا خبر ہی کہ پھر کیا گذری کون یہان آکر بچائیگا یا سامری و جمشید یہ نگوڑا جلد جاے
ایسا ہو کہ ملکہ کسی کام کو مجھی کو پکارین جواب نہ دون تو بھی خرابی ہی ہر طرح دل کو بیتابی ہی
مگر ملکہ مخمور غافل از شعبدہ بازی فلک کجرفتار کہہ رہی ہی کہ اے دختر عالی وقار جلد جاؤ جس طرح
ہمنے کہا ہی جستجو مین مصروف ہو خبر فرحت اثر لیکر آؤ صاف صاف سمجھاؤ اے ضرغام ایک ایک لمحہ

برابر ایک ایک سال کے گذرتا ہو اب دیر نہ کرو ضرغام شیر دل نے قصد کیا کہ کچھ دیر ٹھہرون
مخمور کے خیمے مین آیا ہون ایک دو جام شراب پیون پھر یہان سے چلون ملکہ مخمور نے
کہا کہ ای مہتر ضرغام کیسی شراب کیسے کباب شغر پیتا ہون خونِ دل نہین خواہش شراب کی +
دل بھن رہا ہی کسکو ہوس ہی شراب کی + اور دل مین ملکہ مخمور کے ہی کہ جلد مہتر ضرغام
جائین تو مین اپنے دل کو غم سے خالی کرون تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان آنکھون
کے سامنے ہی کچھ باتین کرین دفترِ شکایت کھلین اِس عرصہ مین ضرغام شیر دل بانہاے
عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ مخمور سے کہا تو ملکہ تلاش مین ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو
کی جاتا ہون خدا چاہتا ہی تو خبر فرحت اثر لیکر آتا ہون ضرغام شیر دل ملکہ سے رخصت ہوکر
گیا صرصر شمشیر زن ایسی بولائی تھی کہ پاخانہ مین سجدہ شکریہ سامری و جمشید کیا نام بخس لات و
مناات ورد ہوا کرامت پر آنکی ناز کرتی تھی اب اپنے کو درست کرکے پانیچے سنبھالتی لوٹا ہاتھ
مین لیے ہوے سامنے ملکہ مخمور کے آئی ملکہ نے جو اپنے کو تنہا پایا فراقِ یار مین دل گھبرایا
بیساختہ آہ کا نعرہ مارا اشک حسرت چشم پرنم سے جاری ہوے پنجۂ وحشت نے گریبان جنون
چاک کیا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سر کو زمین پر دے پٹکا غش آگیا کنیزین دوڑین
صرصر نے بڑھ کر ملکہ کو سنبھالا عرق گلاب و بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی صرصر نے کہا
ملکۂ عالم خیر تو ہی مہتر کے جاتے ہی آپ کو کیا ہو گیا ہوش و حواس درست فرمایئے دلکو بہلایئے
اگر آپنے غمِ فراق مین تڑپ تڑپ کے جان دی شاہزادہ بھی خدانخواستہ آپ کے صدمے
مین مردہ ہو گا ملکہ ٹھنڈی سانسین بھر کر جواب دیا شعر دل مین اک درد اٹھا آنکھوں مین آنسو
بھر آے + بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا + دیگر شکل امید تو کب مجکو نظر آتی ہی + صورت
یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہی + بی بی سچ کہتی ہو کس امید پر دل مضطر کو سمجھاؤن ہاے کیا
کرون دو چار دن مین خدانخواستہ اسد نامور قتل ہو نگے پھر بھلا ہمارے وارث زندہ رہینگے
اپنی جان نہ دینگے مین پہلے ہی سے اپنے کو کیونکر نہ ہلاک کرون کن آنکھون سے وارث کا
لاشہ خون مین ڈوبا دیکھون صرصر نے کہا حضور بجا فرماتی ہین شب فرقت مین سچ ہی مینہ عاشق کی
اچٹ جاتی ہی مصرع غضب کی رات ہوتی ہی بڑی مشکل سے کٹتی ہی سچ تو یہ ہی کہ جدائی مین

جان ہی پر بنتی ہی شب فرقت کیسی کھلتی ہی بقول شاعر بیت دل لگانا عذاب ہوتا ہی + آدمی کیا خراب ہوتا ہی + مگر حضور ایسا بھی نچاہیے انسان اپنے کو سنبھالے رکھے اسطرح ہوش وحواس نکھو بیٹھے خداوند کریم مسبب الاسباب ہی کوئی تو ایسا سبب کریگا کہ آپکا غنچۂ آرزو کھلے گا ملکہ تو کھیا لی ہوا رہی تھی صرصر کو کہ جو لصورت سمن رخ سمجھا رہی تھی جھوک دیا کہا کیونکر ضبط کرون تیر اسا جگر کہان سے لاؤن شعر تھمتے تھمین گے آنسو + رونا ہی یہ کچھ ہنسی نہین ہی + اوسمن رخ توکیا جانے جسپر گذرتی ہی اوسی کا دل کچھ خوب مزے اٹھاتا ہی خواب خواب مین بھی نہین آتا ہی غزل دوست صادق الوداد سید محمد تقی صاحب المتخلص بہ جواد

شام سے نالۂ مرغان سحر کرتے ہین
اسطرح ہجر مین ہم شب کو بسر کرتے ہین

بیخودی مین جو کبھی شکوہ زبان سے نکلا
ہائے جا جا کے رقیب انکو خبر کرتے ہین

ہر صنم مین نظر آتی ہر خدا کی قدرت
ہم کبھی دیر مین جا کر جو نظر کرتے ہین

فرط غیرت سے ہوے جاتے ہین خود غرق عرق
ہمسری لب ترے دندان گہر کرتے ہین

تھمے ہمکو نہ مطلب ہی نہ شاہی سے غرض
کنج عزلت مین فقیرانہ بسر کرتے ہین

سات کو بھی نہین منزل یہ مین دم لیتے جواد
صفت ریگ روان ہم جو سفر کرتے ہین

صرصر تو نہایت چست وچالاک ہی جلدی گرفتار کرون یہ بھی تاک ہی ہاتھ باندھکر عرض کی ایک خبر بیخ سنی ہی حضور گوشہ مین چلین تو مین عرض کرون ملکہ مخمور تخلیہ مین آئی صرصر نے ادھر ادھر کی باتین کرکے کہا حضور ایک جام شراب نوش فرمایئے غم کو دل سے بھلایئے یہ کہکر گلابی اٹھائی جام لبریز کیا ملکہ مخمور کو دیا ملکہ مخمور بے تکلف پی گئی پیتے ہی کلیجہ مین آگ بھڑکی کہا سمن رخ یہ شراب کیسی تھی دل وجگر چٹک گیا کہا حضور شراب ذکشیدہ تھی ذرا اٹھکر ٹہلیے تشکم ہوجائیگا دل ترددد منزل تسکین پائیگا ملکہ مخمور اپنے مقام سے اٹھی ہی تھی تاثیر کرگئی ارے کہکر لڑکھڑائی گرتے ہی بیہوش ہوئی صرصر نے چادر عیاری بچھائی دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن وکمر ساتوین حلقے سے مضبوط کرکے زبان مین سوزن ملکہ مخمور کے دیا پشتارہ دوش پر لگایا سراچہ چاک کیا مثل باد صرصر نکل گئی یہ تو روا روی کرتی ہوئی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی جاتی ہی خیال ہی کہ عیار ضرور پیچھا کرینگے پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہی یہان

کنیزون نے جب دیکھا کہ ملکہ کو تخلیہ مین عرصہ ہوا پردہ اُٹھاکر اندر آئین دیکھا نہ سمن رخ ہی
نہ ملکہ مخمور ہو شیارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی بس کنیزون نے غل مچایا خواجہ عمرو
پا بنائے عیاری سے آراستہ ہوکر ملکہ مہر رخ سے رخصت ہوے تھے کہ کنیزین دوڑی
ہوئی ملکہ مخمور کی آئین کہا خواجہ غضب ہوا ملکہ مخمور کو کوئی چرالیگیا عمرو بدحواس چلا ایک گوشہ
مین دیکھا سمن رخ بیہوش پڑی ہی عمرو نے اسکو اُٹھایا ہوشیار کیا وہ حیران حیران اُس سے
بہت پوچھا مگر وہ نہ بتا سکی عمرو نے کہا اس سے کیا پوچھتے ہو اسی کی شکل بنکر کوئی عیار پہنچی
لیگئی اول عمرو خیمہ مین آیا صرصر کے پیترے کا نشان پایا کہا وہی ظالم لیگئی مین تلاش مین
ملکہ شبنم گوہر پوش کے جانے کو تھا برق وچالاک جا چکے ہین شبنم کا خدا حافظ ہی تلاش
ملکہ مخمور کرنا ضرور ہی یہ کہکر عمرو طرف صحرا کے چلا مگر صرصر مثل بگولے کے اڑی ہوئی جاتی ہی
عیارون کا جو خوف ہی کئی کوس خلاف راہ کے نکل آئی گھبرائی ہوئی اگر پتا کھڑکتا ہی نیمچہ
کھینچکر ٹھہر جاتی ہی دل سے کہتی ہی گوڑے کا ایسے کا سامنا نہو وہ ہر وقت نگوڑا الغدا تا نے
پھرتا ہی سامری وجمشید اُس سے بچائین فکر مین ہی کہ کوئی ملازم شہنشاہ کا ملجائے اُس سے
کہون مجھے تخت پر سوار کرکے باغ سیب مین پہونچادے اگر عیار ایک بھی آجائیگا مخمور کا
شاہنشاہ تک پہونچنا مشکل ہوگا اور کیا عجب ہی کہ ساحر بھی تعاقب مین آئین اسی خیال
مین تھی کہ پھر اسنے گرد اڑتی ایک تاجدار کو دیکھا تاج شہریاری برسر قبۂ شاہنشاہی در بر
موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین لیشت مرکب پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پشت پر
بصد کر وفر شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ادھر سے تو صرصر بڑھی اس خیال مین کہ اس تاجدار سے
کہونگی کہ دشمن کو افراسیاب جادو کے گرفتار کرکے لائی ہون باغیون کا ڈر ہی جان کا خطرہ
ہی قلب مین کانٹا کھٹکتا ہی آپ اپنی فوج ساتھ کرکے تا باغ سیب پہونچا دیجیے ادھر اُس
تاجدار کی نظر پڑی کہ ایک نازنین عیار وضع ہشیارہ بد وش سامنے سے آتی ہی ناظرین پر شخ
ہوکہ ساحر تاجدار کا سبز بخت جادو نام ہی افراسیاب کا خراج گذار ہی برلے شکار صحرا مین آیا
ہی اسنے جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا اپنے ساتھ والون سے پوچھا صاحبو تم پہچانتے ہو یہ نازنین
کون ہی جو ملازم پہچانتے تھے اُنھون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ عیار بچی افراسیاب کی

نہایت طرار و فرار صف شکن ہے اسی کا نام صرصر شمشیر زن ہے کسی کو گرفتار کیے ہوے لاتی ہے
سبز بخت نے جو جال بے مثال صرصر کو دیکھا بیقرار ہو گیا کلیجہ تھام لیا صرصر قریب آئی واسطے
تسلیم کے خم ہوئی ہاتھ اٹھا کر دعا دی گہر ریزی صرصر کی زبان سے سنکر سبز بخت اور زیادہ
بیقرار ہوا بہ خندہ پیشانی پوچھا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہے یہ پشتارہ ہے میں کسکو باندھا ہے جسم
نازک پر صدمہ پہونچا ہوگا صرصر نے کہا حضور ہمارا یہی کام ہے پیشہ عیاری میں نام ہے مگر
اسوقت ہمارا ایک مطلب ضروری درپیش ہے میں تنہا ہوں دشمن شاہنشاہ کو گرفتار
کیا ہے اسکے دوست ناجائینگے اسکا پس وپیش ہے سبز بخت تو صرصر پر عاشق ہو چکا ہے کہا
ملکہ کسی کی مجال ہے اگر تمکو کوئی نگاہ بد سے دیکھے آنکھ نکال لیں ہم تمہارے ساتھ چلیں گے
تا باغ سیب پہونچا دینگے ہم بارگاہ استادہ کراتے ہیں گھڑی بھر چل کے بیٹھو شراب پیو کباب
کھاؤ تھکی ہوئی آتی ہو لحمہ بھر آرام کر لو پھر با طمینان خدمت شاہ میں چلو مگر دل میں یہ ہے کہ اسکو
اپنی بارگاہ میں لیچلو دشمن شاہنشاہ کو تو ضرور پہونچا دینگے مگر اسکو لالچ دے کر مطلب دل
حاصل کرینگے صرصر جو گھبرائی ہوئی تھی اسکے مطلب دلی کو نہ سمجھی کہا کیا مضائقہ سبز بخت نے
جھٹ پٹ بارگاہ استادہ کرائی جو گھڑے چنگیر عطر دان پاندان گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب
کی سب سامان عیش درست کر دیا اب سبز بخت نے کہا ملکہ چلو اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا پشتارہ
بندھا ہوا ہے یہ سمجھا کوئی قیدی ہوگا صرصر کو لے کر بارگاہ میں آیا چند مصاحبان خاص بندگان
با اختصاص ساتھ آئے سبز بخت مسند پر بیٹھا ملکہ صرصر سے کہا آؤ بیٹھو پشتارہ رکھدو صرصر
نے پشتارہ زمین پر رکھدیا ادب سے سامنے مسند کے بیٹھی سبز بخت بہ نگاہ محبت ملکہ صرصر
سے باتیں کرنے لگا آغاز کلام کسی سلسلے سے ضرور ہے کہا ملکہ صرصر یہ گنہگار مرد ہے یا عورت ہے
اسکی کیا کیفیت ہے صرصر نے کہا اے شہنشاہ اسکا نام ملکہ مخمور اپنے حسن وجمال پر اس نازنین
کو بڑا غرور ہے شاہنشاہ کی دشمن ہوئی واسطے ساحروں کے رہزن ہوئی شہنشاہ افراسیاب
کا حکم ہوا میں نے لشکر میں جا کر اسکو گرفتار کیا یقین ہے کہ ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ میری جستجو میں آئیں
اسکو چھڑا لیجائیں اسواسطے میں حضور سے طالب مدد ہوں آپ کے ذریعے تا باغ سیب
پہونچوں سبز بخت نے کہا ملکہ صرصر اسکا پشتارہ کھولو ہوشیار کردو ہم اسکو سمجھا کر مطیع شہنشاہ

کریں لطف سے بیٹھیں صرصر نے کہا ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام ہی آپ نہ چلیے اِسی صحرا
مین شکار کھیلیے ہزار دو ہزار ساحر میرے ہمراہ کر دیجیے وہ پہونچا دینگے اسنے کہا ملک مین خود
جاونگا پشتارہ تو کھولو صرصر نے چادر چہرہ سے ملکہ مخمور کے ہٹائی چہرہ کھلتے ہی اک برق چمکی
آنکھون کے نیچے سبز بخت جادو کے اندھیرا آگیا آفتاب جمال دیکھا قلب تھرا گیا آنکھین

بلکہ دیکھا پھول سے رخسار معشوق نہایت حسین طرحدار نظم		یون تھا اُسکے لباس تن مین
خورشید ہو جسطرح گہن مین	رخسار ہر اک چمک رہا تھا	خورشید جبین دمک رہا تھا

اِس جمال حور مثال پر جو سبز بخت کی نگاہ پڑی گل عارض سے آنکھ لڑی کلیجہ تھام لیا سامری کا
نام لیا مخمور کی بھی آنکھ کھلی بیہوشی تو اتر چکی تھی گھبرا کر چارطرف دیکھنے لگی زبان مین سوزن بلیا
اب سمجھی کہ مین اِس دربار کفر مدار مین قید ہو کر آئی صرصر بکر طلائی شرم سے سر جھکا لیا سبز بخت کی
بیقراری بڑھتی جاتی ہی صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لایا کہ اے صرصر مین اب اسوقت صاف صاف
کہتا ہون پہلے تو تمکو دیکھکر مائل ہوا مگر اب اِس قتال عالم کی تیغ ابرو سے گھائل ہوا دل پر
قابو نہین اگر اسکے وصل مین عرصہ ہوگا مر جاؤنگا اے صرصر واسطہ سامری و جمشید کا میری جان
بچا مخمور کو میری طرف سے سمجھا تجکو بھی نہال کر دونگا دامن آرزو کو ہر مراد سے بھر دونگا یہ
سنکر صرصر گھبرائی کہا اے شہر یار خدا ہوش مین آیئے اپنے دل کو سمجھایئے ورنہ قیامت برپا
ہوگی یہ افراسیاب جادو کی معشوق ہی وہ مدت سے اسیر مرتے ہین یہ اُنکی خدمت سے
نکل آئی ہی مین اُنکے حکم سے گرفتار کر کے لیچلی ہون افراسیاب سے تو اسکو انکار ہی تمھارا
عشق جتانا بیکار ہی صاحبقران کے ہوتے پر یہ مرتی ہی کسی کی محبت کا دم بھرتی ہی اب ایسی بات
منہ سے نہ نکالو شاہنشاہ سُن پا ئینگے صورت سے بیزار ہو جائینگے سبز بخت نے کہا شہنشاہ کو
اب اِسمین کیا دخل ہی اُنکا کیا نقصان ہی وہ عاشق ہوے اِسنے اُنکو نہ قبول کیا مجھپر تو آنکھ کھولتے
ہی نگاہ محبت ڈالی دیکھ لینا اے صرصر میرے کہنے ہی کی دیر ہی دل و جان سے قبول کر لیگی
صرصر نے کہا خوبصورت تو آپ ایسے ہی ہین آپ کہیے راضی کیجیے مین زبان سے نہ کہونگی یہ
آفت اپنے سر پر نہ لونگی آپ کو اگر یقین ہی کہ مجھپر مائل ہو چکی آپ جا کر سوال و جواب کیجیے آپ کو
اختیار ہی مین اِس باب مین دخل نہ دونگی بلکہ ابھی جا کے شاہنشاہ سے اطلاع کرتی ہون ورنہ

میری ناک چوٹی کاٹی جائے گی یہ سنکر سبز بخت کو غصہ آیا کہا ای صرصر سنو مین تمھارے شاہنشاہ
کا غلام زر خرید نہین ہون خراج گذار البتہ ہون تمنے تو ایسا ڈرایا دھمکایا گویا کہ شہنشاہ ملکہ کہا لیجیگے
شہنشاہ کی بات کا ہم جواب دے لین گے مگر تم براہ مہربانی ہمارے راضی کردو اسکے عوض مین
موتیون کا مالا لو صرصر نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ صاحب مجھے آزاد کرو دیجیے میرے قیدی کو سب مجھے
دیجیے کہ آپ شاہنشاہ سے جا کر پیام سلام کیجیے سبز بخت نے کہا واہ وا میری تو اسوقت جان جاتی ہے
معشوقہ قبضہ مین ہے مین تمہین حوالے کردون تم لیجاؤ شہنشاہ قتل کرین ہم یہان اسکے فراق مین رو رو
کے مرین یہ مجھسے کبھی نہوگا صرصر نے کہا مین تو بے پشتارہ لیے نجاؤنگی بلا سے راہ مین عمرو یا
مرخ وغیرہ چھین لینگے شہنشاہ کے معشوقہ کی آبرو تو بچے گی یہ کہکر صرصر طرف مخمور کے چلی کہ بیہوش
کرکے پشتارہ باندھون جب تو سبز بخت نے صرصر کو ڈانٹا او شفق ادھر کہان جاتی ہے یہ کہکے
قریب آیا صرصر کو کلمات سخت کہنے لگا صرصر نے کہا دیکھیے زبان سنبھالیے سبز بخت نے آواز دی
کہ اس بیہودہ کی گردن مین ہاتھ دو ہماری بارگاہ سے نکالو مخمور حیران دیکھ رہی ہے دل سے
کہتی ہے خداوندا یہ کیا ہو گیا ہے کیا چپکے چپکے صلاحین ہو رہی ہین اب مخمور نے دیکھا صرصر اور اس
تاجدار سے یا تو چپکے چپکے باتین ہو رہی تھین یا تو مین جادوگر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے لیچلے
ہر چند صرصر چیخی چلی سبز بخت نے ایک فریاد نہ سنی صرصر کو بیرون بارگاہ نکلوا دیا صرصر کو نکال کر
سبز بخت روسیاہ آکر تخت پر بیٹھا ملکہ مخمور فرش پر بیٹھی تھی سبز بخت نے رفیقون کو اشارہ کیا دو
تین رفیق قریب ملکہ کے آئے کہا ای ملکہ عالم ہمارے شاہنشاہ نے آپ پر احسان کیا قید سے
صرصر کی چھڑایا اب احسان کا بدلا احسان ہے بس شاہنشاہ کی تجھپر جان جاتی ہے بادشاہ جلیل ہین
ساحر زبردست ہین وہ مرتبہ تمھارا ہوگا کہ بڑے بڑے بادشاہ رشک کرینگے یہ کلمات ملالت سنکر
ملکہ مخمور سرخ چشم کا چہرہ سرخ ہو گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ضبط کرکے جواب دیا اپنے بادشاہ
سے کہو کہ کیون صرصر سے چھین لیا ہمنے تجھسے درخواست کی تھی اور کہ معلکہ خبردار شامتین
نہ آئین اپنا منحوس منہ دور رہو ہمارے سامنے سے اگر تم افراسیاب کے دوست ہو تو ہم اسکے
دشمن ہین ہمکو قتل کرو عصمت کا نام نہ لینا ورنہ ابھی تڑپ تڑپ کے جان دیدونگی جاکر سمجھا دو
کہدو بے حیا مجھکو بے وارث نہ جاننا چار سو سرداران نامی دیاران گرامی مع فوج بیٹھا رہیگی دا

سلطنت

مرنے پر تیار ہو گئے ہر ایک اپنی جان دیگا بہرام فلک سے میرے خون کا معاوضہ لیگا مگر ٹیقون
نے سبز بخت سے یہ سب کچھ بیان کیا کہا حضور وہ اس نام پر جان دیتی ہے ہرچند سمجھایا مگر وہ نہین
مانتی جب تو اِن ساحرون نے بجا ارز کہا ای ملکہ مخمور اب میرے تجربے سے ثابت ہوا فوراً ہر یہ غلام
آپ کا عاشق زار ہی جو حکم دو سب طرح پر حاضر ہون ملک و مال جاہ و جلال اور یہ جو کا انجام
کبھی نہ مانوگا ساحر زبردست ہون ایک بوٹی ایسی پڑھونگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی یہ کہکر
اِسنے خدمتگارون سے کہا کچھ پھول پتے جنگل سے توڑ لاؤ ابھی گلدستہ سحر بناؤنگا اس سرکش
کو سونگھا دونگا یہ مجھسے زیادہ بیقرار ہو جائیگا ہماری منت سے نہین مانتی مہرخ و بہار یہ کیا
کرینگی وہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیا ہی مین اُسکو کیا سمجھتا ہون مخمور کے تو ہوش
پراگندہ ہین اور ساحرون نے اشیاے سحر کو ہیں مغرور کے سامنے لاکر جمع کیے مخمور نے دیکھا
یہ بیحیا سحر پڑھ پڑھ کر گلدستہ بنا رہا ہی خود بھی سحر کی واقف کار ہی اسوجہ سے اور زیادہ بیقرار ہی دلسے
کہتی ہی ای مخمور غضب ہوا آج عصمت مین فرق پڑیگا سواے جان دینے کے کچھ نہ بنے گا
افسوس صد افسوس دل کو اپنے معبود سے رجوع کیے ہوے اشک حسرت آنکھون مین بھرے
ہوے سبز بخت بیٹے اٹھا اٹھا کے گلدستہ بنا رہا ہی مگر صرصر روتی ہوئی بارگاہ سے سبز بخت
کے محل سے پیٹتی ہوئی جاتی ہی چونکہ خود بھی عورت ہی اور معاملہ عصمت ہی صرصر کے دل پر چھری
چل رہی ہی بھاگی ہوئی جاتی ہی اُدھر خواجہ عمرو بھی تو چل چکے تھے ایک محل کی آڑ پکڑے
کھڑے تھے دیکھا صرصر خالی ہاتھ روتی ہوئی آتی ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا سوکر ہی یہ تعجیل
صورت صبا رفتار کی بنا تھوڑی سی خاک اٹھا کر چہرے پر ملی جیسے ظاہر ہوا کہ دور سے
آتی ہی اس صورت سے اپنے کو آراستہ کرکے آنکھین ملتا ہوا محل کی آڑ سے نکلا پکار کر آواز
دی ملکہ کہان جاتی ہو صرصر کا دل ابھرا ہوا تھا صبا رفتار کو جو نے دیکھا آواز دی ای صبا رفتار
آج غضب ہو گیا مین نے مخمور کو چھپایا تھا راہ مین سبز بخت ملا اسنے بشارہ ملکہ کا مجھسے چھین لیا
مخمور پر عاشق ہوا اب سامان وصل مین مصروف ہی مجکو گردن مین ہاتھ دے کر نکلوا دیا مین شہنشاہ
سے اطلاع کرنے جاتی ہون یہ جو عمرو نے سنا ہوش اُڑ گئے پکار کے کہا ملکہ جاکے شہنشاہ سے
کہو مین جاکر ملکہ حیرت کو لاتی ہون حرامزادے کو سرکشی کی سزا دلواتی ہون صرصر نے بے ختیار

ہوکر کہا جلد جا کر ملکہ سے بیان کرو کہ وہ خود آئے اس ملعون کو سزا دے مخمور کی قید سے نے عمرو
وہین سے گھبرایا یہ کہتا ہوا کہ ملکہ جاؤ اب زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہین ہین مطلب اصلی سمجھ گئی
صرصر تو بھی پریشانی مین خیال سنو طرف باغ سیب کے چلی مگر عمرو بشکل صبا رفتار سامنے
سبز بخت جادو کے پہونچا بہ تعجیل ایک نامہ مہر افراسیاب سے تیار کیا ہاتھ مین لے کر اسی صورت
سے سامنے سبز بخت کے آیا دیکھا مخمور سامنے سر جھکائے روبہی ہے کلیجہ بیٹھ گیا مگر ضبط کیا
سبز بخت کو ہاتھ اٹھا کر دعا دی پایۂ تخت کا بوسہ لیا نامہ سبز بخت کے ہاتھ مین دیا مہر شاہنشاہ
دیکھکر لفافہ چاک کر کے جو پڑھا ایسا مضمون عشرت خیز لکھا تھا کہ موچھون پر تاؤ دینے لگا تاج کو
کج کیا وزیرون نے پوچھا کیا مژدہ ہے ہنسکر کہا افراسیاب ہمارا بادشاہ ہے ہم اُسکے غلام قدیم
ہین بی صرصر نے جا کر فریاد کی ہماری اسرکشی کا حال کہا بی صرصر کی ہوا بگڑ گئی شاہنشاہ نے شغل
کو تھمنیا ملکہ مخمور کو ہمین بخشدیا وزیرون نے کہا حضور بادشاہون کے اعزہ واکرام بادشاہ
کرتے ہین وہ عیار بھی ناحق حضور سے کج بحثی کرتی تھی سبز بخت نے کہا بی صبا رفتار کیو عمرو
نے مسکرا کر کہا او دعا یان ہمین بھی خلعت دلوایئے ایسی خوشی کا نامہ لے کر آئے ہین آج تو بھاری
جوڑا لونگی سبز بخت نے کہا ایسا نہال کرونگا کہ دولت دنیا سے مالا مال کرونگا مگر ای صبا رفتار مخمور
مجھسے راضی نہین ہوتی خیر گلدستہ آرائی مین تیار کرتا ہون مجھسے اسقدر محبت ہوجائیگی کہ مثل کنیزون
کے خدمت مین رہیگی صبا رفتار نقلی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شاہنشاہ یہ عورت کیسی کور ظاہر
و کور باطن ہے آپ ایسا طرحدار وضعدار تاجدار صاحب اقتدار دولتمند سن شریف ابھی تو تیس سے زیادہ
نہو گا شفق مین تارے سے چمکتے معلوم ہوتے ہین پیری و شباب گلے مل رہے ہین مگر رنگ شباب
غالب ہے ہنے تو صاحب جا بجا یہ سنا کہ ہر نازنین آپ کی طالب ہے ایک شہزادی کے پاس
آپ کی تصویر ہے آج وہ بات یاد آئی ایکدن جو ہم برائے ملاقات سے گئے تو اس شاہزادی نے تصویر
محبت تاثیر مجکو دکھائی اور رو کے کہنے لگی کہ صبا رفتار ایک سوداگر آکر یہ سودا ہمارے ہاتھ
بیچ گیا تھا نہین کھلتا کہ کس تاجدار کی تصویر ہے آج جو آپ کے جمال بیمثال کو دیکھا وہ جملہ یاد آگیا
سبز بخت نے سحر کرنا موقوف کر دیا صبا رفتار کو سامنے کرسی پر بٹھا لیا کہا صبا رفتار میرے
سر کی قسم سچ کہتی ہو صبا رفتار نے کہا حضور آپکی جوانی کی قسم اب مین اُس بیچاری کے پاس

جاؤنگی مژدہ وصل دے کر ہزارون روپے پاؤنگی سبز بخت نے کہا اُس شاہزادی کو بلاؤ اُسکا
کیا نام ہی صبار فتار نقلی یعنی خواجہ عمرو نے مسکرا کر کہا کسی کٹنی کو بلاؤ مجھے کیا نفع مین تمھاری
نگاہون کو دیکھکر خود ہول کھائی ہوئی ہون ایسے مردوے سے ڈرنا چاہیے آنکھون مین کھانے
جاتا ہی سبز بخت سمجھا یہ بھی کچھ عاشق ہوئی کہا صبار فتار کیا ہم تمسے باہر ہین مخمور کو راضی کر دیجیے
تم سے بھی مزے اُڑائینگے عمرو نے ہاتھ بڑھاکر بٹے پکڑ لیے اور ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے سبز بخت
کو مارا کہا کیون نگوڑے میری آبرو لیگا مین ایسے ہرجائی سے محبت نہین کرتی یہ کہکر ٹھنڈی
سانس بھری آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ بھلا رے دیکھیے تیری محبت کیا کیا رنگ لائیگی
آخر کو خاک چھنوائیگی لوگ سمجھاتے ہین مگر ایک ستے ہین تخلیہ کا حکم دو کہ تنہائی مین سمجھاؤن
عورت کی بات عورت خوب سمجھتی ہی مرد و امور کھر کیا جانے عشق تو اُسکی آنکھون سے ٹپک رہا ہی
نہین معلوم کس وجہ سے انکار کیا سبز بخت نے کہا دوسرے خیمے مین لیجاؤ جسطرح مزاج مین
آوے سمجھاؤ باتون پر صبار فتار کی بھول گیا مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگا رفقا سے کہا کہ بی
صبار فتار بھی ہمپر مائل ہوئین یارو تمنے تمنا تصویرین بھی ہماری دور دور پہونچی ہین ایک
شاہزادی مدت سے عاشق ہی صبار فتار اُسکو بھی لائیگی ہاںبدولت اُسکا بھی نکاح کرینگے
اور صبار فتار کو بھی گھر مین ڈال لینگے ایسی ہی عورتون سے انتظام خانہ داری خوب
ہوتا ہی رفقا سر جھکائے مسکرا رہے ہین آپسمین کہتے ہین کہ ہمارے شہریار کو سودا ہوا ہی
کہ کرہ بڑی ڈاڑھی صورت کالی بجائی پھبتی ہوتی ہی سن شریف یہ میان کو ماہ بھی منزل ہوگی
اُسپر اسقدر بلبلا رہے ہین مگر خواجہ عمرو مخمور کو لے کے گوشے مین گیا کہا کیون ملکہ ایسے حسین
و جمیل کا وصل کیون نہین قبول کرتی ہو مخمور نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا او شغنل کیا بکتی
ہی افراسیاب ایسے جلیل کو تو مین نے قبول نہ کیا پھر یہ کیا جیا ہی مین گنہگار ہون وہ
مجھکو قتل کرے میرے خون سے ہاتھ بھرے عصمت کا نام لیگا تو بہت مزا اُٹھائیگا انشاءاللہ
خواجہ عمرو کے ہاتھ سے سزا پائیگا صبار فتار نے کہا نگوڑے عمرو کا کیون نام لیتی ہی وہ
بھڑوا کیا ہی اُس سے کیا ہو سکتا ہی مخمور نے کہا جیسا وہ ہی تمھارا دل ہی خوب جانتا ہی افراسیاب
خوب پہچانتا ہی جب تو خواجہ نے ہاں مین آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور مثل گل کے شگفتہ ہوگئے

کہا خواجہ خدا تمکو سلامت رکھے میری زبان سے سوزن کو نکالیے کہ ابھی اس ملعون کو سزا دون سارے لشکر کو تباہ کر دون عمرو نے کہا ملکہ جو گر طوپے مرے اسکو زہر کیون دیجیے چلکے بیٹھ جاؤ منہ سے نہ بولو مین اپنا سب مطلب کرونگا دو چار کوڑی کا روزگار کرون ملکہ مخمور نے کہا مجھے کلام کرنا نہایت ناگوار ہی عمرو نے کہا تم کچھ نہ کہنا ہم سمجھ لینگے باتین بنا لینگے یہ کہکر مخمور کی زبان سے سوزن نکالا مخمور کو ساتھ لیے ہوے باہر نکلا آگے بڑھکر سبز بخت سے کہا واہ رے اگو کے پٹھے مردوے تو تو گدھا ہی سلطنت کیونکر کرتا ہی مخمور کہتی ہی مین نے جیسے دیکھا ہی میری جان جاتی ہی یہ کیسا عاشق تھا کہ پہلے ہی بدعت کرنا شروع کی اسوجہ سے مجکو بھی نفرت ہوئی او بیڑوے عورتین اپنے کو یونہین رکتی ہین اپنی چاہت نہین ظاہر کرتی ہین سبز بخت نہال ہو گیا ملکہ مخمور کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ باندھنے لگا کہ ملکہ میری خطا معاف کرو عمرو نے مخمور کو کرسی جواہر نگار پر جگہ دی سبز بخت کو اشارہ کیا بس بیٹھو تعظیم و تکریم نہ کرو اب تو بڑی خوشی ہی شراب و کباب منگاؤ دو چار جام پیکے معشوقہ کو تخلیہ مین لیجاؤ مرے اُڑانا ہمارے احسان کو نہ بھولجانا سبز بخت نے کہا ساقی بچون کو طلب کرو جلد حاضر ہون صبا رفتار نقلی یعنے خواجہ عمرو نے کہا کلید میخانے کی ہمکو دو ہمین شراب کا انتظام کرینگے سبز بخت نے کنجی میخانے کی خواجہ عمرو کو دی عمرو نے میخانہ مین جاکر ساری شراب کو خراب کیا سب مین بیہوشی ملائی نہایت سلیقہ سے کنٹر اُس نگار کشتی مین لاکر سامنے آراستہ کیے سبز بخت سے کہا آپ خوش ہین میرے قلب کو فرحت ہی جسم خاکی مین روح کو راحت ہی دل چاہتا ہی کہ ایک غزل اسوقت ہم گائین شراب بھی اپنے ہاتھ سے پلائین سبز بخت نے کہا صبا رفتار تمہین اختیار ہی عمرو نے اہلیان دربار کو اشارہ کیا کہا لو صاحبو ہیہ لشکر مین تیلے کے چیلے بھیجدیے گائن سے اشارہ کیا تمبوذرا بایان چھیڑو اُنے بایان بجایا خواجہ عمرو نے گنگناکر یہ غزل شروع کی غزل

کبھی بے نقش درم ہو نہ سخنہ معشوق	دیکھیے انسان حقیقت مین تو ہی زر معشوق
غیر ممکن ہی وفادار ملے ہر معشوق	قدردان ہوتا ہی قسمت سے میسر معشوق
اُسپہ ہم مرتے ہین مرتا ہی زمانہ جسپر	اپنے معشوق سے دیکھا نہین بہتر معشوق

کچھ نئی ہمسے نہین کرتا ہی بیداد وہ شوخ	ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق

یہ غزل جو خواجہ عمرو نے سامنے سبز بخت باغی کے گائی دربار مین صدائے احسنت و آفرین
بلند ہوئی مخمور کو اُسی ہنگام مین جام بھر کر اشارہ کیا کہ اک جام سبز بخت کو پلادو مخمور نے سر جھکالیا
عمرو نے اپنے ہاتھ سے بھر کر دیا مسکرا کر کہا کہ لو میان جام پیو جو ہونا تھا ہو چکا سبز بخت خوشی مین
آکر جام پی گیا کل اہالیان دربار شراب پی چکے ہین اب عمرو اس خیال مین ہی کہ دو چار شعر اور
پڑھون یہ سب بیہوش ہو کر گرین لوٹ لون نکل جاؤن مخمور بھی اشارے کر رہی ہی کہ خواجہ جلدی
کرو عمرو منھ پھیر کر کہدیتا ہی کہ ہول کیا ہی مگر قضائے کار ملکہ صرصر شمشیر زن جا کر باغ سیب مین
پہونچی افراسیاب جادو عیش و نشاط مین مصروف ہی دیکھا کہ صرصر روتی پیٹتی چلی آتی ہی افراسیاب
نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ غضب ہوگیا مین بموجب حکم سرکار لشکر مسلمانان مین گئی
دہنی جان لڑائی ملکہ مخمور کو ۔ نکلی راہ مین مجکو تردد تھا کہ ایسا نہو عیار آکر لشکارہ چھین لین یہان
سبز بخت جادو شکار کھیل رہے تھے مین نے اُنسے کہا کہ مجکو تا باغ سیب پہونچادے
اُنھون نے بارگاہ استاد کرائی ملکہ مخمور کے جمال بیمثال کو دیکھکر مائل ہوئے پہلے مجھسے لیلے
تھے مجھسے کہا ہمکو رضامند کرو مین آگاہ تھی کہ ہمارے حضور کی نگاہ اُسپر پڑتی ہی مین بگڑی کہ
لشکارہ یہان نہ چھوڑونگی غصہ مین میری گردن مین ہاتھ دیا بارگاہ سے نکلوایا اور یہ کہا کہ ابھی گلدستہ
ہو سونگھا کر اُسکو راضی کرونگا ای شہنشاہ وہ بھڑوا سبز بخت گلدستہ بنا رہا ہی خدا اُسکی آبرو بچائے
یہ سنکر افراسیاب جادو کو غصہ آگیا ابرون پر بل پڑگیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا نمک حرامون
نے بہت پریشان کیا ہی اس حیا کی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر پر نگاہ محبت ڈالے
حیا کو شرم نہ آئی ابھی دیکھو جا کر کیا قیامت برپا کرتا ہون آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا
یہ کہکر مثل شعلہ جوالہ کے چمک کر آسمان مین دوڑا یہان دربار مین خواجہ عمرو نے گاتے گاتے
سبز بخت جادو سے اشارہ کیا کہ اب معشوقہ کا ہاتھ پکڑ کر تخلیہ مین لیجاؤ خوشی مین آن کر سبز بخت
نشہ مین اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی دھم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے لینا لینا
کہکے اُٹھے وہ بھی گرے بیہوش ہوئے موج نے پھر پھیر سے غضب کی چہل پہل مچی پیزار چل رہی ہی کوئی
اوک رہا ہی کوئی ٹھٹھک رہا ہی کوئی نشہ کی دھن مین گا رہا ہی کسی نے کپڑے اتار کر پھینک دیے

ننگا بھاگا جاتا ہی یہان بارگاہ مین عمرو نے نعرہ کیا تنچہ پکڑ کر چلا کہ سبز بخت کو بھی تلوار کا پھل چکھاؤن
مخمور کھڑی ہی خواجہ ہین تو کلیجا دون آپ فرماتے ہین ملکہ میرا ساختہ دو کچھ کام کرو سبکے کپڑے
تو اُتارو مخمور ہاتھ باندھتی ہی کہ اُستاد مجھ سے کچھ نہین ہوسکیگا فرماتے ہین مخمور مین ابھی اسکو
بیدار کر دونگا مخمور کہتی ہی آپ کو اختیار ہی سر حاضر ہی ہمسے کسی کے کپڑے نہین اُتارے جائینگے
یہ کلام ناتمام تھا کہ افراسیاب جادو آسمان پر چمکا اسنے اول اہالیان لشکر کو دیکھا کہ آپس مین
جوتی پیزار ہو رہی ہی یہ سمجھا کہ سبز بخت نے سب کو شراب پلوائی ہی یہ سب خوشی کر رہے ہین
وہان سے نعرہ کیا باش او حکم نامودہ بیحیا سبز بخت کہان ہی جسنے بغاوت پر کمر باندھی معشوقہ پر
نگاہ ڈالی نعرہ افراسیاب کی آواز کان مین عمرو کے پہنچی مخمور سے کہا بھاگ افراسیاب جادو
آپہونچا مخمور نے گھبرا کر دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہو کر بھاگی عمرو نے دیکھا کہ
سبز بخت مارا نہین گیا اور افراسیاب جادو آگیا صبا رفتار تو بنے ہوے تھے ایک جلاب
داغ دار دوے بیہوشی سبز بخت کے منھ پر مار دیا اسنے آنکھ کھولی کہا شہنشاہ جلدی آئیے
افراسیاب آگیا اپنے قول سے پھرا معشوق کی اسکو محبت آگئی اسنے سب کام خراب کیا
مخمور کو اسنے سحر سے چھپالیا ہی تجکو بھی قتل کریگا اب اسوقت کچھ جرات دکھاؤ مین اس خیمے مین
چھپی جاتی ہون اُترتے اُترتے حرامزادے کو ایک گولہ مارو کہ اُسکا سر پھٹ جاے یہ کہکر عمرو
تو دوسرے خیمے مین گھس گیا گلیم اوڑھ لی سبز بخت غصے مین سنبھل کر اُٹھا گولہ ہاتھ مین لیا افراسیاب
غصے مین پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا نعرے کرتا ہوا او نمک حرام سبز بخت میری معشوقہ پر آنکھ ڈالی
جیسے افراسیاب نے اندر خیمے کے سر ڈالا سبز بخت نے ایک گولہ مارا کہ یون بیجا مردان عالم کو
کلمات سخت و سست کہتا ہی مخمور تیری خالہ ہی ہمتو ضرور وصل حاصل کرینگے گولا افراسیاب کی
پیشانی پر پڑا اگر طلسم بند نہوتا تو سر پھٹ جاتا افراسیاب نے چرخ کھایا گو پھٹ کر زمین پر گرا
نعرہ کیا او باغی بتا مخمور کہان ہی سبز بخت نے کہا تیرے پاس نہان ہی مین تجکو مار کر بولونگا جب
سبز بخت نے دیکھا کہ میرے سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب بڑھتا چلا آتا ہی تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاتھ
تلوار کا مارا افراسیاب نے خالی دیکر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا سر سبز بخت کا اُڑ گیا
مرکر گرا ایک لات ماری استخوان چور چور ہوے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا

نام ہی سبز بخت جادو بود و مار کر اُسکو غصہ مین افراسیاب خیمے مین چہار جانب ڈھونڈھنے لگا
کہین ملکہ مخمور کو نہ پایا ران پہ ہاتھ مار کے دیکھا کہ مخمور کہان گئی نوشتہ پایا کہ مخمور نکل گئی فلان
صحرا مین جاتی ہی غصہ مین جھپٹا باہر نکلکر چند سنگریزے اُٹھا کر اُچھالے وہ سب بیہوش پڑے تھے
اُنپر تھپر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے آپ جستجوے مخمور مین چلا اب عمرو نے نکلکر
سب مال لوٹنا شروع کیا سب مردون کو برہنہ کر دیا او بتعجیل عقب مین افراسیاب کے راہی
ہوے ملکہ مخمور جو غرق زمین ہوئی تھی کوس بھر پہ جا کر نکلی مگر پسینہ پسینہ گھبرائی ہوئی افراسیاب
کا خیال کلمات سبز بخت کا ملال زیر نخل کھڑی ہوئی چار جانب دیکھ رہی تھی دل سے کہتی ہی کہ
ای مخمور راستہ لشکر اسلام کا کدھر ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم افراسیاب جادو او مخمور
تیرے واسطے کیا کیا خاک چھانی ہی اتو تیرے فراق مین عجب عالم ہی عاشق کا لبون پر دم
ہی مخمور کے ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے اور افراسیاب جادو قریب آگیا مخمور نے جھولی
سے اسباب سحر نکالا ترنج و نارنج ماش کے دانے افراسیاب پر پھینک مارے صدہا شعلہ ہاے
آتش افراسیاب خانہ خراب پر گرے ایک طرف سے تلوار گری شانہ پر خنجر پڑا اگر یہ بچیا
بیغیرت کب کٹتا ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا سب چیزین باطل ہو گئین مخمور سحر کر کر کے سامنے افراسیاب
کے بھاگی افراسیاب جھپٹا چونکہ مدت سے عاشق ہی تصویر بدحواسی مخمور کی دیکھ کر کلیجہ پھٹا جاتا
ہی وہ گل سا چہرہ کملایا ہوا پیشانی پر پسینہ جسم مین رعشہ ہونٹ تھراتے ہوے کبھی لڑکھڑاتا دوپٹہ
ڈھلکا ہوا کرتی آب رواں کی مسکی ہوئی پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گرد جو اُٹھی ذرے زلفین
عنبرین پر جیسے شب تیرہ مین تارے فلک خوشی سے تارون کو تصدق اُتارے افراسیاب پکارتا
ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کیون مجھ سے بھاگتی ہی قسم ہی سامری جمشید کی کچھ سزا
نہ دونگا کل طلسم کا بادشاہ کر دونگا ای مخمور میری محبت سے تو نکل گئی بیکسی کا مزا جاتا رہا جب مخمور
نہین تو کیسا خمار افراسیاب منتین کرتا ہی مخمور حربے سحر کے کرتی جاتی ہی کبھی غصہ مین آواز دیتی
ہی کہ او بچیا کیا بکتا ہی اپنی خالہ حیرت کو سلطنت دے مجھسے محبت و الفت کا نام نہ لے مین تیری
دشمن ہون دیکھ زمانہ قریب آچکا ہی انشاءاللہ اسد غازی کو قید سے چھڑا دینگے وہ شیر دل
طلسم فتح کریگا ای افراسیاب جادو تیرا نمک کھایا ہی براہ خیر خواہی سمجھاتی ہون مسلمان ہو جا

اسد غازی کو لاکر خدمت مین خواجہ عمرو کی پہونچا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا ہاتھ سے شہنشاہ
عیاران عالم کے امان نہ پائیگا ان باتون کو سنکر افراسیاب جادو شل بید کے کانپا غصہ سے چہرہ سرخ
ہوگیا مخمور نے چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن جان بچا کر لیجاؤن افراسیاب نے غصہ مین
آیا ساحری کنکر ایک دو تہہ زمین مین مارا زمین سنگلاخ ہوگئی مخمور زمین پر گری ہونٹ بند ہو گئے
اسم سحر نہ پڑھ سکی افراسیاب قریب آیا ہاتھ پکڑ کر غصہ مین کھینچا ہوا لیچلا کہتا جاتا ہے کہ ای مخمور آج
اگر میرا کہنا نہ مانا سرتابی کی تو اس ظلم سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر
روئین ورنہ دیکھ سمجھاتا ہون توبہ کر وہ مرتبہ اعلیٰ کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم ہوشربا رشک کرین
مخمور کچھ جواب نہین دیتی سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے افراسیاب ہر مرتبہ
قبضہ پر ہاتھ ڈال کے کہتا ہے کہ سر کاٹ لون سرکشی کی سزا دون مخمور گھبرا کر سر جھکا دیتی ہے اشارہ
ہے کہ تجھے اختیار ہے میری جان کا حافظ پروردگار ہے اسی حال پُر ملال مین مخمور کو لیے ہوے افراسیاب
سو قدم تک آیا اب قصد ہوا کہ مین نیچہ دون باغ سیب مین لیچلون وہان تمام شاہزادیان
وغیرہ موجود ہین سمجھائینگی ڈرائینگی دھمکائینگی ضرور اطاعت کرے گی قتل کرنے کے خیال مین دل
دھڑکتا ہے کہ ہائے ایسے محبوب جانی یار جادو والی ماہ رخسار گلعذار شمشاد قد خورشید خد نازک اندام
کبک رفتار شیرین گفتار ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون دست ظلم
اسکے خون سے بھرون ایسی ایسی باتین سوچ کر بڑھا ارادہ کیا آخر کرکے اٹھا دن اسکو کسی مقام پر
قید کردون کہ دیکھا سامنے سے بگولا گرد کا اٹھا ملکہ صرصر شمشیرزن ہاتھ سے عیاری سے آراستہ
نیچہ کمر مین لگا ہوا سینہ سپینہ جھپٹی ہوئی آتی ہے افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صرصر مین نے
اُس بیحیا نمک حرام کو مارا ساری فوج کو جلا دیا مخمور کو گرفتار کیا ہے حیرت جادو سے جا کر کہنا
سنبر نجیب جادو کسی خطا پر ہاتھ سے شہنشاہ کے مارا گیا جہنم واصل ہوا اُس قلعہ پر کسی منتظم کو
روانہ کرین رعایا تباہ و برباد نہو مخمور کو لیکر طرف باغ سیب کے جاتا ہون یا کسی مقام پر
قید کرونگا کہ یہ جھڑک پھڑک کر مرے صرصر بہت خوب کہتی ہوئی قریب آئی مخمور کو سمجھانے
لگی ای مخمور شہنشاہ کے قدمون پر گرو ایسے مالک پرورش کرنے والے کسے ملتے ہین جسقدر وہ
مالک چاہنے والے کے صاحب شان و شوکت شہنشاہ طلسم ہوشربا ہفت اقلیم دا

انکی قدمبوسی کی آرزو رکھتے ہین تمھاری عقل پر یہ کیا پتھر پڑے ہین اپنی نیکی بدی نہین سمجھتی ہو
ناحق جان جایگی ان باتون پر صرصر کی افراسیاب خوش ہوا آنکھ سے اشارہ بھی کیا کہ اسکو راضی کر
تھوڑا سا ابھی یہ عذر کرے تو مین معاف کردون خوشی خوشی لے کر باغ سیب مین جاؤن صرصر
ہاتھ باندھ رہی ہے اے مخمور میری بات کا جواب دو شکل تصویر کیون خاموش ہو مخمور کو سمجھانا صرصر
کا بہت ناگوار ہے افراسیاب ہاتھ تھامے کھڑا ہے کلیجہ پر خنجر غم والم چل رہا ہے مگر ناظرین پر واضح
ہو کہ یہ صرصر شمشیر زن نہین ہے خواجہ عمرو بارگاہ سبز بخت بدسیر جو لوٹ کر چلے تھے دور سے
جو دیکھا افراسیاب مخمور کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہے آکر باتین کرنے لگے قصد ہے کہ اسکو بیہوش
کردن ملکہ مخمور کو چھڑاؤن سامنے افراسیاب کے کھڑے مخمور کو سمجھا رہے ہین افراسیاب
کو بہلا رہے ہین مگر قضائے کار صرصر شمشیر زن تو افراسیاب سے اطلاع کرکے چل چکی ہے
اسوقت آکر پہونچی جیسے ہی صرصر سامنے دکھلائی دی عمرو نے دیکھا کلیجہ ہل گیا وہان سے صرصر
اصلی نے دیکھا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا شہنشاہ سے گھل مل کر باتین کر رہا ہے للکارا کہ اے شہنشاہ
منم ملکہ صرصر شمشیر زن یہ نگوڑا موا موئی کا ماسا ربان زادہ میری شکل بنا کھڑا ہے آپ کو دھوکا
دیا چاہتا ہے عمرو نے دامن پکڑ کر افراسیاب کا کہا دیکھیے میری شکل پر عمرو آتا ہے مخمور جو پکڑی گئی
نگوڑے کو چین نہ پڑا افراسیاب جادو حیران ہوا کہ مین کیا کرون اب کسکو صرصر جانون یہ کنیز ہر دہ
عمرو ہے وہ کہتی ہوئی آتی ہے کہ یہ عیارون کا افسر ہے اب صرصر اصلی بچاس قدم پر ہے دوڑی ہوئی چلی
آتی ہے غل مچاتی ہے عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ تو حیران ہو گئے ہین مین عمرو سی ہاتھ کو ران پر
رگڑ کے دیکھیے آپ کا کمال آپ کی دستگیری کریگا صاف آئینہ ہوگا افراسیاب نے منہ پھیر کر
ران پہ ہاتھ رکھا عمرو نے بجتی حلقے کمند کے مارے پلک جھپکنے کی دیر تھی ادھ کلکرا افراسیاب
بلبلاتا تڑاق سے جا ب مارا افراسیاب زمین پر گرا صرصر دوڑی بھلا نگوڑے تو نے غضب
کیا شہنشاہ کو بیہوش کرلیا یہ کہکر تیغ کو بغل مین رکھکر مارا عمرو نے جست کرکے خالی دیا مخمور کی زبان
سے سوزن نکالا مخمور نے کہا خواجہ بھاگو عمرو نے کہا تم جاؤ ہم چلے آتے ہین صرصر نے جو دیکھا کہ
مخمور کی زبان سے سوزن نکل گیا ڈری کہ مجکو نہ پکڑے نخل کی آڑ مین چھپ گئی خواجہ عمرو نے
جب دیکھا صرصر غائب ہوئی مخمور نے چاہا کہ عمرو کی کمر مین پنجہ دے عمرو نے کہا مین اپنا گار

کاٹ لونگا جان دیدونگا مین تاج تو اسکا ہے لون دو چار کوڑی کا روزگار تو کر دن بال بچون کی فکر ہی سویرے سویرے نہی ہوگی تو سارا دن خالی جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا مخمور تو چرخ مارکر بلند ہوئی عمرو نے کمند پھینک کر تاج تو افراسیاب کا کھینچ لیا صرصر نے نخل کی آڑ مین دیکھا کہ مخمور چلی گئی اب نعرہ کرکے دوڑی کہتی ہوئی کہ خبردار ساربان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے تاج اُٹھاکر کہا لو جانی یہ پہنو تیرے دم کے لیے ماری فکر ہی ای صرصر غصہ نہ کرو تو ہم ایک بات کہین صرصر نے کہا گوڑے کیا کہتا ہی عمرو نے کہا مجکو کئی برس ہو چکے کہ تمپر عاشق ہون اپنے قول کا صادق ہون جو تو نے مجھ سے نکاح کرلیا ہوتا کیسے عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہوے ہوتے طرار مکار عیار تمکو کمائی کھلاتے ضعیفی مین کام آتے آج تو گلے مین ہاتھ ڈالدے ایک بوسہ مین لون تو بھی مجکو پیار کرلے صرصر نے کہا گوڑے اسی ہوس مین مریگا اور خنجر کھینچکر آپڑی عمرو سمجھا اب یہ افراسیاب کو ہوشیار کردیگی کار عظیم درپیش ہی شبنم گوہر پوش کے قید ہونے کا بڑا پس و پیش ہی یہ سوچکر چوٹین بچاتا ہوا ایک جانب نکلگیا صرصر نے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا افراسیاب کانپتا ہوا غصہ مین اُٹھا پوچھا یہ ساربان زادہ کہان گیا صرصر نے کہا حضور مین چیختی رہی آپ نے کچھ خیال بھی نہ کیا وہ ہوا کا خواص رکھتا ہی میرے روکے سے کیا رکتا اڑ کر نکلگیا افراسیاب نے کہا مین ہی جاتا ہون مشکین باندھکر عمرو کو لاتا ہون صرصر نے کہا حضور آپ طرف باغ سیب کے تشریف لیجائین کنیز جاکر فکر کرتی ہی حضور کے سر انور پر تاج بھی تو نہین ہی دنیا عجب مین ہی سرکار کو سر برہنہ دیکھکر دشمن مضحکہ کرینگے دوست ٹھنڈی سانسین بھرینگے افراسیاب مجبور ہو طرف باغ سیب کے روانہ ہوا ڈوپٹہ کمر سے کھولکر سر پر لپیٹ لیا صرصر مثل باد صرصر کے تلاش عمرو مین گئی خواجہ عمرو لشکر مہرخ مین آئے مخمور بھی پہنچی سب کو خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی عمرو نے پوچھا چالاک برق پلٹ کر نہین آئے ملکہ مہرخ نے کہا کچھ کیفیت نہین معلوم عمرو نے کہا ای ملکہ عالم بخدا مجکو شبنم گوہر پوش کا بڑا غم ہی مین اُسکی رہائی کی فکر مین جاتا ہون اتنی ہی سنگنی ملی ہی شبنم کی خالہ کا سمنکال جادو نام ہی پرچہ مین حکیم افراط ثانی کے اول مین بھی نام ارقام ہی کوئی صورت ابھی رہائی اسد غازی کی نہین ظاہر ہوئی حساب سے ایک ہفتہ باقی ہی دربار مین شور گریہ و بکا بلند ہوا ہر ایک نے کہا خواجہ دیکھین

گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون کیا دکھاتا ہے جب ذکر اسد آتا ہے کلیجہ کانپ جاتا ہے عمرو
نے کہا پروردگار مالک ہے دیکھو ہر مشکل لاحل کو وہی آسان کریگا دامن آرزو گل مدعا سے
بھریگا مگر لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکر سامنے ملکہ مہرخ کے عمرو نے قطورہ زربفتی و بیاپۂ شترلائی
و گوپھن عیاری حیلہ ہائے ناق سے اپنے کو آراستہ کیا سب سے رخصت ہوکر تلاش میں قصر
ملکہ سمنکال کے روانہ ہوا انکو راہ میں چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گہرریزی کلک جواہر سلک کی ذکر رباعی ہنر بر
بستۂ صاحبقرانی زینت آرائے سریر سلطنت جہانبانی قرہ باصرہ مکنت
وحشمت غرہ ناصیہ جرأت وہمت صاحب لوائے صفوف آرائے میدان
صولت وجلالت گوہر دریائے سخاوت دکان جواہر مروت نظر کردۂ
بزرگان دین صاحب عز وتمکین پروردۂ مہد جانبازی شہسوار عرصۂ
یکہ تازی تاجدار اقلیم سرفرازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی میں
دریائے مضامین جلالت آئین میں برائے جستجوئے گوہر مراد یوں
غوطہ زن ہوتا ہے عیاریان خواجہ عمرو کی جانبازی بہتر قران نامور کی خراجگزاران
افراسیاب کا زیر گنبد نور جمع ہونا برائے ملاحظہ قتل اسد غازی سامان
میلہ وجشن از در شہر ناپرسان تا کوہ مروارید آمادہ مرگ ہونا سرداران
عمرو کا اور مشہور ہونا کہ خواجہ عمرو قتل ہوگئے فکر سے خواجہ کے رہا ہونا
اسد نوجوان کا ساقی نامہ مصنف

ساقی مئے عیش و عشرت آمیز	لا جلد پلا دلال گلریز	اب دل کو ہے تاک دختر رز کی
پلوا کوئی ساغر گلابی	دے بادۂ عیش خم کی ہے تیز	میلے کی کرون ادھر ادھر سیر
کر اتنی ذرا تو مہربانی	دے مجکو شراب ارغوانی	میخانے میں تیرے جگمگا ہے
مجمع رندون کا جابجا ہے	گلرنگ شہ دے شراب منجواہ	ہو عشق صبوح کے دلکو بھی چاہ
میخانے میں تیرے اک ہی میلہ	بلوہ کرتا ہے کیون جمیلہ	میخوارون سے ساقیا خموشی
سمجھا ہے تو سہل میفروشی	دو چار پلا دے بھر کے ساغر	احسان ترا ہما رہے سر پر

کچھ طلسم کا رنگ اب جماؤں
میلے کا نیا سمان دکھاؤں
بولا ساقی پھر سے ساغر
جم جم یہ پیوے مے مطہر
روشن تو کرے قمر یہ سیر
مجلس جشن کی ہے خوشی سراسر
مجلس شادی و خرمی کی ہے دید
کیا آج کوئی سعید ہے عید
میں نے کہا کچھ نہ پوچھ ساقی
رکھنا نہ دقیقہ کوئی باقی
عمدہ سے جو عمدہ ہو وہ مولا
چھک جاؤں سرور میں وہ پیالا
...ون سے جلیگا آج وہ گل
سو جان سے فدا ہے جیسے بلبل
نرگس بیمار ہے اُسی کی ؛
مشتاق و نزار ہے اُسی کی
وہ مردم چشم گلرخاں ہے
وہ رونق صحن بوستان ہے
...رفت میں ہمیشہ اُسکے سنبل
پیچ ہے شکل مار و کاکل
ہے داغ بدل الم سے لالہ
لبریز ہے خون دل سے تھالا
سربستہ جو غنچہ چمن تھے
اب ہو ینگے پھول وہ بھی کھلکے
...کتے میں کھڑا ہوا تھا شمشاد
اب ہوگا غم و الم سے آزاد
سوسن کو چمن میں تھی خموشی
...کر یہ زبان وہ بھی اب کرے گی
مرغان چمن تھے نغمہ بھولے
ہو وینگے شگفتہ اب خوشی سے
سبزے کو خوشی ہوئی یہ تازہ
مخمل کا بچھایا سبزہ جادہ
صحرا صحرا لہک رہا ہے ؛
...گل کی طرح مہک رہا ہے
سب کو جو سرور لاتعد ہے
اب فکر رہائی اسد ہے
شیر اسد وہ فرد و یکتا
حالات میں ہے کون اُسکا ہمتا
اللہ رے ہمت و جلالت
...شان وہ شکوہ وہ شجاعت
شیروں کا ہے زہرہ آب ڈر سے
عفریت نہ لاسے تاب ڈر سے
...بھی خوشی سے بیخودی ہے
لا جلد پلا دے ساغر مے
میلہ اُسی جشن کا ہوا ہے
...چمن کرے نیا سمان ہے
پی پی کے شراب اب میں جھوموں
ہر سمت برائے سیر گھوموں
...جلسہ کا منتظم ...
جو صورت مہر جلوہ گر ہے
یوں لکھتے ہیں راویان جانباز
...بسمت ہے سوز نیک جانانہ
لشکر میں عمرو کے رنج و غم ہے
حیرت عشرت میں دمبدم ہے
...وہ رنگینیاں عیاں ہیں
یاں غم ہے اُدھر کو شادیاں ہیں
غواصان قلزم زخار مضامین و

...وران دریائے بیکنار فصاحت آئین طراران میدان جانبازی و عیاران سرفروش بازار ...طرازی شاطران خنجر گزار دواسیسان اخبار عشرت آثار فکر و جستجوے حالات حیرت آیات ...رقم کنا میں یوں قطرہ زن ہیں قطعہ سہ چیز آمد مسلم نزد شاہان ؛ ہنر یا مال یا مرد سخندان ؛ ...از مال و ہنر چیزے ندارم ؛ یکے فضل سخن دارم بیارم ؛ شعر بیایم بار دیگر میں بگفتار ؛

درون سینہ دارم قصہ بسیار * اِس داستان شوکت بیان کو جیسا دل کو نہین منشی احمد حسین قمی نے بیان کیا ہر مشغل و ہنر شناس یہ قمر بطرز نو لفظاً لفظاً تصنیف ملکہ تالیف گزارش خدمت سامعین مین کرتا ہی اس داستان کی تصنیف مین خون دل کھایا ہو بڑے بڑے جلسون مین شاہزادگان والاحتشام و رئیسان عظام کو یہ مضمون سُنایا ہی خلعت تحسین و آفرین پا چکا ہون مال دنیا کے بھی مزے اُٹھا چکا ہون اب یہ مضمون فرحت آگین مشتہر ہوتا ہی صاحبان خاص و عام سے اُمید ہی روز مرہ کے لفظ لفظ مین بعید ہو حرف حرف ملاحظہ فرمائین جہان جہان غلط ہو اصلاح دین عیب کو چھپائین سبحان اللہ وللہ المصنف کا شاد کرین بدی کا خیال نہ کرین بنام نیکی یاد کرین اول ایک غزل عاشقانہ لکھنا ضرور ہی اس وقت اس مضامین فرحت آگین کو تحریر کرتا ہون طبیعت سروری

غزل

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اُٹھے
یان ملک روئے کہ اُسکو بھی رُلا کے اُٹھے
گر ہو دل مین خیال نگہ خواب آلود
دل چُرا بیٹھے وہ جب آنکھ چُرا کے اُٹھے
ہو خدا یا شب یلدا رہائی یارب
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے
سوزش دل سے ہو کیا ہی مین پانی پانی
پانون کیا کوچہ مین اُس ہوش ربا کے اُٹھے

کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے
ویسے کیونکر نہ دھوان سا تم ہوا کے اُٹھے
درد کیا کیا اثر خفتہ جگا کے اُٹھے
گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ تھا کہ حرف غلط
لعنت اسے کہین ہم دنیا کا اُٹھے
مین دکھاتا نہین ناثیر گریہ قدر سے
وہ جو پہلو سے سینے مین بٹھا کے اُٹھے
شمر موج کے بڑے بیٹھ کے اُسکے آگے

آج اُس بزم مین جو کان اُٹھا کے اُٹھے
شعلہ تپ غم سینہ جلا کے اُٹھے
شمع کے جوسکا محفل مین جو مذکور
ایک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے
آن سے گری یہ کہ ترے سوختہ دل
ضعف کے ہاتھ سے کب قت نہ اُٹھا کے
ہی یہی مانند نشان کف پا بیٹھ گئے
خوب احوال دل زار سُنا کے اُٹھے

واضح رائے بیضا ضیا ہو کہ خواجہ عمرو و مہتر برق و چالاک نامدار براے تلاش ملکہ شبنم نوہر لوچہ بصد جوش و خروش اپنے مقام سے روانہ ہوئے اول مہتر برق جالاک بن عمرو با تنہا عیاری سے آراستہ اُٹھا ہوا جاتا ہی دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار فرح و دلکشا جا بجا نہرین سلسبیل آئین آب صاف و شفاف جسکے سامنے آب گوہر جیسے آبرو بحر بہر و لب جو قمری معروف کو کو جا بجا زمزمہ سرا ہزار بان ہیزبانی تعریف باغبان تقضا قدرتی کی ہے مین کسی جانب طاؤس رقصان کسی سوے سنبل پریشان تدرو خوش رفتار خرام ناز معشوق کا مزا دکھاتا ہی عندلیب خوش نوا کا دل بہلا ہی ایک جانب ایک قصر عالی بلند مرتفع چھت پردے سے آراستہ چند نازنینان مہ جبین پری چہرہ

مہر تمکین اُس قصر مین اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین بارہ دری مین ایک مسند پر تکلف پر ایک
شاہزادی خوش سیر بصد زیب و فر متمکن ہی چالاک نے کہا ارے آگر اپنی صورت صبا رفتار
گلسند انداز کی بنائی یہی فطرت ہاتھ آئی کہ جلکر دریافت کیجیے کہ اس شاہزادی کا کیا نام ہی یہ کہتا
ہی دل سے باتین کرتا ہوا بصورت صبا رفتار سامنے قصر کے آیا سب کنیزین پکارتی ہوئی
دوڑین ارے خیلہ صبا رفتار کہان جاتی ہی بڑی بیمروت ہی لمحہ بھر ٹھہرنا دشوار ہی تھوڑی دیر مین
چلی جانا ہم جانتے ہین بڑی خوبصورت ہو چاہنے والون سے فرصت نہوتی ہوگی مگر ہون سے
ہمارا نام لے دینا چالاک بھی ہنستا ہوا اُنکے منہ چڑھاتا ہوا کوئی ارے بیمروت کہکے لپٹ گئی کوئی
دوپٹہ پکڑ کے کھینچنے لگی کسی نے اُگال منہ سے نکال کر پھینک مارا کسی نے کہا ارے مدت سے
کہان تھی چالاک بھی ویسا ہی جواب دیتا ہی کسی کے منہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کا بوسہ لے لیا اُن سب سے
باتین کرتے کرتے چالاک نے پوچھا بی بی کیا کر رہی ہین ارے اچھال چھکا مین تیری بی بی کا نام
ہی بھول گئی ایک نے کہا صبا رفتار دن بدن تم بھی ہوتی جاتی ہو ہماری بی بی ملکہ آہو چشم آج بڑے
تردد مین ہین صاف کہتی ہین بھی نہ ہی ہوا صبا رفتار بڑا غضب ہوا ہمنے فقط سنا ہی کہ عمرو عیار نے
بی بی شبنم گوہرپوش پر کچھ سحر کر دیا وہ مسلمان ہو گئین حیرت کے نوکرون کو قتل کیا انکی خالہ سمنگال جادو
کو خبر ہوئی ہو تم جانو وہ تو اسکے وقت کی ہین اُنھون نے سلح شور جادو کو بھیجکر پکڑ منگوایا اُدھر ہی
سے قفس مین بند کرکے بھیجا ہوا مجھے وہ بھولی بھولی صورت دیکھکر بڑا رحم آیا سمنگال جادو نے
ہماری بی بی آہو چشم کو لکھ بھیجا ہی کہ اپنی گوئیان کو آکر سمجھاؤ ہماری بی بی جانے کی تیاری کر رہی ہین
یہ سنکر چالاک کنیزون کے ساتھ ساتھ اندر قصر کے آیا ملکہ آہو چشم کو سلام کیا آہو چشم نے کہا
صبا رفتار کہان سے آتی ہی چالاک نے کہا حضور طلسم ہوشربا مین آگ لگی ہی گھر گھر تباہی ہی
جہان دیکھو آفت برپا ہی عیارون نے ہنگامہ ڈالدیا ہی اسی فکر مین نکلی ہون آپ سے بھی کچھ
عرض کرنا ہی ذرا کنارے چلیے تو عرض کرون آہو چشم اُٹھ کھڑی ہوئی گھبرا کر کہا کہو صبا رفتار
خیر تو ہی کہا حضور خیر و شر کا حال خدا ہی قتل اسد غازی کی تاریخ قریب ہی آفتاب لب بام وہ
بے نصیب ہی شاہان اولوالعزم جمع ہونگے مہرخ صبا کہتی ہین ہم اسد کو چھڑا لینگے اپنی جان
لٹا دینگے مجنون کو سودا ہوا ہی شاہنشاہ سے کیا لڑ سکینگی اٹھارہ سو ملک کا مالک جادو عالم سحر

وشعبدے کا سالک ہر دان ہمہ گیر خوش تدبیر صاحب فوج کثیر آہو چشم کہتی ہو اے صبا رفتار یہ کہتی ہو
بادشاہ کا مقابلہ کرنا کیا آسان ہو ان لوگون کی سرکشی سنکر دل پریشان ہو ہمین تو لیوا بہار سے
محبت ہو اب مجھ سے نہین نکال سکتی کوئی ہن بائے شہنشاہ سے کہے وہ کہین کہ بہار سے
لگاؤ ہو تو یہ بھی باغی ہو چالاک درست درست کہتا ہوا ملکہ آہو چشم کو تنہائی مین لایا عیارون کی
عیاری کا ذکر کرنے لگا کہ عیارون نے بڑے بڑے ستم برپا کیے شہنشاہ کو کیا کیا دھوکے دیے
آجکل سکونت صحرا مین ہو ہمین بجھائے دیتی ہون کسی غیر کو یہان آنے نہ دینا کہ ہمسے مکارونکے
بھی رہنا آہو چشم نے کہا بوا صبا رفتار تمھاری مہربانی ہو میرے یہان نگوڑے عیارون کا کیا
کام مین اپنے قصر سے نہین نکلتی یہ باتین کرتے کرتے چالاک نے خاصدان سے گلوری نکالی
آہو چشم کو کھلا کر بیہوش کر کے اسکو تو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ اسکی شکل بنکر نکلا کنیزون
کو آواز دی تخت تیار کرو قصر پر ملکہ سنکال کے ہمکو لیچلو سحر کرنے کی تاب ہے ہمنے قسم کھائی ہو روز قتل
اسد غازی جب لشکر مہرخ سے مقابلہ ہوگا اسی دن سحر ہو نگے مہرخ و بہار کو قتل کرین گے
کنیزون نے کہا واری آپ کو سحر کرنے کی کیا حاجت ہو ایسی کونسی ضرورت ہو یہ باتین کرتا ہوا چالاک
تخت پر سوار ہوا پانچ کنیزین ساتھ لین تخت اڑاتی ہوئی طرف قصر سنکال جادو کے چلی
اب مہتر برق فرنگی کا حال سنیے یہ ایک جادوگر بنا ہوا تردیتا ہوا جاتا تھا قریب ایک باغ
کے پہنچا دیکھا چوبدار وغیرہ در باغ پر ایستادہ ہین مگر برق نے پہچانا کہ سرما سے برف انداز
کے بہت سے ملازم زیر دیوار باغ ٹہل رہے ہین عقل سے دریافت کیا شاید سرما سے برف انداز
اس باغ مین آیا ہو آج بن پڑے تو انھین کو ٹھنڈا کرو یہ سوچ کر بشکل صرصر شمشیر زن در باغ
پر آیا صرصر حسین تو انتہا کی ہو ملازمان سرما نے پکارا بی صرصر کہان سے آئی ہو برق نے
منہ بنا کر کہا تمھارے منہ مین آگ لگانے آئی ہون جہان نگوڑون نے دیکھا کھنکھارنے لگے
نگوڑے آنکھوں مین کھائے جاتے ہین جاکے اپنی بٹیا بہنیا کو تاکو نگوڑو گھر کی تو خبر لو دو چار قہقہہ
مار کر ہنسے کہا بی صرصر تم تو ہوا سے لڑتی ہو تم سے بات بھی کرنا دشوار ہو آج کل زبان بہت کھلی
ہو صرصر نے کہا کسی کی دبیل نہین ہون سامری جمشید شہنشاہ کو سلامت رکھین کوئی ٹیڑھی نگاہ
اٹھائے تو آنکھین نکلوا لون ابھی جو شہنشاہ سے کہدون تو معلوم ہو کیہان نے آکر صرصر کا

ہاتھ تھام لیا کہا ای صرصر کیون خفا ہوتی ہو یہ پیادون کا فرقہ ہی مگر خدا نے حسن ہی ایسا دیا ہے
برق نے تیوری بدل کے سر جھکا لیا کہا کیدان صاحب یہان کہان آنے کا اتفاق ہوا کیا
وزیر صاحب بھی آئے ہین کیدان نے چپکے سے کہا اس باغ مین ملکہ عجوبہ جادو آشنا وزیر صاحب
کی رہتی ہین کبھی کبھی چوروں سے چھپ کر چلے آتے ہین مزے اڑاتے ہین صرصر نے کہا میان
کیدان صاحب خوب بتایا مجھے ناحق بڑھوتی مکان پر سے جا کر لیٹنا پڑتا اب جاتی ہون
پیغام شہنشاہ کا دے کر چلی جاؤنگی یہ کہکر اندر باغ کے گیا دیکھا نہایت باغ پربہار نخل قطار
در قطار گلہائے رنگارنگ شگوفہائے بوقلمون سرو شمشاد قد معشوق اکڑا رہے ہین گلچین و باغبان
جوش بہار دیکھکر اتر رہے ہین ہر نخل سرسبز و شاداب چشمون کی آب و تاب دیکھکر آب گوہر بیتاب
حباب چشم معشوق کا سمان دکھاتے ہین نخل جوش بہار سے پھولون مین نہین سماتے ہین حوض مین
فوارے چھوٹ رہے ہین خزانے مروارید بے بہا کے لٹ رہے ہین برق فرنگی بشکل صرصر
ہوائے باغ کھاتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا سرما برف انداز مسند پر پہلو مین ملکہ عجوبہ
جادو جام شراب چل رہے ہین دو صفے گل رہے ہین برق واسطے تسلیم کے خم ہوا سرما نے پوچھا
ملکہ صرصر کہان سے آئی ہو یہان کا ذکر ہمارے گھر مین نہ کرنا ناحق کا فساد ہوگا موجب تو ہمارا گھر سے
نکلنا ہوتا نہین شہنشاہ نے حکم دیا کہ جا کر سمنکال جادو سے ملاقات کرو اسکو لا کر سرحد باغ سیب
مین بسا دو شاہ کا کچھ اسمین مطلب ہوگا مین نے دیکھا دن زیادہ ہے یہان ٹھہر گیا برق نے تیوری
بدل کر کہا واہ وا وزیر صاحب آپ نے کیا مجکو احمق نادان بنایا ہے مین بیٹی لگی نہین ہون لگائی
بجھائی سے مجکو نفرت ہے مین جہان کی بات دیکھتی ہون وہین ختم کرتی ہون سرما نے کہا ملکہ صرصر
ہنسنے آمد سخن مین کہا تھا سو ہم خوب جانتے ہین یہ تمہارا شیوہ نہین ہی صرصر نے کہا حضور آپ نے
ملکہ شبنم گوہر پوش اور ملکہ سمنکال کا نام لیا آج سب عیاران لشکر برائے رہائی شبنم نکلے ہین محل
سمنکال مین آ کر پڑے گی ذرا سمجھ بوجھکر وہان تشریف رکھیے گا سرما نے کہا صرصر تم بھی ہمارے
ساتھ چلو آج شب بھر وہان رہنا ہوگا سمنکال مجکو آنے نہ دیگی بڑے لطف سے دعوت کرے گی
بہت خلیق ہی ہمتا کی لیق ہے برق نے سر جھکا کر کہا آپ کی خوشی اس محفل مین شب کو دھما چوکڑی
ضرور ہوگی اگر مجکو آپ لیے چلتے ہین تو بھی سمنکال سے کہکر انتظام شراب میرے سپرد کرائیے گا

دھوکا نہ کھائیے گا صرصر نے کہا وہان اپنا اختیار ہی مگر صرصر ضرور چلو تمھارے کہنے سے مجکو بھی خوف
پیدا ہوا حقیقت مین عمرو وغیرہ ضرور آئینگے صرصر نے جواب دیا آئینگے تو ذلت بھی اٹھائینگے سرما
نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھایا تجر جادو کو بھی ساتھ لیا تخت اڑا کر طرف قصر سمنکال کے روانہ
ہوئی دو کلمہ داستان ملکہ سمنکال کے سنیے جب آسنے اپنے بھانجی کے مسلمان ہونے کی خبر پائی بہت
گھبرائی روئی پیٹی سلخ شور جادو کو روانہ کیا قفس مین بند کرکے لایا سامنے سمنکال کے پہونچایا
سمنکال قید مین دیکھکر سر پیٹنے لگی کہ ہی بچی اسی دن کے لیے پالا تھا کہ تجکو اس حال سے دیکھا ہائے
موئے عمرو نے کیا سحر کیا ہماری محبت کو فراموش کر دیا مین نے اپنی ساری جوانی تیرے گنوائی پہلو مین
تجکو لیکر سوتی تھی رات ساری جاگ کر بسر ہوتی تھی اب نام خدا جوان ہوئین ہماری جانبداری کو فراموش کیا
ارے بی بی واسطہ ساری کا توبہ کرو مین تمھین قفس سے نکالون زخمون مین ٹانکے دون تصدق اُتارون
اپنے کو چہرے واروں شبنم کی زبان مین سوزن ہی کلام نہین کیا جاتا بمشکل جواب دیا خالہ امان
آپ ناحق جان دیے دیتی ہین نہ مجھپر کسی نے سحر کیا نہ جادو کیا مین نگوڑے عشق وعاشقی کا نام نہین
جانتی مذہب مسلمانون کا پسند آیا افراسیاب کے نام سے نفرت ہوئی بی حیرت نے سر دربار بلا کے
ذلیل کیا وہ کلمے کہے جو کبھی کانون نے نہ سنے تھے مین غدر کرتی تھی کہ عمرو کے گرفتار کرنے کو لشکر
مسلمانان مین ہی تھی وہ مکار غدار بنا کے لگین عمرو نے آکر مجکو بچایا اگر سرداران اسلام نہ آجاتے
ہم قبو مین سوتے ہوتے وہ سب ہے محسن ہین میری جان بچائی جا ہو قتل کرو چاہو جشو مین مسلمانونکا
ساتھ نہ چھوڑونگی یہ سنکر سمنکال بہت جھنجھلائی سیکڑون کنیزین گرد جمع ہوگئین جانون باتون کرتی
تھین کوئی کہتی ہی بی بی خالہ امان کو یون جواب دیتی ہو دو ہی دن مین دیدہ پھٹ گیا ایک کہتی ہی یہ
تو عاشق مزاج نہ تھین اب تو آثار حضرت عشق کے چہرے پر پائے جاتے ہین ہونٹون پر پپڑیان
سوے زلف پریشان آئینہ رخسار آئینہ سان حیران ایک نے کہا حرامزادی چپ رہ اپنی خالہ کی
لاڈلی ہین لاڈلی بچیان دیوارین پھاندتی ہین ہم جو بچی سمجھاتے ہین تو بی سمنکال خفا ہوتی ہین
کہ میری بچی پر طعن وتشنیع نہ کرو میری بچی گھٹ گھٹ کر دبلی ہو جائے گی یہ باتین ہو رہی تھین سمنکال
کو سنانا ملکہ شبنم کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ آہو چشم سنہ بولی بہن ملکہ
شبنم کی تخت پر سوار تاج جواہر نگار سر پر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چند کنیزین ساتھ تخت

آکر آتر آہوچشم نے سمنکال کو سلام کیا سمنکال گلے سے لگا کر رونے لگی کہا بیٹا آہوچشم
تمہاری بہن وحشی ہوگئی جو کڑوی بھولی ہمکو آنکھین دکھاتی ہے ساتھ والیون سے شرماتی ہے آہوچشم
نے کہا خالہ اماں مین تو اسی واسطے دوڑی آئی ہون میری بوا کو کیا ہوا ارے میری بھولی بہن کو کسنے
بہکا دیا ستیاناس گئی مسلمانون مین کس واسطے گئی وہ تو سب بھوت پریت ہین آنکھون مین نگوڑون کے
سوجھنی ہے جو انمین جاکر بعینہ سامری جمشید کو بھولگیا بی بہار صاحب سرو قد غنچہ دہن پھول سے عارض
صراحی ساگلو شمع سی تن خوش رفتار آئینہ رخسار افراسیاب کی منظور نظر بیکایک بہن سے لڑ کر
مسلمانون پر جا پڑین جاتے ہی عمرو کی شریک ہوگئین بی بہار نکل گئین باغ سب برباد ہوا خالہ اماں
انصاف توکرو جس باغ مین بہار نہو وہ باغ ہے کہ کلیجہ کا داغ ہے کانٹا اسکی محبت کا دل مین شہنشاہ
کے کھٹکتا ہے اُس سرو قد کی یاد مین مثل قمری کے کوکتا ہے بھلا ابھی قید بھی ہوئین ذلت اُٹھائی مگر
راہ پر نہ آئی دیکھیے ہمشیرہ صاحبہ کیا کرتی ہین مگر خالہ اماں خفا نہو تو مین کچھ عرض کرون چھوٹی
ہون بات بڑی کہونگی انصاف کے مقام پر خاموش نہ ہونگی خطا معاف آپ کی جاؤن جاؤن
آٹھ پہر کی کانون کانون نے یہ آفت برپا کی آپکی صحبت سے بیزار ہوکر باغ مین رہین نوجوان
ستانیان نوکر رکھی گئین جب کبھی مین نے جاکر دیکھا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہے دونون وقت ملتے کرین
ہوئی دوڑی دوڑی پھرتی ہین وہ نگوڑیاں کھل پائیان ساتھ ہین آنکھ مچولا چادر چھپولا ہو رہا ہے
مین ہمیشہ کھٹکتی تھی کہ دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے یہ کہکر بیلے خوب رویا پھر کان مین جھک کر کہا اب
آپ زیادہ ظلم و بدعت نہ کیجیے میرے کہنے پر رہیے مین اچھی طرح سمجھا لونگی صبح تک آپ کے قدمون پر
گرادونگی سمنکال نے ہاتھ باندھے کہ بیٹا آہوچشم مین تیری لونڈی ہوجاؤنگی جو تیرے نزدیک
بہتر ہو وہ کر چالاک نے کہا قفس تو الگ رکھوا دیجیے کنیزون وغیرہ وہان نہ جاوین سمنکال
نے کہا کہ قفس صاحبزادی کا کنجی مین رکھ دو خبردار وہاں کوئی نہ جائے آہوچشم ہماری چھوکری جو
کہے وہی کرنا کنیزون نے قفس اُٹھا کر ایک کنجی مین رکھدیا مودب سامنے سمنکال کے بیٹھا
دل مین سوچ رہا ہے کہ کس صورت سے تقریب شراب کی کرون یہ سب بیہوش ہون ملکہ شبنم
کو رہا کرون اس خیال مین تھا کہ ہوائے سرد چلی ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے ابر شق ہوا دیکھا
سرہانے برف انداز ایک بہلی مین اسکی معشوقہ شجر جادو مع چند کنیزون کے گوشہ تختہ پر ملکہ

باتہاے عیاری سے آراستہ سرما سے برف انداز سے گرسیان کرتی ہے چالاک کے ہوش
اڑ گئے کہ یہ تو غضب ہوا والدہ ماجدہ آن پہنچیں اب ہوا بگڑی صرصر کے سامنے تیزی ہوا نہ بندھیگی
آتے ہی پہچان لیگی سمنکال سرما کو دیکھکر کھڑی ہوگئی سماعت سے آثار صرصر بھی کو دی
سمنکال نے کہا وزیر صاحب آپ نے سنا ہمارا گھر برباد ہوتا ہے اپنی تباہی پہ ہر وقت روتا ہے
سرما نے کہا میں اسی واسطے حاضر ہوا ہوں شہنشاہ نے مجکو بھیجا کہ شبنم کو بھی جاکر سمجھاؤ اور ملکہ
سمنکال سے کہو کہ آکر سرحد باغ سیب میں بسو جبتک طلسم کشا قتل نہو جائے سرحد سے باہر
قدم نہ نکالو سمنکال نے گھبرا کر کہا اس سے کیا فائدہ گھر بسا بسایا کیونکر چھوڑوں سرما نے کہا
یہ مقدمات راز و نیاز ہیں بروقت سمجھا دینگے سمنکال نے کہا چھوکری کے بارے میں کیا ہوگا
صرصر بول اٹھی بی سمنکال کیوں گھبراتی ہو ہم اسی واسطے آئے ہیں بی سمنکال ابھی انتظام
ہوا جاتا ہے بوڑھا چونڈا ہلاتی ہو ناحق کی باتیں بناتی ہو صاحبزادی نے کسی کا گھر لوٹ لیا کسی
کی دیوار پھاندی کسی سے نین مٹکا کر لیا بی حیرت نے کلمات سخت کے صاحب شوکت صاحب
لیاقت بگڑ گئیں عمر وعمرو پکارنے لگیں جسکی جان اور آبرو پر بنے تبلاؤ بی سمنکال وہ کیا کرے
بڑے بڑے رستم جان جانے کے وقت گھبرا جاتے ہیں دامن بے حیائی سے منھ چھپا لیتے ہیں آپ نے
بھی غضب کیا میاں سلح شور کو بھیجا انھوں نے بھی جرات دکھائی گرفتار کر کے قفس آہنی میں
بند کرلیا اب تبلاؤ آدمی کو ناگوار ہو کہ نہو کوئی صاحبان لیاقت کو جوتیاں مار کر نہیں سمجھاتا ہے
بی سمنکال خفا نہو نا پانی کا ہنگامہ منھ پر آتا ہے چالاک بیکل آہ چشم صرصر کو دیکھکر منھ چھپائے
بیٹھا تھا اب جو اسطرح کی باتیں سنیں کان کھڑے ہوے دل سے کہتا ہے یہ باتیں تڑاق پڑاق
ہمارے بھائی برق کی معلوم ہوتی ہیں ڈرتے ڈرتے منھ پھیر کر دیکھا بھوری بھوری آنکھیں
دیکھکر پہچانا اب تو چالاک اٹھا کہا بی صرصر میاں جی سلام برق نے آنکھ بتائی ایک نے دوسرے
کو پہچانا خوب آپسمیں اشارے کنائے ہوے برق نے کہا بھائی چالاک ابھی سب کو مارے
لیتا ہوں چالاک نے کہا میں رنگ بجا چکا ہوں برق نے پوچھا ملکہ شبنم کہاں ہیں چالاک نے
اشارہ کیا پنجڑی میں قفس رکھا دیا ہے آج تو وزیر اعظم کی بھی گردن ہے چالاک نے کہا اب کہاں جائینگے
سرما قریب آن کر ملکہ سمنکال کے بیٹھا سمنکال نے کہا سامان عیش و عشرت مہیا کرو سرما نے

کہا بی سنکال انتظام شراب وکباب بی صرصر کے سپرد کرو اسی واسطے مین ساتھ لیتا آیا ہون آج
ضرور عیاران اسلام عمرو وغیرہ ادھر کا قصد کرینگے انکے سامنے کیا مجال ہو کہ آسکین بخوبی
ایک ایک کو پہچانتی ہین انکو گرفتار کرلینگی اور ہمیشہ شراب پینے مین احتیاط کیا کرو رہائی اسد غازی
قریب ہی عمرو دنیتین بربا کریگا ہم لوگ فکر قتل مین مسلمان ذکر رہائی مین جسکی چل جائے سنکال
نے کہا ای وزیراعظم بہت مناسب کیا صرصر یعنے برق نے بڑھکر کلید میخانہ کی لی اب چالاک و
برق خوش ہین کہ سب کو مارکر محفل درہم وبرہم کرینگے چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان کنیزین محفل
مین آراستہ کررہی ہین برق نے گلابیان نکلوانے کا قصد کیا ہی چالاک کا اشارہ ہو کہ ہان بھائی
جھٹ پٹ داروے بیہوشی ملاؤ برق چلا ہو کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور کے جشن کا ذکر
سنکر ایک کلاونت دربدولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہی سنکال تو خود چاہتی تھی کہ آج ایسا سامان
مہیا ہو کہ وزیراعظم دستور معظم افراسیاب خوش ہوکر کہے کہ اسطرح کا جلسہ کبھی صحبت شہنشاہ افراسیاب
مین بھی نہین ہوا حکم دیا بلاؤ برق وچالاک گھبراکر دیکھنے لگے آپس مین اشارے ہوئے
چالاک نے کہا بھائی برق شائد قبلہ وکعبہ آپہونچے یہ ذکر ہی تمام نہوا تھا دیکھا ایک شخص نحیف
وضعیف آب روان کا کرتا زیب جسم شربتی کا پاجامہ اگلی وضع کا سفید ڈاڑھی تانیاف پاؤن مین
رعشہ طنبورہ کہنہ کاندھے پر منھ مین ایک دانت مگر چوٹا مزیدار سرخ چیرہ سر پہ گاڈری جو کھائی
ہی پیک گرہی ہو نصف ڈاڑھی رنگی ہوئی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ہوا جھک کر ملکہ سنکال
کو سلام کیا عرض کی ہمیشہ اعلے مراتب رہین آفتاب سلطنت تابان رہے صرصر نے آگے بڑھکر
کہا میان گویے صاحب کہان سے آتے ہو بڑے میان گھبرا گئے بغلین جھانکنے لگے سرجھکاکر کہا
حضور مین نے پہچانا نہین آپ کون صاحب ہین صرصر نے کہا آپ نے ہمکو نہین پہچانا صحبت مین
شہنشاہ افراسیاب کی آپ آکر گائے تھے اب آپ کی آج یہان بڑی خاطر ہوگی اچھی طرح
خدمتگزاری کیجائیگی بڑے میان نے سرجھکاکر کہا بی بی تمہاری خوشی ہو تو ہم چلے جائین تم لوگون
کے بھیک ہین مانگ کھاتے ہین بڑے بڑے لوگون کی محفل مین جاتے ہین سامری جمشید مسلمانون
کو غارت کرین جسدن سے انکا قدم آیا فیض بالکل اٹھ گیا کسی کو دمڑی نہین دیتے جابجا ملک ویران
پڑے ہین ہمارے قدردان مٹ گئے برق نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا بڑے میان صاحب

بیٹھیے حقیقت مین یہ عمرو ہین روح جسم سے نکل گئی دل سے کہا خواجہ اب پکڑے گئے یہ ظالم آپ
پکار کر کہدیگی ابھی خیر ہی نکل چلو دوسری طرف سے آہو چشم نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا میان کلاونت
صاحب ہم آپ کے قدردان ہین دل سے تمھاری خدمت کرینگے اب عمرو اور زیادہ گھبرایا کہ پکڑے
گئے برق جو بصورت صرصر ہی کہا ذرا سر تو اٹھایئے ہمسے آنکھ ملایئے گھبرایئے نہین خدمت مین
شہنشاہ کی آپ کو بڑی دھوم سے لے چلینگے عمرو نے اب جو سر اُٹھایا اس پہلو پر برق کو دوسری
جانب اپنے نور نظر چالاک کو دیکھا اب تو بڑے میان ٹھٹھا مارکر ہنسے کہا اب ہمنے بھی پہچانا
تم دونون صاحب تو ہمارے کمال سے خوب آگاہ ہو اب زیادہ لطف ہوگا برق نے کہا
بڑے میان شراب ہمارے قبضہ مین ہی عمرو سمجھ گیا کہ یہ دونون پہلے سے آئے ہین رنگ اپنا
جما چکے ہونگے شراب مین بیہوشی بھی ملا چکے ہونگے دوزانو ہوکر سامنے سمنکال کے بیٹھے سمنکال
سمجھی یہ بڈھا کیا گائیگا نخرا پن کریگا آواز بھی منھ سے نہ نکلیگی کہا اے صرصر اس بڈھے کو کچھ دلوا دو
رخصت کرو برق نے ہاتھ بڑھاکر کہا ملکہ صاحب یہ لوگ یادگار ہین تانسین بیجو باورا و میان
تان تورخان وغیرہ کی انھون نے آنکھین دیکھی ہین سماعت تو فرمایئے بہت محظوظ ہو جیئے گا
ہمنے انکو بہت سنا ہی سمنکال نے بمجبوری کہا خوشی تمھاری اب تو خواجہ عمرو نے طنبورے کو
ملایا گلا صاف کر یہ غزل شروع کی غزل

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے	نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے
وہ چلا جان چلی دونون یہان سے کس کے	اسکو تھامون کہ اسے پانون پڑون کس کس کے
پانون تربت پہ مری دیکھ سنبھلکر رکھنا	چور ہو شیشۂ دل سنگ ستم سے بس کے
کس پریرو سے شگر سے ملا دل افسوس	کشتۂ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اسکے
نالۂ اشک نہو باعث دردسر مرگ	نیہرے سر پہ لگاتا ہی وہ صندل گھس کے
کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے	جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

اس غزل سے صدائے واہ واہ بلند ہوئی عاشق دل جو تھے انھون نے کلیجے تھام لیے آنکھ
ملاکر ملکہ سمنکال سے یہ غزل زیب النسا مخفی کی گائی غزل

رفتی و نیست دیدہ و من بیخبر ہنوز	دارم خیال روی ترا در نظر ہنوز

اے گریہ ہمتے کہ زخونابہ جگر | دارم ہزار دجلہ بر چشم تر ہنوز
خاک وجود من غم ہجران بباد داد | من در ہواے وصل تو ام دربدر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خرابی ہنر شدم | دارم ہواے محبت اہل ہنر ہنوز

برق نے لاکر گلا بیان چن دین بیہوشی دل بھر کے ملائی چالاک اپنا کام کر رہے ہین ساقی بیچے شراب پلا رہے ہین رنگ محفل دگرگون بیان سرہا کے پہلو مین معشوق صدا لاؤ لاؤ کی بلند برق بھی جانبازی مین مصروف خواجہ کو ہاتھ نہین ہلانا پڑتا برق کئی مرتبہ تڑپ کر صحنچی مین پہونچا ملکہ شبنم گوہر پوش سے کہا آیا ملکہ نہ گھبرانا تمھارے واسطے تین عیار اس محفل مین موجود ہین ابھی سب کو قتل کرتے ہین تمکو چھڑا کر لیے چلتے ہین ملکہ شبنم دل مین اپنے بحال چہرہ خوشی سے لال دل سے کہتی ہو کہ ای شبنم ان لوگون کا کیونکر ساتھ مدے ہر وقت واسطے جانبازی کے موجود ہین صحنچی مین دیکھ رہی ہو برق کے کہنے پر پہچان گئی تھی کہ خواجہ طنبورا لیے گا رہے ہین برق بشکل صرصر تڑپتا پھرتا ہو چالاک گا ور یان حاضر کر رہا ہو رات تھوڑی باقی تھی اب نشہ تیز ہونے لگا سرہا کی آنکھون مین سرسون پھولی سر چکرانے لگا ملکہ سمنکال جادو سے کہا دیکھو خداوندون کے تخت آسمان سے اُتر رہے ہین اور تم تعظیم کے لیے نہین اُٹھتین بڑی بے ادب ہو سنگ سیاہ ہو جاؤگی سمنکال جادو نے کہا کہ تم وزیر افراسیاب جادو ہو پہلے تم اُٹھو مقدم ہو ادھر گھبرا کر سرہا اُٹھا اُدھر ملکہ سمنکال جادو اُٹھی ادھر کنیزین اُٹھنے لگین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے یہ سب گرے جا بجا مقتل سے اُٹھا گویا جہان سے اٹھا دھما دھم گر گر کر بیہوش ہونے لگے عمرو نعرہ کرکے اُٹھا برق نے تیغ کھینچا چالاک خنجر پکڑ کر چلا اول برق نے جھپٹ کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن کھینچا شبنم اپنے کو آراستہ کرنے لگی جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی عمرو کپڑے اُتارنے لگا زیور اُتارا اور قتل کیا لاشے جادوگرون کے برہنہ پڑے کٹنے لگے دریاے خون جاری ہوا عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ سمنکال کو قتل کرون کسی کو برق تیغ مار دیتا ہو کسی کو چالاک خنجر لگاتا ہو اندھیرے مین عمرو لوٹنے مین مصروف ہو مرنے سے ساحرون کے اندھیرا ہو گیا صداہاے مہیب آرہی ہین زمین کو تزلزل آسمان کو چکر سارا مکان پردۂ ظلمات ہو سیاہی شب یلدا کی مات ہو ظلمت آباد کنا تھیک ہو اسوقت وہ قصر مثل گور ہو وان تار یک ہو یہ

ہنگامہ دیکھکر شبنم گوہر پوش گھبرا رہی ہے ہر مرتبہ پکارتی ہے خواجہ خدا کے واسطے نکل چلو کوئی اور صاحب نہ آجائے قلعہ بہت وسیع ہے اسکا مرتبہ رفیع ہے عمرو کب سنتا ہے ہزارون کو قتل کر ڈالا شبنم پکارتی ہے خواجہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے کبھی گھبرا کر کہتی ہے خالہ امان کو گرفتار کرو قتل کرنے کا قصد نہ کرنا مہر ماکو ٹھنڈا کرو افراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ جائیگا اسکی ذات سے بڑا انتظام ہے عمرو ہان ہان کہتا جاتا ہے مگر ہاتھ نہین رکتا قضاے کار سطر جادو مصاحب سمنکال کا واسطے تسکار کے گیا ہوا تھا وہان سے پلٹا ہے تو یکایک قصر سمنکال کے دیکھا آگ برس رہی ہے ساحرون کے مرنے کی صدا بلند ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے گھبرا گیا کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا آسمان پر جاکر دیکھا کہ تین عیار خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین لیے قتل کرتے پھرتے ہین سمنکال ایک جانب بیہوش پڑا ہے عظیم کو انتظام فراموش وہین سے نعرہ کیا خبردار او نابکار عیارو یہ کیا ستم برپا کیا ہے مین آپہونچا منم سطر جادو شبنم نے آواز دی لو خواجہ غضب ہوا جلد بھاگو یہ عیار کب رکتے ہین جست کرکے چشم زدن مین قصر سے نکلے شبنم نے دو چار گولے مارے آگ برسادی سیکڑون اسکے سحر سے بھی مرے تڑپ کے یہ بھی بیرون حلقہ آئی خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی باہر آکر ٹھہرے صبح ہو چکی تھی شبنم کا انتظار ہے مگر عمرو افسوس کرتا ہے کہ کیا فلک نے گردش دکھائی ہاے پہلے مین نے سمنکال کو گرفتار نکر لیا برق کہتا ہے استاد اسکی موت نہ تھی کمبخت بچ گئی کل آن کر مارینگے عمرو نے کہا مقبل اللہ نے جو پرچہ بھیجا ہے اول مین اسی کا نام لکھا ہے کہ سمنکال جادو کو مطیع کرنا چاہیے فلک ہمارے ساتھ ہے گردش

ابیات

ہوئی بیکار ساری کوشش
کوئی آج سے ہے فلک سمی کیا
یہ دل گرد کلفت کا اک کاروان ہے
عجب مخمصے مین ہون جور فلک سے

جو پہونچی قیامت تو آہ و فغان ہے
ہمیشہ مرے حال پہ مہربان ہے
جو روتا بھی ہون غبار دلی سے
حوادث کے تیرونکا سینہ نشان ہے

مرے ہاتھ مین دامن آسمان ہے
کدورت یہان کیا کرین کیسے تو
تو آنسو کا سیلاب ریگ روان ہے
عمرو اس خیال مین کھڑا رہا ہے

کہ ملکہ شبنم گوہر پوش بھاگی ہوئی آئی کہا خواجہ غضب ہوا سطر جادو نے بڑا سمنکال و مہر ماکو ہوشیار کردیا سب تیرے تعاقب مین آتے ہین جلدی بھاگو یہ کامہ تمام ہونے پایا تھا کہ سامنے سے سمنکال بصد قہر و جلال کف منہ سے جاری گالیان دیتی ہوئی چلی آتی ہے شبنم کو دیکھکر پکاری او چھوکری کہان جاتی ہے تیرے دھگڑون نے میرا گھر برباد کیا خوب تو نے مجکو تماشا کیا اب تو زندہ

نخل کے جانے لگی شبنم ملیٹ پڑی خواجہ نے گلیم اوڑھ لی چالاک و برق تڑپ تڑپ کے زرغما سے
نخلستان مین چھپے قلعہ کے اندر سے ہزارہا جادوگر دوڑ پڑا شبنم گوہر پوش کو گھیر لیا سرما بھی
اپنی معشوقہ کے لیے روتا ہوا آہو چلاکتا ہوا کہا ہاے جوان معشوقہ کو میری مارا نجم جادو کے نخل
حیات کو قلم کیا یا سامری اس ہیرا کا درخت بھی نہ کٹے ایسا صدمہ کوئی نہ دیکھے باغ حیات پہ
اُسکے صرصر خزان چل گئی شاخ زندگانی نہ پھولی نہ پھلی غنچہ آرزو سربستہ رہا گل امید نہ کھلا اب سرما
نے بھی اُس گرمی مین شبنم پہ سحر کیے روئی کے گالے اولے برف پڑنے لگی ایک جانب
سمنکال جادو چلاتی ہے شبنم کو پکڑ لون یا آتش سحر سے پھونک دون خواجہ عمرو جب دیکھتے ہین
کہ شبنم کو ساحرون نے گھیرا شبنم بدحواس عالم یاس مین زخمی ہو رہی ہے اسوقت گلیم اتار کر ایک
حقہ آتشبازی کا مار دیا سو دو سو جلگئے کبھی جادوگر شنکر آیا کسی کی کوکھ پر خنجر مارا چالاک بھی بلا تحاشا
مارتا پھرتا ہے مگر ساحرون کا بلوہ نہین کم ہوتا اگر کسی کے سحر مین پھنس جاتے ہین شبنم ان جادوگر
کو قتل کر کے عیارون کو چھڑاتی ہے مگر کس کس کو مارے اکیلی کیا کرے خواجہ عمرو کو انتہا کا قلق ہے
کہ افسوس شبنم گوہر پوش قتل ہوتی ہے گل رخسار پر زردی چھاگئی ہے آنکھون مین حلقے جسم مین خون
اہالیان شہر کے نزدیک اک تماشا مین کوس تک شبنم گوہر پوش روتی ہوئی آئی ہاتھ سے
جادوگرون کے ہدت نیابی زخمون مین چور چور ہوئی سمنکال جادو و سرما نے برف انداز نے
قیامت برپا کردی بیقرار ہو کر دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا عمرو و برق چالاک نے بھی دعا کی نظم

یارب سگ نفس زشت راسا
بنماے بجانب خودم راہ
کز مد الف کہ ہست در آہ
خواہم نگہے کہ نایدش خواب
توفیق تو گر رفیق راہ است
سوے نکنی ز لطف تقصیر

از آہوی چشم دلبران باز
در چاہ شقاوتم مینداز
سازم رسن و برآیم از چاہ
ما را ز خودی خود جدا کن
غم نیست اگرچہ رہ تباہ است
ست ز دو کلید قضا چو بستم

در کوکب اشک در سحرگاہ
آہو حدم دو از سر سوز
از شوری اشک چشم بے آب
توفیق رفیق راہ ما کن
چون دست اجل شود گلوگیر
از راہ کرم نگیرہ دستم

شبنم بھی آنکھون سے اشک حسرت بہا رہی ہے کہ اے باغبان قضا و قدر مثل نسیم سحری گرمی آفتاب
سحرستان جیاؤن کے پامال ہوں یہ کنیز غم و الم سراپا اشک ہو رہی ہے ظالمون سے ان ظالم نگر

گر رہی ہے ہوائے لطف سے نخل آرزو کو سرسبز کردے دامن مدعا گل مراد سے بھر دے دعا
تمام ہونی تھی کہ بقدرت سمیع و علیم و بعنایت رحیم و کریم ملکہ بران شمشیرزن طاؤس زرین بال پر
سوار باغ نگارین سے طرف ہزار درے کے چلی ہین صبح کا وقت نور کا تڑکا تارون کا جھلملانا
طائران خوش الحان کا چہچہانا کبک کوہی کا قہقہے مارنا عندلیب خوش نوا کا پھول پھول کر ہر شاخ
پر چہکارنا سبزے کو صنعت باغبان قضا و قدر نوک زبان چشم نرگس شہلا سے انتظار ہی عیان
ملکہ بران نے جو یہ سمان دیکھا یاد گل عارض ایرج نوجوان مین اشک حسرت آنکھون سے ٹپک پڑے

ایک کو فلک شکوہ پر آکر ٹھہر گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہونے لگے اشعار		ای جلوۂ برق خانمان سوز
اے شعلۂ آتش جہان سوز	اے طعنہ زن فسون نگاہان	اے موجد قتل بیگناہان
اے دلبر و دلربائے دلدار	ای کافر بیوفائے عیار	ای محرم و محرم تمنا
اے ہمدم و ہمدم مسیحا	ای مہر عروج کج ادائی	اے ماہ بروج بیوفائی
اے نقش و نگار مسکن حسن	اے تازہ بہار گلشن حسن	اے نورس بوستان خوبی
تجھ سے نثار جان خوبی	اے جادوے برق فسون سازی	بازی دہ عاشقان جانباز
اے باعث قطع دست گوئے	اے غیرت دلبر زلیخا	اے داروے درد بیقراران
اے مرہم زخم دلفگاران	اے موجب آہ و زاری دل	اے باعث بیقراری دل
ای حوصلہ سوز چارہ سازان	آتش زن آرزو گدازان	کبتک یہ ستم کے طور ظالم
کب تک یہ جفا و جور ظالم	عرصۂ دراز تک ان اشعار کو پڑھ کر روئی کبھی دل سے کہتی تھی ای	

نمایان یہ بیقراری اشکباری بالکل بیکار ہے جان دینا عشق مین مآل کار ہے اسی تردد و انتشار مین ٹہل
رہی تھی کہ ایک جانب سے ہنگامۂ دار و گیر کی صدا کان مین آئی کبھی شعلے بھڑکے کبھی لگے
ابر کے کڑکے گھبرا کر طاؤس پر سوار ہوئی کہ دیکھے یہ کیا معرکہ ہے کسی مقام پر ساحرون سے
جنگ ہو رہی ہے بجلی بھی چمکتی ہے چپل آنسو پونچھے طاؤس پر سوار ہوکر مثل ستارۂ سحری آسمان پر
چمکی دیکھا کہ ایک مقام پر ہزارون جادوگر ایک مہ پارہ کو گھیرے ہین اس ماہ پیکر نے لڑتے لڑتے
زخمی ہوکر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین تمام جسم خون سے لال لختے خون کے لباس پر جمے ہوے
یہ حال دیکھ کر دل بھر آیا اس نازنین کی تنہائی پر قلب تھرایا مائل بہ پستی ہوئی جب قریب پہونچی

دیکھا کہ خواجہ عمرو بھی لڑ رہے ہین حقہ ہاے آتشبازی مار کر گلیم اوڑھ لیتے ہین اب تو بران نے نعرہ کیا خواجہ نہ گھبرانا یہ کنیز آن پہونچی آتے آتے مٹھی بھر کے ماش کے دانے مارے کئی سو جادوگر آتش سحر سے جلکر خاک ہوے قریب ملکہ شبنم کے پہونچی شانہ تھام کے اٹھایا چونکہ بران نے اسکو دیکھا نہ تھا تازہ مطیع الاسلام ہوئی ہی پوچھا ای شاہزادی تیرا کیا نام ہی عمرو نے پہلو سے اپنے کو ظاہر کیا کہا ای نور نظر اسکے شریک ہوتے ہی آفت آئی کوہ مروارید کی شاہزادی ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نام ہی یہ سمنکال جو لڑ رہی ہی اسکی خالہ ہی گرفتار کرا لیا تھا ہمنے آن کر رہا کیا اب ان بھون سنگھیر اای زہر بہتیرہ جرات جہانتک ہوسکے سمنکال کو قتل نہ کرنا زندہ گرفتار کرو شبنم پر اوس نہ پڑنے دو یہ سنکر بران نے کہا خواجہ ہٹ جایئے خدا چاہتا ہی تو ابھی اسکو گرفتار کرتی ہون یہ کہکر ملکہ بران نے گاتی دوپٹہ کی باندھی نیمچہ بنام انتقام سے پیا ساحرون پر حملہ کیا شروع کیا جب نیمچہ کو جنبش دی برق چمکی دو چار کے سر اڑ گئے کسی پر گولہ مارا کبھی جوڑے سے اختر مروارید نکالا جب چمکا دیا ہر ساحر بدگہر مروارید کو دیکھکر گھبرایا صدف چشم مین تاریکی چھائی طبیعت گھبرائی اندھا ہوکر ٹٹولنے لگا بھاگ کر نکاجاون گند سے تولنے لگا چونکہ قلعہ قریب ہی ہزارہا ساحر براے مدد سمنکال چلے آتے ہین لینا لینا کا غل مچاتے ہین جب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن چمکتی ہی الامان کہکر ہٹتے ہین بیغیرت تلوار سے سب کٹتے ہین مگر سمنکال بڑے زور شور سے ملکہ بران پر سحر کرتی ہی ہزارہا تیر و تیغ ورائی کے دانے بران پر پڑتے ہین مگر بران نہنگانہ بلنگانہ

اکی روباہون مین مصروف سحر خوانی ہی **نظم مصنف** ہوئی جنگ تازہ تہ چرخ پیر

زمین ہلگئی کانپا مہر منیر
اڑی کسقدر گرد پاے سمند
چھپا مہر تابان بزیر غبار
قیامت ہوئی ہر طرف آنسکا
اندھیری بیابانین شب ہوگئی
وہ ڈھالونکی اٹھی گھٹا جھوم کے
چمکنے لگی برق شمشیر کی
صدا آئی پیہم پیہ تیر کی
زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز
یہ اک جا یہ لاشونکا ستھراؤ تھا

بنا ایک سیہ آسمان بلند
اڑی گرد یہ دن کی شب ہوگئی
بڑھی فوج قبضونکو سب چوم کے
وہ حملے تھے بران کے گرم و تیز
زمین تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا

آخر نہیب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن سے ساحران غدار بھاگنے لگے تیر و کمان پھینک کر گوشون مین چھپے کمانون مین خم آیا تیر انداز سہم گئے تیر پہ نہ کھولتے تھے ترکش مین تیر تھے یا

طائران پرند سے تھے ملکہ بران لڑتے بڑھتے سامنے سمنکال کے پہنچی للکارا کہ خبردار اے سمنکال
جھولی پھینک دے قدموں کو چوم نعرۂ غرور سے نہ جھوم سمنکال نے کئی گولے مارے بران نے
روک کر عطر مروارید سامنے سمنکال کے کردیا ایک شعلہ چمکا سمنکال بیہوش ہو کر گری بران
نے زبان میں سوزن دیا رسن سحر سے مشکیں باندھ لیں ہمراہیان سمنکال بھاگ کر قلعہ میں چھپے
اب میدان کارزار میں تینوں عیار و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ شبنم گوہر پوش موجود ہیں سب
کافر بھاگ گئے خواجہ عمرو نے ملکہ بران سے کہا سمنکال کو ہوشیار کرو بران نے سحر اتارا
سمنکال نے آنکھ کھولی اپنے کو اس حال تباہ میں پایا شبنم خالہ کا یہ حال دیکھکر رونے لگی
اُس زبوں حالی میں ہاتھ باندھ کر آگے بڑھی کہا کیوں خالہ اماں ظہور شرف اسلام دیکھا آئینۂ دل سے
غبار رنج ہوا اطاعت دین اسلام ملت بیضا کی قبول کیجیے سعادت کونین حصول کیجیے میری خاطر
سے ملکہ بران نے آپ کو قتل نہ کیا عمرو بھی سمجھانے لگا بران نے بھی کہا اے سمنکال تو ساحرہ
زبردست ہے کتاب ساری میں ضرور دیکھا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی سامری پرستوں کی آبرو
جا چکی اسد شیر دل افراسیاب کا قاتل ہے احکام میں حکماے طلسم کے جو دخل دے وہ جاہل
ہے اسوقت سمنکال زبوں حالی میں غصہ بھی انتہا کا ہر چند ان سب نے کہا اُسنے جواب بھی نہ دیا
عمرو نے کہا ملکہ ٹھہریں ابھی اِنکو سمجھائے دیتا ہوں یہ کہکر نیمچہ کھینچ لیا شبنم گوہر پوش رونے لگی
ہاتھ سے خواجہ کے لپٹ گئی دست بستہ عرض کی خواجہ ماں نے میری کم سنی میں انتقال کیا اسنے
مجھکو بڑے ناز و نعم سے پالا اسوقت غصہ میں ہے نہیں مانتی ہے جلکر قید کیجیے قتل کی سزا نہ دیجیے
آخر دو چار دن میں مان جائیگی میں سمجھالونگی عمرو رک گیا ملکہ بران نے قصد کیا کہ تخت سحر پہ سوار
کرے مگر حال افراسیاب جادو ساعت فرمایئے باغ سیب میں تخت جواہر نگار پر بیٹھا برائے
شاہان طلسم ہوش ربا فرمان بمضمون طلب روز قتل اسد لکھا رہا ہے اب ہر وقت یہی چرچے
ہیں کہ زمانۂ قتل اسد قریب ہے جو اس جلسہ میں شریک نہو بڑا بے نصیب ہے کہ یکایک دیکھا سرما رد
برق انداز زخمی چلا آتا ہے افراسیاب جادو نے گھبرا کر پوچھا اے وزیر اعظم میں نے تمکو
واسطے لینے سمنکال کے بھیجا تھا یہ کیا ہوا سرما نے کہا شب کو عیاروں نے آکر قیامت
برپا کی شبنم کو رہا کر لیا ہم سب نے جا کر گھیرا میں وقت پر بران آ گئی غلام اسکے ہاتھ سے

زخمی ہو کر چلا آیا نہیں معلوم سمنکال پر کیا گذری یہ سنکر افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا لیا
ہو عمرو اسکو گرفتار کر کے لیجائے اگر وہ مطیع الاسلام ہو جائے گی تو باعث خرابی ہے اس راز کو
منھ سے نکال نہیں سکتا یہ کہکر بقہر و غضب تمام سمت قلعہ سمنکال چلا یہان خواجہ وغیرہ جا چکے تھے
ہین کہ سمنکال کو سے کر چلین کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا او دختر کوکب نابدولت
آن پہونچے تیری قضا میرے ہاتھ سے یہ عمرو تو پرچھائین دیکھکر نیچہ ٹیک کر ایک غار مین جا پڑا
برق ایک جانب چالاک ایک سمت شبنم نے گرز مارا ملکہ بران نے برق چمکائی بھلا افراسیاب
انکے سحر کو کب مانتا ہے بران نے بت سے ماش کے دانے پھینک مارے افراسیاب سحر
دفع کرنے لگا بران نے دیکھا اس بچیا سے جان بچنا دشوار ہے اس سے لڑنا بھی بیکار ہے
یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہو کر نکل گئی شبنم ایک جانب بھاگی نظرون سے
افراسیاب کی مخفی ہو گئی اب جو افراسیاب نے دیکھا بران و شبنم کو نہ پایا قریب سمنکال کے
آیا زبان سے اسکی سوزن نکالا سمنکال دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی کہا شہنشاہ عیارون نے
میرا گھر لوٹ لیا لونڈیون کو تباہ کر دیا میری بھانجی کو مطیع کر کے لے گئے مجکو بڑا داغ دے گئے
افراسیاب نے کہا اے سمنکال بعد ایک ہفتہ کے سردار رومال سے ہاتھ باندھ باندھکر مست
نابدولت مین حاضر ہونگے جب اسد قتل ہو جائیگا مایوس ہو کر آخر کہان جائین گے غرض خدمتگذاری
بجا لائینگے شبنم کو مین گرفتار کر امنگاؤنگا تمھارے سپرد کر دونگا مگر تمھارا رہنا اس قلعہ مین مناسب نہین
ہے واسطے دو ہفتہ کے چلکر سرحد باغ سیب مین رہو خبردار اس سمت نہ آنا جہان تک ہو سکے
اپنے کو چھپانا اسمین بھی اسرار ہے اسکا ظاہر کرنا بیکار ہے سمنکال نے کہا جو مناسب وقت ہو
افراسیاب سمنکال کو لیکر قلعہ مین آیا تختہ سحر تیار کیے مال اسباب سمنکال کا اسپر بار کیا
کنیزون کو بھی اسکے ساتھ لیا ایک تخت پر آپ بیٹھا تخت اڑتا ہوا قریب باغ سیب کے آیا
باغ سیب سے دو کوس ہٹ کے ایک باغ مین کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا سمنکال کو
اسمین اتارا تاکید کی خبردار خبردار سی تین کوس کے گرد سیر و شکار کرنا آگے جانے کا قصد نہو
ورنہ نابدولت کے خلاف ہو گا سمنکال اس مطلب کو نہ سمجھی مگر عرض کی ایسا ہی ہوگا شعر

خلاف رائے سلطان رائے جستن * بخون خویش باشد دست شستن ۔ افراسیاب

سمنکال کو بخوبی سمجھا کر طرف باغ سیب کے گیا سمنکال اس باغ مین سکونت پذیر ہوئی
مگر خواجہ عمرو جب افراسیاب جاچکا غار سے نکلے صورت بدل کر قلعہ سمنکال مین آئے
لوگون سے سُنا افراسیاب سمنکال کو مع کنیزون مع مال سرحد باغ سیب مین لیگیا عمرو
متفکر و پریشان اپنے لشکر مین آیا ملکہ مہرخ سے کہا ایک سمنکال جادو کا پتا لا تھا اُسکو بھی
افراسیاب جادو لیگیا قلعہ مین خبر سنی کہ لیجا کر سرحد باغ سیب مین بسیا یا سرحد سے نکلنے کی
اسکو ممانعت ہوئی ملکہ عالم بقراط ثانی کے پرچہ مین نام نکلے تھے کہ کوشش رہائی اسد نامدار
مین یا امر واجب و لازم ہی کہ سمنکال جادو و اسرار جادو و ماران زمین کن کو مطیع کرنا ضرور
ہوگا جبتک یہ تینون شریک نہونگی تدبیر طلسم کشا کی رہائی کی ٹھیک نہوگی بار و اب مین کیا کرون
کدھر جاؤن باتون سے عمرو کی دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا مصیبت پر اسد غازی
کی ہر خرد و کلان دردمند ہوا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر صاحب
صولت نے عرض کی خواجہ با طمینان مجتمع بوقت قتل اسد نامدار خون کے دریا بہا دینگے ملازمان
افراسیاب کو انشاءاللہ مثل نقش قدم مٹا دینگے اور کوئی تدبیر ہمارے ذہن مین نہین ہی عمرو
نے کہا اے سرداران نامی و اے جانبازان گرامی خدا تم سب کو صحیح و سالم رکھے مین چاہتا ہون کہ
تم سب کی جانین بچاؤن اور اسد غازی کو قید سحر افراسیاب سے چھڑاؤن اسکا دردمند
ہون احکام بزرگان دین کا پابند ہون بموجب حکم اسی نبی والا تمام من اللہ و خدا حافظ و ناصر
اسی فکر مین جاتے ہین مسبب الاسباب سامع الدعوات شاید کوئی سبب پیدا کرے مہتر
برق فرنگی ترٹپ کر سامنے آیا عرض کی استاد اس غلام جانباز کو ضرور ہمراہ لیجیے عمرو نے کہا
تم سب کو بہاے حفاظت لشکر اسلام چھوڑ جاتا ہون یہان بھی تو دمبدم بلا نازل ہوتی ہی ہر روز ساحران
زبردست کا سامنا ہی اے عیاران خنجر گزار جہان تک ہو سکے جتھے سے ہاتھ نہ اٹھانا شبنم گوہر پوش
جو زخمدار آئی ہی عمرو نے اسکی زخمدوزی کا حکم دیا شبنم زار زار روئی کہ اے شہنشاہ عیاران اے
پیشوا سے خنجر گزاران عجب وقت مین یہ کنیز شریک ہوئی کہ آپ اس بیقراری مین سرداران
نامی اشکباری مین عمرو نے کہا اے شبنم جبدن سے اس طلسم مین آئے ایک لمحہ آرام نہ پایا کیا
کیا انقلاب فلک نے دکھایا اب وقت جانبازی ہی تم آرام سے ہمراہ مہرخ و بہار لشکر مین

رہو کوئی تمہاری خدمتگزاری سے سرتابی نہ کریگا بعد شبنم کے سمجھانے کے عمرو نے تخلیہ کیا اس جلسہ
مین ملکہ مخمور و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر و شکیل جادو
وغیرہ چالیس سرداران نامی شریک تھے عمرو نے بحسرت سب سے کہا ایک امر کا اور آپ سب
صاحب خیال رکھیے گا اگر میری کسی خرابی کی خبر آئے کوئی کہے کہ عمرو گرفتار ہو گیا یا قتل ہوا صبر کرنا
دل پر جبر کرنا اپنی تدبیر سے غافل نہونا جھلا مین شامل نہونا ان کلمات حسرت آیات خواجہ عمرو
پر ہر ایک کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے سب اپنے اپنے دل مین سمجھ گئے کہ عمرو
بتنگ ہو کر جان دینے پر آمادہ ہوا مخمور و بہار نے خواجہ عمرو نامدار سے لپٹ کر کہا خواجہ تمہارے
راز باطن سے ہم بخوبی آگاہ ہوے واے ناکامی ہم کیسے تباہ ہوے اگر ایک دن آپ لشکر
مین نہونگے افراسیاب سے ہمکو جان بچانا مشکل ہوگی بدون آپ کی زیارت کے کیونکر تسکین دل
ہوگی عمرو نے ان دونون کو گلے سے لگایا ہر چند ضبط کیا نہو سکا چیخ مار کر رویا کہا اے مخمور و بہار میرا
جسم خاکی تلاش مین جاتا ہے روح لشکر مین رہیگی بس اب خدا کو یاد کرو ہمارے واسطے نہ فریاد کرو
سب کو روتا پیٹتا چھوڑ کر عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ایک کو گلے سے لگایا فکر رہائی
اسد غازی مین طرف صحرا کے روانہ ہوا دل مین ہزارون طرح کے تاو پیچ کبھی یہ خیال کہ دنیا
ہیچ ہے اے عمرو کیا فکر کرون ہر چند کہ انتہا کی بیقراری اشکباری شرمساری ہے مگر طمع ہر وقت غالب
ہے طبیعت مال جمع کرنے کی طالب ہے راہ مین چلے جاتے ہین جہان کسی مسافر کو دیکھا قزاق
بنکر لوٹ لیا کسی مقام پر ایک معشوق نازنین کی شکل بنکر بیٹھ گئے رونا شروع کیا راہ گیر نے
پوچھا تم کون ہو کہا سامنے جو گانون ہے مین زمیندار رہتا ہے اُسکی دختر ہون کسی نے اُس سے کہدیا یہ
خراب ہے باپ نے غصہ مین نکالدیا یہان آن کر بیٹھی ہون چاہتی ہون کنوین مین گر پڑون مرد
مسافر بھولی باتین سنکر بیقرار ہوا ہاتھ کلیجہ پر رکھا پوچھا کسی کے یہان رہو گی جواب دیا ہان جب
جھاڑو بہارو دینے کے لائق ہون مرد مسافر نے کہا تمھین اپنی آنکھون مین رکھین گے گھر کی
بی بی بناینگے تتلا کر جواب دیا بیوی خالہ کو کہتے ہین چھوٹی خالہ کو بیوی کہا کرتے ہین مرد مسافر
سمجھا بالکل نادان ہے بھولی بھالی ہے اس سے مزے لینگے شعر اُسے طفلی مین جی سکتے تھے
ہم لین شاد مان ہو کر ۔ کہ یہ اک آفت جان جہان ہوگا جوان ہو کر بعد اُس مسافر کو لگا کر نے مین

لیگئے وہ سمجھا مطلب حاصل ہوگا اپنے پاس سے اُسنے روٹی نکالی اُسی کھانے مین اسکو بیہوشی
دی سنگے مین پھانسی چھپی تھی سگلے مین ڈال کر مارا اسطرح اُسکے ڈسنگے کی خبر سناتے ہوے
جاتے تھے مین ایک گانون کی طرف سے تاشا بجنے کی آواز آئی جا کر دیکھا ایک زمیندار کی برات
اُتری ہے دامون کے باغ مین ایک بڑی سی دری بچھی ہے ایک طرف لگڑ سانگ رہے ہین نالی
چلمین بھر کر دیتے جاتے ہین شراب چل رہی ہے ایک دیہاتن میسری تانین اڑا رہی ہے جتنا کر
لوگ ڈٹے بیٹھے ہین سپر تلوار سامنے انگوچھے سر پر باندھے ہوے دوہری مرزئی پہنے
تینون اور پیرمین سنکھ مارکین کی دھوتیان ہاتھ مین چاندی کی موٹی موٹی انگوٹھیان کمر مین کرچھیان
دولھا بیچ مین ایک چادری مین پیال نیر کے بجاے مسند لگا دیا ہے دولھا کے گلے مین زندہ جامہ
بجر لنگا پایجامہ دولھا پیشاب کو اٹھا تو ڈھول تاشا بجنے لگتا ہے دیہاتن ناچنے والی بھی نشہ مین
شراب کے آڑی ترچھی تانین لگا رہی ہے دوپہر دن کا وقت ہے مگر بہاگ گا رہی ہے یہ سامان جو خواجہ
نے دیکھا منھ مین پانی بھر آیا دل سے کہا دو ہزار کا توڑ کا نا ہے اسی دم یہ سوچ کر رنگ روغن
عیاری کا نکالا نوجوان گوییے کی شکل بنکر تیار ہوے گوری صورت بھاری ٹوپی سر پر ایک
کان مین بُلی ایک مین انگوٹھی مشروع کا لٹھا بھاری جوتہ چھوٹی سی ستاری ہاتھ مین گنگناتے ہوے
بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی محفل مین آکر ہاتھ اٹھا کر دعا دی ٹھاکر جی کی جے رہے اعلے مراتب
رہین کشت امید سرسبز ہو سبکی بڑھتی رہے شہر مین غلہ کی ارزانی ہو جنس عشرت کی فراوانی
ہو دولھا کے باپ نے پوچھا میان گوییے کیا نام ہے کہا حضور ہمارے نانا پیر خان صاحب
آپکے یہان کے قدیم آنے والے غلام کو اُستاد بجرنگی کہتے ہین ہمیشہ دھانون کی فصل مین آتے
ہین شادی کی خبر پائی ہے کہا بیٹا زمیندار صاحب کے یہان جاؤ تمھارے بزرگون کی برت ہے
نانا جی کا گولا اُتر گیا باپ جوانی مین مرا اب آپ لوگون کی آس ہے ٹھاکر صاحب نے کہا بھیا ایک
بیل گاؤ دو تین تانین اُڑاؤ چار پنسیری جو سوا سیر مٹھائی ملیگی جب گھر کے گھر بان پہنچی ادا کرو سیر
کہا نہ لیجاؤ اکر وگوییے نے جھک کر سلام کیا ستاری (بیٹھی) لادی رنڈی وہان پاس آن بیٹھی تھم
چھوڑ کر کہا ہان اُستاد آج تو کوئی بیٹھ خیال سناؤ میان بجرنگی نے جواب دیا بیٹا یہی غزل سنو

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہو		نہ آئے نعش پہ وہ پہ یہ احتمال تو ہے

حنا کے رشک سے کیونکر نہ آئے جوش میں خون | کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پائمال تو ہی
ذرا تھم اے دل مضطر کہ فکر وصل کرون | شب فراق نہ سہی خواب ہی خیال تو ہو
کہان تلک لگے ہاے تفضل قاتل | ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہو
جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا | اب آگے ہو نہ ہو امید انفصال تو ہی
وہ اضطراب کہان ضعف سے مگر اب بھی | ہو آفون حضرت عیسی تک اتنا حال تو ہی
شب فراق مین بھی زندگی پہ مرتا ہون | اگرچہ خوشی نہین ملنے کی پر ملال تو ہی

اس غزل پر سب زمیندار جھومنے لگے دو زبان چوتیان پیٹ سے نکال کر پھینکین میان بحرنگی نے چادر پھیلا دیا اب رنگ خواجہ کا جما ہوا ہے ارادہ ہے کہ شراب کا چھاکا دون بیہوشی ملاؤن قضاے کار ملکہ سمنکال جادو کہ اسکو لاکر افراسیاب نے ایک باغ مین رہنے کا حکم دیا سیر و شکار کا نہایت شوق ہے صبح کے وقت تخت سحر پر سوار ہوئی اڑتی ہوئی کوہ و دشت و بیابان مین جاتی ہے ایک بلند پہاڑ پر ٹھہری سبزہ زار کی کیفیت دیکھ رہی ہے صبح کا سہانا وقت دھوپ جابجا برنگ زعفرانی نخلستان پر ظاہر ہوئی جاتی ہے چشمہ ہاے آب روان کو دیکھ کر طبیعت لہراتی ہے طائران دشت صفت باغبان قضا و قدر مین دم بھر رہے ہین شاخہاے نخل پر چہچہے کر رہے ہین سمنکال بہر کوہ ٹہل رہی ہے کہ کان مین گانے کی آواز آئی گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی دل سے کہتی ہے یہ کون ظالم گا رہا ہے خفتگان خاک کو جگا رہا ہے چونکہ علم موسیقی مین اسکو بھی اچھی طرح معلومات ہے خود بھی اس کمال مین استاد ہے تخت کو اڑا کر طرف اسی آواز کے چلی جھانک کے دیکھا ایک مقام پر گنوارون کا مجمع ہے ایک گویا نوجوان خوبصورت نیک سیرت کس لطف سے گا رہا ہے کہ طبیعت بھری آتی ہے سمنکال نے بلندی پر تخت ٹھہرا لیا عرصہ تک سنا کی آخر دل مین سوچی کہ اسکو اٹھا کر لے چلو اپنے باغ مین چلکر دل کھول کر سنو اسکو تو تعویذ بازو بنانا خوب ہے معشوق خوبرو صورت مین محبوب ہے یہ سوچ کر سحر کر کے گری پنجہ کر مین دے کر خواجہ کو اٹھا خواجہ متوجہ ہوا کہ بیہوش ہو گئے سمنکال اسی بیہوشی مین لیے ہوئے اپنے باغ مین آئی آپ مسند پر بیٹھی خواجہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھول کر سامنے ملکہ سمنکال جادو کو دیکھا باغ باغ ہو گیا دل سے اپنے کہتا ہے سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہے عجب

شعر یار در خانہ و من گرد جہان می گردم + آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم + یہ تو عمرو سمجھ گیا کہ گویا جان کر انکالائی ہی خیر اس تک پہونچے یہ بڑی بات ہو اب انکا گریبان ہی اور میرا ہاتھ ہی دل مین یہ باتین کر کے ہاتھ اٹھا کر دعائین دین گھبرا کر کہا حضور یہ کیا مقام ہی آپ کا غلام یہان کیونکر آیا یہ کہکر تھر تھر کانپنے لگے آنسو آنکھون مین بھر آئے سمنکال نے کہا میان گویے صاحب گھبراؤ ہم تمکو اسلئے لائے ہین کچھ گانا سناؤ انعام واکرام لو دانت نکالکر کہا حضور مین اپنے گھر مین پہونچ جاؤنگا بڑھیا میری راہ دیکھتی ہوگی نانی ڈھونڈھتی پھرتی ہوگی سمنکال نے کہا اپنا نام بتاؤ میان گویے کہان کے رہنے والے ہو عمرو نے کہا حضور اُستاد بجرنگی نام ہی جہان بھینسین بندھتی ہین نالو کا پیڑ ہی وہی رہنے کا مقام ہی سب کنیزین کھلکھلا کے ہنس پڑین سمنکال نے کہا میان اُستاد بجرنگی تم اِن مستانیون کے ہنسنے پر نہ جاؤ ہمکو گانا سناؤ عمرو نے تانین مارنا شروع کین سامنے سمنکال کے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اندھیری گور کی صورت سے غم نہ بچانہ ہوا
ہمیشہ تنکے چنے مین نہ ہمین اہل ہوئی جن
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپہ آشیانہ ہوا
قمر نے آہ جو کھینچی مہ یک پرچم آنسو

فراق جسم مین آنکھین کہین ہماری کُھلا
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
شباب بنکے چھلاوہ گذر گیا آنسو بن
صبا جس کی نئی قافلہ روانہ ہوا

دکھا کے زلف جو کل شکوہ روانہ ہوا
کہ آنسوؤن کے بہلنے کا بھی بہانہ ہوا
ہمیشہ آفت محشر ہمین یہ آیا کی
کھلا نہ کچھ کہ حر آیا کدھر روانہ ہوا
غرض یہ اشعار عمرو نے گا کر تمام

اہالیان محفل کو ہنسایا رُولایا مارے جلایا سمنکال تو بیتاب ہوگئی موتیون کا مالا اُتار کر دیا عمرو کو یہ خبر نہین ہی کہ مین سرحد باغ سیب مین آگیا اور اصل یہ ہی کہ بدون حکم افراسیاب نکلنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سمنکال رجوع ہو چلی کہ رہی ہی کہ اُستاد ہم تمکو نجانے دینگے نوکر رکھینگے خواجہ عمرو کہ رہے ہین کہ آپ مالک ہین مین خوب آپ کو راضی کرونگا یہ کہکر عمرو نے پیر پھیلائے کہا ملکہ ہم تو اب رخصت ہوتے ہین سمنکال نے کہا اُستاد کیون عمرو نے کہا اب جوانون کے نشہ پانی کا وقت ہی جٹی یہ جا ئینگے ٹکے کا شراب لیکر چوک کی سیر کرینگے سمنکال نے کہا اُستاد شراب یہان حاضر ہی کہا حضور اگر آپ نے ایک ادھا دیا تو اُس سے کیا ہوگا سمنکال نے کہا مٹکے موجود ہین کہا حضور میری عادت ہی جب سب اہالیان صحبت کو پلا لونگا تب مین بھی ایک جام پیونگا سمنکال نے کہا لاؤ شراب کنیزین بھی مستعد ہو گئی ہین عمرو کے گانے پر

جلد لا کر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین خواجہ عمرو نے ایک گلابی اٹھالی کہ غلام کو یہی کافی ہی سمنکال نے مسکرا کر کہا جسقدر تمھارا جی چاہے پیو عمرو کو سمنکال کو دیکھکر حیرت ہو گئی ہو دل سے کہتا ہو جھٹ پٹ پلا کر بیہوش کر دیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کے چلو اس خیال سے تعجیل تمام جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے سمنکال کے پیشکش کیا سمنکال نے مسکرا کر جام لیا

عمرو نے آنکھین ملا کر اشعار پڑھنا شروع کیے ای ملکۂ عالم اشعار

مستون کو فرض ہین ہی پینا شراب کا
بس لطف سے گذرتی ہو مستون کی آجکل
تیلد وہ آگ کا ہو مین تیلا شراب کا
ای بحر حسن آج تو چل ہی تی جھیل
ہوتی ہین خوب ہوگا تماشا شراب کا

ہوئے دیا سرور نجھہ بادہ خوار کو
پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام ہو
ای جوش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی بیہوش نے ای قمر

آنکھون کو جاتے ہین پیالہ شراب کا
ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہو بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا تیلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیے شیشا شراب کا

سمنکال تعریفین کر رہی ہی جام شراب ہاتھ مین تمام اہالیان محفل کا یہ حال ہی کر بے شراب پیے مستی مین خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار آبدار پڑھے آنکھون مین میکشون کی نشہ آگیا عمرو سمنکال سے آنکھ ملائے کہہ رہا ہی ملکۂ عالم نوش فرمائیے نوش فرمائیے شراب گلرنگ کے مزے اٹھائیے سمنکال نے جام کو ہونٹون سے لگایا اسکو تو افراسیاب بہت ہوشیار کر چکا ہی اپنے قصر مین عیارون کے دھو کے اٹھا چکی ہو بازو پر پتلی صورت سامری کی بندھی ہو وہ تڑپ کر شعلہ سان جام شراب پر گری شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اسی پتلی سے آواز دی ملکہ سمنکال جادو ہوشیار ہو جا یہ عمرو عیار ہی بس سمنکال نے ایک دو ہتڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے سمنکال تیغہ پکڑ کر اٹھی کہا کیون او ساربان زادے تیرے خوف کے مارے یہان آکر بھی یہان بھی بچیا نے بچیا نہ چھوٹا بھانجی کو میری مطیع الاسلام کر لیا گھر سارا لوٹا اب جان کا خواہان ہی تیری مجال کیا ہی کہ پھر دست انداز ہو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھاؤنگی نگوڑے مکار جھلسا کر خاک مین ملاؤنگی یہ واضح رہے کہ عمرو اسی گویے کی صورت پر ہی جب سمنکال نے تیغہ کھینچکر چاہا عمرو کو قتل کرے عمرو رونے لگا ہاتھ باندھ کر کہا ای ملکۂ عالم آپ صاحب انصاف ہین عدالت فرمائیے ظالم و جاہل نہ بنجائیے ایکدن خداوند لقا کا سامنا ہوگا وہ عدالت شعار بات بات کی تحقیقات کریگا

مین جس جنگل مین نمبرداروں کی برات مین بیٹھاتا ہی میرا پیشہ ہی گا بجا کر رئیسون کو ہنسا کر
چار پیسے لیتا ہون بی مہرخ وغیرہ کیا نچا دیتی ہین جو مانگ جانچ کر لیجاتا ہون وہ بھی چھین لیتی ہین
آپ مجھے کیون اٹھالائین مین نے آپ کے قتل کا قصد نہین کیا آپ سے آپ کے گھر نہین آیا تھا
مین بھی آپ کو بیہوش کیا مگر قتل نہین کیا آپ کی بھانجی شریک ہو چکی ہی مجکو آٹھ پہر یہی فکر رہتی ہی کہ
آپ کی خدمتگزاری کرین شبنم کے مطیع ہونے کا رنج تھا مین سمجھا بجھا کر پاس ملکہ مہرخ کے لیجاؤن
ای سمنکال تو ساحرہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ذرا خیال کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر [illegible]
کتاب سامری مین پڑھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی اب رغازی قاتل افراسیاب ہی
دیکھو تو اتنے بڑے طلسم پر کیا انقلاب ہی مہرخ وغیرہ کا مجمع بڑھا جاتا ہی اور طلسم گھٹ رہا ہی مذہب
کے بارے مین دیدہ دل کھول کر دیکھو چشم انصاف وا کرو سامری و جمشید بھی مثل تمھارے ساحر
تھے آخر مر گئے معاذ اللہ پیدا کرنے والا احکم الحاکمین رب العالمین مسبب الاسباب سامع الدعوات
اکیلا ہی زمین و آسمان کو ایک کلمہ کن سے بنایا ہی ہر گل بوٹے سے رنگ صنعت قدرت آشکار
کیسی خزان کیسی بہار یہ سرکشی قبر مین کام نہ آئیگی تاریکی قبر مین شمع اعمال روشن ہوگی وقت مشکل اپنی
زبان اپنی دشمن ہوگی راہ ضلالت کو چھوڑ دو نور اسلام سے اپنی قلب کو روشن کر دین بالکل بے خطا
ہون اسطرح کے کلمات عبرت آمیز حسرت خیز وحشت انگیز عمرو نے کہے کہ سمنکال کانپ گئی ہاتھ
[illegible]ک لیا کہا ای عمرو تو نے اسوقت مجکو تشکیک مین ڈال دیا اس خطا پر تو مین نادم ہوئی کہ مین خود
تجکو اٹھا لائی مگر مقدمہ مذہب مین بڑا انتشار ہی نہین سمجھ مین آتا کہ اصل مین کون پروردگار ہی عمرو
نے کہا ملکہ عالم میرے پاؤن سے تحرا اتارئیے رہائی دیجیے مین ابھی سمجھا دونگا جادہ حق دکھا دونگا
راہ بہشت عنبر سرشت بتا دونگا سمنکال نے کہا خواجہ مین تمسے ڈرتی ہون تم ذرا چھلاوا ہو ہوا کا
پتلہ ہو دم دیکے بھاگ جاؤگے پھر ہاتھ نہ آؤگے تمنے پہلے خداوند لقا کا نام لیا پھر صفت
اپنے پروردگار کی بیان کی اسکا کیا سبب عمرو نے کہا ای ملکہ عالم وہ کلمہ خوشامد کا تھا یہ کلمہ
حق ہی سمیع و علیم رب برحق کارساز مطلق ہی شک کرنے والے مشرک کہلاتے ہین جہنم مین پھینکے جاتے
ہین ایک سوال کا جواب آج تک تمام عالم نہ دے سکے یعنی دہ درویش در گلیمے بخسپند و
دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند اسکے معنے صاف آشکارا ہین خیالات محالات بیکار ہین جب دو

بادشاہ سلطنت نہین کر سکتے پس یوسف و دو سو خدا کیونکر ہو سکتے ہین کہنے والے بیہودہ بکتے ہین ظلم

صفتیں اسکی ہیں بیان سے فزون
جس جگہ دیکھیے وہ ہی موجود
آسمان و نجوم و شمس و قمر
نور کے بحر اور باغ وارم
خلد کی وہ تمام آرائش
ارم و خلد جنت الماوے
غنچہ و گل جدا جدا رنگین
ہو زمرد سے رنگ جنکا تیز
ملک و قدسیان و جن و بشر
بحر و غار و بر و کان و جبال
لفظ کن میں یہ سب کیے پیدا

اسکی قدرت کا کیا میں وصف لکھون
اُسنے کیا کیا نہین کیا پیدا
عرش و کرسی و جنت و کوثر
قصر اک اک جہان مین نورانی
جس مین دنیا سے بڑھکے آسائش
خوشنما جابجا تمام شجر
جنکی خوشبو سے شاد قلب حزین
بلبلین اور مرغ خوش الحان
وحشیان و طیور دشت و در
خاک و آب و ہوا و آتش بھی
کارخانے عجب کیے پیدا

وہی خالق ہے اور وہی معبود
ہر مکان کا مکین کیا پیدا
سب حجابات اور لوح و قلم
رفعت و شان جسکی لاثانی
سلسبیل اور کوثر و طوبے
کیسے خوش ذائقہ سب اُسنے ثمر
روشیں ان پر وہ سبزۂ نوخیز
حور و غلمان تمام اور رضوان
ہفت طبقات ارض و دشت و جبل
جس سے ساری بنا ہے انسان کی
ارے ملک سمنکال اگر دلائل ثبوت

اسلام عرض کرون سالہا سال مین ختم نہون بس دلیل کامل ہے کہ تمھارے خداوند کیسے تھے
جو مر گئے پروردگار کی ذات کو ہمیشہ بقا ہے جو چیز دنیا مین پیدا ہے اُسکو ایکدن ضرور فنا
ہے بموجب کلام قدسی نظام رب انام کُل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال
و الاکرام علاوہ ازین روز حشر جسدن وہ معبود حقیقی و رب تحقیقی صفت قہاری و جباری کی دکھائیگا
آفتاب عالمتاب سوا نیزے پر آشکار ہوگا ہر خورد و کلان حدت سے بیقرار و اشکبار ہوگا
ایک سمت دفترہاے نامۂ اعمال کھلینگے میزان مین اعمال نیک و بد کے تُلینگے کس کو
پیدا کرنے والے سے سوال و جواب کی تاب ہوگی اے سمنکال اُسوقت کیا جواب دوگے سوال
ہوگا کہ شیاطین کو میرا ہمسر کیا اپنے خدا بنائے کفر و کافری سے اِس بیحیائی پر بھی نہ شرمائے تمھارے
لات و جبل کہان ہین اسوقت تمھاری شفاعت نہین کرتے اب دم خدائی کا نہین بھرتے اے
سمنکال اس کفر و کافری کا انجام جہنم ہے وقفۂ زیست کا بہت کم ہے وحدانیت اُسکی یاد کرو اپنے
نفس امارہ پر نہ بیداد کرو عمرو نے یہ کلام حسرت انجام جو سامنے سمنکال کے کے سمنکال

سکے رونگٹے کھڑے ہو گئے مثل بید کانپی رنگ چہرے کا متغیر ہوا منہ پر ہوائیاں اُڑنے لگین
کہا خواجہ تمھارے کلام فیض انجام نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو صفت معبود سے بھر دیا کہا برائے
خدا مین کیا کرون افراسیاب سے کیونکر جدا ہوں میرا پیچھا نہ چھوڑیگا قتل سے منہ نہ موڑیگا
عمرو نے کہا ناحق کا انتشار ہی افراسیاب کیا نابکار ہی مسبب الاسباب وہ پروردگار ہی ظالم
کے ہاتھ سے مظلوم کو بچاتا ہی ہر مشکل مین وہی کام آتا ہی دیکھو ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کا کیا
کر لیا ہر مرتبہ اُنکے قتل پہ آمادہ ہو کر بقہر و غضب تمام جاتا ہی وہ رحیم و کریم اُنکو بچاتا ہی سمنکال
نے کہا مجکو دین اسلام کا اعتقاد ہوا مگر خوف افراسیاب دل پر غالب ہی آپ تو جائیے مین تدبیر
کرکے آؤنگی اپنی جان بچانے کی فکر کرکے آپ کے لشکر سے ملجاؤنگی عمرو نے کہا ملکہ اعتقاد
کامل نہوا پروردگار کو حاضر و ناظر نہ سمجھا صفحۂ دل پر اس مصرع کو نقش کرو ع دشمن اگر قویست
نگہبان قوی تراست جب تمھارا خدا سب سے بڑا ہی ایمان دنیا سے ڈرنا کیا ہی اب سمنکال
ہاتھ باندھے سامنے خواجہ کے کھڑی ہی کہ آپ جائیں مین کوئی کار نمایان کرکے آؤنگی اگر بچہ
قابض ہوگا تو سر افراسیاب لاؤنگی مگر افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت پر
بیٹھا ہی ذکر قتل اسد نامدار ہو رہا ہی یکایک خیال آیا کہ دیکھوں ساربان زادہ کہاں ہی اُس
سکاک کے نام سے بہرام فلک لرزان ہی فوراً کتاب اُٹھائی اُسمین دیکھا عمرو سمنکال سے کھڑا
باتین کر رہا ہی سمنکال ہاتھ باندھے کھڑی ہی کہ مین کل حاضر ہونگی اطاعت اسلام قبول کی پس
افراسیاب غصہ مین کانپا وزیرون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے جواب دیا
نمک حرامون نے سر اُٹھایا ہی مجکو نادان بنایا ہی سمنکال حرامزادی عمرو کو اپنے باغ مین
لائی ہی نکل جانے کا ارادہ ہی مسلمانون سے ملنے پر آمادہ ہی یہ کہکر غصہ مین آواز دی کوئی حاضر
ہی ارے جاکر عمرو و سمنکال کا سر لائے سرکشی کا مزا چکھائے پلنگ جادو موجود ہی اُسنے
کہا ابھی غلام جاتا ہی چشم زدن مین دونون کو گرفتار کرکے لاتا ہی افراسیاب جادو نے کہا
سمنکال زبردست ہی بادۂ سحر و ساحری سے مست ہی لڑ بھڑ کر نکل جائیگی تیرے ہاتھ نہ آئیگی
اگر یہ شیشہ لیتا جا آب دیدۂ سحر ہی پہلے اُسکو پھینک مارنا جبکہ ملکہ کا رنگ واسطے چند ساعت کے
سمنکال بیہوش ہو جائیگی فوراً گرفتار کر لانا پلنگ نے سلام کیا شیشہ آپ نے کر فوراً

وہ بے آبرو چلا سمنکال و عمرو باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال ارے نمک حرام تونے دشمن کو اپنے گھر مین بلایا شہنشاہ کا خوف نہ آیا سمنکال نے سر اٹھا کر دیکھا کہا لو خواجہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہی افراسیاب نے کتاب سامری سے دریافت کیا اس بھیا غلام کو ہمارے قتل کرنے کو بھیجا خواجہ ہشیار ہو یہ کہکر سمنکال نے چاہا کہ سحر کرے اپنے کو بچاسکے مگر پلنگ جادو جوش غضب مین شیشۂ آب نایاب پھینک چکا تھا وہ ٹوٹا ایک قطرہ سر پر سمنکال کے ایک سر پر عمرو کے گرا یہ سنبھل نہ سکی پناہ پانی شکل ہوئی لہر اگر گری گرد آب دریا سے بلا مین پھنسی پلنگ کڑک کر گرا ایک پنجہ مین عمرو و سمنکال کو اٹھالیا طرف افراسیاب جادو کے چلا بردے ہوا یجوش و خروش اڑا ہوا جاتا ہی صبح کا وقت ہی راہ مین باغ ہی ملکہ گالگون نازک چشم کا چونکہ آج کل حکم افراسیاب کل ناظمون کو پہونچا ہی کہ بروز قتل طلسم کشا استامان لشکر کشی واجب و لازم ہی ملکہ گالگون نازک چشم سحر اپنا تیار کر رہی ہی چار سو کنیزین ایک ایک شعلۂ جوالۂ آتش کا پرکالۂ سحر مین طاق شہرۂ آفاق زمین سے تا آسمان دھوان دھار کسی نے آگ روشن کی کسی نے پانی برسایا کوئی فولادی گولے اچھال کر اسکا زور دیکھ رہی ہی کوئی عقاب بنکر اڑتی ہی کوئی ستارہ بنکر چلی کوئی بشکل برق کڑکی باغ مین آتش کا ہنگامہ بحر گرم ہی اسی راستہ سے پلنگ جادو گذرا گالگون نازک چشم نے سر اٹھا کر بڑے زور و شور سے گولہ طرف آسمان کے پھینکا وہ گولہ سینہ پر پلنگ جادو کے پڑ گیا قضا دامنگیر اسکی کیا تدبیر سمنکال کو ہوش آچکا تھا پلنگ کے مرتے ہی اسکے پنجہ سے چھوٹی ساحرہ زبردست ہی سحر کرکے ایک جانب بھاگی دل سے کہتی ہوئی قول عمرو تخت نشین ہوا پیدا کرنے والے نے جان بچائی اب افراسیاب کو کیا منہ دکھلا سکتے ہین نہ لشکر اسلام مین جا سکتے ہین دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی یہ کہتی ہوئی بھاگ کر ایک درہ کوہ مین مخفی ہوئی حیران و پریشان مضطر و بدحواس مگر نقش اسلام نگین خاطر پر جم چکا خدا واحد ہی یقین واثق ہو گیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پنجے سے پلنگ جادو کے چھوٹ کر سامنے ملکہ گالگونہ نازک چشم کے گرے اٹھتے اٹھتے آ ، از دی بو جب مصرعہ ہندی نع ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد بد ملکہ گھبرا کر دیکھنے لگی دیکھا ایک گویا جڑا ترٹپ رہا ہی ایک سمت لاشہ پلنگ جادو کا تڑپ کر سرد ہو چکا ہی گھبرا کر ملکہ نے پوچھا

ای شخص تو کون ہی عمرو رونے لگا کہا بیبیان لون آپ لوگون کا ہاتھ دیکھنے والا ملکہ نے پوچھا یہ
کیا معرکہ تھا کہا حضور پھر گویا بانجرے کی جمع مانگی تو مارنے کو دوڑے یہ کہکر بیٹھے تھے کہ اب
رات بھر نچوڑونگا حضور میرا منھ چوتے تھے گلے لگائے لیتے تھے میری پشت پر ہاتھ پھیرا مین
چیخنے لگا بس خدا معلوم کیا کردیا مجکو لیکر آسمان پر بلند ہوگے کنیزین ہنسنے لگین کہا ای ملکہ عالم کوئی
حسن پرست ہوگا مگر یہ کیا حماقت کہ بدون رضامند کیے ایسے امر کا ارادہ کرنا ملکہ نے کہا چپ رہو
بیہودہ نہ بکو نگوڑا کوئی ظالم ہوگا میان گویئے صاحب کچھ ہمارے سامنے گاؤ عمرو نے کہا حضور
مین اب توبہ کرچکا ہم تو سمجھتے ہین اس جلسے مین چار پیسے کما کر کھا مین اب ثابت ہوا کہ کمال
باعث زوال ہی کنیزون نے کہا ہماری ملکہ صاحب فیاض و سخی ہین ایک چیز سنکر صدہا روپیے
دیتی ہین وہ حرامزادہ کوئی جلاد صاحب بیداد ہوگا عمرو نے کہا حضور اب پہلے ملجائیگا
تو گاؤنگا ملکہ نے کہا تمکو بہت کچھ ملیگا کنیزین بھی گرد ان کے جمع ہوگئین ملکہ نے چند اشرفیان
سامنے عمرو کے پھینکدین عمرو نے دیکھا سارا جلسہ لباس فاخرہ سے آراستہ ہی عرض کی ذرا
سازندون کو حکم ہوجانے مگر میرے گھر مجکو پہنچا دیجیے گا بڑھیا نانی دروازے پر کھڑی
ہوگی رات کو مین ڈرتا ہون جو رات کو واسطے پیشاب کے اٹھتا ہون تو نانی کو پکار لیتا ہون
اور حضور اب تو مین بنیے کی دوکان سے سودا لیکر چلا آتا ہون کنیزین قہقہہ مار کر ہنس پڑین اے
حضور یہ تو بڑے بہادر ہین مگر نام تو پہلے بتادو کہا حضور استاد خورد برد ہمارا نام ہی بات بھی
کثرت کرتا ہون بڑی بڑی تانین لیتا ہون باپ ہمارے بڑے گویے تھے میان تان تودہ خان
کا پوتا ہون نانی نے مجکو تبلا نا بھی سکھلایا ہی ہماری نانی خالہ امان کے ساتھ مجرے مین
جاتی ہین زنان سے روپیہ لاتی ہین ہمین خوب دودھ ملیدا کھلاتی ہین یہ میان جادوگر صاحب
ہمکو گھر سے بلا لائے بی ہمسائی نے کہا تھا استاد خورد برد لونڈے بازون سے بچے رہنا
سب ٹھٹھے مار کر ہنسین کہا استاد خورد برد اب گاؤ اپنے نام کی پیروی کرو کچھ کھاؤ کچھ لیجاؤ
کہا حضور خوب راضی کرینگے سامنے نرگس جو اس بیٹھی تھی موٹی سی کرڈیل جوان چھوٹے چھوٹے
بال اسکی طرف دیکھکر میان خورد برد بہت ہنسے کہا حضور یہ حکم دین تو مین گاؤن ملکہ
نے کہا میان خورد برد اسکے کیا معنے ہمارا کہنا ناگوار ہی بی نرگس کا بڑا اختیار ہی کہا حضور میری

جورو کی صورت اپنے سے بہت ملتی ہی کوسٹے پر ہر وقت وہ کھڑی رہتی ہی جب جورو امان کہکر پکارتے ہین ہنستی ہوئی چلی آتی ہی مگر ابھی دودھ نہین پلاتی ہی اسی وجہ سے ہم دبلے ہین نانی نے سمجھا دیا ہی کہ بیٹا روپیہ کما کے لاؤ تو تمھاری شادی کردین جب جورو دودھ پلائیگی موٹے ہوجاؤگے نہین عمر بھر دبلے رہوگے جفامن سہو گئے ملکہ اور خواصین اسقدر ہنسین کہ پیٹ مین درد ہونے لگا ملکہ نے کہا بی نرگس اپنے خصم کے قریب آ بیٹھو گانے کا حکم دو وہ خواہی نخواہی ہنستی ہوئی قریب آ بیٹھی اُسنے مسکرا کر کہا بی ذرا پیٹ پر ہاتھ بھی رکھدو کہ کلیجہ ٹھنڈا ہوجاے نرگس نے پشت پر ہاتھ رکھا میان خورد بُرد نے دانت نکوس کر کہا ہمین ذرا سا دودھ پلادو یہ کہکر چھاتیون کی جانب ہاتھ بڑھایا نرگس نے ہٹ نگوڑے کہکر دھکیل دیا گرے چوٹ لگی مگر ہنس دیے کنیزون نے کہا میان اُستاد خورد بُرد اب گاؤ رات کو تمھارے پہلو مین جورو کو سُلوا دینگے دودھ بھی پلوا دینگے اب تو خواجہ بن امیہ ضمری نے نے اُٹھائی بیقراری مین یہ غزل بجائی غزل

گل اس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا		یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
گر بعد نقصہ پھر سگ دنیا ہوا نقیہ		کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین مل گیا
دکھلا کے کہکشان سے فلک چاک سینہ رات		اس ماہوش کے سینہ دریدون مین مل گیا
اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار		صبات آئنہ کا دیدہ ندیدون مین مل گیا
حب حسین ذوق وہ شے ہی کہ جس سے حر		تھا گرچہ اشقیا مین شہیدون مین مل گیا
دائم اسیر درد زگردون دل من است	دیگر	در بزم غم پیالۂ پرخون دل من است
از جستجو نشان وصالت نیافتم		وصلت مراست لیلی و مجنون دل من است
خون دلم گذشت ز جیحون و کم نشد +		از صد محیط قطرۂ افزون دل من است
نرگس شنید نالۂ زارم زہوش رفت		فریاد رفت بادۂ گلگون دل من است
مخفی دلم ز نغمۂ شوق آشنا نشد		ہنگامۂ شکایت و افسون دل من است

وہ وہ غزلین عمرو نے گائین کہ ملکہ گلگون نازک چشم کی آنکھون سے آنسو جاری عاشق تن خون کے دل کو بیقراری کوئی آہ کرتا ہی کوئی واہ کنیزین بلائین لیتی ہین انگوٹھی اُتار کر دیتی ہین خواجہ بھی کسی کی گود مین جا بیٹھے کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے احمق بیوقوف وہ بھی ہنستی ہین

بعضی آوازہ کستی ہیں میاں اُستاد خورد برد تم تو ہر دل عزیز ہو پیاری چیز ہو گلگون نازک چشم نے کہا میاں اُستاد خورد برد ہماری نوکری کر لو اسی باغ میں شامل ہو کے بسو تمہاری شادی کر دینگے عمرو نے کہا اب ہم زیادہ نہ ٹھہرینگے اب ہمارے نشہ پانی کا وقت آگیا بھٹی پر جائینگے وہاں دو چار چینڈون گا پینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر گھر کی راہ لینگے بیٹے کے یہاں سے سودا بھی خریدنا پڑتا ہی قرض کے سبب سے بنیا روز لڑتا ہی ملکہ نے کہا کمبخت غریب ہی اس کمال پر بدنصیب ہی تمہارا رہے ہم تجکو بہت کچھ دینگے روز بنیے کے یہاں نجانا پڑیگا جنس غلہ بھر وا دینگے تیرے گھر بھر کی خبر لینگے عمرو نے کہا واہ حضور ہمنے جو چیزیں گائی ہیں وہ پیسے ہم لیکے ٹلینگے اور اوّھا دارو کا منگا دیجیے ہم بھی پیئں آپ بھی پیجیے ملکہ نے کہا لاؤ گلابیاں گلابیاں کنٹر ملا گلاس لاکر رکھے گئے ساقی بنے موجود ہوئے ملکہ نے کہا لو میاں اُستاد خورد بُرد جسقدر چاہو پیو عرض کی حضور ساقی ہمین بنایئے ہم ساقی ہونگے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے نشہ میں گانے کی کیفیت بھی پھر اور ہی صورت ہوگی ملکہ نے کہا اچھا تمہیں اختیار ہی تو خواجہ نے شراب کو الٹ پلٹ کرنا شروع کیا نمک سرکاری ملایا جام بھر کر ملکہ گلگون نازک چشم کو دیا ملکہ خوش ہو کے پی گئی سب کنیزیں مصاحبیں چاہتی ہیں کہ جلد شراب کا خاتمہ ہوگا اس ظالم کا تسنیں عمرو ایک ایک کو شراب پلاتا جاتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھتا جاتا ہی ملکہ گلگون نازک چشم وزیرزادی سے کہتی ہی کہ اس کمبخت کو روپیہ بہت سا دینگے کوئی راستہ میں چھین لیگا چوبدار ہمراہ کر کے ایک توڑا روانہ کیا جاسے چوبدار جا کر اسکے ماں باپ سے کہدے کہ یہ اب خدمت میں ملکہ کے رہیگا ایک دن شہنشاہ افراسیاب کو صحبت میں بلائینگے اسکا گانا سنوائینگے کنیزوں نے کہا حضور وہ حسن پرست ہیں اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے فوراً لیجائینگے محفل میں ہنسی دلگی ہو رہی ہی عمرو سبکو شراب پلا رہا ہی رنگ اپنا جما رہا ہی کبھی گاتا ہی کبھی بجاو بتاتا ہی اب یکایک بیہوشی نے سب پر تاثیر کی نرگس کی ٹکٹکی بندھ گئی شمشاد قد اکڑ کے اُٹھے تالیاں بجا بجا کر گانے لگے خود بھی بجاؤ بتلانے لگے غنچہ دہن کی زبان بند سوسن کی زبان درازی موقوف ہوئی سنبل نے ہوے سر کھول دیے آپسمیں دست درازی ہونے لگی کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کسی نے پاجامہ اُتار کر پھینکدیا ہنستی ہوئی تکی بجائی کوئی چمن میں جا کر بیہوش ہوئی کوئی جوش میں نشہ سے

ہوش

خوف مین بچاندچی غرق دریاے خجالت ہوئی اب محفل کا رنگ دگرگون کسی کی آنکھین
غائب کسی کی ہوئین کوئی اُچھلتی ہی کوئی کودتی ہی ایک نے کہا بوبری چار آنکھین ہین اُسنے
جواب دیا ہوا نوج کئیا چہار چشم ہوتی ہی تبا تو کھلا یا آنکھین کہان ہین دو آنکھین تو ظاہر ہین
دو آنکھین کیا تیرے کلیجے مین نہان ہین اُسنے جھنجھلا کر دو اُنگلیان اُٹھائین کہا دیکھو دونون
وہ ہین اور دو یہ ہین یہ کہا دو اُنگلیان اُسکی آنکھون مین گھیٹر دین وہ ہاے ہاے کہکر گری کہا
حرامزادی خدا کرے تیرے بھی دیدے پھٹم ہون کوئی کہتی ہی ای لو میرے ہاتھ پکڑلے نیچے کوئی
آسمان پر لیے جاتا ہی ایک کہتی ہی میری آنکھون مین اندھیرا آتا ہی اب جا بجا گر گر کنیزین بیہوش
ہونے لگین آپس مین لڑ رہی ہین عجب طرح کا ہنگامہ بلوۂ فساد کنیزین داد بیداد گلگون نازک چشم
غصہ مین جھنجھلا کر مسند سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ حرامزادیو میری محفل تمنے بازار بنادی عمرو نے بھی کہا
ہان ملکہ لینا جیسے ہی نازک چشم اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
خیمہ پکڑکر اُٹھا کپڑے سب کے اُتارنے لگا لباس اُتار کر قتل بھی کرتا جاتا ہی لاشے پھڑک رہے
ہین شور گیر و دار بلند ہی پیر عمل مچا رہے ہین کچھ تدبیر نہین بنتی سنگباری برفباری ہو رہی ہی دس
بیس کنیزون کو قتل کرکے اب عمرو چلا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرون وہان افراسیاب
نے باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے وزیرون سے پوچھا ہمنے پلنگ جادو کو براے گرفتاری ونکال
عمرو عیار کے بھیجا تھا عرصہ ہوا پلٹ کے نہین آیا یہ کہکر کتاب سامری اُٹھائی یہ مضمون لکھا
کہ زندگی پر حرف آیا منھ پیٹ لیا یہ کہکر اُٹھا یارو غضب ہوا پلنگ جادو مارا گیا عمرو باغ مین
گلگون نازک چشم کے خون کے دریا بہا رہا ہی اب اُسکو قتل کیا چاہتا ہی مین خود جاتا ہون
ہر چند وزیرون نے کہا کہ ہم جائین عمرو کو باندھکر لائین افراسیاب جادو نے کہا وقفہ
بہت کم ہی سواے ما بدولت کے کوئی نہ پہونچ سکیگا یہ کہکر غصہ مین بلند ہوا مگر کتاب مین دیکھا
کہ عمرو نزدیک پہونچکر قریب گلگون نازک چشم پہونچ چکا ہین سے نعرہ کرتا ہوا چلا خبردار او ساربان زادے
گلگون نازک چشم کو قتل نہ کرنا ورنہ بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاؤنگا دنیا مین ایک مسلمان کو
زندہ نہ چھوڑونگا عمرو چاہتا تھا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرے کہ نعرۂ افراسیاب کی
آواز کان مین آئی اور دیکھا کہ قریب سر کے آ پہنچا عمرو بھاگا افراسیاب جادو نے کہا اپنا

عمرو اُچک کے ایک تنجی مین آیا افراسیاب نے پکارا کہ عمرو تنجی سے نکلکر بارہ دری مین گیا
افراسیاب دوڑا قصر وہان متعدد تھے عمرو بھاگ کر ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے زنجیر
بند کر لی کوٹھری مین ایک جانب دیکھا چاندنیان دریان بہت سی پڑی ہین اُن سب کو اُٹھا کر
اپنے اوپر ڈال لین آپ درین مختفی ہوا اب افراسیاب چہار طرف دوڑا جب عمرو کو نہ پایا
پلٹ کر ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کیا گلگون نے اُٹھتے اُٹھتے کہا استاد خور دبرد
خوب گانے ہو دل کو لبھاتے ہو پھر وہی اشعار آبدار عاشقانہ سنایئے ایسے مضامین سے
دل روشن ہوتے ہین ایک سے ایک اشعار انکا بہتر ہی تیرا قبال اوج پر ہی افراسیاب نے
ایک دو تھپڑ مارا کہا کیا استاد خور دبرد آنکھ تو کھول قتل ہو گئی ہوتی او نام خور دبرد افراسیاب
بہت ہنسا کہا عمرو روز نام نئے بناتا ہی جیسے صورت بدلتا ہی اب ملکہ گلگون نازک چشم گھبرا کر
اُٹھی دیکھا صدہا لاشے کنیزون کے پڑے تڑپ رہے ہین اب تو جو کنیز اُٹھی پیٹتی ہوئی اُٹھی کوئی
کہتی ہی ہی ہی میری بوا کیا ہوئی کوئی کہتی ہی کم سنی مین میری بچی ماری گئی گلگون نازک چشم نے
کہا ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہی افراسیاب نے کہا عمرو تمھارے باغ مین پہونچا مین حیران ہون
یہان کیونکر آیا مین نے واسطے گرفتاری سمنکال و عمرو عیار کے پلنگ جادو کو روانہ
کیا آخر پلنگ کیا ہوا گلگون نے کہا شہنشاہ مین اور کچھ نہین جانتی مگر ایک جادوگر گو لیے
توبچہ مین دبائے ہوئے جاتا تھا مین سحر تیار کر رہی تھی گولہ اُسپر پڑ گیا وہ مر کر گرا ایک ساحرہ
اور بھی تھی وہ فوراً نکل گئی گویا باغ مین گرا مین نے اُسکو اُٹھایا اُسنے ایسی چھلی باتین کین
کہ ہم سب ہنستے ہنستے بیقرار ہوئے آخر وہ خوب گایا شراب پلائی اب جو آنکھ کھلی حضور کو دیکھا
افراسیاب نے کہا وہ عمرو عیار تھا تمنے غضب کیا میرے جادوگر کو مارا سمنکال بچ کے
نکل گئی اُس حرامزادی نے اپنے گھر مین عمرو کو جگہ دی یہ بھی یقین ہی سطح عمرو ہو چکی تھی کہ
پلنگ نے جاکر دونون کو گرفتار کیا معلوم ہوتا ہی وہ یہان پر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا
عمرو نے گویا بنکر بیہوش کیا مین نے کتاب سامری مین دیکھا فوراً آکر تمکو بچایا لیکن اب
ای گلگون نازک چشم عمرو بھاگ کر انھین مکانون مین چھپ گیا ہی مین نے ڈھونڈھا
نہین دستیاب ہوا ان کنیزون کے لاشے اُٹھوا کر پھنکوا و کل مکان اچھی طرح تلاش کرو

شاید نکل گیا ہو مین جا کر اطراف مین تلاش کراتا ہون مگر افسوس یہ ہے کہ عمرو سرحد باغ سیب مین
آگیا تم بھی جادوگرون کو واسطے تلاش کے بھیجو گلگون نازک چشم یہ حالات حیرت آیات
سنکر گھبرا گئی عرض کی ای شہنشاہ آخر عمرو اس سرحد باغ سیب مین کیونکر آگیا افراسیاب جادو
نے کہا حرامزادی ہمنکال جادو اٹھا کر اپنے باغ مین لائی نہین معلوم دوستی سے یا دشمنی سے
جسوقت سے اسکی بھانجی مسلمان ہوئی اُسدن سے اُسکے ہوش پراگندہ ہین شاید عمرو نے
اُسکو تسخیر کر لیا باتین اُسکی سحر آمیز ہین سامری جمشید اُس ظالم کی باتون سے بچائین اے گلگون
بہت ہوشیار رہنا عرض کی اب حضور لونڈی سمجھ گئی کوئی غیر میرے باغ مین نہ آسکیگا ساحر بھی
برائے تلاش عمرو و ہمنکال روانہ کرتی ہون افراسیاب بخوبی سمجھا کر چلا گیا اب گلگون
نازک چشم کا جو مقام عیش و راحت تھا غمکدہ ہوگیا یا تو سروہائے باغ غم سے آزاد تھے
اکڑ رہے تھے قد معشوق کی شان دکھاتے تھے یا بشکل آہ معلوم ہونے لگے گل بشکل
شعلہ ہائے آتش محزون سے چنگاریان نکلتی ہین شاخون پر بار غم و الم شکل کمان خم نخل
پا بہ گل باد صبا خاک اڑاتی ہے ہر گوشہ چمن سے رونے کی آواز آتی ہے گل قصر محل رنج و مصیبت
سارے باغ سے ظاہر آثار حسرت گلگون نازک چشم لاشے سبکے اٹھوا کر اپنے مقام سے
اٹھی کنیزون کو ساتھ لے کر مکانون مین پھرنے لگی ہر گوشہ مین ڈھونڈھتی رہی کسی کا نشان جو نہ ملتا تھا
ساتھ والیون سے کہتی تھی مجھکو شہنشاہ نے ناحق پریشان کیا یہ کہدیا کہ عمرو یہین ہے اس فکر
نے بشکل آئینہ حیران کیا اب اُس نگوڑے کا دیدہ دلیر ہوا سب کو قتل بھی کیا اور ہمارے باغ مین
بیٹھا بھی رہا ہمنے تو کبھی دیکھا نہ تھا نام بھی نگوڑے عمرو کا سنا نہ تھا ورنہ کیا مجال تھی جو عیاری
کرتا شہنشاہ اسقدر احمق ہین کہ سو دفعہ تجربہ بیان کر چکا اور جس جس طرح کی صورتین بنا کر آتا ہے عیان
کر جاتا ہے اور دون پر طعن کرتے ہین اُنسے زیادہ بیوقوف کون ہے مگر یہ کنایات جو گلگون نے کہدے
چھت سے کھڑکنے کی صدا بلند ہوئی عمرو نے اندھیری کوٹھری مین گھبرایا خوف ہوا کوئی اس
مکان کو کھولکر آئیگا تو گرفتار کر لیجائیگا عمرو نے گھبرا کر اپنے کو زمین پر گرا دیا اوندھا لیٹا نقش زمین
بنگیا سینہ مین کوئی شے چبھی عمرو نے ہاتھ سے ٹٹولا معلوم ہوا قفل لگا ہے عمرو نے فرش کو چاک
کیا دیکھا زمین مین ایک دروازہ نصب ہے اُسمین بڑا سا قفل لگا ہے تعجب ہوا چاہے عمرو سوچے اسمین

خزانہ رکھا ہوگا قفل کاٹ کر خزانہ میں چلیں دو چار کوڑی کا روزگار کریں یہ سوچ کر زنبیل پر ہاتھ
ڈالا کنجیاں نکالیں ہزاروں کنجیاں آپکے پاس رہتی ہیں ایک کنجی قفل میں ٹھیک آئی اُس سے
قفل کھولا دروازہ وا کر کے خواجہ عمرو اندر آئے دیکھا نہایت اندھیرا ہی اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں
سوجھتا سیڑھیاں پختہ ہیں انکو طے کرتا ہوا گرتا پڑتا بعد عرصہ دراز انجام پر سیڑھیوں کے پہونچا دیکھا ایک
دروازہ لگا ہی اُسمیں بھی قفل آراستہ ہی اُسکو بھی عمرو نے کھولا باہر نکلا دیکھا مختصر سا ایک صحرا ہے
سبزہ زار جا بجا چشمے جھیلیں تمام سرسبز و شاداب دور سے دروازہ ایک باغ کا معلوم
ہوتا ہی مثل آغوش عاشق وا عمرو گلیم اوڑھے ہوئے اُس صحرا کو طے کرتا ہوا دم محبت باغبان
قضا و قدر کا بھرتا در باغ پر پہونچا مگر حیران و پریشان دل سے کہتا ہی عمرو عجائبات سرحد باغ سیب
میں آکر پھنسے احکم الحاکمین بچائیگا دیکھیے یہاں سے کیونکر نکاسی ہوتی ہی چلو اس باغ کو بھی دیکھیں
اسمیں کون رہتا ہی یہ سوچ کر عمرو اندر باغ کے آیا مگر واضح رہے کہ خوف سے یہاں کے عجائب
و غرائب کے گلیم سر پہ ڈالے مضطر صورت آئینہ حیران الشکل زلف پریشان دل میں شمار کرکے زمانہ
قتل اسد نامدار عمر کیب ہی ہم اس بلا میں مبتلا اُسکی رہائی کی صورت حافظ حقیقی پیدا کریگا دامن
آرزو گلہائے مراد سے بھریگا اس خیال میں آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکتے ہیں سوز فراق
اسد غازی میں استخوان جل رہی ہیں اپنی جان کا خیال نہ کرتے ہیں آن کر اکیلے پھنسے اسکا ملال
کبھی ملکہ مہرخ و بہار کو یاد کرتا ہی اپنے خدا سے فریاد کرتا ہی کہ پروردگار اُن سب کو پنجہ ظلم
افراسیاب سے بچا صورت روز سیہ نہ دکھا عمرو تو روتا ہوا گلیم اوڑھے ہوئے کبھی اُس باغ
میں جانے کا قصد کرتا ہی کبھی ڈرتا ہی مگر افراسیاب جادو مکار گلگون عارض چشم کو ہوشیار
کرکے باغ سیب میں آیا مشیران سلطنت و وزیران دولت نے پوچھا اے شہنشاہ کیا معرکہ
گزرا افراسیاب جادو نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا یارو عجب معرکے در پیش ہیں ہزار
طرح کے مابدولت کو پیش ہیں اول تو اٹھارہ سو ملک کے ناظموں کو نامے لکھنا مناسب
ہیں کہ بروز قتل اسد غازی آکر شریک ہوں اُس سرکش کے قتل کو دیکھیں ہر ملک کے ہنگامے
سے موقوف ہوں جس دن سے اسد غازی نے طلسم ہوش ربا میں داخلہ کیا ہی ہر شخص کے یہی
زبان پر ہی کہ یہ نوجوان فتاح طلسم ہوش ربا ہر طرف سے شہر ناپرسان کے آیا دہان بھی

اُس جوان نے جرأت دکھائی حیرت نے گرفتار کرانگایا کتاب قدیم سے تصویر اسی جوان کی
نکلی عورت کی عقل ناقص اُسی وقت قتل کرڈالتی مگر صحرائے حیرت مین قید کیا وہان ملکہ مہ جبین
الماس پوش اُسپر عاشق ہوئی صندل جادو کو اسد غازی نے مارا ہا لیان طلسم کو درد سر
پیدا ہوا صاف صاف کتاب مین لکھا تھا کہ قاتل صندل جادو فاتح طلسم ہوش ربا ہوسامری
نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی مگر یا رو سامری جمشید ابد دولت کی شوکت سے آگاہ نہ تھے ورنہ ایسے
کلمات جہلات کبھی نہ لکھتے کسکی مجال ہی کہ طلسم ہوش ربا پر نگاہ ڈالے چند لونڈیان غلام باغی ہوے
میرا کیا کر سکتے ہین سب لوگ بیہودہ بکتے ہین یہ سمنکال حرامزادی شریک ہوگئی تو میرا کیا کر سکتی
ہی ارے ارژنگ جادو بارہ ہزار فوج لے کر جلد جا سمنکال فلان فلان درہ کوہ مین مخفی ہی
مجکو یقین کامل ہی کہ عمرو سے ملگئی ہی ایسا نہو کہ اِس سرحد سے عمرو نکال لیجائے اسبار بان زادے
کو بھی تلاش کر کے قتل کرونگا سرحد باغ سیب سے نہ نکلنے دونگا اول مین سرحد طلسم ہوش ربا دریا
خونروان وپل پر بنیاد ان تھا اسکو دختر کوکب نے مٹایا خاک مین ملایا اب یہ سرحد باغ سیب ہی
بدون میرے حکم کے کیا مجال جو نکلجائے مگر جو ساحر کہ واقفکار ہین علم سحر مین ہوشیار ہین وہ البتہ
لیجا سکتے ہین بس مجھے بڑا خوف سمنکال جادو کا ہی ایسا نہو عمرو کو نکال لیجائے سمنکال کے
شریک ہونے مین بڑا فتور ہی اِس نالائق کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہی اے ارژنگ جادو جلد جا فلان
درہ کوہ مین یقین ہی کہ مخفی ہی جلد مشکین باندھکر لانا ہماری خدمت مین پہونچانا مارے کوڑون کے کھال
گرا دونگا اب کسی کا پاس نہ کرونگا ارژنگ جادو بارہ ہزار ساحران غدار لیکر برائے تلاش
سمنکال روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑیے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار ضعیفہ بسم اللہ
کہکر اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ وسیع ودلکشا نخل باردار پھولونمین ہر طرح کی بہار
جوانان چمن اکڑ رہے ہین نہرین مانند موج ماہی ہین طائران بے زبان صفت ایزد منان مین مصروف
سبزہ چمن کو اعتقاد وحدانیت معبود کی صفت نوک زبان خوابیدہ نہین بیدار ہی ہر نوک سبزہ سے
ثابت ہی کہ اوصاف مین سبز بختان چمن کے زبان کھولا چاہتا ہی غنچہ چٹک کر بولا چاہتا ہی عندلیبان
خوش نوا پھول پھول کر شاخہائے گل پر زمزمہ سرائی مین تر زبان نخل سرو پر قمری طوق اطاعت
بگردن سبز بختان چمن کی مدح خوان چمنستان مین جابجا زیر نخل میوون کے انبار ایک جانب

کیلون کی قطار صاف ثابت ہی کہ خوبان سبز پوش قبائے اخضری در بر سرسبزی و شادابی چمن پر جھوم رہے ہین نظم

سجدۂ شکر مین ہی شاخ ثمردار ہر ایک
دیکھکر باغ جہان مین کرم عز و جل

قوتِ نامیہ لیتی ہی نباتات کا عرض
ڈال سے پات تلک پھول سے لیکر تا پھل

واسطے خلعتِ نوروز کے ہر باغ کے بیچ
آبجو قطع لگے کرنے روش پر مخمل

بخشتی ہی گل نورستہ کی رنگ آمیزی
پوشش چھینٹ قلمکار ہی دشت و جبل

عکس گلبن یہ زمین پر ہی کہ جس کے آگے
کار نقاشی مانی ہی دو م وہ ا و ل

تار بارش مین پروتے ہین گہر ہائے تگرگ
ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل

ہار سے آب روان عکس ہجوم گل سے
لوٹتے ہی سبزے پہ ازبسکہ ہوا ہی بیکل

شاخ مین گل کے نزاکت یہ بہم پہونچی ہی
شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل

جوشِ روئیدگی خاک سے کچھ دور نہین
شاخ مین گاوِ زمین کے بھی جو پھوٹے کونپل

حدِ ایام سے پیش از بدو نامیہ سے
بچۂ مرغِ چمن تخم سے آتا ہی نکل

دستِ گل خوردہ و شاخِ گل و گلزار سے ہم
بجہان نشو و نما کرنے مین ہی ضرب المثل

چشمِ نرگس کی بصارت کی زبس ہی در پے
غنچۂ لالہ نے سرمہ سے بھری ہی مکحل

اسقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کی طرح
چشمِ سیار گلستان مین جھپکتی نہین پل

آبجو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہی
خطِ گلزار کے صفحہ پہ طلائی جدول

اڑ کے کھو آئی ہوئی پھرتی ہی خیابان مین نسیم
پانوٗن رکھتی ہی صبا صحن مین گلشن کے سنبھل

اس باغ جنت نظیر کو خواجہ نگاہ حیرت سے دیکھکر حیران کہ سبحان اللہ کیا صنعت قضا و قدر ہی وسعت طلسم ہوش ربا اسقدر ہی کہ زمین کے اندر مکانات اسقدر رفیع و وسیع جابجا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ابھی تک خواجہ گلیم اوڑھے کنج باغ مین کھڑے ہین اس فکر مین ہین کہ کوئی کنیز اسطرف آئے اسکی صورت بنکر جاؤن چونکہ صبح کا وقت ہر ایک پارہ آنکھین ملتی ہوئی اٹھی ہی کوئی حوض پر منھ دھو رہی ہی کوئی کسی کو پکارتی ہی کہ ارے سنبل کس پیچ مین ہی رات بھر تو غائب رہی اب صبح کو بھی آئیگی یا نہین یا اندھیر مچائیگی ایک پکارتی ہی تجھ ا

نرگس اُٹھو آنکھیں کھولو نرگس نے انگڑائی لیکر کہا خدا کرے تیرے دیدے چشم ہو جائیں سونے
نہیں دیتی تڑکے سے اودھم مچایا ہے شبنم کا جا کر منہ دُھلا شمشاد کڑتی ہو گی اُسکو بلا کنیزوں
مین یہ ہنگامے ہین خواجہ تماشا دیکھ رہے ہین ایک کنیز کو دیکھا چھوٹے چھوٹے گال بوٹا سا قد
دوپٹہ ڈھلکا ہوا سوتے سوتے اٹھی لُٹیا ہاتھ مین لے کر بولائی ہوئی کنج باغ مین آئی ایک نخل
کے نیچے پاجامہ رکھ کر بیٹھ گئی چھن چھل موتنے لگی عمرو نے منہ پھیر لیا جب وہ پیشاب کر کے اٹھی
پاجامہ باندھنے لگی خیال مین آیا اسکو تو بیہوش کرو اسکی صورت بنکے چلو مگر سوچے کہ اس کمسن نوجوان
کے واسطے بیہوشی کا عراب کرنا سراسر حماقت ہے گلیم اوڑھے تھے سر کھول دیا اور آدھے ہاتھ
کھول کر جیسے ہی سامنے اُسکے آئے اُسنے دیکھا ایک سر اور دو ہاتھ میرے سامنے آتے ہین ہائے
کنکر کر گری اور بیہوش ہو گئی عمرو نے لباس و زیور اُتار لیا اُٹھا کے کنیز کو زنبیل مین ڈال لیا اس
خیال سے کہ کسی رئیس کے ہاتھ اسکو فروخت کر لینگے گوشہ مین آ کے رنگ روغن عیاری لگا کر اسی
نازنین کی صورت بنکر تیار ہوئے وہی خال وہی خط وہی قد و قامت وہی کرشمہ بھولی بھولی صورت
اگر اُسکی ماں بھی دیکھے تو نہ پہچانے لُٹیا ہاتھ مین لیکر خراماں چلے دو چار پھول توڑ کر لُٹیا
مین رکھ لیے جب صحن مین آئے ہر صحنچی کے آگے ایک ایک پلنگڑی بچھی ہے کوئی خالی ہے کسی پر
نازنین بستر مین لوٹ رہی ہے کوئی اٹھ کے بیٹھی ہے کلی کتر رہی ہے لُٹیا اُٹھا کے کلی کی گلوری گلے مین
رکھی ہے بعضی گھبرا کے اٹھی لوٹا ہاتھ مین لیا طرف بیت الخلا کے بھاگی اب حیران ہین میری صحنچی کونسی
ہے نام میرا کیا ہے کہ ایک نے پکارا ارے گلرو جلدی فراغت کر کے چل ملکہ باران زمین کن بیدار
ہوئی ہین عمرو نے گھبرا کر کہا ابھی ابھی تڑکے تڑکے ہوش بھی درست نہیں ہوئے تو نے کانون کانون
کر کے اور پریشان کیا یہ تو نجبی سمجھ گئے کہ مین گلرو خواص خاص کی صورت پر ہون پکار کر کہا خیلہ
یہ تو بتا ارے میری صحنچی کونسی ہے ایک نے کہا ارے ادھر آ تیرے سر سے گرنے کی یہ جگہ ہے جو کچھ بات
کو کھاتی ہو وہ بھی بھول جاتی ہو ستانی ابل پڑی ہے اپنے رہنے کی جگہ بھول گئی ہے ایک نے کہا
بھولی گلرو تو سے خانے کی مالک ہین ساری سندر سی اُنھین کو ملتی ہے انکی نانی ڈھنڈو قرن
روز صبح کو دو دو پٹے پاجامے لیکر گدڑی بازار مین جاتی ہے پرانے کپڑے بیچ لاتی ہے دھگڑ دون کو
جامدانی کے انگرکھے بنا کر پہناتی ہے اپنی آج صحنچی بھول گئی آنکھون مین چربی چھائی ہے بی گلرو

پھول گئیں خواجہ بھی تڑاق پڑاق جواب دیتے ہوئے کسی کا گال نوچ لیا کسی پر گلوری کا اُگال
پھینک دیا مارے ظالم لنگے کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا کسی کے مارنے کو پاؤں سے جوتی اُتاری
کسی پر سپاپ ٹھوکری لڑتے بھڑتے اپنی کنجی میں آکر بیٹھے دروازہ بھیڑ دیا گٹھریاں اُٹھا اُٹھا کر زنبیل
میں رکھیں کنجی کو اسباب سے صاف کر دیا جھٹکر کنگھی چوٹی کی ستی ہو ٹھن پیلی بن سنور کر باہر نکلے
کنجی میں قفل لگا دیا کہ کوئی یہ نہ دیکھے کہ کنجی میں اب بوریا تمسلہ نہیں باقی ہے کہ یکایک غلغلہ ہوا کہ ملکہ
ماران زمین گن پیدا ہوئیں چوبدار نے آواز لگائی ارے جلد آؤ ملکہ رعلم اٹھیں آکر منھ ہاتھ
دھلوا دو چوکی پر لیجاؤ عمرو سب کے ساتھ ہنستا ہوا مسخراپن کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آکر پہونچا
دیکھا پردہ ہائے زربفت کنیزوں نے باندھے بارہ دری مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ
جو گھڑے چنگیر دان عطردان پاندان گلدستے باسی اٹھا کر پھینک دیے تازے گلدانوں میں رکھ دیے
کنیزان ماہرو پنجہ مژگان سے فرش پر جاروب کشی کر رہی ہیں مسند ناز پر ایک ماہ پارہ بصد ناز
و ادا جلوہ فرما ہے جبین مبین خورشید تابان عارض ماہ درخشان انگھڑیاں ستارہ سحری کو آنکھیں
دکھانے والی صف مژگان تیر دلدوز برائے قلب عاشقان مطلع ابرو قریب چشم خوشنما نہایت
موزون کلیجہ نگار ہونے کے مضمون خاص ہم سخن بسان ہیں اس اشارے سے بھی ماہر ہیں قد

نظم

سرو باغ دلبری سراپا ہین جگر برقی
بر چو نارنج نو بشاخ درخت
دہنش تنگ با شکر دلتنگ
ہر طرف کابرو تبسم کردہ
بردہ صد رہ روندہ با انداز
نرگسش دور باش غمزہ خدنگ
کردہ تعلیم دزدی عجبش
لعل او کردہ بر شکر میری
حالمے را بخندہ نہ خرید
ستے از نازکی درونہ فریب

قامتے در خوشی چو عمر دراز
سخت رستہ ز صحبت دل سخت
سرو را وردہ ابروانش بکار
آرروئیش وہ ہو سغش گم کردہ
طرہ را سر زدہ بخونخواری
لعل در آشتی وعشوہ بجنگ
سخن تلخ در لبش چو نبات
شہد را داد چاشنی گیری
گیسوے پیچ پیچ از سرناز
پاے تا سر ہمہ لطافت و زیب

ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
روے گلرنگ او گل بارنگ
چون مقابر بجبینش قمد
چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
چشمہائے ز شرم زیباری
نیم وا ز دیدہ خندہ زیر لبش
مرگ را داد چاشنی ز حیات
خال او گو ہزار پردہ درید
داد بر دست فتنہ رشتہ دراز
رگ نمودہ برون ز لطف بدن

ہمچو رشتہ درون دُرِّ عدن	خواہش دوست در رگ صلبی	ہمچو می در زجاجۂ حلبی

عمرو نے جو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھی کلیجہ پہ ہاتھ رکھ لیا سامنے آکر گلچینی گلشن جمال
کی کرنے لگا کام خدمت مین مصروف ہوا دل سے مشورہ کر رہا ہی کہ کیون خواجہ یہان سے
کیونکر رہائی ہوگی یا بن پڑے تو اسکو گرفتار کرون ای عمرو یہ وہی نام ہی جو پرچہ مین حکیم لقراط ثانی
کے لکھا ہی خدا فضل کرے تو اسکو مطیع کرون سنگال تو راہ پر آگر ہے چھوکری دیکھیے اُس سے
کیونکر ملاقات ہوتی ہی عمرو یہ کھڑا سوچ رہا ہی اور جمال بیمثال ملکہ ماران زمین کن پر نگاہ ہی
کبھی واہ ہی کبھی دل سے آہ ہی جب ملکہ ماران زمین کن ہنس دیتی ہی گوہر آبدار فرج دہن
سے ظاہر ہوتے ہین دیکھنے والے رشتۂ نگاہ مین موتی پروتے ہین سینہ پر نارپستان کا ابھار
عاشقون کی سینا مین دل کے پار ہوگئی ہین شعر نارپستان کی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ
رضوان کا + مگر عمرو نے خیال کر کے دیکھا نصف بارہ دری مین ایک پردہ کھنچا ہوا ہی
اُسکے اندر سے ایک ضعیف عورت کے بولنے کی آواز آتی ہی عمرو نے ایک کنیز سے چپکے
سے پوچھا بوا اس پردے مین کیا ہے وہ ہی اُسنے عمرو کا ہاتھ مروڑ دیا کہا کیون ستانی ہے تو نے
قصہ کی باتین کہین اتنا دن آیا مگر تیرا نشہ نہین اُترا ملکۂ عالم کی نانی ملکہ اسرار جادو آرام کر رہی
ہین نام اسرار جادو سنکر عمرو بن امیہ ضمری بھول گیا مگر دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا
ہی دل مین تو یہ ہی کہ ابھی ان دونون کو مطیع کرون مگر یہان سے کیونکر نکلونگا ای پروردگار
مین کس مقام پر ہون تہ تہ زمین کی پہونچا ہون عمرو یہ سوچ باتین کر رہا ہی کہ اندر سے آواز
آئی ماران زمین کن سو کے اُٹھی یا نہین یہ سنتے ہی ماران زمین کن حاضر جان ہوکر اُٹھی
طرف پردے کے چلی عمرو بھی ساتھ ساتھ چلا پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت
جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم مگر لباس عمدہ زیب جسم کھانسی کا عارضہ مگر طشت سو دسنے کا سامنے
رکھا ہی کھنگھر کھانس رہی ہی طشت بلغم سے معمور مگر چہرے سے جلالت پیدا و آثار واقفکاری سحر کی
ہویدا عمرو پردے کے باہر سب کے پیچھے تھر تھر کانپ رہا ہی پردے سے جھانک جھانک کے
دیکھتا ہی ملکہ ماران زمین کن سامنے پہنچی مثل ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوئی اسرار جادو
نے قریب بلا کر گلے سے لگایا چتر پر بٹھلایا تین مرتبہ جو پھونکا منہ سے دھوان نکلنے لگا کہا بیٹا تمھین تو

آٹھ پہر کھیل کود سے کام ہی کچھ خیال ہی کہ کونسا زمانہ ہی زمانہ قتل طلسم کشا قریب ہی جو اس ہنگامہ
مین بچ جاے وہ بڑا خوش نصیب ہی سامری و جمشید کے احکام مین فرق آیا چاہتا ہی دیکھین
فلک کجرفتار کیا رنگ دکھاتا ہی اس زمانہ مین آٹھ پہر ہوشیار رہنا چاہئے کھیلنا عیش و فرحت موقوف
کرو جب سے اُٹھی ہون دل کا عجیب عالم ہی قلب پر ہجوم غم ہی صاف مجکو معلوم ہوا کہ عمرو عیار
باغی تمہارے باغ مین آیا ہی اِسی جلسہ مین ہی میرے پیرون نے مجکو خبر دی میرا انداز ضعف
و پیری کا ہی تم نام خدا جوان ہو بزرگون کے تحفجات کی مالک ہو راہ گنبد نور کی سالک ہو
بی بی تمنے ابھی اپنے مرتبہ کو نہین پہچانا بادشاہ طلسم ہوش ربا کو ہماری اطاعت واجب و
لازم ہی اگر ہم بادشاہ طلسم ہوش ربا سے بگڑ جائین کل ساکنان طلسم با مصیبت اُٹھائین مگر
سامری جمشید ایسا نہ کرین مذہب بڑی چیز ہی جسنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا بڑا بدنصیب ہی
اب جاکر باغ مین تلاش کرو عمرو عیار کو اپنی کنیزون مین ڈھونڈھو خبردار خبردار بیٹی ہوشیار
رہنا عمرو عیار بلاے روزگار ہی تمنے بی بی نہین سُنا ساحر شمشش خداوند ساحران غدار دریاے
قلزم مین عمرو نے اُسکو جاکر مارا دم بھر مین بڑے بڑے بزرگون کی آبرو شادی حقیقت مین بیچارہ بانی دہ
نہنگ بحر عیاری ہی ہژبر دشت طراری ہی مجکو اطمینان ہو گا کتابین نکالون تمکو سکھاؤن پڑھاؤن
وارث تحفہ جات سامری ہو سحر مین یکتاے عالم ہو بچپن کی باتین چھوڑو عمرو کی فکر سے منہ موڑو
رات کو گھڑی بھر میرے پاس بیٹھا کرو پوتھیان بزرگون کی پڑھو لو ماران زمین کن سر جھکاے
ملکہ بڑی تمام باتین سنتی ہی منہ پھیر کے ہنستی جاتی ہی ساتھ والیون سے کہا نانی جان کو سودا ہو گیا
ہی اسرار جادو سے سب حقیقت کہکے پردے کے باہر آئی عمرو بشکل گلرو ساتھ ہی بارن
زمین کن خرامان خرامان مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی کھل کھل
ہنس رہی ہی عمرو نے آگے بڑھ کر قدمون کو بوسہ دیا سر سے پا تک بلائین لین ترقی حسن و
جمال کی دعائین دین پوچھا خیر تو ہی نانی جان آپکی کیا کہتی تھین ملکہ نے کہا ارے گلرو آج
تو نانی امان نے نئی نئی باتین کہین کہتی ہین کہ عمرو عیار تیرے باغ مین آ گیا کنیزون مین تلاش
کرو تمہارے نوکرون مین چھپا ہی سوتے سوتے اُٹھی ہین رات کو شراب بہت پی گئی تھین اُسکا
سرور باقی ہی اگلے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ناحق کو بھی بڑبڑ بکے جاتی ہین روز تو یہ

غصہ تھا چٹیا بنا لو اور کپڑے بدلو زیور پہنو باغ سے کہین نہ جاؤ آکر مجھ پلاؤ کھیلا کرو کتاب لاؤ سبق پڑھو چار حرف لکھو دونون وقت ملتے بلند دری سے نہ نکلو آج ان باتون مین سے کوئی بات نہین پائی کچھ کہین یاد کہین عمرو نے کہا ملکہ عالم عمرو کون شخص ہی بڑا کوئی چور ہی نعوذ ہی مین اپنا زیور اتار کے رکھ آؤن آگ لگے گہنے مین جو جان جاے ایسا نہو گا گھونٹ جا میرا زیور لیلے جب سے نانی امان نے آپ سے یہ باتین کہین مین ہول کھائی ہون مری جاتی ہون حضور میرا تو سواے آپ کے کوئی نہین ہی مان مرچکی بڑھیا نانی کو دمہ کا عارضہ ہی رات کو بھی کھانسی اٹھتی تھی جب اٹھ کے پیٹھ سہلائی ٹھنڈائی جوش کرکے پلائی تب جان بچی صبح و شام کی مہمان ہین دل مین بڑے بڑے ارمان ہین حضور کریمائی چڑھوا دیجیے سب کے پہلے مین گود اٹھاؤنگی بڑی رودی کی قسم کھاؤنگی حضور سامری و جمشید کے حکم سے لونڈی کو دھبا نہین لگا ماری مین نے آج تک کسی کا تنکا نہین چھوا بس اب واری اٹھیے باغ مین چلیے اچھی طرح تحقیقات کیجیے چور کو سزا دینا بہتر ہی اور واری آج صبح کو ایک تماشا مین نے دیکھا تھا ہو بہو صاف صاف کہدون جب مین صبح کو پیشاب کو گئی زیر نخل نرگس تو تھا ابنار ہی وہ خود دیکھ ہل رہے تھے مین آنکھ بچا کے بھاگی بس اتنا معاملہ گذرا جو دیکھا وہ کہدیا واری آنکھین پھوٹین جو مین نے کبھی کسی کی چیز اٹھائی ہو جھوٹی قسم کھائی ہو جب مین ایکے گھر نوکری کرنے آئی نانی امان نے کہدیا تھا کہ بی بی محل مین نوکری کرنے چلی ہو جس کسی کی چیز کو دیکھنا زہر سمجھیو جاننا حضور مجھکو بہت بہت نانی امان نے تالش دیا ہی کتنی تھین بیٹیا جسکا کوئی شریک نہین ہوتا ان بھولی باتون پہ سارا زمین کن ہنسی گلرو کے آنسو پونچھے کہا اری دیوانی چور اچکا کیسا وہ عمرو عیار ساحر کو پکڑ کر مار ڈالتا ہی کوئی صاحبقرون مین آنکا عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ بہار جادو و نافرمان سحریان و شاہزادہ شکیل بیدبل و رعد جادو و برق خونخوار مغفر ملکہ ہلال سحر افگن و صاحب شوکت و حشمت وزیر اعظم باغبان قدرت و صاحب ناز و ادا ملکہ شررہ سرخ موے کا کلکشا و صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ کو اس عیار نے اپنے شریک کرلیا ہی سنتے ہین کہ افراسیاب کا ناک مین دم کردیا ہی طلسم کے برباد ہونے کا شہنشاہ کو بڑا غم ہی مجھکو تو نانی امان کا حکم نہین مین تو کبھی باغ سے باہر بھی نہین جاتی نانی امان رات کو بھی مجھکو

گھمارا کرتی ہین جہان مین رات کو سبق پڑھنے میٹھی ہی باتین شروع کر دین لوبی بی رعد و
برق عمرو کے شریک ہو گئین باغبان قدرت بھی جا کر ملگیا فلان ساحر مارا گیا میری بلا جانے
جھوٹ ہر یا سچ ہر بیٹھے بیٹھے ایک یہ بھی اپج ہر کہان میرا باغ کہان عمرو عیار بڑی نگہبان
ہمارے باغ کی ملکہ گلگون نازک چشم ہین سو وہ بھی جب شریک ہو جائین خود راستہ ہمارے
باغ کا بتائین تب آنے والا آسکتا ہر وہ خالہ زاد بہن ہین وہ کیا کسی کی شریک ہونگی اول
تو یہ مقام سرحد باغ سیب ہر یہان کسی کا گذر ممکن نہین ہر اگر آئے تو بے شک کہین ہیچ
میٹھے بیٹھے یہ بھی ایک شبدہ بنا دیا گا ڈھیو اپنے کام مین مصروف ہو آج رات کو کوٹھے پر
جلسہ کرینگے ڈومنیان بلوائینگے شب ماہ ہر گانا سینگے یہ باتین سنکر خواجہ عمرو کو تو اطمینان
ہوا کر اسکے دل مین کینہ بالکل نہین ہر رات کو شراب پلا کر اول اسکو بیہوش کرونگا اسکی شکل
بنکر اپنی ڈھنڈھو کو لونگا مگر یہ باتین ختم ہونے پائی تھین کہ پردے سے اسرار جادو نے
پکارا بیٹیا ماران زمین کن کہو عمرو کو تلاش کیا ماران نے کہا نانی اماں ڈھونڈھ رہی ہو
ہمارے باغ مین کہین نہین ہر سارا باغ چھان چکی آپ کا حکم بجالائی اسرار جادو نے
پکار کر کہا ہماری باتون کو خلاف سمجھتی ہر وہ لال جلد والی کتاب کسی کنیز کے ہاتھ بھیدے مین
دیکھکر نام بتا دون کہ کسکی صورت مین ہر تمکو بھلا کھیل سے فرصت کہان ہمکو بہلاتی ہو اپنی کنیزون
مین میٹھکر مسخرا بناتی ہو ماران زمین کن نے ہنسکر الماری سے ایک کتاب نکالی عمرو گھبرایا
کہ حرامزادی صورت بتائیگی اب جان بچنا دشوار ہر تامل بیکار ہر پہلے چل کر اسی کو لو یہ سوچکر
کہا لائیے کتاب مین دے آؤن ملکہ ماران نے کتاب ہاتھ مین عمرو کے دی عمرو حاضر جا کر
لیکے پردے کے قریب آیا پردہ اٹھایا اسرار جادو نے سر اٹھا کر اول سراپا کو دیکھا پھر
کتاب ہاتھ سے لیکھول کر پڑھنے لگی عمرو نے دیکھا یہی وقت ہر کتاب کھولتے ہی وہ ہنسی ہر
سراپا کو بھی تمہارے بہ نگاہ غور دیکھ چکی ہر اب اسکو مارو یہ سوچکر حلقے کمند کے مارے گردن
اور کمر مین اسرار جادو کے اچھی طرح پڑے عمرو نے جھٹکا مارا سر کٹ کے الگ گرا جسم چارپائی
پر تڑپنے لگا عمرو حیران کہ یہ کیا ماجرا ہوا کمند نے خنجر کا کام کیا حیران دیکھ رہا ہر ہوش اڑ گئے
ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بیہوش ہونا کمند سے برق بنکر نکلجانا یہ سانحے نہ دیکھے تھے ایسا

شعبدہ کبھی پیش نہ آیا تھا ہاتھ کانپے کمند بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی قصد ہوا کہ بھاگوں جان بچا کر
نکلجاؤں اب باغ مین ٹھہرنا دشوار ہی کوشش بیکار ہی یہ عمرو سوچ رہا تھا کہ پہلو سے دیوار
شق ہوئی نعرہ ہوا منم ملکہ اسرار جادو او ساربان زادے تجکو تو نے حیرت اور افراسیاب
بنایا مصور صورت نگار سمجھا عمرو نے پلٹ کر دیکھا اسرار جادو برابر آ چکی ہو قصد کیا
پلٹ کے خنجر ماروں اسرار جادو نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا شعلہ آگ کا بھڑک کر عمرو پر
گرا رنگ و روغن اڑ گیا زمین نے پاؤں تھام لیے عمرو بصورت اصلی ہو گیا وہ لاشہ جو پڑا تھا
ماش کے آٹے کا پتلہ ٹھہرا اسرار جادو نے آواز دی بی صاحب زادی صاحب یہاں آؤ ہماری
باتوں کو بادہوائی سمجھا ہمکو سودا تھا آکے دیکھو عمرو کو پکڑ لیا ماران زمین کن مع سب انیسوں
اور جلیسوں کے دوڑی ہوئی آئی اب جو ماران زمین کن کی نگاہ پڑی ایک شخص عجیب الخلقت
دنیا سے نرالی صورت قریب پلنگ کے کھڑا ہی تھر تھر کانپ رہا ہی سراپا اسکا یہ ہی ناریل سا سر
کلچہ سے گال مروارید سے دانت زیرہ سی آنکھیں رسی سے ہاتھ پاؤں چھ گز کا دھڑ تلے کا
اوپر کا سند لا تین گز کا کنیزیں آہ اوہ کرکے بھاگیں کہتی ہو لیکن ہی ہو واری یہ کیا بلا ہی چل نا
ہی بابن ماش پاپڑ چیا جن سٹھیا دیوکی بھتیجی ٹھینگ بیٹھی ہی ہی میری جان گئی کہکے گر پڑیں
کوئی بولی بوا شمشاد مجھے سنبھال ے نرگس گھور گھور کے دیکھنے لگی سوسن نے غل مچایا
سنبل نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی ماران زمین کن تھر تھر کانپی ہوش و حواس اڑ گئے
اسرار جادو نے کہا بی ہمنے یہ چونڈا دھوپ مین نہین سفید کیا ہی ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی
کہ عمرو اس باغ مین آئیگا اب تو ہمکو سودائی دنبانا گلگون نازک چشم کو بلاؤ قفس آہنی لاؤ
اس نگوڑے موئے ہونڈی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کیا جائیگا
اسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزیں اٹھین عمرو کو بند کرنے لگین عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا
کہ ملکہ اسرار جادو تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہین گزری جسدن سے طلسم ہوش ربا
مین قدم رکھا ہزار ہا ساحران غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر
شعبدہ باز جلساز ہم عیار ہم سردار کے لڑے اس تجھ ذلیل سے ہو کے پڑے حرامزادوں کو
کتے کی موت مارا جہنم واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر یہ انتظام میرے واسطے کسی نے

نہین کیا جسوقت مین آپ کے باغ مین داخل ہوا آپ کو خبر ہوگئی میری تقدیر یہ جگی مگر آج میرے
دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ مذہب سامری جمشید کا درست مسلمانوں کی دلیل سست ہی چاہتا ہون
آپ کا غلام بنکر رہون شرف خدمت حاصل کرون مین عیاری مین کامل تم سحر و ساحری مین عاقل
بموجب مصرعہ خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + آپ تخت نشین ہون مجکو لشکر سپرد
کیجیے اول مہرخ و بہار کو مٹاؤن پھر کوہ عقیق پر جاکر لشکر حمزہ مین آگ لگاؤن اسکے بعد طلسم ہوشربا
و طلسم نورافشان و بیابان گلریز و ہفت کوہ زلازل ان سب سے لڑیے اگر سب کو مار کر آپکی
عملداری نہ کرادون تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھون تصویر سامری و جمشید منگائیے اپنے
قدرت کے احکام تلقین فرمائیے بچھیا کا گوبر بھی پیونگا مسلمانون کا آج سے ذکر نہ کرونگا اسرار
جادو یہ باتین سنکے قہقہہ مار کر ہنسی کہا خواجہ آفرین صد آفرین یہ فقرے تمھارے افراسیاب
جادو قبول کریگا یا مرشدزادے میان مسعود صاحب میرے سامنے ایسی باتین نہ فرمائیے ذرا
ہوش مین آئیے قضا تمھاری قریب ہے اسد بدنصیب ہے خوب مجکو یقین ہے اگر افراسیاب نے قتل
کیا طلسم ہوش ربا بربادی سے بچ گیا مین نے بھی سامری نامے کو پڑھا ہے اسمین صاف ہی لکھا
ہے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہے عمرو قاتل ساحران ہے مکر و غدر اسکا عالم پر عیان ہے مگر
قضا تمھاری میرے ہاتھ سے ہے عمرو نے کہا ہے ملکہ عالم اب تو مین سامری و جمشید پر لعنت کرونگا تمھارے
مذہب کو برا کہونگا سامری نامہ مین تو صاف مرقوم ہے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہین ہے
پھر آپ مجکو کیونکر قتل کرینگی یا سامری و جمشید جھوٹے تھے یہ کیسا واہیات مذہب ہے صاف صاف
مطلب ہے ای اسرار جادو تو ہر بات کو میری مکر جانتی ہے حقیقت مین کبھی تم لوگون کے شریک
نہونگا گھس گھس کے جادوگرونکو مارونگا ہمارا خدا مسبب الاسباب ہے رب الارباب ہے ہر بندہ
اسکے فیض سے کامیاب ہے وحید و یکتا عالم و دانا سمیع و حلیم رحیم و کریم قہار و جبار ستار و غفار
تم سب پر وہ مجکو غالب کریگا اگر صاحب عقل و شعور ہے تو قدمون کو بادولت کے بوسہ دے اسلام
اختیار کر دم سامری پرستی کا نہ بھر مثل تیرے وہ بھی ساحر تھے کتے تھے واصل جہنم ہوئے زمرد شاہ
باختری جسکو تم جاگتی جوت کا خدا کہتی ہو بریش او شاشیدم و تراشیدم ہاتھ سے ہمارے
آقائے نامدار کے ملک یہ ملک وہ بندہ قریہ بقریہ مقام بمقام بھاگا بھاگا پھرتا ہے مثل ہمارے تمھارے

بکتا ہوتا ہے اہل و عیال کھانا پینا سونا جاگنا کل حرکات و سکنات میں شریک ہے اب اسکی
خدائی کیونکر شک ہے سو مرتبہ صاحبقران نے اسکو گرفتار کیا اسکا نام جلالت ہے کر پھر چھوڑ دیا یہ
فرمایا کہ تجکو مجمع عام میں قتل کرینگے جس مقام پر تیرے لاکھ دو لاکھ حامی ہونگے اس جگہ اسکے خون
سے ہاتھ بھرینگے مگر ایسا حیا ہے کہ پھر منہ دکھاتا ہے نہیں سے لڑنے کو آتا ہے لیکن عنایت پروردگار
سے شکست پر شکست کھاتا ہے ملکہ عالم یہ تمہارا مذہب ہے مسلمان ہو تو بڑا غضب ہے اسرار جادو
کلام صداقت لقام عمرو سے حیرت میں آگئی صنعت پروردگار مطلق کارساز برحق سنکر جھومنے لگی
بات منہ سے نہ نکلتی تھی قلب پر تاثیر ہوئی انتہا کی دلگیر ہوئی مگر کچھ سوچ کے جواب دیا خواجہ بس
چرب زبانی موقوف کرو آمادہ مرگ ہیں سے قضا ہو اگر بلاے ناگہانی سے بچ جاؤ گے تو
دیکھا جائیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ گلگون نازک چشم بھی آکر پہنچی ملکہ ماران زمین کن گلے سے
لپٹ گئی پوچھا تو گلگون یہ خواجہ عمرو پنجرے میں بند بیٹھے ہیں اسوقت نانی امان سے
ایسی باتیں کیں کہ میرا دل ہل گیا پیدا کرنے والے کا خوف پیدا ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے لوا
میرا دل میرے قابو میں نہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت پہلو میں نہیں ہے تمہارے باغ
میں یہ عمرو کیونکر پہنچا اب اسرار جادو بھی مسند پر آکر بیٹھی گلگون نے تمام کیفیت گذشتہ ظاہر
کی کہا مجکو شہنشاہ نے نظر بچایا ورنہ گویا بنکے بیہوش کر چکا تھا ایسا کمبخت کتا ہے کہ دل تھرا رہا ہے جاگتی
رہی اور جس کسی کو اس علم میں کچھ سودا ہے اسکے واسطے تو یہ جلا دے مگر جب شہنشاہ نے آکر تجکو جدا کیا
بعد جانے شہنشاہ کے سارے باغ میں میں نے ڈھونڈھا لیکن پتا نہ ملا صبح کو پہنچ دیکھا تھا
کہ وہ کوٹھری کھلی ہوئی تھی مجھے کچھ خیال نہ ہوا نہیں معلوم کسنے وہ مقام جا دیا کہ یہاں آ پہنچا
ماران زمین کن نے کہا بوا سویرے اٹھتے ہی نانی امان نے مجھ سے کہا کہ عمرو عیار تمہارے
باغ میں آگیا میں سچ کہوں مجکو مطلق یقین نہ تھا مگر نانی امان کو تو پھر دھن لگ گئی آخر کو کتاب
سنگانی یہ نام خود لیکر دوڑا جا کر گمندہ ساری مگر نانی امان انتظام کر چکی تھیں ہم ایسے لوگ ہوتے
تو مار لیا ہوتا مگر کجا اسوقت مذہب میں اس شخص نے کلام کیا ہے کہ دل میں تاثیر پیدا ہوئی
میں تو اسکے کلام پر شیدا ہوئی مگر بقول نانی امان کے کہ یہ دشمن ساحران عالم ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے
یہ تو ظاہر ہے کہ اسکا قتل ہونا دشوار ہے انتہا کا مکار و غدار ہے تقریر میں طرار قرار ہے آتا تو ضرور

اسوقت معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا بہت خام ہی ہر ساحر کا بد انجام ہی نانی امان یہ صاحب سامری
کہلاتی ہین مگر عمرو کی کسی بات کا جواب نہ دے سکین دنگ ہو گئین زبان ہی کہ قینچی چلتی ہی اِن ظالم
کے فقرہ ہائے گرم سے شمع انجمن جلتی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بوا سامری و جمشید خبر کرین
دیکھیے اِس زمانہ مین کیا ہوتا ہی جبسے ہر طرف طلسم مین غدر ہی تو میرا بھی قول ہی کہ طلسم کا بنیاد شوا
ہی فتاح اسکا بیشک اسد نامدار ہی اسرار جادو نے پکار کے کہا چھوکری تو کیا چپکے چپکے باتین
کرتی ہو مین سمجھ رہی ہون بیہودہ باتین نہ بکو جو کچھ سامری و جمشید دکھائینگے دیکھینگے ہماری
رائے پر رہو جو ہم کرین وہ کرنا بیٹیا گلگون کچھ جادوگرنیان ساتھ لے تو قفس عمرو باغ سیب مین
پہونچا دو میری جانب سے عرض کرنا کہ جس صبح کو اِسکے قتل کرنے کا قصد ہو مین بھی حاضر ہونگی
طلب فرمایئے گا ماران زمین کن کو بھی ساتھ لیتی آؤنگی مگر عرض کرنا کہ ای شہنشاہ گردون پناہ
پنبہ غفلت گوش ہوش سے نکالیے زمانہ انقلاب آگیا اگر عمرو کو قتل کیا خیر و عافیت ہی ورنہ
سراسر مصیبت ہی اِس زمانہ مین غرور کو کام نہ فرمایئے جو کچھ سامری نے لکھا ہی وہ سب پیش
آتا جاتا ہی ہم خیر خواہانِ دولت ہین غمخوار سلطنت ہین براہ خیر خواہی عرض کیا قبول و عدم قبول
کا اختیار ہی تقدیر سے ہر شخص ناچار ہی یہ تمام کلمات حسرت آیات سنکر گلگون نازک چشم
نے قفس عمرو کا اُٹھا لیا اُسی راہ کو طے کرکے جسطرح سابق مین تحریر ہوا ہی اپنے باغ مین آئی
کنیزین سب دوڑین کہنے لگین واہی یہ کس جزیرہ کا جانور ہی لیکن بے بال و پر ہی کیسی بولی
بولتا ہی نر ہی یا مادہ ہی ایک نے کہا واری آنکھین بھی ہین ایک نے کہا کان ناک بھی ہی ایک نے
کہا اُلٹا ہراسا معلوم ہوتا ہی چالاک بھی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بیہودہ نہ بکو یہ تم سبھون کا دوکھڑا
ہی او حرامزادیو یہ عمرو عیار ہی وہ جو گویا بنا تھا بھولی بھولی باتین بنا کر بیہوش کر گیا تھا اُسکی
صورت اصلی یہ ہی جا کر باغ مین ملکہ ماران زمین کن و اسرار جادو کے پہونچا اسرار جادو نے
آخر گرفتار کیا یہ نگوڑا انکے بھی قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا مگر وہ تو مصاحب سامری ہین ممن سحر
ساحری مین مشہور صاحب عقل و شعور اپنے کو غائب کرکے اسکو دھوکا دیا تب یہ ظالم گرفتار ہوا
جلد تیاری کرو ابھی اسکو لے کر خدمت افراسیاب مین جائینگے قید اسکی باغ سیب مین ہوگی پہونچانے
چار سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہوئین ملکہ گلگون نازک چشم تخت پر سوار ہوئین

قفس سامنے رکھ لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی قید عمرو لیکر چلی اسکو راستے مین چھوڑ دو

ہو و کالۂ داستان زر رنگ جادو کہ افراسیاب نے براے گرفتاری سمنکال روانہ کیا تھا پہنچ

ناظرین ملاحظہ فرماوین سابق مین ذکر کیا تھا کہ سمنکال جادو پلنگ جادو کے قبضہ سے چھوٹکر
بخوف افراسیاب خانہ خراب ایک درۂ کوہ مین جا کر چھپی مگر حیران کہ کیا کرون کدھر جاؤن تا
عمرو کا بھی ساتھ چھوٹا شریک لشکر مہرخ نہو سکی کس بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوئی کہتی تھی
ای خداے نادیدہ مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا اس وقت مصیبت مین تجکو یاد کیا جسکو
تا بلشکر مہرخ پہونچا دام آفت سے چھوڑا کیا لیکے تجکو پکارون اس راہ سے بالکل نابلد ہون
نہین معلوم عمرو پر کیا گذری اب سواے لشکر مہرخ میرا کہان ٹھکانا ہے دن عمر کے تمام ہوئے
گرفتار دام رنج و آلام ہوئی اگر لشکر ملکہ مہرخ مین جاتی ملکہ بہار جادو سے ملتی غنچۂ آرزو کھلتا
سمنکال درۂ کوہ مین بیقرار اشکبار زندگی سے اپنی بیزار گردش فلک دوار کی شکایت
کر رہی ہے بعد عرصۂ دراز درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب چلی مگر زر رنگ جادو کو جو افراسیاب
نے مع بارہ ہزار ساحرون کے بتلاش سمنکال جادو پتا نشان بتاکر روانہ کیا ہے وہ اس
صحرا مین آیا چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہے ساتھ والے اسکے صحرا مین پھر رہے ہین کئی مسافرونکو
دھوکے مین مارا بیچارے غریبون کو للکارا خون ناحق اپنی گردن پر لیا اپنے لیے جہنم کا
سامان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ
زر رنگ جادو کی نگاہ پڑی پہچانا دین سے للکارا کہ خبردار او سمنکال مین آپہنچا رومال
سے ہاتھ باندھے چلکر قدمون پر افراسیاب کے گر سمنکال نے جو پلٹ کر زر رنگ جادو کو
دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی جواب دیا او نابکار کہتا ہے افراسیاب کیا مردود ہے میرا رب اکبر
معبود ہی جو کہا وہ کیا چار طرف سے بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا اگرچہ ساحرہ
قدیم ہے ملکہ افراسیاب کی ندیم ہے اس بلوے کو کب مانتی ہے جب گولہ مارا دس کا سر پھٹ گیا
کبھی ہاتھ ہلائے برق چمکائی ان بیچارون پر بجلی گرائی خرمن حیات جل کر خاک ہوا کئی سو
بیچارون کا دم بھر مین قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ کمر مین دے کر بلند ہوئی دونون
ٹانگین پکڑکر چیر ڈالا جادو گردن پر ساحر کو پھینک مارا اسکے خون سے دریا سے آتش

پیدا کیا ساحر مثل ہیزم خشک جلنے لگے جسم سے شعلے نکلنے لگے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہوا نظم

سمنکال جادو لڑی اس طرح
تڑپتی ہے برقِ قضا جس طرح
کیا سحر جس پر وہ بے دم ہوا
قیامت کا میدان میں عالم ہوا
زرنگ سیہ رو بتنگ آگیا
سحاب الم فوج پر چھا گیا
قیامت کا سامان عیاں ہر طرف
ہوا خون کا دریا رواں ہر طرف
سمنکال پر جا پڑا جب زرنگ
وہ تھی بجو جرأت کی گویا نہنگ
کیا وار جب اُسنے تلوار کا
سمنکال جادو نے رد کردیا
لیا ایک گرز بصد شد و مد
پکارو کے خالق مری کر مدد
تو ستار ہے اور غفار ہے
کنیز سیہ رو گنہگار ہے
ترے لطف کی ہوں میں امیدوار
کر اب جسکو منظور پروردگار

دل کو خالق بے نیاز سے رجوع کرکے اسم پڑھا جیسے کہ زرنگ نابکار پکارا اُسنے لاکھ
کلوا بیروں نارسنگھ کو پکارا گرز سنا کر وہ سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا جنگل میں اندھیرا ہو گیا
آواز آئی کشتی مردم نام من زرنگ جادو بود افسوس جان دادیم و مطلب نبود زنسیم ساتھ والوں
نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سمنکال پر ہمارا کچھ قابو نہیں ہوا بجلی کو کیا روکیں ایسے زبردست
کو کیا ٹوکیں فرار پر قرار کیا سمنکال مارتی ہوئی پیچھے چلی ہزاروں کو قتل کیا مگر حیران پریشان
کہ آخر الٰہی کہاں جاؤں کدھر جا کر جان بچاؤں افراسیاب جادو کا دشمن کہاں امان پائیگا
پروردگار بچائیگا اس تردد میں لڑتی بھڑتی جاتی ہے قضائے کار سے اسی طرف سے ملکہ گلگون
نازک چشم مع خواجہ عمرو لیے ہوئے طرف باغ سیب کے جاتی تھی کہ یکایک کان میں آواز
ہا و ہو کی پہنچی زرنگ کے مرنے کی قیامت برپا ہوئی گھبرا کر پلٹ پڑی اسی ہوا پر چلی
ساتھ والیوں سے کہتی ہے کہ یہ کیسا ہنگامہ ہے کسی مقام پر قیامت کی لڑائی ہورہی ہے پے در پے
جادوگروں کے مرنے کی آواز آتی ہے خیال کرکے دیکھو زمین تھراتی ہے کنیزوں نے عرض کی
واری اپنے کام کو چلیے لڑائی میں جانے سے کیا فائدہ مسلمان فوج شہنشاہ سے لڑتے ہونگے
مہرخ و بہار سے معرکے پڑے ہونگے گلگون نے کہا یہ مقام سرحد باغ سیب ہے یہاں کا ہر بوٹا
آسیب ہے مہرخ و بہار یہاں نہیں آسکتیں اگر آئیں تو نکلنا مشکل ہوگا آپس میں ڈانڈے پر
لڑائی ہوگی پس مصالحہ کرانا ضرور ہے یہ کہکر پرواز پیدا کیے گلگون بلند ہوئی کنیزوں نے
اُس تخت کو گھیر لیا جس پر قفس عمرو کا رکھا ہے عقب میں چلیں یہاں سمنکال مثل شیر غضبناک

فوج زرنگ کو قتل کررہی ہی تعاقب فراریون کا نہین چھوڑتی کہ گلگون نازک چشم آسمان
پر چلی دیکھا کہ سمنکال جادو ساحرون کو قتل کررہی ہی گلگون نے للکارا ای سمنکال یہ کیا
ہنگامہ ہی یہ لوگ تیرے مقابلے کے قابل ہین لشکری پیادے جاہل ہین انھون نے تیرا کیا
نقصان کیا تلوار ہاتھ سے پھینک دے ورنہ تیرے سے حقول دونگی چٹیا پکڑکر کھینچتی ہوئی سامنے
افراسیاب کے لیجاؤنگی سمنکال نے للکارا او چھوکری کیون شامت آئی ہی مین مطیع الاسلام
ہوچکی افراسیاب دشمن ہی وہ گمراہ میرے واسطے رہزن ہی مگر کیا کرسکتا ہی ہمارا مالک پروردگار ہی یہکر گلگون
نے اہل فوج کو آواز دی کیون بھاگے جاتے ہو اگر افسر تمھارا نہین ہی ہم تو ہین یہکر گلگون نے بھی سحر کرنا
شروع کیا بھاگے ہوے پلٹ پڑے سمنکال سے الجھ گئے ہین سمنکال نے تخت پر قفس عمرو کا رکھا ہوا دیکھ
دل بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی خواجہ یہ کنیز تازہ آپ کی محبت مین برباد ہوئی آتی ہی آپ کو
رہا کرتی ہی آپ کیونکر گرفتار ہوے ہون مجبور و ناچار ہوے عمرو نے آواز دی ای سمنکال
فلک بسر گردش ہی افراسیاب جادو کو ہمسے جلی کاوش ہی مگر او سمنکال اتنا خیال رکھنا
اگر ہماری قضا قریب ہی تو مجبور و ناچار ہون ورنہ انشاءاللہ لشکر اسلام مین جس طرح بنے گا
مجکو لیجاؤنگا قتل ہونے دونگا اور اگر رہا ہو جاؤن تو حکم سے پروردگار کے کل فوج ساحران
کو ٹکڑے ٹکڑے شکست دون سمنکال لڑنے لگی اچھا جگی ہی کہ خواجہ کو چھڑاؤن لڑتی بھڑتی
تا بہ تخت پہونچی گلگون نازک چشم کے ساتھ چارسو جادوگرنیان تخت پر محاصرہ کیے ہین
گولے ترنج و نارنج چل رہے ہین زمین کانپ رہی ہی مگر سمنکال ساحرہ زبردست ہی بادہ
اطاعت عمرو سے مست ہی زخم کھاتی جاتی ہی گھسی جاتی ہی گلگون تا بہ تخت نہین آنے دیتی
سینہ سپر کیے سحر کررہی ہی مگر سمنکال لڑتی بھڑتی ہی اہالیان فوج زرنگ تو بیدل ہو چکے ہین
گلگون کے اکارنے سے بڑھ گئے ہین جدھر سمنکال رخ کرتی ہی کائی سی پھٹ جاتی ہی ساحر
پر ساحر گرتا ہی پیادون کی آنکھون مین نقشہ موت کا پھرتا ہی گلگون نازک چشم سے او سمنکال
سے مقابلہ چلا گلگون نے ایک جانور رومش کے آٹے کا بنایا سامری کہکر اسکو اڑایا آواز دی او
سمنکال یہ طائر سحر سامری ہی اسمین افسونگری بھری ہی ہوش اڑا دے گا طائر وہم و خیال اس
افسون تک نہ پہونچیگا بس سمنکال نے دیکھا وہ طائر اڑا گرد سر سمنکال چرخ مارنے لگا ہیبت

ہیہات کلکلانکار نے لگا سمنکال پر جو سایہ طائر کا پڑا عقاب ہوش اُڑا ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آنے لگا قلب تھرّانے لگا خیال کیا اگر مین چرخ اور ساریگا تو بالکل ہوگی پھر بڑی مشکل ہوگی سمنکال
کے پیشانی پر نشتر مارا خون ہتیلی پر لے کر آواز دی ای طائر ساحری یہ تیرا بھوگ ہی خون پینے کا
تجکو روگ ہی طائر کنندے باندھکر ہتیلی پر سمنکال جادو کی گرا خون پینے لگا خون پیکر مثل
کبوتر کے ہاتھ پر سمنکال کے گونجا منقار اُٹھا کر چہرۂ زیبائے سمنکال کو دیکھنے لگا صاف ظاہر
ہوتا تھا کہ تسخیر ہوا سمنکال نے کہا ای طائر ساحری خوراک پائی شکم سیر ہی اب کام کرنے مین کیا
دیر ہی طائر کنندے قول کر اڑا اسر پر گلگون نازک چشم کے آیا چہکا مارا تھرا کر سر پر گلگون
کے بیٹھ گیا گلگون نے ایک چیخ ماری کہا ہاے خود کردہ را درمان نیست خاموش ہو کر ٹھہر گئی
زبان بند ہوئی سمنکال نے گرز اٹھا کر مارا سینہ کو توڑ کر نکل گیا گلگون نازک چشم تھرا کر گری
جہنم واصل ہوئی ہوا نا کی گشتی ملا نام سن گلگون نازک چشم بود اب کنیزین گھبرا مین قفس عمرو
ہاتھ مین لیا بیتاب و بیقرار ہو کر بھاگین اب سمنکال نے انکا تعاقب کیا منظور ہی کہ قفس عمرو
چھین لون اب کنیزین تو بھاگی جاتی ہین سمنکال سحر کرتی ہوئی دوڑی جاتی ہی اپنی جان
سنائی ہی کہ جس طرح سے قفس عمرو چھین لون مگر وہ کلہ اسرار جادو و یاران زمین کی ملاحظہ
ناظرین ہون کہ یہ نانی نوای دونون بعد حوالہ کرنے قید عمرو کے آپس مین باتین کر رہی ہین فکر
قتل اسد غازی درپیش ہی اسرار جادو نے کہا ای صاحب افسون من ای یاران زمین کی
قید عمرو تو مین نے روانہ کی مگر ادہر خبر دیتا ہی کہ کچھ فساد پڑے گی گلگون نازک چشم ابھی کمسن
ہی اپنے کمال پر مطمئن ہی ای نور نظر کسی کنیز کو روانہ کرو یا تم ہی اسباب سحر سے آراستہ ہو جا کر
دیکھو کیا سر کہ گزرا اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی بہت میرا کچھ اور ہی تدبیر تباتا ہی یاران زمین کی نے
کہا نانی اماں آج تمہین صبح سے انہین جھگڑون کا خیال ہی اب عمرو سا موذی کا ہے کو ٹلا
گرفتار ہوا گلگون نازک چشم لے کر گئی اب تردد بیجا ہی دم بھر مین وہ واپس آئیگی خبر مقتول
سنائیگی جب وقت قتل عمرو مشہور ہوگا آپ نے کہلا بھیجا ہم آپ چلینگے تماشائے قتل عمرو دیکھینگے
اسرار جادو نے کہا ای نور نظر یہ وقت غفلت نہین ہی ساحران طلسم کی جان پر بنی ہی حقیقت
مین عمر طلسم تمام ہو چکی افراسیاب نے غفلت مین سب کام خراب کیا تمہارے بزرگونکے

بڑے مرتبے تھے بادشاہ ہوش ربا جب بعجز بلاتا تھا تب جاتے تھے سو جو تو روح طلسم ہوش ربا
کی نگہبان ہو ایسا نہو کہ انجام مین پشیمان ہو مین شب قتل اسد کو پہلوے افراسیاب مین ہونگی
رات بھر بیدار رہونگی اگر تمکو ذرا غفلت ہوا یسی قباحت ہو کہ سنبھالنا دشوار ہو جاے طلسم کے
انتظام مین فرق آے دیکھیے زمانہ کیا رنگ لاتا ہی فلک کیا گردش دکھاتا ہی عمرو نے مقدمہ کر
ذہب مین ایسے کلام کیے کہ اسوقت تک محویت ہی صاف تو یہ ہی کہ مثل آئینہ روشن ہی کہ جلد انجام
کا خیال ہی کبھی بربادی طلسم ہوش ربا کا ملال ہی ماران زمین کن چونکہ ابھی نوجوان ہی ان تقریر
ہنستی ہوا اسرار جادو کی باتون پر آوازے کستی ہی یکایک زمین تھرائی کچھ ٹکڑے ابر کے آسمان پر
نمایان ہوگئے آثار رنج و ملال عیان ہوے منبر پر ایک گلدستہ رکھا تھا وہ خود بخود جلکر خاک ہوا
اسرار جادو نے اپنا سر پیٹ لیا کہا وغضب ہوا گلگون نازک چشم قتل ہوگئی یہ گلدستہ اسکا
گل حیات تھا دیکھو خود بخود پژمردہ ہوا ہاے اسکا غنچۂ آرزو نہ شگفتہ ہوا جھونکا باد خزان کا چلا
عین بہار مین صرصر رنج و الم چلی شاخ تمناے گلگون نہ پھلی نہ پھولی اب تو ماران زمین کن
کے بھی ہوش پراگندہ ہوے نام گلگون کا لے کر رونے لگی اسرار جادو تو بھید سے بخوبی
واقف ہو اسباب سحر لیکر مثل شعلۂ جوالہ کے اٹھی پر پرواز پیدا کرکے چلی آواز دی بیٹا جلد آؤ دیر
نہ لگاؤ ماران زمین کن طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی عقب مین گئی سو جادوگرنیان ایک
ایک فسون ساز شعبدہ باز یگانۂ آفاق سحر و ساحری مین طاق روتی پیٹتی چلین یہان سمنکال
جادو گلگون نازک چشم کو قتل کرکے کنیزون سے لڑ رہی ہی قصد ہی قفس عمرو جسمین لٹکا یا جا
ؤن عمرو قفس مین سے کہ رہا ہی کہ اے سمنکال تو جان بچا کر نکلجا پروردگار تیرا حافظ ہو اگر حیات
باقی ہی چھوٹ جاؤنگا مجکو اسرار جادو نے قید کرکے بھیجا ہی وہ بلاے روزگار ہی بڑی مکار و
غدار ہی سمنکال جادو کہتی ہی خواجہ اگر تمکو نہ چھڑایا تو کیا کام کیا بلکہ اپنے کو بدنام کیا مہرخ دہیا
کو کیا منہ دکھاؤنگی آپ کے قید کی خبر سناؤنگی یہ کہتی جاتی ہی انجام سے سحر کرہی ہی دو دو سو کنیزون
کو قتل کر چکی ہی چند باقی ہین کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال جادو غضب کیا
گلگون کا خون بہایا ہمارا ابھی خوف نہ آیا سنم ملکہ اسرار جادو عمرو نے جو قفس سے اسرار جادو
کو آتے دیکھا جی چھوٹ گیا یقین ہوا کہ اب رہائی غیر ممکن ہی ملک الموت کا سامنا ہی مگر سمنکال

کہ اسکو دو پہر لڑتے گذر چکے ہین ہزارون ساحر مارے ہین دریاے خون مین طغیانی ہوئی
ہی بلوے سے ساحرون کے گھبرائی ہوئی ہی اب اسرار جادو کو دیکھکر رنگ رو متغیر ہوا طائر
ہوش و حواس اڑا حواس خمسہ مین خلل آیا اسرار جادو سنگ تے گرتے سحر کیا کارد نکال کر
اسم سحر پڑھا کارد کو پھینکا ہر چند سمنکال سے رد کا نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہونا تھا ہی
زخم شانے کا باندھ اسرار جادو نے پاسلری کہکر دو تیر زمین پر مارا ہوسے سوکھو لے [illegible]
اُف اُف کرتی ہوئی تڑپی سمنکال جادو کو چرخ آنے لگا لڑکھڑا کر زمین پر گری زبان بند
دل دردمند اسیر اسرار جادو نے زبان مین سوزن کو پا گرفتار کر لیا قفس عمر و کنیزون سے طلب کیا
کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ ماران زمین کن بھی مع چند کنیزون کے آکر پہونچی دیکھا تین کوس
تک دریاے خون بہا ہی صد ہا شمرا ہا ہی لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی گھبرا گئی پوچھا نانی امان یہ ساحر کسکے
ہاتھ سے مارے گئے اسرار جادو نے کہا بیٹا آنکھین کھولو بنگاہ غور دیکھو جو ہم کہتے تھے وہ ہوا
یا نہین ماران زمین کن نے کہا نانی امان آپ بھی عاقل ہین حقیقت مین سحر مین کامل ہین
اسرار جادو نے کہا سمنکال کو نگاہ ملاتے ملاتے عمرو نے مسلمان کیا صاف تو یہ ہی کہ میرے بھی
آئینہ دل پر غبار آگیا مذہب کے معتقد مین بڑی فکر ہی ہر وقت دل تردد منزل سے ہی ذکر ہی چلو
اب خدمت مین افراسیاب کی چلتے ہین دیکھین وہ غافل عیش پسند کیا کرتا ہی تدبیر معقول تو یہ ہی
کہ اسوقت ان دونون کو قتل کیا جاے طلسم ہوش ربا کو بربادی سے بچاے اگر اسکے خلاف
کیا روز سیاہ کا سامنا ہی وقت بہت قریب آگیا ہی بیٹا ماران زمین کن وہ تو بادشاہ طلسم ہوش ربا
ہی اسکا بڑا مرتبہ ہی سیلاسی برس کا سن ہی کسکی آنکھین دیکھین شعر کے جلسے مین شریک ہوئی
جناب شیخ امام بخش ناسخ کیسا شاعر جلیل ہوا حافظ زبان اردو کا باندھ گیا اسکے ہم چشم خواجہ حیدر علی
آتش نے کیا زبان روزمرہ پائی تھی بی بی صاحبان مذاق کو روزمرہ بہت پسند ہی ایک غزل
آنکی قافیہ ہاے تحمل مین یاد ہے سنی کھٹکا جھٹکا مگر کس لطف سے اسکو نظم فرمایا ہی بی بی تم نوجوان

ہو اس غزل کو یاد کرو غزل آتش
نہ ہو رہا بھی میسر ہوا بجانے کو
بہت بلند ہوا پایہ ترے چھپر کھٹ کا

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا
پری سے چہرہ کو اپنے دو نازنین جھٹکا

یہی وہ راہ ہی جسمین ہی جان کا کھٹکا
لہو جو عرش برین بھی تو کہہ نہین سکتا
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
جسے کہ راہ ہوئی اس سے خوب ہی ڈھب کا
ابھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجب زمین ہی جو سودا ہو شعر گوئی سے
عجب بھول بھلیان ہی غفلت سستی کا
خراب کرتا ہی آتش زبان کا چسکا

بی بی دیکھو مطلع اس غزل کا موافق مطلب افراسیاب جادو کے ہی غفلت کا انجام خراب ہی ملدان زمین کن کو سمجھاتی ہوئی قید سنگال دخواجہ عمرو لیے ہوئے طرف باغ سیب کے چل نکلی یہان افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا انتظام مین مصروف تھا اپنے وزیر سرمار برف انداز ابریق کوہ شگاف سے کہہ رہا ہی کہ کل ممالک مین نامے روانہ کرو روز قتل اسد غازی مین وقت پر آجائین قتل ہونا اسد غازی کا اپنی آنکھون سے دیکھین ہمارے خدا جگنارون کو اطمینان خاطر ہو عین وقت پر ہر کہ وِہ حاضر ہو سر ماسے یہ باتین کرتا جاتا ہی عیش و جشن کا سامان مہیا ہے نازنینان مہ جبین حاضر ہین ایک جانب ساقیان ماہرو گانے والیان خوش گلو سر ملائے عرض کی کہ چند ساعت راگ و رنگ موقوف رہے غلام نامے تیار کرین یہین سب پہونچ جائین طائران تیز پر طلب ہون نامے جلد جلد پہونچائین افراسیاب نے کہا تم نامے لکھو یہ گائین سوسن خوش آواز زبان دراز گئی ہی ایک غزل سن لین پھر امورات مالی و ملکی مین مصروف ہون سوسن کو

اشارہ ہوا سوسن نے یہ غزل گائی
ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
شکستہ حال کی آواز سوال نہین
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
نہال عمر کو اور ہی یہ ملال نہین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہی خاک کبھی
یہ حسن رحمت شاگرد میر ضیاء الدین ضیا
اسی واسطے تجھکو کم دیکھتے ہین
جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین
اگر زندگی ہی تو چلئے حسن اب

بہار حسن خداداد کو زوال نہین
یہ حسن نور خدا ہی اسے زوال نہین
فلک کو یاس ہے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین
کسی مین چاند ہی تا بحشر کچھ حال نہین
بیاض حسن کے سیو مین یہ لطافت ہی
اگر تمہارے عناصر مین اعتدال نہین
تمھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہین
ابھی دل تھا یا ہم دیکھتے ہین
خدائی کا احوال ظاہر ہو ویسے
ان آنکھونسے کتنے ستم دیکھتے ہین

سدا گلاب کے دو پھول ہین گل نہین
جواب دیجئے دل توڑ کر سائل کا
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
مہینہ زیست کا گھٹتا ہی ہر مہینے مین
عیان ہی سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین
غزل دیگر میر حسن صاحب التخلص
جہر کر خدائی کا ہم دیکھتے ہین
عدم مین جو ہستی انھین کو جدا ہی
کب اسکو کم از جام جم دیکھتے ہین
افراسیاب نشہ مین مست

غزلین ہمزبان سن رہا ہی کہ آسمان سے برق تجلی ملکہ اسرار جادو وماران زمین کن نحس

خواجہ عمرو و ملکہ سمنکال کو لیکر سامنے آئین ملازمان زرنگ غل یاد کرتے ہوے آئے افراسیاب
گھبرا گیا عمرو کو تو قفس مین دیکھکر خوش ہوا ملکہ اسرار جادو نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی شہنشا
مقام افسوس ہی زمانۂ قتل طلسم کشا کا اسقدر قریب ہو آپ کو ناچ رنگ سے فرصت نہین یہ وقت
عیش و راحت کا نہین ہی ملکہ سمنکال جادو مسلمان ہوئین زرنگ جادو کو مارا ملکہ گلگون اسی
ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی اگر کنیز نہ پہنچتی عمرو کو چھڑا لیجاتی افراسیاب نے گھبرا کر کہا ای ملکہ اسرار
تم نے عمرو کو کیونکر پکڑا اسرار جادو نے عرض کی حضور نے جا کر گلگون کو بچایا تھا وہان سے
بھاگ کر میرے باغ مین پہونچا آپ کے اقبال سے مین نے اُسی وقت بی ماران زمین کن سے
کہدیا انھون نے میری بات کو ہنسی مین اڑا دیا یہ ساربان زادہ میرے پاس پہونچا مجکو بیہوش کرنیکا
قصد کیا آپ کے اقبال سے میرا کیا کر سکتا ہی مین نے انکی گردن بی قید اسکی بدست گلگون روانہ
کی راہ مین بی سمنکال نے اسکو مارا اسکے مرتے ہی مجکو خبر ہوئی مین نے آتے ہی بی سمنکال جادو
کو ایک سحر مین بیہوش کیا اب یہ دونون گنہگار حاضر ہین سرکار کو اختیار ہی مگر مناسب و انسب یہ ہی
کہ فوراً قتل کیجیے دیر بہتر نہین ہی میعاد قتل اسد مین کے دن باقی ہین مین نے آکر آپ کو عیش و
راحت مین مصروف پایا خالی ہمارے تدارک سے کیا ہوگا عمرو کو تو آج ہی شب کو قتل کیجیے اب
اس ظالم کو مہلت نہ دیجیے ای شہریار اس بات کو ہماری لکھ رکھیے اگر عمرو زندہ ہی تو اسد غازی
رہا ہو جائیگا اور اگر عمرو قتل ہوا پھر طلسم ہوش رُبا فتح ہونا دشوار ہی اب عیش و راحت کو ترک
فرمایئے امورات مالی و ملکی پر متوجہ ہو جایئے افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ دولت جو تم کہو گی وہی
ہوگا ابھی ابھی مشہور کرو سرحد باغ سیب مین مشتہر ہو جائے کہ صبح کو ساربان زادہ قتل ہوگا اسرار
جادو نے دل زن کو بلا کر اذن دیا وہ چلا سرما دبرف اغازوا برق سے چند اشتہار لکھے سرحد
باغ سیب مین چسپان ہوے افراسیاب نے کہا ای ملکہ اسرار جادو آج شب کو تم بھی اسی مقام
پر کیفیت باغ سیب ملاحظہ کرو صبح کو عمرو کو قتل کر کے جانا ای اسرار جادو تیرا جانا درست ہی مگر
لونڈیان غلام بادولت کا کیا کر سکتی ہین انکی بھی یہ لیاقت ہی کہ بادولت کے مقابلہ مین آئین جسدن
قصد کرونگا مثل نقش قدم مٹا دونگا اسرار جادو نے عرض کیا ای شہنشاہ شعر خلاف رائے سلطان
رائے جستن بخون خویش باشد دست شستن * مجکو زیادہ گستاخی مناسب نہین ہی مگر دوسرے

مقام پر سعدی صاحب ارشاد فرماتے ہیں بیت دانی کہ چہ گفت زال بارستم گرد + دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + آپ نے کیوں انکو حقیر جانا چشمہ بڑھکر دریا ہو گیا اب فنا ورمی دشوار ہے بحر متلاطم و زخار ہے موج ہائے بلا کی طغیانی ہے کشتی حیات طوفانی ہو تو کیا عجب ہے اب تک جو کچھ کیا خوب کیا اب جلد انکا خاتمہ کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے ہے نزدیک ہے کہ عمرو یار آگیا یہان سے تا کوہ عقیق مسلمانون کا فیصلہ ہوا عمرو عیار سب کا سردار ہے یہ ذکر تھا کہ لیلائے شب نے زلف مشکین کو سنوار اشل عروس شب اول بناؤ کرنے لگی ستارون کی پیشانی پر افشان چنی بدر کامل کی چاندنی لگائی لباس نور آگین جسم پر آراستہ کرکے حجلہ چرخ برین کو منور و روشن کیا بیت چون بشام آفتاب نورانی + گشت در زیر خاک زندانی + شعر ظلمت شب کہ مشک خام بود + بہر آسائش تمام بود + افراسیاب نے کہا جلسہ آراستہ ہوا ایک جانب ملکہ اسرار جادو پہلو مین ملکہ ماسان زمین کن کرسیہائے جواہر نگار پر متمکن ہوئین مگر افراسیاب جادو نے گلرنگ سے کہا کہ سمنکال عمرو کو لیجاکر مقام عیار پر رکھو گلرنگ نے قفس عمرو کا اٹھا یا سرزنجیر سمنکال جادو کو تھاما اپنے کمرے مین لاکر قفس رکھا دروازے پر کرسی بچھاکر خود بیٹھی مگر افراسیاب نے آراستگی باغ کو حکم دیا اول میان روشن علی خان نے چار کنول آراستہ کیے **ابیات**

کنول پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس | جن سے شرمائے ساغر الماس | فلک انجمن کے تارے تھے
یا کلس عرش کے اتارے تھے | ایک جانب آئینے قد آدم بتکلف تمام آراستہ جو آئین صورت

دیکھے غبار دل مٹے اپنے خوبصورت ہونیکا جوش ہو شان و شوکت سکندر فراموش ہو **نظم**

آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا | بے تکلف دل سکندر تھا | جو کٹے سنگ کوہ طور کے تھے
چار سب ایک ڈال نور کے تھے | زور دیوارگیریون پہ بہار | لیے پستان شاہد دیوار

کنول کا دو مقاطہ مثل دست دعا بارہ دری مین یہ کیفیت باغ سیب ابھی بہار پر گل بوٹے کیفیت دکھاتے تھے موتیا موگرا چمپا چنبلی جوہی موتیے کے پھول آبرو گوہر بے بہا کی مٹاتے تھے بیلا البیلا جوہی کی نزاکت عارض محبوب کو خجلت بو وہ بھینی بھینی کہ دماغ جان کو معطر کرے چشمونکی صفائی دیکھکر آب گوہر پانی بھرے چمن ہا سے طلائی ہر نخل لاثانی گلہائے خوشبودار سے نماو خرامان بجا تا زمینان خوش رنگ سفید پھول ہین کہ تارے چمک رہے ہین جھونکون سے ہوا کے غنچے چٹک رہے ہین

بہار اِس باغ کی کنیز ہمیشہ دست بستہ حاضر گلچین و باغبان خود اِس گلشن فرح افزا کے ناظر نازنینان حسین و مہ جبین بھاری پاپجامے آنچل ٹپکے دوپٹے چہرے آفتاب عالمتاب ناز و غمزے میں نایاب گل سے چہرے دیکھکر عاشق بیتاب انکھڑیان نشیں اپنے حسن بے مثال پر مغرور اسرار جادو کے منہ سے نکلا ای شہنشاہ فیروز بخت ایسا باغ پُر بہار کبھی نگاہ سے نہیں گزرا ابیات

دلکشا ایسا ہے یہ باغ کہ سبحان اللہ — جسکو سعدی کی گلستان کا نہ پہونچے کوئی باب
باغ ایجاد کے چارون چمن اسپر صدقے — آٹھ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب
ہر طرف بوقلمونی کے عجائب نیرنگ — سرو و شمشاد ہرے گل و ریحان نایاب
غنچون کے دل مین امنگین ہین جوانی کیسی — بو دیے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب
جب نسیم آتی ہے کھلجاتا ہے غنچہ دل کا — جب شمیم آتی ہے لہجاتی ہے وہ عطر گلاب
روشون پر عجب انداز سے چلتی ہے صبا — روح کو چال سکھے دیتی ہے جسکی بیتاب
رنگ لالہ سے ہم آغوش ہے نسرین بہار — بستر ناز پہ سبزے سے طراوت بخواب
نکہت سنبل تر کرتی ہے مشک افشانی — گل وہ شاداب ہین جیسے کہ ٹپکتا ہے گلاب
صحبت بادہ پرستان کا ہے نقشہ گل مین — شاخ ساقی ہے سبو غنچہ ہے گل جام شراب
بلبلین مست ہین مطلق نہین فریاد کا ہوش — ہار ہو جاؤ گلون کا یہ گلون سے ہے خطاب
باغبان کرتے ہین خاطر تو مدارا گلچین — دشمنون سے بھی چلی آتی ہے بوے احباب
ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے — کشت امید رہی فیض سے جسکے شاداب
چار سو جوش ریاحین کا گلون کی کثرت — وسط گلزار مین اک نہر مصفا پر آب
جو سے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری — چشمہ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب
جسکی موجون مین تماشا ہے درخشانی برق — جسکے فوارون مین کیفیت باران سحاب
جذب لہرا سے طبیعت وہ روش لہرون کی — جسکا دم بھرنے لگے چشم تماشا وہ حباب
وہ صفا خیز وہ تابان وہ درخشان پانی — پانی پانی ہو جسے دیکھ کے موتی کی بھی آب
وہ چمک ہے وہ تڑپ نہر کی لب گردان مین — لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب
برج اک نہر پہ خورشید درخشان کا شرف — بارہ برجون مین نہین چرخ کے اک اسکا خواب

چار بنگلے وہ فرح بخش ہین وہ روح افزا	ایک اک جو ارم جن کی ہوا مین بیتاب

الغرض ملکہ ماران زمین کن دریا سے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ گل رنگین منہاج سر پہ جواہر نگار تاج رکھے ہوے سیر باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہی ہی صفت مین افراسیاب کی سکر اگر زبان کھولی گل کلام روبرو افراسیاب یون پیش کیے کہ اے شہنشاہ گردون پناہ کیا باغ آپ کا پر بہار ہی بارہ دری کیا قطع دار ہی حسینان عالم کا اسوقت باغ مین جمگھٹا ہی پرستان کی پریون کا میلا ہی افراسیاب جادو کی بھی نگاہ تخت جمال جہان آرائے ماران زمین کن پہ پڑی جواب دیا کہ اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی آج تمھارے قدم رنجہ فرمانے سے محفل جلد منزل کا اور ہی عالم ہی غنچہ خاطر با بدولت کھلا ہی تمھارے قریب بیٹھنے سے لطف زندگی ملا ہی یہکہ ساقیان ماہ وش کی شارہ ہوا جام آفتاب ہاتھ پہ رکھکر بعد ناز و ادا پیش کیے اب تو دور جام بے دغدغہ گردش انجام گردش مین آیا ناچ ہو رہا ہی رنگ بندھا ہوا ہی زلف سنبل شب کم سے گذر چکی ہی مگر تو گرفتار قفس محن مقید سلسلۂ غم آوارہ وطن ذی جوہر والا گہر خواجہ عمرو کہ سے مین قید ہین گلرنگ جادو کے عید مین ہنگامۂ عیش سنکر طبیعت لہرائی ایک عیاری یاد آئی خیال آیا کہ خواجہ بیٹھے رہو گے صبح کو دم خنجر پر گلا رکھو گے اس کمسنی مین موت کا مزا چکھو گے ابھی دنیا کا کیا دیکھا حسرت و ارمان دل مین بھرے ہین مفلسی دامنگیر ذلیل و حقیر جان تو بچاؤ یہ فکر کر کے دمشکال جادو بیچاری زخمی ہو کر جو آئی ہی ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہوئی گلرنگ جادو کرسی بچھائے دروازے پر بیٹھی ہین اگر کوئی اودھر آتا ہی تو منع کرتی ہین کہ ادھر نہ آؤ عمرو قید ہی اسطرف سے راستہ چلنے کی قید ہی یکایک کان مین گلرنگ کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا عمرو بلک بلک کے رو رہا ہی بیقرار و مضطر لباس تمام آنسوؤن سے تر بتر گلرنگ نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی کیون روتے ہو کیا ملال ہی جان جانے کا خیال ہی بیٹے نہ سمجھے اتنے بڑے بادشاہ سے بجز بڑے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہی بڑے بڑے بادشاہون کو مار چکا ہی بادشاہ قدیم طلسم ہوشربا نکتہ سنج نکتہ بین خلالت و عدالت آئین شہنشاہ لاچین اسکی سلطنت کو افراسیاب نے مٹا یا گرفتار کر لیا آج تک کسی کو نہین معلوم کہ کہان قید ہی نشان قید بنانا دشوار ہوا ہاتھ سے افراسیاب کے ذلیل و خوار ہوا شاہان

بنگالہ و کانزودیس نے اکثر قصد کیا کہ ہوش ربا پر قبضہ کریں لشکر کشی کر کے آئے یہاں سے
وہ وہ ساحر مقابلہ میں پہونچے کہ انکے جی چھوٹے شہنشاہ نیلم شنشاہ توسن ملکہ فیروزہ فیروز بو
ودخسان سیہ رو و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ اُلٹے جا کر لڑے آخر ساحران کانزودیس
مقابلہ نہ کر سکے نوک دم بھاگے ملازمان شاہنشاہی نے خیمے بارگاہیں وہاں خزانہ لوٹ لیا
اگر شہنشاہ ارادہ کرتے ہم لوگ جا کر خاص کانزودیس میں جھنڈے گاڑتے مگر افراسیاب
نے خیال نہ کیا فرمایا اُس ملک نحس پر قبضہ کرکے کیا کرونگا جادوگرنیاں کریہ منظر بدصورت بیوہر
یہاں کی شاہزادیاں خوش رو خوش پوشاک فن سحر و ساحری میں چالاک کس تکلف سے
طلسم کو آباد کیا یہ سامان یہ شوکت یہ شان کسکو نصیب ہے اے عمرو مجھ ایسا عقلمند ایسی حرکت
کرے اتنے بڑے بادشاہ کے منہ چڑھے آغاز انجام نہ سمجھا چند لونڈی غلام شریک ہوے
آپ سمجھے سامان ریاست ٹھیک ہے ملکہ گلرنگ جادو نے جو اس طرح کہا عمرو اور زیادہ تڑپ
تڑپ کر رویا کہا اے ملکہ گلرنگ میں اس طلسم کو اسقدر وسیع نہ سمجھا تھا اس جوش میں چلا آیا کہ
ایک بادشاہ کو عیاری کرکے مار ڈالونگا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کرونگا بدیع الزمان کو چھڑا لیجاؤنگا
طلسم میں پہونچتے ہی بی مہرخ شریک ہوگئیں مجکو ترغیب دی شہنشاہ سے لڑوایا یہ نہ سمجھایا کہ
افراسیاب قتل نہیں ہو سکتا وہ لوگ تو پرانے ملازم ہیں جسوقت جائینگے ملجائینگے اپنی خطا
بخشوالینگے مجھ بیچارے غریب کی مفت میں جان گئی اے ملکہ گلرنگ ذرا اندر آؤ میں تمھیں
سے کچھ اپنے دل کا حال کہوں کہاں تک خاموش رہوں رات دو پہر گذر چکی جوں جوں رات
کٹتی ہے کلیجے پر چھری چل رہی ہے بموجب شعر غافل تجھے دیتا ہے یہ گھڑیال منادی + گردوں نے
گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی + میرے بیٹے ننھے ننھے بچے کئی جورواں یہ سب بھوکی پیاسی مرینگی
انکی سرپرستی کون کریگا صاحبقران کے دفتر میں ہماری غیر حاضری لکھی ہوئی تنخواہ ملنے کی
امید نہیں ملکہ اسوقت زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہے طبیعت خود بخود گھبراتی ہے میں نے
دو چار کوڑیاں جمع کر رکھی ہیں اہل و عیال دار کو سب طرح کی فکر ضرور ہے صاف کہوں کہ مجھے
چار پیسے کا غرور ہے کچھ دو چار نیلے پیلے نگینے بھی ہیں آپ میرے قریب آئیے تو دکھاؤں
حال دل بھی مفصل سناؤں نام جواہرات کا سنکر گلرنگ کے منہ میں پانی بھر آیا یہ سب

جانتے ہین کہ عمرو خود طماع ہی بڑے بڑے مال پائے ہین جلدی اُٹھکر اندر آئی عمرو کو دم دینگی
خواجہ مجھسے کوئی بات نہ چھپاؤ ہم تمھاری سفارش کرینگے ہمارے کہنے پر رہو گے تو قید سے تمھین
چھڑوا دینگے مین افراسیاب جادو کی کلید عقل ہون مجھے سب طرح کا اختیار ہی بی حیرت
کی میرے سامنے کیا لیاقت ہی ہر بات کا شہنشاہ مشورہ مجھی سے لیتے ہین میرے حسن و جمال
پر جان دیتے ہین میری بانکی ادا اٹھلا کے چلنا ذرا بہت پسند فرماتے ہین اکثر کہا کرتے ہین مین تجکو
گھر مین ڈال لونگا مین منہ نہین لگاتی رات کو کبھی اُنکے پاس نہین جاتی الگ الگ رہتی ہون
عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم شہنشاہ سے ہماری سفارش کرادو ہمیشہ غلامی کرینگے تابعدار بنے
رہینگے گلرنگ نے کہا صاف صاف کہو ہمکو کیا دوگے ہم ابھی چھڑوا سکتے ہین بچا سکتے ہین
شہنشاہ امیدوار رہتے ہین کبھی خراج و باج کے واسطے اکثر جو بادشاہ قید ہوتے ہین مجھی
کمبخت کو بولنا پڑتا ہی وہ بیچارے سلامت رہین مجکو بہت مانتے ہین حیرت جادو سے
بیشتر مانتے ہین تحفہ تحائف بھیجا کرتے ہین میرے نام سے ڈرتے ہین عمرو نے کہا بی گلرنگ
تمکو اپنی صورت کی قدر نہین ہی اپنے کو بگاڑے رہتی ہو صبح کو اُٹھکر دو انگلیان مسی کی لگا لیا کرو
اُبٹنا منھ پر ملا کرو چار دن مین رنگت کھلجائے انگڑیان تمھاری غضب کی ہین اور یہ جو آپ نے
فرمایا ہے کیا دوگے مجھ غریب کے پاس کیا ہی ایک تاج لقا کا مدت سے میرے پاس رکھا ہی
ایک سال کا خراج ملک باختر کا اُسمین صرف ہوا ہی بی گلرنگ آدھا تم لے لو سارا نہ لیسکو گی
گھبرا جاؤ گی گلرنگ ایسی بات کو کیا بھتی جواب دیا خواجہ مین چھپا رکھونگی چولھے کے نیچے بڑی
ہنڈیا مین رکھ کے گاڑ دونگی عمرو نے کہا ہان ملکہ جو ایسا مزاج مین ربط و ضبط ہی تو ضرور دونگا
اب تمھارے ساتھ معاملہ کرونگا میرے ہاتھ کھولدیجیے تو تاج نکال کے دکھاؤن اب تم سے
کیا پردہ ہی میرے پاس بڑا مال ہی جس ملک پر چڑھ کر حمزہ گئے ہین نے وہان کے بادشاہ کا
تاج لیا اُسکو محتاج کر دیا گلرنگ نے پوچھا خواجہ کہان رکھے ہین عمرو نے کہا میرے پاس
زنبیل ہی وہ میری تحویل ہی تم آدمی معقول ہو سب چیزین دکھاؤنگا مگر بے ایمانی نہ کرنا ایک
تاج لے لینا سونا چاندی بھی میرے پاس بہت ہی باؤ بھر سونا سیر بھر چاندی سے زیادہ نہین دونگا
تم سے عہد پختہ کرونگا گلرنگ نے کہا خواجہ ہماری بات مین کبھی فرق نہوگا جو کہہ گئے

وہی کرینگے جو چیز لین گے تمھاری خوشی سے لین گے یہ کہکر گلرنگ نے عمرو کے ہاتھ کھولے خواجہ
خواجہ کے ہاتھ پاؤن قابو مین آئے سنبھل کے بیٹھے کبھی مسکرائے کبھی ہنسے کبھی گنگنائے کہا ملکہ غزل
تو سن تو تم سمجھدار معلوم ہوتی ہو ذرا دل سے اپنے حسب حال یہ اشعار ہین یہ کہکے چپکے چپکے بہاگ
کی دھن مین یہ غزل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے ملکہ گلرنگ کو سنائی

غزل

ہمدمی تجسے مین جز آہ رسا کس نے کی	آبیاری مرے اشکون کے سوا کس نے کی
مرض عشق مین پہٹکا مرے پاس کوئی	کس نے دی مجکو غذا میری دوا کس نے کی
کب نکلسکتا ہی ظلمات مین پہنس کر کوئی	میری گردن تری زلفون سے رہا کس نے کی
غنچۂ دل کو ہو کیون پاس نسیم وصلت	سب چمن پہولے مین پیدا یہ ہوا کس نے کی
جز ترے آنکھون مین انسان رہا کیون اے نور	خانۂ دل مین جگہ تیرے سوا کس نے کی
کھینچ لاتا تھا دل اس کوچہ مین اور پاؤن کٹے	ہو ستم کس نے سزا پائی خطا کس نے کی
عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر	تمھین منصف ہو وفا کس نے جفا کس نے کی
حیرت آئینہ کو ہی سو ہوسے فتنے بیدار	ناز سے آنکھ دم صبح یہ وا کس نے کی
گل نے بھی بدلی ہی جامہ نہ وہ رنگ اور نہ وہ بو	باغ مین زیب بدن سرخ قبا کس نے کی
ابر برسا ہی ذرا تجہسے نہ لیجے طوفان	مین تو واقف بھی نہین آہ و بکا کس نے کی

گلرنگ جادو یہ غزل سنکر بیقرار ہوگئی کہا خواجہ سب شعر بہت عمدہ ہین خوب گائے ہو بس اب
لاؤ مال دکھاؤ ہم افراسیاب سے تمھین مانگ لین گے اپنے ساتھ رکھین گے عمرو نے کہا ملکہ ہم بھی
تمھارے پاس رہین گے رات کو پاؤن دبایا کرین گے گانا سنائین گے رنج و غم مین دل بہلائینگے
لو اب مال دیکھو یہ کہکے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا ملکہ ذرا دیکھو تو لینا دینا تو خیر جو تمھارا ہی وہ ہمارا
ہی جو ہمارا ہی وہ تمھارا ہی گلرنگ نے سر جھکا کر دیکھا زنبیل مین ایک شہر آباد نظر آیا عمارتین عمدہ
عمدہ ایک نمونۂ بہشت سونے چاندی کے سنگ و خشت درخت پہولے پہلے دروازے مثل
آغوش عاشق کھلے ہر رنگ کا تماشا مہ جبینون کا جمگھٹا حوروشون کا جلسا ابیات ذیل ملاحظہ نماین

بیچ مین باغ کے ہی جلوہ نما اک کوٹھی	زیب اور رنگ زمین تاج فلک عرش جناب
وجد معمارون کو ہو طرز عمارت ایسی	سجدہ کرنے لگین دیکھین جو درون کی محراب

پر تکلف کبھی دیکھی نہ سجاوٹ یہ کبھی — ایسے سامان نظر آئے نہ ایسے اسباب
غازہ صبح سفیدی در و دیوار کی ہی — فرش اُسکا شرف چادر عکس مہتاب
دیکھکر حسن کو پردون کی چھتین حیرت مین — خوشنما ایسی چھتین جیسے ہے دیدۂ دلکو حجاب
جھاڑ سب نور کے شاخ شجر طور کنول — آئینہ مہر درخشان کا رخ عالمتاب
نصب وہ چار طرف بوقلمون تصویرین — دیکھنے والے کو تصویر کرے استعجاب

ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہے ایک حور وش کی زبان پر بصد نازو ادا یہ جاری ہے خداوندا ہمارے بادشاہ خواجہ عمرو سلامت باکرامت رہین دوست اُنکے نہال دشمن پامال گلرنگ نے دیکھا ایک جانب دریائے قہار و زخار اُسمین بجرے مورپنکھیان بڑے بڑے جہاز دخانی کشتی و بازی چھوٹے ہین سب طرح کے مال اُسپر لدے ہین جابجا اشیائے نادرہ کا انبار رفتنی بیشمار کہین قلی اڑ رہی صدائے فریاد و الغیاث کی بلند کوئی خوشنود کوئی دردمند کنارے دریا کے ہزارہا مزدور ٹوکریان سرون پر سنہٹ سونٹا ہاتھ مین کام سے باہی زر مزدوری کا چوتڑون پر دھڑاک سے سونٹا پڑا جہاز سے مال اُتر رہا ہے صندوق زر و جواہر سے معمور ایک گوشہ مین تاج بھی بہت سے رکھے ہین گلرنگ نے کہا خواجہ یہ کونسا شہر ہے تمہارے نام کا بازارون مین گرد سکہ ہے ایک طرف تاج بہت سے رکھے ہین پانچ تاج لونگی جب تمکو رہا کرونگی خواجہ عمرو نے کہا دیکھو بدعہدی ہونے لگی یہ باتین میرے سبب خلاف ہین مگر خوشی تمہاری اٹھا لو گلرنگ جادو ہاتھ بڑھا کر جھکی عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر تہ دیا گلرنگ زنبیل مین جا پڑی گلرنگ نے دیکھا کرتے ہی آفت برپا ہوئی کالی کالی صورتین پانچ چار آکر گلرنگ سے لپٹ گئے کپڑے اُتارنے لگے یہ چیخی پیٹی کون سنتا ہے کپڑے اُتار کر ایک عرقی باندھی ٹوکری مٹی کی سر پر رکھی سپاہی نے کہا چل آگے بڑھ ذرا جو رکی ایک دھول ایک تھپڑ لگی گلرنگ کو سب بالکل فراموش حیرت کا جوش انشاء اللہ دو مقام پر مختصر مختصر حال زنبیل کا قصہ نے لکھا ہے کسی مقام معقول پر مفصل تحریر ہوگا کہ زنبیل مین خواجہ عمرو کی کیا کیا اشیا رہین اور جب روایت لاتطیر فاریابی یہ زنبیل عطیۂ حضرت آدم ہے یہ زنبیل اب خواجہ کی ہمدم ہے جب خواجہ نے گلرنگ کو زنبیل مین ڈال دیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا ہاتھ پاؤن اسیطرح رسی سے

باندھ دیے آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر گلرنگ کی صورت تیار ہوئے وہی صورت شاہی
لباس وہی زیور ذات پر آراستہ کیا سنبھلتے ہوئے باہر نکلے دیکھا ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے افراسیاب
مست و مخمور تخت پر بیٹھا ہے ایک پہلو میں ملکہ ماران زمین کن افراسیاب بہ نگاہ محبت چہرہ
بے نظیر کو دیکھ رہا ہے مگر ملکہ اسرار جادو دمبدم یہی کہہ رہی ہے اے شہنشاہ اب رات کم باقی ہے یہ صبح
قتل عمرو کی ہے سامری و جمشید ہماری آپ کی امداد کریں خیر و عافیت سے عمرو قتل ہو جاے مراد
سامری پرستوں کی پوری ہو مسلمانوں کا حوصلہ پست ہو اے شہنشاہ مجموعہ خاطر پر اس کلام فرحت
انجام کو لکھ لیجیے عمرو کے قتل ہوتے ہی بی مہرخ و بہار وغیرہ فوراً خدمت میں حاضر ہونگی عذر
تقصیرات کرینگی سرکار بجبت ملینگے اول تو اس کنیز نے آپ کی اب کمر باندھی ہے میں صبح کو لشکر
گران لے کر بر سر مسلمانان جاؤنگی ایک سحر کر کے سب کو باندھ لاؤنگی مگر بشرطیکہ عمرو قتل ہو جاے
افراسیاب کہتا ہے اے اسرار جادو تجکو سودا ہے خیالات محال تیرے دل میں ہیں شکوک
تیرے آب و گل میں ہیں اب تھوڑی رات باقی ہے عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کر لشکر کشی کا تجکو
اختیار ہے اتنا تردد بیکار ہے یہ باتیں خواجہ نے سب اپنے کانوں سے سنیں ریش مبارک پر ہاتھ
پھیر کنیزوں سے پلٹ کر کہا دروازے پر قید خانہ کے حاضر ہو آج سامان دعوت اسرار جادو
و ماران زمین کن کا دیا ہے ہر ایک مصاحب سرکار کام کر رہا ہے ایسا نہو کہ صبح کو پرسش ہو میں
میخانہ کا انتظام کر دوں چونکہ اسرار جادو سے اور ہمنکرا ہے کر اسکے سامنے بھی نجاؤں الگ الگ
اپنا کام کروں یہ کہکر در میخانہ پر تشریف لائے داروغہ سرشار جادو کرسی پر بیٹھا ہے گلابیاں
بھیج رہا ہے عمرو بصورت گلرنگ سامنے آیا سرشار جادو اٹھ کھڑا ہوا کہا کیوں ملکہ گلرنگ
خیر تو ہے عمرو نے کہا واہ میاں سرشار کیا خاک انتظام کیا شہنشاہ خفا ہوتے ہیں بادشاہوں
کے پینے کی شراب خاص عمدہ نوشیدہ الگ چاہیے تفریق علحدہ ہو مگر آپ سے کچھ نہو سکیگا
آپ کنارہ کیجیے اب شتی محفل میں ہم روانہ کرینگے بڑے جوش و خروش میں انتظام ہوگا اب
ہم بھی موج میں ہیں ہمارے تمھارے کیا جدائی ہے بدنامی نہو شہنشاہ ناحق غصہ کرتے ہیں
عجب مردوا ہر جائی ہے آج بی ماران زمین کن پر نہ ہو گل رہے ہیں انکی بانی کی فکر ہے
یہ افراسیاب ہے ضرور ڈنک ماریگا پیچ و تاب دکھلائیگا آخر مجھی کا سر کچلا جائیگا یہ سنکر

داروغہ صاحب کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے کہا ملکہ عالم آپ ہی سب صاحبون کے تصدق سے یہ عہدہ ہی یہ سنتے ہی عمرو میخانہ مین گھسا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملا ملا کر بھیجنا شروع کیا ساقی بچون پر پکار پکار کر تاکید کر رہا ہی ارے جلد شراب پہونچاؤ سب کو پلاؤ آج ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہجاے شکایت کا کلمہ کسی کی زبان پر نہ آے اب عمرو نے پیچلے شراب کے بیرون باغ سیہ بالیان افراسیاب کو بھجوائے سپاہی افسر دوڑے ملکہ گلرنگ کو دعا دینے لگے ای ملکہ گلرنگ ہمیشہ تمھارے باغ حسن مین بہار رہے گل مراد شگفتہ ہو شاخ آرزو پھولے پھلے دشمن خوار و زار رہین صرصر حوادث کی جفا مین سہین عمرو کہتا جاتا ہی کہ بیدان صاحب لیجیے آج ہمارا اہتمام ہی دل بھر کے پیجیے جو نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہی باہر لشکر مین بھی میکشی کا ہنگامہ گرم ہوا بارگاہ مین افراسیاب کے کوئی شک شکوک کا محل باقی نہین عمرو قید ہی اول مین چند جام پہونچ چکے ہین اسرار جادو بھی نصیحتین کرتے کرتے خاموش ہوئی ماران زمین کن نشہ مین چور افراسیاب مخمور سامنے طائفے ناچ رہے ہین ہر مرتبہ پلٹ کر جمال عابد گسل زاہد فریب ماران زمین کن کو دیکھکر محو ہوتا ہی مزرع دل مین تخم محبت بوتا ہی نشہ مین بی ماران زمین کن کا چہرہ سرخ دونون زلفین دونون جانب ہل رہی ہین ہر حلقہ مین دل عاشقان گرفتار شب تاریک کے مضمون پیدا ہیں بے اختیار افراسیاب صفت گیسوے مشکین مین یہ اشعار پڑھنے لگا

افشا ہو راز حسن کھلین عقدہ ہاے زلف
شانے کی ہر زبان پہ ہو ماجراے زلف
ای خوشخرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا
سوے کمر دوتا ہو اگر جھونک کھاے زلف
سودا ہی ہمکو سنبل باغ مراد کا
چلتی ہی اپنے گلشن دل مین ہواے زلف
شانے کی جا انھین دل صد چاک دیجیے
وہ پیچ کیجیو کہ بہت پیچ کھاے زلف
کھل جاے اپنی آنکھ معطر دماغ ہو
غش مین خود ہم ہی ہین اگر سونگھاے زلف

دیگر

موسے سے چل کے کیجیے طول کلام زلف
ہو جاے آج وادی ایمن مین شام زلف
کیون آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر مین
کاٹا نہ تیغ نار جسے سنتے کلام زلف
گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولین گے
قرطاس صبح حشر پہ لکھین گے نام زلف

ہون محوِ زلف پیچ کی باتین نہ کیجیے	ٹلیے بہت نہ رشتہ طول کلام زلف
زلفون کو منھ پہ رکھکے وہ دانستہ ہنس پڑے	آبِ گہر مین گھولتے ہین مشکِ شامِ زلف

یاران نمین کن نے مسکرا کے منھ پھیر لیا کہ شہنشاہ مجھے یہ باتین اچھی نہین معلوم ہوتی ہین اب
رنگ محفل دگرگون ہونا شروع ہوا اول بیرون دربار باغ سیب سے لگا لگا یہ شراب جو پہنچی
جسنے پی بیہوش ہوا اب باغ سیب مین جابجا جادوگر و جادوگرنیان نشہ کے جوش مین بدحواس
پھرنے لگین کوئی کنج باغ مین جا گری کوئی جوش مین آکر چشمہ مین پھاند پڑی کوئی آنکھون کی
اندھی کنوین مین جا رہی ناچنے والیون کے بھی ہوش پراگندہ سازندے بدحواس خواجہ عمرو
درِ میخانہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہین ہنستے ہین خوش ہین کہ نمک سرکاری کی تاثیر شروع ہوئی رنگ
جم گیا افراسیاب پر عمرو کی نگاہ ہی سب سے زیادہ اسرار جادو کا خیال ہی دل سے کہتے
ہین کہ یہ بڑی ہوشیار ہی آج دربار کو درہم و برہم کرکے نکلو مگر جب یہ خیال آجاتا ہی دل تھراتا ہی
کہ سرحد باغ سیب سے کیونکر نکاسی ہوگی بڑی خرابی ہوگی یہ سوچتے ہوے پھر قید خانہ مین آکر
سمنکال کو ہوشیار کیا گھبرا کر اسنے آنکھ کھولی دیکھا قفس مین خواجہ بیہوش پڑے ہین قریب
[illegible] گار زنگ کھڑی تنبیہ و تہدید کر رہی ہی کہتی ہی کیون ای سمنکال جادو اب کہو صبح کو کیا ہوگا
ساحرہ بان زادے کے ساتھ دینے کا مزہ چکھائیگی قتل ہوجائیگا امان نہ پائیگا تمھاری جان
گئی اب کہو کیا ارادہ ہی اگر سامری و جمشید کو برحق جانو تو مین تمھاری سفارش کرون شہنشاہ
ہوش ربا سے گزارش کرون سمنکال نے جواب دیا کہ ای گار زنگ جادو جاؤ بیٹھو ہمارے
مقدمہ مین دخل نہ دو سامری و جمشید پر لعنت ہی مین دل سے مطیع اسلام ہوچکی ہون خضر
بیابان ہدایت نے رہبری کی اب غول بیابان بدبخت بنکر نہ بہکا بھٹکا۔ جھوٹی جانہ مجکو
سمجھا مین عمرو کے ساتھ اپنی جان دونگی یقین ہی کہ ثابت قدم رہونگی جب عمرو نے سمنکال
کو ثابت قدم کو سے محبت مین پایا کہا ای سمنکال مبارک ہو مین نے رہائی پائی گار زنگ کو
پکڑ لیا وہ زنبیل کی سیر کر رہی ہی دیکھو سب بیہوش ہو رہے ہین مگر ہو سکتا ہی کہ تو مجکو باغ سیب
سے لے نکلیگی میرے لشکر تک پہنچ سکے گی سمنکال شل گل کے شگفتہ ہوئی جواب دیا خواجہ
اس کنیز لونڈی کا خیال رکھنا فراموش نہ کرنا سرحد کیسی تم تو باغ سیب مین ہو سیرھی لیاقت نہین ہی

کرمین یہان سے لیکر نکل سکون جو شخص مثل افراسیاب ہو سحر مین انتخاب ہو وہ لیجا سکتا ہو یہ سمجھی
یہ حقیقت نہین ہو اے خواجہ حقیقت مین تمنے بڑا کارنمایان کیا تمھاری عیاری پر دل کو تقویت
اور روح کو راحت ہوئی مگر سب کے بیہوش کرنے سے نفع خوا نکلنا دشوار ہو کد و کاوش بیکار ہی
عمرو نے کہا خیر ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا مالک ہی اگر نہ نکل سکونگا تو آج باغ سیب مین خون کے دریا
بہا دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے روئی عطر بیہوشی کی کان سے نکالی سمنکال جادو کو سنگھائی اسکو
بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا مگر کہدیا داداجان اسکو اچھی طرح رکھنا یہ ہماری دوست صادق محب
و ثق ہو مطیع الاسلام ہی ایک اور گنہگار نکالا اُسکو بشکل سمنکال جادو بنایا اُسی طرح سلسل
کرکے ڈالدیا اتنے عرصہ مین بارہ دری مین سب بیہوش ہوئے افراسیاب کا بھی تخت پہ
سنکا ڈھلک گیا مع اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن وغیرہ سب بیہوش اب اندر سے
باہر تک سناٹا ہو گیا اسقدر عمرو کو ملال ہو جان جانے کا خیال ہو کہ اسوقت کسی کا لباس
نہ اتارا مال و اسباب بھی نہ اٹھایا مگر اسرار جادو پر نیمچہ کھینچکر چلا کہ پہلے اسی کو مارون یہ بڑی
ساحرہ زبردست ہو کیا کیا افراسیاب کو سمجھایا ہی میری جانب سے بہکایا ہی جہان تک ہو سکے
آج اسکے امیرون اور وزیرون کو قتل کر جب صبح ہو جائیگی کسی گوشہ مین چھپ رہینگے
کوئی سامان نکاسی کا نکل آئیگا جامع المتفرقین اپنی قدرت سے مہرخ و بہار سے ملائیگا ہر چند
کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر دل بیتاب ہر مرتبہ نیمچہ کھینچکے قریب اسرار جادو کے جاتا ہو گھبرا کے
پلٹ آتا ہو عمرو ایسا بیباک قتل مین ساحرون کے چست و چالاک مگر اسرار جادو پہ ہاتھ
نہین اُٹھتا دل بیٹھا جاتا ہو جب کئی مرتبہ یہی کیفیت ہوئی آئینہ وار عمرو کو حیرت ہوئی دل سے
کہا بسم اللہ قتل بھی کرو ہرگز نہ ڈرو نعرہ کرکے چلا نعرہ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار
بباغ دین ز کرشش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار
کزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری

جا چاہتا تھا کہ نیمچہ مارے کہ زیر فرش
کی جھوک گئی عمرو گرا گھبرا کر کہا کہ خدا خیر کرے یکایک زمین شق ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نور افشان
جادو استاد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر گردمین اٹا ہوا پسینہ پسینہ رنگ رو متغیر متردد و متفکر ہاتھ
خواجہ کا تھام لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری وا ے گل گلدستہ حدیقہ طراری ماشاء اللہ کیا کارنمایان

کیا مگر آپکی عقل سے بعید ہی اسرار جادو کو آپ قتل کرتے ہین اِس بھید سے آپ بیخبر ہین
حکیم بقراط ثانی کے پرچہ مین اسرار جادو و ماران زمین کن تحریر ہی کہ حضور مطیع کرینگے
یہی تدبیر ہی قول بزرگان فراموش کیا ایک ہفتہ سے حکم سیاہ قتل اسد غازی مین باقی ہی اگر
یہ قتل ہو جاتی پھر رہائی اسد نامدار تا روز قیامت نہو سکتی مسبب الاسباب نے سامان مہیا
کیا مین نے بیٹھے بیٹھے اسوقت قصر نور افشان مین بطور ستارہ شناسی کے دیکھا کہ خواجہ عمرو
ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کن کو قتل کیا چاہتے ہین غرق زمین ہوکر آیا ایسکو آپ تک
پہونچایا ہر کس و ناکس کی مجال نہتی کہ اِس مقام تک آتا شکر ہی کہ مین پہونچ گیا آپ کی تقریر
دلپذیر اسرار جادو کے دل مین تاثیر کر چکی ہی فقط فہمائش کی دیر ہی دو سطرح خیر ہی عمرو نے
سر جھکا لیا کہا ای نور افشان بڑا کام کیا بخدا مجکو بالکل خیال نہ تہا ای شہنشاہ نور افشان ایک
سر ہزار سودے نور افشان نے کہا آپ بہت بجا فرماتے ہین یہ کہکر نور افشان جادو نے
اسی بیہوشی مین ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کو گود مین اٹھا کر بارہ دری سے باہر
نکالا دونون کو ہوشیار کیا ملکہ اسرار جادو نے آنکھ کھول کر شہنشاہ نور افشان کو دیکھا
عمرو کو رہا پایا ہوش اڑ گئے کہا ای اسرار جادو یہ کیا بھید ہی نور افشان نے کہا ای ملکہ اسرار
جادو اقوال کاتبانِ طلسم سب کے سچ یقین ہوئے عمر طلسم تمام ہو چکی ہے تم سے زیادہ دنیا کو
دیکھا مذہب سامری و جمشید باطل پایا ای ملکہ اسرار جادو انجام کا خیال ضرور ہی عمر دو روزہ
پر بیجا غرور ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم تہ خاک پنہاں ہوئے صاحبان نوبت و نشان کا

اشعار

کوئی نام نہین لیتا فریدون کا بھی نشان مٹ گیا ... نہ سکندر ہی نہ دارا نہ فریدون باقی
نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی | نہ وہ دیہیم رہا اور نہ وہ تاج رہے | صاحب چترہ و حشم قبر کے محتاج رہے

ای ملکہ اسرار جادو دنیا مقام عبرت ہی نہ جائے عشرت سوچو تو ہم تم کیا ہین کترا زحباب دریا ہین
زیادہ کلام کا محل نہین ہی تم خوب سمجھتی ہو مذہب خدائے نادیدہ کا برحق ہی وہ خالق مطلق ہی
ای ملکہ اسرار جادو مین نے صاحبت سامری و جمشید کی ان شیطانون کی صحبت دیکھی سوائے
مکر و غدر کے کچھ نہ دیکھا خواجہ عمرو نے آکر مجکو راہ پر لگایا اہل اسلام کی بات کا جواب ممکن نہین
ای ملکہ اسرار جادو افراسیاب کو غرور مٹائیگا طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہو جائیگا تم کس سامری

کی رازدار ہو صاحب جاہ و وقار ہو بس بہتر یہی ہی کہ عمرو کا ساتھ دو موت قریب ہی کفر و کافری کو ترک کرو مین خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہون جو جو صلاح ہم تم سے کر جائین ای ملکہ اسرار جادو خبردار خبردار اُسکے خلاف نہ کرنا اِسکا خیال دل سے مٹادو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی وقت تباہی طلسم آچکا ہی ای ملکہ اسرار تو جہاندیدہ اور آزمودہ کار ہی زیادہ تجکو ناحق اصرار ہی جب وقت بربادی آتا ہی دوست دشمن بنجاتا ہی جلالت روز و شب نابود اس طلسم کا کیا وجود ای ملکہ اسرار جادو تجکو نادان نہین جانتا ہون اچھی طرح پہچانتا ہون خدا نکرے فلک کجرفتار ہر سر آزار ہو کیا ہی زہردار ہو فلک مثل مار سیاہ ٹیڑھی چال چلتا ہی ہردم زہر اگلتا ہی عقرب نیش زن ہی ہر صاحب لیاقت کا دشمن ہی بموجب اشعار

ستمگر اتنا یہ اعمی ہی گزند خلق پر
پیچ اُسکی چال کا دیکھو ہی شکل اژدہا

خوان پر اُس روبہ کے مت سمجھ نارنگی نقل
چبکے ہین تودہ مین خاکستر کے یہ چنگاریان

خشم اُسیر ہی جکی بد خلقی و بد خصلتی
پھر نہ آیا اِسکے گھر اُسکا ہوا جو میہمان

تنگی اوقات کرتا ہی نصیب حسن و لطف
غنچہ و گل اس سبب سے رنگ و بو کا ہی مکان

ناتوان کو دے توانائی اگر اُسکی مدد
خار ہو جاوین وہین زنجیر پاے رہروان

دیکھ ٹک احوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ
نام پیدا گر کرے کوئی تو مٹتا ہی نشان

پابرہنہ دربدر ہر دم پھرا وے دھوپ مین
خار کے سر پہ کرے دامان گل کا سائبان

ابر دریا بار کو برسا دے دشت یاس پر
خشک رکھے مزرع امید ہر پیر و جوان

ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا یہ بے تمیز
پوست کھینچے ہی ہما کا دیکھ کے مشت استخوان

رشتے کی خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر
بہر سود ناکسان اس سے کسان کا ہی زیان

ای ملکہ اسرار جادو اب زیادہ دماغ خالی نہ کرو اسی طرح جاکر اپنے بستر پہ آرام کرو مسلمانون کا ساتھ دو سرکشان مغرور کو قتل کرو اپنا نام کرو باغ اسلام کی سیر مبارک ہو خارستان کفر سے نکلو انشاء اللہ باغبان قضا و قدر گل مراد سے دامن بھریگا سر بصد لیاقت جرأت اسد غازی کو بنا کریگا غنچہ آرزو شگفتہ ہوگا گل سرکشی افراسیاب جادو پژمردہ ہوگا اس روش سے انتظام کرو کہ ملکہ بہار کی جاکر شریک ہو مثل سوسن زبان درازی بیکار ہے اپنا پیمان سے پریشانی آ سکا

سر ہشتشادو نے سرکشی کر کے کیا پھل پایا بے ثمر مشہور ہوئے ناحق اکڑ اکڑ مغرور ہوئے ان کلمات
عبرت تمیز نورافشان جادو سے ملکہ اسرار جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے گلے
مین ہاتھ ڈال کر کہا ای برادر بجان برابر قسم ہی پیدا کرنے والے کی تمہارے کلام فصاحت انجام
سے غبار کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور آنکھون مین نور ہوا صفائی حاصل ہوئی آئینۂ
اسلام نے صورت فتح وظفر دکھلائی مین بدل وجان حاضر ہون ای شہنشاہ نورافشان شب قتل اسد
کو میرے لیے بڑی بدبختی ہوگی مگر اس بار کو سر پر اٹھایا ہی جان کا ناحق خوف وخطر ہی بلکہ اب مجھکو
نہ شریک ہونے مین ایمان کا ضرر ہی تمہارے چراغ کلام نے خانۂ تاریک دل منور و روشن کردیا
بادۂ نور اسلام سے ساغر قلب کو بھر دیا صہبائے صفائے ایمان سے مست ہون تا حیات نشہ
نہ اتریگا مخمور شراب الست ہون یہ کہکر ماران زمین کن کا ہاتھ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا کہا
ای رہبر کامل اس جوان کا اور آپ کا شب قتل اسد ساتھ ہوگا آپ کا دامن اسکا ہاتھ ہوگا
جادۂ نقب طلسمی کا راستہ پر خطر قدم بقدم جان کا ضرر مین جانہ سکونگی شب بھر پاس افراسیاب
کے اسی باغ سیب مین رہونگی آپ اسکی دانائی اور نادانی کا خیال نہ کیجیے گا خواجہ سمجھ بوجھ کے
قدم دھرنا اپنی رائے پر کام کرنا یہ کنیز حضور کی راہبر ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا ملکہ خدا سر پر
ہی اگر حیات باقی ہی سب مصیبتین جھیلین گے ابھی بڑے بڑے کھیل کھیلینگے دیکھو صبح قریب
ہی ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو جائے ساری شفقت ضائع جائے میری ہم شبیہ و ہمصورت
ملکہ سمنکال کو صبح ہوتے ہی قتل کرا دینا عرصہ نہونے پائے نوبت نقارون کو حکم دینا جنگکا مرتب
قتل کرانا ای ملکہ اسرار جادو اسقدر خوشی کرنا کہ افراسیاب بھی مبہوت ہو جائے بس بڑا کام یہ ہی کہ
سمجھنے نہ پائے اب ہمارے تمہارے کہان وعدہ ہوتا ہی اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
وای نہنگ قلزم زخار طراری ہم بھی لشکرکشی کر کے زیر گنبد نور آئینگے بعد انتظام کے افراسیاب
جادو بھاگکر باغ سیب مین آئیگا شب بھر میرا اسکا ساتھ رہیگا ای یاور غریبان و ای دادرس بیکسان
آپ ملکہ ماران زمین کن کو ساتھ لیکر جہان یہ لیجائے وہان جائیے گا اپنے حاضر و ناظر کو ساتھ
رکھیے گا اسطرح کے آپسمین عہد و پیمان ہوئے ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے راز
ونیاز خواجہ عمرو نے خوب سمجھ لیے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا ای ملکہ عالم خدا ہمین مددگار ہی

ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن اسی طرح جا کر اپنے اپنے مقام پر لپیٹ زمین گویا سوتی ہین نور افشان جادو نے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا سحر کر کے غرق زمین ہوا خواجہ کو لیکر قصر نور افشان مین ہو بچا ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون بیٹیان شہنشاہ نور افشان جادو کی حسن انکے عابد کش زاہد فریب پھول سے چہرے آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ حسن و جمال ابرو رشک ہلال شہنشاہ اقلیم حسن و جمال سینہ پر ابھار مینسی جنسی کرتیان جسم مین چہرستیان ہونٹ برگ گل باغ رعنائی گلو صراحی دار چمن حسن پر بہار سامنے قصر نور افشانی کے مقام مزار عشاقان تعمیر ہوئی شاہان جلیل و پہلوانان بے عدیل جمال ہنیال پر ان دونون غزال صحراے دلربائی کے مائل ہو کر آوارہ دشت ادبار مصیبت عشق مین گرفتار ہوے آخر آتش سوزان عشق کی گرمی کی تاب نہ لاسکے بار کوہ مصیبت حضرت عشق سر پر نہ اٹھاسکے نقیر بنکر سامنے قصر نور افشانی کے آئے تاب آفتاب جمال کی نہ لائے جسم پھکنے لگے استخوان دہکنے لگے دل و جگر جلا سودا بڑھا خون گھٹا کوئی گلا کاٹ کر مر گیا کسی نے زہر کھایا کوئی مثل فرہاد تیشہ سے سر ٹکرا کر جان شیرین کا دشمن ہوا تڑپ تڑپ کے جان دی کوئی دشت نجد مین گیا چاہا جانشین قیس ہون ایک جگہ اس مار کر بیٹھ رہون آنکھون کی یاد مین آہوان صحراے انس کرون فراق قد محبوب کے بوٹون سے گرد کے ہمصحبت ہون دامن خار صحراے الجھین آبلہ پا ہماری جان پھوٹ پھوٹ کے روئین خاک بستر خشت بالش سر رہے چندے اس حال مین بسر کی آخر شبہاے تاریک فراق نے ستایا دریاے خواہش دید ار محبوب جوش مین آیا بعد چندے دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے ہوے پھر کوے محبوب مین آئے نظم

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست	ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوے دوست
کسنے مجھ وحشی کے پھینکے انکے آگے استخوان	اک سرے سے ہو گئے مجنون سگان کوے دوست
کب ہی کعبہ کا شرف ایسا کہ رکھتے ہی قدم	پانون اپنے چومتے ہین رہروان کوے دوست

یہ اشعار آبدار بھی اپنے حسب حال مصیبت مآل کوے محبوب مین پہنچکر پڑھنا شروع کیے غزل

سوز درون کی ای دل اسکو خبر نہین ہی	آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن	مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہی
شعرون مین کسکو باندھون جو بیان مین لاؤن کسکو	اک وہم سا ہی سب کو اسکے کمر نہین ہی

مرتے ہین پر نہین پاس نقدِ اطاعت حق
زندہ سمجھ کے مجکو کرتا ہی وار پہ وار
اُسکی گلی مین کیونکر ہووے بجنگی روح اپنی
ابرو کی تیغ تو تو مژگان کے تیر مارو
اے شاہان مضمون کیونکر ہلاؤن تسکو
جس درجہ چاہے پہنچے مہتاب آسمان پر
کوچے سے اپنے بستر اٹھوا دو تم نہ میرا
اس حور کو بشر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ
وہ خامہ کیا کہ جس سے مضمون نو نہ نکلے
تن پر سے سر جو اترا بس سر کا درد اترا
اُس گل پہ مال اپنا سب نے کیا تصدق
بلبل ہزار کے آگے پڑھا ای قبول اشعار

کیونکر کٹے گی منزل زادِ سفر نہین ہی
مین مرگیا ہون کب کا اُسکو خبر نہین ہی
روح الامین کا بھی اُسجا گذر نہین ہی
عاشق ہون مین مجھے کچھ خوف و خطر نہین ہی
اب نذر کو تمھارے خون جگر نہین ہی
جب تک کہ بام پر وہ رشکِ قمر نہین ہی
اب تک تمھارے دل مین کیا میرا گھر نہین ہی
پر یخسر دے مجکو منظور شر نہین ہی
بیقدر شاخ ہی وہ جسمین ثمر نہین ہی
تن پر جو سر نہین ہی اب دردِ سر نہین ہی
غنچون کی بھی گرہ مین دیکھا تو زر نہین ہی
کیا بادشاہی کا تجکو ہنر نہین ہی

چند عرصہ تک اسی ہائے وائے مین رہے ایکدن خیال ہوا کہ آہ کی تاثیر دیکھین تڑپ تڑپ کے نالے کرین شاید دلِ معشوق سرکش پسیجے آہ کی تاثیر ہویدا ہی مگر برق بنکر اپنے اوپر گری بموجب مصرع آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے پھنک کر رہگئے ہر ایک نے جو دیکھا وقت سحر اڈھیر تھا عاشق صادق کی خاک کا ڈھیر تھا ملازمان نورافشان کو ثابت ہوا ان جوانان عاشق تن نے محبت مین ملکہ آفتاب گوہر دندان و بلال گوہر دندان کے جانین دین شب وصل کی صورتین نہ دیکھین اِن ناشاد و نامراد کی قبرین بنانا مناسب ہی اسوجہ سے اُس مقام پر حسرت و یاس غالب ہی عود سوز و عنبر سوز روشن ہین دھوان پیچ و تاب کھا کر اٹھتا ہی پیچ و تاب دیکھکر صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ عاشقان زلف کے مزار ہین اب بھی بعد مرنے کے کمند مصیبت مین گرفتار ہین چادرین پھولون کی بالائے قبر نازک مزاج پڑی ہین بار پھولون کا بھی روح پر بار ہی کبھی کبھی یہ دونون شاہزادیان زیور و لباس سے آراستہ ہوکر بناز و کرشمہ سامنے سے مزار عاشقان کے گذرتی ہین نگاہ یاس سے اُسطرف دیکھ لیتی ہین

عاشقون کی روحین قبرون مین بیتاب ہو جاتی ہین آوازین عجیب وغریب آتی ہین کسی نے تڑپکر
صدا دی شعر روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما ٭ صبح قیامت است چراغ مزار ما ٭ اگر
گرا ہو ہون کا کسی نازنین کے ہاتھ سے لحد پر گر پڑا آواز آئی شعر آہستہ برگ گل بفشان بر مزار
ما ٭ بس نازک است شیشہ دل درکنار ما ٭ کسی سوختہ بخت کی روح مجروح نے آہ کی پتے
قبر کے جلنے لگے خاک سے بھی شعلے نکلنے لگے خواجہ عمرو نے جو اس مقام حیرت انجام کو دیکھا
نور افشان جادو سے پوچھا کہ یہ قبرین کن سوختہ بختون کی ہین جن سے حسرت ویاس
برس رہی ہے بقول شاعر شعر ابر رحمت اگر نہین ای برق ٭ بیکسی گور پر برستی ہے ٭ نور افشان
جادو نے بیان کیا ای شہنشاہ عیاران یہ دونون کنیزین آپکی آفتاب گوہر دندان
وہلال گوہر دندان صاحبان عفت وعصمت یکتاے روزگار حسن مین اپنا مثل نہین رکھتین
جا بجا کے شہزادے انپر عاشق ہو کر آئے سوداے زلف عنبرین مین انکے تباہ ہوئے آخر
انجام عشق یہ ہوا کہ اپنی جانین دین چونکہ شاہزادگان جلیل تھے قبرین انکی اسی مقام پر ہوئین
مزار عاشقان اسکا نام رکھا ہے ہر سال عاشق تن جمع ہوتے ہین انکے ورثا آکر انکی نوجوانیان
یاد کر کے روتے ہین اِن دونون کی عفت وعصمت کی قسم کھانا چاہیے جب مین طالب انکی
شادی کا ہوا اِنھون نے جواب صاف دیا ہم ابھی حصول علم وکمال مین معروف ہین اگر ہماری
شادی کیجیے گا تو تعلیم وتلقین ترک ہو جائیگی جس طرح چاہنے والون کو اپنے محبت ہے انکو میری محبت
سے رغبت ہے مجکو انکی ذات سے بڑا آرام ہے ملکون ملکون بسبب حسن کے انکا نام ہے جب روز
سے مین نے آپ کا مذہب اختیار کیا انکا خضوع وخشوع مجھ سے بھی زیادہ ہے جس طرح خوبصورت
ہین اسی طرح نیک سیرت ہین پاکدامن صاحبان علم وفن حسن وجمال مین یکتا صاحب مہر ووفا
ہرچند یہ صاحبزادیان میرے صلب سے نہین ایک شاہ جلیل القدر کی دختر بلند اختر ہین اب مجکو
روح سے بہتر ہین خواجہ عمرو نے یہ سنکے دونون شاہزادیون کو گلے سے لگایا پیشانیون پر بوسے
دیے دونون گلعذارون نے غنچہ دہن وا کیے کہا خواجہ صاحب ہم روز بابا جان سے کہتے ہین کہ ہمکو
مقابلہ حیرت مین جانے کی رخصت دیجیے ہم بھی جاکر حیرت سے لڑین ایسے معرکے پڑین کہ بی حیرت
گھبرا جائین ہوش وحواس درست نہین جواب دینا مشکل ہو مگر قبلہ وکعبہ نہین قبول کرتے فرماتے ہین

گرامی نور نظر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اہل اسلام کے کشت حیات پر سحاب ابر غم و الم چھا جائیگا اُس وقت
مدد کرینگے عنایت سے پروردگار کی بلاے مبرم کو دور کرینگے مگر آپ ہین اپنے ساتھ لیجیے کوشش
رہائی طلسم کشا مین شریک کیجیے خدمتگذاری بوجہ احسن بجا لائینگے خدا چاہے تو طلازبان افراسیاب
امان جائینگے خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ ہم تمھین اطلاع دینگے بلوا بھیجین گے تمھارے استاد
بے مثل و بے نظیر ہین ہمہ دان و ہمہ گیر ہین انکا کہنا مانو وقت کی منتظر رہو آجکل تردد و انتشار ہے افراسیاب
آمادہ حرب و پیکار ہے شہنشاہ نور افشان نے سامان عیش و نشاط سامنے خواجہ کے مہیا کیا
چند ساعت ٹھہر کر خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے بصورت مبدل روانہ ہوئے وو کلمہ داستان
افراسیاب سنیے کہ یہ مبتلاے خواب خرگوش صبح کو مثل فتنہ کے بیدار ہوا دیکھا ملکہ اسرار جادو و
مالکاران زمین کن آگین گل سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھے افراسیاب نے کہا اے اسرار
جادو بیرون باغ سبب میدان خونی کی تیاری کراؤ سامان قتل عمرو تعجیل مہیا ہو اس عرصہ مین
کارگزاران شاہی حاضر آے دست بستہ عرض کی شب کو سرکار نے براے قتل عمرو اشتہار دیا تھا
لاکھو کھا آدمی واسطے تماشا دیکھنے کے حاضر ہین انتہا کا جماؤ ہے مگر جابجا یہی چرچے ہین کہ کئی مرتبہ عمرو
کے قتل ہونے کا اشتہار ہوا وہ ظالم ہمیشہ بچا آج بھی ویسا ہی کچھ ہوگا اسرار نے کہا سچ کہتے ہین اندھا
جب تیا ہے جب دو آنکھین پاے جلد جا کر میدان خونی کی تیاری کروا لیا ان مجمع کو تسکین دو
کہو کر بجا ہو آج ثواب بے انتہا حاصل کرو قتل عمرو مین شریک ہو یہ بھی سنا دو کہ ملکہ اسرار جادو کا
قیدی ہے آپ لوگ آمادہ رہین فوراً آتے ہین ساربان زادے کی قید آپ سب صاحبون کو دکھاتے
ہین اس باغی کو ابھی دار پر چڑھاتے ہین کارگزاران شاہی بیرون باغ ہوئے جلادان خرطینت
ہیمون خصلت جمع ہونے لگے ہر طرف ہنگامے ہین کہ لو صاحبو سرکشی کا اختتام ہوا آج تو ساربان زادہ
قتل ہوتا ہے اب بی مرغ و بہار کہان جائینگی آخر دست بستہ خدمت شہنشاہ مین آئینگی مگر یارو یہ
وہ شخص ہے کہ جو شہنشاہ سے برابر لڑا کئی سال معرکہ پڑا ایک نے کہا یہ تمکو کاہے سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ قتل ہوگا بھلا وہ مرنا کیا جانے کتنی مرتبہ ہم لوگون نے بھی سنا عمرو قتل ہوتا ہے یہان جب
آئے تو خبر پائی کہ وہ لوٹ مار کے نکل گیا شہنشاہ کا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوا ویسا ہی کچھ آج
بھی ہوگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی آمد آمد افراسیاب کی ہوئی اول اول سرہا برف ملک

ہو ابرق کوہ شگاف اہتمام سواری کرتے ہوئے آکر ٹھہرے ایک جانب سے لکہاے ابر
سرخ و سیاہ اُٹھے شاہزادیان خوبصورت نیک سیرت نازنینان دربند طلسم کہ جواکثر خدمت مین
افراسیاب کی رہتی تھین اسباب سحر سے آراستہ لباس معقول زیب جسم آکر ٹھہرین بیچ مین دیکھا
افراسیاب ایک تخت سحر پر سوار چار اژدر آتش فشان کسے ہوئے منہ سے شعلہاے آتش چھوڑتے
ہوئے افراسیاب بکبر و نخوت تخت نکبت پر سوار گردا گرد سرفا روتا جدا جدا ایک سمت طاؤس
زرین بال پر ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو اہتمام کرتی ہوئی دم محبت شہنشاہ کا بھرتی
ہوئی ایک آرا بے پر عمرو عیار و ملکہ سمکال جادو مسلسل و مطوق بیہوش و مدہوش پڑے ہین
جادوگرون نے جب بہت غل مچایا اور صدائین نقارون کی بلند ہوئی تب ان دونون گنہگارون
نے آنکھین کھولین حیران و پریشان چہار جانب دیکھ رہے تھے اب تو غلغلہ بلند ہوا یارو
افراسیاب کا نیر اقبال اوج پر ہے مالک فتح و ظفر ہے بو واسطے دودن کے سلطنت و
وزارت حکومت ہوچکی خاتمہ ہوا آج عمرو قتل ہوتا ہے اسی ہفتہ مین طلسم کشا بھی مارا جائیگا
گنبد نور سے اُتارا جائیگا اب بی مہرخ و بہار کیا کرینگی کہان بھاگ کر چھپینگی کون انکا دستگیر
ہوگا جادو فون کے قتل پر آمادہ چرخ پیر ہے جا بجا یہ ہنگامہ ہے کوئی کہتا ہے عمرو قتل ہوتا ہے بعض
لوگ کہتے ہین مشہور رہتا کہ عمرو کی ساحرون کے ہاتھ سے قضا نہین ہے یہ بصورت عمرو
کوئی اور ہے یہ بھی ایک عیاری کا طور ہے بجا ہے وہ بڑا فتنہ انگیز ہے عیاری مین بہت تیز ہے اسرار
جادو کو قتل عمرو مین بڑا اصرار ہے سب دیکھ رہے ہین کہ انتہا کی بیقرار ہے بذات خود انتظام
مین مصروف ہے دار استادگرائی نقارچیون نے آواز دی سترہ سو نقارہ چاشنی دے کر درست کرو
تیار رہو جسوقت یہ دونون بیدم ہون رہرو راہ جہنم ہون سترہ سو نقارون پر ایک مرتبہ چوب
پڑے یار و مزا یہ ہے کہ زمین ہل جاے سب کو خلعت زرتار ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے ایک
ایک کو بادشاہ طلسم ہوش ربا نہال کریگا منہ تمھارے موتیون سے بھریگا کہان تک زر
و انعام لوگے بہت راضی ہوگے ہماری مشقت و خیرخواہی نہ دیکھو یہ موا مونڈی کاٹا ہمارے
باغ مین پہونچا بعنایت سامری ہمنے گرفتار کیا راہ مین بی سمکال نے چاہا قید چھین لین ہم فوراً
پہونچے اس نمکحرام کو مقید کیا رات جاگ کر کاٹی سامری سامری کر کے صبح ہوئی آج یہ دو شخص قتل ہوتا ہے

جسکا تمام عالم مین شہرہ ہے بڑے بڑے ساحران نامی کو اسنے مٹایا کوئی اسکا دامن نہ چھو سکا
آفتاب جاہ و جلال افراسیاب طالع ہوا تیر دولت و کامرانی ساطع ہوا اے اہالیان طلسم ہوش ربا
مضمون حق بحقدار رسید ظاہر ہوتا ہے دوست خوش ہین دشمن مثل ابر بہار روتا ہے زمانہ سرکشی کا
تمام ہوا البرز عمرو کی زندگی کا جام ہوا نعرے لگاتی ہوئی ملازمان شہنشاہ کو ہنساتی ہوئی قریب
آرا بے کے آئی ایک لات عمرو کو ماری کہا کیون گوڑے موے موڈی کاٹے حرامزادے فسادی
جعلساز غدار و مکار چور اچکون کے سردار ارے تہان تیرا قدم جاے ماں بیٹون مین فساد ہو
جس گھر پر سایہ تیرا پڑے وہ گھر برباد ہو اگر تیرا سایہ باغ مین پڑے پھولون سے رنگ بو جدا ہو
سرو اپنی راستی بھولے ہر چمن مین فساد کا گل پھولے بلبل و قمری مین جھگڑا ہو گلچین و باغبان
آپسمین لڑین خزان بہار پر غالب آے ہوا تاثیر آگ کی دکھاے ہر گل شگفتہ مرجھاے ہر شجر
نخل ماتم ہو جاے مگر یہان تمھاری سرکشی نے کچھ تاثیر نہ دکھائی گیا جلد موت آئی یہ کہکر ملازمون
سے اشارہ کیا ملازمون نے دونون کے پانؤن مین زنجیر باندھی زنجیر پکڑکر کھینچی اس گز زمین سے
اونچے ہو گئے مثل چورون کے الٹے لٹکے ملکہ اسرار جادو دوڑی ہوئی قریب شہنشاہ
افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کمان کیانی اٹھائی ساٹھ ہزار کمانین کڑکین ملکہ اسرار
جادو نے تیر چھوڑا ساٹھ ہزار عقاب تیر گوشہ کمان سے اڑے سینہ پر گنہگارون کے پڑے
مہرہ پشت کو توڑکر پار گذرے جسم چھلنی ہو گئے اب اور ساحرون کے ڈھیلے تیر و تفنگ چلے
لاشے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین کانپ گئی صداے مبارکباد
بلند ہوئی لاشون کو حکم ہوا پانؤن مین رسی باندھکر سر حد باغ سیب مین کھینچتے ہوے پھرو تمام ملک مین
مشتہر کرو کہ عمرو قتل ہوا افراسیاب پلٹکر تخت حکومت پر بیٹھا تدرین گذین خوشیان کی شہ نشگین
ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کو خلعت فاخرہ سے شہنشاہ افراسیاب نے تخلیع کیا ملکہ
اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ جہان تک ہو سکے خبر قتل عمرو و ملکہ مہرخ و بہار کو نہ پہونچے جب
طلسم کشا بھی قتل ہو جائیگا یہ دست و پا ہو کر آپ سے عذر کرینگی اگر اسطرف خبر قتل عمرو پائینگی
لڑ بھڑکر جان دینگی افراسیاب نے کہا صرف حیرت کو لکھ بھیجونگا یہ مضمون ضرور ہوگا کہ پڑھکر خط کو
چاک کر ڈالو سامان تیاری لشکر مین معروف رہو اسرار جادو و ماران زمین کن افراسیاب سے

یہ لکھکر رخصت ہوئین کہ اب حضور معرفت نقارہ نواز طلسم کے جب تاریخ قتل اسد کا ڈھنڈھورا پٹوا دینگے ہم نانی لوای باغ سیب مین آئینگے جب یہ دونون جا چکین افراسیاب نے حیرت کو نامہ لکھا

نامۂ افراسیاب برائے حیرت جادو

ای نوگلِ باغ شادمانی
ای نزہت باغ زندگانی
ای تازہ شمیم گلشن عشق
ای سوزش و مستیِ دل عشق
ای شعلۂ ناز و فتنہ بازی
ای گوہر جبہ درج حشمت
ای نور جمال ماہرویان
سر کردۂ بزم نازنینان
آگاہ ہو بعد شوق دیدار
سب طرح ہی خیریت کی شہ
کھینچا دشمن کو بر سرِ دار
قتل اسکو کیا بظلم و بدعت

نوبادۂ گلشنِ جوانی ۔ شاہنشہِ ملک کامرانی
ای تازگیِ دماغ عاشق ۔ پر سازِ مئے ایاغ عاشق
ای نور چراغ روشن عشق ۔ ای موجۂ نکہتِ گل عشق
ای تاب و شکیب بیقراران ۔ کافور قلوب دلفگاران
تاثیر فنون سحر سازی ۔ ای تیر آسمانِ حکمت
خورشید سپہر عشوہ و ناز ۔ مبارک زمانہ شوخ و طناز
زیبائش تاج مشکبویان ۔ سر حلقۂ زمرۂ حسینان
سرمایۂ عیش و کامرانی ۔ بخشندۂ عمر جاودانی
آتا ہی یہ نامہ فرحت آثار ۔ احسان ہی سامری کا ہمپر
سرسبز ہوئی ہی کشت امید ۔ اقبال کا اوج ہی بہ خورشید
گلشن مین نہین ہی اپنے اب کا ۔ لیتے کرتی عمرو کی شوکت

ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای حاکم ملک محبوبی اس نامۂ فرحت آثار کو پڑھ کر چاک کر ڈالنا اس بات کو منہ سے نکالنا قتل عمرو کی خبر تا صبح قتل اسد غازی مخفی رہے ورنہ مسلمان فساد برپا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو اب حکم ہوگا مشتہر کرایا جائیگا کہ فلان تاریخ کو طلسم کشا قتل ہوگا شہر نابرسان مین تشریف لانیکی تیاری کرو اب عرصہ مناسب نہین ہی افراسیاب نے یہ نامہ طائر جادو کو دیا وہ نامہ کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا آدو کا ریہ لشکر ملکہ مہرخ کے سنیے بیان کئی دن کا زمانہ گذرا کہ حیرت نے طبل جنگی نہین بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین مع کل سرداران نامی و ساحران گرامی جلوہ فرما ہین مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار سامنے ملکہ مہرخ کے خشت ہائے زرین پر تمکین مین مہرخ نے فرمایا ای عیاران نامی آپ لوگ بہت مطمئن ہین ایک ہفتہ کامل گذرا کہ شہنشاہ اوج عیاری خواجہ عمرو

نہیں معلوم کہاں ہیں آثار رنج و ملال عیاں ہیں برائے خدا لشکر حیرت سے خبر تو لاؤ کہ
ہمارے سرپرست پر کیا گذری خدانخواستہ کہیں قید تو نہیں ہو گئے انکو ہماری جدائی میں
کیونکر آرام آیا یا کہیں جاکر کسی معشوق سے دل لگایا وقت جان دینے کا قریب آگیا ہی قلب
تھرتھرا رہا ہی وہ تشریف لاویں جلسۂ مشورہ منعقد کریں اُنکے حکم سے لڑیں مریں آخر کیا کریں یہ سنکر
چالاک نے کہا حضور میں ابھی جاتا ہوں اپنے قبلہ و کعبہ کی خبر مفصل لاتا ہوں یہ کہکر طرف
لشکر حیرت کے روانہ ہوا راہ میں آکر صورت تبدیل کی شکل کنیزان حیرت کے صورت بنائی
خراماں خراماں داخل بارگاہ حیرت ہوا دیکھا دربار حیرت کا ساحران نامی سے معمور ہی حیرت
تخت یاقوت نگار پر بکبر و نخوت تمام تمکن چہرہ مثل آفتاب روشن زلف گرہ گیر میں پیچ و تاب آنکھیں لئے
عتاب تمام ناز میں خدمت میں دست بستہ حاضر دریائے جواہر میں غوطہ زن لباس فاخرہ
زیب بدن گرد شاہزادیاں ایک ایک سحر میں طاق شہرۂ آفاق مہتر چالاک اگالدان بغل میں
لیکر پشت پر ملکہ حیرت جادو کے آیا رومال سے باد بگس رانی کرنے لگا سراپا کو دیکھ رہا ہی
کبھی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہی کبھی اگالدان سامنے کرکے جھک جاتا ہی یکایک آسمان پر برق چمکی
ایک جادوگر عقاب سحر پر سوار آکر پہونچا برائے تسلیم خم ہوا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا حضور اسکو
ملاحظہ فرمائیں اسکے مضمون پر کاربند ہوں دوست خوش دشمن دردمند ہوں یہ کہکر نامہ دیکر
ساحر تو چلا گیا ملکہ حیرت نے نامہ کھولا پڑھنا شروع کیا ایک ایک حرف سے بشاشت آشکار
خوشی سے چہرہ گلنار چالاک جو پشت پر کھڑا تھا یہ جھکا ہوا مگس رانی کرتا جاتا ہی حرف حرف
پر نگاہ ہی حیرت نے پڑھکر نامہ چاک کرکے اگالدان میں ڈال دیا چالاک تھراتا ہوا باہر نکلا
آنکھوں میں اشک حسرت قلب پر گرد کدورت ہر چند ضبط کرتا ہی دریائے غم و الم جوش میں ہاتھ
دستگیری نہیں کرتے پاؤں ثابت قدمی سے محروم آنکھیں کہتی ہیں دریا بہائیں دل کہتا ہی کہ
قبلہ و کعبہ کہکر اوروں کو بھی رلائیں اس حال میں مبہوت ذہن پر مُہر سکوت ہر چند دل میں جوش ہی
مگر مثل تصویر خاموش بہ مشکل تمام افتاں و خیزاں بارگاہ مہرخ میں پہونچا مہرخ نے دیکھا رنگ
روئے چالاک متغیر متردد و متحیر آنکھیں پتھرائی ہوئیں جسم میں رعشہ ماتھے پر پسینہ مہرخ نے گھبرا کر
کہا ای مہتر والا گہر خیر تو ہی غم و الم سے چالاک کا یہ حال تھا کہ بول نہ سکتا تھا گھبرا کر ایک ایک کا

تھہ تکتا تھا برق دوڑ کر لپٹ گیا کہا مرشد زادے خیر تو ہی کیا ایسا صدمۂ جانکاہ ہو پہونچا برائے خدا ظاہر کرو اسقدر ضبط کرنے مین روح نہ نکلجائے چالاک نے ہائے قبلہ و کعبہ کہکر ایک نعرہ مارا مثل مرغ بسمل زمین پر گرا تڑپنے لگا تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین چالاک کو سنبھالنے لگین مہتر قران نے گود مین اُٹھا لیا کہا ای فرزند برائے خدا حال تو ظاہر کرو چالاک نے سر پیٹ کر قران کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای نظر کردۂ بزرگان جنکے تم جان بخش کہلاتے تھے وہ شیار گلشن جہان ہوئے یکہ و تنہا پاکر قبلہ و کعبہ کو بیکسی اور بےبسی مین افراسیاب نے باغ مین اُس سردار کو دار پر کھینچا بروقت انتقال ہم خدمتگزارون مین سے کوئی نہ پہونچا نہین معلوم لاش پر کیا گذری سنتا ہون سر اطہر کنگرے پر باغ سیب کے رکھا گیا لاشہ اُس بھیلنے نظر کردۂ پیغمبران کا جنگل مین پھکوا دیا قران نے پوچھا ای فرزند کیونکر معلوم ہوا خاک اُسکے دہن مین کہ جسنے یہ خبر سنائی چالاک نے کہا ارژین افراسیاب نے حیرت جادو کو نامہ لکھا اور یہ تاکید تھی کہ خبردار راز ظاہر نہو کوئی عیار ماہر نہو مین کنیز بنا ہوا پشت پر کھڑا تھا مین نے بھی پڑھ لیا یہ خبر وحشت اثر سنکر سردارون نے قیامت برپا کی ہر ایک نے سر چوب خیمہ پر مارا کوئی ہائے معین مددگار کہکر روتے روتے بیہوش ہوگیا جب چالاک وضرغام ہائے قبلہ و کعبہ کہکر نعرے مارتے ہین سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین ملکہ بہار نے بچھاڑ کھائی مخمور نے پیٹ پیٹ کر اپنے کو نیلا کر دیا ملکہ مہرخ آئینہ دار حیران ایک ایک کو سمجھاتی ہین کہ صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو اول ہمکو یقین نہین آتا اور اگر خدانخواستہ ایسا ہی ہوا تو مرضی پروردگار مین کیا چارہ ہی اگر باغبان قضا و قدر کو اس باغ پر بہار کا برباد کرنا منظور ہوا خزان کی آمد ہی کیا اختیار ہی بندہ مجبور رہنا چاہیے ملکہ اُسکا معاوضہ یہی کہ ہوش و حواس درست کرو لڑ بھڑ کر اپنے معین و مددگار کے خون کا بدلہ لو کیا اکیلے جان دینگے خدا چاہیگا تو خون کے دریا بہادینگے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ذرا سب کو روکا کسیقدر ہنگامہ کم ہوا مہتر قران نے کہا یارو تخلیہ کرو غیر کو اس محفل غم و الم مین نہ آنے دو تو مین سب صاحبون سے کچھ راز دل ظاہر کرون فوراً تخلیہ ہوگیا پانچون عیار چالیس پچاس سردار اُس تخلیہ مین شریک ہین مہتر قران نے کہا یارو سب صاحب میرے حال پُر حسرت مآل سے بخوبی واقف ہین شاہان اولوالعزم وزیران باتدبیر پر کیفیتین ظاہر ہین کہ مین ملک حبش کا حکمران ہون مجکو

بشارت ہوئی بزرگان دین نے مجھ ایسے روسیاہ پر نظر رحمت ڈالی نظر کردہ بزرگان
مشہور ہوا روح کو راحت قلب کو سرور ہوا پھر حکم ہوا کہ خواجہ کی غلامی جا کر اختیار کرو جہاد
کرکے راہ خدا میں لڑو مرد خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے اپنے سرداران نامی
مین مندرج فرماتے تھے جان نثار کی آبرو بڑھاتے تھے مین نے جادۂ بزرگان دین
سے قدم نہ ہٹایا راہ عیاری سے منھ نہ پھیرا خواجہ نے یہ عزت دی جان بخش خطاب دیا ذرہ
کو آفتاب بنایا مہر پدر و مادری کو فراموش کیا ملک بہ ملک اُنکے ساتھ جہاد کرتا رہا ای ملکۂ عالم
اِس تمہید سے یہ مراد ہی کہ وہ مجکو فرزند جانتے ہین مین نے قبلہ و کعبہ کہا کلاہ فخر کو آسمان پر
پہونچایا شب سے بیشک مجکو تردد و انتشار ہی روح بیقرار ہی مگر اُنکے انتقال کا یقین
نہین آتا ہمین کوئی مطلب مقبول ہی ہماری مراد دل حصول ہی سب سے زیادہ یہ بڑی
دلیل ہی اُنکے جان بچنے کی سبیل ہی کہ وہ سرانذیب پر بموجب روایت دفتر رب اکبر نے اُنسے
وعدہ کیا کہ جب تک تین مرتبہ اپنے منھ سے موت نہ مانگو گے قبض روح کا ملک الموت کو
حکم نہو گا پھر مین کیونکر کہون معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ارشاد مین اُس صادق الوعد کے
فرق آئیگا فلک ہمکو یہ روز سیہ دکھائیگا صاحبو سب صاحبان عقل و فراست ہو مالک سریر سلطنت
ہو اپنے اپنے دلون پر ہاتھ رکھو دیکھو دل کیا کہتا ہی بخدا اسوقت اس کلام سے روح
کو راحت قلب مین قوت آگئی تصویر خداوند نعمت کی آنکھون مین پھر رہی ہی وہ شہنشاہ عیاران
ہین اس رزم مین حصول مطالب دلی عیان ہین دیکھیے حال کھلیگا مناسب یہ ہی کہ اپنے
اپنے طور پر فکر و کوشش رہائی اسد نامدار مین سرگرم رہو رونا پیٹنا موقوف کرو کلام نصیحت التیام
مہتر قران سے سب کو تسکین ہوئی چاہتے تھے کہ اُس تخلیہ سے باہر آئین مہتر قران نے
گھبرا کر کہا کوئی میری گوشمالی کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ لاؤ کالے چپ رہو عمرو باغ سیب مین مارا گیا
جسم سے اُسکا سر اُتارا گیا سب لوگ حیران چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا زمین پر ایک پرچہ
کاغذ کا پڑا ہی مہتر قران نے اُسکو اُٹھایا لکھا تھا ای ملکہ مہرخ دہار و ای عیاران نامدار
ہماری فکر نہ کرو مرنے جینے کا ذکر نہ کرو اپنے اپنے اختیار کے موافق فکر رہائی اسد غازی
کرو جا تین لڑا دو ہم اب روے سیاہ تم سب کو نہ دکھائین گے یا اسد و مہ جبین کو لے کر

آئینگے یا اب تم سب صاحبون سے عدم مین ملاقات ہوگی والسلام راقم خواجہ عمرو مہتر قران
نے چیکے چیکے وہ نوشتہ سب کو سنایا مطمئن ہو کر ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ مین آئین یہی چرچے
ہین کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہے یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا چوبدار و پیک و ہرکارے دوڑے
ہوے آئے مگر گھبرائے ہوے سامنے آکر ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے صفت وثنا
شاہنشاہی بجالائے قطعہ

نگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بکام تو باد
کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	گل سرخ تابد چو روشن چراغ

عرض کی شہریار عالم کی عمر
دراز ہو ہر تاجدار آپ کے فیض سے سرفراز ہو بیرون بارگاہ آئیے ملاحظہ فرمائیے ایک
ساحر ضعیف و نحیف تخت پر سوار نقارہ ایک آگے رکھا ہے چوب ہاتھ مین تخت اڑاتا ہوا
وسط سما مین ٹھہرا ہے کچھ کہکر نقارہ بجایا چاہتا ہے جلد باہر تشریف لائیے خود بگوش حق نیوش
سماعت فرمائیے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و برق لامع و باغبان
قدرت و سمار قدرت و خورشید زرین سحر وغیرہ جملہ سردار و پانچون عیار گھبرا کر بیرون بارگاہ
آئے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب سیہ فام ایک لنگوٹ باندھے ہوے
جسم سے برہنہ بال سر سفید و سیاہ ترچھی نگاہ ہیبت ناک بیباک ظاہر اچست و چالاک نقارہ
آگے چوب ہاتھ مین لیکر بلند کی آواز دی تمام خلقت پیدا کی ہوئی خداوند سامری و جمشید کی ہے
علم بحکم قضا شیم افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا کل ساکنان طلسم آگاہ ہون کہ
آج کے تیسرے دن بوقت سحر لعبد کر دہ اسد نامور و ملکہ مہ جبین خود سر بیٹی شہنشاہ کی
دختر زیر گنبد نور قتل کیے جائینگے اپنی سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز دے کر نقارہ پر چوب لگائی زمین
طلسم ہوش ربا تھرائی اسی طرح اُس بجیا نے تین آوازین دے کر تین چوبین لگائین باغبان
قدرت نے کہا صاحبو افراسیاب ایسا صاحب اختیار ہے کل صاحبان طلسم ہوش ربا کے
کان مین یہ آواز پہونچ گئی ہوگی اٹھارہ سو ملک کے شاہ اور شاہزادیان اب فوجین لیکر
چلینگی کوئی آج کوئی کل شہر ناپرسان مین آجائینگی اپنا اپنا جاہ و حشم دکھائینگی یار و افسوس
ہے دل کی دل مین رہی ابتک کوئی تدبیر نہ کی اے عیاران نامی خواجہ عمرو نے حجاب سے
منھ چھپایا اب کس سے صلاح و مشورہ کرین اب اپنے کو شہر ناپرسان مین پہونچائین جو جو

سردار جس طور سے آئے بقید نام ملک و تاجدار نام دریافت کرکے ہمکو خبر ہو پہنچاسے خیر تقدیر مین ہماری یہ بد نامی لکھی تھی جو مرضی کریم کارساز کی گنبد نور مین جانا اسد غازی کا چھڑانا امریست مشکل دکاریست دشوار مگر جسوقت اسد و مہ جبین کو زیر گنبد نور دار پر چڑھا لائینگا ہم سب مرنے واسطے کمرین باندھکر جا پڑینگے زیر دار لڑینگے اپنے سردار کے سامنے مرجائینگے یہ بھی ظاہر ہی کہ فوج افراسیاب کی بیشمار ہوگی ہماری فوج کی کیا حقیقت ہے ہماری کیا لیاقت ہی تابعدار کا پہونچنا دشوار ہوگا فوجون کے ریلے ہونگے خیر اپنی جان دینے پر قادر انکی محبت مین مرنے کو حاضر ہین ملکہ بہار جادو نے کہا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت خواجہ کا نمونا بڑی خرابی ہی دل کو بیتابی ہی وہ ہمارے تاجدار ہین آج تک انہین کی صلاح پر کیا انھون نے ہر مقام پر ہمکو چھڑوا دیا نتیجہ بدست افراسیاب سے بچایا ہکو اس کاغذ کے پڑھنے سے تسکین ہوئی افراسیاب حاکم نیرنج و شعبدہ ہی یہ کاغذ بھی بزور کر یہان پھکوا دیا ہی کیونکر ہوسکتا ہی کہ خواجہ ہم لوگون سے ملاقات نہ کرتے مشورہ خیر و شر دیتے ملکہ مہرخ نے کہا ای بہار اب یہ سوچ بچار سب بیکار ہی پروردگار کو اختیار ہی دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی پانچون عیار منظورہ ہاسے زرتیغی و ہیتا وہ ہاسے سترلاقی و گومین ہاسے عیاری ذات پر آراستہ کرکے طرف شہر نارپسان کے چلے ملکہ مہرخ و بہار نے دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو و مصور و صورت نگار و ملکہ یاقوت جادو و مانی و نقاش و بہزاد و شکل کش و گیسو کشا سے بن شباب وغیرہ لشکرہاسے جنگی آراستہ کرکے بڑے کر و فر جاہ و حشم سے ہمراہ ملکہ حیرت کے طرف شہر نارپسان کے روانہ ہوے عقب مین تمام بہیر و بنگاہ کا گویا چھکڑے اسباب باربرداری وغیرہ و خشم ہمراہ سب چلے جاتے ہین انبوہ سے لشکر کے راستے بند ہوگئے ہین راگیرون کو راستہ چلنا دشوار ملکہ مہرخ و بہار نے بلاکر جمعدارون کیداون کو حکم دیا کہ تم سب صاحبون نے سُنا نقارہ نواز نقارہ بجا گیا ہمارے واسطے وہ کوس رحیل تھا نوبت جان دینے کی آگئی چنانچہ بھی دیکھو کف افسوس مل رہے ہین ہمارے غم مین علمون نے بال کھول دیے ہین شہنا دیکی سانس لے رہی ہی قرنا کا دم بند ہی ہر جاندار و غیر جاندار دردمند ہی آپ سب صاحب کمرین باندھے موجود ہین جسوقت موقع ہو آواز دین

جاکر لشکر افراسیاب سے لڑین اب عیاران اسلام گئے ہین خبرین آمد کی لشکرون کی
لاوینگے تم شاہان طلسم اس ہنگامہ مین آئینگے ہم ہمیشہ سے کم ہین پروردگار مدد کریگا تماشا
دکھائینگے دریاے لشکر کفار مین ڈوب جائینگے تم سب صاحب جرأت سے ننگ
ہو وہ چلکر خونریزی کرو کہ خون کے دریا ہین سب بے آبرو اسمین ڈوبین پروردگار ناخدا کے
بحر و بر کشتی مسلمانان کو آفت سے بچائے بیڑا پار لگائے سب نے عرض کی کہ اے شہنشاہ
گردون پناہ سب خبرین نمکخوارون کو معلوم ہین یہ بھی سن چکے کہ خواجہ عمرو کئی دن سے معدوم
ہین اُنکے مقدمہ مین اقوال مختلف ہین وہ ڈھونڈین جو پیدا کرنے والے سے موت ہین دونون
طرح ہماری آبرو ہے غازی دینا وہیجے دونون جگہ سرخرو ہین ہم لوگ آٹھ پہر تیار ہین آپ کے
اشارہ کے امیدوار ہین نام قتل اسد غازی لشکر جا پڑینگے سینے سپر کر دینگے فضاے پرستان
لاشون سے بھر دینگے ملکہ مہرخ نے کہا مرحبا صد مرحبا سپاہیون کا یہین نام ہے مردان عالم
کا لڑ بھڑ کر مرجانا کام ہے آپسمین عہد و پیمان واثق ہوا ایک نے ایک کے ہاتھ مین ہاتھ دیا نامرد
بزدلون کو بھاگنے کی فکر ہوئی چپکے چپکے مال و اسباب سنبھالنے لگے افسرون سے حیلہ حوالہ
کی باتین بھاگنے کی کرنے لگے کسی نے کہا کمیدان صاحب گھر سے خط آیا ہے بیٹی کے عقد کا زمانہ
قریب ہے یہ معاملہ عجیب ہے نجائینگے تو برادری والے طعن کرینگے کہ کمبخت باپ نہین آیا بیٹی کو
رخصت نہ کر گیا مین حضور والا ہی کو جاؤنگا صبح کو گجردم چلا آؤنگا آپ کو سوتے مین جگاؤنگا
بعض نے کہا رسالدار صاحب گھوڑے کے پیٹ مین گرگری ہوگئی ہے دوا پوچھنے سلوتری
کے مکان پر جاؤنگا گھوڑے کو بھی لیجانا ضرور ہے میان سلوتری کا مکان بہت دور ہے بعض
نے چپکے چپکے ہتھیار سنبھالے کمر باندھی گٹھری کپڑون کی اٹھائی سلام علیک کرکے چلے افسر
نے کہا میان سپاہی صاحب کہان دور جاکر جواب دیا حضور یہ اسباب گھر پر رکھکر چلا آؤنگا
آخر وقت کام آکر بہرہ دونگا بعضے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوے حقہ بیچ مین رکھ لیا دو گھٹی
ہونے لگی ایک نے کہا بھائی تمنے سنا خواجہ عمرو قتل ہوگئے ایک نے کہا بھائی آخر
سرکشی کا یہی انجام ہے ایک نے کہا میان تمکو کیا کام ہے ہم تم تو بھائی بڑھتی کے ساتھی ہین نام
لکھوا دو آج ہی کل چلو چاندنی رات ہے صبح ہوتے ہوتے اپنے گانون مین پہنچ جائینگے

ہم تو بھائی کسان ہیں کھیتی کر کھائینگے ہم تو بھائی جلو سی لوگ ہیں سیکڑون جگہ نوکری کی جب
لڑائی کا موقع آیا آبرو سے اپنے گھر چلے آئے اسی دن کے لیے پانچ سے کے نوکر ہیں ادھر اُدھر
سے لوٹ مار کے کھاتے تھے ہیں تنخواہ اپنی بچاتے ہیں گھر جاکر چار بیگھے زمین کا پٹہ کر لینگے محنتی ہیں
ایک گوئی بیل کی خرید لینگے دو الگ کرایہ پر چلیگی جنس کی رقم بچیگی سوائی پسا سامیونکو دینگے
فصل پر من کا سو من لے لینگے یہ آپسمین باتین کین دو دو کرکے نکلے سوداگر جا بجا
دوکانیں بند کر رہے ہیں مال دوکانون سے نکال لیا غلامون کے ہاتھ طرف شہر ناپرسان کے
روانہ کیا کان میں گماشتے کے کہدیا در شہر ناپرسان پر چلکے دوکانیں لگاؤ مسلمانون کا
اب ستارہ گردش میں ہے یہان مال رکھنا بہتر نہیں ہے جاتے ہی دوکان کا ٹکٹ لے لینا ایک
مہینہ کامل میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جو مردان عالم کہ جان نثار ہین نمک حلال صاحب جاہ
و جلال مالک کے خیر خواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑے بھڑے اُنکے الگ مجمع ہیں اسباب
جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں ایک کہتا ہے بھائی زیدار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی خاک
و خون میں غلطان ہونگے جب مردان عالم کی تلوار پھنی ملازمان افراسیاب بودے
ہیں ہمارے منھ پر کیا چڑھینگے دمبدم جوانون کے قدم آگے ہی بڑھینگے ایک قدم آگے
رکھا آبرو پائی ایک قدم پیچھے ہٹا ذلت اُٹھائی بزرگون کے نام نہ مٹانا سینون پر تلوارین
کھانا لوٹ کے لڑنا دشمنون کو ٹوکنا مجمع کو روکنا منھ پر تلوارین کھائینگے اپنے افسر اسد غازی
کو چھڑائینگے اگر آگ کا دریا ہوگا کود پڑینگے آگ برسا دینگے بس بھائیو اپنے اپنے خیمہ میں
جاکر بیٹھو سلاح جنگی درست کر دا ہنے ہاتھ سے کھانا حرام ہے سپاہی کا نیک انجام ہے لشکر
مہرخ میں عجب ہنگامہ کہیں شور گریہ و زاری کہیں فریاد و بیقراری کسی کو بھاگنے کی فکر کہیں جان
لڑانے کا ذکر یہی خبرین ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو آکر سنائین کہ حضور جسوقت سے نقارہ
بجا ہزار ہا آدمی آپ کے لشکر سے نکل گیا اب بھی بستر اُٹھ رہے ہیں پڑیکے پڑے خالی ہو چکے
ہیں ملکہ مہرخ نے فرمایا جاکر لشکر میں پکار دو کہ ہم خوشی سے کہتے ہیں جسکو اپنی جان عزیز ہو
وہ لشکر سے چلا جائے اگر خدا ہماری فتح کرائیگا بلا تکلف آپ تشریف لائیے گا اگر حال
شکست سن پائیے گا اپنے اپنے گھرون میں آرام فرمائیے گا جسکو مرنا ہو جان دینا ہو

ہمارا ساتھ دے اب وقت زوال ہے ہمارے لشکر مین رنج وملال ہے ہمارا تکیہ خدا پر ہے آپ
سب صاحبون کا اسی وقت نکل جانا بہتر ہے وقت پر منہ پھیرنے مین خرابی ہے ان کلمات پر
ملکہ مہرخ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا سرداران عمرو کے گریبان چاک چہرون پر خاک حال
ابتر وبیقرار مضطر حیران وششدر نگران نگاہ بیکسی عنایت خدا پر اب راقم کو حال جشن طلسم
شہریار پرسان کا لکھنا منظور ہے جس مقام سے رہائی اسد کا چھڑانا لکھا ساقی نامہ بھی تحریر
ہوا مگر اس مقام سے کہ مضمون جشن و آمد سرداران افراسیاب بالتصریح لکھنا منظور ہے لہٰذا
چند اشعار آبدار بطور یادگار مرقوم ہوتے ہین ناظرین اس داستان شوکت بیان کو ملاحظہ فرمانے سے
یقین واثق ہے مضامین داستان اور روزمرہ کا لطف اٹھائین گے نظم دلفریب

چاہیے نام اُسی کا ای خامہ
زینتِ نام زیبِ سرنامہ
فلک اسکی نمونہ قدرت کا
یک قلمدان ہزار صنعت کا
رخِ قرطاس کو صفائی دی
اور سیاہی کو روشنائی دی
دیا قمری کو مصرعہ نالا
مصرعۂ قد سرو پر بالا
کی عطا نوخطون کو کلک ادا
کیا عاشق کو تختۂ مشق جفا
ساقیا جلد اٹھ درنگ نہ کر
عرصۂ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر
طاق سے تو اتار لے شیشہ
طاق پر رکھ کتاب اندیشہ
شیشۂ مے کی یہ دراز زبان
اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان
ہین ہون مانند ساغر لبریز
جان بلب جان بلب کو کیا تیز
جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے
پانون توبہ کے لڑکھڑانے لگے
کر دے یا تنگ مجھے نشہ مین چور
تا کہ مانند خوشۂ انگور
دل کے سارے پھپھولے توڑون مین
نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑون مین
شب ہجران بسر نہین ہوتی
نہین ہوتی سحر نہین ہوتی
بستر رنج و کنج تنہائی
رات کیا آئی اک بلا آئی
شام سے حال ہے یہ صبح تلک
نہین لگتی مری پلک سے پلک
کیون نہین بولتے سحر کے طیور
کیا شفق نے کھلا دیا سیندور
جان بیتاب جیسے بیکل برق
وہ بھی گرم فنا رہِ کل برق
نہ نصیبین ہوئی ہو مین غشی طاری
ایک فرقت ہزار بیماری

دیگر ساقی نامہ مصنفہ قمر

ساقیا رنج و غم کا ذکر نہ کر
لا پلا دے شراب فسکردکر
نشۂ مے مین سیر کرنا ہے
مرحلات طلسم ہونگے طے
اب وہ دے جام بادۂ سرجو
رہین مستی مین بھی ہمارے ہوش

ساقیا دے شراب عیش و سرور
جسکے خاطر یہ رنج و غم جھیلا
سیکڑے کی بھی تیرے خیر رہے
میکشون سے تو آج جنگ نکر
بزم رندان مین آج جلسا ہی

ذکر عیاری عمرو ہی ضرور
وقت عیش و سرور ہی ساقی
جام دے مجکو آج پی در پی
ای قمر دے عنان رخش قلم
دیکھین میلہ مین کیا تماشا ہی

فکر کیا ہی جا کے دیکھ لون میلا
ابتو ناحق غرور ہی ساقی
جلد لا ساقیا درنگ نکر
نظم مضمون تازہ ہون پیہم
دیگر اشعار حسب مقام مضمون خم

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی ۔ درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہین کیا دل کی تمنائین قصاص ۔ جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلائین گے انھین یا وہ ہمین ۔ کشش عشق اِدھر خواہ اُدھر ہو تو سہی
دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجسے شب وصل ۔ خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
زلف کی جھونک اٹھائے گی یہ ہنگام خرام ۔ قابل اِسکے تری بل کھا کے کمر ہو تو سہی
نہ سنیگا جو مری داور محشر نہ سنے ۔ عرصۂ حشر مین اچھا وہ نڈر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہی کہ مہمان بلاؤ اسکو ۔ کتی ہی خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین ۔ دل بوالہوس کو امید سحر ہو تو سہی

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی عجب مضمون ہاتھ آیا ہی کہ مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران و ملکہ مہرخ وغیرہ کو مطمئن کرکے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوے مہتر قران نے کہا بھائیو استاد تمھارے سر پر اِسوقت موجود نہین ہین کسی بات مین کمی نہو مزاج مین برہمی نہو ملکہ مہرخ کو خبرین بھی پہنچین اور یہ بھی دیکھو کون کون سردار آتا ہی آج افراسیاب کیا رنگ لاتا ہی اب آمین ہمسے تمسے ملاقات ہو یا نہو اپنے اپنے کام مین چست و چالاک ہو جاؤ برق نے جواب دیا خلیفہ صاحب آج سے کل تک مین نے سنا ہی کہ خدا جگر آئینگے جنگی فوجین ہمراہ لائینگے اب خلیفہ صاحب فرداً فرداً الگ ہو جاؤ اپنا اپنا رنگ عیاری کا جماؤ آپسمین صلاحین کرکے یا تو پانچون مثل حواس خمسہ ایک جگہ تھے یا پانچون عیاری مین پانچ ہین مثل برگ خزان رسیدہ فرداً فرداً چلے مہتر برق فرنگی ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر دروازے پر شہر ناپرسان کے آیا

دیکھا انتہا کا اژدہام ہی دھکم دھکا ہو رہا ہی جانے والون کے کپڑے لٹے ہوتے ہین عیارچیون
کا انتظام ہی ایک ایک کو دیکھتی جاتی ہین کبھی غل مچاتی ہین ای نگہبانان در شہر ناپرسان وای ساحران
نمکخواران شہنشاہ دوران دیکھو خیال رکھو عیاران لشکر اسلام اندر شہر کے نہ آنے پاوین انکا
استاد مارا گیا ہی شہر مین آکر غدر ڈال دینگے جسکو پاوین گے قتل کرینگے انتظام دشوار ہوگا
عتاب شہنشاہ نامدار ہوگا مگر برق نے گوشہ سے دیکھا ملکہ صرصر شمشیرزن جب ذکر قتل عمرو
کرتی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی دوپٹہ اسکے سر سے ڈھلکا جاتا ہی آئینہ رخسار پر حیرانی
زلفون کے الجھنے سے پریشانی ظاہر ہوتی ہی دل سے کہتا ہی ای برق ملکہ صرصر کو اُسکا ملال
ہی رنڈاپا چہرے سے برس رہا ہی خداوندا یہ خبر غلط ہو مگر کیونکر اندر جاؤن ایسا نہو کہ یہ ظالم
پہچان لے گرفتار کرا دے تو غضب ہو اسوقت مین کون چھڑائیگا سوا خدا کون مدد
کو آئیگا اسی فکر مین کنارے کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جوان ساحر صورت مہیب تازیانہ مار آتشین
کا ہاتھ مین سب کو للکارتا ہوا چلا آتا ہی ہٹو ہٹو کی آواز دیتا ہوا انتہا کا زبردست ہی جب بڑھ
مار دیا چار چار تلے اوپر گر گئے برق نے سمجھا کہ خلیفہ جاتے ہین انہین کے پیچھے نکل چلو یہ
سوچکر یہ بھی عقب مین چلا ملکہ صرصر شمشیرزن نے چاہا اس ساحر کو روکے ہر چند کہ پہچانا
نہین مگر قصد ہوا کہ روک کر پوچھون کہ کس کے ملازم ہو کس سمت کے عازم ہو مہتر قران نے
کاندھے پر ہاتھ رکھکر ٹہلا کر دھکا دیا ملکہ صرصر منہ کے بل گری مہتر قران و برق جست کرکے
نکل گئے داخل شہر ناپرسان ہوے ایک گوشہ مین آکر ٹھہرے مہتر قران نے برق سے
اشارہ کیا مین زیر نخل ٹھہرا ہون تم بارگاہ حیرت کی خبر لاؤ دیکھو وہان کیا رنگ ہی برق
نے قصد کیا تھا کہ تڑپ کر بڑھے دیکھا سامنے سے ایک جوگی جٹائین خاکستری چھوٹی ہوئی
لوہے کے کنڈل کانون مین کرڈبری ڈاڑھی بھبھوت بدن پر ملے ہوے خاک کا پتلہ بنا ہوا
اکتارہ ہاتھ مین دو چیلے پشت پر ایک کے ہاتھ مین کھنجری دوسرا ہاتھ سے تال دیتا ہوا جو دونون
کا گرو ہی اکتارہ بجا کر بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہی مہتر قران نے سمجھا کہ چالاک و جانسوز و ضرغام
شیردل بھی اندر شہر کے آ گئے آپسین اشارے ہوے پانچون پانچ سمت گئے مگر برق
فرنگی جادوگر بنا ہوا بارگاہ ملکہ حیرت پر آیا دیکھا چوبدار یساول حاجب دربان قطعا

باندھے کھڑے ہین ایک سمت کرگدن ہاے آتشین مرکبہاے پرند شیران جنگی ٹہل رہے ہین برق دیکھتا بھالتا سر جھکائے ہوے دربارگاہ پر پہونچا دیکھا پردہ زربفتی کھنچا ہی ایک ساحر زبردست بادۂ کفر و نخوت سے مست ورنگ سالاری کے ذنگل پہ بیٹھا ہی آنے جانے والون کو روکتا ہی برق فرنگی پہلے تو اُسکا بہر حاضر حاضر کہکے بلا تکلف اندر پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو بصد زیب و زینت تخت پر جلوہ فرما ہی گرداگرد سات سو شاہزادیان سونے چاندی کی کرسیون پر بیٹھی ہین افراسیاب کا تخت خالی ہی اُسپر حاشیہ پڑا ہی ملکہ صنعت سحرساز و سرمایہ برف اندام وابرلق کوہ شگاف تینون وزیر باندھے بیچ بارگاہ مین کھڑے ٹہل رہے ہین دریاے آتشبار سحر مین غوطہ زن ہین ملکہ حیرت سے عرض ہیرا ہین کہ حضور بارہ پہر کا وقفہ ہی ابھی تک خراجگزارون کی آمد نہین شروع ہوئی ملکہ حیرت نے کہا آج سے کل تک سب پہونچ جاوینگے دیکھو دور سے ابر فیروزی اُٹھا ہی جاکر خیمے بارگاہین آراستہ کردو سردار آئے ہوا فق حقیقت کے اُسکا سامان کرو دیکھے شہزادہ پرسان مین کیونکر تاجداران اولوالعزم ٹہر سکتے ہین صنعت سحرساز نے کہا حضور ہمنے رعایا کے بھی مکان خالی کرا لیے ہین یہ کہکر صنعت آگے بڑھی برق بھی دیکھنے لگا دیکھا ابر فیروزی قریب آیا یکایک شق ہوا دیکھا تخت فیروزنگار پر ایک نازنین ماہ پیکر تاج شہریاری برسر چہرہ مثل ماہ الوزٹبی بڑی آنکھ ٹیان دلہ وزری پہ آمادہ تیر مژگان تختۂ سیم پیشانی ابرو تیغ ہاے اصفہانی قد موزون مصرعہ دیوان حسن و ملاحت خوبصورت نیک سیرت ابیات

عجب شکل اُسکی دل آویز تھی
نسیم چمن پائمالِ خرام
نظر دام دلہاے برنا و پیر
زبان پارۂ لعل و کان دُرر
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال
دو پستان اُسی بحر کے دو حباب
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی

حیا ساقۂ اُسکے بلاخیز تھی
جبین بدر تھی اور ابرو ہلال
مژہ تیر و بینی چو پیکان تیر
وہ صدف گوش تھے اور بناگوش در
وہ ساعد تھے دو شمعِ بزمِ جمال
وہ آئینۂ پشت کی آبرو
کمر ہی نہ تھی تھی وہ تار نظر
اب آگے تو وہ خامہ گرداب ہی

قد ناز کا سرو و طوبی غلام
سیہ چشم تھی اور مردم غزال
دہن درج یاقوت و دندان گہر
گلا سی گلو از مو حسن پُر
نہ تھا سینہ تھا بحر حسن سراب
دکھائے رخ شاہد آرزو
وہ لوحِ شکم صبح امید تھی
بیان سے تو نیچا ہی آداب ہی

وہ پاے نگارین تھے جو موج گل
الف پاے رنگین تھے جون برگ گل
وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا
وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا مسدس

کف الخضیب ہے کفک نور کا لقب
آنکھین جو فرش راہ کرون شوق کے سبب
تلوون کو نکور دے مہر نہ پہونچے بعد تعب
تار نظر ہو خار نزاکت ہے یہ غضب
بوسہ کا وہم مین جو تصور بیان ہوا
تلوون مین صاف رنگ حنا کا عیان ہوا

قامت وہ حشر جس سے قیامت ہو پائمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال
سرو بہشت لکھون تو ہے راستی کمال
شاخین سخن مین نکلین جو طوبی سے دون مثال
فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو
قد قامت الصلوۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو ملے
آرام مثل برق کسی جا یہ وہ نہ لے
انسان کیا ملک کے تلے ہین قدم تلے
تخت بھی پیچھے سایہ قد کی طرح چلے
چلنے مین ایسی چال کہ ہل چل جہان مین ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

فیروزہ زرین جوڑا زیب جسم لشت پر دھلا کو ساحران جنگ آزما ایک ایک سحر و ساحری مین یکتا طائران پرند پر سوار وہ تخت آگے آراستہ ملکہ صنعت بغلگیر ہوئی ہاتھ تھام لیا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے لے چلی پوچھا کہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش آنے مین کیون عرصہ ہوا کیا باعث تھا فیروزہ نے کہا ہو اے صنعت ایسا تاکید کا نامہ پہونچا مین شکارگاہ مین تھی جلدی مین جریدہ چلی آئی وہی دو لاکھ فوج جو شکار مین ہمراہ تھی اسکے سوا اور سامان نہ کر سکی یہ باتین کرتی ہوئی ملکہ فیروزہ بعد جوش و خروش اندر بارگاہ کے آئی ملکہ حیرت جادو کو نذر دی پہلو مین بیٹھے کو کرسی ملی سرباے برف انداز و ابریق کوہ شگاف کو حکم ہوا انکی فوج کو جا کر بہ آرام تمام اترواو جگہ معقول انکے واسطے تجویز کرو خبردار کسی کو تکلیف نہونے پاے سرباز و ابریق دونون بموجب حکم کے باہر آئے کہ صنعت سحر ساز نے دیکھا اور ایک ابر سیاہ اٹھا زمین و آسمان دھوان دھار ہو گیا

دھوین کا آسمان تیار ہوگیا اُسمین شعلہاے آتشین چمکتے ہوے صاف معلوم ہوتا ہو کہ
شب تاریک مین جگنو پھر رہے ہین شعلہاے سرکش زمین پر گر رہے ہین دُھنوین کا زمین
و آسمان غبگیا چاہ بابل کا نشان دیتا تھا عاشقان زلف سیاہ دود آہ جانتے سمجھے کوئی کہتا
تھا یہ پہاڑ ہی یا سیہ بختون کی قسمت کا بگاڑ ہی وہ ابھی قریب بارگاہ کے آکر یکایک شق ہوا
دیکھا ایک ساحر سیہ فام دُخان سیہ رو نام آتش خو آتش مزاج مردود بارگاہ کبریا جہنم کا
کندا لُوٹیا لاکھ ساحران غدار ساتھ تخت سے سیہ بخت کودا ملکہ صنعت سحر ساز نے صاحب سلامت
کرکے بارگاہ ملکہ حیرت مین پہونچایا دُخان سیہ رو نے نذر دی خلعت مرحمت ہوا ایک جانب
دلنگل پر آکے یہ بھی بیٹھا کارگزارون کو حکم ہوا اہالیان لشکر کو جگہ معقول دو برق فرنگی نے
دیکھا ان ساحرون کے اُترنے کی نوبت نہین آئی ہی کہ زیر آسمان یکایک طوفان نوح
برپا ہوا ایک دریاے قہار پر سر ہوا جوش مارتا ہوا ظاہر ہوا نہنگان خون آشام ماہیان
سمن اندام گھڑیال مگر خوش حال اُس دریاے قہار مین اُچھلتے موج مین کلیل کرتے ہوے
ظاہر ہوکر غوطے مارتے ہین کبھی ڈوبتے ہین کبھی اُبھرتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تمام
دنیا ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی کیونکر کشتی حیات پار ہوگی سامان سلاح جنگ اُس دریا
سے آشکار ہر گرداب سپر مدور ہر موج شمشیر پر جوہر سطح آب مقام کارزار ہر حباب چشم پر عتاب
مچھلیان تیر دلدوز پر پرستان جگر سوز باشندگان شہر ناپرسان کو خیال اب سب ڈوب جاینگے
اس دریاے قیامت خیز سے کیونکر امان پاینگے لیکن جون جون دریا قریب آتا ہی مختصر ہوتا جاتا ہی
قریب شہر ناپرسان آکر دریا معدوم ہوا کرگدن بحر پر سوار ایک غدار معلوم ہوا مندیل وزارت سر پر
قطرہاے آب اُنگلیون سے ٹپکتے ہوے تمام لباس پانی مین تر منھ و بے آبرو ہوا پر پشت پر
سات لاکھ ساحران غدار ہر بلاے آتشین پر سوار اژدرہاے آتشین پر اُتار بارگاہ زرنفتی کا
لدا ہوا سر پر بیچا کے علم سیاہ کھلا ہوا ملکہ صنعت نے بحبت آواز دی اے دوست صادق اے محب
واثق اے آبروے ساحران نامی اے دُرِ صدف بحر خوش کلامی اے امواج بن گرداب آدم خوار تمھارے
بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ بلم کب تشریف لائینگے ملکہ عالم سب مشتاق ہین یہ سنتے ہی موج لج
بکرا یا تخت سے کود پڑا پہلو مین اسکے نوجوان بیٹا صاحب شوکت و ہوش لطمہ صدر گوش

دریانوش زوجہ اسکی حسین وخوبرو مواج جادو کی دختر نہایت پرفن ملکہ لجۂ غوطہ زن مصاحب اسکے
حباب خونریز و مرغاب فتنہ انگیز و سرخاب کلنگ سوار و نہنگ آتشبار مواج بن
گرداب کو حلقہ مین لیے ہوئے ملکہ صنعت کو مواج بن گرداب نے جواب دیا ای صاحب
راز و نیاز ای ملکہ صنعت سحر ساز فرمان شاہنشاہی ایسے وقت پر پہونچا کہ شہنشاہ نیلم کا
ارادہ شکار کا تھا فوراً مابدولت کو حکم کیا جلدی مین اٹالہ بارگاہ کا لدوایا صرف سات لاکھ ساحر
لیکر شباشب آیا کسی مقام پر نہین ٹھہرا شہنشاہ بھی تشریف لاتے ہین بارگاہ استادکراؤن
شہنشاہ کو بروقت تشریف آوری تکلیف نہو مواج بن گرداب یہ باتین کر رہا تھا کہ کئی
ہزار نقارون پر چوب پڑی سب نے دیکھا شہنشاہ نیلم لعبد جاہ وحشم تخت جواہر نگار پر سوار
پشت پر بارہ لاکھ ساحران ناہنجار بدکردار بیمون و ازرکب با سحر پر سوار صدائے یا سامری
و جمشید زمین کو ہلاتی تھی فوج کی کثرت سے گاؤ زمین تھراتی تھی ایک جانب نازنینان خوشرو
سمن عذار قمر سیما نازک اندام زہرہ جبین طاؤسان زرین بال سے اُترین شہنشاہ نیلم تخت سے
اُترا نقارے بجے دمامے گڑگڑائے صنعت مع کل فوج کے برائے سلام اُس ناکام
کے خم ہوئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ صنعت کو قریب بلایا شفقت و محبت ہاتھ پشت پر رکھا اچھا
مزاج اچھا رہا صنعت نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی دعائے دولت مین مصروف رہتی ہون
شہنشاہ نیلم نے کہا تمنے تو اب ہمارے پاس آنا بالکل چھوڑا مابدولت کی محبت سے منہ موڑا
صنعت نے کہا ای شہنشاہ آپ کو طلسم ہوش ربا کا حال بھی معلوم ہی آٹھ پہر لڑائی جھگڑا ہی ہر وقت
فساد برپا ہی لاکھون آدمی ملازمان شہنشاہی معرض تباہی مین آیا صدہا ملک قبضہ سے نکل گئے
مسلمانون نے لیلیے ایسے ایسے سردار قتل ہوئے جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین ہی مین نے اکثر اپنے
سحر مین سب کو پھنسایا کوکب روشنضمیر نے مدد بھیجکر بچا لیا اجارہ تو قیامت سے پکا لے ہین چن چن کر
سردارون کو مارا میان باغبان قدرت بھی شریک مسلمانان ہین طلسم ہوش ربا کی تباہی کے
سامان ہین کس کس خیرخواہ شہنشاہ کا نام لون شرم آتی ہی اے شہنشاہ زمین پاؤن کے نیچے سے
نکلی جاتی ہی سرزمین ہوش ربا مقام جنگ وجدل ہی عملداری مین خلل ہی شہنشاہ نیلم نے مسکرا کر
جواب دیا شہنشاہ اُن سب کو قتل کیون نہین کر ڈالتے مابدولت سے فرمایئن ای صنعت مجکو تو یہ

دماغ کہاں کہ بذات خود میدان کارزار میں جاؤں کھڑے ہو کر اپنے لونڈی غلاموں سے لڑوں
مگر اپنے وزیر خوش تدبیر دریا دل مواج بن گرداب سے اشارہ کر دونگا سب کو ڈبو دیگا اُبھرنا مشکل
ہوگا دہن اژدر لب ساحل ہوگا اُسکے سحر کے حباب تھپڑے گولیاں ہیں موجۂ دریا سے سحر شمشیر آبدار
ایک پہر بھر میں باغیوں کو مٹا دیگا صنعت نے فخر کر کے سر جھکا لیا کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب مسلمان
ایسے نہیں ہیں کہ جنپر کوئی یکایک غالب آئے بڑے بڑے سامان ہیں ارکین سلطنت شاہنشاہ اُنکے
شریک ہیں سلطنت وزارت فوج ولشکر ملک ومال جاہ وجلال سب کچھ اُنکے پاس موجود ہی شہنشاہ
نیلم نے ہنسکر کہا تیرے دل پر سکۂ رعب مسلمانان جمگیا ہی نام سے مسلمان کے رنگ اُڑتا ہی اِس
جلسہ میں مابدولت تشریف لائے ہیں انتظام معقول کر دینگے جبل لاشہ اسے مسلمان سے بچ رہینگے
اِدھ صنعت ہم وہ ہیں کہ اپنے دلی نعمت شہنشاہ لاچین صاحب شوکت کو گرفتار کرا دیا سلطنت کو
اُنکی مثل نقش پا مٹا دیا یہ بیچارے کیا چیز ہیں شہنشاہ افراسیاب کے منتظم بے تمیز ہیں یہ کہتا ہوا
مع چار سو سرداران زبردست اندر بارگاہ حیرت کے آیا براے تعظیم شہنشاہ نیلم حیرت تخت سے
اُٹھی چچا جان کہکے لپٹ گئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ حیرت کو گلے لگا لیا مسکرا کر کہا بی تخت پر بیٹھو
ہمارے واسطے دنگل منگاؤ حیرت نے برابر پایۂ چہارم تخت کے دنگل جواہر نگار رکھوا یا اُسپر
شہنشاہ نیلم جب بیٹھ چکا تب حیرت متمکن ہوئی سرداران شہنشاہ نیلم اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
بارگاہ ملکہ حیرت تاجداران اولوالعزم سے معمور ہوتی جاتی ہی شہنشاہ نیلم بیٹھکر لاف وگزاف
کرنے لگا کبھی ملکہ حیرت کو سمجھاتا ہی نام مہرخ وبہار سنکر بہت جھلاتا ہی کہتا ہی بی حیرت جادو
نمکحراموں کا میرے سامنے نام نہ لو مابدولت کو بہت ناگوار ہوتا ہی اب ہم شہنشاہ کا کہنا نہ مانینگے
اپنے ہاتھ سے انتظام کر کے جائینگے مہتر برق فرنگی سلمان فوج شہنشاہ نیلم دیکھکر گھبرا گیا دل
سے کہتا ہی خداوندا ان ظالموں کے شر سے ملکہ مہرخ وغیرہ کو بچانا گھبرایا ہوا باہر بارگاہ کے آیا
دیکھا کہ دوڑے ہوے ہرکارے ہانپتے ہوے کانپتے ہوے برق نے پوچھا بھائی خیر تو ہی اُنھوں
نے جواب دیا ای بھائی صفدر وصف شکن شہنشاہ توسن کی آمد ہی اِس کروفر سے آیا ہی ابلق چرخ
اُسکا جاہ وجلال دیکھکر تھرایا ہی برق نے کہا وہ بھی کیا ہی توسن نام ہی فقطقان کا تڑا ہی اُسپر بھی
سواری کا نہینگے دانہ گھاس بند کر دینگے چونکہ ساحر بنا ہوا ہی بازبان حیرت سے باتیں کرتا ہوا آ

نکا خبر آمد شہنشاہ توسن کی سنکر ملکہ حیرت جادو باہر نکل آئی خود شہنشاہ نیلم انتظار مین آکر ٹھہرا یہ
مالک زندان خانہ طلسمی ہی اسکا سب پاس کرتے ہین صاف تو یہ ہی کہ ڈرتے ہین نیلم ملکہ
حیرت سے کہ رہا ہی ہمارے بھائی صاحب تشریف لاتے ہین ملکہ عالم ہم دونون بھائیون نے
ملکہ تمہارے شوہر کو بادشاہ بنایا شہنشاہ کا آباد گھر لٹایا تحفہ جات چرا چرا کر نکالے راستے طلسم کے
بتائے مگر شہنشاہ لاجین ایسا بادشاہ جلیل ساحر زبردست تمہاری سلطنت بگڑ جانے پر سالہا سال
لڑا ایسا ایسا معرکہ پڑا کہ ایک ایک دن مین دس دس لاکھ ساحرون کا کھیت ہوا صدہا شہر ایسے
ویران ہوئے کہ جنکا آباد ہونا دشوار ہی مال و دولت کا بیان کرنا بیکار ہی اس عدالت و لیاقت سے
شہنشاہ لاجین نے سلطنت کی ہر گلی کوچہ گلزار رہتا تھا مظلوم ظالم کے ظلم سے رنج و ملال نہ سہتا تھا
مگر سامری و جمشید کو منظور ہوا شہنشاہ افراسیاب بادشاہ ہوئے اب انکو عیش و سرور سے
کام ہی ای وزیر با تدبیر اسکا بد انجام ہی تم نے بھی زمانہ کے نشیب و فراز دیکھے آنکھون کے سامنے
کیسے کیسے آباد گھر مٹ گئے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار گل کی رعنائی بے اعتبار بقول شاعر نظم

دنیائے بے ثبات مین کسکو قیام ہی	ہان چار روز کے لیے یہ اژدحام ہی	اورنگ جم ہی اور نہ سکندر کا آئنہ
جمشید کس جگہ ہی کہان اسکا جام ہی	عمر روان ہی توسن چالاک نافلو	توسن بھی اسطرح کا کہ جو بے لگام ہی

صنعت کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ عجب عبرت آمیز حیرت خیز آپ نے
کلمات فرمائے آنکھون کے سامنے ناپائداری دنیا پھر گئی جاہ و حشم کی خواہش نگاہون سے گر گئی
اب ہمارا غفلت و غرور میشہ ہی آٹھ پہر تباہی ملک و مال کا اندیشہ ہی اس حیلہ سے آپ تشریف لائے
ہین آپ کے بھائی صاحب بھی آئے ہین دونون صاحب ملکے اس طلسم کو لٹا دیجیے سرکشون
کو اپنے دست زبردست سے سزا دیجیے نیلم اچھا اچھا کہکے سر ہلا رہا ہی کبر و نخوت سے تاج کو سر پر
کج کرتا ہی کہ دیکھا سامنے سے شترسوار چیدار سامان ماہی و مراتب ظاہر ہوا ملکہ حیرت نے کہا شہنشاہ
توسن آئے یہ کہکر مع وزرا و امرا مع شہنشاہ نیلم و مواج بن گرداب چند قدم آگے بڑھی
بعد نکلنے سامان تزک کے سات سو علم سیاہ رنگ نشان کفر و ضلالت پیدا ہوئے علمدار
علمون کو جلوہ دیتے ہوئے ایک جانب ٹھہرے تھا کہ صدا ہو حق کی بلند ہوئی آگے قرق زنجیر
کھینچتی ہوئی ہشتین رسالے وردیان زرق برق کی سوار رہیل پہنے ہوئے رسالے کے آگے

رسالہ دار پشت پر سوار مرکب دور کا بے اونچی بنے ہوئے سر کبون پر نقارے نقارچیون کی
ور و بان بنات سلطانی کی کار زردوزی سے درست ہر خورد و کلان اپنے اپنے کام پر چالاک و چست
کیمان اپنی پلٹن کے آگے تاشے بجتے ہوئے ایک جانب شہنواز بصد سوز و گداز بھیرون کی تان
اڑاتے ہوئے ٹھریان غزلین گاتے ہوئے

غزل

نہ آہ مجھ سے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین
وہ تنگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین

کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین
ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین

تمون سے ہوتے ہین ہم تہجد کر کے طالب وصل
دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین

پکارتی ہی محبت جو بیٹھے چپ بھی ہین
یہ ڈھنگ جلد تر افشائے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین نالے جو ضعف مین تا لب
شکایت رہ دور و دراز کرتے ہین

نہ بند کر در مسجد کو مجھ سے اے زاہد
مرے گناہ در توبہ باز کرتے ہین

وہ شوخ کہتا ہے محب کو بنا کے بے پردا
نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین

کہین نظر نہ لگے آئینہ کی ڈرتا ہون
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین

گلا نہ کیجیو اے دامن شب ہجران
کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین

وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین

بگاڑے قبر کو پامال کر کے عاشق کی
ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین

نہ بخت خوش نہ دل اے عشق بے اثر تجھے
بگڑ بگڑ کے سلیقے کارساز کرتے ہین

بصد نیاز اٹھاتا ہے خنجر قاتل
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

تمام سامان شاہانہ گرد اگرد صد ہا نقیب آوازین لگاتا ہوا مصرعہ بڑھے عمر و دولت قدم بہ قدم
تخت جواہر نگار پر توسن جادو بصد نخوت و غرور کئی ہزار مصاحب رفیق ساحر بے نظیر ندیم وزیر
پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑے تکلف سے سواری شہنشاہ توسن کی پہنچی شہنشاہ نیلم
بجائی صاحب کہکر بڑھا ہاتھ تھام کے تخت سے اتارا کئی سو پنڈت برہمن اشلوک پڑھتے ساعت
نیک و بد بچارتے ہوئے ہر ایک چوراہے پر پوریان تل آملے ہوئے جنے دوڑ دوڑ کر

رکھنے لگے نیلم ہاتھ تھام کر شہنشاہ قوس کو لیے ہوے طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے بڑھا حیرت
نے بھی آگے بڑھکر سلام کیا صنعت نے بڑھکر دعائین دین وزیر امیر شیب پر حیرت و نیلم برابر
برابر اس کروفر سے داخل بارگاہ حیرت جادو ہوا بیچ مین تخت حیرت ایک پہلو مین تخت شہنشاہ
نیلم ایک جانب شہنشاہ قوس کے واسطے تخت آراستہ ہوا حیرت جادو تخت پر بیٹھی اب کئی سو
تاجدارون کا مجمع ہی سرداران زبردست ساحران بدمست کا کیا شمار ہی بارگاہ حیرت معمور ہی برق
یہ سامان دیکھکر باہر نکلا دیکھا چالاک بن عمرو چوبدار کی صورت بنا ہوا عصا چاندی کا ہاتھ مین
لباس معقول زیب جسم کیے کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی برق ساحر بنا ہوا قریب آیا آپس مین آنکھین لڑین اشارے
ہوے مجمع سے الگ آئے برق نے کہا کیون مرشد زادے تمنے یہ سامان دیکھا اب تو شہر
ناپرسان مین بارہ کوس تک تل رکھنے کی جگہ نہین ہی اور ابھی سنتے ہین سردار تاجدار آنے کو باقی ہین
چالاک نے کہا ای برق فرنگی قفس جسم مین روح گھبراتی ہی عجب طرح کی حیرت ہی فلک آمادۂ
بدعت ہی اس مجمع مین ساحرون کے نرغے و بہار زیر دار اسد نامدار پہونچ سکینگی بارہ کوس یہ
روک لیجائینگی ہوا کا گذر دشوار ہی مگر قبلہ و کعبہ کو تلاش کرو اگر زندہ ہین تو اس مجمع مین ضرور
ہونگے یہان تو فرداً فرداً تاجدار چلے آتے ہین بارگاہ مین جاتے ہی اب چلکر بیرون شہر ناپرسان انبوہ
خلائق کا سامان دیکھنا چاہیے ابھی ایک ساحر ذکر کر رہا تھا کہ مہینہ بھر پیشتر سے واسطے حاضری
اس جلسہ کے بنام تاجداران جلیل اشتہار جاری ہوے تھے دو کاندار بھی طلب ہوے ہین
در شہر سے تا بہ کوہ مرجان بڑے تکلف سے میلہ آراستہ ہوا ہی بڑے انتظام داروغہ کارگزار تھانہ دار
چلے آتے ہین ہر طرف یہی دھوم ہی ملکہ علام نے حکم دیا ہی اس جشن مین خبردار کسی کا نقصان ہونے
پاے بڑے تکلف سے انتظام ہو جاے چور گرہ کٹ نہ آنے پائین جب سرحد مین قدم رکھین مقید
ہو جائین انجام جلسہ تک قید مین رہین جائین سنتے ہین ایک خبر یہی سنی ہی زیر کوہ مرجان براے انتظام
آمد مسلمانان فوجین جا کر اتری ہین خبردار مقرر ہی حکم ہو چکا ہی کہ جب مسلمانون مین کمر بندی ہو
فوراً خبر ہو جاے بڑھکر فوج شہنشاہی باغیون کو روکے آگے نہ بڑھنے دے سرحد کوہ مرجان سے
آگے بڑھکر جنگ و جدل ہو ہمارے جشن مین نہ خلل ہو سب کدو کاوش بیکار ہی آپس مین صلاحین
کرتے ہوے چلے راہ مین قران و جانسوز و ضرغام بھی ملے ایک نے ایک سے اشارہ

کتائے سے حالات آمد شہنشاہ نیلم و شہنشاہ قوس ظاہر کیا قران نے اشارہ کیا اپنے پیدا
کرنے والے کو یاد کرو بیابان سے بازار مین چلو ین سے بہ وقت دور سے بلند بازار جوہری فروشان
مین ایک تاجر جلیل ضعیف کو دیکھا مین قریب نہ جاسکا اُس مقام پر زیادہ ساحرون کا جماؤ تھا
ایک طرف سے اُستانی آتی تھین گھبراہٹ آیا بخوبی پہچان نہ سکا یقین ہے کہ اُستاد والا نژاد
تھے جوہریون کی دوکان دوکان پھر رہے تھے چالاک نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ قبلہ و کعبہ نے
قتل کا شعبدہ کیا مگر اس حال کا ظاہر کرنا مناسب نہین ہے کوئی صورت ایسی کرو کہ جس سے
اُن سے ملاقات ہو جاے چالاک نے کہا بھائیو الگ رہو ایک ساتھ نہ چلو عیار پہچان
جاتے ہی ہین آنکھ ملتے ہی پہچان جاتی ہین کئی مرتبہ سامنا ہوا جان بچا کر نکل آئے خدا اُن
ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہ کہکر پانچون پھر الگ ہوے کوئی بشکل تاجر کوئی بصورت
چوبدار کوئی ہرکارے کی صورت بنا خبرین لیتا ہوا مگر مہتر قران نے رنگ روغن عیاری کا
لگایا کوتوالی چبوترے کے سپاہی بنکر تیار ہوے نیلی تّی سر پہ دھوتر کا انگرکھا گاڑھے کا
گُھٹنا جاڑہ گاڑھے کا کمر سے بندھا ہوا سپر کندہ پشت پر تلوار پُرانے چمڑے کی نیام کی کوتی گرگی
دو پیلا نکلا ہوا اس کیفیت سے سر جھکا کر طرف بازار کے دیکھتے بھالتے ایک بلندی پر آکر کھڑے
دیکھا زیر گنبد نور فوجین بیشمار خیمون بارگاہون مین سردار گوش بر آواز بیٹھے تھے کہ ذرا آمد
آمد سلیمانان کی خبر سنین جا پڑین دمبدم مجمع فوج بڑھتا جاتا ہے اٹھارہ سو ملک کے خراجگزار
تاجدار چلے آتے ہین جو تاجدار آیا لشکر کو اُتارا ایک وزیر چند مشیر ہمراہ لیے جا کر داخل بارگاہ
حیرت ہوا اب مہتر قران یہ دیکھکر حیران ہو گیا ہے دل کانپ رہا ہے دل سے کہتا ہے افراسیاب
کی کتنی بڑی سلطنت ہے افراسیاب کی عملداری کی بڑی وسعت ہے کیونکر غرور نہ کرے نخوت اُس
بیجا کی بیجا نہین ہے زمین کانپ رہی ہے امداد پر فوج آ رہی ہے دیکھیے آمد فوج کا کب اختتام ہوتا
ہے اب مہتر قران ٹہلتے ہوے ٹیکرے سے اُترے دیکھا اول بازار جوہر فروشان برابر
کئی ہزار دوکان ایک ایک جوہری حسین و خوبصورت سرخ سبز و زرد کیاسی پگڑیان سرون پر
لباس پرتکلف پہنے ہوے سامنے وہ جواہر رکھے اور بیش قیمت ڈھیر ہے کہ جوہری فلک
یک چشمۂ آفتاب کو آنکھ پر رکھکر بعد حسرت دیکھ رہا ہے کسی جگہ گوہر بےبہا بحرین کے تاجران

جلیل غوطہ خور آنکے ہمراہ مین لیکر آئے ہین لعل تول کر رہے ہین جوہر شناس جمع ہین دلال بیچ مین
گھسے آتے ہین رنگ ڈھنگ سنگ مین دھبا لگاتے ہین خریدارون پر مشتری فلک کو رشک ہی
ایک ایک موتی معشوقان خوش چشم کا اشک ہی ضیاے الماس جگر مین جگہ کرتی ہی اگر دیکھ پائین
رشک سے ہیرا کھائین یاقوت احمر خوش رنگ عاشقون کا لخت جگر اشک خونی سے بہتر و برتر
نگینے موزون شہر نگینہ والون کے اسکو دیکھکر جگر خون نیلم نایاب چرخ نیلی جسکو دیکھکر بیتاب زمرد
ریحانی پر معشوقان سبزہ رنگ کی جان جاتی ہی سبز بختون کی طبیعت گھبراتی ہی ہر گوشے سے
یہ صدا آتی ہی شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کردہ اسیر ٭ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ٭ سبز سبز نگینے
سبز بختان چمن پر طعن کرتے ہین سبزہ درختون کا انکی محبت کا دم بھرتے ہین عقیق یمنی شجری
پھولون کے رنگ کو شرماتا ہی یہ نگینہ جسکے ہاتھ مین ہوتا تاثیر دکھاتا ہی بلاے ارضی و سماوی سے
بچاتا ہی ایک جانب صراف جوانان متین زردار مالدار کوٹھی وال ہنڈیان سکرتی ہین حساب
اصل و سود بہی کھاتون پر لکھے جاتے ہین مدت کے دیے ہوے قرضے چلے آتے ہین ایک
نے کہا سیٹھ صاحب اصل کا روپیہ موجود ہی گماشتے نے جواب دیا کہ سود کی تکرار ہے سود ہی کو دے
گورے لڑکے پاس بیٹھے ہین شوخ و شنگ کندن سے رنگ سونے کے بالے وضع کے نرالے
انمین مروارید بے بہا کانون پر چڑھے ہاتھ مین طلائی کڑے کردھنی کمر مین ناپ تول نظر مین ہے
چاندی کی تھیلیان رکھی ہین روپیہ حاصل کرنے کی خوب لذتین چکھتی ہین ایک جانب دکانین
بزاز کی کان کرشمہ و ناز کی دکان پر رشتہ دارون کا بچاؤ دلالون کا بگاڑ بناؤ گلبدن نایاب
اطلس چرخ کو جس سے حجاب تنزیب مین سکھ جس سے دیکھکر دل کو چین آنکھون کو سکھ ایک
ایک تھان نفیس لینے والے رئیس ہر طرح کا کپڑا موجود ہی ململ ڈھاکے کا جو تنگ خاندان ہین
انکا عیب ڈھانکا ہر دکان پر گھوٹے کے تھان کے اکثر یہان ہین یہان ایک دکان پر صدہا
تھان ہین ریشمی کپڑون کے ملاقے بیشمار پھولدار اطلس باغ پر بہار اگر چھینٹ سے برسات
مین آنکھ لڑ جاے خریدار پکارے مجھپر چھینٹ نہ پڑ جاے ایک جانب گلفروش بیٹھے ہوے
ہار ہاتھون پر کمر کسے ہوے آواز دیتے ہین ہار جوہی بیلے کا دل بس جاے البیلے کا طرہ یہ ہی بازار
خوب خریدار محبوب ایک جانب کاغذی بھنگیرون کی تختہ بلند پایین دل پسند صدہا تین بھولی بھولی

چہرے ماہ آسمان حسن و رعنائی قد موزون شمشاد حدیقۂ زیبائی زیور عمدہ نفیس پہلوؤن مین جوان جوان جلیس جوڑے ترچھے ادو مین بانکی گرہ گڑیان سنہری سرخ بیچے شان و شوکت سے اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین جوان نشہ باز معشوقون کے دستار نشلی آنکھین طرے چڑھے ہوئے ہین دم جو چڑہے نشے تیز ہوئے اشعار پڑھنے لگے پکار اٹھے شعر ؎ زاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کے رندون مین ہمیارے دم ہی کا توفق ہے مرد ملن و زندون مین ؎ دوسرے نے جھوم کے جواب دیا بجائی کیا فقرہ کہا جوانون کا تو یہ اعتقاد ہے کسی کامل کا ایک شعر یاد ہے شعر ؎ زاہد کے دم مین تو اگر کچھ دم حسن کا بچار ہے ؎ بہشت اک باغ ہے دوزخ کا بھی اک شرعی دہرلکا ہے ؎ بجائی دنیا مین چار پیغمبر آئے چارون آپس بجائی ہین دو کے معتقد زاہدان خانہ خراب و شیخ بدنیت دو کے معتقد ہم لوگ جوانان بیباک جست و چالاک بجائیو سمجھ لو وہ کون ہین نماز روزہ جنگ

تو زہ سر جھکانا غل مچانا انکو مبارک مطلع حضرت مصنف قاضی پر آفت آئے بلا کوتوال پہ
اللہ کا کرم رہے رندونکے حال پر | تلوار لیکے ہاتھ مین اکڑ و پھر اکڑ | عاشق ہوئے ہین تو ہی چال ڈھال پر

بجائیو ہم لوگ خدا کے پیارے ہین نشہ باز بھولے بھالے مزاج نرالے رنگیلے طرحدار دم مارنیوالون مین تو یہ ہتھکنڈے ہین بھنگیڑن معشوق مزاج عاشقون کے سر کا تاج جو رونے کے چینے والے ہین وہ تخت پر آبیٹھے ساقی سے لگے اس گلعذار نے مسکرا کر بات کی نہال ہو گئے غنچہ آرزو کھلگئے گنڈا اٹھا کر پھینکا کہا جانی آج تو چور کر دو پیر کی پلواؤ ایک دم لگواؤ نشہ کا آتا رہا فصل بارش کی بہار ہے سینے پر کیا ابھار ہے دم لگا کر اور زیادہ اکڑ ے تعریفین سراپا کی ہونے لگین ہماری بھنگیڑن حسن مین بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے ابروے خمدار ذبح کرتے ہین ان نشیلی آنکھون پر ہم مرتے ہین اے محبوب جانی یا رجا و دانی گھر بار جان و مال سب تجھ پر نثار کرین خوب نشہ ہوا کیا دم چلا انکو تو سرکاٹ کے قدمون پر رکھین دوسرا گنڈا اٹھاؤ چلم بھر وا سنے مسکرا کر پیسے اٹھا لیے پنچہ نگارین سے چرس جانے لگی دم مارنے والے بول اٹھے کشمیر نیلا ناسا بجھا نکھا جاتا زیر تخت ڈھانک کے بجل جل رہے ہین نوکر عرقی باندھے وہ ابھی اگلا چاہنے والا نشہ مین چور ہاتھ بڑھا کر چلم لی بجل کی آگ جھوبلی جھوبلی جائی میان کے سامنے حاضر کی میان نے کرڈکرڈا کے دم لگایا بالشت بھر دھواں ٹی طرف نوکر کے متوجہ ہوئے کہا ارے بجائی پیتے تو جی دم

لگانے نشہ جمائے بیٹے پھر حقہ منہ پر رکھا یہ فقرہ ہنسکر کہا بھائی یہ چرس کتی ہی کہ ہنسی کر دون گم حکر دون
اسپر بھی پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون اِس بازار مین بڑے ہنگامے ہین ان معشوقان
طناز سراپا ناز کے حالات حسن و خوبی رقم کرون کلام کو زیادہ طول ہو مشتاق ملول ہو مگر عجب جلسہ
ہی ڈھولک بج رہی ہی شعر خوانی کا ہنگامہ مطلع اشعار خمسے رباعیات پڑھ رہے ہین بعضے
جلا کر کہتے ہین میان کیا خاموش ہو میان آتش صاحب کا تا سوخت یہ جو شعر ہے شعر
طے ابکی چودھوین کو مشاعرہ ہو گا استاد مئو و مدار بخش آئینگے مستو خان فیض آبادی سے
تکرار بڑی ہی بڑی یاد کرکے آیا ہی بارہ بارہ پھر پڑھتا ہی ہمین چار دن کی یاد ہی شیخ گھسیٹا ہمارا
استاد ہی اب اس وقت تمام میلہ جوش و خروش پر ہوا شمارہ سو ملک کا آدمی جمع ہی راہ سے نکلنا دشوار
ہی ایسا جلسہ خوشنما میلہ کسی نگاہ سے نہین گذرا النظم مصنف

جو صورت ہر جلوہ گر ہے — میلہ کا رقم کرون وہ سامان
معشوقوں کے گھر وہن سے اگلون — حاسد کا ہو رشک سے جگر خون
جبین کہ سماں ہی سب چمن کا — کیا کیا خوشرو و گلبدن ہین
پہنے ہوے سب لباس پر زر — ترچھی سے کلاہ سر پر
ہر غنچہ دہن کے منہ پہ سرخی — ہونٹوں پہ کوئی مسی لگائے
وہ نرگس چشم سرمہ آلود — مژگان ناوک سے تیز افزود
دل بانکی ادا پہ جنکے قربان — اک سمت کو چانڈو پینے والے
مجمع افیونیوں کا اک جا — جنکے اوصاف سب ہین زیبا
نظارہ کنان ہین جنکی پریان — جسکی کوئی جیب گھولتا ہی
گنا کوئی چھیلتا ہی بیٹھا — ہی کوئی مزہ گزک کا چکھتا
کشمیری کہین پہ چھپن ہی ہی — اک سمت ہین ساقیون کی بالین
چلمون پہ چرس کی پڑتے ہین دم — مشغل سے نہین ہی جسکی تو کم
گانٹھ لشہ کا اسنے جھٹا — دکانین تنبولنون کی اک سو
عیاش کمال کھیلی کھائی — پہنے ہوے زیور طلائی

اس جلسہ کا منتظم قمر ہی
ہون آئنہ وار لوگ حیران
میلہ ہی یہ اک نئے فیشن کا
رشک نسرین و یاسمن ہین
کھائے ہوے پان کی گلوری
سوسن کو بھی جس سے شرم آئے
کس ناز سے ہر طرف خرامان
بانہو ہاتھون مین ہین سنبھالے
بیٹھے ہین بچھائے اپنی دریان
کانٹے مین تمر کے تولتا ہی
منقلی کہین چاسے بن رہی ہی
دم دیکے نگاہ جن پہ ڈالین
دم مارا کسی نے دیکھئے گنڈا
بانکی ترچھی حسین و خوشرو
ہنس ہنس کے اگال اک پہ پھینکا

دکھلا یا کسی کو مرٹ کے ٹھینگا
کرتی ہین کسی سے کینکے یہ چاپل
رنگ اپنا کوئی جما رہا ہی
چھیڑ ون مین مر رہے ہین آنکھے کیلے
لنگا پیڑا کا کے پانوُن دھر تا
آواز ین ہین اسطرح لگاتے
اک جا یہ مٹھائی کا ہی جوبن
پیڑا برفی امرتیان ہین
کیا ذا ئقے دال موٹھ کے ہین
پانی کی یہ ہی سبیل پیاسو
جل ٹھنڈا پی لے آکے جھٹ پٹ
یہ بالیان بجلیان یہ کنگن
کیا ہار کھلے ہین موتیا کے

چونا کسی یار کے لگایا
بیڑا اب کھاسے میرے کمرلال
اک سمت ہین کبڑین شکیلے
کتنی ہین ڈبل کے تین پیلے
بیٹھے ہین کسی جگہ کبابی
لے لونگ چڑے کباب کلچے
شیرین سخنی سے وہ دکاندار
لڈو عمدہ جلیبیان ہین
ستے بھی کٹوروں کو بجا کر
گرمی مین کلیجہ ٹھنڈا کرلو
کہتے ہین یہ گلفروش ہنسکر
یہ مجمع کا یہ بدھی اور یہ جوشن

ہنس ہنس کے کسی کا خون بہایا
بیڑا کوئی لیکے کھا رہا ہی
صورت مین حسین اور چھیلے
یارون سے اشارے بالی کرنا
چہرے بجھے ہین آفتابی
اک بیچ رہا ہی حلوا سوہن
کہتے ہین پکار کر یہ ہر بار
اک کہتا ہی لڈو سونٹھ کے ہین
کہتے ہین یہ شور و غل مچا کر
ہی گڈ ولونکی باجھو نکے کٹ پٹ
گہنا پھولون کا ہی معطر
کہتے ہین کبھی صدا لگا کے

عیاران طرار یہ تماشا دیکھتے ہوے صورتین بدلے جان کا ڈر مگر ہر مقام پہ جانا بھی ضرور ہی اپنے استاد کو ڈھونڈھتے ہین یہ منظور ہی ایک جانب جو آئے دیکھا عجب ہنگامہ ہی ایک جوان گھنٹی بجا کے پکار رہا ہی ایک پیسا ٹکٹ نقل کی اصل دکھا دین اب جو آگے

بڑھا دیکھا نظم مصنف
ہی لاگ کہین پہ سر کٹے کی
انداز طلسم جا بجا ہی
جی چاہتا ہی کہ گھر بنا ئین
یارب طالع کو اسکے چمکا
بابان کسی جا کھٹک رہا ہی
طنبورے کی گت کہین یہ نوبت
گاتی ہی کوئی غزل قمر کی

شیشڑ کا کوئی جما رہی رنگ
حیران ہوا جسنے شکل دیکھی
کیا میلہ ہی واہ اور جلسہ
رات آج کی شب ہین گنو ائین
اک سمت ہین رنڈیونکے ڈیرے
سارنگی کا شور چھک رہا ہی
خالی کوئی گنگنا رہی ہی
اور کوئی ہی منتظر سحر کی

بجتا ہی کہین رباب مرچنگ
ہر جا آپسمین تذکرا ہی
دیکھا کرے بس بغور جلسہ
یہ سب ہی قمر کے دم کا جلوا
عیاش کھڑے ہوے ہین گھیرے
بجتی ہی کہین ستار کی گت
سر ساز سے اک ملا رہی ہی
غزل مصنف قمر

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین	راحت سے ہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے	اے دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُنسے	باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچہ کی ترے کھینچی	فردوس اٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ سے کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین	قول اہل سخن کا ہے استاد اسے کہتے ہین

تماش بین جمع ہین مجرا ہو رہا ہے نازنینان مہ جبین شوخ و شنگ طرار فرار ناز کرشمہ چتون مین دل ہو مین مست ہین اُنکے بانکے چاہنے والے قریب بیٹھے مین فرمائش ہو رہی ہے بی لذت بخش کوئی ٹھمری کوئی غزل گاؤ نگینی دکھاؤ ہم تو مدت تک مشتری کے خریدار رہے جس دن سے وہ خانہ نشین ہوئین لطف غزل کا اٹھ گیا گانے کا مزہ جاتا رہا انکی فصاحت و بلاغت کی کیا تعریف کرین خود صاحب تصنیف موزون مزاج گانون کے سرتاج تاج نامگہ نے جھلا کر جواب دیا خیاب رسالدار صاحب خطا معاف اس چھوکری کے شہرے ہین یہی شعر نظم کرتی ہین تبانے مین طاق شہرہ آفاق ہان چھوکری جو کل غزل یاد کی ہے بہاگ کے دہن مین سنادے برق چمکا دے رسالدار صاحب بڑی دور سے آئے ہین ہمیشہ خط آیا کرتا تھا اشتیاق تھا ہمے آپ کے رکھے ہین ہم تو انھین کی تحریر پاکے جلسےمین شہنشاہ افراسیاب کے بڑے مزے اٹھائے یہان تو اک ہنگامہ ہی میلہ کا ہے کو جھمیلا ہے میان داروغہ ابا بنشاط نے کل سے صرف ایک مرتبہ دو نوالے کھانے کے پہونچائے یہان پچاس آدمی ساتھ مین ٹٹو گھوڑے بیلیان انپا صرف ہو رہا ہے یہ سنکر رسالدار صاحب پھول گئے ساری شہواری بھول گئے اگرے نوٹ سو روپیہ کا نکالا پیش کیا کہا بی لذت بخش صاحب آپ تو ہماری مہمان ہین اس جلسہ مین تشریف لانے کے ہم احسان ہین نامگہ توجی دونون خوش ہوئین ساز ندون سے کہا رسالدار صاحب ساری جمشید سلامت رکھین بی لذت بخش گاؤ ہم رسالدار صاحب کو بہت سے جانتے ہین بہت کچھ دینگے خوش کرکے یہان سے بھیجینگے روپیہ ملنے سے بی لذت بخش کو بھی مزا ملا غنچہ آرزو کھلا چہرہ مثل گل کے سرخ ہوگیا مسکرا کر گنگنا مین یہ غزل شروع کی

غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہوگی	کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہوگی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہان ہوے
مجکو بھی اسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریہ حسرت سے اور آنکھوں سے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر مری فرقت مین جاری ہوگئی

اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

وصل مین دل ہو مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی

کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرکے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی

نازدل کیا سہتے اُٹھائے غیر کے احسان تک
ختم تیرے ناتوان پر بُردباری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہم سے وضعداری ہوگئی

دل پکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہی جلال
اُسکی بیتابی ہی کیا شوخی تمہاری ہوگئی

دیگر

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
میرے روٹھے کو منا لائیگی حسرت میری

ذکر کین غیر کے روکے سے بھی یارب اکدن
اِدھر آنے مین وہ نبجائین طبیعت میری

جان دے کر بھی کہتا ہون انھین کچھ نہ دیا
حوصلہ سیر ہی دل سیر ہی ہمت میری

ناتوانی کا گلہ مجسے ہو کیا تاب اے عشق
شکوۂ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری

آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو
خود ٹھہرتے ہو نہ منظور ہی رخصت میری

یار آیا ہی شب وعدہ کہ تصویر اُسکی
دیکھتا ہی کوئی بیٹھا ہوا صورت میری

ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین
آگئی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری

مجبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہی
دل سے کہتا ہون خبر لیجیے حضرت میری

روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
وہ تو ہنستے بھی نہین سنکے مصیبت میری

منہ لگائین تو سمجھ کرکے لگائین مجکو
کچھ نہ بن آئیگا بگڑیگی جو عادت میری

یار کو ڈھونڈھ نکالین گی کہین ہی جلال
کچھ پتا دل کا لگائیگی تو حسرت میری

اِس غزل پر تو اُس قاتل عالم نے کبھی مارا کبھی جلایا ایک ایک شعر کو سو سو طرح بتایا بتلانے مین کبھی جنگل کبھی باغ دیوانہ پن کبھی نقشۂ محبوب کبھی صورت مطلوب کبھی سینہ پہ ہاتھ رکھکے

سسکیاں بھرنا کبھی سامنے مشتاقوں کے مچلنا کبھی دل عاشق پاسے نگاہوں سے ملنا اب تو
روپیہ اشرفی برسنے لگا بیل پڑھنے لگی کہیں ایک بنیا مہاجن بیچارا آفت کا مارا اس جلسہ میں آپھنسا
رسالدار نے پانچ دیئے اُسنے دس پھینکے رسالدار بیچارے دس کماتے ہیں پچاس اُٹھاتے ہیں
آج جلسہ کے خرچ کے واسطے سود و سو روپیہ قرض لیکر چلے تھے وہ دیکھکے بازار میں صرف ہوا
مہاجن نے جب ٹینٹ ٹٹولا یہ گھبرائے چاہا کہ اب میں سے نکالکر تکو دیدیں نائکہ نے چٹکی لی مٹھی
روپیوں کی پہلو میں رکھدی اشارہ کیا ہمسے لیتے جاؤ بی لذت بخش کو دیتے جاؤ بیٹے کو لُٹنے دو
ہمارا نفع اسکا نقصان تمھارا ہمپر احسان رسالدار صاحب یا تو بدلگامی کرنے کو تھے قدم تھم گئے
اب تو بیل دینے پر جم گئے بنیا دم بھر میں لُٹ گیا آخر چپکے چپکے جھاڑ کے بی امیر بخش سلام کرکے
اُٹھ بھاگا بعد اسکے جانے کے ہنسی دل لگی ہونے لگی اسیطرح دس آتے ہیں پانچ جاتے ہیں سازندے
سازکر کرکے تماش بینوں کو لگا کے لاتے ہیں جو بانکا تھا لاسکا ہاتھ پکڑلیا کہا حضور دکھن
سے ایک بائی آئی ہے کیا خوب گاتی ہے چلکر دو چیزیں سُنئے اس کوچہ میں جو آیا لُٹا ہنستا ہوا آیا
روتا ہوا گیا بعض تو خرچی چکا کر رہے ہیں بعض خرچی چکاتے ہیں ساتھ کے یاروں سے
کہ رہے ہیں بھائی یاران ہم پیشہ ہی کھیل کھیلتے ہیں ایک شب سے زیادہ دوسری شب کسی
کے یہاں نہیں آتے ہیں سو کسبیوں کے نام فرد پہ لکھے ہیں گھر پہ روز خانگیوں کی ڈولیاں
آتی ہیں اوباش گرستوں کو لگا لائے ہیں ہر خیمہ میں رنڈیوں سے یہی ہنگامہ ہے کہیں سوز کہیں
ساز کہیں راز کہیں نیاز عیاران لشکر اسلام ہر سمت جاتے ہیں خواجہ عمرو کی تلاش ہے مقام
جو کسبیوں سے بڑھے ایک مقام پہ دیکھا ایک خیمہ کلاں استادہ ہے اسمیں نوجوان جمع
ہیں دف بج رہا ہے خیال میر شوکت حسین صاحب سحر کے باواز بلند گائے جاتے ہیں —

بجتا ہے رباب اور مرچنگ	دارے کا جابجا ہے اک رنگ	کچھ بیٹھے ہیں اُسمیں کلغی کا
کرتے واہ ہیں کچھ نرالے	کچھ دادرے گا رہے ہیں	کچھ جھوم کے تان اُڑا رہے ہیں
گاتے ہیں خیال یہ سحر کا		جلوہ جمین ہے سب سحر کا

خیال تلامذہ لسبنت شاعر بنظیر عالی استعداد جناب میر شوکت حسین صاحب
المتخلص بہ سحر جوک پہلا

بسنت آیا ہی شور ہر سو ہی بلبلون کا ہر اک چمن مین
وہ پھولا ٹیسو لگی ہی آتش چنار جلتے ہین سارے بن مین
سمایا ہی رنگ زعفرانی ہر ایک نسرین و نسترن مین
خدا کی قدرت کا ہی تماشا کہ زردی آئی ہی یاسمن مین
ہی بیلا البیلا ین دکھاتا کہ زرد پوشاک ہی بدن مین
چنبیلی کیا گل کھلا رہی ہی چٹک ہی غنچہ کی ہر سخن مین
نہین ہین پھولے سماتے غنچے خوشی کے مارے خود اپنے تن مین
بھرے ہین گلچین کی جھولیون مین وہ پھول گھبرے جو تھے چمن مین

قطعہ

دی ہی خبر بہار کی لا کر نسیم نے
صیاد کو ڈرایا ہی امید و بیم نے
مہکا دیا چمن کو گلون کی شمیم نے
شادی رچائی بلبلون کے دل دو نیم نے

شگفتگی کا بھرا ہی پانی ہر ایک تھالی کے بیچ لگن مین

چوک دوسرا تلازمہ بسنت مصنفہ سحر

شمالی یرقان ہی چشم نرگس ابھی ہی البیلی باسے بن مین
کہ کلنگی بھی لگی ہوئی ہی گلون پہ حسرت ہی انجمن مین
اشارے چنپا سے ہو رہے ہین کہ آگی تو بھی اب اس چمن مین
بسنتی پوشاک ہی جو پہنے بہار کیا آگئی چمن مین
نہین ہی جو ہی کا کام یان کچھ سمائیگا سو تیا من مین
بہار رنگینی سے کی آج کل ہی بسنت آیا ہی ہر چمن مین

قطعہ

اجڑا ہوا چمن یہ پھر آباد ہو گیا
شادان ہر ایک بلبل ناشاد ہو گیا
استادہ پیشوائی کو شمشاد ہو گیا
پژمردہ غم سے اب دل صیاد ہو گیا

خوشی سے سنبل کو وجد یہ ہی اکڑ رہا ہی وہ بانکپن مین

چوک تیسرا مصنفہ سحر

بسنت کا رنگ جم گیا ہی طلب مین تاتار مین ختن مین

ہر ایک دشت وجبال و دیر مین ہر ایک دریا مین اور چمن مین
بسنتی سبزہ ہی یون روش پر عقیق یا زرد ہین یمن مین
یہ زعفرانی ہی ترش مخمل گاؤن کی خاطر ہر اک چمن مین
کہین یہ ہی شور فاختہ کا کہین پہ قمری ہی ہر سخن مین
کھلا ہوا پھول یا کہ غنچہ کہین پہ بلبل سکے ہی دہن مین

قطعہ

دیکھو ہزار رنگ پہ گلزار آج ہی
مرغان خوش نوا کا فلک پر مزاج ہی
اب تخت زعفرانی کی بھی احتیاج ہی
ہر گلبدن کے سر پہ بسنتی جو تاج ہی

نہین ہی کھوٹا کھرا ہی ہر گل ہر ایک ثابت قدم چمن مین
چوک جو تھا سع تخلص استادان خیال
رسالدار کا بھی زعفرانی لباس تو عمدہ ہی بدن مین
مداری کپڑے بسنتی پہنے ہوے ہین داخل اس انجمن مین
اگر ہی ہیرا کا لال جیسہ پہ زرد پوشاک ہی بدن مین
بحمد اللہ عاشق علی کے دیکھا کرتے آے ہین بانکپن مین
گئی خزان اور بہار آئی سحر ہمارے بھی اب چمن مین
اسی سے شہرہ ہی لکھنؤ کا یہ مین عین مین حلب ختن مین

قطعہ

چرچا رہیگا چنگ و سرود و رباب کا
دھرپت کی تان راگ خیال جناب کا
دورہ وہ ہر طرف کو شراب و کباب کا
پری مین آج اٹھیگا مزہ کچھ شباب کا

یہ رات گذریگی عیش مین سب بسنتی جلوے گلبدن مین

اس جلسہ کو دیکھکر جوان کمسن پیر عقیل نہیم اوصاف مین معروف ہین کہ کس کامل نے یہ رنگ جمایا ہی کیا کیا خیال مین غزل کا بھی لطف ہی ٹھمری کا مزہ ہی مصنف نے کیا کام کیا ہی ٹپا خون جگر کھایا ہی کس کس مضمون کے خیال تم فرمائے ہین باغ پہ بہار سامنے بنا کر دکھائے ہین کیا حسن بسنت کے مضامین دلنشین ہین پڑھنے والے بھی جوانان فصاحت آئین ہین جی چاہتا ہی صبح تک میان سحر کے خیال سنین بیان سے قدم نہ ہٹائین عیاران لشکر اسلام اس مقام پر بھی دیر تک ٹھہرے

غرض خواجہ عمرو کی چہار جانب جستجو کی اس چمن میں بھی اپنے پھول کی بو نہ پائی آگے بڑھے ایک عجب تو بڑے جگمگے دیکھے جوانان شیر دل کی آواز آ رہی ہے ہاہو کے نعرون سے زمین تھرا رہی ہے کسی سے پوچھا اس مقام پر کیا جلسہ ہے ایک نے کہا بھائی اسی مقام پر تو سارا میلہ ہوا دل صاحبان آبرو پیروان حضرت خضر و الیاس حق شناس نیک اساس دریا دل پاک از زشتی شہر نا پرسان کے سارے بہشتی حق نیوش مشک بدوش بجوش و خروش آ کر جمع ہوئے ہیں ایک جانب ظاہر کے میلے دل کے اُجلے جنکی ذات سے تمام وضیع و شریف سفید پوش ہوتے ہیں کثافت لباس کو دھوتے ہیں صاحبان شست و شو خوش خو صاحب حسن و خوبی سارے شہر کے دھوبی آ کر ڈٹے ہیں دونون فرقون میں معرکے پڑ گئے ہیں کیا کیا عمدہ عمدہ کھنڈ گاتے ہیں جو نہین سمجھتے ہیں وہ اُسکو با کھنڈ بتلاتے ہیں اگرچہ رنگین صاحب فراست سرو چمن مثنویان دلچسپ مضامین عمدہ شاعران نامی نے اسطور میں نظم کیا ہے ان صاحبون کو یاد کرا دیا ہے یہی سب جوان گاتے ہیں ہر میلے میں آتے ہیں عیارون کو اشتیاق ہوا اس جلسہ میں آ کر پہونچے دیکھا بڑی بڑی انگیٹھین بجائے فرش رکھی ہیں ایک جانب سقے کھاروے کی لنگیان دوہری مرزائی پگڑیان سرون پر نری کے جوتے ڈالے ہوئے ہیں دوسری جانب دُھوبیون کا پرا جما ہوا ہے انگرکھے جامدانی کے اُجلے صاف و شفاف پائجامے ہیں سکہ کے گو میلے ایک پائچہ چڑھا ہوا ایک اُترا ہوا تیوریون پر بل پڑا ہوا ہاتھون میں چاندی کے کڑے گلے میں نقرئی زنجیرین گاوریان کھائے ہوئے گنٹھے دار جوتی چڑھائے ہوئے دونون فرقے ڈٹے ہوئے ہیں عجب لطف سے یہ کھنڈ تصنیف

میر شوکت حسین صاحب سحر کے گا رہے ہیں کھنڈ

دھوبی سنو کہے ہیں مقابل ۔ سب کھنڈے گانے پر ہیں مائل ۔ اُجلے میلے ہیں دھوبی سارے

سر سے وہ منڈلاسے ہیں آثار ۔ گاتے ہیں یہ کھنڈا ہے تبھیلا ۔ دیتے ہیں جواب دھوبی چھیلا

کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب بتخلص تحیر لکھنوی اول سوال سقون کا

ایک کامل اُٹھین آگے بڑھا اپنے کان پر ہاتھ رکھ کر پکارا

ہاں ہاں او میرے میاں

سنو بھائی دو چار سقون کے نارے ۔ اب عاشق کے دل ہیں بہت بیقرار ہے

صبا ملے کہے جو چمن میں اشارے تو کلیجے چٹک کر یکایک پکارے

چلو بلبلو آئی ہے اب بہارے

جواب دھوبیون کا

ایک دھوبی بھی آگے بڑھا اور یہ نعرہ مارا

ہان ہان او میرے پیارے

خوشی سے ... ن گل جو پھولے سماتے تو مرغان گلشن میں اتراتے آگے
اگر کر دین شمشاد جوبن دکھاتے خبر لا کے پھیکے میں میں سناتے

کہو باغبان سے کہ گلشن سنوارے

دوسرا سوال سگھون کا

صنم آج گر وصل ہو تو مزا ہے گھٹا چھائی ہے اور چمن پر صفا ہے
مے لالہ گون باد دل پر صفا ہے بھرے جام ساقی یہی کہہ رہا ہے

کہ پیئے شراب تو کچھ ہو خمارے

ارے او میرے میاں

تو میرا ہے دلدار میں تیرا بچپن کا یار پیارے جلدی آؤ عاشق کے گلے لگ جاؤ

جواب دھوبیون کا

فلک نے مرے حال پر رحم کھایا کہ وہ ماہ رو میرے گھر آج آیا
مجھے سادہ پن یار جانی کا بھایا کہ آتے ہی مجکو گلے سے لگایا

سحر کا داغ اب فلک پر ہی بارے

او میرے میان

تو میرا ہے پیارا میں نے تجھ ہی اپنا وارا دل تیرے نذر کیا حسن تیرا مول لیا

سامعین میں چرچے ہو رہے ہیں کہ آج تیسرا دن ہے کہ سنتے دھوبیون کی جان کو کلپ رہے ہیں بٹاکر نے پر آمادہ ہیں کہتے ہیں خوب کندی کرینگے انکی استری بلنگے دھوبی پاٹہ کرینگے جب توبہ میں آئینگے ایک کہتا ہے بھائی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اُدھر دھوبی بھی جوش میں ہیں کہتے ہیں ہم

بہشتیون کو سوندن مین جلوا لینگے ڈول رشک چھوڑکر بھاگین گے خاک پھانکتے ہین ابھی سے کنوین جھانکتے ہین اب آبرو پر بنیگی ہمارے اِنکے خوب چھنیگی پناہ بانی مشکل ہوگی ہماے اُنکے تکرار باحل ہوگی عیاران لشکر اسلام نے ہر ایک مقام پر ٹھہرکر تلاش عمرو کی اب تک ملاقات نہوئی ایکطرف بازار مین دیکھا بڑا ہنگامہ ہی مرچلے چاقو ہاتھ مین سر پر چرکے لگے ہوے خون بہاکر پیسہ لیتے ہین بڑا کمال حاصل کیا ہی ایک پیسہ اُنکا خونبہا ہی ایک جانب گرزمار دو ضرب مین لگا مین پیسہ لیا ایک طرف شیدی نے چھچھے ہاتھ مین شلنگین لگا رہے ہین جہان اُترے گنڈا لیکر ٹلے ایک مقام پر سترے شاہی فقیرے بیراہی ڈنڈے بجاکے یہ بانی کہ رہے ہین

قطعہ یعنی بانی

صدقہ نانک شاہ کا بھنڈارے بھرپور	جگ جگ جیے لاڈلی بھجتی ہر دم جاپ
آٹھ پہر جو لنگر کھڑی کھیر برسے نور	شاد ہو روح سامری کہتے سترے شاہی

عجب رنگ پر میلہ ہی کل شہرون کے دکاندار ہر مقام پر سے کلور کی بہار خریدار بیوپاری وہ اشیاء نادرہ کہ مشتری فلک جان دیکے خریدے سکندر ایسا بادشاہ اگر اِس میلے مین آئے مثل آئینہ حیران ہو جاے جمشید نے کبھی ایسا جلسہ آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جام جہان نما مین آغاز و انجام اُس نیکنام کو ثابت نہوتا کاسہ ہاے چینی دکانون کے اُسکے جام سے بہتر جابجا جلسون مین نازنینان چہ بیگم آٹھ پہر مین میلہ خوب جما ہی دکانین نہایت لطف سے آراستہ تاجرون کے اسباب بکلف سے پیراستہ کوچہ ہاے بازار دلچسپ سے کوچۂ زلف محبوب کا نشان ملتا ہی غنچۂ آرزوے عاشقان اِس بازار رشک گلزار کو دیکھکر کھلتا ہی دکانون مین تصویرین دلپذیر اگر مانی و بہزاد ہوتے آہ کھینچتے یا تصویرکشی سے ہاتھ کھینچتے اگر کسی عاشق مزاج کا اُس کوچہ مین گذر ہوتا تصویرونکو دیکھکر مثل تصویر تصور خاموش حیرت کا جوش

تعریف میلہ و بازار نظم دلچسپ مین یہ نظم بھرتی نہین ہی نہایت پاک وصاف ہی بے تکلف میلے کا نظم اوصاف ہے

کہان ایسی بازار آئینہ بند	دکانین ہین ایسی کہان دلپسند	جو بازار ہین یوسفستان حسن
دکانین نظر آتی ہین کان حسن	سجاوٹ دکانون کی ایسی پری	کہ سو جان سے ہونگے مشتری
کبھی ایسے سوداگر آئے نہ تھے	کبھی مال تاجر یہ لائے نہ تھے	گرانمایہ ہین جتنے اسباب ہین
سب اشیا و اجناس نایاب ہین	کبھی تھین نہ ایسی خریداریان	نہ ہر جنس کی گرم بازاریان

ہر اک شے جواہر کی تولوں بکی
کسی جنس کا نقد سلطان ہے مول
کسی سمت بزازہ آراستہ
دکانیں ہیں انکی جواہر کی کان
ندیکھے سنے تھے یہ شیشہ پر بہار
دکھاوے نگہ اپنی نیرنگیاں
صفا جیسے سب آئینے نور کے
فلک عکس سے جسکے ہو جا سبز
کہیں ہیں وہ بمثل حلوا فروش
دکھاتی ہے شیرین ادائی کا لطف
بھرے خرمے کتنے نزاکت سرشت
وہ شیرین لبوں نے نہ پایا مزہ
چنی ہیں وہاں نعمتیں بیشمار
وہیں آکے پیتے ہیں میکش شراب
کہیں پھول والوں کا بازار ہے
عجائب ہے جو ہے عجب موگرا
دکانیں کہیں دور تک عطر کی
کسی عطر میں سنبل تر کی بو
کوئی نکہت ایسی کہ لیجائے ہوش
جہاں گے ہوئے مثل پان اپنا رنگ
جسے وہ گلوری بنا کر کھلائے
تماشائیوں کا ہے اسی جا ہجوم
وہ شوخ دیدہ ہیں جلوہ گر

ہر اک چیز یوسف کے مولوں بکی
کوئی چیز وہ جسکی قیمت ہے دل
کسی سمت صراف ہیں آراستہ
دکانیں کہیں شیشہ آلات کی
نکی تھی کبھی سیر مینا نگار
صفا بار ایسے مصفا کنول
دل آویز سب جھاڑ بلور کے
کہیں شیشہ سبز پر تو فگن
سمجھئے جنہیں من و سلوا فروش
جلیبی ہے نے شیرہ جان کے دے
پسند آئے حوروں کو جو در بہشت
لگائے ہوئے ہیں کہیں مطبخی
مطنجن مزعفر مربے اچار
کبابوں کی گرمی ہیں کیا گفتگو
دہان کی ہوا تک بھی گلبار ہے
چنبیلی کی کثرت ہے بیلے کا جوش
بساتی ہے کپڑے مہک عطر کی
کسی بو پہ مائل نسیم چمن
کسی بو سے بیہوش کو آئے ہوش
یہ سرسبزی حسن کا حال ہے
وہ خود قتل کا اپنے بیڑا اٹھائے
حقیقت میں واں ہے سماں نمر کا
ادھر کچھ جوان حسین کچھ ادھر

کسی مال کا مایہ جان ہے مول
سمجھتا ہے مفلس غنیمت ہے دل
کہیں جوہری ہیں لگائے دکان
جہاں ڈھنگ شوخی خیالات کی
وہ جلوہ دکھاتی تھیں مردنگیاں
بجھا ہو تو روشن ہو دلکا کنول
کہیں جلوہ آرا ہے مینائے سبز
بناوے جو میلے کا گل پیرہن
بیان کیجئے کیا مٹھائی کا لطف
اگر امرتی کھائے امرت نہ لے
جو قند مکرر میں آیا مزہ
دکانیں طبقہائے نعمات کی
کبابی جہاں بھونتے ہیں کباب
کہ بےچین کر دیتی ہے جسکی بو
نرالی ہے سنبو نیا موتیا
وہیں پر زیادہ ہے میلے کا جوش
کسی عطر میں ہے گل تر کی بو
کسی بو پہ عاشق شمیم چمن
تنبولن بھی بیٹھی ہے اک شوخ رنگ
زبان جسکی تعریف میں لال ہے
کسی سمت ساقن سکھجوں کی دھوم
کھنچا ہے وہاں سائبان نور کا
جسے بھر کے حقہ پلاتی ہے وہ

دھوین اُس جوانکے اڑاتی ہے وہ   عیاران جانباز ہر جلسہ مین جاتے ہین جلسہ دیکھنے کا کسکو ہوش

ہے دریائے مصیبت کا جوش صاف یہ ہے کہ سارے بیلے کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین چھان ڈالا ابھی تک تو کہین پتا نملا ناگاہ سلطان انجم سپاہ پر شکست کے سامان نظر آئے ستارگان چرخ نیلی فام پر حملہ فوج شعاع نیر اعظم کی بصد شد و مد معرکہ میدان فلک پر آمد آمد ہوئی شہنشاہ ظلمت کو مقابلہ و مجادلہ کی کد ہوئی ہر چند چاہا جوانان سیارگان کو میدان رزم مین جاؤن شان و شوکت و جلالت دکھاؤن لیکن صاف ثابت ہوا کہ وقت تنگ ہے شہنشاہ زرین پوش اقلیم روز آمادہ جنگ ہے آخر قلعہ مغرب مین جاکر محصور ہوا داخلہ فوج ضیاے آفتاب عالمتاب سے ظلمت کدہ

نظم مصنف

عالم پر نور ہوا   چمکنے لگے ذرہ ہاے زمین   شور ہوا صاف چرخ برین
برآمد ہوا شاہ گیتی فروز   درخشندہ کال ہمار وے روز   طیوران صحرا ہوے نغمہ خوان
برآمد ہوا اسد باعز و شان   عیاران اسلام تیار و ناکام شہر ناپرسان سے متردد و پریشان

نکلے لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین آئے دیکھا لشکر مین شب سے کر بندی ہے اپنے اپنے افسرون کے ساتھ خیمون مین بارگاہون مین جمع ہین اشارون کے مشتاق ہین جرات و شوکت مین طاق ہین عیار بارگاہ مہرخ مین آئے دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر کرسیون پر شاہ و شہریار زادیان بصد کر و فر دریائے سلاح جنگ مین غوطہ مارے ہوے آمادہ جانبازی مصروف ذکر جلالت ہین غازی عیار دعا و ثنائے شاہنشاہی بجالائے عرض کی اے غازیان صف شکن وائے سرشاران شمشیر زن کل صبح کو آپکی خدمت سے رخصت ہوے تھے آٹھ پہر شہر ناپرسان مین رہے جو کچھ کہ آنکھون سے دیکھا کیا عرض کرین از شہر ناپرسان تا کوہ بکور فوجون کے جھگڑے ہین سرداران افراسیاب مع فوجہاے جنگی آگئے ہین پیک نگاہ کا گذرنا دشوار ہے ہر ایک بھیا آمادہ حرب و پیکار ہے ملکہ مہرخ نے کہا ہمین مرنا جان دینا ہی مرنے والے کے نزدیک ایک اور کرد ہر ابر ہین اے عیاران خجستہ گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی کہین ملے یا نہین چالاک نے کہا کہ ابھی تک زیارت نصیب نہین ہوئی بہت کوشش کی مہتر قران نے کہا وہ مکر سے غافل ہونگے خدا انکو زندہ رکھے جامع المتفرقین اُنسے ملائے زیارت سے مشرف ہون مرت آپ صاحبون کو خبر کرنے آگئے تھے خدا حافظ پھر جاتے ہین اب صبح کو اگر حیات باقی ہے زندہ ملینگے ورنہ لاشے ہمارے زیر دار اسد نامدار پڑے ہونگے

ملکہ مہرخ نے کہا آج کی شب شب قیامت ہے چند سوار وسط سما پر جا کر ٹھہرینگے وقت کے منتظر رہینگے
جب افراسیاب ہمارے آقائے نامدار کو گنبد نور سے نکالیگا جو بن پڑیگا وہ کرینگے زبان سے
کچھ نہین کہتے جو منظور خداے کارساز کو مگر یارو افسوس صد ہزار افسوس ایک شب بیچ مین باقی ہے
کوئی تدبیر معقول نہوئی ہاے سعادت ابدی حصول نہوئی خواجہ عمرو کا ہم سے چھوٹنا بڑا ستم ہوا اگر
وہ ہوتے مرنا بھی ایک تدبیر کے ساتھ ہوتا اب خدا سے یہی عرض ہے جان دینا ہمیں فرض ہے یہ ہنگامہ
دیکھکر دل پر اُس پروردہ مہد ناز و نعم ملکہ مہ جبین الماس پوش پہ کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی
ہوگی دھڑکون مین اسکی جان جائیگی وہ عاشق صادق نہ بچیگی مردہ زیر گنبد نور آئیگا آخر مین
افراسیاب پچھتائیگا ملکہ مہرخ نے کہا صاحبو وہ بیحیا عیش پسند نشۂ سلطنت مین چور اپنے سحر و ساحری
پر مغرور اُس ہوے کو کسی کے جینے کی خوشی نہ مرنے کا غم ہم لٹتے ہین سامان تباہی ظاہر ہے
دل کے حال سے پروردگار ماہر ہے کلیجہ چیر کر کسکو دکھائین زمین شق ہو سما جائین مان سے اسکی
کمسنی مین انتقال کیا خون جگر پلا کر پالا آنکی تقدیر کے نوشتے کو نہ دیکھا کہ کاتب قدرت نے
کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر یہ مضمون مصیبت خیز لکھا ہے کہ چودھوان برس بھاری ہوگا جب سے یہ
سال شروع ہوا ہم بلائین لیا کرتے تھے شعر چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرہ گھٹنے لگتا ہے مہ
چاردہ پورا ہوکر مصاحبو ہر سال صدقہ اُتارتی تھی اپنی جان اُسپر وارتی تھی اس سال مین تقدیر نے
بھلا دیا تصدق میری بچی پر سے نہ اُترنے پایا جس دن سے صحراے حیرت کی سلطنت ملی دل مین
مجھ بدنصیب کے دھڑکن پیدا ہوئی ہوا افرادی لقانہ فاحشہ صندل جادو کو بچی کا نگہبان کیا مجھے
دردِ سر پیدا ہوا کہا کرتی تھی کہ اس فاحشہ کے اطوار دیکھکر لڑکی کو اسکی نہ ہوا لگے ابھی کچی لکڑی ہے
ہر طرف جھک سکتی ہے مین جب جا کر کہتی تھی کہ بی بی دو چار دن کو گھر چلو میرے کلبۂ احزان کو نور جمال
سے منور کرو کھیل کود مین پڑی تھین کل آؤنگی کہکر ٹال دیتی تھین مین باغ کو شیشہ آلات سے آراستہ
کرتی تھی دن رات انتظار مین گذر جاتا تھا جب آفتاب جمال نہ طالع ہوتا تھا بغیرت ہنسکر
چپ ہو جاتی تھی بلائین لیکر کلمات شکایت آمیز جو میری زبان سے نکلتے تھے صاحبو اُنکی ہمہ تندی
کا کیا ذکر کرون نانی امان کہکر لپٹ جاتی تھی جہان ذرا غصہ کیا رونے لگتی تھی جو تحفے ملکون سے آتے
تھے چھپا رکھتی تھی مین کہتی تھی بی بی تمنے نوش کیا جواب اسکا یہ تھا کہ نانی امان تم بغیر ہمارے

حلق سے ذرا تر اہم تم ساتھ کھائین جسمین گئی ہے کھانا کھلاوے نہ آنے دیا اُس اپنی ماہ تابان کو کمان
پاؤن جیتے جیتے پانون مین باندھکر جنگل و صحرا مین نکل جاؤن اپنے غزال دیدہ کو کس بن مین ڈھونڈھون
اس بیان پر ملکہ مہرخ کی بارگاہ فلک اشتباہ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا بہار کی ہچکی لگ گئی بلبلان
قدرت نے گریبان چاک کیا ملکہ سرخ موے کا کلاکشا بال نوچنے لگی شکیل جادو بھانجی کا
تمام لیکر بہت رویا تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا مادر مہربان آپ کا رونا ہمسے نہین دیکھا جاتا ہم ابھی جا کر جان
دیتے ہین یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے ملکہ مہرخ نے دامن تھام لیا کہا ای باعث قوت و توانائی قلب
وجگر ای نور نظر اب تمہارے جمال کو دیکھکر جیتے ہین ہمارے بعد جان دینا پہلے ہمکو دفن کر لینا پھر تمکو
اختیار ہے ملکہ نے کہا بیٹا ہماری وصیت آخر گوش ہوش سے سنو جسوقت ہم سبھون کا بیان خاتمہ ہو
یعنے لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مر جائین وصیت اول یہ ہے اگر ہو سکے تو لاش اُٹھانے کی تدبیر کرنا اگر
ممکن نہو ای جان مادر اپنی خدمت مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کے پہونچانا ہم
کشتگان حسرت و یاس کا تفصیل سُنانا بقیہ عمر خدمت مین آقا کی بسر کرنا انکی غلامی کا دم بھرنا یقین کامل ہے
اپنے لونڈی غلامون کے خون کا عوض لینے طلسم ہوشربا مین ضرور آئینگے آقا کے ساتھ آنا لونڈیون کی
قبرون کا نشان بتانا عرض کرنا کہ سورہ فاتحہ سے اپنے نمکخوارون کو یاد کیجیے روحونکو شاد کیجیے شکیل
قدمون سے مان کے لپٹ کر چیخ مار کر رویا عرض کی مادر مہربان یہ آپ نے کیا نصیحت کی کیسی ہدایت
کی خدا اُس روز تک غلام کو نہ رکھے کہ حضور قتل ہون مین روسیاہ لیکر خدمت مین صاحبقران کی
جاؤن اس گلشن بیخزان کے بربادی کی خبر سناؤن آپکے قدمون کے نیچے ہمارے واسطے بہشت
عنبر سرشت ہے ہم قدمون کو نہ چھوڑینگے آپ سے پیشتر جان دینگے ملکہ مہرخ نے گلے لگا لیا کہا ای نور نظر
تمہارے دیدار سے روح کو راحت آنکھونکو بصارت حاصل ہوتی ہے تسکین دل ہوتی ہے ہم تم سب ساتھ جان
دینگے اپنی فوج کو مخفی مخفی تیار رکھو شام کے منتظر رہو انشاء اللہ جلکر قیامتین برپا کرینگے دریاے خون بہادینگے
وہ تلوار چلیگی کہ افراسیاب بھی تمام عمر یاد کریگا کیا ہم اکیلے مرینگے اُسکے خراج گزارون کے نام مٹا دینگے
سب نمکحرام جمع ہوے ہین کیا مقابلہ کرینگے بودے ہین بھاگ جائینگے پشت دکھائینگے یہ دو جیپا
نمکحرام شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن جادو بڑے غرور کرتے ہین اپنے ولینعمت کو گرفتار کرایا نمکحرامی کرکے
عہدہ سلطنت کا پایا انشاء اللہ بحول قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اس ملک کو اسلام آباد

کرینگے جبھی تک مجبور ہین کہ جب تک طلسم کشا اندرون گنبد نور ہی ہر چاپ ناز مجبور ہی گنبد نور سے باہر
تو لاسے پھر تماشا دیکھیے بارہ لاکھ گلا زنجیر دار مین ہوگا جب بارہ لاکھ مرلینگے تب طلسم کشا کو کفار قتل
کرینگے اس مرنے مین ہفت اقلیم مین ہمارا نام ہی جان نثار ان نمکخوار کا یہی کام ہی ایک دن مرنا ضرور ہی
اسطرح کے جان دینے مین روح کو راحت قلب کو سرور ہی ان کلمات جرأت آیات ملکہ مہرخ سے
سب سردار اٹھ کھڑے ہوسے ملکہ مہرخ سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے اگر تجھ ایسا بادشاہ ہمارے
ہمراہ ہی ہمکو کیا پروا ہی دن بھر لشکر اسلام مین یہی کلام رہے مطبخ سرد پڑے مین باب عیش ونشاط
مسدود ایک ایک متنفس جان دینے کو موجود جب دن قلیل رہا عیاران اسلام صورتین تبدیل
کرکے الگ الگ شہر نا پرسان مین آسے میدہ جلسہ مبہم ترتی پر ہی چالاک و برق نے اپنے کو بشکل
ساحران جلیل عرصہ قلیل مین بارگاہ حیرت مین پہونچایا دیکھا مجمع تاجداران سے بارگاہ حیرت مین
تل رکھنے کی جگہ نہین ہی یکایک جلسہ مین ہنگامہ ہوا ہرکارے دوڑے ہوسے آئے عرض کی علامات
آمد شہنشاہ ظاہر ہی اٹھارہ سو تاجدار اپنے مقام سے اُٹھے بیرون بارگاہ آکر پرے جمائے برق اور
چالاک بھی انمین ہین یکایک آسمان پیلک ہاسے ابر ہفت رنگ کمال رعنائی وزیبائی سے
ظاہر ہوئے سات رنگ کے ابر الگ الگ ایک جانب ابر گلنار صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یاقوت احمر
کا پہاڑ ہی یا شفق پھولی یا خون برسیگا یا ظاہر ہی کہ بہرام فلک سرخ پوش ہی قہر و غضب کا جوش ہی ایک
سمت لکہ ابر زعفرانی پر بہار ہی یا شگفتہ مین زعفران زار ہی ایک طرف ابر کبود رنگ نہایت شوخ
وشنگ کہین لکہ ابر سیاہ بصورت اژدہیب کینہ خواہ ہر لکہ ابر علٰحدہ علٰحدہ صنعت سے آنکو آراستہ
کیا ہی مصنوعات ممالک ہوا سے ظاہر ابر سرخ کو بہ نگاہ غور دیکھو سکندر دارا کی لڑائی کے مرقع حسن تدبیر
سے آراستہ کیے صاف کھلتا ہی کہ دونون بادشاہ برابر سے مقابلہ جمے ہوسے ہین فوجون کی دھوم لشکر کا
ہجوم بخوبی ظاہر ہوتا ہی کسی جانب مرقع مدائن تختگاہ نوشیروان بصد عظم وشان نمایان یعنی تخت سلطنت
پر نوشیروان ملک العادل کسری دربار سرداروں سے مملو گرد شاہان خوشرو جمہو حکیم جہ سوند یم
بدہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویدار ان سلطنت بصد تمکنت کرور سوار کا افسر ایک سے ایک بہتر و برتر
خود سر مغرور و متکبر موجود ہین عیش و فرحت کا سامان رقاصان پریچہرہ حاضر جو دیدار ایسا دل ناظر ساتھ ابر ون
مین ہفت اقلیم کا نمونہ زیر ابر مرد ار یہ تخت جواہر نگار افراسیاب تاج یاقوت نگار سر پر قبا سے طلکار

زیب جسم خود سر موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے رنگے ولو رتن الماس کے دریا ے جواہر مین گلے طرارے ابرون پر جل بارہ ہزار پریزادان حور نژاد طریقہ سحر و افسون مین استاد عارض چاند کے ٹکڑے ابرو ہلال عید آنکھین نرگس شہلا لب لعلین پھول کی پنکھڑیان سراپا سے شوخی عیان قریب تخت افراسیاب ساز بجے ابر سے موتی برستے ہوے بکبر و نخوت تمام بہ بدانجام اپنے خراجگزارون کے لشکر بہ نگاہ تماشائی ہوا جادو لشکرون کے دیکھنے پھولا ہوا مثل گدھے کے مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا تاج پر ہاتھ چلا جاتا ہی بجلا ہی دکھاتا ہی اس زور و شور سے آمد افراسیاب جادو ہوئی بارہ کوس کے گرد مین کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اپنے مقام سے براے تعظیم نہ اٹھا ہو شوالون مین گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوتا تھا اسقدر زر و جواہر لٹایا ہی کہ ایک ایک گدا غنی ہوگیا اس شان و شوکت و جلالت و ہیبت سے افراسیاب کا تخت زمین پر آیا شہنشاہ قوس و شہنشاہ نیلم وغیرہ براے تسلیم جھکے افراسیاب نے از شفقت اپنی پشت پر انکی ہاتھ رکھا ایک ایک کا بہجت مزاج پوچھا کل تاجدارون نے افراسیاب کو گھیر لیا اب داخل بارگاہ ہوے افراسیاب کا تخت اکیس زینے بلند بیچ مین بچھا ہی اُسپر تمکین ہوا اٹھارہ سو تاجدار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اِس کر و فر سے دربار افراسیاب آراستہ ہوا اُسوقت چہرے پر افراسیاب جادو کے نگاہین ٹھہرتی ایک جانب ستون کی آڑ کیے کھڑے ہوے چوبدار کی شکل پر عمر عیار قران بہ نگاہ حیرت دربار افراسیاب کو دیکھ رہے ہین جادوگرنیان کیسی کیسی حسین و جمیل جمع ہین پوشاک ان سب کے جسمے ہین تن تن کے بن بن کے سینے اُبھار اُبھار کے جمال اپنے افراسیاب کو دکھا رہی ہین یہ باغ بیخزان سامنے پھولا پھلا آراستہ و پیراستہ ہی اُس مجمع مہ جبینان مین عمر قران کی جو نگاہ پڑی ایک شعلہ عذار کو دیکھا کہ نہایت حسین کمسن زعفرانی جوڑا زیب جسم زیور پہنکر دو آویزے زمرد نگار اسکا عکس جو عارض انور پر پڑتا تھا کھیتی حسن کی سرسبز و شاداب ہوتی تھی ناز و کرشمہ دست بستہ جلو مین آنکھین دیدۂ لیل و نہار کو آنکھ دکھائین چشم نرگس شہلا کو جھپکائین

اشعار

چشم انصاف سے دیکھیں جو تمھاری آنکھیں
سیکڑوں آنکھ طلوعین مین رہی پیاری آنکھیں

چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھیں

باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھیں

مسدس

مارا تا ما جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے — دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین

قامت وہ ہے کہ جس سے قیامت ہو پائمال — سرو بہشت لکھون تو ہی راستی کمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال — شاخین سخن مین نکلین جو طوبیٰ سے دون مثال
فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو
قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو ملے — انسان کیا ملک کے جگر ہین قدم تلے
گام مثل برق کسی جا پہ وہ نہ لے — محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح سے چلے
چلتے ہین ایسی چال کہ پامال جہان ہو
شور نشور حسن و بشر کے گمان مین ہو

رفتار سے ہے لغزش مستانہ آشکار — آمد ہے باغ خاطر احباب کی بہار
ٹھوکرون سے پیستے دل عاشق ہین بار بار — ٹھوکر لگا کے مُردون کو کرتے ہین ہوشیار
جنگل مین پائنچے کو جو وہ تھام کر چلے
زندون کی موت کا وہ سرانجام کر چلے

مہتر قران اس زرق و برق کو دیکھ کر حیران کسی مقام پر وہ شوخ و شنگ مثل برق کے قرار نہین لیتی کسی کے چٹکی لے لی کسی کا منھ چڑھا دیا کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو دھکا مار دیا مہتر قران بنگاہ حسرت تک رہا ہے اُس نازک مثال کو دیکھ کر بیقرار ہے مہتر قران تو اس فکر مین کہ کسی طرح اس مہ جبین کو قبضہ مین کرلن اتنا ملجاے تو گود مین اٹھا کے لے بھاگون مگر افراسیاب جادو طرف شہنشاہ نیلم و توسن جادو کے متوجہ ہوا نیلم نے دست بستہ ہو کر پوچھا ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا کوہ نیلم پر پرچے اخبار کے پہونچے حال بانی طائران سحر کے سُنے کیفیت سُنکر ہوش اُڑ گئے چند عرصہ مین ایسا انقلاب ہوا تاجداران طلسم پر خداوند سامری و جمشید کا عتاب ہے لاکھون آدمی مارا گیا بڑے بڑے معرکے مشہور ہین کہ باغی خوب خوب لڑے کسی قدر اپنی زبان فیض بنیان سے ارشاد فرمایے کہ کیا رنگ ہے ہر شخص اپنی جان سے تنگ ہے افراسیاب نے کہا ای برادر نہ انقلاب ہے نہ کوئی پیچ و تاب ہے چند لونڈیان غلام نمک حرام بدانجام باغی ہو کر عمرو کے شریک ہوے ساحر بھی اکثر مارے گئے چونکہ با دولت رعدی کو کام

فرماتے ہین وہ لوگ بچ جاتے ہین جس روز دل چاہیگا چشم زدن مین شادونگا راہ عدم دکھا دونگا
ایک شاہزادی ملکہ حیرت صاحب کی ہمشیرہ بی بہار جادو بہن سے لڑین غصہ مین نکل گئین شریک
عمرو ہو گئین لیس انکا سارا پاس ہی کہ حیرت صاحبہ کو ملال ہوگا باغبان قدرت بھی باغیون مین
شامل ہوا بادولت کا کیا نقصان ہی کل اسد کو قتل کر کے ان سب کو گرفتار کرلاؤنگا اول یقین کامل ہی
کہ بعد قتل طلسم کشا رومال سے ہاتھ باندھ کر سب آپ ہی چلے آئینگے خطائین معاف کرائینگے اگر نہ آئے
تو ثابت ہوا کہ ستارہ انکا گردش مین ہی تیرا قبال کا زوال ہوا بادولت سے نکلکر کہان جائینگے یہ
سنکر نیلم نے کہا اے شہنشاہ گردون پناہ ہم دونون بھائی کیسے خیر خواہ ہین طلسم ہوش ربا کے پشت پناہ
ہین رائے بیضا ضیا پر بخوبی روشن ہی ہمسے زیادہ کون انکا دشمن ہوگا جلسۂ قتل طلسم کشا مین ہم دونون
بھائی حاضر ہوے ہین اگر خلاف مزاج شہنشاہی نہو کل بعد قتل طلسم کشا دونون غلامان خیرخواہ کو حکم
ملے کہ جا کر ایک پہر بھر مین سب کی مشکین باندھ لائین یا سر کاٹ لین دونون امر ممکن ہین یا اپنے
وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار کو اشارہ کرو جو اس جوش و خروش مین جاسکے چشم زدن مین
سب کو ڈبو دے غوطے کھا کھا کے مرین ایسے دریاے سحر مین ڈوبین کہ قیامت تک نہ ابھرین وہ
دریاے سحر کی طغیانی ہو کہ کشتی حیات مسلمانان طوفانی ہو بیڑا اگمنڈ مسلمانون کو کوکب روشن ضمیر پر ہی
وہ کیا خود سر ہوا ابھی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرین گئے تو یکہ و تنہا جا پڑین یقین تو ہی کہ آ ہی سنکر بھجتا
کا خواہان ہو طلسم نور افشان مین تلاطم عیان ہو چھوٹی بات کا بڑھ جانا کیا ضرور ہی تامل کرنا عقل کا قصور ہی
افراسیاب ہنسا کہا اچھا بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ باتین ابھی ناتمام تھین کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ
پیچ و تاب کھاتا ہوا نمایان ہوا بر سر بارگاہ برقین چمکین تڑپکر زمین پر گرین آنکھین اہالیان دربار کی جھپک
گئین قران نے دیکھا ایک ماہ پارہ پندرہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتین شباب کے دن سراپا مین
خوبی بوٹا سا قد نہال باغ محبوبی ایک ساحرہ سن رسیدہ غم و نفرت پیشانی سے آشکار دونون تخت
سے آ کر بجا لائے تسلیم افراسیاب و حیرت خم ہوئین ہر تاجدار سے سن رسیدہ بخلق و مروت ملی وہ مہ جبین سر جھکائے
کھڑی رہی افراسیاب نے مسکرا کر اس حور طلعت سے کہا ملکہ یاران آؤ ہم تمھارے مشتاق تھے تمھاری سرحدین کہو
خیر و عافیت ہی سر جھکا کر عرض کی اقبال شاہی شریک حال ہی اس ضعیفہ سے پھر کے افراسیاب نے کہا ہمراہ
جادو آؤ ایک طائفہ کو سن لو دو گھنٹے ٹھہر و پھر ہم تم باغ سیب مین پہنچینگے شب وہین بسر کرین گے

صبح کو آ کر طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرینگے ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو کو افراسیاب
خانہ خراب نے قریب تخت جگہ دی کرسی جواہر نگار مرحمت ہوئی ملکہ ماران زمین کن صف مین
شاہزادیون کے متمکن ہوئی اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ گردون پناہ ہماری عرض خیر خواہی سرکار
کو یاد ہے ہم نے خبر پائی کہ خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو پہونچ گئی یہ خبر چار دن مخفی نہو سکی افراسیاب
نے جواب دیا تمہارے سامنے ملکہ حیرت کو نامہ لکھا تھا طائر سحر لیکر آیا اسی احتیاط سے کسی جادوگر
کے ہاتھ بھیجا کہ شاید کوئی عیار اسکو گرفتار کرکے نامہ پا جاوے اب بدولت حیران ہین کہ کیسے
انکو خبر پہونچائی ہر چند کہ ہم خوب جانتے ہین عیاران اسلام بلا کے ہین کوئی اس دربار مین حاضر
ہوگا ملکہ کے ملاحظہ کرلے مین نام پڑھ لیا مگر اسکا کیا خوف ہے ہمین نے عمرو کو قتل کیا جسکو دعوے
ہو وہ ہم سے انتقام لے صاحبو اصل تو یہ ہے اگر عمرو نہ قتل ہوتا اس شب کو آفتین برپا کرتا اب کل
مسلمان مثل مردے کے ہین یقین ہے کل دست بستہ حاضر ہونگے لونڈیان اور غلام کیا مقابلہ کرینگے
وہ ان سب کا پشت پناہ تھا مکارون کا بادشاہ تھا اصل تو یہ ہے کہ ملکہ اسرار جادو کی صلاح سے
وہ قتل ہوا انھون نے بہت معقول صلاح دی قتل مین ساربان نادے کے جلدی کی ورنہ مین
ہمیشہ قید کرتا تھا اسکے شاگرد آکر چھڑا لیجاتے تھے دربار مین افراسیاب خانہ خراب کے یہ
باتین ہو رہی ہین ہر ایک تیار آمادہ حرب و پیکار سامان عیش و عشرت مہیا ساقی نیچے جام ہائے
شراب ارغوانی لیے ہوے اپنے کو پوشاک نفیس سے آراستہ کیے ہوے سرداران بارگاہ کو پلا رہے
ہین ناز و کرشمے دکھا رہے ہین مضمون شب مصیبت بارگاہ آفتاب عالمتاب جاگیر کیا ب حیران و
پریشان لرزان و ترسان بارنگ زرد گریبان دریدہ جفاے حرارت کشیدہ غم بربادی اہل اسلام
سے کاشانہ مغرب مین جا کر روپوش ہوا شام مصیبت انجام نے صورت دکھائی لیلاے شب نے جوڑا
گیسوے مشکین کا کھولا آثار ظلمت سواد شرق سے عیان ہوے ذرہ ہاے ریگ بیابان
یعنی قمر سے خاک مین نہان ہوے ماہ تابان مثال عزا بردوش بنات سیارگان فلک کو غم

وہم کا جوش نظم مصنف

سیاہی وہ اس رات کی چھا گئی	یکایک عیان شام غربت ہوئی	مصیبت کی ظاہر علامت ہوئی
کسی کے نہ باقی رہے عقل و ہوش	گریبان مہتاب تھا چاک چاک	ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
	اندھیرا ہر اک سمت تھا اس شکا	دلون میں غم و رنج کا تھا غبار

کوئی جان دینے پر آمادہ تھا
مصیبت میں تھے سب وہ حسرت آشنا
کہیں سر برہنہ بال کھولے ہوئے
مشوش نہایت بہ درد و الم
تمام غم میں سردار لشکر تمام

کوئی شکل تصویر استادہ تھا
یہ کہتے تھے رنج بڑا کے مر جائینگے
پریشان و مضطر غم و رنج سے
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام

کوئی اشکبار اور کوئی دردمند
مرینگے مگر نام کر جائینگے
شکیل دلاور کو تھا رنج و غم
بہار اُس چمن میں تھی افسردہ دل
لشکر اسلام میں عجب ماتمہ ہر سر و جان

دینے پر آمادہ جس لشکر میں شب بھر کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاریاں ہوتی تھیں آج شام سے دکانیں بند دوکاندار دردمند بازار میں متاع رنج و مصیبت کی خریداری خریدار اونکو بیقراری اشکباری رونق پر بازار نہیں کسی کا کوئی خریدار نہیں اشیاے عیش و عشرت کی گرانی جنس غم و رنج کی ارزانی کاروان اندوہ و الم کا داخلہ ہوا تاجران مسرت و شادمانی نے کوچ کیا اسباب شادی کی کمی مزاج میں دوکانداروں کے بیحی قافلہ راحت و آرام لٹ گیا بھائی بھائی سے دوست سے دوست چھوٹ گیا جھنڈے بازاروں کے نشان رنج و مصیبت آشکار بادہ دل عاشق بیقرار ہجر پرندے ہوا اڑتے ہیں یا سر پیٹنے کو بال کھولے ہیں جابجا انہیں اذیت رنج و الم نے لشکر اسلام کو گھیرا ہی بارگاہ میں ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و سمار قدرت و ملکہ طلال سحر افگن و شاہزادہ خورشید زریں تاج وغیرہ سرنگون بیٹھے ہیں ملکہ مہرخ نے کہا یارو ہمیں بیٹھے بیٹھے شب بسر کرتے گے روز روشن کرو گے عیاران اسلام کہہ گئے تھے کہ اب اس مجمع سے ہمارا یہاں تک آنا دشوار ہے جو کچھ ہو سکیگا کر گزرینگے اب ملیٹ کے نہ آئینگے یا زیر گنبد نور ہمارے لاشے ہونگے حقیقت میں وہ بیچارے واسطے برحال کیا کیا کام کرین خبر ہو پائیں کہ عیاری میں مصروف ہوں اب یارو تم لوگ بھی اتنی فکر کرو کہ بروقت آ پہونچنے اسد نامدار کے گنبد نور سے قریب اپنے آقا کے پہونچ جاؤ ہے کہ طلسم کشا کو اپنے قبضے میں کرکے مارڈالے بہر نوع اپنی جان دو دوان کلمات حسرت آیات کو سنکر صاحب شوکت ملیاقت باغبان قدرت حسین و خوبرو ملکہ بہار جادو مہ جبین زرعنا ملکہ مہر خو کا کا ملکہ شاہ صاحب جرأت و صف شکن ملکہ طلال سحر افگن و ساحر بعدیل شاہزادہ شکیل بارہ ساحران نامداروی وفادار جان نثار سر فروش بادہ جرأت سے مدہوش اس امر خاص پہ آمادہ ہوے اور ملکہ مہرخ کو صلاح دی کہ آپ لشکر ظفر اثر کو تیار رکھیں ہم بارہ مرد مثل ستاروں کے آسمان میں ڈوبے رہینگے بطور مخفی بروقت سحر آمادہ مرگ ہوکر لشکر افراسیاب پر گرینگے ممکن ہوگا اسد نامدار و مہ جبین الماس پوش کو اپنے

قبضہ مین کر لینگے اگر انکو پا سکے اور وہ ہمارے قبضۂ قدرت مین آ گئے کل آنے کی تدبیر کرینگے ورنہ
لڑائی مین مصروف ہونگے آپ گوش برآواز رہین جب ہم مرنے والون کے نعرون کی آواز سنین لشکر
ظفر اثر کو لیکر جہان تک ہو سکے اپنے کو تا بدروازۂ شہر ناپرسان پہونچائین بس اب زیادہ صلاح بیکار
ہی جامع المتفرقین حافظ حقیقی مالک و مختار ہی ملکہ مہرخ نے اس صلاح کو قبول کیا ملحوظ خاطر ناظرین
ہو کہ ملکہ مہرخ بارگاہ مین مشتاق آوازہ باغبان قدرت وغیرہ مین مگر باغبان گیارہ سرداران نامی
کو لیکر بیرون بارگاہ آیا باغبان نے سحر کیا پر پرواز پیدا کر کے بشکل عقاب بنا پر اڑتا ہوا بر سر
شہر ناپرسان اپنے کو بلندی پر مخفی کیا ملکہ بہار جادو نے طرہ اٹھا کے جھٹکا اندھیرا چھا گیا اس
تاریکی مین وہ ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی چہرہ اُداس عالم یاس اُڑکر بلندی پر مقام مذکور کے
پہونچی ملکہ مہرخ موے کاکلکشا نے گیسوے مشکین کھولکر دستک دی یہ بھی اڑکر بلند ہوئی یہ بارہ
ساحران روح روان لشکر بر سر شہر ناپرسان نگاہ ڈال رہے ہین سحر کے انتظار مین ہین مگر مہتر
قران نامدار دربار افراسیاب مین جس نازنین کا اول ذکر کیا ہی اُسکے جمال پر فریفتہ ہو کر نظارہ بازی
کر رہے ہین کبھی افراسیاب پر نگاہ ہے مگر اُس مہ جبین کی محبت مین حالت تباہ ہی یکایک افراسیاب
طرف ملکہ ماران زمین کن کے متوجہ ہوا کہا اے ماہ آسمان حسن و جمال و اے بدر درخشان فلک جاہ و جلال
اب تمکو ہم سامری و جمشید کے سپرد کرتے ہین اپنے مقام پر جاؤ مصروف حفاظت ہو مگر اتنا خیال رہے
کہ آج کی شب آرام کرنیکی نہین ہی اپنی سرحد کی گرداوری واجب و لازم ہی ہر ایک کی خبر لینا آج کی شب بھر کو اپنی خدمتین
نہ آنے دینا بوقت سحر مع اپنے مصاحبان زیر گنبد نور آنا ہماری نصیحت بھول نجانا بدولت ملکہ اسرار کو ہمراہ لیکر
باغ سیب مین جاتے ہین حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ تشریف لیجائین ماران ایک تو بس سنکے جائینگی ابھی تو سرشام
ہی سرحد پر ابھی کیا کام ہی افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر ملکہ انکو جلدی رخصت کر دینا دو ساعت سے
زیادہ دربار آج کی شب نہ رہے کل تاجداران جلیل اپنی اپنی بارگاہون مین بعد برخاست دربار
تشریف لیجائین اس حکم قضا شیم کو بادولت کے بگوش ہوش سماعت فرمائین اپنی اپنی بارگاہ مین
حفاظت گنبد نور مین مصروف رہین آرام نہ فرمائین اے ملکہ حیرت تم اپنے خیمہ مین سحر کامل اپنا تیار رکھنا
لو ذرا اسباب کا خیال رہے یہ شب شب قیامت ہی یہ سمجھا کر افراسیاب جادو تخت پر سوار ہوا
اسرار جادو کو پہلو مین بٹھا لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا وقت پہونچنے کا ذکر تحریر ہوگا ماران زمین کن

انتہا کی جمیل و حسین ہی حیرت جادو نے قریب اپنے تخت کے کسی پھلجڑی گائن کو اشارہ کیا
حکم ہوا غزل شروع کرو ملکہ ماران زمین کن کو بھی رخصت کریں ہم جاکر اپنے کام میں مصروف ہوں آج
کی شب ہمکو بڑی مشقت ہی گمر صاجو اس شب کی شقت تمام عمر کی راحت ہی ماران سے اپنے حالات
کے ملکہ حیرت زہرا گل ہی ہی کہتی ہی اے ماران زمین کن آج سب سے زیادہ ہمکو پیچ و تاب ہی دیکھیے
آثر و رشب کسطور کٹتا ہی ہر چند کہ عمرو قتل ہوا مگر اسکے شاگرد عقرب نیش زن ہیں شب بھر آنکھ
تو نک چلینگے صبح کو ہاتھ ملینگے ماران نے کہا حضور بس اس طائفہ سے ایک غزل سن لیجیے ہمکو جلد
رخصت کیجیے گائن نے غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو ہی
اپنے رونے پر ہنسی پھر عجب و یار آنے کو ہی

بعد مدت ای جنون تیری بہار آنے کو ہی
ہوش ہی جانے کو بوے زلف یار آنے کو ہی

مانگ لیتا بوسہ لب یار سے میں وصل میں
ورنہ خود ہونٹوں پہ جان بیقرار آنے کو ہی

دیکھنے کو تھا کدھر وہ بت ادا سے بزم میں
یہ ابھی کسکی قضا پروردگار آنے کو ہی

چند اشعار غزل کے سنکر ماران ابھی قران وغیرہ نے دیکھا جلسہ برخاست ہوا سب تاجدار طرف اپنی اپنی بارگاہ
کے چلے مگر ماران بہ تعجیل اٹھکر باہر نکل کھڑے ہوکر ادھر اودھر دیکھنے لگی قران نے جس نازنین کو تاکا تھا اُسی نے
ماران کو سلام کیا اب اسوقت بارگاہ حیرت پر ہنگامہ ہی کل تاجدار نکل آئے ہیں قران نے دور سے اتنا دیکھا کہ
ماران نے ہاتھ اُس نازنین کا پکڑ لیا کہا او چلو آج ہمارے باغ میں رہو آنے مسکرا کر کہا بہت خوب میں آپ ہی کے
انتظار میں کھڑی تھی ماران نے ہاتھ تھام کے تخت پر بٹھا لیا تخت ہوا پر بلند ہوا قران دیکھکر رہگیا کہ چالاک جادوگر
بنا ہوا آیا کہا او خلیفہ دربار برخاست ہوا اب سب ساحر اپنے انتظام کر رہے ہیں جو کچھ کرنا ہو کر لو
قران نے کہا ای فرزند یہ ساحرہ جو ماران نامے آئی تھی ایک نازنین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر
لیگئی ہی اسکی چتون پر استاد کا دھوکا ہوتا تھا مگر اسقدر جلد تخت نکلگیا کہ کوئی زور نہ چل سکا چالاک نے
کہا یہی تمہیں پیر دھیان میں ہیں صبح کو سب کچھ کھلجائیگا میزان امتحان میں سب کا کمال تل جائیگا دو دو
کلام آپسمیں ہوتے ہیں کہ صرصر اور صبا رفتار پھرتی ہوئی سامنے سے آئیں دیکھتے ہی دونوں نے
قران و چالاک کو پہچانا آواز دی لینا یہ دونوں عیاران لشکر اسلام میں قران و چالاک انکے
نام ہیں چند جادوگر بڑھے کہ قران نے بہ تعجیل ایک ساحر کو لغدا مارا اُسکا سر پھٹا زمین پر گرا اندھیرا

ہوا قران نے اُسی دم رسی مین صرصر و صبا رفتار کو گود مین اٹھا لیا اور لشکر کی جانب بھاگا
کہا آشنائی اگر غل مچاؤ گی گردن دبا دونگا پھر ٹلک کر رہ جاؤ گی دونون کو سکتہ ہو گیا شہپر کے
قبضہ مین ہین جانتی ہین کہ آج کا لیا جوش و خروش مین ہی مار ڈالنا اسکے نزدیک کیا بڑی بات
ہی خاموش ہو کر رہ گئین قران دونون کو لیکر ایک گوشے مین آیا درختون مین دونون کو باندھا
برق بھی آ گیا چالاک تو ساتھ تھا قران نے کہا بھائیو یہ دونون صاحب یہان آرام کرینگی اب جس سے
بن پڑے جا کر دو مین بھی جاتا ہون اسی مقام پر چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کے بصورت صرصر و برق بصورت
صبا رفتار اب الگ الگ ہوے اول چالاک بسرعت طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا دروازے پر آکے دیکھا کہ
نگہبان حاضر ہین پوچھا ملکہ عالم کیا کرتی ہین سب نے کہا تیاری مین سحر کے مصروف ہین اب تھوڑے عرصے مین سحر تیار
کر کے آرام ہونگی چالاک بلا تکلف پردہ اٹھا کے اندر آیا دیکھا حیرت بصد شان و شوکت یکہ و تنہا چوکی پر
سنگ مرمر سفید کے بیٹھی ہی ایک گلدستہ سحر کا بنایا ہی اپنے پہلو مین رکھ لیا ہی چالاک نے بشکل
صرصر جھک کر سلام کیا بڑھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین پوچھا دا اسی گلدستہ
کیسا ہی حیرت نے کہا ای صرصر صبح کو بروقت قتل اسد مسلمان آکر اپنی جان دینگے اُسوقت
ہونکا بلانا مشکل ہوگا اسواسطے یہ سحر تیار ہو تو دیا سامری لیکر پھینک دینے کی دیر ہی دس پانچ
ہزار کو یہ سحر جلا دیگا چالاک نے پوچھا حضور سوا آپ کے اگر اور کوئی اسکو اٹھا کر یہی کہکر
پھینکدے اور آپ کے لشکر کا نام لے حیرت نے کہا ای صرصر عجب طرح کا نکتہ پوچھا یہ بات کہنے
کے لائق نہین ہی یہ گلدستہ قیامت آئین ہی مگر تجھ سے کیا پردہ ہی حقیقت مین اگر تو اٹھا کر پھینکدے
و صد دو بار تک یہ پھول چنگاریان بنکر گرین ہزارون کیسے لاکھون کو جلا دین منظور یہ ہی کہ جسوقت
لشکر باغیان سامنے آئے ایک ہی سحر مین گل حیات انکا پژمردہ ہو جاے گلشن مراد دشمنون
کا خزان ہو جاے بہار کا بھی جو امتحان ہو رنگ گلہاے سحر دیکھکر پھول جائین ہوا سے گرم کے
جھونکے آئین یہ کلام حیرت انجام سنکر چالاک خوش ہوا جھکر کہا واری شام سے جو اوس مین لونڈی
بھری نشہ اتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہی لونڈی کو شب بھر کا ہوش ہو جاتی ہون یہ نگوڑے
عیار آنے نہ پائین رات کو سب گرفتار ہو جائین حضور مبارک ہو اب کل تک حرامون کا خاتمہ
ہوگا مین نے خبر سنی ہی ملکہ بہار ہمال سے ہاتھ باندھکر آنے مین انکار کرتی ہین فرماتی ہین

مین اپنے باپ کے ملک مین چلی جاؤنگی ہوش ربا مین نہ رہونگی یہ حیرت کی کامین کی جفا
نہ سہونگی مگر اب حضور کو مناسب ہے آپ بزرگ ہین وہ خورد ہین میرے پاس پیغام آیا تھا انکو
مزاج سے افراسیاب کے بڑا ڈر ہے ایسا ہو کہ سزا سے جبھی دین مثل مجرمون کے مجکو بھی کوڑے مارین
مین لاکر انکو آپ کے قدمون پر گروا دون آپ بھی گلے سے لگا لیجیے گا سزا نہ دیجیے گا نام بہار
کے ملنے کا سنکر مثل گل شگفتہ ہو گئی ہنسکر کہا صرصر تجکو میرے سر کی قسم بہار سے صلح کرنے کو کہتی ہے
چالاک نے کہا حضور عمرو مر چکا صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا اب کسکے بھروسے پر روٹھینگی حضور ہاتھ
جوڑینگی ناک رگڑینگی جان بڑی چیز ہے سب کو عزیز ہے چالاک نے ایسی گھل مل کے باتین کین
کہ حیرت خوش ہو گئی گلابی سامنے کھسکا دی کہا لو صرصر جو تمہاری مدت ہی کو جاکر بہار کو بلا لاؤ عرض
کی بہت اچھا ابھی جاتی ہون اپنے ساتھ ہی لیکر آتی ہون یہ کہکر جام بھرا کہا حضور بھی نوش کرین
حیرت خوشی مین پی گئی پیتے ہی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک مدت سے حیرت پر مرتا ہے تنہائی
مین خوب پیار کیا گود مین اٹھا کر بچھیا ہوا پلنگ پر لٹا دیا دوشالہ اوڑھا دیا اب باطمینان تمام رنگ روغن
عیاری کا نکالکر صورت حیرت جادو کی بنکر تیار ہوا تاج زرین سر پر سب زیور بھی اسکا اتار کر اپنے
زیب جسم کیا اس گلدستہ کو جھولی مین رکھا وہ جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی مسکراتا ہوا باہر آیا ملکہ
یاقوت جادو وزیرزادی در دولت پر حاضر ہے اس سے کہا اب ہمکو رات بھر آرام کرنا مناسب
نہین ہے گلدستہ سحر ہمنے تیار کر لیا مین نے قسم کھائی ہے کہ اب شب بھر سحر نہ کرون جب مسلمانون کا
سامنا ہو تو آگ برسا دون مین تخت پر سوار ہوتی ہون تم اپنے سحر سے اڑکر قریب گنبد نور چلیو
وزیرزادی نے کہا بہت خوب واری آپ کو سحر کی کیا احتیاج ہے اب چالاک بصورت حیرت
برعب وجلالت تخت پر سوار ہوا پہلو مین وزیرزادی کو بٹھا لیا اسنے سحر کیا تخت اڑتا ہوا طرف
گنبد نور کے چلا اس بات کو تو چالاک بخوبی جانتا ہے کہ اندر گنبد نور کے جانا دشوار ہے مگر جب
افراسیاب اسد غازی کو نکالے اسی تخت پر بٹھا لونگا جو پڑے گی کر دونگا چالاک تو اسی فکر
حیرت چلا دل مین غرور ہے کہ مثل میرے کوئی عیاری نہ کریگا برق فرنگی بصورت صبا رفتار
بارگاہ مصور جادو مین آیا پوچھا مرشد زادے کیا کرتے ہین لوگون نے کہا جلسے خانہ مین جلوہ فرما
ہین تصویرین کھینچ رہے ہین برق تڑپ کر اندر پہنچے کے گیا دیکھا مصور جادو نے ایک گٹھا

تصویرین کھینچا ہی اَبتر کچھ بندے سے بنا رہا ہی مصور نے سر اٹھا کر پوچھا صبا رفتار اسوقت کہان آئین
عرض کی حضور پھرتے پھرتے پاؤن ٹوٹ گئے موئے برق فرنگی سنگدل کے بھی ایک تھپڑ مارا پاؤن میرا
ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا اب حضور ملاحظہ فرمائین یہ تصویرین کیسی ہین مصور نے کہا وقت موعود کیواسطے
بنا رکھی ہین جمشید کا نام لے کر مقراض سے انکے سر قلم کرونگا اُسکے ہی سردارون کے سر کٹ کر گر پڑینگے
سر مو فرق نہوگا برق نے پوچھا حضور اب تو یہ تصویرین ہر شخص کے ہاتھ سے کام کر سکتی ہین مصور نے
کہا ابھی نقشہ ہی بس برق نے مصور کو بیہوش کیا گاؤدی کھلا کر برہنہ کر کے ایک گوشے مین ڈالدیا
اُسی کی صورت بنکر تصویرین جھولی مین رکھین باہر نکلا کہا ملکہ صورت نگار ہماری زوجہ صاحب کو
بلاؤ ہم قریب گنبد نور جا کر حفاظت کرینگے یہ خبر سنکر فوراً صورت نگار آئی کہا صاحب چلو اب بیٹھنے کا
وقت نہین مگر تخت اُڑانے مین سحر تعین کرنا مین ایک ہی مرتبہ مسلمانون پر بلا نازل کرونگا جسکا دفعیہ
مشکل ہو یہ کہکر تخت پر بیٹھا صورت نگار اپنی زوجہ کو پہلو مین بٹھا لیا چند وزیرزادیان گرداگرد اسی
شان و شوکت سے صورت مصور جادو برق خوشخو تخت اڑاتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا مہتر
قران نامدار ایک ساحر کی شکل بنکر ایک نامہ ہاتھ مین لیکر بمہر افراسیاب بارگاہ ابریق کوہ شگاف
پر آیا خدمتگار سے کہا وزیر اعظم سے عرض کرنا نامہ دار شہنشاہ کا آیا ہی ابریق نے خبر سنکر فوراً
بلوالیا قران نے دیکھا ابریق کے تخت پر ایک سنگ کلان اور گرد چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے
ہین پہلے قران نے نامہ ہاتھ مین دیا ابریق نے پڑھا لکھا تھا ای وزیر اعظم شب کو بہت اچھی طرح
حفاظت کرنا ہمنے اپنے معتبر کو روانہ کیا ہی ایک راز بھی کہدیا ہی تنہائی مین یہ دریافت کرلینا اس راز
پر کاربند ہونا جرو درغفلت نہ کرنا یہ آخر شفقت ہی ابریق کوہ شگاف نے نامہ پڑھکر کہا شہنشاہ نے
راز مین کیا ارشاد کیا ہی اور نام نامی اسم گرامی آپکا کیا ہی قران نے کہا مجھکو عمار جادو میرا نام ہی کل عالم
کی خبرگیری ہمارا کام ہی سب کو بارگاہ سے رخصت کیجیے کل امورات ظاہر کرون حالات قتل اسد سے ماہر
کرون ابریق نے فوراً تخلیہ کیا مصاحبون کو ہٹا دیا اول قران نے پوچھا میان وزیر صاحب
یہ تخت پر سنگ کلان و خرد کیسے رکھے ہین کیا عمر پر پتھر پڑے ہین ابریق نے کہا میان بردبار جادو
صاف تو یہ ہی کہ وقت ہر ہنگامہ قتل اسد نامور ہوگا مرغ و بہار وغیرہ سردار وہ نے آئینگی اسوقت جھگڑا
سنگدلی دکھائینگی یہ ہر تخت مجھسے تیار رہیگا اشارہ کرتے ہی الہان لشکر تب بنجائینگے ہر ہر کا ل

پتھر برسیگا ایک ایک قطرہ آب کو ترسیگا جان تیغ پرون کو جس فوج پر میرا نام لیکر پھینک ماریگا لینا لینا
کھٹکا لگا رہیگا مطلب ہو جائیگا دشمن امان نہ پائیگا قران نے کہا مین سمجھ گیا حضور نے بڑا کام کیا
تھوڑی آگ منگائیے راز سحر شہنشاہ سے آپ کو آگاہ کرون دامن آرزو تاب کا گل مراد سے بھر دون ابرق
نے منقل آتش لاکر رکھی قران نے گرباکر جھولی سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ مین سلگائیے پھر کیفیت
ملاحظہ فرمائیے ابرق نے لوبان ڈالا دھوان نکلا ابرق بیہوش ہوا قران نے اُس سنگدل کو
چٹائی مین لپیٹ کر کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تخت پر سوار ہوے وہ پتھر اپنے پاس رکھ لیے
ملازمون کو حکم دیا اڑاکر قریب گنبد نور کے لیچلو اسی طرح سرما برف انداز کو چالاک بعد مکر و ہنر ضرغام
شیر دل نے ٹھکانا کیا جانسوز کو بشکل خدمتگار اپنے پاس بٹھالیا ملازمون سے تخت بلند کرکے
چلے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ جعفر چالاک بن عمرو بصورت ملکہ حیرت برق بشکل مصور بدسیر
قران بطور ابرق کوہ شگاف ضرغام قطع پر سرما کے جانسوز شکل خدمتگار تختون پر بیٹھ کے
سمت گنبد نور جاتے ہین بارہ سرداران چیدہ گریبان دریدہ آسمان پر اس امید پر اڑ رہے ہین
کہ بوقت سحر جانبازی کرینگے دو کلمہ خواجہ عمرو تحریر کرچکا ہون کہ بصورت نازنین ماہ پیکر ساحرۂ
پرفن ملکہ ماران زمین کن کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین ماران نے کہا اے ماہ آسمان عیاری
واے مہر برج خنجر گذاری اب مین آپ کو اول اپنے باغ مین لیکر چلتی ہون وہان میرے باغ مین
نقب ہے اُسمین تا بہ گنبد نور بانیان طلسم نے راستہ قرار دیا ہے بیچ مین جا بجا ساحران غدار مین اُنہیان
کے مکار ہین فن فسون مین طاق شہرۂ آفاق خدا اُنسے بچائے تا بہ گنبد نور بخیر و عافیت لیجائے
ملکہ اسرار جادو نانی اماں شب کو ہمراہ افراسیاب باغ سیب مین رہینگی اگر افراسیاب نے
کتاب سامری دیکھ لی تو اُنکی زندگی پر حرف آئیگا وہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگا مگر چونکہ نوشتۂ تقدیر یہ باتین
کرتی ہوئی اپنے اُسی باغ سیب مین آکر پہنچی جس مقام پر خواجہ گرفتار ہوے تھے ماران خواجہ کو
لیکر بارہ دری مین آئی تخت زرنگار بچھا تھا کہا خواجہ اسکو اٹھاؤ فرش ہٹاؤ اسی مقام پر نقب ہے اُسی
سے مطلب ہے عمرو نے تخت اُٹھایا تختۂ سنگ ہٹایا دہانۂ نقب نظر آیا باشارۂ ماران خواجہ بصورت
اسرار جادو بنکر تیار ہوے ماران زمین کن لوٹ مار کر بصورت اژدر مہیب آراستہ ہوئی خواجہ بشکل
اسرار جادو پشت پر سوار ہوئے ماران نقب مین گری قلابۂ آتشین جلالت آدمی منہ سے چھوڑتی ہوئی

چلی مگر لرزاں ترساں مضطر و حیران قدم قدم پر خوف جان اندیشہ مند تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ راہ میں دیکھا
ایک حجرہ پختہ بنا ہوا شیشہ آلات سے آراستہ فرش عالی سے پیراستہ جھاڑ کنول روشن ایک ساحر بعد
گرد و غبار اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے یکہ و تنہا ٹہل رہا ہے آواز دی کون آتا ہے خواجہ نے آواز دی
سنو ملکہ اسرار جادو ہے ای ہوشیار خوش خبر آج شب آتش طلسم کشا ہے قیامت کا سامنا ہے خبردار ہوشیار رہو
آج شہنشاہ بھی باغ سیب میں بیدار ہیں کل شاہان طلسم زیر گنبد نور حاضر ہیں یہ سنکر ہوشیار قریب
آیا ملکہ اسرار نقلی کو باادب سلام کیا ماران زمین کن بھی بشکل اصلی نبی ہوشیار جادو بہ تعظیم و تکریم دونوں
کو حجرے میں لیکر آیا مسند پر بٹھایا گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی حاضر کیں عمرو نے بہ تعجیل
تمام جام شراب اٹھایا گھاتی سے پڑیا دار وے بیہوشی کی ڈال کر پہلے آپ منہ سے لگایا کہا او ہوشیار
تم بھی پیو کہنے دست بستہ عرض کی او ملکہ عالم آج کی شب ہمکو شراب پینے کی ممانعت ہے یہ شب
قیامت ہے اوراق سامری میں صاف تحریر ہے کہ اس راستہ سے ساریان نادھر و آئیگا ایسا نہ ہو
شراب پیکر سو جاؤں عمرو نے کہا ای فرزند یہ وہ مقام ہے کہ ہوا بھی نہیں آسکتی بھلا نگوڑا عمرو اس
مقام پر کیا آسکتا ہے بڑے بڑے صاحبان عجائب و غرائب کو اس نقب کے ذکر سے سکتا ہے تحریر
سامری کا کیا اعتبار اسنے کتاب میں جوش میں آکر لکھ دیا کہ طلسم ہوشربا فتح ہو جائیگا سراسر عقل
کے خلاف افراسیاب نے لوح توڑ کے پھینکدی جب لوح نہ ہوگی طلسم کاہے سے فتح ہوگا لڑائی
جھگڑا ہونے سے کیا ہوتا ہے او عمرو اب دنیا میں کہاں ہے لاشہ صحرا میں سرگنگرہ باغ سیب پر
نگہبان یہ مثل ٹھیک ہے طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت جب تم نہ پیوگے ہمیں کیا
ضرورت ہے شراب کباب اٹھا دو ہمیں تا بہ گنبد نور جانا ہے طلسم کشا دختر شہنشاہ کی صبح تک حفاظت
میں رہینگے ہوشیار جادو تحسین کرنے لگا ملکہ عالم آپ کے فرمانے کی بات ہے ہم اس سے زیادہ
کیا حفاظت کرینگے آپ ہی کی تعلیم کردہ ہیں مگر حضور میں نے ابھی اوراق دیکھے تھے صاف مرقوم
ہے کہ ای ہوشیار خبردار رہنا عمرو آکر تمکو شراب پلائیگا ماران زمین کن ان باتوں پر عمرو کا نپ
رہی ہے کہ خداوندا دیکھیے کیا ہوتا ہے افسوس ملکہ مہرخ نہ بہار سے نہ ملے حسرت و یاس لیکر دنیا سے
چلے صاف صاف تو ہوشیار کہہ رہا ہے مگر عمرو وہ دلیر ہے کہ اپنی کہے جاتا ہے خیر عمرو نے اپنے ہاتھ سے
جام بھر کر کہا او بیٹا ہوشیار پیو مجھے ملال ہوگا جو اس وقت نہ پیوگے سامری نامہ میں جو لکھا ہے وہ ہی

ہو رہا ہی مین عمرو ہون شراب پلاؤنگی اسمین زہر کیسا ہی بیٹا پیالا ورنہ یہ کہکے ہوشیار کا کان
پکڑ لیا کہا نگوڑے چھوکرے عقل کے ناخن لے تجھ ایسے وٹڑے مین نے بہت سے بنا کر چھوڑ دیے
ہین بڑی باتین بناتا ہی بڑے ہوشیار ہو لیکن جب تک قتل کے درپے ہونگی دیکھین بھڑوے سامری
جمشید کیونکر بچاتے ہین تمکو بے ذبح کیے بچاؤنگی تمھارے قتل کا مسلمانون سے انعام پاؤنگی ہوشیار
گڑگڑانے لگا کہا ملکہ میری کیا مجال لائیے مین پینے کو حاضر ہون عمرو نے فوراً جام منہ سے لگا ہی دیا
ہوشیار نے جام ہاتھ مین لیا یا سامری کہکے برابر دہن کے لایا قصد کیا کہ پیون شراب شعلہ بنکر
اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا اتنا تو ہوشیار کے منہ سے نکلا ارے یہ کیا غضب ہوا باش اے ظالم
مین نے پہچانا ماران کے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہوشیار نے چاہا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھے
عمرو مسند پر چاق و چوبند چست و چالاک عیاری مکاری مین بیباک جال الیاسی کاندھے پر تھا
نعرہ کرکے ہوشیار پر مارا اس جال مین ہوشیار پھنسا ساری ہوشیاری بھولا عمرو نے کھینچکر داخل
زنبیل کیا ماران زمین کن قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ کیا کار نمایان کیا موت کا سامنا تھا مگر خواجہ
اب آگے قیامت کا مقام ہی ایک جادوگر اور ہی جسکا نخل بدعت نام ہی عمرو وہان کا تمام اسباب
اٹھا اٹھا کر نذر زنبیل کرتا جاتا ہی کہا ملکہ نخل بدعت کے کیا معنی ماران نے کہا یہ دو فقرے گوش ہوش سے
سن لیجیے پھر آگے چلیے افراسیاب جادو نانی امان کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا ہی عین بارہ دری
کے سامنے ایک درخت نصب ہی اسکا نخل بدعت لقب ہی یعنی یہان سے آگے بڑھکر ایک جادوگر
ہوا انجام نخل بدعت نام اس لقب کا نگہبان ہی شاہان ہوش ربا نے اسکا مرتبہ بڑھایا ایسے ملعون
نے وہ نخل باغ سب مین اپنے ہاتھ سے بنایا ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑے اگر یہ بیہوش ہو کوئی اسکو
بیہوشی پلائیگا وہ نخل خشک ہو جائے گا اگر کسی نے اسکو مار ڈالا وہ نخل جلنے لگتا ہی ہر شاخ و برگ
سے شعلے نکلنے لگتا ہی اگر اس نخل پر ایسی کوئی افتاد ہوئی پہلے تو افراسیاب نانی امان کو قتل کرے گا
جانتا ہی کہ اسرار ظالم ہی صاحب راز ہی خوش انجام ہی ہمکو تمکو بھی آکے زندہ نہ چھوڑیگا چشم زدن
مین آجائیگا علاوہ ازین آج رات بھر وہ ملعون کتاب سامری دیکھیگا اور نقب کے حالات پر
نگاہ ڈالتا رہیگا عمرو نے کہا ای رشک چمن ای ماران زمین کن وہ مسبب الاسباب ہی جان دیکھیے
یہان آئے ہین ان حالات کو ملکہ اسرار بھی کہہ چکی ہین مگر کیا کرین پارہ جگر نور نظر اسد دلاور

قتل ہوتا ہے اسکی مصیبت پر دل روتا ہے بسم اللہ دیر نہ کر اب مجکو لیجا پھر آئندہ کیا ہوگا یہ سوچ بموجب
مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار یہ ماران زمین کن مجبور نا چار مضطر بہ شکل اژدر بیکر
تیار ہوئی خواجہ بشکل اسرار جادو پشت پر ماران زمین کن کی سوار ہوے اسی طرح نقب مین چلے دو کلمہ
افراسیاب جادو و ملکہ اسرار خو فتحو ناظرین والا تمکین ان مضامین فرحت آگین کو بنظر مہربانی لفظاً
لفظاً ملاحظہ فرمائین عجب ربط سے یہ مضمون رسائی اسد تصنیف ہوا ہر ایک داستان شوکت بیان
اس حقیر پر تقصیر منشی احمد حسین قمر کو حفظ مراتب جانبین کا بجا خیال رہتا ہے یہی امر سبب دشوار ہی
ورنہ تحریر و تقریر سراسر بیکار ہے افراسیاب بادشاہ ہوش ربا صاحب شوکت و شان عمرو عیار سلمان
نظر کردہ ہفت پیغمبران ہے دونون کے مرتبے مین فرق نہ آئے اور طلسم کشا ہو جاے ابتدائے
تحریر حقیر سے تا انجام ہر کس کے حفظ مراتب کا بہت خیال رہیگا ان جواہرات بے بہا کے نگینون
کو بازار مین پھینکدیا اسکا عمر بھر ملال رہیگا ایک طرح کی خوشی بھی ہے کہ شاعران نامور قدر شناسان
والا گہر کے ملاحظہ مین آئیگا یہ خاکسار خلعت تحسین و آفرین پائیگا نہال ہو جائیگا حاکم مطبع اودھ اخبار
قدردان ذی شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای کی عنایت بے بہا نے ایسا ممنون
کیا کہ کچھ عذر نہوسکا یہ تحفہ حقیر پیشکش ہے اگرچہ اپنی کم علمی جہالت کج مج بیانی پر ہر وقت طبیعت مشوش

ہے چند اشعار ساقی نامہ	کہاں ہے تو اے ساقی خوبرو	پلا دے مجھے بادہ مشکبو
دماغ قمر عرش اعلے پہ ہے	سبو عطر ملا جام مے	مجھے ٹوکنا اب اگر مست ہون
شراب مضامین سے سرمست ہے	مرے ساتھ رہ ساقی گلبدن	شگفتہ ہو دل وقت سیر چمن
مری نظم مین رنگ تاثیر ہو	مسلسل ہو دلچسپ تقریر ہو	خزانہ بیان کا لٹاتا ہون آج
ہے ہر لفظ ملک سخن کا خراج	بس اب بحر غم سے نکلتا ہون مین	گہرہاے مضمون اگلتا ہون مین
چل اے توسن کلک جادو نگار	دکھا جلد باغ سخن کی بہار	چہرہ۔ عبارت آرائے باغبانان

حدیقہ سخنوری و گلچینان گلشن افسونگری گلہاے مضامین رسائی اسد نامور کو گلدستہ بیان مین
زیب دیکر غنچہ انجمن ناظرین مین یون پیش کرتے ہین خواجہ عمر شب کو اژدر بسوار بشکل ملکہ اسرار
نقب پختہ کو طے کرتے ہوے جاتے ہین مگر افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب ملکہ اسرار جادو کو ساتھ
لے کر باغ سیب مین آیا بارہ دری مین باغ کی مسند جواہر نگار پر متمکن ہوا سامنے ملکہ اسرار جادو بیٹھین

اسرار جادو کا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی کہ افراسیاب کے ہاتھ مین کتاب سامری ہی اگر یہ خون
باران زمین کن کو دیکھیگا کہ عمرو کو میری شکل پر ساتھ لیکر نقب پختہ کی راہ سے گنبد نور پر جاتی ہی فوراً
آتش قہر و غضب سے جلا دیگا کشت حیات کو خاک مین ملا دیگا خوب جانتی ہی کہ اس ملعون نخل جادو پر
جب عمرو غالب نہ آئیگا تا بہ قید اسد کیونکر جائیگا مگر اس ملعون پر افتاد پڑیگی وہان شاخ نخل جلے
وہ نخل افراسیاب کے سامنے ہی اسی واسطے افراسیاب نے پردے بارہ دری کے اٹھا دیے ہین اس
نخل سرسبز و شاداب پر ہر دم نگاہ ہی وہ نخل بھی اسی باغ کا ہوا خواہ ہی اب اسرار جادو حیران ہی کہ مین
کیا جملہ چھیڑ دون کہ یہ کتاب دیکھنے نہ پاوے ورنہ غضب ہو جائیگا اسرار جادو نے یہ دل مین خیال کیا
ہی کہ افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ اسرار جادو مین چاہتا ہون کہ دیکھون ملکہ باران زمین کن
باغ مین ہین کہ نقب مین گرد آوری کر رہی ہی اسرار جادو نے کتاب پر تو ہاتھ رکھدیا اور کہا شہنشاہ
گیتی ستان ای عادل باذل ای شہنشاہ بحر و بر فخر شاہان ہفت کشور جس عدالت و سخاوت سے آپ سلطنت
کر رہے ہین نوشیروان آپ کے گلشن عدالت کا خوشہ چین تھا بلکہ ایک چاکر کمترین تھا سخاوت مین
حاتم کیا لیاقت ہی اسقدر حضور نے زر ریزی اقلیم ہوش ربا مین کی کہ کسی جا گدائی آواز کان مین نہین
آتی ایک ایک فقیر غنی ہی محتاج کا آپ کے ملک مین نام نہین کشکول گدائی پر تاج شہنشاہی کا گمان ہی
فلک سرکش آپ کا ممنون احسان ہی ملکہ اسرار جادو نے اسلحج کی تعریفین کی کہ افراسیاب بھول گیا کتاب
ہاتھ سے رکھدی کہا کیون ای ملکہ اسرار جادو نوشیروان بڑا بادشاہ عادل تھا ابدولت نے تو سنا ہی کہ ایک
مرد جاہل تھا ملکہ اسرار نے کہا حضور عدل مین تو کامل تھا امورات مملکت سے غافل تھا جیسے حضور اپنی
ذات سے شجاع و دلیر ہین ہمیشہ طلسم ہوش ربا کے شیر ہین اگر آپ زبان ہلائین آسمان کی طنابین زمین پر
کھینچ دین اگر شمشیر زنی پر آجائین میدان کارزار مین خون سے دریا بہائین یہ لیاقت نوشیروان نے خواب
مین دیکھی تھی مرغ زرین بنا کر تخت پر بٹھا دیا تھا اسی غفلت مین حشام بن علقمہ خیبری نے مین شکار مین
شاہ کو گرفتار کیا تاج و تخت چھین لیا اسکے وزیر اعظم خواجہ بزرجمہر سابق مین انتظام کر چکے تھے کہ امیر حمزہ
کو پسر خواندہ کرا دیا تھا حشام کو جا کر چرب زبانی سمجھایا کہ ای حشام شاہ تمہارے آنے سے مجھی خوشی
ہوئی شاہ چاہتے ہین تمکو مالک سریر سلطنت کرین ایک وعدہ کا ہفت اقلیم کے تمکو اختیار دین چلو شہر مین
چلو شاہ کو رہا کرو شاہ نے امیر حمزہ مرد مسلمان کو اپنا پسر خواندہ کیا ہی وہ دعوے سلطنت کرتا ہی تم اتنی

تکلیف اٹھاؤ تا بہ خانہ کعبہ جاؤ اس سرکش کا سر کاٹ لاؤ حشام مغرور کو اپنے زور بازو پر ناز تھا فوراً
قبول کرلیا امیر حمزہ پر چڑھ گیا اس شیر بیشۂ عربستان سے مقابلہ پڑا عین معرکۂ کارزار مین حمزہ عرب نے
بیک ضرب شمشیر اسکے دو پرکالے کیے فوج ہزیمت موج کو شکست دی تاج و تخت شاہی اپنے
قبضہ مین کیا براسخ الاعتقادی شاہ کو عریضہ لکھا اس نمکخوار جان نثار نے اس دشمن کو واصل جہنم کیا
تاج و تخت کو باحتیاط رکھا ہی زہے فخر شرف کہ اس کمترین عقیدت گزین کے گھر مین تاج و تخت
شہنشاہی جلوہ افروز ہو کسی معتبر کو بھیجکر شہنشاہ گردون پناہ اس تحفۂ موروثی کو طلب فرمائین یا
نیاز مند کو بلائین تخت شہنشاہی کو بفخر و افتخار سر نیاز پر رکھکر لاؤن کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچاؤن لیکن
آنچہ رائے مولائے از ہمہ اولے ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا نوشیروان اس عرضی کو دیکھکر پھول گیا
غیر مذہب کو فرزند جان کر اپنے ملک مین طلب کیا حمزۂ عرب آسمان عربستان صاحب
شوکت و شان کمسن حسین جمیل آفتاب عالمتاب آسمان جرأت خورشید درخشان فلک ہمت جو
تاج و تخت لیکر حاضر ہوا شہر مدائن مین ہنگامہ تھا کہ قاتل حشام آیا دختر بلند اختر شہنشاہ گل رخسار
ملکہ مہر نگار بجان حمزۂ عرب پہ مائل ہوئین خنجر ابرو سے گھائل ہوئین حضور یہ باعث زوال دولت
سلطنت کیا بیان ہو کنیز نے تاریخ معتبر مین دیکھا کہ حمزۂ عرب نہایت صاحب غیرت شیر بیشۂ جرأت
تھا آخر مین باغ مراد مین اسنے بھی ملکۂ موصوف کو دیکھا دلدادہ و فریفتہ ہوا مگر آتش عشق کو کانون
سینہ مین مخفی کیا ہرچند گرمی عشق نے دل و جگر کو جلا دیا مگر اس ربط و ضابطہ نے اف نہ کی شہریار
اقلیم ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ ہفت کشور سے غرور مین اپنے زور کے باغی ہوا تھا
بارہ برس خراج نہ بھیجا تھا شاہ نے حمزۂ عرب کو حکم دیا کہ اگر ای فرزند تم لندھور بن سعدان کو جا کر
زیر کرکے ہماری خدمت مین حاضر لاؤ تمھاری اپنی دختر بلند اختر کے ساتھ شادی کرین شرف دامادی
سے تم سرفراز ہو شاہان ہفت اقلیم کو تمھارے مرتبہ پر ناز ہو شہسوار میدان یکہ تازی و سر فروش معرکۂ
جانبازی جفائین راہ کی جھیل کر جان پہ کھیل کر ملک ہندوستان مین پہونچا بعد معرکہ ہاے عظیم
لندھور کو اپنا مطیع کیا کہ مفصل یہ حال نوشیروان نامہ مین تحریر ہی یہ تو مجمل تقریر ہی ای شہنشاہ حمزہ
نے تو بخیر خواہی کی اپنی جان پر کھیلا لندھور کو مطیع کیا حساب کرکے بارہ برس کا خراج لیا مگر نوشیروان
کا وزیر دیگر بختک نام بدانجام بدکار بد سرشت متعصب اسنے شاہ کو یہ صلاح دی کہ حمزہ مرد مسلمان ہی

جب زیادہ زور پکڑیگا آپکی سلطنت پر دست اندازی کریگا خاص بر سر ہندوستان اُس لعون نے
حمزہ کو زہر دلوایا وہ تو صاف باطن تھا زہر سے بچا صحت پائی بختک نے یہان یہ بات بنائی ای شاہ
حمزہ ہندوستان مین مرگیا جوان دختر کا گھر مین بٹھانا بہتر نہین ایک بادشاہ موسوم بہ اولادبن مرزبان
خراسانی کو بحیلہ بلوایا اُسکی شادی کردی ملکہ مہرنگار صاحب عفت نے اپنےکو اُس سے بچایا عہد کیا
کہ بعد چھ مہینے کےمیری بارگاہ مین آنا اولادبن مرزبان کوچ کرکے اِس شرط پر ملکہ کو لیچلا راہ مین حمزہ
عرب نے خبر پائی بجرأت جاکر اولادبن مرزبان کو مارا ہرچند کہ عاشق تھا مگر ملکہ مذکور کو باحتیاط تمام
خدمت مین شاہ کی روانہ کردیا یہ کہدیا کہ جب شاہ خوشی سے میرے ساتھ شادی کر دینگے یہ شرف
حاصل ہوگا ایسی ایسی بے اعتدالیان شاہ نے حمزہ کے ساتھ کین آخر حمزہ نے لڑبھڑکر مہرنگار کو قبضہ
مین کرلیا بختک نے پھر تو فساد کامل شروع کرادیا دن بدن حمزہ کا عظم وشان بڑھا سلطنت
نوشیروان پر زوال آنے لگا حق بھی طرف حمزہ کے شریک تھا ملک عراق و اصفہان کوہستان شدرملک
کشور ملک یونان استنبول خرسند روم کل ملک مغرب وغیرہ حمزہ کے قبضہ مین آئے آخر مین شاہ بھاگ کر
ملک ترکستان تک پہونچا خاقان اعظم سلسال بن ڈال بن دیو بن شامہ جادو بہادر جنگجو شاہ کے
شریک ہوکر خوب لڑا آخر کی لڑائی مین خاقان اعظم نے فرار پر قرار کیا بختک کو خواجہ عمرو نے
جھلاکر مار ڈالا اور اسیر کیا کر شاہ کو اور اُسکے بیٹے بختیارک کو کھلا دیا تب نوشیروان عقل کر ملک
مدائن مین آیا حمزہ کو بعاجزی لکھا اب مین کبھی عمر بھر آپ سے جنگ نہ کرونگا صرف ملک مدائن کو
چھوڑ دیجے ملکوں اروی کا سلے دعا دیا کرونگا حمزہ نے عوض مین ایک ملک کے سات ملکون کی سند
لکھکر بھیجدی آخر بھی اتفاقا شاہ کے فرزند ہرمز و فرامرز کو بختیارک لیکر نکلا حمزہ پر خروج کیا حمزہ
نے انسے بھی مقابلے کیے بڑے بڑے شاہ پہلوان رستم زمان گرشاسب جہان شاہزادون سے
شریک ہوے کچھ حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوے کچھ مارے گئے بختیارک شاہزادون کو لیے
ملک بملک پھرا یہان تک کہ تا بہ باختر پہونچا خداوند ہرمزد شاہ باختری کی خدائی کے بڑے زور و شور
تھے ایک کرور چھ اسی لاکھ فوج پہلوانان زبردست کا ادنے موج حمزہ اُس ملک پر بھی لڑتا بھڑتا
پہونچا خداوند سے بڑے بڑے معرکے پڑے وہی بختیارک بن بختک خداوند لقا کا ندیم ہوا خداوند
لقا نے اُسکی صورت مضحک دیکھکر اپنی درگاہ کا شیطان قرار دیا اُسنے خدائی مین بھی فتور ڈالے ایسے رخنے

نکالے کہ قدرت سے ذلت شکست نہ کھائی ملک موروثی چھوڑ ناشل نوشیروان شہر بشہر قریہ بقریہ دیہ بدیہ
حمزہ کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ خداوند تھے ہر بادشاہ ہر ایک پہلوان برائے
مدد آتا تھا مگر حمزہ و فرزندان حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا وہی خداوند لقا عاجز و درماندہ ہوکر
آپ کے خراجگزار سلیمان عنبریں موے کوہی نامدار کے ملک میں بھاگ کر آئے ہیں حمزہ مع
اپنی فوج ظفر موج کے برسر مقابلہ ہی آپ کے ساحر بھی برائے مدد خداوند جاتے ہیں فرزندان عمرو
کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہیں اسی حمزہ کا بیٹا بدیع الزمان آپ کے طلسم میں آکر قید ہوا اسد غازی
نواسہ حمزہ کا اپنے ماموں کے چھڑانے کو آیا پانچوں عیار ساتھ آئے آپ کے سردار مہرخ و بہار
وغیرہ شریک ہوئے بیان کا حال تو سب سرکار پید روشن ہی دن بدن مسلمانوں کو ترقی ہی شاید خداوند
لقا نے مسلمانوں کے واسطے تقدیر بہبودی کردی ہی یہ حال مجمل جو ملکہ اسرار جادو نے سامنے افراسیاب
خانہ خراب کے شروع کیا اور آفتاب تقریر دلچسپ نے طلوع کیا دیدۂ دل افراسیاب کا منور ہوگیا
گوش ہوش مشتاق ہوا ہر مرتبہ کہتا تھا ای اسرار جادو حال عشق مہر نگار یا جنگ ملک باختر مفصل
بیان کر کیا کیفیت دلچسپ ہی عجب لذت ملتی ہی جی چاہتا ہی عمر بھر سنوں ملک و مال کے کاروبار ترک
کردوں اسرار جادو کبھی حال باختر میں الجھاتی ہی حال عشق دختر لقا ملکہ گیتی افروز کا سناتی ہی کہ قاسم
نبیرہ حمزہ نور چیدۂ خالق قدرت پر مائل ہوا کبھی عشق ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب ساتھ بدیع الزمان
کے ذکر کرتی ہی کبھی حال نبرد نگار مقام خدائی زبرجد شاہ دمشش و دمامہ کہتی ہی کبھی حال فرعونیہ
وساحر مشتمش وعیار یہاں سے عمرو مہرخ بیان میں لاتی ہی کیفیت دلپذیر عشق و جنگ کی معقول تقریر
سن سن کر افراسیاب کبھی جھومتا ہی کبھی زانو پر ہاتھ ملتا ہی کبھی کہتا ہی ای اسرار یہ کتابیں ہمکو منگادو
کتب خانہ شاہی سے نکلوادو ایک جلد روز پڑھا کروں جسکی مجمل میں یہ کیفیت ہی مفصل کی کیا لذت
ہوگی اب پھر ادل کو میں بے ہنر منشی احمد حسین قمر خدمت شائقین میں عرض رسا ہی کہ اول میں
اسرار نے افراسیاب کی توصیف کی وصیف کے بعد جب افراسیاب متوجہ ہوا کتاب دیکھنے سے غافل
ہوا تب اسرار نے اس مقدمۂ طولانی کو چھیڑ دیا مراد اس سے یہ ہی کہ اسرار ایسی باتیں کرتی ہی کہ
افراسیاب کو باتوں میں محو کردوں کتاب سامری نہ دیکھنے دوں حال یاران نہ دیکھنے پاے
ورنہ مدعاے دلی حاصل نہ ہوگا یاران عمرو صف شکن کوہ سے کرتا بہ گنبد نور نہ پہونچ سکینگی اسواسطے

بطول کلام ہے اسواسطے اس تقریر دلپذیر کا یہ انجام ہے مگر شعبدہ بازی فلک کج رفتار سے اسرار
جادو بھی غافل ہے یہ فلک ہر وقت بر سر گردش ہے نیرنگ دکھانے کی ہر وقت کوشش ہے نظم مصنف

فلک ہر گھڑی درپئے جنگ ہے
غم و رنج کھینچے مصیبت جو ہو
اگر شب کو شادی کا سامان ہوا
بجز رنج و غم عیش ممکن کہاں
کوئی گل خوشی سے جو خندان ہوا
کیا توڑ کر پائمال جفا
چمن میں جہاں گل کے انبار تھے

عجب گلشن دہر کا رنگ ہے
اگر ایک ساعت ملا ڈھنگ میں
تو وقت سحر شغل افغان ہوا
کبھی ہے خزان اور کبھی ہے بہار
ستم بڑھ کے گلچین نے اسپر کیا
اگر سرو نے سرکشی کی ذرا
یکایک جو دیکھا خس و خار تھے

کسی کو نہ دم بھر بھی راحت ہوئی
ہمیون کیا مجھکو غور و شین
فلک کی عجائب ہیں نیرنگیان
جو دیکھا تو لالہ بھی ہے داغدار
بھا رنگ غم اور حال جفا
وہیں اسپہ بدعت کا آرہ چلا
بیان تو بلیغ سبب میں اسرار

جادو نے دام قصص و حکایات میں افراسیاب کو پھنسایا کتاب کو نہ دیکھنے دیا مگر سپہر عیاری
بعد گرفتار کرنے ہوشیار جادو کے بشکل اسرار جادو پشت ماران پر سوار ماران بشکل اژدر
بعد کرتو و قرش باد تند نقب بجنسہ کو طے کرتی ہوئی جاتی ہے گھبراتی ہے کہ اب رات کم رہ گئی کیونکر خواجہ
کہاں تک تیز روی کروں بارہ کوس کی یہ نقب ہے پھر گنبد نور کی دیوار میں یہ نقب پہنچی ہے صناعان
چابکدست نے دیوار کو خالی کیا ہے بصنعت تمام نقب کو پہنچایا ہے یہ راستہ برابر ہے وہ راہ بلندی پر
ہے اب نشیب ہے وہ مقام فراز ہے ہر چند مجکو اپنی رہبری پر ناز ہے دیکھیے مقام تخل بدعت سے
کیونکر گزروں یا الٰہی جلد تا بہ گنبد نور پہنچوں طلسم کشا قبضہ میں آجائے تب تحفہ دکھاوے
یکایک دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک کمرہ نقب میں بنا ہے انتہا کی روشنی ہے ایک ساحر کریہ منظر
نحس پیکر میمون صورت طینت میں بدعت باہر کرے کے کھڑا ہوا ٹہل رہا ہے جیسے ہی اسکی نگاہ
اژدر پر پڑی پکارا کون آتا ہے ماران نے آواز دی اے تخل بدعت جادو راہ میں سے ہٹ
اسوقت میرے آنے میں بھید ہے ملکہ اسرار جادو پشت پر سوار ہیں ہم بشکل اژدر خونخوار ہیں براے
حفاظت طلسم کشا بحکم افراسیاب جاتے ہیں تخل نے کہا ملکہ جاتی ہیں کون روک سکتا ہے نانی امان
تمہاری مالک ہیں ہمیشہ سے اس راہ نقب کی سالک ہیں ایک ایک سنگریزہ یہان کا پہچانتا
ہے یہ حقیر بھی بخوبی جانتا ہے آپ ہماری افسر ہیں ہم سے سب طرح بہتر ہیں مگر ہم طرف سے شہنشاہ

طلسم ہوش ربا کے نقب پر معلوم ہین یہ شب شب قیامت ہی قول سامری جمشیدی ہی شمار فتنۂ جہان
کی تحریر لکھا بعید یہی ہی خیر سے اتنی رات کٹے دلمین دھڑکے ہین گردش سیارگان سے ڈرتے ہین
ملکہ ماران جواب دیتی جاتی ہی اور آگے بڑھتی آتی ہی لیکن خواجہ عمرو نے جسوقت سے نخل بدعت
کو دیکھا ہی یاقون مین شاخ نکال رہا ہی جڑ کی بات کہتا ہی کلام سے اُسکے ثابت ہوتا ہی کہ اسوقت
دانا ماران واسرار کا اسکو بار ہی بولتا جاتا ہی چونکہ ذلیل وخوار ہی دلمین خواہش ہی کہ گل حیات
طلسم کشا پامال ہو ملکہ بہار و باغبان قدرت کو ملال ہی جسوقت سے خواجہ نقب مین داخل ہوئے
ہین چست وچالاک وہوشیار ہیں تن چشم تیور پہ قہر وخشم جال حضرت الیاس کا کاندھے پہ ایک کاندھے
پر گلیم عیاری حلقہ ہائے کمند آصفائے باصفا بازوون پر پیشوائے حضرت داؤد کا کمر مین بجائے خنجر
تیور کو اُسکے دیکھ رہے ہین جیسے ہی ماران قریب آن کر پہونچی قصد کیا دب کر نکلجاؤن نخل بدعت
نے عمرو پر اپنا سایہ ڈالا خواجہ کے چہرے سے رنگ روغن عیاری کا اُترگیا نخل بدعت نے
ڈانٹا او ماران ساربان زادے کو ساتھ لیے جاتی ہی عمرو دُور کود کر کنارے اتنی جلدی آیا کہ جیسے
برق چمکتی ہی گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر چھپتی ہوا مگر نخل بدعت نے ماران پر گولا مارا ماران کے
گرد شعلۂ آتش آ گئے یہ تڑپ کے نکلی بصورت اصلی ہوئی برق بنکر نخل پر گری کہ اس ملعون کو قلم
کرون مگر نخل بدعت بلا سے روزگار ساحر قدیم ساحر ہی فنون سحر سازی سے بخوبی ماہر ہی اپنے کو بچا
للکارا کہ او ماران تو نے غضب کیا ہم تو جانتے تھے کہ سامری نامہ مین صاف لکھا ہی کہ عمرو
اس راہ سے ضرور آئیگا جب تو ہم نے اپنے اوپر سحر کر رکھا تھا کہ کسی صورت پر آئے ہمارے سایہ
سے صورت تبدیل ہو جائے لُٹتا جاتا ہی اور چار جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہی حیرت ہی کہ
ساربان زادہ کہان گیا پشت اژدرے اُڑتے اُڑتے غائب ہو گیا ماران نے دو چار حربے ایسے
کیے کہ نخل کو زخمی کیا قتل نہ کرسکی ایک مرتبہ ججوم کر یا سامری کہا دو تیر طرز مین پر مارا ماران لہرا کر
زمین پر گری زبان بند ہوگئی چہرہ اُداس مُردنی مُنہ پر چھا گئی یہ چاہا تیغۂ سحر کھینچکر چاہا کہ سر
کاٹ لون پھر عمرو کو ڈھونڈھون ماران تڑپی دل کو رجوع کیا اور کہا اے خالق بے نیاز جان
بچالے مصیبت سے نجات دے قطعہ

لطف تیرا عام ہی کرم حسنہ | ہو کرم سے ترے چشم کرمت | مجسم عاجز ہون کرنگ تقویت

تو ہو خالق تجھے ہے یہ مسلّت — دیگر کیا سیہ کاری نے منہ کالا کیا — بات کرنے کا نہیں تجھ مقدور رہا
رحم کر خاکِ ذلت سے اٹھا — میری عقد جسم کی تخصیص کیا — دیگر ہو رہے ہیں ہم جو دوری خطب
سر پہ اعمال لائے ہیں غضب — رکھتے ہیں چشم عنایت تجھے سب — تجھ سوا کس سے کہیں احوال اب

نخل نے چاہا کہ سر یاران کا کاٹ لوں خواجہ عمرو پہلو میں گلیم اوڑھے کھڑے ہیں دل کو تاب
نہ باقی رہی فوراً گلیم سر سے اتاری سامنے سے ٹوک کے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار رضا جعفرا — ہمے کرتے کا تنہا ہی جہان — تراشندۂ ریشِ کفار ہوں
زمانے کا مکار غدار ہوں — ہوا تیز رفتار ہو کر قدم — صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش گر — بنانے مری گرد پاپوش کو — دوندہ جہان گرد طرار ہوں
جہان گیر عالم کا عیار ہوں — ادھیچا کیا کرتا ہے خبردار عورت پر کیا وار کرتا ہے مردان نما اسے

آنکھ چار کر ادھر دیکھ ہمسے آنکھ ملا ہمارے سامنے آ نخل غصہ میں بیٹھا عمرو بار تو بیچ ہی چکا تھا
ہتوڑا حضرت داؤد کا سر پر مارا نخل بدعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مر کر گرا لاشہ
تڑپا اندھیرا چھایا صدائے گیرودار بلند ہوئی روح ساحری دردمند ہوئی آواز آئی کشتی ہا
نام من نخل بدعت بود افسوس جان دادیم و مردیم و مطلب خود نہ رسیدیم ہائے نخل بدعت
کو قتل کیا نخل شباب سے پھل نہ پایا بہار عمر پر خزان آئی خزان نے صورت دکھائی اس
ہنگامے میں ماران اٹھی کھڑی ہو کر پیٹنے لگی سر زمین پر دے مارا کہا خواجہ غضب کیا اسکو کیوں
مار ڈالا عمرو نے کہا وہ مجکو قتل کرتا تھا اور میں کیا کرتا اُسنے کہا خواجہ جبری قیامت ہوگی اُسی
کے ہاتھ کا بنایا ہوا ایک نخل باغ سیب میں افراسیاب کی بارہ دری کے سامنے ہے وہ اب
جل جائیگا افراسیاب دوڑا ہوا آئیگا جلدی گنبد نور پر چلو ہائے اب نانی کو بیری مار ڈالیگا ہرگز
زندہ نہ چھوڑیگا عمرو کے بھی ہوش اُڑ گئے کہا بی بی جلدی چلو ماران و عمرو دوڑتے ہوئے
زیر گنبد نور پہونچے دیکھا اندر دیوار کے اوپر گنبد نور کے جانے کا راستہ بنا ہے اب عمرو آگے
ماران پیچھے عمرو صورت بدلتا ہوا یعنی رنگ روغن عیاری کا لگاتا جاتا ہے صورت افراسیاب
بنانا منظور ہے گنبد نور میں بارہ جلاد اسعد اور مہ جبین کے نگہبان ہیں ہر وقت سر پر تلوار کھینچے
موجود رہتے ہیں حکم ہے افراسیاب کا اول تو یہاں کوئی آ ہی نہیں سکتا اگر سوائے میرے

کوئی آئے فوراً اسد و مہ جبین کو قتل کر ڈالنا عمرو تو صورت بنکر افراسیاب کی گنبد نور مین نکلا
جاتا ہی سو دو سو قدم کا راستہ باقی ہو مگر وہان رات قلیل ہی بلکہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہی اسرار
جادو نے رات بھر افراسیاب کو دام کلام مین پھنسایا یکایک آسمان سے ایک شعلہ بھڑک کر
اسس محل پر گرا جلنے لگا افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا او اسرار حرامزادی تو نے مجھکو کتاب
نہ دیکھنے دی صاف ظاہر ہی کہ تو مسلمانون سے ملگئی ارے ہمنے نگہبان نقب مار گیا سوائے
تیری فواسی کے عمرو کو وہان کون لیجاتا اب معلوم ہوا کہ قتل عمرو مین بھی تو نے مجھکو دھوکا دیا وہ کوئی
اور تھا جسکو تو نے قتل کروادیا یہ کہکر غصہ مین اشاکہ مین جاکر گنبد نور پر دیکھون ابھی ابھی محل بدبخت
سرا ہی جب تو شعلہ اس محل پر گرا ہی اسرار جادو کے ہاتھ مین اسباب سحر تھا افراسیاب پر پھینک مارا
گئی تلوارین لگی چھریان کٹاریان افراسیاب پر گرین یہ بھاگ ماتا ہی چوٹ جسم مین لگی مو سے بدن بھی
میلا نہوا اف کہکے اٹھا وہ سحر سب باطل ہوگئے دامن سے افراسیاب کے گلا اسرار جادو کا بندھ گیا
افراسیاب تو اڑکے طرف گنبد نور کے چلا اسرار جادو مثل چھپکلی کے لٹک رہی ہی مثل ماہی بے آب
پھڑک رہی ہی مگر رہا نہین ہوسکتی وہان عمرو در وزن دیوار توڑ کر منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا کہکر نکلا جلادون
نے جو افراسیاب کو دیکھا جھک کے سلام کیا عمرو نے زنبیل جیب مین سے مشت زر نکال کر جلادون
کو دیا کہا تم لوگون نے خوب حفاظت کی ایک ایک کو شہرونکا بادشاہ کرونگا یہ تو لیسین تقسیم کر لو رات
بھر جاگتے ہو ایک ایک جام چیدہ شراب قمر سامری کی ہی اپنی جیب مین سے گلابی نکالی ایک ایک
پیالی بارھون کو پلائی پیتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرے اسد و مہ جبین کو عجب حال پر ملال مین دیکھا
اسد غازی کے بال بڑھکر سے گذر گئے ہین ناخن جو رشک ہلال تھے بدر کمال ہوئے آنکھین
مثل نرگس بیمار نحیف و زار مہ جبین کے چہرے پر ہوائیان دونون کے پاؤن ہاتھ مین ہتھکڑیان
بیڑیان صورتین دونون کی دیکھ کے عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا مگر تعجیل جال مار کر دونونکو ادھر تو عمرو نے
نذر زنبیل کیا جلادون کے سر کاٹے مٹھیون مین انکے اشرفیان تھین ہاتھ مڑوڑ کے چھین لین عمرو
تعجیل کرکے طرف ماران کے پہنچا کہا اسے جلد لیچل اور افراسیاب مثل شعلہ جوالہ بر سر گنبد نور گرد کا ہالہ
جادو وان سے بندھی لٹک رہی ہی چالاک شکل ملکہ حیرت جادو گلدستہ سحر ہاتھ مین کنیزین گرد تخت
کو اڑاتی ہوئی قریب گنبد نور پہنچا ہی ایک طرف سے برق بصورت مصور گٹھہ تصویرون کا لیے ہوئے

قران بصورت ابرلیق سحر کے پتھر ہاتھ مین ضرغام بشکل سرمار برف انداز روئی کے گالون پر قطرے
پانی کے پڑے ہوے سرمار اصلی کے بنائے ہوے جانسوز بشکل خدمتگار پہلو مین گرد چند مصاحب
ان سبھون کے تخت اڑتے ہوے ساحرون کے سحر سے قریب گنبد نور پہونچے مین جیسے ہی افراسیاب
مثل برق کڑکا بصورت شعلہ جوالہ حیرت کو دیکھکر آواز دی ای خاتون بڑا غضب ہوا عمرو یقین ہے گنبد نور
مین پہونچا اسرار نگوڑی اسنے رات بھر مجکو کتاب نہ دیکھنے دی قصص و حکایات مین بہلائے رہی جد گنبد نور
کی خبر لے چالاک نے کہا شہنشاہ بہت خوب لائیے اسرار جادو کو تو مجھے دیجیے افراسیاب جادو
نے بائین ہاتھ سے اشارہ کیا اسرار کی گردن بندھی ہوئی تھی دامن اٹھا لیگیا تخت پر چالاک کے
گری یہ سب عیار تو تخت اڑاکر قریب افراسیاب کے آئے جب اسد و مہ جبین کو عمرو اپنی زنبیل مین
رکھ چکا تھا غضب مین پہونچکر سفید مہرہ بجاکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو گزان استاد عیاران عالم

سراپا دانش و عقل مجسم ببلغ دین زکرش آبیاری جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار عمرو آن شاہ عیاران عیار آہ ساحران بجا مین نے اسد

و مہ جبین کو اپنے قبضہ مین کیا ای ساحران مطیعان اسلام اگر آمادہ جانبازی ہو نکل جاؤ خدا کا فضل
شریک حال ہوا اسد نامدار عالی وقار نبیرۂ حمزہ شہسوار میرے قبضہ مین آیا یہ جو خواجہ عمرو نے اندر سے
نعرہ کیا بہار و باغبان وغیرہ جو آسمان پر اڑ رہے ہین انکے بھی کان مین یہ صدائے جانفزا روح بخش
فیض انتما پہونچی ہاتھون مین اشیاء سحر اس ارادہ سے تھے کہ افراسیاب پر سحر کرینگے اب وہی اسباب
فوج کفار پر پھینک مارے مگر چالاک کہ بصورت حیرت تخت زرین پر ہے اسرار جادو کو افراسیاب نے
اپنے دامن سے جھٹکا کہا ای حیرت لینا مین گنبد نور مین جاؤن یہ کیسی آواز حیرت خیز آئی ہے زمین کیون
تھرائی ہے چالاک نے بچالاکی اسرار جادو کو لیا ہوا افراسیاب کے تخت پہونچ ہی چکا تھا آواز عمرو
کے سفید مہرے کی سن رہا تھا دس جلاب دس انگلیون سے منہ پر افراسیاب کے ماردیے پہلے سے برق
بصورت مصور و قران بصورت ابرلیق و ضرغام بصورت سرمار ان سب نے اشیائے بیہوشی افراسیاب
پر مارے افراسیاب تو الٹ گیا قلعلکین کھاتا ہوا چلا مگر بیہوش ہوتے ہوتے ہاتھ جو ہلا دیا تخت
عیارون کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے مگر اسباب سحر ساحران مذکور کے جو انکے پاس تھے یعنی چالاک نے گلدستہ
حیرت پھینک مارا آواز دیکر ای ساحرو یہ جو شہر ناپرسان مین فوجین تیار ہین انکو جلادو اور اپنے

نام کا نعرہ بھی کیا منم مہترین عیار چالاک بن عمرو نعرۂ چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک
چو آید باد گردد تیز گامم

قران نے نعرہ کیا نعرۂ قران
سریع السیر چون ابر بہاری

بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم

بیاری من آنم چست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری
ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ

کیا برق بھی پکار اٹھا نعرۂ برق منم برق رفتار و خنجر گذار × منم یکہ لیکن گران بر ہزار +
بہار و باغبان وغیرہ نے دیکھا کہ ان لوگون نے انتہا کی جرأت پیدا کی کہ ساحران مذکور کی شکل
بن کر ہوا پر تھے اسباب سحر تو اپنے اپنے پھینکے مگر افراسیاب کا ہاتھ جو ہلگیا تخت سب کے ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے زمین پر یہ سب گر پڑے اور اسرار بھی الٹی لپٹی جاتی ہے کوک کوک کے گرے عیارون کی
کمر مین پنجے دیے چالاک نے کہا ملکہ اسرار کو لینا یہ بھی ہماری طرفدار معلوم ہوتی ہے افراسیاب مین
مبتلا ہے ایک ساحر نے اسکو بھی پنجہ مین دبایا یہان قیامت برپا ہے ابریق سنگدل کے سحر کے پتھر
شہر ناپرسان مین برس رہے ہین سحر حیرت سے شعلہ ہاے آتش گر رہے ہین گلدستہ مین اسکے
شعلۂ جوالہ بھرے ہوے تھے ناریون کو جلانے لگے قران نے تصویر ہاے مصور کو پھینکا اسنے یہ
نقشہ کیا مثل تصویر تصویر ہو کر بلا زمان افراسیاب گرنے لگے سرکشون کے سر چیرنے لگے سحر سرما
نے برف برسائی گرم مزاجون کو ٹھنڈا کیا بچھاؤن پر سر منڈاتے ہی اولے پڑے سے ٹھنڈے جہنم مین ہو گئے
سرتہ تو عیارون کو مع اسرار نجون مین دبا کر طرف اپنے لشکر کے چلے جب عمرو نقب مین اترا ماران
نے سحر کرکے طبقہ زمین کا الٹا دیا عمرو کو ساتھ لیکر طرف لشکر ظفر اثر کے مثل باد صرصر بھاگی مگر خوف سے تھرا رہی
ہے یہان شہر ناپرسان مین رات بھر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ قوس و مواج بن گرداب آدم خوار و نظمہ
صد گوش دریا نوش و جیحون جادو و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و بدسرشت و بدخو دخان سیہ رو
و ملکہ عقاب آسمان سیر و ملکہ شبرنگ سیاہ پوش و ساحر لاثانی و قواق کہربا پیشانی و طیران
و سیران گوشہ گیر و ملکہ شیخ و شنگ و ملکہ زعفران عجائب رنگ و قتال جادو و مشعال
جادو و بابیل جادو و ہابیل جادو و شریر جادو و ضریہ جادو و منیر آسمان نشین و ملکہ
شور انگیز جلالت آئین و قلماق اژدر پوش و سالار منیوش و ملکہ طنبور سحر ساز و ملکہ عندلیب
نغمہ پرداز وغیرہ رات بھر نہین اپنی بارگاہون مین جاگی ہین دو گھڑی رات رہے سے جلادون

خرس طینت و میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت سیاہ رو بدخو تیرہ درون حاضر ہین آرہ کش
شکنجہ کش چشم کن سینہ شگاف پھر رہے ہین دارین استادہ ہر سر کشی جلاد سب سے زیادہ منتظم حاجب
جاہ و حشم شہنشاہ ظلم و ساحر پرفن شہنشاہ قوس سحر ہوتے ہی بارگاہون سے نکلے تھے کہ یکایک
یہ قیامت برپا ہوئی چونکہ براے انتظام کل شاہان و ساحران بدانجام اپنے خیمون سے باہر آچکے تھے
دیکھا کہ شہنشاہ آسمان سے یون چلے آتے ہین نیچے سراوپر پاؤن اور عیارون کے نعرے ہوے
برف و سنگ و خنجر و تیر و تبر برسنے لگے لاکھون بجیا واصل جہنم ہوے صداہاے گیرودار تا بہ فلک
پہونچی زمین تھرانے لگی چونکہ یہ سب ساحران زبردست ہین بادۂ سحر و ساحری سے مست ہین حیران
و پریشان لاکھون لاشہ پھڑک رہا ہے کہ ابر تیرہ و تار کڑک رہا ہے رعد کی گرج برق کی چشمک دنی
تیرون کی بوچھار ساحران زبردست نے تعجیل تمام بخیال انجام سپرین سحر کی فوراً تیار کین اِن
آفتہاے آسمانی سے اپنے کو بچاتے تھے کبھی گھبراتے تھے کہ یہ کیا قیامت آشکارا ہے غل ہو کہ
اب جان بجنا دشوار ہے کوئی کہتا ہے خداوند لقا کو غصہ آیا تقدیر برعکس کی سفت مین ہم غریبون کے
جان پر بنی کسی طرف شور ہے یا آلات اے حضرات علی توبہ کرتے ہین آپ کے بندے مرتے ہین دست
و ستگیری ہو کوئی سامری جمشید کو پکارتا ہے بعض گھبرا کر کہتے ہین ان سب پر لعنت کرو یہ سب خداوند
بڑے ظالم ہین اپنے بندون کی تباہی کا افسوس نہین کسکو پکارین کس سے فریاد کرین رات سے
بازاری بدمعاش جمع تھے بڑے بڑے پہلوان ڈنڈپیل سن چکے تھے کہ بروقت قتل اسد
ضرور لڑائی ہوگی مال لوٹینگے آج کے وعدے پر مہاجنون سے قرض لیا تھا ان سب صاحبون
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آپس مین کہا لو بھائیو غدر ہو گیا اسوقت نہ داد ہے نہ فریاد ہے مطلب حاصل
کرو جسکا مال ملجاے لوٹ لو اپنا ہیگا نہ کیسا کسی نے کسی کی پگڑی اچھال دی مرافونکی دوکانون کی
تھیلیان غائب ہونے لگین شہر نا پرسان لٹنے لگا دوکاندار رام رام کہکر بھاگے بعض جافتکاران شہر
شوالون مین گھس پڑے بت سونے چاندی کے قبضون مین کیے برہمن پتھری دھوتیان باندھے
ہوے پوتھیان پھینک پھینک کر بھاگے جلاد اپنے گلے کاٹنے لگے مگر افراسیاب زمین تک پہونچا
تھا کہ تپلہ فولادی زمین سے نکلا شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کو لپٹ گیا گود مین لیکر چیٹاپانی کا
مارا افراسیاب نے آنکھ کھولی یہ قیامت برپا دیکھی ساحر جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہین

پتھر برستے ہین ساحر جان بچانے کو ترستے ہین ایک سمت برفباری اہالیان فوج کی بیقراری افراسیاب
نے اُٹھتے اُٹھتے ایک لرزۂ کوہ شگاف کیا دیکھا نہ حیرت ہے نہ سرمایہ ابریق نہ مصور مگر سحر آنکے
پتھر برسا رہے ہین برف گرا رہے ہین وہان بوقت سحر صرصر و صبا رفتار جو درختون سے بندھی تھین کلاہ کشون
نے آکر انکو کھولا یہ دونون بحواس افتان و خیزان اس مجمع مین آکر پہونچین دیکھا دریا خون روان
بہ رہا ہے افراسیاب سنم سنم کہہ رہا ہے بھاگ کر در بارگاہ حیرت پر آئین دیکھا در بارگاہ پر شاہی خوف
سے نگہبان بھاگ گئے یہ دونون پردہ اُٹھا کر اندر آئین دیکھا بی حیرت دوشالہ تانے سو رہی ہین
خیال کر کے دیکھا دماغ پر بھی بیہوشی کی اثر پھیلی ہے دونون پیٹنے لگین بی اُماکی منہ دھلا کر کہا بی جلد
اُٹھیے سارا شہر قتل ہو رہا ہے صاف ثابت ہے کہ مسلمان آپڑے سحر ہو رہے ہین آپ کی فوج والے
رو رہے ہین لاکھون بھاگے لاکھون مر چکے شہنشاہ کو سنا زمین پر گرتے تھے حیرت نے رو کا شاہان
اولوالعزم اپنے کو بچاتے ہین سرداران لشکر گھبراتے ہین حیرت آنکھین ملتی ہوئی کہتی ہوئی چلی آگ سب لگا
اس سلطنت کو کسی غریب کے گھر بیاہی جاتی ماش کی دال روٹی کھاتی آرام تو پاتی نگوڑے مسلمانو
نے دن سوجھے نہ رات نہین معلوم مجھکو کون بیہوش کر کے ڈال گیا مین کیا جانون صبح ہوتے ہی کیا اندھیر
ہوا ناگاہ ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی کہا ملکہ جلد چلیے شہنشاہ خفا ہوتے ہین آپ کے سحر نے آگ لگا دی
ہزارون جل گئے لاکھون جانین بچا کر بھاگے یہ سنکر حیرت گھبرا کر دوڑی اس عرصہ مین صرصر و صبا رفتار
خیمۂ مصور مین پہونچین دیکھا مرشدزادے ننگے چٹائی مین لپٹے کھڑے ہین صبا رفتار نے کہا
اُستانی صاحب دیکھیے یہ کیا سامان ہے صرصر نے کہا یہ نگوڑا ننگ خاندان ہے ہمیشہ جامے سے باہر
رہتا ہے عیارون کی خباثت ہے صرصر نے منہ پھیر کر چادر اوڑھایا منہ پر چھینٹا پانی کا مارا مرشدزادے
نے گھبرا کر آنکھ کھولی صرصر و صبا رفتار کو سامنے پایا سمجھا عیاران اسلام مجھے مارنے آئے ہین چاہا
دوڑ کر دو چپڑ مارے صرصر نے کہا مرشدزادے ذرا ہوش مین آیئے شہنشاہ کے پاس چلیے دیکھیے آپکی
تصویرون نے کیا نقشہ کیا ہے ہم صرصر و صبا رفتار ہین مصور گھبرایا جامے سے باہر تھا اب لباس
پہنا گھبرا کر پوچھا کہ اسد قتل ہو گیا عیارنیون نے کہا باہر تو چلیے زیادہ نہ چھیڑیے مصور جلدی لباس
پہنکر بیرون بارگاہ نکلا دیکھا قیامت کا ہنگامہ ہے اس عرصے مین صرصر و صبا رفتار نے جا کر سرماد ابریق
کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی دونون آنکھین ملتے ہوئے گھبرائے ہوئے بدحواس کہتے ہوئے کیون ملکہ خیر

تو ہی صبا رفتار نے کہا چلو تم لوگ یہان بیہوش پڑے تھے سحر نے تمھارے قیامت برپا کر دی یہان
افراسیاب کھڑا ہوا فوج والون کو بچا رہا ہی سحر دفع کرتا جاتا ہی آگ بجھانے کو پانی برساتا ہی برف
پر برق چمکاتا ہی کہ سامنے سے ملکہ حیرت پیٹتی ہوئی پہونچی افراسیاب نے کہا کیون اے حیرت ناک
تیری کاٹ لون تیرے سحر نے لاکھون کو جلایا حیرت نے کہا شہنشاہ مین تو بیہوش پڑی تھی سحر تو مین نے
واسطے مسلمانان بنایا تھا کہ صبح کو زیادہ شفقت ہو مسلمانونکو میرے فسون سے ہلاکت ہو سرماد ابریق و
مصور بھی پہونچے افراسیاب نے کہا او ہامرشد زادے بڑے حرامزادے ہو اپنی تصویرونکو تو روکو مصور
نے کہا زبان سنبھالیے بیہودہ بات منہ سے نکالیے نانا دادا سے کہکر سارا طلسم مٹوا دو لگا افراسیاب نے کہا تمھارا
نانا دادا بیچارے کیا تھے الٹی پلٹی نالایق تدبیر کرتے ہین ایک مسلمانون کا خدا ہی یا ایسے نامرد ہین ایک
سے پونے دو سو ڈرتے ہین آپ کو کچھ معلوم بھی ہی شاید طلسم کشا چھوٹ گیا پھر بھر کا ل افراسیاب و مصور
و حیرت و سرماد ابریق نے ملکر وہ جو سحر سے آفتین برپا تھین انکو ہٹایا اب جہان تیرہ و تار روشن
ہوا افراسیاب کو پرچۂ اخبار گزرا کہ بارہ لاکھ جادوگر مر گیا کچھ برف مین ٹھنڈے ہوے کچھ آگ کی سوزش سے
جہنم مین گئے ہر طرف گریہ وزاری بلند ہی کوئی کہتا ہی باپ مارا گیا کوئی کہتا ہی جوان بیٹا موا کوئی کہتا ہی بھائی
تو نے شباب مین جان گنوائی کہیں بیبیان سر پیٹ رہی ہین شہدے بچے نو بیون کو لے گئے افراسیاب نے
سرماد ابریق سے کہا ان سب کو چپ کرو خاموش ہون لاشے جلد اٹھوا و بدولت جا کر گنبد نور مین تو
دیکھین اگر حرامزادی یاران خواجہ عمرو کو لے کر راہ نقب سے پہونچی جلادون پر تو حکم ناطق تھا کہ سوا
میرے جو کوئی آئے اگرچہ میری زوجہ بھی ہو اسد و مہ جبین کا سر کاٹ لینا دیکھین ان بیچارون نے کیا کیا
سرماد ابریق وغیرہ چوب و چماق لیکر دوڑے اس بدعت مین ہزارون کے سر پیچے لاشے اٹھوانے مین مصروف
ہوئے جنگل تمام لاشون سے معمور ہو گیا افراسیاب بقہر و عتاب چرخ مار کر بالاے گنبد نور آیا آکے دیکھا اسد
و مہ جبین نہ مار و جلادونکے سر کٹے پڑے ہین گھبرا کر نقب مین پھاندا دیکھا بیچ مین سے طبقہ ٹوٹا ہوا ہی لاش
نخل بد بخت پڑا ہی نقب کی عمارتین برباد یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر تہو غضب مین کانپتا ہوا بیرون
نقب آیا تمام حاکمان ذر بند متردد و متوحش ایک مقام پر کھڑے ہین سب کا افسر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ
توسن و ملکہ فیروزہ و دخان سیہ روا بیہین اشارے کنائے کر رہے ہین نیلم کہتا ہی شہنشاہ کی
غفلت حد پہونچی سردارون کو لیون ہزار کیا سب نامی نامور مارے گئے طلسم راز دار جا کر شریک مسلمانان ہو

قید اسد غازی کا انتظام نہو سکا ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ توسن کیلیے منتظم ہین کون کون صاحبین
بھائیصاحب کے سپرد ہین اگرکہین چھوٹ جائین تو طلسم ہوشربا کی خاک اڑادین شہنشاہ ہوشربا کی
زندگی دشوار ہو جائیگی کار رفتہ نسلے ہر شخص کو رنج و ملال ہو پہنچے بھلا چھڑانا تو مشکل ہے اتنا تو کوئی دریافت
کر دے کہ ہمارے بھائی صاحب کے زندان مین کون شخص قید ہے قیدی کا کیا نام ہے اُسکے قید کرنے سے
کیا کام ہے نہ محافظ ہین نہ نگہبان اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر ہو کر ہفتہ مین خود ایک مرتبہ تشریف لیجاتے ہین
اپنی آنکھون سے قیدیون کو دیکھ آتے ہین مصور جادو تو ایک اُلو کے پٹھے ہین کہا اے بادشاہ عالیجاہ
وہ کونسے قیدی ہین جو شہنشاہ توسن کے سپرد ہین بادشاہ ملک ہین یا گردہین شہنشاہ توسن نے ہنسکر
کہا مرشد زادے ازراہ اکرام تو قیدی کا آپ نے سنا اُسکا نام لینا کیونکر مناسب ہے اور آپ بخوبی آگاہ ہین
اسوقت خیال مین نہین ہے آپ ہی بزرگون کی صلاح سے وہ لوگ قید ہوے مگر عرض کرتا ہون مثل
باغبان وغیرہ اگر ہم شہنشاہ سے باغی ہو جائین ایک ہفتہ مین طلسم کا کام تمام کردین مگر شہنشاہ کے راز دار
ہین اس سلطنت ہوشربا کے ہم خود مالک و مختار ہین کل مہمات ہماری رائے سے ہوتے ہین ایک
قید مین طلسم کشا کی ہمنے دخل نہ دیا دیکھیے کیا انجام ہو ملاحظہ کیجیے شہنشاہ گنبد نور سے آتے ہین
مردونکی خبر لاتے ہین یہان تو یہ باتین ہین توسن و نیلم کی باتون پر کل سردار ہنس رہے ہین افراسیاب
پر ضحکہ ہے کوئی کہتا ہے غافل ہے کوئی کہتا ہے بالکل جاہل ہے کوئی کہتا ہے انتظام نہو سکا ایک کہتا ہے اسد کو
عمرو چھڑا لیگیا کچھ نہو سکا ایک کہتا ہے کیا غضب کے عیار ہین آسمان پر اُڑ رہے تھے بیہوش کرکے شہنشاہ
کو بھاگے کیا غضب کر گئے لاکھون کی جان گئی کیا قیامت کا ہنگامہ تھا چند کس جو بچگئے یہ بھی عنایت
لات و منات ہے صبح کو یہ نہ سمجھ مین آتا تھا دفتہً ذکر رات ہے یہ باتین تھین کہ افراسیاب غصہ مین بھرا ہوا
منہ مین کف بھرا ہوا پیشانی پر شکن دریاے قہر موجزن جیسے ہی قریب آکر پہونچا نیلم و توسن نے براہ
ضحکہ مسکرا کر پوچھا کیون شہنشاہ کیا طلسم کشا چھوٹ گیا عمرو کیونکر پہونچا کس نے سراغ لگایا اس راہ کو
کون جانتا ہے عمرو کی کس نے رہبری کی کس سرکش نے خودسری کی افراسیاب نے جو سب کو مسکراتے
دیکھا فرط قہر و غضب مین تاج کو کج کرکے مونچھون پر تاؤ دیکر کہا اے جاہلان و رندہ طلسم ہوشربا اے نادانان
مالک عجائب دنیا بدولت کسی صاحب کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین اگر اُف کرون تمام کوہ و دشت کو
جلادون اگر دعوی خدائی کرون مردے کو زندہ زندہ کو مردہ کر دکھاؤن اگر علوم نیرنگ و شعبدہ پر آجاؤن

فلک ہفت پیکر کے چھکے چھڑا دون سب صاحب بخوبی واقف ہین چند کس ناواقف ہین اپنے بزرگون سے
سنا ہوگا جس روز بادولت دریاے نیل پر پہونچے لوح طلسم کی تلاش تھی آپ سب صاحب فرماتے تھے
ای شہنشاہ دریاے نیل پر نہ جائیے بچ لینے کے سودے مین نہ پڑیے وہ مقام عجائب وغرائب ہے دریاے
قہار وپر مصائب ہے ہر ساحر نے وہان سے کنارا کیا اسکا ڈوبنے والا کبھی نہ ابھرا ایک ایک موج
آگ کی گرداب قیامت ایک ایک قطرہ محیط آفت نہنگان دریا سنگین مکار دیل مچھلیون کی ہیبت سے
کماہی کون آگاہ ہے اس منزل جوش وخروش مین کسکو بیم وراہ ہے حباب بھی آنکھین نکالتا ہے مستغنا ہے کہ
قہر وغضب مین بگھور رہا ہے ہر وقت کف لاتا ہے مردم آبی کو ڈراتا ہے مقام خوفناک پچھل کنارے سے کنارا
بہتر خوف تباہی جہاز عمر رواں ہے ہر ایک موج شمشیر بران ہے گرداب حلقہ ماتم گھاٹ اسکا نکوارا گھاٹ کر
پاٹ اسکا چادر چرخ نیلی کا پاٹ ہے ہزار ہا اسمین جانور آدم خوار زمین وہان کی ناہموار مگر بادولت نے
کچھ خیال نکیا بجوش وخروش پہونچا صاحب لوح تہتہیہ فیل سر قدو قامت مین دیو کا ہمسر قہقہہ کا مارنا کیا
ہنسی تھا سب صاحب فرماتے ہین اسکو کیونکر نکال کر لایا مثل کرپاس کہنہ کے چیر پھاڑ کر پھینکدیا
اسوقت سب صاحب مضحکہ کرتے ہین بادولت بہرام فلک سے نہین ڈرتے ہین اگر سرداران خواجہ عمرو
وعیاران نامور لشکر نگہداران بڑا کام کر گئے ماران نے عمرو کو راہ نقب سے تا بہ گنبد نور پہونچایا اسرار
جادو نے شب بھر مجھکو قصص وحکایات مین معروف رکھا کتاب نہ دیکھنے دی شی جستجو کی اب آپ سب
صاحب دیکھین سب باغیون کو چشم زدن مین لاتے ہین دیکھون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہین
اسوقت آپ سب صاحبونکے بوج تبسم نے خنجر بران کا کام کیا اس ہنسنے نے زخم جگر پر نمک چھڑکا ان
کلمات قہر آیات افراسیاب سے بڑے بڑے ساحر جو موجود ہین اور اپنے کو سامری زمان اور جمشید عہد
جانتے ہین ایسے ویسے کے سحر کو کب مانتے ہین غصہ دیکھکر افراسیاب کا کانپنے تھرانے دیکھا حقیقت مین
افراسیاب کی صورت بدل گئی چہرہ سرخ ابرو پر بل آستین تا بمرفق چڑھائے آنکھین جوش قہر وغضب
سے اُبل آئین شعلۂ جوالہ یا جہنم کا جلا ہوا کندہ معلوم ہوتا تھا یہ کہتے کہتے صرف رشک دیکھے تھرون سے
سب کی غائب ہوا سب کے طائر ہوش اڑے حیرت نے پریشان ہوکر بال کھولدیے ڈوپٹہ منھ پر رکھکر
رونے لگی کہا صاحب غضب ہوا ایسا غصہ مین کبھی شہنشاہ کو مین نے نہین دیکھا اکیلے گئے ہین مسلمانون مین
صرف سترہ سو سردار ہین جھوٹن عیار مکار رضدار ہین ایسا نہو کہ میرے وارث کو کسی دام مکر مین پھنسائین

آپ لوگوکیا مفسحکہ کرتا مست ناگوار ہوا آج یہ سحر تو آشکار ہوا دیکھتے دیکھتے غائب ہوئے مین نے ٹھہر لگی
جالک اپنے وارث کی خبر ہوگی برے وقت مین جاکر شریک ہون مجھے اپنے راج سہاگ کا ڈر ہی ارا کین
طلسم ہوش ربا کا بارگاہ عمرو مین گذر ہی سیر وارث تنہا ہی نکلا ہون نے ایکا کیا ہی یہ کہکر آگے آگے حیرت
پشت پہ اٹھارہ سو تاجدار گرد گرد نکش ساحران یکتا ناظمان ہر بند طلسم ہوش ربا ساحر بیشمار غول
کے غول غٹ کے غٹ چلے آتے مین ٹلتے زمین کے تھراتے مین عیار نچیون کو حیرت نے اشارہ کیا
کا ای کمبختو ذرا بڑھکر خبر لو جو کچھ وہان گذرے دمبدم کی کیفیت سناؤ یہ سنکر صرصر و صبا رفتار و شمیمہ
لقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین چنگل کش صورتین بدلکر مثل باد صرصر کے بھاگین دو کلمہ
لشکر عمرو کے سنیے ساقی نامہ

ہی روز الست کے شرابی
ہے جام ابھی سلامی کا
ہے میری دعا کے لینے والے
ملوادے دختر عنب سے
نظرون ہی مین دیکھکر چلی جاوین
بھر جاے خوشی سے شیشۂ دل

ساقی ہو کدھر شراب لائے
لانا اک پھول کی گلابی
مر مر کے خزان کے دن گذارے
کر دل پہ ہی مرے حوالے
دلمین مرے وہ شباب آجاے
مرنے سے بے نجات جی جاؤن
آنکھون مین ٹپین جو لالی ورے

دن فصل بہار کے پھر آئے
سودا ہی یہ ہنسی خوشی کا
پھولا نخل مراد ہارے
دل ہو مرا داغ لالۂ ڈھلکے
دل دو مین آفتاب آجاے
اڑے جب دم وہ رشک محفل
پھر جائین لٹے مین کالے گورے

سلیمان ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سیر شہنشاہ با توقیر صاحب فر و حشم ملکہ مہرخ
سحر حشم شب بھر مسلح مکمل آمادہ مرگ بیباے قضا زندگی سے بیزار مجبور روتا چاہے حیران و پریشان متردد
و متوحش کبھی بارگاہ مین کبھی بیرون بارگاہ گردش سیارگان پر نگاہ جون جون رات گھٹتی ہی غم و الم بڑھتا
ہی ہالیان لشکر کمرین باندھے ہوے اپنے اپنے بستر پر ملول و مکدر گوش بر آواز کہ مالک ہمارا حکم دے
اگر دریاے آتش ہو پھاند جائین مرین لڑین ناگاہ گریبان سحر چاک ہوا ملکہ مہرخ سحر حشم گھبرا کر بیرون بارگاہ
آکہن کہا لو یارو سحر ہو گئی ہم سب کی صبح ہوئی کوئی عیار پلٹ کر نہ آیا کچھ حال شہنشاہ پرسان نہ سنایا جان
دینے کا بھی وقت آیا بڑے خدا یارو جھکر دیکھو شہنشاہ پرسان کا کیا رنگ ہی خدانخواستہ طلسم کشا
کو قتل تو نہین کیا اگر گنبد نور سے اتارنے کا قصد ہوا ہو ہمکو جلد لاکر خبر دو اپنی جاکر جان دین افسوس
صد افسوس کیا لاشہ ہمارے افسر کا اکیلا رہیگا وہ جب تو یہ تھا کہ بیچ مین تھا وایسا لا کر دہا لیان نفا فلہ

دیکھنے والے دیکھیں ملازم بکار بعد مرنے کے بھی اپنے آقا کے ہمراہ ہین اصل مین ہوا خواہ ہین قریب تھا
کہ لوگ خبر کے واسطے دوڑین آسمان پر یقین چکین باغبان قدرت بصد صولت خوش انداز خوش رو
ملکہ بہار جادو وملکہ سرخ موے کا کلکشا وغیرہ بارہ سردار عیارون کو اپنے پنجہ توی مین تھامے ہوے
ایک ساحرہ ضعیفہ کو باغبان قدرت اپنے دوش پر ڈالے اس رنگ سے آکر زمین پر اوترے ملکہ مہرخ
نے بیقرار ہوکر آواز دی یار و براے خدا کچھ خبر بھی سناؤ دل کو مجھ سوختہ بخت کے تسکین دو دل باغبان
قدرت نے اتنا جواب دیا اے ملکہ عالم خیریت ہی بیان کرتے ہین جس ساحرہ کو مین لایا ہون اسکو
افراسیاب باغ سیب سے گرفتار کرکے لایا تھا ہوشیار کرون تو مفصل حال یہ بیان کرے ہمنے
عیارون کو دورے ہواسے گرتے دیکھا فوراً سنبھال لیا ملکہ بہار جادو نے اور باغبان قدرت
نے ملکہ اسرار جادو کا سحر اوتارا یہ رازدار ملکہ اسرار بیہوش تھی جسوقت افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب
سے چلا تھا ایسا سحر پیچیا نے کیا تھا کہ تمام جسم مین آبلے پڑ گئے تھے آنکھون سے بالکل نہ سوجھتا تھا
اب جو بہار و باغبان نے پھول برسائے گل مراد حاصل ہوا چہرہ انور اسلام سے مثل ماہ کامل
ہوا آنکھ کھولکر اس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ملکہ مہرخ انتشار مین خبر فرحت اثر کے انتظار مین جملہ
سرداران نامی سالاران گرامی کو اپنے گرد حلقہ زن پایا چارجانب ہجوم سیارگان بیچ مین ملکہ مہرخ
مثل ماہ تابان اسرار جادو اب سمجھی کہ مین بارگاہ گردون پناہ اہل اسلام مین پہونچی خوشی خوشی
اٹھکر بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ملکہ اسرار جادو نہایت بلیغ و فصیح ہر چند کہ سن زیادہ تھا مگر حسن ملیح
شیرین کلام نیک انجام بعد سلام ہاتھ اوٹھاکر صفت ملکہ مہرخ مین بفصاحت یہ چند شعر پڑھے نظم

شاہا ترے گدا کا ہی مشہور احتشام ۔ شاہان سرفراز سب اسکے ہین باے نام
ہو اسپ پر سوار کرے عزم جنگ اگر ۔ میدان کارزار مین ادنے ترا غلام
جولان کرے جدھر کو رہے سطرف نہ خاک ۔ اڑجاے خاک ادھر کو جدھر کو پھرے لگام
پامال اسقدر ہو کہ معلوم بھی نہ ہون + ۔ افراسیاب کون ہی رستم ہی یان کدام
شمشیر اسکی خرمن اعدا کو ہی جو برق ۔ آوے گر اسکے ہاتھ مین یک تیغ بے نیام
ہلجاے اوڑتک صف اعدا کی اور کو ۔ بےسر ہین پھر تو مد نظر یک قلم تمام

آپکے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کو کسکے منہ مین زبان ہی جو بیان کرسکے صد تحسین حضور کی

یہ چند اشعار آبدار عرض کرنا واجب و لازم ہی اشعار
اور وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بجا ہو عالم

نوشیروان پہ عدل کا گویا ہی اتہام
دنیا ہی تیرے عدل مین او عادل زمان
زخمِ جگر کو سودہ الماس الیتام

کیا کیا ہی خوبیو نسے کیا حق نے تجھکو خلق
ابنای روزگار کے ای فخر و احترام
مذکور حلم کا مین کرون یا بیان خلق

یا مین تری شجاعت و ہمت سے اب کلام
تیرا ہی بار حلم ہی ایصاحب وقار
کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہی قیام

دعا دیکر سرداران بارگاہ اسلام سے بغلگیر ہوئی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای ملکہ اسرار براے پروردگار
جلد کچھ حال خیریت مآل طلسم کشا و خواجہ عمرو بیان کرو کہ قلب ناصبور کو گونہ تسکین ہو اسرار جادو نے
کہا ای شہنشاہ انجم سپاہ پروردگار عالم دمبدم اقبال کو ترقی عطا فرماے روز سیاہ دشمنان تیرہ بخت
کو دکھاے خواجہ صحیح و سالم ہین کنیز حضور صف شکن ملکہ ماران زمین کن راہ نقب سے انکو
ہمراہ لیکر برسر گنبد نور گئی ہی مین براے کارگزاری باغ سیب مین پاس افراسیاب کے ہی
رات بہر اُس تیرہ بخت کو کتاب سامری نہین دیکھنے دی ایک افتاد پڑی کہ نخل بدعت کو شاملہ
خواجہ یا ماران نے قتل کیا بس افراسیاب خانہ خراب آگاہ ہوگیا مجہپر بھی یہ بلا نازل ہوئی
تھی خواجہ کو سمجھا دیا تھا کہ جہان تک ممکن ہو نقب کے دوسا خگبان مین انکو زندہ گرفتار کرنا
انکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا مگر نخل بدعت نہایت ہوشیار مکار غدار تھا عقل سے دریافت ہوتا
ہی کہ اُسنے ضرور خواجہ عمرو کو پہچانا ہوگا وہی اُسکی موت کا بہانہ ہوا اب نہین معلوم پھر خواجہ عمرو پر
کیا گذری ہی مگر آگے بڑھکر خبر دریافت کرنا واجب و لازم ہی اگر طلسم کشا کو قبضہ مین کر لیا تو کیا
سبب ہوا کہ ابھی تک تشریف نہین لاے کہ خیر خواہان دولت کی کیون طبیعت گھبراے یہ کیفیت
بگوش ہوش عیاران نامی سن رہے تھے بہ تعجیل با لباسے عیاری سے آراستہ ہوکر برق و چالاک و
جانسوز و ضرغام و قران بیرون بارگاہ آکے باغبان و بہار نے کہا ای عیاران طرار ہمارا بھی
ساتھ چلنا ضرور ہی اسوقت مین تامل و تساہل سراسر عقل کا قصور ہی سب سردار آمادہ ہوگئے کہ ہم سب
جانتے ہین خبر لاتے ہین ایسا نہو کہ نقب سے نکلتے نکلتے ملازمان افراسیاب گھیر لین از شہر ناپرسان
تا کوہ بلور فوجین فروکش ہین خیر خواہان طلسم ہوش ربا سرکش ہین مہرخ کو بھی تاب نہ آئی کہا اچھا جو
ہین سب مین نامرد ہون کہ مرغ زرین بنی بیٹھی ہون شب بھر سر دھنا کی آتش رنج و مصیبت مین بہنا کی
سب سرداران جان نثار بیقرار ہین چلنے پر تیار ہین کہ صحرا سے گرد اڑی گرد پیچان دخروشان غبار الم سے

دون پر سے اُسی جانب سب دیکھنے لگے یہان ابر رحمت یا یہ فرحت وہ گرد فق ہوئی سب نے دیکھا
آفتاب درخشان آسمان عیاری بیر تابان برج خنجر گزاری مثل باد صرصر اُڑے ہوئے آتے ہین ایک جانب
ملکہ باران زمین کن مگر رنگ رو متغیر سب سردار بے اختیار آگے بڑھکر پکار اُٹھے شعر
ای پیک راستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو + دیگر از کجا بسری ای ہدہد فرخندہ قدم
باد قربان سرت حلقہ مرغان ارم ۔ خواجہ برائے خدا زبان معجز بیان سے خبر فرحت اثر سناؤ ایسا نہو
مشتاقون کی روحین پھڑک کر جسم خاکی سے نکلجائین خواجہ عمرو نے آواز دی ای سرداران نامی و جان
نثاران گرامی رب اکبر صانع بیچون نے فضل اپنا شریک حال کیا دور دلکا غم و ملال کیا اسد غازی و
الملکہ مہ جبین کو گنبد نور سے جاکر بخیر و خوبی لایا مالک بے نیاز نے یہ روز سعید دکھایا باغبان قدرت
یہ مژدہ جان بخش سنکر مثل گل شگفتہ ہوا بہار جادو خوشی سے پھولے نہین سماتی تھی دوڑکر خواجہ عمرو بن
امیہ نامدار کو گود مین اُٹھالیا یاران سے ایک ایک بخوشی بغلگیر ہوتا تھا اس عظم و شان سے خواجہ
عمرو کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے ملکہ مہرخ بخوشی تخت پر سرداران ذیشان زرجان و شادان
کرسیون پر متمکن پانچون عیار سامنے حاضر ہین سب باشتیاق خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جانب
دیکھ رہے ہین مصرع چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است + اب خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہین مگر خاموش
حیرت کا جوش ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ برائے خدا کچھ بیان کرو زنبیل سے اسد و مہ جبین کو نکالو آنکھین
مشتاق ہین چند ساعتین بھی شاق ہین دیدار فرحت آثار سے دیدۂ دل منور ہون یہ سنکر خواجہ نے
منھ بنایا کہا صاحبو یہ تو بیشک ہے کہ گنبد نور سے انکو اُتار لایا مگر وہ دونون میرے پاس نہین ہین مین دو چار
دن مین تدبیر کرکے لے آؤنگا ہفتہ عشرہ مین تمسے ملاؤنگا ملکہ بہار نے گھبراکر کہا خواجہ کیا راہ مین افراسیاب
ملکیا اُسنے چھین لیا جلد فرمایئے اسکا نام بتایئے ہم کو افراسیاب سے مقابلے کو موجود ہین اور کسی کی
کیا حقیقت ہے عمرو نے کہا صاحب جہان اسد و مہ جبین ہین وہان لڑائی کا کام نہین ہے اس مقام
پر فرشتون کے پر جلتے ہین ملکہ بہار نے کہا کیا کوئی افراسیاب سے بھی زیادہ ہے عمرو نے کہا سنو
ساکھ بھی چیز ہے لین دین مین زور نہین چلتا مین مہاجن کا قرضدار تھا مقدمہ رہائی اسد غازی مین
اُسے قرض لیا تھا صرف کیا وہ مال دین چھپا کر رہا جب مین نقب سے نکلا اُسنے قیدی مجھسے چھین لیے
مین کیا عذر کرتا یہ سنکر باغبان قدرت ہنسا کہا خواجہ ہم سب قرضہ ادا کرنے کو حاضر ہین

عمرو نے کہا صاحب سنو صاف یہ ہی روپے کا کام زبان سے نہین نکلتا جن صاحب سے جو کچھ ہو سکے
مجھے کسی سے انکار نہین ہی موافق اپنی اپنی حقیقت کے سب صاحب دین ایضا فکر رہا کرین ورنہ
وہ صاحب جن بڑا ظالم ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا یہ کہکر ایک بڑا سا چادرہ زنبیل سے نکالا عین
بارگاہ مین بچھا دیا فرمایا ہان بسم اللہ سب صاحب رکھین یہ تو مجھکو یقین ہی کہ آخر مجکو تمسک لکھنا
ہوگا رفتہ رفتہ ادا کرتا رہونگا مگر سود تو پہونچ جاوے روپیہ بڑھنے نہ پاوے وہ قرضہ اسقدر ہی کہ جسکا
سود بھی پہونچنا دشوار ہی اُسکا بانی حمزہ نامدار ہی اُنکی دختر بلند اختر زبیدہ شیرگیر میرا فرزند کرب والا
تدبیر وہ شادی جسمین تمام شاہان عالم کا مجمع تھا محفل نہ تھی گویا مرقع تھا آقاے نامدار نے وعدہ
سب کچھ کیا تھا مگر ابھی تک ایک حبہ بھی نہین دیا بعد چوتھی سب سے وعدہ تھا پھر قرضہ کیونکر ادا
ہوتا ایک ایک پیسہ ادا کرتے ہین سود بھرتے ہین اب یہان تم سب صاحبون کے بھروسے پر
لیکر خرچ کیا مگر شکایت حکایت بیکار ہی جو جس سے ہو سکے وہ اِسوقت مین کمی نہ کرے اُس جا
پر اشرفیون کے توڑے گرنے لگے خواجہ خوشی خوشی مال اُٹھاتے جاتے ہین باتین بناتے جاتے
ہین ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ابھی خواجہ عمرو نے شاہزادہ اسد و ملکہ مہ جبین کو زنبیل سے
نہین نکالا روپیہ پیسہ زیور سوار دیے جاتے ہین وہ داخل زنبیل ہو رہا ہی یہ بھی فرماتے ہین کہ مجھے
کسی صاحب سے انکار نہین یہ مقدمہ فیض دینا ہی جو کوئی ایک دیگا دس پائیگا یہ فیض ضایع نجائیگا
علاوہ قرضدارون کے غربا و مساکین در دولت پر شب کو منہ چھپا کے آتے ہین انکو دیا جاتا ہی
ہر شخص فیض پاتا ہی خانہ کعبہ مین ہزارہا روپیہ روانہ کرتا ہون جناب خواجہ عبد المطلب والد نامدار
صاحبقران مستحق کو نہین پہونچاتے ہین وہ غربا مجکو عرضیان تحریر کرتے ہین دوبارہ بھیجتا ہون
سب اہل دربار خوش خرم ہین ہنسی قہقہے چہچہے ہو رہے ہین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہی تحصیل پر
آمادہ ہین تمام عالیان لشکر ظفر اثر مشتاق دیدار فرحت آثار اسد نامدار ہین مگر خواجہ یہی فرماتے
ہین کہ آج کوئی متنفس لشکر مین باقی نہ رہے سبھی خوش کرنے کو سردارون کے گنگنا کے یہ چند
اشعار گاتے ہین عالیان محفل کو بہاتے ہین اشعار

بوسہ لون چشم مست کا وقت خمار ہی　　ساغر چڑھاؤن نشہ مے کا اُتار ہی
پستان یار کا بھی قیامت ابھار ہی　　گویا نہال قد ثمر میوہ دار ہے

دل اپنا بلبل چمن روے یار ہی　　　یہ باغ وہ ہی جسمین ہمیشہ بہار رہی
سر سبز خطا سے کیا چمن روے یار ہی　　　ہر طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہی
جلتے ہین بعد مرگ بھی غمخوار کے قبر کو　　　ہم خاک مین ملے ہمین ابتک غبار ہی
ای گریۂ چشم تر کی حفاظت ضرور ہی　　　یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے
نیرنگ دہر سے نہین حیرت زدون کو ڈر　　　تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار رہے
نیرنگ عشق دل مین کھلاتا ہی گل نئے　　　اپنے چمن مین سیر طلسم بہار رہے

اسوقت محفل مین عجب فرحت و انبساط ہی جلسۂ عیش و نشاط ہی مگر انقلاب فلک کجرفتار گردون غدار مشہور ہی ایک دم مین رنگ تازہ دکھلاتا ہی ہنستے کو رُلاتا ہی شب کو چمن گل کھلا صبح کو جھونکے سے ہوا سے گرم کے مرجھایا اس دار ناپائدار مین کبر و نخوت بیجا ہی انسان ضعیف البنیان خاک کا پتلا ہی جہان فانی کیا لائق سکونت ہی حقیقت مین مقام عبرت ہی جمشید نے جام بنایا انجام کیا ہوا سکندر کا بھی حال پرملال آئینہ ہی تمام حیرت کنان صاحب آئینہ ہی وہ دن کیواسطے تاج و تخت ہی شاہ و گدا کو درپیش منزل سخت ہی ہر دم دم کا شمار ہی رنج و راحت بالکل بیکار ہی صاحبان جاہ و حشم کہان ہین ملول و غمگین ہر وہ خاک مین پنہان ہین یہ فلک شعبدہ پرداز اژدہا ہر گردش مین ہی جسکو عیش مین دیکھون اُسکو رنج دون یہی کوشش ہی گردش فلکی تخم مصیبت بوتی ہی گل ہنستے مین شبنم آنکے حال پر روتی ہی لالے نے رنگ باقی پایا فوراً داغ کا دھبا لگا عندلیبان خوش نوا فصل بہار کے مشتاق رہتے ہین پھول کر شاخ گل پر بیٹھنا نصیب ہوا چشم زدن مین مصیبت باغبان سہتے ہین شب کو معشوق گلعذار سے وصلت سحر کو صدمۂ فرقت ہر ساعت دنیا مین رنج و الم شادی و غم توام مین دیکھین انجام کیا ہوگا خوب ثابت ہی جو ذیحیات ہی ضرور فنا ہوگا اشعار

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا　　　بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا　　　مٹی مین ملین گی صورتین سب
مٹنے کو بنی ہین صورتین سب　　　جانے کے لیے ہی سبکا آنا　　　گذراوین مین اسقدر زمانا
کیا ندر امانت خدا مین　　　کیا دخل مشیت خدا مین　　　اک نقش بر آب ہی یہ دنیا
ہشیار ہو خواب ہی یہ دنیا　　　فرصت نہین منھ سے بولنے کی　　　مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
چھیڑ رگ نسکا وہ جسکی آئی　　　بیٹا ہو باپ ہو کہ بھائی　　　بندہ بندہ خدا خدا ہی

جو حکم وہ دے وہی بجا ہے
نابود اور فقط بود ہوا ایک
آغوش لحد میں اسکی جا ہے
سب کے لیے اک یہی سبق ہے
اچھوں کو قضا بھی چاہتی ہے
چھٹکارا پھر نہیں کہیں پر
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہے
دو روز کا ہے فقط پس و پیش
کس کس کو موت نے نہ لوٹا
گھر گھر کے گر گئے ہزاروں
جو آیا سفر کریگا اک دن
آتے جاتے ہیں سلسلے وار
آئے تو خدا کی مہربانی
برباد ہوئے ہزار ہا گھر
کس جا پہ نہیں گذری اسکا
جب وہ نہ رہے تو کوئی کیا ہے
ڈھارس کو نہیں یہ ذکر تھوڑا
باقی ہر چیز کو فنا ہے

بد ہو یا نیک نحس یا سعد
سبکا عدم و وجود ہے ایک
ہو زیست اگر بصورت نوح
مرنا برحق ہے موت حق ہے
وعدہ جب ہو گیا برابر
آ پہونچیگی موت بس وہیں پر
پہرا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہے
یہ جو ہے سات دن کا ہفتہ
کیسا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا
مکبہ میں بستر ہے سب کا
جیتا ہے جو مرے گا اک دن
اس دم کا اعتبار کیا ہے
جائے تو وداع زندگانی
کس دل کو دیے نہ داغ اسنے
داغا ہوا ہر جگر ہے اسکا
محبوب خدا بھی ہمارے
انکو بھی تو موت نے نہ چھوڑا
تلخی ہے صبر کی بہ از قند

پہلے کوئی جائیگا کوئی بعد
جو ماں کی کنار میں رہا ہے
اک دن نکلیگی جسم سے روح
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
جس گھر میں تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت واں بھی لیکن
سبکے لیے یہ سفر ہے درپیش
سب جائینگے اسمیں رفتہ رفتہ
رشتے ناتے کٹے ہزاروں
ہر دودمان میں گھر بنا ہے سب کا
آگے پیچھے یونہیں لگا تار
اس سانس پہ اختیار کیا ہے
اس موت سے کون بچا مگر
گل لاکھوں کیے چراغ اسنے
جنکے لیے یہ جہان بنا ہے
نبی ایسے اللہ کے تھے پیارے
ایک اسکی ذات کو بقا ہے
اللہ ہے صابروں سے خرسند

جب کوئی خوشی ہو تو خوف کرے فلک کی گردش سے ڈرے کہ سامنا رنج و غم کا ہوتا ہے ہنسنے کے بعد آنسوؤں سے منہ دھوتا ہے وہ سامنا اسوقت اہل اسلام کو ہے کہ خواجہ عمرو بارگاہ میں جلوہ فرما ہیں سرداروں سے ہنس ہنس کر زر و جواہر لے رہے ہیں دربار میں چہل پہل لشکر میں خوشی کا ہنگامہ اسد غازی و ملکہ مہ جبین ہنوز زنبیل میں نقد صاحبقرانی

عمرو کی تحویل میں کر دیا کہ ایک نعرہ کوہ شگاف کی آواز آئی زمین تھرائی اہالیان لشکر نے دیکھا
کہ عین دربار گاہ مہرخ پر افراسیاب بصد قہر و غضب زمین سے پیدا ہوا پہلے پردہ اٹھا کر اندر
بارگاہ کے گیا سب کو عیش و راحت میں مصروف دیکھا للکارا او نمک حرامو اور ای ساربان زادے
تین روپیہ کے پیادے بڑا صدمہ بادولت کو دیا دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہوں نمک حرامی کا آج
مزا چکھاتا ہوں ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و سمار قدرت وغیرہ نے چاہا اٹھکر بھاگیں
یا افراسیاب پر سحر کریں عیاروں نے بھی قصد کیا کہ حلقہا ے کمندا ہیں یا گر کر نقش زمین ہیں
عمرو نے بھی ہنچہ ٹیکا کر جست کر کے نکل جاؤں یا گلیم اوڑھ لوں مگر افراسیاب نے اس جلدی میں سحر
کیا کہ کوئی سردار ہاتھ میں حربہ سحر کا نہ اٹھا سکا پہلے تو ایک دستک دی سب سرداروں کی آنکھوں
میں اندھیرا آگیا سنکے ڈھل گئے معلوم ہوتا تھا کہ مردے بیٹھے ہیں کسی کے قالب میں جان نہیں
عمرو مع کل عیار چالاک و برق وغیرہ زمین میں پڑے ہیں ہچکی لگی ہے دم ٹوٹ رہے ہیں نہ ہاتھ
پانوں میں طاقت نہ آنکھوں میں بصارت افراسیاب خانہ خراب یہ حرکت کر کے بارگاہ سے بقہر
و غضب تمام باہر آیا پردہ چھوڑ دیا اہالیان لشکر کا عجیب حال چہروں پہ ہوائیاں اپنے اپنے
مقام پر خاموش دریائے حیرت و غیرت کا جوش افراسیاب بارگاہ کے کل سرداروں کو بیکار کر کے
باہر نکلا ہی کہ طرف سے شہزادہ پرسان کے ملکہ حیرت جادو مع اٹھارہ سو جبار ساحران بدکردار کے
جو تھا قب میں چیل تھی رو اروی کر کے آ پہنچی سب نے دور سے دیکھا کہ افراسیاب دربار گاہ
مسلمانان پر کھڑا ہی جیسے ہی سب کو آتے دیکھا نعرہ کوہ شگاف کر کے غرق زمین ہوا شہنشاہ توسن
و شہنشاہ نیلم وغیرہ وہاں سے آوازیں دینے لگے کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ سب خیر خواہان دولت
آ پہونچے آخر ہم کس دن کے واسطے ہیں ذرا تامل فرمایئے ٹھہر جایئے دیکھیے تو ہم کیا کرتے ہیں افراسیاب
نے جواب بھی نہ دیا ان سبکے سامنے غرق زمین ہوا نیلم وغیرہ نے دیکھا کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ بارگاہ
مسلمانان تھرائی زمین سے چہار طرف بارگاہ کے دھوان نکلا وہ بارگاہ کہ جسکے اندر ستر ہ سو
سرداران نامی و نام آور جان و روح لشکر ظفر اثر جمع ہیں اسکے گرد کا طبقہ تھرایا اب بادشاہ نیلم
و توسن جادو وغیرہ حیران ہیں کہ یہ کیا شعبدہ ہے دھوان کیسا چہار طرف سے بارگاہ کے
نکل رہا ہی ان باتوں کو تمام نہ کرنے پائے تھے کہ اندر سے زمین کے نعرہ ہوا منم شہنشاہ

طلسم ہوش ربا اب طبقے کا طبقہ زمین کا ابھرا افراسیاب بقہر و عتاب دونوں ہاتھوں سے کل
طبقے کو مع بارگاہ لیے ہوئے ابھرا مگر حال یہ ہے کہ تاج سر پر کج آنکھیں ابلی ہوئیں معلوم ہوتا ہے
حدقۂ چشم سے نکل جائیں گی بند قبا ٹوٹے ہوئے زرہ کی کڑیاں شکست نعلین پارہ پارہ اس حال
پر ملال سے یہ کوہ عظیم الشان اٹھائے ہوئے منہ سے کف جاری قدم کو لغزش مگر عظم و شان
دکھانے کی کوشش قدم بڑھاتا ہوا آتا ہے ہر قدم پر ٹھہرتا ہے نیلم و توسن وغیرہ و کل نامیان دربند
طلسم ہوش ربا کے ہوش پران ہیں غول کے غول اس تماشے کو دیکھ کر یا سامری یا جمشید کہتے تھے
غل مچا رہے تھے افراسیاب پانچ قدم پر آکر وہ بار عظیم ہاتھوں پر لیکر ٹھہر گیا پکار کر آواز دی اے
سرداران شعبدہ بازہای ساحران نیرنگ ساز تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ اس بار عظیم الشان کو
ہاتھوں پر اٹھائے تا بہ شہر نا پرسان پہونچا دے سب نے فریاد کی کہ اے شاہنشاہ گردون بارگاہ
تو شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ہے اس طلسم کی سلطنت کے تو ہی لائق ہے سحر و قوت و طاقت میں سامری
و جمشید پر فائق ہے ہم میں کسی کی یہ لیاقت نہیں کہ اس بار کو سر پر اٹھائے یا تا بہ شہر نا پرسان لیجائے
افراسیاب بعد پیچ و تاب اس بار کو لیے جھوم رہا ہے پھر غصہ میں آواز دی یارو دس لکھے
سنبھالو تم لوگ ابدولت پر حملہ کرتے تھے قوت و طاقت و اختیار مابدولت کا دیکھو چشم زدن
میں آیا بارگاہ میں بیک چشم زدن کل کو بیہوش کر دیا میں سو سو سردار میں چھوٹوں عیار ہیں
اب ان سب کو اسی طرح تا بہ شہر نا پرسان لیجاؤں گا آج ان سرکشوں کو خاک میں ملاؤں گا کوئی
سوال کا افراسیاب کے جواب نہیں دیتا ہے ہر ساحر کے جسم میں تھرتھری مگر ملکہ حیرت جادو
نے جو اپنے وارث کو اس حال میں دیکھا کہ طبقے کا طبقہ ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے کھڑا ہے انگلیوں سے
قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں آنکھوں لڑنے کی صدا قریب ہے کنپٹیاں شق ہو جائیں سر
پھٹنے لگی چلائی اے شاہنشاہ یہ کنیز آکر شریک ہوتی ہے افراسیاب نے اشارے سے منع کیا اے
خاتون محل خبردار زیر طبقہ بارگاہ آنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ حیرت جادو نے آواز دی اے شہنشاہ
میں کیونکر باور کروں میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے ایسا نہ ہو کہ آنکھیں نکل پڑیں یا دشمنوں کے ہاتھ پاؤں
بیکار ہو جائیں واسطہ سامری و جمشید کا کچھ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب اپنا کمال دکھا رہا ہے دل میں
گھبرا رہا ہے قوت سلب ہوئی جاتی ہے پسینہ نکلنے کی آواز آتی ہے افراسیاب ہم صاحب اختیار ہیں

ان کلمات حیرت آیات کو سنکر ولیکن سوچا کہ حقیقت مین اس بار گران کو لیکر تا بہ شہر نار پرسان
ہرگز نجا سکونگا ایسا نہو کہ کسی طرح کی ذلت ہو بڑے بڑے ناظمان دربند موجود ہین یہ سب بڑے
مردود ہین پھر مضحکہ کرینگے دم نیرنگ بازی کا بھرینگے یہ سوچکر مثل ابر کے گرجا نعرہ کو شگاف کیا
آواز دی ای غلامان سامری جلد حاضر ہو بادولت کو بڑی ضرورت ہی نیلم وغیرہ نے دیکھا کہ کلمہ
افراسیاب کا ہنوز ناتمام تھا کہ زمین سے دہوان نکلا شعلے بھڑکے آواز آئی ای شہنشاہ
حاضر غلامان ذلیل کل امورات مین سرکار کے کفیل ہین اب سبنے دیکھا کہ چار پتلے قوی تن قوی
سن زنگی بچے معلوم ہوتے ہین زمین سے نکلے افراسیاب نے اشارہ کیا چارون نے چارون
کونون پر اس طبقے کے اپنے سر لگا دیے اس بار گران کو اپنے سر پہ لیا افراسیاب نے کہا اب
بادولت چھوڑتے ہین ان جوانون نے آواز دی بحکم سامری سرکار الگ ہوجائین غلام بخوبی لیکر
چلینگے مقام شرم و خجلت ہی سرکار اتنا بڑا بار اٹھائین چار غلام اٹھانے مین تامل کرین اب افراسیاب
نے اس بار عظیم کو انپر چھوڑا آپ جھومتا ہوا نکلا جب سرحد طبقہ سے باہر آیا حیرت لپٹ کر
رونے لگی کل سردارون نے دوڑ کر ہاتھ چوم لیے قدمون کو بوسے دیے کہا ای شہنشاہ گردون
بارگاہ تو ہی سلطنت طلسم ہوش ربا کے لائق ہی کل شاہان ہفت اقلیم پر سحر و قوت مین فائق ہی
اٹھارہ سو تاجدارون نے افراسیاب جادو کو گھیر لیا حیرت دامن سے لپٹی ہوئی ہجوم عام بحساب
از مقام لشکر مسلمانان تا بہ شہر نار پرسان تل رکھنے کی جگہ نہین ہی آدمیون سے معمور زمین ہی پشت پر
وہ چارون غلامان سامری طبقۂ بارگاہ مسلمانان لیے ہوے آتے ہین اب یہ نقشہ نگاہ ناظرین سے کھنچ

دو کلمہ داستان ندرت بیان صاحب جرأت و تدبیر شہنشاہ آسمان جاہ کوکب روشنضمیر بیان ہوتے ہین

اس شب کو یہ شہنشاہ خیر خواہ مسلمانان شب بھر صفائی قلب سے مرأت واقعہ دیکھا کیا
خواجہ عمرو کا جانا اسرار جادو کا افراسیاب کو بہلانا پھر آفت گزشتہ برپا ہونا بلکہ اسوقت
کوکب نے قصد کیا تھا کہ جاؤن جسوقت خواجہ نے نقب مین نخل بدعت کو مارا تھا اور
افراسیاب غصہ مین جھپٹا تھا مگر فوراً کوکب پر آئینہ مین آئینہ ہوا کہ خواجہ عمرو نے مہ
وہ مہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اور نقب سے نکل گئے اسوقت کوکب نے آئینہ کو ہاتھ سے

نکھا غبار دل مٹایا ہنستا ہوا قصر مرآت سے نکلا اُسوقت خورشید روشن راے نے پوچھا حضور
خیر تو ہی کوکب روشنضمیر نے ہنسکر کہا میان افراسیاب کی قلعی کھل گئی کیا عمرو کی صنعت کردن
ماشاءاللہ کس زور و شور سے ساتھ ماران زمین کن کے نقب کوٹھی کیا اسد و مہ جبین
کو زنبیل مین رکھلیا ای خورشید روشن راے طائران سحر کو روانہ کرو جلد خبر منگاؤ ہم جبتک
امورات دفع ضرورت مین معروف ہوتے ہین اور ملکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین مین
خبر دو کہ لو نقد تردد دل مین نہ کرو خوشی کا سامان مہیا ہو خواجہ عمرو نامدار نے بصد کرو فسم
بحسن تدبیر قید سے اسد غازی کو رہا کر لیا یہان تک مین دیکھ چکا کہ خواجہ عمرو اپنے
لشکر ظفر اثر مین بخیر و خوبی پہنچ گئے کوکب روشنضمیر یہ کہکر ہاتھ منہ دھونے مین معروف
ہوا خدمتگاران کارگزار حاضر ہوے خورشید روشن راے نے دو طائر بھیجے ایک سمت لشکر
ظفر اثر خواجہ عمرو و دیگر بخدمت ملکہ بران اول ذکر ملکہ بران شمشیر زن واجب و لازم ہی
انکو بھی شب بھر باغ مین تڑپتے گذری لشکر تیار خود آمادہ حرب و پیکار باغ مین ٹہل رہی ہی
گرد تمام شاہزادیان صبح کو رنگ روق چہرے سے ظاہر قلق حکم کی اپنے باپ کے منتظر ہی
کہ اب وقت قتل اسد آگیا ہمکو جاکر شریک ہونا مناسب ہی افراسیاب بربادی مسلمانان
کا طالب ہی یکایک آسمان سے طائر آکر پہونچا نامہ اُسکے گلے مین بندھا ہوا ملکہ بران نے
نامہ لیکر مضمون پڑھا ہنس پڑی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا لو صاحبو خواجہ نے طلسم کشا
کو چھڑا لیا افراسیاب خانہ خراب کو داغ دیا بعد اسکے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ بران نے
کہا اب سب ملکر لشکر مین خواجہ عمرو کے چلینگے آج سریر جہانبانی پر جلوس ملکہ مہ جبین
الماس پوش ہوگا بحر عیش و عشرت کا جوش ہوگا یہان تو یہ ذکر ملکہ بران شمشیر زن
کو جلسۂ عیش مین جانے کی فکر لباس فاخرہ نکلنے لگے سب سردار کپڑے بدلنے لگے
مگر وہ طائر جو براے تہنیت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گیا تھا جو حال مصیبت مآل تحریر
کر چکا ہون اُسکو دیکھکر چشم زدن مین شاہ کوکب تخت پر آکر جلوہ فرما ہوا ہی جواہرات
کی کشتیان نکلوانے کا حکم دیا ہی کہ وہ طائر آکر پہونچا کہا ای شاہنشاہ غضب ہوگیا افراسیاب
جادو کل سرداروں کو مع طبقۂ بارگاہ مسلمانان نہر سے بیکار کرکے لیے جاتا ہی غلام نے

آنکھون سے دیکھا اہالیان لشکر عمرو مین شور گریہ وزاری بلند ہوئی بارگاہ مین سب سردار
کل عیار موجود تھے جب افراسیاب آیا جس طرح عرض کیا اُٹھا کرلے گیا یہ سنکر کوکب نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہوگیا عمرو کی کل مشقت ضائع ہوئی عجب خبر وحشت اثر
شائع ہوئی مگر مین ابھی جاتا ہون ای خورشید روشن رائے تبان کو بھی فوراً لکھو کہ بی بی
لشکر کشی کرو افراسیاب خانہ خراب کل سردارونکو مع شیخ و شاب لیے جاتا ہی ہم سب کو
داغ تازہ دیے جاتا ہی خورشید روشن رائے نے فوراً ملکہ بران شمشیر زن کو خبر دی
ملکہ بران نے بھی منھ میٹ لیا یا تو خلعت نکل رہے تھے ان سب کو پھینکا اسباب سفر اُٹھایا
تیاری جنگ ہونے لگی کوکب روشنضمیر بیتاب و بیقرار حال مسلمانان پر اشکبار سلاح
جنگ سے آراستہ ہوکر مرکب باد رفتار پر سوار ہوا کہ ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا چپکا دبا کر
ایک کاغذ ہاتھ مین کوکب کے دیا کوکب نے اُسکو کھول کر پڑھا طرف سے برہمن دیگین تن
کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہ گیتی پناہ برائے خدا کیسی ہی ضرورت ہو خبردار قصر جمشید سے
قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خدانخواستہ دشمنان شاہنشاہ کے واسطے سامنا ذلت کا ہی گردش
سیارگان سے صانع خورشید و ماہ بچائے فلک نیرنگیان دکھاتا ہی صاحبان لیاقت ہی کو ستاتا
ہی یہ مضمون پڑھکر کوکب کو پسینہ آگیا قریب تھا کہ غیرت سے غش آجائے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ
اپنے کو ہلاک کرون خورشید روشن رائے نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا گرد پھر اتصدق
ہوا عرض کی خیر ہی چشم زدن مین کیا ہوگیا فلک نے کوئی نیرنگ دکھایا شعبدہ نو کا سامنا
ہوا کوکب نے کہا کہ مسلمانون پر تو یہ افتاد افراسیاب ستم ایجاد کی بیداد کل سردارونکو قہر و
عتاب وہ خانہ خراب لیے جاتا ہی اُستاد جی نے تحریر فرمایا ہی کہ قصر جمشید سے باہر قدم رکھنا
کیسی مشکل ہی عمرو کے کیا کیا مجھپر احسان ہین کہان کہان اپنے جان لڑائی جان و آبرو بچائی
مین اُسکی مدد کو نجاؤن منھ چھپا کر بیٹھ رہون مصرع وے بر ما و گرفتاری ما + اگر خواجہ
عمرو کو افراسیاب نے قتل کیا یا اُسکا ایک موے جسم بھی کم ہوا مین دنیا مین منھ دکھانے
کے قابل نہ رہونگا صاحبان جرأت کیا کہین گے ہر محفل مین یہی ذکر ہوگا کوکب روشنضمیر
قابو پرست ہی خواجہ عمرو سے بھائی چارہ کیا وقت پر اُسکا ساتھ نہ دیا خورشید روشن رائے

نے کہا ہی شاہنشاہ تقدیر الٰہی سے آپ مجبور ہین برہمن روئین تن نے بتاکید لکھا ہی دشمنون
کو ذلت کا سامنا ہی مردان عالم کی جان جائے بخت بد روز سیہ نہ دکھائے خورشید نہایت
خیر خواہ ہی حسن تدبیر سے کوکب روشنضمیر کو روکا اور باتون مین اُلجھایا فوراً معرفت طائران
سحر بیان کو بھی آگاہ کیا صرف اتنا مضمون لکھدیا کہ برہمن کی تاکید ہی خبردار باغ نگارین
سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خرابی ہوگی یہ خبر وحشت اثر سنکر بہاران نے بھی رونا شروع کیا
دوہتڑ چلنے لگا ہر ایک کا یہی قول تھا یارو یہ کیسا غضب ہی مہرخ و بہار وغیرہ قتل ہون
ہم بیچارے اب کدہر جاسکین بہاران کہ یہی ہی کہ صاحبو باپ کے حکم سے گردن تابی ناممکن ہی مگر
یہ بھی واضح رہے کہ بعد خواجہ عمرو اگر سر ٹکرا کر جان نہ دی تو نام اپنا ملکہ بہاران شمشیر زن
نہ رکھا لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مرجاؤنگی کسکو روے سیاہ دکھاؤنگی ابھی دو دن گذرے
ہین صمصام بدانجام باغی ہوکر افراسیاب کا شریک ہوا قتل پر میرے آمادہ تھا شاہنشاہ
اقلیم عیاری و تاجدار ممالک خنجر گذاری نے کس حسن تدبیر سے مجھکو بچایا صمصام کو میرے ہاتھ
سے قتل کرایا آج آپ پر یہ آفت اور ہم شراکت نہ کرین دنیا کے لوگ کیا کہینگے ہر محفل مین
طعن و تشنیع کرینگے ایسی زندگی سے موت بہتر ہی ہمارا دل کاہیکو ہی پتھر ہی نہ حیا نہ حجاب خوف
خدا نہ شرم اہالیان دنیا ان باتون پر ملکہ بہاران شمشیر زن کے تمام شاہزادیان نامہان دربند
پریشان و دردمند آنکھین پر آب دل مین حجاب زلفون کو پیچ و تاب عجب ہنگامہ محشر انگیز
برپا ہی بہاران نے کہا یہ بیٹیا رونا بیکار ہی براے خدا آپ لوگ اتنا احسان کرین کہ والد نامدار
سے ذکر نہ کیجیے گا مین جاتی ہون جس طرح بنا ہی ان بہنون کو چھڑاتی ہون یا قضا لیے جاتی
ہی عقل میری جادہ عدم دکھاتی ہی آبرو تو رہ جائیگی ملکہ شگوفہ نے دامن تھام لیا کہا اے گل رعنا
شہریاری و اے بلبل حدیقہ تاجداری آپ کے والد نامدار کسی مقام پر افراسیاب بدکردار سے
رکے یا کسی فن مین سہمے ملک و مال کا پاس ہوا کسی جنگ مین ہراس ہوا ہمیشہ شیرانہ سینہ
سپر کیے رہے آج قصر کے باہر قدم نہ رکھنا گردش سیارگان کا سبب ہی اسمین بھی کچھ مطلب
ہی حضور جان کا خوف نہین آبرو کا پاس ہی ساعت نحس شومی بخت بری چیز ہی حضور آبرو اس
بحر جہان مین سب کو عزیز ہی دشمنون مین ذلیل ہوکر جیا تو کیا زندہ ہی تو ناکام مرگیا تو بدنام موت

زیست دونون خراب حضور کوکب کیا نادان ہین عمرو کے اہالیان نورافشان پر بڑے بڑے
احسان ہین کیا وہ احسان فراموش ہین نام خدا صاحب عقل و ہوش ہین ملکہ بران شمشیرزن
ان باتون کو سنکر بے اختیار زار زار روتی ہی اشک گلرنگ چہرۂ زیبا پر جاری ہی حالت غشی
کی طاری ہچکی لگی ہوئی ہی بات منھ سے نہین نکلتی ہی مثل شمع دل ہی دل مین جلتی ہی مثل تصویر
خاموش کھڑی ہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوانمرد کو دیکھا تخت زرین پر سوار قوی تن قوی
من سونلی صورت صاحب شوکت وجلالت تاج زرین بر سر خلعت فاخرہ در بر آسمان سے
آکر اُترا سب حیران حیران دیکھنے لگے کہ یہ جوان تاجدار کون ہی وہ نوجوان تخت سے اُتر کر
قریب ملکہ بران کے آیا بران نے اُس پریشانی مین سلام بھی نہ کیا نگاہ حیرت سے دیکھنے
لگی اُس نوجوان نے سر سینے سے بران کا لگا کر فرمایا ای نور نظر ای چراغ طلسم نورافشان
ای نیر تابان کوکب عالیشان یہ کیا حال ہی مجکو نہین پہچانا مین ہون ملک احول مربع نشین
شاگرد رشید شاہنشاہ نورافشان پیر بھائی تمھارے والد نامدار کا مین نے خبر سنی کہ افراسیاب
جادو ہمارے بھائی کا دشمن ہوا ہی معرکۂ عظیم پڑا ہوا ہی برائے جان نثاری حاضر ہوا بھائی صاحب
کہان ہین میری جانباز زبان آمیز عیان ہین ملک احول نے یہ جو فرمایا پتا نشان اپنا بتایا
بران شمشیرزن عم نامدار کو دیکھ کر لپٹ گئی بے اختیار رونے لگی کہا ای عم نامدار غضب ہو گیا
افراسیاب بدانجام کل سرداران اہل اسلام کو ہمارے قتل سمت شہر ناپرسان لیے جاتا
ہی والد نامدار پر ساعت سخت ہی بجبر اُستاد بہمن کی تاکید ہی کہ جادۂ اعتدال سے قدم
نہ بڑھاؤ مقابلہ مین اُس بیحیا کے نجاؤ پس کیسا مقام غیرت ہی جائے حیرت ہی ایسے
سرداران جلیل خواجہ الیاس عقیل جسنے ہر مرتبہ ہماری جان و آبرو بچائی وہ یون بذلت
قتل ہو جاسے افسوس ہم سے کچھ نہو سکے یہ سنکر احول مربع نشین نے کہا بیٹیا پروردگار
چاہتا ہی تو ابھی جا کے سرداران اسلام کو لاتا ہون افراسیاب ناکام بدانجام کے چونا لگاتا ہون
تم تامل کرو کیون بیقرار ہوتی ہو بلک بلک کے روتی ہو افراسیاب خانہ خراب کی مجال ہی کہ
جو میری زندگی مین قتل کر سکے اگر موت ہی دامنگیر ہی شعر سر نہ بچے ز شمشیر حبیب + ہرچہ
آید بسر من بانصیب + اگر اس ہنگامہ مین مارے گئے نام ہوا نیک انجام ہوا اتنے

بڑے بادشاہ گمراہ سے لڑے ہر مقام پہ ذکر ہو گا کہ احول مربع نشین مسلمانون پہ نثار ہوا نام مردانگی کا روشن کر گیا ای نور نظر جسکا نام باقی ہی وہ زندہ ہی ایکدن مرنا ضرور ہی اسوقت تامل کرنا سراسر قصور ہی اشعار

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند	کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند
آن پیر لاشہ راکہ سپردند زیر خاک	خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل	گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند
خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر	زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

مگر ای بران خبردار تم میرے تعاقب مین نہ آنا ورنہ انتہا کا ملال ہو گا تمھارے والد نامدار کے بار احسان سے سر اٹھا نہین سکتا ہمارے آنکے عاشق و معشوق کا باہم راز و نیاز ہی افراسیاب جادو بڑا جعلساز ہی ہمارا وہ بے نیاز کارساز ہی یہ کہکر ملک احول مربع نشین نے ایک ناندسورے بنائی قدرے آہنین بالی سیاہ رول ہاتھ مین مثل تخت اُس ناند مین یہ جوان رستم شوکت صاحب جلالت سوار ہوا کچھ اشارہ کیا وہ ناند چرخ مارتی ہوئی چلی چشم زدن مین آنکھون سے ملکہ بران شمشیر زن کے غائب ہو گئی بران اس حال پر ملال کو دیکھکر حیران و پریشان دعا مین مصروف ہوئی کہ ای خالق کونین میرے عم نامدار کو افراسیاب بدکردار پر مظفر کرنا جاکر افراسیاب کے سحر کو مٹائین سرداران اسلام کو چھڑائین فوراً ایک طائر سحر کو واسطے خبرگیری کے روانہ کیا مگر احول مربع نشین جلالت آئین ناند سحر غائب کیے ہوے اپنےکو نظر سے مثل مردم دیدہ چھپائے ہوے کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا دم سحر و افسونگری کا بھرتا ہوا اُس مقام پہ پہونچا جہان کا حال تحریر کر چکا ہون تحریر نقشہ بارگاہ خواجہ عمر و فوج افراسیاب سامنے آنکھون کے معلوم ہوتا ہی ناظرین والا تبار پر بالتصریح مفہوم ہو کہ افراسیاب آگے آگے مجمع مین وہ اٹھارہ سو تاجدارون کے بہ کبر و نخوت تاجبون پہ تاؤ پھیرتا ہوا اپنے سحر پہ نازان دمبدم کہتا چلا آتا ہی کیون ای شاہنشاہ نیلم وای شاہنشاہ توسن آج اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے مابدولت کے سحر کی داد دیتے دعواے خدائی سے باز آتے خداوند بھی سر سجود جھکاتے ایسا بار کون اٹھا سکتا ہی مین خداوند طلسم ہوش ربا ہون سحر و

ساحری قوت و شجاعت مین بےمثل دیکتا ہون اگر دعوائے خدائی کرون زیبندہ و سزاوار ہی
شوکت و جلالت آشکار ہی سب تاجدارون نے دست بستہ عرض کی جو ارشاد فیض بنیاد ہی
بجا ہی کسی کی کیا مجال کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کا نام لے آپ کا دامن دولت تھام سے حضور
صاحب تاج و تخت ہین بےمثل و بےنظیر خوش رو خوش تدبیر زور و ہمت سخاوت و جلالت ریاست
و امارت سب آپ کے بندۂ درگاہ ہین آپ ہفت اقلیم کے شاہنشاہ ہین آپ کے اوصاف
مین یہ اشعار صادق آتے ہین شاعران شیرین سخن فرماتے ہین نظم

گر طوافِ آستان مین ہو توقف ایکدم	نکہت گل پر پڑین موجِ صبا کی قمچیان
بیضۂ فولاد سے نکلے صدائے عندلیب	گلشن حافظ کو ہو گر شعبدے کا امتحان
رعب شوکت سے گلستان مین زبانین بند ہین	غنچۂ سربستہ کہہ سکتا نہین رازِ نہان
اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکی شرم سے	پھینکدے دامن سے الماسِ کواکب آسمان
قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے	صبح دم دیکھے اگر لطفِ بہارِ بوستان
کام سے ہر سینۂ صدچاک ہوتا ہی رفو	زخم بھر دیتے ہین شانونکے یہ گیسوے بتان

ایسی اشعار آبدار کو سنکر افراسیاب بہ کبر و نخوت جھومنے لگا کہا بجائی شہنشاہ بلم اس سے
بڑھ کے بادولت کی صفت ہی ہمکو تسے کمال محبت ہی افراسیاب اس کبر و غرور مین تاجدارن
ہمراہی سے ہنس ہنس کے باتین کرتا ہوا چار کوس راستہ طی کر چکا ہی مگر احول مربع نشین سحر
غائب کرکے چلا تھا اس مقام پر پہونچا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے ماہد کو تیتون مین نخل کے چھپایا جس
بارگاہ کو تیلے اٹھائے ہوسےتھین سحر غائب کرکے احول قریب پردے کے آیا پردہ اٹھایا اندر
بارگاہ کے آکر دیکھا سترہ سو سردار و چار عیار سحر سے افراسیاب کے صورت تصویر بنے ہوے
بیٹھے ہین نہ ہاتھ پانؤن مین حس و حرکت نہ آنکھون مین بصارت آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون
ملول و محزون احول کے دل پر چوٹ بڑی کلیجہ یہ سانحہ دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ضبط نہ کر سکا
بیقرار ہو کے رو دیا خیال مین آیا کہ ان سب سردارون کا لیجانا تو آسان ہی مگر علم نیرنج و شعبدے
کا بھی امتحان ہی افراسیاب خانہ خراب دلمین یہ لوکہیگا کہ غلامان کو کب ایسے ایسے صاحبان قیامت
موجود ہین تاجداران ہوش ربا سب مردود ہین اب تیلے اسی طرح راہ طی کر رہے ہین احول

اندر بارگاہ کے اِن تدبیروں میں مصروف ہی دل سے کہتا ہی افراسیاب بڑا بیوقوف ہی دل سے یہ باتیں کر کے بہت ساماش کا آٹا اُس دانائے روزگار نے جھولی سے نکالا تیلے شبیہ سرداروں کے بنائے مہرخ کو تخت سے اُٹھایا تخت پر مہرخ نقلی کو بٹھادیا اسی طرح ہر سردار کے مقام پر تصویریں بنا بنا کے بٹھادیں اور فولادی پنجے بنا کے ایک ایک سردار کی کمر میں پنجہ ڈال کر پیروں کو حکم دیا کہ فلان مقام پر درہ کوہ ہی انہیں لیجا کر جمع کرو فرداً فرداً پنجے فولادی نکال نکال کر لیجاتے ہیں اُس درہ کوہ میں جمع کرتے جاتے ہیں یہ بھی واضح رہے کہ سب سرداران مہرخ ابھی سحر میں افراسیاب کے مبتلا ہیں ورنہ خود آکر نکلجاتے جلدی یہ ہیں اول اپنے دستِ سحر بھی نہیں اُتار سکا اِس خیال سے کہ شہرناپرسان کے قریب پہونچ چکے تھے اتنے عرصہ میں اول لے ستره سو سرداروں کو مع عیاروں کے بارگاہ سے نکالا درہ کوہ میں اُسکے پیروں نے پہونچایا جب کل کو نکال چکا اور دروازہ شہرناپرسان کا دکھلائی دیا تب خود سحر غائب کر کے نکل گیا اپنی کارگزاری پر آب باران چہرے سے بشاشت عیان شادان و فرحان چلا اب ذکر اسکا وقت پر آئیگا افراسیاب اسی طرح نشہ غرور میں جھومتا ہوا قبضہ شمشیر کو چومتا ہوا گرداگرد حجاب جاؤ سب کو اشتیاق ہی کہ دیکھو صاجو یا تو صرف اسد غازی قتل ہوتا اب جملہ سردار و عیار قتل ہونگے ایک زندہ نہ بچیگا آج سے لڑائی کا جھگڑا مٹ جاویگا مہرخ و بہار خوب لڑیں باغیوں نے خوب سر اُٹھایا شاہنشاہ کو ستایا یہ نہ سمجھے کہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی سحر و ساحری میں بھی یکتا ہی دیکھو کیا کار نمایان کیا اٹھارہ سو نافرمان در بند پر اپنی شوکت سحر کو عیان کیا تماشا دیکھنے والوں کا ہنگامہ شہرناپرسان کے گلی کوچے معمور ہزارہا آدمی کوٹھوں پر مشتاق قتل اسد نامور کا ہیں بارگاہ پر کسی کی زبان پر صدائے واہ کوئی آہ کرتا ہی اِس باغ پر بہار کے قلم ہونے کا غم بہار کی گرفتاری کا الم کوئی نام باغبان کا لیتا ہی کوئی گلچین کا تیا دیتا ہی کوئی مثال شبنم گریان کوئی مانند گل خندان تپلیوں نے اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو مع طبقہ زمین بیچ شہرناپرسان میں نصب کیا چاروں پتلے نکلکر سامنے افراسیاب کے آئے آداب و تسلیم بجا لائے افراسیاب نے چاروں کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے غلامان سامری کیا کہنا تمھارے اوصاف شاہان طلسم باطن کو لکھکر آگاہ کرونگا اب تم اپنے شہروں میں آبرو یاد گئے افسر غلامان سامری مشہور ہو جاؤ گے وہ چاروں

رخصت ہوئے اہالیان شہر محو حیرت ہوئے ملازمان افراسیاب نے بڑھکر پردۂ بارگاہ ملکہ مہرخ اُٹھایا
دیکھا سب خاموش منکے ڈھلے ہوئے آنکھیں پتھرائی ہوئیں سرنگون بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے جو
بہار کو اس حال حیرت مآل سے دیکھا ہاتھ پھیلا پھیلا کے کوسنا شروع کیا کہا کیون بوا بہار اب
تمھارے حمایتی کہان ہین نگوڑا ساربان زادہ بھی توپڑا ہی اٹھکر عیاری نہین کرتا باغبان بھی
نگوڑا اچپکا بیٹھا ہی بھروا اٹکر ٹکر دیکھ رہا ہی گویا منھ مین زبان نہین بی مہرخ صاحبہ بڑی صاحب شوکت
وجلالت ہین مالک سریر سلطنت ہین چار دن کو تخت پر بیٹھین چوتڑ دن کے دلدر جھڑ گئے
تمام ہوش ربا مین جھنڈے گڑ گئے یہ کہکر بہار کو کوستی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی کنیزون نے
روکا حیرت نے کہا مین نہ مانونگی بہار کو اپنے ہاتھ سے سزا دونگی چوٹی پکڑ کر دو چار جوتیان
انکے سر پر مارونگی افراسیاب نے بھی ہان ہان کہا سرما دابریق سے اشارہ کیا کہ کسی تدبیر سے
بہار و مخمور کو الگ کر دو سمجھا کے قصور معاف کر دونگا اون بہار گل مراد سے بھر دونگا مخمور کو منتظم
جلسۂ عیش کرنا ہی اچھہ گذشت گذشت یہ دونون منظور نظر ہین دل سے انکی محبت نہین نکلتی پھر سرفراز
کرونگا سرما نے چاہا ملکہ حیرت کو بڑھکر روکے حیرت نے کہا اے وزیر اعظم مین اپنا سر
پھیٹ لونگی کنوین مین گر کے جان دونگی میرے قریب نہ آؤ میرے معاملہ مین کوئی صاحب دخل
نہ دین شہنشاہ اپنا چونچلا اٹھا رکھین ابھی تک دل سے محبت نہین گئی بی بہار و مخمور کا بڑا ہیا
ہی انکی اذیت ناگوار ہی مجھسے کوئی نہ بولے مین اپنے ملک کی بادشاہ ہون سزا جزا کا مجھکو
اختیار ہی خوشی سے چہرہ سرخ بکتی جھکتی اندر بارگاہ کے گھس آئی ملکہ بہار کے جھونٹے پکڑ کے
کھینچے بالون کے ساتھ سر بھی دھڑ سے گر پڑا حیرت پیٹنے لگی ہی ہو شاہنشاہ نے کیا سحر کیا میری بن
گل گئی یہ کہکر ہاتھ پکڑا ہاتھ بھی ہاتھ مین آ گیا موم کا خواص ہوا سب اعضا الگ الگ ہو گئے حیرت
غل مچانے لگی اے شاہنشاہ دوڑو میری بہن کے اعضا کو کیا ہو گیا ہیر کہ ملا کر سحر کیا تھا سب اعضا
گل گئے اجاڑ بن گیا اتنے مین کنیزین ملکہ حیرت کے سنبھالنے کو دوڑین اندر بارگاہ کے گھس آئین یہ
کہتی ہوئی مار و نگوڑے باغیون کو جب ہماری بی بی کی بہن ملکہ بہار گل گئین یہ بھی سب سڑ گئے ہونگے
جس نے جسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گویا دستگیر ہوئی ہاتھ پکڑنے کی لاج نہ کی ہاتھون کا عجیب حال پایا
اب تو کنیزون کا جسم تھرتھرایا ہنگامہ ہوا کہا اے شہنشاہ آپ خود اندر تشریف لائیے گنہگارونکا حال

تو ملاحظہ فرمائیے اتنے کل سردار مع شاہنشاہ اندر بارگاہ کے آئے بغور جو دیکھا سب ماش کے آٹے کے پتلے تھے اس حال حیرت مآل کو دیکھکر افراسیاب جادو کو سناٹا آگیا توسن وینیلم منایات مقرب بھی قریب کھڑے تھے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہی کیا سلیمان جو فروش گندم نما ہیں ماش کے آٹے کا خرمن جمع ہوگیا مگر شاہنشاہ یہ کسی بدمعاش کا کام ہی بڑی دانائی کرگیا ز خود ظاہر ہوا کہ دل پر دھر گیا نہیں معلوم جن تھا یا انس تھا ہمارا آپ کا مجلس تھا خلی آدمی کا یہ کام نہیں ہے ایسی باتیں کرکے پھر اسی طرح ضحک کیا حیسا بروقت رہائی اسد غازی مسکرائے تھے کلمات طعن آمیز زبان پر لائے تھے افراسیاب جھلاتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کتاب سامری دیکھی غصہ مین آیا نہیں چرلھاکین تھرتھر کا اپنا قبضہ پر ہاتھ ڈالا دوڑکر حیرت لپٹ گئی کہا شاہنشاہ کچھ حال تو کھا ہی کیسے کیا معرکہ ہی یہ کیسے شعبدہ کیا اور کسکی موت آئی ہی افراسیاب نے کہا صاحب بین تمہارے کہنے سے طلبقہ کو تیلون کے سپرد کرکے سرداروں سے باتیں کرتا آگے بڑھا آیا تھا میاں احول آکر اپنا شعبدہ دکھا گئے سرداروں کو لے گئے ابھی تک فلان درہ کوہ پر نہیں پہونچے سرداروں کو درہ کوہ مین رکھا ہی بحر میرا نہیں اتارا ہی اسوقت تمنے پریشان ہوکر بیٹھا دا اگر ما بدولت کے دوش پر ہوتا ایک مکس آکر بیٹھتی مجکو دریافت ہوجاتا انگیں چیر کر پھینکدیتا اتنے عرصہ تک وہ بارگاہ مین رہا اپنا کام کرلیگیا خیر سمجھا جائیگا مصرع صید را چون اجل آید پے صیاد رود + یہ سنکر تمام تاجداروں مین غریو واہ واہ کا بلند ہوا افراسیاب دردمند ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پر پرواز پیدا کروں جا راب ظلماتی ملازم ماہیان زمرد پوش کا برابر کھڑا تھا قدموں سے لپٹ گیا کہا شاہنشاہ آپ کا جانا مناسب نہیں ہی اگر کوکب ہوتا البتہ ہم آپ کو جانے دیتے یہ کلکر پر پرواز پیدا کرکے بجوش وخروش روانہ ہوا افراسیاب غصہ مین شمل سماہی میدان خونی درہم وبرہم کوئی کہین گیا کوئی گوشہ گیر ہوا کوئی حیرت سے دام غم دام مین اسیر تھا درین سرنگون جلادوں کا غم سے کلیجہ خون خراج گزار بھی روانہ ہونے لگے دوکانیں تباہ اسباب جابجا پڑے رہگئے شیشون فروشوں کی بھٹیاں لوٹی پڑی ہیں ہر طرف سناٹا لوگ آپسمین باتیں کرتے چلے جاتے ہیں قہقہے لگاتے ہین بعض کہتے ہین کہ بار وجو ہوتا تھا ہوا اب ناحق کدوکاوش ہی افراسیاب کی بیکار کوشش ہی عمرو بڑا عاقل ہی فن عیاری مین کامل ہی کس نکاش

بالائے گنبد فور پہونچا اسد و مہ جبین کو لیگیا ایک دن اسیطرح لوح حاصل ہوجائیگی در شبد تباہ
ممالک ویران رعایا حیران و پریشان ہوگی جتنے ساحران عمدہ ہین عمرو کے شریک ہوئے طلسم کشا
بھی اب سلطان سلطنت درست کریگا ابتک مہرخ و بہار کو یہ ملال تھا ہردم اسکا خیال تھا کہ
افسر پر نہین لوح کسکے لیے تلاش کرین وہ سب طلسم کے رازدار ساحران نامدار ہین نشان لوح
کے دریافت کرکے طلسم کشا کو لیجا ئینگے دیکھنا اسدن بھی شہنشاہ سر پیٹتے ہوئے آئینگے بعض کہتے
ہین بھائیو جو مسلمان ہوگیا اچھا رہا ہمکو خوف افراسیاب نے تباہ کیا بیکار کے گمان ہین کہ شہنشاہ زندہ
نہ چھوڑینگے اورون کا کیا کیا ہم تم بھائی خوف مین خاموش رہے اب واجب و لازم ہو دل اپنا اپنے
فعل پر نادم ہوا افراسیاب نے سرما سے کہا بیٹے کو جاؤ سردار دکور دکو پیر بھائی میل کیا ہو سب کو لیکر
آتا ہو آج ہی کل کو قتل کرونگا اب کی مسلمانون کو زندہ چھوڑونگا سرما ہر چند روکتا ہو کوئی نہین مانتا
وہ جو عیارون نے سرما و ابرق مصور وغیرہ کے سر صرف کیے تھے اسمین لاکھون جنم واصل ہوے
روکنے پر وزیر اعظم کو باقی ماندہ جواب دیتے ہین ای وزیر اعظم مال لٹا ساتھ والے قتل ہوے پیلے مین
آکر بڑا نفع ہوا اب کیا منظور ہی ٹھہرنا کیا ضرور ہی سرما سر جھکا لیتا ہی کبھی غصہ مین جواب دیتا ہی یارو
ابھی سب مسلمان گرفتار ہوکر آئینگے اسی میدان خونی مین مارے جائینگے وہ جواب دیتے ہین اب حضور
قتل کرین اب اور لوگ جلسے مین آئینگے ہم تو صورت بھی نہ دکھائینگے شہر نا پرسان کا تو یہ حال ہی مگر کس و
ناکس کے دل پر ہجوم غم و ملال ہی مگر احول مربع نشین جلالت آئین قریب کوہ کے آیا ماندسے
نکلا قصد ہوا اندر درہ کوہ کے جاؤن مسلمانون پر سے سحر اتارون قریب درہ کوہ کے نہ پہونچنے پایا تھا
کہ آسمان پر سے نعرہ ہوا ہم داراب ظلماتی احول نے دیکھا ایک ساحر سیفام للکارتا ہوا آتی جلدی
اُترا کہ احول درہ کوہ تک نہ پہونچ سکا داراب کو دیکھکر پلٹا اُس سنگدل نے اُترتے اُترتے احول
پر گولہ مارا احول نے رول جو ہاتھ مین تھا گولے پر لگایا گولہ اُلٹا پلٹ کر سر داراب کے پھٹا شعلۂ
آتش نے ناری کو گھیر لیا ملک احول جھپٹا کہ جاکر اسکی مشکین باندھون یا سر کاٹون داراب شعلہ ہا
آتشین مین شل ہی بے آب تھا باران سحر برساتا ہوا اندر سے آگ کے نکلا مگر آبلے تمام جسم پر پھپک کے
پڑگئے آبلون سے وہ لنگور شکل خوشنما انگور آن آبلون مین جان ساما بالکل بھرا جسم پر تازہ گل پھولا
اُس گرمی مین سیاہ رو بقہر و غضب تمام تیغہ کھینچکر احول پر جا پڑا اُسنے آگ بھڑکائی تھی یہ بھی جل پڑا

کئی ہاتھ تیغہ سحر کے لگائے احول مرد سپاہی پیشہ تھا سب چوٹین خالی دین مثل شیر غضبناک
نعرہ کیا او بیحیا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن ؎ نظم مصنف

ذرا ضرب مردان عالم نوردک
منم صف شکن پہلوان شیر مرد
منم افتخار یل ہا سیلتن
من آئینم سرکوب افراسیاب
نہ جان اپنی او بیحیا مفت دے
جہنم مین جائیگا تو بیدریغ

سپاہی کو او بیحیا یون نہ ٹوک
منم ناصر مہرخ ذی حشم
ہژبر دمان رستم صف شکن
قضا کے تو پنجہ مین اب آگیا
مسلمان ہو جا گیر اسلام لے

منم فارس عرصہ گاہ نبرد
منم قاتل کافر بدشیم
یہ مین ضربت تیغ بر آب و تاب
ترے دل پہ ابر الم چھا گیا
نہین تو ترا سر ہی اور میری تیغ

نعرہ شیرانہ کرکے تیغہ سحار اشکاف نیلم انتقام سے کھینچا اُسکا وار
روک کر داہنا قدم آگے بڑھایا پیترے سے کمر کو تاکر سر پر اُس خودسر کے ہاتھ مارا رو سیاہ نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا معلوم ہوتا تھا بخت سیاہ کا سامنا ہوا یا نیل کا ٹیکا ماتھے پر چڑھا آئینہ
شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دیکھا تیغہ بقضا تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے خودسر کاٹ کر تلوار نے زمین
پر بوسہ دیا مرتے ہی داراب ظلمانی کے اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب آئین بہرون نے لاکھ تدبیرین
کین کچھ بن نہ پڑا آواز آئی کشتی مرا نام من داراب ظلمانی بود ادھر تو لاشے داراب زمین پر گرا
سر شق ہوا ایک طائر سیاہ رنگ مثل زاغ پیدا ہوا زقندین مارتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا
بیان احول اسکو قتل کرکے نہر پہ آیا تیغہ پاک کرکے کمر سے لگایا چھینٹین خون کی جو زرہ پر
پڑی تھین اُنکو دھونے لگا یہان افراسیاب سناٹے مین کھڑا دیکھ رہا ہے تاجدار سوار ہو ہو کے
چلے جاتے ہین میلے والے سرکشی دکھاتے ہین افراسیاب نے غصہ مین کہا اے وزیر اعظم نہ روکو
سب کو جانے دو پہر بھر مین سب ہالیان دربند کو بلوا لونگا جشن عام کرونگا یہ کلام ناتمام تھا کہ آسمان
سے طائر سیاہ نمایان ہوا حیرت نے گھبرا کر کہا شہنشاہ دیکھیے یہ طائر کیسا آتا ہے صورت رنج و الم کی
دکھاتا ہے وہ طائر بہ تعجیل زقند مار کر کاندھے پر افراسیاب کے آ بیٹھا افراسیاب نے
گھبرا کر پوچھا اے طائر صحرائی میرے بھائی پر کیا گذری طائر نے ایک چیخ ماری پرون سے سر
لپیٹا زمین پر گرا طائر روح اُسکا قفس جسم سے پرواز کر گیا خبر وحشت اثر نہ کہہ سکا افراسیاب
نے کہا داراب پر کوئی افتاد پڑی بیشک کوئی خرابی ہوئی یہ کہکر کتاب سامری اُٹھا لی

مضمون پڑھکر کچھ پتہ سے نہ کہا پر پرواز پیدا کر کے چلا حیرت نے آواز دی شہنشاہ مین بھی ہمرہ چلون دشمن کا کام تمام کرون افراسیاب نے کہا خبردار جو میرے تعاقب مین آئیگا سزا ے معقول پائیگا یہ کہکر غائب ہوا دنیاے ناپائدار کا عجب عالم ہے کبھی عیش کبھی غم ہے دنیا کیا کسی کی جاگیر ہے موت ہر وقت دامنگیر ہے بچشم خیال اگر دیکھا جاوے تو قضا خود ہر شخص کی نگہبان ہے جب محافظ حفاظت سے ہاتھ اُٹھاے نگہبان ہی دشمن ہوجاے انسان ضعیف البنیان کیونکر بچے موت سے کسکو چارہ ہے اسکے خوف سے دل پارہ پارہ ہے ملک الموت کا قاطع لذات نام ہے مجمع کا متفرق کرنا اسکا کام ہے سہاگن عورتونکو بیوہ کیا بھائی سے بھائی بھی جدا ہوا ضعیف باپ نوجوان فرزند کی لاش پر روتا ہے رونے پیٹنے سے کیا ہوتا ہے جس معشوق کو پہلو مین سلاتے ہین اُسکو مکان تنگ و تاریک مین بند کر کے چلے آتے ہین نظم

ناسازی زمانہ سے کیسے کہان کہان تنگ	بیزار ہوگئی ہے جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہان تک

اب ان فقرات عبرت آمیز سے مصنف کی مراد ظاہر ہوگی کہ وہان افراسیاب کی آواز آئی زمین مثل گہوارے کے کانپی طائر گھبرا کر اپنے اپنے آشیانون سے اُڑے اژدرون نے مسکن چھوڑے تیتون نے محبت شجر سے منہ موڑے پہاڑون سے پتھر گرنے لگے کل صحرا مین تلاطم شیران دشت کے ہوش و حواس گم اس زور شور سے افراسیاب جادو پہونچا احول مربع نشین قدم نہ بڑھا سکا افراسیاب للکارا کیون احول میرا حال نہ معلوم تھا شعبدہ کر کے میرے گنہگارونکو نکال لایا اگر جان کی خیر چاہتا ہے میرے قیدیون کو حوالے کر دیکھ اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر احول نے جواب دیا اومغرور کیا بکتا ہے مردان عالم مرنے سے کیا ڈرتے ہین جو کچھ کرتے ہین سمجھ کے کرتے ہین افراسیاب جادو نے سنگریزہ اُٹھا کر مارا احول پر پتھر برسنے لگے اُس فلک شکوہ نے پتھرون سے اپنے کو بچایا ایک پتھر ناند پر پڑا اسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک پتھر سینہ پر افراسیاب کے پڑا ضرب سے اُسکی چوتڑون کے بھل زمین پر بعد سے گرا احول نے قہقہہ مارا کہا او نکہ حرام بد انجام سنبھل مین آپہونچا یہ کہکر جھپٹا جب تک افراسیاب جادو خاک سے اُٹھے ایک رول افراسیاب پر مارا سر پر افراسیاب کے چٹاکڑا سے کی آواز آئی افراسیاب

کو تیورا گیا مگر یہ تو ملعون وہ سخت جان ہے کہ اسکا مرنا دشوار ساحر غدار جبتک لوح طلسم کشا کو
نہ لے مرنا اسکا مشکل ہے سحر و علوم نیرنگ چین بھی کامل ہے حکمایان اشراقین کا یادگار ساحر کامل
اٹھارہ سو ملک کا سردار رول کھا کر بقہر و غضب تمام اُٹھا تیغہ برق مثال کمر سے کھینچا اژدہا غار
سے بل کرکے نکلا ابھی ذلت اٹھائی سر میں چوٹ کھائی بموجب مثل خوب سرکوبی ہوئی اب سر کی
کھا کر خیرہ سر سنبھلا سودا سے غرور سر سے نہ نکلا افراسیاب خانہ خراب تیغہ سحر کھینچکر چلا نعرہ

کوہ شگاف کیا نعرۂ افراسیاب — مرا نام ہے شاہ افراسیاب — دلیروں کو ہے مجھ سے شرم و حجاب
بلا سے جہان سحر میں ہے جیل — مرے آگے قطرہ ہے اک رود نیل — زمانے کا میں اپنے جمشید ہوں
کہ میں چرخ افسوں کا خورشید ہوں — نہیں کوئی عالم میں میرا نظیر — مری اوج سے پست ہے چرخ پیر
اگر سحر پڑھ کر اشارہ کروں — فلک کو زمین پر ابھی کھینچ لوں — بکبر و نخوت تمام کلمات غرور زبان پر

قریب احول کے پہونچا ہاتھ تیغ کا مارا اُسوقت بھی احول نے خوب خوب سحر لیے افراسیاب پر آگ
برسائی مگر موت دامنگیر تھی تیغ سحر افراسیاب پڑا اُس بہادر بے نظیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا زمین
سے خاک اڑی صاف ظاہر تھا کہ زمین احول کے غم میں خاک اڑاتی ہے کوہ و دشت سے رونے
کی صدا آتی ہے پتھر آپس میں سر ٹکرانے لگے سوز غم میں پتھر کے کلیجہ سے چنگاریاں نکلتی تھیں گھاسیاں
جلتی تھیں نخل دشت شاخ سے سر پیٹنے لگے پتوں نے کف افسوس ملے ہر شجر کی حالت تباہ
ہر شجر بشکل آہ ہنگامہ گیر و دار بلند طائران صحرا در و صدا ہیں بہادر کا لاشہ زمین پر گر کر تڑپا محجوبا خاطر
سامعین رہے جو ساحر کے مرنے کی صدا آتی ہے کہ نشتی مرا نام ہے فلان لودیہ آواز نہیں آئی انجام
اس آواز نہ آنے کا انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا ناظرین حظ اٹھائینگے بہت پسند فرمائینگے
مگر افراسیاب خانہ خراب جوش قہر و غضب میں تاج کو سنبھالتا ہوا تلاش میں مہرخ وغیرہ کی درۂ
کوہ میں آیا انتہا کا وہاں اندھیرا پایا افراسیاب جادو کو حیرانی نے گھیرا مشعل سحر کو روشن کرکے
وہ تیرہ بخت دیکھنے لگا کسی سردار کو اُس درۂ کوہ میں نہ پایا مثل غول صحرائی بڑی سختی اٹھائی پہاڑ
کے اندر دوڑتا پھرتا ہے کبھی ٹھوکر کھا کر گرتا ہے جب سرداروں کو کسی مقام پر نہ پایا زمین میں
ٹٹولنے لگا حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا گنہگار میرے کیا ہوئے آخر بدحواس ہو کر بیرون
درۂ کوہ آیا ران پر ہاتھ رگڑ کے دیکھا معلوم ہوا کہ مہران شمشیرزن دختر کوکب نکالے

لیگئی اور حقیقت مین معرکہ یہ ہوا کہ جب افراسیاب جادو احول سے لڑائی مین معروف ہوا
اتنے عرصہ مین ملکہ بران شمشیرزن سحر تو جلدی مین نہ اتار سکی مگر سردارون کو تخت پر ڈال کر
باغ نگارین مین لیگئی افراسیاب کو جو یہ معلوم ہوا قہر و غضب مین یہ کہتا ہوا چلا کہ آج دختر کوکب
کا ستارہ گردش مین آیا میرے ہاتھ سے قضا تھی میرے گنہگارونکو لیگئی مجکو داغ دے گئی غصہ
مین چلا یہان ملکہ بران شمشیرزن سردارون کو لیکر باغ نگارین مین پہونچی وسط باغ مین چبوترے
پر لاکر اتارا قصد ہوا سب کا سحر اتارون مگر دیکھا سب کے منکے ڈھلے ہوئے آنکھین بند بیہوش
کلام کرنے سے معذور نہ عقل نہ شعور سب سے زیادہ عیارونکو بلا مین مبتلا دیکھا خواجہ عمرو کا لباس
پارہ پارہ جسم پر آبلے اول ملکہ بران قریب خواجہ عمرو کے آکر بیٹھی سحر کرنا شروع کیا مگر سحر افراسیاب
خانہ خراب کا بھی دفع ہونا دشوار ہی بران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا
وہ خون اختر پہ ڈالا مروارید کو لعل بے بہا بنایا حوض مین سے پانی لیکر ایک کاسہ مین چند غوطے
اختر مروارید کو دیے آبرو سے مروارید پانی مین شریک ہوئی اس پانی سے منھ خواجہ عمرو کا دھلایا
کلمہ پڑھکر خواجہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے بران شمشیرزن کو دیکھا پوچھا ای نور نظر کیا مقام ہی ہم یہان
کیونکر پہونچے بران نے کہا خواجہ خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا افراسیاب آپ سب
صاحبون کو گرفتار کرکے لیچلا تھا عم نامدار احول مربع نشین ذی وقار نے آپ سب صاحبون
پر جان اپنی نثار کی لونڈی آپ سب صاحبون کو اٹھا کر اپنے باغ مین لائی مگر اٹھکر کنارے ہو جیے
افراسیاب آیا چاہتا ہی صرف عیارون کا سحر ملکہ بران شمشیرزن اتارنے پائی تھی اب طرف
سردارون کے متوجہ ہوئی کسی قدر اتارا ہی کسی قدر باقی ہی کہ آسمان پر سے افراسیاب جادو کا
نعرہ ہوا پکارتا ہوا کہ او چھوکری کیون قضا دامنگیر ہوئی ہی آج تیرے قتل کی تدبیر ہوئی ہی میرے
گنہگارون پر دست انداز ہوئی تمھارے چچا جان کو تو مار ڈالا لاشہ اسکا پڑا پھڑکتا ہی جلکے انکے
دفن و کفن کی تدبیر کرو یہ کہتا ہوا کف منھ سے جاری زمین پر آیا بران نے بڑھکر مقابلہ کیا سرداران
بیہوش کو پشت پر لیا ملکہ مہرخ و بہار ہوشیار ہو چلی ہین دیکھ رہی ہین کہ بران نہ افراسیاب سے سحر
چلنے لگا بران نے بجرأت تمام سینہ اپنا سپر کر دیا ہی چاہتی ہی مین قتل ہو جاؤن مگر ان سبکو بچاؤن افراسیاب
کے سحر الامان الامان زمین تھرائی آسمان سے آگ برسنے لگی باغ نگارین کیا پر بہار تھا نرگس نے

گھبرا کر آنکھین بند کرلین کہ بربادی باغ نہ دیکھون سنبل بصد پریشانی بالون کو کھوے مصروف دعا طفلان غنچہ کو بیکلی کہ ایسے باغ پر بہار مین یکایک باد خزان چلی سرو گھبرا کا نپ رہا ہی باغ سے نکلجانے کی فکر عذر لنگ سے پابگل قمری کا طوق گلو گیر عوض کوکو کے آہ وزاری کی تدبیر سوسن کی زبان مین کانٹے پڑے خار پھولون سے اُلجھنے لگے بلبل کو شغل آہ وزاری طائر مصروف بیقراری رنگ باغ دگرگون بید مجنون کو جنون عشق ہیجان کو ہ پیچ اُلجھن مین خاطر مشوش ابر ان باران بحر بہ ساقی ہی باغ کو صرصر گرم سے بچاتی ہی مگر جھونکون سے ہوا کے آواز گریہ وزاری آتی ہی عندلیب خوش نوا بصد رنج والم یہ غزل گاتی ہی غزل

بشکل اشک ہون ناقدر و بیقدر
عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا
وہ مشتاق شہادت ہی دم ذبح
عدم کا لطف ہنسنے نے دکھایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا
خوشا قسمت مین انکو یاد آیا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ

بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا
وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا
سرشک چشم کوئی آبلہ تھا
گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
ہوا سرمہ بھی شاہد حسن انجیا
گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا
مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہی
ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام
جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے
جو ایسا تیری آنکھون مین سمایا
ہوئی جھوٹی قسم کھائی جو منظور
کہ بیٹھا آپ اور مجکو اُٹھایا
ملکہ مہرخ و بہار یہ حال پر ملال

دیکھکر چاہتی ہین اپنے مقام سے اُٹھین بران کے ساتھ جنگ مین شریک ہون مگر دست و پا بیکار زبان کو لکنت صاف دہن تنگ پر مہر خاموشی ہوشیاری پر غالب بیہوشی اُٹھنے کا قصد کرتی ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی ضعف کو قوت ناطاقتی کو طاقت آئینہ رخسار پر حیرت چہرے سے ظاہر لقاہت دو تین سحر ملکہ بران شمشیر زن نے افراسیاب کے دفع کیے قہر و غضب کے تیر سینہ پر لیے بارہ سو کنیزین افراسیاب پر سحر کر رہی ہین آنکھون کے اشارے سے افراسیاب ہر ایک کے سحر کو ٹالتا غصہ سے آنکھین نکالتا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ سامنے سے ہٹو گنہگارون کو قتل کرنے دو مگر سب نے چہار طرف سے گھیرا ہی کئی سو نے اپنی جان دی لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین گویا ستارے خاک پر پڑے ہین افراسیاب نے پیچھے ہٹ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یا سامری کہکے نعرہ کیا ملکہ بران شمشیر زن مع اپنی بارہ سو کنیزون کے

زمین پر گری زبانین بند جھولیان سحر کی جل گئین افراسیاب تیغ کھینچکر چلا کہ ان سب کو قتل کرے
ایک کو زندہ نچھوڑون کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہی مین آپہونچا نظم

منم ماہ افلاک علم و ہنر
یل صف شکن صاحب ہوش و سنان
خبردار سازم کہ ہشیار باش

ہنر بردمان کوکب نامور
دلیر و عدو کش شہ بے نظیر
ازین خواب خرگوش بیدار باش

منم قاتل کافران جہان
لقب یافتم خاص روشن ضمیر

افراسیاب نے دیکھا کوکب
پہلوت و صولت تیغ برق مثال ہاتھ مین سامنے افراسیاب کے آیا بہرام و مریخ وغیرہ جو زمین
پر تڑپ رہی تھین انکو پشت پر لیا افراسیاب نے بڑھکر وار کیا کوکب نے تلوار کو تلوار پر
روکا شعلہ ہاے آتش دونون کے سر سے اڑنے لگے کبھی کوکب برج آتش مین چھپ گیا
بادبان سحر برسا کے نکلا کبھی افراسیاب برج خاکی مین مخفی ہوا دو چار سحر آپسمین چلے تھے کہ
افراسیاب نے نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہی ہرچند کہ افراسیاب سرحد غیر مین آیا ہی مگر طلسم ہوش ربا
حقیقت مین مقام ہوش ربا ہی نعرہ کرتے ہی افراسیاب کے ایک پریزاد نہایت حسین
شمشاد قد خورشید خد کشتی ہاتھ مین چشم زدن مین سامنے افراسیاب کے آئی اسمین ایک تاج
مکلل بجواہر رکھا تھا فوراً افراسیاب کے سر پر رکھدیا اور خود غائب ہوئی اب تو چہرہ
افراسیاب کا سرخ ہو گیا چہرے پر جرأت کے آثار ہویدا شجاعت و شوکت ناصیہ سے پیدا تلوار
لیکے کوکب پر جا پڑا کوکب نے چاہا تلوار پر تلوار کو روکون عکس تاج کا پڑا آنکھین جھپک گئین
تلوار سر پر کوکب کے پڑی سر زخمی ہوا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے کوکب کو سایہ مین تلوار کے
لیا چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے کوکب جب آگ کرتا ہی ایک شعلہ بھڑک کر سامنے افراسیاب کے آتا
ہی افراسیاب کچھ بڑھکر اسے بجھاتا ہی پھر بڑھتا ہی مگر کوکب پر وقت تنگ تاج کے عکس نے
کوکب کو پریشان کیا ہی یکایک ایک نخل بلند سے آواز آئی ای شہنشاہ کیا کرتا تجھ سایہ سامری و
جمشید کار ہے دشمن تیرا جفاے شکست سے منہ ملکہ حیرت جادو افراسیاب نے دیکھا صاف ظاہر
ہوتا ہی کہ حیرت آسمان سے اتری شاخ نخل بلند پر ٹھہری ہی دوپٹہ سنبھالتی جاتی ہی ہاتھ مین اسباب
سحر شاخ نخل سے کودی افراسیاب نے کہا ملکہ قریب نہ آنا کوکب سحر کرتا جاتا ہی مین نے زخمی کر کے نیم بسمل
کیا ہی حیرت نے کہا ای شہنشاہ ع زود دل یکشود بشکند کوہ را + یہ کہتی ہوئی قریب پہونچی ذرا پلک

افراسیاب کی چھپکلی تھی نعرہ کرکے حلقہ ہاے کمند مارے آواز دی خم ہزبر دشت طراری نہنگ بحر عیاری
طرار و خنجر گذار خواجہ عمرو نامدار چودہ حلقے کمند کے گردن میں افراسیاب کی پڑے ادر سے کھینچا عمرو
نے حباب بیہوشی منھ پر مارا افراسیاب چھینک کھاکر زمین پر گرا عمرو نے آواز دی ای شہنشاہ لینا کوکب
تلوار لیے ہوے جھپٹا یکایک سارا زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی
زمین سے نکلی نکلتے ہی ہاتھ میں دانے ماش کے تھے کوکب پر پھینک مارے کئی خنجر ٹوٹے پیکان تیر
کٹے جسم پر کوکب کے پڑے کوکب اُنکے دفع کرنے میں مصروف ہوا ماہیان نے بغچہ میں افراسیاب
کو دبایا دونوں پانوں مارکر غرق زمین ہوئی صاف مثل برق تڑپ کر نکلگئی ماہیان کے آنے سے
عمرو گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا تھا گلیم اتار کر اپنے کو ظاہر کیا کوکب دوڑکر خواجہ سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ
عیاران عالم ای محترم و محتشم ماشاء اللہ کیا اسوقت کام نمایان کیا اسوقت افراسیاب نے خاتمہ کردیا
تھا سر پر آپکے تاج طلسمی پر بزاد رکھ گئی تھی ای خواجہ افراسیاب نہایت صاحب اختیار ہو عکس سے
تاج کے آنکھوں میں اندھیرا آنے لگا بڑی قباحت تھی جان بچنے کی اور کون صورت تھی خوب آپ پہنچے
خواجہ سے شہنشاہ کوکب بغلگیر ہوے ہاتھوں کے بوسے لیے سب سردار مع ملکہ بران بیہوش پڑے
تھے خواجہ نے کہا ای شہنشاہ انپر سے سحر اُتار لیے ہوشیار کیجیے کوکب نے کہا خواجہ اتنا تو مژدہ سناؤ
کہ اسد و مہ جبین قبضہ میں آگئے عمرو نے کہا ای برادر بیجان برابر یہ شب شب قیامت ہو یاران کے
ساتھ نقب سے راستہ جابجا اسد و منتظر موجود افراسیاب نے جو کام کیا ساتھ تنگی و مضبوطی کے مجال
نہ تھی کہ اس راہ پر چوٹ کو کوئی ٹوکتا بارے آپ نے پہونچایا شکر ہی کہ شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد
بن کرب غازی و ملکہ مہ جبین کو چھڑا لایا کوکب روشن ضمیر کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا
پلٹ کے حکم دیا کہ قصر جمشید سے فلان صندوق میں شیشہ آب دیدۂ سحر موجود ہی اسکو
بہت جلد لاؤ ملازمان باآبرو و خیر خواہان خوشرو فوراً شیشہ آب نایاب کو لے آئے کوکب نے اسی پانی
سے منھ مہرخ وغیرہ کے دھلائے چہرے سردارونکے مثل ماہتاب روشن ہوگئے گویا آب حیات تھا فوراً
اُٹھ بیٹھے سب سردارونکے بعد کوکب نے اپنے گوہر بے بہا کا منھ دھلایا بران بھی اٹھیں ملکہ مہرخ و بہار
و نافرمان و شکیل جادو و در صدر برق و ملکہ سرخ موے کا کلکشا و خورشید زرین تحو باغبان قدرت
و معمار قدرت وغیرہ اٹھے آپسمیں گلے ملنے لگے وہی باغ نگارین جو ابھی محل رنج و الم مقابل قدرت کے

باغبان قضا و قدر کی پربہار ہوا شاخین جھومین درختون نے سرکشی کی غنچے مسکرائے پھول رنگ لائے نرگس کی انکھڑیان نشیلی ہر شاخ نخل رنگیلی سنبل کی زلفین لہرائین سوسن نے ہولیان گائین بلبلو کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے سوسن کی زبان درازی دیکھکر طائران خوش الحان کو تاب نہ آئی یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار بہاریہ بطور خمسہ

کچھ خبر دیتی ہی فریاد عنادل باغ مین　　کوئی چھولیگا شگوفہ آج اے دل باغ مین
موت کا سامان ہی یہ رنگ محفل باغ مین　　زعفرانی پہنے ہی جوڑا وہ قاتل باغ مین
ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغ مین

دیکھ الفت کے اثر چل تو بھی اے دل باغ مین　　یہ تماشا یاد رکھنے کے ہی قابل باغ مین
تام عاشق اُس سے ہوتا تھا جو حاصل باغ مین　　آ کے فرماتا ہی وہ لیلی شمائل باغ مین
بید مجنون کے تلے ٹھہراؤ محمل باغ مین

خوب گلگشتین ہوئین جام مئے احمر پیے　　تا زبان ہوش جو جو کچھ ارادے تھے کیے
ای صبا خود رفتگی مین روے گل کیا دیکھیے　　چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے
ہم سے دیوانے ہین کب جانے کے قابل باغ مین

کچھ دنون ہی سربلندی پھر وہی افتادگی　　اپنے اپنے وقت پر ہر شے کو ہوتا ہی یہی
نخل سرو بستان کا تشر ہی پھول کی سرنگونی　　آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھی
شور محشر بن گئی آہ عنادل باغ مین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ　　جلوہ ہوتے ہی روش کے شمع کا گل تھا فروغ
خودنمائی پر جو آیا روے روشن کا فروغ　　پرتو رخسار جانان سے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈھتا ہی ماہ کامل باغ مین

اسقدر طوفان اٹھا سب شناور ڈر گئے　　باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مر گئے
حوصلے دریا دلی کے قہر برپا کر گئے　　بحر اشک بلبل گریان سے جل تھل بھر گئے
خاک دیکھین شاہد گل لطف ساحل باغ مین

لاکھ پھولون سے زیادہ ہین ہمارے دل کے داغ　　دیکھتا ہی جب کبھی ہنستا وہ گل باغ باغ

میری باعث سنت گلچین سے ہے اسکو فراغ | سیر گلشن سے شگفتہ ہوگیا وہ خوش دماغ

بوے گل ہے مثل دود شمع محفل باغ مین

حسب سرداران نامی و ساحران گرامی مثل گل شگفتہ و خندان شکریہ باغبان قضا و قدر بر زبان آپس مین ایک سے ایک بغلگیر کوکب سے خواجہ نے کہا اب ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جاتے ہین کوکب نے کہا ہم عقب مین آتے ہین دیدار فرحت آثار طلسم کشا سے فیضیاب ہون دشمنون کے دل جلکر کباب ہون ملکہ مہرخ و بہار و جملہ سرداران تخت سحر کے تیار ہوے خوشی خوشی سوار ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب و بران و ملکہ اختر بن سہیلان و ملکہ مجلس جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز خوشرو وغیرہ قصر جمشیدی مین آئے باورچیان دست و خورشید روشن راے کو کوکب نے حکم دیا کہ کشتیان جواہرات کی براے نذر طلسم کشا و پیشکش ملکہ مہ جبین حور لقا آراستہ کرو براے لشکر و دیان عمدہ تقسیم ہون کہ جنکی آب و تاب سے فلک اطلس شرمائے ہر ملازم خوشی سے پیرہن مین نہ سماے ہمارا اور خواجہ عمرو کا چولی دامن کا ساتھ ہے دشمن کا گریبان ہے اور ہمارا ہاتھ ہے کارگزاران شہنشاہی تیاری مین مصروف ہوے ساقی نامہ در جشن رہائی اسد و مہ جبین

ساقی ہین یہ روزہاے گلگشت
ہی غیرت باغ ہر بر و دشت
پھر لب سے مرے اسے لگا دے
ساغر کی متصل پلا دے
اب دور فلک سے دل ہوا شاد
ہے نام جمل کا مہر آباد
ہین جلوۂ نوبہار کے دن
بدمستی بادہ خوار کے دن
تو مین سن سکے نہین یہ ایام
گلگشت چمن کے ہین یہ ایام
کیا رنگ چمن بہار پر ہے
عالم گل و لالہ زار پر ہے
آتا ہے نظر جو سرو بستان
شمشاد و کمر ٹھا ہے سخت حیران
اور دیکھئے جلوہ ہاے شمشاد
پابند طرب ہے سرو آزاد
ہے وجہ فزا نواے بلبل
قربان ترانہ ہاے بلبل
دلکش ہے غضب صداے قمری
کیا چہچہے ہین ہاے قمری
باندھے ہے ہوا نسیم کتنی
ہے روح فزا نسیم کتنی
کیا کیا ہی مچا رہا ہے دھوم ابر
آتا ہے سدام جھوم جھوم ابر
چل سوے چمن بہار دیکھین
سیر گل و لالہ زار دیکھین
اٹھین لب آبجو پہ یک دم
پی جائین سبو سبو یہ یک دم
شاید اسی طرح چین آئے
جی ٹھہرے کچھ اضطراب جائے
بہلے دل بیقرار تسکین
مسرور ذرا ہو جان غمگین
ہو چارہ پذیر درد الفت
اٹھ جائے جہان سے گرد کلفت

پامال کرے نہ یون غم عشق	جینے دے عذاب ہمدم عشق	اس رنج عذاب سے چھٹین ہم
اس حال خراب سے چھٹین ہم	خوناب کہان تک پیے دل	تڑپے ہی شراب کے لیے دل

نغمہ سنجان شاخسار ریاض خوش بیانی و زمزمہ پردازان حدیقۂ سخندانی گلچینان دوحۂ تحریر
و تقریر و صفیران گلشن تسطیر دلپذیر غنچۂ انجمن مشتاقان مین یون چہچہے کرتے ہین شعر مرتب کی جشن
این داستان دلنشین سے نگارندہا عزو شان شہنشاہ نجبر گزاران دمر بندۂ جادوگران باج ستانندۂ
دلیشون کافران افسر عیاران صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار رحم مہرخ و بہار وغیرہ آکر داخل
بارگاہ آسمان جاہ ہوئے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ برائے ملکہ مہ جبین تکلف تمام تخت طاؤسی
آراستہ ہو و برائے ہزبر بیشۂ جرأت نہنگ بحر جلالت سرخیل پہلوانان آہنی اسد غازی بنگلۂ جواہر نگار
پیراستہ ہو کارگزاران لشکر ظفر اثر و جان نثاران ناموری کمر ہمت باندھکر بصد کر و فر آمادہ ہوئے بارگاہ
گردون اشتباہ زر بفتی وہ استادہ ہوئی کہ قبہ پر نور جسکا خورشید درخشان سے ہمسری کرتا تھا طنابین
زلف حور کی استادے الماس نگار ستون مرصع کار رقتا مین پردہ پوش صاحبان عفت پردہ پردہ وا آ
حجاب نشینان عصمت تمام کے گرم کرنے میں نقاشان جابدست سرگرم ہوئے نازنینان دریا دل جوانان
آبرودار دو جانب حاضر ہین ایک سمت اسد شیر دل ایک جانب ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر
داخل کیا حوض نایاب پر از آب صاف و شفاف جسکے سامنے گوہر بے آبرو مہر و ماہ فلک کو آئین
غوطے لگانے کی جستجو اسد نامدار غسل کرکے جامہ خانہ مین آئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ ماہ تابان
برج آبی سے برآمد ہوا کنیزان ذیہوش ملکہ مہ جبین الماس پوش کی خدمتگزاری مین مصروف ہین
ملکہ مہرخ و بہار و جملہ تاجداران عالی وقار شاہزادیان خورنژاد دونون کے استقبال کو باادب
تمام استادہ ہوئین سب کو قاعدے پیشوائی کے بخوبی یاد ہین سب گوش برآواز ہین اپنے تیر اقبال پر
نازکنیزین جھپٹ جھپٹ کے خبر دے رہی ہین ملکہ عالم قمر حمام سے برآمد ہوا چاہتی ہین لباس زیب جسم
فرما رہی ہین کوئی تاجدار رہا بنتا ہوا آگے کرتا ہوا اسد غازی کی تشریف آوری کی خبر سناتا ہے کہ لباس جسم
اقدس پر آراستہ کر چکے سلاح خانہ مین تشریف لیگئے ہین مسلح ہوکر برآمد ہونگے آنکھین مشتاقان دیدار
کی نرگس وار کھلی ہین تخت طاؤسی آراستہ دنگل جواہر نگار پایہ چہارم تخت پر بصد کر و فر بچھایا گیا یکایک
صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلند ہوئی روح سامری و جمشید دردمند ہوئی سب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا

ایک جانب ملکہ مہ جبین سیمبر غنچہ دہن گلبدن قد دلجو رشک سرو لب جو چہرہ ماہ تابان جبین انور خورشید
درخشان ابروے خمدار کو کس سے مثال دون ہلال فلک کیونکر کہون یہ ابرو ہین یکتا ہلال انگشت نما
خنجر ہین یہ تلوار ہین قدرت پروردگار کی عین عارض بدر آسمان کمال ہے گل تر کتنا ناقص مثال ہے
لب جان بخش عیسی مریضان محبت غنچہ دہن تنگ اسرار الفت دندان موتیون کی لڑیان جمال
بیمثال حیرت افزا سانچہ مین ڈھلا ہوا سراپا ایک جانب سے اسد نامدار بصد شوکت و صفدر
سلاح ذات پر آراستہ رستم شوکت فریدون جلالت چہرہ پر نور آفتاب عالمتاب شہریاری پیشانی
کوکب شش جہت افروز جہانداری دہن کی صفت مین فکر جو کی ظاہر ہوا کہ ایک بات ہے لبون سے پیدا
اعجاز کرامات ہے شیر صولت رستم ہیبت صاحب علم و نشان روح روان حمزہ صاحبقران کے بیٹے
سرداران صف شکن تیغ زن فنون جرأت سے ماہر غیر ساحر سایہ مین تلوارون کے شاہزادہ والا قدر
کو لیے ہوے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے خلعت ہاے فاخرہ سرداران نامی کے زیب جسم
بارہ ہزار کنیزان مرصع پوش ایک ایک حسن مین بے نظیر جیسے رشک ماہ منیر ناز و کرشمہ و انداز ہمدم ہمراہ گرد
ملکہ مہ جبین ایک پہلوے تخت کے ملکہ مہرخ ایک جانب معشوق گلعذار ملکہ بہار ایک پایہ پر صاحب سطوت
و صولت باغبان قدرت جو تھے پہلو پر بیٹھ گئے ملکہ مہرخ ہوے کا کلکشا چالیس شیر چالیس وزیر
و ندیم نکوکاران قدیم بیٹھے اپنے مقام پر مترنم خاموش بحر شادی و عیش کا جوش اس کر و فر جاہ و حشم سے خواجہ
عمرو مرغ زرین بنے ہوے خلعت فاخرہ سے مخلع زیرہ کی آنکھیں چلتی ہوئین پشت پر جانباز یکرنگی
مہتر برق فرنگی عاقل و کامل مہتر ضرغام شیر دل آفتاب عالم افروز مہتر جانسوز صاحب لغدہ گران
مہتر قران عیار بیباک مہتر چالاک با ہمہ عیاری سے آراستہ تنطورہ ہاے زر بفتی سے پیراستہ ملکہ
مہ جبین کو تخت طاؤسی پر جلوہ فرما کر کے اولا اول خواجہ عمرو نے نذر دی ملکہ مہ جبین مسکرائین کہا
تو نظر مین تو خود شکر ادا ہون میری نذر پہ ہاتھ رکھیے اب کل سردار نذر دینگے ہم لیتے جائینگے جمع رکھیں گے
وقت پر حساب سمجھا دینگے خواجہ عمرو یہ کہکر دامن پھیلا کر کھڑے ہوے نذرین گذرنے لگین سب سے پیشتر
ملکہ مہرخ یہ کہکر جھکین کہ داری شکر ہے جس روز سے تمھارے دشمن قید ہوے تمھاری نیابت مین عہدہ
سلطنت پر قائم ہی آج تسکین ہوئی حق بحقدار رسید ایک سو ایک تختی الماس کی پیش کی خواجہ
دامن پھیلائے کھڑے ہین دامن مین نذرین لیتے جاتے ہین گلہاے نذر تختہ گلزارین پر رکھکر ملکہ بہار نے

سامنے اُس سرو حدیقۂ سلطنت کے پیش کیے ساحر بیدیل شاہزادہ شکیل نے تیغہ برق مثال ہاتھ پر
رکھکر واسطے نذر کے خم ہوا خواجہ عمرو نے فرمایا آج سپاہگری کا کام نہین ہی نقدی لایئے جواہرات
نذر مین دیجیے شاہنشاہ گیتی ستان کے ملبوس جان ہو تصدقات اُتار کے ہمکو و خانہ کعبہ کو روانہ
کرین تمام سرداران شادان و فرحان نذرین دینے مین مصروف ہین سترہ سو نقارے پر چوب پڑی
روشن چوکی بج رہی ہی غزلین مبارکبادی کی شہنائی مین بجارہے ہین نائین اگدار ہے ہین اسدِ شیر دل
دنگل سپہ سالاری پر جلوہ فرما معشوق حور نژاد پر نگاہ محبت پڑ رہی ہی ملکہ مہ جبین تخت طاؤسی پر بشوکت
وسطوت جلوہ فرما لفو نگی آمد کا ہنگامہ کئی ہزار طائفے در دولت پر حاضر ہین دار وغۂ ارباب نشاط جوانان
خوشرو منتظم کارگزاران سبکے ناظر ہین ہزارہا خیمہ استادہ ہوا ہی سرداران نامی کی بارگاہین اپنے اپنے
مقام پر بازارین دلچسپ دوکانین عمدہ دوکاندار طرحدار بازار کھلے ہوے بیع و شرا پر تلے ہوے
ہر مقام پر سامان عیش و عشرت مہیا کل لشکر مین جشن کی دھوم تاجران جلیل القدر چلے آتے ہین دوکانین
لیکر اشیاے نفیس بجارہے ہین چند عرصہ اس سامان مین گذرا تھا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب
عالمتاب سامان جشن سے بے نظیر دیکھکر بنا بر تبدیل لباس قصر مغرب مین داخل ہوا اور سلطان گردون
پناہ یعنی خسرو انجم سپاہ مشیران وزیران ثابت و سیارگان ہمراہ فرش چاندنی آراستہ کر کے برائے ملاحظہ
تماشاے دلپذیر بصد توقیر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا کارگزاران شاہی سامان روشنی مین مصروف ہوے شعار جشن

ہر طرف فوج مین ہی آرائش
کہکشان سے ہوا ہوائی ساز
شب شادی کی دھوم کی کیا بات
سب مہیا ہین عیش کے اسباب
کر چمن زار و دشت و در کی سیر
خلعت فاخرہ سبھون کو دیے
شادمانی سے ہو نوا پرداز
رنگ صحبت کو دیکھ ناز کرے
وجد مین لا تو مے پرستون کو

ہر روش کی نہین ہی گنجائش
نہین رستون مین روشنی کے دیے
روز روشن تھی روشنی سے رات
لادہ جون آفتاب ساغر زر
ہین نہال آج آشنا و غیر
ہر طرف رقص مین ہین دلربا
ہی یہ منظور سب درست ہون سا
چھیڑ ساز طرب نوا کے تئین
یاد دے سالک سرود ستون کو

شیشہ باز فلک ہی آتشباز
انجم ہی چشم روشنی کے لیے
آ و ساقی کہ جمع ہین احباب
آب گلرنگ سے لبالب کر
گل نمط دل شگفتہ سبکے کیے
باے کوبان ہین مسلمان و بیان
گل و لالہ سے چشم باز کرے
باندھ آواز سے ہوا کے تئین
آ و ساقی کہ روشنی ہی خوب

محو آرائش آج ہین محبوب
لالہ رنگ رخ نکویان کو
رنگ مجلس مین ڈال شیشے سے
جل گلابی کو ہاتھ مین لے لے

شیشہ شیشہ شراب ہی درکار
مایۂ ناز خوبرویان کو
ہوکے سرمست ہو تماشائی
ایک دم جام متصل دے دے

صحبت عیش کو جو چکا ایک بار
اس پری کو نکال شیشے سے
حکم کشش ہی سپہر مینائی
تھا ٹھہر بندی جابجا ہو رہی ہی

روشنی سے چراغان کے زمین بہتر از چرخ برین بارگاہ مین جھاڑ نایاب انتخاب کنول اُسکے روغن گل سے معمور جنکی روشنی سے عندلیبان گلشن عیش کو سرور جیتیون مین تازنگاہ پریرویان یا شعاع آفتاب تابان بیاض سفیدی سحر وصل معشوقان صفاہان کی چربی اُسکے فتیلے نازنینان چین نے اپنے ناز و کرشمہ کے سانچے مین ڈھالے الماس کی ہر ایک مردنگ ہی آبروے گوہر بے بہا

جسکو دیکھے دنگ ہی عظم
قتل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس
یا کلس عرش کے اتارے تھے

طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
جن سے شرماے ساغر الماس
زو در دیوار گیرون پہ بہار

نو بہ نو ایک جا پہ تھا روشن
فلک انجمن کے تارے تھے
کیسے پستان شاہد دیوار

پردے بارگاہ زرنگی کے اُٹھے ہوے ہین کہ آسمان سے لگا ابر مرواریدی ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بھتیجی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کی ملکہ اختر آرا سلطان فیل زور شمشیر زن تخت سے اتری بارہ سو نازنینان مرصع پوش ہمراہ شوکت و شان لشکر دیکھتی ہوئی خوشی سے چہرہ گلنار گلشن حسن پربہار داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی مہ جبین واسد کو نذر دی کرسی جواہر نگار ملی محفل عرش منزل مین وہ ماہ تابان جلوہ فرما ہوئی دوسرا لکہ یاقوت نگار بڑی دھوم سے اٹھا معلوم ہوتا ہی کہ پردے سے ہوا دریا سے خونروان جوش مار رہا ہی ملکہ بران گرد پریزادان حور پیکر و پریزادیان رشک شمشیر قمر بارہ ہزار وصاحبان خاص ماہ رویان باخلاص بارگاہ مین پہنچین نذر دی شرف خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئین قریب تخت و نگل زرین پر بیٹھین خواجہ عمرو نے پوچھا ای نور نظر شہنشاہ کی تشریف آوری مین کیا دیر ہی ابھی تک انتظار مین ناچ نہین شروع ہوا ملکہ نے دست بستہ عرض کی سوار ہو چکے ہین تشریف لایا چاہتے ہین یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ابر نورانی بصد ہیبت و جلالت مثل آفتاب تابان ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے شہنشاہ پر جبیں زرین علم صاحب جاہ و حشم علمدار شہنشاہ کوکب فیل مست پر سوار ہی شعروی سواری کے فیل کی وہ دھوم + جیسے ابر بہار آوے جھوم + علم زرنگار کی چوب الغیل مین دبائے ہوئے ہمراز نشان

پرچم گیسوے حورجنان اس شوکت وشان سے شہنشاہ پرجبیں فیل سے اُترا اُسکی پشت پر بارہ ہزار جوانان
خوبرو وخوشخو چتر کو ایک مقام پہ گاڑ دیا خود منتظر آمد شہنشاہ مین صف باندھکر ٹھہرا ایک جانب سے شاہزادہ
جمشید بن کوکب مرکب بادرفتار پر سوار بارہ سو شیردل مصاحب کمسن کم کم سبزہ آغاز جرات وشوکت
مین سرفراز گھوڑے سے اُترکر یہی مشتاق آمد پدر عالی مقدار ہونے لگا ابھی ابر عظیم اُٹھا کئی ہزار طائر
زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے روے ہوا پر ٹھہرے ابر شق ہوا سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب بصد توقیر
گرد پہلوؤن مین چار دن وزیر باور چہار دست سپہ سالار نامور پایہ تخت پر شاہ کے ہاتھ رکھے ہوے
اس شد ومد سے آکر پہنچا تخت جواہرنگار سے اُترا مع شہنشاہ پرجبیں زرین علم وجمشید عالی شان قریب قریب
وزیران خوش تدبیر داخل بارگاہ ہوے اسد نامدار براے تعظیم کوکب روشن ضمیر ذی حشم سے اُٹھے کوکب
نے چاہا قدمون سے لپٹ جاؤن اسد نامدار نے سر سینے سے لگایا کوکب کی آنکھون سے آنسو ٹپک
پڑے حال بخیال سطوت ودولت وقد وقامت کو بہ نگاہ حسرت دیکھا اور مثل آئینہ چہرے پر حیرانی
چشمہ چشم سے اشکون کی طغیانی عمرو نے بڑھکر رومال سے اشک کوکب پاک کیے کہا بھائی آج روز
عیش وفرحت ہے بیقراری اشکباری کیسی سجدہ شکر بے نیاز کرو اسکی رحمت پر ناز کرو کیا عنایت ہوئی
مجھ مور ضعیف مشت استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اسد شیر دل کو گنبد نور سے رہا کرکے لایا کوکب نے
جواب دیا خواجہ خوشی کی تو انتہا نہین مگر اسوقت یہ خیال آیا کہ اس ہجدہ دانک یہ ماہ اوج صاحبقرانی
بیچ گنبد نور مین غروب رہا کیا رنج والم سے نباہ جلیل پروردہ صد ناز ونعم کا یک بیک یہ ہجوم غم والم
اسد ان کی کسے امید تھی آج دیدہ دل زیارت آفتاب چرخ صاحبقرانی سے روشن ہوے اسی کی حیرت
ہے اسوقت دل پر ہجوم لشکر عبرت ہے کلام حسرت انجام کوکب پر گل سردارون کے آنسو بھر آئے ہر ایک
نے اشک حسرت ٹپکائے کوکب نے دیکھا ایسا نہ ہو محفل عیش کا رنگ دگرگون ہو پلٹ کر تخت الماس
کی دست زبردست پر رکھکر سامنے ملکہ مہ جبین الماس پوش کے خم ہوے عمرو نے مسکرا کر کہا برادر
تمھاری نذر کی کیا ضرورت ہے اگر قبول نہوگی تم رنجیدہ ہوگے تمھارا ملال ہمکو گوارا نہین ہے لاؤ بسم اللہ
خوشی تمھاری گلے سے اُتار کر کنٹھا یاقوت احمر کا شریک کردو کہ تمھارا نام ہو چلتے وقت پھیر لینا کوکب
نے ہنسکر چند دانے یاقوت احمر کے جیب سے نکالے نذر مین شریک کیے خواجہ نے یہ بھی مال نذر زنبیل کیا
کوکب روشن ضمیر کو ذی حشم یاقوتی پہلوے اسد غازی مین ملا آج پہلے پہل کوکب نے اسد نامدار کو

دیکھا جب اسد گنبد نور پر قید ہو چکے تھے تب خواجہ عمرو بعد عرصہ دراز طرف ملک کوکب کے گئے اور شراکت
کوکب ہوئی آج نگاہ جو جمال بیمثال پر پڑی ہر حیران جمال ذرہ دیدار خلق سے اسد کا کلام کرنا اور فرمانا
کہ ای شہنشاہ طلسم نورافشان ہم نہایت ممنون و مشکور ہیں کہ محبت اہل اسلام میں کیا کیا کارنمایاں ہوئے
گنبد نور میں زبانی جلادوں کے ہمکو خبرین ملتی تھیں جس زمانے میں جہانگیر لے آکر آفت برپا کی اور عروج حاصل
کی سُن سُن کے دل گھبراتا تھا کلیجہ منھ کو آتا تھا کہ اگر یہ جیتا رہا ہوتا تو انکو لطف ملتا آخر ثابت ہوا کہ نور نظر
ماما جان کے ہیں وہ آکر زیرک کے لیئے گئے ای شہنشاہ اس رہائی کو قید سے بدتر جانتا ہوں جس خواہش
میں میں آیا ہوں اُسکا ابھی تک نشان بھی نہیں ملا ماموں جان انجم گردہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر
پہلوانان تہمتن بدیع الزمان گردنکش شکن نہیں معلوم کس مقام پر قید ہیں ای شہنشاہ ہم تو آجتک
بالکل بیکار مجبور وناچار رہے ماما جان کو خدا سلامت رکھے اگر انکا قدم نہوتا کون ہمکو قید سے افراسیاب
کی چھڑاتا بزرگ ہزار ہا منزل پر یہاں تو دربار میں یہ باتیں ہو رہی ہیں مگر دو کلمہ داستان افراسیاب
خانہ خراب کے بیان ہوتے ہیں بلغ ملکہ یران شمشیر زن سے ملکہ ماہیان زمرد پوش جوش و خروش لیکر
افراسیاب کو باغ سیب میں آئی ملکہ حیرت جادو و سرمایہ برف انداز و ابریق کوہ شگاف
و مصور جادو و صورت نگار وغیرہ بھی یہاں پہونچے بید لگا درہم وبرہم ہو گیا سب بادشاہ اپنے
اپنے ملک کو گئے ماہیان زمرد پوش نے افراسیاب جادو کو ہوشیار کیا افراسیاب جادو
غصہ میں آنچا کہا کہ نانی اماں تم مجھکو کیون لائین ہاے اسد غازی چھوٹ گیا میں اپنی جان دونگا
حیرت رونے لگی بال کھول دیے کہا ہای ہای میرے شہنشاہ کو کیا صدمہ پہونچا ماہیان نے کہا ای حیرت
خاموش رہو ایسا نہو کہ میرا بچہ گلا کاٹ کے مر جائے اگر اسد غازی چھوٹ گیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا
نمکحراموں نے یہ فساد برپا کیا ماران زمین کن و اسر جادو اگر نہ شریک ہو جاتیں عمر بھر اسد غازی
نہ رہا ہوتا ان نمکحراموں کی فکر واجب ولازم ہے ملکہ حیرت جادو تم سامان لشکر کشی کرو جا کر مقابلہ میں
اترو اسکی تدبیر کیجائیگی جب ماہیان نے اسطرح کہا تو افراسیاب بھی بول اٹھا کہ اسد غازی
کے رہا کرنے سے کیا ہوتا ہے روح میرے طلسم کی مفقود ہے بالکل نابود ہے ماہیان زمرد پوش
نے برائے تسلیم افراسیاب خانہ خراب جلسہ عیش ونشاط آراستہ کیا ملکہ حیرت جادو مصور
وصورت نگار وغیرہ کو ہمراہ لے کر اپنے لشکر میں چلی افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش نے

شراب پلاکر مطمئن کیا اسی اثنا مین ملکہ صرصر و صبا رفتار وغیرہ پانچون عیاریان افتان وخیزان حیران و پریشان متردد و متفکر و متوحش آکر سوبجنین دیکھا افراسیاب نشہ شراب سے مست بیٹھا ہوا لاف وگزاف کر رہا ہی صرصر نے بڑھکر سلام کیا افراسیاب نے کہا ای صرصر ملکہ حیرت مع لشکر مقابلہ مسلمانان مین گئی ہین تم بھی جاؤ خبردار ابھی طبل جنگی نہ بجوا نے دینا مقابلہ کا قصد نہ کرین وہ بدولت خود کدو کاوش کرینگے قتل مسلمانان مین کوشش کرینگے ہرچند کہ ناظمان دربند بھی آمادہ تھے مین مانع ہوا کہ سمجھ کے انتظام کیا جائیگا پانچون عیاریان بھی فوراً روانہ ہوئین یہان ملکہ حیرت جادو مع لشکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین لشکر اہل اسلام سے کوس بھر ہٹ کر بارگاہ حیرت جادو استاد رہتی ہی بموجب طریقہ قدیم بارگاہ مین آئی تخت پر بیٹھی پانچون عیاریان بھی آئین سب ملکہ حیرت جادو کو بہلا رہی ہین رنج رہائی اسد مین انتہا کا اٹھایا ہی سب سے زیادہ مرشدزادہ مصور بدخو سمجھا رہا ہی کہ ای ملکہ عالم تصویرین کھینچکر دیکھیے تو مسلمانون کا کیا نقشہ کرتا ہون اگر ان سب کو دیوانہ کر کے نہ مارا تو نام اپنا نبیرہ سامری نہ بنایا اسمین حیرت نے ملکہ صرصر سے کہا جاکر خبر لشکر باغیان لاؤ آج تو سب بگو لے سے شل گل کے پھولے بیٹھے ہونگے طلسم کشا کو چھڑا لیا اپنے نزدیک بڑا کام کیا ہوا صرصر سامری نہ کرے کہ میرے شہنشاہ کو غصہ آجاے بگو روں کو جان بچانا مشکل ہوگا جلد لیکر آنا فوراً ملکہ صرصر شمشیر زن بہ اسے خبر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئی یہان بارگاہ اہل اسلام مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی صحبت جشن آراستہ ورد یان نئی تقسیم ہوئی ہین باغ مسلمانان مین بہار

ہو باغیون کو خار ہی — نظم
ہو مبارک یہ جشن خوش انجام
کچھ مزے سے بھی آشنائی کر

ساقیا دے وہ مے جو باقی ہی
دور گردون بکام عیش مدام
پڑھ غزل میر کی جو ہووے یاد

شادی ایسی بھی اتفاقی ہی
ای مغنی غزل سرائی کر
انکو اس فن مین کہتے ہین استاد

غزل میر تقی میر
کب تک آئینے کا یہ حسن قبول
دیکھین ہم سب جب ایسی بو بھی ہو
سرکشی گل کی خوش نہین آتی
ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

موسم ابر ہو سبو بھی ہو
سنہ ہزار اسطرح کبھو بھی ہو
ہی غرض عشق صرف ہی لیکن
نازکرے کو ولیا رو بھی ہو
دل تمنا گدا تو ہی ہر سمت

گل ہو گلشن ہو اور تو بھی ہو
ہو جو تیرا سا رنگ گل کا ہے
شرط یہ ہی کہ جستجو بھی ہو
اسکو بلبل ہر دم کشی کا دماغ
ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام لشکر مین چراغان ہر خیمہ مین نازنینان پریوش مجرے کر رہی ہین بارگاہ اسد نامدار تو اسوقت
نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی تمام تاجداران تخت نشین شاہزادیان گلفام گل اندام فصاحت آئین
اپنے اپنے مقام پر بیچ مین اسد غازی ایسا ماہ تابان گرداگرد ہجوم سیارگان فلک سے چاند
بہ نگاہ حسرت اس جلسہ کو تک رہا ہی ہوس ہی کہ اس محفل نورآگین مین شریک ہون بہ نگاہ آرزو اس
جلسہ کی کیفیت دیکھون ایک ایک رقاصان سیمبر گل پیرہن غنچہ دہن ناز و کرشمہ مین اُستاد برائے
عاشقان جلاد سازٹے ہوئے کوئی ناسازنین تانین پڑھ رہی ہین لولی فلک وجد مین ہی ساقیان
سیمین ساق جام و صراحی ہاتھ مین جابجا حاضر ہین دور جام صہبائے گلگون کا جوش ہی صدائے
نوشا نوش و نوشا نوش ہی خواجہ عمرو کسی جواہر نگار پر خلعت زرین زیب جسم الوز جلوہ فرما ہین پانچون
عیار منتظم کاروبار اُسوقت صرصر شمشیر زن بصورت مبدل اُس بارگاہ فلک اشتباہ مین آکر
پہونچی سامان جشن و عیش دیکھکر محو حیرت ہوئی اُلٹے پاؤن پھری سامنے ملکہ حیرت کے آئی
مگر گھبرائی ہوئی کچھ مسکراتی ہوئی ملکہ حیرت نے پوچھا کیون صرصر خیر تو ہی اسوقت تو تم محو حیرت ہو
صرصر نے کہا واری کیا عرض کرون آج لشکر مسلمانان مین ایسی صحبت عیش آراستہ ہی کہ کبھی کنیز کی
نگاہ سے ایسا جلسہ فرحت افزا نہین گذرا بارہ کوس تک لشکر مین جابجا ناچ ہو رہا ہی روشنی ایسی
کہ دیدہ و دل روشن ہوتا ہی بارگاہ مین جاکر جو دیکھا ہی مہ جبین صاحب تخت طاؤسی پر طلسم کشا صاحب
دلکُل جواہر نگار پر شاہان ذی وقار سے تمام بارگاہ مملو ہی ایک ایک نازنین پر جوبن ہی حقیقت مین
اسوقت بارگاہ رشک گلشن ہی اب اسوقت کوکب روشن ضمیر نے عمرو سے فرمائش کی ہی نَے نوازی
کی خواہش کی ہی حضور اب بانسری عمرو کی بجے گی آج سازبان زادہ دل توڑ کے نئے طور سے نَے
بجائیگا واقفکاران علم موسیقی کو وجد ہو جائیگا مین تو آپ کے خوف سے خبر لیکر چلی آئی روح کو
اُسی جلسے مین چھوڑ آئی آنکھوں کے نیچے وہ سامان پھر رہا ہی لونڈی تو جاتی ہی آج کی شب وہین رہونگی
خواجہ عمرو کی نَے نوازی سنونگی صرصر نے جو اس چرب زبانی سے کیفیت جشن کی بیان کی حیرت
بھی نہایت مشتاق ہوئی کہا کیون صرصر ہم اس جلسہ کو کیونکر دیکھین تو نے دل بیقرار کر دیا خانہ دلکو
اشتیاق سے بھر دیا صرصر نے کہا واری آج کیا مشکل ہی جلسہ عام ہی روک ٹوک کا وہان کیا
کام ہی ہمارا طالع قرا ہی اس اژدحام مین کون کسکو پہچانتا ہی مصور نے کہا ملکہ ہمارا بھی دل لرایا

بیشک آج جلسہ بڑی کیفیت کا ہوگا ایک تدبیر ہم بتائیں ہم آپ چندکس چلیں صورتیں بدل لیں
ہماری ایلچی نہ کو نائکہ بناؤ ہمکو اُنکا آشنا قرار دو تم اور پانچون عیار بچیان نوچیان بنو بہلی مین سوار
ہوکے چلو بڑی خاطرین ہونگی بلاؤ زرد سیحی کہا وسعت دین جلسہ بھی دیکھو یہ رائے سب کو پسند
آئی صرصر تو خود بیقرار ہی اسنے بھی کہا بہت اچھا یہ خوب بات ہی اب صرصر نے رنگ روغن عیاری
کا نکالا مصور سے کہا داڑھی مونچھیں مونڈ ڈالیے مصور راضی ہوا داڑھی مونچھونکو رخصت کیا صورت
انکی صرصر نے بدلی بھدی ٹوپی کوٹے پٹھے کا لباس بہت عمدہ مشروع کا پاجامہ ٹاٹ بانی جوتا صورت نگار
اسکی جورو کو نائکہ بنایا اپنی بھی مع چارون عیار بچیونکے صورت تبدیل کی مگر صرصر شعلہ جوالہ بنکر تیار ہوئی
حیرت جادو خود حسین مہ جبین تھی اُسکے جو رنگ روغن لگایا حُسن چھٹ پڑا لباس جواہر نگار زیور
مرصع کا پانچون عیار بچیان مصور و ملکہ صورت نگار و ملکہ حیرت ماہ رخسار دو کنیزین بواسطے خدمت
کے لیکر بہلی مین یہ سب سوار ہوکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئین کنارے پر لشکر اسلام کے داروغہ
ارباب نشاط حاضر ہی جو طائفہ آتا ہی اسکو باعزاز خیمہ مین جگہ دیتے ہین جیسے ہی یہ پہنچین داروغہ نے
پوچھا صاحب کہان سے آنا ہوا میان مصور بول اُٹھے جناب داروغہ صاحب بی نور بائی دکن سے
آئی ہین ابھی ریل سے اُتری ہین حال جشن طلسم کشا کا سنکر تشریف لائی ہین داروغہ ارباب نشاط بھی
نوجوان جمال بیمثال حیرت دیکھکر بیقرار ہوگیا سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا بی بائی صاحبہ آپ نے تمہاحسان
کیا سرکار طلسم کشا سے بہت کچھ ملیگا خدمت کو ہم حاضر ہین باتین کرتے کرتے ران پر ہاتھ رکھا حیرت
نے سسکی لیکر ہاتھ ہٹا دیا تیور پر بل پڑ گئے مصور کی جانب دیکھا مصور بول اُٹھا داروغہ صاحب آپ ہمسے
باتین کیجیے یہ بہت کم سخن ہین ابھی سرفراز نہین ہوئین اب داروغہ کی نگاہ صرصر پر پڑی کلیجہ تھام لیا
قریب آکر پوچھا کیون بی تمہارا کیا نام ہی صرصر طرار فرار عیارہ بلاے روزگار اُسنے مسکرا کر کہا نام اپنے
گھر مین جاکر پوچھیے ذرا اپنی صورت تو دیکھیے آئینہ تو میسر ہوا ہوگا چینی مین مورت کے تو دیکھا ہوگا آپ تو
تصویر کھینچنے کے لائق ہین صورت مین لنگور پر فائق ہین داروغہ یہ بیباکی چالاکی تقریر دلپذیر سنکر
بیقرار ہوگیا اب جو پہلے بیچ مین سے چلیں رسالونکی گذری روشنی تو ہر مقام پر بے انتہا ہی جوانون کی
جو نگاہ پڑی آواز سے کسنے لگے کوئی پکار اُٹھا میان جلنے والے جوانون سے تو ذرا آنکھین چار
کرو ایک نے کہا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک نے کہا سینے پر کیا غضب کا اُبھار ہی سنان غم کلیجے سے

باہر یہ جو آوازین چہار طرف سے آئین حیرت نے کہا صرصر تو نے بڑا غضب کیا پہلے یہ اعتراض ہمارے
ذہن مین نہ آیا کسی کو جو دیکھیگا آوازہ کسیگا داروغہ نگوڑے نے ران پر ہاتھ رکھدیا دل مین
یہ آیا کہ برق بگرگرون خرمن ہستی بجز و سے گستاخ کی جلادون میان مصور ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ
واسطے سامری جمشید کا غصہ کو کام نہ فرمانا ورنہ غضب ہو جائیگا جان بچنا مشکل ہوگی مثل چونٹیون
کے سرداران سرخ رو ٹوٹ پڑینگے انھون جو کیا وہ کیا زانو پر ہاتھ رکھنے مین کیا نقصان ہوا کچھ ہو تماشا
تو دیکھینگے مگر حیرت کو بہت ناگوار ہے دل سے کہتی ہے مین نے یہ کیا کیا اب تو مین خود تماشا
بنگئی ہیلی کا ٹھہرنا مشکل ہے جوان تماش بین ہیلی سے لپٹے جاتے ہین کوئی اشارون سے پوچھتا
ہے کیا خسر پی ہے حیرت غصہ مین سرخ ہو جاتی ہے جواب نہین دیتی سر جھکا لیتی ہے کوئی میان
مصور کے قریب آن کر کہتا ہے میان صاحب آداب عرض ہے یہ جو آپ کے قریب ہین گوری بی یہ
کیا دینہ لینگی مصور حیران کوئی صورت نگار سے کہتا ہے بی صاحبہ تسلیم ایک کہتا ہے ہم تو نائکہ سے
ملاقات کرینگے خوب بالائی ہاتھ لگی ہے لائینگی صرصر پر تو ہجوم ہے یہ تڑاق تڑاق سب کو جواب دیتی ہے
مگر اپنی حرکت ناشائستہ پر نادم دل سے کہتی ہے اری صرصر دیکھیے کیونکر آبرو بچتی ہے آغاز مین خیال انجام
نہ کیا یہ کیا کام کیا اگر عیار پہچان لین تو گرفتار ہو جائین افراسیاب ناک چوٹی کاٹ ڈالیگا نہین معلوم
کیا آفت برپا کریگا سب مجھی کو بیوقوف بنائینگے صلاح بتانے والے الگ ہو جائینگے بمشکل ہیلی خیمہ تک
پہونچی ہرکارے چپراسی جمع ہو گئے ہر ایک نام پوچھتا ہے مصور جلدی سے خیمہ کے اندر سب کو
لیکے داخل ہو گیا پردے چھوڑ دیے حیرت نے ایک دوہتڑ مارا کہا مرشدزادے آپ نے غضب کیا
کسبی بنا کے لائے بازاری پیشہ یہ قوم تو سب سے بیحیا ہوتی ہے مردوے مجھ پر ٹوٹے پڑتے ہین اگر سن
پائیگا میرا خصم مجھے کیا کہا جائیگا آپ لوگون کا کیا جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے مصور نے کہا نہ گھبراؤ کیا کسی کے
ہاتھ لگانے سے کچھ نقصان ہو جاتا ہے ہمارے مذہب مین ان باتون کا عیب نہین ہے جب پنچایت
ہوتی ہے چودھری صاحب پکار کے کہدیتے ہین راہ گلی کا معاملہ معاف ہے نہ جرمانہ نہ شکرانہ ایک دو
مرتبہ مین عورت گنہگار نہین ہوتی ہم افراسیاب کو جواب دے لینگے جس واسطے یہ جفا اٹھائی ہے
تو اپنی قوم کی صورت بنائی ہیرو ساحری ہین کچھ شرم نہ آئی تم ناحق بیقرار ہوتی ہو یہ باتین ہو رہی تھین کہ
داروغہ صاحب خوان کھانے کے لیکر آئے ہوتے مزدورون کے اٹھوائے حیرت کے پاس

بیٹھکر کہا نوجان جہان خاصہ نوش کرو حیرت نے مصور کی جانب دیکھا مصور جلدی سے بیچ مین آگیا
کہا داروغہ صاحب چھینکی سے بات نہ کرو یہ بہت کم سخن ہے بڑکی کی طرف آؤ داروغہ صرصر کی طرف بڑھے
صرصر نے کہا موے کلموہے تیری شامت دامنگیر ہے جا کے رنڈیون کو کہا یہ پہنچا ایک ایک یہ گرا
پڑتا ہے کچھ ہو بھی سکتا ہے کہ خالی منھ سے مزا نکالتا ہے جورو کی تو جا کے خبر لے وہ کو ٹھے فراتی ہونگی
تیرے یار کو بلاتی ہونگی یہ کہکے داروغہ صاحب کا منھ چڑھا دیا چٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا داروغہ صاحب
ہنستے ہوے چلے مگر مصور سے پوچھا آپکا کس نام سے ذکر کرین میان مصور نے کہا طائفہ تو ذرا ملی
کے نام سے مشہور ہے میرا شیخ ہینگا نام بتا دیجیے گا اب ہمکو جلدی طلب فرمایئے صحبت مین بلوایئے
داروغہ صاحب نے کہا ابھی جا کر بلوا آتا ہون صرصر نے داروغہ کا دامن تھام کر پوچھا ارے کلموہے
یہ تو بتلاتا جا خواجہ عمرو کی ذرہ نوازی مین کیا دیر ہے داروغہ صاحب نے کہا اب سامان ہو رہا ہے ابھی
تک تو طائفون کا ہنگامہ تھا کئی ہزار طائفہ ہے ملکہ مہرخ نے آج دروازہ خزانہ کا کھول دیا ہے روپیہ
لٹ رہا ہے جو اس جلسے مین آئیگا نہال ہو کر جائے گا علاوہ زر و جواہر کے جاگیرین پائیگا سب طائفے
مشتاق خواجہ عمرو کے بیٹھے ہین بارہ بجے خواجہ شروع کرینگے یہ کہکر داروغہ رخصت ہوا یہان
حیرت نے غصہ مین کہا نکھایا مصور و صورت نگار نے بلا ور دے ہر خوب ہے مارے یہ تو
بیٹھکرے ہین لیکن حیرت کو نہایت انتشار ہے مگر جلسے کا وہ اشتیاق ہے کہ سب کچھ گوارا ہوا بعد تھوڑے
عرصہ کے داروغہ صاحب نے آن کر کہا میان شیخ ہینگا صاحب چلیے تو چیون کو اپنے ساتھ لیجیے
سرکار سے طلب ہے صرصر نے داروغہ سے کہا اتنا احسان کرنا ہم لوگ خواجہ عمرو کی ذرہ نوازی کے
بہت مشتاق ہین یہی زمانہ کے اتفاق ہین کہ ہم لوگون کا آنا ہوا بادشاہ دکن کے ملازم ہین کسی طرح سے
رخصت نہ ملتی تھی حیلہ کر کے آگئے ہین ہمارا مجرا دن کو ہو تو بہت بہتر ہے شب کو ہنگامے مین کیا ضرور ہے
داروغہ نے کہا تمھارا ابھی مہینہ بیس دن رہنا ہوگا مجرائیون مین ملازم کرائینگے بہت کچھ دلوائینگے
مگر میان شیخ ہینگا صاحب ہمارا خیال رہے بی چھینکی کی آنکھڑیان مارے ڈالتی ہین پلکون کے تیر
چل رہے ہین حیرت سرخ ہو کے رہ گئی داروغہ نے ہنسکر سینہ پہ ہاتھ رکھ دیا مصور حیران ہین کہا تک
ہتیلی دون کس کس سے بچاؤن اب یہ سب داروغہ کے ساتھ چلے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے
دیکھا عجب سامان ہین شوکت پر بارگاہ کی ماہ و مہر قربان ہین سرداران ذی وقار تاجداران نامدار عیاران

فخر گلزار نازنینان پری پیکر اپنے اپنے مقام پر حیرت کی نگاہ پڑتی گل رخسار ملکہ بہار کس شان و شوکت سے جلوہ فرما ہی زیور مین بھولونکے لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی بدھیان پھولونکی زیب جسم انور چھپکا موتیے کا سر پر بصد حسن و ادا ناز و کرشمہ مثل کنیزان خدمتگزار دست بستہ حاضر ہین ایک جانب ملکہ محمود نشیلی انکھڑیان آثار جلالت چہرۂ زیبا سے عیان ساغر چشم بادۂ حسن سے معمور کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان برائے دلدوزی عاشقان لبیس ہین ادا کی برچھیان نگہ کی کٹاریان چل رہی ہین ملکہ مہرخ بصد کر و فر چہرہ مثل گل شگفتہ تمام اہالیانِ دربار کی خدمت مین مصروف ایک جانب بادشاہ با توقیر نوجوان جرات مین بے نظیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حیرت جاہ و جلال دربار دیکھکر دنگ ہو گئی نظم لاعلم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار ۔ تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار
عجب بارگاہ معلّے اساس ۔ نہ قالین و جاجم نمود سے قیاس

تخت طاؤسی پر سلیمان حشم فریدون خدم بالقیس شیم ملکہ مہ جبین تاج شہریاری زیب الوند لباس فاخرہ زیور جواہر نگار صاحب جاہ و جلال اوج پر نیر اقبال نظم

امارت عدالت کا آئے سے رواج ۔ حسین مہ جبین صاحب تخت و تاج
مہ آسمان حشم ذی وقار ۔ سمن بر سمن بو حسین گلعذار

رعب و جلال دیکھکر یہ سب واسطے تسلیم کے خم ہوئے گوشۂ بارگاہ مین بیٹھنے کو جگہ ملی اس ہنگامۂ عیش مین کسی کی نگاہ نہ پڑی برق و چالاک وغیرہ کاروبار ضروری مین مصروف خلعتہائے فاخرہ پہنے ہوئے کبھی بیرون بارگاہ جاتے ہین کبھی اسباب ضروری لے کر اندر آتے ہین حکم خواجہ عمرو نام مہتر قران صادر ہوتا ہی یہ سامنے حاضر ہین حکم پاکر اشارہ کرتے ہین برق وغیرہ فوراً بجا لاتے ہین اتنا بڑا جلسہ شور و غل کیفیت تمام دور جام چل رہین گرمی صحبت مین کوکب نے کہا برادر خواجہ عمرو الکریم اذا وعدہ وفا الاشتیاق اشد الموت خواجہ ہوسلے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بران نے مجلس جادو سے اشارہ کیا مجلس جادو چالاک خواجہ سے بیباک گستاخ اپنی کرسی سے آٹھے خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا نانا جان گائیے آج خوشی کا دن ہی سب کی طبیعت مطمئن ہی عمرو نے ذرا تامل کیا مجلس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا فوراً ایڑیان زمین رگڑنے لگی خواجہ کو کچھ بن پڑا سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آکر بیٹھے سازندون کو اشارہ ہو سازاپین ساز کرنے لگے دم سرون کا بھرنے لگے تمام اہل محفل کی نگاہین طرف خواجہ عمرو کے ہین صرصر نگاہ محبت دیکھ رہی ہی حیرت جادو شرمائی بیٹھی ہی خواجہ نے جوڑی ذکی نکالی ناگنی تڑپتی ہوئی ہاتھ مین لی دہن پر رکھکر دھم پھونکی یہ غزل

عاشقانہ شروع کی غزل

میرے گھر کاہے کو آپ آئیے گا
ایسا جانا نہ کہاں پائیے گا
کس طرح ہجر میں جاتی ہے جان
کہیے کچھ اور بھی فرمائیے گا
چھپ کے غیروں کو بلاتے ہیں آپ
ہاں بجا سچ ہے ضرور آئیے گا
روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
دو گھڑی بیٹھ کے اٹھ جائیے گا
پیٹھ موڑے تو رہے گی نہ یہ آنکھ
زلف کو چھو کے خطا پائیے گا
کل بھی منہ پھیر کے فرمائیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا
وصل میں کہتے ہیں بیٹھے بیٹھے
دیکھنے میرے چلے آئیے گا
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہے
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا
جیتے جی ہو چکے واحد شاہ
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا
روح قالب سے یہ کہکے نکلی
ایک کروٹ میں بدل جائیے گا
آج گھر جائیے کل آئیے گا
میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا
آپ سایہ میں لپٹ جائیے گا
سنکے حال شب فرقت بولے
آپ تو اٹھ کے چلے جائیے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہیں
کچھ قیامت میں نہ کام آئیے گا
بات رہجائے مریض غم کی
دل کسی اور سے بہلائیے گا
اے خلیل افعی بیجان ہے یہ

سبب گانے پر عمرو کے گوش بر آواز ہیں یا دمین اپنی قید کی مصیبت کے اسد و مہ جبین کی آنکھوں سے اشکوں کے دریا بہ رہے ہیں صرصر محو حیرت حیرت غرق دریاے حیرت تصویر کا یہ نقشہ ہے کہ تصویر بنگیا ہے کوکب بیتاب بیقرار سب سے زیادہ بیان ہجر دیدہ آفت فراق کشیدہ اشکبار اپنی وزیرزادی شگوفہ سے کہا میں بے سبب نہیں کہ سکتی تو خواجہ سے فرمائش کر کہ اشعار زیب النسا مخفی سابق میں جلد پنجم طلسم ہوش ربا میں دیکھے تھے مگر وہ ترجیع بند پورا تحریر نہیں ہے لطف باقی ہے اگر یاد ہو برائے خدا ارشاد فرمائیے جسمیں سوگند و قسم ردیف ہے عجب کلام لطیف ہے عمرو اشارے کو بران کے سمجھ جاتا ہے عاشق زار فراق ایرج میں بیقرار ہے زبان حال سے یہ ترجیع بند شروع کی ترجیع بند مخفی لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین

بسر عہدہ دوست قسم
بہ نگہہائے تحکم سوگند
بنگہے بر سر داغم نفشان

دیگری نیست بہ از دست قسم
بہ اداہائے تبسم سوگند
بوئے گل بر سر داغم نفشان

بہ سر نرگس مخمور قسم

بدل عاشق رنجور قسم

بہ بہو گردن عجب سوگند
کز دل از دست شدہ بجایم

بہ سرو سنبل اشہب سوگند
مدہ ای دوست دگر آزارم

بہ حنائے کف پائے تو قسم
باز گفتم بہ ادائے تو قسم

بہ گل عارض رعنا سوگند
عاشقم عاشق گفتار توام

بہ خم زلف چلیپا سوگند
عاشق قامت رفتار توام

بدم تیغ سیہ تاب قسم
بصفای دل بیتاب قسم

بصف خنجر مژگان سوگند
بندہ ام بندۂ دیرینۂ تو

بدل خون شہیدان سوگند
محو مہر و غضب و کینۂ تو

بسرخ عارض گلفام قسم
بہ بنا گوش دل آرام قسم

بسر جعد معنبر سوگند
نیست غیر از مرا اعجازے

بجفاہائے تو دلبر سوگند
تند خو سنگدلے شہبازی

ان اشعار محبت آثار نے محفل میں سناٹا ڈالدیا سماں بندھا تھا کسی میں طاقت کلام نہ تھی ہر ایک کو عمرو کے کمال کا خیال آنکھ دلتے آنسوؤں کا تار مزاج ناساز صرصر تو آج ذبح ہوگئی ہوا سے محبت عمرو میں بالکل صبا رفتار سے کہتی جاتی ہے صبا رفتار تجکو میرے سر کی قسم یہ آواز کیسی گوش زد ہوئی تھی کمال دیکھ یہ بیشک وحید عصر ہے حیرت بھی کہ رہی ہے اے صرصر عمرو سرگروہ کاملین ہے اب علم موسیقی میں اسکا مثل نہیں ہے صرصر نے کہا واری عیاری میں عجز و سکا کب نظیر ہے کیسا خوش تقریر ہے آپس میں چپکے چپکے یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ قضائے کار مثل مشہور ہے ع دل را بدل رہی است درین گنبد سپہر حیرت اس مضمون کو گوش زد ناظرین کر چکا ہے کہ چالاک حیرت پہ جان دیتا ہے کام کرتے کرتے عمرو عیار پر برق نے پوچھا کیوں مرشد زادے خیر تو ہے کہا بھائی برق کیا کہوں اسوقت کچھ خود بخود اضطراب ہے دل

محبت منزل بیتاب ہی کئی دن کا زمانہ گزرا اپنے معشوق پریچہرہ کو نہین دیکھا بڑا تعجب ہی کہ اتنا بڑا جلسہ
عیش آراستہ ہوا اگر جمشید زندہ ہوتا اِس باغ عیش کی گلچینی کرتا خدا کی عنایت سے ایسی کیفیت ہی اِدھر اُدھر
کے اکھاڑے کی کیا حقیقت ہی کیا کیا نازنینان حوروش جمع ہین بارگاہ مین اسوقت قیامت برپا ہی قبلہ و
کعبہ نے ایسی ذی جانی طبیعت بھر آئی مخفی کے اشعار ایسے پڑھے کلیجے پر چھری چلنے لگی یقین ہی کہ عیاربچیان
اس جلسہ مین ضرور آئی ہون یہ بھی خیال ضرور ہی غافل رہنا سراسر قصور ہی برق نے کہا مرشدزادے
سب بات معقول کہی دیکھبھال ضرور چاہیے ہی استاد آج رنگ مین بھنگ ہین فرمادیا ہی سب باتون کا خیال رکھنا
یہ کہکر برق وچالاک دونون کے دونون اندر آئے مصور نے ملکہ حیرت سے کہا ساقی نیچے سب طرف
شراب پلا رہے ہین اِدھر نہین آتے دور مین ہمین نہین پایا حیرت نے کہا ابھی مرشدزادے چپکے بیٹھے رہو
حال نہ کھلجائے اسکو غنیمت جانو مگر مصور نے چالاک کو دیکھکر اشارہ کیا چالاک قریب آیا مصور نے کہا
مہتر صاحب بی نوربائی کے ساتھ والون کو شراب نہین پہنچی ہم لوگون کی شراب جنم گھٹی ہی چالاک نے
کہا ابھی حاضر کرتا ہون صرصر وصبارفتار تو عیاربچیان ہین انھون نے چالاک کو دیکھکر منہ پھیر لیے چالاک
نے جو بغور مصور سے آنکھ ملائی بہ نگاہ اول پہچانا کہ یہ تو مصور جادو ہی اب تو بیٹا صورت نگار کو بھی پہچانا
پہلو مین صورت نگار کے بی حیرت سر جھکائے شرمائی ہوئی آنکھ نہین چار کرتین چالاک نے ہاتھ پر ہاتھ
رکھکر کہا جانی ذرا سر تو اُٹھاؤ یارون سے نگاہ ملاؤ شراب تمھارے واسطے لاؤن اپنے ہاتھ سے تمھین
پلاؤن حیرت نے سر اُٹھایا مگر اسکے کہا نہین مین شراب نہین پیونگی چالاک سے نگاہ چوچار ہوئی سنان
مژگان دل کے پار ہوئی شرمگین آنکھون سے تو قتل کیا ابرو کی جنبش سے کلیجے پر خنجر چلگیا بخوبی پہچانا
دل سے کہتا ہی یہ ظالم بربادکن صبر وطاقت ہی سامنے آنکھونکے ملکہ حیرت ہی مگر یہ بھی عیار ہی فرزند عمرو
نامدار ہی گھل مل کے باتین کرنے لگا پاس بیٹھنا غنیمت ہوگیا حیرت شرمائی جاتی ہی پیچھے ہٹتی ہی نہین نہین
کیے جاتی ہی چالاک نے ہنستے ہنستے سینہ پر ہاتھ رکھا پستان کا مزا چکھا حیرت نے اوئی ہاتھ ارے ٹھلتے ہو
مہتر قران بھی آگئے چالاک نے کہا خلیفہ صاحب ذرا یہان تشریف لائیے آپ نے گلوریان یہان
نہین پہنچائین اِس طائفہ کے میان شیخ مینگا صاحب الاسکین مہتر قران بھی سمجھا کچھ دال مین کالا
ہی بیچ آکر بیٹھے صبارفتار پر نگاہ پڑی معشوقہ دلنواز صاحب کرشمہ ناز حیران ہوکر بیٹھ گئے ران پر ہاتھ رکھکر
پوچھا بی بی تمھارا کیا نام ہی صبارفتار نے سر جھکا کر کہا مجھے گلعذار کہتے ہین قران نے کہا تصدق اس نام کے

اگر کسی بیوقوف نے نام رکھا تمہارے عارض رنگین سے گل کوکب مثال ہی یہ عارض بدر کامل
ابرو رشک ہلال ہی نام خدا کیا سراپا ہی صناع ازل نے جسم الور کو نور کے سانچے مین ڈھالا ہی
صبا رفتار نے کہا آپ کی عنایت بیجا یت ہی اتنے مین مہتر برق فرنگی بھی آیا دیکھا ایک
نازنین سے میان چالاک گھل مل کے باتین کر رہے ہین ایک سے خلیفہ صاحب چپکے چپکے
کلام مین مصروف ہین اسنے بیٹھتے ہی شمیمہ لقب کو پہچانا معشوقہ دلفریب کو دیکھکر دل ناشکیب
ہوا تڑپ کر بیٹھ گیا کہا صاحب آپ لوگونکو شراب نہین پہونچی بھائی چالاک صاحب دو چار
گلابیان اُٹھالایئے آپ سب صاحبون کو پلایئے آپ کے سب صاحب مہمان ہین جشن مین
سرفراز کیا ہم سب پر احسان ہین صرصر منھ پھیرے بیٹھی ہی اسکو یہ گمان ہی کہ صورت ہر ایک کی
تبدیل ہی شناخت کی کیا دلیل ہی خوبصورت رنڈیان دکھین یہ بھی نگوڑے جوان ہین لپٹے جلتے
ہین مگر ای صرصر اچھا نہ کیا دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام اسکا بد ہی باستری جمشید وقت مدد ہی یہان
چالاک و برق و مہتر قران نے اب بخوبی ایک ایک کو پہچانا آپسمین اشارون مین باتین
ہوئین عیاری کی گھاتین ہوتی ہین مگر قران نے برق کو اشارہ کیا مین انکی نگہداشت کرونگا جاکر
اُستاد سے اطلاع کردو دیکھو کیا حکم دیتے ہین برق یہ کہکر اُٹھا میان شیخ جھینگا صاحب مین
آپ کے لیے شراب و کباب لاتا ہون مصور شراب کے لیے بیقرار ہی تھا کہان مہتر صاحب
دو چار گلابیان لایئے برق اس حیلے سے اُٹھا یہان خواجہ سگ گانے پر سامعین کا رقص بسمل
کا حال ہی کسی کے ہوش درست نہین ہین اسوقت یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہین اشعار

ہی رخصت جان حال مین تبلا نہین سکتا	رہوار بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہی ایجان کہ کہین جا نہین سکتا	مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنار لحد تنگ	آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا
قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر نادان	سُنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا
ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق	لطف چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا
پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ ترے دل کا	ڈھونڈھے اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد	دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہیں مرے جسم کے شعلے — بیجا ہا کوئی تار نفس جگر آ نہیں سکتا
تقصیر شب وصل ہے شکوہ بھی تمہارا — شرم آتی ہے تا نوک زبان آ نہیں سکتا
لاکھوں گرہیں ہیں دلِ عاشق کی طرح سے — شانہ شکنِ زلف کو سلجھا نہیں سکتا
رُکتے نہیں سیاحِ عدم اشک کی صورت — جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہیں سکتا
رکھتے نہیں گوشِ شنوا عاشق جانباز — دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہیں سکتا
مشکل ہے نسیم اب کہ میسر ہوں وہ راتیں — کھوئے ہوئے آرام کو پھر پا نہیں سکتا

برق فرنگی خبر کہنے آیا تھا سر پکڑ کے بیٹھ گیا تڑپنے لگا جب خواجہ ٹھہرے تب برق کے ہوش درست ہوئے جھک کر کان میں عرض کیا استاد جلد صلاح بتلائیے مصور و صورت نگار و ملکہ حیرت جادو و ملکہ صرصر و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین چنگل کشا مع دو کنیزوں کے صورتیں بدلکر آپ کے دربار میں آئی ہیں مصور صاحب قدم ساقی بنے ہوئے ہیں سب کے سردار ہیں شیخ ہینگا بھڑ دے کا نام ہے اس انتظام میں کیا ارشاد ہوتا ہے عمرو گھبرا کر سوچنے لگا بعد دم بھر کے فرمایا اے برق نہیں معلوم انکو کیا منظور تھا خدا نے اب تک محفوظ رکھا مگر اے فرزند تدبیر معقول یہ ہے آپ لوگ عشق و عاشقی کو کام نہ فرمائیے گا اسوقت آپ بہت گھبرائے ہوئے آئے ہیں معشوقہ کو دیکھا تڑپ گئے ساری عیاری بھولی اب جا کر کیفیت سے شراب پہونچا دو بیہوشی بھی سلیقہ سے ملاؤ بیہوش کر دو میں بھی آتا ہوں برق کو ادھر چلا عمرو قریب ملکہ مہرخ کے آیا کان میں کہا حیرت وغیرہ صورت بدلکر دربار میں آگئیں میں نے برق کو بھیجا ہے سب کو جا کر بیہوش کر دو اگر حیرت آگاہ ہو گئی تو قیامت برپا کرے گی یہ سنکر ملکہ مہرخ کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ اسکا جلد انتظام کرو عمرو پاس سے ملکہ مہرخ کے ہٹے خود بھی انکی فکر میں چلے مگر حضرت برق فرنگی گلابیاں لیکر چلا تھا اثنائے راہ میں چالاک ملا کہا کہو بھائی کیا حکم ہوا برق نے کہا استاد نے ارشاد فرمایا ہے کہ خبردار نکلکر جانے نہ پائیں چالاک نے کہا بھائی برق حیرت بھی قید ہو جائیگی یہ تو مجھکو گوارا نہیں ہے میری معشوقہ کی زبان میں سوزن دیا جائے میرے کلیجے میں سنان غم کی کھٹکیگی میرا دل چاہتا ہے میں جا کر اسکو آگاہ کر دوں وہ بیچاری نکلجائے برق نے کہا ایسا غضب نہ کرنا چالاک کا رنگ رو متغیر ہوا کہا بھائی بدعت کرنے کو اور کافر کیا کم ہیں اس بیچاری کو نہ ستائینگے تو کیا نقصان ہوگا یہ باتیں تھیں کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے دیکھا چالاک و برق کھسر پھسر کر رہے ہیں عمرو نے کہا اے برق کیوں

دیر کی برق نے سر جھکایا خواجہ سمجھے کہ چالاک سفارش حیرت کی کرتا ہوگا دو طمانچے چالاک کو مارے کہا
کیوں نالائق عرصہ کرتا ہی عیار بچیاں ساتھ مین ذرا سے اشارے کو سمجھ جائینگی خاص یہ سب فکر مین
اسد کے آئی ہین وہ شیر ببر سے آگاہ نہین ابھی چھپ کر ایک گرز مار دے قیامت ہو جائے اگر ہم سبکو
مار بھی ڈالینگے تو کیا ہوگا نام اسد سنکر چالاک بھی گھبرایا کہا حضور مین دشمن کا پاس نہ کرونگا ابھی جا کر
سب کی گردن لیتا ہون عمرو الگ ہوا برق و چالاک گلابیان لیکر آئے میان مصور واسطے
شراب کے تہبے ہوئے تھے گلابیان دیکھکر ہاتھ بڑھایا کہا حضرت صاحب لائیے چالاک و برق گلابیان
دے کر ہٹ گئے گوشہ بارگاہ مین آکر ٹھہرے مصور نے سب سے پہلے شراب اپنی جورو کو پلائی صرصر نے
کہا مرشدزادے سحر بہت قریب ہی شراب موقوف رکھیے عیار نگوڑے دیکھ گئے ہین ایسا نہو کوئی فتور
برپا ہو مصور نے کہا اس ہنگامہ مین کون کسی کو پہچانتا ہی عیار رنڈیان خوبصورت دیکھکر بیٹھ گئے تھے
صرصر نے بھی مصور کے کہنے سے دھوکا کھایا جب ایک ایک جام سب پی چکے صرصر نے کہا ہائے جو
غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ شراب مین بیہوشی تھی یہ کہکے قصد کیا کہ اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے
گری چشم زدن مین مصور و حیرت وغیرہ سب بیہوش ہوئے سحر فراموش ہوئے گوشے سے عیار نکلے چالاک
تو قریب حیرت کے آیا زبان مین سوئی دینے کے حیلے سے پیار کرنے لگا برق اپنی معشوقہ سے لپٹا
خواجہ نے سامنے آکر دو دو کوڑے سب کو مارے مصور و صورت نگار و حیرت وغیرہ کی زبان مین سوئی
دیا عیار بچیونکو کمند سے باندھا تو باطن ہوا ملکہ مہرخ و بہار و کوکب وغیرہ کھڑے ہوگئے کہا خواجہ خیر تو
ہی کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا کہ خدا نے بہا بجا فضل کیا مصور و صورت نگار و حیرت سب مل کر
فکر مین اسد غازی کی آئے تھے برق وغیرہ نے بچا کر گرفتار کر لیا اسد غازی نے کہا نانا کے گرفتار
کرنے کی سند نہین ہی ان سب کو رہا کر دیجیے خواجہ عمرو ہنسے کوکب سے کہا انکی دردمندی سماعت فرمائیے
یہ جرأت و شوکت کے پابند ہین کوکب نے کہا ہی ہر پیشہ کا جتلانی والا نہنگ بحر خوش بیانی یہ مقدمہ
سحر مین سب مکتفی تھا اگر عیارون کا قدم درمیان مین ہوتا اب تک یہ لشکر مقابلہ مین افراسیاب کے
رہ سکتا تھا خواجہ عمرو نے کیا کیا کارنمایان کیے آپ تو عرصہ دراز کے بعد چھوٹے جو جو ہنگامہ ہوئے ہین وقائع
نگارون نے لکھے ہین کبھی بوقت مہلت ملاحظہ فرمائیے کہ تب خواجہ عمرو کی قدر ہوگی اسد نے کہا پیر
پیر و مرشد میری ترقی لیاقت کے باعث ہین کل لشکر اسلام انکی رائے کا پابند ہی لوا سے شوکت انکا آسمان تک پہنچے

بلند ہو مگر مجکو شاق ہوا کہ عیاری سے گرفتار کیا عمرو نے کہا اپنے مقام پر بیٹھے رہیے آپ ہمارے مقدمہ
مین دخل نہ دیجیے یہ طلسم ہوش ربا ہی ہر ایک مقدمہ بیان کا ہوش ربا ہی اتنے مین اندر باہر ہنگامہ ہوا کہ زوجہ
افراسیاب گرفتار ہوئی جلسہ درہم برہم تمام سردار باہر سے اندر آگئے ایک سے ایک پوچھتا ہی کیونکر گرفتار
کیا یکایک سب نے دیکھا کہ مصور کی شکلین تبدیل ہوئی زبان مین سوزن پہلو مین بی بی صورت نگار
عیار بجایان رسن مین آفتاب اقبال حیرت گلشن مین یہ بھی سر جھکائے ہوے تیوری پر بل غصہ سے
کانپتی ہوئی مصور چوکنا گھبرا کے ہر طرف دیکھتا ہی بیہوشی جو دی گئی تھی اُسکے نشہ کی تاثیر باقی ہی کسی قدر
ہوشیار ہوے مگر خیال شراب و ساقی ہی لاؤ لاؤ کیے جاتے ہین زبان مین سوزن ہونے سے گھبراتے ہین کبھی
صورت نگار کیطرف متوجہ ہوکے فرماتے ہین کیون صاحب مین نے کیا خطا کی جو مجھے ہتکڑیان بیڑیان
پہنائی ہین مین تو تمکو کسی بات کو نہین روکتا صبح سے پہر رات گئے تک جہان جا ہو جاؤ رات کو میرے پاس
چلی آؤ بی بی تمھارے بغیر مجکو نیند نہین آتی کسی مقام پہ بالشتر رکھکر سو رہتا ہون کبھی کوئی لفظ خلاف گو
نہین کہتا ہون ان باتون پر مصور کی سب ہنسے مگر بہار نے حیرت ایسی گلعذار کو جو مقید دیکھا بیقرار
ہوکر اُٹھی کہا اجی ہرلے خدا طلسم کشا کی اطاعت کرو تاج و تخت لو اب تو اقبالمندی طلسم کشا کی تم پر
ظاہر ہوئی ظہور قدرت پروردگار دیکھا باغبان قضا و قدر نے کیا کیا گل کھلائے باغیونکو خار دیے آج
باغ اسلام پہ بہار ہی خزان کے دن گئے ہر دشمن مثل لالہ دل داغدار ہی تمھاری کیا شامت تھی کیسی نکبت
آئین یہ صلاح کسنے بتائین مصور تو بغیرت ہی تمھارے حال پر حیرت ہی میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی کوئی یون
آبرو کھوتا ہی تقدیر بگڑتی ہی تو کچھ زور نہین چلتا ہی ہر وقت آسمان رنگ بدلتا ہی ای ملکہ عالم نظم

گزندے صاحب جوہر کو سقف ر عزت   جو عمر فرد ہی بالفرض کو کیا بے قسمت
ماضی چرخ جو تو ہی تو یہ کیا گر تیرے   مثل دہقان فلک رکھتے ہون طالع نکبت
دور گردون نہ موافق ہو تو ہو اور خفیف   جر اثقال مین تو جتنی اٹھائے محنت
آگے برگشتگی بخت کے چلنے کی نہین   نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
گو فصاحت مین تو سحبان ہی و لے بے تقدیر   حرف مطلب پہ زبان کو ہو تری سو لکنت
گو ریاضی مین ہین صنائع اگر بخت مین بد   نقش باطل ہی تری شکل وہ جیسین صنعت

ملکہ بہار نے اس فصاحت و بلاغت سے حیرت کو سمجھایا گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے ہر کلام

مسلسل موتیون کی لڑی معلوم ہوتا تھا عندلیب خوش نوا گلشن بیان مین نغمہ سنج ہی کہ حیرت جادو نے
بنگاہ قہر وغضب طرف بہار کے دیکھا لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا بس زیادہ انتہا عظم وشان نہ دکھا
مجکو بیہودہ نہ سمجھا قدرت سامری کی مین تمہاری اطاعت کرون دشمنون سے محبت کرون اب تو ملکہ
مصور کو بھی غصہ آیا ہوش درست ہوے بگڑ کے بولی صنم نبیرہ سامری ابھی نانا دادا سے فریاد کرونگی
آتش قہر وغضب سے پھونک دونگی اپنے بجائی خداوند دادا کو وہ کہکر سب مسلمانون کو سنگ ریا
کرادونگی ابدولت کے غصہ سے ڈرو بیہودہ کلام نہ کرو بس ہتیاری مین ہی کہ زبان سے سوزن نکال لو
زمین اپنی بارگاہ مین جانے دو عمرو نے کہا میان شیخ بینگا تمہی نہ گھبراو آمادہ مرگ وہیاے قضا
ہوا ہے بھیا جورو کو ملکہ بنایا آپ قرمساق بنکے آیا غیرت نہ آئی اب نانا دادا کو بلاؤ آج کچھ کرامت دکھاؤ
ہم بھی دیکھین کیسے نبیرہ سامری ہو یہ کہکر عمرو نے آواز دی بس بہار مجھو تم دخل نہ دو یہان جلاد کو بلاؤ
فوراً جلاد حاضر ہوے پردہ بارگاہ کا اٹھایا قصد ہوا ان سب کو قتل کرین ملکہ بہار زار زار رو رہی ہی
عمرو کا غصہ دیکھکر بول نہین سکتی ملکہ مہ جبین کو بھی انتشار اسد نامدار کو انکا قتل ہونا ناگوار علم سے خواجہ
کے جلادون نے چاہا انکے ہاتھ پکڑ کر کھینچین گردن پر کوئلے کے خط دین یکایک زمین تھرائی صدائے
مہیب آئی قریب تھا کہ گوش گردون کر ہو تمام عالم زیر و زبر ہو زمین شق ہوئی **افراسیاب** غصہ مین
بھرا ہوا زمین سے نکلا نکلتے نکلتے چند سنگریزے اٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے حیرت کی کمر مین پنجہ
دیا سب کو سحر کرکے اٹھا لیا نعرہ کیا باشندہ اے مسلمانان تم سبھون کی قضا قریب ہی یہ سرکشی ملکہ دولت بیہ
لشکر کشی طلسم کشا کے رہا ہونے پر گھمنڈ نہ کرنا وہ بلا مین نازل کرونگا کہ خود اپنے گلے کاٹکر مر جاؤگے
میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے یہ لکتا ہوا اتنا جلد افراسیاب نکلگیا کہ کوئی زبان نہ ہلا سکا عرصہ دراز
تک اندھیرا رہا خود کوکب نے سحر دفع کیا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ افراسیاب جا چکا دور سے نعرے کی
صدا آتی ہی کوکب نے چاہا پیچھا کرون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہنشاہ جانے دو اپنی زوجہ کو لے گیا
ع رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت ہے آپ اور صلاحین کرتا ہین یہ خوب ثابت ہی کہ افراسیاب
قتل نہین ہو سکتا پس این کدو کاوش سے کیا فائدہ کہنے سے خواجہ کے کوکب رک گیا افراسیاب تو
جا ہی چکا تھا یہان کوکب وغیرہ سب پھر کے دربار مین بیٹھے جلسہ تو درہم برہم ہو گیا مگر افراسیاب حیرت
وغیرہ کو لیے ہوے باغ سیب مین پہونچا سب کو ہوشیار کیا تعجب ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے افراسیاب نے

کہا مرشدزادے واہ کیا آپ نے کمال کیا اگر مین وقت پر نہ پہونچتا سازبان زادہ سب کو قتل کرتا
ہمنے اسواسطے بھیجا تھا کہ مقابلہ مین فروکش ہو مسلمان مطمئن ہوجائین نہ کہ اس صورت سے دربار مسلمانان
مین جانا عیاران اسلام سے آپ کو آگاہی نہ تھی اُڑتی ہوئی چڑیا کو وہ لوگ پہچانتے ہین دل کا حال
جانتے ہین سب سے زیادہ صرصر پر غصہ کیا صرصر نے کہا حضور مین تابعدار حکم سے سرتابی کرسکتی تھی فرمانے
سے مرشدزادے کے مجبور ہوگئی مین نے تو عرض کیا تھا کہ مسلمان خلق مین بے نظیر ہین خود صاحب توقیر
ہین ظاہر مین سوار ہوکر ہوادار پر چلیے مسلمان باعزاز واکرام لیجائینگے مقام صدر پر بٹھلائینگے ان سب کا
قول ہے روز جنگ روز آشتی آشتی افراسیاب نے کہا نہ وہ درست تھا نہ یہ مناسب اب تم جاکر
مقابلہ مین اُترو مین وہ فکر کرتا ہون کہ ایک زندہ نہ بچے یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو سمجھا کر طرف لشکر
کے روانہ کیا آپ کتاب سامری لیکر مطالعہ کیا لکھا تھا اے افراسیاب کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج
عیاری اب زمانہ عیش وسرور کا نہین ہے فکر لوح واجب ولازم ہے یہ سنکے خواجہ کے کان مین کہا ہم تو رخصت
ہوتے ہین مگر اس مقدمہ کو باغبان و مخمور سے رجوع کیجیے یہ کہکر کوکب و ملکہ بہاران وغیرہ سرداران
طلسم نورافشان بصد شوکت وشان طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوے افراسیاب باغ مین بیٹھے
بیٹھے گھبرایا سوچا کہ مقام لوح تک کون جاسکتا ہے کسکی مجال ہے یہ ماہ دولت ہی کا کمال ہے کہ ایسے
مقام پر لوح کو رکھا ہے کہ طائر وہم وخیال بھی نہین جاسکتا ایسے ایسے مہمات سوچ کر چونکہ عیش پسند
ہے تخت پر سوار ہوکر طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوا یہان عمرو نے بعد برخاست جلسہ انجمن مشاورت
کو منعقد کیا شمع راے کو روشن کرکے مصروف صلاح ہوے گلہاے کلام روبروے باغبان
پیشکش کیے فرمایا اے باغبان عالیشان خدا نے تمھارے پھول کو کانٹون سے نکالا اب کیا دیر ہے
لوح کی فکر بتاؤ باغبان نے چند باتین مخفی کان مین خواجہ عمرو کے کہین خواجہ عمرو نے اسد غازی کو
شراب پلاکر بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق اس جلسہ مین حاضر ہے خواجہ نے ایک خرما جیب سے نکالکر
کہا بیٹا برق یہ رطب تازہ خانہ کعبہ سے آئے تھے لو یہ تمھارا حصہ ہے برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا استاد
مفصل فرمائیے کیا منظور ہے آخر غلام کا کیا قصور ہے عمرو نے کہا قصور کیسا ہم کوئی چیز تمھارے بغیر کھاتے
ہین پہلے تو نذر کھالے تو بہتر ہے اب آپ بھی چکھیے برق کہتا ہے کہ استاد خدا کیواسطے صاف بتایئے عمرو نے
زبردستی منہ مین ٹھونس دیا یہ کہکے کہ تبرک کی چیز ضرور کھلاؤنگا حلق سے اُترتے ہی برق نے کہا استاد مجھے

روئیے میری جان گئی ہاے بےمجھے بیہوشی کھلا دی عمرو نے سر کے نیچے ہاتھ دیا برق بیہوش ہوا
برق کو عمرو نے اُٹھا کے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے ضرغام کو بلایا کان سے عطر کی روئی نکالی
کہا دیکھو بیٹا عطر کیسے آیا ہی کتنے تولہ کا ہی اترا نا نہین صاف صاف بتانا ضرغام نے حیران ہو کر سر جھکا کر
کہا کیون قبلہ دکعبہ کیا کسی طرح کی سزا دیجیے گا بیہوش کیجیے گا میرے پاس خود بیہوشی حاضر ہی کہیے
ابھی موجود ہی جو حکم ہو کھا لون جان قدم اقدس پر نثار کرون عمرو نے زور سے اُسکا کان پکڑا کہا کیون
بے جوانا نہ مرگ ہم تجھے زہر سنکھیا کھلا دینگے اسی دن کے لیے پالا تھا ہمین زکام ہو گیا دماغ بند ہی ہم سمجھے
کہ یہ نوجوان ہین قیمت پوچھ لین تو احسن بتا دینگے تمھارے لیے سنکھیا زہر ہو گیا ان نالائقون کی حرکتون سے کلیجا
چھن گیا یہ کہکر روئی بجو بروئی دماغ عطر ضرغام کے لگا دی ضرغام چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے اُٹھا کر
اسکو بھی نذر زنبیل کیا باغبان نے کہا ہم تو آگے بڑھتے ہین آپ مخمور کے ہمراہ تشریف لائیے انشاء اللہ
وقت پر ہم بھی ملجائینگے مقام ضرورت پہ آپ کو پہونچا دینگے یہ کہکر باغبان قدرت و ملکہ بہار جادو و
رعد و برق و برق لامع خواجہ کے سامنے ایک جانب روانہ ہوے بعد اُنکے خواجہ عمرو و ملکہ
مخمور ملکہ مہرخ سے رخصت ہونے لگے تمام سردار بیقرار ہو کر رونے لگے مہرخ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی
کہا ای شہنشاہ اوج عیاری شعر بسفر رفتنت مبارک باد ٭ بہ سلامت روی و باز آئی ٭ آس سفر سے
پروردگار ہمارے مالک و حاکم کو خیریت سے لانا جمال جہان آرا سے طلسم کشا بخوشی و خرمی دکھانا
کل سرداریون بلک کر روئے جیسے نوجوانون کے جنازے پر شور گریہ و زاری بلند ہوتا ہی عمرو نے
ایک ایک کو چھاتی سے لگایا کہا ملکہ حقیقت مین یہ سفر آخرت ہی شریک حال اُسکی عنایت ہی مین
نہین واقف کہ یہ کمبخت جادوگر مجھکو کہان لیے جاتے ہین خدا ان ساحرون کی بدعت سے بچائے ہم
تم سبھون سے ملائے یہ فرما کر چالاک کو قریب بلایا گلے سے لگایا فرمایا کہ ای نور نظر حفاظت لشکر کا خیال
رکھنا بجا مع المتفرقین پھر تمکو ہمسے ملائے چالاک نے عرض کی حضور کا اقبال شریک ہو گا غلام جانبازی
اور سر فروشی کو حاضر ہی مگر کیا مجال بشل حضور کے حفاظت کر سکون جان لڑا دونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر قران
نامدار دروہ کوہ سے نکل آئے دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئے کہا استاد غلام کو بھی ہمراہ لیجیے خیر خواہ کو تباہ
نہ کیجیے عمرو نے کہا ای جان بخش من میرے ساتھ چلنے سے یہان رہنا بہتر ہی ایسے مقام پر سارا لشکر ہی معاذ اللہ
اگر لشکر پڑاؤ سے ہٹ جائے تباہی آئے بڑا چھوٹا نشان شکست ہو معدوم ہی بندوبست ہی قران نے

عرض کی آپ بڑا ہمارے سر پہ بار رکھتے ہین خدا اسکا انجام بخیر کرے خواجہ نے سب کو گریان و نالان چھوڑکر
ملکہ مخمور کو ساتھ لیا مگر چالاک سے اتنا پھر کہدیا ای نور نظر ہمارا جانا ثابت نہو ہماری صورت بناکر وزدیکی
عیار پچھون سے اپنے کو بچانا اور ای قران باغبان ورعد و برق لامع و بہار و مخمور یہ چند
سردار لشکر سے نکلے ہین انکی صورتین بھی سردار بنانا فراموش نکرنا یہ نہ ثابت ہو کہ یہ لوگ لشکر سے نکلگئے
ہین بخوبی سب کو سمجھا بجھا کر قنطورہ و زرلبق و بینا و سفرلاتی و گوہین عیاری بصد طراری آراستہ کرکے مخمور
سے کہا بسم اللہ مخمور نے کہا مین تنہا مین آپ کو دباؤن پر پرواز پیدا کرکے لیچلون عمرو نے کہا آپ چلیے
مین آپ کے ساتھ ہون جہان تلاش فرمایئے گا اُس جگہ پر غلام کو اپنے سایہ مین پایئے گا مخمور نے
پر پرواز پیدا کیے اُڑکر چلی خواجہ نیچے ٹیک کر مثل برق جہندہ سایہ مخمور مین طرف صحرا کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شگفت بیان بہار آگین فصاحت آئین جانا خواجہ عمرو کا برائے
تلاش طلسمی برہبری مخمور و باغبان وغیرہ راہ مین ملنا مرحلہ غافل و ہوشیار کا جرأت
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اور پھر پہونچنا باغ باغبان قدرت مین و ملاحظہ نیرنگ سحر
باغبان قدرت وہان سے پہونچنا بہ مقام گنبد بے نور مین اور رسائی خواجہ عمرو کی
تا بہ باغ سیماب جادو و داستان دیگر متعلقہ مقامات ساقی نامہ

لکھو لیو ساقی منھ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش مین آ نشہ ہی تجھکو
ست تغافل کب تک رہنا
جب تو سنے آواز کسی کی
صبر شکن ہی بانگ تظلم
ست شراب غم کی خبر لے
جوشش خمار نشۂ دل ہی
بادہ سرشک اور چشم ہی پیالہ
بادۂ الفت زہر اثر ہے

پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیجا رشک پری کیون
ایسا کہان کا نشہ ہی تجکو
ربط لب و پیمانہ کہان تک
آہِ فلک انداز کسی کی
غور سے سن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہاے وبالِ جان ہی جینا
ہاے وہ ہستا نہ ہی نالہ
یعنی تری اب آن بنی ہے

جام شراب احمر بھر دے
حال سے میرے بیخبری کیون
محو تغافل کب تک رہنا
ہاؤ ہو مستانہ کہان تک
شور فگن ہی بانگ تظلم
جلد کہین دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند گسل ہے
جنبش دم سے ریزۂ مینا
نشۂ غم مین حال دگر ہی
دل شکنی بھی جان شکنی ہی

تڑپتی ہی سینہ بات کیے سے
لب ہمدم کھلے تو بند زبان ہو
فرش زمین ہی چشم ہمدم ہی
گردش بالین گردش گردون
حیرت و حسرت نالہ و زاری
منبع قلزم دیدۂ پرخون
دل کی قلق سے دشت نوردی

درد اٹھے ہی سانس لیے سے
چشم کشائی کوہ کنی ہی
یہ بھی نگہ کی نقش قدم ہی
جوش طپیدن حوصلہ فرسا
مضطربانہ باتین ساری
بسکہ سرشک خون سے بھرا ہی
نقش قدم ہی صحرا گردی

ضعف سے کیونکر حال بیان ہو
جنبش مژگان تیشہ زنی ہی
باد صبا سے حال دگرگون
دل کی طپش سے زلزلہ برپا
گریۂ خونین غیرت جیحون
توسعۂ دامن صحن چمن ہی
سیاحان منازل رنج و مصیبت

و دشت نوردان خارستان صعوبت جستجو کنندگان مقام حسرت انجام لوح طلسمات و طالبان مطالب کالائے دکان مصیبت آیات راہ پرخطر مسالک صعوبت مین یون گام فرسا ہین شعر سخن سازیکہ معنی ساز کردہ بہ سخن را این چنین آغاز کردہ ماہ آسمان اوج عیاری و آفتاب عالمتاب فلک خنجر گذاری صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور کے ہمراہ براے جستجوے مقام لوح طلسمی روانہ ہوے فراق خواجہ مین اہالیان لشکر ملکہ مہرخ تیر دلدوز الم کا نشانہ ہوے مگر ملکہ مخمور ماری ہوئی جاتی ہی جب جھک کر دیکھتی ہی خواجہ عمرو کو اپنے سائے مین پاتی ہی جی مین کہتی ہی ای مخمور خواجہ عمرو بڑے طرار ہین گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہین صحراے خارستان و کوہستان خوفناک نہ انسان نہ حیوان مثل کف دست میدان دھوپ سے پتھر چٹک رہے ہین نخل ہواے گرم سے جلے ہوے نہ شاخ نہ پتا بالکل بے دست و پا ہو ٹنڈے گردکے پیچ و تاب کھاتے بشکل دیو مہیب راحت سے دور مصیبت سے قریب دشت کا سناٹا چار جانب ویرانہ بستی کا نام کہان مقام سکونت غولان کبھی عنایت باغبان قضا و قدر سے صحراے سبزہ زار ملا براے چند ساعت غنچۂ آرزو کھلا ایسا مقام فرح افزا گل گیا غنیمت ہوا ملکہ مخمور جوت سے اتر آئی ایک نخل کے سائے مین دونون مل کر بیٹھے ملکہ مخمور نے کہا خواجہ چار پہر رہروی کرتے گذرے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کھجورین شیرینی جو ساتھ کردی تھی آپ نوش فرمائیے ہمین بھی عنایت کیجیے پھر راہ رو منزل مقصود ہون خواجہ ابھی مقام دور ہی منزل کرنا سراسر قصور ہی عمرو نے کہا ملکہ تم ایسی جلدی چلین قبیلہ چھوڑون کا گر گیا یہان جنگل ہین

کھانا پینا کہاں مگر وہ سامنے گانوٗن معلوم ہوتا ہی لاؤ تمھارا کڑا بیچ لاؤن کچھ خریدین تم بھی کھاؤ ہم بھی
کھائین ملکہ مخمور نے ناچار ایک فرد کڑے کی اُتار دی خواجہ عمرو نے لیلی گانوٗن مین جاکر
فرد تو زنبیل مین رکھ لی رنگ روغن عیاری کا لگا کر مرچڑے کی شکل بنے گانوٗن مین آئے دو تین
زخم اوچھے اوچھے سر پر لگائے خون بہتا ہوا پیسا دوکان تحصیل لیا دو پیسے کی جوار بھنا لی
صورت اصلی ہو کر پاس مخمور کے آئے سامنے وہ جوار ملکہ مخمور کے رکھ دی کہا لو بی بی
کھاؤ رزاق مطلق کا شکر کرو اس صحرا مین یہ نعمت ملی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ کڑا کیا کیا
کہا بھڑ بھوجے کو دیدیا اُسنے یہ جوار تو دی وزن مین ڈیڑھ سیر ہی ملکہ مخمور نے گھبرا کر کہا خواجہ
تین ہزار روپیہ کی یہ جوڑی بنوائی تھی اُس موے نے کڑا لیکر صرف جوار ہی دی خواجہ عمرو
نے کہا یہان گانوٗن مین کون پوچھتا بھڑ بھونجا بڑا مرد آدمی تھا خانہ کعبہ کا رہنے والا ہی جب
بزرگون کے نام بتائے تب اُسنے کڑا لیا ورنہ چور چور کرکے مجھکو لوگون نے پکڑ لیا تھا اُس بیچارے
نے قید سے چھڑایا کوتوال کو رشوت دی مین نے تمسک لکھدیا خیر ادا کرینگے اب اسکا ذکر نہ کرو
کھاؤ پیو چلو مخمور چپ ہو گئی جوار کھا کے شکر کیا پھر روانہ ہوے اسی طرح قطع منازل و طی مراحل
کرتے ہوے دم بہر کا مل کا بھرتے ہوے ایک مقام پر آکر مخمور سرخ چشم اُتری ہاتھ خواجہ کا
تھام لیا سر اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار آہن نہایت بلند و مرتفع کھنچی ہوئی ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے
کہا خواجہ سلامت اس دیوار کے اُس پار باغ غافل و ہوشیار ہی عجب مقام جانگزا مصیبت خیز
عبرت افزا ہی مین سحر کرکے دیوار مین در بناتی ہون آپ کو جست کرکے داخل ہونا چاہیے پہلے
ملاحظہ کر لیجیے مین بھی پہونچو نگی عمرو نے کہا بسم اللہ در بناؤ صورت باغ حسرت دیاس دکھاؤ ملکہ
مخمور نے گنبٹے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا خواجہ عمرو کمر چست باندھکر کھڑے ہوے اس امید
پر کہ یہ جب دیوار مین در بنائیگی مین فوراً جست کرونگا اپنے کو اُس طرف پہونچاؤنگا ملکہ مخمور
سرخ چشم نے اسم سحر کا پڑھا دانہ یاقوت احمر بصد کر و فر دیوار پر مارا اکڑا کا ہوا در اتنا بڑا بنا کہ
ایک آدمی دیوار آہن کے اُس پار بہ سختی داخل ہو سکتا ہی در بنتے ہی عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا
عجب مقام قیامت ہیبت انگیز نظر آیا تیر الم دل پر لگے سینے پر نیزے مصیبت کے پڑے
شمشیر جفا نے زخمی کیا خنجر ملال گلے پر پھرا باغ کا یہ نقشہ ہی بجاے گل و ریحان شمشیر و سنان

مثل درختوں کے دہقان بدبخت نے بوئے ہین اُسکی سیر نے ہوش کھوئے ہین اصل بیان یہ ہی
ایک چمن مین پیکان تیر ایک چمن مین سنان ہاے نیزہ ایک جانب تلوارین قبضے اُنکے نابود بنا ہے
مثل برق چمک رہے ہین سارا باغ اسی عجائب و غرائب سے مملو ہی چند نخل بھی جا بجا مگر کتر اُنپر
ہزار ور ہزار جانور عوض زمزمہ سرائی کے صداے ہیہات وافسوس بلند کرتے ہین جیسے ہی
ور تیار ہوا عمرو نے بہ نگاہ حسرت دیکھا طائر مثل انسان کے غل مچانے لگے ای ساکنان باغ عبرت
ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم نے ساربان زادے عیار کو قریب دیوار آہن پہونچا یا سحر سے
دیوار مین در بنایا عمرو یہ قیامت دیکھکر رُک گیا جست نہ کرسکا چشم زدن مین وہ در بند ہو گیا ملکہ
مخمور نے کہا خواجہ یہ کیا غضب کیا آپ نے اپنے کو اُس پار نہ پہونچایا عمرو نے ٹھنڈی سانس
بھر کر کہا ای مخمور اشیاے سلاح جنگ سے باغ مین تل رکھنے کی جگہ نہین اگر مین جست کرتا نیزہ
و تیر و دم شمشیر پر گرتا کیونکر جانبر ہوتا عمدًا جان کھوتا ای مخمور سرخ چشم آج مجکو ثابت ہوا تو نے
دام مکر مجھ ایسے زیرک کے واسطے پھیلایا پردے مین دوستی کے دشمنی کرتی ہی کیونکر ایسے مقام
پر جاؤن اگر سنان نیزہ پر گرا تمام جسم غربال ہوگا اگر تلوارون پر گرا انصاف سے بتا میرا کیا حال
ہوگا کون جان بچنے کی صورت ہی تو بیشک دل سے طرفدار افراسیاب ہی مگر مین بھی لاجواب
ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ عمرو قسم ہی سر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی باغ سیماب
کے جانیکا یہی راستہ ہی اور بڑے بڑے مقام خوفناک ملینگے خدا آپ کی جان بچاے تا بمقام لوح
پہونچاے میری جان حاضر ہی نثار کرون مگر اس مقام پر بالکل ناچار ہون اتنا جلد اور عرض کرتی
ہون کہ ایک مرتبہ مین نے دروازہ پیدا کیا سدباب ہوا بس ایکی مرتبہ اور در بنانے کی مجاز ہون
اس مقام کی صاحب راز ہون دوبارہ دروازہ بنکر جو بند ہوگا اگر تمام عالم کے ساحر آکے سحر
کرینگے دیوار مین در نہ بنے گا راہ مقام لوح سے ناامید ہے گا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا آنسو
آنکھون سے جاری ہوے ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بلک کر رو دی زبان پہ یہ اشعار حسرت و
یاس کے جاری ہوے اشعار

دادخواہون کے شور سے دیکھا
تیغ کے سے نکالے ہین جوہر

کوئی اس دور مین جیے کیونکر
چونک پڑتا ہی فتنۂ محشر
آتش لعل سینہ اجب افسون

ملک الموت ہی ہر ایک بشر
آسمان نے بھی اس زمانے مین
آب نیسان ہی ایک بدگوہر

جسکو دیکھو سو مایۂ بیداد
آدمی سے پری کو آئے حذر
نہ امیرون کو پاس بندی عدل
جو کرے قتل خورد سالہ پسر
ہین گدا پُر غرور شیر دلیر
اک بہانہ ہی بہر قطع شجر

کیا ہوا گر نہین ہی سیمین بر
ہی پئے اشتیاق ویرانی
نہ رعایا مطیع فرمانبر
کمترین خانہ زاد طعنہ زن
بیگانہ جو کیا ہی خون پدر

ذکر انسان سے دیو مجنون ہو
شاہ فرہاد بے ستون کشور
اسکو شور ستم زمان کا خطاب
طرز حرف ملامت مادر
چمن آرا کو رسم پیرایش

ان اشعار عبرت آثار پر ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بیتاب ہوگی

صورت شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی آنکھون مین پھر گئی خیال ہوا ای مخمور ان
مقامات ہولناک سے زندہ پلٹنا دشوار ہی خیر جو مرضی پروردگار ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نامدار فراق مین صاحبقران زمان کے خوب رو یا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم امید نہین کہ پھر زندگی
مین آقاے نامدار سے قدمبوس ہون ای ملکہ مخمور جب یہ ظاہر ہوا کہ سواے اس راستے کے
اور کوئی راہ نہین بسم اللہ آپ دربنا ئیے مین اپنے کو دم شمشیر پر گراتا ہون شاید حیات مستعار
باقی ہی پہنچینگے ورنہ ملک عدم مین ملینگے ملکہ مخمور سرخ چشم دانہ لیکر آمادہ ہوئی کہا خواجہ براے خدا
اب نہ رُکنا ورنہ سر ٹپک پٹک مرکر جان دینا ہوگا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے کہا ضرور جاؤنگا
یہ کہکر خواجہ عمرو نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہاے
کمند آصفاے باصفا بازو پر لپیٹے مشت خاک اُٹھا کر گریبان مین ڈالی لباس کو کفن تصور کیا آمادہ کمر
دوہیاے قضا ہوا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم ذی شعور بسم اللہ اب دیر نہ کیجیے ملکہ مخمور نے ایکی
مرتبہ وانہ کلان نکالا عرصۂ دراز تک سحر پڑھا جھپٹ کے دانہ مارا جیسے ورتیار ہوا طائرون
نے غل مچایا الہی یار و پھر مخمور سرخ چشم نے سحر کر کے دیوار آہن مین در بنایا ہی عمرو آتا ہی دور دو
ظالم کو روکو یہ کہکر طائرون نے صدا دی کہ او عمرو اس باغ مین نہ آنا مقام عبرت ہی اس
آغاز کا بد انجام ہی یہان کے حاکمون کا غافل وہ ہوشیار نام ہی اس مقام سے کسی کو راحت
نہ ملی بادشاہ طلسم ہوش ربا ان مقامات پر نہین آتا خبردار اپنی جان نکھونا آبرو سے ہاتھ نہ دھو
یہان کا ہر گل خار ہی ہر شاخ اصل مین کھنچی ہوئی تلوار ہی مفت مین کیون جان دیتا ہی اپنا خون
اپنی گردن پر لیتا ہی ہر چند طائر چیخے پیٹے صداے حیرت خیز سے کہنے کہ تو ہوش اُڑے مگر کلیجے پر

پھر بکھا اور کہا ای کریم کارساز ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی تو بچانے والا ہی دل کو رجوع کرکے جست کی اس خیال سے کہ کسی شاخ نخل پر پاؤن جماؤنگا ملکہ مخمور نے بھی دیکھا خواجہ عمرو دیسے لنگرا انتہا کا بلند ہوا جو نخل اصلی تھا اس تک تو نہ پہنچا جس چمن مین تلوارین بوئی ہوئی ہین دنبالے مثل برق کے چمکتے ہین وہ چمن انتہا کا وسیع تھا اُسی چمن پر لڑکھڑاتا ہوا گرا پانچ قدم کی بلندی باقی ہی قریب ہی کہ تلوارون پر گرے جسم پرزے پرزے ہوجاے خواجہ عمرو نے تہ دل سے دعا کی ای سامع الدعوات ای کریم کارساز ای بے نیاز حفاظت کر بچالے اس آفت ناگہانی سے نجات دے افسوس ایسے مقام پر جان گئی لاش کون اُٹھائے گا اس مقام پُر آفت مین کون کام آئے گا دفن و کفن بھی نہ ملے گا ای خالق کونین رب المشرقین و المغربین مین تیری

ہی مدد کا خواستگار ہون نظم | تو گوئی ہر آنکس کہ در پیچ و تاب | دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دانم ترا | درین عاجزی چون نخوانم ترا | عقوبت مکن عذر خواہ آمدیم
بدرگاہ تو روسیاہ آمدیم | سپردم بتو مایۂ خویش را | تو دانی حساب کم و بیش را

خواجہ عمرو نے جو اس طرح بلک کر عرض کیا زمین کا طبقہ پھٹا بصد صولت و شوکت باغبان قدرت پیدا ہوا نعرہ کیا ای خواجہ عمرو نہ گھبرانا غلام آپہنچا نکلتے نکلتے خواجہ کو اپنے ہاتھ پر روکا طائرون نے غل مچایا ارے یارو باغبان قدرت آپہنچا باغبان قدرت خواجہ عمرو کو لیے ہوے جست کرکے چمن سے تلوارون کے نکلا خالی زمین پر آکے قائم ہوا ...
مین جتنے طائر تھے زمین پر گرے معلوم ہوا ساحر تھے گولے ترنج و نارنج باغبان قدرت پر چلنے لگے باغبان قدرت نے خواجہ عمرو کو پیچھے سے یہ کہکر چھوڑا کہ حضور ... بچائین خواجہ عمرو کو دو کر لڑائی مین مصروف ہوے حقۂ آتش بازی نکالکر مارا ہزار ہا جادوگر گوشہ ہا باغ سے نکلتا چلا آتا ہی باغبان قدرت پر باغیون نے آگ برسائی خواجہ عمرو حقہ ہا ... آتشبازی مارکر گلیم اوڑھ لیتے ہین کبھی اُتار کر ظاہر ہوتے ہین باغبان کی تنہائی پر ... ہین باغبان پر طبقۂ غلیر ہی جتنے طائر درختون پر تھے سب انسان بنے ہین اور صدہا طرف سے چلے آتے ہین کسی نے آگ برسادی کسی نے گولہ مارا کسی نے کاوا بھیرون نارسنگو بیکارا باغبان بیچارہ کس کس کو جواب دے زخم کاری کھائے اس ہنگامے مین عمرو دریائے سحر کو

تعجیل رہا ہی جب کسی ساحر کلان کو دیکھا کر براے قتل باغبان چلا خواجہ عمرو نے گلیم سر سے
اُتاری اُس مجمع ساحران مین پیترا بدلکر سامنے آیا للکارا ساحر پلٹا خواجہ عمرو نے ترناق سے
حباب بیہوشی مُنھ پر مارا جادوگر لہرا کے گرا گرتے گرتے عمرو نے نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرو دم کہ کلہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ تجنک بداختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و جمود و ساغر بہ برم

جادوگر زمین پر گرا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا کبھی جست کرکے
کسی کے کاندھے پر پہونچا لپٹ کر خنجر مارا سر اُسکا زمین پر گرا خواجہ کو دیکے پھرتی ہوے اسطرح
ہر غول مین ہر صف مین کبھی جھکر پالٹ کا ہاتھ مارا مین تیغ پاؤن اُڑا دیے کبھی جنگلی بان داغ دیا
صدہا کے مُنھ جھلس گئے کبھی ظاہر ہوے کسی ساحر کا سحر چل گیا زمین نے پاؤن تھام لیے تاکے
آسی کو تیر مارا وہ خطا کار مرا یہ آگے ہوے بتعجیل گلیم اوڑھلی جادوگر حیران ہین کہ اس بدمعاش پر
زور نہین چلتا برق جہندہ کا حال ہی بجلی کا روکنا ٹوکنا محال ہی اکثر زخم بھی عمرو نے کھاے ساحرون
کے تیر و تفنگ بھی چل رہے ہین ناریل اُچھل رہے ہین مگر باغبان قدرت مجمع ساحران مین
گھسا ہی نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہی یکایک بارہ دری سے دو جادوگر تاج پہنے ہوے لباس عمدہ
زیب جسم ایک نے نعرہ کیا منم غافل جادو دوسرے نے نعرہ کیا منم ہوشیار جادو غافل
نے بڑھکر باغبان قدرت پر کارد سحر لگائی شانے کو توڑکر باغبان کے پار گذری ہوشیار
جادو نے خبردار کہکے برق چمکائی سر باغبان زخمی ہوا باغبان نے گھٹنے ٹیک دیے
ایک ساحر مہیب الشکل عجیب قطران جادو نام اُسکو غافل و ہوشیار نے آواز دی کہ
باغبان قدرت کا سر کاٹ لے اس باغی کو جلد سزا دے وہ بیچارا سحر کرتا ہوا طرف باغبان
کے چلا ہرچند کہ باغبان قدرت نے گھٹنے ٹیک دیے مگر سنبھلکر پتھر اُٹھا کر سنگدلون پر مارتا ہی
کسی کا سر پھٹا کسی کا مُنھ ٹوٹا یون اپنے کو بچاتا ہی مگر قطران جادو بدخو نے جھپٹ کے
باغبان قدرت پر ماش کے دانے مارے اس جنس کے سحر کو باغبان نے روکا مگر بیدم
ہوگیا غش آنے لگا قطران تیغہ کھینچکر طرف باغبان قدرت کے بڑھا عمرو نے دیکھا باغبان
قدرت قتل ہوتا ہی گلیم سر سے اُتار کے نعرہ کیا او بیحیا کیا کرتا ہی برابر آکے کمند یاری جھکا کر
وہ بیحیا مُنھ کے بھل زمین پر آیا لپٹ کے خنجر مارا قطران کا شکم چاک قصہ پاک قطران کو

شجر نخل باغبان سے یہ ثمر حاصل ہوا فوراً جہنم واصل ہوا ہوشیار جادو نے دور سے
یہ دیکھا کہ عمرو نے بصد صولت و شوکت و جرأت قطران جادو کو مارا اب عمرو نے قصد کیا
گلیم اوڑھ لوں ہوشیار نے وہیں سے گھبرا کے آواز دی عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین نے پاؤں تھام
لیا خواجہ عمرو نے حافظ حقیقی کا نام لیا کہا لو باغبان میں بھی بیکار ہوا سحر میں اس بچیا کے
پھنسا اب باغبان نے بلک کے دعا کی عمرو نے آمین کہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا بالقدرت
باغبان قضا و قدر پھولوں کی لپٹیں آئیں ہوا کے جھونکے چلے دیکھا سب نے ملکہ بہار گلعذار
گلدستہ ہاتھ میں اڑی ترچھی بدھیاں گلے میں طرہ موتیے کا آراستہ و پیراستہ رنگین مزاج حسینان
عالم کے سر کا تاج دیکھا ملکہ بہار جادو نے کہ باغبان پڑا زمین پر تڑپ رہا ہے خواجہ بیکار
ساحران غدار دونوں کو قتل کیا چاہتے ہیں بہار نے نعرہ کر کے گلدستہ مارا پھول برسے
ایک پھول عمرو پر گرا عمرو تو خوشی سے پھول گیا سرو قد میں طاقت نرگس چشم میں بصارت یہ
رنگ دیکھتے ہی اٹھ کر گلیم اوڑھ لی ساحر جھومنے لگے ملکہ بہار زمین پر آئی گلشن سحر کو رونق دی
اسی طرح دو تین گلدستے مارے بہار نے باغبان کی دستگیری کی تمام ساحر مست ہو گئے گلچینی
گلشن حسن بہار کرنے لگے غافل و ہوشیار نے دیکھا کہ بہار نے آتے ہی رنگ اپنا جما لیا چمن
جوہر شمشیر پر خزاں آئی یعنی تلوار کے چمن تیغ و تیر کے گلشن بہار نے آتش قہر و غضب سے
جلا دیے کئی ہزار ساحر گلے کاٹ کر مر گئے غافل و ہوشیار نے بڑھ کر سحر کیے گل عارض بہار
مرجھایا یعنی سر زخمی ہوا قطرے خون کے رہے اور پر قریب تھا کہ بہار لڑکھڑا کر گرے زمین شق ہوئی
رعد جادو نعرے کرتا ہوا نکلا کانوں پر ہاتھ رکھ کر آواز دی منم رعد جادو کئی سو ساحر چیخ کھا کے
گرے سر پھٹ گئے برق چمک کر آسمان سے گری کئی ہزار کے سر اڑا دیے رعد گرجنے لگا برق
چمکی خون کی ندی بہا دی گر غافل و ہوشیار رعد و برق پر سحر کر رہے ہیں جب دونوں لوں
ٹھہرتے ہیں سحر پڑھتے ہیں زمین ہلا دیتے ہیں رعد و برق و باغبان قدرت پر انتہا کا
جلوہ ہے ہزاروں کو مارا مگر مجمع ساحران کم نہیں ہوتا یکایک آسمان پہ برق کلاں چمکی نعرہ ہوا منم
ملکہ برق لامع غافل بڑھا ہوا جادوں پر سحر کر رہا تھا برق لامع چمک کر غافل جادو پر
گری اس بچیا کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام ہیں غافل جادو بود دیوار ہیں باغ

کی تھراہین مکان جلنے لگے ہوشیار جادو خبردار ہوا کہ بھائی مارا گیا بازو توٹا بدحواس ہو کے
طرف برق لامع کے چلا برق لامع چمک چمک کے گرنے لگی ہوشیار دیکھ رہا ہی کسی مقام
پر برق لامع جمے ذرا بھی ٹھمے تو مین سحر کرون بھائی کے غم مین رو رہا ہی برق لامع ایک
ایک صف کو کاٹ کر ایک نخل کے سائے کے نیچے رکی تھی کہ ہوشیار جادو نے خبردار
باش کہکے ایک ترنج سبز کھینچ مارا برق لامع نے انگلی کے اشارے سے اُس تیرہ بخت
کے ترنج سبز کو کاٹا ترنج کٹا اُسمین سے کارد نکلکر شانے پر پڑی برق لامع بھی زخمی ہوئی آگے
قوت بازو کو مارا اسکا شانہ بھی نشانہ ہوا کون دستگیری کرے ہیہات لیکے پھر چلی مگر جسم مین رعشہ
پایا دیکھا کہ مخمور سرخ چشم بھی پہونچی شریک جنگ ہوئی ہوشیار سب کو جواب دے رہا ہی
بھائی کے غم سے بدحواس چہرہ اُداس لیکن زبان کا اپنی خون لیکر جسپر خون مارتا ہی قطرہ خون
چنگاری بنکر جسم پر پڑتا ہی آتش سوزان کی تاثیر پیدا کرتا ہی ساتھ والون کو صدا دے رہا ہی یارو
یہ چند کس ہین بیکس و بےبس ہین بلوہ کرو اب امان نہ پائین برادر فافل کے غم سے بیقرار ہون
تام کو ہوشیار ہون اسقدر ساحرون کا جماو ہی تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہی ان سرداران مذکور
نے لاشون کے انبار لگا دیے کشتون کے ڈھیر کر سحر سے ہوشیار کے اندھیرا خواجہ عمرو کبھی
ظاہر کبھی مخفی لڑائی سے منھ نہین موڑتے جس ساحر کو پا جاتے ہین تیر و تفنگ سے قتل کرتے ہین
باغبان قدرت و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم و برق لامع در عدد برق دریائے خون
مین غرق جنگ مین مصروف ہین قریب ہی کہ بلوے مین گرفتار ہو جائین بیقرار ہو کر سب نے
دعا کی ای ستار و غفار ان نابکارون کے ہاتھ سے بچالے خواجہ عمرو نے بھی تڑپ کر کہا ای

رحیم و کریم ای سمیع و علیم **شعر**
خداوندا تو میدانی کہ بدکردم نیاداری
امید رحم تو دارم توئی ستار یا اللہ
سلطان شہ وزیری خلاق بینظیری

شاہا کریمی و رحیمی و غفور
ز دست کر شیطانی مرا ہشیار یا اللہ
از دست بیقرارم فریادرس الٰہی
چون دستمن بگیری فریادرس الٰہی

دوست ما گیر کہ در ماندہ و بیچارہ ایم
نہ طاعت لایق دارم شخصے نہ نیکی کارم
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی
دعائے خواجہ قبول ہوئی حلد

حصول ہوئی آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا دیکھا ابر شق ہوا دل ابر سے چودھوین رات
کا چاند جیسے سامنے خورشید عالمتاب مانند چرخ مارتا ہوا ظاہر ہوا ہوشیار بیچارہ ناہر ہوا

کہ یہ کیا اسرار ہی عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ بُران ماہ رخسار ہی گرا کے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے
ہوے زمین پر گری ساحرون کے جسم مین آگ لگ گئی نور ماہ نے ناریون کو جلایا سیہ بختون
کا ستارہ گردش مین آیا نعرۂ بُران بہ افسونگری نامور ذی وقار منم دختر کوکب نامدار ✦
زمین پر آتے آتے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اُس گوہر صدف دریاے خوبی نے لشکر
ہوشیار جادو پر کھینچ مارا موتی شکست ہوے کئی ہزار ساحر زبردست پست ہوے تیغہ
نیام انتقام سے کھینچا دہ دریادل ساحرون پر برس پڑی جوش قہر و غضب مین کنار پر جا پہنچی
ندی خون کی بہی اب رعد و برق وغیرہ کو بھی مہلت ہوئی جم کر لڑنے لگے برق لامع بھی
لڑنے لگی ملکہ بہار نے مہلت پائی سحر کے گل کھلائے ہزار ہا ساحر دیوانے ہوکر سر پھوڑنے لگے
کوئی تڑپا کوئی کڑکا کسی پر مخمور جا پڑی کہین برق لامع گری خرمن ہستی کا فران جلا کے اُٹھی
لنکے سحر کی عملداری مٹی مگر ملکہ بُران شمشیر زن صف شکن سحر و افسون مین بے نظیر حسن مین
رشک ماہ منیر تیغۂ سحر کھینچا ہوا غصے سے کف منھ مین بھرا ہوا جوہر جرأت آشکار دونون ابرو
خنجر کھنچی ہوئی تلوار اشارون کی کٹاریان مژگان کے تیر سب جمن مین چل رہے ہین کوئی
پامال کوئی غربال صفون کو درہم برہم کرکے قریب ہوشیار پہونچی آواز دی او ہوشیار جادو
ہمارے سحر سے غافل ہی علم فسونگری سے جاہل ہی آنکھ چار کر ہمپروار کر ہوشیار جادو ملعون
ملکہ بُران پر سحر کرنے لگا کئی گولے مارے بدمعاش نے ماش کے دانے پھینکے رائی کے
دانون کا کیا شمار ملکہ بُران سحر اس بیحیا کے دفع کرتی ہوئی بڑھ دی و مردانگی لڑتی بھڑتی قریب
ہوشیار پہونچی اُس بیحیا نے تلوار کا وار کیا ملکہ بُران نے سپر سحر پر روکا اختر مرواریدہ جوڑ سے
نکالا خبردار خبردار کہکے ہوشیار پر کھینچ مارا سینۂ پُرکینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا لڑکھڑا کر
زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من ہوشیار
جادو بود ساحرون کے جی چھوٹ گئے چاہا فرار بر قرار کرین باغبان و بہار نے آواز
دی یہ بیحیا نکلنے نہ پائین اگر بھاگ جائینگے افراسیاب نابکار کو خبر یہان کی پہونچا ئینگے رعد
و برق و برق لامع و مخمور نے چہار جانب سے گھیرا جادوگرون کو نکلنا مشکل کردیا تا بہ
شام سب ساحران بدانجام واصل جہنم ہوے سرداران مذکور فتح کرکے بارہ دری مین آئے

خواجہ عمرو بھی ظاہر ہوے مگر سب صاحب زخمی ہین باغبان قدرت نے بارہ دری مین
بیٹھنے کا سامان کیا خواجہ عمرو قصر عالی دیکھکر بیچین ہوے کہا مین دیکھون کیا کیا آراستگی ہی یہ دونون
ساحران جلیل بھے افراسیاب کے بڑے کفیل تھے جس مقام کو مقفل دیکھا سوہن سے قفل
کاٹا اندر جاکر جال مار امال اسباب جو پایا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا ہنستے ہوے باہر تشریف لائے فرمایا
ای باغبان قدرت یہان تو خزانے مین ایک حبہ نہین ہو کمبایہ بیچیا خسیس تھا بالکل خبیث
تھا سب مکانون مین ڈھونڈھا نقد ٹکا نہ نکلا ایک مکان مین دو مٹکے مٹی کے رکھے تھے جھنجھی
کوڑیون سے بھرے تھے اُنکو مین نے حوض مین پھینک دیا جھنجھی کوڑیان کیا ہوتین باغبان
نے کہا غافل وہوشیار یہان کے بادشاہ تھے اس زمانے مین بہت تباہ تھے آپ مکانون
مین کیون جاتے ہین ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین خواجہ عمرو اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہا اب مین
کہین نہ جاؤنگا تمھارے پاس بیٹھا ہون باغبان قدرت نے سب کے زخمون مین ٹانکے
دیے خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالکر مرہم دیا سب کے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب سب سردار
مع ملکہ بُران نامدار و خواجہ عمرو عیار باطمینان بیٹھے باغبان قدرت نے کہا خواجہ حاکم
طلسمات عالم نے بڑے مقام عجائب و غرائب کو اپنی قدرت سے فتح کرایا ای شہنشاہ
اقلیم عیاری یہ امید نہ تھی کہ ان دونون بیچاؤن پر ہم غالب آئینگے ان ایسے ساحران نامی
پر فتح پائینگے پہلے تو یہی تردد تھا کہ آپ کیونکر باغ مین ان باغیون کے ہونچینگے مگر ماشاءاللہ بخدا
کیا کام کیا بڑا نام کیا ابھی آپ کو بڑی مصیبتین اُٹھانی ہین فکر مین لوح کی چلتے ہین اس راہ پرخطر
مین فرشتون کے پر جلتے ہین آپ نے جو کام کیا یہ عہدۂ طلسم کشا تھا خواجہ عمرو نے سر جھکالیا
کہا ای باغبان قدرت اُسکی قوت و توانائی پر نازان ہون بندۂ حقیر رب دوجہان ہون
اب باغبان قدرت و ملکہ مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار و ملکہ بُران شمشیر زن
صلاح کرنے مین مصروف ہوے خواجہ سے کہا آپ آرام فرمایئے شب بھر ابھی باغ غافل
و ہوشیار مین بسر کیجیے ناگاہ شہنشاہ فلک اول نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان
حصن حصین مغرب مین جاکر روپوش ہوا اشعار در توصیف صبح لاعلم

چو شاہنشہ روم لشکر کشید	سپہدار مغرب الم برکشید
گل سرخ شگفت از مین سبز باغ	

زطاؤس زرین بون گشت زاغ | چو برگشت مینا شست آفتاب | سر نازنینان بر آمد ز خواب

بوقت سحر سرداران مذکور خواب سے بیدار ہوئے کمر بن باندھ کر رہروی پر آمادہ ہوئے خواجہ
عمرو سے باغبان قدرت نے کہا بسم اللہ پروردگار نے اس منزل پرہول سے بفتح وفیروزی
نجات دی بسم اللہ تشریف لے چلیے ہر شخص الگ الگ رہروی مین مصروف ہو یہ تو بخوبی
ظاہر ہی ہمارے ہاتھ سے کوئی باغی بچکر نکلنے نہین پاتا شاید افراسیاب خانہ خراب کتاب
سامری دیکھے ہمارے حال سے آگاہ ہو جاے یا تعاقب کرے تو سب کو ایک مقام پر
نہ پاے کئی کوس پر ایک باغ ملیگا وہین چلکر ٹھیریے ہم بھی حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے
بانشاے عیاری جسم پر آراستہ کیے نشان پر باغ کے چلے خواجہ عمرو کے بعد رعد و برق وغیرہ
الگ الگ سب اُسی جانب روانہ ہوئے اول خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ غافل
و ہوشیار رہے جو نکلے صحرا دلچسپ نظر آیا ہر جانب گلہاے خود رو طائران خوش آواز
چشمہاے صاف و شفاف ہوا معتدل تماشا دیکھتے ہوے جاتے ہین کسی قدر راستہ طے کیا ہی دیکھا
ایک چہار دیواری سنگ مرمر سفید کی اُسپر کارگزاران بیجا کدست نے منبت کاری کی ہی گلشن
جنان کا نمونہ دیکھنے مین حسن دونا پھاٹک عظیم الشان مثل دیدۂ مشتاقان کھلا ہوا عمرو سوچا
یقین ہی کہ باغبان قدرت نے اسی باغ کا وعدہ کیا ہو بسم اللہ کہکر اندر باغ کے قدم رکھا
لشین پھولون کی آئین صبا نے عطر مجموعہ پیش کیا دماغ جان معطر و معنبر ہوا جوانان چمن خوش ادا
ہر گل کا جوبن نرالا دایہ بہار کو طفلان غنچے کی پرورش کرنے کی تلاش زمین مشک آگین ہوا

عطرپاشی ابیات قسم
کر رہا ہی عجیب گلریزی
جیسے ٹپکے شجر سے پختہ ثمر
رنگ دکھلا رہی ہی طبع قمر
نقطے ہین غنچہ ہاے سربستہ
کی نظر جس طرف کو باغ مین جا
جس سے ہون شاد قلب بالولا

چمن تازہ مین ہی تازہ خیال
کیا بھلی لگتی ہی سبک خبری
جابجا یہ صبا پکار آئی
گل تازہ کھلے ہین کاغذ پر
اُس چمن مین ہوا ہی آج گذر
دیکھی اک شان باغبان قضا
ہی کسی جا پہ بیلا البیلا

حجو مناہی قلم برنگ نہال
حرف یون بن رہے ہین کاغذ پر
چمن نظم مین بہار آئی
حرف ہین یا کہ پھول نورستہ
جو کہ باغ ارم سے ہی بہتر
ہین شگفتہ وہ رنگ رنگ کے پھول
کہین سنبل کے سر پہ ہی سیلا

کھل رہی ہی چنبیلی ایک طرف
جس سے پامال ہو دل خوشبو
کسی جا پر اکڑتا ہی شمشاد
پھرتی ہی ہر طرف کو البیلی
کیا کہون حسن سبزۂ رخسار
اس چمن مین بسی ہی کیا بو ہی
تاک انگور پر وہ طرفہ بہار
میکشون کو نوید دیتے ہین
پر ہین مشتاق سبز باغ بڑے
صورت نخل شمع خود سیراب
اک طرف کو ہی لطف ریحان پر
کہین بلبل کی لحن داودی
عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم
چشم نرگس کو انتظار ہی آج
آئے گا کیا کوئی صنوبر قد
کسی گلرو کا انتظار ہی آج

کہین نسرین و نسترن کی صفت
کہین نرگس اشارے کرتی ہی
رنج و اندوہ و غم سے ہی آزاد
گل لالہ عقیق زرد کا تھا
ہر طرف فرش مخمل زنگار
ہم بھی باشندگان گلشن ہین
جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
سرو آراستہ ہی دوش بدوش
دیکھ لو ایک پانون سے ہین کھڑے
داغ لالے مین بسکہ پیدا ہی
سبزۂ خط یار سے بہتر
کیا گل اشرفی کا کیجے بیان
اس غزل کی پڑی ہوئی ہی دھوم
پا بہ زنجیر موج ایسی کیون
قمریون کا مگر شکار ہی آج
ای قمر باغ کی صفت جو لکھی

ہی کسی جا گل حنا کی بو
شوق مین دید گل کے مرتی ہی
کر رہی ہی نسیم اٹکھیلی
عاشقون کو سبب ہی درد کا تھا
بولی سوسن جو ہین کھلی جو ہی
سب پر از گل چمن کے دامن ہین
خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہین
گل مینا سے سبز پر مدہوش
نہین کوئی درخت طالب آب
حسن اور عشق سب ہویدا ہی
کہین گلشن مین نخل داودی
ہی لٹاتا چمن مین اشرفیان
باغ مین آمد بہار ہی آج
باغ مین سرو جوئبار ہی آج
چشم نرگس جو وا ہی گلشن مین
گلشن نظم پر بہار ہی آج

خواجہ عمرو نے جو اس باغ مین گل و لالہ پر نگاہ کی بے اختیار غنچہ دہن نے واہ کی ہوا سے باغ و داغ مین بجری بند قبا کھول دیے خرامان خرامان روش پٹری کو طی کرتے بڑھے دیکھا گوشہ باغ سے ایک باغبان بچی ماہ پارہ گلعذار سرو قد غنچہ دہن یاسمین پیکر خوش منظر جسم مین پھولون کا زیور انکھیلیون سے چال چلتی ہوئی ہاتھ مین سونے کا بیلچہ زربفت کا لہنگا گلنار دوپٹہ اسپر دولائی آب روان کی آستینون دار کرتی وہ کرتی پھنسی پھنسی خوبصورت نیک سیرت کبک رفتار شیرین گفتار مثل ماہ تابان سامنے سے نمایان ہوئی خواجہ عمرو کی نگاہ اس عاشق کش کے جمال پر پڑی چھری نگاہ کی دل خستہ منزل مین گڑی اس عالمتاب سپہر حسن کو دیکھکر پسینہ آیا

کلیجہ بھر آیا دل کو اضطراب جان بیتاب آنکھیں مشتاق جمال خواہش کو آرزوے وصال بیساختہ
آہ کی کلیجہ تھام لیا حافظ حقیقی کا نام لیا وہ شوخ چشم شرما کر ایک جانب چلی خواجہ عمرو دیوانہ دار
مضطرب بیقرار سایہ سان اُسکے ساتھ ایک نخل کے سایے مین جا کر وہ شمشاد قد ٹھہری خواجہ بھی
تڑپتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نگاہ حسرت سے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے وہ غنچہ دہن
مسکرا کر روش پٹری درست کرنے لگی زرد پتے اٹھا کر کنارے رکھتی تھی کبھی روشون پر دست
نازنین سے بیلچہ کاری بعشوہ و ناز کبھی خرامان مثل طاؤس طناز جب بصورت ہمزاد اُس پریزاد
کے عقب مین عرصہ دراز تک پھرے کبھی لڑکھڑا کر گرے اپنے کو عصاے آہ ٹیک کر تھاما
مگر سنبھلنا دشوار دل بیقرار جب دل خانہ خراب نہ سنبھلا دریاے محبت نے جوش مارا موج ہاے
غم کی طغیانی قریب تھا کشتی حیات طوفانی ہو سامنے جا کر دست بستہ کھڑے ہوے رعب حُسن و
جمال سے کچھ کہہ نہ سکے اُس آئینہ رُخسار نے بصفائی قلب پوچھا کیون ای شخص کیا صورت ہی
کیون دمبدم تکتی حسرت ہی مجھسے کیا چاہتا ہی کون مطمع ہی خواجہ عمرو نے گڑگڑا کر کہا ای سرو
چمن خوبی و ای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی تیرے گل عارض کا بلبل ہون اب تاب صبر
و ضبط باقی نہین قریب ہی کہ طائر روح قفس جسم سے پرواز کرے

غزل زیب النسا مخفی

سخت دشوار است گفتن معنی ناگفتہ را
سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را
میکند گر نالہ بلبل در چمن عیبش مکن
سیر گلشن بشگفاند خاطر آشفتہ را
پنجہ ہمت نگیرد دامن یاس امید
چون زلیخا گر بچنگ آریم عمر رفتہ را
عمر شد صرف شمار روز عمر ای بیخبر
خندہ چون طفلان نگہدار حسنی یافتہ را
مخفیا اشکے ز چشم تنگ بیحاصل بود
گرد بد جاروب مژگان خانقاہ رفتہ را
اگر کسی صورت تو دلکو شاد کرنا
ہمیں دشمن سمجھکر یاد کرنا
دعائیں دینگے چھٹکر قیدی الفت
جہانتک ہو سکے آزاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پٹے ہاتھ
نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن
جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
اڑا دو خاک میری ٹھوکرون سے
اگر منظور ہی برباد کرنا
ادب سیکھے نہین ہین تو گرفتار
بتا کر قاعدے بیداد کرنا
مزا تھا بے بسی کی گالیون مین
اسی بھولے سبق کو یاد کرنا
جنازہ اٹھ سکے میرا تو تم بھی
ادا رسم مبارکباد کرنا

اُس ناہوش نے مسکرا کر جواب
دیا ای شخص تو یہ ہم سے کیسی باتین کرتا ہی نہ جان نہ پہچان نہ دیکھا نہ بھالا مسافرانہ تو یہان آیا

اپنا عشق جتاتا ہے ہر چند کہ طریقہ دنیا کا یہی ہے خلاق زمین و زمان نے مرد و اسطے عورت کے مقرر فرمایا ہے عقد مناکحت کی تاکید کی ہے مگر عقل سے بعید ہے غیر کفو سے اتفاق نہیں ہوتا میرا پیشہ بخوبی ظاہر ہوا کہ مین باغبان بچی ہون تو قوم شریف سے معلوم ہوتا ہے پس ہمارے اہل برادری مان باپ کیونکر قبول کرینگے لیکن تیری بیقراری نے ہوش اڑا دیے باغبان ازل سے خوف آتا ہے قلب تھراتا ہے ایسا نہو کہ گلشن حسن مین خزان آجاے مخالفت برباد کرے اگر اپنے کو قوم باغبان سے قرار دے کمال کو اس پیشے کے حاصل کر کیا عجب ہے کہ اہالیان برادری قبول کرین خواجہ عمرو گھبرا کر قدمون پر گر پڑا رونے لگا کہا مجھے نقش پا تیرا تاج شاہی سے بہتر ہے غلامی مین فخر سراسر ہے جس خدمت کو حکم ہو آنکھون سے بجالاؤن اگر چھری گلے پر پھیرے گردن نہ ہلاؤن اُسنے کھرپی عمرو کے ہاتھ مین دی کہا اے شخص کاروبار مین مصروف ہو جب اور باغبان آئین قوم پوچھین اپنے کو باغبان بتانا شرافت و نجابت کو چھپانا جب چندون مین بخوبی سب اہالیان برادری تیرے حال سے ماہر ہونگے اُسوقت ہمارے والدین سے شادی کی خواہش کرنا مگر درخت مین پیوند لگانا روش پٹری درست کرنا حاصل کر چودھری بروقت نسبت امتحان لینگے اگر امتحان مین خام رہے چودھری قبول نہ کرے گا آیندہ اے شخص تجھے اختیار ہے تیرے عجز و انکسار پر رحم آتا ہے خواجہ عمرو نے کہا اے گل گلشن مہر و وفا اے رنگ و بوے چمن حلم و حیا مین بہت جلد ان کمالات کو حاصل کرونگا وہ باغبان بچی تعلیم کر رہی ہے خواجہ عمرو کھرپی لیے ہاتھ مین سایہ سان اُسکے ساتھ پھر رہے ہین لباس پر گرد و غبار پڑا ہوا کبھی زمین کھودتے ہین شاخین تراش کر پیوند لگاتے ہین کبھی فرماتے ہین دیکھو صاحب یہ پیوند لائق ملاحظہ ہین وہ ہنسکر جواب دیتی ہے اے شخص یہ علم دریا ہے خواجہ اس حال مین ہین مگر رعد جادو جو باغ غافل و ہوشیار سے چلا تھا وہ بھی اسی باغ مین مثل بو کے داخل ہوا سیر گل و لالہ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سایے مین وہ نہال حدیقۂ افسونگری ٹھہرا کہ ایک گوشے سے معشوقہ سہی قد ماہ رخسار سیمین عذار گل پیرہن نازک بدن غنچہ دہن رشک گلشن خرامان خرامان مثل خورشید درخشان نمایان ہوئی رعد کی نگاہ اُس مایۂ حسن و ناز پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی ہوش باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ رنگ رو متغیر بیتاب و مضطر ہو کلیجہ تھام لیا

رعب حسن وجمال سے تھرایا اٹھ کھڑا ہوا بے اختیار پکار اٹھا مطلع نکالون کس طرح سینے سے اپنے
تیر جانان کو ٭ نہ پیکان دل کو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکان کو ٭ مطلع پھرا دیا جلوے نے
ترے چشم صنم کو ٭ چکرا دیا غمزے نے ترے طوف حرم کو ٭ غزل زیب النسا بیگم مخفی

ریخت برخاک ذلت سبک آبی ما
چین پیشانی نه بیند گوشه ابروی ما
از برای خاطر آثار فلکی تا کی توان
آخرش ای ماه دیگر نظر کن سوی ما
دگر یہ تو کا شوق ہی دل دوستدار ہو جائے
شریک حال دل بیقرار ہو جائے
ابھی اٹھاتے ہین سر جنازہ کیون جلد
کسیکا تو دل بے اعتبار ہو جائے

آبروی خود نباید رنگ ما برروی ما
پنجه غم سال ما شد پنجه صبرم شتاب
اینقدر سرگشته در عالم بجست و جوی ما
دل ضعیف غم قوی تنها درین عشق ...
مری طرف مرا پروردگار ہو جائے
نہان تو دل میں لگی ہی کسیکی حسرت ہے
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے
کمال عاشق کامل یہی کہ ملتے ہی آنکھ

گر بفرق ما هند صد کوه محنت روزگار
رستم وقت خود است این قوت بازوی ما
بهر بوی پیرهن چشم تمنا شد سفید
وای اگر مخفی نبودی هم ترازوی ما
ابھی جگر کو بھی ای درد عشق دو فیق
جو آنکھ سے کہین آشکار ہو جائے
بغل میں میری ہو یا اسی کے پہلو میں
جلال وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

رعد جادو نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے تاب نہ آئی غش کھا کے زمین پر گرا مثل مرغ بسمل
تڑپا اُس آفت جان شہنشاہ خوبان نے جو اس شیر بیشۂ جرات کو زمین پر تڑپتے دیکھا غربت پر
اُسکی رحم آیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا بوے زلف معنبر دماغ میں پہونچائی عاشق زار
کی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی آنکھ کھول دی گھبرا کے اُٹھ بیٹھا بحسرت و یاس سراپا کو
دیکھنے لگا مگر آنکھون سے آنسو جاری منھ سے کچھ نہین بولتا اب اُس آفت روزگار نے غنچۂ دہن
وا کیا کلام رنگین منھ سے نکالا پوچھا کیون ای جوان تجکو یکایک کیا ہوا کیون غش کھا کے گرا رعد
جادو اور زیادہ تڑپا بے اختیار ہو گیا کچھ کہہ نہ سکتا تھا آئینۂ رخسار پر نگاہ تھی مثل تصویر سکتا تھا
ڈوپٹے سے اُسنے اشک پاک کیے کلمات نمکین زبان معجز بیان سے کہے تب رعد نے ڈرتے ڈرتے
کہا کہ تیرا عاشق زار ہون نرگس بیمار کا بیمار ہون ای مسیحاے زمان مسیحائی فرمایئے اب زندگی دشوار
ہی دل تردد منزل بیقرار ہی یہ سنکر وہ شہنشاہ حسن وناز بصد غمزہ و انداز مسکرائی کہا ای تاجدار والا
قدر ای افسر افسران ای پہلوان دوران یہی تو سمجھا مین کون غریب باغبان بچی ہون ای شخص
تو شاہزادہ کامگار جلیل مین قوم کی باغبان بچی ذلیل بھلا یہ پیوند ممکن ہی میرے تیئے لیاقت کتنی

حقارت اپنے دل کو سنبھال آبروریزی کے کلمات اپنی زبان سے نہ نکال اپنے دوست احباب کی
نظر سے گر جائیگا بہادر جری صاحبان سطوت و لیاقت تجھکو کیا کہینگے مین اپنی برادری مین بدنام
ترا بد انجام رعد نے کہا تیرا نقش قدم تاج شاہان ہفت اقلیم سے بہتر یہ ذلت عزت ہی اس نامردی
مین شوکت ہی دل پر اختیار نہین کسی کا تابعدار نہین جو ذلیل سمجھے گا نہ ملے گا یہ سنکر اُس نازنین نے
سر جھکا لیا کہا ای شخص یہ بڑی مشکل ہی علاوہ لیاقت کے نوجوان رعنا زیبا چہرے سے جرأت
پیدا تیری نسبت میرے واسطے فخر و افتخار ہی مگر والدین کی بدنامی برادری والے حقہ پانی بند کرینگے
شادی غمی موقوف والدین کو داغ ہوگا عمر بھر ہمکو غم سے نہ فراغ ہوگا کیسا غضب ہی باغبان بچی
کوئی نہ کہیگا شاہزادی کہنے والے کہینگے ہم جواب حجاب سے نہ دینگے پس دلکو اپنے سمجھا کر گھر کا راستہ
لے ہمکو بھی تیری یاد رہیگی شب ہجر ستائیگی یہ خوشامد منت تیری یاد آئیگی ایک البتہ صورت ہمیشہ
باغبانی اختیار کر جو پوچھے اُسکو جواب دے غریب الوطن حیران و پریشان ہون قوم کا باغبان ہون
رعد نے کہا مجکو سب کچھ منظور ہی یہ پیشہ سلطنت سے بہتر ہی اُس باغبان بچی نے رعد کے ہاتھ مین
بیلچہ دیا کہا یہ اسباب جہالت دور کیجیے خود و زرہ اُتار کے ایک گوشے مین رکھدیجیے رعد باغ
باغ ہوگیا مثل گل کے شگفتہ ہوا سلطنت کونین ہاتھ آئی کہا ای جان جہان کیا تدبیر معقول بتائی فوراً
خود و زرہ اُتار کے بیخ نخل پر رکھدیا بیلچہ ہاتھ مین لیا گلکاری مین بخاکساری مصروف ہوا اسی
باغبان بچی کے ساتھ پھرنے لگا مگر ملکہ برّان شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر اکوطی
کر کے مثل بہار اس باغ جنت نظیر مین تشریف لائین گلگشت مین مصروف ہوئین سامنے ایک
باغبان بچی نہایت حسین بھولی بھولی صورت کمسن عمدہ لہنگا دوپٹہ زعفرانی خرامان خرامان سامنے
آئی ملکہ برّان شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو سلام کیا ملکہ برّان شمشیر زن
نے مسکرا کر کہا بوا کیون کیا نام ہی اُسنے شرما کے سر جھکا کے جواب دیا لونڈی کو گل پیرہن کہتے
ہین اسی باغ ہمیشہ بہار مین ہم بھی رہتے ہین ملکہ برّان شمشیر زن نے کہا بوا ہمین تم سے قلبی
محبت ہوئی جی چاہتا ہی تم سے بہنا پا کرین دوپٹہ بدلین اُسنے دست بستہ عرض کی مین باغبان بچہ
آپ شاہزادی میری مجال ہی کہ آپ سے دوپٹہ بدلون لونڈی ہوکر آپ کو بہن کہون ملکہ برّان
نے کہا ہماری یہی خوشی ہی تمکو منھ بولی بہن بنائین تخت پر اپنے برابر بٹھائین اُسنے کہا حضور یہ

ناممکن ہی ہم برادری کو نہین چھوڑ سکتے اگر ہم سے محبت ہی تو ہمارے پیشے کو اختیار کیجیے یہ سونٹی
کھرپی ہاتھ مین لیجیے ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ہمین بدل وجان منظور ہی یہ کہکر اپنا دوپٹہ اُسکو
اُڑھا دیا اُسکا دوپٹہ آپ اوڑھا کھرپی ہاتھ مین لیکر اُسکے ساتھ پھرنے لگین اسی طرح ملکہ بہار جادو
بھی آئین یہی سانحہ ملکہ بہار گلعذار پر بھی گذرا برق لامع و برق اسی طرح اس باغ مین آئین
بلا مین پھنسین ملکہ مخمور سرخ چشم بھی آکر اس باغ مین پھنسین ہوئین بعد سب کے باغبان قدرت
اس باغ جنت نظیر مین آیا خواجہ عمرو ایسا عیار ایک باغبان بچی کے عشق مین مبتلا ایک پر رعد
ایسا جوان شیدا ایک کی محبت مین ملکہ بران مبہوت بہار و مخمور و برق و برق لامع نے
باغبان بچیون سے بہناپا کیے دوپٹے بدلے ہین ساتھ ساتھ اُنکے اس رنگ سے پھرتی
ہین یہ حال دیکھکر عرصہ دراز تک ہنسا پھر مثل برق تڑپا باغ کو بہ نگاہ حسرت دیکھا ایک ایک
نخل سے لپٹ لپٹ کر رویا اشک حسرت پاک کرکے خواجہ عمرو کو آواز دی ای شہنشاہ عیاران
میرے پاس تشریف لائیے پھر عرض کرتا ہی کہا معشوقہ گل رخسار کے ساتھ ہین اس صنوبر قد کے
ہم پر احسان ہین ہم تو قوم کے باغبان ہین باغبان نے کہا مین اس سہی قد کے ساتھ آپکی
شادی کرونگا ای رعد تم اُو تمہاری بھی خانہ آبادی کرونگا یہ سنکر عمرو رعد وغیرہ قریب باغبان آئے
مگر وہ باغبان بچیان حیران و پریشان چہرون پر ہوائیان لرزان ترسان ہاتھ باندھے ہوئے
سامنے باغبان کے آئین کہا ای شہنشاہ کس حسن سے ہمنے اپنا کام کیا حضور کو کچھ پسند آیا کیسا
کام کیا دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر عمرو ایسا عیار صاحب تقریر و تدبیر ارسطو فطرت لقمان
حکمت مرد زیرک جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسا دانا دام مین پھنسا ہی مبہوت ہو رہا ہی
ان سبکا یہی حال ہی اب قتل کرنا بہت آسان ہی اگر جان بخشی کیجیے آپکا احسان ہی باغبان
نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا تمہارا کیا کہنا تم لوگ ایسے ہی کامل ہو مگر دنیا مقام عبرت ہی ہر شی
کے لیے فنا ہی باغبان قضا و قدر کو بقا ہی گل و گلشن کی بھی بے ثباتی عیان ہی آج بہار کل خزان ہی

دور ایام اگر شرم و حجابے دارد	فلک از ابر بر خسار نقابے دارد
بخت سیراب نگاہان مے خوابے دارد	آنکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد

باز با دل شدگان ناز و عتابے دارد

ہر بلا ہی سر عشاق پر آوردۂ زلف
روز کس کس کی یہ تقین آہ سیہ کردۂ زلف
ظلمت شب جسے کہتے ہین سو پروردۂ زلف
ماہ و خورشید نمایش ز پس پردۂ زلف
آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد

گرچہ ہر بوسے پہ ہم کرتے ہین سو جان نثار
جان لیجاوے اجل تو بھی ہی مرنا دشوار
پر ہمین زندگی تازہ ملی ہی ہر بار
آب حیوان اگر انست کہ دارد لب یار
روشن ست اینکہ خضر نیز سرابے دارد

جستجو مین تری ہر سو ہی روان سیل سرشک
تو جہان جاے ہی پہونچے ہی وہان سیل سرشک
دیکھتی ہی ترے پانون کے نشان سیل سرشک
چشم من کرد بہر گوشہ روان سیل سرشک
تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

زندگانی سے ہون بیزار جدائی مین اشد
ہون تو مجرم پہ تعذیب سے خوش ہون بجد
شاد ہوتا ہون جب احوال نظر آتے ہین بد
غمزۂ شوخ تو خونم بخطا مے ریزد
فرصتش باد کہ خوش فکر صوابے دارد

سینہ آتش کدہ ہی آہ سے جھڑتے ہین شرر
ابتک اس خام کو ہی حاجت صد داغ جگر
اس تپ و تاب مین آتا ہو دل افسردہ نظر
چشم خونریز تو دارد ز دلم قصد دگر
ترک مست ست مگر میل کبابے دارد

لب ہلانے کا بھی باقی نہ رہا ضعف سے حال
دل کی دل ہی مین رہی عرض تمنا ہی محال
کیا کہون سینے مین کیسا ہی بھرا شوق وصال
جان بیمار مرا نیست ز روے تو سوال
ای خوش آن خستہ کہ از دوست جوابے دارد

ایک دشمن ہی یہ مومن کو خدا فضل کرے
اُس سے کہتا ہی کہ خاموش رہیا آہ بھرے
سخت بدخواہ عزیزان ہی کہین جلد مرے
کی کند سوے دل خستۂ حافظ نظرے
چشم مستت کہ بہر گوشہ خرابے دارد

دیگر

قد موزون سے ہم لگے ہونے تھے یا جلوہ ہو
لو جی گئے جو آگے کہا تم نے مر کہین
مہندی تھے انکے پانون کی اب نقش پا ہوے
اچھی گھڑی کے کوسنے ہم کو دعا ہوے

شاکی ہی اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا
مدت سے دیکھتا نہین غیرون کے ساتھ بھی
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا
افسوس دل لگاتے ہی لیلی قضا نے جان
اپنا ہی جانتا ہی تعین گر ہو کر شیخ
کچھ شعر اب سُناؤ اس انداز کے جلال

تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوئے
رہبر بھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوئے
جو لے نکلتے تھے ادھر اُنکو وہ کیا ہوئے
گم ہو گیا جو ایک کبھی دس سوا ہوئے
اہل وفا تھے چندکہ وہ بیوفا ہوئے
تیری اداؤن کے بھی نہ حق سے ادا ہوئے
بُت سنگ کے کسی کے کسی کے خدا ہوئے
انداز قافیہ ہو ردیف اُن مین کیا ہوئے

ان اشعار کو پڑھکر باغبان عرصہ دراز تک روبا ہر نخل و چمن کو بہ نگاہ حسرت و یاس دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا کبھی اشک حسرت بہے کبھی کلمات عبرت زبان سے کہے آخر چٹکی خاک کی اُٹھاکر سر پر معشوقہ عمرو کے ڈالدی وہ آہ کرکے چیخی دہن سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل چراغ جلنے لگی عمرو نچہ کھینچکر باغبان قدرت پر جا پڑا کہا او باغی یہ تو نے گرما گرمی مجکو دکھائی باغبان پیچھے ہٹ گیا عمرو کا نچہ زمین پر پڑا ہاے کہکے بیہوش ہوا اب باغبان نے اُسی طرح پر معشوق ماہ رخسار کو خاکساری دکھائی یعنی چٹکی خاک کی ہر ایک کے سر پر ڈالی جسوقت رعد جادو کی معشوقہ جلی رعد گرجا ہاے جان جہان کہکر چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤن مین بھی اسکے ساتھ ستی ہون مگر گرکر بیہوش ہو گیا یہی حال سب شاہزادیون کا ہو گیا کہ جلنے سے اُن باغبان چھیل کے بیہوش ہو گئین بعد عرصہ دراز سب ہوشیار ہوے خواجہ عمرو نے کہا اے باغبان یہ کیا قیامت تھی کہ ابتک قلب پر صدمہ عظیم ہی باغبان نے کہا اے خواجہ اسد نامدار بیشک طلسم کشا ہین اقبال مندی مین بھی یکتا ہین یہ باغ آپکے غلام کا ہی مقام لوح کا یہی راستہ ہی بیابان کی ہوا کی تاثیر دیکھیے کیا قلب کا آپکے حال تھا اگر سامری جمشید اس راستے سے قصد کرتے تو یونہین دیوانہ کرکے مار ڈالتا کیا مجال تھی جو آگے قدم بڑھاتے پہلا مرحلہ غافل و ہوشیار دوسری منزل کا منظم آپ کا تابعدار ملکہ بُران وبہار نے باغبان کی بڑی تعریف کی بُران نے کہا اے باغبان حقیقت مین آتے ہی ہوا کی طبیعت نے اور کیفیت

پیدا کی تھی باغبان نے کہا حضور یہ مقام ہمارے بڑے بزرگون نے بڑی مشقت سے بنائے تھے تلاش لوح مین ایسی ایسی سختیان ہین جب تو افراسیاب کو اطمینان ہی جانتا ہی کہ اس راہ پُر خطر سے گذرنا ناممکن ہی مگر اقبال مند کے لیے سب آسان ہی اگر مین شریک نہوتا جن نازنینان مہ جبین نے آپ کو مبہوت کیا تھا اُنھین مین سے ایک مجکو خبر نہیو نچاتی مین آکر گرفتار کرتا بڑے بڑے اولوالعزم صاحبان افسون و نیرنگ اس مقام پر آکے ناچار ہوے آپکے نیاز مند کے ہاتھ سے گرفتار ہوے یہ کہکر باغبان نے ماش کے دانے ہاتھ مین لیے نخلستان پر پھینکنا شروع کیے نخل جلنے لگے ہر پھول سے شعلے نکلنے لگے تمام باغ آتش بہار ہو گیا ہر غنچہ چنگاری ہر پھول انگارا ہر نخل شجرآہ اُس باغ پُر بہار کا حال تباہ طائران نغمہ سرا کا آہ آہ کرکے اڑنا لہرا کے آگ مین گرنا عوض زمزمہ سرائی کے پرون سے سر پیٹتے تھے باغ سے نکا نادشوار آگ کے قصر شعلون کی دیوار ہر کنج باغ سے شورش آشکار ہنگامہ آتش زنی گرم تھا کہین زمین سے دھوان نکلا بعد عرصۂ دراز تمام چمن و نخل و گلشن و غنچہ و گل و درو دیوار و طاؤس و بلبل سب جلکر خاک ہوے ہو کا مقام معلوم ہوتا تھا باغبان اپنی گرم مزاجی پر روتا تھا کہا خواجہ آپکی محبت مین اس مرحلۂ پُر بہار کو غلام نے مٹایا آج اسم باسمیٰ ہوا گلچین و باغبان ہمیشہ سے غنچہ و گل کے دشمن ہین صیاد ان دام بر دوش عندلیب خوش نوا کے رہزن ہین آج شبکو اسی مقام ویران مین آرام فرمائیے صبح کو منزل مقصد کا راستہ لیجیے بہار کو بھی اس باغ کے جلنے کا نہایت ملال ہوا اب باغبان سب کو ساتھ لیکر ایک قصر کہنہ مین آیا کچھ فرش قلیل اپنے ہاتھ سے بچھایا سب صاحب بیٹھے مگر بہ نگاہ حسرت اُس مقام ویران کو دیکھ رہے ہین چشم زدن مین یہ رنگ ہوا بقول جناب میر حسن صاحب مرحوم و مغفور شعر جہان رقص کرتے تھے طاؤس باغ ❊ لگے بولنے اُن منڈیرون پہ زاغ ❊ باغبان نے دستک دیکر آواز دی ایک غلام زنگی سامنے آیا باغبان نے کہا یہ سب صاحب آج تمھارے مہمان عزیز ہین کچھ سامان آب و خورش ممکن کرو غلام زنگی گیا تھوڑی دیر مین ایک خوان کسا ہوا سر پہ رکھکر لایا باغبان نے اُسکو کھولا اُسمین سب طرح کا عمدہ کھانا چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی باغبان نے سب صاحبون کی خدمت مین حاضر کیا سب نے خاطر سے باغبان

لی کھا باسب کے دل غم سے بھرے ہوے تھے ایسے مقام پرُ فضا کا برباد ہونا باغبان کا
دمبدم رونا تڑپ تڑپ کے وہ شب بسر کی مسافر منازل آسمان سراے مغرب مین داخل
ہوا شہنشاہ روز تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا سب صاحبون نے کمر ہمت چست
باندھی اُس مقام ویران سے مضطر و پریشان آگے بڑھے صحراے پرُ فضا ملا غنچہ آرزو کھلا
دشت کی کیفیت ہوا کی برودت طائرون کی زمزمہ سرائی شاہدان گل خودرو کی زیبائی جابجا
گل ہزار رنگ کے بلبلون کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے زیر نخل جابجا پھولون کے
انبار ہر مقام پہ نئے طور کی بہار بقول سعدی

دوحہ سجع طیرہا موزون　　آن پر از لالہ ہاے رنگا رنگ
باد در سایۂ درختانش　　گسترانید فرش بوقلمون
روضۃ ماو نہرہا سلسل　　وین پر از میوہاے گوناگون

عمرو تنگے عقب مین باغبان
وملکہ نور و رعد و برق و برق لامع وملکہ بہار وملکہ بران صحراے پرُ فضا ملاحظہ کرتے
ہوے چلے آتے ہین کنارے ایک نہر کے آکر براے تفریح ٹھہرے دیکھا ہزارہا ساحر و غیر ساحر کوئی
مرکب پر کوئی پیادہ کسی جانب تاجر چھکڑے و بیل اسباب لدا ہوا گماشتے ہمراہ چلے جاتے ہین کسی جانب سے
اہالیان قریہ آگے آگے زمیندار صاحب ٹٹوے پر سوار سپر تلوار باندھے ڈھال ٹھیکا
درست سفر پر چست پشت پر ہزارہا گنوار دل گاڑھے کی دوہری کمر مین باندھے ہوے
مرزائی اُتارے کمر مین لپیٹ لی ہے گلے مین مالا ایک دانہ اور اُس کا ایک سونے کا اسی دوا
مرزائی اُتار ڈالی کر دیکھنے والے مالا کیونکر دیکھین کاندھون پر لٹھ بقول شخصے گنوار کے لٹھ
منھ پھٹ تنے ہوے چلے جاتے ہین ایک جانب ہزارہا پاسی ننگے پیر جوتا پہنے ست ہی
بنر کمٹھا ہاتھ مین ایک جانب کانوار کی ہزار در ہزار کانور کاندھون پہ بم بم کی آوازین لیتے
ایک سے ایک پوچھتا ہوا بجائی انند ہزارہا برہمن ماتھون پر تلک لگائے ہوے تمبری ہوتیان
بغل مین دبائے پوتھیان ساعت بچارون کتے ہوے چمڑ دھڑ جوتے پہن تین ڈوبے ہوے
اُسپر کردی ہوئی غول کے غول غٹ کے غٹ ڈھیر ویجے ہوے کسی جانب ہزارہا چماریان
لنگام کے لہنگے گاڑھے کی چدریان گاڑھے کی کرتیان نیلی رنگی ہوئی تول کی گوٹ ٹھسی کرتی سینے
پر چھاتیون کی پوٹ ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوے مستانیان گاتی ہوئی چلی جاتی ہین زمینداران

کی عورتین گنوارنیان لہنگے گلبدن کے جھوٹا گوٹا چوڑا چوڑا امیٹوکی دو لائیان الوٹ بچھوے پانؤن مین جابجا درختون کی چھانؤن مین کنوین پر برہمن لوہے کا ڈول بریجی لوٹیا گول گول میٹھا ہوا آواز دے رہا ہی بھلی مسافر چل پیو ٹھنڈا لوہے کے کڑے سے ڈول بج رہا ہی بھجن گا رہے ہین مسافرون کو پکار رہے ہین کسی جانب دیہات کے جوان شوقین گلنار پگڑیان رنگین لباس خوش مزاج وضعدار طرحدار پڑے گلے مین دبے ہوے چالیس چالیس پچاس پچاس جوان ساتھ ہنستے ہوے ایک کے گلے مین ڈھول اس غزل کی تانین اُڑاتی ہوئی خوشی خوشی گاتے ہوے چلے جاتے ہین

غزل

میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
اتھا ساز گار طالع ناساز دیکھنا
مت رکھیو گرد تارک عشاق پر قدم
کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہین سوز جحیم سے

اُڑتے ہی رنگ رخ ترا نظرون سے تھا نہان
ای ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
بدکام کا مآل برا ہی جزا کے روز
پامال ہو نہ جائے سرافراز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہی غیر کو
مومن غم مآل کا آغاز دیکھنا

غیرون پہ کھل نہ جائے کہین راز دیکھنا
اس مرغ پرشکستہ کی پرواز دیکھنا
دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
کشتہ ہون اسکی چشم فسونگر کا ای مسیح
بیطاقتی سرزنش ناز دیکھنا

خواجہ عمرو نے باغبان سے پوچھا ای رہبر کامل عاقل جاہل مجکو لگا کے اب کہان لیے جاتا ہی یہ سب کہان جاتے ہین کیا کہین میلا ہی ای ظالم اب بھی کوئی جھمیلا ہی مین خوب جانتا ہون جادوگرون کو اچھی طرح سے پہچانتا ہون تم سب ملازم افراسیاب ہو میرے پھنسانے کے لیے بیتاب ہو مین اکیلا تمھارے ساتھ ہون لگے وقت کا بھولا آدمی سنکھیا کھلا کے مار و سوتے مین گلا گھونٹ دو آخر کہان لیے جاتے ہو اتنا بخوبی جانتا ہون کہ ملازمان افراسیاب آپسمین ایک ہو صاحب تدبیر بڑے نیک ہو بلکہ پیر ان کی وجہ سے خائف و ترسان ہو خدا اسکو سلامت رکھے اگر میری جان لوگے یہ بھی سب کر توک ٹوک سے مار لیگی ایک ایک کو للکار لیگی بھاگتے پھروگے اسکی وجہ سے میری جان بچی ہی ورنہ تم سب صاحبون نے ملکر مار لیا ہوتا مگر اتنا سمجھ لو کہ مرنیکے بعد بھی ہم ہرکس ہونگا تمھارے سب کے سرون پر جا کر کھیلونگا گھر سب کے خاک سیاہ کردونگا اب صاف صاف بتاؤ باغبان نے گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای محسن ساحران شہنشاہ خنجرگزاران لوائے

شوکت صاحبقران باج ستانندۂ ریش کافران ہماری جان آپ پر نثار ہے اس راہ مین مجبور
و ناچار ہین تلاش لوح مین خدا آپ کی جان بچائے منزل مقصد پر پہونچائے خدا ہمارے باطن
سے ماہر ہے حضور پر بھی ہماری جانبازی ظاہر ہے ملکہ مخمور و ملکہ بہار بھی رازدار ہین یہ منزلین
بڑی دشوار ہین سوائے اس راہ سخت و صعب کے اور کوئی راستہ نہین قلب کانپ رہے
ہین کہ خدا خیر و عافیت سے ان منزلون کو طے کرائے افراسیاب غافل رہے اصل کیفیت
یہ ہے کہ یہ سب گنوارون کا میلہ جاتا ہے اس سرحد کو صحرائے مصر کہتے ہین متعلقۂ طبقہ یونان
بڑے بڑے حکیمان ذیشعور گذرے ہین جنھون نے اپنے دور علم پر دعوی خدائی کیا علم نیرنج
و شعبدے کو رواج دیا بیابان سے بارہ کوس پر دریائے قہار دوزخار ہے بعد سال بھر کے کنارے
دریا کے میلہ ہوتا ہے ہزارہا در نغمیر ہین یہ سب میلے والے اُسی مقام پر جاتے ہین آج سے کل تک
اجماع عالم انبوہ خلایق ہوگا بوقت سحر نیر اعظم بوجہ احسن برآمد ہوگا اُس دریائے بیکنار سے
ایک گنبد زبرجدی بصد رعنائی ظاہر ہو کر پانی پر قرار پکڑتا ہے اُسوقت لاکھون آدمی اسپار
کنارے پر جمع ہوتے ہین صدائین پاسامری جمشید کی بلند ہوجے باٹ کا غل ہو چند ساعت
وہ گنبد نایاب برسر آب دریا ٹھہرتا ہے شیشے پر اُس گنبد کے ایک پتلی سونے کی مگر حسین و جمیل
فہیم و عقیل خوش بیان حکما نے اپنے علم و حکمت سے شیشے پر قائم کی ہے چند ساعت مین وہ پتلی
حالات آیندہ و گذشتہ بیان کرکے ایک آواز دیتی ہے کہ زمین کو زلزلہ ہو جائے دریا کو جوش
و خروش ہو طوفان نوح ظاہر ہوتا ہے اُسکے بیان پر کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے کسی کو عبرت کسی کو
حیرت کوئی غرق دریائے عجائب کوئی غوطہ زن بحر فکر غرائب بعد چند ساعت وہ گنبد اُسی طرح
دریا مین غائب ہو جاتا ہے بس میلہ درہم برہم کسی کو شادی کسی کو غم اُس گنبد کو گنبد بے در کہتے ہین
بیچ مین اُس گنبد کے حکما نے اپنی صنعت سے ایک دریچہ بنایا ہے وہی باغ سیماب کا راستہ ہے
حضور کو وہی منزل گنبد عجائب درپیش ہے غلام کو سب سے زیادہ پس و پیش ہے خواجہ عمرو نے
سر جھکا لیا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا کہا اے باغبان تم بھی تو ساتھ چلوگے اس راہ خوفناک مین
ساتھ دوگے باغبان نے کہا خواجہ یہی تو دشوار ہے غلام اس مقدمے مین مجبور و ناچار ہے گو یہ بھی
منزل عدم ہے دوست و عزیز ساتھ نہین دے سکتا یار وفادار کا کام نہین جسقدر معلوم تھا عرض کیا

یہ بھی عوض کیے دیتا ہون اگر آپ رک گئے اور داخل گنبد ہوئے پھر سال بھر کامل انتظار مین
گذریگا درمیان سال مین وہ گنبد کہان اس حوالی مین ٹھہرنا دشوار ہوگا کہین مقام قیام نہین ہر چند
کہ جب خدا آپ کو منزلِ مقصد پر پہونچایگا یقین ہی کہ ہم بھی راہ دور و دراز طے کر کے حاضر ہون
آیندہ جو منظور پروردگار خواجہ خاموش ہوگئے باتین کرتے ہوے اُس مقام سے اُٹھے ساتھ
اُسی مجمع عام کے چلے مگر عمرو غرق دریاے تحیر غواص بحر تفکر سوچ رہا ہی کہ ای عمرو کیا ہوگا ایسے
مقام عبرت خیز پر کیونکر جانا ہوگا دل سے یہ باتین کر رہے ہین اپنے جانے کے الم مین ٹھنڈی
سانسین بھر رہے ہین بعد قطع منازل و طی مراحل بوقت شام یہ سب ناکام راہ کو طے کر کے قریب
دریاے تہار و زخار پہونچے عمرو نے دیکھا کنارے اُس دریاے زخار کے ریتی کا میدان وسیع
ہرا بھرا شوالہ بنا ہوا شوالون مین سونے چاندی کے بت تختہاے زرین پر آراستہ گھنٹے نواز
ناقوس نواز ہزار در ہزار دوکانین بیشمار میلہ جما ہوا بارگاہین خیمے سراپردے استادہ رئیس و امیر
بارگاہون مین داخل ہین سامان عیش و نشاط جا بجا مہیا بازار کھلی ہوئی روشنی بیحساب خریدار
نایاب ایک گوشے مین آکر باغبان وغیرہ ٹھہرے باغبان نے کہا خواجہ اگر خدا نے فضل
کیا اور اس راہ پُر خطر کو آپ طے کر گئے باغ سیماب مین پہونچے کرور در کرور روپیہ کا اُس باغ مین جواہر
ہی زبانی افراسیاب کی سنا ہی کہ ساٹھ طاؤس یاقوت احمر کے خزانے مین سیماب کے ہین اگر
سیماب جادو مارا گیا یا گری تیغ شرربار طلسم کشا سے اُڑ گیا وہ سب طاؤس آپ کو ملینگے اب
اسوقت فرش لگائیے عمرو نے کہا آپ ہی وہان جائیے جواہرات کی فکر مین نقد جان گنوائیے
فرش تو میرے پاس نہین ہی مگر کہین سے کرایہ کا لاؤن باغبان نے کہا جیسا مناسب ہو عمرو نے
کہا کرایہ دلوائیے باغبان نے کہا یہان تو ہمارے پاس حاضر نہین ہی لشکر مین چلکر دینگے عمرو نے کہا
تمسک لکھیے باغبان نے کہا یہان قلم دوات کہان خواجہ عمرو نے کہا سب حاضر ہی دو دو ہزار
کے رقعے سب کے سامنے پیش کیے سب نے مُہرین کردین خواجہ نے رقعے زنبیل مین رکھے
اُٹھکر ایک جانب گئے بعد تھوڑی دیر کے ہنستے ہوے آئے کہا چلو دیکھو روپیہ بھی کیا چیز ہی
جنگل مین منگل ہی باغبان وغیرہ خواجہ کے ساتھ ہوے تھوڑی دور پر جا کے دیکھا سامنے مین
نخلستان کے ایک خیمہ استادہ سراپردے اُٹھا کر اندر آئے دیکھا وہ خیمہ مثل عروس شب اول

آراستہ بیچ میں ایک مسند فرش معقول گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کل سامان عیش ونشاط مہیا ہی سب نے خواجہ عمرو کے ہاتھ چوم لیے بہار نے کہا خواجہ بخدا آپ کا عدیل و نظیر نہین کوئی ایسا دنیا مین صاحب تدبیر نہین خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھولا پاکر تم صاحبون نے خوشامد کرکے بنالیا ہی مین کمبخت اگلے وقت کا آدمی خوشامد پر پھول جاتا ہون اب ملکہ بران شمشیر زن کو مسند پہ جگہ دی سب آکر بیٹھے پردہ خیمے کا اُٹھادیا میلے کو ملاحظہ کررہے ہین ہر سمت گانے کی آوازین آتی ہین شباشب میلے والے چلے آتے ہین وہ رات دن سے بہتر ہی شوالون کے دروازے کھلے ہوے پوجے پاٹ کا ہنگامہ ملکہ بُران نے ملکہ بہار سے اشارہ کیا کہ خواجہ سے کچھ گواؤ منظور نظر بادشاہ اسلام ہو تمھارا کہنا ضرور مانینگے ملکہ بہار نے کہا ملکہ مخمور تم زیادہ گستاخ ہو خواجہ عمرو سے کہو آپسمین کھسر پھسر جو ہوئی خواجہ نے کہا کیا ماجرا ہی کچھ ہم سے تو بیان کرو مخمور نے کہا حضور آفت مین تو مبتلا ہر دم موت کا سامنا جو گھڑی ہی غنیمت ہی اسوقت سب صاحبون کی یہی خواہش ہی کچھ گائیے کسی طرح یہ رات بسر ہو خواجہ نے منھ پھلا کر کہا صاحب مین کوئی گویا نہین ہون ہزارون طائفے میلے مین موجود ہین روپیہ دیجیے مین بلالاؤن مخمور نے دو انگوٹھیان یاقوت احمر کی اُتار کر سامنے خواجہ کے پیش کین کہا حضور یہ انگوٹھیان آپ کے لائق ہین خواجہ عمرو نے کہا میاں خوشی تمھاری ای مخمور تیرا املال مجکو بہت ناگوار ہی چند شعر تمھاری خوشی سے گاتا ہون یہ فرما کر خواجہ گنگنانے اور یہ غزل عبرت آمیز شروع کی غزل نسیم

ہوئین جب بند آنکھین خوف پرسش کا یقین آیا
ہوے بیدار جب ہم وقت خواب واپسین آیا

اُٹھے شعلے درون سینے سے تعظیم مین میرے
سر شک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا

تڑپ کر رات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم
نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا

وہ تھا محروم راحت مین وہ معقول جفا تھا مین
کہا یہ اُٹھو ڈھونڈھے کو جو کوئی آیا یہین آیا

بنایا کوئی مجھسا بے زبان شاید زمانے مین
کہ ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا یہین آیا

وہان تم گھر مین بیٹھے ہم نے توبہ کی محبت سے
یقین عصمت کا دھیان آیا یہین بھی باش تک آیا

ملا اعلیٰ سے اعلیٰ پست پستی سے ہوا باہم
فلک پر روح آ پہونچی بدن زیر زمین آیا

نہ ڈالی آنکھ مین نے اسقدر تیرا تصور تھا
فرشتہ موت کا سَو سَو طرح بنکر حسین آیا

کہاں تک شکر ہو اوصید افگن تیر نے احسانکا — کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا
ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا — بہار اپنی دکھانے کو فنا خلوت نشین آیا
نہین ہی جاے آبادی یہ ویرانہ ہی اوغافل — ہوا کر زور راہی اس مکان نہین جب مکین آیا
خدا کی یاد تحفہ ہی جہان سے جانے والونکو — وہی کچھ لے گیا دولت جسے کچھ پاس دین آیا
ادب او نالۂ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا — ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا
خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا — ہدف ہو کر گیا اُس کوچے مین جب شانہ بین آیا
غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہی اس سے اوساقی — اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا
اذیت دوست ہی ہر چند لیکن دل بہلتا ہی — سبب کیا ہی ابھی تک ناصح مشفق نہین آیا
پھر آئی فصل گل اٹکھیلیان کرتے ہین دیوانے — ترقی پر ترا سودا اے زلف عنبرین آیا
کلام معترض کی جا سخن مین ہم نہین رکھتے — گیا محروم ہو کر جب کوئی یان نکتہ چین آیا
نسیم اک اور بھی رنگین غزل اسطرح مین پڑھیے — کہ ابتک جوش مضمون کا طبیعت مین نہین آیا

ملکہ ہجران تو چوٹ کھائی ہوئی ہین خیال وصل سے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی نا امیدی کی امید ہجران دیدۂ جاوید ضعف کو قوت نزدرون پر نقاہت ہر روز ہجر کی شب کا سامنا امید وبیم کا معاملہ اس مقدمۂ خاص مین نہ مونس نہ ہمدم نہ ارو نزار دل نزدو منزل سے ہر وقت تکرار کہتی ہین او خانہ خراب یہ کیا کیا ہمین آفت مین مبتلا کیا یہ اشعار عاشقانہ جو سُنے دل بھر آیا آنکھون سے دریاے اشک جاری ہوا اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی دل بیتاب کی طپش بڑھی آہ نے سر کھینچا نالۂ دل فلک پر چلا ملکہ مخمور و ملکہ بہار ایک اشکبار ایک بیقرار باغبان قدرت مبہوت مثل تصویر سکوت وہ رات اسی حال مین گذری ناخداے کشتی روز یعنی مہر گیتی افروز دریاے نیلگون سپہر بوقلمون سے شناوری کر کے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا

اشعار در صفت صبح

سیاہی شب تیرہ گم شد از نظر یکسر — غبار رنگ ظلمت محو شد از عرصۂ غبرا
سحر کہ جانب مشرق بر آمد آیت بیضا — فروغ برق رنگین شاہ شام شد پیدا
فروشد لشکر انجم درین سیماب گون دریا — جہان گرد از تجلی جمال خورشید نورانی

خواجہ نے وضو کر کے نماز ادا کی بخضوع و خشوع ہاتھ اُٹھا کے دعا کی ای ستار العیوب و ای دافع البلیات کیا کیا تیری بندہ نوازیان کارسازیان بندون پر ہین

صرف ہوتی ہین ہاتھ پاؤن چشم و گوش عطا فرمائے کار دنیا مین کامل ہوئے کیا کیا شرف حاصل ہوئے نظم

کیا پایہ منت سلیمان
افسون شہنشہی سکھایا
ذی عقل بسیط اُسکا پرتو
عالم ترا عجز نے دکھایا
یان عقل ہی گم کہ بس تجھی کو
یعقوب کو مدتون رُلایا
یان شعلے کو سرکشی کی کیا تاب
کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا

اک بات مین تخت پر بٹھایا
اب بھی نظر اس مجاز مین ہی
ذی نور مجرد اسکا سایا
ہر جا پہ ہی تیرا جلوہ لیکن
پایا ہر شی مین پر نہ پایا
یوسف سے عزیز کو کئی سال
ابلیس کو خاک مین ملایا

کیون شکر کرین نہ آل داود
کیون مہر نگاہ مین سمایا
سبحانک یا اکہ عالم
دیکھا تو کہین نظر نہ آیا
اللہ ری تیری بے نیازی
زندان عزیز مین پھنسایا
تجکو ہی سزا ہی کبریائی

اے رہبر خضر و الیاس اے قابل شکر و سپاس بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہونچانا جادۂ گمراہی نہ دکھانا اسد غازی منصور و مظفر ہو یہ مرحلہ سخت و صعب سر ہو ملکہ بران وغیرہ دیکھ رہی ہین کہ اس مکاری غداری پر کسقدر خواجہ کا قلب صاف ہی مقام انصاف ہی ادھر ہاتھ بلند کیے آنسو چشم حق بین سے بہنے لگے نماز سے فراغت کرکے خواجہ اُٹھے باہنائے عیاری سے چست و چالاک ہوئے خیمے سے باہر نکلے سب سردار ساتھ ہین باغبان قدرت خواجہ کے پہلو پہ بجاتا ہوا کہ خواجہ تامل نہ فرمایئے گا گنبد بے نور مین ٹوٹنا جائیگا اب وقت بہت قریب ہی لائق ملاحظہ یہ معاملہ عجیب و غریب ہی کنارے دریا کے اسوقت ہنگامہ عظیم برپا ہی غریب و امیر و فقیر و وضیع و شریف شہری و بازاری سب طرح کے لوگ جمع ہین دریا پر سب کی نگاہ ہی سوا پہر دن نہ آنے پایا تھا کہ دریا مین تلاطم ہوا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح کا ظہور ہونے کو ہی ہر گرداب چشم خونخوار موجہائے دریا تیغ آبدار لاکھون مچھلیان تڑپ مین نہنگ نکلے مگر گھبرائے ہوئے گھڑیال گھڑی گھڑی اُبھرتے تھے مردمان آبی فریاد کرتے بعد تلاطم امواج دریا ساکت ہوا وسط دریا مین چمک ہوئی اول ایک بجلی ظاہر ہوئی بعد بجلی کے شمسہ مثل آفتاب چمکتا ہوا ظاہر ہوا گنبد زبرجدی دریا سے اُبھرا چشم زدن مین پانی پر قائم ہوا ضیائے گنبد زبرجدی پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی ہر خرد و بزرگ ادنی اعلی پیر و جوان صدائے یا سامری یا سامری دینے لگے پھول دریا مین پھینک رہے ہین

کوئی دوڑ کر سبز پتے لایا کسی نے مٹھی بند کرکے دریا مین کچھ چھوڑا بڑا کار ثواب کیا گپت دان دیا پتلی نے آواز دی ای بندگان سامری و جمشید ای پرستاران باد و خورشید ای مطیعان لات و جبل ای پیروان ملت و مذہب جہل آگاہ ہو گوش ہوش سے سُنو یہ سال انقلاب ہی سامری پرستون کو اضطراب ہی اس ممالک مین اور مذہب شائع ہوگا تمھارا ریاض مدتون کا ضائع ہوگا آب وہوا ے طلسم ہوشربا خلاف ہی مزاجون مین سامری پرستون کے اختلاف ہی خرابی بربادی قریب ہی معاملہ عجیب و غریب ہی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ بیچ مین گنبد کے ایک دریچہ ہی مثل چشم باز کھلا ہی پتلی کی جانب سب دل و جان سے متوجہ ہین اُسی سمت دیکھ رہے ہین پتلی پکار رہی ہی ایہا الحاضرین ای مشتاقین و ناظرین افراسیاب بادشاہ تمھارا مغرور ہوا پابند عیش و سرور ہوا رعایا کی فکر نہین عدالت کا ذکر نہین رعیت برباد حاکم مثل جلاد چور ٹھگون کا زور بد معاشون کا زمانہ کوتوالی کو رشوت کھانے کا بہانہ جب کسی غریب کے یہان چوری ہوئی کوتوال صاحب برائے تحقیقات آتے ہین جسکے یہان چوری ہوئی اُسی کے عزیزون کو دھمکاتے ہین کسی بیچارے غریب کو پکڑ لیا کہا یہ بدمعاش ہی کسی طرح چار پیسے لیجے یہی تلاش ہی حاکم لوگ رشوت کھاتے ہین چور اُچکے مزے اُڑاتے ہین کچہریون مین ہر بونگ پڑے ہین نا منصفون کی ناانصافی کے جھنڈے گڑے ہین آشنا ناآشنا نام دوست مثل کیمیا زر قلب کا چلن ہر شخص مہوس ہمہ تن بھائی کا بھائی دشمن ہی باپ کا بیٹا رہزن ہی رنگ باغ عالم دگرگون بدعت و جور باغبان سے گلون کا کلیجہ خون جانور بیچارے پتون مین چھپے ہین چڑیمار لاسا پھنسکی لیے پھرتے ہین ای سامری پرستو آج کا میلہ آخر ہی آنکھین کھولکر دیکھو ہم آج سے اس جلسے مین نہ آئینگے غرق دریاے فنا ہو جائینگے آج اس جلسے مین وہ شخص آیا ہی کہ جسکے نام سے ساحرون کو تپ چڑھتی ہی اسکے ہاتھ سے ملک سامری پرستان برباد و تباہ ہوے کیسے کیسے ساحران جلیل مارے گئے جو کچھ سامری و جمشید لکھ گئے ہین اُسکا اظہار ہوا اس جلسے مین سربرہنہ جادوگران و ریش تراشندہ کافران آگیا نام و مقام سنو آنکھین کھولکر دیکھو سامنے لباس سبز پہنے کھڑا ہی کون پہچان سکتا ہی ساحر کشی اُسکا کام صاف صاف یہ ہی کہ عمرو عیار اُسکا نام ہی تمام اہالیان

جلسہ اس کلام حسرت انجام پر گھبرا گئے چہار جانب دیکھنے لگے باغبان نے کہا کہ خواجہ بسم اللہ اب اپنے کو جست کر کے کھڑکی میں پہونچائیے اب تامل نہ فرمائیے دیکھیے گنبد لہرایا وقت اُسکے غرق ہونے کا قریب آیا مثل مشہور ہی قطرے کا چور گھڑے ڈھلکا ئے تو کیا ہوتا ہی اور تیلی نے بھی آپ کا نام صاف صاف لیا سارا میلہ آپ کا جویا اگر دیکھ لینگے زندہ نہ چھوڑینگے ہم لوگ آپکے تابعدار مشہور ہین اس راہ مین ہم نہایت مجبور ہین جہان موقع ہوگا اپنے کو آپ کی خدمت مین پہونچا دینگے جان نثار کرنے ضرور آئینگے خواجہ عمرو نے دیکھا حقیقت مین تیلی کے ساکت ہوتے ہی گنبد زبرجدی مین جنبش ہی غرق ہونے کی کوشش ہی بس عمرو نے مرنے پر کمر چست باندھی ہٹو ہٹو کہکر نعرہ کیا ای ساحران غدار و ای کافران نا ہنجار منم نہنگ بحر عیاری دُر بے بہائے صدف قلزم طراری قاتل کافران سرکوب ساحران جہان فاتح ملک عنطلی آباد و برباد کن ملک زبرجد نگار دافع بدعت و رامہ و ششمش منہدم کن بنائے قصور ظالمان سرکش نامی و نامدار عمرو عیار حمزہ ذی وقار ای ساحران تیرہ درون دیکھ لو پھوٹی آنکھون سے کہ گنبد بے نور مین جاتا ہون اور طلسم کشا سا تم ہی یہ بھی آگاہ ہو جاؤ انشاء اللہ جا کر لوح لیتا ہون افراسیاب نا ہنجار کو شکست دیتا ہون اس آواز کو سُنکر تمام ساحرون نے اس جانب دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا ناٹا تیا کلاہ نمدے کی سر پر نمدے ہی کا کرتہ زیب جسم اور ایک جانگھیا کھاروے کی پہنے ہوے اسمین زنگ لگے ہوے ناریل سا سر کلیجے سے گال زیرہ سی آنکھین مروار یدسے دانت طباق سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پاؤن چہ گزنکے دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا منڈلا فوگز کا پیادہ مگر شطرنج کا پیادہ ہی بادشاہ کو دوڑ کر مارتا ہی اس صورت زیبا طلعت جہان آرا کو دیکھکر تمام ساحران بد سیر گھبرا گئے پیشانیون پر ہیباؤن کے موت کے پسینے آ گئے اپنے خداوندون کو پکارنے لگے یا لات اعلی منات سحلی تیتے میتے دُم خبیثہ سر اگلے کا نجھم الونگ لوٹا نجوٹک جھوٹا ازل خرل خیر اڈبا ای پو نے دو سو خداوند و مددگو دوڑ دیہ سامریان زادہ گنبد بے نور مین جاتا ہی روح کو تمہاری ستاتا ہی اس ظالم کو روکو لوح کی تلاش ہی بڑا بدمعاش ہی قتل کی آپ کے بندون کی فکر ہی ہر گلی کوچے مین یہی ذکر ہی زمانہ انقلاب کا آیا کا ہنون کا قول

کر ہی نشین ہوا یہ سب غل مچاتے رہ گئے مگر یہ ہزبر بیشہ جرأت صاحب سطوت و لیاقت جانباز
سرفروش یعنی عیاری کا جوش کسی جانب متوجہ ہوا تمام خدا الیکہ پھیکا جست کی جیسے طائر اڑتا
ہوا جاتا ہو تاک کر اسی کھڑکی مین داخل ہوا عمرو تو گنبد بے نور مین گرا مگر باغبان قدرت وغیرہ
کی جانب سب ساحر وغیر ساحر بلوہ کرکے چلے نام لیلے کے پکارتے تھے نعرے مارتے تھے
یارو باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و دختر کوکب
روشن ضمیر بلکہ بُرّان شمشیر زن یہ سب موجود ہین رہبری کرکے لائے نہین معلوم باغ غافل
و ہوشیار سے کیونکر گذرے ان سب کو مار لو زندہ نہ جانے پائین عمر بھر یاد کرین یہ کہتے
ہوئے طرف باغبان وغیرہ کے چلے باغبان قدرت سب کو سمجھا چکا ہی کہ یہ مقام
لڑنے کا نہین ہی نکل چلنا مناسب ہی فوراً اس نے سحر کیے زمین کے طبقے پھٹے چشم زدن
مین سب کی نگاہون سے مخفی ہو گئے سب بیچارے سر پیٹتے خاک اڑاتے طرف اپنے
اپنے مسکن کے روانہ ہوئے تودۂ دل تیر غم و الم کے نشانہ ہوئے ہر ایک ذکر کرتا تھا
کہ یارو کیا بلا کا عیار ہی بڑا طرار و فرار ہی کس دھوم سے داخل گنبد بے نور ہوا سب کو
رنج و ملال مین دیکھا اب آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اب یہ میلہ عمر بھر ہوگا روح سامری کو صدمہ
دیا عیش مین ہم سبھون کے خلل پڑا غرور نے افراسیاب کے یہ روز سیہ دکھایا کہ عمرو
کو گنبد بے نور کا پتا ملا ہم لوگ جانتے تھے مسلمان عمر بھر لڑینگے مقام و نشان لوح نہ پاینگے
یہ تو سب اس طور سے شکایت سامری و جمشید و افراسیاب کرتے ہوئے جاتے ہین

اب حال خواجہ سنیے **نظم**

درین پردہ آواز نالم چونی	مغنی فغانی کہ آمد بجان	درین زیر نہ پردہ آسمان
	باحوال جم یا باحوال کی	کوکب درخشان بیچ نظر

نیر تابان فلک ہمت آفتاب عالمتاب چرخ متانت ماہ شب افروز آسمان جرأت یعنی
خواجہ عمرو جب گنبد بے نور مین داخل ہوئے یہ معلوم ہوا کہ مین کسی بلندی پر سے کودا
اندھیرا انتہا کا بعد عرصۂ دراز پانون زمین پر قائم ہوئے نگاہ اٹھا کے دیکھا نہ نشان
دریائے قہار معلوم ہوتا ہی گنبد بھی معدوم ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز ریتی کا جنگل
کہین نشان انسان و حیوان نہین درخت بے برگ و شاخ صحراے ریگستان وسیع و فراخ

جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی دشت ہولناک بے خس وخاشاک ہواے گرم کے جھونکے چل رہے ہین تمام دشت کرۂ آہنگران ہر شجر خوف ہواے گرم سے مثل بید لرزان اس مرز بوم شوم مین صدا سے بوم نہین ہر ذرہ مثل شعلۂ جوالہ چمک رہا ہی اگر جسم پر پڑ گیا قلب گھبرایا سوزش جہنم کا ذکر آیا خواجہ عمرو کو پیاس نے بیقرار کیا جستجوے آب مین چہار جانب دوڑنے لگا آب اس دشت آتش بہار مین نایاب چشمۂ آفتاب پر نگاہ پڑتی ہی اُس سے سیرابی غیر ممکن اس دھوپ مین ہر ایک سمت براے آب دوڑ دھوپ کرتا ہی پیاس کی شدت مین نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی طپش قلب ترقی پر ہونٹھون پر جان مضطر کئی کوس کا میدان طی کیا مگر پانی دستیاب نہوا چاہتا ہی کوئی مقام سایے کا ملے لمحہ بھر آرام لون اس سوزش حرارت سے جان بچاؤن سایہ غیر ممکن

نظم

دشت پر ہول ہر طرف سنسان / مسکن خوف و بیم ہو کا مکان
کرۂ نار دھوپ سے صحرا / تابش آفتاب زورون پر
بونڈے گرد باد کے ہر جا / ذرے اسپند دشت سب مجمر

خواجہ اس قدر اس دھوپ مین گھبراے کہ پیاس سے لبون پر دم آیا سوزش وحرارت سے قلب گھبرایا دن سارا اسی دوا دوش مین گذرا شام تیرہ روزگار کا اسی دشت ہولناک مین سامنا ہوا سمجھے تھے کہ اب آرام ملیگا ایک مقام پر عمرو ریتی مین بیٹھ گیا جھونکے ہواے گرم کے چلنے موقوف ہوے یہ کھُلا جاتا ہی شب کو اوس زیادہ مصیبت کا سامنا ہوا اندھیرے سے دل گھبرایا کالی بلاے پالا پڑا روشنی کا کہین نام نہین غولان بیابانی دوڑتے پھرتے ہین آنکھین اُنکی مثل مشعل کے روشن براے مسافران رہزن کہین مار سیاہ گھبراے بانبی سے نکلا ہی اوس چاٹنے کی فکر کر رہا ہی اُس وادی جہنم مین اوس کمان مار سیاہ کے کلیجے مین چھری غم کی گڑی اُسپر بھی اوس پڑی کہین اژدر آتش فشان ریتی مین لوٹتا ہی اپنی آگ مین آپ جلا جاتا ہی آسمان پر بھی اندھیرا چہار طرف سے غم والم نے گھیرا تڑپ تڑپ کے وہ رات عمرو نے بسر کی جلکو دیکھا نیر اعظم کے نکلتے ہی ہواے گرم چلنے لگی خواجہ عمرو کا جب بھوک پیاس سے عجب حال ہوا انتہا کا غصہ آیا خیال مین گذرا ہم تو آٹھ پہر سے بھوکے پیاسے مر رہے ہین بہشتی وضرغام مفت خوری زنبیل مین کر رہے ہین ہم پر یہ مصیبت اُنپر راحت میوے کھاتے ہونگے مزے اُڑاتے ہونگے

ای خواجہ جو ہم سوچے تھے وہی ہوا ملازمان **افراسیاب** پردے مین دوستی کے دشمنی کر گئے اس صحرائے آفت خیز مین پھنسا دیا اب **افراسیاب** سے جاکر کہینگے **عمرو** کو ہم نے مار ا آگ لگے گنبد بے نور کو عمر بھر عیاری کی ہم بیچارے بھولے آدمی مکر کو مکارون کے نہ سمجھے گنبد بے نور مین چل دیے کود پڑے وہ بیچاری تتلی خیر خواہ تھی اُسنے نیک و بد سُنا دیا ہمارے قیاس مین نہ آیا خیر خدا اُن سبھون سے سمجھے گا ایک دن مکار جہنم مین جائینگے مجھ غریب کو مار کر کیا پائینگے ایسے ایسے خیال کر کے بیچ جنگل مین کھڑے ہین پانون مین آبلے پڑ گئے ہین زنبیل سے **برق** و ضرغام کو نکالا جیسے ہی وہ زنبیل سے نکلے دشت ویران کو دیکھکے ڈر اگئے ضرغام تو چپکا کھڑا ہی مگر **برق** تو بڑا تیز ہی پوچھا اُستاد یہ کیا مقام ہی کیا اسی دشت کا وادی جہنم نام ہی **عمرو** نے کہا میری بلا پوچھ جلنے گنبد بے نور مین کودا تھا اس ریگستان مین آکر نکلا **باغبان** وغیرہ پھنسا گئے جعلسازون نے دام تزویر بچھایا مجھ بیچارے بھولے غریب سے کہدیا صاحب یہی لوح ملنے کا راستہ ہی مین اُنکے دام مکر مین پھنس گیا بے مجھے بوجھے پھاند پڑا آج تین دن گذرے کہ آب و دانے کا نام نہین گرمی سے یہان کی کلیجہ بھن گیا مین تو اب نوبت بجان و کار د باستخوان ہون آپ دونون صاحبون کو اسواسطے نکالا ہی کہ میرے پاس سے جائیے **برق** نے کہا اُستاد نہ گھبرائیے ہم جانبازی کو حاضر ہین رزاق مطلق آب و طعام بھی پہونچائیگا رہبر کامل منزل مقصد کا چہرۂ زیبا دکھائیگا غلام جستجو کرینگے آپ کے تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر رہ نہ جائینگے اگر اصل مین **باغبان** وغیرہ نے ایسا ہی کیا تو انشاء اللہ اُنسے بدلہ لینگے اُنکو بھی کسی مصیبت مین پھنسائینگے اب گھبرانے سے کیا فائدہ آپ نے بہت خوب کیا ہمکو نکال لیا اصلاح کر کے کوشش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے **باغبان** قضا و قدر پھر نہال کریگا نخل تمنا ہرے بھرے پھلیگا خواجہ نے کہا بس بس زیادہ نہ باتین بناؤ میرے سامنے سے دفعان ہو اب اُن پھنسانے والون کو ہم کہان پائینگے جو سزا دینگے آپ بڑے قانع ہین بے صبر ہونے سے مجکو مانع ہین مجکو زبان درازی زیادہ نہین پسند آتی ہی بھوک پیاس سے میری جان جاتی ہی بڑے شاگرد رشید ہو فرزند سعید ہو لاؤ کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ **برق** نے کہا اُستاد ہمارے جدا ہونے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا یہ فعل سراسر لاطائل ہوگا حضور تعجیل شاع

شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ پراگندگی آرد انبوہ را ۔ مصرع صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد ۔ عمرو نے کہا بڑے صابر و جابر ہو میرے سامنے سے جاؤ پھر صبر و جبر کرو میں اپنی جان سے بیزار ہوں بھوک پیاس سے بیقرار ہوں جسپر تین دن گذرے ہوں اُسکے دل سے پوچھیے تم زنبیل میں تھے اُستاد کے شاگرد بنکر خوب مزے اُڑائے ہونگے آب سرد پیا ہوگا میوے تر و خشک کھائے ہونگے چبا چبا کے باتیں کرتے ہو مجھے چرب زبانی سے نفرت ہی اپنے حال مصیبت مآل پر بڑی حیرت ہی ہائے میں نے اُن نالائقوں کا کیوں کہنا مانا اپنے کو اس مصیبت میں پھنسایا برق تو منت کر رہا ہی مگر ضرغام نہایت آتش خو شعلہ مزاج ہی کہا بہت اچھا والد نامدار ہم جاتے ہیں آپ کاہکو خفا ہوتے ہیں پروردگار ہمکو اس کرۂ جہنم سے نکالیگا بعد مصیبت کے راحت ہوگی کھانے کی فکر پانی کی جستجو کرینگے رزاق مطلق رحم کرے گا خواجہ عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے مارے کہا کیوں بے نالائق جوانا مرگ ہم اپنی مصیبت میں ہیں ہم سے زبان لڑاتا ہو اس گرمی میں شعلہ مزاجی دکھاتا ہی پالا پوس کر جوان کردیا جاؤ کما و کھاؤ کبھی کوئی ٹکڑا باپ کو بھی دینا نصیب ہوا میرے ٹکڑے کھا کھا کے پلے ہو ضرغام نے کہا ہر مہینے کی تنخواہ آپ لیلیتے ہیں کبھی تنخواہ میں کوئی لگا دیتے ہیں ہم اپنی لوٹ مار میں بسر کرتے ہیں ناحق کا ہمپر غصہ ہی ہم کیا کریں کیوں آپ مصیبت میں پھنسے کچھ ہمنے اس مصیبت میں پھنسایا ہی اُسکا غصہ آپ ہمپر اُتارتے ہیں ناحق ہم کو مارتے ہیں عمرو نے کہا بے تنخواہ کیسی ملکہ مہرخ پر چڑھتی ہی اُنسے کیوں نہیں مانگتے جاؤ جاکے طلب کرو نوکری پکر باندھو عرضی لکھواؤ منصفی میں جاؤ وکیل کرو محکمہ اول میں جاؤ اپیل کرو بقول شاعر شعر نہ بلبل ذکری گل بے دلیل ست ۔ وکیل نالہ در فکر اپیل ست ۔ ہم جانتے ہیں تم سب کچھ کروگے ہمارے منھ پر کہ بیٹھے تنخواہ ہماری یہ نوکری کے لائق ہیں کچھ عیاری بھی آپ کو آتی ہی عیاری کس جانور کا نام ہی عمر بھر کبھی تجکو نہ آئیگا ہمیشہ جوتیاں کھائیگا ضرغام تو یہ سنکر کنارے ہوا کہا حضور بس گڑے ہوے مردے نہ اُکھیڑیے ہم ابھی جاتے ہیں ایسا نہو کچھ ہمارے منھ سے نکل جائے جہنم کا سامنا ہو آپ کی پرورش تو ظاہر ہی کہیں سے لوٹ مار کر لاتے ہیں وہ بھی تو آپ چھین لیتے ہیں ہم ایسے سعادتمند ہیں کہ دیدیتے ہیں

عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے اور مارے ضرغام بلبلا گیا روتا ہوا پیچھے ہٹا وہی کوڑا
لیکر برق پر چلے برق بھی تڑپ کر بھاگا کہا استاد لیجیے جاتے ہیں کوڑے کھانے کی
طاقت نہیں یہ کہکر دور کھڑا ہوا اور رو کر کہنے لگا استاد اب آپ کو منھ نہ دکھائینگے اس دشت
ویران میں بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے ایک دن کے کھانے کو تو ہمکو دیدیجیے
عمرو نے کہا اے نالایق میں آپ بھوکوں مرتا ہوں میرے پاس کیا رکھا ہی برق نے کہا
حضرت خضر کا مشکیزہ اور کلچا آپ کے پاس ہی وہ کیوں نہیں نکالتے آپ بھی کھائیے
ہمیں بھی کھلوائیے عمرو نے کہا وہ تو مجھسے چھین لیگئے بزرگان دین کسی کا پاس کرتے ہیں
اور اگر ہوتا بھی تو میں نہ دیتا اُسمیں حکم ہی جب آدمی چالیس روز بھوکا پیاسا رہے تب اُس
کلچے کو کھائے مشکیزے کا پانی پیے برق نے کہا استاد خدا سے ڈریے چالیس دن میں
آدمی زندہ کاہیکو رہے گا عمرو نے کہا ہماری بلا پوش جانے چاہے کوئی مرے چاہے کوئی
جیے لیجیے آپ دونوں کے حال پر رحم کرتا ہوں ایک سوکھی روٹی خمیری پڑی ہوئی ہی
لو آدھی آدھی بانٹ لو برق نے کہا استاد ہم دونوں جوان ہیں آدھی روٹی میں کیا ہوگا
ڈاڑھ بھی تو گرم نہوگی عمرو نے آدھی آدھی دونوں کے آگے پھینک دی کہا چاہو کھاؤ
چاہو مرو یہ کہکر اُسی صحراے ریگستان میں خواجہ ایک جانب چلے ضرغام نے کہا ای
برادر برق قبلہ وکعبہ نے تو چشم مروت پر ٹھیکری رکھلی نگاہ پھیری اب اپنے مسبب الاسباب
کو یاد کرو جستجو میں مصروف ہو مگر نہیں معلوم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی ساتھ
رہنا مناسب نہیں نام ہمارے اور تمھارے مشہور ہیں کل ساحران طلسم ہوش ربا
پہچانتے ہیں اگر ایک گرفتار ہو دوسرا محفوظ رہے برق کو یہ راے پسند آئی کہا ہاں بھائی
سچ کہتے ہو یہ صلاح کرکے دونوں الگ الگ چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری نے غصے میں یہ کام کیا برق وضرغام کو اپنے
پاس سے نکال دیا اُسی صحراے پرہول میں ایک مقام پر جاکے ٹھہرے سوزش وحرارت
وسم صحرا کی بڑھتی جاتی ہی طبیعت تسکین نہیں پاتی ہی اب سوچے کہ ای عمرو یہ تمنے کیا
حرکت کی ایسے عیار خنجر گذار طرار مکار غدار مصیبت جھیلنے والے جان پر کھیلنے والے

اگر ساتھ رہتے قوت بازو زینت پہلو خیر خواہ جان نثار ہر طرح کا مطلب نکلتا غضب کا کام
خراب ہی ترقی پر اضطراب ہی لاحول پڑھکر رونے لگے پھر جو کچھ خیال آیا پکار رستم ہوئے دور رسے
بیٹا برق وضرغام کہاں گئے آؤ میرے پاس چلے آؤ ملول ہو وہ دور نکل جاچکے تھے
اگر سنا بھی تو تساہل کیا اب خواجہ زیادہ بدحواس ہوئے اپنی حرکت پر نفرین کرتے ہین آخر
مجبور و ناچار مضطر و بیقرار اپنی حرکت ناشایستہ پر منفعل ایک جانب روانہ ہوئے تھوڑی
دور راستہ طی کر کے اُسی صحرائے بے آب وگیاہ مین ایک مقام پر عمرو ٹھہرا تین شبانہ روز
عمرو کو گذرے ابھی تک کوئی ساحر و غیر ساحر عمرو کو نہین ملا اس وجہ سے زیادہ انتشار ہی
دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو کاش کے کسی راہگیر سے ملاقات ہوتا تو دریافت کرون کہ کیا مقام ہی
اس بیابان آتش خوار کا کیا نام ہی اب تو جیسی پڑے جھیلنا چاہیے مگر برق وضرغام کا
جدا کرنا بڑی حماقت ہوئی وہ اگر ساتھ ہوتے خبر لاتے اُن کمبختون سے صلاح کرتے اب وہ
بچارے بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجاینگے ای عمرو عقل پر بھی زوال ہی اب فرزند
وفاگرد کے واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اس غربت مین اپنر کیا گذرے گی اس سوچ
مین خواجہ کھڑے تھے کہ دور سے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گھبرایا ہوا چلا آتا ہی مگر بدحواس
مثل صید خائف چوکنا ہر ایک جانب گھبرا کر دیکھتا ہوا صاف ظاہر ہی کہ پانی کی جستجو اُس
بے آبرو کو ہی وہ ساحر قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے آواز دی ابے او ساحر کہان جاتا ہی ادھر آ
ہمین کچھ تجھسے پوچھنا ہی وہ قریب آیا کہا بھائی صاحب آپ کیا شیرین زبان ہین ابے تبے
کیسی کسی مرد آدمی کو یون نہین پکارتے ہین عمرو نے کہا ہماری یہی زبان ہی تیرے باوا کا اجارہ
ہی ہم سے باتین نہ بنا جلد بتلا یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی کون یہان کا حاکم ہی کون
یہان کا ناظم ہی اُسنے کہا صاحب ذرا زبان سنبھالیے بیہودہ کلمے مونھ سے نہ نکالیے اس سرزمین کو
سرحد سیاہ کہتے ہین ہمارے حاکم کا سیماب جادو نام ہی شہنشاہ افراسیاب کا قوت بازو
ساحر خوش رو نیک خو لیجیے طلسم ہوش ربا کا حاکم اس ملک کا ناظم آپ کون صاحب ہین کیا
کسی بڑے بادشاہ کے مصاحب ہین جو چبا چبا کر باتین کرتے ہین دم یکتائی کا بھرتے ہین
عمرو کو دل لگی سوجھی کہا کیون جی تم مجکو دیکھ رہے ہو میرا چہرہ کیسا ہی قد و قامت کتنا بڑا ہی

اسنے کہا صاحب آدمی معلوم ہوتے ہو عمرو نے کہا او ناری تو نے مجکو نگاہ بھر کے دیکھا جلکے
خاک کیون نہو گیا بدولت کا نام قہر و غضب سامری ہی رگ رگ مین آگ بھری ہی مگر دیکھ اب
تجکو جلاتا ہون اور ابھی تجکو خاک مین ملاتا ہون یہ کہکر آنکھین نکالین سرخاب جادو گھبرا کر
بھاگا عمرو پکارتا ہوا پیچھے دوڑا لیے او سرخاب ٹھہر جا ایک بات سن لے تجکو آدھا جلاؤنگا
نصف ٹھنڈا رہیگا سرخاب جادو پر پروا نہ پیدا کرکے اُڑ گیا نظرون سے مخفی ہوا عمرو نے
پھر اپنے فعل پر نفرین کی دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو تجکو کیا ہو گیا ہی عقل پر بالکل پتھر پڑے عیاری
مکاری سب بھول گئے اتنا بڑا انشان پایا مناسب تھا اُسکو گرفتار کرتے اُسکی صورت بن کے
باغ سیماب مین جاتے افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا غضب ہوا مین بالکل بیوقوف ہو گیا
عمرو دل سے باتین کرتا ہوا پلٹا مگر حال اس سرحد کا سماعت فرمایئے سرخاب جادو جو عمرو
سے خائف ہو کر بھاگا باغ سیماب مین آیا واضح ہو کہ سیماب باغ سیماب کا حاکم ہی وسط باغ
مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت تکلف سے آراستہ اُسپر سات گلدستے جسمین گلہا ے
عجائب و غرائب پتیان سرسبز نہایت نیرنگ سازی گلگون طرازی سے درست کر کے رکھے
ہین اُن گلدستون پر افراسیاب خانہ خراب نے ایک ابر سیمابی درست کیا ہی تاثیر اُسکی
یہ ہی کہ افراسیاب نے سیماب جادو سے کہدیا ہی کہ جب عمرو مع اسد غازی سرحد
باغ سیماب مین پہونچے گا ابر کو جنبش ہوگی اور جب خاص اندر باغ کے وہ باغی داخل ہوجایگا
ابر سیمابی رنگ تازہ دکھایگا یعنی چرخ ماریگا یہ علامت قرار پا چکی ہی سیماب جادو بارہ دری
مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ باغیون نے بہت سر اُٹھایا ہی طلسم کشا کو رہا کر لیا سیماب اپنے
رفقا کو جواب دیتا ہی رہا ہونا اسد کا بیکار ہی لوح نہین دستیاب ہو سکتی کون مرحلہ غافل و
ہوشیار فتح کرے گا باغ باغبان سے کیونکر گذریگا دیوانہ ٹڑی بنکر سٹر کرایگا بو سے پھولون کی
مست ہو جاے گا اگر باغبان قدرت نے اپنے باغ کو خود مٹایا گنبد بے نور مین داخلہ مشکل
ہی کون ایسا مرد کامل ہی اگر ایسا بھی ہوا صحراے سیابیہ مین گرمی سے مرجایگا تشنگی نہ سہہ سکیگا
بعض کہتے ہین حضور عمرو بڑا عیار ہی نہایت مکار و غدار ہی شہنشاہ عیاران قاتل ساحران
لقب ہی بڑا بیدطب ہی ملکہ محمور صاحب مسلمان ہو چکی ہین اس مقام کی رازدار ہین بڑی

ہوشیار ہین ملکہ بہار جادو بھی ایک بغاوت دکھا چکین سیر گلشن اسلام مین مصروف ہین انکی
ذات پر بڑے بڑے کام موقوف ہین باغبان قدرت قوت بازوے افراسیاب بھی
شریک ہوا بی بہار و باغبان کا ساتھ ٹھیک ہوا افراسیاب ایسا غافل ہوا ان تینون
کے قتل واجب ولازم تھے سیماب نے کہا افراسیاب بڑا ساحر نامی شہنشاہ گرامی ہے جسدن
چاہے گا لڑائی کو فتح کریگا لاشون سے میدان بھر دیگا اپنی اپنی عقل کے موافق ہر ایک کا کلام ہی
سیماب نے کہا یار وہم تک نہین کوئی آسکتا اور مین کسی سے پایکی کا نہین رکھتا باغبان مخمور
و بہار کیا چیز ہین افراسیاب کو غرہ ہین مین گلشن بہار کا گلچین نہین ہون کہ مین اُنکی صورت
زیبا دیکھکر اشعار رنگین پڑھون میان باغبان کا پاس کرون بی مخمور کی نشیلی آنکھین دیکھکر
مست ہو جاؤن محبت سے نگاہ ملاؤن اگر آنکھ غضب کی ڈالون بی مخمور کی آنکھین پتھرا جائین
نرگس شہلاے باغ سے آنکھ ملانا بھول جائین یہ کلام حسرت انجام درپیش مصاحبان سیماب
کو پس وپیش کہ سرخاب گھبرایا ہوا آیا پسینے پسینے کانپتا ہوا ہانپتا ہوا سامنے سیماب کے گر پڑا
سیماب نے پوچھا خیر تو ہے سرخاب جادو کی زبان بند دل دردمند مُنھ سے بات نہین نکلتی
حضور حضور رکتا ہی کبھی اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہی سیماب جادو نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا برادر
ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو بیان تو کرو کیا کوئی بلاے تازہ نازل ہوئی سرخاب نے گھبرا کر کہا
پہلے تھوڑا پانی پلائیے غلام کی آبرو بچائیے آبدار نے لاکر جام آب دیا سرخاب نے جب پانی
پیا ہوش وحواس درست ہوے کہا اے شہنشاہ آپ کا نام سیماب ہی غلام حضور کے واسطے
بہت بیتاب ہی شعلہ آتش قہر سامری کا اس حوالی باغ مین آگیا مین تو بچا مگر حضور سیماب ہین
اُڑ جائینگے ہم لوگ کیونکر تاب لائینگے مسلمان آپ کا کشتہ بنائینگے حضور ہمارے نزدیک سیماب ہو جاتے
یہ قہر سامری بڑا منحوس ہی جنگل مین بوٹیان پتیان ڈھونڈھتا پھرتا ہی کانٹون مین اُلجھکر نہین
گرتا ہی جلدی تدبیر کیجیے سیماب جادو یہ حال حسرت مآل سُنکر تڑپ گیا کہا اے سرخاب مین
اس پہیلی کو اچھی طرح نہین سمجھا ہوش مین آ با تفصیل سمجھا کہا حضور غلام راہ مین آتا تھا قہر سامری
سے ملاقات ہوئی اُنھون نے فرمایا مین شعلہ آتش قہر سامری ہون تو نے مجھپر نگاہ ڈالی کیون
نہ جل گیا حضور یہ گرما گرمی سُنکر مین بھاگا وہ پکارتا ہوا میرے پیچھے دوڑا حضور سحر نے آبرو بچائی

پر پرواز پیدا کرکے اُڑا بمشکل یہانتک پہونچا سیماب جادو ہنسا کہا اے سرخاب کیا قہر سامری کسے جلاینگے کیسی افسونگری بالکل مہمل باتیں کرتا ہے تجھکو کوئی جادوگر ملا تھا تیرا شناسا یا غیر شناسا تھا کہا حضور آدمی بھی عجیب الخلقت مہیب صورت مین نے کبھی اس وضع کا آدمی نہین دیکھا مصور خیال تصویر نہین کھینچ سکتا مانی و بہزاد ہوتے تو آہ کھینچتے ہاتھ بصد اکراہ کھینچتے سیماب یہ حال مصیبت مآل سنکر متردد و متوحش ہوا بارہ دری سے باہر نکل آیا سیماب کے دل پر غم والم چھایا طرف ابر سیمابی کے دیکھا ابر مین جنبش ہے کہا لو یار و غضب ہوا عمرو عیار مع اسد نامدار حوالی باغ سیماب مین آگیا اے سرخاب جلد جا جس شخص کو تو نے دیکھا تھا اُسکو پکڑ لا خبردار تامل نہ کرنا وہ ساحر نہین ہے ہرگز نہ ڈرنا اگر اُسکو گرفتار کرکے لائیگا نہال ہو جائیگا سرخاب جپٹا صحرا مین آکر چارجانب مثل غول بیابانی دوڑنے لگا دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ وہی ساحر پھر آیا یہ تو کنارے ہوے کہین جا کر چھپے مگر سرخاب بیقرار بیتاب انعام و اکرام کی خواہش عمرو کے ملنے کی کاہش ہر ایک جانب جاتا ہے ہر یک خیال کو دوڑاتا ہے ہوا گرم چل رہی ہے بونڈلے گرد کے چارجانب سنسان اُس ویرانے مین دیکھا ایک سیٹھنی بنجی تھالی ہاتھ مین اُسمین کچھ پھول گرم گرم موہن بھوگ ایک گلابی شراب کی گوری گوری صورت نشیلی انکھڑیان اٹھکیلی کی چال زیور سے زینت جسم دوڑی ہوئی جاتی ہے سرخاب چال ڈھال دیکھکر مرگیا کلیجے پر خنجر ابرو پکارتا ہوا دوڑا کہ جانے والی ذرا ٹھہرجا اس دھوپ مین کہان جاتی ہے جفاگری کی اُٹھاتی ہے اُسنے پھر کر دیکھا ہنسکر کہا کیون رے کیا تو کوئی قزاق ہے جو عورت کو اکیلا پاکر راہ مین گھیرتا ہے تجھسے کیا بتائین کہان جاتے ہین ہمارا سیٹھ بیمار ہے ٹھاکر کی پوجا کرنے جاتے ہین سرخاب قریب آگیا اب تو نگاہ لڑی کلیجے مین چھری مژگان کی گڑی بھولی بھولی باتین محبت کی گھاتین یاد ابروے خمدار خنجر خونخوار خود جلاد سرخاب نے کلیجہ تھام لیا بدحواس ہوکر سامری کا نام لیا نشہ محبت سے لڑکھڑایا بمشکل اپنے کو سنبھالا گڑگڑانے لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا کچھی جی دیا کیجیے ذرا دیر ٹھہر جایئے مین تمھارے سیٹھ کے لیے دوا بتاؤن تمھارا ابھی علاج کرون مسکرا کر اُسنے جواب دیا چھو دیوانہ ہوا ہے کیا تو کوئی بڑا بید ہے یا حکیم ہے ہم کاہیکو ٹھہرین کیا ہمارا جان پہچان قدیم ہو مہاجنون مین بدنام ہو جائینگے ساکھ جاتی

رہیگی ہمارے سیٹھ کی ہنڈوی نہ ٹہیگی سرخاب نے کہا مین بہی کہاتہ دیکھ لونگا درگئی کا سود
لگادونگا دو باتین سن لو پھر چلی جاؤ سیٹھی دروکرہ مین بیٹھ گئی کہا بتلا کیا کہتا ہو کونسی دوا بتلا تا ہی
سرخاب نے کہا یہ بوتل مین کیا ہی اُسنے کہا ٹھاکر جی کے بھوگ لگانے کی شراب ہی کہا پرشاد
ہمین بہی دو اُسنے بوتل آگے بڑھادی کہا لے یہ پرشاد ہی مگر تیری جان کو جلادی او بھڑوے چوپ
گھنگ اسمین زہر ملا ہی سمجھ کے پینا کلیجہ کٹ جائیگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا سرخاب بیقرار
ہی اس دھمکانے ڈرانے کو کب مانتا ہی بوتل اُٹھا کر مُنہ سے لگالی پیتے ہی گھبراگیا پیشانی پر موت
کا پسینہ آگیا اُف اُف کہتا ہوا اُٹھا کبھی پوچھتا ہی اس شراب مین کیا ملا تھا اُسنے کہا جو مین نے
کہا وہی تھا زہر قاتل سودۂ الماس کف مارسب کچھ اسمین ملا تھا نالائق تو کیون پی گیا ہمین نہین
پہچانتا وہی قہر سامری بات بات مین افسونگری قاتل ساحران سرکوب کافران ماہ آسمان
وقار خواجہ عمرو عیار سرخاب ہائے کہکے دوڑا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا عمرو نے
بہ تعجیل سرخاب کو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگایا
طرف باغ سیماب کے چلے یہان سیماب جادو نے ورق سامری مین دیکھا بیقرار ہوکر کہا
ارے عقاب جادو جلدی جا عمرو نے تیرے بھائی کو پکڑ لیا جلد جاکر عمرو کو مار عقاب
چلا صحرا مین آکر ڈھونڈھنے لگا دور سے دیکھا سرخاب پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا بھائی
خیر تو ہی عمرو نے جواب دیا بھائی مین نے ساربان زادے کو پکڑا مگر بڑا فعلیا ہی خوب تلوار
چلی ساحر بھی ہی بڑے بڑے ظالم نے سحر کیے مگر مین آپ کا تعلیم کردہ ہون بڑے زور و شور سے
گرفتار کیا لو بھائی اسکو قتل کرو سر کاٹ کے سیماب جادو کے پاس لیچلو انعام و اکرام ملے گا
جاگیر لینگے تعلقدار بنکے بیٹھینگے عقاب خوشی خوشی قریب آیا عمرو نے سامنے اُسکے سرخاب
کو شکل عمرو عیار ڈالدیا کہا بھائی تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو تم جانتے ہو میرا خون بہت ہلکا ہی
کسی کی فصد کھلتی ہی تو مجکو غش آجاتا ہی عقاب جادو نے تیغہ کھینچکر دیکھا سرخاب کے
گلے مین گیند ٹھنسا ہوا ہی غین غین کرتا ہی اشارون سے یہ مطلب ہی کہ مین تیرا بھائی ہون
خبردار قتل نہ کرنا عمرو نے کہا دیکھو بھائی یہ مکار کیا اشارے کرتا ہی جلد ہاتھ لگاؤ ایسا نہو کوئی
اسکا مددگار آجاے پھر قتل کرنا دشوار ہو میری محنت بیکار ہو عقاب جادو نے ہاتھ تلوار

کا مارا سرخاب جادو کا سر کٹ کے گرا آواز آئی کشتی مرا نام من سرخاب جادو بود عقاب نے کہا بھائی یہ کیا ہوا عمرو تو بشکل سرخاب انکے پہلو مین کھڑے تھے لپٹ کے خنجر مارا کہا دیکھو یہ ہوا منم مہر سپہر عیاری عقاب کا بھی طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر اُڑ گیا وہان سیماب نے اوراق سامری مین دیکھا سر پر ہاتھ مارا کہا او یار و عقاب نے سرخاب کو مارا عقاب کو عمرو نے قتل کیا کہا لینا جانے نہ پائے کئی ساحران غدار چلے یہان عمرو دونون کے کپڑے اُتار رہا ہی کہ سامنے آکر ساحرون نے آواز دی کہ او مکار کیا کرتا ہی ہم آپہونچے عمرو نے پلٹ کر دیکھا ساحر قریب آچکے ہین سحر کیا چاہتے ہین عمرو نے حقہ آتشبازی مارا اسکا ہاتھ جلا کسی کا مُنھ پھکا کئی ناری داخل جہنم ہوے دس پانچ اُسمین کم ہوے اُنکے غول مین سے عمرو جست کر کے بھاگا ساحرون نے پیچھا کیا جب وہ قریب آجاتے ہین عمرو نعرہ کر کے جا پڑتا ہی ساحرون سے بعیاری لڑتا ہی کسی کو حلقۂ کمند مارا کسی پر حباب بیہوشی لگایا ساحر کے مُنھ پر پڑا وہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے خنجر مارا کسی کو تلوار سے کسی کو تیر سے کسی کو عقل و فطرت و تدبیر سے ہنگانہ رستمانہ لڑتا ہوا صحرا مین جاتا ہی ساحر پیچھا نہین چھوڑتے مگر عمرو اس تیزی سے لڑ رہا ہی ساحرون کو ہونٹھ ہلانا دشوار ہوا ساحر نے مُنھ کھولا چاہا سحر پڑھون عمرو پر ماش کے دانے مارون خواجہ نے بتعجیل تمام تیر کنجے مین رکھکر مارا حلق مین پڑا گدی کو توڑ کے پار گذرا ساحر گرا اندھیرا ہوا عمرو پھر بھاگا جب کئی ساحر مارے گئے دس بیس جو باقی رہے وہ بھاگے عمرو تو دور نکل گیا گلیم اوڑھکر غائب ہوا مگر وہ ساحر بچے خاک اُڑاتے سامنے سیماب جادو کے آئے کہا ای شہنشاہ کون کہتا ہی کہ عمرو ساحر نہین ہی علم افسونگری سے ماہر نہین ہی بہت بڑا جادوگر ہی صاحب فضل و ہنر ہی دم لینا مشکل کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا پھر سحر کر کے غائب ہو گیا اسکو ڈھونڈھین کہان تلاش کرین اب سیماب کے ہوش و حواس باختہ ہوے ابر سیمابی کی جنبش مین ترقی ہی زیر ابر گلدستے بھی شگفتہ ہین جیسے آمد بہار مین پھول کھلتے ہین طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہین صنعت باغبان قضا و قدر مین بولا چاہتے ہین سبز پتیون پر زمرد ریحانی کا عالم شاخین دست تمنا رنگ و بو مین بھی ترقی ہی قریب گلدستون کے ہوا سے سرد چل رہی ہی سیماب جادو نے کہا یار و وہ

باغی سرحد باغ سیماب مین موجود ہی یا بدولت جاکر سامنے ابر سیمابی کے جلوہ فرما ہوتے ہین ابر
پر نگاہ ہے دروازہ باغ کا بند کرو آمد و رفت موقوف ہو کوئی پکارے خبردار دروازہ باغ کا
نہ کھولنا آج باغ مین انقلاب ہی دیکھو تو سنبل کو پیچ و تاب ہی نرگس کی آنکھین پتھرائی ہین سوسن
خاموش دریاے حیرت کا جوش سب شجر نخل ماتم ہو رہے ہین پتے خنجر بران نہرین مثل آئینہ
حیران جا بجا خاک اُڑ رہی ہی باغ سنسان معلوم ہوتا ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی خوف سے لبون پر
دم ہی دیکھیے خداوند لقا کیا تقدیر کرتے ہین یہ خداوند جاگتی جوت کا جسدن سے حوالی طلسم ہوشربا
مین آیا ہر روز نیا انقلاب ہی ہزارون دوست دشمن ہوے راہبر رہزن ہوے طلسم کشا کا [illegible]
ہونا گنبد نور سے چھوٹنا مقام تعجب ہی ایسے مقام محفوظ پر جب ساربان زادہ پہونچ گیا تو یہان آنا
کیا مشکل ہی نہین معلوم کون کون راہبر ہین ہمراہ کتنے ساحر ہین باغبان بگرام مخمور دشمن جان
نی بہار رازدار بھی سب ساتھ آئی ہونگی ساربان زادے کو ہمراہ لائی ہونگی انکی سحر و ساحری
افسونگری چستی و چالاکی ساربان زادے کی مہیا کی سب طرح کے سامان مسلمانون کو مہیا ہوگئے
ہمارے افراسیاب صاحب عیش مین مصروف ہین وزرا امرا انکے سب بیوقوف ہین آج تک
کوئی تدبیر نہوئی ہمکو بھی اطلاع نہ کی وہ کلمے لکھنا محال تھا کیا بڑا کمال تھا اپنے بادہ غرور مین مست ہی
آٹھو پہر شراب و کباب مین مصروف ہی صدہا شاہزادیان واسطے خدمتگزاری کے ہر مقام پر حاضر
ہین آٹھ پہر انکے جمال کی ناظر ہین زمان سلطنت لاچین مین بڑے بڑے کام کیے سلطنت کو
اپنے مالک کی مٹا دیا کیا خوب نام کیا سلطنت لیتے ہی آپ سے باہر ہوے اب غفلت کے
انجام ظاہر ہوے سرکوب آپہونچا طلسم تمام ہوا افراسیاب وہ شخص ہی اب بھی اگر
سنبھل جائے ہوش مین آئے تمام ساحران عالم ایک طرف ہون یہ اکیلا تمام دنیا کو درہم برہم
کرے خیر اب ہم خود انتظام کرتے ہین اس باغ مین وہ نیرنگ باز عیار شعبدہ ساز کیونکر آتا ہی
جادو دروازہ بند کر دو بند و بست کرو اب جبتک ہم حکم دین دروازہ نہ کھلے ملازمون نے
دروازے کا انتظام کیا سیماب جادو اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے ابر کے کرسی پر
بیٹھا گرد اگرد ہزارہا ساحران مکار و غدار حربہ ہاے سحر لیے ہوے آمادہ حرب و پیکار اب احوال
خواجہ عمرو تحریر ہوتا ہی کہ ساحران فرستادہ سیماب جادو سے لڑ بھڑ کر ایک جانب نکل گئے

ایک درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرے اپنی حماقت پر نفرین کر رہا ہی کہ ای عمرو تمام عمر عیاری کی مگر خاک کچھ نہ آیا ناحق کو سرخاب وعقاب کو مار کر اپنی جان پر آفت لی اب رسائی باغ سیماب مین ناممکن اسی صحرا مین پھڑک پھڑک کر مرے نکلنا بھی اس سرحد سے دشوار ہی عمرو اس سوچ مین کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر آشنا ہوا اسی جانب چلا آتا ہی عمرو ساحر کو دیکھ کر گوشے مین آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ساحر حبیب کی صورت بنا وہ ساحر جستجوے آب مین اسی مقام پر آیا طرف چشمے کے چلا جاتا تھا پانی پیے عمرو نے آواز دی او بدخو بے آبرو ناہنجار بدکردار پانی سے لب تر نہ کرنا آبرو نہ کھونا اپنے کو چاہ ضلالت مین نہ ڈبونا اُس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا بھائی صاحب آپ تو بڑے بدزبان ہین زبان سنبھالیے اپنے ہوش مین آیئے کلمات بیہودہ نہ فرمایے عمرو نے کہا زبان سے ساتھ اب جوتا سنبھالینگے تو نے کیا سمجھ کے پانی کی چاہ کی ابے تو کون ہی تیرا کیا نام ہی کہان سے آتا ہی کہان جاتا ہی کیا کسی کا نامہ دار ہی یا چور اچکا مکار ہی ہم خان طرف سے سامری وجمشید کے اس مقام پر مقرر ہین بندگان سامری کی جان بچاتے ہین بھائی جی صاف صاف مضمون تمکو بتاتے ہین اس چشمے مین اگر اژدہا پانی پیتا ہی یہ پانی نہین کفاری ہی ہلاک موجہ اسکا تیغۂ آبدار ہی حباب اسکے بس کی گانٹھ ہین گرداب آب محیط بلا نام اسکا چشمۂ فنا خانہ اسواسطے ایسے کلمات ناشایستہ کہے کہ جسمین تمکو غصہ آئے پانی نہ پیو اب ہم تمکو پانی پلا ئینگے ٹھنڈک مین بٹھائینگے اُس ساحر نے خواجہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان یہ گالیان مصری کی ڈلیان ہین اگر پانی پیتا ہڈیان تک پانی ہوکے بہ جاتین ای برادر اب میرا حال سنو مین قاصد ہون خداوند داؤد کا احمر جادو میرا نام ہی خداوند کو اپنی کرامت سے معلوم ہوا کہ ساربان شہزادہ حوالی باغ سیماب مین آگیا ہی پس نامہ مجکو دیا کہ جاکر سیماب جادو کو دیکر آگاہ ہو جائے عمرو باغ مین نہ آنے پائے عمرو نے سنکر کہا بھائی تمنے بڑا کمال کیا اب ہم تمھارے حال سے ماہر ہوے پانی پیو کھانا کھاؤ یہ کہکر ایک جانب دو ٹھیے چھاگل مین پانی چھلکاتے ہوے لائے دو ڈلیان برفی کی جیب سے نکالین کہا لو بھائی نوش بھی کرو پانی بھی پیو خالی پیٹ مین پانی پینا مناسب نہین ہی کلیجے مین پانی مثل تیر کے لگتا ہی آدمی دھوکا کھاتا ہی ساحر نے خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا برفی کھائی عمرو نے ہنسکر کہا لو بھائی تمھاری موت

آئی اُسنے ہنسکر پانی بھی پیا کہا آپ کے مزاج مین بڑی ظرافت ہی پانی پیتے ہی گھبرا کر اٹھا کہا بھائی اس پانی مین کیا شریک تھا عمرو نے کہا سم قاتل تھا ہم تو پہلے ہی کہ چکے تھے کہ تمکو موت لیکر آئی ہی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے قتل نہ کیا کہ خاید جسکا نامہ دار ہی اسکو ظاہر ہوجائے پچی بیہوشی کی دماغ پر اسکے چڑھادی نامہ اسکی جھولی سے لیا اُسکی شکل بنکر تیار ہوے طرف باغ سیماب کے چلے

پہونچنا خواجہ عمرو کا باغ سیماب مین اور لڑنا اسد غازی کا اور جنگ مغلوبہ ہونا ساحرون سے ساقی نامہ مصنف

ای ساقی گلرخ و گل اندام
ساغر وہ پلا کہ مست کردے
ہون تنگ تری رنگا بون سے
منہ شیشہ کا کھول ساقی
دیدے کہین کم ہو یا سوا ہی
جیسی مین چاہتا ہون ویسی
نوشین جان بخش روح پرور
خوشبو مین گلاب رنگ مین ہون
دیدے کہ یہ وقت ہی سحر
لے اور بھی بادہ خوار کئے
اُڑتے ہین پہ چھین مارتے ہین
شاید کہ پھنسا کوئی مہذب
ملا کو بلا نہ لائے ہون یہ
اگلون سے جو ہی سنی سنائی
ہی لیتے ہین قرض و دوام لیکے
ہین ظلم کے میگسار تیرے

دے پھول کا آج پھر کوئی جام
بے قلقل و شیشہ اپنا ہی قل
دم ناک مین ہی جمائیون سے
ہو نہین اگل سے جام بھر دے
پیمانے کی احتیاج کیا ہی
رنگین خوشبو کہن خریدار
بیغش روشن صفا مقطر
آئینہ مثال پاک شفاف
مانگی ہی پھر آج سال بھر بعد
مدہوش خبر بھی کچھ ہی گھر کی
چھپکے چپکے پکارتے ہین
زاہد پہ نہ آفت آگئی ہو
قاضی کو لگا نہ لائے ہون یہ
ان مفتیون کا یہ مسئلہ ہی
دینا انکو تو دام دے کے
باتین جو کرین تو دل لبھائین

ہان زور خمار پست کردے
اب نشے کا ہی اتار بالکل
بیتاب ہون کچھ تو بول ساقی
کانٹے مین نظر کے تول کردے
ہر بار نہ پوچھ یہ کہ ساقی
شیرین سرخوش ہو تند گلنار
روح افزا و نیم رس شفق گون
قلب صوفی کی طرح سے صاف
سن کر تجھے اعتبار آئے
زنجیر ہلا رہے ہین در کی
عادت انکی بھلا یہ تھی کب
واعظ کی نہ شامت آگئی ہو
ہان خوب یہ بات یاد آئی
ہی مفت کی ہو اگر روا ہی
آفت کے ہین بادہ خوار تیرے
چھپکے چھپین تو قہر ڈھائین

گویا خاموش دونوں آفت
شعلے ہیں مزاج آگ کا ہی
دیگر ساقی دریادلی عیان کر
صافی صفت سحاب دکھلاے
بادل کی گرج سنا ہیں میخوار
کشتی شراب کا بند ہے پل
ہر چیز نگاہ میں ہری ہو
طاؤس بط شراب بنجاتے
مہتاب منیر جام بنجاے
ساغر بنے چاند چودھوین کا

بیہوشی و ہوش دونوں آفت
آنکھوں میں نشا ہیں سر میں آتش
کشتی مے ناب کی روان کر
ہو آب و شراب میں نہ کچھ فرق
واعظ پہ ہوں پھبتیوں کی بوچھار
کیفیت سبزہ باغ دکھلاے
شیشے کو کدو سے ہمسری ہو
صہبا میں قمر کی روشنی ہو
پیمانہ مہ تمام بنجاے

غصے انکا ستم بلا ہی
پتھر کی طرح جگر میں آتش
بجلی کی چمک شراب دکھلاے
قلقل کی صدا ہو خندۂ برق
ہو جوش پہ بحر ساغر گل
نشہ مجھے سبز باغ دکھلاے
طوطی مرغ کباب بنجاے
صافی شراب چاندنی ہو
ہو دور جو آب آتشین کا

شعر جو ہیں زبدۂ زمرۂ راستان، وہ لکھتے ہیں اسطرح یہ داستان، پُر نیرنگ سحر

عیاری نامور و نامدار صاحب جاہ و وقار افسر سرہنگان باجگیر اقلیم مکاری کشندۂ ساحران جہان قوت بازوے صاحبقران نامی و نامدار خواجہ عمرو عیار بشکل نامدار خداوند داؤد طرف باغ سیماب کے روانہ ہوے قنطورۂ زنبقی پتیا بہ سقرلاطی سے آراستہ جست و خیز کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم کہ اب تو ایسے مغز و مکر کی شکل پر جاتا ہوں کہ سیماب تڑپ جائیگا بخواہش تمام اندر باغ کے بلائیگا انشاء اللہ باغ میں رنگ جائینگے اسد غازی کو گلدستہ ہانے لوح تک پہونچائینگے آج ضرور لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی یہ نہیں معلوم کہ در باغ بندی ہمارے آنے سے وہ واقف ہو چکا ہی انتظام کر رہا ہی حقیقت ہیں اُس ابر سیمابی کی یہ کیفیت ہی جسقدر خواجہ قریب باغ سے ہوجاتے ہیں قدم بڑھاتے ہیں جنبش ابر ترقی پر ہی سیماب بیقرار و مضطر ہی ساحروں کا جماؤ اسکے قریب بڑھتا جاتا ہی کہتا ہی دیکھو یارو وہ ظالم اسی جانب آتا ہی کیا سوچا ہی بڑا حوصلہ ہی مگر فساد انگیز ہی بڑا عیار بامذبیری یہ بیان کر رہا ہی سننے والے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہیں حضور طائر وہم و خیال کے پر جلتے ہیں اس صحراے آتش خیز کے ذکر سے زبان پر شعلے نکلتے ہیں کیونکر اس صحرا میں بسر کی کیونکر شب ہوئی کیونکر سحر کی صاحب طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی روشن ہی

اوج پر اسکا نیر اجلال ہو ایسی قید شدید سے رہا ہونا عرصہ دراز تک زندہ رہنا جائے
قید شدید سہنا اسی شیر کا کام ہی بڑا صاحب جرأت ولیاقت ہی وقائع مین تحریر ہی مورخین
کی صاف صاف تقریر ہی کہ آٹھ برس کے سن مین اس نہنگ بحر جلالت نے خروج کیا اولاً
اول دربند ہوشنگیہ پر پہونچا اسی کم سنی مین اٹھارہ امیرزادے ساتھ تھے ہوشنگ شاہ
کو زیر کرلیا اُس دربند پر قبضہ ہوا لقا کے صدہا گانون لوٹ لیے زمیندار نام سے اس
جوان کے تھراتے تھے جس مقام پر یہ فوجکش ہوتا تھا نذرانہ لیکر آتے تھے لشکر خداوند لقا
بیحد وبے انتہا مثل مور وملخ کے ساتھ اُس کمسنی مین خانوادے قدرت خداوند سے لڑا
بڑھکر پڑا جس فوج پر بدیع الزمان اور قاسم جاتے تھے اُس سے یہ آنکھ ملاتے تھے
دس ہزار اُنھون نے مارے دو ہزار اسنے بھی قتل کیے دس برس لشکر خداوند سے
یہ جوان لڑا قیطولات پر قید بھی ہوا وہان سے بھی رہائی پائی سند جرأت ہاتھ آئی اب یہ
ہوش ربا مین قدم رکھا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی باغ سیماب مین تو یہ ذکر ہی دروازہ بند ہا بر کو
دمبدم جنبش سیماب اسباب سحر سے ہوشیار مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار شبل قاصد
خداوند داؤد راہ کو طے کرکے قریب باغ سیماب پہونچے دروازے پر آئے روزن سے
جھانک کر دیکھا باغ مین ہزارہا جادوگر پھرتے ہین عمرو نے پکار کر آواز دی شہنشاہ سیماب
سے خبر کرو کہ احمر جادو شہر داؤدیہ سے فرمان خداوند داؤد لیکر آیا ہی اندر طلب کرین
فرمان پڑھکر جواب دین عمرو نے دیکھا ساحر سنتے ہوئے چلے جاتے ہین کوئی جواب بھی
نہین دیتا جب عمرو بہت چیخا ایک ساحر نے بڑھکر کہا ای برادر اسوقت چلے جاؤ دروازے
بند ہی شہنشاہ سیماب کا حکم نہین ہی سیماب خود تڑپ رہے ہین یہان ساربان شاد
کی آمد ہی اسواسطے بندوبست کررہے ہین اور وقت آنا کیون غل مچاتے ہو سر کھائے جاتے
خود بھی خداوند داؤد آئینگے تو دروازہ نہ کھلے گا یہ کہکر وہ ساحر چلا گیا اب عمرو حیران ہوا کہ
یہ بڑا غضب ہی ہماری آمد کا یہ انتظام ہین اپنی قدر نہین شہرون مین جا بجا نام ہی شعر
ذکر میرا مجھسے بہتر ہی کہ اُس محفل مین ہی ٭ رتبہ دیکھو میرے کینے کا کہ اُنکے دل مین ہی ٭
عمرو ہر چند پکارتا ہی ایک ایک کو للکارتا ہی کوئی قریب دروازے کے نہین آتا اب

عمرو نے ڈرانا شروع کیا کہ یارو جاکر خداوند داؤد سے کہدون سب کو سنگ سیاہ کر دینگے
شامت آجائیگی زمین باغ سیاہ ہو جائیگی ایک نخل اژدہا بنکر سب کو کھا جائیگا ہر ایک شاخ
مار سیاہ بنکر ڈسیگی پتے بچھو ہر سرو خرس بدخو شیر زمین سے پیدا ہونگے چیر پھاڑ کر سبکو پھینکدینگے
لاکھ عمرو نے رنگ جمایا کسی باغی نے جواب نہ دیا اب عمرو حیران ہوا کہ مین کیا کرون کیونکر
اندر باغ کے جاؤن کہ اتنا غل مچاؤن کوئی بھی نہین سنتا جب عرصہ دراز گذرا عمرو نے
دیکھا ایک باغبان بچہ نوجوان سبزہ آغاز لال پگڑی سر پر دوہری مرزائی مین سلوکی دھوتی
زری کا جوتا گیندے کا ہار گلے مین چاندی کے موٹے موٹے کڑے ہاتھ مین ٹہل رہا ہے عمرو نے
اسکو تاکا پکارا کہ بھائی باغبان ہم خداوند داؤد کے پاس سے نامہ مع تحفہ جات لیکر آئے
ہین ذرا دروازہ کھول دو اُسنے بھی یہی جواب دیا کہ میان کنجی قفل کی تو میرے پاس ہے مگر شہنشاہ
کی ممانعت ہے باغ مین آنے کی کونسی صورت ہے اسوقت چلے جاؤ کل آنا عمرو عیار بڑا قزاق ہے
لٹیرا قاتل ساحران سردار مکاران اس سرحد مین آیا ہوا ہے سرخاب و عقاب کو مار کے
سو ساحرون سے لڑ صحیح و سلامت نکل گیا اسواسطے دروازہ بند ہے کہ وہ باغ مین نہ گھس آئے
سب کو لوٹے باغ کے ساحر مال اسباب چھپائے پھرتے ہین بھائی مین نے بھی تھالی لٹیا
چمن مین دفن کردی جو کچھ نقدی ہے اپنی مٹھی مین رکھو نا وقت بیوقت بیجگہ پڑے ٹکا پیسہ
پاس رہے عمرو نے کہا بھائی دروازے کے قریب آؤ دروازہ نہ کھولو دو چار باتین کر کے
چلے جاؤ باغبان بچہ قریب آیا عمرو نے کہا بھائی دروازہ کھول دو خداوند کا نامہ لیلو باغبان
نے کہا نہین صاحب ہماری نوکری جاتی رہیگی ہم دروازہ نہین کھولینگے یہ کہکر منھ پھیر کر چلا
عمرو نے کہا بھائی جاؤ نہین نہ کھولو ایک بات اور سن لو وہ پھر آیا عمرو نے کہا ہم خداوند کے
نامہ دار ہین اگر ہمین اندر آنے دوگے قدرت سے کہکر تمھین بادشاہ کرا دینگے ایک شہر دلوا دینگے
مزے سے سلطنت کیا کرنا لونڈیان نوکر رکھنا سیکڑون خدمتگار مصاحب چوبدار رئیس و امیر
و وزیر ہاتھ باندھے کھڑے رہینگے تاج جواہر کا تمھارے سر پر ہوگا تخت زبرجدی پر بیٹھوگے
میان سیماب بھی تمھین سلام کرنے آئینگے ایسے ایسے بادشاہ تمھارے دربار مین بار نہ پائینگے
مگر بھائی ہمکو وزیر کرنا روپیہ کھیلا کرینگے ہر وقت خزانے مین تمھارے دو چار کرور جمع رہینگے

دیکھو بھائی روپیہ کو عزیز کرنا برادری والون سے نہ ملنا میان چودھری تمھارے جو حقہ پانی بند
کرتے ہین وہ غریب بچے کی علت مین پکڑوا دیوا اُسنے کہار کی جورو گھر مین بٹھالی ہی سب کا دم
ناس کرتا ہی کہار کا بچہ بیٹے والون کا پاس کرتا ہی اب تو باغبان بچے نے ان باتون کو خوب گوش
ہوش سے سُنا جواب دیا بھائی تمھاری مہربانی وزیر کیا تمکو اپنا نائب بنائینگے چودھری حرامزادے
کی ناک کٹوائینگے مگر دروازہ کھولنا مشکل ہی ہم شہنشاہ سیماب سے پوچھ آئین تم کھڑے رہو
عمرو نے کہا ابے تو بڑا گدھا ہی ہماری بات تیری سمجھ مین نہین آئی دسبدہ سیماب کا نام لیتا
ہی پارے کی کیا حقیقت ہی دو انگاریان رکھدینگے اُڑ جائیگا خیر ایک کام کرو قفل کھولو
ہمین اندر نہ آنے دو جو مال خداوند نے بھیجا ہی وہ تو لیلو باغ مین لاکھون جادوگر ہین عمرو
سے یہ خوف ہی ایسا نہو کہ راہ مین اس مال کو ہم سے چھین لے ہم تو اکیلے ہین اب باغبان بچہ
قریب آیا کہا مال کیا ہی عمرو نے کہا کچھ اشرفیان کچھ جواہرات ہی اسکا لینا کیا بڑی بات ہی باغبان
بچے نے کہا ہم دیکھین عمرو نے اشرفیان زرد زرد ہاتھ پر رکھکر دکھائین باغبان بچہ چمن زعفران زار
کو دیکھکر ہنسا دل مین سوچا یہ لات و منات کی عنایت ہی مفت مین مال ملتا ہی اس غدر
مین کون پوچھے گا بعد دو چار دن کے تحقیقات ہوگی پہچان بھی نہ سکیگا ایسا مال پاکے ہم نوکری
کاہیکو کرینگے گانون مین جاکر ٹھاکر چاچا کے یہان جیٹھ رہینگے یہ سوچکر کہا لاؤ جی مال اور نام بھکو
دیدو تم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ عمرو نے کہا اچھا بھائی کھولو مال لیلو میرے بوجھ اُترجائے
مفلس کو کون پوچھے گا نقد جان تو بچ جائیگی باغبان نے جنیو سے کُنجی کھولی قفل کھولکر زمین پر
رکھا زنجیر کھول کے دروازے مین کُشتنا اُڑا دیا دراسے ہاتھ باہر نکالا کہا لاؤ بھائی کہین تمھاری
مشکل آسان ہو سویرے سے اپنے گھر پہونچو جیسے ہی اُسنے ہاتھ نکالا چاندی کا کڑا ہاتھ مین تھا
عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا عمرو نے خنجر نکالکر باغبان کا کھٹ سے ہاتھ کاٹ ڈالا باغبان بچے
نے ہاے کا نعرہ کیا چیختا ہوا بھاگا عمرو نے دھکا دیا دروازہ کھل گیا عمرو اندر آیا دیکھا باغبان بچہ
ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا روتا پیٹتا بھاگا جاتا ہی عمرو نے آواز دی ابے مال تو لیتا جا
دوسرا کڑا مجھے دے وہ تو جا کسی چمن مین بیہوش ہوکر گر پڑا عمرو جھپٹ کر ایک گوشے مین آیا
اسد غازی کو زنبیل سے نکالا ناظرین پر واضح ہو کہ جلد اول مین ارماس بن طرماس

براے مقابلہ لشکر مرخ آیا تھا اُسکے پاس چادر جمشیدی تھی مہترقران نے اُسکو قتل کیا تھا
وہ چادر لیکر مہتر برق بھاگا تھا اُس چادر پر سحر تاثیر نہین کرتا عمرو نے وہ چادر زنبیل مین رکھ
لی تھی اسوقت نکالی اسد غازی کو اُڑھائی سلاح جنگ بہ تجمیل جسم پر اُس شیر بیشۂ جرأت کے
آراستہ کیے کہا ای نور نظر اشقے تجرُتے تمکو باغ سیماب مین لیکر آئے ہین لاکھون ساحرون سے
مقابلہ ہی اب وقت جرأت ہی اظہار کرا پنے کو گلدستہ ہاے لب تک پہونچاؤ مالک طلسم عالم فضل
اپنا شریک کرے لی طلسم ہوشربا دستیاب ہو مگر آج امتحان زور صاحبقرانی ہی دریاے
آتش کا جھیلنا جان پر کھیلنا مین براے جان نثاری حاضر ہون اسد غازی نے فرط محبت
سے ہاتھون کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا حضور آپ کے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا یہ کہکر
اسد غازی آگے بڑھا ایک ہاتھ مین تیغ بید برنج ایک مین سپر فولادی فراخ دامن اس
صولت سے یہ دلیر صف شکن بڑھا عمرو پشت پر مثل ہمزاد ہمراہ ہوا یہان سیماب جادو
کرسی پر بیٹھا تھا یا تو ابر مین جنبش تھی یا ابر نے چرخ مارا ابر سیابی پڑا پا سیماب گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا
کہا لو یارو عمرو عیار مع طلسم کشا ضرور بالضرور اندر باغ کے آگیا افراسیاب نے علامت
بتادی تھی وہ ظاہر ہوئی دیکھو ابر سیابی کو اضطراب ہی مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی
ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ پشت سے شیر کے نعرے کی آواز آئی زمین باغ کی تھرائی نخل کانپے
طائر درختون سے بدحواس ہو کر بھاگے رنگ باغ دگرگون نوجوانان باغ کا کلیجہ خون نعرہ اسد

اسد شہسوار مرد رزم جنگ
بدم دل شیر و جرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران
باشید ای کفاران بچاو ای نابکاران تجدید غاشیر بیشہ مین آگیا

بدون تکار کب پلٹتا ہی سیماب نے دیکھا چمنستان سے یون اسد غازی برآمد ہوا جیسے
دہان کے کھیت سے ظہور نیر اعظم چہرہ آفتاب عالمتاب رعب و جلالت و داب پیشکار
تہور و شرافت ناصیہ سے آشکار قد سرو باغ صولت آنکھین رشک چشمان غزال صحرا سے
ہیبت تیغ برق مثال دست زبردست مین شیرانہ ساحران غدار پر آ کر گرا سیماب نے
آواز دی خبردار جانے نپاۓ ہان یارو مارلو طلسم کشا کو چار جانب سے گھیرلو خواجہ عمرو
پہلو پہ اسد غازی کے مگر اس کیفیت سے کہ گلیم کاندھے پر خنجر برہنہ ہاتھ مین جادوگر ونکا

جو بلوہ ہوا عمرو دو گلیم اوڑھکر مخفی ہوا اگرچہ اسد شیر دل پر ساحرون نے بلوہ کیا چار جانب سے
حربہ ہاے سحر پڑنے لگے بسبب چادر جمشیدی کے سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا اسد نے جسپر ہاتھ مارا
دو ٹکڑے کیے کسی پر اوجھڑ سپر کی لگائی خود سر کا سر پھٹ گیا ہاے کہکر زمین پر گرا کسیکی کمر مین ہاتھ
ڈالکر اٹھایا گرد سر کے پیچ دیا زمین پر مارا سر غرق زمین ہوا ٹانگین تھرائین روح نجس نے جسم
سے راستہ پایا نکل گئی جب عمرو دیکھتا ہی کہ اسد غازی پر زیادہ بلوہ ہی اپنے کو ظاہر کر کے
لڑائی مین مصروف ہوتا ہی مگر دل سے دعا ہی کہ خداوندا اسقدر فوج کا کیونکر خاتمہ ہوگا تا بگلدستہ
لوح رسائی نہایت دشوار ہی بحساب فوج کفار حقیقت مین سیماب نے گرد اس چبوترے کے
صفین باندھین ہین لوہے کی دیوارین معلوم ہوتی ہین دریاے فوج ساحران کا جوش گیر و

برن کا خروش **نظم مصنف**	اسد شیر دل تھا جو مصروف جنگ	ہر اک کافر وسیہ تھا بہ تنگ
ہوا گرم ہنگامۂ گیر و دار	زمین باغ کی بنگئی لالہ زار	وہ نعرے اسد کے بوقت وغا
کہ باشید ای کافران بیحیا	منم شیر صولت یل ذی وقار	منم صفدر و صف شکن نامدار
منم رہرو جادۂ صفدری	کہ باطل کنم مذہب سامری	من آنیم سرکوب افراسیاب
نظر کردہ شاہ عالی جناب	چو تیغ یلی برکشم از غلاف	تزلزل فتد از میان مصاف
عمرو بھی بمردی و قہر و عتاب	لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب	کبھی حملہ در گاہ روپوش تھا
یم مکر کا دمبدم جوش تھا	کبھی حقۂ لفظون سے چلا	لگی آگ منھ ناریون کا جلا
کبھی جوش مین آکے مارا حباب	گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب	کبھی پنجہ کھینچکر جا پٹا
بقہر و غضب کافرونسے لڑا	قمر مہر خالق سے وہ شیر نر	مہ اوج اقبال و فضل و ہنر
لڑائی مین مصروف بخوف و بیم	وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم	مگر سیماب خانہ خراب نے

دیکھا کہ صدہا ساحران نامی کو اسد غازی نے قتل کیا کس زور و شور سے یہ بحیا سحر کر رہا ہی
دم افسونگری کا بھر رہا ہی مگر اسد پر تاثیر نہین ہوتی سیماب گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی سحر جواب
دے رہا ہی اور اسد نے تاک تاک کر افسرون کو قتل کیا غصے مین تیغہ سحر کھینچکر جا پٹا اسد
شیر دل پر تلوار کا وار کیا شعلے گرے مگر اسد کے جسم پر نہ پڑے اسد نے قدم مردی بڑھا کر
تیغہ سحر کو سپر فولادی پر لگا نکھا نعرہ شیرانہ کر کے ہاتھ مارا سیماب نے تڑپکر سپر سحر کو چہرے کی

پناہ کیا مگر نہیب تیغ اسد سے تھرا گیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا تیغہ برق مثال
تڑ بڑ کر گری سپر کو کاٹ کر تاج سر کو کاٹا سر پر گری اوچھا سا زخم آیا تھا سیماب نے اپنے کو یا سامری
کہکر زمین پر گرا دیا سیماب تھا تڑپ کر نکل گیا اسد جھپٹا بیچ مین ہزارون ساحر آگئے لڑائی ہونے
لگی سیماب جھاڑ پونچھکر اٹھا اب نہایت تردد ہوا دل سے کہتا ہی بادولت کے سحر نے تاثیر
نہ کی اب فتح سے دل نا امید ہی ای سیماب اسمین کچھ بھید ہی سیماب نہایت ساحر زبردست
و چست و چالاک سحر و ساحری مین بیباک تمام باغ اشیاے سحر سے مملو قریب ایک نخل سے
آیا پیشانی پر نشتر مارا قطرہ اپنے خون کا لیکر بیخ نخل پر مل دیا آواز دی ای سحر سامری یہ کیسا
شاخسانہ ہی ساحرون کی تباہی کا بہانہ ہی آج باغ مین نیا گل پھولا رنگ سحر کا طلسم کشا پر نہین جمتا
غنچۂ خاطر پژمردہ نہین کھلتا ہزارہا سرو قد قتل ہوگئے ثمر نخل سحر سے نہین حاصل ہوتا طلسم کشا
باغ باغ جھونکے باد خزان کے باغ امید سامری پرستان پر چل رہے ہین ای سرسبز کن شاخ نخل
امید مدد کیجیے آپ کے بندون کے دم نکل رہے ہین بیخ نخل سے ایک برق چمکی آواز آئی ای
سیماب بدون تدبیر اگر طلسم کشا سے مقابلہ کرے گا کشتہ ہوکر خاک ہوگا ہاتھ سے طلسم کشا
ہلاک ہوگا چادر جمشیدی طلسم کشا اوڑھے ہین جبتک وہ جسم سے جدا نہوگی سحر تاثیر نکریگا
جمشید نے برسون خاک چھانی تانا بھاری کی خوبروئی سے سوت کاتا گڑیان بنائین ردئی
دھنکی تانا بانا چڑھایا یہ چادر تیار ہوئی لقمان کے تڑے تھے چادر مین تاثیر بھر گئی کیون کوئی پر
قریب جاسکے کیونکر کوئی شیطان ہو تھڑ ہلاے جلد تدبیر کر زیادہ نہ تقریر کر یہ سنکر سیماب گھبرایا
غصے سے پسینہ آیا گوشۂ باغ مین آکر دستک دی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اژدر دم
کندۂ جہنم تیغ و سپر ہاتھ مین لیے زنجیر آہنی کمر سے باندھے جھومتا ہوا سامنے سیماب کے آیا
کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہی آج کیون غلام کو تکلیف دی کیا سرکار پر مصیبت پڑی سیماب نے کہا
ای اہرمن طلسمی طلسم کشا باغ سیماب مین آگیا جرات اسکی جوش پر چادر جمشیدی دوش پر
جلد جا شعبدۂ طلسمی دکھا چادر چھین لے ورنہ آج باغ سیماب کا خاتمہ ہی اٹھا تھر تا دو جوان
قریب چبوترے کے پہونچ چکا ای اگر لوح پا گیا زندگی سامری پرستون کی دشوار وہ جوان عالیجاہ
رستمانہ جنگ مین مصروف ہی یہ سنکر وہ اہرمن چلتی تیغہ تولتا ہوا سامنے اسد نامدار کے

آیا آواز دی او طلسم کشا کیا ساحروں پر وار کر رہا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ ہم وار کر
اسد غازی شیر دلیر تو کہتے ہی جا پڑا اہرمن نے ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا
ہزاروں ساحر نیزہ و شمشیر کے وار کر رہے ہیں اسد کی ذرا جو پلک جھپکی اس زنگی سیاہرو نے
ہاتھ بڑھا کر چادر دوش سے اسد کے کھینچ لی چادر زمین پر گری اسد نے چاہا جھک کر اٹھاؤں
سیماب دیکھ رہا تھا ایک گولا مارا وہ اہرمن ہائے کہکر منھ کے بل زمین پر گرا جسم سے
ناری کے آگ نکلی چادر جمشیدی جلنے لگی اہرمن نے ایک چیخ ماری او سیماب خانہ
خراب میرے ساتھ دغا کی مگر او پاجی ہمارا جلانا کیا خالی جائیگا تھوڑی ہی دیر میں منھ کی کھائیگا
کتے کی موت مارا جائیگا چشم زدن میں چادر جمشیدی اور وہ زنگی جلکر خاک کا ڈھیر ہو گئے
اسد غازی غصے میں بڑھے تھے سیماب نے صرف آنکھ سے اشارہ کیا غضب کا اشارہ
تھا اسد لڑکھڑا کر زمین پر گرا زمین نے پاؤں تھام لیے ہاتھ بھی بے حس و حرکت ہوئے چار
جانب سے ساحر اسد پر ہلہ کر کے چلے عمرو گلیم اوڑھے ایک گوشے سے یہ معرکہ حیرت افزا
دیکھ رہا تھا اسد کے گرتے ہی کلیجہ پھٹ گیا گلیم اتار کر نعرہ کیا حقہ آتشبازی مار دیا حقہ روغن
نفط بھی پھینکا کئی سو ساحر واصل جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم برہم ہوئے عمرو جست کر کے
برابر اسد کے آیا مثل پروانے کے گرد پھرنے لگا کبھی گلیم اوڑھ لی کبھی بیقرار ہو کر ظاہر ہوا
مثل برق جہندہ عرصہ دراز تک لڑا ایک ساحر نے چاہا اسد پر نیزہ مارے عمرو نے
گلیم اتار کر اسپر ہاتھ تیغے کا مارا سیماب نے فوراً گھبرا کے آواز دی عمرو بھی برابر اسد کے
گرا سیماب جادو نے آواز دی او نامردو دونوں کے سر کاٹ لو خواجہ عمرو بیقرار ہو دے
ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے پکار اٹھے **نظم دعائیہ**

نقش پیوند کارگاہ وجود	کوکب آرای آسمان بلند	ای کشانندہ خزانہ جود
بود نی را ہمیشہ بود از تو	بود نا بود را وجود از تو	ہم زمین ساز و ہم زمین پیوند
ہر چہ چیزیست آفریدہ تست	در ثنائے بہ فہم عالمیان	آفرینش رقم کشیدۂ تست
آدمی کیست خاک بے پروا	کو بداند خدائے را چو خدا	در نگنجد بود ہم آدمیان
لاف دانش دلیل نادانی ست	مور کا قدم میان دریا بار	سخن آنجا کہ از خدادانی ست
		کی سد از ثنا دری بکنار

عقل گو صد ہزار رنگ آمیخت
ہمہ دانندگان تو دانی و بس
طمع نیست از کشت بیجا صلم
زطاعت مکدر ز عصیان ملول
ندارم بجز عجز چیزے بکف
من و دست و دامان بیچارگی
نگیری چسان دست افتادہ
گدائے درت نیستم کیستم
در افتادگی از کہ خواہم مدد
کسے نیست غیر از تو فریاد رس
بہر حاجتم از تو امیدوار

از خجالت بپائے بس بگریخت
دیگر خطا یا بجاہ و خداوندیت
بخشنودیت کار دارد دلم
کہ نیک و بدم ہر دو بنود روا
شد از کف مرا نقد فرصت تلف
بدرگاہت آوردہ ام عجز خویش
کہ خود از کرم ہستیش دادہ
اگر ہست بنما در دیگرم
مدد از کہ افتادگان را رسد
ز خاک قفس ارمغان بہار
کہ ہم فیض بخشی ہم آمرزگار

ہر چہ اندر جہان بداند کس
کہ بخشی مقام رضامندیت
بسے عمر سارم ز نفس فضول
چو عصیان بود طاعتم ناسزا
نبخشید سودے جگر خوارگی
سر از شرم بے برگی افگندہ پیش
بیک عمر در نعمت زیستم
دگر نہ بحرمان مران زین درم
خروشان خراشم جگر در قفس
فرستم صفیر دل سوگوار

عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا آسمان سے نعرہ ہوا ہم باغبان قدرت ہم صاحب عقل وشعور ملکہ مخمور ہم مسخر کن غرب و شرق یعنی رعد و برق ہم سیف قاطع یعنی برق لامع ہم گل حدیقہ جاہ و وقار یعنی ملکہ بہار ہم صف شکن ملکہ بران شمشیر زن یہ ساحران نامی جان نثاران گرامی کوئی زمین سے نکلا کوئی آسمان سے مثل برق گرا سحر کئے ہوئے قریب اسد و عمرو پہونچے پہلے عمرو پر سے سحر اُتارا عمرو نے گٹھری گلیم اوڑھکر مخفی ہوا اسد شیر دل نے تلوار کھینچکر نعرہ کیا سب سے پیشتر ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا پھول کھلے ہوا نے اپنا رنگ باندھا گل سحر شگفتہ ہوئے گل حیات کفاران مرجھائے طفلان غنچے کو اضطراب شاخون کو پیچ و تاب جوانان چمن اکڑنا بھولے شمشاد سیدھے ہو سکے نرگس شہلا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے سنبل بال نوچے سوسن گونگی بہری نہروں سے طوفان اُٹھا جوش ہوا کہ کافرون کو ڈبو دون لب نہر سے صدا آئی بھاگ جاؤ آبرو بچاؤ گل سمن و یاسمن پر تازہ بہار لائے کی نگاہ قہر آگین جو خونخوار طائرون نے غل مچائے باغیون کے ہوش اُڑائے غل ہوا آمد فصل بہار ہے جدھر دیکھو دیوانون کی قطار ہو گئی ہزار ساحر دیوانہ دوڑے سر ٹکرانے لگے سرکشون کو غش آنے لگے مخمور نے دانہ یاقوت احمر

کانٹا لگا کر مارا کئی سو کے سر پھٹے مثیلی آنکھون پر ہزارون کے گلے کٹے باغبان نے پھولونکا گیند
مارا خنجر ہائے آتش نکلے ناری جل بھن کے خاک ہوئے رعد نے چیخ ماری کئی سو لڑکھڑا کے
گرے جو مغرور تھے اُنکے سر پھٹے برق تڑپ کر گری کئی سو کو کاٹ کر نکل گئی برق لامع نے
قیامت برپا کی زلف شبگون ہلادی اندھیرے مین سیہ رو گھبراتے تھے درختون سے سر ٹکراتے
تھے برُان کا اختر مردار بد چلا جس بدبخت پر اختر مردار ید مارا ستارہ اُس منحوس کا گردش مین
آیا کچھ تدبیر نہ بن پڑی بد اختر نے سر پٹک کے جان دی سیماب نے دیکھا کہ ان ساحران نامی
نے ہنگامہ برپا کیا زمین ہلادی چشم زدن مین ہزارون مارے گئے باغ مین لاکھون کا
کھیت ہوا دریائے خون جاری ہوا اسد کہان سبھون نے بیچ مین لے لیا سحر سے ساحرون
کے بچاتے جاتے ہین اپنا سینہ سپر کرتے ہین خواجہ گلیم اوڑھے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہین
الامان الامان کر رہے ہین خداوندا سب کو بچانا مگر سیماب جادو کسی کے سحر کو نہین مانتا
سب کو جواب دے رہا ہی سردارون کو تو اپنے نہین بچا سکتا اُنپران سبھون نے قیامت برپا
کردی باغ لاشون سے بھر دیا ہزار ہا زنان فاحشہ ہوش ربا کو بیوہ کردیا باغبان قدرت
پر سیماب جادو غصے مین جا پٹا اسم سحر پڑھکر گولا مارا باغبان نے اُس گولے کو کاٹا
اُسمین سے برق چمک کر باغبان پر گری ہر چند روکا نہ رک سکی سر زخمی ہوا اور روے زیبا
باغبان گلگون ہوگیا بہار نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گلدستے مارے اُس بیحیا نے آتش سحر سے
جلادیے آتش بہار پر بھی زوال آیا پھول سا چہرہ کھلایا برق و رعد کو بھی زخمی کیا برق لامع
خوب لڑی ندی خون کی بہادی ہزارون کو جلادیا صدہا کو خاک مین ملادیا آخر سیماب نے کارد
پھینکی برق لامع کا شانہ نشانہ ہوا برُان نے بڑھکر آواز دی او بیحیا خبردار یہ سرداران
نامی رونق لشکر اسلام ہین طلسم ہوشربا کی زینت صاحبان جرأت وجلالت بے ادبی نہ کرنا انکے
خون سے ہاتھ نہ بھرنا عرصۂ دراز تک سیماب و ملکہ برُان سے سحر چلا مگر یہ بیحیا بلاے روزگار
ہی بانیان طلسم نے محافظ لوح قرار دیا ہی ہر طرح کے سحر کو دفع کرتا ہی پہلو نشین سامری رگ
و ریشے مین افسونگری افراسیاب کا قوت بازو زینت پہلو بد سرشت بدخو آخر سر برُان کا
برق سحر سیماب سے زخمی ہوا اپنے ساحرون کو للکار رہا ہی ایک ایک کا نام لیکر پکار رہا ہی

ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ ست جنگ باید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد ایک جانب نقیب کڑکیت صدا ئین دے رہے ہین ای بندگان سامری روز جوانمردی ہی باغیون کا ہنگامہ ہی نام کرو دشمنان افراسیاب کو گھیر لو جانے نپائین سرکشی سے باز آئین سرکار شہنشاہ سے جاگیر پاؤگے سرفروش کہلاؤگے افراسیاب ایک ایک کو نہال کردیگا سپرین تمہاری زر سرخ و سفید سے بھر دیگا ان صداؤن کو سنکر ملازمان سیماب آمادۂ سرفروشی لب پر مُہر خموشی بہار جادو نے کنارے آکر زخم سر کو باندھا دور سے دیکھا بُران پر بلوہ ہی چہار جانب سے ساحران ناہنجار نے گھیرا ہی گلدستہ لیکر پھر بڑھی آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوئی جو الفاظ رنگین غنچہ دہن سے نکلا کھلکر پھول ہوا گلدستے کو باقی کے چھینٹے دیکر شگفتہ کیا آواز دی ای نکہت و گل اندام جلد آؤ غنچۂ خاطر شگفتہ کرو کافرون پر بلا نازل ہوئی یہ کہکر گلدستہ مارا رنگ بہار دوبارہ جما غزل

شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست
رکھا وہان تنگ نے مطلب کو تمام درست
کر باغبان نشیب و فراز چمن درست
وحشت جنون نے قید تعلق سے دی نکال
ہوتا ہی پھر نشان مزار کہن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کر کی جام و
کرتے ہین غنچہاے چمن پیرہن درست
بیفائدہ ہین چارہ گرو نکی تشفیین
زخمو نکے مدتون نہین ہوتے ہین دہن درست

پیغام رستخیز ہی آمد بہار کی
نکلا تمہارے منہ سے نکو کی سخن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب
پہونچا نہ ایک تا بگلو پیرہن درست
ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو نکے نکات
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
رنگ و مئی سے آئنۂ دل ہی پاک و صاف
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم

غنچے نے تاج گل نے کیا ہی چمن درست
ورکر ہھلی ہی نرگس بیمار تندرست
گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہی
کرتا ہی چرخ پیرد اے کہن درست
کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر
کہتا ہی ناز سے وہ بت سیمین درست
کس شکل گلی شہرت نظارگی ہی آج
رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست
جاتا ہی ایک عمر لعاب بان تیغ
ہوا ور طرح زلف عروس سخن درست

اس سحر مین بھی بہار نے ہزارہا کو پامال کیا صدہا مثل برگ خزان دیدہ زرد رو زمین پر گرے ٹھوکرون مین فوج کی پامال ہوے اب کی سیماب نے قہر و غضب مین ایک ترنج سبز جیب سے نکالا اپنے خون سے اسکو سرخ کیا اسم سحر کا پڑھکر ان سب پر پھینک مارا ترنج سبز پھٹا معلوم ہوا صور اسرافیل پھونکا قریب تھا کہ محمود و غیرہ کے کان کے پردے شق ہون ہرچند

اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکین لہرا لہرا کے زمین پر گرین زبانین بند سحر فراموش بیہوشی کا ہوش
ایک سمت اسد نامدار بھی گر کر بیہوش ہوے سیماب تیغہ کھینچ کے چلا کہ جا کر سبکو قتل کرون
عمرو کا کلیجہ منھ کو آگیا بیقرار ہو کر رویا خالق بے نیاز کو پکارا خداوندا ان سردارونکو بچالے
بدعت سے اس جلاد کے نجات دے کہ آسمان سے نعرہ ہوا او سیماب خانہ خراب
دست خود را نگہدار ما ہم رسیدیم منم صاحب چتر و شان سرکوب کافران بہم زنندہ فوج
ساحران غلام جدید صاحبقران شہنشاہ طلسم نور افشان رستم نظیر منم کوکب روشنضمیر
عمرو نے دیکھا کہ کس زور و شور سے کوکب آیا تیغہ برق نظیر دست زبردست مین کھنچا ہوا
تاج زبرجدی بر سر زرہ یاقوتی زیب جسم انور جوان رعنا جرأت و شوکت مین یکتا پہونچتے ہی
سحر کیا برّان و باغبان و مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار کو ہوش آیا اسد
تیغہ ٹیک کر سنبھلا کوکب نے دیکھا یہ سب انتہا کے زخمدار ہین کثرت جراحت سے بیتاب
و بیقرار ہین کہا تم لوگ سحر کرکے نکل جاؤ مین سمجھ لونگا یہ تو سب پر پرواز پیدا کرکے نکل گئے
کوکب روشنضمیر اسد نامدار کی پشت پر آیا عرض کی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بسم اللہ
بڑھیے غلام براے خدمتگذاری حاضر ہے یہ کہکر کوکب نے چند سنگریزے زمین سے
اُٹھائے طرف آسمان کے پھینکے بت پرستون پر پتھر برسنے لگے ہزارہا سنگدل واصل جہنم ہوے
سیماب کو للکارا او بیحیا دیکھ یہ طلسم کشا ہی جستجوے لوح مین یہانتک آیا صاحب جرأت
و اقبال ماہ آسمان جاہ و جلال ہژبر دشت جرأت فریدون فر سکندر حشمت آکر اسکے قدمونکو
بوسہ دے اطاعت اسلام قبول کر دولت کونین حصول ہو انشاءاللہ عنقریب طلسم تمام ہوگی جابجا
ڈنکا اسلام کا بجیگا کفر کا نام نہ باقی رہیگا ستارہ سامری پرستان گردش مین آگیا جو اس
با اقبال کے شریک ہو جائیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم واصل ہوگا
شجر بغض و عداوت سے یہ ثمر حاصل ہوگا سیماب کوکب کو دیکھکر بیقرار تو ہوا اگرچہ جب
مصرع تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است ہ چکنا گھڑا تھا آپ نصیحت نے تاثیر
نہ کی جواب دیا ای کوکب تم نے غضب کیا دین جد و آبا چھوڑا کیا باپ دادا بیوقوف تھے
انکو ان معبودات کے نہ وقوف تھے تیرا قتل واجب و لازم ہے شہنشاہ طلسم ہوشربا سے تو

دشمنی پیدا کی وہ بادشاہ عالیجاہ طلسم نور افشان مین آگ لگا دیگا سر کو بیان کر چکا جہانگیر بن
صاحبقران کو لایا ابھی چند دن کا ذکر ہو سمرخ مو رو مار تلاش کرتے تھے چھپنے کو جگہ
نہ ملتی تھی ابکی مرتبہ بے قتل کیے نہ چھوڑیگا طلسم نور افشان کو مٹا دیگا بھاگے راستہ نہ ملیگا
جس ہوس مین ہو وہ نہ پوری ہوگی لوح طلسم ہوشربا نہ ملیگی آگ لگا دونگا پانی برسا دونگا میرے
سحر قہر خداوند سامری ہین رگ و ریشے مین شعبدہ بازی بھری ہی مین کیا دین جد و آبا
سے پھرونگا جس خدا کو دیکھا نہ بھالا اُسکو سجدہ کرونگا یہ کلمات بہلات سُنکر کوکب روشنضمیر
کی ابروون پر بل آیا قبضۂ شمشیر برق مثال پر ہاتھ ڈالا جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ بکتا
ہی افراسیاب نے کد و کاوش کی طلسم نور افشان کے مٹانے مین بڑی کوشش کی مگر اُکھاڑ
نہ سکے جہانگیر بن صاحبقران کو لا کر منھ کی کھائی وہ شیر دلیر ہمارے آقا ے نامور کا
نور نظر تھا شیر بیشۂ فتح و ظفر تھا آخر حق بہ حقدار رسید اپنے قبلہ و کعبہ سے ملے غنچۂ آرزو
کھلے باغیون کو داغ ہوا ہمین غم سے فراغ ہوا اب انشاء اللہ وقت قتل افراسیاب
قریب آیا ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا غافل مغرور نشہ بادۂ نخوت مین چور
تو اپنا زور بازو دکھلا اُس نامرد کے نام سے نہ ڈرا سیماب یہ سُنکر آگے بڑھا سحر کرنے لگا
گولے ترنج و نارنج سب اسباب جھولی کا صرف کیا کوکب نے سب سحر دفع کر دیے چمن ہا
طولانی لاشہاے ساحران سے بھر دیے سیماب سحر کرتا ہوا قریب آیا تیغہ سحر کمر سے نکالکر
کوکب پر بس بڑھا پینترے بدل بدل کے کئی ہاتھ لگائے کوکب نے خالی دیکر بصد شجاعت
ہاتھ بڑھایا کلائی پکڑ لی اس زور سے دبائی یقین ہوا شیر کا پنجہ کلائی پر پڑا استخوان توڑ کر انگلیان
نکل جائینگی کوکب نے جھٹکا مارا سیماب تڑپا کہ ہاتھ چھڑا اُون نکل جاؤن سحر کرون مگر وہ دست
زبردست پنجہ اجل تھا کسی پیر نے بچایا کی دستگیری نہ کی ہیہات ہیہات کی صدا اٹھی کوکب نے
بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا سیماب
کشتہ ہوا طمانچہ مارنا اکسیر ہو گیا پیر مہوس غل مچانے لگے کوئی تدبیر نہ بن پڑی تاریکی چھا گئی سارا
باغ نمونۂ پردۂ ظلمات تھا شور رہا ہو بلند سنگباری برف باری کرکے پیر بھی ٹھنڈے ہوے بعد
عرصۂ دراز بصد سوند گداز آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود اب باغ مین روشنی

ہوئی تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری کوکب کے ہاتھ چوم لیے کہ برادر بجان برابر ایسے وقت پر تم آئے لڑائی کو فتح کیا سیماب ساحر زبردست تھا چادر جمشید میں نے اسد کو اُڑھا کر اُڑوا یا مگر اُس بے حیا نے سحر کر کے چادر جمشید کو جلا دیا تا بڑا تحفہ خاک میں ملا دیا برق وغیرہ سب مجبور ہو چکی تھیں کسی کا سحر اُسپر غالب نہ ہوا خدا نے فضل اپنا شریک کیا مُبران وغیرہ سب زخمدار ہو گئیں خدا سب کو بخیر و خوبی لشکر میں پہونچا ہے کوکب نے کہا خواجہ اب رنج و غم کا ذکر نہ کرو حمد الٰہی میں معروف ہو دیکھو سیماب مرا اور سیماب گون مٹا وہ سامنے چبوترے پر گلدستے رکھے ہیں ای اسد نامدار بسم اللہ کہکر قدم مردی بڑھائیے چبوترے پر جائیے یہی طلسم کشائی کی شناخت ہے بسم اللہ کہکر گلدستون پر ہاتھ ڈالیے جس گلدستے میں لوح ہے بحکم قضا و قدر اُسی گلدستے پر آپکا ہاتھ پڑیگا لوح دستیاب ہوگی ای شہریار مقام عیش و فرحت ہے اشعار مخفی

تا باد صبا را بگلستان گذری است
ہر شعلہ کہ آید پے آن سحری است
گر شربت وصلت بہ لب تشنہ نداوند
در کوے تو از باد صبا باخبری است

مرغان چمن را بہ گل نظری است
بنشین نفس بلبل شوریدہ کہ امروز
بیار غم عشق ترا چشم تری است
بیداد من این ہمہ ہا بعل مخفی

نومید نباید شدن از گردش ایام
با نالۂ زار دل من ہم اثری است
چشم ہمہ قافلۂ بوے وصالت
اندیشہ کنا غیر تو ہم نادگری است

آج رب اکبر نے یہ روز سعید دکھایا سامنے گلدستہ لوح کے پہنچایا اسد غازی اس مژدۂ فرح افزا سے مثل گل شگفتہ ہوا ہر چند کہ زخمدار ہے گل زخم نخل جسم پر کھلے ہیں بدھیان پڑی ہیں گر یقین ہے کہ نخل مراد بار لائے گلشن پژمردۂ خاطر میں بہار آئے کے بلبل دل نغمہ سرا ہے غنچۂ آرزو کھلا ہے طرف گلدستون کے جاتے ہیں نظاہر ا بخت رسا یاوری پر درخشان اقبال کا اختر خواجہ عمرو ایک نخل کے سایہ میں کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کوکب مثل نرگس نگران اسد تلوار ٹیک کر سنگ مرمر کے چبوترے پر آیا دس بیس قدم گلدستون سے مفاصلہ ہے رنگ گلدستون کا سرسبز و شاداب طلائی غنچے زبان کھولا چاہتے ہیں آغوش تمنا سے طلسم کشا کے مشتاق پھولوں کو جدائی دم بھر کی شاق شاخیں ہاتھ بڑھا رہی ہیں پتیان لہرا رہی ہیں نقش پاے اسد شیر دل سے چبوترے کے پتھروں کو شرف حاصل کوکب کہ رہا ہے ای سرو باغ صاحبقران واہ ری رنگ و بوے گل حدیقۂ شوکت و شان قدم مردی بڑھائیے جلد گلدستون کے پاس جائیے عمرو بھی پھولا ہوا دیکھ رہا ہے صدمۂ زخموں کا بھول

گیا ہی دہن زخم سے صدائے مبارکباد بلند ہی اعضا شگفتگی مین کون دردمند ہی مگر قضائے کار اتفاق شکست
روزگار فلک ناہنجار بدکردار شعبدہ باز نیرنگ ساز نے بیرحمی پیکر باندھی اپنی عادت قدیم پر آمادہ ہوا
لمحہ بھر کی بھی خوشی ناگوار ہوئی ساری شفقت بیکار ہوئی افراسیاب باغ سیب مین سریر حکومت
پر بیٹھا ہی سامان عیش و عشرت مہیا ہی سرما و ابریق بڑے بڑے شاہان طلسم بصد فر و شوکت
ذکر رہائی اسد مین مصروف ہین افراسیاب کہتا ہی اگر اسد رہا ہوا تو کیا کر سکتا ہی واسطے لوح کے عمر بھر
سر گرا نیگا نشان مقام بنا ئیگا کسکی لیاقت ہی جو مرحلۂ ہوشیار و غافل کو طی کرے یا گنبد بے نور مین
گودے اگر رستم بھی صحرائے سیماب مین ہو پہنچے جل کر خاک ہو چشم زدن مین قصہ پاک ہو سیماب
جو حاکم باغ سیماب ہی با بدولت کا قوت بازو زینت پہلو با بدولت کا تعلیم کردہ بجا نا بردار اس سے
کون مقابلہ کر سکتا ہی اور علاوہ ازین باغ سیماب مین کیا رکھا ہی وہ بھی ایک راستہ ہی لوح میرے طلسم
کی کہان ہی جب مین نے قہقہہ فیلسر کو بدا اقبال اُسکے پاس سے لی اُسیوقت توڑ کر پھینکدی
سب کہتے تھے ای شہنشاہ یہ آپنے بڑا کام کیا آغاز مین انجام کا خیال ہوا سلطنت طلسم ہوش ربا
اُنکے واسطے زیبندہ و سزاوار ہی آپ کے دم سے سحر و ساحری کو رونق سامری و جمشید کا مذہب
برحق کہانتک اپنے بندون کو لقا ستائیگا آخر کبھی رحم بھی آئیگا خداوند لقا دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی
اُسکا شیطان بڑا بے پیر ہی قدرت کی تقدیر اُس بحیا کی تدبیر جب سے آئے ہو شربا مین غدر ڈالدیا
دم بھر چین نہ ملا اب تو ای شہنشاہ سامان لشکر کشی کیجیے شاہان دربند کو حکم دیجیے مسلمانون کو پامال
کرین اسد پہلوان یگانہ ہی لڑائی مین ضرور شریک ہوگا عین گرمی جنگ مین اُسی پر جا پڑینگے اب
آپکے غلام بڑے زور و شور سے لڑینگے مسلمانون کے ٹکڑے اُڑا دینگے مہرخ و بہار و عمر و کی مشکیں
باندھ لائینگے ایک جنگ تو ایسی ہو کہ بادشاہ طلسم نور افشان کے بھی دانت کھٹے ہو جائین ملکہ
برّان کے قتل کی تدبیر کیجیے آٹھو پہر یہی تقریر کیجیے یکایک بیٹھے بیٹھے افراسیاب خانہ خراب
خود گھبرایا پیشانی پر عرق آیا کہا بارہ دری کے باہر نکلو اسوقت طبیعت کا عجب عالم ہی قلب
پر ہجوم غم و الم ہی ایک ہفتے سے جنگ نہین کی شاید طلسم پر کچھ افتاد پڑی کوئی حیرت کی خبر لانے
شاید مہرخ و بہار نے اُسکو گھیرا کمبخت سخن ناشنو ہی ایسا نہو اُسنے طبل جنگی بجوا دیا ہو شاید عیارون
دام تزویر مین پھنس گئی ہو چند سردار آمادہ ہوے کہا حضور ہم ابھی جا کر خبر لاتے ہین اگر لڑائی

ہو رہی ہوگی ہم شریک ہونگے ابھی ساحر روانہ نہوے تھے کہ صرصر آ پہونچی افراسیاب نے
کہا کیوں صرصر مزاج حیرت کا کیسا ہی طبل جنگی تو نہیں بجوایا پھر تو کبھی جنگ کے تماشا نہیں دیکھنے ملینگے
صرصر نے کہا حضور طبل جنگی وغیرہ تو نہیں بجا مگر آج مین لشکر مسلمانان مین گئی تھی عیاروں مین حضرت
چالاک و قران و جانسوز بن قران بن عمرو و برق و ضرغام کا بالکل نشان نہیں ثابت ہوتا
اور سرداروں مین بہار و مخمور و باغبان و رعد و برق و برق لامع و اسد نامدار نہیں ہین
چالاک نے مکر کیا ہی عمرو بنا پھر رہا ہی لونڈی غلاموں کو بشکل بہار و باغبان وغیرہ بنایا ہی مگر مینے
پہچان لیا حضور دو ہفتے سے یہ سب نہیں ہین یہ بھی آج ثابت ہوا کہ تلاش لوح مین یہ سب گئے
ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا کتاب لاؤ فوراً کتاب اٹھائی کتاب دیکھتے ہی افراسیاب نے
سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا اسد غازی تو باغ سیماب مین کھڑا ہی لوح لیا چاہتا ہی یہ کہکر مثل
برق چمکا بصورت رعد گرجا پر پرواز پیدا کرکے آسمان مین اڑا ساحروں نے چاہا ساتھ دین
افراسیاب مانع ہوا کہا یارو کسی کا کام نہین ہی مقدمہ لوح تو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا
ہی یہ کہکر غائب ہوا یہان اسد شیر دل قریب گلدستہ ہاے لوح پہونچ چکا ہی مگر گردش فلکی ہمراہ ہی
پاے جستجو کوتاہ ہی فلک بر سر گردش بیکار کوشش بخت رسائی نارسائی زمانہ ناموافق کی کج ادائی
طالع کی نحوست وقت بد کی بدعت آفتاب اقبال کو زوال ماہ شوکت و جلالت بصورت ہلال
گل عیش پژمردہ غنچہ خاطر ناشگفتہ گلشن عیش سے رخصت بہار شکل آمد باد خزان آشکار قریب
گلدستوں کے اسد پہونچا ہاتھ بڑھاتا تھا کہ آسمان سے آواز مہیب آئی زمین باغ سیماب تھرائی
افراسیاب کا آسمان سے نعرہ ہوا باش او طلسم کشا خبردار گلدستے کو ہاتھ نہ لگانا اب قدم
نہ بڑھانا افراسیاب نے جو اسد کو قریب گلدستے کے پایا گھبرا گیا یہ بھی نہ دیکھا کہ سیماب کیا ہو
لاکھوں کا کشت و خون کیوں ہوا اسد پر مثل برق جندہ گرا اسد کے پاس کوئی تحفہ تو موجود
نہین ہی کہ سحر افراسیاب سے محفوظ رہین افراسیاب نے منھ سے اُن کی مثل تنکے کے
اسد جبوترے سے نیچے گرے افراسیاب نے گرتے گرتے لوح کو گلدستے سے لیا تڑپ کر
بلند ہوا کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اڑ گئے روح پر صدمہ ہوا دہین سے نعرہ کیا کہ او
افراسیاب خبردار کہان جاتا ہی ہاے لوح لیجلا یہ کہکر کوکب برابر افراسیاب کے پہونچا

انگلی سے اُتار کر انگشتری کھینچ ماری پیشانی پر افراسیاب کے پڑی افراسیاب نے تین چرخ کھائے
اگر اور زیادہ بلند ہو گیا افراسیاب ستارہ اونچا ہوا مثل ستارہ کے معلوم ہوتا ہے مگر کوکب تعاقب
نہیں چھوڑتا یہاں اسد غازی بعد بلند ہونے افراسیاب و کوکب کے مایوس و مجبور فرش
خاک سے اُٹھا عمرو بھی حیران کھڑا دیکھ رہا ہے قریب ہے کہ روح قالب سے نکل جائے مثل تصویر تصویر
کے عمرو خاموش بحر حیرت کا جوش آنکھیں عمرو کی بھر آئیں رنگ روئے اسد متغیر عمرو بیخبر اسد
حیران عمرو پریشان اسد کو غم عمرو کو الم اسد گریہ عمرو کوشش و رنج اسد دیوانہ وار عمرو
اشکبار و بیقرار تردد میں اسد نامدار عمرو کو فکر و انتشار وہاں آسمان پر کوکب سے افراسیاب
سے مقابلہ ہو رہا ہے کوکب جان توڑ توڑ کے افراسیاب پر سحر کر رہا ہے افراسیاب پر حیرت
طاری ہے چاہتا ہے مقابلہ نہ کروں ایسا نہ ہو کہ کسی بلا میں پھنس جاؤں لوح میرے پاس ہے طلسم کشا
سامنے موجود ہے ساربان زادہ بھی دیکھ رہا ہے جب کوکب سحر کرتا ہوا قریب افراسیاب پہنچا جوش
جرأت میں چاہا لپٹ جاؤں لوح چھین لوں افراسیاب اسقدر بدحواس ہے سوائے دفع سحر کے
کوکب پر اب تک کوئی سحر نہیں کیا یہی فکر ہے کہ نکل جاؤں جب کوکب نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا
لپٹنے کا قصد کیا افراسیاب کر اور کچھ بن نہ پڑا لوح طلسمی ہاتھ میں تھی چمکا دی کوکب کو غش آ گیا
آہ کر کے اُلٹا پلٹتا چلا اگر افراسیاب قصد کرتا کوکب کو مار لیتا مگر سحر کر کے نکل گیا سوار زمین پوش
پیدا ہوا اُسنے کوکب کو گود میں لیا طرف طلسم نور افشان کے لے گیا اب عمرو و اسد اس باغ
ویران میں حیران و پریشان کھڑے ہیں جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہے عمرو نے نگاہ اُٹھائی
اسد کو زخمدار بیقرار اپنے قریب پایا غصے میں کانپنے لگا ہوش نہ باقی رہا اسد کی طرف متوجہ
ہوا کہا او بد اقبال تیرے برابر کوئی بدنصیب نہ ہو گا کس دریائے مصیبت و آفت کو جھیل کر
جان پر کھیل کر یہاں تک پہونچے عین وقت پر تیرے بخت واژگون طالع نگون نے نارسائی کی
لوح نہ اُٹھا سکا ہاتھ پاؤں میں جان نہ تھی دو قدم آگے نہ جا سکا بس تیرے ستارے کی گردش سے
خوب ثابت ہوا کہ تو طلسم کشا نہیں ہے خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کی عقل لے گئی کی اصل مقدمہ پر
انکی بھی نگاہ نہ پہونچی زبردستی کہدیا دیوانہ مجہول طلسم کشا ہے سب کوشش بیجا ہے ہائے تیری
محبت میں میں اپنے آقا سے چھوٹا بدنصیب ہوا زندگی سے دور موت سے قریب ہوا اب

مجھسے کچھ کام نہو سکیگا جہان جی چاہے جاؤن مین اپنے آقا کی خدمت مین جاؤنگا علاوہ اسکے طلسم
فتح کرنے میرے بلا سے پر آئے تھے منھ اٹھا دیا چل نکلے یہ نہ سمجھے کہ سفر دور و دراز ہے نجومی پنڈت
رمال جمع ہوئے مقدمۂ خاص مین حکم لگاتے مثل جانورون کے گنبد نور مین قید ہوکر بیٹھ رہے مین نے
اپنی جان آبرو مٹائی تابہ گنبد نور پہونچا لاکھون روپیہ کا میرا نقصان ہوا مہاجن مجھے کھا جائینگے
میرے بال بچے چھوٹے آپ سے کیا فائدہ اب چپکے خاموش کھڑے ہو بتاؤ دیوانے مین کیا
کرون اسد زار زار مثل ابر نوبہار رویا جواب دیا کہ نانا جان میری کیا خطا ہے سحر پر میرا کیا زور
تھا اگر پہلوان ہوتا مین لپٹ پڑتا عمرو نے کہا تمھارے نانا کو موت آئے خدا تم ایسے بدنصیب
کی صورت نہ دکھائے اب یہ دلیل تقریر بیکار ہے میرے سامنے سے جاؤ ورنہ مارے کوڑون کے
کھال گرادونگا اپنے گلے پر خنجر پھیر لونگا اس طرح طعن و تشنیع دے کر جو عمرو نے کہا اسد دریاے
شرم و حجاب مین غرق ہوگیا کہا نانا جان بیشک مین بد اقبال ہون بیشک آپ میرے واسطے
تباہ ہوے حضور طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائین مین کوہ و دشت و بیابان مین ٹکراکے
جان دونگا اپنا خون اپنی گردن پر لونگا نانا جان سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجیے گا والدہ
ماجدہ ملکہ زبیدۂ شیر گیر سے بعد تسلیم کے عرض کیجیے گا مادر مہربان غلام کو حق شیر بحل کیجیے اب ہم
حضور کو زندہ نہ ملینگے قبلہ و کعبۂ دین ستون اسلام کرب عالیمقام انکو پیغام پہونچا دیجیے گا کہ غلام
آپکا طلسم ہوشربا مین بیکس و بے بس ہوکر ہاتھ سے ساحران غدار کے سیار گلشن جنان ہوا
فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیگا اگر ہو سکے تو ساحران طلسم ہوشربا سے معاوضہ لیجیے گا یہ تیقین
کامل ہے کہ نانا جان ضرور آئینگے ساحران ہوشربا پر دست انداز ہونگے افراسیاب ضرور
مارا جائیگا ہاتھ سے ہمارے عزیزون کے مہلت نہ پائیگا بھائی نور الدہر جانبازی کرینگے
ایرج نوجوان بہ بلغار آئیگا سب مجھ نالائق بدنصیب کو آنکھ کی پتلی جانتے ہین ہر فرد بشر کو غم و الم
ہوگا ضرور ہوشربا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا سب صاحب اس بیکس کو یاد کرینگے سورۂ حمد سے
روح کو شاد کرینگے عمرو نے کہا پیغام کسی قاصد نامہ دار کے ہاتھ بھیجیے مین آپکے نانا جان کا غلام
نہین ہون کہ گھر گھر پیغام سلام کہتا پھرون یہ کہکر عمرو بڑبڑاتا ہوا ایک جانب چلا اسد نے جو یہ
بے اعتنائی خواجہ عمرو کی دیکھی زخمداری مین کانٹون کے جنگل مین گھس گیا دل مین مصمم سوچ لیا

کر چلکر اپنے کو کسی غار وغیرہ مین گرادون یا گلا کاٹ کے مرجاؤن اس بیکسی مین تمام کرجاؤن اب کیا کسی کو روے سیاہ دکھائینگے زندہ اپنے لشکر مین جائینگے حقیقت مین ناناجان نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بد اقبال و بدنصیب ہون واے بحال اُنکے کہ جانبازی کرکے تا بہ باغ سیماب پہونچے ہم بدنصیب محروم رہے گوہر مراد دستیاب نہوا اب سواے جان دینے کے کیا چارہ ہی دل سے باتین کرتا ہوا ٹھنڈھی سانسین بھرتا ہوا آمادۂ مرگ و مہیاے قضا زخمدار بیدست و پا آنکھون مین اشک حسرت چہرے پر گرد کلفت تمام جسم زخم نیزہ و تیر و تبر سے فگار نہ کوئی مونس نہ غمگسار نامرادی دستگیر جان دینے کی تدبیر زبان حرف شکایت فلک کجرفتار حکایت بیوفائی گردون غدار سے دل مین حسرت و ارمان کا ہجوم نشان راہ نامعلوم ایک نخلستان کی آڑ پکڑکے اُفتان وخیزان حیران وپریشان ایک جانب چل نکلا عمرو زیدیوار باغ سیماب بصورت آئنہ حیران بشکل گیسو پریشان خاموش کھڑا ہی سوچتا ہی کہ اب کیا کرون غضب ہوا لوح قبضے مین آکر نکل گئی کلیجے پر چھری چل گئی یہ عمرو کو یقین نہین ہی کہ اسد کہین چلاجائیگا اسقدر متردد و متوحش ہی دل مین خیال ہی کہ اسد میرے پہلو مین کھڑا ہی اب جو سر اُٹھایا اسد کو قریب نہ پایا ہوش اُڑگئے چار جانب دیکھنے لگا اسد کہتا ہوا دوڑا بھی پکارتا ہی اے نور نظر اُسوقت مین ہوش مین نہ تھا جو کلمات مین نے کہے اُنکو معاف کرو ہمارا وقت ضعیفی ہی ہوش وحواس مین فرق آگیا نہین معلوم انتشار مین کیا کہا ملول نہو میرے پاس آؤ مگر صلاح کرین جستجوے گوہر مراد مین مصروف ہون ہرچند عمرو چیخا اسد نے سُنا مگر جواب نہ دیا خیال مین آیا اب جواب دینا بیکار ہی عمر بھر ناناجان کو دوغ رہے یہ کلمات ہمارے سُننے کے لائق تھے بس اب غل مچانے دو طرف صحراے ہولناک سے نکل چلو یہ سوچکر اسد نے اپنے کو ایک غار مین مخفی کیا عمرو جنگل مین دوڑتا دوڑتا پھر رہا ہی اسد دیکھتا ہی مگر فرط غیرت سے جواب نہ دے سکا سامنا بھی نہ کیا عمرو دوڑ دھوپ کرکے ناچار ہوا اپنی بیوقوفی پر خوب چیخین مار کر رویا اپنی حسرت و مصیبت و بیوقوفی پر طعن کر رہا ہی کہ اے عمرو دو حماقتین ایسی ہوئین کہ عمر بھر یاد رہینگی اول وہ کہ برق و ضرغام کو اپنے سے جدا کیا نہین معلوم کہ وہ کمبخت مرے کہ زندہ رہے ناحق کا غصہ اُنپر اُتارا آج تو رکن لشکر صاحبقرانی گرادیا اُس بیچارے اسد کا کیا اختیار تھا افراسیاب آگیا لوح لے بھاگا ہاے اے عمرو یہ صاحب غیرت اپنی جان دیدیگا ایسے کلمات سخت کہے ذرا سے

غلامون نے کبھی نہ سُنے ہونگے کیونکر اُسکو جائز رکھتا عرصہ دراز تک عمرو اُس صحرا مین اسد کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین نشان نہ پایا بد حواس عالم یاس ایک جانب چل نکلا اسد غازی غار سے دیکھ رہے ہین جب عمرو نظرون سے مخفی ہوا اسد غار سے نکلا جان دینے پر آمادہ ہو کر ایک طرف چلا یہی جستجو ہے دل مین یہی آرزو ہے یا تو کسی پہاڑ پر سے اپنے کو گرا دیجیے یا گلا کاٹ کے مرجائیے یا کسی کنوین مین گر پڑیے ہر طرح اپنی جان دیجیے کسی کو مُنھ نہ دکھلائیے اب یہ مقام ملحوظ خاطر ناظرین و شائقین رہے برق و ضرغام آوارہ ہو کر ایک جانب گئے افراسیاب لوح لیے جاتا ہے کوکب زخمدار ہو کر قصر جمشیدی مین گیا اسد جان دینے پر آمادہ عمرو بد حواس عالم یاس مین ایک جانب روتے پیٹتے جاتے ہین ان سب کا حال خیریت مآل داستان رنگین فصاحت

آئین وقت پر تحریر ہوگی

داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کہ طلسم جمشید یہ فتح کر کے دونون شاہزادے طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئے و ذکر لقا و لشکر اسلام

ساقی نامہ مصنف

تند خوئی باعث آزار ہے
بے نمک ہے سرکہ پیشانی تری
کام کیا اب ساغر سرشار سے
ہو گیا دل گرمیون سے جی کباب
چشم تر لبریز خون پیمانہ ہے
کیا کرون ہمتا نہین دل کیا کرون
پھر سرشک لالہ گون غماز ہے
پھر پھرے دن نالۂ شبگیر کے
بادۂ جرأت پلا دے ساقیا

ساقیا اب ناز بیجا کس لیے
زہر قاتل تلخی گفتار ہے
ای تنک ظرف اسقدر بدخو نہو
بادہ کش ہون جام چشم یار سے
جلوۂ مو نے پلایا خون مجھے
جون صراحی گریۂ مستانہ ہے
ناز بیجا اور مین کم حوصلہ
رنگ رو پھر مائل پرواز ہے
ساقیا امداد کا ہنگام ہے
جنگ کا سامان دکھا دے ساقیا

چین ابروے بے محابا کس لیے
بے مزہ ہے شکر افشانی تری
دل ہوا گھٹتا ترش ابرو نہو
مجلس غم ہے مجھے بزم شراب
آگئی یاد لب میگون مجھے
ماجرا سخت مشکل کیا کہون
کیا رُکے ہے ولولہ سا ولولہ
پھر ہین کیا کیا ولولے تاثیر کے
دور دور گردش ایام ہے
چہرۂ غازیان دیندار دکھا دے

نمورشعار محرران سحر بیان افسونگری وکاتبان اخبار نیرنگ جمشید وسامری کلک شعبدہ اپنی
سحر طرازی پر یون ناز کرتا ہی حال جنگ جات وسحر آغاز کرتا ہی شعر مسحور کن ملک تحریر سحر
رقم کرتے ہین رنگ تقریر سحر و سابق مین تحریر کیا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و
ایرج نوجوان طلسم جمشید کو فتح کر کے بعد صولت و شوکت طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران کے روانہ
ہوے تھے قطع منازل وطی مراحل کرتے ہوے آتے ہین مگر زمرد شاہ باختری نے بعد قتل ہونے
عقرب نیشزن جادو کے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد روانہ کر افراسیاب
نے تیمور سحر طراز کو مع بارہ ہزار ساحران غدار بہاے مدد زمرد نابکار روانہ کیا پہنچا تخت پر
سوار مع ہمراہیان بدکردار طرف کوہ عقیق کے جاتا ہی بیان نزلزلہ قاف ثانی سلیمان برائے
نور الدہر و ایرج نہایت پریشان ہوے کہ ان شیرون کا عرصہ دراز سے نشان نہین معلوم
جواہر سے ارشاد ہوا کہ ای جواہر ایرج نامدار ہاتھ سے ارکان کوہی کے زخمی ہوکر نکل گیا
تھا آجتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان کو کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی تھی اُسکی خبر
واسطے تمکو جانا واجب و لازم ہی اُسی وقت جواہر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر مع چالیس
عیاران نامی کے براے تلاش نور الدہر و ایرج پاے شاطری مارتا ہوا چلا مگر نور الدہر و ایرج
قطع منازل وطی مراحل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایک روز ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا مین
گذر ہوا طہماس بن عنقویل دیو پور نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی بازارین آراستہ ہوئین لشکر اترا
دونون شیر یعنی ایرج و نور الدہر آکر داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اُٹھے نظارہ گل و
ریاحین مین مصروف ہین کہ یکایک صحراے گرد اُٹھی دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ فوج کا بڑے بڑے
قد کے جوان زبردست پہلوان دور کا بے کرگدن پر سوار سامنے سے گذرے ایک جوان کوہی بھنڈا
افسری کرگدن مست پر سوار لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل زرہ پوش چار آئینہ بند آکر
اسی دشت پر فضا مین اُترے جس مین بارگاہین استادہ ہوئین اُس جوان کی نگاہ لشکر شاہزادگان
پر پڑی شاطر تیز رو کو حکم ہوا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی کون لوگ ہین کہان سے آئے ہین کہان جاتے
ہین یہان ایرج و نور الدہر نے شاپور و شبرنگ سے فرمایا جلد خبر لاؤ اُسکا شاطر دریافت کر
چلا شاپور نے فوراً خبر دی حضور بدمست کوہی براے مدد لقا جاتا ہی اپنی دور و رفوت پر اسکو

بڑا غرہ ہی اُدھر شاطر نے بدست سے عرض کی نور الدہر و ایرج فرزندان صاحبقران طلسم جمشید کو
فتح کر کے بیچ مین مال طلسم مذکور لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین بدست کو بھی کا یہ
حال سُنکر نشہ اُتر گیا غصے مین کم ظرف مثل جام شراب کے اُبلا شاطر سے کہا ابھی جاؤ فرزندان حمزہ
سے کہو کہ اُس طلسم کا ہمارے بزرگون نے اکثر قصد کیا مگر موقع فتح کرنے کا نہ ہاتھ آیا لیکن تم نے
بڑی بے ادبی کی کہ طلسم جمشید کو فتح کیا اب بہتر یہ ہی کہ مال طلسمی لیکر خدمت مابدولت مین حاضر ہو
خداوند کو سجدہ کرو ہم براے خدمتگزاری خداوند جاتے ہین قدمون پر خداوند کے گرا دینگے بری
عرض و معروض سے دریاے رحمت خداوندی جوش مین آئیگا عمر بھر کا گناہ و ایک نظار رحمت خداوند
سے معاف ہو جائیگا اگر خلاف کیا تو بہت بُری طرح پر پیش آؤنگا ابھی تلوار کھینچکر لشکر مین گھس آؤنگا
بڑی ذلت سے قتل کراؤنگا مال طلسم مذکور چھین لونگا عیار نے کہا حضور ایک نامہ تحریر فرمایے
کسی پہلوان کو دیجیے وہ جاکر سمجھائیگا نہ مانینگے تو کان پکڑ کر ساتھ لیتا آئیگا بدست نشہ کبر و نخوت
مین چور اپنے زور پر مغرور یہی مضمون مذکور اور بہت کچھ مزخرفات کلمات مہملات نامے مین درج
کراے ملفوف کر کے آواز دی ای پہلوانان کوہی تم مین سے ایک جوان فرمان مابدولت کا لیکر
بارگاہ مین فتاح طلسم جمشید کے جاے باشتی سمجھا کر مع مال طلسم دونون کو خدمت مین مابدولت
کے لاے سرشار کوہی سپہ سالار لشکر ہجوم کرا پنے دنگل پیسے اُٹھا کہا ای پہلوان دوران وای
گرساشب جہان یہ میرا کام ہی ابھی مع مال دونون کو لاتا ہون یہ کہکر نامہ سر سے باندھا گینڈے پر
سوار ہوا چار ہزار کوہیون کو ساتھ لیکر طرف لشکر شاہزادگان والاقدر کے چلا شاہزادہ نور الدہر کو
شبرنگ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدست نے ایلچی روانہ کیا ہی بڑے کروفر سے آتا ہی نور الدہر نے
فرمایا کیا مضائقہ ہی ایلچی راز دار نیست لشکر مین خبر کر دو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہو جا
کہ بدست کا ایلچی آتا ہی کسی بدعت بیجا کی کوئی صاحب خیال نہ کرین فوراً علم شہنشاہی تمام لشکر مین
پہونچ گیا مگر سرشار مغرور و متکبر بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جا بجا جوانان صف شکن پہلوانان
تیغزن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افگن ہین کئی خیمون کی طنابین اُس بیجا نے پکڑ کر کھینچ لین خیمے گر گئے
بندگان خدا دب گئے ہاتھ منہ ٹوٹا مگر کوئی اُس بیجا سے نہ اُلجھا مونچھون پر تاؤ دیکر یہی جواب دیا
اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان ایسون سے تو ہم صطبل کا کام لیتے ہین مگر سواے صبر چپکے

کوئی چارہ نہین بجائیو اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہیگا تو کوئی پچھڑ دن سے
سر ٹکرا کے مرینگے نیب شمشیر سے جوانون کے بت بجائینگے اسوقت سنگدلی دکھائے جو چاہے
بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا درگہ سالار کو حکم ہو چکا تھا
اُسنے پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سردارون کا دور بندھا ہوا
ہی اپنے اپنے مقام پر ہر شیر جلوہ فرما ہی مقام صدر پر نور الدہر و ایرج دریائے سلاح مین غوطہ
مارے ہوئے پشت پر ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن
عنقویل دلیر پرورش فیل مست بیٹھا ہوا اجوم رہا ہی سرشار کہی دربار دیکھکر دنگ ہو گیا مغرور
نے صاحب سلامت بھی نکی نور الدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار نے ڈنگل آہنی بچھا دیا
سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا اپنا رعب و دبدبہ دکھانے لگا نور الدہر نے ہر ایک
کو اشارے سے منع کیا ساقی بچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام
پی گیا دو جام پر دو جام پئے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ابلا کر یکایک اُٹھا نامہ دیا نور الدہر نے کہا
یہ کسکا نامہ ہی اسنے جواب دیا کہ پہلوان پُرزور و زبردست شاہزادۂ بدمست کا نور الدہر نے کہا
نامہ لائیے اُس بیحیا نے نامہ سر سے کھولکر نور الدہر کے ہاتھ مین دیا نور الدہر نے میر منشی سے فرمایا اس
نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کر چکا ہون نور الدہر نے سنکر سر جھکا لیا مگر ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغۂ
دودم سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منھ مین بھر آیا کہا بیحیا نے کیا لکھا ہی ان افعال کی بیحیا کو سزا دون
نور الدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم اسمین بدنامی ہی ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے
ہین میدان مین سمجھا جائیگا نور الدہر نے میر منشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا ای سرشار ہمنے جواب نامہ
جنگ لکھدیا مال طلسم کا دینا ہمکو منظور نہین یہ سنکر وہ بیحیا بگڑا کہا ای جوان کیا مین خالی پیغامبر ہون
ابھی مال طلسمی منگوا دے مین مال طلسمی بھی لونگا اور نقد جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑکر
تم دونون کو لیجاؤنگا نور الدہر نے کہا ای سرشار یہان بدمستی نکرو میدان جنگ مین ہمسے سمجھ لینا
مگر یہ بیحیا کب مانتا ہی رستم و اسفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہی قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا چلو اُٹھو
بادولت کی رکاب تھام طہماس تو جون نور الدہر خاموش ہی ہونٹھ کاٹ رہا ہی منھ سے نہین
بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہین او ملعون دور ہو

اپنے حمایتی سے جاکر اطلاع کر اور نامہ ہاتھ سے نورالدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے
سرشار کے پھینکدیا کہا جاکے اسکی جتی بناکے بدمست کی اُسمین چلادے سرشار اُبلا ہوا بیٹھا تھا
بقہر و غضب تمام اپنے مقام سے اُٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج پر وار کیا ایرج نے
ڈنگل پر بیٹھے بیٹھے ٹھسکی ماری تلوار اُسکی پٹ پڑی گویا قسمت اُلٹ گئی نورالدہر ہان ہان کرتے ہین
کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ ایلچی ہے ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی
پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار کا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہے ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر جز گردن
سے اُڑجاتا صرف دو انگلیاں پڑین تڑ تڑانے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھاکے زمین پر گرا ایڑیان
رگڑنے لگا ایرج نے اُٹھکر چاہا ٹھوکر ماروں کہ سر مغرور خود سر کا پھٹ جاے رشتۂ حیات کٹ جاے
نورالدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے مین رک گیا سرشار بارگاہ مین آنکھین بند کیے پڑا ہے
کبھی آنکھ کھولتا ہے ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کرلیتا ہے نورالدہر نے جو یہ دیکھا قریب آکر فرمایا اے سرشار
خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کرنے لگا
نورالدہر نے کہا اے سرشار جاؤ اُسنے جھک کر پرزے نامے کے اُٹھا لیے گھبرایا ہوا باہر آیا
گینڈے پر سوار ہوا ساتھ والوں سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو ایک نے پوچھا حضور
عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتا دینگے تمکو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہے بقول سعدی شعر
ہر جاے مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن + ساتھ والے خاموش سرشار نے
گینڈے کو بگٹٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ مین بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست نے پوچھا
کیون برادر خیر تو ہے یہاں طلسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہین جیسے ہی مین بارگاہ سلطانی
مین پہونچا کئی سو جوان مجکو لپٹ گئے اُسپر بھی مین نے دس بیس کو مارا مگر ایک ہاتھ مین دس بیس
لپٹے ہوے تھے نامہ چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال مین بڑی چوٹ لگی بمشکل یہانتک
آیا یہ سنکر بدمست مثل رعد کے گرجا کہا اُن دونون جوانون کی شامتین آئی ہین قضا انکی دامنگیر ہے
کیا معقول تدبیر ہوئی مین برائے ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شے بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انھین
دونون کے سر جاکر نذر دونگا طرہ سنہری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار عرض کرنے
لگا حضور اسوقت تامل فرمائیے جو کچھ مجھپر گذری وہ گذری صلاح کرکے سمجھا جائیگا بدمست نے

تمام لشکر میں فرنا ہوئی لاکھ سوار پیدل تیار ہوئے مجبور سرشار بھی عقب میں چلا مگر بدمست بقہر
وغضب اُٹھائے ہوئے گینڈے کو جاتا ہی یہاں بعد جانے سرشار کے نورالدہر نے دیکھا ایرج
کا غصہ کم نہیں ہوتا مونچھوں پر تاؤ پھیر رہا ہی نورالدہر سمجھاتے ہیں ای برادر غصہ نکرو اگر جبار
کو خبر پہونچے گی اُنکے مزاج سے خلاف ہوگا لقا پرستوں کی کیا کیا بدعت اُٹھاتے ہیں اپنی بارگاہ
میں طرح دیتے ہیں ایرج کہتے ہیں بھائی صاحب میں آپکا سا مزاج کہاں سے لاؤں آپکو کلمات
سخت سننے کی عادت ہی میں ابھی بارگاہ بدمست میں جاتا ہوں انشاءاللہ ملعون کو سزائے
معقول دونگا سب سردار ایرج کو سمجھا رہے ہیں شیر کو بہلا رہے ہیں کہ نوبت نقارے کی کانمیں
آواز آئی صدائے باہوسے زمین تھرائی ایرج نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی کہ شاپور
وشبرنگ دوڑے ہوئے آئے عرض کیا ای شہریار بدمست کوہی سوار ہوا مع فوج آپہونچا
یہ سنتے ہی ایرج ونورالدہر ودوشیر بر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نے قبضۂ ساطور پر ہاتھ ڈالکر
کہا ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائیں غلام جاکر اُن بیحیاؤں کو سمجھا دیگا مگر یکایک غلغلہ ہوا شبرنگ
نے کہا حضور کوہی لشکر میں گھس آئے تلوار چلنے لگی نورالدہر وایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا
کوہیوں نے ہنگامہ برپا کردیا اہالیان فوج نورالدہر وایرج غفلت میں اپنے اپنے مقام پر تھے وہ
بچیا آپڑے کئی ہزار جوان زخمی ہوئے کئی سو سیار گلشن جنان ہوئے نورالدہر بتعجیل پشت اسپ
پریوش پر سوار ہوئے نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نبیرۂ حمزہ صاحبقران گیتی ستم وبقہر دشمن ستارہ حشم شاہزادہ
نورالدہر وایرج نوجوان بصد شوکت وشان کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ ایرج
ملک ایرج آن آفتاب منیر وکہ صاحبقرانیم وآفاق گیر پہاڑ سے صدا بلند ہوئی منم ہزبر بیشہ
کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصف در طہماس بن عنقویل دیو پیر ودرابِ سرداران
ایرج ونورالدہر بھی سنبھلے کوہیوں پر جا پڑے کھڑ کر تلوار چلی کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی
کار زار مو ولال ازل در کار ملک الموت بیکار ایک کی روح قبض نہیں کرنے پایا دو ہزار مرکر
کرے ملک الموت کو خواہش ہی اس جنگ میں بڑی کاہش ہی کہ برائے قبض روح گماشتے
قرار دوں مگر ایرج نہنگانہ لپتگانہ تڑتا ہوا جاتا تھا بدمست سے جو آنکھ چار ہوئی بدمست نے
للکارا کیوں او فرزند حمزہ میرے ایلچی کے ساتھ برا سلوک کیا ہزاروں ملک لپٹ گئے وہ جبر نامہ جبیں کے

چاک کیا ایرج نے جواب دیا او بیحیا مردان عالم کا یہ دستور نہیں کہ ایک پر دو دست انداز ہوں
نہ کہ سو دو سو وہ جھوٹا دغاباز ہی بدمست نے طرف سرشار کے دیکھا کہ ہان ای سرشار ہیں جوانکی
زبان تو کھینچ لے ایرج نے جو سرشار کو دیکھا آواز دی کیون او بیحیا سواے میرے اور کون شخص
دست انداز ہوا تھا اب تو سامنے آ سرشار بدمست کے بھروسے پر نعرہ کرکے جا پڑا ہاتھ تلوار کا
لگایا ایرج کو انتہا کا غصہ تھا بازو بچا کر ہیر کلالی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھالیا
پہاڑ کو دست حق پرست پر بلند کیا اسی غصے مین طرف آسمان کے پھینکا آتے آتے اترتے ہاتھ تلوار کا
مارا چور رنگ ہوا ہی کیا شاپور نے آواز دی ای شہرا سبحان اللہ ماشاء اللہ دوست و دشمن کی زبان سے
صداے آفرین بلند ہوئی مگر بدمست کہی یہ رنگ دیکھکر طرف ایرج نوجوان کے چلا للکارتا ہوا
کہ او نبیرہ حمزہ تو نے میرے قوت بازو کو مارا میرے لشکر مین اسکا نظیر نہ تھا میرے ہاتھ سے بچ کر
کہان جائیگا اس زبردستی کی سزا پائیگا ایرج قریب بدمست کے پہونچا جلدی کرکے بدمست نے
ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ لنگردار جوان زبردست ایرج نے جلدی مین سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار
بدمست کی جوہری گو خنہ سپر کو کاٹ کے سر پر گری زخم کاری سر مین ایرج کے آیا ایرج نے دستانہ
مارا تیغہ جھنا کر نکلا مگر چادر خون چہرۂ بے نظیر پر آئی جی داری کرکے ایرج نے ہاتھ مار اسنے گینڈے
کو ہٹالیا ہاتھ ایرج کا خالی گیا نکان سے زیادہ صدمہ پہونچا بدمست نے چاہا سر کاٹ لون نورالدہر
ایک غول مین مصروف جنگ تھے دور سے جو یہ معاملہ جانگداز دیکھا کلیجہ ہاتھ سے تھام لیا نعرہ کیا
اوکو ہی خبردار دست خود را نگہدار نعرہ کرتے ہوئے برابر بدمست کے پہونچے بیچ مین گھوڑا ڈالکر
بدمست کا سامنا ہوا بدمست نے وہی تیغۂ خون آلود بر سر شاہزادہ نورالدہر لگایا نورالدہر
نے تیغۂ خاراشگاف پر گانٹھا آواز دی او بدمست شعر تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن وہمہ
شادی از دل فراموش کن ٭ دیگر دو مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کسی پنج روزہ نوبت اوست ٭
یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا او بدمست نشۂ بادۂ نخوت سے ہوشیار ہو خواب خرگوش سے بیدار ہو نعرہ شیرانہ
کرکے ہاتھ مارا اس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا دل سے کہتا تھا کہ نام تو اسکا سہ پہر اگر ایک
بجلی پرنظا ہر زمین ہوتا تو اڑجاتا اور نہ رکتا مگر تیغہ برق مثال تڑپکر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود وعلیحدہ
فرق چیر کر کہنا سر پر گرا زخم کاری سر پر آیا اسنے دستانہ مارا تیغہ سر سے اسکے نکلا چادر خون سر سے

بہیجا کے جاری ہوئی نورالدہر نے چاہا سر اُسکا کاٹ لون ہزار ہاکوہی آپڑے ایک طرف سے طہماس بھی جنگ کرتا ہوا آیا وہان خوب تلوار چلی دریاے خون بہ گیا ایک جانب سے نقدی روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان زخم سر باندھکر آیا جنگ مین مصروف ہوا اشعار

خروشے برآمد بگیر اگیر | سبکے خور د نیزہ یکے خورد تیر و گرز | ہزاروں زرہ پوش خنجر گزار
نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار | وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے | وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوا سامنا تیر سے چلنے لگے | نیامون سے خنجر نکلنے لگے | ہوے کشتہ سیدا مین ہنگام جنگ
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ | کرون کیا بیان ماجراے ستیز | کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
سر و حلق گردان جنگ آزما | نثار دم خنجر و تیغ تھا | روان خون تھا مانند دریاے آب
سر پہلوانان تھے مثل حباب | یہ کیونکر کہون مین کہ پیکار تھی | قیامت وہان اک نمودار تھی
بپا یہ تھی یون ضرب گرز گران | کہ جسطرح سے پتک آہنگران | زدو گشت اُسدم ہوئی اسقدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر | ای مردان دشت نبرد رستم و اسفندیار کے یادگار ہو شیر بیشۂ کارزار

ہو شعر بیاد بجا د عو دس موت کرو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو وہ ہر ایک جانب ہنگامہ گیر و دار بلند ہو لشکر کوہیان دردمند بہت بڑے قدر بھاگتے پھرتے ہین نہیب شمشیر مسلمانان سے مُنہ کے بل گرتے ہین بھاگ کر کہی پڑاو پر آئے ایرج و نورالدہر وہان بھی آپڑے پڑاو کوہیون کا لٹنے لگا بارگاہون پر کوہیون کی مسلمانون نے قبضہ کیا بدمست زخمدار بیقرار مثل صید خائف بھاگا بھاگا پھرتا ہی اہالیان فوج مثل موج پراگندہ غم و الم کی طغیانی کشتی حیات کا ذرہ طوفانی دریاے خون مین غوطے کھا رہے ہین کنارے تک پہونچنا دشوار جوش پر بحر تیغ ابدار مسلمان نہنگانہ شناور دریاے جرأت و ہمت جنگ مین مصروف بحر دریاے لشکر کوہیان کو جھیل رہے ہین جان پر کھیل رہے ہین اہل اسلام نے لشکر بدمست کو گھیرا ہی ناظرین پر واضح ہی کہ ایرج و نورالدہر مین آپسمین چشمک ہی اگر ایرج نے بجرأت و شوکت بڑھکر میدان کو مارا نورالدہر نے بصد صولت و لیاقت رسالدار کو للکارا غول کے غول پراگندہ بدحواس کوہیان بدمعاش کو میدان جنگ سے بھاگ جانیکی تلاش دریاے نامردی کا جوش پراگندہ لشکر عقل و ہوش غلماے لشکر سرنگون زمین پر یون پڑے ہین جیسے مردے کفن مین بھاگو بھاگو کی

صدائین گھوڑے کوتل پھر رہے ہین ہتھیار کوہیون کے کھل کے گر پڑے گرز سرکوبی بھولے
تیر گوشون مین چھپتے ہین کمانون مین مثل کمر پیر خم تلوارین بیدم نیزے مثل جسم مدقوق نحیف وزار
سنانین بُنا مین بالکل بیکار خنجرون مین نہ دم نہ خم اسکا کیا علاج تبر مثل تیر ایک نقطہ کے محتاج
سپرون کو دوران سر دامن چاک پھول مرجھائے ہوے اپنی سیہ بختی پر غیرت سے کہتی ہی کہ بیٹن
کو دفتر فنا سے تنخواہ بیباقی ملتی ہی چہرے نامردون کے نظری نہ دفتر نہ دفتری قریب ہی کہ کوئی فرار
برقرار کرین مگر قضائے کار ملکہ ترنج جادو بدمست کی آشنا ہی جب یہ چلا تھا اُس سے کہکر آیا
تھا کہ مین واسطے مقابلہ مسلمانان کے جاتا ہون ملکہ ترنج نے منع کیا تھا کہ ای یار صادق وای محب
وانق مسلمانون سے بگڑی اُلجھانا اچھا نہین جو تمھارا بھائی بند گیا وہان سے زندہ پلٹ کے نہ آیا
لہذا وہان نہ جاؤ بدمست کو اپنے زور کا نہایت غرور تھا اسلیے نمانا اور آیا جو کچھ گذرا وہ ناظرین
پر واضح ہی ملکہ ترنج بعد جانے بدمست کے گھبرائی چار سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر جوش محبت
مین چلی اسوقت اگر سوچی آسمان سے دیکھا بدمست زخمدار کوہیون کی فوج کا ستھراو مسلمانون
نے قیامتین برپا کی ہین دریاے خون بہ رہا ہی بارگاہین خیمے سرنگون بازارین ویران محلے فوج
کے لٹے ہوے دوکانین برباد جھنڈے بازارون کے گرے ہوے مٹھ کوہیون کے لڑائی سے
پھرے ہوے دو جوانان صف شکن نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین ایک جانب ایک جوان مثل
فیل مست ساطور بدست فوجون کو درہم وبرہم کر رہا ہی دم جرأت کا بھر رہا ہی پہلوان یگانہ رستم
خصال عفرت مثال کوئی کبھی اُسکے مُنھ پر چڑھ نہین سکتا کسی پہلوان کا قدم بڑھ نہین سکتا
یہ معرکہ قیامت خیز جو آسمان سے ملکہ ترنج نے دیکھا اپنے دھڑے کا سر زخمی پایا بدحواس ہوگئی
دہن سے نعرہ کیا باشیدای مسلمانان ستم ملکہ ترنج جادو یہ کہکر زمین پر آئی ایک سحر مین قیامت
برپا کر دی کوئی گھوڑے سے گرا کوئی زمین پر تڑپا چار سو جادوگرنیان اُسکی گولے ترنج و نارنج
مارنے لگین شاپور و شبرنگ عیاران طرار حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین ساحرون کو
للکار رہے ہین کئی جادوگرنیان کندون سے حباب ہاے بیہوشی سے قتل ہوئین ہرچند
شاپور نے کہا ای برادر شبرنگ جادوگرنیون سے سامنا ہی نکل چلو جان بچا کر چلو شبکو آکر
عیاری کرینگے شبرنگ و شاپور نے قصد کیا کہ جادوگرنیون کے سحر سے زمین ہلنے لگی قدم اُٹھ نہ سکی

دشوار ہی زمین و آسمان شعلہ بار ہی کہین پانی برس رہا ہی کہین نہر آب جاری کہین نخل بحر آگرگر گھوڑے مطلق العنان کونل پھر رہے ہین جا بجا منھ کے بل گر رہے ہین شبرنگ و شاپور نے ہر چند چاہا کہ جست و خیز کر کے نکلین مگر ترنج تمام عیارون کے سُن چکی تھی کہ فرزندان خواجہ عمرو شاگردان عمرو کے افسر ہین دیکھاؤ بلے پتلے تا نخیے تصویر عمرو کی دیکھ چکی ہی ترنج اُسی طرف ہلٹی ان دونون دیکھا کسی پر کمند لگائی کسی پر خنجر مارا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس پانچ کے منھ جھلس گئے کبھی جنگی بان داغا اُن شعلون سے دو چار جلے ایک ساحرہ گلبدن نام وزیر زادی ملکہ ترنج کی مصاحب خاص ہمدم با اخلاص ساحرہ شعبدے باز شاپور پر جا پڑی ماش کا دانہ مارا شاپور کے پاؤن زمین نے تھامے مگر ہاتھ سحر سے بری رہے گلبدن بڑھی کہ نیچے سے سر کاٹ لون جیسے ہی وہ قریب آئی شاپور نے کمند ماری وہ منھ کے بل زمین پر گری شاپور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک نعرہ کیا منم شاپور شیر دل ترنج نے پھر کر دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب بھرا یا اپنی مصاحب خاص کو تڑپتے پھڑکتے دیکھا یہ بھی دیکھا کہ ایک عیار تا اگر سحر سے کسی کے مقابلہ کرتا ہی دوسرے نے لپٹ کر خنجر مار دیا جادوگرنی مری پھر دونون نے قیامت برپا کر دی الگ الگ لڑنے لگے ایک کی ایک مدد کرتا ہی یہ شعر زبان پر جاری ہی ہان بھائی شاپور شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را ۞ یہ سب حرکتین اُن عیارون کی ترنج جادو نے دیکھین دور سے للکارا ای عیاران غضب کیا میری وزیر زادی کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے عیارون نے پلٹ کر دیکھا چاہا جست و خیز کر کے نکل جائین مگر ملک الموت کے سامنے سے ٹلنا دشوار تھا ملکہ ترنج نے ایک نارنج پھینک مارا دونون عیار لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے ملکہ ترنج نے جادوگرون کو اشارہ کیا کہ چلے ان نگورون کو گرفتار کرو ان مکارون نے بڑے داغ دیے نور الدہر اسرج وطہماس وغیرہ سب ایک مقام پر پابہ گل ہر چند کہ آسمان جرأت کے ماہ کامل ہین مگر ہاتھ دستگیری نہین کرتا ثابت قدمی نے جدائی کی ہوش و حواس نے کج ادائی کی گھوڑون سے گر کے بیہوش ہوئے ہوش و حواس روپوش ہوئے بدمست رنجیدہ کبیدہ زخمدار بیقرار سامنے اپنی معشوقہ کے آیا کہا جان جہان مین لٹ گیا اپنے رفقا سے چھوٹ گیا کیسے کیسے حسن خلق سلمانو کے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ ترنج نے کہا ای بدمست ہم نے تمکو پہلے ہی ہوشیار کر دیا تھا تم نے ہمارا کہنا

ثمانا اسم بامسمی ہو بدمستی کے نشے کا یہی کام ہے ذلیل و رسوا ہونا آبرو کھونا یہ کہکر حکم دیا ان سب کو
گرفتار کرا طوق و زنجیر پہنا و دربار ان سب کا مجھو سوال جمشید پرستی کرو اگر قبول کرین اپنا رفیق بناؤ
ورنہ فوراً قتل کرو بدمست نے بلاکر آہنگرون کو حکم دیا سرداران نامی پہلوانان گرامی کو مسلسل و
مطوق کیا اسوقت چونکہ بدمست زخمدار تھا سب کو قیدخانے مین بھیجا از سر نو بارگاہ مین استاد
گرامی ملکہ ترنج کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ مین آیا سب رفیق و امیر و وزیر ہمراہ ملازمان شہزادۂ
ایرج و نورالدہر کچھ گرفتار ہوے بعض بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے بدمست کی زخم دوزی
کی ملکہ ترنج آکر تخت پر بیٹھی بدمست ونگل زرین پر تمام خزانہ طلسم جمشیدی قبضے مین بدمست
کے آیا صدہا چھکڑے اپنر صندوق ہاے کلان مخمل کاشانی کے غلاف قفل ہاے رومی ترنج
نے چاہا مال اُترواکر ملاحظہ کرے بدمست نے کہا اے جان جہان اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ
ہوتا ہے گانا سنین شراب پئین ہم تم لپٹ کر سوئین ملکہ ترنج نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے بیہودہ باتین
کرتا ہے دیکھ میرے ہاتھ پانون مین درد ہے رنگ چہرے کا زرد ہے اب یہ بتلا کہ ان سردارون کے
مقدمے مین کیا منظور ہے بدمست نے کہا مین ان سب سے سوال سامری پرستی کرونگا پسران
حمزہ مذہب لات و منات کبھی نہ قبول کرینگے سنا ہے اکثر قید ہوے تلوارین گلون پر رکھی گئی ہین مگر
اپنی کہے گئے ملکہ ترنج نے کہا سامنے تو بلوا دیکھو تو اب کیا کہتے ہین کچھ جواب سخت دیتے ہین یا خاموش
رہتے ہین بدمست نے داروغۂ زندان خانے کو حکم دیا نورالدہر و ایرج و طہماس کو سامنے
بادولت کے لاؤ ملکہ ترنج نے سمجھ لیا ہے قید آہن مین سب گرفتار ہین داروغہ قیدخانے مین
گیا نورالدہر و ایرج و طہماس کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا ہر چند کہ تینون سردار انتہا کے زخمی
ہین مگر شیران دشت نبرد جیسے ہی بارگاہ مین آئے پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام ہے من درین مجلس
و درچہ ماہ و ابر کسی باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر او برحق وہ بے نیاز کارساز خالق
مطلق ہے بدمست بگڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ دیکھو تم نے غضب کیا مسلمانون کو بارگاہ مین ناحق
بلایا ہمارے پوجنے دو سو خداوندون کو برا کہتے ہین بڑے یہ لوگ سرکش ہین مگر ترنج کی نگاہ جو
جمال بے مثال نورالدہر و ایرج پر پڑی چہرے آفتاب عالمتاب قد سرو باغ مراد آنکھون مین
خیرگی ہے جلوہ گر ہین جنونون مین رستمی مزاجون مین بہی ایک جانب طہماس ایسا جوان

قد و قامت مین دیو جرأت مین آن بان مین یکتا پہلوان صاحب شوکت و شان تینون پسائل ہوئی حیران
جمال و محو دیدار کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کچھ اعضا پھڑکنے لگے گھبرا کر بدمست سے کہا صاحب ذرا
الگ بیٹھو اسوقت مجھسے نہ بولو یہ بیچارے غربت کے مارے ناحق مصیبت مین پھنسے ہین شاہزادے
صاحبان لیاقت زنجیر پہنے کھڑے ہین انپر رحم لازم ہی ان لوگون سے نام جرأت قائم ہی اگر یہ برے
ہوتے خداوند لقا کاہے کو زندہ چھوڑتے کیا قدرت کو اختیار نہ تھا جب چاہتے مٹا دیتے سنگ سیاہ
بناتے قہر و غضب قدرت دکھاتے کوئی بات تو انمین اچھی ہی کتابین اُٹھا کر دیکھو قدرت نے انکے
دادا جان کی خاطر سے ملک موروثی باختر ایسا شہر ترک کیا خفا ہو کر چلے آئے مگر انکو نہ مٹایا اور
یہ بھی کتاب خداوندی مین مرقوم ہی کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند لقا ہی دن بھر خدا کو بُرا کہتا ہی
رات کو ایک خیمے مین اُلٹا لٹکتا ہی توبہ توبہ کرتا ہی دم قدرت کی محبت کا بھرتا ہی قدرت دن بھر
کے گناہ معاف فرماتے ہین میرا جی چاہتا ہی ان بندگان خاص خداوند کو قید سے رہا کر دون محفل
عیش مین شریک ہون قدرت کو بُرا کہینگے آپ آفت سہین گے بدمست نے کہا ای ملکہ عالم
یہ شیر زنجیرون مین گرفتار دست و پا انکے بیکار ہین رہا ہوتے ہی آفت برپا کرینگے ابھی خون کے
دریا بہا دینگے انکو کون روک سکیگا مین نے جنگ ان ظالمون کی دیکھی جرأت مین بے نظیر صاحب
توقیر میرے کوہی کتنے کی موت مارے گئے کوئی منہ نہ چڑھ سکتا تھا کون آگے بڑھ سکتا تھا بدلیت
بھی زخمی ہوے اگر ملکہ عالم تم نہ آجاتین لحظہ بھر مین لشکر کا خاتمہ تھا ان لوگون پر رحم کرنا بیجا ہی وہ جوان
جسنے سرشار کو مارا خداوند لقا کا نواسا ہی مگر قدرت سے برگشتہ ہی فولاد فولاد شکن کوہی رگین
کوہستان اسی جوان کے ہاتھ سے قتل ہوا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو نکال لیگیا
بھائی فولاد نے بڑی کوشش کی کچھ ہوا آخر لڑ بھڑ کے اُس صاحب غیرت نے جان دی ہین ابھی
انکو قتل کرونگا ملکہ عالم تھار انکا نام و نگا یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ ابھی ان جوانون کو مع دونون
عیارون کے قتل کرو ملکہ ترنج عاشق ہو چکی ہی چاہتی ہی انکو کسی حیلے سے بچاؤن معشوقان
پریچہرہ کو پہلو مین بٹھاؤن صف شکن تیغ زن صاحب صولت و جرأت شمع افروز انجمن عشرت
جیسے ہی جلاد سامنے آیا بدمست نے کہا نور الدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ و شاپور
کو قتل کر اب ہم سے حکم نہ پوچھنا جلاد تیغہ کھینچ کر اول سر نور الدہر پہ آیا گردن پر کرنے کا خط نیا طہماس

نے آواز دی او بیحیا یہ میرا آقاے نامدار ہی پہلے مجکو قتل کرین اپنے آقاے نامدار کا ملال دیکھون
جان اپنی اُسکے قدمون پر نثار کرون جلاد اُدھر پلٹا طہماس نے سر جھکا دیا اب تو ملکہ ترنج کو نہایت
غصہ آیا اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون او بیحیا پہاڑی ہمارے حکم مین رخنہ انداز ہوتا ہی تیری کیا حقیقت
ہی کوئی تجکو جانتا پہچانتا تھا ہمنے خاک سے پاک کیا کوہستان مین تیرا نام ہوا پہلوانون کو ہمنے سحر کر
زیر کرا دیا او احسان فراموش آج بھی اگر ہم نہ آتے تو کُتے کی موت مارا جاتا اور روباہ خصال ان
شیرون کے ہاتھ سے امان پاتا بدمست نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی او مکارہ ہمین اختیار ہی
ہمارے دشمن ہین ہم خود قتل کرینگے اگر تو بولے گی ہمارے حکم مین دخل دیگی تو تجھے بھی قتل کردونگا
کیا دھگڑون کو دیکھکے عاشق ہوئی جب سے یہ بارگاہ مین آئے اُسی جانب دیکھ رہی ہی ملکہ ترنج
ہنسی کہا نگوڑے قتل کرنے والے کو بھاڑ مین ڈالون اپنے ہوتے سوتون کو مار بیشک یہ جوان
جری بہادر اسی لائق ہین سر پہ مکان بنا دے اُسمین انکو جگہ دے وہ محبوب مطلوب قیصر اٹے
قد کا پہلوان اپنی جان نثار کرونگی تجکو آتش رشک مین جلاؤنگی بدمست تیغہ کھینچ کے جھپٹا کہا
حرامزادی تجکو قتل کرتا ہون ملکہ ترنج پیچھے ہٹی ایک دانہ ماش کا مارا تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے
زمین پر گرا اُسی مقام پر پاگل ہوا نتیجہ بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا بدمست کا نشہ اُترا لگا غل
مچانے ای ملکہ ترنج ٹھہر جا ری مجھے تجھسے بڑی محبت تھی مین تجھپر جان دیتا تھا تو مجھپر شیدا تھی یاد
کر تیری خدمتگزاری سے کبھی منہ نہین موڑا اگلی باتین سب بھول گئی ان گلعذارون کو دیکھکر ایسی
بھول گئی ملکہ ترنج کب مانتی ہی آتش عشق نورالدہر و ایرج و طہماس شعلہ ور ہی گرمی محبت سے
استخوان جل رہے ہین قلب ناصبور سے شعلے نکل رہے ہین وہی تیغہ بدمست کا اُٹھا کر دوڑی
ہر چند بدمست چیخا چلایا اگلے پچھلے ذکر کھولے کچھ اثر نہوا ملکہ ترنج نے قریب آکر ہاتھ مارا بدمست
کے دو ٹکڑے ہوے ہاتھ ہلا کر برق چمکائی جلاد کا سر اُڑ گیا اُسی غصے مین طرف کوہیون کے پلٹی کہا
بتلاؤ نگوڑو تم کیا کہتے ہو یہی شرط ہی سبکو پھونک دون آتش قہر و غضب مین جلاؤن سب کوہی
گھبرا گئے منتین کرنے لگے کہ ملکہ ترنج ہم تابعدار ہین میان بدمست صاحب کے مزاج مین بڑا
غرور آگیا تھا آپ نے خوب کیا وہ اسی لائق تھے آپکے بھروسے پر بڑے بڑے ظلم کیے ملکہ ترنج
نے کہا اسکا لاشہ پھینک دو خدمت مین ما بدولت کی حاضر رہو کوہیون نے ٹانگ پکڑ کر لاشہ بدمست

کامزبلے پر پھینک دیا ملکہ ترنج بہ تعجیل بناؤ کرکے مسی کاجل لگا کے تخت پر بیٹھی نور الدہر و ایرج و
طہماس یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہے ہین ملکہ ترنج نے کہا ان تینون جوانون کی قید کاٹ دو آہنگرون
نے فورًا قید سے رہا کیا ملکہ ترنج نے کہا ای شہزادو آؤ دنگل پر بیٹھو تمھارے واسطے اپنے بڑون نے آشنا کو
مار ڈالا مگر ان عیارون کو نہ چھوڑونگی نور الدہر و ایرج و طہماس خاموش دنگلون پر بیٹھے سر جھکا
ہوئے شبرنگ و شاپور نے فریاد کی ملکہ عالم ہم بھی تابعدار ہین جو ارشاد ہوگا فورًا بجا لاوینگے ہم تو
نمک صحبت ہین گا مینگے بجا مینگے آپ کو خوب راضی کرینگے ملکہ ترنج نے کہا میرے بزرگون نے مجھے
کہدیا ہی کہ عمرو و دو فرزندان عمرو سے ڈرنا چاہیے بڑے مکار و غدار ہوتے ہین ہر چند دونون سے کہا
ملکہ ترنج نے ان دونون کو رہا نہ کیا حکم کیا قید خانے مین لیجاؤ داروغہ زندان خانہ دونون کو کشان
کشان لے گیا اب ملکہ ترنج نے جلسہ آراستہ کیا ساقی بیچے حاضر ہوے اول طرف نور الدہر کے
متوجہ ہوئی کہا کیون جان جہان و آرام دل مشتاقان خاموش بیٹھے ہو ہنسو بولو مین تم تینون صاحبون
سے باہر نہین ہون اور سب دنیا کے مرد آج سے مجھپر حرام ہوے تمھارے لیے سحر سے خود و زرہ تیار
کرونگی کوئی دنیا مین تم سے مقابلہ نہ کرسکیگا ایرج نے نور الدہر کے چٹکی لی کہا او بھائی صاحب تم پر
بہت مہربان ہی بھلا اب ہم تمسے کاہیکو ہمچشمی کرسکینگے کیا مجال ہی کہ دنگل رستم کا نام لین نور الدہر نے
غصے مین جواب دیا ای ملکہ ترنج کیا بیہودہ بکتی ہی ملکہ ترنج مسکرا کر طرف طہماس کے متوجہ ہوئی کہا
او جوان تو تو مجھکو نگاہون مین کھائے جاتا ہی ذرا مجکو ہاتھ نہ لگانا مین ابھی حیضنی ہون

ابیات

لینا نہ کبھی ابروے خمدار کا بوسہ
لیلون مین اگر اُس بت مہرو کا بوسہ
ہوتی جو تری تیغ کا بناتا ہمین اسمہ

نادان کوئی لیتا ہی تلوار کا بوسہ
آتا ہی مجھے رشک سیہ بختی پہ اپنی
تو لیتے کبھی لب کبھی رخسار کا بوسہ

تا حشر نہ ہوش آئے مجھے نشے سے اُسکے
جب زلف تری لیتی ہی رخسار کا بوسہ

نور الدہر نے کہا ای ملکۂ عالم یہ
تمھارے ہی لائق ہین جوان اور خوبصورت ہین ایرج نے کہا کہ ادنی سی بات ہی ستر و سو من کا ساطور
باندھتے ہین بڑے شقی جری بہادر ہین ملکہ ترنج نے کہا کیا مین انسے باہر ہون لے ای جوان شراب
پی لے مین بہت خوش ہوئی یہ دونون شاہزادے بڑی بیتری تعریف کرتے ہین طہماس نے اُٹھا ہاتھ
مارا جام زمین پر جا کر گرا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ ترنج نے کہا ای جوان تو بڑا بدمزاج ہی عاشق و معشوق
کا تنہائی مین ناز و نیاز بہتر ہی مین الگ اُٹھ چلون کچھ تنہائی مین کہے گا ابھی دن ہی رات ہونے دے

ایرج و نور الدہر نے قہقہہ مارا طہماس نے کہا شاہزادہ صاحب ہنس کے میری جان لیگے اس کم بخت کی شامتین آئی ہین ملکہ ترنج نے کہا کیون رے لم قدسے مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی جو تو کہیگا مجھے بدل و جان منظور ہی بوجہ غصہ کرنا تیری عقل کا قصور ہی میرے مزاج سے تو آگاہ ہی ذرا سی بات پر مین نے بدمست کو مارا بھیڑ بنا کر کھونٹے مین باندھ دونگی وہ دونون بیچارے بیچارے ہین آپ پھولے جاتے ہین انسانیت سے باہر بس چل اُٹھ دیر نکر اسی مین تیری خیر ہی اب تو طہماس گالیان دینے لگا کہا کم بخت یہ دونون جوان دل لگی باز نہین یہ میان ایرج صاحب جو بیٹھے ہین بڑے عاشق مزاج ہین ہم نوکر چاکر بیچارے غریب محتاج ہین خواجہ عمرو کے فرزند ہین ہم سردار ہم عیار نامی و نامدار ان سے ضرور آشنائی کرو میرا قد و قامت دیکھنے ہی کا ہی چھین خوب رو پہلوان بھلیت بکیت البتہ قابل دوستی ہین جب تمھارے پاس بیٹھینگے لوگ حیرت سے آتش حسرت پر جلینگے ملکہ ترنج نے کہا اچھا مین اُنکے خوش کرنے کو حاضر ہون لو پیارے یہ جام تھین پیو اب میان ایرج گھبرا اے ملکہ ترنج نے جام شراب کا ایرج کے منھ سے لگا دیا کہا لے پی نخرا نکر بڑا بحیت ہی تیری پھپتی دیکھونگی ایرج نے منھ پھیر لیا ترنج نے کہا پہلا جام اگر تو نہین پیتا تو مین پیے لیتی ہون یہ کہکے جام شراب خود پی گئی گنگنائی ایرج کے رجھانیکو یہ غزل گائی غزل قبول

سوز دروں کی اے دل اُسکو خبر نہین ہی ... آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی

روتے ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن ... شل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہی

شعرون مین کسکو باندھون دیوا نہین لاؤن کسکو ... اک وہم سا ہی سب کو اُسکے کمر نہین ہی

اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی ... روح الامین کا بھی اُسجا گذر نہین ہی

اے شاہد ان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو ... اب نذر کو تمھاری خون جگر نہین ہی

تن پہ سے سر جو اُترا ایس سر کا درد اُترا ... تن پر جو سر نہین ہی بس درد سر نہین ہی

اہل ہنر کے آگے پڑھ اے قبول اشعار ... کیا یاوہ شاعری کا تجکو ہنر نہین ہی

یہ غزل گا کے نشہ کے جوش مین ایرج کو لپٹنے لگی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر سحر کرکے اپنے کو ملکہ ترنج نہ بچاتی تو سر اُڑجاتا ایرج و نور الدہر و طہماس اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہیون نے جلوہ کیا دو چار کو طہماس نے مارا چند کو نور الدہر نے کسی کو ایرج نے پس ملکہ ترنج جادو

غصے مین اُٹھی دیکھا زمین پر دریاے خون بہ گیا غصے مین ایک دو دہتڑ مارا تینون سردار زمین پر گرے سحر مین تینون کو مبتلا کیا کہا ای جوانو میرا کہنا مانو بڑا مجکو قلق ہی انصاف کرو تم میرا حق ہی تمھارے واسطے مین نے اپنے آشنا کو مار ڈالا کیسے نا انصاف ہو مجھے خود رہ رہکے افسوس آتا ہی اگر میرا کہنا نمانوگے تو وہی حال تمھارا بھی ہوگا ایرج دنوسا لدہر وطہماس گالیان دینے لگے کہ کمبخت کیا بیہودہ ارادہ کرتی ہی ہم لوگ اس فن کے نہین ہین ملکہ ترنج نے کہا بلاؤ جلادون کو ابھی ان کو قتل کرونگی مین سلامت رہون ان ایسے ہزارون پیدا کرلونگی مجھے کیا پروا ہی اپنے نصیبون کو جھیکین مجھ ایسی چاہنے والی انکو نہ ملیگی سب طرح حاضر ہون نگوڑے ایسے ٹھنڈے ہین کسی طرح نہین گرماتے ان جوانون نے کچھ جواب نہ دیا جلاد خنجر کھینچکر قریب آئے اب ایرج دنور الدہر کو زندگی سے یاس ہوئی اپنے معبود حقیقی سے التجا کرنے لگے دعا مین مصروف ہوے ملکہ ترنج غصے مین کانپ رہی ہی کہ ہی گر دہین کہ یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای ملکہ عالم جبرئیل قدرت خداوند باختری یعنی ملک یاقوت شاہ تشریف لاتے ہین شاید واسطے شکار کے صحرا مین تشریف لائے تھے آپکی خبر سنکے پلٹ پڑے ملکہ ترنج اُٹھی بارگاہ کے آئی دیکھا کہ ملک یاقوت شاہ ہوادار پر سوار تاج شہریاری بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیونکے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو چالیس جوانان خوشرو سپاہی چوبدار ہٹو بچو کرتے ہوے چلے آتے ہین ملکہ ترنج نے آگے بڑھکے سلام کیا پانئے ہوادار کے ہاتھ رکھا پوچھا ای جبرئیل قدرت یہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا یاقوت شاہ نے کہا بدولت واسطے شکار کے آئے تھے زبانی ہرکارون کی معلوم ہوا کہ بندی خاص خداوند لقا نے مسلمانون کو گرفتار کیا ہی اور قدرت نے بھی فرمایا تھا کہ جب شکار مین جاؤ گے شکار بزرگ دستیاب ہوگا دشمنون کو اضطراب ہوگا مین مطلب اصلی کو نہ سمجھا اب جو ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی کرامت ارشاد خداوندی یاد آئی ملکہ ترنج بہ اعزاز و اکرام یاقوت شاہ کو لیکر بارگاہ مین آئی ساتھ والون سے کہتی ہی صاحبو دیکھو مین نے یہان مسلمانون کو گرفتار کیا قدرت کو وہان معلوم ہوگیا جاگتی جوت کا خداوند ہی لات و منات سے اسکا مرتبہ بلند ہی اسمین بھی کچھ شبہ ہی قدرت کی رحمت ہی کہ ان سرکو نہین مٹاتے ہین دنیا کے عجائب و غرائب دکھاتے ہین جس دن دریاے قہاری جوش

آئیگا ایک ایک مسلمان مثل حباب بحر عالم سے مٹ جائیگا اب مجکو یقین ہی طرۂ پیغمبری ملے گا غنچہ آرزو کھلیگا سب کو ہی عرض کرتے ہین آمنا وصدقنا ترنج نے یاقوت شاہ کو لاکر تخت پر متمکن کیا حکم ہوا جلد ساقیان پری رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہون جبرئیل قدرت نے ملکہ ترنج کے چٹکی لی مسکرا کے کہا صاحب تمھارے بڑے مرتبے ہین خداوند ہمسے فرما چکے ہین اپنے پیرا نے آشنا بدمست کو قتل کیا قدرت کی تقدیر کا ظہور ہوا اب جانی تمھاری شادی ہمارے ساتھ ہوگی ہم تم مزے اٹھاوینگے اپنے پہلو مین تجھ ایسی حسینہ کو سلاوینگے مگر یہ تو بتلاؤ کوئی خیمہ ایسا بھی ہی کہ جہان تخلیہ ہو راز و نیاز کے کلام ہون شکار سے تھکے ہوے آئے ہین آرام پائین نور قدرت تمھارے پیٹ مین اُتارین یہ سنکر ملکہ ترنج پھول گئی سر جھکا لیا شرما گئی گھونگھٹ نکالکر کہا ای جبرئیل قدرت حکم خداوندی مین کون دخل دے سکتا ہی مگر کنیز کو خوف سے سکتا ہی چلیے تشریف لیچلیے چھپر کھٹ درست ہی مگر لونڈی کی طبیعت سست ہی یاقوت ہاتھ تھام کے ترنج کا اٹھا ساتھ والون سے کہا ہم ملکہ ترنج سے تنہائی مین کچھ باتین کرینگے تم سب صاحب بارگاہ مین باطمینان بیٹھو چرچا شراب و کباب کا کرو ملکہ ترنج کو ساتھ لیکر بخدمت خداوند چلینگے سب کو ہی و کنیزان ملکہ ترنج نے ان سب کی شراب و کباب مین شرکت کی مگر ملکہ ترنج دلمین باغ باغ کہ اب قدرت کی مہر کھلاونگی یہ جبرئیل قدرت ہی تجھسے قلبی محبت ہی ای ترنج اپنے کو روکنا چاہیے جب تخلیہ مین آئی مسند پر یاقوت آکر بیٹھا ملکہ ترنج شرمائی ہوئی ہٹی جاتی ہین ناز معشوقانہ دکھاتی ہین یاقوت نے کہا جان جہان قریب آؤ تنہائی مین نہ شرماؤ ملکہ ترنج نے کہا ای جبرئیل قدرت دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگانا مین لوٹ جاؤنگی تمسے روٹھ جاؤنگی اور کسی بات کا ارادہ نہ کرنا دیکھو سینہ پر تو میرے ہاتھ رکھو کلیجہ دھڑک رہا ہی دل خوف سے مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی میرا دم نکل جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا یاقوت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیون پیاری کیا ہمین ترساؤگی شربت وصل نہ پلاؤگی تشنہ جام وصال ہین قلب ناصبور پر ہجوم غم و ملال ہین اشعار

زخم تن اپنے عدو سے پایا ہم نے
خوب پانی تری تلوار سے پایا ہم نے
سبزہ آغاز ہی ہو سے ہمین تو دیتا ہی

داغ اس چاند سے رخسار پایا ہم نے
کور ہم ہو گئے رونے مین گئی عمر تمام
گل رخسار ترا خار سے پایا ہمنے

تشنہ بوسہ چاہ ذقن ای یار رہے ہم
یہ مرض نرگس بیمار سے پایا ہم نے
داغ بڑھتے گئے لیکن نہ وہ منہ دکھلا

نہ تو درہم سے نہ دینار سے پایا ہم نے
ایسا صدمہ کوئی اغیار سے ہمکو نہ ملا
جو ضرر سایۂ دیوار سے پایا ہم نے

تیرے زخمی کو ترا سبزۂ خط یاد آیا
جسقدر رنج دل زار سے پایا ہم نے
دل دانا کے لیے ہوتا ہی رہزن ہر بار

درد و غم ہم نے نگار سے پایا ہمنے
لطف یہ سایۂ طوبیٰ مین نہ ہوگا ای یار
حسان قسیج کو زنار سے پایا ہمنے

کیون ای جان جہان ہم تو بیقراری مین حکم سے خداوند کے آئے تمکو ہم سے انکار ہی ملکہ ترنج نے کہا نہین
ای جبرئیل قدرت آپسے انکار کیا آپ خداوندزادے نور چکیدۂ خاص قدرت ہین مگر مین دل کو کیا
کرون گھبراتا ہی کہ تم کیا کروگے میرے کلیجے پر خنجر پھیروگے لیکن ناچار سنگ آمد و سخت آمد مگر ایک
وعدہ مجھسے کرلو اور کسی عورت سے کبھی کلام نہ کرنا قدرت کے جاہ وجلال کی قسم کھاؤ تب مجھے
ہاتھ لگاؤ نہین تو مین چیخونگی سارا خیمہ سر پہ اٹھالونگی یاقوت شاہ نے کلائی تھام کر کھینچا کہا جانی
چاہے جتنی قسمین لیلو نوشتہ لکھدونگا قول و اقرار کا پابند رہونگا شعر قول کا ہو نہ یقین ہم نے
نوشتہ لے لو ضامن انسان کے عوض چاہے فرشتہ لیلو خداوند لقا کی قسم لقا کے باپ کی
قسم تمکو راضی رکھونگا کبھی لونڈا رنڈی نہ کرونگا دس ہزار کنیزین واسطے خدمتگاری کے پانچ ہزار
روپیہ صرف پاندان دو ہزار روپیہ بہانے میوہ خوری اسمین کا ہے کی چوری اب تو بی ملکہ
ترنج پھسل گئین ٹھٹھا مار کے ہنسین کہا مردوے کیون اتنی قسمین کھاتا ہی باتین بناتا ہی مین نے
بھی دنیا کو دیکھا ہی اسوقت شیطان سر پر چڑھا ہی یہ وہی کھیل رہا ہی جب اپنا مطلب نکل جاویگا
پھر بات بھی نہ پوچھوگے یہی حکم دوگے تنخواہ لو کھاؤ محل مین پڑی رہو یاقوت نے کہا بس اب
زیادہ نہ بگھارو لو جام شراب کا پیو جلدی فیصلہ ہو جام بھر کے لبون سے ملکہ ترنج کے لگا ہی دیا ملکہ
ترنج نہین نہین کرکے پی گئی پیتے ہی گھبرا کے کہا ای جبرئیل قدرت میرے کلیجے مین آگ بھر گئی ہڈی
ہڈی جلنے لگی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یاقوت نے کہا اری شراب نوشیدہ ہی گرمی کی ہو تو کیا بعید ہی
ملکہ ترنج گھبرا کر اٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری یاقوت نے نعرہ کیا منم جواہر بن عمرو
ساتھ والون نے باہر کنیزون کو بیہوش کیا جواہر نے ایک خنجر مارا ملکہ ترنج کا شکم چاک قصہ پاک
ہوا صدائین مہیب آئین آندھی سیاہ اٹھی ابوالفتح وغیرہ ساتھ تھے انھون نے بارگاہ کو مزبلہ
قصابان بنا دیا کنیزان ملکہ ترنج کو قتل کیا ارج و نور الدہر و طماس و شبرنگ و شاپور
قید سے چھوٹے لشکر جو بھاگ کر دہانے کوہ مین چھپا تھا حالات عشرت آیات سنکر آئے نورالدہر

نے جواہر کو گلے سے لگا لیا پوچھا ای برادر تمہارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا جواہر نے کہا جب آپکو
عرصہ دراز گذرا صاحبقران بیقرار ہوئے مجھے حکم ہوا جا کر شاہزادون کو تلاش کرو راہ مین
غلام نے حضور کی گرفتاری کی خبر پائی شکر ہی خدا نے وقت پر پہونچایا اب آپ بتعجیل تمام لشکر
مین آئیے آپ کے جد عالی تبار آٹھ پہر یاد کرتے ہین ہم آگے بڑھکر خبر پہونچا ئینگے آپ مع لشکر
منزل بمنزل آئینگے نور الدہر و ایرج نے جواہر بن عمرو کو بڑا بھاری خلعت دیا چالیسون
عیارون کو بھی مخلع کیا جواہر بن عمرو مع عیارون کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا بعد
کو ایرج و نور الدہر نے لشکر آراستہ کیا مال طلسمی لدوا یا بشوکت تمام بکیفیت مالا کلام بہمت
لشکر ظفر اثر صاحبقران چلے دو کلمہ داستان صاحبقران و زمرد بے ایمان سنیے کہ زمرد شاہ
باختری اپنی بارگاہ جہان نما مین داخل ہی سلیمان عنبرین مو سے کہی عرض کرتا ہی یا خداوند میرے
کلیجے پر صد ہا داغ ہین کیسے کیسے بھائی بھتیجے جری بہادر ممالک کوہستان سے آگے ہاتھ سے
سرداران اسلام کے مارے گئے ملک جی ہمیشہ مانع ہوتے ہین بابدولت کو نہین لڑنے دیتے
جسدن تلوار نیام انتقام سے کھینچونگا طبقے زمین کے ہلا دونگا بختیارک نے کہا ای پہلوان
دوران تمکو کیونکر لڑنے دین اندھے کی ایک لاٹھی بڑا بھروسا طلسم ہوش ربا کا وہ مدد و عدم
مدد انکی رائے پر موقوف ہی عرصہ سے کوئی ساحر نہین آیا ای رستم زمان ساحر کے آنے سے
بڑی چل پہل ہو جاتی ہی آپ تامل فرمائیے یقین ہی کوئی نہ کوئی ساحر آتا ہوگا مسلمانون کا
پیشدستی کا طریقہ نہین ہی یہی بڑی خیر ہی نہین تو تمہارا قدم کا جمنا دشوار ہوتا سلیمان نے کہا
ملک جی تمہارے دل مین مسلمانون کی طرف سے خوف سما گیا ہی بختیارک نے کہا حضور
بچپن سے حال مسلمانان دیکھتا ہون کیسے کیسے پہلوان بڑے بڑے ساحر مسلمانون سے
لڑتے آخر مین جہنم واصل ہوئے یہ باتین ہو رہی تھین کہ طرف سے طلسم ہوشربا کے ابر تیرہ و
تار نمودار اسمین رعد کی گرج برق کی چمک لقا پکار اٹھا ای بندگان من چہ تقدیر یکدم دیدی
قدرت مرا بندۂ خاص الخاص نے کسی بندۂ معقول کو بھیجا ابر آگر شق ہوا دیکھا ایک جادوگر تاج
سر پہ ساٹھ ہزار ساحران غدار پشت پر بصد کر و فر آ کے اترا بارگاہ لقا مین آیا واسطے سجدے کے
جھکا لقا نے کہا ای بندۂ سرکش سر خود از سجدہ بردار لعنت بر تو نصیب کردم ساحر نے عرض کی

افراسیاب کی بات سنکر بختیارک نے اسکو پڑھا طرف سے افراسیاب کے اسمین لکھا تھا یا خداوند تمور سحر طراز ساحر سرفراز خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوتا ہی کل مسلمانون کو قتل کرکے آپ کو بالاے قیطول پہونچائیگا تیمور کو زنگل زرین بیٹھنے کو ملا بختیارک نے پوچھا کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو تیمور نے کلاہ زمین پر دے ماری کہا کیا عرض کرون سار بان زاد نے غضب کیا طلسم کشا کو گنبد نور سے جاکر ہار لیا بختیارک ناچنے لگا کہا مبارک باشد ایکدن ہمارے پیر و مرشد افراسیاب کو قتل کرینگے تیمور نے کہا ملک جی یہ ناممکن ہی لوح طلسم ہوشربا معدوم ہی جسدن افراسیاب بگڑے گا لونڈی غلامون کو قتل کر ڈالیگا حضور غلام کے نام طبل جنگی بجوا دیجیے کل ہی کیا قیامتین برپا کرتا ہون بختیارک نے خوش ہو کے حکم دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا مگر تاہمیان جنبری و تومیان خیبری و سرہنگ ملی و ابو طاہر خونریز جو اسپان لشکر اسلام ہر وقت براے خبر لشکر لقا مین حاضر رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر و زنگل آصفی پر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مع دربار تصویر سرداران سے معمور کہ چارون ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجا لاے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ | گل سرخ تابد چو روشن چراغ | نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز رہے تمور سحر طراز طرف سے افراسیاب کے آیا ہی اسنے طبل جنگی بجوایا ہی دوسرا مژدہ فرح بخش غلامون نے پایا ہی کہ جس سے روح راحت قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہمارے استاد صاحب نے جانبازی کرکے اپنے کو گنبد نور مین پہونچا اسد کو بڑے کرو فر سے قید افراسیاب سے چھڑایا مگر اب طلسم ہوش ربا مین ہنگامہ ہاے عظیم برپا ہین مشہور ہی کہ طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہی افراسیاب مشہور کرتا ہی کہ میرے طلسم کی لوح نہین ہی مگر رازداران طلسم ملکہ مخمور و بہار و باغبان فکر حصول لوح مین مصروف ہو رہے ہین کیا تعجب ہی کہ انشاءاللہ طلسم ہوشربا بہت جلد فتح ہو مگر سنا ہی کہ ابھی تک بدیع الزمان کی قید کا پتا نہین ملا خواجہ عمرو کو اس مقدمے مین بڑی کوشش کی طلسم انتہا کا وسیع ہی آج یہ بھی سنا ہی کہ افراسیاب بڑی بڑی قیامتین برپا کریگا ناظمان دربند کو تحریر کیا ہی اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ تلوار اسکی بیمے پناہ خدا ہمارے استاد کی جان و آبرو بچاے خیر و عافیت سے لاکر حضور سے ملاے

صاحبقران نے فرمایا عمرو ایسا ہی طرار عیار ہی تم سبکا حقیقت مین سردار ہی ایسے مقام پر بیچارہ
اسد کیا طلسم کشائی کریگا اگر لاکھون پہلوان ہوتے صفون کو پامال کرتا شیر کے گلے چیرتا ساحر و نشے
کیا کریگا خدا اُسکو مظفر و منصور کرے ایسا طلسم وسیع کبھی ہماری نگاہ سے بھی نہین گذرا سب مین
بڑا طلسم ہزار اسپ تھا ایک سال کامل مین اُسمین لڑا عمرو ایسا عیار تھا اہالیان طلسم تمام
مسلمان تھے خواہش رکھتے تھے طلسم جلد فتح ہو جاے دختر لنبا خر حکیم اشراق رو شغف حسین بے شک
ماہ منیر آفتاب عالمتاب آسمان عز و شان ملکہ رضیہ سلطان مجیب اُل ہو چکی تھی درویش ذاکر و منکر ذلفوان
زاہد و مہر نوش سبز پوش یہ سب کامل واکمل عالم و فاضل عامل عاقل رازداران طلسم میرے
شریک تھے مگر کسی کا کچھ زور نہ چلا ایسی ایسی بلاؤن مین پھنسا کہ نوبت بجان و کارد براستخوان
پہونچا مین صاحب اسم اعظم تھا صاحب حرز ہیکل فتح کے دل یہ تمام سامان تھا مگر طلسم
عجائب و غرائب مین مجبور تھا آٹھ پہر ملول و رنجور رہتا بڑی بڑی مشقتون سے طلسم فتح ہوا حقیقت
مین طلسم ہوش ربا ہوشربا ہی معین و کفیل عمرو و اسد کا خدا ہی ایسے کلمات حسرت انجام زبان سے
فرما کر ارشاد ہوا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے قلابہ چینی و کباب چینی
داروغہ نقارخانہ کو حکم ہو بجا طبل جنگی پر چوب پڑی **قطعہ**

زناہید مے کرد این سوال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است

جہان را اگر روز آخر رسید
کنی آواز او گوش گردون کر است

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید

صداے طبل جنگی اہالیان لشکر نے
سنی سب پر ظاہر ہوا ہر سردار اس حال سے ماہر ہوا کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی ایک ساحر بد کر
ہوشربا سے آ بھی سردارون نے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا حسرت و یاس سے کہا افسوس
صد ہزار افسوس کس ملک مین آئے شمشیر زنی کا نام بھول گئے یہان چھو چھکے کا کام ہی سحر و شعبدہ
مین مجبور تمام ہی کس سے لڑینگے مجبور ساحرون کے سامنے سر جھکا دینگے وہ بد معاش ایک ماش کا دانہ
پھینک دیتے ہین ساری جی داری فراموش پراگندہ ہوش ہاتھ پانون بیکار سپاہی سردار مجبور و
ناچار اُسکی قدرت سے لڑائی فتح ہو جاتی ہی ورنہ سحر سے ساحرون کے زمین تھراتی ہی لشکر اسلام مین
چار جانب ہنگامہ واضح رہے اے عالی رہے کہ جواہر بن عمرو ترنج کو بار کر ایرج و نور الدہر سے
رخصت ہو کر چل نکلا مگر ابھی لشکر ظفر اثر مین نہین پہونچا ایرج و نور الدہر بھی ابھی راہ مین ہین مگر جب

لشکر صاحبقران مین طبل جنگی بجا سردارون مین بھی چرچا ہوا کہ دیکھیے کل ساحرون سے کیونکر جان
بچتی ہی شعبان خنجر گزار روح روان عمرو نامدار بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر اٹھا بیرون
بارگاہ آیا مہتر برزک خطائی نے پوچھا مرشد زادے کیا قصد ہی کہان جاتے ہو شعبان نے جواب دیا
آپ سب صاحبون نے سنا ساحر زبردست طلسم ہوشربا سے برائے مدد لقا آیا کبر و نخوت طبل جنگی بجوایا
جملہ سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن پریشان ہین انکا تردد بجا ہی سحر و ساحری مین کسکا زور
چلتا ہی ارادہ ہی کہ جا کر اُس مردود کو مارون آتش سحر کو نہ بھڑکنے دون برزک نے کہا مین بھی ہمراہ چلون
شعبان نے کہا آپ سب صاحب حفاظت لشکر مین مصروف رہین پروردگار معین و مددگار ہی
برزک پلٹا شعبان طرف لشکر لقا کے چلا یہان بارگاہ لقا مین تیمور سحر طراز جب طبل جنگی بجوا چکا
لقا نے دربار برخاست کیا تیمور طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک نے کہا میان تیمور صاحب ذرا
عیارون کا خیال رکھیے گا آپنے آتے ہی طبل جنگی بجوایا ہی دل مسلمانون کا دکھایا ہی میرے پیرو مرشد کے
نو نظر شکل گردان نامور ضرور آپکی فکر مین آئینگے ذرا غفلت ہوئی مشکین باندھکے لیجائینگے تیمور نے کہا
ملک جی آپ کی مہربانی کوئی عیار صاحب مجھپر عنایت نہ فرمائینگے عیاری کرنے نہ آئینگے بختیارک
نے کہا ہمنے براہ خیرخواہی واقف کیا آگے اختیار ہی سمجھا دینا ہمارا کام ہی غرور کا یہ انجام ہی تیمور نے
کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا چند رفقا ساتھ مزیدار مرد تماش بین نشے باز ہین رنڈی کو ساتھ لائے
ہین منزلون مین مزے اڑاتے ہوئے آئے ہین اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا چوبدارون سے کہا ملکہ گلنوش
کو جلد بلاؤ ایک غزل سنکر آرام فرماؤنگا صبحکو میدان کارزار مین جائینگے چوبدار چلا شعبان قبل ساحر
لشکر مین آیا ہی فکر تیمور مین پھر رہا ہی دور سے اسنے دیکھا اسی بارگاہ سے ایک چوبدار نکلا ہی تعجیل کہین
جاتا ہی شعبان حبیش کر چوبدار کے قریب آیا کہا مردوے صاحب آداب و تسلیمات قبول ہو چوبدار
نے پلٹ کر ایک ساحر کو دیکھا جواب دیا بھیا اچھے رہے کیون کیا مطلب ہی شعبان نے کہا آپ
کہان جاتے ہین چوبدار نے کہا بھائی ساحر صاحب دن بھر جا بجا حکم پہونچاتے ہین رات کو بھی
فرصت نہین ملتی اب میان تیمور صاحب کی رنڈی کو بلانے جاتے ہین شعبان باتین کرتا ہوا
مردوے صاحب کے ساتھ ہو لیا باتون باتون مین نام و نشان پوچھا یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اپنے ساتھ
لائے ہین پرانی آشنا ہی ایک مقام تنہائی پا کر شعبان نے چوبدار پر حلقۂ کمند کے مارے بیہوش

کرکے کنارے ڈالدیا لباس اُسکا اُتار لیا صورت تبدیل کی عصا ہاتھ مین لیکر بڑبڑاتے ہوے چلے
راہ مین اکثر جو ساتھ والے ملے پوچھا میان مردے صاحب خیر تو ہی کس پر غصہ کرتے ہو شعبان نے
کہا بھائی اس زمانے کی نوکری کو آگ لگے کتنا ہین کرنا پڑا ہی رنڈی کو بلانے جاتے ہین لوگون سے باتین
کرتا ہوا خیمے مین گلنوش کے آیا دیکھا ایک کسبی خوبصورت لباس و زیور سے آراستہ سازندے
موجود انتظار مین بیٹھی ہی شعبان کو دیکھ اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کہیے مردے صاحب کیا حکم لائے شعبان
نے کہا چلیے آپ کو یاد فرمایا ہی سازندے بھی اُٹھے جب ڈولی لا کر رکھی گئی شعبان نے کہا بی گلنوش
صاحب مجھے کچھ تنہائی مین کہنا ہی مین آپ کو سمجھا دون یہ مقام لشکر خداوندی ہی ذرا سی بے ادبی ہوجائیگی
گدھی بنجاؤگی دھوبی پکڑ کے لیجائیگا کھونٹے سے باندھ دیگا لدے سواریان گا ٹھیکے کہین چین نہ ملیگا کل
مشہور ہی کہ دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بیچاری کسبی تھرا گئی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا میان
مردے صاحب واسطہ سامری کا سب نشیب و فراز سمجھا دو ہیلنگے حالات بتادو ہی جو مین
گدھی بنگئی تڑپ تڑپ کے مرونگی ایسے خداوندی کی خدائی مین آگ لگے مین ایسی نوکری سے باز آئی مردے
نے کہا گھبراؤ نہین ہم سب ترکیبین بتلادینگے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا پھر خیمے مین لے گھسا اور تنہائی مین
پایا کہا بی گلنوش یہ گلوری کھالو پیک نگل جاؤ ہمیشہ سرخ رو رہوگی ہم تمھاری حفاظت کا بیڑا اٹھاتے
ہین گلنوش نے منھ کھولا شعبان نے گلوری منھ مین دی گلنوش جلدی جلدی چبا کر کھا گئی
پیک حلق سے اُترتے ہی بیہوش ہوئی شعبان نے لباس اُتار لیا گلنوش کو ایک گوشے مین
چھپادیا اُسی کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر آئے ڈولی مین پانون پھیلاکے بیٹھے سازندون کو ساتھ لیا
کہارون سے کہا مہاذرا جلدی جلدی چلو یہان تیمور رشل رہا ہی کہ شعبان نے بشکل گلنوش اُسے تیمور
دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہا کیون ملکہ گلنوش ہم تو مسلمانون سے لڑنے کو آئے ہین تمنے دن بھر ہمارا
خیال نہ کیا اور ہماری یاد نہ آئی شعبان نے بٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مار کہا نگوڑے دیوانے سفر کے
تھکے ماندے آئے نہ نہائے نہ دھوئے نہ کپڑے بدلے تمھارا سونٹے والا پہونچ گیا لے مین آئی کیا
کہا جائیگا صبحکو مسلمانون کے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری خونخوار صورت سے دل کانپتا ہی بڑھ دے
جلاد کا سامنا ہی سامری جمشید میری جان بچاین تیمور نے کہا ای جان جاں مسلمان بیچارون کی
کیا حقیقت ہی کل سب کو قتل کرڈونگا قدرت کو بالائے قیطول پہونچا دونگا شیر قدرت لقب پاونگا

شعبان نے کہا یہ دن کبھی نصیب ہوگا مجھے تو دن بھر گذر دیہی سنتے سنتے کان بھر گئے کہ ہزارون ساحر
یہان آئے عیارون نے مار لیا قدرت کے مزاج کا ٹھکانا نہین دم بھر مین تولہ دم بھر مین ماشہ جو چاہا
تقدیر کردی تیمور نے کہا میرے بارے مین تقدیر معقول فرما چکے ہین کہتے ہین تجکو جاہ پیغمبری دونگا
صاحب کتاب کرونگا ملکہ گلنوش نے کہا کہ بھڑوے اب تیری زندگی پر حرف آیا رشتہ حیات
قطع ہوا املا غلط انشا غلط تیمور نے ملکہ گلنوش سے کہا دو ایک چیزین گاؤ بجا باتین نہ بناؤ
شعبان سامنے بیٹھا ساز درست ہوئے شعبان نے غزل مصنف کی شروع کی غزل مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دل مین رہتے ہین | گل لالہ مین مسکن ہے مکا کل مین رہتے ہین
عدم سے شوق سے آئے چلے دنیا سے حسرت مین | نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین

تیمور تڑپنے لگا کہا جان جہان اب آج شب کو یہین رہو سازندون سے اشارہ کیا باہر جاؤ ہم گلنوش
سے کچھ باتین کرینگے سازندے باہر گئے تیمور لپٹنے لگا شعبان نے ایک طمانچہ مارا کہا لنگوڑے
بھوت پریت بنگیا لپٹا جاتا ہے اے شراب تو پی لے نشے مین مدہ بنکر پڑرہ مین اپنے خیمے مین جاکے
آرام کرون تیمور نے گلابی کھینچی جام بھر کر سامنے کیا شعبان نے لے لیا منھ لگا کے تھوک تھوک کرنا شروع
کیا کہا کہ کیا ہے اسمین گوہ ملا ہے تم ہی پی تیمور اُٹھا کر پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ گلنوش میرے
کلیجے مین آگ جلتی ہے تمام جسم مین آگ پڑگئی شعبان نے کہا اسمین سنکھیا ملی تھی گھبرا کر تیمور
اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گرتے ہی بیہوش ہوا شعبان نے چاہا قتل کرون پھر خیال آیا اگر دو تو ہزارون
جادوگر ہین مجکو نکلنا مشکل کردینگے یہ سوچکر جلدی مین زبان مین سوزن دینا بھول گیا پشتارہ باندھ
سراپردہ چاک کرکے بھاگا شعبان تیمور کو لیے جاتا ہے مگر صابر نمدپوش عیار فرامرزین
نوشیروان بختیارک نے اُس سے کہا تھا کہ اے صابر تم اب ایسے ٹھنڈے ہوگئے کیسے کیسے ساحر
یہان آئے ہین کبھی نہین گرماتے زمانے مین نوشیروان کے ہمنے بڑی بڑی عیاریان سینن عمرو کا مقابلہ
کیا ہر بات مین جواب دیتے تھے اب تم سے کچھ نہین ہوسکتا تیمور بڑا ساحر زبردست آیا ہے اگر تم
کسی طرح حمزہ عرب کو پکڑ لاؤ تو کل ہی اُسکے ہاتھ سے سرداران اسلام کا خاتمہ کرادون صابر
اُدھر سے روانہ ہوا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا نخل کی آڑ پکڑے کھڑا تھا شعبان کو نکلتے دیکھا
سمجھا کہ میرے لشکر مین جاتا ہے ضرور تیمور کی فکر کیگا یہ تعجیل شعبان کی شکل بنکر لشکر اسلام مین داخل ہوا

دربارگاہ حشامی پر آیا فرامرز عاد مغربی کا پہرا تھا اُسنے شعبان کو آتے ہوے دیکھا کہا ای فرزند مہتر
مہتران کہان سے آتے ہو صابر بولا تا عیار ایک ایک کو پہچانتا ہی کہا ای رستم سرزمین مغرب اب وقت
مین نے خبر پائی ہی کہ عیاران بتلاش و جستجوے صاحبقران مین آئے ہین ایسا نہو کہ دست برد کرین
مین اندر جاکے حفاظت کرون فرامرز نے کہا بہت مناسب ہی صابر اندر آیا دیکھا کہ صاحبقران
آرام کر رہے ہین چار خدمتگار ڈیوڑھی پر ہین صابر نے خدمتگارون سے کہا جاؤ ہم حفاظت کرینگے
خدمتگار نیند مین جھوم رہے تھے اُنکو غنیمت ہوا گوشۂ بارگاہ مین جاکر سو رہے صابر برابر چپرکھٹ
کے آیا تکیے مین دارو بیہوشی رکھکر دماغ سے صاحبقران کے لگایا صاحبقران چھینک مارکر
بیہوش ہوے صابر نے پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے نکلا یہان فرامرز نے دیکھا عرصہ ہوا
شعبان باہر نہین آیا پردہ اُٹھاکر جو دیکھا صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا دیکھا سراچہ چاک
فرامرز بدحواس باہر آیا مہتر برزک خطائی کو آواز دی ای برزک بڑا غضب ہوا کوئی امیر باتقدیر
کو چرا لے گیا شعبان بنکر آیا تھا نہین معلوم کون عیار پہونچا ابھی ابھی لیکر نکل گیا ہی ہاے کیا غضب
ہی خواجہ عمرو و چالاک بن عمرو طلسم ہوشربا کو گئے جواہر بن عمرو براے تلاش نورالدہر
ابھی نکل گیا کوئی عیار بشکل شعبان آیا ہمارے لیے صورت شعبان مین رمضان کا ہوا برزک
بیقرار ہوکر دوڑا سات کم رہگئی تھی فرامرز عاد مغربی بھی مع اپنی فوج ظفر موج تلاش مین مکار عیار کے
چل نکلا اب لشکر مین ہلڑ ہوا فیروزہ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچائی گھبراکر باہر
نکل آئے دیکھا سرداران تہمتن مش جمہور و بہرام وغیرہ چلے جاتے ہین غلغلہ ہی کوئی عیار امیر کو
چرا لیگیا اہل اسلام کو داغ دے گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا سردارون کو روکو تم شاگردان عمرو
کو لیکر خود ڈھونڈو سائیس سے ارشاد ہوا کہ جلد مرکب خنگ سیہ قیطاس کو تیار کرو یہان تو یہ ہنگامہ
ہی کل سردارون کو خبر ہوگئی لندھور و مالک ہتھیار لگائے ہوے بارگاہون سے نکل آئے
سنا کہ بادشاہ برآمد ہوے ہین خرامان خرامان اسی جانب چلے مگر عرض کرچکا ہون شعبان خنجر گذار
نورنگاہ عمرو بن امیہ نامدار تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُدھر سے صابر بند پوش بصد جوش و
خروش پشتارۂ صاحبقران بر دوش لشکر اسلام سے نکل چکا ہی راہ صحرا کی طی کر رہا ہی نہایت
خوش بشاش دل سے کہتا ہی کہ لاکھون روپیہ انعام مین خداوند لقا سے پاؤنگا یہ سوچتا ہوا

جاتا تھا کہ کان مین آواز زنگ کی آئی سمجھا میرے شاگرد تعاقب مین چلے ہونگے اسنے آواز دی کون
آتا ہے یہ شعبان تیمور کو لیے ہوے آتا ہے اُسنے آواز صابر کی پہچانی اپنا نام نہ بتلایا جواب دیا اے
شخص تو کون ہے صابر نے خوشی مین کہا منم صابر عیار شہنشاہ ہفت کشور حمزۂ نامور کو گرفتار کرکے
لایا ہون شعبان کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتا تھا اے شعبان سہ ماہی کے روزے واجب ہوے
پشتارہ تیمور کا زمین پر رکھا تنچہ کھینچکر ٹھہرا جب صابر قریب آیا ستارہ سحری چمک چکا ہے اُسنے دیکھا
ایک پشتارہ تختۂ سنگ مرمر پر رکھا ہے مینا عمرو کا راہ روکے کھڑا ہے صابر نے کہا او چھوکرے تجکو
گرفتار کرکے لایا شعبان نے کہا تمھارے باپ تیمور سحر طراز کو باندھ لایا اب بہتر یہی
ہے کہ پشتارہ صاحبقران زمان کا رکھدے اپنے لشکر کا راستہ لے صابر نمد پوش
نے پشتارہ زمین پر رکھا کہا او چھوکرے مین ہمیشہ برابر تیرے باپ سے لڑا ہون اپنی جان بچا تیمور
کو چھوڑ کر نکل جا ورنہ تیرا ابھی سر لیتا جاؤنگا شعبان چمک کر جا پڑا تنچہ چلنے لگا صابر نمد پوش
عیار قدیم نوشیروان کا ندیم شعبان سے برابر لڑ رہا ہے ان دونون مین تلوار چل رہی ہے وہان
بختیارک کو رات بھر نیند نہین آئی دو گھڑی رات رہے سے رفیدہ سنبھال کر اپنے خیمے سے
نکلا دربار گاہ تیمور سحر طراز پر آیا دیکھا جا بجا ساحر و غیر ساحر آنکھین ملتے ہوے اُٹھے ہین کوئی
لوٹا لیکر طرف صحرا کے جاتا ہے کوئی حقہ بھر رہا ہے نشے باز لوگ اُٹھتے ہی گانجہ ملنے لگے کشتی بوتل
شراب کی سامنے رکھی ہے رات کے بچے ہوے کابلی مٹر وہ سامنے مٹی کی سکوریان بھر کے رکھے ہین
بعض چرس کی چلم جما رہے ہین ساتھ والون سے کہتے ہین بھائی ٹھرے پر سا جہان کے دم لگاؤ
ہماری ساقن پیاری کو دعا دو بختیارک یہ تماشے دیکھتا ہوا قریب بارگاہ تیمور آیا جادوگرون
سے پوچھا تمھارے افسر صاحب اُٹھے خدمتگارون نے اشارون سے منع کیا میان شیطان
چپ رہو رات سے بی جی صاحب آئی ہوئی ہین رات بھر جاگے ہونگے ابھی آنکھ لگی ہے بختیارک
گالیان دینے لگا کہا ذرا پردہ تو اٹھاؤ خواب مرگ مین نہ مبتلا ہون بی جی کون اُنھون نے کہا
صاحب ہمارے مالک کی پرانی آشنا ہین بختیارک نے بڑھ کے پردہ اُٹھا دیا دیکھا بھیرون
ناچ رہا ہے بختیارک نے کہا لو نہ بی جی صاحب نہ میان جی اُسی کسبی کی شکل بنکر کوئی عیار
چلا آیا ہوگا مشکین باندھ کر لیگیا اے کمبختو جلدی جا کر خبر لو شاید راہ مین ملجاے ابھی نکل گیا ہوگا

اب تو ساحر دیگر ساحر دور رہے نجتیارک نے بڑھ کے ضیغم خون آشام سے کہا آپ جلد جا سیئے
ای خالوے قدرت آپنے سنا تیمور سحر طراز کو عیاران اسلام گرفتار کر کے لیگئے آپ جلد بڑھ کر خبر لیجیے
ضیغم دور کا مرکب پر سوار ہوا مثل باد صرصر چلا عقب مین اسکے ہزار ہا لقا پرست جیسے یہان شعبان
وصابر نمد پوش لڑ رہے ہین ون تکل آیا ہی شعبان نے صابر نمد پوش کو زخمی کیا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی
کہ پشتارے پر قبضہ کرون صابر نمد پوش جان دیے ہوے لڑ رہا ہی کہ طرف سے لشکر لقا کے گرد
اڑی ضیغم خون آشام بدانجام مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے ظاہر ہوا صابر نمد پوش نے آواز دی ای
خالوے قدرت جلد آیئے اس چھوکرے نے عمرو کے بہت پریشان کیا ہی مین حمزہ کو گرفتار کر لایا ہون
ضیغم نے یہ سنکر گھوڑا دوڑایا شعبان نے صابر نمد پوش کے منھ پر تھوک دیا کہ اسی منھ پر دعوے
عیاری کرتا ہی مگر گھبرا گیا سوار پیدل چہار جانب سے نیزے اٹھا اٹھا کے شعبان پر چلے شعبان
نے نکال کر حقۂ آتشبازی مارا دو چار کے ہاتھ منھ جلے ناری مثل ہیمۂ خشک تپکے قریب تھا کہ نوک نیزہ
پر نیزہ دار شعبان خنجر گزار کو اٹھالین اس عیار طرار کو ہلاک کرین کہ دیکھا طرف سے لشکر اسلام کے رستم
سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی مع دو ہزار مغربیون کے پہونچا شعبان کو بلوے مین کافرون کے دیکھا
لشکر ضیغم خون آشام پر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی شعبان خنجر گزار نے جو اتنی مہلت پائی صابر نمد پوش
کو ضربہ مارا شانہ اس بیحیا کا نشانہ ہوا پشتارے پر صاحبقران کے شعبان نے قبضہ کیا کمند مین کاٹ مین
منھ پر حباب دافع دار دے بیہوشی مارا صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا ہنگامہ گیر ودار بلند ہو شعبان خنجر گزار
مدینے سے غون مین چھپایا ہوا عرض کر رہا ہی ای شہریار آ تھیے آدھر تیمور سحر طراز کی زبان مین شعبان خنجر گزار
نے جلدی مین سوزن نہ دیا تھا پسینہ جو آیا بیہوشی اتر گئی سحر کر کے پشتارے سے نکلا دیکھا تو ہنگامہ گیر ودار
بلند ہو تلوار چل رہی ہی دریا خون کے جاری ہین اٹھے اس بیحیا نے گوندا مارا کئی سوار منھ کے بل زمین
پر گرے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے ادھر نقارے پر چوب پڑی زرد شاہ باختری سوار ہوا اسوقت اکے ہیجا
ادھر قبیل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار خبر سنکر مع بارہ ہزار تیر اندازون کے پہونچا صاحبقران
کو بہ تعجیل پشت اشقر پر سوار کیا امیر نے دیکھا فرامرز عاد مغربی عجب مصیبت مین مبتلا ہی اتالیان فی چیوار

شعلہ ہاے آتش گر رہے ہین امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر | امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا لبسد شمشیر چار | لیے تیغ صمصام و قمقام نام | لیے تیغ عقرب مسیحی ذوالحجام

ہیں کافران ز جہان پاک سکو	سر بسر کشان جلاد رخاک سکو	تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر کفار پر

جا پڑے جلدی میں خود و جوشن و زرہ بھی زیب جسم نہیں کرنے پائے ادھر اہالیان فوج نے فرامرز
کو اس تباہی میں دیکھا کہ بے بسی سے قتل ہو رہے ہیں ملازمان لقا سنبھالی یا آخری تمشیر ہی جتھاری
ہمیشہ نام سے اہل اسلام کے بھاگتے اسوقت جو سحر میں مبتلا پایا قتل کرنا شروع کیا صاحبقران
اسم اعظم پڑھنے لگے ہمراہیان فرامرز کو بچاتے پھرتے ہیں یکایک طبل سکندری پر چوب پڑی شاہزادہ اسعد
بن قباد چراغ لشکر اسلام مع سرداران نامی و تاجداران گرامی آکر پہونچے ایک جانب سے لندھور
بن سعدان نے نعرہ کیا النعرہ لندھور جزیرہ سعد یا گرز ہا بہندستان ؛ اگر نامی دانم منم لندھور بن سعدان
دوسرے پہلو سے آواز آئی منم مالک اژدر صاحب نیزہ و دوسر غلام نبی و چار حبیب
منم مالک اژدر خشم گین ؛ سپہ دار ور لشکر اہل دین ؛ تلوار کھینچکر کفار پر گرے تلوار
چلنے لگی ملازمان لقا گھبرائے بختیارک نے ساحروں کو آواز دی ای نالائقو نامردو سحر کرو جلد سب
سے اپنی جان بچاؤ وہ صاحب شوکت و حشم مالک اسم اعظم ہر سمت اسم اعظم پڑھ کے دم کرتے
ہیں سرداروں کو بچاتے ہیں اس آمد و رفت میں کئی زخم کھائے سر اطہر زخمی ہوا لشکر کفار نے
بسبب ساحروں کے دباؤ کا تیمور سحر طراز نے جو سر پر گولا مارا دو دو دھواں بہوت ہو گئے کسی ساحر
نے پانی برسایا تمام جرات ڈوبا کسی ناری نے آگ بجھائی کہیں برف گری کئی ہزار ٹھنڈے ہوئے
ایک مقام پر صاحبقران کھڑے لڑ رہے ہیں ضیغم خون آشام نے روباہ صفت اس شیر بیشہ جرأت
کی پشت پر چپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر تو فیر جھک سے تلوار کے پلٹے مغفر سر اقدس پر پڑا زخم کاری
کھایا پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا آدھے کے گینڈے کا سر کٹ گیا مع کے ہیکل زمین پر گرا تمام کفار ٹوٹ پڑے
ضیغم کو اٹھا لے گئے صاحبقران نے زخم سر باندھا لڑائی میں مصروف ہوئے مگر غش چلا آتا ہے جب
بڑھ کر وار کرتے ہیں زخم سر کھل جاتا ہے پھر کنارے آتے ہیں زخم سر باندھ کر پہلوانوں پر جا پڑتے ہیں تیمور
سحر طراز سحر کرتا ہوا صفوں کو درہم برہم کر رہا ہے بیجا ناری نے ہزاروں کو جلا دیا ہر چند کہ صاحبقران زخم
سر سے نہایت بیقرار ہیں مگر تیمور سحر طراز کو جو اس طرح سے لڑتے ہوئے سحر کرتے ہوئے دیکھا فوراً تڑپ کر
جا پڑے اسنے بڑھ کے گولا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولا پھٹ کے گر گیا ساحر بلا بلا جب
دل میں سمجھا یہ بھی کوئی بڑا ساحر ہے علم افسون گری سے ماہر یا غش کے دانے پھینکے دو بھی نہ صاحبقران پر

صدقہ ہو کر رہ گئے تیمور سحر طراز نے کیسے کیسے سحر کیے زمین ہلادی آگ برسائی مگر صاحبقران
پر کچھ تاثیر نہ ہوئی تھا سحر کھینچکر جا پڑا امیر پر ہاتھ لگایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغ عقرب پر روکا
شعلہ ہائے آتش گرے وہ بھی بیکار ہوئے امیر نے خبردار کہکر ہاتھ مارا تیمور سحر طراز نے سپر سحر کو
چہرے کی پناہ کی تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑگئے سر پر خود سحر کے برق شمشیر
گری کشت حیات کو جلادیا ناری کو خاک میں ملادیا مع مرکب چار ٹکڑے آندھی سیاہ اٹھی صدا
گیرودار بلند ہوئی مگر صاحبقران نے اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ زخم کے تکان سے سر زیادہ
کھل گیا غش آنے لگا گھبرا کر تیغہ نیام میں رکھا ہاتھ گردن مرکب میں حمائل کیے بیہوش ہو گئے
مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا طرف صحرا کے لے بھاگا مگر بیزبان ہی تھا ان پر نہ جانیگا
جدھر منہ اٹھا چل نکلا یہاں ہمراہیان تیمور سحر طراز مرنے سے اپنے مالک کے بدحواس ہوے
لاشہ تیمور سحر طراز اٹھا کے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے بعد نکلنے ساحرون کے اہل اسلام
نے لشکر اعدا پر قیامت برپا کی قریب تھا کہ شکست کھا کے بھاگے صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شعر
از دامن دشت و کوہ لالہ رنگ * گردے برخاست تیرہ تار رنگ * بختیارک نے دیکھا آنکے آگے
دہ سو علم فشان لشکر دو لاکھ سوار ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف زمردشاہ باختری مرقوم
آمد موج کی دھوم ایک پہلوان کوہ پیکر گرگدن مست پر سوار مغرور متکبر زیر سایہ علم خرس پیکر
پشت پر دو لاکھ کوہی بڑے بڑے قد کے جوان دور کابے مرکبون پر نخوت چہرون سے آشکار
بختیارک نے فوراً ہرکارون کو دوڑایا کہ دیکھو تو یہ کون جوان ہے کس ملک کا پہلوان ہے خناس و سواس
گئے چشم زدن میں پلٹے عرض کی ازرنگ کوہی چچازاد بھائی سلیمان عنبرین مو کا برائے مدد قدرت
آیا ہے بختیارک نے کہا جلد خبر کرو کہ خداوند جنگ مغلوبہ میں مصروف ہیں مسلمان آمادہ بے ادبی
ہیں آکر شریک ہو وسواس وغیرہ ہرکارے قریب ازرنگ کوہی پہونچے تمام کیفیت بیان کی
ازرنگ کوہی جام شراب نخوت سے چور انتہا کا مغرور یہ سنتے ہی قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈال کہا
صدقے خداوند کے تقدیر کرینگے کیا اچھے وقت پر پہونچا ہون آج ہی مسلمانون کا خاتمہ کرتا ہون
یہ لوگ بڑے سرکش ہیں ہم خود گرم مزاج شعلہ آتش ہیں دیو ہو تو اسکو بھگا دین شیر کے کلے چیرین
اگر دریا دلی دکھائیں تشنگان خونخوار کا خون بہائیں سیر گرداب چہرہ ڈالیں دریا میں جوش و خروش

ہون مرد میدان آبی روپوش ہون میدان رزم کو صحبت بزم جانتا ہون رستم وزال کو کب مانتا ہون
لاف وگزاف کرتا ہوا گینڈے کو بڑھایا مثل اژدر بل کھا کے نعرہ کیا یا شیدای مسلمانان منم پہلوان
جہان رستم زمان پیل دمان ازرنگ کوہی بس اسی مین خیر ہو کہ ہٹ جاؤ یا خداوند لقا کو سجدہ کرو
سپاہ گری سے ہاتھ اٹھاؤ جان بچا کر بھاگ جاؤ تمھاری قضا دامنگیر ہو تیغہ میرا برق نظیر ہو بلبلاتا ہوا
فوج ظفر موج اہل اسلام پر گرا تمام فوج اسکی تازہ دم اہل اسلام کو غم والم لڑتے لڑتے سارا دن گذر
چکا تھا اور سحر طراز نے دیوانہ کر دیا تھا تمام میدان لاشون سے بھر دیا تھا چند ساعت گذری کہ سحر و
افسون سے مہلت پائی ہے اب جو یہ سپاہ دو لاکھ کوہیون سے لشکر اسلام پر گرا افسر فوج صاحبقران
نامدار زخمی ہو کر نکل چکے ہین قریب تھا کہ پانون اٹھ جائین شکست فاش کھائین اہل اسلام مصروف
دعا ہوئے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز ہندے بدل از پردہ بیابان گرد
برخاست سب نے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان بن صاحبقران و نور الدہر بن بدیع الزمان
مع سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن اسوقت آکر پہونچے ہنگامۂ قیامت برپا دیکھا
شاپور دشمن شکن نے بڑھکر خبر دی کہ اے شہریار لشکر اسلام پر عجب آفت برپا ہے اول کوئی ساحر آیا
تھا وہ تو واصل جہنم ہوا اسکے مرنے سے کچھ غم تو کم ہوا اب ازرنگ کوہی دو لاکھ فوج سے آیا ہے وہ
قامت مین مثل دیو جرأت مین گیو آپ کے دادا جان کے بھی نعرے کی آواز نہین آتی لندھور
و مالک زخمی ہو چکے شیران دشت نبرد حیران و پریشان ہین سراسر شکست کے سامان ہین
یہ سنکر دونون شیرون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آتے ہی نعرہ کیا لڑنے لگے پرے کے پرے ہیون کے
درہم برہم کر دیے تھا تمام سے ایرج و نور الدہر کے کانپتا ہے باخبری ہے لٹے بجٹے صورتین
دلیران دشت نبرد کی دیکھکر آمادۂ فرار ہوے ان دونون جوانون کے ہاتھ سے شکستین کھائین
ذلتین فاش اٹھائین مگر ابھی ازرنگ کوہی لڑائی مین مصروف ازرنگ کوہی نے دیکھا
خداوند لقا تخت اپنا ہٹا کر دور جا کر ٹھہرے ہین وہین سے لقدیون بھاگ رہے ہین سندون کو
اپنے للکار رہے ہین ازرنگ کوہی نے آواز دی یا خداوند ہاتھی بڑھائیے مین مسلمانون کو ابھی
شکست دیتا ہون پر اودھمین لیتا ہون بختیارک نے آواز دی قدرت یہین سے تقریر
کر رہے ہین سب مسلمانون کا خون تمھاری تلوار کے سپرد کر دیا ہے لڑتے جاؤ مسلمانون کو سامنے سے

ہمارا و قدرت کے بندۂ خاص طاعت گزار با اخلاص ہو جب بارگاہ مسلمانان پر قبضہ کر دیگے تو قدرت
چلے آئینگے تمکو دخل پر صاحبقران کے بٹھائینگے سپہ سالار قدرت بنائینگے تمہارے ساتھ ملک موروثی
پر جائینگے یہ سنکر ازرنگ کوہی اور زیادہ مغرور ہوا نشۂ بادہ حماقت سے چور ہوا چک چک کے
لڑنے لگا ادھر سے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک جانب ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتے
ہوئے آتے ہیں ایک جانب ہزبر بیشۂ کلنگان طہماس بن عنقوبل دیو پیکر مثل شیر نیستان جوشتا
ہوا قبضۂ ساطور پر ہاتھ جس غول پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا اب کوہی گھبرانے طلازمان لقا تو مصر
درانے دور کھڑے ہیں یہ وہی لوگ ہیں کہ پتا کھڑکا اور بندہ سرکا جبتک ساحر موجود رہے جنگ
کیا کیے اب سامنا تلوار و تیر کا ہی دور سے لینا لینا کر رہے ہیں قریب کسی مسلمان کے نہیں آتے
مگر ملازمان ازرنگ کوہی جانبازی میں معروف ہیں خوب بھر کر تلوار چلی ہی قربانی کی نوبت
آگئی ہی دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات طوفانی گھٹا ڈھالوں کی چھائی ہی سر مثل اولوں کے گر
رہے ہیں سر ملے کفاران مثل حباب دریاے خون میں پھر رہے ہیں شاہزادہ ایرج و نور الدہر
بن بدیع الزمان بحر زخار فوج میں شناور ہیں حال کافران کے ابتر ہیں اولان اول ایرج نوجوان
نے بڑھ کر علم لشکر ازرنگ کوہی سرنگون کیا سب سے آگے بڑھ کر علمدار کو مارا مو چہون پر تاو پھیر کر
ایرج نے نعرہ کیا کہ یون فوج کفار کو شکست دیتے ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان پر نگاہ ڈالی مسکرا کر
کہا بھائی صاحب وہ علم فوج کفار سرنگون ہوا آپ تامل فرماتے ہیں ازرنگ کوہی کو بیتا ہون
نور الدہر بن بدیع الزمان کو ناگوار ہوا گھوڑے کو کوڑا کیا ازرنگ کوہی کو للکارا او نامرد ازلی کیا تنہا
کے سپاہیون کو قتل کرتا ہی ادھر آ مردون سے آنکھ ملا ازرنگ کوہی مغرور متکبر تو کہتے ہی جل گیا
آواز دی او خیرہ خرہ مین آ یا کہکے گینڈا بڑھایا نور الدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پر لوش پیر
کو ڈا کیا دوڑے ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے ازرنگ کوہی کو ٹوکا
غصے سے چہرہ لال ہوا نہایت ملال ہوا اپنے سرداروں سے فرمایا کہ شتی لیزادہ اپنی جرات پر
ناز کرتا ہی ہر چند کہ کچھ ہو نہیں سکتا علم فوج قلم ہونے سے لشکر کفار پر شکست فاش نامردون کو بھاگنے
کی تلاش ہی اب سر دے پر جاتے ہیں شوکت دکھاتے ہیں میں کب مانتا ہون ازرنگ ایسے
پہلوان کوہی کو پشہ سے کم جانتا ہون تیغۂ دو دمۂ سکندری کو جلوہ دیا کرہ بن اشقر کی پشت پر ہاتھ

رکھا فرمایا ای مرکب اصیل بادرفتاری دکھا دے دم شمشیر پہ ہاتھ رکھ کے فرمایا ای تیغۂ برق مثال
طبقے زمین کے ہلا دے نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے ازرنگ کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ
تلوار کا لگایا شاہزادۂ نورالدہر نے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پر لگا تھا اور اُسکا روک کے نعرۂ غیرانہ
کیا ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ خاراشگاف مثل برق چمک کر گرا سپر ازرنگ کوہی کے دو ٹکڑے ہوے یا
تو قبۂ سپر پر چلی تھی تا بہ جگرگاہ پہونچی دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا دلسے کہا غضب ہوا کشتی گیر
زادے نے ازرنگ کوہی کی تصور کو مٹایا تختۂ مشق مردان عالم تھا گھوڑے کو کوڑا کیا اسوقت تیغ
سپہنچ شمشیر بے نظیر نورالدہر کی جگرگاہ تک اُتر چکی تھی ایرج نوجوان نے جا برابر آکر کمر پر ہاتھ مارا
مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے ہجوم کر نعرہ کیا منم ہژبر دشت جرأت نہنگ دریاے شوکت
نورالدہر بن بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا سبحان اللہ مردہ کشی نہیں جاتی شرم نہیں آتی
ایرج نے کہا میں نہ آجاتا تو آپ کا کام تمام ہوتا اُسنے کمر سے خنجر نکالا تھا کو کمر پر مار دیتا آنتیں ڈھیر
ہو جاتیں جان بخشی کی آپ لوگ احسان فراموش ہیں نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا
مردہ کیا خنجر مارتا ایرج نوجوان نے کہا بس سامنے سے ہٹ جاؤ زیادہ جرأت نہ دکھاؤ نورالدہر
بن بدیع الزمان نے کہا آپ کیا کرینگے جو کچھ حوصلہ ہو آیئے ایرج نوجوان آتش خو شعلہ مزاج
افسران لشکر کے سر کا تاج ان کلمات کی کب برداشت ہو سکا او کشتی گیر زادے نے یہ کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا اگر نورالدہر بن بدیع الزمان سپر کو چہرے کی پناہ نہ کریں دو پر کالے ہوں نورالدہر
نے سپر آٹھا دی مگر تیغۂ ایرج نوجوان نے گوشۂ سپر کو کاٹا زخم سر پہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے
آیا دستانہ مدا تیغہ سر سے نکلگیا چادر خون روے انور پر آب نورالدہر کو تاب نہ رہی کہا او
کلہ پاس فروش بازاری آج دعوی جرأت سب نکلجائیگا یہ کہکر ہاتھ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
بھی تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کا مارا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق نشاں کب
رکتا تھا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو ایرج خونخو ہو چکا ایرج نوجوان نے بہ تعجیل دستانہ مارا تیغہ سر سے
نکلگیا مگر چادر خون منہ پہ میعاد علاوہ رشک ورا از گردن سردار ایرج نوجوان نے جو پیچھے مڑ کر دیکھا
ای شاہزادہ نورالدہر بس ایسا ہو کہ مجکو بھی غصہ آجاے یہ سنکر طماس نے ساطور کے قبضے پہ ہاتھ
ڈالا آواز دی او عادی بچے شاہزادگان والا قدر کا نام بے ادبی سے لیتا ہے میعاد طرف طماس کے

پلٹا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے سپاطور پر روکا میعاد کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے پہلی شکست یہی
ہوئی طہماس نے ہاتھ تلوار کا مار دیا۔ حربہ تو قیامت کا ہے زخم کاری کھایا قریب تھا میعاد مارا جائے
سرداران ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان میں تلوار چلنے لگی دور سے بادشاہ جہجاہ نے
دیکھا سرداران ایرج و نور الدہر زخمی ہوئے ہیں کسی کا شانہ جھولا کسی کا سر زخمی ہوا نور الدہر
بجوم کر زخماری میں لڑنے پر آمادہ ہیں بادشاہ نان ▮ان کھکر بیچ میں آپڑے نور الدہر و ایرج کو
الگ کیا سرداروں کو آوازی کر آپ سب صاحب اسی کے منتظر تھے سب علحدہ ہوئے غصہ
میں دونوں جوان زخم بانہ حکر فوج کو ہیان پر جا پڑے از رنگ کوہی مارا جا چکا تھا سب کوہی
لاشہ لیکر بھاگے لقا نے طبل بازگشت بجوا دیا بادشاہ جہجاہ سرداران تمتن کو لے کر بیٹھے جواہر بن عمرو
بھی اگر پہونچا جب کنارے پر لشکر کے آئے گھبرا کر کہا حیدر عالی تبار کہاں ہیں شعبان خنجر گزار نے
عرض کی صاحبقران زمان اثنائے جنگ میں زخمی ہوئے تھے خدانخواستہ گرفتار نہ ہو گئے ہوں عیاران
اسلام یہ کہکر دوڑے ہم ابھی خبر لاتے ہیں لشکر لقا میں اپنے کو پہونچاتے ہیں چشم زدن میں گئے
فوراً واپس آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان غلاموں نے لاشوں میں تلاش کیا لشکر لقا کو
چھان ڈالا کہیں نشان نہ ملا میاں یحیبری و تومیان خیبری و سرہنگ مگی و ابو طاہر خونریز
سامنے حاضر تھے عرض کی خوب غلاموں کو ثابت ہے زخماری میں آقائے نامدار کو گھوڑا نکال لیگیا
بادشاہ نہایت پریشان خاطر ہوئے سرداروں کی زخم دوزی کرائی نور الدہر بن بدیع الزمان جو مال
طلسم جمشید یہ لیکر آئے تھے اُسکو خزانے میں جمع کرایا جواہر بن عمرو نے عرض کی غلام برائے تلاش
صاحبقران جاتا ہے بادشاہ نے کہا ای برادر ای عیار نامور بہت جلد خبر لانا لشکر میں واپس آنا اب
ہمارے خواجہ عمرو کے تم ہو چند ساعت تمہارا منہ تا شاق ہوتا ہے تیرہ لشکر کفار نہیں لگتی جواہر بن عمرو نے
کہا انشاء اللہ باقبال شہنشاہی غلام بہت جلد ملیگا میری کیا مجال ہے کہ عہدے کو تبار و کعبہ کے سنبھال
سکوں بادشاہ نے کہا ای جواہر بعد چالاک بن عمرو کے تمنے بڑے لطف سے افسری کا کام کیا
ماشاء اللہ اس سفر میں بھی جا کر ساحرہ کو مارا خوب نام کیا جواہر بن عمرو نے دعائے جان و درازی کی
بانہاے عیاری قوات پر آراستہ کر کے برائے تلاش دلاور اقاف ثانی سلیمان روانہ ہوا بیان
لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا کہ تیمور سحر طراز کو بھجنے بہشت میں بھیجا یا جلد کسی ساحر کو روانہ کرو ورنہ تقدیر

کرکے نیزے طلسم کو ہاتھ سے عمرو عیار کے درہم برہم کر اوڑ گیا نامہ اس طرف جاتا ہی جواہر بن عمرو براے
تلاش صاحبقران روانہ ہوا ہی انکو راہ مین چھوڑدو

داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کر زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا ہر ساقی نامہ تصنیف قمر

ساقی بچہ ذہن ہو چلا کند گلرنگ گلال بادۂ تند شیشہ کی سن رہا ہون قلقل
رکھا ہی کدھر کو ساغر مل آنکھون مین ہی خمار ساقی نشہ کا ہی آثار ساقی
پھر آب آتشین پلا دے اس دل کی آگ کو بجھا دے دشمن مرے دوست سے ملا ہی
جنگل مین اور گل کھلا ہی بدمست جو بزم پاک مین ہی یہ بنت عنب کی تاک مین ہی
جون سا نشہ چڑھا ہوا ہی حد سے اپنی بڑھا ہوا ہی اک سر سے بہت اتارتا ہی
اک دیو سیہ کو مارتا ہی ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ چمکے گی دم بن سیف خامہ
اُس شیر جری کا اب بیان ہی جو صاحب تیغ سر فشان ہی نامی و گرامی و جری ہی
جرأت رگ و ریشہ مین بھری ہی آن قاتل کافران بدخو برباد کن یلان بدجو
اب ختم یہ جلد آگئی ہی حسرت دل مین یہی بھری ہی شائق ناظر بھی حظ اٹھائین
اس ہیچدان کو دین دعائین اے مہر سخن یہ اوج دکھلا ہو طبع قمر کی جلوہ آرا

چہرہ داستان مصنف قمر سیاحان دشت معانی و طے کنندگان جادۂ سخندانی شائقین کو رسم و راہ شہر
داستان شوکت بیان سے یون آگاہ کرتے ہین شعر قمر سخن سنج و دانائے شیرین بیان
رقم کرتے ہین اسطرح داستان کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان
میدان جنگ سے زخمی ہو کر بیہوش ہوے اشقر دیوزاد مرکب امیر والا نژاد کو لے نکلا مگر
بے زبان تھا ان پر نہ جا سکا جدھر منہ اٹھا اودھر چلا تا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی رات بھر
چلا آیا وقت سحر ایک صحرائے سبزہ زار مین قریب جھیل کے ٹھہرا پانی پر نظر ہوا لا جسم کو جنبش دی صاحبقران
زبان پشت اشقر سے زمین پر گرے اشقر نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹنے لگا حیران تھا
کیونکر اٹھاؤن جب صاحبقران ہوشیار ہوئے ناچار چرتا ہوا صحرا مین پھرنے لگا جب اپنے آقا
کی یاد آتی ہے پھر قریب آتا ہی مجبور پلٹ جاتا ہی مگر اس حوالی مین ایک قلعہ ہی نام اسکا حصار ہوشنگیہ ہی
ہوشنگ وزد جری بہادر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی بارہ ہزار قزاق ہمراہ رکھتا ہی جو کاروان اس حوالی

مین آتا ہی جا کر لوٹ لیتا ہو اکثر بادشاہون کے خزانے تاراج کیے بڑے بڑے پہلوان اس جوان کے
ہاتھ سے قتل ہوے اسوقت برائے سیر صحرا مین آیا دس پانچ جوان ہتھیار بند ساتھ ہین کسی کی
نگاہ اشقر دیوزاد پر پڑی کہ ایک مرکب کوہ پیکر کوہ کشل باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرنے
مین مصروف ہی ساتھ والون نے ہوشنگ کو آگاہ کیا کہ حضور ایک مرکب صبا رفتار کوتل پھر رہا ہی
ہوشنگ نے پلٹ کے دیکھا گھوڑے کو دیکھ کے عاشق ہوگیا ساتھ والون سے کہا یہ تو مرکب
بے نظیر ہی اسکو گھیر کے گرفتار کرو ہمارے قلعہ مین لے چلو آ گئے ساتھ کے قزاق دوڑے اشقر جو کہ
چرنے مین مصروف تھا آسنے ہاتھ ڈالدیا اشقر نے سر اٹھا کے دیکھا منھ کھول کر سر چبا گیا لاشہ
اسکا زمین پر گرا اب تو دس بارہ جوان کمندین رسیان لیکر دوڑے اشقر نے کسی کو ٹاپ ماری
کسی کو دولتی لگائی کمین نعلہائے ستم سے نیچے چل گئے کئی جوان کچل گئے چند جوانون کو مار کر شیہہ
کھینچتا ہوا طرف اپنے آقا کے بھاگا قریب آکر گرد پھرنے لگا اب تو ہوشنگ دزد نے اپنے بازو دار
پر سے کمندین کھولین بہو بٹو کہکر بڑھا جب قریب پہونچا دیکھا ایک جوان خوش رو رشک یوسف
کنعان چہرے سے فر و شوکت نمایان انتہا کا زخمدار زیر نخل بیہوش پڑا ہی حیران جمال ہو دیدار ہو کر
ساتھ والون کو آواز دی یارو جسکی قضا تھی وہ اس حیلہ سے مارا گیا مرکب کا راکب بھی موجود ہی کسی نے
نابدولت کے بیشہ مین شکار کیا اس جوان شیر دل کے لوٹنے کا قصد کیا مگر سبحان اللہ کیا خوب لڑا ہی
مال اپنا نہین لینے دیا نقد جان دے کر مال کو بچایا اس مقدمہ مین کد و کوشش کرنا واجب و لازم ہی
نہین معلوم مردہ ہی یا بجز و سالم ہی چارپائی لاؤ اٹھا کر لے چلین یہ کہکر مرکب کو جھکایا قریب صاحبقران
آکر سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس پائی دیکھا قبضۂ شمشیر برق مثال دست زبردست سے چھینتا چاہا
وجد کر رہا ہی بزخم ہولناک دیکھکر ہوش اڑ گئے ہین کہتا ہی دیکھو یارو ایسے جوانان شیر دل بھی پردۂ دنیا
پر ہین تیر زنے آ گیا مگر مال نہین دیا مگر وہ کون صاحب تھے کہ ہمارے حوالی مین آکر جرأت
دکھائی صاف تو یہ ہی کہ بڑے نامرد تھے قصد کیا اور مال نہ لے سکے مجنے تو جسکو تاکا بے مال لیے
بچا نہ چھوڑا کیسے کیسے بادشاہون کے خزانے لوٹے اکثر گھر بھی گئے سب صاحب آگاہ ہین بے
مال لیے نہ ٹلے ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان انتہا کا بیکس ہی مرکب اسکا عمدہ زیر ران دو چار مار کے
گئے زخمی کر کے نامردے بھاگ نکلے اپنے ساتھ والون کے لاشے لے گئے یہ بستم تنہا انتہا کا زخمی تھا

بیہوش ہو کے گر پڑا اُس قلعہ سے چارپائی آئی چار پانچ جوانون نے ملکر اُٹھائی اشقر دیوزاد ان سب پر آنکھین نکال کر چلا ہوشنگ نے بڑھ کر چمکارا کہا اے مرکب وفادار تیرے آقا سے نامدار کو برائے علاج لیے جاتے ہین تیرے آقا کے دشمن نہین ہین اشقر مثل انسان کے سب کچھ سمجھتا ہے سر جھکا کر چارپائی کے ساتھ ہولیا ہوشنگ صاحبقران کو لے کر اپنے قلعہ مین آیا قصر عالی تعمیر باغ جنت نظیر ایک بارہ دری مین لا کر آتارا جراحان چابک دست حاضر تھے اول شراب سے زخم کو دھو یا ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین مگر ہوشنگ کو عشق دلی ہے طبیعت گھبرا رہی ہے کہ یہ جوان بیدار ہو تو سب حال اسکا دریافت کرون حسب و نسب پوچھون رومال ہاتھ مین گھس پڑا ہی کر رہا ہے بعد عرصہ دراز صاحبقران زمان کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر عالی مین چھپر کھٹ پر پایا مکان کو چھت پردے سے آراستہ دیکھا پروردگار کا شکر کیا دوسری جانب ایک جوان رستم خصال تہمتن مثال بیٹھا ہوا خدمت مین مصروف ہے ہوشنگ کی بھی نگاہ پڑی کہ زخمی نے آنکھ کھولی اشارے سے حال پوچھا امیر نے فرمایا بہت اچھا ہون مگر اے محسن یہ کیا مقام ہے تمھارا کیا نام ہے تو نے اس عالم غربت مین جان بخشی کی پہلے اشقر کو پوچھا کہ ہمارا مرکب کہان ہے ہوشنگ نے کہا سپر شمشیر زرہ کمان کیانی چار آئینے وغیرہ سب موجود ہین مرکب آپ کا تھان پر بندھا ہے اس قلعہ کو ہوشنگیہ کہتے ہین یہان سب شیر سے قزاق رہتے ہین یہ حقیر ان سب کا افسر ہے آپ کو صحرا مین بیہوش پایا بمحبت اُٹھا لایا مردان عالم کا ہمیشہ سے خدمت گزار ہون آپ کا نام و نسب سے آگاہ ہونے کا امیدوار ہون یہ بھی فرمایئے کہان لڑائی ہوئی کس سے تلوار چلی کیونکر زخمی ہوئے مگر واہ کیا کمال کیا خوب نامردون سے اپنے کو بچایا صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا مین ایک بادشاہ کا نوکر تھا آپہمین کچھ فساد ہوا مین اپنے مالک کے ساتھ زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا سہیل یکہ تاز اس حقیر کا نام ہے سپاہگری کا پیشہ قدر دانون کی ملازمت ہوشنگ نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمایئے خانہ بے تکلف ہے مین بھی مرد سپاہی ہون مردان شمشیر زن کا تابعدار ہون لات و منات کی عنایت سے صحت پا کر چندے کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایئے بدل و جان خدمت گزاری کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تقاضا سے آب و دانہ یہان لایا ہے یقین ہے عمر بھر ساتھ رہے احسان فراموش نہین ہین ایسے وقت بد مین تو نے دستگیری کی اور جان بچائی ہوشنگ خود عذر کرنے لگا ایسے کلمات نہ فرمایئے

مین مجوب ہوتا ہون غرضکہ ہوشنگ مع قزاقون کے خدمت گزاری مین صاحبقران کی مصروف رہا بعد ایک ہفتہ کے امیر نے غسل صحت فرمایا ہوشنگ نے طائفے بلوائے سامان جشن مہیا کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی صاحبقران زمان غسل کرکے سلاح جنگ سے آراستہ ہوئے خود وزرہ چار آئینہ مغفر سونے ورلے کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان کا برج قوس مین مسکن ہی ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر ڈھال آسکی پیٹھ پر کہ پہلوے ماہ مین ستارہ دنبالہ دار چہرے سے شور و جلالت آشکار آنکھین رشک غزال صحراے ہمت وسخاوت زلفین خلیلی تابہ دوش شیرون کے تیور صف شکن صفدر بہادرون کے افسر صاحب جوہر شمشیر دو سر ہوشنگ وزرہ جمال بے مثال دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا جوش محبت مین گلے سے لپٹ گیا دل سے کہتا ہی کہ یہ جوان اگر میرے ساتھ رہے برابر کا حصہ دون اپنا قوت بازو سمجھون اسوقت جمال ماہ تمثال سے سیر اقصر چرخ اسمعے بہتر ہی ہر در و دیوار روشن و منور ہی لاکر امیر با توقیر کو مقام صدر پر بٹھایا گرد افسران فوج آکر متمکن ہوے شیرون سے بیشہ صحبت معمور ہر ایک جوان کی کمر مین تیغہ برق تاب سپر پشت پر رشک قرص آفتاب ہوشنگ پروانہ جمال صاحبقران ہی آئینہ رخسار دیکھکر مثل آئینہ حیران ہی بوے زلف عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہی شمشیر زنی کا چرچا ہی ہوشنگ وزرہ نے اشارہ کیا ایک معشوقہ پریوش سامنے آکر کھڑی ہوئی گت شروع کی سارنگی ہی گلے گٹنے لگے ساز آپسمین ساز کیے ہوے نازنین خوش آواز گانے مین سوز و گداز اہالیان محفل متوجہ مگر وہ مہ جبین کشتہ تیغ ابروے صاحبقران اسیر دام گیسوے عنبر فشان ہر ترح سامنے صاحبقران کے آکر بیٹھ جاتی ہی مسکرا مسکرا کر بتاتی ہی پردے مین اپنا حال دل سناتی ہی یہ غزل عاشقانہ بسوز و گداز گاتی ہی غزل عاشقانہ

زخم قاتل سے اسیر درد و غم ہونہین رہے
آسکی زلفون کا الجھی پیچ و خم ہونہین رہے
ایسی ہمت ہی کہ رکھتا ہون بگیلون کو بھی شاد
تیغ قاتل ہاتھ مین یارب علم ہونہین رہے
جو ملالت ہون تو اب وجہ مرگ کچھ کرتا نہین
ہاتھ جنبش مین ہو سر گردان قلم ہونہین رہے

قید غم سے چھٹ گئے اغیار ہم ہونہین رہے
شکوہ بے التفاتی ہی عبث اس شوخ سے
گوش فلک اسمین ہی تجکو الم ہونہین رہے
مین جو ہو بیجا مضطرب زیر زمین ہی زلزلہ
ہاتھ مین دونون فرشتون کے قلم ہونہین رہے
تم کو کیا ہے بھلا کیون قتل کرتے ہو مجھے

اور نہ اب پھندے سے چھوٹونگا مگر وہ جسن ترا
یہ غنیمت ہی جو مجھسے دو ستم ہونہین رہے
حسن غصہ مین ہی وہ اب رجوع کرتی ہی دعا
حشر تک اب ساکن ملک عدم ہونہین رہے
جبتک ای دل وہ نہ لکھ بھیجے جواب خط شوق
دیکھا لیا اگر سینے مین دم ہونہین رہے

گو نہ دیکھا زندگی میں دیکھ لو گے بعد مرگ
زیر ہو جائے گا سب قول قسم پر میں ترت
ہر جگہ سے دل میں کیا کیا عشوہ گانا ہے نشست
کیوں نہ آنکھوں سے نہاں بل ناز پہنچ کر جگر
تیغ کی صورت نہ رستہ دل کن نہیں کرتے وفا
تو ہم ہم صورت نقش قدم [illegible]
دیکھ پھر کرو جو طلب سے دوبار کرتے
وصل کی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے
ہم تو جب اس دل بیتاب کو کہتے نادان
تم نہ آئینہ میں کاش اپنا نظارا کرتے
حیف وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پر
جائے مسجد میں جو ہم ذکر تمہارا کرتے
دیکھتا ہے نئی آفت کوئی عاشق نجلال

وہ وہ بن گر فی الحقیقت ہو عدم وہ بس ہے
عارض جسے اپنی دکھلا دو اگر دونوں ہم
[illegible] خانہ [illegible]
پا سنے صحرا نورد ان جہت میں گیا
[illegible] عشق سے جاتا تھا [illegible]
[illegible] سوز [illegible]
رشک آتا تمہیں دنیا سے پیارا کرتے
ہے نشان بخچین [illegible] اپنے [illegible]
گر سمجھتا نہ اسے ہم جو اشارا کرتے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں الفت میں تری
پاؤں پر غیر کے جو ہم یہ گوارا کرتے
تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی میں
آنکھ ملتی ہی جو وہ مار اتارا کرتے

وعدہ فردا وصلت کر کے [illegible] ہجر میں
آئینہ سکندری اور جام جم [illegible] میں رہے
کوسے جانان کی فضا سے حسن رنگ [illegible] بہار
[illegible] پاؤں میں لیکن [illegible]
کوچہ جانان میں ہل سکتے نہیں [illegible]
[illegible] جو میرا ہمدم [illegible]
تیرے ارمان کو یوں عشق میں پیارا کرتے
تم سناتے ہمیں ہم نام تمہارا کرتے
ہے سے شوق تجھے [illegible]
جی بھی تو پاس نہیں ہے جسے پیارا کرتے
بھول گئے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ
ہم اسی کو ترے دھوکے میں پکارا کرتے
جو تسنگ [illegible] محبت پہلو

میں صاحبقران کے بیٹھا ہی دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ہی اپنے سرداران نامی سے چپکے چپکے کہہ رہا ہی آج تو میں مثل بادشاہ ہفت کشور ہوں سکندر دارا سے اقبال میں بہتر ہوں ایسا جوان شیر صولت رستم ہیبت میرے گھر میں مہمان آیا ہی مجھے سرفراز کیا ہی مگر یارو یہ جوان اصلی حال اپنا چھپاتا ہی نام بھی اسکا کچھ اور ہی معلوم ہو جائے غور ہی تیغ برق تاب سپر رشک گردون آفتاب کمان [illegible] تیر ہلال ترکش میں تیر دلدوز سنان تیزہ پر پھیرے کی کنیان [illegible] چار آئینہ وہ اگر اسکندر و ارسطو ہوتے حیران ہوکر اپنی جان کھوتے ایک ایک شے نایاب جمال جہان آرا یوسف مصری کا نقشہ پس کیونکر کہوں کہ یہ بادشاہ جلیل نہیں ہی بلکہ فخر شاہان عراق ہو چین ہی میں اسکو رخصت نہیں کرونگا خلق میں یکتا جب انس بڑھیگا صاف صاف کہونگا بنا بادشاہ بناؤں قزاقی ترک کر دوں ملک گیری پر قدم ماروں ایسے جوان پہلے میری نگاہ سے نہیں گذرے سب رفقا جواب دیتے ہیں حضور حقیقت میں آپ کا خیال بہت بجا ہی ہم لوگوں کا یہی قول ہو اگر یہ جوان آپ کی شراکت کرے ابھی ملک بادشاہوں سے چلکر چھین لیں مگر تم

ہو تو اسکو شکست دین فوج افسر کے بھروسے پر لڑتی ہی یہ جوان یقین ہی تم سب سے سو قدم آگے بڑھکے
لڑیگا شیر کے گلے چیر ڈالیگا صورت سے جرأت آشکار ہی بیشک کوئی نامی ہنرمند ہی بعد برخاست جلسہ
بوقت سحر تم پوچھ لینگے ایک ایک سے محبت و خلق کی باتین رہتی ہین یہ ہمنے امتحان کیا نوشیروان کی
لڑائیان ملک سنجان کے ذکر اس جوان کو اسطرح یاد ہین صاف معلوم ہوتا ہی نوشیروان کے زمانے
سے تا بہ باختر و ملک فرعونیہ وغیرہ سب جگہ لڑائیون مین شریک رہا باتون مین سب کچھ بیان کیا
جب یہ پوچھا گیا آپ شریک رہے یا نوشیروان یا خداوند لقائے لازم تھے تامل کر کچھ اور ذکر شروع
کر دیا صاف صاف ثابت ہوا اب ہم پوچھ لینگے جھوٹ بولنے کی بھی عادت نہین ہی سب کیفیت
ظاہر ہو جائیگی انھین باتون مین وہ جلسۂ شب تمام ہوا ایک رقاص آفتاب مع سازو سامان
ضیا و شعاع محفل چرخ زبرجدی مین مصروف رقص و سرود ہوا اس محفل خلد منزل مین جھیر دین
اُڑ رہی ہی طائفون کو بھی خوب انعام ملا ہی سب کا غنچۂ آرزو کھلا ہی ہر کہ و مہ باغ باغ غم سے فارغ ہو شنگ
کا قصہ ہوا کہ صاحبقران زمان سے حال پوچھون قریب آیا دست بستہ ہوکر کہا آپ کے نیازمند
کو بڑی حیرت ہی یہ امر لائق سماعت ہی آپ نے اپنا نام نامی اسم گرامی سہیل یکہ تاز بتلایا ہی لفظ
یکہ تاز میرے کو تازہ ہوا مگر سہیل آپ ایسے آفتاب عالمتاب کا کیسے نام رکھا آپ رشک آفتاب و
ماہتاب ہین حسن مین یوسف کے جواب ہین آپ صاف صاف فرمائیے کہ نام نامی اسم گرامی
کیا ہی کیا افتاد پڑی کہ آپ ایسا رستم خصال زخمی ہوا مرکب باد رفتار اسطرف نکال لایا مرکب آپ کا
سیہ چشتی آنکھون مین جسکی تصویر پھرتی ہی قہر اسپ رخش رخشان کہ مرکب رستم نوجوان تھا مرکب آپکا
بے نظیر چال آپ کا رشک مہر منیر صاحبقران نے سر جھکا لیا کہا تم خود بہادر لاجواب فخر زمان سہل لیا
ہو جو تمسے کہا وہی مفصل ہی اگر تمھارے نزدیک بھلا یہ نام نہین ہی شاید یہی ہوگا اصلیت بھی کھل جائیگی
تمھاری طبیعت تسکین پائیگی کیا جلدی ہی ابھی تو ہم تمھارے مکان مین تمھارے بہر بڑے بڑے احسان
ہین ہنوز کلام معجز نظام صاحبقران زمان ناتمام تھا ہوشنگ درد اُٹھ کھڑا ہوا ناتھ اُٹھا کر طائفے
کو منع کیا ناچ موقوف ہوا گھبرا کر کبھی جاتا ہی پھر اندر آتا ہی رنگ رو متغیر متردد متحیر کبھی اپنے سرداروں سے
سرگوشی کرتا ہی کبھی تیغ و سپر اُٹھاتا کبھی بھالا سنبھالا کبھی تیر و کمان پہ ہاتھ ڈالا آخر سرداروں کو ساتھ لیا ایک
گوشہ مین جا کر کچھ صلاح کی پھر گھبرایا ہوا قریب صاحبقران زمان کے آیا کہا اسوقت میری گستاخی

معاف فرمائیے شکر ہے خدا از ذلالت وجل کا میری مراد دلی حاصل ہوئی آپ نے صحت کامل پائی نشان
اپنا ہمکو لکھوا دیجیے مین دو سو سوار ہمراہ کرتا ہون آپ اسوقت روانہ ہو جائیے اگر زندہ رہینگے ہم خود آپکے
پاس آئینگے یا آپ خود سرفراز فرمائینگے بشرط حیات ملاقات ضرور ہوگی صاحبقران نے فرمایا کیون برادر
تغیر تو ہے ہمسے تو ظاہر کرو تمھارے رنج و راحت کے شریک ہین اسوقت تمکو بہت پریشان دیکھتا ہون ہوشنگ
کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا آپ ایسے ہی ہین مگر مہمان کا بچانا ضرور ہے کسی آفت مین غیر کو
پھنسانا عقل کا قصور ہے امیر نے فرمایا ای برادر ہم ہرگز کہین نجائینگے معلوم ہوتا ہے کسی زبردست سے لڑائی
درپیش ہے صاف ہی کہو اس وپیش ہے ہم سمجھ گئے اب نہ چھپاؤ ہوشنگ نے کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ یہان
سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے اُس قلعہ کو آہن حصار کہتے ہین بڑے بڑے بہادر اُس قلعہ مین رہتے ہین
بادشاہ وہان کا رستم وقت ہلال زرین علم صاحب جاہ و حشم اُسکا خزانہ ملازم لے کر میری سرحد سے گذرے
مین جاکر لڑا ہمراہیان خزانہ کو مارا مال تمام لوٹ لایا اب اُسکو کسی نے خبر مفصل سنائی کہ ہوشنگ
قزاق کا یہ کام ہے اُسنے قنطور آہن کلاہ اپنے پہلوان زبردست کو مع ساٹھ ہزار فوج کے روانہ کیا
اُسنے آکر قلعہ کو گھیر لیا سرہنگ عیار نے ابھی یہ آکر مجھکو خبر سنائی اب قلعہ سے نکلنا دشوار ہے یہ تو آپکو
ظاہر ہوا کہ مین قزاق ہون صرف بارہ ہزار جوان ملازم ہین اتنے بڑے بادشاہ سے کب لڑ سکتا ہون
آب و آذوقہ اتنا قلعہ مین نہین ہے کہ برس چھ مہینے بیٹھ کر لڑون آخر کیا کرون یہ صلاح ہوئی کہ یکایک
نکل کر بارہ ہزار جوان فوج قنطور پر جا پڑین لڑ بھڑ کر نکل جائین کسی صحرا مین جاکر چھپ رہین قلعہ کو وہ
لے لین جب کبھی موقع پائینگے پھر قلعہ پر قبضہ کرینگے ورنہ قزاقون کا کوہ و دشت مقام ہے لوٹ مار کام ہی
انجام ہے صاحبقران زمان نے سر ہوشنگ دزد کا سینہ سے لگایا فرمایا ای بہادر نہ گھبرا جلد لشکر
تیار کر اس بھیا سے ہم مقابلہ کرینگے تابہ آہن حصار لڑتے بھڑتے چلینگے آہن حصار کا تمکو بادشاہ
کرینگے اگر ہم قنطور کے ہاتھ سے مارے جائین اسوقت تمکو اختیار ہے خواہ لڑنا یا جان بچانا ہوشنگ
نے کہا ای جوان مین تیرا مشکور و ممنون ہوا دس ہزار سوار سے اتنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا ناممکن
بس اب آپ اسمین کد نفرمائین جلد قلعہ سے نکل جائین صاحبقران نے خود سر انور پر رکھا زرہ پہنی
گھوڑے پر کاٹھی ڈالی کہا بھائی تم ہمارے ساتھ آؤ تردد و انتشار کو راہ نہ دو دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہرچند
ہوشنگ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا پشت اشقر پر سوار ہوئے ہوشنگ مردانہ وار مع بارہ ہزار

جوانان جرّار ہمراہ ہوا ساتھ والون سے کہتا ہے مین اس جوان کو اُٹھنے نہ دونگا پہلوانون مین نام ہو جاے
بہادر شعف یہی کہینگے مہمان کو اپنے گھر مین بلا کر قتل کرا دیا مگر اسکی صولت و شوکت مین فرق نہین
سربازی کرنے کو موجود ہے غرض بیرون قلعہ آئے ہوشنگ نے بارگاہ استاد کرائی خیمے استادہ ہوے
چند ساعت دن باقی ہے کہ صحرا سے گرد اڑی قنطور آہن کلاہ مع ساٹھ ہزار فوج کے آکر پہونچا اسکو غضب
کہ ہوشنگ وزرد واسطے مقابلہ کے آیا ہے سوچوتی پر تاؤ پھیر اکہا واہ قدرت خداوند تعالیٰ قزاقون کو بھی
یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے مقابلے مین آیا ہے لشکر لیکر اترا ہے قضا و اسنگیر ہے ایسے کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا
دنگل آہنی پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا نقارہ رزمی بجے بموجب
حکم طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے ہوشنگ کے موجود تھے خبرین لے کر چلے یہان صاحبقران
دنگل پر جلوہ فرما ہوشنگ وزرد سرنگون نہایت پریشان ہے مرتبہ صاحبقران سے کہتا ہے اے جوان بخت
اقبال سے مین نے بڑی مہلت پائی قنطور آہن کلاہ اگر اترتا تو مجکو یقین تھا کہ یلغار کرکے آپڑیگا اب صبح تک
رات بھر کی مہلت پائی مین مرد قزاق ہون ہزار ہا کوس نکل جاؤنگا کیا مجکو پا سکتا ہے بالون کو اگر وہ شبخون
مارونگا کہ ان ہے جاؤن سے بھی چھڑوا دونگا ہم سر کے بھین ڈرکتے ہم لوگون کا یہی کام ہے قلعہ آہن حصار
کو جا کر تہ و بالا کر دونگا سلطنت مین خلل ڈالونگا اسیر فرما ہے ہین اے برادر شنگر اُڑیا تو طبل جنگی بجواے گا
یا یہ یلغار آئیگا جواب دیا جائیگا شمر کی کھائیگا آہن حصار کی بھی تدبیر ہو جائیگی تم اس مقدمے کو ہمارے
سپرد کرو جب ہم قتل ہو جائین پھر تمکو اختیار ہے ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ ہرکارے آکر ہوشنگ
کو دعاے جان دراز دیکے عرض کی کہ قنطور آہن کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہے کل صبح کو میدان
کارزار مین مقابلہ کریگا مگر حضور نہایت مغرور ہے جام بادۂ نخوت سے چور ہے ہوشنگ چاہتا
تھا کچھ جواب دے کہ صاحبقران نے فرمایا اے برادر ہوشنگ اپنے لشکر مین بھی نوازش
طبل کا حکم دو متردد نہو ہم اس سے مقابلہ کرینگے ہوشنگ نے مجبوراً چار حکم دیا لشکر قزاقان
مین بھی طبل جنگی بجا تیاری ہونے لگی ہوشنگ کو نہایت تردد کہتا ہے قنطور آہن کلاہ نہایت
زبردست ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے اس جوان نے غیرت دلا کر سب کی جان لی یہ تو ہماری غیرت
تقاضا نہ کریگی مفت مین ایک مرد سپاہی مارا جاے ہم کھڑے دیکھا کرین مقام غیرت ہے جان
دینے مین سپاہی کی عزت ہے قزاق جواب دیتے ہین حضور جوان تو وہ منچلا ہے مگر ہم آسکا کہنا گوارا

نہ کرینگے خود لڑینگے ہم مرنے والے ہین کہنے سے اُسی جوان کے قلعہ سے نکل آئے ورنہ ہمارا کام یہ ہی کہ دھوکے سے رات کو لڑین غفلت مین جاپڑین ہلڑ کرکے قافلہ لوٹ لیتے ہین اپنی تدبیر سے دشمن کو شکست دیتے ہین اُدھر قنطور آہن کلاہ جب طبل جنگی بجا چکا دربار برخاست کیا تخلیہ مین آکر بیٹھا ہر کارون سے پوچھا ہوشنگ وزد وکس بھروسے پر قلعہ سے باہر نکل آیا ہی کیا اپنے دل مین سمجھا ہی ہرکارون نے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ہم بارگاہ مین ہوشنگ کی گئے دربار مین آسکے ایک جوان فخر رستم وسام ونریمان مقام صدر پر بیٹھا تھا ہوشنگ حضور کے نام سے کانپتا تھا اُس شیر صولت نے ہوشنگ کو مطمئن کیا کہا کہ میدان مین ہم مقابلہ کرینگے تم کیون گھبراتے ہو مگر وہ جوان رعنا حسن وجرأت مین یکتا ہی ہمنے اس حوالی مین اُسکو کبھی نہین دیکھا قنطور آہن کلاہ نے پوچھا آخر اُسکا نام کیا ہی وہ بھی کوئی بڑا بادی چور ہی یا کوئی شہزور ہی کہا نہین حضور اُسکے چہرے سے آثار سروری وسالاری نمود ار ہی ماہ اوج عزت ووقار ہی قنطور آہن کلاہ نے کہا تم لوگ کیا جری بہادر کو پہچانتے ہو صبح کو بادولت قلعہ مین چاشت کھائینگے جوان بڈھے سب کو دیکھ لینگے دونون لشکرون مین تیاریان مگر قرّان پریشان حال جانبین مین طلایہ بھر رہا ہی صداے جاخبرباش ناظر باش بلند ہیں رات رہے سے

نقیبون نے جوانان شیردل کو جگانا شروع کیا **نظم**

کہ دنیا بے ثبات وبے قرار است
جوانو جو انمرد ہشیار ہو
علَم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا

جوانان دل قوی داریا ستب
سلاحون سے اپنے خبردار ہو
فوج انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ سے اکبار

نقیبان سو یلوگشتہ خروشان
کہ فردا روزگار کارزار ست
یکایک ستارہ سحری آسمان پر چکا ہیبات
شہ خاور سپہر گرد ہوا
مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

شہنشاہ زرین علم بصد شوکت وحشم تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا قنطور آہن کلاہ بصد شوکت وجاہ کرگدن مست پر سوار ہوکر مع فوج وارد میدان کارزار ہوا اوج ہوشنگ بارہ ہزار قزاق آراستہ کیے صاحبقران اپنے خیمے سے باہر تشریف لاے ہوشنگ وزد وسے صاحب سلامت ہوئی اشقر کو آگے بڑھایا ہوشنگ وزد کو مع فوج پشت پر لیا بعد کروفر میدان جنگ مین آکر پہونچے جانبین مین صفین جنگ کی درست ہوئین نقباے بلند آواز

سنے صدا دی ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہے نام اپنے بزرگون کا روشن کرو نام رستم و اسفندیار صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط کے شاد و جاہ و جلال دنیا پر مغرور نہو معشوقان پریچہرہ کو دیکھکر مسرور نہو حسینان یوسف جمال کیا ہوے بعد مرنے کے چہرے چاند سے گرد و غبار زمین اٹ گئے تنہائی مین قبر کی کون کسکا ساتھ دیتا ہے دختر ملک عدم کا سامنا ہے زرا اسکی فکر کرو نظم

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہان
پھر نوا سنجی مرغان خوش آہنگ کہان

یاد کر جب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا
کیسے کیسے گل خندان ہوے آنکھون سے نہان

جنسے اک دم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین
ایسے بچھڑے کہ نہین صفحۂ ہستی پہ نشان

فلک تفرقہ پرواز کی کج بازی سے
وہ جدا ہو گئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان

سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین
رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان

حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی
مسکراہٹ کا اب آثار نہین انسے عیان

نہ رخسار نہ کمر ہین تن آغشتہ بخاک
نہ وہ ہے ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان

نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز
نہ وہ ہنسنا نہ کسی کے لیے فریاد و فغان

کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے
ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان

نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا
نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان

نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک
نہ بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان

کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین
طاقت نطق کہان سانس بھی بیسار نہین

صدائین نقیبون کی سنکر مردان عالم جھومنے لگے آنکھون مین نشے جرات کے آگئے دل مینا ہو کر لڑین بھڑین مر جائین نام کر جائین قنطور آہن کلاہ نے اس لڑائی کو مفت جانکر ساتھ والون کو روکا اپنا گینڈا بڑھا کر میدان کارزار مین آیا آواز دی ای قزاقان سرکش کچھ تمکو خوف نہ آیا مال سرکار کا لوٹ لیا بادشاہ عالی جاہ کہ جسکی نہیب شمشیر سے مردان عالم تھراتے ہین شیران دشت نبرد دامن صحرا سے منھ چھپاتے ہین شہنشاہ زرین علم محترم و محتشم بندۂ مقبول خداوند لقا زور مین پہلوان یکتا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے مگر او ہوشنگ وزرو تیری جان بخشی کرتا ہون رومال

سے ہاتھ باندھ کے چلا آخطا تیری شاہ سے معاف کرا دونگا صاحبقران نے مرکب صف سے بڑھایا ہوشنگ وزر گھوڑے سے کود کر رکابون سے لپٹ گیا کہا ای صف شکن قنطور آہن کلاہ بر سر رحم ہے مین جاکر اصلاح کرتا ہون مال شہنشاہ کا ابھی اپنے ذمہ کرونگا کسی طور سے ادا کردونگا صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تم سے کو چلے بعد ہمارے تمھین اختیار ہے بس اجازت میدان دو تکرار نہ کرو ہوشنگ وزر نے سر جھکایا صاحبقران نے مرکب بڑھایا قنطور آہن کلاہ پر نگاہ پڑی ایک جوان شیر صولت حسین و جمیل صف سے قزاقون کی نکلا مرکب بادرفتار زیر ران کلائیان مارتا ہوا دم سے جنبور کرتا ہوا اتھو تھنی مثل غنچۂ گل زلف حور کاکل چالاک و حسینا عضا

سب درست عیوب سے پاک
طلا ہو عجب رنگ مشکین ہے
صبا نام رکھون تو بے ننگ ہے
قدم کی روانی کو دریا کہون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے

قلم وصفِ توسن رقم کیا کرون　　کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہے　　تڑپتا ہو میدان مین سیماب وار
ہر اک نعل ہر جھپے مثال　　قدم با قدم نال جنگ ہے
وہ کوہ گران ہر رہ پاسنگ ہے　　نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح

قنطور آہن کلاہ حیران جمال و محو دیدار ہو کر سراپا کو صاحبقران زمان کے دیکھ رہا ہے بار او نگاور بڑھا امیر نے اوجھر سیر کی لگائی کہ پانچ قدم گنبد ا قنطور کا دو قدم مرکب صاحبقران ایسے سور کا ہٹا قنطور نے چہرۂ زیبا کو بخوبی دیکھا شیر خشمناک فن جنگ مین بے باک مثل آئینہ حیران ہو کر سراپا کو دیکھا وانع رائے ناظرین ہو کہ ہوشنگ وزر بھی صف سے نکل آیا ہے محبت مین صاحبقران کی بیقرار چونکہ صاحب جرأت ولیاقت ہے اپنے مہمان کا قتل ہونا شاق ہے خود جان دینے کا خواہان ہے قنطور آہن کلاہ نے پوچھا ای جوان تو بھی قزاق ہے فن جنگ مین بڑا مشاق ہے بلا دلت کے مقابلہ مین آیا کچھ خوف نکیا اپنے نام سے آگاہ کر قریب قنطور آہن کلاہ ایک عیار کھڑا تھا اسنے کہا ای پہلوان جہان مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون قنطور آہن کلاہ نے جھکایا عیار و سر و ادب سے آپسمین سرگوشی ہوئی قنطور کلام عیار سنتا ہے کبھی سر دھنتا ہے کبھی حیران ہو کر جمال صاحبقران پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ بعد عرصۂ دراز سر اٹھایا کہا ای جوان تو ہی صاحبقران

داماد نوشیروان ہزاران قزاقون سے کیونکر ملا ایسے شیر ببر کا اس بیشہ ویران مین کیونکر گذر ہوا صاحبقران نے فرمایا صاحبقران کون مین تو ہوشنگ وزدو کا نوکر ہون بدسے اپنے مالک کے جنگ کو حاضر ہون قنطور آہن کلاہ نے کہا اب نہ چھپایئے مفصل سبب آنے کا بتایئے ہر شخص آپکو جانتا ہے ایک ایک سنگریزہ پہچانتا ہے صاحبقران زمان نے فرمایا جو آپ کا گمان ہے شاید یہی ہو اب تو یہ میدان کارزار ہے ایسی باتون کا ذکر بیکار ہے قنطور آہن کلاہ نے کہا یا صاحبقران زمان مین تو مدت مدید سے آپ کے مقابلے کا مشتاق تھا میرا بادشاہ شہنشاہ زرین علم اکثر خواہان ہوا کہ یہ ہمہ مسلمانان لشکر کشی ہو مگر ہر امر ساعت پر موقوف ہے آپ خداوند لقا کے دشمن ہین لقا پرستون کے رہزن ہین آئیے یہ میدان کارزار ہے ہوشنگ وزدو نے بھی سنا چپکے بتا اپنے قزاقون سے کہا لو صاحبو یہ جوان امیر عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہے یہان صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چلنے لگا ہوشنگ وہمراہیان ہوشنگ وزدو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین حریف ہین مصروف ہین کبھی کہتے ہین ای افسر آپ بڑے جوہر شناس جرأت اساس ہین روز اول سے آپ فرماتے تھے یہ جوان کوئی بڑا صاحب شوکت وشان ہے یہ نہ جانے تھے کہ صاحبقران ہے اب حضور کیا ہوگا ہوشنگ وزدو کہتا ہے کہ مین صاحبقران کا ساتھ دونگا میرے واسطے آمادۂ حرب وپیکار ہوا اتنا بڑا شہنشاہ عالی وقار ہے جسکا لواے شوکت از سر رود دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے بلند ہو ایسا بادشاہ اسکی ملازمت سے ممتاز ہے میری کیا حقیقت ہے مجھ ایسے ہزارہا چاکران کمترین اسکی خدمت مین حاضر رہتے ہین خداوند لقا کا ہم خیر وہی ایسے جوان کی شیب شمشیر سے رنگ آفتاب ماہتاب زرد ہے یہان تو یہ صفت وشان ہو رہی ہے صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چل رہا ہے چند عرصہ مین صاحبقران نے قنطور آہن کلاہ کا نیزہ نکالا قنطور آہن کلاہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قہر وغضب مین تلوار کھینچی ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے بازو کو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد کیا تلوار چھین لون قنطور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشاکش کے زور ہونے لگے گیند امر کب

تاب نہ لاسکے پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان کو وے آپس مین کشتی ہونے لگی ہوشنگ وزرو کھڑا دیکھ رہا ہی دونون لشکرون مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہی قنطور آہن کلاہ تین پہر کامل صاحبقران زمان سے لڑا پہر دن رہے صاحبقران زمان نے قنطور آہن کلاہ کو زیر کیا فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی قنطور آہن کلاہ سوچا اب اگر کچھ خلاف کہونگا جان جائیگی طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا صاحبقران زمان نے چھوڑ دیا قنطور آہن کلاہ نے اہالیان فوج کو بھی آواز دی صاحبو مین نے صاحبقران زمان کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ میرے پاس سے چلا جائے سب افسران لشکر اشارے کو قنطور آہن کلاہ کے سمجھ گئے جواب دیا ہم حضور کے ساتھ ہین جسکی آپ نے اطاعت کی ہم بھی اُسکے غلام حلقہ بگوش ہین اب صاحبقران زمان طرف ہوشنگ وزرو کے پلٹے فرمایا ای ہوشنگ وزرو تم ہمارے محسن ہو مفصل حال کے مشتاق تھے اب حالات ظاہر ہوے ہمارے حسب و نسب سے ماہر ہوئے ہوشنگ وزرو دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ جان میری ناخن پا پرسے حضور کے نثار ہی آج دولت کونین حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مع بارہ ہزار قزاق کے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا لبصدق مسلمان ہوا اگر قنطور آہن کلاہ نے دست بستہ عرض کی کلاہ فخر غلام کی پایۂ عرش اعلی پر پہونچایئے آج لشکر مین غلام کے دعوت نوش فرمایئے ہوشنگ وزرو بھی شریک جلسہ ہون کل جیسا ارشاد ہوگا بجا لائینگے تا حیات قدم اقدس کو نہ چھوڑینگے صاحبقران زمان نے فرمایا ای برادر یہان ایک ایک دم مجکو زیر دم شمشیر گذرتا ہی لقا سے مقابلہ ہوا تھا جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا چاہتا ہون کہ اِسی وقت اپنے لشکر مین پہونچاؤن ایک لمحہ تامل نکرون اور ای برادر یہ بھی سب صاحبونکو معلوم ہو کہ کوئی ہوشنگ کو ہوشنگ وزرو نہ کہے بیٹے ہوشنگ نوجوان خطاب دیا قنطور آہن کلاہ نے عرض کی بدل و جان قبول کرینگے مگر آج کی شب غلام کو خدمتگاری سے محروم نہ فرمایئے صاحبقران خلق مجسم ہین سر جھکا لیا کہا جو تمھاری خوشی کل صبح کو کوچ کرینگے یہ فرما کر قنطور آہن کلاہ کے ساتھ ہوئے بارگاہ مین آئے قنطور آہن کلاہ نے بجا ہر صاحبقران زمان کو لاکر مقام صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا پہلو مین صاحبقران زمان کے ہوشنگ نوجوان بھی بیٹھا اُسی

شروع ہوا ایک نازنین پریوش کا بحکم بادشاہ قنطور سامنے صاحبقران کے آکر رقص کرنے لگی غزل

اس لب پہ الٰہی مرے مرنے کی دعا ہو
ہم سنکے کہون کہ سننے والے کا بھلا ہو

جس منہ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو
شکوہ وہ کرے پھر تو ہمین اس سے گلا ہو

احسان ہو اسکا ترے در پر جو گرا دے
ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو

سینہ مین فقط یار کا دم بھرتی رہے سانس
تار ایک ہو بس ایک ہی اسمین صدا ہو

خلوت مین جو آتے ہو کوئی اور نہو ساتھ
دل ہی مین رکاوٹ ہو نہ آنکھو نمین حیا ہو

آتی ہے پری بنکے مرے گھر شب فرقت
آفت ہو تو ٹالے کوئی سر ہو جو بلا ہو

دل مانگتے ہو تمسے مگر کچھ نہین کہتے
انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو

مین ہالہ ہون تم چاند مگر دلمین جو ہو فرق
آغوش مین ہو وصل کی شب اور مہ ہو

کیا غم مرے پہلو کو گیا دل سے جو خالی
اندیشہ ہے کچھ یار کو جا کر نہ بھرا ہو

رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ جیکر
دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو

قاصد کو ادھر بھیج کے آیا ہے جو کچھ یاد
کرتے ہین دعا یار کا گھر بھول گیا ہو

کیا جانے کہان تجھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم
کہدینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو

جو خاک مری خاک پہ ڈالے رہے آباد
آندھی ہو بگولا ہو کہ صرصر ہو صبا ہو

بیباک ہی ہو نا نگہ یار کا اچھا
ملتی ہے جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

عین محفل عیش ونشاط مین قنطور آہن کلاہ نے اپنے سردارون سے صلاح کی کہا بھائیو مین نے حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچائی اب چاہتا ہون کہ ہوشنگ وزیر و حمزہ کو گرفتار کرون خدمت مین اپنے بادشاہ کی لیجاؤن تمھارے نزدیک کیا مناسب ہے سب نے کہا حضور یہ مرد مسلمان ہے اسکا قتل کرنا خداوند لقا پر احسان ہے قدرت کو بڑے بڑے صدمے دیئے ہین بچارے خداوند ملک بملک بھاگتے پھرتے ہین اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین آئے ہین سلیمان عنبرین موے کوہی نے دامن پناہ دیا ہے عرصہ دراز گزرا ہے اگر آپ اسکو خدمت مین خداوند کی لیچلیے گا طرۂ پیغمبری ملیگا ہم لوگ عہدہ ہائے جلیل سے سرفراز ہونگے قدرت کو ہماری خیرخواہی پر ناز ہوگا ہوشنگ وزیر بھی دل سے

مسلح ہوا ہی ظاہر میں خاطر کیجیے بیہوشی پلا کے پکڑ لیجیے قنطور کو یہ راے پسند آئی فوراً شراب
میں بیہوشی ملائی عین گرمی صحبت میں اُس مست بادۂ جرأت و شجاعت و سرشار ساغر حشمت
و شوکت کو جام شراب اُس بدمست مئے مکر و نخوت پیر مغان خمخانۂ تزویر و دولت نے پیشکش
کیا اُس ساقی میکدۂ سخاوت کو کچھ انکار نہوا نوش فرمایا ہوشنگ و زردے نے بھی پیا صاحبقران
زمان کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قنطور آہن کلاہ ملعون سے فرمایا کہ یہ شراب کیسی خراب
تھی دل کو بیچین کر دیا جام قلب کو غم و الم سے بھر دیا قنطور آہن کلاہ نے کہا باش او
حمزہ تونے بڑے بڑے ملک تباہ کیے سیکڑوں ندیخدا قتل ہوے یہاں تمھاری قضا
لیکر آئی تھی صاحبقران زمان تلوار ٹیک کر چاہتے ہیں اٹھیں بیہوشی نے اپنا کام کیا
اُس آغاز بد کا یہ انجام ہوا ولکھڑا کر گرے بیہوش ہوے ہوشنگ نوجوان گھبرا کے
اٹھا اُسکو بھی بدمستی کا جوش ہوا آخر یہ بھی گر کے بیہوش ہوا چار سو سرداران ہوشنگ
کے اٹھے اسیر بلا زمان قنطور آہن کلاہ و جابزے ایک کوہ سے مل کر گرفتار کیا فوج بے شگون
مار اقزاق تاب نہ لائے آخر بھاگ نکلے اُس بیحیا نے مال خزانہ سب لوٹ لیا خیمہ بارگاہ بھی
قبضہ میں کیں رات ہی کو صاحبقران و ہوشنگ نوجوان کو ایک ارابے پر لاد کر
طرف آہن حصار کے روانہ ہوا جب نیرّ اعظم بعد دور دو الم مجلس مشرق سے زنجیر لے
شعاع میں جکڑا ہوا قلعۂ نیلی حصار پر پابند گشت ہوا روشن و منوّر ہر ایک کوہ و دشت
ہوا کان سے ارابے کی اول ہوشنگ کی آنکھ کھلی دیکھا اپنا گھر چھوٹا یہ کیا سلسلہ بکھ
خانۂ زنجیر میں مسکن ہو طوق و زنجیر کے پابند ساتھ والوں کو در دمند پایا قریب اپنے امیر
باتوقیر کو مسلسل و مطوق دیکھ کر بہت گھبرایا آواز دی ای آقاے نامدار آنکھیں کھولیے دیکھیے
یہ کیا غضب ہوا امیر بیدار ہوے ہوشنگ کے پکارنے سے ہوشیار ہوے فرمایا ای برادر
کیوں گھبراتے ہو جو مشیت پروردگار ہو ظاہر ہوا کہ اُس نامرد نے حماقت کی دوستی میں
عداوت کی ایسے ایسے شعبدے بہت پیش آئے ہیں وہ مالک ہے اگر حیات باقی ہے رہا
ہو جاینگے متردد نہو مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ✦ ای برادر
بقول سودا زمانے کو ہر دم کامل و اکمل کے ستانے کی کوشش ہے فلک کجرفتار گردون غدار

کو ہر وقت گردش ہی نظم سودا

سوائے خاک نہ کھینچ نگاہ مشت و ستار — کہ سرنوشت لکھی ہی مری بخط غبار
چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم — اگر نہ رووے مرے روزگار پر شب تار
کرون ہون تیزین دندان اشتہا ہر صبح — زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہی بہار
عجب نہین ہی کہ جاتی رہی ہو دنیا سے — رہیں خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہی کنار
شراب خون جگر ہی مجھے گزک دل خویش — صدائے نالہ دل ہی مجھے ترانہ یار
رہی نہ شیشۂ صحبت کی ہیچ کیفیت — شکست آٹھوں کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہی خمار
زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب — شکست سے نہین دیتا ہی ایک آن قرار
زبسکہ دل ہی مکدر مرا زمانے سے — بجائے اشک مین آنکھوں سے پونچھتا ہون غبار
کہان تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ — کہ جسکے بخت کی سوگند کھاے ہی ادبار

ای ہوشنگ نوجوان وقت رنج و ملال ہی اسکا کیا خیال پروردگار کا شکر کرو وہ حافظ و نگہبان ہی اس قید و بند مین بھی اسکا احسان ہی نامردون نے بہ مکر گرفتار کیا ہی مردی و جرأت مین فرق نہین آیا مگر قنطور آہن کلاہ جب قریب آہن حصار پہونچا پانچ کوس کا فاصلہ باقی رہا قنطور آہن کلاہ نے اپنے بادشاہ کو عرضی لکھی بعد القاب شاہانہ لکھا ای شہنشاہ باقبال صاحب جاہ و جلال آپکا تیر اقبال اوج پر ہی غلام سر چاہ ہوشنگیہ لشکر کشی کر کے گیا ہوشنگ قزاق بہ صد طمطراق حمزۂ عرب کو ساتھ لے کر مقابلے مین آیا مین نے حمزہ کو بہ فن کشتی زیر کیا ہوشنگ دزد کی بھی مشکین باندھ لین قلعہ مین آپ کا سکہ جاری کیا قید صاحبقران لے کر حاضر ہوتا ہون پانچ کوس قلعہ سے ہٹ کر اترا ہون جسطرح حکم ہو قید دشمن خداوند لقا کو لیکر قلعہ مین آؤن معاوضہ مین جرأت و لیاقت کے خلعت و جاگیر پاؤن عیار نے عرضی دی آنکے خدمت مین شہنشاہ زرین علم کے پیش کی شہنشاہ نے پڑھ کر تاج کو کج کیا نخوت سے مونچھون پر تاؤ پھیرا کہا بارو قنطور آہن کلاہ نے وہ کام کیا جو بہرام فلک سے نہ ہو سکتا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کر کے لاتا ہی جواب لکھو کہ کل بوقت سحر قیدی اس سرکش کی لے کر داخل قلعہ ہو شہر تمام

آئینہ بند کیا جائے دوکانداروں اہالیان شہر کو بھی خبر ہو اشتہار دیا جائے ڈھنڈورا پٹے
کہ کل دشمن خداوند لقا کی قید شہر مین آئیگی سب اپنے اپنے مقام پر خوشی کرین بوقت سحر
آمد قید کا تماشا دیکھین قنطور آہن کلاہ نے پہر رات رہے سے لشکر تیار کیا گنہگارون کو
ارابے پر سوار کیا طرف شہر کے لیکر چلا یہان صبح سے بازار مین ہنگامہ ہی تمام دوکانین
تماشا بینون سے معمور کوٹھون پر کسبیان بناؤ کرکے بیٹھی ہین ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہی
سا جو کیا ہمارا بادشاہ صاحب اقبال ہی جسنے سلطنت نوشیروان کو مٹایا گنجاب ایسے
سرکش کو مارا ملک ساحر پر لشکر کشی کرکے آیا ملک قرنا کوک عقرب چشم زحل پیشانی شیر اسلان
نامدار فخر رستم و اسفندیار اپنے سامنے فیل مست کی حقیقت نجانتا تھا حمزہ سے اگر ہمسر ہوا
اسکی نہیب شمشیر سے وہ بھی گرو بند ہوا آج قید ہو کر آیا ہی یہ روز سعید خداوند لقا نے دکھایا ہی
تمام امرا و روسا بنیے مہاجن مرد و عورت ادنی اعلی خورد و کلان پیر و جوان قید کا تماشا دیکھنے
کے مشتاق ہین ناگاہ ظاہر ہوا اہالیان شہر نے دیکھا ایک جوان رشک نور نگاہ پیر کنعان صاحب
شوکت و شان چہرہ ماہتابان جلالت و لیاقت چہرہ نورانی سے عیان قید آہن مین گرفتار
ارابے پر سوار پہلو مین ایک شیر نر رستم و اسفندیار سے بہتر مسلسل و مطوق عقب
مین چار سو سردار نامی نامدار قنطور آہن کلاہ آگے آگے اہتمام کرتا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار
سوار جوانان نیزہ داران قیدیون کو گھیرے ہوئے چلے آتے ہین جس کسی کی نگاہ جمال
بے مثال صاحبقران زمان پر پڑی کوئی یہ کہکر ہنسا کہ یارو آج روز عید ہی زمانہ سعید ہی
یہ وہ شخص ہی جسکی نہیب شمشیر سے بہرام فلک کانپتا ہی سلطنتین مٹا دین چند خداوندون
کو قتل کیا تمام آتش و منات مٹاتا ہی بجائے دیر مسجد بناتا ہی شکر خداوند لات و منات یہ ذلیل
و حقیر ہوا قنطور آہن کلاہ نے ذکر کیا اب اِسکو قتل کرینگے جو اسکے قتل مین شریک ہوگا خداوند
لقا اسیر جہنم واجب کرینگے دوسرا اہل دل اُسکے برابر کھڑا تھا اسنے اُسکے مُنھ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے
بھائی توبہ کر گردش فلک سے ہر شخص ناچار ہی دنیا مقام عبرت نہ جلسے عشرت فقط سودا

مین سخت تنگ زمانہ سے دل مین حیران ہون ۔ کہ مہر سنگ دلان کیونکر یہان لگی ہی سما
گداز عشق ہوا اتنا کہ چند قطرہ اشک ۔ مثال شمع ہی ہر بند استخوان میرا

گذر ہوا طرف میکدہ مرا اک دن	بتون کی چشم مین جون آسے شیشۂ صہبا
وے نگاہ جو کرتا ہون میکدے کی طرف	گئے جو اس مرے مجھ سے دیکھتا ہون کیا
کہ مست چاک گریبان دجام چشم پر آب	ہی آہ و نالہ مین ذکر سرپہ و رگلو مینا
یہ حال دیکھ کے وانکا خرد سے پوچھا مین	جگہ طرب کی مین آیا ہون یا کہ جاے عزا
دیا جواب خرد نے مجھے کہ ای نادان	مقام رنج و مصیبت ہی صاف یہ دنیا

ای برادر خوف کرنا چاہیے ہمکو یا تمکو بھی فلک گردش نہ دکھلاے کہ خوشی مبدل بہ مصیبت
ہو جائے گر آرابہ صاحبقران زمان کا بیچ چوک مین پہونچا کوٹھون پر ہنگامہ ہی کسبیان
پکارتی ہین کہ کیا حسین ہی ایک کہتی ہی ہوا ظالم کی آنکھین تو دیکھو دیدۂ غزال کو شرمانی ہی پلکین
چھریان یا تیر جان ستان ابرو شمشیر اصفہان عارض رشک ماہ تابان ہونٹون سے
مسیحائی عیان سفید دانت موتی کی لڑیان سینہ صفحۂ بلور شکم تختی نور پاؤن ستون قصر
جرأت و ہمت اور ہاتھ دستگیر جود و سخاوت سراپا سانچے مین ڈھلا ہی ای یو ایسا جوان
تو نور کا پتلا ہی کوئی چاہتی ہی اپنے کوٹھے سے گرادون کسی کا قصد ہی کہ جان و مال نثار کرون
ایک کھیلی کھائی کہتی ہی اس جوان کو پاؤن تو کلیجہ مین چھپالون قلطورا آہن کلاہ کا سوار مغرور
خرس پیکر صاحبقران زمان کے آرابے کے قریب ہی امیر نے فرمایا ای پہلوان دوران ذرا
حکم دو چند ساعت کو آرابہ ٹھہر جائے ہم بھی تمہارے شہر کی کیفیت دیکھ لین اتفاق سے قید
ہو کر گذر ہوا ہے آباد مقام ہی ملک زرریز زمین حسن خیز نازنینان سمین کا جمگھٹ ہی پریون
کا اکھاڑا حورون کا جمگھٹا ہم بھی سب کو دیکھین آنکھین سینکین بقول شاعر مطلع غیر آنکھین سینکین اور
اپنا دل مضطر جلے ☼ وے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے ☼ مغرور نے کہا بادشاہ کا حکم
آچکا ہی آرابہ نہ ٹھہریگا امیر نے فرمایا او بچہ ہم نے تجھ سے ہزار کہا تو نے جواب بہ نخوت دیا ہم چند ساعت
یہان ضرور ٹھہرینگے مغرور نے کہا قیدی کا کیا اختیار مسلسل مطوق مجبور ناچار امیر نے فرمایا
مجبور ناچار تو ہوگا کلام سخت کریگا تو بے آبرو ہوگا یہ فرما کر دونون ہاتھ شیر آرابے پر جمائے بقوت
تمام لنگر مارا آرابہ چلتے چلتے رک گیا بیل ربیل بنگلے رسیہ کے شور اکے پڑ رہے ہین قدم نہین
اٹھا سکتے تک تک کی صدائین بلند گاڑی بان درد مند غل شور تو یار و قیدی بگڑگیا اب یہ نہین

بڑھتا مغرور نے اشارہ کیا نیزہ دارون نے سنا سنا کے نیزہ جسم سے صاحبقران کے
مارے جسم اطہر چھن گیا تمام بدن فوارہ بن گیا فرماتے ہین او نامرد وستان نیزہ سے کیا
ڈراتے ہو سر بھی کاٹ لو تو اپنی ہی کرین ثابت قدمان کو سے جرأت ہین لاش بھی اسی مقام
پر دفن ہو گی اب امیر چہار جانب سر اٹھا اٹھا کر زیب و زینت شہر کو ملاحظہ فرما رہے ہین
عمارتین قطع دار سجا ہوا بازار ہر سمت یہی پکار ہو کیا صاحب ہمت و لیاقت ہی تاجران عالم
اسوقت جمع ہین خواجہ خورشید بازرگان جہان گشت ہین ہر ایک اقلیم مین جاتا ہی
تلوارین سپرین نیزہ و تیر و کمان شاہان و پہلوان اسی تاجر سے خریدتے ہین اسنے دیکھا
کہ صاحبقران زمان نے لنگر مارا اور مغرور خرس پیکر تیغہ کھینچکر چلا کہتا ہوا کہ ابھی اس
قیدی کا سر کاٹے لیتا ہون ابھی اس سرکشی کی سزا دیتا ہون خواجہ خورشید نے دامن مغرور
خرس پیکر تھام لیا کہا ای پہلوان و وران اگر اسوقت اس شیر بیشہ یکتائی کا سر کاٹ لوگے
خوب سمجھ لو اسکے فرزندان ارجمند سرداران جرأت پسند قیامت برپا کرینگے قلعۂ آہن حصار
مین آگ لگا دینگے ای رستم خصال مین ہر سال اسکے لشکر مین جاتا ہون نفع کثیر پاتا ہون خداوند
فرعون شاہ پر جب سامان لشکر کشی ہوئے ہفت در بند فرونیہ کے تمام عالم مین جا بجا
مشہور ہین مشیر خدائی ساحر شمشش تھا ایک پہلوان بادشاہ سرکش تھا در بند اول
سہیلیہ سہیل چرم پوش نوجوان خوشرو کئی مہینے آپ کے لشکر سے لڑا آخر زیر ہوا دیگر در بند
نقرہ کوہ بادشاہ سکندر شاہ نقرہ کوہی ایسا صاحب شعبدہ تھا کہ لشکر خداوند لقا سامنے
سے لشکر اسلام کے غائب ہو گیا جرأت اسکا نام ہو کہ یہی شیر دلیر آمادہ ہوا کہ تلوار کھینچکر دریا
مین کود پڑو لگا اندر قلعہ کے جا کر خداوند لقا کو گرفتار کر دو لگا پھر قابدار سیاہ پوش سے لڑائیان
اسکے ہاتھ سے سرداروں کی صفائیان کیسے کیسے ساحر و پہلوان مارے زمین تھراتی تھی زبان
دشمن سے تحسین و آفرین کی صدا آتی تھی جانشین اسکا دارا ے ہند رستم زمان لندھور بن
سعدان اٹھارہ من کا گرز کاندھے پر رکھکر میدان مین آتا ہی جسکی ہیبت و سطوت سے
چرخ چنبری تھرّاتا ہی اس لیے رشک رستم کو اسی جوان دلکش نے بارہ برس کے سن مین
جا کر زیر کیا اسکا فرزند دلبند انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان

گرد شکر شکن ملک سنجان مین یکہ وتنہا پہونچا دختر گنجاب ملکہ گوہر ملک معشوقہ فرزند خاقان
تھا پر عاشق ہوا چار باغ ملک حربان سے اسقدر شبخون لشکر گنجاب پر مارے کہ کئی سو افسر
نامی و نامور قتل کیے فوج کا کیا شمار آخر گنجاب کے ممالک قبضہ مین کیے جنگ ہفت صف
مین ساتون صفین توڑین کمر بند گنجاب مین ہاتھ ڈال دیا تمام عالم نے دیکھا کہ دست حق پرست
پر بلند کیا ای پہلوان ایسے شیر دلیر کو اس خطا پر قتل کرتا ہی اسکے فرزندان و برادر و پہلوانان عالی
دماغ سے نہین ڈرتا ہی مین جا کر بہ لطف عرض کرتا ہون ورنہ اگر اپنا آٹھا لینگے مغرور خرس پیکر
یہ حالات جلالت آیات سنکر تھرایا رک گیا مگر خواجہ خورشید بازرگان قریب صاحبقران
زمان کے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور بکشادہ پیشانی فرمایا ای خواجہ خورشید
اس شہر مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی خبر سنکر زیارت حضور کا مشتاق ہوا اسوقت
سنان نیزہ سے جسم حضور کا فگار ہی جرأت آپ کی مثل آفتاب عالمتاب روشن و آشکارا ہی
وہان دربار مین بادشاہ کے سردار جمع مین چلکر وہان شیرانہ کلام کیجیے ای شہریار حفاظت
جان بھی واجب و لازم ہی آپ کی شمشیر زنی سے ستون قصر جرأت قائم ہی صاحبقران نے
فرمایا ای خورشید ایسے ایسے معرکے بہت گذرے نامردون نے مجھے سالہا سال قید کیا
جفائین آٹھائین اس زنداری کا کیا افسوس ہی یہ فرماکر امیر نے دست حق پرست آٹھانے
ارادہ سبک ہو گیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ صاحبقران زمان کی قید کے آنے سے ایک دن
پیشتر مشہور ہوا تھا کہ داماد نوشیروان سرکوب کفاران زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران کو قید کر کے قنطور آہن کلاہ لاتا ہی وزرا و امرا و اہالیان شہر تماشا کو ہین خبر
محل مین شہنشاہ زرین علم کے ناظرون نے پہونچائی شاہ مذکور کاشانہ عفت مین ایک گوہر
بے بہا رکھتا ہی ایک دختر بلند اختر ماہ جبین حسین نیکو سرشت رشک حور بہشت شیرین
کلام ماہ عالم افروز نام کنیزون نے آکر کہا حضور آپ کے والد تاجدار بڑے صاحب اقبال ہین
کہ داماد نوشیروان قید ہو کر آتا ہی تمام شہر آئینہ بند ہی تمام اہالیان شہر واسطے تماشا کے
جمع ہین آپ بھی چلکر ملاحظہ فرمائیے مقام عیش و فرحت ہی ملکہ ماہ عالم افروز نے پوچھا
کہ یہ تو اکثر سنا ہی وہ نوجوان بڑا زبردست ہی مگر لفظ نوشیروان سنکر یہ خیال آیا ہی کہ کونسی

دختر بلند اختر شہنشاہ بلند اقبال کی اُس جوان کو منسوب ہی ملکہ پروین وزیر زادی نے
دست بستہ عرض کی حضور یہ قصہ طول و طویل ہی داماد ہونے کی یہ دلیل ہی دختر شہنشاہ
ہفت کشور ملکہ مہر نگار سمن عذار سہی قد ماہ پیکر ناز نینان جہان کی افسر شہرۂ حسن وجمال
اُنکا ہفت اقلیم مین تھا یہ جوان قید ہو کر جو آیا ہی یہ بھی آفتاب عالمتاب عربستان شیر چرخ
قاتل پہلوانان نامی بلکہ دشمن شہنشاہ حشام بن علقمۂ خیبری کر چکا نوسے آرنج کا قد و قامت
تھا جسکی ہیبت سے فیل مست صحرا سے نہ نکلتے شیر دُم دبا کر بھاگتے تھے تاج و تخت
نوشیروان چھین لیا تھا اس جوان نے اُس کوہ تمثال کو یک ضرب شمشیر دو ٹکڑے
کیا شاہ کا تاج و تخت لا کر دیا ملکہ مہر نگار ایسی گلعذار کو اس ماہ اوج اقبال سے منسوب کیا
اسوجہ سے داماد نوشیروان مشہور ہوا آخر مین فساد برپا ہوے نوشیروان نے بڑی
بڑی شکستین کھائین ذلتین اُٹھائین علاوہ ملکہ مہر نگار دوسری دختر نوشیروان فرحسینان
جہان ملکہ گوہر تاجدار تھی اس جوان کے عقد مین آئی پس حضور یہ شیر بیشۂ عربستان بلقیس
و ثانی سلیمان حسن وجمال مین یکتا ہی اتنے رستمی یہ ہی کہ خدا و ند لقا سے لڑ رہا ہی شہرون
شہرون بھگا تا پھرتا ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ قنطور آہن کلاہ اس صاحب حشمت
و جاہ کو قید کر کے لایا ہی ملکہ عالم افروز یہ قصہ جانفزا سنکر دل و جان سے دیدار فرحت آثار
اسیر باتوقیر کی مشتاق ہوئی سر بازار چوک مین ایک قصر شاہی تعمیر ہی اسمین ملکہ مع
پروین وزیر زادی و چند انیسان خاص ہمدم با اخلاص جلوہ فرما ہی جسوقت یہ ہنگامہ ہوا
یعنی صاحبقران زمان نے لنگر مارا بگڑ ہوا قتل کر و قیدی بگڑ گیا ملکہ ماہ عالم افروز
سے پروین وزیر زادی نے کہا حضور دیکھیے قید مین وہ جوان بگڑ گیا ہی بگڑ بیٹھ رہا ہی ایسا
زبردست ہی ارادہ نہین پڑھتا ہی ملکہ ماہ عالم افروز بصد ناز و ادا مسند ناز سے اُٹھی قریب
چلمن آئی جھک کر دیکھا جمال خورشید مثال صاحبقران زمان پر نگاہ پڑی دیکھا سر چہرہ
سے فر و شوکت آشکار چہرے سے جلالت و شوکت نمودار شیر خشم رستم حشم یوسف جمال
آسمان لیاقت کا ماہ کمال پاے اقدس سے ثابت قدمی پائی جاتی ہی دست و بازو قوی تر
پر ہر ہی نظم جلال

ہر بار کوندتی ہو وہ بجلی نگاہ مین
کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کج کلاہ مین

دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین
تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین

کھلتی نہین ہو آنکھ تری جلوہ گاہ مین
کچھ ٹھنڈی گرمیان سی جو تھین میری آہ مین

کہتا ہو نالہ یاس بٹھاویگی راہ مین
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے اشک

حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ مین
وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین

اللہ ری تیرگی کہ برنگ شب فراق
یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

ملکہ ماہ عالم افروز نے بے اختیار آہ کی کبھی واہ کی زبان سے نکلا ابیات

آنکھون مین ہو کے دل مین قدم رنجہ کیجیے
تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہو راہ مین

چمکا ہی صبح تک مرے سینہ کا داغ بھی
چشمک چلی ہو رات کو کیا مہر و ماہ مین

کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہو قاتل مری قضا
آکر چھپی ہو تیغ ادا کی پناہ مین

آہو نکے جوش نے تہ و بالا کیا ہو دل
آندھی اٹھی ہو میرے جہاز تباہ مین

یون آہوانِ دشت کی آنکھون مین کھپ گئی
سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ مین

شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ مین

بے یار صبح و شام ہو آنکھون مین ایک سی
ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین

کیا انکے آگے خیمے مین عاشق ڈرے رہے
آواز تک نہین ہو غمزدون کی آہ مین

جاگا کوئی تو صبح کو ہمسر کریگا حشر
فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین

پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم ای ملک
بیٹھی نہ خاک اٹھ گئی دیوار راہ مین

مین نالے کرنے کو تعلقات مین رہگیا
چھلکی وہ لی کسی نے ولی دادخواہ مین

اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سے جلال
لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

دیگر

رکتا ہی دم نفاق عجب جسم و جان کے ہین
کیون ای فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے ہین

چھپتے نہین گواہ یہ سوز نہان کے ہین
چند اشک گرم مین کئی چھالے زبان کے ہین

ای آہ اسنے پہلے سمجھ بوجھ یار مین
آزار دیتے ہین جو شریک آسمان کے ہین

کسطرح نالے کرتے ہین مین بھول ہی گیا
احسان مجھ غریب پہ ضبط فغان کے ہین

فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین
مارے ہوئے تغافل جور بتان کے ہین

منزل مین لیکے بیٹھ گیا ہی ہجوم یاس
تھکتے نہ ہم ٹھکانے ہوئے آسمان کے ہین

اپنا غمِ فراق نے دونون کو کر لیا
عاشق تری گلی سے نجا ئینگے بے مٹے
نقشِ قدم پکارتے ہین راہ عشق مین
حسرت ہے بسملون کو بھی دم توڑیے تو یون
زیر خرہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے
دل دیکھنے کو کہتے تھے دل پھیر دیجیے
رحمت کچھ آگے بڑھ کے انھین لگی اے جلال

اب دل جگر ہمارے نہین مہمان کے ہین
نقش زمین ہین داغ دلِ آسمان کے ہین
مٹ جاے حوصلے جیسے نام و نشان کے ہین
انداز جان کنی وہ ترے نیمجان کے ہین
رنگ آنسوون کے حال مین بچہ نواکے ہین
پھلوٹے نئے تھین یاد امتحان کے ہین
جو تیجے پیچھے حشر مین ہیر نشان کے ہین

یہ اشعار آبدار عشق خیز وحشت انگیز زبان پر جاری ہر تو اس جھکی ہوئی سراپا کو دیکھ رہی تھی مبہوت عشق مین دل مین جوش محبت آنکھون مین نشہ بادۂ عشق کی کیفیت پیشانی پسینہ آلود فوج رنج مصیبت سامنے موجود سیت حق پرست صاحبقران نے ارابے سے اٹھائے خون چشم سے بہتا ہوا نگاہین خشم آلود پلکون سے سرکشی آشکار تیر مژگان کلیجہ مین ملکہ ماہ عالم افروز کے گڑ گئے قلب و جگر مین ناسور پڑ گئے ہاے کہکر سینے پر ہاتھ مارا بے اختیاری مین کہا ہاے ستم نظم

ہمیشہ مستعد کارزار ہین پلکین
فراق یار مین یون اشکبار ہین پلکین
وہ نگہ جس سے بھری اس کی چشم گلگین ہے بھی
سنبھالین تیرے اگر تیز وار ہین پلکین
جگر کی پھانس ہو مژگان یار کی الفت
کہ جیکو دیکھ کے خود بیقرار ہین پلکین
نہ لگ چلے بہت آہوے چشم یار سے دل
دراز دست تری گو ہزار ہین پلکین
جلال اشارون مین کیا کچھ نہین سکھا سکتے

کبھی خنجر کبھی نیزے کی انی ہین پلکین
یہان گذرتی ہے آنکھون مین رات رو رو کی
شریک گردش لیل و نہار ہین پلکین
یہ کاوش مژہ بیجا سے کہین بس مرگ
جو دیکھین جھپکے نکلین وہ خار ہین پلکین
جھپک گئی تھین شب ہجر مین کہین ایسا
کہ تیر افگن غم شکار ہین پلکین
رولا رہی ہے لہو یاد حق جو آنکھون مین
زبان چشم سخنگوے یار ہین پلکین

سیہ گھٹائین برستی ہین جیسے بارش مین
گرا ہول شب انتظار ہین پلکین
کھڑی ہو سینون کو تانے جو صف مژگان
کہ اپنے کام مین ہیر دار ہین پلکین
غضب ہے شوخ نگاہی تمھاری آنکھون کی
جہان نے آنکھ سے کیا شرسا ہین پلکین
پہونچ سکین نہ کہ جان جب تک شب ہجر
جگر کے ٹکڑے ہین منصور دار ہین پلکین

ان اشعار نے اور زیادہ آگ بھڑکائی کشاکش سے جان لب پر آئی اس کوچہ سے ناآشنا ضبط نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے

چھوٹا شیشۂ دل سنگِ جورعت عشق سے ٹوٹا آہ دل پُر درد سے کھینچی مثل شمع سحری لہرائی
زمین پر گر کے بیہوش ہوئی کنیزین گھبرائین پروین وزیرزادی ہڑبڑا کے دوڑی
سر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز ملکہ نے آنکھ کھولی پروین نے
پوچھا حضور خیر تو ہے مزاج اقدس کیسا ہے فرط نزاکت سے غش آگیا اسطرح کبھی کسی قیدی کو
کاہے کو دیکھا تھا بیچارہ مصیبت کا مارا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق
گران لگوڑے نیزہ وار گھیرے ہوئے آپ رحم دل آخر نہ دیکھا گیا یہ انجام ملکہ عالم افروز
نے پروین کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر اٹھکر دوڑی اس اشتیاق مین قریب چلمن کے آئی کہ اس
ماہ اوج دلبری کو اور ایک نظر دیکھ لون دلِ ناصبور کو تسکین دون جو آکر دیکھا تو صاحبقران
کی جا چکی تھی بازار مین سناٹا گویا کوئی شہر کو لوٹ لے گیا دوکانین ویران بازار سنسان وہ
صورت زیبا نظر نہ آئی زبان سے کچھ کہہ نہ سکی مگر مثل تصویر تصور خاموش ہو رہی ہر چند
پروین نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا سواری لاؤ محافہ آیا اسیطرح خاموش باغ مین
آتری گل لالہ دیکھکر اور دلکو داغ ہوا بارہ دری مین آکر بیٹھی پروین حیران کہ کیسا ہمارا ستارہ
گردش مین آیا یہ ماہ آسمان خوبی کلام نہین کرتی سر جھکائے ہوئے مثل تصویر خاموش بیٹھی ہے
مگر حال صاحبقران سنیے کہ قنطور آہن کلاہ و مغرور خرس پیکر قید کو صاحبقران کی
لیے دربار میں شہنشاہ زرین علم کے پہونچے تمام فوج کے سپہ سالار سرکش دربار مین جمع
ہین مغرور خرس پیکر سر زنجیر تھامے ہوئے اندر دربار کے لایا صاحبقران کی جو نگاہ اس
بارگاہ کفر و ضلالت پر پڑی موافق طریقۂ اسلام کے سلام کیا قنطور آہن کلاہ قریب شاہنشاہ
زرین علم کے دنگل پر جاکے بیٹھا چیلے شاہنشاہ نے قنطور آہن کلاہ سے پوچھا تو نے قلعۂ
ہوشنگ پر اسیر کو کیونکر پایا عرض کی چند عرصے سے زخمی ہو کر آئے تھے ہوشنگ وزیر نے
علاج کیا بر وقت میرے پہونچنے کے موجود تھے جب مین نے طبل جنگی بجوایا میرے مقابلے مین
نکلے مین نے دو پہر کی کشتی مین زیر کیا فوج ہوشنگ پر جا پڑا اسکی کیا حقیقت تھی کمر مین ہاتھ
ڈالکے فاش زمین سے اکھیڑ لیا شاہنشاہ زرین علم یہ حال سن چکا تھا کہ صاحبقران نے السلام علیک
اسلام سلام علیک کی شاہنشاہ زرین علم نے کہا کیون حمزہ دیکھ خداوند لقا نے تجھکو کیسا

ذلیل کیا ابھی سرکشی باقی ہے صاحبقران نے فرمایا او نامرد ازلی و ابدی سرکشی کو ہماری کسنے
مٹایا اگر تجھ جیسے نامرد کے سامنے قید ہو کر آیا تو کیا خوف ہے تیرے دربار میں کوئی ایسا ہے کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال لے اور پھر اسیطرح پابند کرے شاہنشاہ نے کہا کہ میرے سردار
نے تجھکو بپردی و مردانگی سر میدان زیر کیا نہیں شرماتا یہ وہی مثل ہے کہ رسی جلگئی مگر بل
نہیں جلا صاحبقران کو نہایت غصہ آیا فرمایا اس نامرد سے دریافت کر میدان کارزار
میں میں نے اسکی مشکیں باندھیں اس ملعون عہد شکن نے لقا پر لعنت کی مسلمان ہوا
اطاعت کا عہد و پیمان ہوا دعوت میں بہانے عداوت کی بیہوشی دیکر مجھکو اور ہوشنگ کو
گرفتار کیا اب بتلا نامردی کا کسکی اظہار ہوا شاہنشاہ زرین علم نے قنطور سے کہا حمزہ کیا
کہتا ہے تو نے اسے مکر سے گرفتار کیا صاف صاف بتلا کیا معرکہ گذرا قنطور کچھ شرمایا بادشاہ
سے کہا اے شاہنشاہ حمزہ جھوٹا ہے آپ کے سامنے مکرتا ہے اسکے قول کا کیا اعتبار قول سعدی مرغ
باطل است آنچہ مدعی گوید بادشاہ سے یہ کہکر طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا کہا کیوں حمزہ
کب میدان میں مجھکو زیر کیا مغرور خرس پیکر زنجیر تھامے کھڑا تھا آواز دی کہ او مغرور
اس دشمن خداوند کا سر کاٹ لے یہ مغضوب بارگاہ خداوندی بڑا زبان دراز ہے اپنی جرات
پر نہایت نازاں ہے پس مغرور نے سر زنجیر کو جھکا دیا کہا او حمزہ خاموش نہیں رہتا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ
مارا امیر نے ہاتھ اٹھا دیا سلسلہ جنبانی طرف سے کارساز مطلق معبود برحق کے ہوئی تلوار اس
نامرد کی ہتکڑی پر پڑی وہی تلوار باعث دستگیری ہوئی یعنے ہتکڑی کٹی پس امیر نے غصہ
میں قید آہن پر ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر بلند کیا شعر خلیل اللہ بسم اللہ بر گفت بہ نعرہ اولین این قید بشکست
قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدیا ہتکڑی مغرور خرس پیکر پر کھینچ ماری مغرور خود سر کا بھیجا
چرخ کھا کر زمین پر گرا ضرب دست صاحبقران سے ملعون کو سرسام ہو گیا تڑپ کر واصل جہنم
ہوا اسی کی تلوار صاحبقران نے اٹھا لی ہوشنگ وزیر مع چار سو سرداروں کے قید آہن میں
بتلا تھا امیر نے نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران اشعار مصنف

منم اختر برج عز و جلال	منم آفتاب سپہر کمال	سمندر دون بہ پیشم فراری شدہ
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ	ہمین قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بقاف

بسے ملک آباد اسلام شد کہ صاحبقران در جہان نام شد۔ بارگاہ شاہنشاہ زرین علم میں لڑنے لگے کئی زخم کھائے مگر ہوشنگ نوجوان کو بھی قید سے چھڑایا چار سو جوان چھوٹے مثل شیر خشمناک مصروف جنگ ہوئے قنطور آہن کلاہ نے آواز دی او حمزہ میں آپہونچا دیکھ پھر گرفتار کرتا ہون مگر افسران فوج کو آواز دے رہا ہے ہان یارو بلوہ کرکے ان جوانون کو گرفتار کرلو ہوشنگ وزرو کو بھی پکڑلو کفار نے بلوہ کیا صاحبقران ہرچند چاہتے ہین اپنے کو قریب قنطور پہونچاؤن مگر یہ بیچا ہمراہیان ہوشنگ پر جا پڑا دو چار کو قتل بھی کیا مگر قریب صاحبقران کے بھی نہین آتا الگ لڑ رہا ہے شاہنشاہ زرین علم نے بھی حکم دیا ہے ہزار ہا کفار اندر بارگاہ کے آگئے مگر صاحبقران شیرانہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہے ہین کیا عجب ہے کہ زبان تیر و کلاغوہ سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو کمانین بازوے ہمتنی پر قربان تیر سینے ہوئے ترکشون مین طائر بر بند و دیدہ جوہر تیغہ خونخوار اسرار نظر بند مگر حال سینئے یعنی وہ گرفتار دام عشق و محبت اسیر زندان الفت صاحب محنت و غم اندوز یعنی ملکہ ماہ عالم افروز اپنے باغ مین یاد گل رخسار محبوب و خیال سرو قد مطلوب مشتاق دیدار فرحت آثار صاحبقران مضطر و لرزش؛ پریشان مثل تصویر تصور دل ہی دل مین پیچ و تاب کھاتی ہے زلف مسلسل امیر با توقیر یاد آتی ہے پریشانی بڑھتی جاتی ہے رخصت عقل و ہوش دریائے محبت کا جوش عالم اضطرار آتش الفت شعلہ بار پروین وزیر زادی دم بدم پوچھتی ہے حضور کلام کیجیے خاموش بیٹھیے کیا حضور سوچتی ہین کچھ ہے تو فرمایئے لونڈی سے نہ چھپایئے ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گویا رمز شعر مفہوم ہین بالکل معدوم کلام کرے تو دہن ثابت ہو جائے چپکے سینے مین وہ لذت ملی ہے کہ زبان سے بیان نہین کر سکتی دل سے کہتی ہے اظہار عشق معیوب ہے خاموش رہنا خوب ہے کہ سامنے سے یکایک ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری یہ نگوڑا موا مونڈی کاٹا قیدی دربار شاہنشاہی مین جا کر بگڑ گیا قید توڑ ڈالی دربار مین کس زور و شور سے لڑ رہا ہے سرکش کے ہاتھ کٹین ویسے بیسیون سیکڑون ملازم شاہنشاہ کے مار ڈالے مین نے محل کے کوٹھے سے دیکھا سیکڑون مر گئے ہین پھرے مین بس یہ زبان درازی اس کنیز بے تمیز کی سنکر ملکہ جلا کر بولی اٹھ او حرامزادی بدزبان

کسی شریف جری بہادر صف شکن تیغ زن کو کلمات لاطائل کہنا کسنے سکھایا ہی خوف نہین
آتا ہی ہمارے دربار مین یہ طریقہ نہین یہ کہکر آواز دی سنبل پانچ کوڑے حرامزادی کو لگا دے
نرگس آنکھین نکال لے اسکو تو کنیزون نے کھینچا شمشاد بڑھی کہ واری اسکو دار پر چڑھادون نگوری کو
سرکشی کی سزا دون ملکہ نے منھ پھیر لیا اسکو تو جواب نہ دیا مگر پروین سے کہا یوا چلو کوٹھے پر سے
دیکھین بڑا غضب ہوا افسوس اس جوان نے اپنی جان کا پاس نہ کیا کیون پروین ماشاء اللہ
بڑا صاحب طاقت ہی قید آہن کو توڑ ڈالا اتنی بات ہی انکا خدائے نادیدہ انکو بچائے پروین یہ دعا کر
کہ اس غربت مین خدانخواستہ سر کٹ جائے مگر آبرو مین فرق نہ آئے اتنا تو دریافت کر کس بات
پر بگڑے کیون قید توڑی پروین نے اس خواص کو بلایا جست پوچھا تجھکو کچھ معلوم ہی اس گنہگار نے
قید کیون توڑی کیا سبب ہوا زنجیر آہن جسکے ہاتھ مین ہتھکڑیان ہون کس سلسلہ سے توڑی تقریر
مسلسل ملکۂ عالم کے سامنے بیان کر کنیز نے دست بستہ عرض کی حضور یہ نوجوان جب دربار مین
پہونچا قنطور آہن کلاہ سے کچھ تکرار ہوئی قنطور نے بادشاہ سے کہا مین نے بہ جرأت زیر کیا یہ سراسر
خلاف تھا بیہوش کرکے لایا یہ مکر بگڑا ہی مغرور حرص پیکر نے بموجب حکم قنطور ہاتھ تلوار کا مارا قیدی
کا بڑا خدا از بردست ہی ہتھکڑیان کٹین ہاتھ آہن سے چھوٹے بس حضور اسنے قید کو توڑ ڈالا خانۂ زنجیر
مین غل ہوا لڑائی پڑی ہی ابتک اس پر کوئی دست اعزاز نہو سکا زخم دار ہو مگر بلا سے روز گار ہی
ہوشنگ و زردکو بھی چھڑا لیا اب حضور بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی یہ شیر خشمناک شمشیر زنی مین
بیباک لڑائیمین چست و چالاک یقین ہی سبکو قتل کرکے شہر مین اپنا دخل کرلے گا تعریف صاحبقران
عالیشان سنکر ملکہ مسکرائی سر جھکا لیا چپکے سے کہا ہوا تیرے منھ مین گھی شکر اب ملکہ بر سر بام آئی
جھروکون سے آکر دیکھا قیامت برپا ہی مگر صاحبقران السعد شوکت و شان شیرانہ رمہ گوسفندان مین
شمشیر زنی کر رہے ہین اس کیفیت سے لڑ رہے ہین کہ شعر

ترک خنجر وار گردون بردم از چرخ بر زمین		رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین

جب کوئی ہاتھ صاحبقران پر رپاتا ہی ملکہ گھبرا جاتی ہی الاماں کی آواز زبان سے نکلجاتی ہی جسطرح
کوئی سپر سر پر ہلاتا ہی یون ہاتھ اٹھا دیتی ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھی منھ ہیٹ لیتی ہی کبھی ہاتھ اٹھا کر
دعا مانگ دیتی ہی ای حمزہ کے خدائے نادیدہ اگر تو برحق ہی اپنے بندہ خاص کو بچائے غربت مین مصیبت

سے امان دے یہ دشمن سب اندھے ہوجائین یہ بیچارے غریب الوطن اُدھر گر نکلجائین
اب ملکہ نے دیکھا دن بہت قلیل باقی ہی امیر لڑتے بھڑتے قریب قنطور آہن کلاہ پہونچے
للکارا او قنطور تو نے مجھکو دو پہر مین زیر کیا تھا اب مین آیا تلوار کا وار کر شیرون سے آنکھ
چار کر ہوشنگ نوجوان بھی لڑتا بھڑتا اُسی مقام پر پہونچا جب قنطور تلوار کھینچکر بڑھا ملکہ بہت
گھبرائی کہا لو پروین غضب ہوا وہ ہنڈیلا اُس شیر کے مقابلے مین جاتا ہی دیکھو پروین مقام
انصاف ہی قنطور کے ساتھ بڑے بڑے سردار یہ بیچارے غربت مین گرفتار نہ مونس نہ
غمگسار اُنکا اعتقاد اُنکو بچائیگا خداے نادیدہ اگر برحق ہی یہ زبان دراز منھ کی کھائیگا ای پروین
اسوقت قنطور کے ہاتھ سے اگر یہ شیر بچگیا مین خداے نادیدہ کی معتقد ہوجاؤنگی بیشک
خداوند لقا پر لعنت کرونگی ای بوا پروین تم خفا ہو تا میرے اسوقت حواس درست نہین
ہین اس شیر کی غربت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی دیکھو ہنڈا پھیکا ہوگیا سر مین خلل پیدا ہوا مین نے ایک
کتاب مین لکھا دیکھا یہ جو لڑے ہین انکے مولوی کی کہی ہوئی تھی آسنے یہ مضمون تحریر کیا عجب
تقریر دلپذیر تھی کہ ہوتے دو سو خدا کیسے دو بادشاہ تو ایک ملک مین سلطنت کر نہین سکتے
اتنے خدا کیونکر ہوئے سراسر خلاف اعتقاد صاف یہ ہی کہ خدو وحدہ لاشریک ہی کیون پروین
یہ بات عقل سے نزدیک ہی اسدن سے میرے دل مین کھلبلی ہی لو اب امتحان بھی ہوا جاتا ہی
یہی مذہب حق کے امتحان کی فال ہی ناحق دلکو ملال ہی اگر صاحبقران زمان غالب آنکے انکا
دین سچا ہی وحدہٗ لاشریک یکتا ہی پروین نے کہا واری ہمین نہ لقا سے مطلب نہ خداے نادیدہ
سے کام آپ ہماری خداوند ہین اس جوان کے واسطے دردمند ہین ہم بھی دعا کرتے ہین قنطور
بھڑوے کے ہاتھ ٹوٹین آنکھین پھوٹین کتے کی موت مارا جائے یہان تو یہ باتین مگر قنطور مغرور
تیغہ کھینچے ہوئے کف منھ سے جاری قریب صاحبقران پہونچا تلوار کا وار کیا اسوقت اُس مقام
پر انتہا کا ہنگامہ ہی زور و شور سے تلوار چل رہی ہی ہوشنگ نوجوان بصد شوکت و شان پشتیبانی
مین صاحبقران کی جان لڑا رہا ہی جیسے ہی قنطور آہن کلاہ نے تیغہ کا وار کیا صاحبقران نے
بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قنطور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اب ملکہ زیادہ بیقرار ہوئی کہا پروین
یہ لنگوڑ اُستند افغانی کا کتا بیچارے غریب کا ہاتھ مروڑے ڈالتا ہی پروین نے کہا حضور دیکھیے تو

اُس روبہ خصال کو یہ شیر غضبناک کس زور شور سے ریلے پیے جاتا ہے ایک بات اور ملاحظہ کیجیے
یہ زخمدار ہیں مگر یا جو اس اُسکے چہرے سے حسرت و یاس ظاہر ہے دیکھیے بجڑوا ہانپتا کانپتا ہے زبان
نکالے ہوئے گھبرا رہا ہے ملکہ نے جھک کے دیکھا قنطور نے ٹکر ماری ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا امیر
کے ماتھے سے قطرے خون کے ٹپکے ملکہ نے کہا پروین اب اس بے حیا دغاباز نے سرکشی دکھائی
مگر کیوں لگائی پروین نے کہا ملاحظہ تو کیجیے وہ تو اسیطرح شیرانہ ڈٹے ہوئے ہیں وہ ملعون
آنکھیں بند کیے جھوم رہا ہے صاف روشن ہے کہ آنکھوں میں اندھیرا آگیا ہے یہاں دربار میں ابر تیغ
برس رہا ہے سر مثل اولوں کے گر رہے ہیں مگر قزاق گرد صاحبقران پھر رہے ہیں تیسرے
پہر صاحبقران ریل کے لے دوڑے اب قنطور پیچھے ہٹتا جاتا ہے دونوں مونڈھے پکڑ کے صاحبقران
نے جھٹکا مارا دونوں گھٹنے اُس بے حیا کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کرے صاحبقران نے
دست حق پرست اُس بدمست کی کمر میں ڈالا نعرہ تکبیر بلند کیا شعر بکے نعرہ زد و میر منزل بصاعقہ
کہ سینہ چرخ لرزید و کوہ قاف سوخت اُس دیو خصال عفریت مثال کو سر سے بلند کیا ملکہ ماہ عالم افروز
نے کہا اے وزیر زادی دیکھ کیا زور بازو ہے پہاڑ کو ہاتھ پر اٹھا لیا اب تو یقین کامل ہوا خدا ئے
نادیدہ برحق ہے پروین نے کہا واری ابھی تو قنطور زندہ ہے امیر نے چرخ دیکر قنطور کو زمین پر دے مارا
اُس ہنگامہ میں کہ پلک جھپکانا دشوار ہے چار جانب سے تیروں کی بوچھار ہے مگر بموجب قاعدہ قدیم
گشتہ اُس بے ادب کے سینہ پر رکھ کے فرمایا حالا ورشناختن پروردگار چہ میگوئی اُس سنگدل
نے جواب سخت دیا یہ غیرت جیسا سینہ سے اٹھا ایک پاؤں قنطور کا زیر پا دوسرے کو دست جرأت
سے تھام کر بعد کر دو قرجھٹکا مارا قنطور کو مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دیا ملکہ واسطے سجدے کے جھک
پڑی پکار اٹھی اے خدائے نادیدہ تیرے صدقے کیوں ہوا پروین اب تو لقا بٹر دے پر لعنت کو
پروین نے کہا واری مجھے بھی بیشک اعتقاد ہوا اگر صاحبقران قنطور کو مار کر طرف ہوشنگ
نوجوان کے پلٹے فرمایا اے برادر شاہنشاہ زریں علم کٹ گیا اب لڑتے بھڑتے باہر نکلو ہوشنگ
نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہیں آرزو ہے کہ میں تو سر حضور کے قدم پر ہو آغاز سے
انجام بہتر ہو مانع ہو کر سب سرداران ہوشنگ کام آئے مع ہوشنگ دس جوان باقی ہیں
صاحبقران لڑتے ہوئے تا بہ جلوخانہ پہنچے تھے کہ تیر اعظم نصیب خنجر صاحبقران سے

لرزان و ترسان چہرہ زرد حصار مغرب مین جاکر مخفی ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا تاریکی سے صاحبقران گھبرائے جسم اطہر پر زخمون کی بھی کثرت ہی ضعف و نقاہت سے عجیب کیفیت ہی بمشکل ادھر کو بیرون بارگاہ آئے دیکھا شاہنشاہ زرین علم تخت پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ہوشنگ کا بھی حال ابتر ہی منظور ہوا کسیطرح ان جوانون کو بچاؤن بیرون قلعہ نکلجاؤن ایک سوار نے نیزہ مارا امیر نے اپنے کو بچایا سوار کو مار مرکب پر آسکے سوار ہوے فرمایا ای ہوشنگ عقب مین میرے چلے آؤ مگر فوج کے بلوے مین گم ہوا گرا گرا کے سوار آتے ہین اب ملکہ کی نگاہون سے صاحبقران چھپ گئے اتنی خبر ملی کو لڑتے ہوے بازار شہر مین پہونچے ملکہ نے بدحواس ہوکر کہا ای پروین اب شبکو اس ماہ آسمان جرأت کا بچنا محال ہی دیکھا تھا کہ زخمون سے بھی بُرا حال ہوا ای پروین مین تو نقاب ڈالکر نکلتی ہون صبر ناممکن ہی پروین نے کہا لونڈی حاضر ہی ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈال بارہ کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا شب تیرہ و تار مین یہ نیر برج حسن و جمال بیقرار و اشکبار مثل قمر سے نکلی نیچے ہاتھ مین نکلتے ہی سنا ہر کوچہ و برزن مین ہنگامہ ہی ہر گھر مین یہی ذکر ہو کہ صاحبقران نے قیامت برپا کی ہی ہزارون مارے گئے کسی گھر سے رونیکی صدا کہ میرا شوہر نگوڑے حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا مین بیوہ ہو گئی کوئی فرزند کا نام لیتا ہی صدائے نالہ آتی ہی مارے کوکہ آخر ملکہ ایک گوشہ مین آکر ٹھہری سمن بر کنیز سے کہا میری اچھی بوا جاکر خبر تو لا کہ اب کیا کیفیت ہی خدائے نادیدہ انکو بچائے سمن بر واسطے خبر دریافت کرنے کے چلی یہان صاحبقران لڑتے ہوئے تا بہ چوک پہونچے ہین شہنشاہ زرین علم نے جو کلمات سخت سرداران فوج کو کہے غیرت مین آکر نامرد ٹوٹ پڑے ہوشنگ مع ساتھ والونکے گرفتار ہوا وہ بچا سمجھے کہ ہمنے صاحبقران کو بھی پکڑ لیا امیر بھی انتہا کے زخمدار ہین ایک کوچہ تنگ کی جانب مرکب بڑھایا ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین پشت مرکب پر سنبھلا نہین جاتا رکابون سے پاؤن نکلے جاتے ہین مگر بقدرت چیرہ دست دگار جب کوچے مین صاحبقران آئے کوئی اس راہ سے آگاہ نہوا کسی نے پہچانا نہ کیا صاحبقران اسی حال پُر ملال مین تلوار کھینچے ہوئے جاتے ہین مقام استقامت کی تلاش ہی تمام جسم زخمون سے پاش پاش ہی

نغش طاری عالم بیقراری شب تیرہ و تار چار سمت اندھیرا گلی کوچون مین سناٹا دور سے ایک دیوار معلوم ہوئی قریب دیوار کے آئے گھوڑے سے اترے دیوار سے پُشت لگا کر بیٹھے چاہا شدہ تحت الحنک سے زخم سر باندھون ہاتھ کانپا غش آگیا زیر دیوار گر پڑے گھوڑا استادہ یہان سردارون نے شاہنشاہ زرین علم سے عرض کی حضور سبکو گرفتار کر لیا حکم ہوا سبکو قید خانہ مین لیجاؤ مسلسل و مطوق کرو صبح کو سمجھا جائیگا شاہنشاہ زرین علم پلٹا سمن بر نے یہ سب حال پُر ملال دریافت کیا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ کے آئی عرض کی حضور سب گرفتار ہو گئے فلان قصر مین حکم سے آپکے والد نامدار کے قید ہوے ملکہ رو نیگی کہا او پروین غضب ہوا اب صبح کو سب قتل ہون گے رات ہی کو کچھ تدبیر کرو اگر خدانخواستہ یہ شیر قتل ہوا ہے صد مہ مجھ نہ اٹھیگا کالی راتین ہجر کی کیونکر کاٹینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے پروین نے عرض کی باغ مین اپنے چلیے صلاح کر کے رات ہی کو قید خانے پر چلین گے حضور اس اندھیرے مین جان لڑا دینگے ملکہ اسیطرح بیمل طرف باغ دلکشا کے چلی مگر حال ابتر آنکھون سے اشک حسرت جاری وصل دلبر سے مایوس ہوش و حواس پراگندہ اشعار

دل شکن حرف نادرست درست
سخن لطف ہم جفا آمیز

طرز عبرت فزا درست درست
طعنہ حرفِ نصیحت آلودہ

رائے سالم بلا بلا انگیز
طرز تفہیم وحشت آلودہ

کبھی دل سے کہتی ہو کہ اشعار

مجھ سا نادان عشق کیا جانے
مجھ سی نازک یہ شکشش کیسی
خار غم تیز سینہ کاوی مین
نجم سیارہ دیدۂ بیخواب
گرم بازار گریۂ ہمہ جوش
زخم لو چشمین داغ کہن
جھڑے پھول نکلے جلے تھو سے شرار
حوصت ہم داغ ماہیِ بے آب

شوق زلفِ سیہ بلا جانے
محشر آباد یاس و حرمان دل
مژہ و سر گرم خون تراوی مین
جان مصیبت کش خمار الم
دیدۂ نم دکان شیشہ فروش
نفس گرم و شعلہ افشانی
رشک گلزار آہ آتش بار
بیخودی مین نہ بات کا سر پاؤن

تپش دل کی حد مین کیسی
خانہ زادِ جنون پنہان دل
شوق نظارہ سے نکہ بیتاب
خواب و خور صورتِ شراب حرام
دل تنگِ ہجوم درد و محن
سوز تقریر دو نیخ ثانی
شعلہ آہ سے فلک بیتاب
اٹھ گئے ہوش رکھ کے سر پاؤن

چاک دل کشتِ زعفران دیدہ | سرخ گلگون گلِ خزان دیدہ | بیتاب و بیقرار دل کو ہیں کھینچ

میں پھرکتی آہیں گرم منھ سے نکل رہی ہیں ہڈیاں سوزشِ عشق سے جل رہی ہیں مست
جامِ محبت چہرہ صاف پر گرد کلفت آنکھیں مشتاقِ دیدار دلکو جستجو ہے یا ساتھ کہتے ہیں
گریبان چاک کرو پانون دوڑتے ہیں کہ بیابان نجد میں چلو مجنونِ سوختہ بخت سے ملاقات
ہوگی وہ فن عشق کے استاد ہیں انکو سبق کتاب مکتب عشق خوب یاد ہیں اشعار

جان کو دردِ بے فسانہ ہی | جسم کیا ہے کہ قید خانہ ہی | پڑ گئی سر پہ اب بلائے فراق
ہوگئے آہ مبتلائے فراق | اس رنگ سے وہ گلعذار قریب دیوارِ باغ ہو پہنچی قصد تھا کہ داخل

باغ ہوں بخت نارسا نے رسائی کی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز کان میں آئی پروین نے
کہا حضور وہ دیکھیے سامنے زیر دیوار باغ ایک گھوڑا کھڑا ہے مگر زین ڈھلکا ہوا ہے شاید اپنے سوار کو
گرا کر آیا ہے ایک نے کہا ہاں گھین بھی گئی ہیں ایک نے کہا تھوتھنی خون سے لال ہے خون سے رنگین یال
ہے ملکہ دوڑی دیکھا ایک جوان دریائے خون میں نہایا ہوا زیر دیوار باغ بیہوش پڑا ہے مگر قبضۂ شمشیر
ہاتھ سے نہیں چھوٹا کنیز نے کہا حضور سوار بھی پڑا ہے مگر کسی نے مار ڈالا ہے کوئی کنیز ڈر کے قریب نہیں
جاتی مگر کشش عشق ملکہ کو کھینچتی ہے جب ملکہ بڑھتی ہے کنیزیں مانع ہوتی ہیں کہ واری مردے کے قریب
نہ جائیے ملکہ نے کہا او نالائقو نفس کی صدا بلند ہے مردہ یا زندہ کسکو کہا جائیگا پروین سے کہا واری
روشنی منگاتے ہیں مگر جانے سے اور دیکھنے سے تم لوگ کیا ہے ملکہ نے کہا اے پروین کسی غریب کی
خدمت کریں دل اسکا مانی ہے اسی وجہ سے اس مسافر کی جان بچے زندان رنج مصیبت چھٹے
شمع رخسار کو اشارہ ہوا جلد روشنی لا اول روشن ہو یہ کون غریب ہے زیر سایۂ دیوار باغ پناہ
لی ہے رحم کا مقام ہے نہیں معلوم کون گمنام ہے ان باتوں کو سنکر شمع رخسار جل گئی بڑبڑاتی ہوئی چلی
روشنی لائی اب جو نگاہ ملکہ کی پڑی جیسے تیغ ابروے خدا سے خود زخمی ہوئی ہے اسی جوان کو خدا
یا ہے نگاہِ اول ہی پہچان لیا کہا اے پروین خدا جو تم نہ بولے یہ تو وہی داماد نوشیروان شوہر ملکہ
مہرنگار ہے کسقدر زخمدار ہے یہ کہکے فرش خاک پہ بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پہ رکھ لیا کنیزیں ہاں ہاں کہکے
دوڑیں دیکھیے واری کپڑوں میں خون بھر جائیگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خون زخموں کا اپنے دوپٹے
سے پاک کرنے لگی اب تو مجبور کنیزیں بھی قریب آئیں بیقرار ہو کر کہا صاحبو اٹھا لے چلو ہاتھوں ہاتھ

کو لیکر باغ مین آئین مسند پر لاکر لٹایا طشت و آفتابہ منگایا زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا چونکہ فنون
سپاہ گری کا ذوق ہی ٹانکے زخمون مین اپنے ہاتھ سے دیئے مگر روتی جاتی ہی سب زخمون مین امیر
کے ٹانکے دیکر ٹکیان مرہم کی چڑھائین ناگاہ رستم زرنگار ماہ تابان شفاخانۂ شفق مغرب مین برائے
علاج داخل ہوا و سہراب زرین پوش بصد جوش و خروش پشت اشہب فلک پر سوار ہو کر
و مدہ گاہ عالم مین گرم عنان ہوا شعاع نورانی چہرۂ انور سے پر نور جہان ہوا اشعار صبح

صبح کہ قندیل زر آفتاب	شعلہ زد از گنبد نیلی قباب	مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ
یافت ز انوار فلک انقلاب	جوہری چرخ جواہر فروش	کرد عیان دانۂ در خوش آب

چھپر کھٹ پر صاحبقران کو لٹایا آپ کرسی پر رومال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہی گلچینی گلشن
جمال مین مصروف ہی کہ صاحبقران زمان نے آنکھ کھولی دیکھا سامنے کرسی پر ایک ماہ جبین
گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار سمن بو خوشخو سنبل پیچان گیسو خنجر خونریز ابرو چشم جادو خال ہندو شعر
بہر خندہ کہ لب بر انگیختہ + نمک بر دل خستگان ریختہ + دیگر زلف عنبر بہ بروئیت تیرہ شب
است و وادی موسا + جائے صبرم در کف عشقت دامن یوسف و دست زلیخا + ایک جانب
باغ ہشت آئین پر نگاہ پڑی نہایت سرسبز و شاداب گلہائے رنگارنگ سے معمور چمن ہائے
طولانی ہر نخل لاثانی طائران خوش الحان مصروف ثنائے باغبان کن فکان نہرین آب صاف
و شفاف سے مملو نخل شمشاد لب جو انبر قمریان مصروف حق سرہ فاختہ کی صدائے کوکو صاحبقران
نے حیران حیران باغ اور جمال اس حور پیکر کا دیکھ کر دل سے کہا شکر پروردگار عالم شعر بعد الحمد ہر آن چیز
کہ خاطر میخواست + بانہ آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید + چونکہ راہ مین پروردگار کی جہاد کیا اسکی رحیمی
و کریمی سے یہ باغ بہشت عنبر سرشت واسطے رہنے کے ملا یہ حور بیقصور سراپا نور رب غفور
نے برائے خدمتگزاری مرحمت فرمائی ملکہ نے جو صاحبقران کو عالم حیرت مین دیکھا شرما کے سر جھکا لیا
پیروین کو اشارہ کیا وہ قریب آئی کہا کیون شہریار مزاج کیسا ہی شربت انارین حاضر ہی نوش
فرمائیے اب امیر نے اپنے دست و پا کو دیکھا پٹیان مرہم کی زخمون پر اب سمجھے کہ مین زندہ
ہون فرمایا کیون صاحب یہ کیا مقام ہی اس ملک پیکر حور سرشت کا کیا نام ہی پیروین نے کہا آپ شہر
آب جنگ سے زخمی ہو کر زیر دیوار جا پڑے ملکۂ عالم لے گئے حضور کو ہم آغوش لا کر علاج کیا

مقصد ہو کہ آپکو صحت حاصل ہو ایک بندۂ خدا کی جان بچے اسواسطے یہ اہتمام ہو صاحبقران
اٹھ بیٹھے کنیزون نے شربت انار وغیرہ پیش کیا امیر نے فرمایا چونکہ ہم مہمان ہین وہ مرحمت فرمائیں
تو ہم پیئین اگر زخمی کو اٹھا لائین تو میہمانی فرمائی ملکہ نے شربت اپنے ہاتھ مین لیا کہا تو صاحب
پیو صلاح نشد بلا شد ہم غریب الوطن جانکر اٹھا لائے زخم دوزی کی اسپر یہ نخرہ ہو امیر نے ہاتھ
تھام کر کہا ای شاہنشاہ خوبی وای رنگ و بوئے گل حدیقۂ محبوبی بار احسان سے تمھارے سر خم ہی
مگر اس شربت کے پینے مین عذر اہم ہو تمھارا مذہب کیا ہی یہ دین قہقہ مار کر ہنسی ملکہ نے بھی
دوپٹے سے منھ چھپا لیا امیر نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ ملا امیر نے جام شربت ہاتھ سے رکھدیا
کہا صاحب جبتک اسکی شرح نہو گی تمھارے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہو خاص مقدمۂ مذہب مین کلام
ہو ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا صاحب کوئی ناز اٹھاتا ہو کسی سے لڑنا پڑیگا فرمائیے تو کیا کرنا چاہئے
مہمان کا ہر نوع پاس لازم ہو صاحبقران نے کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہا دل
سے وحدانیت کا اعتقاد کرو دم اسکی یکتائی کا بھرو پیغمبر برخدا کا اسکے بھیجے ہوئے برحق مین لقا پرست
و سامری پرست کافران مطلق دین پیدا کرنیوالے سے محبت دشمنون پر لعنت یہی
مذہب حق کا اعتقاد ہی ملکہ نے طرف پرودین کے دیکھا مسکرا کر کہا اس عبارت کا یاد ہونا دشوار ہی
مگر مہمان کی دلشکنی مناسب نہین تھا ثقل کے عرصۂ دراز مین الفاظ کلمۂ طیبہ او اسکے پرودین
وزہرہ ناوی نے بھی مع کنیزون کے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوئی اب صحبت عیش و
نشاط آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا ملکۂ ماہ عالم افروز پہلو مین صاحبقران
کے بیٹھی دلنوازگان سامنے آئی تسلیم کی بجا لائی ملکہ نے اشارہ کیا ساز درست ہوئے دلنوازون
نے بصد سوز و گداز یہ غزل شروع کی غزل جلال

کردے خبر آ اس خانہ برانداز سے کوئی	روتا ہی کہین درد کی آواز سے کوئی
کہتی ہی شب وصل کہ تجھسا بھی نہو گا	غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی
اللہ رے غرور ستم ای موت شب ہجر	معشوق بھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
کچھ تھے دم عیسی جو ترے طرز سخن سے	زندہ نہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی
جو دل مین ہو اس سے نہون آگہ بھی محرم	یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی

کچھ اپنی خبر رکھتے نہیں بیخبر عشق | انجام سے واقف ہے نہ آغاز سے کوئی
کیا دہشت صیاد ہے مرغان چمن کو | روتا نہیں شبنم صفت آواز سے کوئی
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے | ڈرتا نہیں یون عشق مین غماز سے کوئی
دیتا نہ جواب ارنی یار سر طور | پہچان نہ جائے تجھے آواز سے کوئی
کاٹا ہی پرون کو مرے صیاد نے کیونکر | پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
بیجا ہی جو قاتل سے کرے خون کا دعوے | کشتہ کوئی شوخی سے ہوا ناز سے کوئی
رکھتے ہین جلال ایک روش مضطرب شوق | تھمتا نہیں منزل مین تگ وتاز سے کوئی

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم تھا دماغ تر خیال خیر وشر دور قلب عاشق ومعشوق مسرور ساری رات فرحت وانبساط مین گذری بوقت سحر شمع ہائے مومی وکافوری لہرائین نازنینان ماہ رخسار کے چہرون پر اداسیان چھائین باغ رنگ بہار سے مملو درختون پر طائران زمزمہ سرا فرش مین جابجا شکن پروانون کے جلنے سے محجوب شمع لگن باسی ہارون کا جابجا انبار پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آب شبنم سے چہرون کو دھویا فلک اس محفل عاشق ومعشوق کو دیکھکر شبنم کے اشکون سے رویا ملکہ ماہ عالم افروز کی انکھڑیون مین جاگنے کا خمار مستوالی ونکماہ رخسار

دو کلمۂ داستان شاہنشاہ زرین علم کے بیان ہوتے ہین

یہ لڑائی کا تھکا ماندا شکوا اکر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا بوقت سحر لباس سرخ پہنا خونخوار بنا تخت پر اکر بیٹھا تمام اہالیان دربار جمع ہوئے مگر کل افسر حیران وپریشان کوئی عرض کرتا ہی میرا بازو ٹوٹ گیا برابر کا بھائی قتل ہوا ایک کہتا ہی آنکھون کا نور جاتا رہا جوان بیٹا مارا گیا شاہنشاہ زرین علم ایک ایک کو تسکین دیتا ہی کہ یارو نہ گھبراؤ یہ لوگ محبت خداوند لقا مین قتل ہوے ہین بڑا شرف یہ ہوا دشمن اعلی خداوند کا پکڑا گیا اسکا سر نوک نیزہ پر رکھکے چلینگے نام اور حمن کے ملکو قدرت سے کہکر سبکو زندہ کرا دینگے باغی کے قتل کے عوض مین ہم طرۂ پیغمبری پائینگے یہ مژدہ جان بخش سنکر سردارون کو تسکین ہوئی عرض کی حضور جلد قیدیان بلاکو طلب کرین سر سبکے لیکر خدمت مین خداوند کے چلین زرین علم نے فورا حکم دیا حمزۂ عرب کو مع ہوشنگ وزند جلد لاؤ دربار مین حاضر کرو دفع حجت ضروری ہی سنا ہی مجبور ہوکر خداوند لقا

کو سجدہ کرے یہ بھی مشہور ہی کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوندی ہی قدرت کو دل سے
اُسکی سرکشی پسند ہی داروغہ جیل خانے کا گیا قیدیون کو نکالا ہوشنگ نوجوان آگے
دس جوان پشت پر پریشان و مضطر طوق و زنجیر مین مسلسل اس طور سے دربار گہربار شاہنشاہ
زرین علم مین آئے ہوشنگ نوجوان نے پکار کر مثل اہل اسلام سلام کیا دس جوانون کے
نعرے سے بارگاہ تھرائی لوگون نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ان قیدیون مین نہین ہین
شہنشاہ زرین علم نے گھبرا کر داروغۂ زندان خانہ سے پوچھا حمزہ عرب کیا ہوا داروغہ نے
عرض کی دس جوان مجھکو ملے مسلسل کر کے مین نے قید کیا پچاس جوانون سے شب بھر پہرا دیا
غلام خود جاگا کیا قید خانے سے تو کوئی قیدی نہین بھاگا بادشاہ نے ہوشنگ سے پوچھا تیرا آقا
کہان ہی ہوشنگ نے کہا وہ شیر بیشۂ جرات لڑتا بھڑتا نکل گیا ہوگا اس ور مدے پر یہ روباہ
خصال کیا تھا تم ڈالتے مین زخمی ہو کر رہگیا اسوجہ سے گرفتار ہوا تھا تو شاہنشاہ زرین علم
گھبرایا نگہبانان در قلعہ کو بلایا اُنسے پوچھا شب کو بعد اختتام جنگ کوئی زخمدار لڑتا ہوا بیرون قلعہ
نکل گیا انھون نے عرض کی جب لڑائی شروع ہوئی تھی ہمنے دروازے بند کر کے قفل ڈال دیا تھا
شب بھر دروازہ نہین کھلا اسوقت تک وہی بندوبست ہی کون عالم مین ایسا زبردست ہی
کہ ہماری آنکھون مین خاک ڈالکر چلا جاتا اب شاہنشاہ نے وزرا سے صلاح کی کیون یارو
تمھارے نزدیک حمزہ پر کیا معرکہ گذرا سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہماری رائے مین یہ ہی
کہ یا تو اس شہر مین اسکا کوئی دوست تھا وہان جا کر مخفی ہوا یا کسی کوچے مین گرا ہرکارون کو حکم ہو
تلاش کرین مگر ان سبکو قتل کیجیے بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ اُسی وزیر نے دست بستہ عرض کی
حضور ایسے سرکش کو اسطرح مخفی قتل کرنا مناسب وقت نہین ہی آج انکو اشتہار دیجیے کل وقت سحر
بیرون قلعہ تمام اہالیان شہر جمع ہون مجمع عام مین قتل ہون دیکھنے والون کو عبرت دوستون
کو عشرت بدخواہ ملول خیر خواہون کو فرحت حصول بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا نمونہ قدرت
خدا ظاہر ہوا بموجب مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ٭ بادشاہ نے حکم دیا قیدیون کو
لیجاؤ دھنڈورا پٹے اشتہار چسپان ہون منادی یہ بھی ندا کرے کہ حمزہ صاحبقران زخمی ہو کر
غائب ہو گئے جو اپنے گھر مین جگہ دیگا مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا اور جو اسکو گرفتار کرے

لائیگا یا خبر مفصل بتائیگا خلعت وانعام و جاگیر پائیگا تمام شہر میں یہ معرکہ مشہور ہوا کہ ہوشنگ فرخ
کل بوقت سحر دار پر کھینچا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا مگر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان باغ میں ملکہ ماہ عالم افروز جلوہ فرما ہیں دن بھر بھی فرمایا کیے ملکہ بس اب مجکو جانے دو
میں دربار میں تمھارے باپ کے جاؤن بیحیا نامرد کو سزا دون نہیں معلوم میرے ہوشنگ
نوجوان پر کیا گذری گرفتار ہوا یا علف شمشیر آبدار ہوا ملکہ انجام نہ سمجھی کہا حضور باہر نہ جائین
خبر منگائے دیتی ہون ابھی تو حضور کے جسم پر زخم بے انتہا ہیں اس مصیبت میں مبتلا ہیں یہ کہکر
شمشاد کو حکم دیا دریافت تو کر شہر میں کیا غلغلہ ہی ہوشنگ نام لیکر پوچھنا یہ شخص قیدی یا کہین
نکلگیا لفظاً لفظاً دریافت کرکے آنا شمشاد اکڑتی ہوئی مردانہ لباس پہنکر واسطے خبر کے نکلی اب
وقت شب ہی ملکہ نے صحن باغ میں فرش بچھوایا چاندنی دیکھنے کا سامان کیا امیر مسند پر پہلو میں یہ
ماہ پیکر انیسین جلیسین سامنے حاضر ہین قریب ہی کہ صحبت رقص و سرود شروع ہو آفتاب بایش
طلوع ہو کر سامنے سے شمشاد تھر تھر کانپتی ہوئی ہوا سی میں ہانپتی ہوئی آکے تھم کے بیٹھ گئی ملکہ
نے کہا خیر تو ہی عرض کی واری کل شبکو ہوشنگ مع دس جوانون کے پکڑ لیا گیا سبھون نے جانا
صاحبقران کو بھی گرفتار کر لیا صبح کو شاہ نے دربار میں بلایا حضور کو نہ پایا ہرکارے کو دربدر
مین پھر رہی ہین ہمارے حضور کی بڑی تلاش ہی ہوشنگ کے واسطے قتل کا حکم ہوا ہی صبح
کو بیچارہ مارا جائیگا مہجور آہن کلاہ بھائی قنطور گمراہ کا مع پچاس جوانون کے زندان خانہ کا
نگہبان ہی وہ کل بیٹھا جاگ رہا ہی حکم ہی اسطرف سے کوئی راستہ بھی نہ چلے لونڈی اپنی آنکھون
سے دیکھ کر آئی سارے شہر میں ہنگامہ ہی اُس بیچارے کی جوانی پر لوگ روتے ہین یہ خبر وحشتناک
سنتے ہی صاحبقران قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اُس مردود کی کیا مجال ہی کہ جو میری زندگی مین
میرے دوست کو قتل کرے خود سپر رکھا زرہ زیب جسم کی ملکہ گھبرائی دامن سے لپٹ گئی
کہا کیون شہریار کیا قصد ہی امیر نے فرمایا اب جاکر مین دوست صادق محب وائق کو رہا کرونگا
یا اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا اے شہریار مہجور آہن کلاہ بڑا زبردست ہی اپنے بھائی قنطور سے
زیادہ مغرور صاحب کبر و نخوت آتش خو شعلہ مزاج وہ وہان نگہبان ہی پچاس افسر اُسکے ہمراہ ہین
آپ زخمدار یکہ و تنہا وہان نجائیے کنیز کی جان بچائیے اگر دشمنون پر کوئی افتاد پڑی میں بیدست و پا

کیا کرونگی کنج باغ مین ترپ ترپ کے مرونگی میری کنیزین گھوڑے پر سوار ہونا خوب جانتی ہین
ایک کو نامہ لکھکر دیجیے طرف اپنے لشکر کے روانہ کیجیے فوج ظفر موج طلب فرمایئے جب فوج قریب
آجائے یہان سے نکل جایئے فوج ساتھ لیکر مقابلہ کیجیے مین تنہا نجانے دونگی صاحبقران زمان
نے کہا ملکہ تم اس مقدمے مین دخل دو ورنہ ہماری تمھاری محبت نہ نبے گی بڑے شرم کی بات ہے
کہ ہمارا سردار قتل ہو جائے ہم محل عیش ونشاط مین بیٹھے رہین مردان عالم کیا کہین گے صحبت
صاحبان سپر وشمشیر مین بیٹھنے کے لائق نہ رہینگے یہ کہکر فوراً صاحبقران یکہ وتنہا اُٹھے غصہ مین جو
امیر نے یہ کلمات فرمائے ملکہ ڈر گئی رونے لگی جواب نہ دے سکی صاحبقران نے سیاہ دوشالہ
کا جھرمٹ مارا تیغہ برق نظیر کمر سے لگایا ملکہ نے پلٹ کر پروین سے کہا کیون ہوا یہ بڑے توانا
ہین اسوقت تیوری اور ہی جام صہبائے بیوفائی ہے کے دم مین ای پروین آنکھون کو دیکھکر
مین ڈر گئی دونون ابروے خمدار غصہ مین بل کھا رہی ہین گویا دو تلوارین چل رہی ہین گیسوون کو
غصہ مین پیچ وتاب ہے کہ ناگنیا اُچھل رہی ہین جبین پر شکن موجہ دریائے قہر ہے عکس زلف
عنبرین آئینہ رخسار پر یا سیاہی کی لہر ہے قلزم جلال

دیکھین آئینے مین وہ اپنی ذرا چین جبین
کبھی آئینہ بھی تو آئینہ ہو آئین جبین

مانگ ہے آرہ کش دل نہین سر پر انکے
تیغ کھینچے ہوے ابرو بھی ہین بائین جبین

خوف اسکا ہے کہین صبح نکو دے غضب چل
خندہ زن ہوکے تمھاری گل نسرین جبین

چاند کو دبدبہ اُس رخ کا دبالیتا ہے
روکش عرش ہے اللہ ری تمکین جبین

چہرہ یار کی تصویر جو ہے پیش نظر
مانگ کی مدح کبھی ہے کبھی تحسین جبین

خانہ زادون مین تری چشم کبین خشم وغضب
ہے اگر چین جبین بندہ دیرین جبین

مشورہ کرتی ہے کیا جانے وہ سے قتل من کیا
شکن ابروے تر خم سے تری چین جبین

عرش مین جھولتی ہے یار کی تلوار جلالی
اُس ستمگار کے ابرو ہین بائین جبین

رعب وہیبت صاحبقران دیکھکر ملکہ ماہ عالم افروز با جگر پرسوز عقب مین صاحبقران
کے پریشان حال قلب پر ہجوم غم وملال چلی آتی ہے آنکھون سے آنسو جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا
آئینہ رخسار پر حیرانی زلف شبگون سے روشن پریشانی کبھی جھپٹ کر صاحبقران کا

دامن تھامنا عرض کی ای شہریار مجھے صدمۂ فراق نہ اٹھیگا ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے ہماری
مشکل آسان کیجیے اگر آپ کے دشمن کسی آفت مین پھنسے آپ رستم وقت ہین شاید
لڑ بھڑ کر نکل گئے یہ خبر مجھی نہ ملیگی باپ کو ضرور پہونچے گی یہی کہین جا کر سب حال کہین گی
یہ شفقتلین خاموش نہ رہیگی فرمائیے وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا نہین معلوم کیا ذلت و رسوائی
ہو ایک اور راز کی بات ہی وہ آپ سے کیونکر چھپاؤن چند دن گذرے کہ مجھ سوختہ بخت
کی تصویر کسی تاجر نے یاقوت شاہ جبول قدرت لقا کو پہونچائی اُس بیحیا نے بہت
پسند کی فرمان بنام والد نامدار آیا کہ اپنی دختر کو بطور ڈولے کے سوار کرکے روانہ کر دو یہان
بہت خوشیان ہوئین مجھکو خود بخود ملال تھا باپ نے چھ مہینے کا وعدہ کیا تھا وہ زمانہ گذر
چکا ہی سامان جہیز تیار اقرار مدار ہو چکا ہی یہ لقا بیحیا سُنیگا انصاف فرمائیے کہ میرے لیے
کیا قیامت ہوگی صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای ملکۂ عالم مرد سپاہی واسطے ناموس
کے سب کچھ کرتے ہین جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین اب تم ہمارا ناموس ہو ممکن ہی کہ کوئی
خدا نخواستہ تم پر دست انداز ہو حکم قضا و قدر مین کسکا اختیار ہی بندہ ہر وقت مجبور و ناچار ہی
اگر شاید قضا ہمکو لیے جاتی ہی قتل ہو جائین کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقام ہی تم فوراً اپنے کو
وہان لشکر مین پہونچانا میرے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار تمکو باعزاز و اکرام بیجا
پرو ہاسے چشم مین جگہ دینگے اور بالحول قوت الّا جو میری نیت مین ہی بیضے جا کر مجور آہن کلاہ
کو قتل کیا ہوشنگ کو چھڑا لیا تو مین یہین باغ مین آتا ہون ملکہ نے بنگاہ یاس چہرۂ بے نظیر
دیکھا اسقدر روئی کہ دامن و گریبان تر کر دیا شدت گریہ مین منھ سے نکلگیا شعر گئے تم ادھر اور مجھے
ہم یقین ہی ٭ کوئی دم جیتے تو دم واپسین ہی ٭ وہ دن اور وہ وقت ای شہریار خداوند کھلائے
کہ بدون آپ کے لشکر اسلام مین جاؤن آپ کے متعلقات مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے
کون صورت دیکھے گا کوئی سنبرقی کوئی بھنڈیری کہیگا صاحبقران نے آنسو دامن سے
ملکہ ماہ عالم افروز کے پاک کیے فرمایا ہمارے لشکر مین یہ طریقہ نہین کیا مجال جو تمکو کوئی
ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے انشاءالله ہم خود تمکو اپنے ساتھ لیچلینگے لا کر دولے کے بدلے دعا کرو ہمارے
دل کو صدمہ ہوتا ہی تمہارے خیال سے جنگ و جدل مین فرق آئیگا عین وقت پہول گھبرائیگا

ملکہ تاجدار ہوئی صاحبقران یکہ و تنہا سیاہ دوشالہ اوڑھے ہوئے تیغہ عقرب سلیمانی بغل
مین رہروی کرتے ہوئے چلے شب تیرہ و تار مین ملکہ پٹ پر دروازے کے ہاتھ رکھے
بحسرت دیکھ رہی ہی صاحبقران آنکھون سے مخفی ہوئے آہ کر کے بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے
مردنی چہرے پر ہاتھ پاؤن بیحس و حرکت پروین نے ملکہ کو اٹھایا کنیزین روتی ہوئی ساتھ
کہتی ہوئی کہ ہاے اس ماہ فلک حسن کو تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا عیش و راحت مین
ہم سب کی فرق آیا ملکہ پر گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصۂ دراز آنکھ کھولی پوچھا کیون
پروین صاحبقران آئے عرض کی واری ابھی تو پہونچے بھی نہون گے گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا
صاحبو برائے خدا ہم پر احسان کرو تم سب صاحب مجھکو اپنی لونڈی جانو ذرا جا کر خبر تو لاؤ اگر
آنکے دشمنو پر نوع دگر ہو تو مین بھی اپنی جان دون دام ذلت مین نہ پھنسون غنچہ دہن بولی اٹھی
واری مین جاتی ہون بہت اچھی خبر لاتی ہون ملکہ نے کہا غنچہ دہن تیرا منھ موتیون سے بھر دونگی
نہال کر دونگی غنچہ دہن مردانے کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی ملکہ صحن باغ مین آکر کھڑی ہوئی
موے مشکین پریشان کیے طرف آسمان کے ہاتھ اٹھائے پکاری اے آسمان کے خداے نادیدہ
میرے وارث کو مجھسے زندہ ملانا مجھ سوختہ بخت کو روے تاریک شب سیاہ نہ دکھانا دشمن
سب اندھے ہو جائین وہ بے تکلف اپنے رفیق کو چھڑا لائین ایک کنیز نے کہا واری مجھکو
ایک ٹوٹکا یاد ہی دیوالی کی کلھیا مین چولھے کی راکھ بھر کر دیوار مین گاڑ دیجائے سب دشمنون کا منھ
بند ہو جائیگا پیر دیدار کا کونڈا مانیے بی ترت مجرت کی پڑیا بی ٹیک کی سپیاری پیر ملٹو
کو جوتیان یہ سب ٹوٹکے آزمائے ہوئے ہین ملکہ نے کہا نذرین مانو مین نقد جان دینے کو حاضر ہون
تم کو اختیار ہی میرا مالک پروردگار ہی مین اپنے وارث کو اسی سے لونگی رتجگا کرونگی یہان
باغ مین یہ حال ہی کہ ملکہ ماہ عالم افروز دعا مین معروف ہی مگر صاحبقران گلی کوچے کو طے
کر کے سامنے قید خانے کے پہونچے دو پہر سے شب گذر چکی ہی زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی ہی
ہر کوچے مین سناٹا صاحبقران نے دور سے دیکھا مجور آہن کلاہ سلاح جنگ سے آراستہ
پچاس جوان گرد شتر انجواری کر رہے ہین اُس مکان کا دروازہ کھلا ہی جس مین ہوشنگ مع
دس جوانون کے قید ہی مجور مغرور شراب پیتا ہی دُر دقید یون پہ پھینکتا ہی زبان تشنیع کھول

رہا ہے کہتا ہے او ہوشنگ اب صبح کو قتل کیا جائیگا اپنی سرکشی کی سزا کامل پائیگا ہوشنگ
جوانمرد کہتا ہے او بیحیا اگر نامردون کے ہاتھ سے قضا آئی کیا خوف شکر ہے خدا کا کہ راہ ضلالت
سے نکلا آب چشمۂ ہدایت سے سیراب ہوا میرا آقا زندہ نکلگیا میرے خون کا بدلہ لیگا تم
ایسے نامردون کو کتے کی طرح قتل کریگا جب یہ ہوشنگ نے کہا مہجور بیحیا غصہ مین آ گیا یہ
کہتا ہوا ہم کو کتا بناتا ہے ابھی سر کاٹ لونگا یہ جو حال پرملال صاحبقران نے دیکھا کہ مہجور
قتل کرنے کو ہوشنگ کے جاتا ہے تاب نہ آئی قبضے پر تیغۂ سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نعرہ کیا

نعرۂ صاحبقران عالیشان

اے پسر عرب ضیغم روزگار ۔ بحکم خدا بستہ شمشیر جار ۔ یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام ۔ بکن کافران از جہان پاک کرد ۔ سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرۂ صاحبقران سے زمین کانپی مہجور مغرور پلٹا دیکھا کہ صاحبقران تلوار کھینچے ہوئے قریب
آ گئے پلٹ پڑا ہوشنگ نوجوان نے جو اپنے آقائے نامدار کو دیکھا روح کو راحت قلب مین
قوت آ گئی جسطرح بنا قید کو توڑ ڈالا آواز دی آقا غلام بھی آیا مہجور نے دیکھا ادھر سے صاحبقران
شیرانہ ادھر سے ہوشنگ نوجوان بیگانہ بپھرے چلے آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو آواز
دی یارو لینا قیدی بگڑ گیا حمزہ کہان سے آیا جلد دونون کو قتل کرو پچاس جوان تلوارین پکڑ کے
اٹھے ہوشنگ پہلوان زبردست پیشۂ قزاقی جس سپاہی کے لپٹ گیا دے مارا چھاتی پر چڑھ
بیٹھا سر کھینچ لیا کسیکو چیر کر پھینک دیا کسیکی تلوار اٹھائی اپنے ساتھ والون کی قید کا ئی زخم کھائے
مگر رفیقون کو چھڑا لیا صاحبقران زمان لڑتے ہوئے برابر مہجور بے ایمان کے پہونچے للکارا او
بیحیا مردان عالم پر یہ بدعت اسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی پر
گا تھا وار کو اسکے رد کیا خبردار کہکے برق شمشیر چمکائی سر پر اس خود سر کے ضرب تیغ ہیبت لگائی
آئینۂ شمشیر مین اس نامرد کو جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار مثل برق
گری سپر کٹی یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا تلوار آبدار نے زمین پر بوسہ دیا مہجور دو ٹکڑے ہوا اوس پانچ
جوان ہوشنگ نے مارے باقی بھاگنے لگے امیر نے فرمایا ای برادر ہوشنگ خبردار انمین سے
کوئی بچکے نجانے پائے ورنہ وقت شب ہی ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا اتو ہمراہیان ہوشنگ نے

گھیر کر نامردون کو مارا بھاگ کر ایک نہ جانے پایا رات بہت قلیل باقی ہے کہ صاحبقران نے
قتل سے اُن تیرہ بختون کے نجات پائی مظفر و منصور ہوئے ہوشنگ دوڑ کر قدمون سے
لپٹ گیا ساتھ والے گرد پھرنے لگے ہوشنگ نے پوچھا حضور کیونکر بچے اس شہر نامردان
مین کہان رہے امیر نے فرمایا اب ساتھ آؤ سب احوال معلوم ہو جائیگا مین نے تمھاری خبر
قتل سُنی شکر ہے کہ وقت پر پہونچا مطلب دل حاصل ہوا اِن دس جوانون کو ساتھ لیکر طرف
باغ ملکہ کے چلے مگر دریاے خون مین نہائے ہوے یہان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز صدقے
دعا کنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین بیرون باغ اندھیرا دیکھکر پلٹ آتی ہین ملکہ ایک ایک سے
پوچھتی ہے کیون صاحبو کیا دیکھا ہاے افسوس وہ اکیلے وہان نامردون کے ریلے خدا انکو بچا کے
لائے کہ سامنے سے شمشاد دوڑی ہوئی آئی کہا واری کچھ لوگ آتے ہین مگر سبکے لال لال کپڑے
ہین ڈر کے مارے آگے نہین گئی تلوارین بھی چلتی ہوئی ہاتھ مین ہین ملکہ دوڑی افتان و خیزان
در باغ سے باہر نکلی اب جو دیکھا آگے آگے صاحبقران عقب مین دسون نوجوان امیر کی
کفنی سے خون ٹپکتا ہوا تیغہ کھنچا ہوا ملکہ نے بہ نگاہ اوّل صاحبقران کو پہچان لیا دوڑ کر لپٹ گئی
دوپٹے سے خون زرہ کا پونچھنے لگی کہا کیون شہریار کوئی زخم تو نہین کھایا میری دعا نے آپکو یہان تک
پہونچایا یہ پشت پر لوگ کون ہین امیر نے کہا ہمارا رفیق ہوشنگ نوجوان ہے عنایت سے
پروردگار کی مجور کا معشوقہ مرگ سے وصال ہوا نگہبانون کو بھی واصل جہنم کیا اب چلکر ایک قصر
معقول ہمارے رفقا کے واسطے خالی کرادو اتنا ہو ملکہ خوشی خوشی اندر باغ کے آئی پکاری اے دایہ پروین
تمھاری دعا کی تاثیر سے صاحبقران زمان اپنے رفیقون کو چھڑا لائے بڑا کمرہ خالی کرو فرش و
فروش سے آراستہ ہو شراب و کباب بھی پہونچاؤ وہ بھی تمھارے مہمان ہین تم سب صاحبون
کے بھیر احسان ہین پروین نے کہا واری خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا قصر آراستہ ہین
پردہ کرین ہم ہٹ جائین پھر مردانہ ہو ملکہ نے کہا پروین اُنکے رفیقون سے کیا پردہ یہ دو سب
تمھارے تابعدار ہین یہ باتین تھین کہ صاحبقران مع ہوشنگ نوجوان اندر باغ کے تشریف
لائے ملکہ نے اشارہ کیا صاحبقران نے قصر مین لاکر ہوشنگ کو مع دسون جوانون کے بٹھایا
کنیزون کو حکم دیا طشت و آفتابہ آیا اپنے دست حق پرست سے سبکے زخم دھوئے ٹانکے دیے

ہوشنگ کی نگاہ اُس اختر برج خوبی حسین و مہ جبین وزیرزادی ملکہ پروین پر پڑی شمع جمال
کا پروانہ ہوا پروین نے بھی بہ نگاہ محبت اُسکو دیکھا اشارون سے صاحبقران کو بھی ثابت
ہوا کہ ہوشنگ و پروین مین باہم اشارے ہوئے مسکرا کر فرمایا کہ بی پروین اندر آؤ یہ بادشاہ
ملک ہوشنگ ہمارا رفیق و شفیق جان بخش و محسن ہی پروین نے شرما کر سر جھکا لیا کہین اور
خوش رو نوجوان امیر نے خدمت مین اُن سردارون کی چھوڑین پروین کو پہلو مین ہوشنگ
کے جگہ دی امیر بارہ دری مین تشریف لائے ملکہ سے احوال پروین بیان کیا ملکہ بہت
خوش ہوئی کہا ای شہریار ہوشنگ و پروین کو بھی اسی جلسے مین طلب کیجیے صحبت مین
جگہ دیجیے اب ایک مقام پر جلسہ قرار پایا ہوشنگ و پروین ہر ایک جوان کے پہلو مین
ایک ایک مہ جبین مسند پر صاحبقران و ملکہ ماہ عالم افروز جلسہ عیش آراستہ جام مے
ارغوانی گردش مین آیا یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ مگر شاہنشاہ زرین علم بوقت
سحر آمادہ قتل ہوشنگ تخت پر سوار ہو کر بارگاہ سے نکلا اُمرا رفقا حاضر ہوئے حکم ہوا گنہگارون
کو لاؤ مہتر باد رفتار عیار شاہنشاہ کا دوڑتا ہوا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا دروازہ کھلا ہی
پچاس لاشے پڑے ہوئے نگہبان مُردہ قیدی ندارد سناٹا پڑا ہی باد رفتار گھبرا گیا حیران کس سے
حال پوچھون کون ہی جس سے دریافت کرون مُردے کیا جواب دینگے آخر اپنا سا منہ شاہنشاہ
کے روبرو آیا عرض کی حضور عجب طرح کا سانحہ درپیش ہی کہ سمجھ مین نہین آتا نگہبان سب مرے
پڑے ہین رات کو کوئی اُن سبکو قتل کر کے قیدیون کو لیگیا ایک بھی نہین بچا جس سے حال
شب کا دریافت کرون اندر شہر کے یہ غدر کہ سرکاری قیدی قید خانے سے نکل جائین نگہبان
بیچارے سزا پائین شاہنشاہ زرین علم بہت گھبرایا خود ٹہلتا ہوا در زندان پر آیا دیکھا حقیقت
مین جو باد رفتار نے کہا وہی صورت ہی سردارون نے کہا حضور مقام عبرت ہی کوئی مار آستین
گرگ بغل پیدا ہوا اتنا بڑا کام کر گیا باد رفتار نے کہا حضور یقین کامل ہی کہ ابھی کل گنہگار شہر مین
ہین در قلعہ پر خوب انتظام ہی بادشاہ نے کہا ای باد رفتار ہر گھر کی تلاشی لو کوتوال کو حکم دو جلد
اسکی فکر کرے باد رفتار نے کہا غلام آج ہی اسکی فکر کرتا ہی تمام شہر کو چھان ڈالونگا حضور بارگاہ
مین چلین بادشاہ رنجیدہ کبیدہ پشت دست کاٹتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا باد رفتار باہر نکلے

عیاری سے آراستہ ہوکر برائے تلاش نکلا استادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ تین دن کے عرصے
مین بادرفتار نے سارا شہر چھانا ایک ایک مکان کی خبر دریافت کی کہین پتا نہ ملا تیسرے
دن قریب شام تھکا ماندا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شاہنشاہ کہین گنہگارون کا پتا نہین
ملتا غلام ناچار ہی بادشاہ غصے مین تھرایا کہا او بیحیا مین تجھکو قتل کرونگا صرف آج کی شب کی مہلت
ہی کل صبح کو تیرے واسطے سحر قیامت ہی تیرا یہی قول ہی کہ در قلعہ پر بخوبی انتظام ہی پھر یہ بےادبی
کسکا کام ہی بادرفتار کے ہوش اڑ گئے سمجھا کہ ہوا بگڑی کانپتا تھراتا اٹھا روتا ہوا باہر آیا شاگردون
نے پوچھا استاد خیر تو ہی بادرفتار نے کہا بھائیو کیا کہون بموجب مثل دھوبی سے نجیتین گدھے
کے کان امیٹھین وہ ہمارے بادشاہ کا حال ہی کوئی سرکش چوٹا لگا گیا غصہ مین ہمپر فرماتے ہین
کل ہمکو تجھکو قتل کرونگا مین سارا شہر چھان چکا کوئی گھر باقی نہین رہا اب مین کہان جاؤن
صرف باغ مین دختر شاہ ماہ عالم افروز کے نہین جانیکا اتفاق ہوا شاگردون نے کہا استاد
شاید ملکہ کے باغ مین وہ باغی ہو بادرفتار نے کہا ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو وہ صاحب عصمت و
عفت ہی اپنے باغ مین مردانہ پھول نہین رکھتی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اسکے نام پر مائل ہین
اسنے شادی نہین قبول کی اسکو مسلمانون سے کیا کام شاگردون نے کہا ہم ملکہ عالم کو نہین کہتے ہین
شاید کوئی کنیز یا وزیرزادی نوجوان نے ایسا کام کیا ہو دشمنون کو چھپا رکھا ہو استاد جائیے دیکھ
چلے آئیے بادرفتار نے کہا ہماری قضا ہی آپہونچی حکم شاہنشاہ سے کیا چارہ تم سبھون کے کہنے سے
جاتا ہون دیکھ آتا ہون یہ کہکر مہتر بادرفتار افتان وخیزان حیران وپریشان طرف باغ ملکہ
ماہ عالم افروز کے چلا یہان جس روز سے صاحبقران تشریف لائے ہین دروازہ باغ کا بند
رہتا ہی خوف ہی کہ کوئی دراندازی نہ کرے قریب پہر رات کے گذر چکی ہی کہ مہتر قریب دیوار
باغ ملکہ پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی اندر سے گانے کی آواز آتی ہی سمجھا کہ ملکہ کو ہمیشہ سے ناچ گانے کا
شوق ہی صحبت عیش آراستہ ہوگی پھر کچھ سوچکر پشت باغ پر جاکر کمند باری جست کرکے برج دیوار
آیا دیکھا صحن باغ مین شامیانہ باسلک ہائے مروارید استادہ چوبین الماس نگار گلدستے غنچے
مسند ناز پر ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
زمان ایک سمت ہوشنگ نوجوان اسکے پہلو مین ملکہ پروین مثل ماہ درخشان خوش جوان

شیر صولت اُنکے پہلو مین خواصان خاص انیسان با اخلاص دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہی فلک کجرفتار رشک سے جل رہا ہی مہجور آہن کلاہ کا حال صاحبقران سامنے ملکہ کے بیان کر رہے ہین اور فرماتے ہین ای ملکۂ عالم ہمکو کئی دنکا زمانہ گذرا نہین معلوم لشکر کا کیا حال ہی ہر وقت یہی خیال ہی لقا ایسا دشمن موجود ہی ساحران غدار طرف سے افراسیاب ناہنجار کے چلے آتے ہین افسونگری کے کمال دکھاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد مثل بیچ مگر کل بوقت سحر بعنایت رب اکبر دربار مین تمھارے باپ کے جاؤنگا اگر مسلمان ہوا تو فبہا ورنہ مکاری کی سزا دونگا کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لونگا ملکہ دامن تھامے رو رہی ہی کہ ای شہریار برائے خدا یہ ارادہ نہ کیجیے ابھی تک کسیکو خبر نہین ہی طرف اپنے لشکر کے نکل چلیے اگر آپکو منظور ہوگا کہ تسخیر قلعۂ آہن حصار کرون اپنے سردارون کو ساتھ لیکر آئیے گا میرے باپ کے پاس فوج بے انتہا ہی وہ خود بھی زور و طاقت و شجاعت مین یکتا ہی ان چند کس سے کیا ہوگا ایسا نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے میرے لیے بڑی خرابی ہوگی اگر یہی قصد کامل ہی تو مجھے پہلا ایک ہاتھ لگائیے جھگڑا چکائیے صاحبقران فرماتے ہین ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو کل صبح کو ہم ضرور جائینگے مہتر باد رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا ارادہ ہوا نعرہ کرون نیچے کھینچکر جا پڑون پھر خیال کیا کہ یہ جوان تالی قفطور آہن کلاہ ہی مہجور کو قید خانے پر جا کر مارا پچاس جوانون کو کیلے نے ملکارا مین کیا کر سکونگا یہ سوچکر دیوار سے اتر آیا دل سے کہتا ہوا کہ بادشاہ سے جاکر عرض کرون فوج لیکر آؤن مگر وہ تو جوان خود قصد کر رہا ہی کہ دربار شاہنشاہی مین جلوہ آسکے تیور سے ظاہر ہی جو کہتا ہی وہی کریگا یہ سوچتا ہوا دربار شاہنشاہی پر آیا ستارۂ سحری چمک چکا ہی باغبان تقدیر اعظم گلچینی گلہائے ثابت و سیارگان کر کے گلدستۂ شعاع ہاتھ مین بصد فرحت و انبساط لطارۂ باغ عالم مین مصروف ہوا شاہنشاہ زرین علم جہرہ چھپایا ہوا فکر و تردد مین گھبرایا محل سے باہر آیا دیکھا کہ باد رفتار عیار خاموش کھڑا ہی بادشاہ نے کہا کہو مہتر صاحب کچھ باغی کا پتا ملا مہتر باد رفتار تو جلا ہوا تھا کہا حضور ان باغی باغ مین ہی گلچینی جمال گلعذاران کی کر رہا ہی بادشاہ نے کہا مین یہ پہیلی نہ سمجھا کیسا باغ گلچینی کسے کہتے مین گلعذار کیا چیز ہی بادشاہون کے سامنے بے ادبی کی باتین کرتا ہی بڑا بدتمیز ہی بڑا شاعر ہی استعارے سے بھی ماہر ہی باد رفتار

نے کہا حضور کیا عرض کرون آپ صاف صاف پوچھتے ہین صاحبقران زمان مع ہوشنگ
نوجوان آپ کی صاحبزادی کے باغ مین موجود ہین تھوڑے عرصے مین ہنگامہ برپا ہوا چاہتا ہی
وہ شیر دلیر بارگاہ شاہنشاہی مین گھس آئیگا قیامت ڈھائیگا صاحبزادی حضور کی منع کر رہی
ہین ورنہ ابتک آچکا ہوتا صاحبزادی حضور کی پہلو مین لیے بیٹھی ہین پیار سے عرض کر رہی ہین
کہ مجھے اپنے لشکر مین لیچلو وہان سے فوج گران لیکر آؤ وہ شیر کہتا ہی ہم بیٹھے ہین آنے بدون شکار
واپس ہونگے یہ روباہ خصال کیا کر سکین گے اگر وہ جوان دلیر ثابت قدم کو یے جرأت ہوتا تو
شاہزادی صاحب اسکو لیکر نکل گئی ہوتین یہ الفاظ تحقیرات صاف صاف تم بنا کر جو بادرفتار
نے سامنے شاہنشاہ زرین علم کے کہے بادشاہ عرق خجالت مین غرق ہوگیا غصہ مین کانپا
تلوار کھینچ کر کہا او بادرفتار بخدا بھی حام ہت ہماری بیٹی کا نام لیتا ہی وہ کم بخت ان باتون کو کیا جانے کسی
لونڈی باندی نے چھپایا ہوگا بادرفتار سامنے سے رو بفرار لایا بادشاہ اسی قہر و غضب مین
پشت مرکب پہ سوار ہوا افسرون کو حکم دیا جلد فوج تیار ہو اگر جھوٹ نکلا تو اس ملعون کو دار پہ
کھینچوانگا یہ کہکر جوش جرأت مین گھوڑے کو بڑھایا عقب مین سردار و سوار و پیدل چلے مگر ملکہ
کے باغ سے آشکار ہاتھ صاحبقران کا تھامے ہوے جاتی ہی کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی کہ
غضب ہوا در و دیوار کا کسیکو خیال نہ رہا مہتر بادرفتار بوقت شب اس جلسے کو آکر دیکھ گیا
بادشاہ کو خبر کی وہ مع فوج آتا ہی ملکہ تو گھبرا گئی کہ صاحبقران نے فرمایا دیکھو ملکہ ہمارا کہنا نہ مانا گھر
وہ ہمارا بزرگ ہی ہم بڑھکر استقبال کرینگے ہوشنگ سے پلٹ کر فرمایا جلد گھوڑے تیار کر وہ تیار
تھا ملکہ نے کہا آپکا کیا ارادہ ہی امیر نے فرمایا اب یہی قصد ہی جبتک وہ نامرد مع فوج آتا ہی ناموس
مین گھس آئے ہم بیٹھے دیکھا کرین یہ فرما کر ملکہ کا ہاتھ چھوڑ دیا گھوڑون پر کاٹھیان پڑگئین امیر نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا پشت مرکب پر سوار ہوئے ہوشنگ بھی مع اپنے سردارون کے ہمراہ رکاب
سعادت انتساب ہولیا امیر ابو تقی نے فرمایا ای برادر ہوشنگ ہم آگے بڑھکے مقابلہ کرینگے
تم در باغ پر ٹھہرو ناموس کی حفاظت کرو اگر ہمپر کوئی افتاد پڑے ملکہ کو قتل کر ڈالنا باغ مین تہلکہ
پڑ گیا کنیزین بدحواس جاتی ہین بھاگ کر نکل جائین ملکہ مثل تصویر تصور خاموش در باغ پہ ہنگامہ ہی
آنکھین اگر ٹھہری دعائین مانگنے لگی مگر صاحبقران گھوڑے کو چمکا کر بیرون باغ آئے ہوشنگ

مسلح ہو کر مع اپنے سرداروں کے ہمراہ ہوا امیر نے کہا برادر جو مجھے کہا ہے وہ کرو در باغ پر شہزادہ
ہوشنگ نے کہا غلام اسوقت میں ساتھ نہ چھوڑیگا کیا مجال کسیکی جو میری زندگی میں باغ
کی جانب نگاہ کج سے دیکھ سکے غلام بخوبی خیال رکھیگا ملکہ عالم سے ہیں اچھی طرح اطمینان ہے
وہ عاشق ثابت قدم ہیں صاحب جاہ و حشم ہیں جسوقت دشمنان حضور پر کوئی افتاد پڑیگی وہ
فوراً جان صدقے کردینگی فرماتی تھیں کہ بیٹا کیا ہیں خدانخواستہ گرفتار ہو کر جاؤنگی قید مصیبت کی
اٹھاؤنگی اپنے وارث کے ساتھ جان دونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی صاحبقران کب
کو بڑھا کر سو قدم باغ سے آگے ٹھہرے مرکب کو بعد کا نیزہ گاڑ دیا انتظار آمد فوج شہنشاہ زریں علم
کر رہے ہیں یہاں جب شاہ مذکور مغرور تھوڑا سا راستہ طے کر چکا ساتھ والوں نے عرض کی عیار
تو بھاگ گیا حضور ایک سوار کو روانہ کریں وہ دیکھے تو باغ کا کیا رنگ ہے اول تو سراسر خلاف
معلوم ہوتا ہے اگر شاید کسی لونڈی باندی نے ایسا کام کیا بھاگنے کی تدبیر ہو بعید ہوگی تم سکوئی
دس ہاتھ پاؤں ہیں اس روز کی مغلوبہ کا کیا ذکر بلا وجہ لڑائی ہوئی ہم دیکھتے تھے حضور نے طرح
دی تھی وہ ہاتھی آپ سے کیا لڑ سکتا ہے بادشاہ کو یہ رائے پسند آئی ایک سوار کو دوڑا دیا سوار
نے آکر دیکھا صاحبقران زمان سو قدم آگے بڑھے ہوئے انتظار میں فوج کے کھڑے ہیں در دروازہ
پر باغ کے ہوشنگ نوجوان مثل فیل مست جھوم رہا ہے سوار بھاگا سامنے شاہ کے آیا عرض
کی اے شہنشاہ وہ جوان نامدار آمد فوج کے انتظار میں باغ سے باہر کھڑا ہے بھاگنا کیسا یہ حال سنکر
سرداروں کے ہوش اڑ گئے بادشاہ نے کہا چہ دون [illegible] اس سرکش کے واپس [illegible] گا یہ کہکر
گھوڑا بڑھایا صاحبقران نے جو دیکھا گرد بلند ہوئی علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
پھریروں پر تعریف لقائے بیمار قوم ہے صاحبقران کو قتل کرو گرفتار کرو ہر طرف یہی دھوم ہے
بس صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرہ کر کے دریائے فوج میں [illegible] غوطہ مارا تلوار چلنے لگی
ہوشنگ اپنے ساتھ والوں کو لیکر شریک جنگ ہوا صاحبقران کو دیکھا پشت و پہلو سے
ہوشیار ہیں چہرے سے جلالت آشکار غول میں کافروں کے لڑ رہے ہیں مگر بادشاہ پر نگاہ ہے خون
میں بڑھکر علمدار کو مارا علم فوج قلم کیا نشان شکست ظاہر ہوا ہوشنگ نے تحسین کر کے پکارا کہ شہریار
ماشاءاللہ کیا جرأت ہے اس جنگ کے نثار لڑائی میں کون آپکا ساتھ دے سکتا ہے صاحبقران

فرماتے ہین ای برادر اپنے کو بچا کر لڑو میرے قریب نہ آؤ یہ فرماتے ہوے قریب شاہنشاہ
زرّین علم بعد شوکت و حشم پہونچے للکارا شہنشاہ پلٹ پڑا امیر نے جھک کے سلام کیا کہا
کیون حضور مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی حیر کے قتل کرنے مین کیون کوہوئی کیا نان و نفقہ نہین پہونچا
اگر داماد کو قتل کیجیے گا جوان بیٹی کو بیوہ بنا کر بٹھایے گا آپ کیسے جلاد ہین قول شاعرون بے
نہین یاد ہین یہ ہندی کی مثل ہے بیٹی دیکر داماد کو مارے ہو کوئی خطا تو ثابت کیجیے اپنے داماد
کا خون نہ سر پہ لیجیے شاہنشاہ زرّین علم غصے مین کانپا کہا حمزہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہے کیسی بیٹی
کہانکا داماد قبضہ پر ہاتھ رکھکر صاحبقران زمان نے فرمایا ہم صاحب تہذیب ہین بزرگ پر ہاتھ
اٹھا ینگے جب آپکی بدعت سے مجبور ہو جاینگے اسوقت سمجھا جایگا غصہ مین شاہنشاہ
زرّین علم صاحبقران زمان پر تلوار کھینچکر جا پڑا امیر نے گرد اسپکا اٹھایا مگر خیال ہی کہ اسکو
زندہ گرفتار کرون بازو بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالا بالموان پیس کی ہتھکڑی کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر
کیا قاش زین سے اٹھا لیا ہوشنگ قریب آیا گرد پھر کے لڑنے لگا صاحبقران نے
آواز دی شاہنشاہ اب کیا قصد ہے کہ ادا اٹھاؤ شہریار الامان امیر نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا
شاہنشاہ قدمون سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ زبان سے فرمایا شاہنشاہ زرّین علم لبدق
دل مسلمان ہوا تمام افسران فوج حاضر خدمت ہوئے شرف اسلام سے مشرف ہوئے
نوبت و نقارہ بجتا ہوا شاہنشاہ صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آیا وزیر اعظم سے اشارہ
کیا اسنے ترنج خوشبو سینہ پر صاحبقران کے لگایا عرض کی اپنی دختر بلند اختر کو شاہنشاہ نے
حضور سے منسوب کیا یہ کنیز واسطے ہاتھ دھلانے کے منظور ہو روح کو راحت قلب کو سرور
ہوا امیر نے سر جھکا لیا صاحبقران کے عقد کی تیاری ہونے لگی شہر کو آئینہ بند کرایا سامان خاصے
آراستہ ہوئے منزلون تہنیت ہوئے کہ صاحبقران زمان کا عقد شاہنشاہ زرّین علم
کی دختر ملکہ ماہ عالم افروز کے ساتھ ہوتا ہی امیر دربار مین جلوہ فرما ہین اسباب عیش و نشاط
مہیا ساقی بچے حاضر ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک عیار طرار خنجر گذار شعبان
بن عمرو اپنا نام بتاتا ہی امیدوار باریابی ہے نام شعبان سنکر صاحبقران بیقرار ہوگئے لشکر ظفر اثر
کا خیال آیا فرمایا جلد بلاؤ شعبان خنجر گذار سامنے صاحبقران نامدار کے آیا دعائے ترقی عمر و دولت

بجالایا صاحبقران نے فرمایا اے شعبان حال لشکر ظفر اثر و فرزندان نامور و خیریت بادشاہ جمجاہ
جلد بیان کرو عرض کی کہ غلام دو ہفتہ سے لشکر سے جدا ہوا جب حضور زخمی ہو کر نکل آئے بادشاہ جمجاہ
سوار گھبرا کے اسی دن برائے تلاش سرکار روانہ ہوا نکلا قلعۂ ہوشنگ پر پتا لگا لشکر ہو غلام نے حضور کو
بخیر و عافیت دیکھا خیریت لشکر کا حال یہ ہے کہ حالی پر بخوبی روشن ہے مقابلہ میں لقا الیا دشمن ہے عدم
موجودگی حضور میں نہیں معلوم کیا فساد برپا کیا ہوگا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے ضرور
آتا ہوگا صاحبقران گھبرا گئے کرسی جواہر نگار پر شعبان کو جگہ دی اسی شب کو ساحرہ ملکہ کے عقد کیا
گوہر مراد حاصل ہوا ہوشنگ نوجوان کی شادی ساحرہ پروین وزیر زادی کے کی اور وقت سحر دربار
میں شاہنشاہ کے تشریف لائے فرمایا اب مجھ کو رخصت کیجئے حالات لشکر آپ نے سنے دشمن بدکار
سے مقابلہ ہے اب عرصہ ہونا بہت ناگوار ہے بہت جلد اپنے کو لشکر میں پہنچاؤں و دشمن سے ضرر نہ کر کے
جاؤں عرض کی غلام ساتھ چلیگا تا بہ حیات دامن دولت نہ چھوٹے گا ہوشنگ نے بھی یہی
عرض کی قلعۂ آہن حصار و قلعۂ ہوشنگ پر نام معرکے گزرے تمام سعد بن قباد جاری ہوا
صاحبقران نے شاہنشاہ کو تخت پر سوار کیا ہوشنگ نوجوان کو عہدہ سپہ سالاری ملا صاحبقران
محل میں تشریف لے گئے ملکہ ماہ عالم افروز سے رخصت ہوئے ملکہ نے دامن صاحبقران تھام لیا
عرض کی کنیز کو بھی ہمراہ لیجئے صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا اے ملکہ عالم انشاء اللہ
جنگ طلسم ہوش ربا سے جب مہلت پائینگے تم کو ضرور بلوائینگے آخر ملکہ نے بہ جبر صبر کیا صاحبقران
آنکھوں میں آنکھ بھر کے باہر تشریف لائے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے مع چار ہزار فوج جرار
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے کوچ کیا طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے ہیں دیکھئے کس وقت
اپنے لشکر ظفر اثر میں پہونچیں یہ حقیر سراپا تقصیر اذل کونین بے ہنر منشی احمد حسین متخلص بہ قمر
اس حصہ جلد پنجم طلسم ہوش ربا کو اس مقام پر ختم کرتا ہے کہ بہ تعجیل تمام طبع ہو کر بملاحظہ ناظرین والا
تمکین و شائقین خوش آئین گذرے ان داستانہائے رنگین کو بہ نظر اصلاح ملاحظہ فرمائیں عیب کو اس ہیچمدان کے
چھپائیں اشعار التماس مصنف قمر

دل مضطرب اب نہیں مطمئن
ولیکن ہے روشن کہ ہوں بے ہنر

خطاکار ہوں میں سیہ کار ہوں
کہ آلودہ ہوں سر سے تا دامن
نظر غور سے جب کریں نکتہ چیں

بدام جہالت گرفتار ہوں
تخلص اس عاصی کا گو ہے قمر
یقیں ہے کہیں آفریں آفریں

چھپا مین کوئی عیب دیکھین اگر
قلم پر کرین صبر کی سب نظر
نویسم دگر قصۂ دلفریب
بگیرم زعشاق صبر و شکیب

واضح ہو کہ شہسوار عرصۂ یکتازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے ملعون بتشنیع خواجہ عمرو بن امیہ سنکر اس حسرت مین ایکجانب چلا ہی کہ کسی مقام پر جاکر بجان و دن اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالون بعد مخفی ہونے شاہزادہ اسد کے خواجہ عمرو منفعل ہو کر تلاش اسد نامدار چلے ہین صحراے ہول خیز وحشت انگیز حوالی باغ سیماب مین برق و ضرغام کو زمین سے نکالکر غصہ مین حکم دیا کہ میرے پاس سے جاؤ یہ دونون بیچارے آفت کے مارے الگ الگ روانہ ہوے ہین طیور سحر طراز برلبے مددلقا کیا تھا واصل جہنم ہوا اب نامۂ لقا پاس افراسیاب جادو کے پہنچا ہی جو ساحر آئیگا اسکا نام وقت پر لکھا جائیگا افراسیاب جادو باغ سیماب سے بیچ طلسم کی طرف کوہ بلور کے جاتا ہی یہ حال بھی دائرۂ تحریر و تقریر مین آئیگا ملکہ مہرخ وغیرہ اپنے لشکر مین رہین گر فراق اسد و عمرو مین بیقرار اشکبار ہین ملکہ حیرت جادو و مصور صورت نگار عقب مین افراسیاب بدکردار کے طرف کوہ بلور کے جاتے ہین ان سبکے حالات انشاءاللہ بحول قوت الٰہی حصۂ دوم جلد پنجم طلسم ہوشربا مین بہ تصریح و تشریح گزارش خدمت والا ہونگے

قطعات تاریخ طبع اول

تاریخ در سن عیسوی مصنف جلد ہذا ناظم و نثار بندۂ حقیر پروردگار مصاحب خوان شہسوار رہ روش رسول الثقلین منشی میرزا احمد حسین روشن کن بیاض سحر متخلص بہ قمر قطعہ تاریخ

لکھی یہ جلد پانچوین مین نے بصد نیاز
مدت سے شائقین کو تھا جسکا انتظار
کیونکر نہ کھلے غنچۂ خاطر شگفتہ ہو
بلبل ہزار جان سے فدا جسپہ بار بار
ثریان مین موتیون کی عبارت کا سلسلہ
کیا موجزن ہی طبع کا دریاے بیکنار
مضمون دلفریب ہین یا گل کھلے ہوے
باغ طلسم ہوشربا کیا ہی لالہ زار
ہو وجد بلبلون کو سنین گر یہ داستان
ہیں طوطیان باغ فصاحت کو انتشار

شاخوں پہ طائران خوش الحان کریں سکوت — سن سنکے جھومنے لگیں اشجار باردار
تاریخ عیسوی کی اگر فکر ہو قمر — لکھدے دکھائی باغ فصاحت کی کیا بہار

قطعہ تاریخ شاعر شیرین سخن خوشہ چین باغ پنجتن محب آل رسول الثقلین میر شوکت حسین صاحب فضل وہنر تخلص بہ سحر لکھنوی شاگرد جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس تاریخ ہذا ور حروف منقوط مصرعۂ آخر

نگاہ غور سے دیکھا جو یک بیک میں نے — نظر پڑی ہمکو ہر اک طرف قمر کی ضیا
ہزار شکر چھپے جلد پنجمی دفتر — کہ جسکا چار طرف شور و غلغلہ ہے بپا
وہ چست فقرے وہ ہر جا عبارت رنگین — وہ بند و بست مضامین نو بحد زیبا
شگفتہ غنچۂ خاطر ہوشیار یقینوں کا — نگہ سے دیکھ لے باغ طلسم کی جو فضا
ہو خار باغیوں کے دل کو رشک سے ہر دم — مثال بلبل شیدا ہے مدح خوان دنیا
سحر نے لکھ کے یہ تاریخ کی جو گلچینی — حروف ہوگئے منقوط مثل گل پیدا
ندا فلک سے یہ الفت کی دمبدم آئی — کہ اب کھلا گل باغ بہار ہوشربا

قطعہ تاریخ دیگر میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

ضیائے طبع قمر سے بفضل رب انام — بہ طرز نو ہوئی یہ جلد پانچوین ترتیب
عبارت اسکی ہر اک عیب سے مبرا ہے — کہ جس مین آنے نپائی کسی جگہ تعقب
وہ بیدل ہین یہ منشی کہ دصمیم ہے انکی — وہ کون ہے جو نہین جانتا بعید و قریب
غضب کی سحر بیانی ستم کی ہے تحریر — یہ رنگ یہ ڈھنگ تو بلبل کو بھی نہین ہے نصیب
ندا فلک نے یہ دی بہر سال سن سے سحر — طلسم ہوشربا کی یہ جو داستان ہے عجیب

قطعہ تاریخ جناب فلک اساس میر ذاکر حسین صاحب متخلص بہ یاس لکھنوی شاگرد رشید جناب جلال

ہے ہوشربا طلسم جو ایک — شہرا جسکا کہ جابجا ہے
لکھی گئی اسکی پانچوین جلد — مضمون ہے یا چمن کھلا ہے
کی صرف قمر نے وہ لیاقت — ہر اک کی زبان پہ مرحبا ہے

شستہ ایسی لکھی عبارت — دریا گویا کہ بہ رہا ہی
منظور ہی یاس حسن جو اسکا — الحمد طبع قمر کی کیا ضیا ہی

قطعہ تاریخ ایضاً

نظم و نثر ہی ایسا قمر — داستان گوئی مین ہی جو لاجواب
ہی ہر اک جملہ بیان کا بے نظیر — اسکے معنی اور بھی ہین انتخاب
پانچوین یہ جلد ہی یا ہی طلسم — ہوش جسکے سنتے سے جائین شتاب
داستان گو کتنے ہی بنجاینگے — سیر سے اسکی جو ہونگے فیضیاب
یاس نے لکھا یہ اسکا سال طبع — واہ یہ بے مثل و نادر ہی کتاب

قطعۂ تاریخ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب فضل و کمال شاعر نازک خیال متخلص بہ جلال لکھنوی

نام اسکا ہی عجب ہوش ربا — ہوش ہوتے ہین جسے دیکھ کے گم
طبع کا سال ہی کیا خوب جلال — دفتر ہوش ربا ہی پنجم

قطعہ تاریخ جناب میر محمد حسین صاحب رضوی متخلص بہ متین شاگرد جناب سید محمد جعفر صاحب امید مرحوم و مغفور لکھنوی

بنا یہ اسکی ہی جو خود بھی وتیرہ یکتا ہی — مثال بحر طبیعت کو ہیری کیون نہو جوش
انھین کا نام ہی احمد حسین بھی مشہور — انھین کی نظم سے آتا ہی غافلونکو بھی ہوش
بنا دیا ہی تحیر نے آئینہ سبکو — لکھی وہ نثر کہ ہین اہل نظم بھی خاموش
قمر کلام مین تیرے ہی تازگی کیسی — اڑے ہین رنگ کی صورت چمن مین پھولونکے ہوش
غرض یہ دیکھ کے حسن عبارت دلکش — متین فکر مین تاریخ کے ہوا جو خموش
ندا یہ غیب سے آئی کہ لکھدے بے سر حل — کہ جلد ہوش ربا ہی ربائے عقل و ہوش

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بے نظیر خوش تقریر سعید کونین جناب مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش

منشی احمد حسین صاحب قمر — قمر آسمان مجد و علا

زود تر داستان مرتب کرد	کہ صحیح است و نادر و زیبا
چو بخدمت نیاز دارد ہوش	بہر تاریخ طبع شد ایما
بسر آرزو نوشتم سال	بحر حیرت فزاست ہوش ربا ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ ایضاً

اب تو دکھلا رہا ہی نام خدا	طرفہ حالت طلسم ہوش ربا
سال تاریخ طبع لکھدای ہوش	جلد حیرت طلسم ہوش ربا ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ ایضاً

جلد تحفہ نثر قمر روشن طبع	ارمغانیست برای عقلای عالم
ہوش این مصرع تاریخ نوشتا زپی نذر	طبع این قصہ شد ہوش ربای عالم ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ ایضاً

قمر بنام خدا وہ داستان گو ہین لکھے مین	کہ جنکی طبع مین دریائے جیحون کی روانی ہی
لکھی ای ہوش یہ تاریخ انکی نثر کی مین نے	عجب یہ داستان اردو تحریر کی نشانی ہی

اصحاب رنگین طبع کی راے انور پر ظاہر ہو کہ یہ تاریخون کی بوچہار صرف دلچسپی کی نظر سے ہی ورنہ ابھی کتاب کا خاتمہ ہنوز بہی دور ہی اور اسیقدر حجم اس دوسرے حصے کا بہی ہی بلکہ جلد پنجم کا یہ پہلا حصہ بعجلت نذر ناظرین ہوا ہی چونکہ جلد اول و دوم و سوم و چہارم کا ترجمہ و تدوین منشی محمد حسین جاہ صاحب نے مطبع کے واسطے کیا تھا پھر بعض اتفاقات سے جاہ صاحب کا تعلق مطبع سے منقطع ہوا اور چونکہ اِس حقیر ہیچمدان کی نثر خوانی و داستان طرازی تمام شہر مین زبان زد خاص و عام ہو رہی ہی اور تمام رئیسان عظام و شاہزادگان والا مقام بعنایت رب الانام بہ تعریف تمام واقف و ماہر ہین بلکہ ہر شہر و دیار مین بفضل معبود بے نیاز بندے کے بہت شاگرد موجود ہین پس بذریعہ احباب کے میری رسائی مطبع تک بآسانی ہوئی مالک مطبع قدر شناس جناب ذی خطاب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے کمال ذرہ نوازی فرمائی اور حقیر کی قدر بڑھائی اور اس کتاب داستان امیر حمزہ کی چار جلدون مذکورہ کے بعد باقی ہر سہ جلد پنجم و ششم و ہفتم تک کہ جہان کتاب پوری ہوئی ہی پورا ترجمہ و تکملہ کرنے کی خدمت

مجھ خادم کے سپرد فرمائی اس نیاز مند نے بعنایت رب اکبر بہت خوب دلچسپ عبارات میں پوری انشاپردازی سے ہر ایک موقع پر دلاویز اشعار کے ساتھ لکھنا شروع کیا اور یہ خبر فاش ہوئی ہر ایک کی چشم انتظار نے اسطرف ٹکٹکی لگائی کہ دیکھیے کب تک جلد پنجم کا پورا ترجمہ ہو اور کب تک چھپکر نصیب ہو لہذا یہ رائے نہایت مناسب قرار پائی کہ جلد پنجم کے دو حصہ کر دیے جاویں کہ جب تک دوسرا حصہ تیار ہو ناظرین پہلے حصہ سے دل بہلائیں اور اب تو بفضلہ تعالی کل جلدیں بہ حسن انتظام مرتب ہو کر مدت سے نذر ناظرین ہو رہی ہیں اور کمال قدردانی حضرات شائقین سے یہ جلدیں مکرر طبع ہو گئیں

فہرست داستانہائے جلد پنجم حصہ دوم

مژدہ ای دل کہ دگر باد صبا مے آید	ہدہد خوش خبر از شہر سبا مے آید

اشعار مصنف قمر

ہے شوق ماہرو کو ہمارے ستار کا	تار شعاع مہر نمونہ ہے تار کا
ساقی پلا دے جام مئے خوشگوار کا	آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور کے نہیں جاتیں کدورتیں	اس آئینہ میں زنگ ہے میرے غبار کا
برگشتہ قسمتوں کی نہیں خاک کو بھی چین	کھاتا ہے پیچ و تاب بگولہ غبار کا
دل کی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر	ادنے نمونہ ہے یہ مرے اضطرار کا

حصہ دوم جلد پنجم طلسم ہوشربا کا آغاز کیا گیا ہے جسکا خلاصہ مضمون حسب ذیل ہے

یہ حصہ دوم اس مقام سے شروع ہوا کہ اسد بن کرب باغ سیماب سے آوارہ ہو کے پہونچنا شہر داؤدیہ میں دمشق ملکہ لالان خون قبا دختر خداوند داؤد سے عیاری خواجہ عمرو حبشی خداوند مذکور کی صورت بنکر لوح لینا افراسیاب جادو سے عیاری کرنا ملکہ صورت نگار زوجہ مصور شیر و سامری کا شاہزادہ اسد غازی پر اور گرفتار کرنا خواجہ عمرو کا زن و شوہر کو بھگانا افراسیاب جادو کا اور مقابلہ افراسیاب دکوکب دعیاری ملکہ عرصر شمشیر زن لینا لوح کا بشکل ملکہ حجبین پھر افراسیاب کا گرفتار کرنا شاہزادہ اسد وغیرہ کو سحر ملکہ بران و عیاری خواجہ عمرو و چالاک برائے تلاش لوح جانا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم صندل پر و فتح طلسم مذکور

تا بہ ور بند مہر وماہ جادو و حالات حصول لوح از شکم گاو آتش بار جادو و اور دوم دیگر شاہزادہ اسد کو لوح لیجانا اسکا ر جادو کا ہنگامہ عظیم ہونا باغ مین ملکہ زیور المحل نشین کے دعیدی خواجہ عمرو بشکل شاہنشاہ جنات اور لوح کا جانا شکم زہر یر جادو مین کہ جو دریا ے نیل مین رہتا ہے و دو استانہا ے حجرہ ہفت بلا و دیگر داستانہا ے متعلق جلد ہذا شائقین والا تمکین ان داستانہا ے رنگین سے حظ کامل اٹھاینگے

خاتمۃ الطبع از جانب کار پردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ خالق ارض و سما کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ہر داستان ایک دریا ے ناپیدا کنار ہے اور جسکے آٹھ دفتر ہین اور ہر دفتر کئی کئی جلدون مین ختم ہے اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت بسیار کئی حصہ ہین اتنی بڑی داستان عظیم الشان کے ترجمہ و طبع کا بار مالک مطبع ہذا نے اپنے ذمہ لے لیا اور ہر شخص کم مایہ کو بھی کوڑیون کے مول مین اس گلستان ہمیشہ بہار کی سیر سے محظوظ کر دیا دفتر اول نوشیروان نامہ کی ہر دو جلد اور دفتر دوم کوچک باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی ہر دو جلد کا ترجمہ ماہر شیرین زبان منشی شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے بطرز دلکش طبع کیا اور یہ جلدین طبع بھی ہو گئین - دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہے اور جسکی سات جلدین ہین اسکی اول چار جلدون کا ترجمہ نثار بے بدل منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلدون کا ترجمہ استاد مسلم الثبوت منشی احمد حسین صاحب قمر سلمہ نے فرمایا ان ساتون جلد طلسم ہوشربا کا ترجمہ ان دونون عالیشان مترجمون نے بعبارت رنگین مثل عبارت فسانہ عجائب کیا ہے فصاحت و بلاغت کا دریا بہا دیا ہے جو ملاحظہ سے متعلق ہے - اسی طلسم ہوشربا کی جلد پنجم بسبب طولانی ہے جسکے دو حصہ مجبوری کرنا پڑے چونکہ حضرات شائقین کی قدر دانی سے یہ جلدین ہاتھون ہاتھ فروخت ہو گئین لہذا نوبت طبع مکرر کی آئی چنانچہ بفضلہ تعالی طلسم ہوشربا کی جلد پنجم کا پہلا حصہ ماہ دسمبر ۱۹۰۳ء مطبع نامی منشی نولکشور صاحب سی آئی ای - واقع لکھنؤ مین بار دوم طبع ہو کر سرور افزا ے دلہا ے مشتاقان ہوئی - باقی دفتر فرزند علی نامہ نورج نامہ - لعل نامہ کا بھی انصرام طبع ہو رہا ہے -